A decorative border runs along the left and top edges of the page. It consists of various overlapping circles and semi-circles. Some are solid black, some are white with black outlines, and others are filled with different patterns like concentric circles, dots, or a stippled effect. The background of the entire page is a light green color.

# طلسم ہوش ریا

جلد دوم

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری - پٹنہ



# طلسم ہوشربا

جلد دوم

خدا بخش اورل پبلک لائبریری، نیٹن



تقسیم کار :

مکتبہ جامعہ ملیٹیڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

صدر دفتر :

مکتبہ جامعہ ملیٹیڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

شاخیں :

مکتبہ جامعہ ملیٹیڈ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی 110006

مکتبہ جامعہ ملیٹیڈ، پرنسس بلڈنگ، بمبئی 110003

مکتبہ جامعہ ملیٹیڈ، یونیورسٹی مارکٹ، علیگرھ 202001

اشاعت : ۱۹۸۸ء

قیمت : ستورپے



## پیشگفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران  
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفتر پنجم  
طلسم ہوشربا  
جو کل داستان امیر حمزہ کی جان ہے  
اور جس کی سات جلدیں ہیں  
اس کی اول چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے  
اور آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمر نے فرمایا  
\_\_\_\_\_ طلسم ہوشربا (طبع سوم)، ۱/۵، ختم البیّن، از جانب مطبع ۱۳۲۲

آٹھ دفتروں کی چھیالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستان امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر 'طلسم ہوشربا' جو  
قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے جسے اردو کی اپنی چیز اور نیا لہجہ تصنیف ہونے کے باوجود  
اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی بہک جانے کی بات اور ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے!! اور جو ۱۹ دین صدی  
میں اس طویل داستانی سلسلہ کی شائع ہو کر منظر عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے، پیش خدمت ہے۔

طلسم ہوشربا جس کا محض نام ہی ہمیں یکایک ایک طلسمی دنیا میں لے جاتا ہے، اس معنی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو  
میں اتنے وسیع اور متنوع بیانیہ پر نثر کا احوال کسی دوسری جگہ نہیں ملتا۔ اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ)  
بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمر وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتری داستان امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی 'طلسم ہوشربا' کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے بقیہ سات دفتروں  
کی تو محوڑی بہت 'فارسی بنیادیں' مل جاتی ہیں۔ لیکن دفتر پنجم یعنی طلسم ہوشربا خالص ہندوستانی تخلیق ٹھہرتی ہے، اور اس لحاظ  
سے ہندوستان کو اردو زبان کا ایک نادر تحفہ جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستاون سے قبل رام پور میں میرا حمد علی نے کھڑا کیا، اور جسے ان کے  
بدلا گلی پیر بھی کے انبا پرشاد (شاگرد میر احمد علی) نے اس سماعی روایت کو، اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضوانے 'سمع' کو  
'بصر' میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو پڑھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں، غیر مطبوعہ، رضا لائبریری  
رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات بلکہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے ۲ حصے ہیں) اور ۲ جلدیں مزید، بقیہ طلسم ہوشربا



کی آئیں، اس طرح اس کی کل دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۴۶ جلدی داستان حمزہ کے دس نئی ایک چوتھائی سے کچھ ہی کم حصے پر ہوشربا  
 حادی ہے۔ یہ دو داستان گویوں کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولین چار جلدیں لکھیں احمد حسین قمر نے بقیہ ساری جلدیں تمام اکیں۔  
 یہ داستانیں بھی بد میں گئیں، سنائی پہلے! اس لیے لکھتے میں آنے سے قبل ہی شہر ہو جاتیں! اور کچھ جانی کے بعد بھی سنا جانے میں  
 زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستان سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوشربا کو، اردو میں جتنا پڑھا گیا، اور جتنا سنا گیا، اردو کی  
 کوئی اور کھیل تخلیق، اس اعتبار سے، اس کے نصف قدر کو بھی نہیں پہنچتی۔ عوام انسان سے لیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غریب سے امیر  
 تک، شعرا و ادبا تک، مرزا غالب بھی! سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محیط کمال کی روایت  
 کسی نہ کسی طور جاری رہی اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجہ پرندیم مہبائی فیروز پوری، اپنے درجہ پر  
 ظفر عمر (بہرام کی گرفتاری، نیلی چھتری وغیرہ) اور خالص ترجمہ کے درجہ پر تیرتھ رام فیروز پوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے!  
 فرصت اور مہلت کے اوقات سکر رہے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سننے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور حاوی آچکا تھا۔  
 تاہم وہ کثرت زائیا اور سحر طرازیان، وہ تخیل کی آزاد اڑان، وہ نیکی اور بدی سے ملی جلی زندگی کا تنوع اور اس میں ہر دو کی حیرت ناک  
 غیر معمولی بہادری اور ذہانت اور ان کے بل پر اعلیٰ ترین کامرانی۔ اس سب کو دیکھنے کی خواہش تھی ہی، وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی  
 تیرتھ رام فیروز پوری کے اسرار و باراندن اور گردش آفاق کا ترجمہ سلسلہ ہی! بہرام کے کارنامے ہی سہی! وقت سکر رہا تھا اس کے ساتھ حجم  
 بھی سکر رہا۔ یہاں تک کہ آزادی کے بعد وہ سیل بیکراں 'جاسوسی دنیا' اور 'طلسمی دنیا' جیسی جوئے کم آب میں سمٹ آیا۔ 'طلسمی دنیا'  
 مقبول نہ ہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سچا لکوں کو نہ ہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا  
 اپنے زمانے میں طلسم ہوشربا تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا'  
 ابھی ایک دو سال قبل تک اسی پابندی کے ساتھ ماہنامہ کی شکل میں پرانے شماروں کو کھپاتا اور دھوم دھام سے فروخت ہوتا رہا ہے۔  
 اور سرحد پار متعدد مقبول ڈائجسٹ 'جاسوسی دنیا' کی پوری پوری کہانیاں اپنے یہاں تمام دکال یا قسط دار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور  
 تیز رفتاری اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!

ہندیرانی کلچر کی جو باقیات، بیسویں صدی کے ادائل تک جتنی اور جس حد تک محفوظ رہ گئی تھیں، ہوشربا میں اس کلچر کے  
 تقریباً ہر پہلو کی جھلکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ کلچر جو ہند آریائی تہذیب کے دو دھاروں میں تھا۔ عیسائی سے گیارہ بارہ سو سال  
 پہلے کا دھارا اور عیسائی سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا: جس میں دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین روایتوں کو ہم آمیز کر کے دنیا کے ایک  
 تشکیل ترین تہذیبی آمیزہ کو جنم دیا ہوشربا میں عالمی تاریخ و تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جاسکتا ہے۔  
 اس دور کی تہذیب، سماج، اور زبان ان تینوں کے مطالعہ کے لیے ہوشربا ایک قیمتی خزانہ ہے۔





طلمسہ پویش کا رشتہ اردو داستان کے رشتہ سے فارسی داستان امیر حمزہ صاحبقران (= قسط امیر حمزہ = حمزہ نامہ = رموز حمزہ = اسمار حمزہ) سے جوڑا جاتا ہے جو روایت "توفیقی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن چونکہ واقعہ "فیضی سے قبل ہمایوں (م ۹۶۳ھ) کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہمایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اسے مصور کرنے پر مقرر کیا، اور پھر اکبر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا (اس مصور حمزہ نامہ کے مندرجہ ذیل سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں۔ یہ اشاعت صرف تصاویر پر مشتمل ہے اور متن سے عاری ہے) (مصور پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اکبر کے عہد میں محل مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندوستانی اور ایرانی مصوروں کو فن مصوری نے جو شاہ کار تخلیق کر رہے تھے ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے۔ اور ان میں خدا بخش لائبریری کا تاریخ خاندان تیموریہ کا مصور نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کی دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے۔ یعنی قدیم زمانے کے حمزہ نامہ کو اکبر کے عہد میں بس مصور کیا گیا! اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنف کی حیثیت سے آتا رہا ہے تو عین ممکن ہے کہ جس طرح تاریخ خاندان تیموریہ میں قدیم تر تاریخوں سے مدد لیکر تاریخی متن بھی شامل رکھا گیا اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ لکھا گیا ہوا نہ رکھے میں فیضی شامل رہے ہوں یا اتنی اہمیت جس داستان کو عہد ہمایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ جو ایک دوسری روایت کے مطابق اسے عہد تہانوی کی چیز کہا گیا ہے، اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہد غزنوی کی چیز۔ تو کوئی عجب نہیں کہ یہ سچ پچ اتنی ہی قدیم رہی ہو۔ فی الحال تو بس اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ خدا بخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں ذبیحۃ السموز کے نام سے موجود ہے جس کے مولف حاجی قصہ خوان ہمدانی نے ۱۰۲۲ھ میں ۱۶۱۳ء میں حیدرآباد پہنچ کر اسے عبداللہ قطب شام کے لیے لکھا۔ لکھے وقت ہمدانی کے پاس داستان حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابوالمعالی نیشاپوری، جمال بلخی، اور سلطان حسین مشائی کے فارسی ورژن قابل ذکر ہیں۔ یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۳ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستان امیر حمزہ فارسی میں جو بھی مٹی ہے ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب ہے۔ اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے، خلیل علی خاں اشک کے قلم سے (۱۸۰۱ء)، ایک ہی حصہ میں آگئی۔ نصف صدی بعد امان علی خاں غالب لکھنوی نے (۱۸۵۵ء میں) اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس آخر الذکر کو یاد دہانوں ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نو لکھنؤ نے عبداللہ بگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو معمولی ترمیموں کے ساتھ پہلے سید تصدق حسین

۱۔ رموز حمزہ تہران سے بھی شائع ہوئی اور نو لکھنؤ سے بھی۔ حال ہی میں تہران سے "قصر حمزہ یا حمزہ نامہ" بھی (مرتبہ جعفر شہار) معمولی ضخامت کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے، جو ایک قول کے مطابق تہران سے ۱۲۷۴ھ میں سات جلدوں میں چھپا (خدا بخش کیٹلاگ ۱۸۱/۸) خدا بخش کیٹلاگ کو غلط فہمی ہوئی یہ سات جلدیں نہیں سات حصے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔



رضوی ایڈیشن (۱۸۸۷ء) کی تسکین میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (۱۹۳۵ء) ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنج تتر/کلید و دمنہ/انوار سہیلی اور الفیسی کے نمونے سلسلے تھے ہی؛ کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہارے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن خرچ کرنے کی ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستان سن کے خوابِ خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شدہ شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچتی گئیں اور داستان گو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کی پھینڈنے لگتا چلا گیا تاہم یہ کہنے اور سننے کی حد تک محدود داستان سننے سنانے میں ایک محلے یا ایک شہر تک محدود رہتی؛ مطیع والوں نے اندازہ لگایا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر متوقع حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بہتر بدل دے گا (جس پر دنیا چل رہی ہے یعنی مالی منفعت!)۔ چنانچہ داستان گو یوں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی ایک جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جواب داستان نویس تھے) اُسے ترجمہ بھی کہتے ہیں (کہ رشتہ باطنی سے رکھنا اس عہد کا شیوہ تھا) تصنیف بھی (کہ واقعہً تو یہ تصنیف ہی تھی!)۔



طلسم ہو شربا تصنیف ہے ترجمہ نہیں؛ طلسم ہو شربا، داستان امیر حمزہ کا ایک حصہ بتایا جاتا ہے۔ اور خود داستان ————— ایک قدیم تر فارسی قصہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ ————— کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں موجود ضخیم داستان امیر حمزہ اردو جن کا ترجمہ قرار دی جا سکے ————— اور کوئی فارسی یا ۱۲۰۰ داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلسم ہو شربا جس کا ترجمہ کہی جا سکے بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چربہ ہے یا اسے اپنا سرچشمہ بنایا ہے ————— اور طلسم ہو شربا قدیم داستان یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کہ ناموں میں خاصا اشتراک ہے، اور کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تراویات فارسی سے ناتا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں نعر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلاف واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمہ کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے ہیں۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطیع کے کارپردازوں اور مالکوں کو بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گرو کا حصہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے کہ انیسویں صدی کے ادوار تک ہمارے وہ عظیم نہیں تھے جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ درنہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل



کے ساتھ، بلکہ فقہی اصطلاح میں تو اتر کے ساتھ، یہ روایت لکھنؤ اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ بڑے داستان گو لکھتے نہیں تھے سنا تے تھے۔ لکھنے والے 'کاتب' اسے سن کے لکھتے جلتے تھے۔ اور پھر جب یہی کچھ چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکسار سے اور طالع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کا زمانے کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر کچھ لوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفانہ اظہار تھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے۔ اگر کچھ لوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ اگلوں کے لیے انیسپریش تو بہر حال بنی: اس کے کردار لیے، اس کے عیار لیے، اور کبھی کبھ باتیں آٹے میں نمک کے طور سے لے لیں۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کا داستان ترجمے میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی۔ اگر خیال اصلاً پیش رو کا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے، عمارت کا نام اس خیال آفریں کے نام پر ہی رہے: ایسی قدریں، اب اس عہد میں، جب پیشرووں کے پورے پورے انکار پس رو اپنے ناموں میں ٹانک پلتے ہیں، سمجھ میں آج بھی تو نہیں سکتیں!

جن پیشرو داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے مترجم مصنفوں نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انہر پرشاد، غلام رضا اور میر احمد علی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انہر پرشاد کی روایت سے انہر پرشاد کے بیٹے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا چودہ جلدوں میں طلسم باطن ہوشربا اور طلسم ہوشربا سے باطن کے نام سے رام پور میں مخطوطہ کی صورت میں محفوظ ہے۔ یعنی اردو میں یہ داستان ایسی ہی ضخامت کے ساتھ قبل از وجود میں آچکی تھی۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا، مطبوعہ طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا مأخذ قرار دیا، یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا مأخذ محض ایک خیالی وجود ہے یا تقلید س کا ایک فرضی نقطہ جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بومارکلیشن کے 'فقہ فیلسوف' تک جسے ہرست نگار (عبدالقدیر) نے ہوشربا والا فقہ ٹھہرایا، جو صحیح بات نہیں! داستان امیر حمزہ، رموز حمزہ، قصہ امیر حمزہ، اسماء حمزہ، حمزہ نامہ، زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں ملتا۔ دراصل یہ فارسی میں بھی ہی نہیں۔ اسے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو ہی میں لکھا۔ یہ اس کا پہلا نقش تھا اور رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۲۰ء - ۱۸۶۵ء کے درمیان لکھی گئیں جو نو لکھنؤ سے قبل کی بات ہے۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۵: ۲/۶۲۷) کہ مصنف اول احمد علی ہیں۔



وہ مشہور روایت آپ تک بھی پہنچی ہوگی جس میں ہم جو جب ساری منزلیں سر کر کے اس چٹان تک پہنچ جاتا ہے جہاں



اب وہ سہولت اپنا نام لکھ کر بقیہ دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے، اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو بیشک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرج کے! اس ہدایت نامہ میں یہ بات مخدوف تھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے گا کہ تمہارے بعد انیوالا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرج کے اپنا نام لکھتا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد ... -

ہماری اقدار ایک ایک کر کے ریزہ ریزہ بکھر رہی ہیں۔ ایک اعلیٰ قدر کبھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو! 'نام نیک رفتگان ضائع مکن' شعر کے دوسرے حصہ میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھو گے تو آنے والے تمہارا نام بھی بچالیں گے! تاہم نام نیک برقرار! ہا توام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمرشیلڈ کی وہ دلرو چینگ آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کی یہ کوشش کیا ہے؟ کہ جب ہم دنیا سے گئے رجائیں تو زندوں کے خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام! بے نام ابدیت سے تو ہم بچ ہی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کھرچے تو نہیں جاسکتے! نہ انہیں امتیاز یا نشانات ملنے سے روکا جاسکتا ہے!! وہ غمت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی بچھلا نام کھرچو مت، مت کھرچو کہ تمہارا نام وہاں آجائے! بالآخر تو تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے زیادہ خوش نصیب تھے، (مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا) طلسم ہوشربا کا خصوصاً اور داستان امیر حمزہ اور داستان خیال وغیرہ کا عموماً جیسا تفصیلی مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جوتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے معصروں میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں الف سے یہ تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی 'ادب دوستی میں' اتنی ذہنت توڑ کاٹی! اور، شکر گزار ہونا چاہیے ہیں ان محسنوں کا جنہوں نے ہم پر روشن کیا کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکسارانِ جہاں' فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سوار کسی شہسوار کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے! اس طور پر کہ پیشروں نے فن داستان کوئی پر داستان امیر حمزہ پر از خصوصاً طلسم ہوشربا پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم ہوشربا کے اس خدا بخش ایڈیشن کے ساتھ اقتباساً یکجا کر دیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے



قاری موضوع سے قریب ہوتا جلاجلے؛ درمیان میں 'برزخی' تحریریں ہوں، جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو، یہ تحسینی، تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کیلئے سرگزار کی کے ساتھ مقدمہ طلسم ہوشربا کے طور سے پیش کی جا رہی ہیں۔



تہذیب سماج اور زبان — تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم ماخذ ہے۔ تہذیب اور سماج کو کچھ آپ خود تلاش کر لیں، کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے تہذیبی وسیلہ اظہار بھی اس کے پیش نظر لفظیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے: یہ فرہنگ نہیں؛ یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے۔ یہ صرف جلتے ہوئے زمانے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کر کے کچا کر دیا گیا ہے کہ ان لفظوں، محاوروں، اصطلاحوں اور استعاروں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے ادائل تک کاروانِ عام اور اس کے توسط سے 'مکن مد مک'، وہ تہذیب اور سماج سامنے آجائے جسے قاری سچ سے زیادہ معتبر اور بے پیل صورت میں ادب محفوظ رکھنا جانتا ہے! لفظیاتِ طلسم ہوشربا کو مقدمہ طلسم ہوشربا کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسامت کے باوجود حقن کی دیو قامت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی۔



ترجمہ  
جلد دوم طلسم ہندوستان

منجملہ ہفت وفت  
داستان امیر حمزہ صاحب قمران  
جسکو

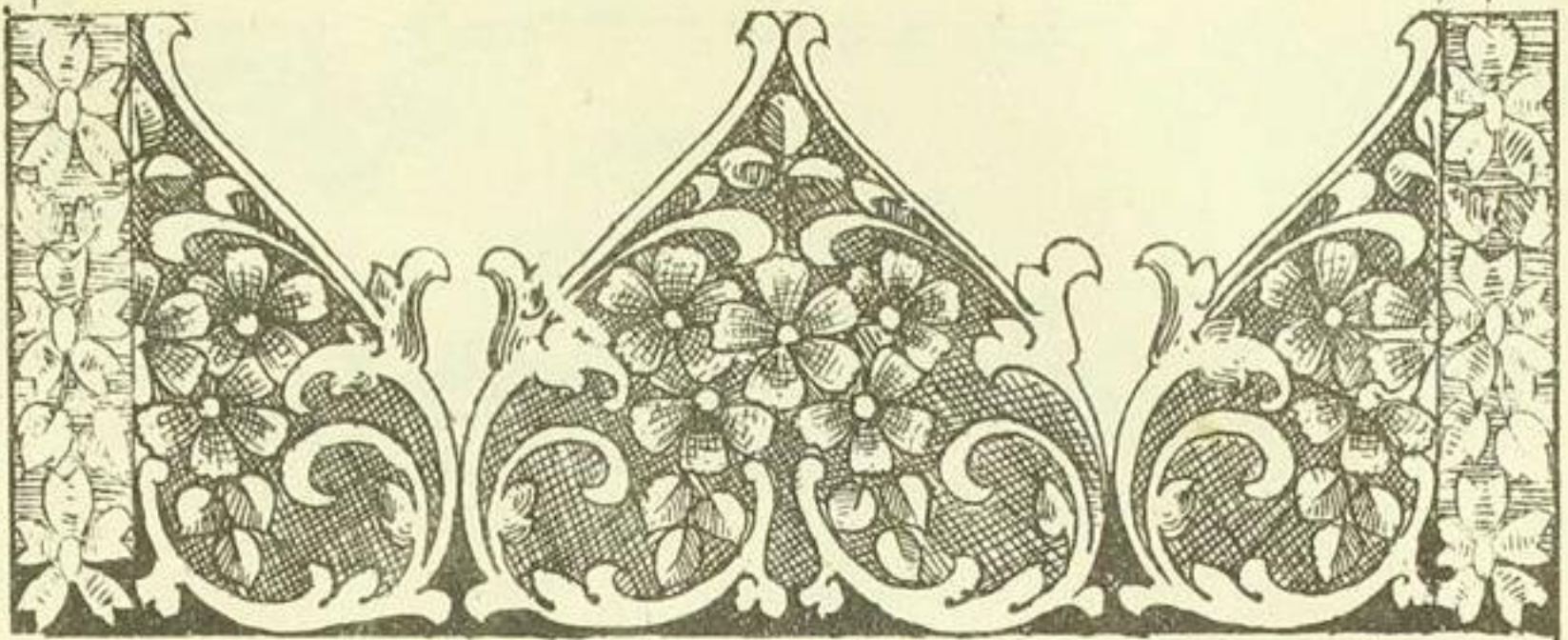
عندلیب خوش الحان گلزار سخندان طوطی شکر فشان شکرستان حبّاد و بیانی  
سید محمد حسین صاحب جاہ  
نے

اکمال خوبی اور لطف بیانی سے عبارت رنگین و صبح بین ہمنگ فسانہ عجائب  
منجانب مطبع اوودہ اخبار ترجمہ کیا اور

چھپائی مطبعہ نمشی نو کشتواک مطبعہ ہندو

مارچ ۱۹۳۲ء





## آغاز جلد دوم طلسم خوش رہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا سے طلسمات کون و مکان  
ہر اک شکل کو دیدیا اُسے جسم  
محیط علیٰ کل شے و تدبیر  
جناب رسول احمد مجتہد  
ہوا ظاہر اسلام کا اُنسے نور  
اور اصحاب اُسکے جو تھے خوش سیر

کروں حمد خلاق نہ آسمان  
وہ اک کلمہ کن میں باندھا طلسم  
نہیں کوئی دنیا میں اُسکا نظیر  
وزیر اُسکے ہیں سرور انبیاء  
جنھوں نے کیا کفر کا سحر دور  
درو اُن پر اور اُن کی اولاد پر

بعد حمد و نعت یہ بے بضاعت و سچیدان یعنی جاہ بے سرو سامان بخدمت ناظرین فیضانِ عرض ساہی کہ جلد اول  
میں یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ عشاق چاکیل کا پاس مہرخ کے آیا اُسکو صرصر شمشیر زن عیارہ پیکر لگی  
لیکن عیارہ نے اُسکو جا کر رہا کیا جب وہ لشکر میں آیا تو عمو کو اُسے انگوٹھی اور ایک کڑا دیا اور عمو وہ انگوٹھی  
اور کڑا لیکر ہمراہ مخمور سرخ خشم سمت طلسم نور افشان ہر ملاقات کو کٹ دیتے تھے روانہ ہوانی اجلہ اسی مقام سے  
یہ جلد پھر آغاز کی جاتی ہے ہر شخص کی نظر اس تسلسل پر رہے کہ عشاق شکر مہرخ میں ہوا اور شکر اسی طرح حیرت  
کے مقابلے میں ترابوہی اور لقا کے مقابلے میں قلعہ کوہ عقیق پر امیر حمزہ ٹھہرے ہوئے ہیں اور شہزادہ  
بدر مع الزمان کے رہا کرنے کو اسد جو طلسم میں آئے تھے وہ بھی مع اپنے سرداروں کے اور ملکہ حبیبہ  
الماںس پوش کے گنبد نور پر قید ہیں اور شہزادہ قاسم کا سر کٹ گیا ہے اور شہزادہ ایمن کو بیچہ اٹھ کر  
سمت طلسم آئینہ لے گیا ہے ان سب داستانوں کا بیان اپنے اپنے مقام پر آئینگانہ انشاء اللہ تعالیٰ و التوفیق  
الہا اللہ حبنا اللہ نعم المولیٰ و نعم الوکیل



داستان داستان روانہ ہونا شہنشاہ عیاران عالم عمر بن امینہ ضمری کا سمت  
 کوکب رشتہ ضمیر اور روکنا افراسیاب کا راہ میں ساحرون کو بھیج کر اور اسے  
 جانا ان ساحرون کا ہاتھ سے عمر کے اور بھیجنا افراسیاب کا ساحرون کو  
 بہر امداد لقا اور جنگ کرنا ان کا امیر حمزہ سے اور لڑنا حیرت کا ساحرون  
 کی مدد پر ملکہ ہرنج سحر شیم سے اور عیار ریان ہونا عیار بچپون اور سب  
 عیاروں سے۔ مؤلفہ

دو بارہ تجھے ساغر مے پلا  
 نہیں بس مرا جہنم کی ہے یہ خو  
 جفا پیشہ و صاحب جو رہے  
 یہ رندون کو کرتا ہے مل سے جدا  
 مئے یاد سے تیری جو ہے بھرا  
 زیادہ نہیں تیری دوری کی تاب  
 ترے میکدے کا میں مہمان ہوں  
 نکر مے کے دینے سے تو اجتناب  
 ترانے میں بلبل کے آہنگ ہے  
 ہر اک بھول کی ہے انوکھی بھین  
 کٹورے میں گل کے پلا بھر کے بھول  
 کدورت کو تو آب آتش سے دھو  
 صفا میں ہو جو صورت آفتاب  
 لب جام سے لب نہون میرے دور  
 کہ گردش مہ و مہر کی بھول جائے  
 کہ جل کر کباب ہوئے افراسیاب  
 وہ محو سے کہ دکھلا دوں عالم کی سیر  
 نہیں لطف سے بزم خالی مری

کہ صبر بھولا بیٹھا ہے تو ساقیا  
 شکایت نہ کر میری دوری کی تو  
 ہمیشہ سے گردون کا یہ طور ہے  
 یہ کرتا ہے بلبل کو گل سے جدا  
 قسم شیشہ دل کی ہے ساقیا  
 کہ فرقت سے تیری ہوا دل کباب  
 تری چشم فتان کا قہر بان ہوں  
 ہوا پھر ہوں خدمت میں حاضر شتاب  
 ہمار چین کا نیا رنگ ہے  
 کھڑے تھو متے ہیں نہ سال چین  
 نہ اس وقت میں ساقیا بھلو بھول  
 کہ دل میرا آئینہ ساں صاف ہو  
 وہ دے بھکواے میرے ساقی شراب  
 رہوں نشہ میں آج مست غرور  
 وہ محفل میں پیمانہ گردش دکھائے  
 پیون ساتھ کوکب کے جا کر شراب  
 مرے ساقیا آج یادش بھر  
 ہر مخمور سی ساتھ میرے پی پی



<p>لنڈھا دے مرے ساقیا خم کے خم مگر ہوش ایسے ہوں باقی مرے رہے جوش پر میری طبع روان ورق پر گل تر کے انشا کردن نگارندہ نقش این داستان</p>	<p>کہ اپنی خودی سے میں ہو جاؤں گم پئے فکر دشمن اٹھوں مجھوم کے طلسمی لکھوان جنگ کی داستان ہر اک بیل دل کو شید اکرون چنین مے نگار دزکلب بیان</p>
--	--

سیا خان اقلیم مخموری در ہروان منازل انشاگری مسافران بادیہ طلسمات و سیارہ جادہ پڑ آفات اس وادی  
ناپید اکنا زمین بخطر ہو کر اس طرح قدمزن ہیں مورد صد آفات و محن ہیں کہ جب آفتاب عالم تاب آسمان  
عیاری یعنی عروین امیہ صغریٰ مع مخمور کے روانہ ہوا مفارقت ان دونوں کی نہر رخ و بہار وغیرہ سرداران  
لشکر کو بہت شاق ہوئی خاطر مضطر اور جان مبتلا سے فراق ہوئی قلمزم چشم سے دریا سے اشک بہا دیا سحاب  
جوش گریہ سے جل تھل بھرا بقیاراری سے طوفان اٹھایا حالت اضطراب میں ہر ایک یہ زبان پر لایا منتظم  
سماتی ہے نہ تن میں اور نہ تن کو چھوڑ سکتی ہے  
قسل اشک جوشان کا ہی گویا بارش باران

آخر کار اس حال زار کو دیکھ کر ہر ایک مشیر خوش تدبیر نے سمجھایا کہ بیوی مسافروں کے مجھے رونا  
برائے چاہیے کہ سنگ جبر برائے چند روز دل پر رکھ کر صبر کرو اور دست دعا بدرگاہ جامع المتفرقین اٹھاؤ  
کہ وہ انکو بامرا و پھر تم سے ملائے رنج دوری مٹائے اس سمجھانے سے ہر ایک نے انجام کار صبر کیا اور  
اتظام لشکر میں مصروف ہوا ادھر حیرت جادو نے حال ربانی عشاق اور روانہ ہونا عمر و کاسمت کو کب  
دریافت کر کے شاہ طلسم کو نامہ لکھا ہنوز نامہ بھیجے نہ پائی تھی کہ ایک طائر سحر فرستادہ شاہ جادو ان اسکے  
زانو پر آ بیٹھا اسکے گلے میں نامہ بندھا تھا اُس نے وا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ ابھی جنگ آغاز نہ کرنا  
جب میں آؤں اسوقت لڑنا اس مضمون کو پڑھ کر اپنا نامہ بھی اسی طائر سحر کی گردن میں باندھ دیا وہ طائر  
اڑ کر افراسیاب پاس آیا اُس نے نامہ حیرت سے معلوم کیا کہ عشاق گرفتار ہو کر چھوٹ گیا اور عمر و کاسمت کو کب  
گیلیس یہ دریافت کرتے ہی دربار میں جو ساحر کہ جاضر تھے اسے ارشاد کیا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہی جو غم  
کو اٹھائے راہ میں جا کر کے گرفتار کرے اور منزل مقصود تک پہنچنے نہ دے ایک ساحر نشو واط جادو  
نام حرب ارشاد و شہنشاہ عالی مقام عرض رسا ہوا کہ یہ غلام جاتا ہی اور اس فساد کی کو قید کر کے لاتا ہی  
بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ تم ٹھہرو میں حیرت پاس تم کو بھیجوں گا اور لشکرِ مرغ سے مقابلہ کروں گا یہ کہہ کر کچھ اسماء سحر  
پڑھ کر دستک دی فوراً بروی ہوا اٹھا چھا گئی آندھی نہ در و شور سے آئی اور لکڑی پر ایک ساحر کریم نظر  
سوار ہو کر ظاہر ہوا اور تر کے روبرو شاہ طلسم آیا بادب تمام مراسم آداب و سلام بجا لایا بادشاہ ساحر  
نے اس سے فرمایا کہ اے صبا ی جادو تم جادو اور سحر و مخمور کو کب پاس جاتے ہیں ابھی میری حدین ہیں



انکو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ یہ حکم سن کر صبا می جادو تسلیم کر کے اپنے ابر پر بیٹھ کر دانہ ہوا اسکے جانے کے بعد افراسیاب کھڑا ہو گیا اور نشو و اط کا ہاتھ تھام کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ بیہوش ہو گیا اسوقت اسکو لیکر آپ بھی غائب ہو گیا بعد لمحہ بھر کے نشو و اط کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صحرا کھجور کے درختوں کا ہے اور ایک تالاب اب صاف سے بھر رہی اسکے کنارے مع بادشاہ طلسم کے مین کھڑا ہوں یہ دیکھ کر اس نے عرض کیا کہ لے بادشاہ آپ مجھ کو کہاں لائے شاہ طلسم نے فرمایا کہ اس تالاب میں میرے ہمراہ کو بیٹھ دے یہ کہہ کر ہاتھ پکڑ کر کوئے اور بناؤ پر غلطان و پیمان دونوں چلے گئے پھر تہ پر پاؤں لگا اور آنکھ کھول کر دیکھا تو ایک صحرا سبزہ زار اور دشت پر بہار میں اپنے تئیں پایا ہوا وہاں کی رشک دم عیسیٰ تھی جو گھاس اور پتی تھی اکسیر کی جڑی بوٹی تھی درخت ہر ایک زر گل سے نہال تھا مرغ و غنچہ سے ہر شجر مالا مال تھا عشق پیمان اور کوڑیا لے اور بیلدار پھو لو نئے درخت کی بلیں پہاڑ و نئے سر سے نکلتی تھیں مشاطہ بہار نے سہرا باندھا تھا گویا اسکی لڑیاں چھپکتی تھیں ابر بہاری ہر طرف چھایا تھا خدا کی رحمت بحیاب کا اس دشت بہار آئین پر سایا تھا کہ بقیہ نقلیہ

گلون کی تھی صحرا میں ایسی چمک شکوئے تھے کھولے ہوئے عطر دان لہے گھنکر دون کی طرح تھے سحر مگر جہد سنبھل تھا یوں تاب دار تنگوئے نہ تھے بر سر شاخسار جواہراتی تھی نہر میں پڑ کے دھوپ	کہ ہوں جیسے تارے بروئے فلک صبا عطر افشان تھی ہر سوراوان جھکے بار اثمار سے سر بسر کہ پرتیج ہو جس طرح زلف یار شہ گل کا افسر تھا گوہر تنکار تھا آبی دوپٹے میں لچکے کاروب
---	--

بچ میں اس بیشہ فرحت بخش کے ایک خیمہ بعد غفلت و شان رشک بارگاہ آسمان استادہ تھا جیسر چار شوکس یا قوت احمد کا چڑھا تھا ہر نگیرہ اسکا سلک مروارید تھا عمدگی میں دید تھانہ شنید تھا رہنمایان کلابتون کی تھیں قنائین اون کی تھیں ہر کس پر سورج کھی لگی تھی سورج کی آنکھ کا تماشہ دیکھنے کو اسپر جھکی تھی جگمگاہٹ اسکی چشم ہر و ماہ کو خیرہ کرتی تھی قنادیل ہر ایک فروغ کو اکب فلک کو تیرہ کرتی تھی اندر خیمہ کے فرش شاہانہ پچھا تھا مسدین پر کلف لگی تھیں شیشہ آلات سجایا تھا کہ ملولفہ

عجب اس کی خوبی عجب اس کی شان زمین اس جگہ کی تھی بلور کی ہر اک سائبان رشک چرخ برین	وہ خیمہ جواہر کی گویا تھی کان پچھی مسدین اسے تھیں نور کی قنادیل انجم سے بڑھ کر کہیں
---	---

چار سو عورت نازنین مہ حسن اسین جلوہ گر تھیں حسن میں بہتر از نور شیدا نور تھیں صورت انکی اگر تیرہ دیکھتی ہاروت و مارچاہ عشق میں مقید ہوئی بلکہ چینی بھریا پانی میں ڈوب کر مرنی ملولفہ

شوخی چمچ بلالے بے درمان	جان عشاق کی تھی آفت جان
-------------------------	-------------------------



ان کا مارا نہ مانگتا پانی	حسن میں تھین وہ یوسف ثانی
<p>بادشاہ طلسم کے آنے سے ہر ایک بنار و انداز بہر استقبال آئی گردن پے تسلیم سب نے جھکا لی شاہ  ساحران نے ارشاد کیا کہ طاؤس طلسم حاضر لاؤ حیلہ و عذر نہ کرذ پر یون نے عرض کیا کہ طاؤس کا دینا  ہر چند گوارا نہیں لیکن حضور کے حکم سے چارہ نہیں یہ کہہ کر وہ سب غائب ہوئیں اور ایک طاؤس بہت  بڑا ہنسہ طاؤس آسمان رو برو شاہ جادو ان لائیں شہنشاہ نے نشو واط کا ہاتھ پکڑ کے طاؤس پر سوار کیا  اور فرمایا کہ یہ تجھ کو دم بھر میں تیری دار السلطنت میں لیجائے گا اور وہاں سے جیب کا ر سازی لشکر کے  اسیر سوار ہوگا تو یہ فوج میں حیرت کی پہونچائیگا اسی پر سوار ہو کر دشمنوں سے مقابلہ کرنا تجھ کو ہر آفت سے جمشید  بجائے کسی کا سحر تجھ پر کارگر نہ ہوگا کوئی حیلہ پیش نہ جائیگا نشو واط نے یہ سن کر تسلیم کی اور اپنی راہ لی طاؤس لیکر  اسکو اڑا دم بھر میں شہر نشو واط جو اسکا تخت گاہ ہے نظر آیا طاؤس وہاں پہونچ کر پھر یہ اتر کر داخل قلعہ  ہوا افسران لشکر ان ساحران نامور کو بلا کر حکم بادشاہ طلسم سنایا اسی دم نفیر سحر جی لشکر میں قرنا پھنکی  چالیس ہزار ساحر تیار ہوئے سوار یون پر چڑھ کر سار کے ہمراہ چلے یہ بھی طاؤس پر چڑھ کر سب کے آگے ہوئے  بلجے جنگی جینے لگے ساحر و جمشید و سامری کا دم بھرنے لگے رال اڑاتے گول جلاتے جلے لوفہ</p>	
<p>مہابت تھی چہرون سے ان کے عیان  کوئی اڑدے کو اڑا کر چلا  کسی کو یہ دعوے جادو گری</p>	<p>ہر اک سامری وقت تھا بیگمان  کوئی فیل آتش پہ بیٹھا ہوا  مرے آگے کیا مال تھا سامری</p>
<p>یہ لشکر باہر کو فراس طرف سے روانہ ہوا ہے لیکن حال لشکر مرخ اول سننا چاہیے کہ بعد روانگی خواجہ  عمر و جب رنج سے سب نے فرصت پائی عیار بہر عیاری لشکر حیرت میں گئے اور ہر سمت صورت بد لکر پھرنے  لگے اتفاقاً شہاب جادو نام ایک ساحر سرداران فوج حیرت میں سے اپنے مقام سے اٹھ کر بارگاہ  ملکہ کی طرف جاتا تھا برق فرنگی نے اٹار راہ میں جا کر سلام کیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ حضور کہاں  جاتے ہیں اسنے جواب دیا کہ دربار میں برق نے کہا میں ابھی دربار سے آتا ہوں ملکہ نے خفا ہو کر آپکی  نسبت ایسا حکم دیا ہے کہ میں عرض نہیں کر سکتا اتنا جانتا ہوں کہ آپ وہاں گئے اور دشمنوں کیلئے بیعتی  کا سامنا ہوا شہاب اس خبر و حشت اثر کو سن کر گھبرا یا اور باصرار مستفسر ہوا کہ ہمارے سر کی قسم سچ بتاؤ  کیا ماجرا ہوا اسنے کہا یہ راز بادشاہوں کے یہاں ہیں اگر سب کے سامنے بیان کر دین عرض عتاب ہی  ہوں میں بھی نکالا جاؤں آؤ اگر در یافت حال کرنا ہی الگ تنہائی میں تشریف لیجیے وہاں سب کیفیت سننے  شہاب یہ سن کر گھبرا یا ہوا تھا فوراً برق کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشے میں لایا اور خادم خدنگار وغیرہ سب کو  وہاں آنے سے منع کر دیا زمین دیکر جانچنے لگا برق نے باتیں کرتے کرتے ایک بیضہ بیہوشی اسکے منہ پر مارا  کہ اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا از بسکہ وہ مقام تنہائی کا تھا اور جو کوئی ادھر آتا تھا ملا زمان شہاب</p>	



منع کرتے تھے کہ ادھر نہ جاؤ ہمارے میان کی مخالفت ہر برق کو خوب موقع ملا وہیں ٹھہر کر صورت اپنی مثل شکل شہاب بنائی رنگ و روغن عیاری لگا کر اور اسکا پیراہن لیکر پہنا پھر کسی نشیب میں اسکو بیہوش کر کے پٹی دماغ پر بیہوشی کی بانڈھ کر ڈال دیا اور آپ دہان سے کہتا ہوا نکلا کہ یہ جو جگہ الگ لیگیا تھا یہ حرام زادہ عیار تھا جب میں نے اسکو گرفتار کرنا چاہا وہ بھاگ گیا یہ کہتا ہوا اپنے ملازموں کے ہمراہ بارگاہ حیرت میں آیا ملکہ کو آداب بجالایا اور دنگل پر متمکن ہوا مگر فکر کرنے لگا کہ کسی طرح قابو پا کر اہل دربار کو بیہوش کروں اسی فکر میں تھا کہ یکایک طائرانِ حیرت کے آئے اور انسان کی صورت غلطک مار کر بنے دعا دینا شاہی بجالا کر عرض پیرا ہوئے کہ نشو واط جاوہ نام فرستادہ شہنشاہ عالمی مقام برائے تہیہ بدسگالانِ دولت داخل لشکر ہوا چاہتے ہیں یہ کہہ کر طائر نہر بھر پرہیز کر گئے مگر حیرت نے یہ خبر سنکر سردار دن کو حکم دیا کہ جاؤ اور استقبال کر کے اسکو میرے پاس لاؤ لشکر کو مقام پاکیزہ اور جگہ راحت بخش میں اتر دو اس سرشار حسب ارشاد ملکہ اٹھ کر روانہ ہوئے شہاب نقلی یعنی برق بھی اُنکے ساتھ پیشوائی کرنے چلا یہاں تک کہ نشو واط سے جا کر ملاتی ہوا وہ بھی طاؤس سے اتر کر ہر ایک سے بغلگیر ہوا مزاج سب کا پوچھا باتیں کرتا ہوا بارگاہ میں آیا ملکہ کو تسلیم کی نذر دی اور خلعت فاخرہ عنایت ہو ا مقام برتر پر بیٹھنے کو اشارہ ہوا جب یہ بیٹھا برق اُسکے پاس جا بیٹھا اور باتیں ہنس ہنس کے خوش مزاجی کی کرنے لگا اپنے ہاتھ سے جام شراب سادہ پلاتا تھا اور چپکے چپکے کہتا تھا کہ لشکر میں بہت عورتیں نازک بدن ایسی ہیں کہ جگہ گوریان بھیجتی ہیں اور مجھ پر مائل و مبتلا ہیں دو ایک سے بھی ملاقات کرادو نگا اور وہ سب اپنے اپنے ملک و مال سے آپکو نفع پہنچا دیں گی کوئی کوڑی آپ کی خرچ نہ ہوگی یہ سنکر نشو واط بہت خوش ہوا کہ عورتیں حسین اور مالدار ملتی ہیں اب خوب آرام سے گزرے گی حاصل مرام ایسی فریب آمیز باتیں سنکر نشو واط اسکا مطیع ہو گیا اور برق کی محبت کا دم بھرنے لگا اپنا یار غمگسار بنایا اس عرصے میں بارگاہ اسکے لیے حسب احکم ملکہ آراستہ ہوئی ملکہ نے کہا اے نشو واط ہم نے دربار معاف کیا تم تھکے ماندے آئے ہو ہم نے دربار فقار معاف کیا جاؤ آرام کرو نشو واط نے اٹھ کر سلام کیا اور شہاب نقلی سے کہا اؤ ہماری بارگاہ میں چلکر ذرا تم بھی بیٹھو ہمارا جی بیلے گا ملکہ نے اسکی خاطر سے شہاب کو بھی اجازت دی یہ بھی اسکے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے باتیں کرتا ہوا روانہ ہوا اور جب اندر بارگاہ کے آئے شہاب نے کہا ملازموں کو ہٹا دیجیے تو کسی معشوق کو آپ کے لیے طلب کروں اُسے سب نوکروں کو باہر نکال دیا جب تخلیہ ہوا شہاب نے کہا ایک بات میں آپ کے کان میں کہوں گا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد ایسا نہ ہو کوئی سن لے یہ کہہ کر پاس آیا نشو واط نے کان بات سننے کو لگایا اسنے ایک طمانچہ مارا کہ حرام زادے ہم میں برق فرنگی از بسکہ ہاتھ آغشته بروغن بیہوشی تھا نشو واط طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہو گیا برق خنجر کھینچا اسکی چھاتی پر چڑھا اور چاہتا تھا کہ اسکا سر کاٹے چونکہ طاؤس طلسم پر چڑھ کر آیا ہر ساحران زبردست میں سے ہر جیسے ہی برق نے سر کاٹنا چاہا ویسے ہی دو



پنجے زمین سے نکلے ایک پنجے نے برق کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور دوسرے پنجے نے نشو واط کو موہ برق کے اٹھایا یعنی جیلح یہ  
اچھاتی پر سوار تھا اسی طرح رہنے دیا اور لیکر چلا جب باہر بارگاہ کے نکلے سب شکریوں نے دیکھا نشو واط چیت پڑا ہی  
اور شہاب اسکی چھاتی پر چڑھا ہر نیچے لپٹے ہوئے لیے جاتے ہیں یہ ماجرا دیکھ کر لشکر میں ایک غلغلہ برپا ہوا اور سب  
شور کرتے ہوئے لینا لینا کہتے پنجے کے ساتھ ہوئے حیرت غل شکریا ہتی تھی کہ باہر بارگاہ کے آئے لیکن پنجے اس  
ہیئت سے سامنے ان دونوں کو لائے اور ہونچا کر غائب ہو گئے حیرت کو بھی اس کیفیت کے دیکھنے سے حیرت ہوئی  
اور کہا کہ اے شہاب یہ جگو کیا ہو اسی جھاتی پر چڑھا ہوا اسنے تیرا کیا کیا ہر برق نے کہا مجھے نہیں معلوم  
کہ کسے جگو اسکی چھاتی پر بٹھا دیا اور خنجر میرے ہاتھ میں دیدیا حیرت نے کہا کچھ سحر ٹپھنے میں تم دونوں کے فرق  
پڑ گیا کوئی سحر شاید اُلٹ گیا اچھا سینے پر سے اسکے اترو برق چھاتی پر سے اتر کر الگ ٹرا ہو گیا حیرت نے  
بانی چھڑا کر نشو واط کو ہوشیار کیا برق چاہتا تھا کہ عذر معذرت کر کے اُسکا یا رہنے لیکن صرصر شمشیر زن عیار ہ  
بھی لشکر یوں کانغل شکر جنگل میں تھی دوڑ کر لشکر میں آئی اور سارا ماجرا دریافت کر کے بارگاہ میں گئی حیرت کو سلام  
کر کے برق کو بغور دیکھ کر پہچانا اور گویا ہوئی کہ اسے موڈی کائے تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ ملازم شہنشاہ کو مار  
ہی ڈالا ہوتا اس کلام سے صرصر کے حیرت بھی سمجھی کہ یہ عیار ہر پکاری کہ لینا اسکو ناقوس جادو نام ایک ساحر  
برق کے قریب تھا اسنے چاہا کہ میں لپٹ جاؤں برق خنجر بکھٹ تو کھڑا ہی تھا اس زور سے خنجر مارا کہ سر ناقوس  
ٹکا کٹ گیا اور شور اسکے مزیکا بلند ہوا اندھیرا ہو گیا صرصر بھی پکڑ کر دوڑی اور ساحر بھی لینا لینا کہتے دوڑے لیکن  
برق پر اس گھبراہٹ میں کسی نے سحر نہیں کیا یہ جست کر کے اسی تاریکی میں بارگاہ سے نکل کر دور بھاگا ہر حید ساحر  
چھپے دوڑے مگر فرط خوف سے آگے نہ بڑھے کہ مبادا ہم بھی عیار کے ہاتھ سے مارے جائیں برق راہ کتر کر لشکر  
سے نکل گیا اور اپنے لشکر میں آیا اور حید ہ تابیکی دور ہوئی خیر کے شہاب اہلی کی تلاش کی اسکے نوکروں سے  
پوچھا کہ بتلاؤ یہ کیا ماجرا ہو وہ سب عرض سا ہوئے کہ جاسے سامنے ایک ساحر کے ہمراہ ایک گوشے میں گئے پھر  
وہ ساحر نہ آیا خود آئے اور فرمایا وہ عیار تھا بھاگ گیا ہم سمجھے کہ یہی بیج ہو گا اچھا صل اسکے سوا اور ہم کچھ نہیں جانتے  
حیرت نے اسی گوشے میں تلاش کرایا جہاں ان لوگوں نے بتایا تھا واقعی شہاب کو ایک گڑھے میں بیہوش پڑا ہوا  
اور برہنہ پایا سامنے حیرت کے اٹھا لائے اسنے کپڑے پہنوائے اور بانی چھڑ کو اگر ہوشیار کیا یہ ہوشیار ہو کر اپنی  
جگہ پر بیٹھا اور سارا ماجرا گزشتہ منکر شکر سامری بجالایا کہ میری جان بچ گئی مگر نشو واط کے یہ عیاری دیکھ کر ہوش  
اڑ گئے حیرت سے کہا اب میں کیسے اپنے پاس نہ آنے دوں گا اور بارگاہ میں آپکی نہ بیٹھوں گا آپ میرے نام پھیلی  
پنجے کا حکم دیکھیے تاکہ ان کھلم کھلا خاتمہ کر کے میں یہاں سے چلا جاؤں واقعی یہ آپکی کا کام ہے جو ایسے مقام خطرناک  
میں شب روز بسر کرتی ہیں مجھے تو اب ہر سمت عیار ہی عیار نظر آتے ہیں یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں آیا اٹھ کر اور ہر طرف  
سحر کر دیا کہ کوئی آئے نہ پائے اپنے نوکروں کو بھی ہٹا دیا یہ تو اس استحکام سے بیٹھا لیکن حیرت وہ دن جتنا باقی تھا اتنا ہی  
رہی جبوقت کہ شل سخت تیرہ نشو واط عالم میں تاریکی پھیلی اور خورشید جانتا ب سستہ سہرے اتر کر بارگاہ مغرب میں



جا کر روپوش ہوا کہ ملو لفت

گیا جب شہنشاہ مشرق دیار	جہان میں ہوئی تیرگی آشکار
سپہدار انجم بجاہ و چشم	بکھیراں و برہیں زرین علم
ہوا زیب اور نگ چرخ برین	جی بزم کوکب بصد زیب زین

حیرت نے بہر نواخت طبل رزمی حکم دیا افسران فوج نے نقارہ جنگی بجایا شر و فساد اٹھانے کا بہادر وں کو بھگڑا  
لہا دو لایا فتنہ خواہدہ کو جگایا عیار و جو اسیں شکر ہرخ دوان ددان خدمت ملکہ مہرخ عالی شان میں حاضر  
ہوے اور سر عجز جھکا کر ادل حجاز کیا پھر دعا و ثنا شاہی اسطرح بصد ادب بجالائے کہ ملو لفت۔

فلک مرتبت شاہ فتحندہ پیا	رہین تیرے محکوم کیرے دے
فلک حکم بردار تیرا رہے	عدو تیرا رنج و اطمین پھنسے

نشو و اطو کے آنے سے حیرت نے طبل جنگ بجایا ہے کل کے روز معرکہ ٹھہرایا ہو یہ کہہ دو بارہ خبر لینے کو روانہ ہوے  
مہرخ نے یہ خبر سنتے ہی پلیر سحر بجائی طبل رزم پر بہادر وں نے چوب لگائی دونوں طرف سے شور و محشر بلند ہوا زمانہ  
رتخیز قیامت ز اقرب آیا ساحر آگاہ ہو کر سحر جگانے لگے بہادر ہتھیار درست کر کے منچل پین دکھانے لگے دربار  
ور بار حسب دستور سر شام سے برخاست ہوا سردار خمیون میں آکر آلات حرب تیار کرنے لگے۔ ملو لفت

جہان میں قیامت ہوئی آشکار	کہ لی امن نے وان سے راہ قرار
رہا رات بھریوں ہی سامان جنگ	سحر گہاڑا جب کہ ظلمت کا رنگ
ہوا مہر گردن پہ پھر جلوہ گر	سور زم گہ پھر چلے کینہ و ر
بہادر ہوے عازم رزم مگاہ	ہوئی کینہ جو پھر وہ جنگی سپاہ

جو وقت رایت فلک رفعت آفتاب بصد آب و تاب میدان چرخ میں بلند ہوا عازم جنگاہ ہر ایک رحیمند  
ہوا لشکر دونوں طرف سے وادی مصاف میں آئے بادشاہ دونوں لشکر کے بصد شان و شوکت سوار ہو کر چلے  
نوبت و نقارے بجنے لگے سحر کے ابر پر ساحر سوار ہوے ایک جانب کو طاؤس اور اژدر اور فیلہاے آتشین  
اڑتے ہوئے نظر آئے میدان قتال بہادر وں سے بھر گیا ہر ایک جانتا تھا کہ آج نام رہ گیا اور سر گیا علمدار  
تے پھر پے علموں کے کھوئے ساحر وں کے پرے جم گئے بیلدار وں نے زمین ہموار کر دی سقون نے آبشار  
کر کے خاک بٹھائی صف آراؤں نے صفوف لشکر ترتیب دین فوجیں مرنے پر تل گئیں نقیب مذمت دیناے  
فانی سنا کہ بہادر وں کو پکارے کہ اے نامور و ذرا تصور کرو کہ ایک دن مرنا ضرور ہر انجام کو ہر ایک کا  
کھانا گور ہر چاہیے کہ لڑ کر مر جاؤ اور اپنا نام کر جاؤ۔ ملو لفت

انہیں آج دارا کا نام و نشان	سکندر کی باقی نہیں عز و شان
نہا ستم نہ بہمن نہ کاؤس ہے	فرا مرز جنگی ہے نہ طوس ہے



نہ گودرز کا کچھ ہی باقی پتا اگر چاہیے کچھ تھیں نام و تنگ بغیر از مرے یا سنے ہنہانین	جو انوزر اعور کی ہے یہ جیا تو یہ گو ہے اور ہے یہ میدان جنگ جاد و فساد کو پلٹنا نہیں
---	---

بعد ترتیب صفوف لشکر نشواط بھی چالیس ہزار ساحرون سے میدان میں آکر ٹھہرا تھا سانسے حیرت کے  
آکر اجازت خواہ ہوا اُسے کہا جاؤ تم کو سامری کی حفاظت میں دیا یہ طاؤس طلسم پر سوار تھا اسکو اڑا کر  
یہ میدان میں پہونچا اور سحر کی نیزنگیان دکھانے لگا آگ پتھر سانپ بھجوا کر سحر سے ہر سانے لگا جیسا پنی  
شان و شوکت دکھا چکا نعرہ زن ہوا کہ کون آتا ہی میرے سامنے دیکھیے کس کی شامت آئے اور جان پر  
آئے یہ نہیب سکر عشاق چچا شکیل نے قصد زمگاہ کیا مگر اسکا ایک سردار ہی اڑ در حشم جادو اُس نے  
نجانے دیا اور خود بہر مقابلہ نکلا مہر خ سے اجازت لیکر سامنے عدو کے گیا اور طالب ضرب ہوا انشواط نے  
ایک ناریل سحر پڑھ کر اسپر لگایا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ ناریل شق ہو کر زمین میں سما گیا اور آپ بھی  
ایک نارنج مار انشواط نے بھی سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے نارنج پکڑ لیا اسوقت یہ بہادر تلوار سحر  
کی کھینچ کر جا پڑ انشواط نے اسکے وار کو روک کر تلوار سحر کی ماری وہ بجلی بنکر سر پر گری اور اڑ در حشم کے  
خرمن جان کو جلاتی ہوئی زمین میں سما گئی شور اسکے مرنے سے بلند ہوا بیرغل مچانے لگے لیکن نشواط نے پھر  
نعرہ مارا کہ اور کوئی میرے سامنے آئے دوسرا سردار عشاق کی فوج کا اُسکے مقابل آیا اسنے اسکو بھی قتل  
کیا اسی طرح دس ساحر نامی و نامور اسکے ہاتھ سے سسپا رہ گلشن جنان ہوئے اسوقت خود عشاق  
سیدان کی طرف چلا لیکن ہنوز نشواط تک نہ پہونچا تھا کہ سامنے سے گرد اڑی اور ایک ساحر سیہ نام بھولا  
گلے میں ڈالے بت گئے اور ہاتھوں میں باندھے کھنور چندن کے تمام جسم میں لگائے صحرائی طرف سے  
پیدا ہوا اور لشکر میں پہونچ کر نعرہ مارا کہ ستم پہلوان قدرت سامری ایسا نعرہ ہیبت ناک تھا کہ دل ساحرون کے  
تھرا گئے اور وہ ساحر نشواط آیا اسوقت عشاق نے ایک ناریل چرخ دیکر نشواط پر لگایا نشواط  
اس ناریل کی جانب متوجہ ہوا کہ قریب آئے تو رد کردن اتنی نگاہ چوکنے سے اس ساحر نے جو جگل سے  
آیا تھا چپک کر بعدہ مارا کہ سر نشواط کا شق ہو گیا اور طاؤس سے گر کر واصل جہنم ہوا اگر ایک غبار سا  
اٹھکر رہ گیا شور اسکے مرنے سے بلند ہوا اسوقت حیرت کو بڑا رنج ہوا اور اُسنے افسران فوج کو لکارا  
کہ لینا اسکو چالیس ہزار ساحر ملازمان نشواط ایک جانب سے اور ایک طرف سے لشکر حیرت آ پڑا  
ادھر سے لشکر لکھنچ بہر جایت ہنتر قرآن کہ یہی ساحر پہلوان قدرت سامری بنکر آئے تھے آگے بڑھا جنگ  
مغلوبہ آغاز ہوئی دو دریائے لشکر موت مار کر باہم مل گئے شمشیر کی دھار روان ہوئی تیردن کی بوچھاڑ ہوئی  
گلی گٹھا کی طرح فوج گھرائی خون کے دو ٹکڑے رستے لگے اب آہن کی طغیانی ہوئی زورق حیات طوفانی ہوئی  
بیرغل مچانے لگے نارنج دترنج چلے گئے شعلہاے آتش تنکٹے گئے دم بھر میں لاش پر لاش گر گئی مستلعا



## نقد جان لٹ گئی دولت زندگی پر آفت آئی سلامتی کنارہ کر گئی

گرے کٹ کے سر مثل برگ خزان  
کسی جا بپا غسرہ دار و گیر  
کہیں سحر کی بوندیاں پڑتی تھیں  
امان کو نہ ملتی تھی راہ گرینہ

چلی صرصر تیغ سوکسن و بان  
کسی سمت کو شور کرتے تھے سیر  
کہیں ہار اور سوئیاں گرتی تھیں  
کہیں بجلیاں سحر کی شعلہ خیز

نشو و نما کے مرنے سے حیرت نے طبل باز گشت بجا دیا جنگ موقوف ہوئی لشکر جانین کے مقام فرود گاہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے مہر خ نے لاشہ ہاتھ مقولان اٹھوا کر اپنی جانب کی دفن کراہیں ادھر حیرت نے لاش نشو و نما کی اٹھا مٹگائی اور اپنے آئین کے موافق دفن کرنا چاہا اس وقت نشو و نما اٹھ بیٹھا اور گویا ہوا اسے ملکہ طبل دس طلسم پر سوار ہو کر آیا ہوں کسی کے ہاتھ سے مارا بنجاؤنگا وہ جو مر گیا وہ میرے سحر کا پتلا تھا میں اسکو چھوڑ کر سحر پڑھنے گیا تھا آپ نے دیکھا نہیں کہ جب وہ پتلا مرا تو شور اس کے مرنے سے برپا نہیں ہوا اگر میں مارا جاتا تو میرے غل مچاتے جب آپ کے لاش میدان سے منگوائی تو پتلا غائب کر کے میں اسکی جگہ لیٹ رہا تھا حیرت یہ ماجرا سن کر بہت خوش ہوئی اور نشو و نما سحر پڑھنے درہ کوہ میں پھر خلا گیا اور دہان بیٹھ کر گوگل جلا یا خون خوک سے زمین لپی اگیاری کی سحر پڑھ کر کے دانے اور روئی سمت آسمان اچھالی فوراً ابر بنکر وہ روئی سمت لشکر مہر خ گئی یہاں سب سردار بارگاہ میں بیٹھے تھے اور فتح ہونے کی خوشی میں مصروف بعشرت تھے کہ یکایک گھٹا سر بارگاہ پر آکر چھائی ایک ساحر نے کہا اے ملکہ یہ بدلی کیسی ہو گئی۔ مہر خ نے کہا ساحرون کی آمد رہتی ہی ابر یوں ہی ایجا یا کرتے ہیں سرخ ہونے کہلیجھے یہ ابر سحر کے معلوم ہوتے ہیں غفلت نکرنا چاہیے کیونکہ جسے انکو بھیجا ہوگا بیرون سے وعدہ کیا ہوگا کہ جب کام کر آؤ گے اس وقت بھینٹ پاؤ گے لہذا اگر انکو کوئی بھینٹ دیدے تو یہ سحر الٹ جائے یہ کہہ کر اسنے کار دے اپنی ران کاٹ کر ایک طشت میں خون بھر کر پر دانکی اور ان ابروں پر خون چھڑکا فوراً وہ گھٹا جا کر لشکر حیرت پر چھا گئی اور اسین سے آگ پتھر برسنے لگے لشکر حیرت ابھی رزمگاہ سے آکر اچھی طرح آسودہ نہ ہوا تھا کہ آفت میں مبتلا ہوا العباد باللہ ایک قیامت برپا ہوئی ہر سمت بھگدڑی پڑ گئی نامی ساحر سحر پڑھ کر جان بچاتے تھے ایسے ویسے ہلاک ہو رہے تھے خمیوں میں آگ لگ لگ گئی تھی بارگاہ میں پھرون کے نیچے دب گئیں تھیں اس طرف غل لشکر نشو و نما اور زیادہ سحر کو تیز کرتا تھا ادھر بردے ہوا سحر جو کھڑی ہوئی خون کے چھینٹے دیتی تھی حیرت کا لشکر تباہ ہو رہا ہنگامہ شمشیر بیا تھا حیرت بارگاہ سے نکل کر متحیر کھڑی تھی آفت میں پھنسی تھی سحر کی پیرن سر پہ سایہ فلک تھیں لکے ابر کے آگ کو ملکہ کے سر پر نہ آنے دیتے تھے نیچے گرتے ہوئے پھرون کو روکتے تھے لیکن حیرت کو یہ حیرت تھی کہ یہ سحر کسے کیا ہی آخر خیال میں گذر کہ شاید کہ نشو و نما سحر کرنے گیا ہی یہ اسیکا کچھ جھگڑا ہی یہ سوچ کر ایک پتلا سحر کا درہ کوہ میں بھیج کر کہلا بھیجا کہ واہ واہ کیا خوب آپ نے سحر کیا کہ سارا لشکر میرا تباہ ہو گیا نشو و نما نے جب



پتلے سے یہ ساگھرا کر حیرت پاس آیا اور یہاں کی کیفیت دیکھ کر بہت نادام ہوا اور دیر تک ردھر پڑھ کر ان  
 ابروؤں کو اسنے دفعہ کیا سرخو بھی اتر کر بارگاہ میں آئی سب نے بڑی تعریف کی مہرخ نے قلعیت فخرہ عنایت  
 کیا لیکن نشو و اطسرا اٹھانے سے ایسا کھسیانا ہوا کہ اسی وقت لشکر کے تیار ہونیکا حکم دیا نفیر سحر جی جلد جلد  
 کمر بندی ہوئی چالیس ہزار ساحروں سے چڑھ دوڑا ہلکا روں نے خبر مہرخ کو آمد فوج کی پہونچائی یہ بھی اسی  
 وقت معہ سرداروں کے سواہر ہوئی ناگاہ نشو و اطسرا لشکر پر اگر اچھروسیا ہی ہنگامہ بگیہ بدو کشیدہ کا بلند ہوا سیلاب  
 خون ہرست جاری ہوئی ملک عدم کے جانے کی تیاری ہوئی تیغے موج دریا کی طرح اہرانے لگے جسم خون میں نہلانے  
 لگے دریاے مرگ کا پاٹ بڑھ گیا فتاکے گھاٹ پر گزر ہوا اسوقت ملکہ طاؤس جادو جکاسہ طبع الا سلام ہونا  
 جلد اول میں بیان کیا گیا ہی مہرخ کے پاس آکر گویا ہوئی کہ نشو و اطسرا طلم ہوش پر سوار ہو کر آیا ہر یہ اسطرح  
 نہ مارا چائیگا اسکے ہلاک ہونیکی اور تدبیر ہو یہ کھکر زمین پر گری اور اپنے جسم کو خنجر سے کاٹ کر خون نکالا  
 اور اسی خون سے زمین کو لپ کر سحر پڑھنے لگی کچھ عرصہ میں زمین تھر کر شق ہوئی اور وہی چار سو پریان  
 چنے افراسیاب نے طاؤس منگوا یا تھا زمین سے پیدا ہوئیں یہ پریان پہلے اسی ملکہ طاؤس کے سپرد تھیں  
 جب یہ شریک عمرو ہو گئی وہ سب بے سردار بسر کرتی تھیں فی الجملہ جب وہ زمین سے نکلیں اسنے کہا  
 لے محافظان طاؤس طلم غم اپنی بھینٹ مجھے لو اور طاؤس کو مارو وہ پریان تو ہمیشہ سے اسکی فرمانبردار  
 تھیں اور انپر کوئی سردار کشاہ جادو ان نے دوسرا مقرر نہ کیا تھا بدنیو جہ وہ اب تک سیکو اپنا مالک جانتی  
 تھیں اسکے حکم دیتی ہی وہ طاؤس پر جا پڑیں عین ہنگامہ جنگ میں انھوں نے ترسول طاؤس پر مار اسکے  
 جسم پر آگ لگ گئی اور جل گیا اور نشو و اطسرا سپر سے گرا چا ہا تھا کہ سنبھلے مہرخ لڑتی ہوئی پاس اسکے پہونچ گئی  
 اور ناریل سحر پڑھ کر مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا شور اسکے مرنے کا بلند ہوا صدا  
 آئی کہ مارا مجھ کو نام میرا نشو و اطسرا جادو تھا اسکے مرتے ہی تو لشکر مہرخ مغلوب تھا اب غالب ہو کر ملا زمان  
 حیرت کو قتل کرنے لگا کھسان کی لڑائی ہونے لگی عروس تیغ گلے ملنے لگی سرور دنائی میں دیے جاتے  
 تھے زخموں کے ہار رزم آور برائی بکر پہنتے تھے سرداروں کے سر لڑائی کا طرہ تھا آب و خنجر و تیغ کی  
 ضربت پڑائی میں نقد جان ہر ایک تیرا

تیغ کے شیفہ سرد گردن	شاہ مرگ بدعجب جو بن
زخم اسطرح تن پہ تھے کاری	جامہ جسم پر کھی کلکاری
تھا شہانہ بدن کا پیرا ہن	خون میں ڈوبے تھے نوکے دشمن

تلوار و نکی بھنکار سازگی آواز رقص بسملان کا وعدہ گام صاف میں نیا اندازہ حاصل حیرت نے  
 لڑائی بگڑاتے دیکھ کر طبل باز گشت بجوایا اور بقیہ لشکر کو لیکر پھر آئی اس وقت مصور و مصورت نگار  
 نے تسکین دی کہ اے ملکہ ہر جید کہ میں تصویر میں کھینچ رہا ہوں اور چلہ نشی میں رہتا ہوں مگر میرے نام



پر سبل جنگ بجو اوتا ان نمک امون کو برباد کروں تو حیرت نے تمام ماجرا یہاں کیا اور ارادہ جنگ مصور لکھ کر  
شاہ جادو ان یاس ایک تیلے کے ہاتھ عجیب پا اور آپ تنظر جواب کی مٹھی ادھر طاؤس نے خون اپنا بھینٹ میں  
دے کر ان پر یون کو رخصت کیا اور لشکر یون نے کمر کھولی سردار داخل بارگاہ ہو کر خبرت تمام شغل معجزاری  
کرنے لگے نالج ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش میں آیا یہ سب تو مصروف انبساط ہیں اور حیرت رنجیدہ ہے  
انکو تو اسی حال میں چھوڑیے اور ذکر مسافر منازل طلسمات یعنی سحر اور مخمور خوش صفات کا سنئے کہ یہ وہ دن  
جب رگزیاری منزل مقصود ہوئے ایک روز ایک صحراے سبزہ زار میں پہونچے گل وریاحین سے  
سب جنگل مملو تھا چمنستان یا مین و شبو تھا کہیں زکس کے تختے تھے کہیں گلہا سے خود رکھلے تھے

بقول مولف

سرو سبل پہ تھا عجب جو بن  
لطف پر صحبت گل و بلسل  
ایک تعمیر لا جواب مکان  
چلنوں سے سجے ہوئے کمرے  
نہ تھے برج فلک بھی انکے نظر  
چشم حیران کا اک تماشا تھا  
عرش کے ہجو ار تخت بچھے  
فی الحقیقت وہ نور آگین تھیں  
تھے جواہر کے سب گلاس اس میں  
کوئی لیکن نہ پایا اس کا کین  
رکھے گلہ سے ہر طرف کو ہزار  
ہاتھ کھولا عمرو نے غارت کو  
تاکہ ساکن یہاں کا ہو پیدا  
آیا اندر مکان کے وہ چالاک  
نذر زنبیل سارا مال کیا

دشت تھا یا بہشت کا گلشن  
کھل رہے تھے طرح طرح کے گل  
دشت کے بیچ میں بشوکت شان  
ہر طرف قصر کے بنے کمرے  
برج ایسے تھے اس جگہ تعمیر  
فرش سب صاف و ستھرا بچھا تھا  
تھے جواہر کے میر فرش و صوب  
جھاڑ اور ہانڈیاں بلورین تھیں  
مال و اسباب بے قیاس اس میں  
تھا مکان گو کہ رشک خلد برین  
کریاں میزین تھیں جواہر کار  
دیکھ کر اس مکان کی زینت کو  
پہلے ڈھیللا عمرو نے اک پھینکا  
جب نہ پایا کسی کو تب میاں  
جال الیاس مار کر ہر جا

عمد و سارا اسباب نوٹ کر چاہتا تھا کہ یہاں سے ٹکڑا کر اپنی راہ لے کہ ناگاہ ایک ساحر کر یہ نظر و سیاق  
بد شکل و نافر جام اڑتا ہوا آیا اور لاکار اک لے دزد تو نے سارا مکان ظلم ٹوٹ لیا مگر میرے ہاتھ  
سے بکیر جانا دشواری ہی سزا ہے بد کرداری میں جان عذاب الیم میں گرفتار ہے یہ کہہ کر پھڑپھڑا ہوا  
آگے بڑھا مخمور نے اسکو جب آمادہ فساد پایا عم و کو پیچھے کیا اور سینہ سپر کر کے اُسکے مقابل فہو کی اُسے



ایک ناریل خرٹھکر مارا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل ڈوٹ کرٹے ہو کر زمین پر گراوار اسکا  
 خالی گیا اور نیچے کھینچ کر حملہ آور ہوئی باہم چوٹ چلنے لگی اس جادو کرنے جب اپنے تئیں مغلوب پایا دلمین یہ  
 خیال کیا کہ فیہ شہزادی ہر جہر تہنشاہ ساحران فریفتہ ہوا در سر خدا و طلسم ہر اگر کچھ پڑا اور لڑیگی تو بجو قتل  
 کر ڈالیں کی لازم ہر کہ بیکاری اسکو گرفتار کرنا اور اپنی جان بچا نا اور نہ مفت مارا جائیگا یہ سوچ کر پڑتے پڑتے  
 ملو اچھینک کر قدم پر آگرا اور بہت تمام دانت نکال کر گویا ہوا کہ اے ملکہ دور ان یہ نہ جانتا تھا کہ آپ  
 مخمور سرخ چشم ہن بلکہ دزد سمجھ کر رنگ اس بے ادبی کا ہوا تھا اور ایند ارسانی پر کمر باندھے تھا اب  
 ظاہر ہوا کہ حضور مصاحب خاص تہنشاہ ہن ہماری مالک مال و جان ہن بس امیدوار ہوں کہ اپنے  
 کرم سے میری خطا معاف فرمائیے اور یہاں سے کشتخانہ قریب ہر وہاں تشریف لیجیے باحضر نوش کیجیے  
 میں بھی اطاعت کروں گا اور ملازمان جناب میں منسلک ہو کر تجھنوین آبرو پاؤں گا مولف آپکے شمع  
 قدم سے ہو جو گھر روشن مرا کلبہ تاریک بھی ہو وادی دلمین مرا یہ تقریر سنکر مخمور بھی رزم کرنے سے باز رہی  
 اور عرضے کہا خواجہ اسکے ساتھ چلیے عمر نے کہا چپکے سے اے ملکہ پیشانی اسکی تاریک ہر یہ کمر سے حذر کرتا ہر  
 فریب نیا چاہتا ہر اسکے گھر جانا بہتر نہیں مخمور نے جواب دیا کہ آپ ہی کا قول ہر کہ جو منت کرے اور اطاعت  
 اسلام کرے نہ کیا اقرار کرتا ہو اسکا کہنا ماننا لازم ہر اگر بُرائی وہ کرے گا تو کیا ہوگا خدا مالک ہر بس اب کچھ خوف  
 نہ فرمائیے مثل مشہور ہے کہ زدہ را میتوان زد جیسے اب زیر ہوا ہر ویسے ہی پھر زیر ہوگا عمرویہ کلمات سنکر  
 چپ ہو رہا اور سوچا کہ اسکے ساتھ چلو جو کچھ وہاں مال ہوگا وہ بھی لوٹینگے اور اس مکار کو بھی مارین گے  
 یہ سوچ کر لالچ میں آیا اور بے قناعت سے بد و زد طمع دیدہ ہوشمند مخمور کے ساتھ روانہ ہوا وہ ساحر  
 اس پیشہ سے گذر کر ایک درہ کوہ میں لایا اور وہاں سے گذر کر ایک دشت سبز و خرم میں پہونچا عمر نے  
 وہاں قصر فلک رفعت تعمیر پایا یہ مکان پہلے مکان سے خوبی میں دو چند تھا ہر ذی ہوش کے دلپسند تھا  
 کوئی تکلف ایسا نہ تھا جو اس جگہ نہ کیا گیا تھا کوئی سامان آرائش و زیبائش باقی نہ رہا تھا جو وہاں نہ ہوتا  
 وہ ساحر کہ نام اسکا تعمیر جادو اس قصر میں ان دونوں کو لایا دروازے کمرے کے کھول دیے مسد پر تکلف پر  
 بٹھا یا کشتیان شراب ناب کی قابین گزک کیلئے کہا ب کی حاضرین فواکھات کی ڈالیاں سامنے لا کر  
 رکھیں مخمور نے کہا خواجہ تو مشغل میخواری کرو عمر نے کہا تم بیو مجھو بھی ایک آدھ جام دیدینا مخمور نے جام بھر کر  
 پہلے اس ساحر کو دیا اسلئے کہ مبادا امین زہرا سے ملایا ہو تو اُسکا کام تمام ہو جائے جب یہ پی چکا تو اُسنے  
 خود مینا شروع کیا یہ تو میخواری میں مصروف دست و متوجہ تھی اور عمر و اسجگہ کا مال تجویز کر رہا تھا اس ساحر نے  
 دو تو تھو غافل پاکر پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کیا جب مخمور کو خوب نشہ ہوا سبب اسکے سحر کے ہوش  
 ہو گئی اور عمر نے ہر چند کہ شراب نہ پی تھی اسپر بھی سحر اسکا اثر کر گیا یعنی ہاتھ پاؤں کرخت ہو گئے عین حرکت  
 ہو گیا وہ ساحر ان دونوں کو اٹھا کر منت افراسیاب روانہ ہوا اتفاقا اس مکان اول تک جسکو عمر نے



غارت کیا یہ پہونچا ہوگا کہ اُدھر سے صباے جادو فرستادہ افراسیاب جو بہر گرفتاری غمروانہ ہوا تھا آتا تھا  
 اُس نے دیکھا کہ ایک ساحر عمراور مخمور کو پکڑے لیے جاتا ہے یہ حال دیکھ کر وہ قریب آیا اور گویا ہوا کہ بھائی تم نے  
 بڑا کام کیا کہ اس ہفتری اور مفسدہ کو گرفتار کر لائے لاؤ مجھے دو کہ شاہ طلسم پاس لیجاؤن وہ انکی تلاش میں  
 ہیں اور مجھے خاصکر اسی کام کے لیے بھیجا تھا کہ انکو پکڑ لیجاؤن اس ساحر نے جب یہ کیفیت سنی اور معلوم کیا کہ  
 شہنشاہ ساحران کو بہت انکی تلاش و جستجو ہو گیا ہوا کہ کیا خوب کہ کوئی محنت کرے اور کوئی مرے اُسے  
 میرے صاحب آپ کون لیجا نیوالے ہیں میں خود کیا راستہ نہیں جانتا یا بادشاہ تک پہونچ نہیں سکتا  
 ہوں انکو شاہ کے روبرو لیجاؤنگا انعام وافر پاؤنگا خیر خواہ کہلاؤنگا صباے جادو نے اس گفتگو کو سکر  
 پہلے منت بہت سی کی کہ بھائی میرے لیے بڑی بدنامی ہوگی کہ مجرمونکو گرفتار کرنے گیا مگر وہ گرفتار نہ ہو سکے  
 خالی چھرا یا پس ہم تم آپس میں ہماری حقارت و سبکی عین تمھاری ذلت و ذلتیجہ بہتری ہے کہ مجھی کو  
 لیجانے دو اس میں کہ نہ کرو ورنہ تمھارے لیے اچھا نہ ہوگا اس ساحر نے کہا وہ خوب آپ کے سبق پڑھایا بھلا  
 صاحب تمھارے لیجانے میں تو حقارت ہے اور میری کیسی ذلت ہوگی کہ سب کہیں گے یہ ایسا بودا تھا کہ قیدی کو  
 پھنوا دیا آپ نہ لیجا سکا اور یہ جو تم نے کہا کہ اچھا نہ ہوگا تو اچھا کیا نہ ہوگا میں کچھ ایسا حلو اہوں جو جکودھمکا تا ہی جا پنا کا  
 کر میں نے ایسے نفرے بہت دیکھے ہیں تم ایسے بہتو نکو میں چراچکا ہوں صباے جادو نے جب دیکھا کہ  
 یہ منت سے نہ مانیکا اور سخت کلامی کرتا ہے پس بغضب تمام آگے بڑھا اور کلمات سخت و درشت زبانی  
 لایا پکارا کہ اے اجل گرفتہ سنبھل دیکھون تو کیسے نہیں دیتا اسنے کہا میں بخوبی ہوشیار ہوں دیکھتا ہوں  
 کہ کیونکر تولے لیتا ہے بلکہ تو اپنی جان کی خیر مناسنے یہ سکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا وہ نارنج اسکے سینے پاں  
 جا کر پھٹا اور آگ کے شعلے نکل کر جسم میں پیٹے اُس ساحر نے در جواب اس سحر کے فلک کی طرف کچھ پڑھکر  
 پھونکا کہ ایک لکڑا برپیدا ہو کر برسا وہ آگ مائل بچھ گئی اور ایک ناریل صبا پر مارا اسنے بھی ایسا سحر  
 پڑھکر اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہو کر زمین میں سما گیا اور نیچے سحر کھینچ کر اُسپر جا پڑا اسنے دار اسکے روکنا  
 شروع کیے یہاں تک کہ ایک بار صباے جادو نیچے برق بنکر جو اسکے سر پر گرا ہر چند اسنے روکا مگر نہ رک سکا  
 وہ بجلی اسکو کاٹ کر زمین میں اتر گئی دو پرکالے ہو کر وہ گرا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا بعد کچھ عرصہ کے صدا  
 آئی کہ مارا تمکو نام میرا تعمیر جادو تھا بعد بڑے طرفہ ہونے غل و شور کے صبا نے چاہا کہ قیدی کو لیکر داسنہ ہو مگر  
 اس ساحر کے مرنے سے مخمور و عمور پر سے سحر اسکا باطل ہو گیا تھا اور یہ دونوں ہوشیار ہو گئے تھے مخمور سنبھلی  
 اور چپک کر اٹھی تھی کہ صبا نے کہا اے مخمور حل سن تیری خطا شہنشاہ طلسم سے معاف کرادونگا مخمور  
 نے جواب دیا کہ وہ شاہ طلسم اور خطا کیا میری خطا معاف کریگا اور اے بھیا تو کب میرے ہاتھ سے زندہ  
 بچیکا اسکو یہ کلمہ سکر غصہ آیا اور نارنج سحر پڑھکر لگایا اس زن شیر صولت نے خالی دیا اور سحر پڑھتی ہوئی اسکے  
 بڑھی صبا نیچے کھینچ کر اسپر بھی آگرا یہ بھی تلوار پکڑ کر مقابل برابر سے دخیلیان نیچو کی کو نہ کوند کر گرتے لکین مؤلف



چلتی تھی بجلی گرجتا تھا رعد  
نہ اسکو نظر تھی نہ اس کو خبر

مقابل ہوئے تھے بہم نخس و سعد  
نہ پروا سے جان کچھ نہ مر نہ کیا ڈر

صبا لڑنے میں اس سے عاجز آیا اور نزدیک تھا کہ مخمور اسکو جہنم بھیجے مگر اسنے جب اپنے تین مغلوب بکھا نور اچھولی سے خاک قبر جمشید نکال کر اڑائی وہ مخمور پر پڑی یہ بیہوش ہو گئی عمر و نے جو یہ ماجرا دیکھا براہ مکاری دوڑ کر صبا کے قدم پر گر اور بہت تمام گویا ہوا کہ یہ عورت ناقص العقل تھی ہر چند آپ کے فحاش کی گرا سنے سمجھانا آپکا نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہونچی مگر میں امید وار ہوں کہ آپ میری خطا شاہ جاودان سے معاف کر دے دیکھیے مجکو خوب ثابت ہو گیا کہ بادشاہ طلمس سے مخالفت ہو کر کوئی زندہ نہیں رہ سکتا وہ بڑا زبردست ہو کر جسکے مطیع آپ ایسے ساحران نامور ہیں صبا یہ باتیں سن کر خوش ہوا اور از بسکہ شاہ پاس تو لیجا تا چاہتا رہی تھا عمر کے منت گزار ہونے سے بغیر گرفتار کیے ساتھ لے لیا عمر نے اثنائے راہ میں قابو پا کر اسکے منہ پر حجاب بیہوشی مارا کہ وہ چرخ کھا کر گرا لیکن اتفاق سے ایسے مقام پر گر کہ وہ جگہ ترائی کی تھی اور ڈیرا پانی سے بھرا ہوا تھا اس ڈیرے میں اسکا سر جا کر پڑا اور مخمور کو بیہوش کیے اسنے لاویا تھا وہ بھی ڈیسے میں گری پانی کی سردی سے دونوں کو ہوش آگیا صبا بھی سنبھل کر اٹھا اور مخمور بھی جست کر کے پانی سے نکلی لیکن صبا شرارت عمر و بھج کر اپکا کہ میں اسکو سزا دوں مخمور نے ڈانٹا کہ کدھر جاتا ہو اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک بجلی اوپر سے جو چپک کر گری اسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین میں تر گئی نخل و شور برپا ہوا تاریکی ہو گئی بعد اس ہنگامہ کے سر صبا ی جادو کا شق ہو گیا اور ایک طائر سبز فام خوش رنگ سر سے نکل کر دوتا ہوا سمت شاہ طلمس گیا اور یہ دونوں آگے بڑھے مگر طائر باغ سیب میں پہونچا اور پکارا کہ اے شہنشاہ صبا ی جادو کو متصل مکان طلسمی جہان کہ ملکہ نور جادو والک ہر عمر و مخمور نے مارا یہ ماجرا کہ اس طائر کے منہ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور سارے بدن میں آگ لگی کہ جل کر رہا کھ ہو گیا شاہ جادو ان مقام محافظان طاؤس طلسم کے پاس سے آکر سند عیش پر جلوہ گر تھا یہ خبر بزبان طائر سن کر غضبناک ہوا اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور کچھ دیر میں ایک ساحر اژدہا پر سوار و برشت بادشاہ ذی تبار حاضر ہو کر آداب بجالایا اسنے پہلے اسکا حال شفقت تمام پوچھا پھر حکم دیا کہ اے بلای جادو تمھارے بھائی کو مخمور نے متصل مکان طلسم مار ڈالا ابھی وہ وہیں ہیں جاؤ اور ان دونوں کو گرفتار کر کے میرے روبرو لاؤ اور اگر نہ آسکیں تو انکے سر لاؤ تا مل نہ کر د جلد جاؤ بلایہ حکم حکم بادشاہ سن کر تسلیم کر کے پھرا اور اژدہا پر سوار ہو کر روانہ ہوا اسکے روانہ ہونے کے بعد نامہ حیرت آیا شاہ نے پڑھا اسمین قتل ہونے نشو واط اور قصد کرنا لڑنے کا مصور کے دریافت ہوا اس نامہ کا جواب اس طرح لکھا کہ اے ملکہ تم گھبرانا نہیں میں یہاں سے تمھاری مدد کے لیے طوفان بن قمار فیل سوار کو بھیجتا ہوں وہ بسیار بہت ہو کسی سے زیر نہ ہوگا اور مرشد زادے اگر عازم جنگ ہیں تو انکو ہم نے وہ بارگاہ عظیم الشان عفایت کی جو زیر طلسم استادہ ہر انھیں چاہیے کہ طوفان کے دہان پہونچنے تک کام نہ کراد ان کا کام کرین اور اے ملکہ



تم بھی مرشد زادے کی خاطر داری اور تعظیم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا بس یہ جواب لکھ کر حیرت پاس  
 بھجوا دیا اسے جواب پا کر نہایت خوشی کی اور مصور کو وہ نامہ دکھا یا وہ بھی بہت غم مند ہوا اور کہا بعد فتح بارگاہ  
 میں لوٹگا اور علاوہ اسکے جو مال کہ بادشاہ ظلم کا ہر اسکو میں اپنا ہی مال جانتا ہوں جو چاہوں وہ کروں مجھے  
 بارگاہ کی کچھ احتیاج نہیں یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں آیا زوجہ سے گویا ہوا کہ نو صاحب مبارک ہو میرے ہی  
 نام یہ فتح تھی شاہ ظلم نے ایسا کچھ مجھ کو لکھا ہے صورت نگار نے کہا عیار ایک تو ہنگو ذلیل کر چکے ہیں اور اس کے  
 ہونے فتح ہونا غیر ممکن لہذا تم اس مقدمہ میں اگر نہ ہو تو اچھا ہے اس میں جان جانیکا اندیشہ ہے مصور نے جواب دیا  
 کہ میں بغیر سارے لشکر کی تصویریں کھینچے ہرگز نہ ہوتا لیکن کیا کروں میرا دل نہیں مانتا میرے دادا کے سب  
 بندے قتل ہوئے جاتے ہیں احوال اس کی زوجہ نے بہت کچھ سمجھایا مگر اُس نے مانا اور درہ کوہ میں جا کر  
 زمین کو پاک و صاف کر کے آگ سلگائی گوگل مرچیں جلائیں کلڑیاں بھجنگے بھینٹ میں دیے اگیاری  
 کی خاک ایک طرف اڑادی دفعہ ایک غبار تیرہ و تار اسی طرف سے پیدا ہوا جدھر وہ خاک اڑ کر  
 گئی اس غبار سے پتلا ایک گھوڑے پر مثل انسان کے سوار اسکے پاس آیا اس نے اس کو شراب کی  
 بوتلیں اور کھجی اور سور کی زبان بھینٹ دی اس نے شراب پیکر گوشت کھا لیا اس نے کہا اب تم کل سرکہ  
 جنگ میں آنا کام میرے دشمنوں کا تمام کرنا پتلے نے اقرار کیا اور چلا گیا رادی کہتا ہے مصور از بسکہ سحر  
 تصویر بنانیکا کرتا ہے اسوجہ سے اس پتلے کو اس نے کاغذ کا قبل میں بنایا تھا اور اسکے جسد میں سرکہ  
 داخل کیا تھا اور رد اس سحر کا اس طرح بنایا کہ ایک عقاب بزور سحر بنا کر صحرا میں چھوڑ دیا اس لیے کہ  
 کوئی اس عقاب کو اگر تلاش کرے تو پائے نہیں بہت سے عقاب اسی طرح اور اسی قد و قامت کے بنا کر  
 ہمراہ اس عقاب کے کر دیے کہ جہاں وہ رہے یہ سب بھی رہیں تاکہ ہر ایک دھوکا کھائے اور نہ سمجھ سکے  
 کہ کون سا عقاب کام کا ہے اپنی اہلہ حال اس عقاب کا آگے بیان ہوگا اب حال مصور سنئے کہ یہ اس پتلے سے  
 وعدہ کر کے لشکر میں آیا اور حیرت سے کہلا بھیجا کہ میرے نام پر طبل رزم بجئے کا حکم دیکھیے تامل نہ کیجیے حیرت  
 نے اس کی استدعا کے موجب قریب شام حکم نقارہ نوازی دیا جسوقت کہ عقاب تیز پرواز فلک جبکا آشیانہ مدج  
 اس ہر صحرا سے افلاک سے اڑ کر کوہ مغرب میں گیا اور شیشہ سیارگان سے صفحہ زبرجدین افلاک نقوش نظر آئے گا  
 کہ بقتلے قول

مزمین ہوا صفحہ آسمان  
 کو اکب کی صورت بعد زین

ہوئی صنعت ملک قدرت عیان  
 نظر آئی بالائے چرخ برین

شکریاں حیرت نے طبل جنگ بجایا طائران سحر لشکر ہرج بہر خبر گیری یہاں موجود تھے خبر لیکر حاضر بارگاہ  
 آسمان جاہ ہوئے اور شکل انسان متشکل ہو کر زبان عجز انما اس طرح بعد عادت متعارض کرنے لگے کہ بموجب  
 آیات مؤلف



شہا تیری دولت رہے برقرار ابد تک یہ قائم رہے سلطنت	مددگار تیرا ہو پروردگار عدالت سے آباد ہو ملکیت
<p>بنام مصور پیر لشکر مخالف میں طبل جنگ بجا ہوا ارادہ فاسد دشمن حاسد ملا زمان حضور پر نور کی ایذا رسانی کا ہر یہ کسر پہ واز کر کے شکل طائر پھر روانہ ہوئے یہ خبر سنتے ہی مہرخ نے بھی نظر بفضل کردگار کر کے نصیر خر کو دم دیا سرداران عالیشان نے کوس حربی بجا یا در بار شام سے برخاست ہوا ہر ایک اپنی جگہ پر آکر مصروف تیاری سامان جدال تھا کوئی اگیاری کرتا تھا کوئی منتر جنت پڑھتا تھا دھڑ بجاتا تھا بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے مردانگی کا دم بھرتے تھے مولفہ</p>	
ہوئے مرد جنگ آزما ہوشیار سپہدار لشکر بجاہ وحشم ہوئیں تیغین صیقل سے پھر آبدار اقتد نے لیکن فوج کی بدلیان کیا ساحر و ن نے بیاشور و شر بلانے لگے سحر پڑھ پڑھ کے ہیر	نبرد آزما یان پنج گزار لگے کرنے سامان جنگی بہم عیان پھر ہوا قہر پروردگار درخشان ہوئیں تیغ کی بجلیان دیے بھینٹ میں سبے دشمن کے سر اسی رنگ میں تھے صغیر و کبیر
<p>مصور کے نام پر طبل رزمی کے بجنے سے سب کو انتشار تھا تار دین ہر ایک سردار تھا پھار باغ و بہار دکھا کر دشمن کو باغ سبز دکھانا چاہتی تھی مہرخ فروغ سحر دکھا کر عدو کا دل داغدار فرماتی تھی سہر خمبو کو سرسزدی منظور تھی حاصل یہ کہ ہر ایک کو ایسی ہی کچھ ضرور تھی رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جس وقت کہ مصور آفرینش نے پیکر پر نور کو نگار خانہ مشرق سے جلوہ طراز فرمایا اور تضادیر کو اکب کو خامہ شعلہ ہرنے صفو افلاک مٹایا مولفہ</p>	
جب شعلہ تیغ تیز بھڑکا تھا بخت بہادر و ن کار و دش	تار کی مین ہو گیا اجالا پھیلا نور عسکر کا دامن
<p>لشکر دونوں جانب دشت قتال میں وارد ہوئے پھر وہی معرکہ گیر و دار وہی ہنگامہ گرم یازاری نبرد و پیکار تھا صفوں جنگ ترتیب پذیر تھیں دونوں فوجیں مثل دریا موجیں تھیں نقیب واز بلند پکارتے تھے بہادر دن کو لکارتے تھے کہ بان نوجو ہر شمشیر دکھا دو معرکہ دیجھیں کس کے ہاتھ ہی منھ نہ موڑنا تیغ و گردن کا ساتھ ہی غرض کہ جب ساحر و ن کے پرے جگئے سپاہی لڑنے پر تل گئے مصور صف لشکر سے آگے بڑھا اور کچھ پڑھ کر صحر کی طرف پھونکا غبار تیرہ و تار پیدا ہوا اور وہی ہوا گھوڑے پر سوار میدان میں آکر ٹھہرا جسکا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے مصور نے اسکے آنے سے نفرو مارا کہ اسے فرقہ انگرام اس سوار سے اگر ہم نبرد نہ سمیت عدم راہ کو مہرخ یہ نہیب شکر جانب شکر نگران ہوئی</p>	



گلزار جادو و ملازم ہمارے ہنس اڑا کر سیدان کی راہ لی اور سوار کے مقابل پہنچ کر ضرب طلب کی اسے شمشیر کھینچی کر کو بتلا کر سر پہ ہاتھ مارا گلزار نے سحر پٹھا دس سپرن سحر کی سر پہ از خود آگین گھر شمشیر نے اس سوار کی سپرد نکو کاٹ کر گلزار کے دو ٹکڑے کیے شور اس کے مرنے کا بلند ہوا مصور نے پھر مبارز طلبی کی ادھر گلزار کا بھائی لالہ زار جادو اسکے سامنے گیا اور ایک نارنج سوار پر مارا نارنج اسکے قریب جا کر اٹا پھر آیا دوبارہ اُسے پھر مارا وہ بھی خالی گیا اور اس سوار نے اُس کے بھی تلوار ماری اسے ہر چند رد کیا ممکن نہوا اور تیغ نے دو ٹکڑے کیا غل مرثیکا بلند ہوا پھر مصور نے نیب ی ادھر سے اور ایک ساحر لڑنے گیا اور ہزار ہا سحر اس سوار پر کیے مگر اثر پذیر نہ ہوئے اور سوار نے اسکے بھی دو پر کاٹے گئے اسی طرح جو ساحر اسکے مقابلے میں گیا طبرہ شمشیر اجل ہو اور بس ساحر نامی و نامور شام تک سیار گلشن جان پہرے پر بندھ گیا اس وقت ہمارے ارادہ بھٹنے کا گیا لیکن مہرخ مانع ہوئی اور کہا تم نیا وہ یہ پتلا مصور کے سحر کا ہے کسی سے مارا نہ جائیگا اور جو اسکے سامنے جائیگا قتل ہو جائیگا ہمارے جواب دیا کہ خدا مالک ہے میں اس بھڑوے مصور کو جاکر دلو انہ بناتی ہوں وہ خود اس تیلے کو مٹا بیگا اور اپنے کیے کی سزا پائیگا یہ کہہ کر جانتی تھی کہ اپنا تخت آگے بڑھائے اور لڑنے جائے لیکن دن تمام ہو چکا تھا اور باغبان دہر کشت انجم فلک کی آبیاری کیا چاہتا تھا کہ مولف یہ ہدیت طاری ہو اضطراب و گریزان ہوا چرخ سے آفتاب مصور نے طبل باز کشت بجوایا اور بکار کر کہا اے گردہ باغبان پردہ شب تھائے واسطے حائل ہو گیا کل تم سب مارے جاؤ گے مناسب ہو کہ اطاعت شاہ جادو ان کرد اور فساد سے باز آؤ لشکریان مہرخ نے ان کلمات کے جواب میں شاہ طلسم کو بڑا بھلا کہا قصہ مختصر شکر سیدان سے پھرے اور مقام پر اپنے پہنچ کر آرام پذیر ہوئے لشکر دین چراغان کی روشنی ہوئی سرداروں نے میخواری شروع کی ناعج بارگاہ میں ہونے لگا طظنہ عشرت و کامرانی بلند ہوا عیار بھی بارگاہ میں آئے اور مہرخ سے مستفسر ہوئے کہ اس سوار کو تم جانتی ہو کہ یہ کون ہے اور اسکا اصل حال کیا ہے مہرخ نے کہا میں نے براہ کہایت دریافت کیا ہے کہ یہ پتلا مصور کے سحر کا ہے اور بغیر اسکے دفعہ کیے اسکا دور ہونا ناممکن نظر آتا ہے برق عیار نے کہا میں جانتا ہوں اور اسکے ہلاک کرنے کی تدبیر کرتا ہوں یہ کہہ کر روانہ ہوا ادھر مصور جو واپس ہو کر گیا اس نے اس سوار کو جنگل کی جانب جانے دیا کہا مجھے بروقت لڑائی سحر پٹھکر کو بلانے کی تکلیف ہوتی ہے ایک دن بعد پھر لڑتا ہے چنانچہ اتنے عرصہ کیلئے کہ ہیکو جاؤ یہ کہہ کر ایک خیمہ استلاہ کر دیا کہ یہاں رہو وہ پتلا وہاں اترا اور ازل سے اسکے پیٹ میں کوئی شیطان اترا ہو وہ کھاتا پیتا بھی ہے مصور نے خدمتگار بہر خدمت مقرر کر دیے وہ سامان اکل و شرب حاضر لائے پتلا کھاتے پینے میں مشغول ہوا اس اثنائے برق صورت ساحر کی سی بد لکر شکر میں آیا اور ایک خدمتگار کو پیلے کے خدمتی میں سے جا کر اشارے سے بلایا جب وہ پاس آیا کہا الگ آؤ میں تمہارے فائدے کی ایک بات کہوں خدمتگار اسکو ساحر معزز و ذیع سمجھ کر کچھ کہہ نہ سکا تنہائی میں چلا آیا برق نے اسکو بغیہ بیہوشی



مار کر طرفہ العین میں بیہوش کر دیا اور اسکا پیراہن لیکر اسی کی ایسی صورت بنکر اس پتلے کے خیمہ میں آیا وہ پتلا پلنگڑی پر لیٹا انار کے دانے کھا رہا تھا برق سر ہانے کھڑا ہو کر نکلیا جھلنے لگا اور ایک ہاتھ سے غبار بیہوشی اڑاتا تھا نکلے کی ہوا سے ناک میں اسکی بیہوشی گئی وہ پتلا پھینک کر بیہوش ہو گیا برق نے اور زیادہ غبار بیہوشی اڑایا یہاں تک کہ جو لوگ اسکی خدمت کے لیے تھے وہ بھی بیہوش ہو گئے اسوقت اسنے چاہا کہ پتلے کا سر کاٹ لوں مگر وہ پتلا پتھر کا ہو گیا یہ حیران ہوا کہ اب کسکو ماروں ناچار انھیں خدتی لوگوں کو جنھیں بیہوش کیا تھا اسنے ہوشیار کر کے کہا اے میان تم سب سو گئے تھے ذرا دیکھو تو میان سوار صاحب کو وہ تو پتھر کے ہو گئے اب خدمت کس کی کریں ان لوگوں نے اس میان کو سنکر تعجب کیا اور اٹھ کر پتلے کو دیکھا واقعی وہ پتھر کا ہو گیا تھا یہ دیکھ کر باہم مشورہ کیا کہ چکر مصور سے کہیں وہ میان تو پتھر کے ہو گئے عرض خبر گیرے روانہ ہوئے برق بھی انکے ساتھ گیا اور سب نے چاکر مصور سے پتلے کا پتھر ہونا بیان کیا وہ سا رانا جہر اسکر پتلے کے خیمے میں آیا اور اسکو پتھر کا دیکھ کر بڑی دیر تک سحر پڑھا کیا تا انکے وہ پتلا پتھر جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور ہوشیار ہو کر گویا ہوا کہ میں سو گیا تھا مصور نے کہا کچھ نہیں بیان عیار شاید کوئی آیا تھا اسنے آپ کو بیہوش کر کے قتل کرنا چاہا ہو گا پتلے نے کہا اگر یہ امر ہی تو آپ کچھ فکر نہ کریں میں غائب ہوا جاتا ہوں بدقت لڑنے کے آجاؤنگا یا جب مجھ کو کوئی بیہوش کر گیا میں پتھر کا ہو جاؤں گا کوئی مجھے قتل نہ کر سکے گا مصور اسکی تقریر سنکر مطمئن ہوا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا برق نے بھی یہ گفتگو سنی دلیں غور کیا اب اس پتلے کو بیہوش کرنے کیلئے بیان پتھر تا بیکار ہی لازم ہے کہ اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچ کر وہاں سے کچھ میلہ کر کے روانہ ہوا اور بارگاہ حیرت کی جانب ساحر کی صورت بنکر چلا جب وہاں پہونچا ایک خدمتگار کو ملکہ حیرت کے اشارے سے بلایا اور کہا چلو تم کو مصور بلاتے ہیں خدمتگار اسکا تام سنکر بہت خوش ہوا کہ میں بھی ایسا ہوں جسے مرشد زائے ساحر و ن کے بلاتے ہیں بس اسی وقت ہمراہ ہولیا برق نے کہا واسطے تفریح طبع کے صحر اکیطرت گئے ہیں بارگاہ میں نہیں ہیں اسی سمت چلو خدمتگار نے کہا کچھ بھی معلوم ہوا کہ کیا کام ہے اسنے کہا کچھ انعام تقسیم کیا ہے تمہیں بھی دینا ہے اور کچھ کام نہیں تمہیں بھی انعام دینا منظور ہے خدمتگار اس فقرے کو سنکر نہایت خرسند ہوا اور اسکے ساتھ جنگل میں آیا اسنے تنہا پا کر اسکے منہ پر جینیہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا برق نے اور زیادہ اسکو بیہوش کر کے اسی کا پیراہن پہنکر اور اسی کی ایسی صورت بنکر اپنی راہ لی اور ایک قلعہ حیرت کی طرف سے مہر کر کے لکھا اور بارگاہ مصور میں آیا وہ رقعہ اسکو دیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ تمہارے ناہر عیار نے پتلے کو بیہوش کیا تھا ایسا نہ ہو کہ عیار پتلے کو مار ڈالیں لہذا میرے اطمینان کے لیے لکھ بیجو کہ یہ پتلا جو بنایا ہے اسکی جان کا ہے میں رکھی ہے مصور نے جواب میں رقعہ کے لکھ بھیجا کہ یہاں سے کچھ دور ایک درہ کوہ میں بہت سے عقاب تیز پرواز میرے سر کے ہیں ان میں ایک عقاب نہایت زبردست اور بڑا ہی اسکو کوئی مارے اور اسکا خون لے کر اس پتلے پر چھڑکے



تو البتہ یہ پتلا سرے پر ق یہ رقعہ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا اور ملکہ ہرج کو دکھایا ہرج بہت خوش ہوئی اور اس وقت سوار ہو کر بموجب نشان تحریر درہ کوہ میں جا کر ڈھونڈنے لگی بہت سے عقاب ہر سمت پھر رہے تھے انہیں جو عقاب کہ بہت زبردست اور بزرگ نظر آیا اس پر اسنے سحر ٹپھنا شروع کیا پھر پھر میں وہ عقاب زمین پر گرا اسے کار دھڑ سے اسکو فوج کے خون اسکا شیشہ میں بھر لیا اور اپنی بارگاہ میں آئی لیکن کسی سے اس راز کو بیان نہیں کیا اور جب رات زیادہ گئی وہ دونوں خدمتگار جنگو برقع ہوش کر آیا تھا ہوشیار ہوئے اور اپنے تئیں تنہائی میں بہنہ پڑے دیکھا سمجھے کہ عیار تو لشکر میں آیا ہی کرتے ہیں اور روزانہ شہید ہوا کرتے ہیں آج ہمیں پر یہ واقعہ گذر لیکن شکر ہے سامری کا زندہ رہے غرض کہ وہاں سے اٹھ کر لشکر میں آئے اور لباس پہن کر اپنے کام میں مصروف ہوئے از بسکہ رات زیادہ گئی تھی مالک و لون کے آرام میں تھے اسے اپنی حقیقت کہ نہ سکے جسم مہر تابان مثل ملازمان ٹیکہ زرین مکر سے باندھ کر بارگاہ فلک میں آیا اور پشت کمن خاور سے ہوشیار ہو کر نکلا کہ بمقتضائے مولف

کیا مہر تابان نے روشن جہان  
چراغ فلک بچھ گئے جھللا

اٹھے خواب نوشین سے پر جوان  
چلی سمت مشرق سے ایسی ہوا

مصور اٹھ کر پہلے اپنے پتلے کو دیکھنے آیا زندہ دیکھ کر خوشنود ہوا خدمتگار نے چاہا حال اپنا بیان کرے پھر خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو عیار یہاں موجود ہو اور اپنا راز میری زبان سے فاش ہوتے معلوم کے جنگو کسی وقت قابو پا کر مار ڈالے یہ سمجھ کر خاموش ہو رہا مصور وہاں سے اٹھ کر بارگاہ حیرت میں گیا دو پہر آجکی سحر حیرت آرام کرنے جاتی تھی اسنے پوچھا کہ اے ملکہ تم نے کل رقعہ بھیجا تھا حیرت نے کہا میں سمجھ کر جواب دو گئی آپ جا کر طبل جنگ بجو ایسے میں دن بھر میں میں نائے بھیجتی ہوں یاد اسکو رہتا ہے کہ کل کتنے خط آئے اور کتنے بھیجے اب جو کچھ پوچھیے گا سہ پہر کو پوچھیے گا یہ کہہ کر سونے چلی گئی اور مصور پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا از بسکہ دو پہر تھی یہ بھی سورہا تیسرے پہر کو اٹھ کر افسر ان فوج کو بلایا اور انتظام لڑائی کا کرنے لگا سنجواری میں مصروف ہوا جب دبلغ اسکا بادہ ناسک گرم ہوا فرط سستی میں بے اندیشہ انجام قریب شام حکم طبل جنگ بجنے کا دیا جس وقت ترک روزگار نے حکم ملا دیاری لشکر انجم نسبت بہرام فلک کے صادر فرمایا اور ان مہتاب کی طرح مہتاب روشنی بخش سید ان عالم ہوا مولف

بارگاہ غریب میں جا کر ہوا مسکن گزین  
انتظام لشکر انجم میں تھا ترک فلک

تخت سے افلاک کے شاہنشہ مشرق میں  
دور مہتاب فلک کی چار سو بھلی چمک

لشکر میں صدر اس طبل جنگ بلند ہوئی حیرت نے بھی طبل مذم بجوایا جو اسیوں نے خبر اس معرکہ کی ملکہ ہرج کو پہونچائی یعنی بادب تمام بعد ادلے دعا و ناعرض پیرا ہوئے منتظم



شہا تیرا اقبال دائم رہے	ہمیشہ تیرا ملک قائم رہے
دین تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل	خدا تیرا ہر حال میں ہو کفیل
عدو کل کے دن طالب جنگ	پھر آمادہ شروہ بے تنگ

مہر خ نے خبر سنتے ہی نفیر کو دم دیا لشکر میں کرنا پھنکی صورت اسرافیل گویا بجا لشکر کے راستہ کرنے میں ہر سردار نے فتان افواج کا غلغلہ بلند کیا پھر وہی غلغلہ گہر و دار پھر ویسا ہی ہنگامہ آشکار ہوا سا حرم صرف بحر خوانی تھے بہادر و ن کو چو ش شجاعت و ارمان جوانی تھے طول ہر مقام پر بجای صبح تک یہی سامان رہا ہر ایک کو جان جانے کا گمان رہا جو وقت فراق شاہد شب میں آہ آتشین سینہ دہر سے نکلی اور آفتاب تابان بنکر دہن مشرق سے شعلہ نمودار ہوا مولف

سینہ مشرق سے نکلا ایسا شعلہ آہ کا	مہر تابان بنکے گردون پر نمایاں ہو گیا
گرمی سوز درون بھی چرخ ظاہر ہوئی	جسکی ساری دہر میں چلی ہوئی تھی شنی

لشکر وار وشت مصاف ہوئے جوق جوق اور طوق طوق کے پرے بندھ گئے باجے جنگی بجے کوس و کرنا گرجے مصور و حیرت بھی بڑی چک نکلتے لشکر لائے ساحرون کے پرے جمائے ناقوس پھنکے اور گھنٹے بجے گھٹا سحر کی چھا گئی آتشباری اور سنگباری سے میدان مثل توڑ گرم ہو کر تپ گیا صدا ہا سے مہیب بیرون کی یہ معلوم ہوتا تھا گویا دفتر عالم الٹ گیا القصد بعد ترتیب صفوف افواج سخت دونوں لشکر کے سر تاج کے قلب میں قائم ہوئے دلاور مرنے پر عازم ہوئے نقیب مذمت دنیا سے دنی کھڑے میدان سے جب ہٹے بہادر سناٹے میں آگئے مصور نے کچھ سحر پڑھایا ایک سم مرکب کے کڑا کے کی صدا بلند ہوئی وہی تپلا جسکا ذکر ہو چکا ہے ایک طرف سے پیدا ہوا اور میدان میں آکر ٹھہرا مصور نے مبارز طلبی کی لکہ ہرخ نے تاج اتار کر بوسہ دیکر تخت پر رکھا کل لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے تمام سردار پا پیادہ ہو کر سامنے ملکہ کے آئے باجے بجنے لگے ملکہ نے سب کو تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر جا کر ٹھہرو اور آپ طاؤس پر چڑھ کر سامنے اس موار کے گئی ضرب اس سے طلب کی اسنے ایک نارنج مارا ملکہ ہرخ نے بھی ناریل مارا نارنج و ناریل لڑا کر باہم ٹوٹ گئے اس عرصہ میں ہرخ قریب اسکے طاؤس اڑا کر گئی وہ چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے اسنے شیشہ سے خون لیکر ایک چھٹیٹا مارا جیسے ہی خون اسپر پڑا ایک شعلہ اسکے جسم سے نکلا اور اسنے جلنا شروع کیا دم بھر میں خاک ہو کر رہ گیا واہ واہ کافرہ شکر یان ہرخ نے بلند کیا مصور کو بڑی مذمت ہوئی اور چاہا خود لڑنے کو جائے صورت نگار اسکی زوجہ نے رد کا اور لڑنے نہ دیا اسوقت اسنے افسران فوج کو للکارا کہ لو اس تک حرام کو میدان سے جانے نہ دو فوج نے ہرخ پر حملہ کیا اس طرف سے لشکر ہرخ پر جا پڑا پھر تو دونوں لشکر باہم مل گئے اور جنگ سحر اور شمشیر زنی شروع ہوئی کہ خط



چو از روز پاسے برینان گذشت بو اگشت بچون بخت آرتور چہ در روغن تفتہ ماہی در آب ہو اگر م آتش فشان تیغہا بچون ہرے ست و بیتاب بود	بیابان ز خورشید تفتیدہ گشت کہ در روغن افتادہ زان نان بود ز سوز جگر داشت صدیچ و تاب دو جزد در پاسے خون میغہا جگر با کباب از پئے آب بود
--	---

آخر قریب شام حیرت طبل آسائش بجا کرنا کام پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی لشکر نے کمر گھولی سردار  
دربار میں آئے سپاہیوں نے بسترے لگائے بارگاہ میں تاج ہونے لگا دور جامے کلفام چلنے لگا اور  
یہی ہنگامہ عشرت لشکر حیرت میں بھی گرم تھا مصور بھی شریک بزم تھا حیرت نے اسوقت پوچھا کہ  
اے مصور تم کل قوم کا کیا حال پوچھتے تھے اُس نے کہا آپ نے رقعہ بھیجا تھا جس میں پتلے کی جان کا حال دریافت  
کرنا لکھا تھا میں نے اسکی کیفیت سب جواب میں لکھ بھیجی تھی پس یہ پوچھنا تھا کہ وہ رقعہ آپ ہی نے بھیجا  
تھا یا کسی اور نے حیرت نے جواب دیا کہ میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کیسا رقعہ کیسی جان بھگو نہیں معلوم  
مصور نے کہا آپ کا خدمتگار لے گیا تھا اور خدمتگاروں کو طلب کر کے ایک کو ان میں سے بتلایا کہ یہ رقعہ  
ایا تھا حیرت نے اس سے عتابانہ پوچھا خدمتگار نے اسوقت موقع اپنے عرض حال کا پا کر سارا ماجرا اپنے  
بیہوش ہونیکا بیان کیا پھر تو مصور کے خدمتگار نے بھی اپنی حقیقت کی مصور کو یقین واثق ہو گیا کہ کوئی  
عیار تجھ سے پوچھ گیا از بسکہ یہ نبیرہ سامری ہی بزدل تھا اس نے دریافت کیا کہ کس عیار نے یہ چالاک کی  
معلوم ہوا برق عیار نے بصورت خدمتگار تجھ کو فریب دیا یہ جو معلوم ہوا آتش غضب کے غرمن نخل کو جلا یا  
اسی وقت سحر ٹپھکر شل قارون یہ دنی زمین میں سمایا موش صحرائی کی طرح دامن دشت کرتا ہوا  
بارگاہ مہرخ میں پہنچکر باہر نکلا یہاں سب عیار مژدہ فتح شکر حاضر ہوئے تھے ان میں سے یہ برق کو بچے  
میں قاب کر اڑا سا حیران بارگاہ نے بہت سے ناریج ترنج گولے سحر کے مارے مگر کچھ اثر نہ ہوا مہرخ و عشاق و  
بہار وغیرہ بھی اڑ کر پیچھے پیچھے روانہ ہوئے وہ برق کو اپنی بارگاہ کے دروازے پر لایا اور سحر سے عیس و  
حرکت کر کے زمین پر ڈال دیا اور اسوقت جلاد کو بلایا حکم دیا جلاد اسکا سر کاٹ ڈال جلاد نے برق  
کو پورے پر بٹھا کر گولے کا خطا گردن پر دیا اسوقت مصور کے حکم سے کچھ فوج بھی تیار ہو کر بہر حفاظت  
ہر سمت آگئی اور حیرت بھی یہ خبر شکر باہر بارگاہ کے اکھڑی ہوئی برق سامان مرگ اپنا دیکھ کر دل سے  
درگاہ رب العزت میں رو کر دعا کرنے لگا کہ نظم

یا اللہ پے رسول خدا	بہر زہرا بر اسے عقدہ کشا
دست ظالم سے دے نجات مجھے	آج کافی ہے تیری ذات مجھے

تیر دعا بت پر لگا جلاد گردن جد کیا چاہتا تھا مہرخ وغیرہ اگر ہو نہیں بہار نے آنے ہی سحر کر کے



اندھیرا کر دیا اور عشاق نے سر کی بجلی جلا دی گرانی کہ اسکو دو ٹکڑے کر گئی اور ہر جہ جو بچہ بنکر گری برق کو اٹھا لیکئی مصور نے پہلے نور دھر کر کے روشنی کی جب جلا کو ہلاک پایا اور برق کو زیر تیغ نہ دیکھا جھلا کر زور سحر اڑا اور لا کارتا ہوا عقب ہر جہ و بہار چلا صورت نگار نے اسکو تنہا جاتے دیکھا نفیر سحر بجائی لشکر میں قرنا بھنگی جلد کمر بندی ہوئی اور فوج لیکر صورت نگار علی اس طرف عشاق آگے بڑھ کر لشکر میں ہو چکا اور عیار بھی دوڑ کر آئے حکم کیا کہ جلد لشکر تیار ہو کہ ہمارے ملکہ فوج مخالف میں گھر گئی ہے پس یہ خبر سنتے ہی جو جس طرف بٹھا تھا اسی طرح اٹھ کر چھٹا اور جو جہ یہ جھکو لانا اٹھا لیا غرض کہ ہر جہ کو فوج عدو نے راہ میں گھیرا تھا کہ ادھر سے بھی فوج آپڑی اور باہم سر سازی شروع ہوئی برق کو ہر جہ نے ساحر دن کو دیکر اپنی بارگاہ میں بھیجا اور آپ فوج سے مقابلہ کیا ساحر سے ساحر بر دے ہو اچھڑ گیا سحر کی لاگین منتر کی جو ٹہن چلنے لگین آسمان سے ہاتھ پادڑن سر کا میجر ستا تھا آندھیوں کا شور ایسا کہ گوش فلک کر ہو گیا تھا کبھی ایسا اندھیرا ہو جاتا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سمجھائی دیتا کبھی ہزار ہا ستارے اور آفتاب نکل آتا تھا نظم

نکل آیا سورج اجبالا ہوا  
دہن اسکو ہوشی طاری ہوئی  
چھپا سحر کے ابر میں مہربا  
کہ دانکی زمین سر زمین بنگھی  
کہ بجلی ہو ج طرح سے شعلہ ریز  
کہیں شور بیرون کا لا آتھا

اندھیرا تھا ہر سمت چھایا ہوا  
پڑی جہ اس مہر کی روشنی  
پڑھا رخ جو مہر رخ نے اس سحر کا  
زمین پر سردنکی جو بارش ہوئی  
ہوا پر چلتی تھی یوں تیغ تیز  
کہیں آندھیوں سے تھا طوفان بیا

اس ہنگامہ کا شور سحر حیرت بھی آئی اور نتیجہ اس جنگ کا بے سود بھی مصور سے کہا اس لڑنے سے فتح ہونا اور طسم سے عذر کا دفع ہونا ممکن نہیں تا وقتیکہ کوئی تدبیر ایسی نہ کی جائے جس سے ملک حرام عاجز ہوں یوں مقابلہ کیا یہ کہ لکڑی بل باز گشت بجوایا لشکر بھر آئے دوبارہ سب کے لکڑی آسودگی ہوئی حیرت نے صرصر عیارہ کو طلب کر کے بہت غیرت دلائی کہ دیکھ عیار ایسے ہوتے ہیں کس طرح تلے کی جان کا حال پوچھ کر اپنے لشکر کو بیایانی احوال بھی لشکر میں نہیں ہر گز تجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا جا ملک ہر جہ کو گرفتار کر کے لاضر صرصر نے عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے لاتی ہوں یہ کہہ کر روانہ ہوئی اور صورت ساحر کی بنکر جب لشکر میں آئی ایک کینز کسی جادوگر نے کے خیمہ سے نکلا اپنی بی بی کے پاس بارگاہ میں جاتی تھی اسنے اس کینز کو بہانے سے علیحدہ بلایا کہ امیری بات سنتی جاؤ جب وہ تنہائی میں آئی اس نے فوراً حباب مار کر اسکو ہوش کیا اور اسکا پیر بن پھنکرا اسی کی ایسی صورت اپنی بھی بنائی یعنی محرم کے بند دکھانے کے لیے بہت چست کر کے باندھے دوپٹا اوڑھ کر کا ندھے سے لٹکا دیا سینہ آگے سے کھلا رکھا اسلیے کہ طوق اور جگنو جو پہنے ہوں لوگ اُسے دیکھیں کا جل آٹکھوں میں لگایا مستی ہو ٹو پیر



ایسی نگاہی کہ ٹھڈی تک آئی تھی پانچے گھڑتی اور گرانی ہنس ہنس کر ایک ایک سے آنکھ ملائی علی جس نے  
شکر میں اسکی طرف دیکھ کر ہنس دیا اسنے بھڑوا موندی کاٹا بنانا شروع کیا جو کوئی نہ بولتا از خود چھڑتی اور  
گالیان کو سننے دیتی اسی صورت سے بارگاہ میں آئی اتفاقاً ملکہ طاؤس نے اس سے پوچھا کہ ارنی تو کہاں  
گئی تھی صرصر بھی کہ جسکو تو نے بیوش کیا ہے وہ کینز اسی کی ہے بس اُسے اٹھلا کر کہا واری ذرا دم بھرا یا  
تھا سیر کو گئی تھی طاؤس بولی کوا لزا دی تجکو سیر کی سوچی ہے یہاں میں چوکی پر جانے کو تھی تیری راہ دیکھتی  
تھی جلد لوٹا ملکہ اور اب جو کبھی بغیر پوچھے کہیں گئی تو خوب جوتیان پڑیں گی یہ شکر صرصر آفتابہ اٹھانے علی  
برق جو ساحر لائے تھے سحر اسپر سے دفع کیا تھا وہ بھی بیٹھا تھا اس نے کینز کی طرف بغور دیکھا اور پاؤں  
اسکے پیرے سے پڑتے دیکھ کر سمجھا کہ یہ عیار ہر پس اٹھ کر یہ بھی چلا صرصر ہر چند کہ کینز بنی تھی مگر چار  
طرف دیکھتی جاتی تھی ہمہ تن جتن تھی برق کو آتے دیکھ کر اسکے تیور سے پہچان گئی کہ اسے تجکو پہچانا یہ جانتے  
ہی جہت کر کے سراجہ بارگاہ فرار ہو گئی برق نے پکار کر کہا استانی ٹھہرو مجھے کچھ کہنا ہے صرصر نے جواب  
دیا کہ باہر آؤ تو مزاج اچھاؤں برق نیچے پکڑ کر باہر پھینکا لیکن کہا کہ سب ہوشیار رہیں صرصر کسی کو گرفتار  
کرنے آئی ہے یہ کہہ بیرون بارگاہ آیا دیکھا صرصر کا کہیں پہنچ نہیں سمجھا کہ شکر سے نکل گئی پھر سوچا کہ مبادا  
اور کسی سردار کے خیمے میں جائے اور اسکو آزار پہونچائے بہتر ہے کہ تلاش کروں یہ سوچ کر ڈھونڈتا  
ہوا چلا یہاں صرصر ایک تنہا کی آڑ میں چھپی کھڑی تھی امکو اور دست جاتے دیکھ کر بہت جلد اس نے  
صورت اپنی مثل صورت صرصر غام عیار کے بنائی اور پھر بارگاہ میں آئی مہرخ سے کہا میں صرصر کے پیچھے  
دوڑا تھا وہ تو نہیں ملی آپ ہند و بست کیجیے کوئی اندر نہ آنے پائے اور برق نے کچھ کہلا بھیجا ہے آپ الگ  
آئیے تو عرض کروں مہرخ اٹھ کر اسکے ساتھ الگ خیمے میں گئی اسنے جناب بیوشی مار کر اسکو بیوش کر دیا اور  
پشتارہ باندھ کر لے علی اس اتنا میں برق سب کہیں صرصر کو ڈھونڈھ کر بارگاہ میں آیا پوچھا مہرخ کہاں ہے  
سب نے کہا صرصر غام بلا کر لے گئے ہیں قریب بارگاہ جو خیمہ ہو وہاں گئی ہیں برق یہ سن کر اس خیمہ میں آیا  
یہاں دیکھا تو کوئی نہیں سمجھا کہ صرصر لیگی اس وقت یہ بھی لپکا یہاں تک کہ صرصر جنگل میں راہ کتر کر پہونچی  
تھی ہنوز شکر حیرت تک نہ گئی تھی کہ یہ بھی پہونچ گیا اور لاکار کہ استانی اب کہاں جاؤ گی اس وقت تو تم نے  
خوب سبق دیا مگر اب بنیا شکل ہے یہ کہہ کر نیچے پکڑ کر جا پڑا وہ بھی نیچے پکڑ کر لڑنے لگی دس بس ہاتھ نیچے کے لپکے  
ہوتے کہ ایک طرف سے نعرہ قرآن بلند ہوا اور اسنے آکر بغدہ تانا کہ استانی ایک ہی ضرب میں تم فنا ہوتی  
ہو بہتر ہے کہ پشتارہ رکھ دو صرصر بغدہ تانے اسکو دیکھ کر سہم گئی اور چاہتی تھی کہ کوئی مکاری کرے مگر  
اس جگہ ایک ساحر بیابان جادو نام رہتا ہے اسنے دیکھا کہ ایک عیار بھی اور دو عیار لڑ رہے ہیں  
یہ دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اڑا اور نیچے نیکر جو کر صرصر کو مع پشتارہ اٹھانے گیا قرآن و برق نیچے کرتے ہی  
بھاگ کر چھپ رہے جب وہ چلا گیا یہ بھی نکلا اور باہم مشورہ کیا کہ نیچے صرصر کو لہین ہے کہ بارگاہ حیرت



میں لیجائے گا بس ہم پہلے ہی سے چلکر وہاں ٹھہریں اور جیسا کہ محل وقوع دیکھیں ویسا کریں غرض کہ صورت ساحر و ن کی  
 ایسی بنا کر روانہ ہوے اور وہ ساحر صرصر کو حقیقت میں سامنے حیرت کے لایا صرصر نے تسلیم کر کے عرض کیا  
 کہ اس طرح میں لاتی تھی عیار و ن کے مقابلہ سے یہ مجکو اٹھائے آئے حیرت نے دونوں کو خلعت دیا اور  
 پانی چھڑا کر اس دھوکے میں کہ یہاں جادو نے مہر خ کو مسح کر لیا ہوگا ہوشیار کر لیا یا بان عین طرائف  
 میں صرصر کے پشتارہ اٹھا لایا سحر سے بے حس و حرکت کرنے کی نوبت نہ پہونچی تھی اسوقت جو مہر خ ہوشیار  
 ہوئی حیرت کو سامنے بیٹھا دیکھا اور یہاں کو قریب استادہ پایا سمجھ گئی کہ یہ ساحر مجکو کد لایا ہے بس اٹھ کر  
 ایک طمانچہ بزور سحر ایسا اسکے مارا کہ یہاں کا سر پھٹ گیا اور وہ بڑبڑا کر ہلاک ہوا اسکی تلوار پکڑ کر  
 یہ حیرت پر جا پڑی سردار لینا لینا کہہ کر اپنی اپنی جگہ سے اٹھے لیکن مہر خ بادشاہ لشکر عہد و ساحر مہر خ  
 ہی جو اسکے سامنے آیا اسنے دو ٹکڑے اسکو کیا دس بس ساحر مارے گئے پیر اُنکے غل بچانے لگے باہر کے تمام  
 ساحر دوڑے انھیں کے ساتھ قرآن و برق بھی کہ ساحر نیکر آئے تھے اندر کھس آئے دیکھا کہ مہر خ جنگ  
 رستمانہ کر رہے ہیں اور ساحر و ن کے زرعے میں گھری ہیں یہ دیکھ کر دونوں عیار حیرت کے قریب جا کھڑے ہوے  
 نطاشہ لینا لینا کہتے جاتے تھے اب ہنگامے میں کون اٹھو بھی اپنا اپنے بیگانے کی کسکو تیر تھی یہ گھات میں  
 لگے تھے اسی اتنا میں مہر خ پر یورش زیادہ ہوئی اسنے ایک مارچ سحر پڑھ کر ایسا مارا کہ تمام بارگاہ میں آگ لگی  
 اور زمین سے ہزاروں مار و عقرب پیدا ہو کر ساحر و ن کو کاٹنے اور ہلاک کرنے لگے اسوقت حیرت کہ زوہر  
 بادشاہ طسم ہوشربا کہہ کر ہوئی اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی مہر خ ہر چند زبردست تھی لیکن اسکی برابری نہ کر سکی  
 بیہوش ہو کر گر گئی ساحر تو آگ بجھا رہے تھے سحر پڑھ کر سانپ پھوسے اپنے تئیں بچا رہے تھے اور بہت سے  
 بھاگ گئے تھے حیرت خود اٹھی کہ میں مہر خ کا سر کاٹ لوں اسوقت عیار تو اسکے قریب کھڑے ہی تھے  
 حیرت پر دوڑ کر برق نہ کند ماری وہ جیتک سینچلے اور سحر کرے اسوقت تک اسنے بیفہ بیہوشی  
 ناک پر مارا کہ کند میں الجھ کر گری بیہوش ہوئی قرآن نے چاہا کہ جھپٹ کر ایک بغدہ مار دے اسوقت  
 ایک بچہ چپک کر گرا اور مع کند حیرت کو اٹھا کر لیکر قرآن نے اسوقت حقہ ہائے آتش بازی مارنا شروع  
 کیے وہاں حقون میں دھوان ایسا پیدا ہوا کہ تمام بارگاہ تاریک ہو گئی اس اندھیرے میں جو آگے بڑھا  
 بیفہ بیہوشی اسکی ناک پر برق نے ناک مارا کہ وہ گرا قرآن نے بغدہ مار کر ہلاک کیا شور شور ساحر و ن  
 مرنے کا ہوا تھا انڈھیان چلتی تھیں جو دور دور ساحر و ن کی فوج اُتری ہوئی تھی انکو گمان تھا کہ مہر خ  
 مع اپنے لشکر کے آگری ہے ہر سمت سے بڑی تھی اسی ہنگام میں کچھ دیر کے بعد مہر خ ہوشیار ہوئی اور ہزاروں  
 سحر اور کرہلی عیار و ن نے وہ ہنگامہ کر رکھا تھا کہ کسی نے اسکا اتقاقب نہ کیا جب یہ نکل گئی قرآن  
 و برق سمجھے کہ اب ٹھہرنا بیکار و بیفہ ہے یہ بھی جہن کر کے بارگاہ سے نکل کر راہی ہوئے اس طرف  
 پہنچنے حیرت کو اگر ایک بلخ میں اتارا اور ایک ساحر کی صورت بنکر ہوشیار کیا حیرت کی



جب آنکھ کھلی ہندو سحر حلقہ ہائے کند کا ٹکڑی سا حورہ نے تسلیم کی اور کہا یہ کترینہ پر نیراد طلسمی ہے اور حکیم شاہ  
ایسے ہی کام پر مامور ہے اس وقت آپ پر وقت صعب تھا کثیر اٹھالائی در نہ دشمن آپ کے ہلاک ہو جاتے واضح  
ہو کہ حیرت و شاہ طلسم وغیرہ کے ہزار جہنک قتل نہ ہونگے یہ بیہوش نہ ہونگے ایسے ہی سبب پیدا ہون کے  
کسی طرح مارے نہ جائیں گے غرض کہ حیرت وہاں سے اٹھ کر بارگاہ میں آئی اور آگ لگی ہوئی وہاں کی بھائی  
لاشین بارگاہ سے اٹھ کر تخت پر بیٹھی دربار کا نقارہ بجا مصور بھی اسکے پاس آیا باہم ٹھکر نہ بیر جنگ  
میں مصروف ہوئے ادھر مہر خ بھی اپنی بارگاہ میں آکر پہنچی سرداروں نے استقبال کیا اور اسکے صحیح و سالم  
آنے سے ہر ایک نے نہایت خوشی کی جشن کر تیکا سامان کیا اسنے قرآن و برق کو علت فاخرہ عنایت  
فرمایا اور طائران بحر بہر خبر گیری روانہ کیے ناچ ہونے لگا بخوار ی شرف ہوئی یہ سب تو آرام سے  
سکن گزین ہیں لیکن شمعہ حال سعادت اشمال کام فرسایہا بان طلسمات درہ نور دوا دی عجائبات  
عمر خوش صفات ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ جو صباے جادو کو مار کر آگے چلے راہ میں مخمور سے کہا کہ وہ ساحر  
جو ہر کو اپنے گھر لے گیا تھا جبکو صبا نے قتل کیا گھر اسکا بالکل خالی ہو گا نہ اسکا کوئی وارث ہو گا نہ وادی  
ہو گا اس جگہ کو چکر اب ٹوٹنا لازم ہے مال مفت ہاتھ سے جاتا ہے اگر ایسا نہ کریں گے تو اتنا بڑا سفر طے  
کیونکر ہو گا زار راہ کہاں سے آگیا مخمور نے کہا یہ ساحر بیانی جو مالکہ ہو اسکا لازم تھا مکان طلسمی اور وہ  
مکان دوسرا جہاں یہ ساحر پہلے گیا تھا مع تمام صحرا وغیرہ کے ایک شاہزادی کے قبضے میں ہیں اس جگہ کو  
آپ تہانہ سمجھے اور زیادہ لالچ نہ فرمائیے اپنی زار راہ کے لیے بھی مخمور نے جواب دیا کہ اگر ایسا ہی ہو داپن  
کوئی تو میرا مختار اساتھ بھٹنا مشکل ہے میں اپنا نقصان کہا تک گوارہ کر دنگا اسے مخمور تم نے سنا نہیں  
میت خدا جبکو دے اور پھر نہ لے + ہر اسکی عنایت سے منہ پھیرنا + مخمور یہ سن کر ناچار ہوئی چونکہ حکم دیا  
عمر و عمر کچھ تقریر نہ کر سکی مجبوراً اساتھ ہوئی عمر طوسی مکان میں تجسس کنان پہونچا اور اسکو اکیلا پا کر دوسرے  
لکا جب فرش شیشہ آلات وغیرہ سب سامان وہاں کا لوٹ چکا ایک صندوق کو جو اس مکان کی چھت میں ٹھکتے  
دیکھا مخمور سے کہا اس صندوق میں بہت مال ہو گا لاؤ اسکو بھی اتار دوں مخمور ہوئی کہ اس میں مقرر کچھ نہ کچھ  
آفت ہوگی عمر نے کہا تم ہر جگہ یوں ہی کچا پن کرتی ہو اور اپنے ساتھ تھکاو بھی ڈراتی ہو مثل بس بنا نا چاہتی ہو  
آفت اس میں کیا ہوگی صرف تمھاری پست تہی ہے مخمور ان باتوں سے نہایت پریشان ہوئی پھر سمجھی کہ جو  
مثل قدر عافیت آن کس بد اند کہ مصیبت گرفتار آید اسکو کسی آفت میں پھنسنے دو منع نہ کرو جب اس آفت  
سے خدا بچائیگا اسوقت یہ پھر ایسی تقریر نہ کر گیا ایسا کچھ سوچ کر جواب دہ ہوئی کہ خواجہ سلامت آپ میری  
جان و مال کے مختار ہیں سب طرح کے حضور کو اختیار ہیں جو سمجھے مناسب عمل میں لائیے کینر سے مشورہ  
کرنا ضرور کیا ہے آپ خود بحر بے پایان فطرت میں اور عقل کل مرتبہ رکھتے ہیں میں کیا اور میری عقل کیا  
رندہ ناقص العقل مشہور ہے سب کی زبان زد یہ مذکور ہے مخمور مال کی طمع میں بیتاب تھا گفتگو طفرائے



اور کتنا یہ خیز کچھ خیال میں نہ لایا اور صندوق کو چھتے اتار اقل اسکانی الفور توڑا  
 قفل ٹوٹنے ہی ایسی صدا سے ہولناک وہیب پیدا ہوئی کہ دنیا دہل گئی جگر ہرزی حیات کا ہٹا گیا عمرو  
 مخمور کو غش آگیا صندوق کا تختہ اُدھ گز اوچا ہو کر علیحدہ ہوا اور اندر سے اس کے دوزخیرین آتشین نکلیں  
 ایک زنجیر گردن عمر میں اور دوسری گردن مخمور میں پڑ گئی بعد لمحے کے جب انکو غش سے افاقہ ہوا اپنے  
 نہیں مفید بسلاسل آتش پایا مخمور نے کہا کون خواجہ مال تو آپ نے بہت کچھ پایا دل نہایت خوش  
 ہوا مفلسی دفع ہوئی عکس بھیجھا کہ مخمور طعنہ دیتی ہی اسوقت اگر میں عاجزی کوتاہیوں تو یہ اور زیادہ ہنسے گی  
 لازم ہے کہ اس سے ویسے مروانہ کلام کر دین یہ تجویز کر کے گویا ہوا کہ اسے مخمور خدا مالک ہے کچھ تدبیر  
 کی جائے گی تم نے سنا ہے کہ جہان کنج ہوا ہاں مار ہے جس جگہ گل ہوا ہاں خار ہے جہان شادی ہے رنج  
 بھی وہاں ضرور ہے ظلم دنیا کا یہی دستور ہے لیکن میں حیران ہوں کہ اس زنجیر آتشین نے میرے اور  
 تمہارے جسم کو کیوں نہ جلایا اس میں کیا بھید ہے ظاہر ہوا مخمور نے کہا آپ کے پاس انگوٹھی اور کڑا  
 عشاق کا دیا ہوا ہے اور میں ساحر ہوں ہی باعث ہے کہ دونوں چلنے سے محفوظ ہیں الغرض یہ دونوں گیمین  
 تھے کہ یکا یک صندوق سے ایک تیلی بلور کی باہر نکلی اور اڑتی ہوئی ایک سمت چلی گئی چنانچہ ملکہ نور جادو  
 بیان کی مالک ہے یہ اسی کی خدمت میں گئی بیان سے کچھ دور قلعہ نورانیہ ہے نور جادو بکمال فراسیاب  
 وہاں کی مالک ہے یہ ساحر حبیب کو صبا کے جادو نے مارا تھا اسی کا ملازم تھا اور مکانات ظلم کی حفاظت  
 کیا کرتا تھا اسوقت ملکہ نور جادو ایک پہاڑ پر متصل اپنے قلعے کے کھڑی تھی اور سترہ سو کنیت ترین  
 خدمت گزار حاضر تھیں ملکہ زور زور سے آراستہ تھی حسن میں بہتر از ماہ تھی کہ لمبا لعل

رنگ نامید چرخ مسہ پارا	بلکہ چشم فلک کی تھی تارا
زینت باغ حسن وہ گلر و	رنگ شمشاد تھا دستہ گلر و
جعد گیسو میں ایسے پیچ و تاب	پھنس کے عاشق کا دل ہے بیتاب
روے تابان تھا غیرت خورشید	حسن میں عاشقون کی صبح امید
گورے تن میں لباس تھا پر زور	جیسے تارے شعاع میں نیر
اسنے پائے تھے وہ لب و دندان	درو یا قوت جن پہ تھے قربان
سر سے پاتک مرصع سب گہنا	سچ تو یہ ہے کہ اسکا کیا کہنا

اس تیلی نے جا کر بادب تمام تسلیم کر کے عرض کیا کہ بنیاد ظلم سے اب تک کینز کو ہوانہ لگی تھی اسوقت  
 پڑا صندوق کا کھل گیا میں حاضر ہوئی جو کچھ ارشاد فرمایا بجا لاؤں تعمیر جادو و مارے گئے ہیں زندہ  
 ہوں نور جادو نے اس تیلی کی زبانی یہ حال سنا کر خیال کیا کہ کون ایسا زبردست بیان آگیا جسے  
 تیلی کو نکالا اور تعمیر کیا اور اچلے اس حال کو دریافت کرنا چاہیے بس اسی وقت تخت منگوا کر دروازہ



اور جہان مخمور و عمر بندھے کھڑے تھے وہاں آئی مخمور از بسکہ مقرران بادشاہ ظلم من سے ہر سب ناظم ظلم  
اسکو پہچانتے ہیں نور جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیونکر یہاں آکر گرفتار ہوئی کس لیے کہ نور جادو کو شریک  
ہونا مخمور کا معلوم نہ تھا فی الجملہ براہ استعجاب قریب اگر گویا ہوئی کہ اسے بہن مخمور تم کہاں یہ کیا ماجرا ہی  
واہ بہن ہمارے پاس آتے ہوئے تھا رسے پاؤں میں کیا منہ دی گئی ہوئی تھی کبھی جھوٹوں بھی پھیرا نہ کیا بعد  
مات جو ادھر تین بھی تو ہمارے کام میں نفل ڈالتی ہوئی آئیں یہ تو تم سے توقع نہ تھی مخمور اسکی باتیں سنکر  
بھی کہ معلوم ہوتا ہی اسکو یہ اعتراف سے ملجانا ظاہر نہیں ہے پس کچھ حیلہ کر کے رہا ہونا چاہیے ایسا کچھ سوچ کر  
جواب دہ ہوئی تم ملنے کے قابل نہیں ہو بڑی دیر سے مخمور نے خیرین بندھا دیکھتی ہو کھڑی باتیں بناتی ہو اور  
کھولتی نہیں سچ ہر اپنی گلی میں کتابھی شیر ہوتا ہی میرے گھر آؤ گی تو میں بھی یوں ہی پیش آؤں گی نور جادو  
ان باتوں سے ہنس پڑی مخمور نے کہا میری گردن کٹی جاتی ہر اور تم کو سنہی سوچھی ہر خیر کیا مضائقہ ہے  
سو دن چور کی تو ایک روز ساہ کی مثل مشہور ہے کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات نور اسکے شکوہ کرنے  
سے جھل ہو کر ہوئی کہ چلو چلو تم مجھ کو جب قابو پانا تو کل دیو ادینا اسے بی کسی نے جان بوجھ کر کیا تم کو بائدھای  
جو تم اتنا بڑی ہو یہ باتیں کرتی ہوئی آگے بڑھی اور سر پر ہلکے دستک دی وہ نہ خیر گردن عمر و مخمور سے کھل کر  
دونوں صندوق میں کانگین اور پتلی جو نور کے پاس کھڑی تھی وہ بھی صندوق میں جا کر غائب ہوئی پڑا اس کا  
بند ہو گیا نور نے مخمور کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اب غصہ کو تھوڑا دو اپنی کیفیت بیان کرو کہ یہاں کیوں کر آنا ہو گیا  
یہ دھکڑا کون سا تھہر جس کے کارن ایسی بلاؤں میں پھنسی پھرتی ہو تم رنڈی وہ مرد تھارا اسکا اکیلے پھرنا  
میں سچ کون کچھ دال میں کالا ہر مخمور نے کہا یہ تمہیں ایسی اوماتی ہوا اگر اسکو پسند کیا ہی تو یہ حاضر ہر نور نے کہا  
پچھائیں دو میں نوج سوے کی صورت کو جیسا اسکی شکل تو دیکھو جیسے بن مانس ہر طرف جو اسکے منہ سے اپنی  
نسبت یہ باتیں سنیں مخمور سے کہا یہ رنڈی مزے دار معلوم ہوتی ہر جسطرح یہ ظاہر غمزے کرتی ہر اسی طرح باطنی  
کرشمے بھی اسکو خوب یاد ہوں گے نور از بسکہ عورت سے ہمکلام ہو رہی تھی مرد کے جواب میں بے شرمندہ ہوئی  
مال کر پوچھنے لگی تم کو سامری کی قسم سچ بتاؤ کہ کدھر آنا ہوا مخمور نے کان میں کہا بہن یہ شخص عمر عیار ہر  
اسی نے ظلم میں تہلکہ ڈال رکھا ہر شہنشاہ ہر حنیف چاہتے ہیں کہ یہ گرفتار ہو مگر گرفتار نہیں ہوتا ہر میں نے  
شاہ ظلم سے اسکے گرفتار کرنے کا وعدہ کیا ہر اسنے مناسب وقت جان کر اسکی اطاعت کرنی ہر اہ  
سر بضر اسکی ساتھ پھرتی ہوں قابو پاؤں تو گرفتار کر کے لے جاؤں نور نے کہا تم اسکو میرے گھر لیجوں گرفتار  
کر دوں مخمور بولی کہ تمہیں اس سے کہو میرے کہنے سے نہ جائے گا نور نے براہ مکاری اسکی سمجھانے  
سے کہا کہ بہن مخمور بعد مدت آئی ہو اور نہیں معلوم پھر ملاقات ہو یا نہ ہو ایک سٹے کے لیے ہمارے گھر  
لیجیو مخمور نے کہا اور جواب دیا کہ خواجہ سلامت اگر چلین تو میں بھی چلون اس نے عمر سے بھی بہت کہا کہ  
خواجہ ہمارے گھر تشریف لے چلیے مگر دل میں سوچا کہ اسکے پاس پوچھا کہ عہدہ اور زیور مرصع ہر دوسرے



یہ کہ اس جگہ کی ناظمہ ہر مکان بھی اُسکا آراستہ ہوگا وہاں چلنا خالی از منت نیست نہیں کچھ نہ کچھ مل رہیگا یہ بھلے چلنے پر راضی ہوا مجبور نے ہر چند چاہا کہ بجلیہ و حوالہ جانے سے محفوظ رہوں مگر عمر کے لالچ سے ممکن نہ ہوا اچا یہ بھی ہمراہ ہوئی نور انگوخت سحر پہ بٹھا کر روانہ ہوئی اور کوہ و دشت کو طے کر کے اپنے قلعے میں پہنچی عمرو نے دیکھا کہ قلعہ رعایا سے آباد ہر ہر ایک ساکن یہاں کا دلشاد ہر مکانات عمدہ آراستہ ہیں دکانیں پرستہ ہیں دوکاندار مرفہ احوال میں مال و دولت سے الما مال ہیں کہ بقتضای نظم

ہوشمرا میں اس چمن کا رضوان تھا  
فوج سب خوش ہوا در رعیت شاد  
نعمتیں سب جہان کی تیار  
جسکا ثانی نہ اور جسا پایا  
عجب انداز سے بسایا تھا  
سیر دیکھو جو دان کی شاد ہو  
عرش کی کر سیونکی شانیں عقین  
تھی یہ کثرت کہ بندرستا تھا

رشتک فردوس وہ گلستان تھا  
کیون نہ ہو شہر اس طرح آباد  
باقرینہ و دروہ تھا بازار  
تھا دکانوں میں خوب سرمایا  
لطف بازار سے دکھایا تھا  
بے خطر راہ مستقیم کہو  
پختہ تیار سب دکانیں عقین  
کہیں بازار ایسا بستھا تھا

غیر میر کرتا ہوا قریب دارالامارت شاہی کے آیا اُسکو بھی نہایت سجا پایا ملک نور جادو نے اپنے باغ میں لاکر اتارا باغ میں بھی جنتیہ نظیر تھا گل و ثمر سے بھرا سرسبز و ہرا بھرا تھا جواہر کے درخت لگے تھے یک قلم پیوٹے پھلے تھے روش پری درست تھی باغبانی ہر ایک چالاک دست تھی جانور ہر ایک زمزمہ میرا تھا گلون سے ہر شجر لدا تھا کہ نظم

دیکھ کر جس کو یہ ششدر رہ گیا  
مثل طول و عرض وہم عاتلان  
روشنی سے جنگی تھی خیرہ نظر  
قبیہ جس میں جواہر سے ہوا  
ایسے تابان تھے کہ خیرہ ہو نظر  
ماہ و خور کو جس سے ہوشمرا کی  
گرد اسکے ہر طرف آب روان  
سب طرح کی دان ہیما تھی غذا

پھر نظر آیا وہ باغ دلکش  
عرض و طول اسکا تھا بیشک پیگان  
صل دیاتوت و زمرہ کے سحر  
سیم و زر کی خشت سے اسکی بنا  
سنگریزے کی جگہ اس میں گہر  
زرے زرے میں تھی وہ تابندگی  
بیچ میں اس کے زمرہ کا مکان  
فرش ہر جامدس و زربفت کا

بیج باغ میں بارہ دری بنی تھی ستونوں میں اسکے جواہر کی بھی کاری تھی فرش مکلف بچھا تھا شیشہ آلات لگا تھا سند پوزر آراستہ تھی تمام اسباب عیش و عشرت سے وہ جگہ معمور تھی کسی چیز کی اقصیاں بھی



نہ ضرورت تھی کہین میخانہ سجا تھا کہین آبدار خانہ تھا نور نے مخمور کو سند پر عزت تمام بٹھایا عمر نے جو سونے کے  
 میر فرش رکھے دیکھے نور آپر پھیلا کر قریب میر فرش اپنے تین گرایا اور بچا لاکی میر فرش لیکر زنبیل میں رکھا  
 پھر بائے بائے کرنے لگا کہ میرے چوٹ لگی خواصون نے بائے لکھ کر اسکو اٹھایا اور کہا بیان کا میر فرش  
 کیا ہوا عمر نے کہا گھر میں بلا کر چوری تو نہ لگاؤ میری تلاشی نے لو اور اٹھ کر دوسری طرف گیا آنکھ سجا کر  
 ادھر بھی میر فرش اٹھا لیا نوڈیاں غل مچانے لگین کہ صرگیا فرش کے کونوں پر میر فرش رکھے تھے ابھی  
 ابھی غائب ہو گئے عمر نے بکڑ کر کہا اسے مخمور اٹھو بیان سے جلو ہم کو سبے چور مقرر کیا ہی ایسی جگہ پھر نے  
 میں چوری لگی آبرو گئی پھر ہاتھ آنا دشوار ہر نور جادو نے اسوقت کینز و نکو گھر کا اور گھر کا اٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا  
 کہا آپ تشریف رکھیے کینز بد تمیز ان کو بچنے دیکھیے یہ کہہ کر اسکو بٹھایا اور نوڈیوں سے کہا دو رہو  
 چپ رہو میر فرش کہین ہنگام رہے گا کیون غل مچاتی ہو کینز ناچار خاموش ہو رہیں اور عمر بٹھانور نے  
 جام شراب بھر کر دیا عمر نے باکھتہ میں لے کر کہا اے ملکہ وہ کینز مجھے گھورتی ہی نور نے کینز کی جانب دیکھا  
 عمر نے بچا لاکی شراب میں سفوت بیوشی تین متقال ملایا اور کہا اے ملکہ میں شراب جب پیوں گا کہ جب  
 آپ پہلے پی لیں گی کیونکہ یہ جگہ پر از دشمنان ہر مجھے طرح طرح کے شک ہیں نور نے اسے کہنے سے وہ  
 جام لے کر بے اندیشہ انجام بیک جرعه در کشید کیا عمر وہاں سے اٹھا اور کہا میخانے سے اپنے لیے شراب  
 تحفہ چکر لاؤں اور میخانے میں جا کر سب شراب کو آغشتہ بداروی بیوشی کیا جو لوگ وہاں تھے  
 اسے کہا قرا بے اور بوتلین لاؤ کسی سے کہا تم باغ سے پھول توڑ لاؤ شراب میں خوشبو نہیں  
 میں بساؤنگا عرصہ حیلہ کر کے سب کو ہٹا کر اپنا کام کیا پھر حکم دیا کہ یہی شراب صحبت میں لاؤ وہی  
 شراب کینزین لیکر حاضر ہوئیں ان سے کہا ایک ایک جام پکڑے تم سب پیو انھوں نے بھی ایک ایک  
 ساغر پیا بعد کے بیوشی نے تاثیر کی اور ہر ایک جوتی پیزا رٹ کر بیوش ہو گئی نور جادو کا بھی یہی حال  
 ہوا جب سب بیوش ہو گئے عمر نے نور کے کپڑے اتار کر آپ پہنے اور اسکی ایسی صورت بنکر مخمور سے  
 کہا تم کینز و نکو ہوشیار کرو اور آپ نور کو زنبیل میں رکھ کر سند پر بیٹھا مخمور نے جب نوڈیوں کو ہوشیار کیا  
 عمر جو بصورت نور تھا خفا ہوا کہ مالزادو تم موجود تھیں اور عمر نے بیوشی شراب میں ملا کر تم سب کو  
 بیوش کیا اور آپ بھاگ گیا وہ تو جیشد نے بڑی خیر کی ورنہ سب کو قتل کر ڈالتا مخمور نے اس  
 اس گفتگو کو سن کر کہا بہن اور تو اور میری گئی کی محنت برباد گئی اب میں شہنشاہ کو جا کر منہ نہ پائیا دکھاؤ گی  
 اور اس مفتری کو کہاں پاؤ گی نور نے کہا یہ تو سب کچھ ہوا اب وہ ایسا نہ ہو کہ قلعہ گولڑے بہن  
 تم بیان ٹھہرو میں جاتی ہوں انتظام کرنے یہ کہہ کر وہاں سے اٹھا ایک ادھر کینز کو ہمراہ لیا وہ انتظام  
 کرتی آگے آگے چلیں یہ انکے ہمراہ دہرا لامارت شاہی میں آیا بیان امر اور ارالین سلطنت حاضر  
 تھے سب نے تعلیم کی عمر دسر یہاں بانی پر بیٹھا اور حکم دیا کہ تمام شہرین و ہل زنی کی جائے یعنی عریاں



گوین قید کر کے لائی تھی وہ چھوٹ گیا ہے سب اہل شہر اپنی حفاظت کریں جو ہری و ما جنان شہر اپنا مال سرکار میں لا کر جمع کر دیں معہ سود اور منافع کے اصل روپیہ بعد فرو ہونے اس ہنگامے کے انکو واپس دیا جائے گا یہاں بحفاظت رہیگا اگر تلف ہو جائے گا سرکار اسکا ذمہ دار ہی اپنے پاس سے دیگی اور اگر اُنکے گھر میں رہے گا اور لٹ جائے گا تو سرکار کچھ ناش فریاد اسکی نہ سننے کی انکا اصل شہر میں حسب احکم منادی ہوئی ما جنان شہر اور مالدار لوگ وحشت ناک ہو کر مال اپنا سرکار میں فراہم کرنے کو بھیجے لگے الگ الگ مکان اور درجے ہر ایک کو اسباب رکھنے کے لیے خالی کر دیے گئے دور و ز تک یہی انتظام رہا عموماً ہر شب باغ میں جا کر آرام کرتا تھا صبح کو تخت حکومت پر جلو فرموتا تھا تیسرے دن دو پہر رات گئے عہدے خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا کہ آج مجھکو اندیشہ عظیم ہے کنجیاں خزانے کی بچھے جو اے کرو اور میرے ہمراہ چل کر جیلہ مال رعایا اور جو ہار خزانہ ہو تہا دو خزانہ دار نے کنجیاں جو اے کیں اور سب مال تہا دیا عمر نے پہراچ کی سب ہٹا دیا ہر ایک کو رخصت کر کے سب مال رعایا کا اور نور جادو کا خزانہ جال ایسا ہی مار کر نذر زمیں کیا پھر وہاں سے باغ میں آیا مخمور سے کہا چلنے کی تیاری کرو اور ایسا سحر کرنا کہ سارے شہر میں غلغلہ عظیم رہا ہو میں اس ملک کو لوٹ کر صبح کو بیرون قلعہ تھیں ملو نگا تم شہر سے باہر نکلیا نا مخمور اُنکے ارشاد کے بموجب تیار ہوئی عمر نے پہلے کنیز و نکو جو باغ میں تھیں پاس اپنے بلایا اور حکم دیا کہ سب میرے پاس بیٹھو اور پہرا دو ایسا ہو کہ عہد اگر کچھ گزند پہونچائے کنیزوں بموجب حکم بیٹھیں اُسے پر دانہ ہاسے بیہوشی اڑائے کہ وہ شمعون پر گر کر جلیں دھوان افکاد باغ میں کنیزوں کے گیا سب بیہوش ہو گئیں عمر نے باغ اور بارہ دری کا اسباب مع فرش و شیشہ آلات وغیرہ لوٹ کر زمیں میں رکھا پھر کنیزوں کا گھنا اور کپڑے اتار کر نور جادو کو زمیں سے نکالا اور زبان میں سوزن دیکر ستون بارہ دری سے باز دھکڑ ہوشیار کیا اور کہا میری اطاعت کر اسلام کی مطیع ہو میں سارا شہر تیرا لوٹ چکا اور اب تجکو قتل کر دنگا تو نے یہ ماجرا سنا شک حسرت بہاے اور اشارے سے کہا میں ہرگز اطاعت اسلام نہ کروں گی اسکے انکار کرتے ہی عمر نے سرا سکا جہا کیا ایسا زباں شور اسکے مرنے کا بلند ہوا آگ تپھر برسنے لگے عمر نے جلد جلد کنیزوں کے سر کاٹنا شروع کیے پھر تو تمام عالم میں تاریکی چھا گئی اور صدائیں مہیب آنے لگیں ملا زبان نور جادو گھبرا کر جانب باغ دوڑا اس تاریکی میں مخمور اڑ کر برے ہوا جا کر پھری جو در باغ پر ساحر آیا اُسے نارنج مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور اُسکے بیرون نے غل بجایا صدائے نامہ سے مرنے کی بلند ہوئی پھر تو بھگدڑ پڑ گئی باغ میں جانا کیسا سہرا کیسا پنی اپنی جاگے سے بھاگ کھڑا ہوا مخمور تاریک اور ترنچ اور تیر سحر کے تاریک ہوئی آگے بڑھی اس تاریکی میں غم و بھی باغ سے نکلا روانہ ہوا شہر میں رعایا تو آمد عموماً کی نسبت ڈھنڈو اسن چکی تھی اسوقت بھگدڑ پڑا تے ہی بغیر سبشی احوال بھاگی



عمر نے گیند روغن میں جھگو کر مکانات پر پھینکے کہ ہر طرف آگ لگ گئی دارالامارت شاہی میں آگ لگا دی  
 تو کوئی گھر سے نکلا اُسے قیامت برپا دیکھی کہ آگ لگی ہر گھر پر سے ہین تیر گر رہے ہین مار و عقرب کی بارش  
 ہو رہی ہر وہ سب سمجھے کہ عمر معلوم ہوتا ہے فوج لیکر آیا ہے نہیں جو جو بچے تھے آمادہ حرب ہوئے لیکن لڑین  
 کس سے وہاں تو صرف مخمور سحر کرتی اڑتی چلی آتی تھی رعایا اور ملازمان شاہی حریف کی تلاش میں  
 ایسا گھبرائے کہ جو غول سامنے سے آیا اسکو عمر کی فوج سمجھ کر لڑنے لگے اور ادھر کے آنے والے انکو حریف  
 جانتا کہ ہم نبرد ہوے صد ہا سرکٹ گئے گلی کوچے لاشوں سے چمکے خون کے نالے بہنے لگے شعلہ ہائے آتش  
 بلند تھے ہنگامہ گیر و دار تھا اور دھرتی مخمور آفت کر رہی تھی ادھر فوج در عایا باہم لڑ رہی تھی عمر کی اس ہنگامے  
 میں خوب بن پڑی تھی ہر ایک کی بگڑیاں اور مہیا تیان لیتا تھا دکانون میں گھسکر مال تحت و تاراج کرتا تھا اور  
 جیتین کر کے ہر ایک کے سر پر خنجر مارتا تھا سر جدا ہوتے تھے لوگ بھاگتے جاتے تھے مگر مرتے تھے  
 خلاصہ کلام اس تھوڑی سی رات میں تیغ تیز آتش بار تھی خرمن جان ساحران جگر رکھ کا انہا تھی  
 شمشیر مثل خاتمہ تقدیر دفتر ہستی کو محو کرتی تھی کند گرہ گیر لبان سلسلہ قضا و قدر ہر ایک کی پابز خنجر  
 تھی اجل گلو گیر تھی جس گلی میں دیکھے ہنگامہ جنگ تھا ہر کوچہ میں ایک دوسرے سے طالب نام و ننگ  
 تھا بہت سے قلعہ کا در کھول کر بھاگ گئے تھے صحر او کوستان میں پریشان پھرتے تھے کسی کو کسی کی خبر  
 نہ تھی اپنی اپنی جان بچانے پر نظر تھی کہ **نظم**

لہیان ابرہ میں جیسے ہوں بجلیاں  
 بدست تھا ہر سمت باران تیر  
 ویا مشعل زندگی کو بجھا  
 کہ در کاخ تن آتش کین فتار  
 کہ غرق ہو گئی جس میں کشتی جان  
 اترنے لگے تیغ کے سوکھے گھاٹ  
 کیا بھائی کا بھائی نے سینہ چاک  
 کہ آپس میں ہر ایک لڑتا رہا

اندھیرے میں تھی تیغ متعلہ فشان  
 چانے لگے شور جادو کے پیر  
 چلی تیغ چلنے کی سن سن ہوا  
 بھرٹک اٹھے یون شعلہاے فشا  
 ہوا آب تیغ روان یون وان  
 پڑھا قلم مرگ کا ایسا پاٹ  
 پسر نے پدار کو کیا تھا ہلاک  
 غرض صبح تک تھا یہی ماجرا

جو وقت کہ سپاہ نورانی صبح لشکر ظلمانی شام پہ حملہ آور ہوئی باد صبا سے سحر نے طرہ پرچم علم فتح کو  
 سر پر مخمور و عمر کے جلوہ دیا عالم میں دشنی پھیلی کہ **لمو لھن**

چلی خرمین کہکشان فلک  
 بھل آیا مشرق سے ہو کر اسیر

بڑھی شعلہ تیغ کی وہ لپک  
 کند شعاعی میں ہر منیر

در قلعہ تو کھلا ہوا ہی تھا صبح ہوتے ہوتے عمر و قسہ سے بھاگنے والوں کے ساتھ بھل گیا اور مخمور بھی



اڑ کر شہر کے باہر آئی لیکن عمر کی فطرت پر حیران تھی کہ اسے سارا شہر دم بھر میں قتل کر ڈالا اور مال سارا لوٹ کر آپ الگ ہو رہا غرض کہ اسی حیرت میں ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری تھی کہ بہت دور عمر کو جست خیر کرتے جاتے دیکھا یہ بھی اڑ کر اسی طرف کو چلی اور قریب پہونچ کر ملاتی ہوئی دونوں باہم باتیں کرتے روانہ ہوئے اور اودھ قلعہ نورانیہ میں دم سحر ایک کو ایک نے پہچانا اور باہم لڑنا موقوف کیا لیکن فرط خوف سے بھاگ بھاگ کر جا بجا مخفی ہوئے جو سپاہی و ملازم شاہی لڑنے سے بچے وہ باغ میں گئے لاش نور جادو کی اٹھائی بارہ دری اُلٹی ہوئی پائی یہ سب فریاد کنان سمت شاہ جادو دان روانہ ہوئے لیکن عمر و مخمور سنتے قہقہے لگاتے چلے جاتے تھے کہ یکا یک فلک پر سناٹا ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت کریم نظر بدشعار اژدر پر سوار فرستادہ فرا سیاب عالی تبار بلائے جادو و برو لایا اور لکارا کہ یاش اے دزد مکار کمان میرے ہاتھ سے بچ کر جیائیکا مخمور نے غرہ سکر عمر کو چھپے کیا اور آپ آگے بڑھ کر آمادہ حرب ہوئی تاریخ ترجیح چلنے لگے اژدر و عقرب بننے لگے ابر بحر آ کر برسے گئے شور برپا ہوا بلائے جادو نے سب دیکھا کہ تین اس سے سر برہنہ گاہیں قریب آکر خاک خمبیدی اڑانی مخمور پر ہوشی چھانی بلائے جادو نے چاہا کہ عمر کو بھی گرفتار کر لوں اور دونوں کا سر کاٹ کر شہنشاہ پاس لے جاؤں یہ قصد کر کے سحر پڑھتا لگے بڑھا عمر و لکارا کہ اوجڑا میرے اس سحر کو رد کر یہ کنکر ایتنا بچ کر سے نکال کر اسکو دکھایا وہ سمجھا کہ عمر بھی ساحر ہی تاریخ دیکھتے ہی دسٹر پڑھنے لگا عمر و نے تاریخ تاک کر اسکی ناک پر مارا وہ تاریخ نہ تھا جابجہ نشی تھا کہ ناک پر لگتے ہی ہوش ہو گیا اور غبار ہوشی صوبن کی طرح نکلا دماغ میں سرایت کر گیا وہ مھینکا کر ہوش ہو گیا عمر و نے خنجر کھینچ لیا ہاتھ اسکو کاٹا اور ایک برق شعلہ بجی عمر و سمجھا کہ کچھ آفتاں ہی مخمور کو کاٹ دے پر لا دا اور ہاتھ سے بھاگا وہ صرہ عالی پنجہ نکلو گری ملائے جادو کو اٹھایا لیکن بیان مخمور کچھ غصہ میں ہوشیار ہوئی عمر کی گود میں اپنے سینے پایا حال چھا عمر و نے سب کیفیت بیان کی مخمور نے کہا وہ کبھی مٹھی پنجہ سحر ہو گا اسکو اٹھالیا فرا سیاب نے بہ حفاظت نظر مخفی کے کچھ پنجہ بھی اسے سلخ کر دیے ہونگے اب ہم تم بیان سے حیلہ دی نکل چلیں ایسا نہ ہو کہ کچھ اور آفت آئے غصہ و نے کہا اگر پنجے اس کے ساتھ تھے تو ہماری بلا سے جلدی کیا ہی ہم تو آہستہ آہستہ میرے چلین گئے یہ کہہ کر نفرح کتان دونوں روانہ ہوئے مگر فرا سیاب باغ سیب میں متمکن تھا کہ اول ملازمان نور جادو و لاش نور جادو کی لیے در باغ پر نالان و گریان آئے بادشاہ نے غل سکر رو بہ و ہلایا اخوان نے آکر لاش سامنے رکھ دی و فریاد کی فرا سیاب کو حال قلعہ نورانیہ کے قلع و قمع کا سکر عرضہ آیا اور چاہتا تھا کہ فوج بہر گرفتاری عمر و روانہ کرے اسی اثناء میں پنجے نے بلائے جادو کو سامنے ڈال دیا بادشاہ طلمس اور بھی زیادہ غضبناک ہوا اور آب سحر طرہ ہلکا بلائے جادو کو ہوشیار کیا اور کہا اسی سحر پر عمر کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کر گئے تھے بلائے جادو کو بڑی ندامت ہوئی اور عرض کیا کہ غلام بھر جاتا ہر شاہ جادو ان نے کہا اب جاؤ گے تو کیا بناؤ گے یقین ہر کہ قتل ہو جاؤ گے اس نے عرض کیا کہ کچھ ہی کیوں نہ ہو میں ضرور جاؤنگا یہ کہہ کر دو بارہ



رو نہ ہوا اور شاہ نے لاش نور جادو اسکے ملازموں کو دے کر حکم دیا کہ بنا بر آئین جمشیدی لاش  
اٹھاؤ اور مضطرب نہ ہو میں اس دزد مکار کو گرفتار کر کے تم لوگوں کو اطلاع کروں گا اس وزیر بخوبی بدلا پنا  
لینا وہ مفسد کہاں تک مجھ سے بچے گا آخر ایک نہ ایک دن اپنی سزا کو پہنچیکا بدیت ہر آنکہ تخم بدی کاشت  
چشم نکی داشت دماغ بیدہ بخت و خیال باطل بست ہنی احوال و زراے سلطنت قلعہ نورانیہ کا  
انتظام کریں میں ورثہ داران نور جادو کو تجویز کر کے خلعت ریاست و دو نگا غرضکہ اس حکم شاہ کو سنکر  
وہ لوگ پھر گئے اور افراسیاب اس فکر میں ہوا کہ ملکہ حمیرت کی مدد کو طولانی بن قہار کو بھیجا چاہیے  
اور کسی کو کچھ فوج دے کر بہر گرفتاری عمر و محمود روانہ کرنا لازم ہے یہ تو اس فکر میں ہی مگر مسافر دشت طلسم  
عمر و محمود سیرکنان منازل و مراحل طے کرتے کوہ و دشت طلسم ملاحظہ فرماتے چلے جاتے تھے محمود  
ان راستوں کو کاٹ دیتی تھی جو ساحران نامی کے کہنے کی جگہ تھی اسی طرح بعد قطع مسافت دراز ایک  
روز قریب ایک کوہ سیاہ کے پہونچے عمر و نے دیکھا کہ پہاڑ کی رنگت مثل قلب خیلان سیاہ ہی بلکہ تاریک  
از گور جودان پر گناہ ہر شام فرقت عاشقان کی سیاہی سامنے اسکے چل تھی درازی و طولانی اس کی  
مثل شب بحر بیدل تھی کہ مقتولے مولف

شب ہجر عاشق سے بڑھ کر دراز	مگر تنگ تر جیسے سینے میں راز
سیہ گیسوے یار اس سے حجل	سیہ تاب جیسے ہو کا فر کا دل

سر کوہ سے تا پائین کوہ گھانس آگئی ہر شکل ماران سیاہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ افنی زہر دار پھین اپنے  
زمین میں گاڑے ہیں کہیں کھنچے اٹھائے سانپ کالے اور کوڑیا لے ہیں جا بجا بڑے بڑے غار  
تھے اتنے اندر سوراخاں مار تھے اژدہ قلاب آتشیں بیٹھے چھوٹے تھے ناگ بھی اور تھوڑے  
کے خار دار درخت لگے تھے جنگل حرارت زہر سے تپ رہا تھا ہر پتھر سے شرارہ آتش ناک  
نکلتا تھا غبار زمین سے سیاہ رنگ اڑتا تھا ہر گولابورت دیو سیاہ پیدا ہو کر ڈراتا تھا کہ مولف

دور سے نکلتا تھا ایسا غبار	کہ جس طرح دشمن کے دسے بخار
حرارت نے ایسا کیلا تھا ظہور	ہر ایک غار جلتا تھا مثل تنور
کوئی شعلہ دان سے جواڑ جاتا تھا	تو خورشید گردوں پہ پھراتا تھا
گولے تھے یا کوئی دیو سیاہ	جنھیں دیکھ کر مانگے شیطان پناہ
دل اہل عالم کا سب دود آہ	بتا اس جگہ تھا غبار سیاہ

عمر و نے ایسے مقام وحشت خیز کو دیکھ کر رگاہ خدا سے پناہ چاہی اور محمود سے پوچھا کہ یہ کون مقام  
پر آنت ہے اور دشت پر مصیبت ہے کہ خود بخود دم کھراتا ہے طرفہ دہشت بولا نہیں جاتا ہر مولف یہ کون  
سی ہے جا کہ جگر آب آب ہو دل کو ہر اس ویم سے اک اضطراب ہی محمود نے کہا یہ وہ مقام ہے کہ



جہان کی ملکہ تار یک صورت کش جادوہی اور وہ یہاں سے کئی سو کوس پر ایک جگہ پر کہ اسکو جمشید کی لاد کتے ہیں وہاں رہتی ہے یہ اسکے حکمرانی یہاں تک پہنچی ہے اور وہ ایک بلا ہر حجرہ ہفت ہلاکی بلاؤں میں سے اور افراسیاب کی دایرہی لاد جمشید کا بارہ کوس تک مقرر ہے کہ سوائے بیابان آتشناک کے باشت بھر بھی ہانگی جگہ آگ سے خالی نہیں اسی آگ میں وہ بلارہتی ہے جب کبھی افراسیاب اسکے پاس جاتا ہے تو بیابان ہستی کو طے کر کے جاتا ہے اور بیابان ہستی کی ادھر ہی سے راہ ہے تار یک ہمیشہ مردے کھایا کرتی ہے اور کبھی کبھی حجرے میں بھی جا کر رہتی ہے خدا نہ کرے جو بادشاہ طلم اسکو لڑنے کے لیے ہم پر بھیجے پھر جانبری ہونا ممکن نہ ہو سکے کہ آخر ایک روز اس سے لڑنا ہوئے گا اور ہم کو خدا سے لگائے اس پر غالب فرما دے گا ملکہ مخمور نے عرض کیا کہ تار یک کی طرف سے ایک ساحر اس جگہ ستا ہے حلیہ یہاں سے بھل چلنا چاہیے ایسا نہ کہ کسی آفت میں پھنسا ہو یہ تقریر شکر عمر بھی خائف ہو رہا تھا سو چاکہ ہر جگہ ہالت کرنا اور بیفائدہ ٹھہرنا اچھا نہیں جہاں کچھ ملے وہاں مضائقہ نہیں کہ توقف کرے فی الجملہ ہمراہ مخمور جلد جلد قہ مزین ہوا اور کئی روز نہ پراہر جا بجا چھپتے ساحر دن کی نگاہ سے بچتے اس کوہ کے دامن سے بمصیبت تمام نکلے ایک دن حکم خالق انسان بافرنگ جب دریچہ فیروزہ رنگ اور کوہ پر پلنگ سے عقاب زرین چنگ مہر نے پرواز کی اور داہنہاے انجم کی جانب منقاد دراز کی نظر

جب یگ دو دین ہوئی وہ شب بسر	دی خردس صبح نے بانگ سر
شادی و غم ساتھ ہی ظاہر ہوے	رو گئی شبنم تو گل ہنسنے لگے

ایک دشت پر فضا اور صحرا سے فرحت انتہا میں یہ دونوں ہوئے اس مقام کو ایسا سرسبز و شاداب پایا اور دل فرحت یاب ہوا درختوں کی سرسبزی آنکھوں کو خشکی دیتی تھی دشت میں سنہری دھوپ سننے پر کبھی تھی یا شاید بہار طلائی زیور پہنے تھی صیاد فلک نے دام تار شاعی مہر دہان بچھا یا تھا یا دو شکار نہات نبات نے سنہری لباس زیب قامت فرمایا تھا ہر درخت اثمار سے جھکے تھے میوے اُنکے فرط لطافت و نزاکت سے ٹپکے پڑتے تھے بیچ میں جنگل کے چٹے اور نہرین جاری تھیں چشمہ ہاے ماہ و خورشید سے زیادہ پیاری تھیں عکس ان میں درختوں کا پڑا تھا جو انان چمن کا مسکن آئینہ خانہ تھا کہ

بمقتضای مثنوی

صحرا میں تھا لالہ زار کا لطف	کھسار میں آبشار کا لطف
سبزہ فرش ز مروین تھا	گلگونہ عارض زمین تھا
مخلون کا وہاں عجب سمان تھا	ہر مرغ تنون کا مرغ جان تھا
کوئل و تسمی چکور بلبُل	شکرے طاؤس کرتے تھے غل
تھے لکڑا بر شا میسا نے	شبنم تھی کہ موتیوں کے دانے



ایک طرف کو اس صحرا کے ایک دریاے زخار رشک وہ محیط و عمان نظر آیا کہ ہر لہر میں اس کی موتیوں کو بہتے پایا سجان اللہ گویا مالک بر و بحر نے سلسلہ موج میں موتیوں کو ہمسلا کیا تھا لہر میں تھین یا موتیوں کا سہرا ساحل دریا کے سر پر بندھا تھا سب دریاؤں میں وہ دریا نہنگ لاڈلا تھا آب صفا اسکا آب گوہر کو شرماتا تھا سورج کا عکس جو اس میں جگمگاتا تھا تو گویا آفتاب بحرِ اندامت میں اسکی صفا کے رو پر وڈو با نظر آتا تھا یا برنجی تھالی لے کر ہندوے فلک اشنان کے بہانے سے موتی چرانے آیا تھا کہ مولف

آب گوہر سے لطافت میں سوا اسکی لہروں میں تھی ایسی آب تاب وان کے موتی جو نظریں میں گڑ گئے رشک اختر تھے وہ موتی شب چراغ	ماہِ خور سے بھی زیادہ تھی صفا بہرے رہتے تھے ہر جگہ درخوش آب چرخ کے دل میں پھیلے پڑ گئے چرخ کے دلمین پڑے تھے جسے داغ
---	--

دریا کا کنارہ دوسرا اس پار سے نظر آتا تھا پاٹ اسکا اتنا بڑا تھا کہ میدان فلک جسکے رو پر و پھوٹا تھا نہ کشتی تھی نہ ڈونگی تھی نہ ملاح تھا اترنا اس دریا سے دشوار ہوا تھا عمر و فخر سے کہا یہ کونسی جگہ ہے یہ دریا بہت فائدے سے بھرا ہے میں اس میں اتر کر غوطہ لگاتا ہوں اور موتی بھولی بھر کر لاتا ہوں مجھ کو نے جواب دیا کہ میں ایسا کام نہ کیجیے گا موتیوں کے لالچ میں اگر گوہر جان پر باد نہ کیجیے یہ دریا ساحر کا ہی اصلی نہیں ہے ہر ایک موتی اسکا دل میں آئے ڈالے گا ہر حباب آب پر آنکھیں نکالے گا مفت آبرو پر باد چائے گی موتی کیسا کوڑی بھی ہاتھ نہ آئے گی عمرو نے کہا تم اس دریا کے حال سے کما ہی آگاہی رکھتی ہو مجھ کو نے جواب دیا کہ اتنا جانتی ہوں کہ جب تک اس دریا کا مالک ہم کو اور تھیں بار نہ اُتارے یہاں سے اتر کر جانا نصیب نہ ہوگا اس دریا پر نہ جادو اثر کرے گا نہ کوئی عمل کار کرے ہوگا اگر کوئی ساحر چاہے کہ اتر کر یہاں سے گذر جائے کیا جان رکھتا ہے فوراً اور یا میں گر گیا اور مبتلا عذاب ہوگا اگر کوئی شتا و رقصہ کرے کیا امکان جو اس میں تیرے بلکہ تیرا کیا قدم رکھے گا تو بحرِ عدم میں غرق ہوگا نہ ورق اندیشہ کو گذرنا یہاں سے محال ہے نہنگ و ہم کو اس پار جانا ہیو وہ خیال ہے افراسیاب اسی وجہ سے ایک ایک ساحر ہماری گرفتاری کو بھیجتا ہے کس لیے کہ جانتا ہے ہم لوگ منازلِ طلسم طے نہ کر سکیں گے دریاے مردار پر بدبختی آتشیں سے نہ گذر سکیں گے خود بخود ہلاک ہو جائیں گے فی الجملہ آپ گوہر شاہوار قلزم عیاری میں اور نہنگ دریاے دانشمندی اس گرداب پر آفت سے زورقِ سلامتی پر بیٹھ کر پار اُترے اور ساحلِ مقصد پر پہنچے میں ہم فکر میں غرق ہوں کہ کیونکہ یا اُتروں مگر کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی اور میں تو صرف راہ بتانے والی ہوں اگر ایسے ایسے مقام سے گذر جاتی تو پھر آپ کو ساتھ نہ لاتی خود تنہا جا کر کوکب کو پیام پہنچاتی طلسم ہوشربا خواجہ



بہت بڑا ہی اور اس طلسم میں نیزنگ و عجائبات لا انتہا ہر ان عجائبات کو جو کوئی مٹائے اور روح طلسم اس وقت افراسیاب پر حکومت جتائے اور افراسیاب کو انھین یا تون پر غرور پر غمروئے کہا یہ اس حرامزاد کی عقل کا فتور ہر مالک طلسمات کون و مکان کو غرور زیبا ہر وہ قادر و توانا ہی کیا تم نے نہیں سنا کہ نظم

ہم سے برتر ہے اسکا کار و بار پشہ نے غرور کو فاحش شکست چاہ بابل میں معذب ہوں ملک کرتا ہی جو جو کہ وہ گلکاریان خاک سے پیدا کرے زندہ گل آب طاہر سے کرے نیشان گہر	نیک و بد پر ہے اسی کو اختیار باد صرصت سے ہو قوم عادیست ہو مقام زہرہ بالائے فلک عقل بندے کی کہان ہو بچہ دہان تاک سے طاہر کرے جوشندہ مل قطرہ ناپاک سے پیدا بشر
--	---

ہم انشاء اللہ اس عجائبات کو مٹائیں گے اور اس کو چھڑا کر روح طلسم سے پائیں گے۔ بیخ کفر کو کھود کے پھینک دینگے مخمور نے کہا علاوہ ان عجائبات کے فوج بے انتہا شاہ جادو ان کے پاس سے ایک ایک جادو گر سامری وقت ہر اسی سبب اسکو نہ کچھ بیم نہ ہر اس ہی عمر نے کہا خیر دیکھا جائے گا اب فکر اسکی کرنا چاہیے جو مقدمہ کہ درپیش ہے آگے کا بیکار نہیں پیش ہے مخمور نے کہا جو ارشاد فرمایا بجا لاؤں میں تو مطیع حکم ہوں عمر نے جب دیکھا کہ مخمور بالکل عاجز و حیران ہے ہنس کر کہا تم جا کر درہ کوہ میں چھپ رہو میں تدبیر کرتا ہوں جب مالک اس دریا کا مارا جائے گا اسوقت یہ خشک ہو جائے گا تم جانتا کہ میں فتیاب ہوا مجھ کو آگے بڑھ کر ڈھونڈھ لینا اور اگر میرا بیٹہ نہ لگے اور یہ دریا بھی خشک نہ ہو اسوقت لشکر فرخ میں جا کر خبر میرے مرنیکی کہ دنیا کہ ہر ایک فاتحہ سے مجھ کو فراموش کرے اور ہمیشہ بہ نیکی یاد کرے

یہ سراپے دہرے بے اعتبار چاہیے ہر شخص کو نیکی کرے	کب کسی کو یان ہمیشہ ہے قرار بعد مرنے کے رہے گی یادگار
---	--

مخمور حسب احکم عمر و قی ہوئی اور دل سے دعا اسکے فتح پانے کی کرتی ہوئی درہ کوہ میں جا کر ستاری ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل سے کرتی تھی کہ اگر مارا گیا عمر تو پھر فتح تو نا طلسم کا غیر ممکن ہے اور طلسم فتح نہ ہوا تو شہزادہ نور الدہر سے تیرا ملنا کسی طرح نہ ہو گا و اس میرے حال پر کہ جان و مال بھی برباد ہوا اور یہ یار بھی نہ ملا کیوں اسے فلک کس مصیبت میں تو نے مجھ کو پھنسا یا جب ایسا کچھ سوچی تو بلبک کر دینے لگی

بموجب نظم

ہوا جینا اسے اک سخطہ مشکل فزون تھا ہر گھڑی درد و غم و آہ لو تھا ہرین مرگان سے جاری	نہ لائی تابہ بحر گل عناد دل بہے سخت جگر اشکون کے ہوا پسند آنکھوں کو آئی اشکباری
--	---



یہ تو لول و حنین اس حال میں ہی لیکن عجب ایک گوشے میں گیا اور نگ دروغن عیاری لے کر صورت اپنی  
 مثل ایک کلانوت کے بنائی کمر فطرت و پیری سے خمیدہ تھی سر پہ بگڑی بندھی تھی کرتا آب و دان  
 کا گرو سیدہ گلے میں تھا پانچامہ شروع کا مگر کہنے اور شکستہ پہنے تھا سارے پیرہن میں سوی اور کھواب کے  
 بیوند لگے تھے کہ بمقتضائے بیت دو صدر قہ بالائے ہم اند و ختہ و زحراق او در میان سوختہ پاؤں میں  
 کا مدار جو تا تھا لیکن بان سے بندھا تھا کمر دوپٹے سے بندھی تھی وارھی نات سے بھی گزر گئی تھی  
 اسی نوے برس کا سن ظاہر ہوتا تھا جوانی کو مگر چھکا کر ڈھونڈھنے نکلا تھا حاصل باہن شکل و شمائل  
 کنارے دریا کے آکر ایک درخت کے نیچے بیٹھا جوڑی نے کی لیکر بجانے لگا اشعار عاشقانہ اور حین  
 سامری جمشید کے گانے لگا کبھی اپنی بربادی کے خیال سے مذمت دنیا کرتا کبھی یاد دوستان میں غزل  
 جی توڑ کر گاتا ہر شجر و حجر کو روتا تاکہ غزل

<p>بھری جو حسرت و یاس اپنی گفتگو میں ہے          کہان یہ بات کسی اور خوبرد میں ہے          سواد کہتے ہیں سودا ہی عشق کا جس کو          یہ گم ہوئے ہیں کسی کی تلاش میں ہم آہ          یہ کیفیت ہے جو ہم رند مشربون کا زہد          یہ حال ہے ترے وحشی کے حبیب دامن کا          جو کچھ کہ تم میں ہے حسن و ادا دگری و ناز          حجاب چشم کو جرات نے دی بصارت کو</p>	<p>خدا ہی جانے کہ بندہ کس آرزو میں ہے          مزہ جو آب کے انداز گفتگو میں ہے          اسی طرح کی سیارہ مرے لہو میں ہے          کہ آج ایک جہان اپنی جستجو میں ہے          کہ ہاتھ سمجھ رہا ہے اور دل سب میں ہے          کہ چاک چاک بین ہے اور زور فو میں ہے          تھکین بتاؤ بھلا کس یہ ماہر دین ہے          کسی جو پردہ نشین کی یہ آرزو میں ہے</p>
---	---

اس گانے سے عجب سمان بندھا تھا ہر شجر عالم و جد میں جھومتا تھا طائر و ن نے آکر کھیر لیا تھا  
 درند و ن کو شوق و ذوق پیدا تھا کبک وری قہقہہ بھونک کر سائے میں آیا طاؤس فطرتی میں آکرنا چنے  
 لگا پانی دریا کا لہر مار کر سر ہلاتا تھا سب ساحل واہ واہ کی صدا دیا جانتا تھا صدف گوش بر آواز  
 ناقوس شناورمی بھونک کر راگ سے و ساز لہر و نکودہ موج آتی تھی کہ جھوم کر ریش مستانہ چلتی تھیں  
 مچھلیاں شوق سے اچھلتی تھیں حباب ابھر کر پھٹتے تھے دریا کے ارمان نکلتے تھے دل کے پھپھوے  
 پھوٹتے تھے کہ بمقتضائے نظم

<p>وہ گل نور کا وہ نور کا سر          ہر صدا سے یہ صاف پیدا تھا          دلکش و دلربا وہ ہر فقر ا</p>	<p>گوئی زہرہ سنے وہ دور کا سر          اتر آئی ہے چرخ سے زہرا          لے میں ڈوبا ہوا وہ ہر فقرا</p>
---	---

اس دریا اور تمام جنگل کی تابہ کوہ سیاہ ملکہ مر و اسید جاد و شاہ جاد و ان کی طرف سے مالک ہے



اور اس دریا کے نیچے اس ملک کا مسکن ہی عمارت و باغ آراستہ ہزار چوبن ہی اور اس مکان میں سوار  
 ر شک بہشت شداد کے یہ دریاے گوہر بزرگ و سر ملک نے جاری کیا ہے جس سے گزرنا دشوار  
 ہوا ہے کیلئے کہ طلسم کے گرد بہت طلسم واقع ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی سرحد دار یکا یک قلعہ ہوشربا پر  
 چڑھ آئے اس واسطے راہ بند کر دی ہے کہ ہر جگہ چوکی بٹھائی ہے کہ طلسم ہوشربا بجا رہے الحاصل اس وقت  
 ایک مچھلی یا قوت رنگ نہایت شوخ و شنگ کینز مروارید کو ہزار سیر مچھلی بنکر دریا میں سیر کرنے  
 آئی تھی عمر کے نے کی آواز سن کر مشتاق ہوئی اور کنارے دریا کے پہنچ کر پانی سے سر نکالے دیر تک  
 گانا سنا کی اور اپنا عشق یاد کر کے رویا کی پھر غوطہ مار کر چلی گئی اور سامنے ملک کے کہ وہ باغ میں مستان  
 پر بیٹھی تھی پہنچی یہاں بھی گانا ہو رہا تھا شغل بادہ کشی تھا کہ اس کینز نے دست بستہ عرض کیا کہ لے  
 ملکہ آج تک آپ نے کڑو روں روپے صرف کیے مگر گانا جسے کہتے ہیں وہ نہیں سنا اس وقت ایک گویا  
 کہ نہایت بوڑھا ہی گلے میں بھی اسکے ویسی طاقت ہوگی جیسے جوانوں کے ہوگی نہ ویسا خلق تالو ہی  
 لیکن اس ہنگام پیرانہ سالی میں بھی ایسا گاتا ہے کہ ناہید فلک رو برو اسکے بے ابرو ہی  
 تان سین کی روح اسپر نثار ہونے کی آرزو رکھتی ہے بچو اگر اس وقت سنتا تو باؤ را ہو جاتا  
 اسکی بانسری سن کر کنھیاجی کو غش آتا کہ بہت نواہی نے زید وصل دادہ + بجان از دے امید  
 وصل دادہ + صحرا کے چاند پر بند سب مست ہیں نقد جان انعام میں دینے کو حاضر سر دست ہیں  
 تعریف اسکی بیان سے باہر ہے اگر آپ سنیں تو ابھی میرا کہا ظاہر ہو کہ نہ کی گفتگو شکر مروارید  
 نہایت مشتاق ہوئی اور بصد ناز دس بارہ کینز ان دس ساز کو ہمراہ لے کر بحرے پر سوار ہوئی اور  
 سفر کے زور سے کنارے دریا کے آئی عمر نے دیکھا کہ ایک بحرہ بہت پر تکلف بنا ہوا اور اس پر ایک  
 یم خوبی گوہر قلزم محبوبی سوار ہے گرد دس بارہ پی پیکروں کی قطار ہے کہ ہر ایک در شیم صدف  
 و لبری ہی غیرت وہن حوروں پر ہی اور وہ اس طرف آتی ہے الحاصل جب قریب پہنچیں ملک کو  
 بغور عمر نے دیکھا اُسکے حسن طلسمات کا عالم پایا ایسا کسی محبوب کو طلسم عالم میں خوشحال دابصد کرشمہ و  
 جمال نہ دیکھا تھا روی تابان اسکا ماہ برج خوبی ابروے خدا سے یہ ظاہر کہ ہر برج قوس میں آیا  
 بحرے میں وہ بیٹھی تھی یا مہر کا مسکن تھا ہر آب آبی اُسکے رخسار صفا کے رو بہ وہ دریاے گوہر بزرگ  
 بحر نیل بنا عکس رخ سے چشمہ آفتاب پر فوق لے گیا بحر حشیم حباب سے اسکی طرف ہزار ان حسرت دیکھتا  
 اور اپنی بے آبروئی پر پھوٹ پھوٹ کر روتا واقعی اُسکے عکس رخسار سے یہ معلوم ہوتا کہ چشمہ گوہر میں  
 آفتاب لہراتا ہے یا چاند غیرت سے بحر زامت میں ڈوبا جاتا ہے نظم

نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ  
 دلربا حسن چشم و ابرو ہے

حسن بہ اس پری کے کی جونگاہ  
 واقعی آدمی پر و ہے



اس کو اسنے سے تھی وہ مہ پارہ حسن و خوبی میں وہ بت مغرور مست صہبائے عمرہ و انداز جو بنوں پر شباب سنگ کے دن	کہ پھلتا تھا پائے نظارہ سر سے پائیک برنگ شعلہ طور اٹھتا جو بن شباب کا انداز سم انداز و ناز قمر کا سن
--	---

غرض کہ وہ مہ پارہ مشاقانہ بعد جلوہ جانانہ قریب ساحل باداے مستانہ ٹھہری اور گانا سننے لگی عمر نے اسکو قیافے سے شناخت کر کے سر و قد کھڑے ہو کر تعظیم کی اور نہایت ادب سے تسلیم کر کے دعا دی کہ مرا تپ اعلیٰ رہے سرکار کا بول بالا رہے حبشید سب کا سپہورن کر کے چراغ دو دمان سامری روشن رہے دوست شاد ہوں پامال دشمن رہے ملکہ نے اسکی گفتگو شاید سکر محبت تمام استفسار کیا کہ بڑھے میان تمہارا کہاں سے آنا ہوا پھر جواب دینے کے بدلے بیچ مار کر رویا اور کہا اے ملکہ میں اس ظلم میں مدت سے رہتا ہوں لیکن اس آخری وقت میں اپنی جان سے جو ان جو رو کر بیٹھا اب وہ دن رات بھڑوانگوڑا بناتی ہر لڑائی فساد ہنگامہ چاقی ہر گھر میں رہنا مشکل کر دیا ڈاڑھی میری اسکا کھلونا ہی پیر ہل میں خطاب دیا ہی کبھی کبھی خواہ مخواہ خضریٰ کہتی ہر ڈاڑھی نوچنے کی فکر میں رہتی ہر موسم بڑھاپے پیٹے ٹکرا سکو روتا ہی کھری اکھاٹ ہو چکی نہ کچھ ناہر مارے جلن کے اور رات دن کی دانتا کلکل سے دیس جھوڑ پر دیس کی بھیک اختیار کی اسنے منہ کو جھلسا دیکر مکمل آیا گر من سچ کہوں جب اس کجخت کی پیاری پیاری بات یاد کرتا ہوں تو جی بے قرار ہو جاتا ہر بیتاب ہو کر روتا ہوں اور بانسری بجا کر گانا ہوں کہ بیت بدست سرکشی دادی عنانم ہرگز و جز سرکشی پیرے نہ انم + ملکہ اسکی باتوں پر ہنسی اور بولی کہ اے نادان جو رو دیر می شہکارا ہی تجھے اسکے چہ تر نہیں معلوم تو بوڑھا ہر وہ کسی جوان سے پھنسی ہوگی تیرا رہنا سیو بہتے نہیں چاہتی ہر اور دوسرے یہ امر ہی کہ بیت زن کہ از مرد بے رضا برخاست ہیں فتنہ و جنگ اذان سرا برخاست ہر گھر میں یہ باتیں سکر تیوری چڑھائی اور بگڑ کر جواب دیا کہ لے جائیے جائیے ناحق میرے منہ سے بھی کچھ نکلے گا تو آپ بڑا مانے گا ملکہ نے کہا ہم تیری بات کا بڑا مانینگے پھر نے کہا میں آپ کو تو کہتا نہیں لیکن اتنی سا حق ہیں ان میں سے کوئی میرے پاس آئے تو مردی میری ظاہر ہو جائے بھلا مرد وہی جو رو دین کیا شہکارا ہونگی آوارہ ہونی ہن جو اس طرح خاک اڑاتی پھرتی ہیں جنکے نہ کوئی اوپر یہ نہ گھر یہ یہ کلمات سنتے ہی سب عود میں مارے ہنسی کے لوٹ گئیں ایک کنیز نے کہا دو دو موے مجھ ڈوڑا مرد و اپنا ہر خورد کی خبر نہیں انھیں تون سے وہ جگو جوتیاں لگا یا کرتی ہر عمر دنے کہا معلوم ہوا تو سب سے زیادہ مستانی ہر میرے کام کی ہر گھبرا نہیں میرے پاس اکیلے میں آنا یہ سکر وہ کنیز لگی کالیاں دینے ملکہ نے منع کیا اور کہا بڑے میان



کیا کہتا ہوتا تھا رے کمالات ظاہری اور باطنی سب کھل گئے کیا لطیفہ بیان کیا کہ آتے ہی مجھ کو ہنس دیا اب آپ کو تکلیف دیتی ہوں کہ میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائیے دو گھڑی دل بہلائیے پھر چلے جائیے گا میں بہت خوش کر رہی داسن اسد گوہر دزر سے بھر دنگی عمر نے کہا میں سب طرح حاضر ہوں چاہے یہاں کام لیجیے چاہے گھر لیجیے بلکہ ہنسے لگی اور کہا مجھے بھی بے تکلفی عمر نے کہا کیا مجال یہ کہہ کر قریب آیا اور ملکہ کی از سرتا پابلانین لکین دعائیں دین ملکہ نے کہا کنیزوں سے اشارہ کیا کہ انھوں نے بغلوں میں پاختہ دے کر مجھے پر عمر کو بٹھایا ملکہ بھی سوار ہوئی اور لے کر چلی بیچ دریا میں جا کر کشتی نے چکر کھایا ڈوب گئی بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پر بہار بنا ہوا تھا یا حین واد ہار طرح طرح کے گلدار اشجار سے بھرا ہوا گل رونق بخش کا رخاں بہار میں اشجار غیرت وہ قامت یار ہیں کہ

بمقتضائے نظم

ہر گل و گلشن پہ تھا جوش بہار	ہر طرف ابر بہاری تھی نثار
سانبان صحن گلشن تھا حباب	جس میں تھی خط شعاعی کی کتاب
اسکے نیچے سرو کے موزوں ستون	سیدھے سیدھے تھے زمردگون ستون
کوئنا وہ برق کا ایدھرا دھر	نور کی بھالر تھی گویا جلوہ گر
جانبج گلبرگ تر فرش حین	جلوہ گر سر سو بہار نستان

فی اکملہ بارہ دری جو لبہ حسن و خوبی فرش مسند و شیشہ آلات سے آراستہ تھی وہاں عمر کو بٹھایا ملکہ مسند تاز پر جلوہ گر ہوئی اور حکم دیا کہ بان اسے پیر کلا نوت کچھ کا عمر نے بجا کر گانے لگا سب کے دل کو اپنا شیفہ نہاتا تھا جب یہ گاتا تھا کہ غزل

بلا میں دل کو پھینسا چکے ہیں - پی کے پھندے میں آچکے ہیں  
 فریب زلفون کا کھا چکے ہیں - غضب کا جھٹکا اٹھا چکے ہیں  
 بھلی لگے کیا بہار سنبل - خوش آئے کیا خاک فکرت گل  
 ابھی ابھی وہ شمیم کا گل - سنگھا چکے ہیں سنگھا چکے ہیں  
 کمان ہو کس نیند سو رہے ہو - سر مزار آ کے بائیں کر لو  
 اٹھا میں تم سے ہوں گفتگو کو - فرشتے مجھ کو جگا چکے ہیں  
 مقام بے شک سرور کا ہے - عجب یہ مہمنون دور کا ہے  
 گمان جن پر کہ حور کا ہے - بغل میں انکو سلا چکے ہیں  
 دیکھ اسے چاہ اس طرف کو - کہ فرق اس میں نہیں سر ہو  
 لگائیں گے تجھ پہ تیغ ابرو - قسم وہ آنکھوں کی کھا چکے ہیں



ملک نے اسکے کانے سے خوش ہو کر بہت کچھ زر و گوہر انعام میں دیا عمر نے عرض کیا کہ حضور میرا گانا آدھا ہی  
 ہے اگر تھوڑی سی شراب مجھے عنایت فرمائیے تو جو انون کا مزاج بڑھے میں پائے ملک نے ہنس کر کہا کہ  
 تو مجھ سے بھی جلوت بولنے لگا عمر نے کہا حضور پھر صحبت میں ہنسنے بولنے ہی کا مزاج کنیزین بولین کہ گھر  
 میں تو بچارہ جو تیان کھاتا ہے یہاں اسکا ذہن کھلا ہے عمر نے کہا مار کھانے ہی کو سامری نے ہمیں پیدا  
 کیا ہے ملک خوب سنسی اور کہا اسکے منہ نہ لگو جاؤ کشتیان شراب کی لاؤ کنیزین گئیں اور کشتیان بادہ  
 اور غوانی وزعفرانی کی لائیں عمر نے سب بوتلون اور شیشو نکو کھول کر اُلت پھیر کرنا شروع کیا اور نگاہ  
 بچا کر سب میں بیوشی ملائی پھر چور اسی گھنگرو و نیکی سنگا کر پائون میں باندھی منہ سے بجاتا گانا ہوا پاؤں  
 سے تال دیتا گاتا اور گت بھرتا ہوا بوتل بغل میں دالے کمر سے پیمانہ لگائے ملک کی طرف چلا سب کو  
 ایک حیرت ہوئی کہ یہ گویا کیا خوب ہنر سانی گری جاننا ہے غرض کہ سامنے ملک کے عطر سی صورت سے بیو بچکر  
 ٹھہرا اور جام شراب سے بھرانے کو لبون میں داب کر ہاتھ پر جام کو رکھا اور سامنے ملک کے لا کر یہ  
 شعر پڑھا کہ

اسرو مجلس ہمیشہ گفتہ اند این بود | کہ جام بادہ بیاورد کہ جم نخو ایداندا

ملک نے ہنس کر چاہا کہ جام لیکر پیے عمر نے اُسکو اُچھال دیا اور پھر سر پر روک کر سر سامنے کیا کہ افسر کو  
 سر سے شراب پلانے میں عمر کا ان باتوں سے فضا صرف بھلائیے میں ملک کو ڈالنے کا ہے اور ملک کو اور زیادہ  
 حیرت ہوئی آخر جام لیکر پی گئی کیونکہ عالم محویت میں تھی انجام کا خیال بھولی جام پیتے ہی آنکھوں میں سرسوں  
 پھولی مست ہو کر بھوننے لگی عمر نے پھر چار سمت ناچنے کا دور پاندھا اور جتنی عورتیں تھیں سب کو ایک ایک  
 جام ملا یا بعد کچھ دیر کے ہر ایک بیوش ہوئی ملک بھی جھوم کر اُٹھی چاہا کہ ساقی کے ساتھ نلچے لگوں لیکن ٹھوکر  
 کھا کر گری عمر نے اُٹھ کر روانہ بلخ کا بند کیا اور سب کے کپڑے اور زیوراتا کر مکان کا سب سب لوٹ کر  
 تدر زبیل کیا پھر ملک کو اُٹھا کر سستون سے بارہ درسی کے باندھا اور کوڑا پڑ کر فقیلہ رفع بیوشی سنگھایا لیکن  
 زبان میں سوزن دیدیا جب آنکھ مرواریدی کھلی اسکو وہی نشہ دیر نہ تھا گویا ہوئی کہ اے سیر کلانوت کیا  
 کہنا ایک ادھر چیز تو اور گام عمر نے فرہ کیا کہ باش او فجبہ از غفلت پوشیار باش کہ منم عمر میں امیہ یہ صدر اسکر  
 اسنے آنکھ کھول کر جو دیکھا اپنے تئیں بندھا پایا اور کلانوت سامنے کوڑا پڑھے کھڑا تھا بس اشارہ سے پوچھا کہ یہ  
 باجر کیا ہے عمر گویا ہوا کہ خدا کے فضل سے میں معہ ملک مخمور بیان آکر پہونچا تجھے چاہیے کہ مطیع اسلام ہو اور محبت  
 ہمیشہ و سامری چھوڑ مجکو راستہ دے اور تو خدمت ملک مہرخ میں جاوے میرے ہاتھ سے ماری جائے گی جالے  
 تیری اسوقت جائیگی مروارید نے ہر چند کہ پند و نصائح سنا مگر اشارے سے یہی کہا کہ میری جان نامہ ہمیشہ  
 و سامری پر فدا ہے مطیع اسلام ہونا نہ گوارا ہے عمر نے اول تو اسکی جوانی اور حسن پر رحم کھا یا تھا مگر اب قلب سیلا  
 اور دشمن سخت اپنا جب پایا محبت تمام کر کے سرا کا جدا کیا پھر تو غل دشوہ تاریکی ہو گئی عمر نے جلد جلد سر



کنیزوں کے کاٹے الحفیظ والا مان بیرغل کرنے لگے آگ برسی تپھر پڑنے لگے دریا سے مروارید غائب ہوا  
 مجھوڑنے جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی بس بحر طپھتی ہوئی درہ کوہ سے شادان دفحان نکل کر دوڑی  
 دیکھا کہ ایک باغ سامنے ہرادر ملازمان مروارید لینا لینا کہتے ادھر ادھر دھڑکتے جاتے ہیں اندر سے باغ کے  
 شعلے آتش کے نکلتے ہیں یہ بھی کہ خواجہ اسی باغ میں سب کو قتل کر رہے ہیں یہ معلوم کر کے بروے ہوا اڑ کر بارنج  
 رنج مارنا شروع کیے پیکان تیرا و مار و کثروم ہر سائے ساحر گھبرائے کہ شاید فوج ساحران آگئی ہو پس گھبرا کر  
 بھاگے ادھر عواریغ سے باہر جو نکلا دیکھا کوسوں تک اندھیرا ہی اور میدان آتش بہار ہو رہا ہی ساحر ہر طرف  
 بھاگے جاتے ہیں بیر چلاتے ہیں کہ انوس مارا اس ملکہ کو کہ جسکا نام مروارید جادو و عفارعت کرنے یہ ہنگامہ دیکھ کر  
 چند حقہ آتش بازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا ادھر مجھوڑنے جسیر تاک کر ناریل مارا اسکے سینے کو توڑ گیا  
 آخر جب سب بھاگ گئے اسوقت کچھ لگوے لاش ملکہ مروارید کی لپٹ کر اڑے ہوئے سمت باغ سبب  
 چلے ان گولوں سے رونے کی صدا آتی تھی مجھوڑا تر کر پاس آئی اور کہائے شہنشاہ عیاران یہ لگوے نہیں  
 بیرہن بحر کے اب یہ شاہ جادو ان کے سامنے جائیں گے اور حال کہیں گے اسکو دم بھر میں بیان انا دشوار نہیں  
 مقرر کوئی آفت آئیگی آپ جلد یہاں سے تشریف لے چلے عمویچھا کہ ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہیں اسکے ہمراہ باتین  
 کرتا ہوتا بولتا بخریت روانہ ہوا یہ تو ادھر جاتا ہی مگر لاش ملکہ مروارید کی سامنے افراسیاب کے  
 پہونچی ہر سامنے مجسم ہو کر آئے اور سارا ماجرا و کریبان کر کے چلئے شاہ جادو ان کو ڈبارنج ہوا ورجا ہاک  
 خود چائے گراہل دربار عرض پیرا ہوئے کہ حضورے ہلائے جادو کو چھپا ہی انکار استہ دیکھ لیجیے تو پھر ادھر کچھ تدبیر  
 کیجیے گا اور علاوہ اسکے کسی نہ کسی در بند پر وہ مفسد ضرور گرفتار ہوگا بادشاہ کو جاننا یہاں نہیں شہنشاہ طسم  
 ان کے سمجھانے سے چپ ہو رہا اور از بسکہ حیرت سے وعدہ ملک بھیجنے کا کر چکا تھا اسوجہ سے بحر طپھکا  
 ایک ساحر فیل آتشناک پر سوار اڑتا ہوا سامنے آیا اسکو حکم دیا کہ اے طولان بن قہار فیل زور  
 جادو تم سب شکر حیرت میں جاؤ اور فرقہ باغیان کا خاتمہ کر دے حکم شکر طولان سلام کر کے رخصت ہوا  
 اور اپنی جگہ پر اگر بارہ ہزار ساحر کی جمیٹے نہایت الوالعزمی کے ساتھ روانہ ہوا کہ ساحران نابکار با شکال  
 مہیب اثر دہون پر سوار تھے نفیر بحر کے بجنے سے زمین و زمان میں تزلزل آشکار تھا قیامت کے آثار نمایان  
 تھے مرد کو تہ خاک نفع صور کا انتظار تھا ہنگامہ محشر کو بھی اس غلغلہ کا خوف تھا اسوجہ سے پوشیدہ تھا برے  
 ہوا یہ شکر جاتا تھا یا خاطر شوریدہ دہر سے نالہ و فغان کا شور پیدا تھا کہ بموجب ایہات

چنان شد ز گرد سپہ آفتاب  
 درخشیدن تیغ ژوپین و خشت  
 ز جوش سواران ز زمین کمر  
 برآمد یکے ابر چون سندروس

کہ آتش بر آمد دریا سے آب  
 تو گفتی زمین بر ہوا لالہ کشت  
 ز بس ترک زمین و زمین سپر  
 زمین گشت از گرد چون آب نوس



بائیں کرو فر قریب لشکر حیرت بعد طے بعد مسافت پہونچا حیرت نے خبر شکر استقبال کرا یا لشکر مقام بہترین  
اتر دایا طولان دربار میں جب آیا نذر دی ملک نے خلعت عنایت فرمایا دنگل قریب تخت شاہی بیٹھنے کو  
دیا ساتی مہر دیدار نے شراب آفتابی سے کام جان کو روشن کیا جب دماغ بادہ ناس گرم ہوا اُس نے  
عرض کیا کہ حکم طبل رزم بجنے کا دیکھیے تاکہ کل میں سب کا استیصال کروں قصہ کا انفضال کروں بلکہ نے  
فرمایا کہ تم ابھی اُسے ہوا ایک روز آسودہ ہو لو پھر مقابلہ کرنا جلدی نہ کرو اُس نے اصرار کیا ناچار حیرت نے حکم  
تراخت نقارہ رزم دیا ساحر و ن نے نفیر عز بجائی یہ خبر ملکا رون نے جا کر ملک مہرخ کو پہونچائی اُدھر بھی نفیر  
سحر کو دم ملا ہر بہادر آگاہ ہوا سامان حرب کی درستی میں مصروف ہر سردار سپاہ ہوا ایسا غلغلہ برپا ہوا کہ  
آفتاب لرزتا ہوا میدان سے فلک کے بھاگا اور سپاہ شام کے قلعہ مرکا محاصرہ کیا کہ

ہے بود تاشب نمودار شد نظر	فر رفت مہر و جہان تار شد
شب تار و سمشیر و گرد سپاہ	ستارہ نہ پیدا نہ تائیدہ ماہ
زبانگ تبیرہ زمین و سپہر	بلزید و زیشان برید ہر

تمام شب تیاری جنگ میں بہادر و ن نے بسر کی جدم زلف شب سے چہرہ پر نور شاہد روز کی روشنی  
ظاہر ہوئی اور نوبت نواز دہر نے طبل باز گشت کی صدا لشکر زنگی شب بین بلند کی کہ بموجب نظر

جو خورشید بر کشور لا جو رد	سراپردہ زوز دیباے زرد
چو بر ز سر از موج خرچنگ سید	جہان گشت چون رفتی روی سپید
تبیرہ بر آمد ز ہر دو سراے	جہان شد پر اتنا لہ کرناے
بر آمد دم ناے و آواے کوس	ہمین آسمان بر زمین داد بوس

دم بحر لصد حتمت و جلال دونوں لشکر میدان قتال میں آکر صف آرا ہوئے اور تخت شاہان پر دو سووار  
قلب فوج میں ٹھہرے بعد ترتیب عسکر نصرت اثر مبار زان دلا اور طالب پیکار ہوئے ادھر سے طولان  
اور ادھر سے مرزبان نکھر مقابل ہوئے پہلے تاریل اور ترنج چلے آخر طولان نے اپنے فیل کو بول دیا  
ہاتھی نے گھوٹا خرطوم کا مارا حرت بان بیوش ہو کر گرا اسے گرفتار کر لیا اور بھر غرہ ہل میں مبارز کا مارا  
اور ایک ساحر ادھر سے جا کر ہم نبرد ہوا بعد رد و بدل سحر کے اسکا بھی ہاتھی نے کام تمام کیا اسی طرح بہت سے  
ساحر قتل و سیر ہوئے ہاتھی کی وجہ سے جنگیر بچے ہو وقت تاب ملکہ سرخو کونہ آئی اور یہ جا کر مقابل ہوئی باہم تادیر ساری ہی اپنے  
ہاتھی سپہی ولد یا فیل نے ایک پیکار ماری کہ سرخو بیوش ہو گئی اسنے چاہا کہ اسے بھی گرفتار کرے مہرخ تخت عقاب سے نکل آئی اور سرخو پر  
اگر گری نیچے میں اکیلوچلی اور ایک لافلائی نہ کہ طولان ہاتھی سے کود کر الگ ہوا اور گولا ہاتھی کے مستک پر جوڑا اسکا سر  
پٹا اور ترطب گر ہلاک ہوا یہ ماجرا دیکھ کر طولان کو غصہ آیا اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو جانے نہ دینا  
فرن کے ساحر عقاب اور شاہین و باز نکھر چلے اور تیر سحر بہت مہرخ پر لگانے لگے پھر تو ادھر کی فوج بھی



چلی اور دونوں باہم لشکریں جنگ آغاز ہوئی مہرخ نے مسر خمو کو سپر لشکر بیان کیا اور آپ لڑنے لگی ساحر جو طائر بنے تھے انکو صید کرنا شروع کیا تھن تن سے جب طائر روح ساحرون نے پرواز کی بیرون کے غل سے کان پڑے آواز سنائی نہ دیتی تھی تار کی اور آندھیوں سے خاطر روزگار مکر و تیرہ تھی برت باری نے گرمیاں شعلہ رزم کی سرد کی تھیں سنگ باری نے سختیاں آہن گدازون کی گرد کی تھیں کہ بمقتضائے نظم

زپیکان پولا دو پر عقاب	سیہ شد میان فلک آفتاب
ہمہ دست نیزہ گزرا ان زکار	فرو باند از حرب و زکار زار
بدان رستخیز و دم زہریر	خروش پلان بود و باران تیر
کنون چون رخ روز شد تیرہ گون	ہاں روی کشور جو دریای خون

لینے شام تیرہ فام ظلمت گیر عالم ہوئی لشکر جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ میں آکر آسودہ ہوئے لیکن طولان نے تامل نہ کیا آتے ہی پھر طبل جنگ بجو ادیا مہرخ بھی خبردار ہوئی اور تارے ترکی کو دم ملا شور و محشر آشکار ہوا ساحر و سحر خوان ہوئے بہادر عازم میدان ہوئے پھر رات بھر تیاری رہی صبح دم جب شاہ خاور نے تخت زرین پر جلوہ کیا اور شب تیرہ نے ناخن پنجہ مہر سے رخسار اپنا خراشیدہ کیا کہ بلیت جو خورشید پرزدن خرچنگ جنگ + بدرید پیرا ہن شک + گیاہ ہر دو وار دوشت قتال ہوئی طولان نے اپنے سپہ سالار اثر درجھاٹے کہا کہ تو اثر در بنکر میرے سامنے آ کہ میں تجھ پر سوار ہونگا اور حبس وقت میں لڑنے لگوں حریف مجھے مخاطب ہوگا تو غفلت میں اسکو پا کر دم کھینچ کر ٹھکل لینا سپہ سالار یہ حکم سنکر بزور بحر از دہا بنا اور طولان کا ٹھکر کھچو اگر اُس پر سوار ہو کر وارد میدان حرب ہوا بعد ترتیب صفوں کا رزار صف لشکر سے بڑھ کر مبارز طلبی کی آج پھر مسر خمو اُس کے مقابلے میں گئی پہلے ناریج تریج چلا پھر اسنے بالونکی لٹ کھولی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے طولان نے اس سحر کار دیکھا کہ اندھیرا موقوف ہوا اور ستاروں کو سر پر پہنچون نے پیدا ہو کر روکا مگر اثر در نے اپنا دم کھینچا مسر خمو مخاطب ہم ہر دے سے تھی غفلت میں سنبھل نہ سکی اثر در کے منہ میں سما گئی اسی طرح چند سردار آئے اور دہن اثر در میں سما گئے اسوقت مہرخ نے بھی سرداروں کی مدد کے لیے ساحر و سحر بھیجا اور طولان نے فوج کو حلقہ کرنے کا حکم دیا پھر دونوں فوجیں بھڑکیں دریا سے فوج میں تلوا لیں لہرین لینے لگیں موج آب شمشیر نے ہستی کا ایل ڈھا دیا بحر فنا کا کنارہ نظر آیا دو پہر کامل خوب لڑائی رہی سحر آزمائی رہی آخر نہ این را خطانہ اور اظفر و دونوں طرف طبل بامان بجا ہر ایک پھر کر خیمہ گاہ میں آیا طولان بارگاہ حیرت میں گیا حیرت از بسکہ زو جہ شہنشاہ ساحران ہر ہر بار میدان جنگاہ میں نہیں آتی ہر فی الجملہ اُسے سارا ما جملے جنگ عرض کیا اور سرداروں کا قید کرنا بھی کہا حیرت نے کہا ان سرداروں کو ہمارے سامنے لاؤ اُسے عرض کیا کہ لا تا ہوں اور روانہ ہوا مگر حال نیچے



کہ اثر در جب جگہ سے پھر کر آیا تو اسے خیال کیا کہ تیرے شکم میں سردار گھٹ کر مر جائیگا انکو نکالنا چاہیے  
یہ سمجھ کر انکو اگلا اور دم اپنی منہ میں داب کر حلقہ کر کے پیچ میں سرداروں کو لیکر بیٹھا مگر اسکے اگلنے سے حر  
سرداروں پر سے اثر کیا اور وہ بیہوش تھے اب جو ہوشیار ہوئے اٹھ کر اپنے لشکر کی طرف چلے  
اثر در انکا سردار ہوا سر خموا سوقت غفلت میں گرفتار ہوئی تھی دریدہ تھے وہ اکیلی تھی اب جو اسے اثر در  
کو تنہا پایا ایک تیر سحر کا ایسا مارا کہ اسکے سینے کو ٹوٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا شور اسکے مرنے  
کا بلند ہوا تاریکی ہو گئی اسی تاریکی میں سر خمود وغیرہ اڑ کر بروئے ہوا گئیں اور وہاں سے پھر گولے  
اور بار فلفل وغیرہ مارنا شروع کیے لشکریان طولان دوچار ہلاک ہوئے اور اٹھ کر لشکر حیرت کی طرف  
بھاگے اس طرف طلا یہ دار کچھ سپاہ لیے محافظت لشکر کرتا تھا غل شکر ادھر دڑا یہ لشکر ہی سمجھے کہ  
ہکو مارنے آتا ہے اور اسی نے شاید ہمارے لوگوں کو مارا ہے بس یہ سمجھ کر لڑنے لگے ادھر سے طولان قید ہو کر  
لینے آتا تھا وہ یہ ہنگامہ دیکھ کر سمجھا کہ شاید مہرخ میری فوج پر آگری ہے بس وہ بھی لگا لڑنے لگا کہ بان لینا چاہیے  
نہ دینا اب بالکل فوج کو یقین ہو گیا کہ حیرت سے بگڑ گئی اور ادھر والوں کو یقین ہوا کہ یہ لشکر شاید مہرخ  
سے مل گیا ہے حاصل گوشت خراور دندان سگ باہم خرچنے لگا برفین کرنے لگین سر خمود وغیرہ تو اپنے  
لشکروں میں چلی آئیں یہاں بھی غلغلہ سکر فوج تیار ہو گئی ادھر شور ہونے سے حیرت بارگاہ سے بھگ آئی دیکھا  
باہم فوجیں لڑ رہی ہیں پشتے کشتوں کے بندھ گئے ہیں لاشوں کے انبار لگے ہیں قلعہ ہائے تن کی بربادی  
ہر سرون کے کنگرے ہر جگہ پنے ہیں حیرت کی سمجھ میں یہ لڑائی نہ آئی اور بغضب تمام کچھ سحر ایسا پڑھا  
کہ دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک دھواں پیدا ہو کر اندھیرا ہو گیا فوجیں جدا ہوئیں اسے طولان  
کو بلوایا اور اجراے جنگ پوچھا اسے کہا مجھے نہیں معلوم لڑتے ہوئے فوج کو دیکھ کر میں بھی لڑنے  
لگا تھا حاصل بعد تحقیقات حال مرگ اثر در اور سبب فساد ظاہر ہوا حیرت نے طولان کو بہت  
لحنت ملاست کی کہ افسر ہو کر بغیر دریافت حال لڑنے لگا اور صد ہا کو قتل کر ڈالا طولان کو اسکے برا بھلا  
کہنے سے غصہ آیا اور گویا ہوا کہ سر خموی ذات سے یہ فساد ہوا ہے میں اسکو جا کر بارگاہ حریف سے  
بیکر لاتا ہوں یہ کہہ کر بزور سحر اڑ کر چلا ہلکا رہے جو بامر جاسوسی اس جگہ حاضر تھے وہ اس سے قبل خدمت  
مہرخ میں گئے اور اسکے آنے سے مطلع کیا قرآن اتفاق سے اسوقت بارگاہ میں حاضر تھا اس نے  
جوسنا کہ طولان آتا ہے اسے ملکہ سے کہا کہ آپ مع سرداران نامی کے پوشیدہ ہو جائیے میں ایک  
عیاری کرونگا مہرخ و بہار وغیرہ اسکے کہنے سے بزور سحر چھپ گئیں اور اسے برق و صرغام وغیرہ  
عیاروں سے کہا کہ تم اپنی صورت مثل بہار و مہرخ وغیرہ کے جلد بناؤ اور ساحر جو ایسے دیے تھے  
انکو بلا کر حکم دیا کہ تم بزور سحر صورت اپنی مثل سرداروں کے بناؤ غرض کہ دم بھر میں سب صورتیں تبدیل  
کین اور اصل عرصے میں طولان بارگاہ میں آیا اور پکارا کہ کہاں ہے سر خموا سوقت اس کے



ساتنے برق کہ شکل مہر خ تھا آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ ہم سب اطاعت شہنشاہ کرتے ہیں اور قرآن نے  
 بھی عرض کیا کہ ہماری خطا بھی شاہ جادوان سے معاف کرادیجیے طولان یہ عزالت سنکر بہت خوش ہوا کہ یہ لڑائی  
 میری وجہ سے فیصل ہوئی بس ہر ایک سے حکم دیا کہ اگر تم صفائی چاہتے ہو تو میرے خیمے میں جلو مہر خ و بہار نقلی  
 دو ایک سردار اسکے ہمراہ چلے اور قرآن بھی ساتھ آیا اور اسنے چاہا ان سب کو خیمے میں بٹھا کر میں حیرت  
 پاس جاؤں اور اُنکے آنے کا حال بیان کروں لیکن جانے نہ پایا تھا کہ قرآن نے اکیلا پا کر اسے بیہوش  
 کیا اور برق نے چاہا کہ مارڈالوں لیکن قرآن نے کہا اے برق تم اسکی صورت بنو پھر تماشا دیکھو برق  
 اسی کی ایسی صورت بنا اور باہر نکلا کہ انی سواری کا ہاتھی مانگا ساحر فیل درخیمہ پر حاضر لائے برق نے  
 بموجب فرمایش قرآن گٹھری کی طرح طولان کو باندھ کر باہر آکے ہاتھی پر رکھ لیا اور آپ سوار ہوا بس سوار  
 ہونے ہی افسران فوج کو لکارا کہ جلد لشکر تیار کرو و انھوں نے نفیر صحیح کیا اور صف باندھ کر  
 کھڑے ہوئے اسنے اسے کہا کہ ملکہ حیرت مجھے بگاڑ ہو گیا ہے تم میرا ساتھ دو گے یا حیرت کا سات  
 لشکر نے کہا کہ ہم آپ کے تابعدار ہیں اسنے کہا کہ لشکر حیرت غافل اُترا ہوا ہے ان پر حملہ چل کر دو اور  
 مار لو فوج حکم پاتے ہی لشکر حیرت پر جا پڑی وہ لوگ سب غفلت میں تھے ادھر سے ناخن و ترنج  
 پڑنے لگے خیموں میں آگ لگی دو چار و اصل جہنم ہوئے گھر اگر کچھ بھاگے جلد جلد بہتوں نے کمر باندھ  
 اُنھ کے بڑنے لگے ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا اسوقت برق نے طولان کو گٹھری سے کھول کر بٹھا دیا اور قتل  
 رفع بیہوشی تاک کے برابر رکھ کر آپ ہاتھی سے کود گیا اور لشکر سے نکل کر الگ کھڑا ہوا اور قرآن بہار  
 بھی خیمے سے نکل کر الگ جا ٹھہرے لیکن طولان کی جو آنکھ کھلی اسنے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے ہر چند ہاں  
 ہاں کرتا ہے مگر اس ہلڑ میں کون سنتا ہے ایک سے دوسرا بھڑا ہے شمشیر صاعقہ خصال خرمن ہستی جلا رہی ہے  
 کمان و ہاں تیر سے غل مچا رہی ہے حیرت بھی غل سنکر خیمے سے باہر نکل آئی دیکھا طولان ہاتھی پر سوار  
 ہے اور فوج اسکی لڑتی ہے از بسکہ اسکو خبر ملی کہ مہر خ و بہار وغیرہ اسکے خیمے میں آئی ہیں بس اسکو صاف  
 یقین ہوا کہ طولان اسنے لگیا ہے لہذا اسنے بھی فوج کے افسر و مکو لکارا کہ لینا اس نکلے کو اب کو  
 خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی گوشت خرو و دندان سگ باہم کٹ مرے اور اق دفتر ہستی صرصر فنا  
 نے الٹ دیے

زہرہ زہرہ زہرہ گشت زگرد سپہ روشنائی نمائد خروش سواران و اسپان بدشت زجوش سواران و زخم ہر ہمہ تیغ و ساعد ز خون گشتہ لعل	ہمی آفتاب اندران خیرہ گشت ز خورشید شب را جدائی نمائد ز بہرام و کیوان ہمی برگزشت ہمی سنگ خارہ بر آورد خروشان شدہ خاک در زیر نعل
---	--



دل مرد بد دل گرین ان دن

دیران زخمتان بریدہ کفن

حیرت نے جب جنگ آغاز کی تو یہ بھی خیال آیا کہ سرخ کین بھڑکانے لگی ہو یہ سمجھ کر حکم دیا کہ اسے شہاب تو جا اور طولان کو سمجھا شہاب جو وہاں سے اس کی طرف چلا وہ سمجھا کہ حیرت نے اسکو میرے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہے بس یہ جان کر یا تو یہ فوج کو منع کر رہا تھا یا شہاب پر ناریخ ترنج مارنے لگا شہاب بھاگ کر حیرت پاس گیا اور کہا اے ملکہ یہ بیشک حریف سے مل گیا ہے اتفاق سے اُسوقت ابریق کو وہ شکاف آیا ہوا تھا حیرت نے اس سے کہا اے وزیر اعظم تم جا کر طولان کو پکڑ لاؤ ابریق حسب الارشاد چلا اور آتے ہی ایک چھڑی بھر پڑھ کر یاری طولان کو بھون گیا ابریق کمر میں پنجہ ڈال کر اٹھالے گیا اور سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے حکم دیا کہ مارو اس حرامزادے کو لگی جوتی اور لات اور گھونسا پڑنے پر حیدر یہ چیتا ہے کہ ملکہ میری خفا نہیں ہے مگر کوئی سنتا نہیں جو تیان اور تانین پڑتی جاتی ہیں خوب پیٹا ابریق نے آخر سفارتش کر کے چھڑایا یہ چھوٹا لشکر میں آکر طبل امان بجا ایا اور ایسوقت کوچ کر کے دریائے خوزوان سے اتر کر باغ سیب میں پاس شاہ جاودان کے گیا اور پکارا فریاد ہی ملکہ حیرت نے ایسا کچھ پڑوایا کہ سر پہ بال نہیں رہے ملکہ لائق افری نہیں ہے افراسیاب نے غل شکرا اسکو سامنے بلوایا اور حال شکریہ کتاب سامری دیکھی منہ سکر کہا کہ تم خوب لڑنے لگے ارے بیوقوف عیار تجکو دھوکا دے گئے پھر سب حال برق و قرآن کا شاہ طلسم نے بیان کیا اس نے کہا کہ میں پھر جاتا ہوں یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ جائے شاہ طلسم نے منع کیا اور کہا اب تم نہ جاؤ اس نے کہا کہ میں جاتے ہی عیاروں کو گرفتار کروں گا شاہ نے کہا اب کی عیار تھیں زندہ نہ رکھیں گے تم ٹھہرو میں تدبیر کرتا ہوں یہ کہہ کر اپنا صندوقہ سحر منگا کر ایک تصویر نکالی اور ایک ساحر عذار جادو نام کے حوالے کی اور کہا تم طولان کے ساتھ جاؤ ملکہ حیرت سے کہنا کہ ان کو عیاروں نے تہنگ کیا ہے اب میں نے کئی سحرانکے ساتھ کر دیے ہیں ان کی خاطر بہت کرنا اور اے ملکہ تم نے بہت بُرا کیا جو ان کو ذلیل کیا کوئی افسروں کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے اور اے عذار یہ تصویر میں نے پہلے بھی ایک ساحر کو دے کر بھیجا تھا اور اس نے کئی عیاروں کو پکڑ لیا تھا لیکن پھر اس نے دھوکا کھایا آخر مارا گیا فی الجملہ تاثیر اس تصویر کی یہ ہے کہ جو عیار تھا رے سامنے آئے گا یہ تصویر اسکی اصلی بن جائے گی تم جانتا کہ یہ عیار ہے اور اسکی یہ شکل جو بظاہر عورت یا اور کسی طور کی ہی عارضی ہے اصل شکل اسکی مثل صورت تصویر ہے بس اسکو گرفتار کر لینا عذار یہ کلمات سکر اور تصویر لے کر ہمراہ طولان روانہ ہوا اور طولان نے اپنے شکر کے کوچ کر کے دریائے پار اتر اسوقت عذار اسکے آگے چل کر بارگاہ حیرت میں گیا اسنے اس کی تعظیم کی اس نے حکم شہنشاہ سے جو نسبت طولان تھا اطلاع دی حیرت نے سردار بہر استقبال بھیجے اور طولان کو استقبال کر کے بلوایا اور خاطر سے چھایا بے اعتنائی جو پہلے اسکے ساتھ کی تھی اس کا عذر کیا اور ساقیان ہر تماشال حاضر ہوئے



دور جام بے اندیشہ انجام آغاز ہوا نایح ہونے لگا اس وقت عذار نے وہ تصویر ملکہ کو دکھا کر خاصیت اسکی بیان کی اور کہا میں بارگاہِ حریت میں جا کر عیار و ن کو پکڑ کے لاتا ہوں حیرت نے کہا تم اس تصویر کی وجہ سے عیار و ن کو پہچانو گے لیکن وہاں ساحران زبردست جو مقابلہ کریں گے ان کا کیا علاج کرو گے اس نے ہنس کر کہا اے ملکہ میں مصاحب ہشتاہ ہوں میرا نکر ام کیا بنا لین گے حیرت نے کہا اگر ایسا ہی تو جاؤ کیونکہ ع ہر گسے مصلحتے خوش نکو میدان عذار وہاں سے اڑ کر چلا لیکن اس سے پہلے ضرغام بیان موجود تھا وہ سارا ماجرا تصویر کا دریافت کر کے گیا اور جا کر دربار میں خبر عرض کی وہاں قرآن موجود تھا کس لیے کہ جب سے عمر گیا ہی یہ بارگاہ میں بہت رہتا ہی احوال قرآن معبر برق علیحدہ کیا اور کہا اے برق تم چھپ رہو وہ چھپ رہا قرآن دوڑ کر شکر حریت میں گیا دیکھا ایک بڑھیا بھیک مانگتی ہی اسکو اسنے الگ بلایا اور کہا میرے ساتھ چل میں تجکو بہت سامال دوں گا وہ ضعیفہ اسکے ساتھ گئی درہ کوہ میں وہاں قرآن نے اسکو بیہوش کر کے رنگ و روغن لگا کر برق کی صورت بنایا اور ہوشیار کر کے بہت سامال و زر و گوہر دیا اور کہا تم چل کر بارگاہ میں بیٹھو جو کوئی پوچھے کہتا میں برق ہوں اس کہنے سے میں تم کو بہت کچھ مال دون گا اور جو کوئی تم کو پچھے لے جائیگا وہ بھی بہت کچھ دے گا اور اگر میرے کہنے کے خلاف ہو گا تو جان تمھاری جاتی ہیگی اس ضعیفہ نے جو مال وافر پایا اور آئندہ بھی ملنے کی امید پائی پس گویا ہوئی کہ جو آپ نے کہا ہی اس سے بڑھکر میں کہوں گی غرض اسکو بہت کچھ سمجھا بوجھا کر بارگاہ میں قرآن لے کر آیا اور مقام برق پر بٹھا کر آپ چلا گیا اور اہل بارگاہ سے کہتا گیا کہ جو کوئی برق کو پکڑنے آئے پکڑ لے جانے دینا تم لوگ کچھ نہ بولنا فی الجملہ یہ تو چلا گیا اور بعد کچھ دیر کے عذار بارگاہ میں آکر اترا اور پکارا کہ کہاں ہے وہ ناعیار برق وہ ضعیفہ پکاری کہ منم برق از بسکہ چلے عیار و ن کے تمام طلسم میں ہیں سب ساحر پہچانتے ہیں اسنے برق کو جو بصورت اصل پایا تصویر دیکھنے کی احتیاج نہ سمجھا کیونکہ اگر کسی اور کی صورت برق بنا ہوتا تو یہ تصویر دیکھتا بس اس بڑھیا کو برق بنا ہوا دیکھا کہ جبہ کمر میں بے کراڑا اور یہاں شکر میں غل ہوا کہ ایسے جاتا ہی مگر حسب تمائش قرآن کسی نے مقابلہ نہیں کیا یہ سیدھا بارگاہ حیرت میں آکر اترا اور کہا میں لایا برق کو وہاں طولان بیٹھا تھا اور وہ نہایت برق سے جلا ہوا تھا اس نے صورت دیکھتے ہی بغیر پوچھے ایک تلوار ایسی لگائی کہ برق نقلی کا سر کٹ گیا لاش کچھو کر کھورے پر ڈلوادی اور سر بارگاہ کے دروازوں پر ٹکوا دیا اور نہایت خوش ہوا کہ میں نے دشمن سے اپنا غرض لیا یہ خبر طائرانِ سخن نے شکرِ حرم میں پہنچائی ہر ایک نے سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے پچھاڑ کھائی گریبان چاک کیا دامن ہر ایک کا جوش گریہ سے دامنِ سحاب بنا مگر ہرج نے کہا کہ اس میں کوئی ہمت قرآن نے عیاری کی ہی کیونکہ وہ لڑنے کو منع کر گئے تھے اب جنمِ فزع نہ کرو اور نظرِ بفضل کریم کار ساز رکھو ہر ایک اسکے



سمجھانے سے خاموش ہوا اور ادھر قرآن نے برق کو بلایا وہ یا تو پوشیدہ تھا اب سامنے آیا اس نے کہا  
 تم اب شیر کی کھال پہنو اور بشکل ہر وہاں بنکر تیار ہو برق حسب الارشاد عمل میں لایا یعنی  
 شیر کی کھال پہن کر گھنڈیاں اسکی سینے تک لگا کر درست ہوا سابقاً جلد اول میں بیان کیا ہے کہ برق  
 کے پاس پوست سب جانوروں کے مثل گرہ و سنگ و شیر و غیرہ کے رہتے ہیں اور اسکو جانور  
 کی صورت بننے میں بڑا ملکہ ہے چنانچہ ایک بار کتا بنکر عمر کو یہ پوچھا کیا تھا اور عمر اس کو نہ پہچان سکا تھا  
 غرض کہ جب شیر بنکر تیار ہوا قرآن نے صورت اپنی ایک ساحر کی ایسی بنائی اور حسب صورت یہ نام  
 کہ تین سر ایک شیر کا دوسرا اثر دیکھا تیسرا خس کا بنایا ہر سر میں سانپ لیے کہ وہ زبان نکالتے  
 تھے کئی ہاتھ بنائے کہ کسی میں منقل آتشیں لیے تھا کسی میں ترسول اور کسی میں تھال برنجی تھا جھوٹا بادلا  
 نگار گئے میں ڈالے دھوئی پتھری باندھے تھا غرض کہ اس مثل پر جب بنکر تیار ہو چکا برق پر جو شکل شیر تھا  
 سوار ہوا اور ایک نامہ شاہ طلسم کی جانب سے ہری بکھر اپنے پاس رکھا برق اسکو لیے ہوئے دربار کا  
 حیرت پر لایا اسکو خبر ہوئی کہ ایک ساحر شیر پر سوار تھنشاہ جادو دان کے پاس سے آیا ہے اس نے  
 استقبال کر کے سامنے بلایا قرآن نے سامنے آکر تسلیم کی اور نذر دی پھر نامہ پیش کیا حیرت نے  
 پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ برق عیار مارا نہیں گیا بلکہ ہم نے اس ساحر کے حوائے برق کو گرفتار کر کے  
 کر دیا ہے اب عذار سے کہتا جو یہ ساحر کے اسکے بموجب کام کرے حیرت مضمون نامہ سے جب  
 مطلع ہوئی عذار سے کہاتم نے بھی دھوکا کھایا تھنشاہ لکھتے ہیں کہ وہ برق نہ تھا جو مارا گیا عذار  
 نے کہا میں تھنشاہ کو تو جھوٹا نہیں کہہ سکتا لیکن میں بارگاہ حریف سے جا کر پکڑ لایا ہوں کیونکر کہوں کہ  
 میں نے دھوکا کھایا یہ کلام سنکر نامہ دار نے کہاتم دیکھو گے برق کو میں بلا لاؤں مجھو تھنشاہ نے اُسے دیدیا  
 ہر یہ کہہ کر باہر آیا اور شیر کی کھال برق سے اتار کر اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لایا حیرت نے کہا بھلا  
 تھنشاہ کی بات کہیں جھوٹی ہو سکتی ہے غرض اب سب کو یقین ہوا کہ بیشک یہ نامہ دار فرستادہ شاہ جادو  
 ہے جس عذار نے کہا اور کیا تھنشاہ نے فرمایا ہے لکھا ہے کہ نامہ دار کے کہنے پر عمل کرنا اس نے کہا  
 وہ بات علیحدہ کہنے کی ہے عذار اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمہ میں لے چلا قصداً کار اثنائے راہ میں  
 عیارہ صبار فتاری اور اسے قرآن کو پہچاننا صاف تو نہ کہہ سکی مگر بطور کتا یہ کے پکاری کہ میان  
 صاحب ہمارا سلام ہے قرآن نے کہا کیوں دھماکے کو دیکھا ہے تو اچھا ہے ان کلمات کو سنکر عذار سمجھا  
 کہ یہ عورت سمجھ کر اس عیارہ سے ہنس رہا ہے یہ سمجھ کر اسکو لیے اپنی بارگاہ میں گیا اور ادھر صبار فتار  
 نے جب دیکھا کہ میرا کتا یہ عذار نہیں سمجھا بس جلد چلی کہ جا کر ملکہ حیرت کو خبر کر دے اور جا کر سامنے  
 لکے کے عرض کیا کہ حضور نامہ دار نہیں ہے وہ قرآن عیارہ ہے جو عذار کو لے گیا ہے جلد خبر لیجیے نہیں عذار  
 مارا جائے گا حیرت نے کہا تو دیوانی ہے وہ شیر پہ چڑھ کر آیا ہے اور نامہ ہری تھنشاہ کا لایا ہے کہ میں



عیار بھی شیریں سکتے ہیں یا تین سراسر بنے بنا سکتے ہیں صبار فتار نے کہا اس وقت اس شبہ میں نہ پڑیے اور عیاری کے فن کی تصریح نہ فرمائیے جلد وہاں کی خبر سنا کر ایسے حیرت نے اس کے کہنے سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ جا اور غدار کی خبر لا وہ تو ادھر چلا مگر جب تک یہ آئے آئے وہاں پہنچتے ہی قرآن نے کہا اے غدار میں تجھے قتل کرنے آیا ہوں اس نے کہا کیوں جواب دیا کہ حکم حاکم دیکھو نا وہ کیا مارے چلے آتے ہیں اسے گھبرا کر اس کے کہنے سے پھر کر دیکھا قرآن نے جھک کر بغدادہ مارا کہ سر بھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہو گیا غل دشور و تار کی ہو گئی قرآن و برق بھاگ کر شکر سے نکل گئے اور ساحر فرستادہ حیرت جو آیا اس نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا پلٹ کر ملک پاس گیا اور کہا وہاں خاتمہ ہو گیا حیرت کو بڑا رنج ہوا لاش غدار کی اٹھوائی اور یہ زبردستی جو عیاریوں کی دیکھی طولان کا فرط خوت سے دم ٹک گیا کہ دھنی ان عیاریوں کے ہاتھ سے جان بچنا مشکل ہو حیرت نے نامہ اس سب حال کا افراسیاب کو لکھا اور قرآن نے جا کر سب ماجرا ہرخ سے بیان کیا اور برق کی گرفتاری سے ہر ایک رنجیدہ ہو رہا تھا اب اسکو دیکھ کر خوش ہوا الحاصل یہ سب تو اس کیفیت میں ہیں اور عمرو و محمود دریا رے مروارید سے گزر کر بہت کوکب روانہ ہیں ان سب کو تو اسی حال میں رکھے شہدہ داستان زلازل قات ثانی

سلیمان امیر حمزہ صاحب قرآن کے لشکر نصرت اثر کے سننے کے لمو لفہ

بیا ساقیا جام برکت بنہ بزاہد بگو تو یہ راہ بشکند بیا صوم از بادہ افطار کن گداے درمیکدہ چون شوی بیا بلبل گلشن داستان بکن تیغ منفار را تیز تیز بہر کلمہ صد تیر بد دل زنی	بمطرب بگو دست بردت بنہ کہ فصل بہاری در نیجار سد ز مے چہرہ خویش گلزار کن ز مے دامن خویش را تر کنی کے قصہ لغز و نادری بخوان بر تگمین بیان خون دلہا بریز ز سو فار چون داستان سر کنی
--	--

ناوک اندازان نشانہ داستان و خدنگ افگنان ہفت بیان تیر بیان سے تودہ سخن کو پون نشانہ بناتے ہیں اور قدر انداز کلام فرط شوق سے صد اے زہازہ اس طرح بلند فرماتے ہیں کہ اول میں ذکر کیا گیا تھا پیکان کا کہ وہ لشکر لقمان گیا تھا اور قتل ہوا تھا اب بھائی اسکا یعنی سو فار جادو فرستادہ شاہ جادو ان بکرو فر تمام خدمت لقمانے بد انجام میں پہنچا اس کا استقبال شیطان رکابہ بختیارک نے کیا جب یہ اس مردود کے سامنے گیا سجدہ کیا اور دنگل پر بیٹھ کر رونے لگا اپنے بھائی کو یاد کر کے جان کھونے کا بختیارک بھی اس کے ساتھ گر یہ کنان ہوا یہاں تک کہ یہ توجپ بھی ہو رہا مگر بختیارک نہ چپ ہوا اس نے خود کہا کہ ملک جی اب صبر کیجیے فضل خداوند سے اپنے



بھائی کا بدلا ان مسلمانوں سے میں لون گا اور ایک کو جیتا نہ چھوڑوں گا بختیار کے  
کہا میں جو تیس زیادہ رو یا تو سبب یہ ہے کہ دو آدمیوں کو رو یا ایک تو تھا رے بھائی کو اور دوسرے  
تھیں کیونکہ میں تم کو بھی مردہ جانتا ہوں خداوند نے ان بندوں کو قدرت ہی ایسی دی ہے کہ جو  
ان سے لڑتا ہے قتل ہی ہوتا ہے سو فار نے کہا میں بھی ملک جی وہ ساحر ہوں کہ دم بھر میں ادھر کی  
دینا ادھر کروں گا لقا نے اسکالات و گزاف سکر کہا اے ہندہ بھگو غرور کسی کا پسند نہیں ہے اسی وجہ سے  
جو آتا ہے وہ مارا جاتا ہے کس لیے کہ اسکو غرور ہو جاتا ہے کہ میں ایسا صاحب شوکت و زور ہوں بس یہ بھگو  
نا پسند ہوتا ہے میں اسکو قتل کروا ڈالتا ہوں سو فار اپنے دل میں ڈرا اور کہا یا خداوند مجھ سے خطا  
ہوئی معاف فرمائیے الحاصل اس نے تو بہ کی اور ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا دوسرے  
دن جب تیر شمع آفتاب بصد آب و تاب ترکش مغرب میں قدر انداز روزگار سے رکھے اور  
ذاع شب نے باز سفید کے نیچے سے بخوف و این ہو کر پرواز کی کہ بقیہ نئے نظم

چو غرور رشید در جامہ نیلگون	انہاں شد چو زنگی شب آمد برون
جہان گشت چون حیرۂ اہرمن	کشادہ سیدہ مار گردون دہن

سو فار نے طبل بجنے کی درخواست کی لقا نے حسب خواہش اسکے حکم دیا کوس جھیدی پر چوب  
پڑی ہرکارے یار گاہ سلیمانی میں خبر لے کر گئے اور شہنشاہ گردون سر پر چراغ شکر اسلام سعد  
بن قباد کی خدمت میں پہونچ کر اسکا آداب شاہی بجا لائے اور بہر ثنالب کھوئے کہ نظم

بندہ در ہے تیرا اک اقبال	عاجب آستان ہے جاہ و جلال
جب تری تیغ ساقہ پیکر	بکھے آمد نیام سے باہر
گورین کا پننے لگے ہیرام	تھر مقررہ جائے روح رستم و سام
زہرہ خاک آب ہو جائے	ترک گردون دون کو غش آئے

آج لشکر لقا میں سو فار جادو جو طسم سے آیا ہے اسے طبل جنگ بجا یا ہر ہرکارے یہ عرض کر کے کنارے  
ہوے اور شہنشاہ نے امیر سے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی فضل پروردگار سے کوس رزم پر چوب  
پڑے امیر نے حسب الارشاد چالاک سے فرمایا کہ جاؤ اور طبل جنگ بجا لاک نے نقارہ خوانی سکندری  
میں آکر طبل سکندر پر دوال دیا جہان فانی میں غوغا سے اٹھو ابھر گیا

نیرہ برآمد نہ ہر دوسراے	جہان پر شد از نالہ کرناے
چور عدو خروشنده شد بوق و کوس	خو را ندر پس پردہ آبنوس

شیر مہینہ گان جرات و نہنگام قلم شجاعت بجا آہن میں بہر شکار عدو غوطہ لگانے لگے سلج خانہ کھلیا  
ہتھیار پسند فرلنے لگے سخناے مردانگی رلب شاد و بشاش سب کے سب جو ہر تیغ نجم بہر کو آنکھیں



دکھاتا تھا محراب خم کمان میں بہر حفاظت ہر بہادر چاہے چڑھاتا تھا شمشیر جانستان کو دیکھا ترک فلک  
نے دانت نکالے تھے نہ ثواب تھے نہ سیتارے تھے صبح ہوتے سب بھاگنے والے تھے دشت کین  
کو خون سے رنگین و پر بہار کرنے کی تیاری تھی اسی سے آب آہن کی آبیاری تھی صدائے نقیبات  
خوش اکان زمزمہ ہزار بنی تھی بلبلان گلستان شجاعت کلمہ زخم کی محبت بقرار کیے تھے کہ تک  
نکھون رات بھر ہی ہنگامہ رہا جسوقت شیمہ شب سے طفل خونی پیدا ہوا کہ فلک پر جنبان ہوا اور  
آغوش دایہ سپہر سے کودکان نجم نے کنارہ کیا کہ بموجب نظم

شب تار تازندہ شد اپنا پدید  
ہمان نالہ کوس با کرنا  
سراسر زدیباے زربفت ہست  
زدیباے زربفت پیروزہ گون  
بزرین دلاے وجر سہاے زنگ  
ہمہ پاک باطوق و با گوشوار  
کز ایشان ہمہ آرز و خواست بزم  
شدہ روی ہامون ز شکر سیاہ

چو خورشید بر چرخ لشکر کشید  
خروشیدن آمد نہ پردہ سرا  
ز پیلان نہادند بر بیج تخت  
نہ بد نشانہ بہ تخت اندرون  
بزرین ستام و جناح و پلنگ  
ہمہ افسر و پلبان پر نگار  
سپاہے ہفت اندران دشت زم  
ستانہا درخشان وجوشان سپاہ

یعنی صبحدم امیر کشور گیر مسجد کو یا حل سے بعد فراغت طاعت کہ در دولت آسمان پناہ ظل اسرار  
اور مع تمام سرداروں کے بادشاہ کو قلب شکر کے کردار دشت مصافات ہوئے اس طرف سے  
لقا با فوج بیکران مع سو فارے ایمان داخل میدان ہوئے صفین جمین سقون نے چھڑکا کر کے  
گرد کو بٹھایا نقیبوں نے بہادرون کو مرنا یاد دلایا دنیاے فانی کو تار یا لدا رہتا یا کہ بموجب بیات

چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن  
ہر وہ اسکے دوش پر اسباب یاس  
ہونہ گریہ ساتھ حسن کے توانان

ظلمت شاہانہ رکھتا ہے جوتن  
ہر مین جسکے ہر عروسانہ لباس  
ایک بھی خندان نہیں ایسا بہان

لازم ہے کہ سراسر فانی کو ہیج و بیج جان کر مرنے کو زندگی جاوید سمجھو اس معرکے کو بار لو نام کر دو بڑی  
خوشی سے گردن پر تیغ کی دھار لو دل اور اس کلیات سے جوش شجاعت میں جھومنے لگے نقیب صفوت  
شکر پر سناٹا چھایا ہوا دیکھا کر ہٹ گئے سو فارا ز در سحر اڑا کر وسط میدان میں آکر للکارا کہ ہر کوئی مرد  
سیدان نبرد جو مجھ سے آکر مقابل ہو یا میں اسکو ہلاک کروں یا وہ میرا قاتل ہو ادھر سے شہنشاہ عراق  
بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے اس نابکار کے گیا اور پکارا کہ لا ضربت میدان اسنے سر پڑھ کر دستک  
دی ہر صہ ہوا سناٹا ہوا اور سب دیکھا کہ ایک عقاب تیز چنگال ہمہ سر طائر فلک اڑتا ہوا آیا اور



شہنشاہ عراقی کی کمون پنجہ ڈاکرے اڑا ہر جناس بہادر نے فگر بارنا گزشت مرکب پر قائم نہ رہا ٹکٹا ہوا چلا گیا  
بعد اُسکے جانے کے پھر اُس نے بہار زطلبی کی مندویل اصفہانی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لے کر رو برو  
اُسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اُس نے پھر سحر طھ کر تالی بجائی وہی عقاب آیا اور اُس کو بھی اٹھائے گیا  
اسی طرح بیس بچیس سردار پنجہ عقاب میں گرفتار ہوئے اُس وقت امیر نے عزم میدان جنگاہ فرمایا  
اگر بختیار گ نے جب لشکر اسلام کا پر بندھا دیکھا خیال کیا کہ شاید صاحبقران نکلیں گے پس  
وہ اسم اعظم جانتے ہیں سو فار مارا جائیگا یہ سوچ کر اُس نے طبل باز گشت بجوادیا لشکر میدان قتال سے  
پھر امیر بھی رنجیدہ خاطر مراحبت پذیر ہوئے از بسکہ دن تمام نہ ہوا تھا اور امیر رنجیدہ خاطر بھی تھے  
سرداروں نے لشکر خمیہ گاہ کی طرف بھیجے اور آپ لگا کر امیر کو صحرائی طرف لائے اس جگہ دامن کوہ  
میں گاہاے خود رو کھلے تھے دامن کوہ دامن گلچین تھا یا ارژنگ چین تھا ایر بہاری کا شامیانہ تھا  
طاؤس زرین لباس کا رقص ستانہ تھا ہواے سرو کشتی جان کے لیے باد مراد تھی زمین وہاں کی  
شاہان گل سے آباد تھی آتش لالہ و گل کا دھوان سحاب بنا تھا بجلی کا اس ابر میں کوندالب سی آلود شوق  
کا ہننا یاد دلاتا تھا طرفہ بہار تھی نسیم ہر سمت مشکبار تھی کہ نظم

ہے وہ صحرا نمونہ گزراہ  
سارا جنگل ہے نور سے معمور  
بھینی بھینی سی پڑ رہی ہے ہوا  
کہیں کوئل کہیں پیپے کا شور  
دامن دشت رشک گلشن ہے  
لالہ کوہ رنگ لایا ہے

جا بجا نشط ہے باد بہار  
برق سے ہے میان بجلی طور  
گھر کے آیا ہے ابر دریا ہار  
قہقہہ زن کسی طرف ہیں چسکور  
گل خود رو پہ زور جو بن ہے  
ڈھانک پھولا ہی بور آیا ہے

بس ایسے صحراے فرحت بخش میں پہونچ کر کندھور نے کہا یا امیر اس وقت لطف صید افگنی ہے  
امیر نے فرمایا بہتر کندھور نے ایسا پاکر ملازموں کو حکم دیا کہ سامان شکار حاضر کرو لوگ لشکر میں گئے اور حکم  
سنایا اسی وقت قراول پہلے جانور ان شکاری کو لے کر روانہ ہوئے باز دار عقاب شاہین کو لے کر  
چلے خیمہ و مرغاہ فرش شاہانہ سب روانہ ہوا دم بھر میں حملہ سامان درست ہو گیا نظم

سیکڑوں طائران صید کنان  
فن صید و شکار میں استاد  
عازم صید طائر تقصیر  
صید مرغ گان پر بن تھے  
قاتل صید بستی و بستی

تھا وہ صید و شکار کا سامان  
وہ قراول بلا کے وہ صیاد  
شاہباز ایک ایک برق نظیر  
تیز پر وہ عقاب شاہین تھے  
وہ فلک سیر ایک اک بحری



جوڑیان تازیوں کی برق شعار	کوئی گلدانک اور کوئی بودار
خیمہ فلک فرساد امن کوہ میں صحرا سے سبزہ زار دیکھ کر استاد کرایا اور سب سردار شکار کھیلنے میں مصروف ہوئے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ بمقتضائے نظم	
کئی صیاد خلق صید انگن زیب دوش ایک ایک کے وہ مکان کوئی ناوک ننگن کہاں ابرو محو صیاد تھا ہر اک نچیب	صید گہ میں اڑاتے تھے تو سن جسہ قوس قزح بھی ہو قربان باندھتا تھا نشانہ آہو دنگ مقاسشل طائر تصویر
وہ بقیہ دن شکار میں بسر ہوا جب غزال رم خوردہ ماہ جست و خیز کرتا ہوا صحرا سے فلک میں آیا اور ساکن برج اسد دشت سپہر چھوڑ کر گوشہ مغرب میں گیا کہ نظم	
کچھ وہ شب بھی عجب بہار یہ تھی شب نہ تھی دود آہ عاشق تھا	چاندنی زور ہی نکھار یہ تھی جلوہ نور صبح صادق تھا
<p>تادم سردار مع امیر اسی دشت میں مسکن گزین ہوئے اور سیر شب ماہ کرنے لگے ہر جگہ روشنی ہوتی قندیلین درختوں میں لٹکائیں میدان میں چاندنیاں بچھو این شغل بادہ کشی میں سردار مصروف ہوئے امیر صنعت رنگارنگ صنایع حقیقی دیکھ کر حمد کرنے لگے ادھر تو یہ حال ہوا اور اس طرف جب سو فار پھر کر گیا اُسے بختیارک سے کہا ابھی دن باقی تھا تم نے طبل بان کیوں بجا دیا اسنے جواب دیا کہ امیر مالک باطل اسوہین وہ تیرے مقابلے میں آنے والے تھے اُنکے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا اس سحاظ سے میں پھر آ پا سو فار نے کہا اگر یہ کیفیت ہی تو میں جا کر اسم اعظم بند کرتا ہوں بختیارک نے کہا وہاں جاؤ گے تو بارگاہ سلیمانی میں سحر بھول جاؤ گے اب یہ حیران ہوا کہ کیا کروں اس عرصہ میں ہر کار و دن نے آکر خبر کی کہ امیر مع سرداروں کے جنگاہ سے پھر کر وارد دشت ہوئے اور ہنوز اسی جگہ مصروف سیر و تماشاہین بس یہ سنتے ہی سو فار اٹھا اور سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوا جب قریب خیام واجب الکرام امیر ہو چکا ایک ملازم کو خدمت امیر میں بھیجا اُسنے روبرو آکر عرض کیا کہ مالک ہمارا سو فار جادو حاضر ہوا ہے اسیدوار بار یابی ہو امیر نے فرمایا میں فقیر آدمی ہوں جسکا جی چاہے آئے یہ خانہ بے تکلف ہے یہ کہہ کر وایک سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ اگر اُسکو لے گئے جب یہ سلسلے ہو چکا سلام کیا امیر نے دنگل بیٹھنے کو دیا پھر ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام شراب گلفام اسکے سامنے کیا سو فار سچواری کرنے لگا جب نشہ ہوا اسوقت امیر نے پوچھا کہ باعث تشریف لانے کا کیا ہو اُسنے کہا میں آپ کو سمجھانے آیا ہوں کہ خداوند تھا کو سجد کیجیے اور سرکشی سے باز آئیے امیر یہ کلمہ شکر آگ ہو گئے اور فرمایا کہ میں اس مردود درگاہ خدا پر ہزاروں لعنت کرتا ہوں اور تم اسوقت میرے نہان عزیز نہ ہوتے تو زبان معنی سے ان باتوں کا ملو</p>	



جواب دیتا سو فاری نے یہ کلام شکر جواب نہ دیا بلکہ ٹال کر اور بائین کرنے لگا اور عین گفتگو میں اپنے جھوٹے سے ایک جانور سرخ رنگ نکال کر چھڑا کہ وہ اڑ کر گرد امیر کے چکر مار کر پھرا سکے ہاتھ میں آگیا پس یہ اٹھا اور کہا یا امیر میں آپ کو فحاش کرنے آیا تھا خیر آپ نہیں مانتے تو آپ جانے غلام رخصت ہوتا ہی امیر نے پھر کچھ جواب نہ دیا یہ چلا گیا اور اپنی بارگاہ میں پہنچ کر اکیار کر کے سحر پڑھنے لگا اور نتر سو نو پندرہم کر کے اسی خانے میں پڑا رہا پھر اسکو ایک شیشے میں بند کر کے اپنے جھوٹے میں وہ شیشہ رکھا اور بارگاہ لقا کی طرف روانہ ہوا مگر جب امیر کے پاس سے وہ چلا آیا تو لندھو نے کہلایا امیر اس کا فرکا آتا اور جانور اٹا انا خالی باز فساد نہیں چہرہ پر نور آپ کا تنغہ معلوم ہوتا ہی اسم اعظم کو پڑھیے امیر نے چاہا کہ پٹھون ایک حرف بھی یاد نہ آیا فرمایا کہ بزور سحر اس مرد نے اسم اعظم مجھ کو بھلا یا ہی خیر وہ مالک حقیقی قادر و توانا ہی جو وہ چاہے گا وہی ہوگا سرداروں نے عرض کی کہ اب مناسب ہے حضور لشکر میں تشریف لے چلیں کیلئے کہ بادشاہ ججاہ وہاں اکیلے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کافر انہیں کچھ رنج پہونچائے امیر نے کہا چلو فی الجملہ اسی وقت سوار ہو کر سب داخل لشکر ہوے بادشاہ نے اسم اعظم بند ہونے کا حال سکر سچ کیا اور عیار ان لشکر نے بھی سب ماجرا سنا چالاک بن عمرو نے چند عیاروں کے چلا کہ اسم اعظم کسی طرح چھڑاؤں اور اُدھر جب دربار میں لقا کے سو فاری پہونچا بختیار کے سے کہا میں اسم اعظم بند کر لایا اسنے کہا اسکو یہاں نہ رکھو طلسم میں بھیجا اور کسی ساحر زبردست کو دے کر روانہ کر دتا کہ وہ کسی مقام پر دھوکا نہ کھائے اسنے اپنے ملازموں میں سے طاؤس جادو نام ایک ساحرہ کو تجویز کیا کہ یہ لیجائے گی اور اسنے بھی عرض کیا کہ میں با احتیاط تمام پہونچا دوں گی اسوقت ایک نامہ لقا نے افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندہ مقبول بارگاہ خداوندی شاہ طلسم ہم تجھے بہت خوش ہیں کیونکہ تو نے سو فاری جادو کو ہمارے پاس بھیجا وہ ہمارا بندہ برگزیدہ ہے اور ہم اس سے بہت راضی ہیں فی الحال اسم اعظم حمزہ اس نے بند کیا ہے اور وہ شیشہ میں رکھ کر معرفت طاؤس جادو کے ہم تجھے پاس بھیجے ہیں لازم ہے کہ با احتیاط تمام اس شیشے کو ایسے مقام پر رکھنا تاکہ دسترس عیاروں کا نہ ہو اور اطلاعاً قبل پہونچنے شیشہ اسم اعظم کے بھیجتے ہیں تاکہ ساحرون کو بھیج کر طاؤس کی مدد کرو اور بخیر و عافیت اپنے پاس اسکو بلا لو اور کسی اور ساحر نامی کو یہاں بھیج دو کہ سو فاری تنہا نہ رہے نامہ تمام خداوند کا سایہ ہمیشہ تم پر ہے اس نامہ کو بنا بردستور کوہ حقیقی پر رکھو اگر نقارہ بجو ادیا پنجہ پیدا ہوا نامہ اٹھا لے گیا اور طاؤس وہ شیشہ لے کر روانہ ہوئی چالاک کہ صورت بدل کر بارگاہ میں آچکا تھا اس تمام کیفیت آگاہ ہو کر عقب طاؤس چلا کہ وہ نامہ جو پاس افراسیاب کے بھیجا تھا پنجہ نے لا کر باغ سیب میں پہونچا یا شہنشاہ ساحران نے پڑھا سو فاری کی تعریف دیکھ کر بہت خوشنود ہوا اور ایسا سحر پڑھا کہ چرخ جادو نام ایک ساحر کو خبر ہو گئی کہ شاہ طلسم بلاتے ہیں وہ اسی وقت حاضر ہوا آداب بجالایا شہنشاہ نے فرمایا تم خداوند کے پاس جاؤ اور سو فاری کی مدد کرو اور جواب میں نامے کے عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ حضور کا نامہ



عزت افزا ہے حقیر ہوا سو فار سے جو آپ خوش ہیں تو یہ کترین بھی نہایت خوش ہوا اب وہ دیرم مراعات  
خسروانی کا ہمارے امیدوار ہی بہت بڑا مرتبہ اُسکا کیا جائیگا جب وہ لڑائی فتح کر کے یہاں آئے کافی اکل  
چرخ جادو کو اسکی مدد کے لیے بھیجتا ہوں یہ بھی بلا کا ساحر ہر اس کے ہزار آپ کو خود ظاہر ہو جاوین گے آگے  
میرے حال پر ہمیشہ عنایت خداوندی رہے یہ عرضی چرخ کو حواس کی اور خلعت رخصت عنایت فرمایا  
یہ بارہ ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لے کر یہ محل بسیار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل طلم نکل کر کوہ عقیق  
میں داخل ہوا اور غبار علامت آمد ساحر دیکھ کر سلیمان عنبرین مود وغیرہ ہر استقبال قلعہ سے نکلے اور  
چرخ سے آکر ملاتی ہوئے لشکر اُس کا اُتر وایا یہ بارگاہ میں جب آیا سجدہ خداوند کو کیا عرضی افراسیاب  
کی دی لہا نے عرضی پڑھا خلعت اُسکو دیا یہ بیٹھا اور کہا سو فار اسم اعظم نیک کر چکے ہیں اور ایک لڑائی  
بھی لڑ چکے ہیں اب یہ آرام کریں اور میرے نام پر طبل جنگ بجے تاکہ میں لڑوں اور کار دشمن تمام کروں  
سو فالے تختیارک نے کہا بہتر ہے آج شام کو طبل رزم بجوانا اتنا دن تم بھی کسل راہ سے آسودہ ہو  
رہو یہ کہکمر مصروف مے نوشی ہوئے جبکہ زلف لیلایے شب ستاروں سے پرافشان ہوئی اور لباس  
باد صبا فرغ مشعل و چراغان سے آتشین بنا کہ بیت تیرگی ہر طرف نہیں تھی نمود آتش سحر کا بلند تھا  
دود + سرشام نقارہ جنگ پر چوب پڑی بادشاہ اسلام کی خدمت میں ہر کاروں نے خبر جا کر عرض  
کی ادھر بھی کوس رزمی بجازین دزمان میں تھکا پڑا اب یہاں تو دو دنوں لشکر دن میں تیاری جدال و  
قتال ہر گز چالاک کی کیفیت سنئے کہ یہ جو عقب طاؤس میں چلا تھا تو اس نے دیکھا کہ وہ برابر ایک  
کوہ سیاہ رنگ کے پہونچی اور اُس پہاڑ پر پھٹری کہ ذرا دم نے لوں تو آگے بڑھوں وہاں تختہ ہے  
لالہ و نافرمان کھلے تھے ہوا سے سرو چلتی تھی دل کو فرحت دیتی تھی یہ ساحر راہ کی ٹھکی ماندی آئی تھی  
وہاں بیٹھ کر ادنگھنے لگی ذہن میں گزرا کہ ایسا نہ ہو تو سو جائے اور شیشہ اسم اعظم پر کچھ آفت آئے لازم  
ہے کہ اسکو احتیاط سے رکھوں اور تھوڑی دیر آرام کروں کیونکہ طلم میں جانا ہی اور شاہ جادوان سے  
ملتا ہی پھر سونا اور آرام خواب و خیال ہو جائیگا نہیں معلوم ہے روز اس مرحلہ میں گزریں یہ سوچ کر  
اُس نے کچھ سحر پڑھا دفعہ ایک طاؤس خوش رنگ اڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اسے ایک رقعہ قلم سحر سے  
بنام سیاہ جادو جو اُس پہاڑ کا مالک ہے لکھا مضمون یہ تھا کہ میں حکم خداوند شیشہ اسم اعظم سے ہوئے  
طلم میں جاتی تھی تمھارے مقام پر پہونچ کر آرام کیا جاتی ہوں تم میری خبر لیے رہنا تاکہ کوئی شیشہ  
نہ توڑ ڈالے اور چند بوتلین شراب کی مع کسی قدر کھانے کے میرے لیے بھیج دو کہ جب سو کر اٹھوں کھا  
پکر روانہ ہوں یہ رقعہ اُس طائر کو دیا اور وہ بیکر سیاہ جادو جو اسی کوہ کی حوالی میں ایک مقام پر  
رہتا ہی اُسکے پاس گیا اور بعد جانے اس طائر کے اسنے شیشہ اسم اعظم ایک غار میں پہاڑ کے رکھ کر  
اگر دالاش کا ایک سانپ بنایا اور اُس پر سحر پڑھا پھونکا کہ وہ زندہ ہو کر بطورت مار سیاہ نیکر دہن غار



پر بیجا خوب استحکام کر چکی اسوقت آپ آرام پذیر ہوئی چالاک نے یہ سب کیفیت دور سے دیکھی  
خیال کیا کہ اب جو یہ قحبہ سوکراٹھے گی تو طلسم میں چلی جائے گی اور میں طلسم میں جانہ سکون کا لازم ہے کہ اسی  
جگہ اسکا کام تمام کروں یہ سوچ کر اس نے صورت اپنی مثل ایک جوگی کے بنائی یعنی چار ابرو و مونڈ کر تہہ  
باندھی تسمہ اسپر لگا یا جھولاگلے میں ڈالا کشکول گردائی کے کڑے میں تسمہ ڈال کر کاندھے سے لٹکایا  
کڑا لوہے کا ہاتھ میں ڈالا اور وہاں سے اُس جگہ جہاں یہ ساحرہ سو رہی تھی پہونچ کر ایک شاخ  
درخت تھام کر صدا کہنے لگا آنکھیں بند تھیں و رہبت زور سے چیختا تھا کہتا تھا کہ صدا

اس نگر سے کام نہیں۔ خاص وطن کو جاننا ہر	دینا دولت لوگ کٹم پر۔ ناہک جی بھسکانا ہر
ہل کے چلے لوگن سے۔ پھر بیان نہیں آنا ہر	بھگوت آٹھ پیر نا بھولے۔ ہر کو منہ دکھلانا ہر

اسکے غل مجانے سے طاؤس کی آنکھ کھلی دیکھا ایک جوگی کھڑا صدا کہہ رہا ہے سمجھی کہ تو نے نامہ سیاہ جادو  
کے پاس بھیجا ہے شاید اُس بستی میں خبر تیرے یہاں پھرنے کی ہو گئی ہے یہ مانگنے چلا آیا ہے یا یہ یہیں کا  
رہنے والا ہے کہ جوگی اکثر پہاڑ دن پر رہتے ہیں پس سمجھ کر اس نے کہا بابا جی میں یہاں سوتی ہوں آپ ٹھہرے  
کھانا آتا ہوگا بھوجن کیجیے گا یا کہین اور تھوڑی دیر مانگ آئیے پھر آجائے گا چالاک نے کہا اچھا بجا  
یہ کہہ کر اسی جگہ بیٹھا اور یہ پھر سونے لگی اس عرصے میں نامہ سیاہ جادو کے پاس پہونچا اُس نے  
دو خوان کھانے کے اور ایک کشتی شراب کی نہایت تکلف سے مع گزک وغیرہ کے بھنچی اور لکھ بھیجا  
کہ اسوقت آپ کے لکھنے کے بموجب میں سر خوانی میں مصروف ہوتا ہوں جو کوئی شیشہ اسم اعظم کو اٹھانا  
چاہیگا مجھے فوراً خبر ہو جائے گی اور اسی سر کے لیے میں آپ حاضر نہ ہو سکا مجھ کو معاف کیجیے گا اور جو  
کچھ تیار تھا وہ بھیجا ہے گو آپ کے لائق نہیں لیکن قبول فرمائیے گا خلاصہ یہ کہ دو ساحرہ کھانا لیکر پہاڑ  
پر آئے یہاں ساحرہ سوتی تھی اور چالاک بیٹھا تھا وہ سمجھے کہ یہ جوگی بھی اسی کے ساتھ ہے اور چالاک  
نے جی میں کہا کہ بلکہ ابھی سوتی ہیں انکو نہ جگاؤ جو کچھ لائے ہو مجھ کو جادوہ ساحرہ کھانا اور نامہ وغیرہ چالاک  
کو دے کر چلے گئے اس نے اس سب کھانے میں بیہوشی ملا دی اور شراب بھی آغوشہ سفوف بیہوشی کو کے  
بیٹھا بعد کچھ عرصہ کے ساحرہ اٹھی دیکھا کھانا رکھا ہے اور جوگی بیٹھا ہے اس نے کہا جوگی جی یہ کون لایا تھا اس  
وہ نامہ جو ساحرہ دے گئے تھے حوالہ کیا ساحرہ نے پڑھ کر معلوم کیا سیاہ جادو نے بھیجا ہے کہا آپ بھوجن کیجیے جوگی  
نے کہا بجا اچھا اور شراب پہلے جام میں بوتل سے اڈیل کر اسکو دی وہ بے دسواس پی گئی اس نے اور  
دو تین جام بے درپے اسکو دیے وہ سو کر اٹھی تھی خمار شکنی کے لیے پی گئی یکایک سر گھوٹا اور چکر کھا کر  
گری چالاک نے فی الفور خنجر کھینچ کر سر کاٹ ڈالا غل و شور برپا ہوا کہ مارا طاؤس جادو کو بعد کچھ  
عرصہ کے وہ ہنگامہ مٹا وہ سانپ جو دہن غار پر بیٹھا تھا اسکے مرنے سے ماش کے آٹے کا ہو گیا چالاک  
نے چاہا کہ شیشہ غار سے نکال کر توڑ ڈالوں لیکن ساحرہ سیاہ جادو کو اطلاع دے چکی تھی اسکو بیر نے



خبر دی کہ کوئی عیار شیشہ لیے جاتا ہی پس وہ بیتا بانہ اپنی جگہ سے بے زور سحر اڑا اور ہنوز یہ غار میں نہ اُتے  
 یا تھا کہ وہ اگر گرا سحر سے چالاک کو گرفتار کر لیا اور کہا تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے یہاں مکان آئی تھی  
 اُسکو تو نے قتل کیا یہ کہہ کر کچھ سحر بڑھا کہ دو ایک ساحر حاضر ہوئے اُسے کہا تم لاش اسکی اٹھاؤ اور آپ  
 شیشہ اسم اعظم لے کر اور چالاک کو گرفتار کیے سمت کوہ عقیق روانہ ہوا از بسکہ کئی عیار چالاک کے  
 ہمراہ اسی فکر میں چلے تھے کہ اسم اعظم کو چھڑائیں پس جب یہ کوہ عقیق کے حوالی میں پہونچا وہاں تک پہنچا  
 تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیشہ لیے اور چالاک کو گرفتار کیے لیے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی  
 مثل ایک ساحر کے بنائی کھتور چند دن کے جسم میں لگائے بھولا سحر کا گلے میں ڈالا دھوئی باندھی سانپ  
 سر سے پیٹے جٹائیں بالوں کی زمین تلک لٹکائیں پھر بہت جلد قریب اُسکے گیا صاحب سلامت کر کے  
 پوچھا کہ شیشہ تو اسم اعظم کا ہی تھے کہاں پایا وہ اس پوچھنے سے سمجھا کہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے ملازم خداوند ہے  
 جب تو شیشہ کا حال جانتا ہے پس یہ سمجھ کر بولا کہ برادر ایسا کچھ احوال ہے اور سب ماجراے گذشتہ بیان کیا  
 سمک نے حال شکر مارے جانے طاؤس کے افسوس کیا اور کہا کہ اس شیشہ کو میں دیکھوں تو کیونکر اسم اعظم قید  
 ہے اور اسم کیا چیز ہے ہوتا کیسا ہے اس نے اُسکو اپنا رفیق سمجھ کر شیشہ حوالے کیا پس نے لیتے ہی زمین پر پڑے اور  
 اور اوپر سے ایک پتھر مارا کہ وہ شیشہ چور چور ہو گیا اور جانور جو اس میں بند تھا وہ ٹکڑا کر گیا سمک شیشہ  
 توڑ کر بھاگا اور کسی گڑھے میں پھپ گیا سیاہ جادو شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تو حیرت میں آ گیا کہ یہ کیسا آدمی  
 تھا جو ابھی دوستی کی باتیں کرتا تھا اور ابھی دشمن بن گیا غرض بعد لمحے کے سوچا کہ یہ ساحر نہ تھا عیاں تھا تاچار  
 چالاک کو پنجہ میں داب کر اڑ گیا اسوقت سمک سمجھا کہ اب نہ ہاتھ لگے گا چل کر امیر سے اطلاع کر دے پس بے شک  
 اسلام کی طرف چلا یہاں وہ وقت ہے کہ کوہستان کی طرف صبح گیتی افزود نے جلوہ گری فرمائی تھی اور زلف  
 لیلای شبے درہمی و برہمی کی تھی کہ

لیلاے شبے درہمی و برہمی کی تھی کہ

پو خورشید زدنچہ پر پشت کاؤ	نہ نامون بر آبدخسروش چکاؤ
ازان چادر قبر بیرون کشید	بدندان لب ماہ در خون کشید

سپاہ جنگی تیار ہو کر میدان کارنار میں آئی تھی امیر مع بادشاہ گردون کلاہ کے عازم دست قتال تھے  
 کہ سمک نے جا کر عرض کیا یا امیر کشور گیر حقیر نے جا کر شیشہ اسم اعظم توڑا لیکن ایک ساحر خدمت  
 لقمان چالاک کو لے گیا ہے یقین ہے کہ وہ کافر اُسکو قتل کرے یہ خبر سننا تھا کہ امیر نے اسم اعظم پڑھا  
 دیکھا تو حرف بھرت یاد تھا بس گھوڑے پر بیٹھ کر سمت لشکر حرکت روانہ ہوئے پیچھے پیچھے تمام سردار بکردر  
 تمام مع فوج قاہرہ کے چلے وہاں وہ زمانہ ہے کہ سیاہ جادو نے چالاک کو لا کر سامنے کیا ہے اور سب  
 حال بیان کر چکا ہے اور لقمانے حکم دیا ہے کہ اُسکو قتل کر دے جلد اپنے لا کر میدان میں جو تڑے پر نکبت کے  
 بوریاے ہلاکت بچا کر چالاک کو زیر تیغ بٹھایا ہے جلد حکم گردن زنی دریافت کر رہا ہے اور



## چالاک درگاہ خدا میں رجوع قلب سے استغاثہ کرتا ہے کہ نظم

سب فنا ہیں مگر ہے تجکو ثبات جہمہ سادر پہ بادشاہین ترے ہے کرم پر ترے یہ دل سرور آپ فرماتا ہے تو اسے والی تو نہ ادا اسے درد دل ہے حس تیرا گرچہ ہو شامل	وحدہ لا شریک ہے تری ذات تاج بخش شہان گداہین ترے وہ ہے اِن رَبِّتْنا لَعَفُوْر سَبَقَتْ حَسْبَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ مرسم زخم جان بس ہے ابھی ہو جائے حل مری مشکل
---	---

عین دعائیں نعرہ صاحبقران بلند ہوا جلا دتیغہ پھینک کر بھاگا اس طرف بھی فوج مسلح و مکمل ہو کر غارم  
دشت و غارتھی امیر سے لڑنے لگی امیر اس بحر فوج میں نہنگ شجاعت تھے دریائے لشکر میں غوطہ  
لگائے ہمہ تن چشم بکر لڑے زندگی حریت کی حساب آسا ہو گئی دایہ اجل کنار عاطفت میں پسماندوں کو اٹھانے  
لگی روح دامن جسم میں طفل کی طرح بچلکئی آخر ٹوٹ کر نکل گئی چشم زخم سے مفارقت روح میں تن آنسو بہاتے  
تھے بسمل بشکل خاطر عشاق بقرار نظر آتے تھے امیر لڑتے بھڑتے قریب چالاک جا کر ہوئے اور اسم اعظم  
پڑھ کر چھڑایا اُدھر سردار جو پیچھے امیر کے آتے تھے وہ فوج سے ساحرون کی لڑنے لگے زیست کا عرصہ  
تنگ تھا میدان محشر وہ دشت جنگ تھا باز ارجل گرم ہوا تھا سر کا سودا سستا تھا جوش فوج سے  
دریائے آہن موج مارتا تھا صحرا کو وہ خون کشندگان سے پد ہو کر لالہ زار کی کیفیت دکھاتا تھا کہ نظم

دو لشکر یک جا شدہ سخت کوشش ز گرد سواران ہوا بست میخ ہوار انو گشتی ہے بر فردخت ز خون روے صحرا چو جوی دان چنان تیرہ شد روز روشن ز گرد	گردون در افتادہ بانگ خروش چو برق درخشندہ پولاد تیغ چو الماس روی زمین را بست ز بانگ سواران جہان پر فغان تو گشتی کہ خورشید شد لا جورد
---	---

آخری گرمی شعلہ تیغ کی تاب سپاہ ناری نہ لاسکی قلعہ لشکر ساحران قلعہ عقیق میں بھاگ کر چلا گیا  
اور فوج میں طبل امان بھی بجو ادا صاحبقران مظفر و منصور چالاک کو رہا کر کے پھرے اور داخل  
لشکر ہوئے لشکر نے کمر کھولی سرداروں نے بھی ذرہ اتاری راحت پذیر ہوئے آرام گیر ہوئے  
اسی طرح وہ دن گذرے دوسرے دن ملقا بادل خستہ و شکستہ قلعہ میں داخل تھا کہ یکایک بر سر آیا اور  
اسپر ایک ساحر افسر جادو نام سوار تھا وہ اتر کر سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا کہ  
کمترین ملکہ نازک چشم جادو جو ایک در بند طلسم کی مالک ہے اسکا بھائی ہی ملکہ بھی آتی ہیں لیکن میں پہلے اس  
سبب سے حاضر ہوا ہوں کہ مجھے اور سو فاع جادو سے دوستی ہی چاہتا ہوں کہ کار دشمن تمام کر دین دوستی



کا حق ادا کر کے اپنا نام کر دین لقا نے اسکو سرفراز کیا اور سو فارس نے اپنے پاس بٹھایا بچہ سامان راحت خیمہ و فرش وغیرہ درست کرادیا جب کت چرخ نیلی سے یا قوت سرخ نکلا درج مغرب میں گیا اور جو ہری روز گار نے جو اہر انجم کو درخشان کیا نظم

بدانگو روشن جہان تیرہ گشت	طلایہ پر انگتہ ہر گرد دشت
خروشے برآمد ز پیش سپاہ	کہ اسے نامداران گردان شاہ
سیان بستہ دارید و بیدار بید	ہمہ در پناہ ہساندار بید

اگر کے نام پر بل جنگ بجوایا صدائے بل رزمی کو س حق نبوش بادشاہ اسلام میں جب پہونچی ادھر بھی تیلی لڑائی کی ہونے لگی بل سکندی کو چاشنی دی پھر تو دونوں لشکر پر از خشم تھے پر شکن ابروان چشم تھے ساحر سحر جگاتے تھے بہادر تلوار اور سپر کھڑکھڑاتے تھے رات بھر بھی ہنگامہ رہا جسوقت اتر دہاے شب نے من روز نورانی کا اگلا اور ظلمت شب نے کنارہ کیا کہ ایسات

سپیدہ جو از جاسے خود برد مید	میان شب تیرہ اندر خمید
ہمی گشت لشکر گرد ہا گردہ	چو دریا بجو شید ہامون و کوہ
خروشیدن تازی اسپان بدشت	دبانگ تیرہ ہے برگزشت
ہمہ نامداران جوشن دران	ہفتند با گردن ہاے گران

ایک طرف امیر مع شاہ اسلام دوسری سمت لقا مع سامران نافرجام وار ددشت نبرد ہو کر صف کارزار کی درستی میں مصروف ہوئے بعد ترتیب صفوں افواج قاہرہ لشکر طالب مرد نبرد ہوا ادھر سے ہومان شقی اجازت لے کر اُسکے سامنے گیا اسنے ایک نارنج مارا کہ وہ بچھا اور دھوان نکلا گردا کے ہو گیا وہ بیوش ہوا اگر نے گرفتار کر لیا اور پھر نیب دی مشقال شاہ نے اکی بار گھوڑے کی باگ لی سامنے اُسکے جب پہونچا ایک تیرا سپر لگا اسنے ایسا سحر بڑھا کہ تیر فشانی تک نہ پہونچا راستے ہی میں جل گیا اور پھر ایک ناریل مارا کہ دھوان نکلا مشقال بھی بیوش ہو کر اسیر ہوا اسی طرح چند سردار اسلامیوں کے لئے اسیر کیے پراشکر اسلام کا بند ہوا امیر نے قصد نکلنے کا میدان میں کیا مگر بختیارک پرابند ہونے سے بچھا کہ امیر کا اسم اعظم کھل چکا ہی وہ لڑنے آمین گے پس انکے ہاتھ سے اگر کا زندہ رہنا دشوار ہی یہ سمجھ کر طبل باز گشت بجو ادیا لشکر پھر کھینچا کہ میں آئے اور عیار بہر عیاری چلے از بسکہ لقا پہلی لڑائی میں قلعہ کے اندر چلا گیا تھا اسوقت بھی جو پھرا تو قلعہ کے اندر چلا گیا لشکر بیرون قلعہ اُتر اسردار خداوند کے ہمراہ گئے انھیں کے ہمراہ ساحر کی صورت بنکر عیار بھی قلعے کے اندر داخل ہوئے لقا دارالامارت شاہی میں تخت خداوندی پر جلوہ افگن ہوا اور سردار ساحران سامری شعار و نگوں پر بیٹھے عیار صورت اپنی خدمتگاروں کی ایسی بنا کر یعنی چپکن پہنکر بینی پاک کمر سے گھر س کر سر پر گڈی باتھ کر ہاتھ پر دمال تہ کیا ہوا



ڈال کر بارگاہ میں آئے اور پشت پر سرداروں کے کھڑے ہو کر گفتگو یہاں کی سننے لگے اسوقت دورہ جام  
 می ارغوان تھا ہر ایک فرطی میں لاف و گزاف کر کے دم شجاعت کا بھرتا تھا سبکی گفتگو کے جواب میں  
 بختیارک نے کہا کہ تم جو چاہے وہ اپنی جگہ پر کہو جب تک امیر سے سامنا نہیں ہو گا تم فتیاب ہو گے  
 اور جب اسے مقابلہ ہو گا خداوند کی بہشت میں تم جاؤ گے یہ کلام سن کر اٹھ کر نے کہا میں جاتا ہوں اور تم ام  
 بند کرتا ہوں یہ کہہ اٹھا اور کہا ابکی بار بند کر کے میں سو فار کی طرح طلسم میں نہ بھیجوں گا بلکہ ایسی جگہ رکھوں گا کہ کسی  
 نہ معلوم ہو گا بختیارک نے جواب دیا کہ یہ شگون برا ہی کیا ہے راز دل کہہ یا عیار یہاں موجود ہونے  
 انھوں نے سنا ہو گا وہ تمھارے ساتھ جائیگا اور قتل کر ڈالیں گے اس گفتگو میں ایک شخص کو اہل دربار  
 میں سے چھینک آئی اٹھ کر جاتے جاتے ٹھہر گیا اور کہا ملک جی اگر حرام زادے عیار نطفہ حرام میرے  
 پاس آئیں تو انکو فرج کر ڈالوں نطفہ حرام جو اسنے کہا چالاک بھل خدنگار اسکی پشت پر کھڑا تھا اسنے اس  
 زور سے لات ماری کہ یہ اوندھے منہ گر چالاک نے گالی دے کر کہا حرام زادے عیاروں کو گالیان دیتا  
 ہو بختیارک یہ کیفیت دیکھ کر بکا کہ مرشد زادے آپ نے خوب کیا جو اس ولد الزنا کو سزا دی یہ  
 اسی لائق تھا چالاک نے جست کر کے ایک لات اسکے بھی ماری اور بختیارک لات کھا کر گویا ہوا کہ  
 میں ان لاتوں کے تصدق یہ کہاں میرے نصیب تھے لات اعلیٰ نے مدد کی جو میں نے یہ لات کھائی  
 مرشد زادے دوا ایک تو اور لگائیے اور اس قرم ساقی اٹھ کر گوالی دینے کی بھی اچھی طرح سزا نہیں ہوئی  
 ذرا دو چار جو تیان لگاتے تو اچھا تھا یہ تو باتیں بناتا تھا کہ سو فار و اخار وغیرہ اٹھ کر چالاک کی طرف جھپٹے  
 اور چالاک کہہ کر سے اسکو گرفتار کریں اور عیار جو خدنگار بنے کھڑے تھے انھوں نے حباب بیوشی تاک  
 تاک کر تاک پر مارے کہ ساحر بیوش ہوے اسوقت چالاک نے جست کی اور بھاگ کر چلا لیکن کہتا  
 گیا کہ قسم ہر سرامیر کی آج سے کل تک اس اٹھ کر کو بار ڈالوں گا بختیارک نے کہا یہ مار ڈالنے ہی کے  
 قابل ہی لیکن میری کچھ خطا نہیں ذرا مجھ پر کرم رکھیے گا غرض کہ یہ تو بختیار ہا اور عیار جست کر کے نکلے دروازے  
 پر حاجب وغیرہ جو ہمیشہ سے عیاروں کا دہانے ہوے ہیں اسوقت بھی خوف جان سے طرح دے گئے  
 عیار سب بھکر روانہ ہوے اور اٹھ کر وغیرہ کو ہوشیار کر کے بختیارک نے اٹھایا اور کہا کیوں بد زبان کا  
 مزاد کیا اب تم زندہ نہ بچو گے مرشد زادے قسم کھا گئے ہیں اٹھ کر نے کہا خیر دیکھوں تو وہ میرا کیا کرتا ہی  
 میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ بغیر قتل کیے اسکے چین نہ ہوں گا اسی گفتگو میں اتفاقاً سرمنگ عیار کہ اور توب  
 عیار نکل گئے تھے یہ رہ گیا تھا اور خدنگاروں کی صف میں کھڑا تھا اس سے اٹھ کر کے خدنگار نے کہا میں  
 جا کر پیشاب کر آؤں تم رومال میان کے سر پر بلاؤ سرمنگ نے کہا اچھا اور جا کر گیس رانی کرنے لگا کہ  
 بختیارک نے سراٹھا کر دیکھا اور اس سے پوچھا تو کون ہی اسنے عرض کیا حضور کا خدنگار ملک جی  
 نے کہا میں نے تجا کو بھی نہیں دیکھا وہ بولا کہ میں بیمار تھا عرصے کے بعد آیا ہوں ملک جی نے کہا تیرے منہ پر



بیاری ثابت نہیں ہوتی اس نے جواب دیا کہ ملک جی آپ کو کیا معلوم اس جواب دینے سے بختیارک سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار ہی مگر ابھی پٹ چکا ہے اس سبب سے چپ ہو رہا کہ عیار بگڑے ہوئے ہیں تجھے آگے بار ڈالینگے اور ادھر سرسنگ بھی سمجھ گیا کہ یہ تجھے پہچان گیا یہ سمجھ کر سامنے سے ٹل گیا اور باہر جا کر ایک فراش کی صورت بن کر اندر آیا فراشوں کے میل میں ٹھہرا جب یہ سامنے سے چلا گیا اس وقت اگلے سے بختیارک نے کہا تھا راضد شکار ہی کہاں اسنے کہا ملک جی تم یہ جو تقریر کر رہے تھے وہ میں نے بھی سنی مگر میں سر پڑھتا تھا کہ دریافت کروں یہ کون ہے اس سبب سے نہیں بولا اب مجھے خبر دی ہے کہ وہ خد شکار عیار تھا جس سے تم گفتگو کر رہے تھے اور اب وہ فراش بنا کھڑا ہے یہ کہہ کر کچھ سر پڑھ کر دستک دی سرسنگ غافل کھڑا تھا جس وقت حرکت ہو گیا اسنے گرفتار کر کے سامنے بلوایا اور کہا تو کون ہے سرسنگ بولا کہ میں چالاک ہوں اس نے کہا نہیں سر میرا خبر دیتا ہے کہ نام تیرا سرسنگ ہے غرض کہ بارگاہ میں اسکو بھیجا اگر جہان اور سردار قید ہیں وہیں قید کرالیا اس ہنگامہ میں دن سارا تمام ہو گیا یعنی سرسنگ ظلم شب نے ترک روز کو بھگایا اور بارگاہ مغرب میں جا کر مہر والیبتہ سلسلہ شعلہ مقید ہوا

الغرض جب وہ دن تمام ہوا	آسمان پر ظہور شام ہوا
اتنے میں طفل مہر ہوتے ہی شام	مہر شب میں گیا وہ بے آرام

شام کو لقا کے خیال میں آیا کہ جب دربار پر خاست ہوا اگلے صبح میں بہر آرام جائیگا عیار قسم کھا گئے ہیں وہاں قابو پا کر اسکو آزار پہونچائینگے لازم ہے کہ کسی شعلہ میں اسے مصروف کر دوں تاکہ یہ مجمع میں رہے اور جاگا کرے جب اسم اعظم بند کر لیا اسوقت کام حریف کا تمام کر کے اسکو طسم میں بھیج دیا یہ سوچ کے بیٹھے بیٹھے پکارا کہ قدرت نے تقدیر کی آج باغ مینا میں سو فوار اور سیاہ جادو وغیرہ ساحروں کی دعوت کی جائے اور قدرت بھی چاندنی کی سیر دیکھیں گے پس یہ حکم دینا تھا کہ سلیمان نے باغ مینا میں آراستگی کا حکم دیا کار پر دازان خوش نظام نے بہت جلد بند و بست کیا باغ کے درخت بارے سے منڈھے منگ مرام کے ٹھکانے نادر کار گلاب و کیوڑے سے بھرے ہر درخت پر باد لاکاٹ کر ڈال دیا اسکی چپک سی مٹی کہ زمین رشک دہ اب نجم فلک تھی فتنے نور کے گیند بلور کے اشجار میں آویزاں کیے اتنے اندر چراغ اس طی جلے تھے گویا محرم میں کسی گل رخسار کے جگنو چمکتے تھے روشنی کی وہ کثرت ہوئی تھی کہ ماہ فلک کو خوف ہوا تھا کہ لباس میرا کتان ہندو جائے باد صبا کو دھڑکا تھا کہ مجھے یہ روشنی لباس آتشین نہ پہناے نہ گلشن کی اس رات کو اس طرح جھلکاتی تھی کہ چشم یلی شب ڈبڈباتی تھی جملہ طرح کا سامان راحت مہیا تھا عجیب جلسہ تھا نظم

نور میں ہر چمن مقاصع امید	پھول ایک ایک تھا گل خورشید
چاندنی روش مسرتا بان	موتیا غیثت دردندان
مثل خط شعاع سنبل تر	رشک رخسار حور عین گل تر



حسن میں وہ ہر ایک گل سوسن  
 جلوہ گر پڑیوں پر اسکے وہ دوب  
 چاندنی کا فرغ ایسا تھا  
 تھا سر نہر و دشتی کا یہ اوج  
 روشنی نکس انگن آب میں تھی  
 سامنے اک چو ترہ ہموار  
 شیشہ آلات سارا نور آئین  
 فرش دیباے چین سے بھی شفا  
 صدر میں موتیوں کی اک سند  
 چاندنی رشک چادر ہتاب  
 زیب سند ہوا الفت آ کر  
 گرد اُن کے مصاحبین تمام  
 بیٹھے ہی طلب کیا خاصہ  
 زیب دستار خوان کیا وہ طعام  
 پھر تو کچھ راگ کا ہوا چیر جا  
 وہ غضب چھڑ چھاڑ سا زونجی  
 کشتیاں پھر شراب کی آئین  
 دور دور شراب ناب ہوا

سی آلودہ گل خون کا دہن  
 صورت سبزہ رخ محبوب  
 چشم ز گس کو نور بنشا تھا  
 چاندنی تھی غبار کو چہ موج  
 یا پری شیشہ رباب میں تھی  
 اُس پہ نگیرہ مثل اپر بہار  
 نصب ہر جا موافق آئین  
 سینہ زابدان کی طرح سے صاف  
 گاؤ تکیے وہ خوشنما بید  
 اطلس طور سے سوا پر تاب  
 گرد سب بیٹھے آکے جادوگر  
 دست بستہ کھڑے تھے خدام  
 اور بکا دل نے چن دیا خاصہ  
 کہ معطر ہو جسکی بو سے شام  
 کچھ عجب وقت تھا عجب جلسا  
 خوش صدا آئین وہ نے نواز و نکی  
 قابین بھر کر کہا ب کی آئین  
 رشک سے آسمان کیا ہوا

یہ سب تو صرف عشرت ہن گر چا لاک نے جو قلعہ سے نکل کر گیا خدمت امیر میں پہونچ کر سارا ماجرا دربار  
 لقا کا گذارش کیا پھر عرض رسا ہوا کہ یہ غلام قسم آپ کے سراقدس کی کھا آیا ہے بہر قتل اخگر خیرہ سر جاتا ہے  
 اگر راجا جے تو فاتحہ خیر سے یاد فرمائیے گا اور اگر قتل اسکو کر کے پھر ونگا تو زیارت سے قدم اقدس کی  
 مشرف ہونگا امیر نے فرمایا کہ تجکو خداے کریم کی حمایت میں دیا سپرد حافظ حقیقی کیا کسی سردار غیر ساحر کو  
 ز قتل کرنا کہ بہادر وں کو نہ بیا نہیں ہی اور ساحر سر کرتے ہن بدین وجہ تجکو قتل کا اختیار ہی یہ حکم پا کر  
 چا لاک اور عیار وں کو بہر حفاظت لشکر تاکید کر کے ابوالفتح کو ساتھ لے کر چلا سر شام اس سبب سے  
 کچھ روک ٹوک در قلعہ پر نہ تھی یہ شہر میں دونوں آئے اور دار الامارۃ شاہی پر پہونچ کر دیکھا کہ کچھ ملازم  
 اسباب عشرت لیے ایک طرف جاتے ہن ان سے اجنبی کے طور پر پوچھا کہ اسے بھی کہاں چلے لکھن  
 نے کہا باغ میں خداوند چاندنی مع تمام سردار وں کے دیکھ رہے ہن وہیں ہم بھی جاتے ہن یہ حال  
 شکر اخصین لوگوں کے ساتھ باغ تک گئے وہاں بہت بڑا اہتمام تھا بختیارک نے ملازمین کے نام مع



ولدیت اور سکونت کھو کر ساحر و جکود دروازہ باغ پر بٹھایا ہی اور کہہ دیا ہر کہ یہ ملازم جنکے نام رکھے ہیں  
 ہی اندر آنے پائین اور کوئی نہ آنے پائے اور انکو بھی نگاہ سر ڈالی کر خوب پہچان لینا جب آنے دینا  
 غرض کہ ان دونوں عیاروں نے لاکھ لاکھ قصد کیا کہ اندر جائیں ممکن نہ ہوا اسوقت چالاک نے  
 کہا میں قسم کھا چکا ہوں اسی جلسہ میں گھسکر اس ساحر کو مار دوں گا یہ کہہ کر الگ ایک گوشہ میں گئے اور  
 ابو الفتح نے کہا تم ایک ضعیفہ کی صورت بنو وہ بموجب ارشاد چالاک ایسی عورت بنا کہ کمر جھکی  
 ہوئی موئے سر سفید چہرے پر بھریان پڑیں چادر کاڑھے کی اوڑھے پانچا مہ سوسی کا پہنے پاؤں میں  
 چمڑے کا جوتا پانچوں میں گرہ لگی لکڑی ہاتھ میں عصاے پیری لیے سامنے آیا چالاک نے صورت بننا  
 اسکی پسند کی پھر آپ ایک زن کم سن حسینہ و جمیلہ نکرتیار ہوا کہ اگر شاہد ان تشکل و تشکل صورت  
 نہیا ایسے بیکار و دلفریب کی دیکھیں تو شرم سے مڑگان کی چلیں درختانہ چشم پر اپنے چھوڑیں ابرو ان چشم  
 ہمیشہ تھے عید قربان کے ہلال تھے آنکھیں خمیانہ حسن و جوانی مردانہ چشم ہر ایک مستانی رخ تابندہ  
 آئینہ کو حیران بنائے زلف سیہ سودازہ دکان الفت کو پریشان بنائے چین کبیرین جو ہر آئینہ سکندر  
 ستارے افشان کے غیرت پر دین داختر کہ قلم

<p>جادہ شاہراہ کشور حسن                  در بابات کانیہ انداز                  چشم ہاروت جنبے آنکھ چہرے                  جن پہ نرگس کے پڑتے ہیں ڈولے                  روزن کوزہ نہات دہن                  دل قارون سے تنگ نہ رہی دہن                  نخل باغ شباب کے ہیں ثمر                  صاف مانند تختہ صندل                  اور وہ تنگی و چستی شلوار                  ناز پروردہ قیامت ہے</p>	<p>بانگ بین السطور و فتر حسن                  اکھڑیاں قہر کی لگاؤٹ باز                  سامری تاب کیا جو آنکھ ملاے                  نشے کے لال لال وہ ڈورے                  غیرت چشمہ حیات دہن                  بے نشان صورت کمر ہے دہن                  چھاتیان ہیں حباب آب گہر                  پیٹ زمی میں غیرت مخمل                  قہر ہے زید نات کا وہ ابھار                  سرو جس پر نہاد وہ قاست ہی</p>
---	--

ایسی صورت دلفریب بنا کہ کیسے ہی کوئی عیار چاہے کہ پہچان لیں کیا بجال جو شناخت کر سکے  
 اور اس حسن و جمال پر از سر تا پا مرصع گہنا جو اہر کا بہنا موتیوں کا کٹھنٹھا گلے میں اور شمرین ہاتھ  
 میں ہنہین واقعی وہ ید بیضا کو شرماتی تھیں انگلیوں کے چھلے پہنے پاؤں میں جڑ او پانچ جیسو دیکھ کر  
 ملک بھی کھائے قریب باز و ہر جو اہر کے اسے بازار حسن بہنے سکے اسی طرح غرق بحر جو اہر ہو کر ایک  
 چادر سفید سر سے پاتک اوڑھے سب بدن چہ الیا اور بڑھیا کو آگے کر کے پیچھے چلا گئی کہ چون کو



ٹے کر کے قلعے کے اندر جو سراہی ہر وہاں آیا بڑھیا نے پکار کر کہا کہ میں اترنے کا ٹھکانا لے گا بھٹیاری  
 اور بھٹیاریوں نے بلانا شروع کیا ایک نے کہا بڑی نی ادھر آؤ ہم بہت اچھا مکان دین اس میں  
 کوٹھری بھی ہے دوسری نے کہا میرے یہاں ٹھہرو مسافر کم ہیں تنہائی ہے چیز کی حفاظت رہے گی تیسری  
 نے آتے ہی بڑھیا کے ہاتھ سے گٹھری اور پٹاری پان کی لی اور کہا آؤ میں تمہیں بہت اچھی جگہ دوں گی  
 کہ گوشے میں ہر زمانہ تمہارے ساتھ رہے وہ رہے گا غرض کہ یہ دونوں اسکے ساتھ جا کر کچھ گٹھری میں ٹھہرے  
 بھٹیاری نے چراغ جلدی سے روشن کیا پانی کا کھڑا بھر کر بکھڑا چار پانی بھی بچھا دی بڑھیا کا کھد کر  
 بیٹھی اور اس نازنین نے چادر اتاری بھٹیاری کی آنکھ فروغ حسن سے جھپک گئی گھر اگر بنو  
 شیر ہو کر دیکھنے لگی ایک کم سن عورت خوبصورت زرو زبور سے آراستہ دیکھی رعب سے کچھ نہ کہہ سکی جا کر  
 بھٹیاری سے کہا اے مجھ کو بڑا تعجب ہے کہ یہ عورت جو بڑھیا کے ساتھ آ کر اتری ہے خجانون کوئی امیر یا  
 شہزادی ہر بلا و زبکی بیٹی ہے میری عقل حیران ہے کہ بڑھیا کے ساتھ کیوں کر آئی بڑھیا تو بچھے حالوں سے ہے اور  
 وہ جو اہرات پہنے ہے بھٹیاری نے کہا جاتا توں باتوں میں پوچھ تو کیا ماجرا ہے بس بھٹیاری سیٹ بکڑے  
 دوڑی آئی دیکھا تو بڑھیا پٹاری کھولے تبا کو کھا رہی ہے یہ بھی بیٹھ گئی بڑھیا نے اسکو بھی تبا کو دی اور  
 کہا میں سوئی ہوں تھک بہت گئی ہوں ہستراتی دو گھڑی ات بڑے سے مجھ کو جگا دینا اور میں مجھ کو دوپیسے زیادہ  
 دوں گی میرا حال کسی سے ذکر نہ کرنا بھٹیاری اس حماقت سے سمجھ گئی کہ بیشک اس میں کچھ بھید ہے لیکن  
 بظاہر بونی کہ نہیں میں بھلا کس سے کوئی سلوگن کا بی بی یہ طریق نہیں غرض کہ بڑھیا نے لیٹ کر نفیر خواب  
 ملیندی اور اس نوجوان نے چپکے چپکے رونا شروع کیا بھٹیاری نے پاس آ کر بلائین لین اور کہانی بی  
 عودت کیوں ہو اس نازنین نے کہا میں مقسوم جلی ناصیب کیا اپنا حال بیان کروں یہ بڑھیا محل میں  
 میرے جایا کرتی تھی دم دلا ساد کیر بھگا لائی میں ایک زمیندار کی بیٹی ہوں اور وہ گاؤں کا صرف  
 مالک نہیں ہے کئی اور بھی گاؤں ہیں تجارت بھی کرتا ہے بڑا مال اپنے پاس رکھتا ہے آج مجھ کو گھر چھوڑے  
 تیسرا روز یہ نہ گھر جاسکتی ہوں نہ کہیں اور میرا ٹھکانا یہ بڑھیا کھنی ہے اور میرا زیور سارا کر مجھ کو بیجا رہی  
 ہے ہستراتی اگر تم سے ہو سکے تو میرا کہ یہ تم لو اور اس بڑھیا کے بچندے سے مجھ کو چھڑاؤ تو بھٹیاری نے  
 وہ کہہ لیا اور بہت خوش ہو کر کہا کہ بیٹی کو گھبراہٹیں میں ابھی اس بڑھیا کو سزا دلواتی ہوں یہ کہہ کر  
 بھٹیاری کی چھاتی پر ہاتھ مار کر بولی کہ اے ایسا اندھیر یہ ظلم ایک بھلے مانس اشراف کی بیٹیا کو یہ  
 بڑھیا بھلا کر بھگا لائی ہے وہ آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے یہ کہہ کر مجھ کو دیا ہے اور ایسا کچھ کہا ہے بھٹیاری اسارا  
 ماجرا سن کر بولا گھبراہٹ میں دیکھ تو میں کیا کرتا ہوں یہ کہہ کر اسی وقت کو تو ال قلعہ کے پاس گیا اور کہا  
 خدا حضور کو سلامت رکھے ایک بڑھیا ایک عورت کو بھگا لائی ہے سرا میں غلام کے یہاں ہے کو تو ال  
 مع چند پیادہ سرا میں آمو جو ہوا بڑھیا سو رہی تھی پیادوں نے مجھ کو تو ال باندھ لیا بھٹیاری نے



چار پائی بچادی اور کو تو ال صاحب بیٹھے اظہار لینا شروع کیا سرا کے بھٹیاریے اور مسافر تمام تماشائی ہوئے  
پیادے ہٹاتے جاتے ہیں ہٹو کیوں بھٹیڑ لگائی ہر لوگ گھسے چلتے ہیں کو تو ال اظہار لے رہا ہر اول عورت  
جوان نے چنچن مار کر رونا شروع کیا پھر وہی ماجرا جو بھٹیاریے سے کہا تھا اظہار کیا پھر بڑھیا سے پوچھا  
کیا وہ کو تو ال کے پاؤں پر گری اور کہا مجھے خطا ہوئی یہ لڑکی جو کہتی ہے سچ کہتی ہے جب یہ اقبال جرم  
کر چکی کو تو ال ہر چند کہ اس عورت کا حسن و جمال اور زیور بمثال دیکھ کر فریفتہ ہوا تھا مگر ساری سرا  
کے لوگ اس قصے سے آگاہ ہو چکے تھے سو چا سامنے دیکھ کر کے انکو لے چلنا چاہیے اور وہاں اس  
عورت کو مانگ لینا فی الحال چھپانے سے بدنامی ہو چکا اس حال کا سلیمان عنبرین کو کو ضرور لگیا  
پھر وہ بڑی طرح پیش آئے گا بس ایسا کچھ سمجھ کر ان دونوں کو لے کر چاہا کہ روانہ ہو اس نازنین نے کہا  
میں کچھ مجرم تو ہوں نہیں جو کو تو ال کی چوڑے میں جا کر رہوں تمام عمر لوگوں کے طعنے سنوں کہ یہ ایسی  
ہیں جو بھٹانہ پر کپڑی گئی تھیں اور دوسرے وہاں کیسی بنے کیسی نہ بنے میں جو ان جہان غیر مردوں  
میں بھلا میرا ٹھکانا کہاں بان اگر خداوند کے پاس لے چلو تو کوئی عیب نہیں کیونکہ اسکی زیارت  
کو بھی آتے ہیں وہ پیدا کرنے والا ہر اس سے شرم کیسی یہ کہہ کر اس بھٹیاریے کا آنچل پکڑ کر کہا تو  
ستیا تو میری مان گجھی کی ہر محکو اسوقت اکیلا نہ چھوڑ نہیں میری آبرو جاتی رہے گی بس بھٹیاریے نے  
اسکو گلے لگا لیا اور کہا بیٹا میں تیرے ساتھ ہوں تو کیوں گھبراتی ہر اس نے چپکے سے کہا میں اود  
بھی کچھ محکو دون کی بھٹیاریے ایک تو محبت دوسرے لالچ میں آکر ساتھ ہوئی کو تو ال اور بھی ناچار ہوا  
اور انکو لے کر سیدھا در دولت پر آیا وہاں سنا کہ حضور اسوقت باغ میں ہیں اور ہنگامہ سرد گرم  
ہر یہ وہاں سے در باغ پر آیا سبکو ٹھہرا کر اندر گیا سلیمان کو مبرا کیا خداوند کو سجدہ کر کے دست بستہ  
سارا ماجرا عرض بیان میں لایا اور کہا وہ دونوں مع بھٹیاریے کے حاضر ہیں تو بختیار کے پہلے  
کو تو ال کو بنظر فرست دیکھ لیا اور پتے نشان تمام شہر کے پوچھ کر کہا کہ محکو اسوقت تیرے آنے سے  
شبہ گذر اکیونکہ معاملات ملکی دن کے دربار میں پیش کرنا چاہیے نہ کہ اسوقت کو تو ال نے عرض کی  
کہ وہ عورت بہت صاحب عصمت ہر کو تو ال میں رہنا گوارا نہیں کرتی ہر اور دیدار خداوند کی شوق  
ہر اور واقعی کمال درجہ خوبصورت ہر اور میں سر امین یا کو تو ال میں انکار ہنا مناسب نہیں سمجھا  
بس حاضر لایا ہوں بختیار کے حکم دیا کہ اچھا سامنے لاؤ دیکھیں کیا کیفیت ہر اور اگلے وغیرہ پستیان  
کر رہے تھے عورت خوبصورت سننے ہی ہوئے جلد لاؤ کو تو ال نے انکو رو برو بلایا اس نازنین نے  
دوپٹہ ہٹا کر خداوند کے گرد پھرنا شروع کیا اور سجدہ کیا بلاتین میں یہ تو اس کو شرم میں مصروف ہوئی  
لیکن اگلے وغیرہ نے جو اسکے چہرہ زیبا پر نظر کی دیکھا کہ ایک ماہ لقاحور آسانیت وہ بزم خود بیان  
سردار خوبان جہان راحت وہ جان عاشقان ہر جسکے ایک ایک نازمو کی قیمت میں ملک تانا وطن



## ارزان ہے کہ ابیات

روے تابان تھا اسکا گلشن نور موج دریاے نور تھی بینی کب وہ مینی تھی کعبہ رو میں بانگی بانگی ادا غضب بائیں آنکھ میں حسرت کی لگاؤٹ ہر یوں بندھی ہر دوپٹے کی گاتی	صبح رخسار روکش رخ حور عکس انگشت حور تھی بینی شمع روشن تھی طاق ابرو میں وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتیں بات میں قہر کی بناوٹ ہر دل میں چھتی ہر نوک چھاتی کی
---	---

اخگر دیکھنے ہی فریفتہ ہوا اور بختیارک سے کہا اس کو مجھے خداوند سے دلوا دو بختیارک نے خداوند سے کہا کہ  
 اسکر اس پر مائل ہوا ہے اس کو حوالے کرو لقا نے پہلے سارا ماجرا اس نازمین سے پوچھا پھر کو تو ال  
 کو رخصت کیا اور بڑھیا کو حکم دیا کہ لے جا کر قید کر کو تو ال بڑھیا کو لے کر چلا اور اس نازک بدن  
 کو لقا نے اپنے پاس بلایا کہ اے بندی قدرت میرے پاس آ جا لاک بہ ناز و انداز کو کوئے کو بل دیکر  
 ہزاران غنچ و دلال قریب جا کر بیٹھا خداوند نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ہم نے تجھ کو اسکر  
 کے ساتھ منسوب کیا کہ وہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہے اس پر ہی پس کرنے شرما کر نیچی نظر کر کے  
 عرض کیا کہ حضور کو میرا اختیار ہے اس بھٹیاری کو کچھ انعام دلوا دیجیے میرا کہ اس کے پاس  
 سے لے لیجیے لقا نے اسکر سے کہا اس کی منبرائش پوری کر د اس نے کئی ہزار روئے  
 دے کر اکر لے لیا بھٹیاری و عائن دے کر چلی گئی بس پھر تو دور سے سرخ شروع ہوا از بسکہ  
 بختیارک وہاں موجود تھا یہ چالاک سمجھا کہ شراب آغشتہ بیہوشی یہ بیٹے نہ دے گا اور  
 اس وقت تو اس نے نہیں پہچانا ہے مگر حرکات و سکنات سے یہ شیطان ہے ضرور پہچانے گا ہر چند  
 کہ اس تدبیر سے تم آئے ہو کہ خیال بھی تم پر عیار کا نہیں گذر تا مگر پھر بھی اس کے شر سے بچنا  
 اچھا ہے یہ تجویز کر کے بدن چراے آنکھیں جھکائے دیکھا ہوا بیٹھا ہے اور کنکھون سے اخگر کو کبھی کبھی دیکھ لیتا  
 ہے اور اسکا بھی یہ حال ہی بیت شرکین چون بھری انکھیاں خاک میں ہم کو ملائیگی + کیا یہ نگاہیں نیچی نیچی اوپر  
 اوپر جائیگی + ہر چند کہ بچیں پھر ہر گز ملجا طاسکے کہ خداوند سامنے ہیں اسکو ہاتھ نہیں لگاتا ہر اس وقت بختیارک  
 اسکا میلان خاطر دیکھ کر گویا ہوا کہ بارہ دری میں جا کر آرام کر دین اسکو بھی بھیجتا ہوں اسنے کہا ملک جی  
 یہ عورت ناکتہ اہر اور یہاں صد با آدمیوں کا مجمع ہے ایسا نہ ہو کہ خداوند اس حرکت بجا سے ناراض  
 ہوں سلیمان نے کہا یہ سچ کہتے ہو یہ کون موقع ہے کہ ہزاروں آدمیوں کے سر پر غل و مہنگا مہ بچاؤا اور  
 پھر اسی کو اپنی جور و بناؤ اب تم کو مل چکی ہے جلدی کیا ہے صبح قریب ہر اپنے خیمے میں لے جانا جو چاہنا کرنا  
 اخگر چپ ہو رہا از بسکہ رات اتنے جھکڑے میں بالکل کم رہی تھی دم بھر میں وہ وقت آیا کہ عروس دین لیا



ہر جگہ خاور سے نکل کر بصد زینت و آرائش آغوش فلک میں آئی اور شاہد صبح رخسارِ بحر نے صورت نورانی  
مشتاقان دہر کو دکھائی کہ نظم

سب کی آنکھوں میں وہ شبِ عشرت	کٹ کٹی صورت شبِ وصلت
ہوئی محلِ نشین جو پہلے شب	چمکا قہیں صبا ح کا کوکب

رات کو لقا بخیال اسکے کہ عیارِ اختر کو اگر قتل کریں باغ میں مصروفِ عشرت رہا تھا اور صبح ہو گئے  
ہی سوار ہو کر معہ سرداروں کے داخل لشکر ہوا اور اختر نے بھی محافہ میں معشوقہ کو سوار کر کے اپنے خیمے  
میں لا اُتارا اور بختیارک نے آکر اسکے خدمتگار ملازمین وغیرہ کو حکم دیا کہ خبردار تم اندر خیمہ میں نہ جانا  
ایسا نہ ہو کہ تم میں کوئی عیارِ ملکر چلا جائے تو پھر غضب کا سامنا ہو دو ر خیمہ سے پہرا چوکی مقرر کر دیا  
اور آپ سو فارد کے خیمے میں آکر بیٹھا یہاں سے بھی نوکروں کو نکال دیا اور اُسکی حفاظت کے لئے خود  
مٹھرا غرض کہ اس نے تو ایسا بندوبست کیا کہ واقعی ساحر و نیک پہونچنا ہر کس کا دشوار ہو گیا مگر اختر نے  
میں سرشار تھے ہی سہا ہ پیکر سے لیٹنے لگا ہاتھ پکڑ کر لپنگ پر لایا چاہا کہ ٹٹاے اس گلبدن نے کہا مٹھرو تو یہ  
کھکر بلبر انکا لگوری کھائی اختر سمجھا کہ یہ اگرچہ زیور وغیرہ پہنے ہر مگر بلبرہ دیہات کی نشانی ضرور ہے خاصا  
کا تو نام بھی نہ جانتی ہوگی المٹھی ہر خوب نبھے گی یہ سوچ کر پوچھا جانی ہو کو گلوہری نہ دی اس ماہ و شب نے کچی زبان  
میں جواب دیا کہ جانی کسکانا وہی یہ خوب ہنسنا اور کہا کہ فردہ غضب معشوق بیرونی کی کچی زبان سب تو کہتے ہیں سحر اسکی زبان  
بھورہ پھر اس سے کہا ایک بیڑا بھوکھی دو اسنے انکو ٹھاکھا دیا اور اسکا منہ چڑھا کر سکا دیا یہ اس ایک دغیرت اسکی بچہ ہو گیا  
اور لپنگ بلبرہ چھین کئی پان یکبار کھا گیا ادھر پیک حلق کے نیچے اتری ادھر بہوشی اثر پذیر ہوئی بیوش ہو کر گرا وہاں تہائی تو قی  
ہی چالاک نے فوراً سرکاٹ ڈالا غل و شور ہوا دار و گیر کی صدا بلند ہوئی چالاک نکل کر بھاگا اور  
سنگامہ سنکر بختیارک نے کہا اسے سو فاردہ مارا بھلا ممکن ہے کہ انکو گالی دے اور جیتا رہے سو فارد  
بولا کہ چالاک تو قید ہے یہ کسے مارا یہ گویا ہوا کہ وہ سرہنگ قید ہے اسنے کہا تو اختر کے عوض اس کو  
اس وقت قتل کر اسنے یہ سنکر پکار کر کوئی ہر اتفاق سے عیاران اسلام تو اسی فکر میں رہتے ہیں  
سمک باہر خدمتگار بنا کھڑا تھا بولا کہ حاضر اور جلدی سامنے آیا اسنے کہا ہم یہاں سے سر پڑھتے ہیں کہ  
سرہنگ پر سے سحر کی قید دفع ہو جائیگی تم اسکو لا کر قتل کر دو اور رقعہ دار وغیرہ مجلس کے نام لکھ دیا سمک  
لیکر گیا اور سرہنگ کو چھڑا کر لایا جب سامنے خیمہ کے پہونچا پکار کر کہا اے سو فارد منم سمک لیے جاتا ہوں  
سرہنگ کو یہ کہہ کر دونوں بھاگے ساحر فوج کے تو عیاروں سے خوفناک رہتے ہیں کوئی نہ دوڑا یہ  
نکل گئے ادھر چالاک بھاگ کر چلا گیا اگر حال سنئے کہ ابوالفتح کو جو کو تو ال لیکر قید کرنے چلا راہ میں  
اُسنے کہا بیٹا میں بڑھیا قید کی تکلیف میں مر جاؤ مگر میرے پاس بہت سامان ہے لے لو اور مجھے چھوڑ دو  
یہ کہہ کر پوٹلی نکال کر چواہر کی دکھائی کو تو ال کو لایا آئی سمجھا کہ کون پوچھتا ہے چھوڑ بھی دے اگر کوئی



پوچھے کہ دنیا کہ بڑھیا تھی مر گئی پس یہ سمجھ کر اس نے وہ جواہر لے لیا اور بڑھیا کو چھوڑ دیا  
 بڑھیا نے بلاین لین اور کہا داری ملک آؤ تو ایک چیز اور عہدہ دون وہ پیادوں کو  
 چھوڑ کر تنہائی میں آیا اس نے وہاں آکر پھر داری کہہ کر اسکی بلاین لیکر بات کرنا شروع کی مگر ہاتھ میں بیہوشی  
 بھری تھی کو تو ال صاحب بلاین لیتے ہی بیہوش ہو گئے اسنی الفور سراسکا کاٹ ڈالا اور پوٹلی جواہر کی  
 لیکر بھاگا پیادے جب عرصہ ہوا تو آئے لاش اسکی پائی اٹھا کر کو توالی میں لائے صبح ہو چکی تھی اور  
 لقاد غیرہ لشکر میں جا چکے تھے لاش لے کر یہ بھی لشکر میں آئے اور فریاد کرنے لگے ادھر اٹکر کے مرنے  
 سے شور و غل برپا تھا انھوں نے بھڑکا جاگا ہوا سونے گیا تھا شور و غل سنکر جاگا اور حال دریافت کر کے  
 پھر سونا جو چاہا فرط رنج سے نیند نہ آئی دربار میں آکر تخت پر بیٹھا سو قار و غیرہ سب سردار حاضر ہوئے  
 حیار و نکا ذکر ہونے لگا سو قار نے کہا طبل جنگ بجو ایسے میں عوض اٹھ کر کاہون سختیار کرنے کہا  
 مقابلہ کرنے میں سامنا امیر کا ہو گا وہ مالک باطل السحر میں سواے بھاگنے کے نہ بن پڑے گا سو قار یہ سنکر حیرت  
 ہو رہا اور دلیں نیت کی کہ آج اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پر سے محاکوک کرنا چاہیے اسی فکر میں تھا کہ ناگاہ  
 فلک کی طرف سے بجلی چلی اور رعد گر جا بعد لمحے کے ایک ساحر بد سیر کر یہ منظر کہ میت دو چشم از بر سر او دو چشم  
 خون زدودہ لاش جہان تیروگون سامنے آیا لقا کو سجدہ کر کے مستفسر ہوا کہ بھائی میرا کہاں ہے سختیار کر  
 یہ سنکر رونے لگا اور کہا وہ خداوند باختر کی بہشت میں سیر کرنے گئے ہیں اسوقت وہ ساحر بھی رویا اور کہا  
 تو سہی میرا نام مہنت جادو جو کل ہی سب مسلمانوں کو گرفتار نہ کر دین سختیار کرنے دل سے کہا آئی قضا  
 اس حرام زادے کی مگر بظاہر نہایت اعزاز سے اسکو بٹھایا اور پھر کچھ سمجھایا پھر لاش اٹھ کر کاٹھا یا اسی ہنگام  
 میں وہ دن تمام ہوا یہاں تک کہ گورستان فلک پر نبات العرش دکھائی دی اور شام سیاہ پوش ہوئی نظر

چو آمد شب و روز شد در نہان	سیاہی گرفتہ سراسر حبان
یچی شکر آراستہ چون عروس	بہ شیران جنگی و آوائے کوس
تیاری حرب لشکر ساحرانہیں ہونے لگی صداے کوس و دہل نے فلک کا قلب ہول سے خالی کیا ہر کاسے	
خدمت امیر میں حاضر ہو کر بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ بقول مؤلف ابیات	
شاہ گردون سر یہ ملک ہنساہ	حکم تیرا ہوا ہی سے تاماہ
ساحر آیا ہے ایک بد صورت	خرس دشت ضلال و بد خصلت
بھائی اٹھ کر کاہے وہ مایہ درد	ہے برادر شغال کا سگ زرد
نام اس کا مہنت جادو ہے	طالب حرب وہ سیہ رو ہے
جو سنا تھا وہ عرض کر دیا آج	رہے قائم یہ تیرا تخت و تاج
شاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سنکر نقارہ بجوایا پھر تو ادھر بھی یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ جو بیابیات	



بدانگد وشن جهان تیرہ گشت خروشے برآمد ز پیش سپاہ میان بستہ دارید و بیدار بید بہ بندید یکسر میان سہلے	طلا یہ پراگندہ برگرد دشت کہ اسے نامداران گردون پناہ ہمہ در پناہ جهان دار بید ابا گرد و باخبر کا تے
--	---

رات بھر اسی غلغلہ میں بسر ہوئی جسوقت کہ رایت نصرت آیت سحر نشان سحر نور افشان ان  
دہر دادر پنجہ خورشید امید تابندگی بر سر لو اسے فلک نظر پڑا کہ نظم

دگر روز چون برومید آفتاب سپاہی نشستند پر پشت زمین سپاہ اندر آمد بہ پیش سپاہ	بہ مردان کین اندر آمد شباب سر پر ز کین اہر دان پر نہ چین شد از گرد ہا ہون چو کوہ سپاہ
---	---

امیر سے مسجد کر پاس میں چالاک نے جا کر روانگی لشکر کا حال عرض کیا اسوقت آپ بھی مسلح ہو کر در  
دولت پر آئے تمام سردار یہاں یکے بعد دیگرے آکر جمع ہوئے ناگاہ شاہ شاہان چراغ لشکر اسلامی  
سر تلج خسروان جهان مصباح شہستان کیان سعد بن قبادین صاحبقران برآمد ہوئے ہر ایک  
نے مجرا کیا پھر تخت کو گھیر کر سمت میدان چلے نقار و نکا بجنا روشنی کا جھلانا نسیم سحر کا فرط خوف و غیب  
لشکر سے دبے پاؤں چلنا نقیبوں کا منقبت پڑھنا لشکر کا بنکر چلنا جوانوں کا اکڑنا عجیب لطف دکھاتا  
تھا اسپان تازی نژاد کا طرارے بھرنا غزال فلک کی چو کڑی بھلنا تا تھا مختصر یہ کہ وارد دشت مصفا  
ہو کر میدان کو صاف کرایا لشکروں نے پراجا یا نقیب آگے آگے بڑھے لشکر میں کڑ کا ہوا نشان کے  
پھر یہ کھلے مہنت اکفر اثر کو اڑا کر بیچ میدان میں آیا اور سحر کی نیزگی دکھا کر اپنی زبردستی جنگ  
طالب ہمنبر دہوا اسطرت سے مالا گرد فرنگی اپنے استر مال کیود کو اڑا کر رو برو گیا اس نے اس کے  
مقابل ہوتے ہی کچھ ماش پڑھ کر مارے کہ دست و پا اسکے کرخت ہو گئے اس نے کمر میں پنجہ  
دیکر زور کیا اور قاش زمین سے اٹھ کر پروے زمین ٹپکا عیاران لقا آئے اور بانڈھ کر لے گئے  
پھر اس نے للکارا ادھر سے آلا گرد فرنگی بھائی مالا گرد کا مقابل ہوا اسنے بھی دی روز بدیکھا پھر  
اس نے نہیب دی کی ازال فرنگی نے گھوڑے کی باگ لی جب سامنا کیا وہی سانچہ اس پر  
بھی گذرا پھر اس نے ڈانٹا نہنگ بچہ دریائی فرنگی اسکا ہمت دہ دد دگار ہوا مگر اس کا  
نصیب بھی نہ یاور ہوا اسی طرح جو سردار ملک فرنگ سامنے گیا اس نے ماش پڑھ کر مارے کہ  
ہاتھ پاؤں بے طاقت ہوئے بانڈھ لیے گئے کہانٹک بیان کروں تا شام ہی ہنگامہ گرم رہا نہ ادھر  
سے صلح کا پیام نہ ادھر سے کوئی مائل رزم ہوا جب پردہ شب تیرہ فام میدان آفاق میں برپا ہوا اور  
شہنشاہ گردون سر پر بارگاہ مغرب میں گیا نظم



چو غور شد از جهان تا پدید ہوا نیلگون شد زمین آبنوس	شب تیرہ بر روز دامن کشید بجنبید ہامون ز آواسے کوس
<p>طبل آسایش لشکرون میں بجاسب پھر کر خیمہ گاہ میں آئے اور آسودہ ہوئے لقمانے حکم دیا کہ ہاتھ بندہ قدرت یعنی اہنت کی دعوت کا سامان کیا جاوے اُسے عرض کیا کہ خداوند میں محفل عشرت میں جب بیٹھوں گا اور دعوت آپ کی کھاؤنگا کہ جب کل مسلمانوں کو مار یوں گا یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں آیا سو فارق کو بھی بلا یاد دون اسم اعظم بٹھیکر بند کرنے کی صلاح کرنے لگے شراب و کباب سب پاس رکھ لیا عیاروں کے خوف سے خدمت گزاروں کو بھی باہر نکال دیا تھا اپنے ہاتھ سارا کام انجام کرتے تھے اور سحر پڑھتے تھے لشکر میں گھما گھما ہو رہی تھی لقمان اپنی بارگاہ میں تاج دیکھتا تھا یہاں تو سب مصروف عشرت ہیں لیکن امیر کے یہاں چند سیداندار ہی میں بہت سردار قید ہیں اس خیمہ سے سناٹا ہی غرض کہ عیار آج پھر فکر میں ساحر و نیچی چلے ان میں سے چالاک بشکل ساحر بھرتا ہوا آیا دیکھا ایک خیمہ کے قریب پہراچی اور کمال ہو شکاری ہی اسنے اسی طرف جانے کا قصد کیا جب اندر جانے لگا ساحر وں نے روکا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو اسنے کہا ہم ملازم سو فارق ہیں انھوں نے کہا اندر جانے کی ممانعت ہی کچھ مشورہ ہو رہا ہے چالاک یہ سن کر چلا گیا اور تنہائی میں جا کر پرزاد کی طرح اپنی صورت بنائی یعنی چہرہ ایسا تاناک بنایا کہ ماہ و خور کو بھی اس کے فروغ سے ہنگام دید خیرگی ہو زلف مشک فام کے روبرو شب و بخور کو تیرگی ہو دشن تنگ کے مقابل غنچہ گلستان ارم کھسیانہ ہو کر منسے اور بسور کر رہے جانے زبان سوسن وہ زبان لال ہو کچھ بات نہ بن آئے چشم فتان کے سامنے زگس شہلا شرمندہ ہو کر آنکھ چرائے نظم</p>	
دویر گ گلشن سوسن می سرشت بنا گوش تابندہ خورشید وار لبانی از طبرزد زبان از شکر زدانش خرد بود و تن جان پاک	دو شمشاد عنبر فروغش بہشت فروہشت شد حلفت کو شوار دہانش مکمل بہ درو گہر تو گفتی کہ بہرہ ندار دزد خاک
<p>شانوں پر جو اہر کے پر لگائے زیور مرصع کار سے قامت قیامت زاکو مزین فرمایا تھا حال سونے کا میوے اور مٹھائی سے بھرا ہاتھ میں لے کر پشت خیمہ پر آیا اور جب خیمہ چالیس قدم باقی رہا اس طرح سبک ہو کر جست کی کہ خیمہ کو فتر اگر پیچ میں اترا خیمے کے سو فارق و اہنت نے آواز جھماکے کو سن کر جو دیکھا تو ایک پرزاد حور نژاد کو آسمان سے اتر کر زمین پر استادہ پایا محو جال ہو کر کھڑے ہو گئے پری ایک خط ہاتھ پر رکھ کر آگے آئی انھوں نے اسپر ہر شاہ جادو ان کی پائی نامہ ہاتھ سے اٹھا لیا اور بغافہ چاک کر کے پڑھنے لگے پری انکی نگاہ خط کی طرف دیکھ کر جلو خانے خیمے میں چلی گئی انھوں نے نامہ میں یہ</p>	



مغنون دیکھا کہ ہم نے اس پہی کے ہاتھ مٹھائی نذر سامری کی اور میوہ کہ خاص مندر پر سامری کے چڑھایا گیا تھا بھیجا ہی تاثیر اسکی یہ ہر کہ جو کوئی کھائیگا کوئی جربا اور جادو سحر اسپر کسی کا تاثیر نہ کرے گا اور عمرہ کا اسم اعظم بھی اثر پذیر نہ ہوگا یہ حال نامے سے دریافت کر کے جو سراٹھایا اس پر ی کو نہ پایا سمجھے کہ وہ پر ی اٹھتی ہی اب غائب ہو گئی ہر اگر پکارین گے تو آئے گی یہ سوچا کر گویا ہوئے کہ لے پوزاد طلسم نسا منے آؤ عطیہ شاہ جادو دان عنایت کرو چالاک یہ صدا سنکر چلے خانے سے اس سبکی کے ساتھ اڑا کہ کوئی دس گز زمین سے اونچا ہو کر پڑے کی قنات سے کچھ فاصلے پر آکر اترتا اور بھال لاکر سامنے انکے رکھ دیا وہ بہت خوش ہوئے اور ڈنڈت کر کے مٹھائی مکھائی لمحہ بھر میں بیوشی چھائی چالاک نے خنجر سے ہمت کا سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ شور و محشر برپا ہوا صدا ہلے مہیب آنے لگیں باہر جو لوگ پہرے پر تھے وہ فرط خوف سے بارگاہ خداوند کی طرف بھاگے اور بختیارک نے لقات سے پہلے پوچھا تھا کہ سو فار کہاں ہیں اس نے کہا تھا کہ ہمت کے پاس ہیں اس وقت غل شکر اسنے کہا ہائے دونوں مارے گئے اور اٹھ کر بارگاہ ہمت کی طرف ڈا ہیساں سو فار پر چالاک نے خنجر مارا خنجر چارہ ٹکڑاں ہو گیا پھر اسنے حملہ کیا ابی بالشت پھر خنجر اونچا ہوا اسنے پتھر مارا پتھر الگ گرا پھر اسنے اور تدبیر قتل کی چاہی تھی کہ بختیارک آ پڑا چالاک مجبور ہست کر کے بھاگا سار سب خون کے اسکے پیچھے نہ دوڑے یہ صحیح سلامت نکلیا اور بختیارک نے سو فار کو ہوشیار کیا اور سب حال کہا اسنے ہوشیار ہوتے ہی سحر چڑھا کہ جو سردار ہمت نے قید کیے تھے وہ چھوٹ گئے تھے وہ مسخوڑ پھر ہو گئے اور اسی طرح پیکان نے جو سردار قید کیے ہیں ابھی سو فار کی قید میں آئے ہیں جب یہ مارا جائے تو رہا ہوں عزت کہ بعد مسخوڑ کرنے سرداروں کے اسنے بہت کچھ لاف و گزاف کیا کہ ملک جی دیکھو تو میں کیا کرتا ہوں یہ کہہ کر لاش ہمت کی اسکی فوج کے سپرد کر کے حکم دیا کہ اسکو پاس ملکہ نازک چشم جادو کے لے جاؤ پھر ایک تعزیت نامہ بھی اپنی طرف سے لکھ کر حوائے کیا فوج اسکی لاش اٹھا کر نالان دگریان روانہ ہوئی اور یہ فکر اسم اعظم کے بند کرنے کی کریگا ادھر چالاک نے جا کر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے اسکو خلعت دیا پھر مصروف عیش و عشرت ہوئے اب دونوں لشکروں کو اس حال میں چھوڑ کر کترین شہر حال شہر یار کشور عیاری و تاجدار اقلیم مکاری یعنی عمر دین امیر فخری بیان کرتا ہر نظم

ساقی جو ترا اشارا یاؤں	سراٹھون سے میکے میں آؤں
پھر شیش محل کی سمت بھانکوں	پھر لال پر ی کو آ کے تاکوں
غافل جو ذرا بھی تھکے پاؤں	لے دختر زر کو بھاگ جاؤں
ساقی یہ سب تو دل لگی ہے	سن لے وہ جو بکرو دھن لگی ہے



یعنی جامِ جہانِ نسادے  
ہے ساغرِ لبو رتِ ماہ  
یہ ہوئے قرآنِ مہر و مہِ حبیب  
ساتی مے آفتابی پاکے  
پاؤں جو شرابِ آفتابی  
بس چاہے یہ بادہ خوارِ تاسکے

نیرنگِ طلسم پھر دکھا دے  
اور اس میں ہوا آفتابِ کوراہ  
کوکب سے لونِ بشکلِ کوکب  
پہو پخون کوہِ اسد پہ جا کے  
لونِ شیرِ طلسم پر سواری  
افسانہ لکھو کہ دیہ ہوئی ہے

ستار ان دشتِ سخن درہ نور دان جادہ بیان کن پاسے کسیت قلم سے راہ طلسم یون طے  
فرماتے ہیں اور منزل در منزل اس طرح جاتے ہیں کہ جب اختر برج وقاماہ آسمان شرم و گھیاں  
گنجور یعنی ملکہ مخمور ہمراہ گوہر شاہوار بحرِ فطرت عجزِ بامروت دریا سے مروارید کوٹے کر کے روانہ ہوئی  
تو بعد چند روز قریب ایک پہاڑ کے پہونچی اس کوہ کی صورت ہمہ تن ازینچ و بن شیر کی ایسی تھی  
جہاں طرف شیر ہی کی شکل نظر آتی تھی گویا فرہادر روزگار نے ہر پتھر کو بصورتِ شیر تراشا تھا اسدِ جرخ  
بھی اُسکو دیکھ کر خوف کھاتا تھا جنگلی شیر دم و باکر بھاگ جاتا تھا کلبِ کیمال کی جبال نہیں جو اس جگہ اسکے  
اس فلک پیر کی طاقت نہیں جو رو باہ بازی دکھاسکے نور فلک ہمیشہ اسکے خوف سے لرزان رہا ہے  
اسکی فوج گردون ترسان و ہراسان بتخانہ روزگار میں جبرخنے سنگدلی دکھائی تھی کہ ہر تھپڑ کی صورت  
غزائی اور ڈراؤنی بنائی تھی ساکنان دنیا کو ایک لقمہ ہی کرنے کی تدبیر ہویدا کی تھی اس لیے پتھر کی  
صورت شیر کی پیدا کی تھی غور شد اس کوہ سے سوچا کر نکلتا تھا قہراً تا ہوا چلتا تھا طلسم

مرا ندرِ ثریا کے کوہ دید  
ہمین ز آسمان کر گس اندر کشد

کہ گفتی ستارہ بخوابد کشید  
ز دور یا تنگ و ژم بر کشد

عمر نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہوں خیر کہ کوہ سیاہ سے بھی زیادہ وحشت انگیز ہی تو مخمور  
نے کہا اس کوہ کو کوہِ اسد کہتے ہیں شبہ ان تریان اسپر رہتے ہیں یہ کہہ کر ایسا سحر پڑھ کر دانہ ناش  
کا عمر پر مارا کہ یہ بیہوش ہو گیا مخمور نے اٹھا کر ایک غار میں ڈال دیا اور دہن غار پوشیدہ کر دیا  
پھر دو برہنہ کے غار پر بٹھا دیے اور ان سے بتا کہ کب اکید کب یا کہ خبردار حفاظت کرنا کوئی خواجہ کوٹے بجا  
یہ کہہ کر آپ بے خوف خطر پہاڑ کی گھاٹیاں طے کر گئی اور قلعہ کوہ پر پہونچی اسکے پہونچتے ہی ایک برہنہ  
غزان زمین سے نکلا اور گویا ہوا کہ آپ کون ہیں جو یہاں آئین اور دلیہین کچھ خوف نہ لائیں اس نے  
جواب دیا کہ ہماری خبر جا کر اپنے مالک سے کرو اور ہمیں انکے پاس لے چلو کہنا ملکہ مخمور ناظمہ طلسم  
آئی ہیں آپ کی ملاقات چاہتی ہیں وہ شیر یہ شکر روانہ ہوا اور اسی کوہ پر ایک مکان بنا ہی بر جادو  
اسمیں رہتا ہر وہ شیر و بان آیا اور پیام گزار ہوا بر نے کہا اسے تو نے اس ملکہ کوہ و کاکون جسد



بقیہ تمام بلا لادہ بہر خدمت مخمور میں آیا پنجے جوڑ کر بادب تمام تر گویا ہوا کہ چلیے آگے بلا یا ہر مخمور اسکے ہمراہ چلی اور اندر ایک مکان کے گئی سقف و مکان اسکے مطلقاً تھے مطلقاً اسکا چاندی کا تھا دیوار و دروازے چمکے تھے لیکن ہر جگہ پر تصویریں شیر کی بنی تھیں اور پتھر کی چوکیاں شیر و بان صحن میں بھی تھیں شیر کی کھال کا فرش سب مکان میں کیا تھا ایک چوکی پر ساحر شیر صورت بیٹھا تھا اور ایک شیر پاس اس کے کھڑا تھا یہ جو کھڑا تھا یہ بیابان آتش فشان جو کوہ اسد کے قریب ہر اسکا مالک ہر اور یہ جو بیٹھا ہر یہ اس پہاڑ کی حفاظت کرتا ہر مخمور نے وہاں پہونچ کر ہاتھ اٹھایا دونوں شیر پکیر بھی اپنی جگہ سے اٹھے اور اس سے ہاتھ ملا یا اور کہا آپ نے کرم فرمایا تشریف رکھیے اور ہمیں سرفراز کیجیے اور مخمور نے کہا بیٹھے کی فرصت کہاں اس طرف غمخوین آیا میں حکم شاہ اسکے تعاقب میں روان ہوں اور وہ گریزان ہر اس ساحر نے کہا اس طرف کوئی نہیں آیا اگر آتانی الفور قید ہو جاتا مخمور نے جواب دیا کہ میرے سامنے وہ اس پہاڑ کے قریب اگر غائب ہوا ہر از بسکہ یہ جگہ تنھاری ہر میں اسکو تنہا ڈھونڈ سکتا ہوں شاید مجھکو کوئی شیر نہ پہچانے اور درپے آزار ہو اس سے آپ کا میرے ساتھ چلنا اچھا ہر بہر جادو نے کہا میں حاضر ہوں جہاں پہلے میں سر آنکھوں سے چلون یہ کہہ کر اٹھا اور ہاتھ پکڑ کر چلا اس طرف سے تو یہ روانہ ہوا اور ادھر بلاے جادو حیکو باد شاہ ظلم نے منع کیا تھا کہ اب سجاؤ اور اس نے نہ مانا تھا دوبارہ بہر گرفتاری عمر چلا تھا ڈھونڈ مٹھتا ہوا اسی جگہ پہونچا جہاں غار میں عمر کو مخمور نے ڈال دیا ہر الغرض اس نے دیکھا کہ ایک غار پر دو پتلے بیٹھے ہیں سمجھا کہ یہاں کچھ بھید ہر جب تو یہ حفاظت کرتے ہیں یہ سمجھ کر اسنے سر پٹھکر ان پتلوں پر پھونکا کہ وہ جل گئے یہ غار میں اتر ا عمر کو بیہوش پڑے دیکھا شکر سامری بھالایا اور کمر میں پنجہ دیکر غار کے باہر آیا چاہا کہ سر کاٹ کر لے جائے پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ افراسیاب اس حرکت پر ناراض ہو جائے بس یونہی چاہتا تھا کہ لے جائے اسوقت مخمور و ہر وہاں پہونچے اور مخمور نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا اسے بہر دیکھو وہ عمر کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا ہر افسوس کہ تنھاری عمر اری سے غیر شخص پکڑے جائے اور تم سے کچھ نہ ہو سکے اب یہ شاہ جادو ان کے پاس جا کر کیسی تعلی کریگا اور سنجی مارے گا کہ جس کی حد نہیں اور تم کو فوراً اس امر میں کہ نہیں میں کمبخت ناحق تمھارے پاس گئی تھی اگر نہیں ڈھونڈ مٹھتی تو اچھی رہتی اب مجھکو بھی ذلت ہوگی شاہ کے روبرو ہمشون میں نہ امت ہوگی اس نے بہر کو ایسا گرایا کہ اسکو غصہ آیا اور لکارا کہ یا شاہ ادخیر سر تو کہاں اسکو نے چلا اور میری جگہ میں کس لیے قدم تو نے دھرا بلاے جادو نے اُسکے ڈانٹنے سے رک کر جو دیکھا تو مخمور کو بہر کے ساتھ پایا پکارا کہ اے بہر جادو اس کے فقرے میں نہ آنا عمر کی دوستی اور شہنشاہ سے اس نے بغاوت کی ہر مخمور نے کہا اے بہر اسکی جلسازی ہر چاہتا ہر کہ مجھکو تمھارے تم سے لڑ دے اور آپ بھلائے اچھا تم اس سے کہو کہ عمر کو مجھکو دے میں عمر و مخمور دونوں کو پاس شہنشاہ کے لیجاؤں گا بس اگر یہ دیے



تو تم جاننا کہ یہ سچا ہی جگہ بھی پکڑ لینا اور اگر نہ دے تو میرے قول کو صحیح جانکر اسکو جانے نہ دینا برکو اسکا کہنا پسند آیا پکارا کہ اچھا تو عمر کو میرے حوالے کر اور اپنی راہ نے میں ان دونوں کو شہنشاہ کے پاس لے جاؤنگا بلاے جادو نے جواب دیا کہ تجکو خط ہو گیا ہے میں نے اسکے لیے خاک چھانی تجکو کیون دون میں کیا کمزور ہوں برکو اس کلمہ پر غصہ آیا اور مخمور نے پھر تہیاد لایا کہ کیون میں نہ کہتی تھی کہ یہ کبھی نہ دے گا فقرہ کرتا ہی میرے کہا تم دیکھو میں ابھی پھینے لیتا ہوں یہ کہہ کر ایک نارنج سحر پٹھکر مارا کہ وہ شق ہو گیا اور زمین سے وہی بر جو جو کی پاس پہاڑ کے اوپر کھڑا تھا نکلا اور غرا کر لبکا بلاے جادو نے اسکو آتے دیکھا کہ ایک بیضہ بیوشی کا مارا جہان وہ بیضہ اگر گرا اسی جگہ وہ شیر رک رہا پھر آگے نہ بڑھا بر جادو نے جب یہ ماجرا دیکھا فوراً زمین میں سما گیا اور بعد لمحہ بھر کے ایک ڈبیہ لیے ہوئے نکلا اور اپنی زبردستی جتانے کو وہ ڈبیہ مخمور کے حوالے کی یہ اسلئے کہ یعنی میں ایسا ہوں کہ الگ کھڑا رہا اور غیر کے ہاتھ سے حریف کو قتل کر ڈالانی اچھا اس ڈبیہ کو دے کر کہا کہ اسے مخمور اس میں سیندور طلسم کا اس سیندور کا ایک ٹیکا اس شیر کے ماتھے پر دید اور حکم دو کہ بلاے جادو کو مار ڈال مخمور نے ڈبیہ کھول کر ٹیکا بر کی پیشانی پر دیا اور کہا کیا کھڑا دیکھتا ہے مارا اسکو بر نے جا کر طمانچہ مارا کہ بلاے جادو گرا ہر چند اس نے جادو کیا کچھ نہ ہوا بر نے پیٹ پھاڑ ڈالا غل و شور اسکے مرنیکا بر پا ہوا بر لاش اسکی اٹھا کر سمت شاہ طلسم نے چلے یعنی جگہ لاش کو اڑاتے ہوئے لیے جاتے تھے جب لاش جا چکی مخمور نے سحر پٹھکر کو نکا کہ عمر ہوشیار ہوا اور اٹھکر چاہتا تھا کہ مخمور سے حال پوچھے مگر بر نے ایک دانہ ماغل کا سحر پٹھکر مارا کہ زمین پر گر کر پھر لوٹنے لگا مخمور نے کہا اس بر تم نے اسپر کیون کیا میں اتنی دور سے متلاشی اسکی آئی ہوں اسکو میں لے جاؤں گی اس نے جواب دیا کہ اوسکارہ میں تیرا فریباب سمجھا بلاے جادو سچ کہتا تھا کہ تو شہنشاہ سے نفی ہے خیر میرے ہاتھ سے کہاں جائے گی تجکو بھی مارے لیتا ہوں اور اس دزد مفتری کا بھی سر کاٹوں گا مخمور نے سارا جھگڑا اس لیے کیا تھا کہ کسی طرح ڈبیہ سیندور کی ملے جسکی وجہ سے بیابان آتشین میں راستہ پاسے پس وہ ڈبیہ اسکو مل چکی تھی اب یہ کب دبتی تھی پکاری کہ پھرنے کیون میری قضا آئی ہے سنبھل بر جادو نے بھی جھوٹے پر ہاتھ ڈالا مخمور نے ڈبیہ سے سیندور لے کر دوسرا ٹیکا ماتھے پر اسی شیر کے دیکر حکم کیا کہ لے اسکو پھر کو یہو جب مثل کہ کرد کہ نیافت ہوں آتش در کا سہ اس شیر نے انگڑائی لی اور غرا کر چلا بر جادو نے ہر چند روکا صد ہا طور کا سحر پٹھا مگر اسکے ماتھے پر سیندور طلسم کا لگا تھا تاثر اس کی یہ ہے کہ جو ٹیکا ماتھے پر دے مالک بیابان اسی کا کہنا کرے بس جاتے ہی ایسا طمانچہ بر جادو کے شیر نے دیا کہ وہ گر کر سرد ہوا العیاذ باللہ شورا اسکے مرنیکا ایسا بلند ہوا کہ کوہ و دشت میں زلزلہ پڑ گیا جو جو اسکی سحر کی بنائی ہوئی علامت اس پہاڑ پر تھی سب غائب ہو گئی اور پہاڑ پر لگ لگی وہ مکان جل گیا مگر بر کوہ کہ بانیان طلسم نے بنایا ہی باقی رہا غرض کہ گولے اڑ کر سمت شاہ طلسم لے چلے اب حال سنئے کہ اس



بسر کوہ کے آگے ایک بیابان ہے کہ نام اسکا بیابان آتش فشان ہے یہ شیر اسکا نگہبان ہے جس کے پاس سیندور  
 ہو اسکا بانیاں طلسم نے اسکو مطیع کر دیا ہے یہ مالک سیندور کو بیابان میں لے جاتا ہے جب سرحد بیابان پر پہنچتا  
 ہے اس کے آگے عملداری کیسوی کا کل کشا نام ایک ساحرہ کی ہے اس شیر کے سرحد پر آنے کی خبر رکھتی ہے جب  
 یہ وہاں پہنچتا ہے وہ کینز کو بھیج کر سیری کراتی ہے ذکر اسکا آگے بیان ہوگا اسوقت مجھوتے کہ راز سے اس راہ  
 کے متوقف تھی تیسرا ٹیکا ماتھے پر اس شیر کے دیا اور حکم کیا کہ ہم کو بیابان آتش سے نکال لے چل شیر فوراً  
 سامنے آیا اور گویا ہوا کہ میری بیٹھ پر سوار ہو جیسے جدھر جی چاہے چلیے مجھور معہ عمر کے سوار ہوئی اور شیر نے  
 آگے کی راہ لی اسد کوہ کے درہ میں داخل ہوا اور دور و نزدیک ہمارا دن چلا گیا درہ میں بڑے بڑے  
 غارتھے اڑ درمختہ کھولے ہر جگہ بیٹھے تھے عجب تنگ تار یک مقام تھا ہول خیز و خشت آگین تمام تھا خدا خدا  
 کر کے وہ درہ تمام ہوا تیسرے روز جب درہ فاور سے خورشید انور نے سر پر کیا یہ سیاراں منازل پر  
 دشت طلسم بھی درے سے باہر ہوے لیکن اس جگہ پر آفت میں ٹکڑ دھری مصیبت میں پھنسے یعنی  
 بیابان آتش فشان میں پہنچے از زمین تا چرخ برین سوائے آگ کے اور کچھ نظر نہ آیا صحرا کو کرہ  
 نار بیا یا جو غار تھا وہ کرہ آہنگ تھا ہر جگہ انبار اظہر تھا شرار سے بلند تھے گویا آگ کے درخت آگ  
 تھے زمین سے فلک تک آگ بھری تھی آتشکدہ مزدور دشت کی کیا حقیقت تھی جو یہاں گرمی  
 تھی چکار بیان اڑ کر ہوائے آگ کرتی تھی یا تارے ٹوٹتے تھے شیا طین کے یہاں آتے جی چھوڑتے تھے سراسر  
 جہنم وہ زمین تھی دوزخ ہادیہ سے بڑھ کر کہیں تھی لپٹ اس آتش کی شعلہ عقل داناجلداتی تھی  
 ہوائے گرم بار و مزاجون کا عفر بڑھاتی تھی جسم میں خون کھولاتی تھی بھسکا آگ کا گولے کی طرح اٹھتا  
 ایک ایک انکار انگرہ انا اسفل السافلین کا بھرتا تھا

دست مرگان سے دیدہ تر	پکھے بھلتے تھے مرد مک پر
مچھلی تھی چھپی کف بتان میں	بازو میں زمین میں آسمان میں
کوئی نہ علاج تشنگی تھا	آب بحر آتش تھا
خاکی سوے مرد مان آبی	سورج کی تھی سر پہ آفتابی
ذرتے سورج کی آنچ پانکے	تل بن گئے چشم نقش پانکے

کنارے پر اس بیابان شرر ریز اور وادی آتش خیز کے ایک تالاب آگ سے بھرا نظر پڑا اور  
 کنارے پر اس کے ایک زن حسینہ و جمیلہ شعلہ رخسار جمیع غدار کہ بہت تھی سرسبز ایسی پیکر نور  
 جب کا کف پا تھا عارض حور + استادہ تھی جب وہ شیر کنارے تالاب کے آیا اس نازنین نے ایک  
 کاغذ نکال کر مجھور کو دیا اس میں لکھا تھا کہ شیر کو اندر تالاب کے ڈال دے کچھ خوف و بیم نہ کر اس نے شیر  
 کو تالاب کی طرف ہانکا وہ تو مطیع حکم تھا فوراً تالاب میں کود کر غوطہ مار گیا عمر نے دل میں کہا اب



بیشک خلعت ہستی جلاؤ قنار بنجا عذاب التار پڑھنے لگا نظر بد دہر بندہ ناز و خاک تھی کشتی جان  
 تہ گرداب ہلاک تھی بچان و غلطان غلطان و بچان بڑی دور تک چلے گئے وہ تالاب آتشین اُنکے  
 لیے گلزار خلیل بن گیا کہ جلتے سے محفوظ رہ گئے بعد کچھ دیر کے جب آنکھ کھلی اپنے تین ایک میدان  
 وسیع میں پایا اور سامنے ایک دیوار سر فلک کشیدہ کو منزلوں تک گھسنے دیکھا سد سکندر اس  
 کے رو برو کیا یہ نردبان فطرت سامنے اسکے فرومایہ اس شیر نہ جھپٹ کر اس دیوار میں ٹکر ماری  
 کہ سر ٹھکیا اور ہارے کہہ کر گویا ہوا کہ افسوس مجھ کہنت نے یہ کیا کیا کہ دشمنوں کو یہاں تک پہنچایا یہ کہا  
 اور تڑپ کر ہلاک ہوا اسکے مرنے سے وہ بیابان و تالاب سب ہر بار ہو گیا ایک جنگل ویران سا  
 نظر آنے لگا اور سبر کوہ بھی دکھائی دیا اور شیر کے ٹکر مارنے سے اس دیوار میں ایک دروازہ پیدا ہوا  
 اور نازنین ناز کہدن دوسری اس جگہ پیدا ہوئی کہ یہ بھی ناز و انداز میں بلاے بے درمان تھی شک  
 حسنان جہان تھی یہ بھی کنیز بلکہ کیسوے کا کل کشاکش ہوا اور وہ جو تالاب پر رقعے کر گئی تھی وہ بھی  
 پرستار اسی کی تھی پس جیسا اوپر ذکر ہوا کہ جو شیر سرحد بیابان پر پہنچتا ہی تو یہ کنیز کو براے رہبری  
 جھپتی ہی پس اول ایک کنیز بھیکر بیان بلوایا لیکن بعد لمحہ کے اسکو خیال آیا کہ دیکھوں کون اس طرف آتا  
 ہے اور شیر طلسم کسکو لاتا ہے اگر شاہ طلسم کا کوئی عزیز ہو تو میں بہر استقبال جاؤں اور نہایت تعظیم سے  
 لاؤں یہ خیال کر کے ورق سامری نامے کے نکالے اور غور دیکھے معلوم ہوا کہ مخمور نے سینہ در طلسم  
 پایا ہے اور ایسا کچھ سنگامہ مچایا ہے سب حال جو کچھ مذکور ہو چکا ہے دریافت کر کے اسکو غصہ آیا اور ایک  
 کنیز قاش جاذو نام کو اس نے حکم دیا کہ جاؤ اور مخمور کو بلو لایہ وہی کنیز ہی جو دیوار سے نکلی ہے  
 بس نکلتے ہی اُسے لاکار کہ اے نکو امان تم نے یہ دل پیدا کیا کہ یہاں تک قدم رکھا مخمور و عمر شیر نے  
 جب ٹکر ماری تھی تو الگ کو دکر کھڑے تھے اس کے لغو کرنے سے اور تو کچھ نہ بن پڑا عمر نے جھپٹ کر  
 جال ایسا ہی مارا اور اسکو کھینچ کر زنبیل میں ڈال لیا پھر ایک گوشہ میں جا کر اسکا چہرہ زنبیل سے نکال کر  
 بیوٹی کو پلایا اور اسکو باہر نکال کر رو برو بٹھا کر رنگ دروغن عیاری سے اپنی صورت مثل اسکی  
 صورت کے بنائی اور مخمور سے کہا تم میری صورت بنو بزور سحر اور یہاں سے چلو اس نے سحر کی ایسی  
 سحر سے اپنی صورت بنائی اور کپڑے اسی کے پہنے عمر نے پیر میں اس کنیز کا ہنا اور اسکو پھر زنبیل میں  
 رکھ کر اس دیوار میں جو دروازہ پیدا ہوا تھا اس میں قدم رکھا اور آگے بڑھے کچھ دور چلے گئے کہ  
 سامنے ایک قلعہ بلند نظر پڑا خندق گرد پانی سے لبریز تھی بل پر تختہ پڑا تھا قلعہ بلند دروازہ کھلا  
 تھا انھیں لہاے قلعہ پر ساحر بیٹھے تھے کوئی شیر صورت کوئی از در چہرہ تھے ہر بارے کنگے یلین  
 ہر ایک عہدہ چار دیواری سنگ ہوئی کی سیاہ تھی اسپر ہوا ہر کی بچی کاری لائق واہ واہ تھی نظم

عقا بلند ی میں اسکا ہر پائیہ | پایہ آسمان کا ہر پائیہ |



وہ ملائی بروج جلوہ نما نور آگین تھی جو عمارت تھی	ماہ کرتا تھا جسے کسب فیضا سرمہ قوت بصارت تھی
<p>یہ دونوں در قلعہ پر آئے وہاں چالیس ساحر بیٹھے تھے انھیں دیکھ کر مستفسر ہوئے کہ اے قاش جادو کہو عکس کو لائین عمر مرنے جواب دیا کہ لگوڑ و کیا اندھے ہو دیکھتے نہیں کہ میرے سر سے خود بخود ساتھ ساتھ عمر و صلا آتا ہے وہ ساحر ہنس کر چپ ہوئے اور یہ دونوں اندر قلعہ کے چلے یہ قلعہ جادوگر اور جادوگر نیون سے آباد تھا جا بجا مندر بنے تھے تصاویر سامری و جمشید اس میں دھری تھیں تر شنی ہوئی بلور کی تھیں گلی کو چہ پختہ پتھر کے صاف بنے تھے چلنے والے بھی حسین و خوش پوشاک تھے دکانیں سچی سجائی تھیں محرابیں غیرت ابرو ان شاہدان بنائی تھیں جنس ہر طرح کی ان میں بھری جو چیز چاہیے ہوا فراط سے دھری رنج اگر وہاں جائے تو راہ بھول کر بہکتا پھرے غم و رنج بھٹکتا پھرے امن و امان کا بھنڈا اگر اٹھا فتنہ و فساد کو دیں نکالا ملا تھا نظم</p>	
شاد آباد سب رعایا تھی شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا فائق تھی کھٹا طلسم کا وہ دیار	محو عشرت تمام دنیا تھی گر پوی دیکھ لے تو ہو سکتا سحر آگین تھے کو چہ دیار
<p>عمر و محذور سپر کرتے ہوتے جاتے تھے کہ ایک جانب سے دو ساحر پیدا ہوئے اور قریب اگر گویا کہ اے قاش جلو ملک بلاتی ہیں اس نے کہا چلی تو آتی ہوں کیا سر یہ یاد ان رکھلون یہ کہہ اُنکے ساتھ جلد تر روانہ ہوا اور دار الامارۃ شاہی میں آیا اس مکان کو نزاع طلسم پایا لیکن ملکہ اس وقت در بار میں نہ تھی الگ ایک مکان میں شیر طلسم کے بلانے کو گئی تھی وہ ساحر ان دونوں کو وہاں لائے آپ دروازے پر ٹھہرے یہ دونوں اندر گئے دیکھا کہ تمام مکان پتھر کا بنا ہوا ایک ایک سنگ ہنسنگ نعل و الماس لگا ہوا درجے اس کے غیرت وہ درجہ ہائے منازل فلک ہیں صفائی میں ہر از چمک دک ہیں صحن خانہ صحن فلک کا جواب خلاصہ یہ کہ ہر کمرہ اسکا لاجواب انتخاب کے مقبضے میں</p>	
وہ سما تھا ہر رنگ خلدیرین ہانڈیاں تھیں جباب نہر چین کہتے ہیں چلنوں کو ذی ادراک تار ہائے شعاع نور ہیں یہ شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون کھڑکیاں تھیں دریچے جنت	صدقے کیجے نگار خانہ چین کنول انجم کی طرح تھے روشن ہیں یہ عشاق کے دل صد چاک فلک مغرکان چشم حور ہیں یہ صورت سرو بلغ ہیں موزون درجہ درجہ حدیقہ جنت
<p>سلنے کے ایوان میں مسند ناز پر بیدار انداز ایک مسہرہ حور نقاب رسیا یعنی ملکہ کیسوا کا کل کشا</p>	



بیٹھی تھی از سر تا پا جو اس پر کان پور پہنچتی لطافت اسکے عارض صبیح سے رولق و صفا سیکھتی تھی غارہ رخسار  
سیم تنان کو گوری رنگ تو اسکی نازگی دیتی تھی کہ موجب بیات

نقوہ بست موس عنبرین را	گرہ در یک دگر زوشک چین را
ز پشت آویخت مشکین گیسوان را	ز عنبر داد پشتی ارغوان را
کحل ساخت چشم از سرمہ ناز	سیم کاری بھر دم کرد آغاز

عمر نے سامنے جا کر سلام کیا اس نے کہا کیوں قاش کیا ہوا اسنے کہا حضور کے اقبال سے لائی مگر  
نے کہا وہ نیکو ام مخمور کہاں ہوا اس نے جواب دیا کہ وہ نہیں ملی ملکہ کو کچھ شبہ گذر اور اس کے سامنے  
ایک آئینہ سحر کار کھانٹھا اسکو اٹھا کر دیکھا حال معائنہ ہو گیا کہ عمر فیری کثیر قاش کی شکل ہوا اور  
مخمور بصورت عمر ہے بس یہ معلوم کرتے ہی اسنے ڈانٹا کہ باش او دزد مکار میں نے تجکو جاننا یہ کہہ کر ایک  
نارنج سحر پڑھ کر مارا مخمور نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا عمر مارا جائیگا بس بہت جلد سحر پڑھ کر نارنج کو ایک  
تھکی دی کہ وہ الٹا پلٹ گیا لیکن ہاتھ مخمور کا بھی مل گیا تھا مخمور نے عمر کے گلے میں ایک دمال بندھنا  
کہ گیسوی کا کل کشا کا سحر تاثیر نہ کرے اور واقعی جب اس نے گولا سحر کا مارا عمر کے پاس آکر گر پڑا  
اور تیر سحر کا مارا وہ بھی عمر تک نہ پہنچا دو سحر اسکے خالی گئے بسبب دمال کے اثر پذیر نہ ہوئے اس  
وقت اس نے دفرہ مارا کہ لینا اسکو کنیز میں اسکی جوق جوق ہر سمت سے پیدا ہوئیں اور مخمور و عمر  
کو گھیر کر رستے لگیں عمر نے اسوقت خیال کیا کہ یہاں ہی یہ حاکم ہر بالفرض کنیز و نکو مخمور مغلوب کرے گی  
فوج ساحران آکر گھیرے گی مناسب یہ ہے کہ کوئی تدبیر کروں یہ سوچ کر بیچ میں ان کنیزوں کے در آیا جو تیر  
سحر تو تاثیر نہیں کرتے تھا دمال کی وجہ سے اس نے حقہ ہائے نفی جو داغ کر مارے تمام مکان میں جھونکا  
پھینکا خصوصاً جہان گیسوی کا کل کشا اور کنیزین تھیں وہاں بالکل تاریکی ہو گئی عمر نے جال لیا سی  
اس اندھیرے میں ملکہ گیسو پر مارا اور اسکو کھینچ کر زمیل میں ڈال لیا اور آب کلیم اور پڑھ کر غائب  
ہو گیا وہاں مخمور سے جنگ ہو رہی تھی کسی نے اسکا خیال نہ کیا اور اس نے بہت جلد معجزہ طلب کیا  
یعنی جلد اول میں مذکور ہوا کہ عمر کو تین دانے انگور روح الامین نے کوہ بوقیس پر کھدائے تھے  
جسکی تاثیر یہ ہوئی کہ تین خصلتیں اسکو خدا نے عنایت فرمائیں ایک یہ کہ زبان ہر قوم کی جانتا ہو اور  
بولتا ہو اور دوسرے دم بھر میں بہتر صورت میں بدلتا ہو یعنی زمیل پر ہاتھ رکھ کر خواہش کرے کہ میری  
شکل مثل اس شخص کی صورت کے ہو جائے بس ویسی ہی صورت ہو جائے گی اور تیسری صفت  
یہ کہ الحان داؤدی رکھتا ہو فی الجملہ اسوقت معجزے سے یہی خواہش ہو کہ میری شکل ملکہ گیسو کی ایسی  
ہو جائے بس ویسی ہی صورت ہو گئی اس نے اس مکان کے گوشے میں جا کر ملکہ گیسو کو نکال کر بہت جلد  
پیرا ہن اسکا اور زیور اتارا پھر اسکو زمیل میں ڈال کر وہی لباس اور وہی زیور پہنا اور کلیم اتار کر چھپٹا



اگر دیکھیں تو کینیزین کسی طرف سے تاریخ کسی طرف سے تاریخ مار رہی ہیں اور مخور سب کے سر دکر رہی ہیں  
 وار کرنا نصیب نہیں ہوتا ہی تاریخ بھٹے ہیں شعلہاے آتش نکلتے ہیں مار و عقرب منہ پھیل کر دوڑنے پڑنے  
 عقرب ہر کہ مخور قید ہو جائے یہ دیکھ کر بیچ میں اگر اس نے نعرہ مارا کہ اسے کینیزان خبر دار تم اسپر  
 ہاتھ نہ ڈالو میں سمجھ لوں گی کینیزین اس کے منع کرنے سے علیحدہ ہوئیں اور عمر نے باس جا کر مخور کو تلک کھایا  
 وہ سمجھ گئی کہ خواجہ نے عیاری کی بس فوراً ہاتھ باندھ کر قدم پر گری اور عرض پیرا ہوئی کہ مجھے عمرو  
 نے بہکایا تھا اب معلوم ہوا کہ یہ نہ بدست ہیں مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا بس میری خطا معاف فرما کر  
 شاہ جادو دان سے ملو ادیکھے کیسوی نقلی نے سراٹھا کر سینے سے لٹکایا اور فرمایا کہ دیکھو عمر ایسا مطلب  
 آشنا ہی کہ تم کو اس بلوے میں اور مجمع دشمن میں چھوڑ کر چھپ گیا ہی سنا ہی کہ وہ غائب ہو جایا کرتا ہی  
 مخور نے کہا ہاں اسکے پاس کلیم ہی وہ اوڑھ لیتا ہی اور پوشیدہ ہو جاتا ہی لیکن آپ کے ملک سے  
 کہاں جائیگا ملک نے کہا کینیزون سے دروازہ ٹھہرکا جا کر حکم دو کہ بند کریں اور جا بجا ہوشیاری  
 رکھیں عمر دھباگ گیا ہی جہاں پالین اسکو گرفتار کریں کینیزین کسب الحکم گئیں اور وزیر دن سے  
 ابلاغ حکم ملکہ کیا شہر میں ساحر مشلاشی پھرنے لگے در شہر بند ہو گیا بے سند رایداری آنا جانا شہر  
 سے بند کیا گیا اس مکان پر بھی پیرا چوکی مقرر ہو گیا مخور اور کیسوی نقلی دونوں مسند پر بیٹھے کشتیان  
 شراب کی مشکوئین بادہ احمد سے کام جان روشن کیا پھر مخور کو لے کر دار الامارت میں آئے اور  
 خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا انکو خزانہ دکھاؤں گی غرض کنجیان نے کر کوٹھے کھلوائے پھر سب کو  
 ہٹا کر مال و اسباب جا کر زنبیل میں رکھا اور مکان مقفل کر کر تخت شاہی پر آکر جلوہ فرما ہوا اور  
 جسطرح قلعہ نورانیہ میں ڈھنڈورا پٹوایا تھا کہ صاحبان شہر مال سرکار میں جمع کر دیں کیونکہ عمرو  
 کے لوٹنے کا خوف ہی اسی طرح یہاں بھی متادی کر دی جب مال اور وہیہ جمع ہو اسب مال زنبیل  
 میں رکھا اور ایک دن بعد اس انتظامات کے وہاں رہ کر وزیر اسے سلطنت سے کہا ہوشیار رہنا  
 مخور نے سحر سے تخت تیار کیا دونوں سوار ہوئے اور قلعہ سے حکمران کے بڑے یہاں تمام رعایا  
 اور روسا شہر جانتے ہیں کہ ملکہ عمر کو گرفتار کرنے گئی ہیں اسوجہ سے سب مطمئن ہیں اور یہ دونوں  
 جو یہاں سے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و مراحل قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہونچے دیکھا  
 پہاڑ مثل کوہ البرز بلند ہی دامن کوہ میں سبزہ زار دلپسند ہی بہاڑ سے چشمے جاری ہیں جھڑنا جھڑنا  
 ہی گیاہ سبز قام مینارنگ روئیدہ ہی جوش فصل بہار ہے رشک قبتہ خضراے فلک کو ہمارے  
 گلہاے خود رو مثل چرخ انجم درخشان ہیں خوشے غیرت سنبلاہ سپر ثریا آسمان صفحہ کہکشان  
 ہیں طاؤس و کیبک و تدر و دودراتگ کوہ اور دامن کوہ میں چان چان خرامان ہیں رفتار  
 قیامت خیز شاہان روزگار پر خندان ہیں کہ نظر



زین پر نیاں و ہوا شک بوے غم آوروہ از شاخ شاخ سخن غرامان بگرد گلان بر تدر و	گلاب است گوئی مگر آب جوے صنم شد گل و گشت بیل سخن خروشیدن بیل از شاخ سرو
--	---

اور ایک طرف کو دامن کوہ میں مجمع خلایق دیکھا کہ زن و مرد کا ہجوم بار ایوان کی دھوم ہر دکا میں لگی ہیں جنس ہائے گران مایہ ہر طرح کی رکھی ہیں تاجران ذی مرتبہ موجود ہیں تحفہ ہائے ہر دیار کے پاس نامحدود ہیں جادو گر نیاں ساریاں باریک باندھے زیور مرصع پہنے ہاتھوں میں نیاں سونے چاندی کی لیے چونکین روشن کیے پہاڑ پر چڑھتی ہیں اور بہت سی پہاڑ کے نیچے اترتی ہیں ہر ایک حسن میں انتخاب بتان دہر سے جو ہر وہ خورشید چہرہ ہر آفتاب تابان اُن کو دیکھ کر دامن کوہ میں منہ چھپائے نقاب سحاب شرم سے اپنے منہ سے نہ اٹھائے کہ بمقتضائے ایسات

پری چہرہ بینی ہمہ دشت و کوہ ہمہ رخ بہ از گل ہمہ چشم خواب ہمہ دشت بینی بیاراستہ	بشادی بہر نوشتہ گروہ ہمہ لب پر از می بوے گلاب چوبت خانہ چین پر از خواستہ
--	--

عمر و محور تخت سے اتر کر سیر کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ یہاں ایک گنبد سونے کا ہر گلس اسپر یا قوت کا چڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب بکھلا ہوا ہر برج فلک کب اسکے ہمایہ ہو سکتے ہیں مشعل ماہ کو اسکے فروغ کے سامنے لوگ اندھا اندھا جلتا کہتے ہیں گنبد آسمان رو برو اسکے نیلا سائبان سمار عقل اسکی گلابی دیکھ کر چکر میں اور حیران ہیں کہ بموجب نظم

وہ صنم خانہ آج اے ذبیحہ لقب اس کا ہر مشرق خورشید	اک خدائی کا تھا پرستش گاہ ساحران کا ہے کعبہ امید
---	---

گرد اس گنبد کے تخت و کانداز و کھجے لگے تھے ان پر دکاندار بیٹھے بتاتے اور کلاوہ اور ہار اور پھول اور دھوپ دیپ چندن وغیرہ چڑھانے کا سامان بیچتے تھے دروازہ پر گنبد کے بڑے بڑے گھنٹے لٹنگے تھے اور مہنت وضع ساحر بجاری بیٹھے تھے سکے تام جسم میں چندن لگا تھا مالاکے سے نان تک لٹکا ہوا تھا دھوتیاں تھمیری باندھے آسنی کچی تھی اسپر یا لہتی مارے بیٹھے تھے جو کوئی جاتا تھا پہلے ان کے قدم لیتا تھا پوجے کا سامان پیش کرتا تھا وہ کنڈی کھول کر پوجا کرتے تھے اور بہت ساحر سامنے اس گنبد کے درختوں کے نیچے اسی پر آنکھیں بند کیے جمشید کے دھیان میں گمان لگائے بیٹھے مالا جیتے ہیں کچھ لوگ ایک پاٹون سے کھڑے ہاتھ باندھے نگاہ گنبد سے بکست لڑائے دانت نکالے دعا مانگ رہے ہیں اور ہر طرف خلایق کا اثر دھام ہر ڈمرد بکتا ہی جھن ہو رہے ہیں زمین ڈھول بجاتے پھرتے ہیں خواجے والے آواز لگاتے پھرتے ہیں غول کے غول عورتوں کے گاتے



ہوئے آتے ہیں بعض ان میں پکریا کرتے ہوئے جاتے ہیں تو تھانہ رکھے ہیں تو بہت کبھی ہر دھونے پٹے ہیں شور و غل ایسا ہے کہ کان پڑے آواز نہیں سنائی نہیں دیتی ہر عمر نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے جہاں یہ کچھ دھوم دھام اور اہتمام ہر محمور نے جواب دیا کہ یہ گنبد سامری ہر اور مالک اس گنبد کا ہوا ہی جادو نام ایک ساحر ہر بڑا ظلم و اکفر ہر عمر نے کہا چلو اندر اس مٹھ کے چلین اور وہاں سے بن پڑے تو دست برد کرین اس نے کہا آپ کی مرضی از بسکہ عمر بیکل ملکہ کیسوتھا سامنے گنبد کے گیا وہاں کے اتیت یہاں کر اٹھے اور وعادینے لگے عمر نے کہا کنڈی کھولو کہ پو جا کرین انھون دروازہ کھولا اندر قدم رکھا جیسے ہی اندر گیا ایک آنڈھی گنبد سے پیدا ہوئی اور ایسی ہو اگر م علی کہ عمر وہوش ہو گیا اور باہر گنبد کے کسی نے ڈھکیل دیا اور صدا آئی کہ آجتک یہاں کسی سلمان کا قدم نہ آیا تھا آج یہ سندر بھی نجس ہو گیا خبر دار لینا جانے نہ پائے یہ صدا سکر ساحر پکڑنے دوڑے مجھوڑے دیکھا کہ عمر مار ڈالا جائیگا بس نیچہ نیکر جو گری اٹھا کر اڑی لینا لینا کا غل ہوا اگر یہ سناٹا بھڑکائی کو س نکلتی اور صحر اسین پہونچکر ایک غارتنگ اور جاے پوشیدہ دیکھ کر چھپ رہی ہوا ہی جادو مالک گنبد اور چند ساحر ہر سمت ڈھونڈتے پھرے جب کہین پتہ نہ ملا ہوا اسے جادو نے سحر کا حصار گرد صحر اکر دیا کہ نکل نہ جائیں اور آپ سمت شاہ طلسم چلا پہلے قلعہ ملکہ کیسوپن پہونچا اور وزیروں سے بیان کیا کہ ملکہ تمھاری پکڑ گئیں انکی حکورت بنا ہوا عمر و گنبد میں کیا تھا یہ خبر سننے ہی اہل شہر اپنا اپنا مال و زر غارت ہوا یہ سمجھ کر سر پٹنے لگے اور یہاں سے بھی عرضی سب لکھ کر خدمت شاہ جادو دان میں بھیجی ہوا اسے جادو وہاں سے جو چلا تو بیابان آتش دہر کوہ بھی برباد دیکھا پھر قلعہ اور دریاے مروارید کو تباہ اور خشک پا کر رویا الغرض کوہ سیاہ سے گذر کر مکانات طلسمی اور قلعہ نورانیہ کو طے کر کے پہلے لشکر حیرت میں پہونچا ملکہ کو سلام کر کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مجھے انگوٹھی دیجیے کہ دریاے خوزوان پر کوئی نہ روکے میں پاس شہنشاہ کے جاؤں حیرت نے انگوٹھی برائے نشان اسکو دی اور مقامات مذکور کے تباہ و برباد ہونے پر تاسف کیا اور ہوا اسے جادو وہاں سے انگوٹھی لے کر دریاے خوزوان پر آیا انگوٹھی ہاتھ پر رکھ کر پکارا کہ شہنشاہ مجھے اپنی خدمت میں بلو ایسے بس پکارے ہی نیچہ اسکو اٹھا لیگیا اسوقت شاہ جادو دان کے روبرو لاشین بلائے جادو و دہر جادو وغیرہ کی آئی تھیں اور سیران کے حال انکی مرگ کا کہہ رہے تھے کہ یہ پہونچا اور شہنشاہ کو مجرا کیا شاہ اس سے مستفسر حال ہوا کہ کہو کیا ماجرا گذرا اسے عرض کیا کہ میری حد میں عمر و مجھوڑ ہوئے گنبد سامری میں جاتے وقت خداوند سامری نے فرمایا کہ لینا انکو میں بھیجے دوڑا کر وہ بھاگ کر کہیں چھپ رہے میں صحر اکو محصور کھسار سحر کر آیا ہوں کہ نکل کر چلے نہ جائیں اطلاع کرنے حاضر ہوا تھا آپ کتاب سامری دیکھ کر بتلا دیجیے کہ وہاں کہاں ہیں شاہ طلسم نے سب حال سنکر لاشون کو ساحران کی جلائے کا حکم دیا اور کتاب سامری منگا کر دیکھی



اس وقت عرضی قلعہ گیسو کی بھی آئی شہنشاہ کو پڑھ کر سخت پریشانی ہوئی پھر کتاب سے حال دریافت ہوا کہ  
 ملکہ گیسو بھی اسیر ہو گئی ہے اور عمرو محمود ایک غار میں پوشیدہ ہیں اور عمرو ہوش ہے محمود اسکو ہوشیار کرنا  
 چاہتی ہے یہ کیفیت دریافت کر کے کتاب بند کی اور سحر پڑھ کر دستک دی ایک ساحر زمین سے پیدا  
 ہو کر سامنے آیا اسکو حکم دیا کہ اس قاصر قہر چشم جادو تم ہو اسے جادو کے ہمراہ جاؤ اور یہ  
 انگوٹھی لیتے جاؤ جدھر اس انگوٹھی کا رخ پھرا ہو گا اسی طرف عمرو محمود ہوں گے ان کو گرفتار کر کے لاؤ  
 یہ کہلر بخون کو حکم دیا کہ ان کو دریا پار پہونچاؤ اور غلعت دے کر رخصت کیا بنجے دونوں کو دریائے  
 خون روان کے پار پہونچا آئے یہ وہاں سے پھر لشکر حیرت میں آئے اور ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی  
 یہاں بصورت تبدیل عیار ان لشکر ہرج موجد تھے انھوں نے بھی سب ماجرا سنا اور جا کر ہرج سے  
 بیان کیا کہ اب عنایت خدا سے خواجہ اتنے مرحلے طے کر کے برکوہ سے گذر کے گنبد سامری پر پہونچے  
 لیکن اس جگہ ہوش ہو گئے ہیں اب دو ساحران کی گرفتاری کو جاتے ہیں یہ خبر لشکر سب مصروف دعا ہوئے  
 کہ خدا یا خواجہ کو شہر سے ان ساحروں کے محفوظ رکھنا سب دعا کرنے لگے برق فریقی اٹھ کر چلا کہ میں  
 دونوں کو راستہ میں مار ڈالوں اور استاد کو بچاؤن عرض کہ لشکر سے نکل کر صورت ساحر کی ایسی بنا کر پہلے  
 دریائے خون روان کی طرف گیا پھر ادھر سے دوڑتا ہوا ان ساحروں کی طرف چلا وہ ساحر حیرت  
 سے رخصت ہو کر صحرائ تک پہونچے تھے کہ یہ دوڑتا ہوا پہونچا اور یکار ماڈرا ٹھہرنا وہ دونوں رُکے  
 اس نے قریب آ کر کہا کہ شاہ طلسم تم سے بہت خفا ہیں فرمایا کہ تم لشکر حیرت میں کس کے حکم سے گئے تھے  
 اور جانے میں عرصہ کیوں لگایا اگر اسی طرح ٹھہرتے ہوے جاؤ گے تو حریت کا گرفتار ہونا مشکل ہے یہ گفتگو  
 عتابانہ شکوہ ساحر گھبراے اور غدر پذیر ہوے کہ بیشک ہم سے خطا ہوئی اب ہم کہیں نہ ٹھہریں گے اور  
 بہت جلد جائینگے برق نے کہا اچھا ایک چیز اور بھی شہنشاہ نے دی ہے الگ جگہ لے لو وہ اُس کے  
 ہمراہ رہ کوہ میں آئے اس نے ایک پھل نکال کر دیا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ اس کے کھانے ہی دم بھر  
 میں پہونچ جاؤ گے انھوں نے وہ پھل لے کر کھایا اسی وقت ہوش ہو گئے برق نے دونوں کے سر کاٹ  
 ڈالے محل و شور برپا ہوا تا کی یہ ہو گئی صدا آئی کہ مارا قاصر قہر چشم و ہواے جادو کو انکے مرتے ہی  
 مثل برق کے نیچے چک کر گرے برق بھاگنے نہ پایا تھا کہ نیچے لاسے دونوں کے اور برق کو اٹھا لیکن  
 نیچے تو شاہ جادو ان کے پاس ان کو لے گئے اور وہاں عمرو ہوش آگیا محمود نے پہلے غار سے نکل کر  
 دیکھا تھا کہ چار طرف اندھیرا تھا راستہ بند تھا اب عمرو کو ہوش آیا غار سے نکل کر دیکھا راستہ صاف پایا  
 تخت سحر پر بیٹھ کر شاد و خرم منت منزل مقصد روانہ ہوے لیکن نیچے مع لاشہ ساحران برق کو باغ  
 سیب میں سامنے شاہ طلسم کے لائے برق کی توجہ سے آنکھیں بند تھیں پہونچ کر جو آنکھ کھلی ایسا باغ  
 پر بہار اور طلسمی دیکھا کہ کبھی اپنی عمر میں نہ دیکھا تھا گلہاے رنگارنگ کی بہار اور شجر پر از گل و انار



نیزنگی اس باغ طلسم کی دیکھ کر فلک نیزنگی پر داز اپنی شعلہ بازی بھوسے گزین کی کیفیت ایسی بہانہ گسی چشمان دہر کو دکھلائے کہ فرط خوشی سے ہاتھ پاؤں ہر ایک کا پھوٹے تعریف اس باغ کی جلد اول میں کئی مقام پر تحریر ہے اس وجہ سے اس جگہ اعادہ نہیں کیا گیا مگر طول سمجھ کر بہتر سمجھا الغرض اسی باغ کی بارہ درمی میں تخت طلسمی بچھا بصد کرد فرشاہ جادو ان جلوہ گر تھا دربار میں ساحران نامی کہ ایک ایک ان میں سامری عصر خداد نکل بہ دنگل اور کرسی بہ کرسی بیٹھے تھے بقی نے اٹھ کر بادب تمام شاہ کو سلام کیا اور دوڑ کر قدم پر گرا بادشاہ نے دونوں ساحروں کی لاشیں اٹھو ادین اور اس کو عتابا خطا کیا کہ اے ناعیار بڑا غضب کیا تو نے کہ پرستار اور سیوک کو گنبد خداوند سامری کے مارا اب بات عنایت سے تجکو مار ونگا بقی نے نہایت عجز سے گڑا گڑا کر اول زبان اپنی صفت و ثنا میں بادشاہ طلسم کے کھولی کہ اے بادشاہ شاہان ساحران جہان میرا مرتبہ فروغ افزا ہے آفتاب سماے طلسمات ہر حلقہ پرکش کر نیوالی شاہان دہر کی تیری بات ہے کہ **طلسم**

جمع سے حفظ شدہ جو ہر مانوس نہ فلک ایک گوشہ ایوان جامہ شعلہ ہو جو آبے وان حفظ گستر اگر ہو عدل و امان شعہ عدل گر نگہبان ہو حلم تو یہ کبھی جو غیظ آجائے رعیب سے تیرے ایسا ڈر جائے	دامن باد تند ہوا فانس ہفت نجم ایک خوشہ بیتان ایک میلانہ اس کا ہو رویان ہر جہتاب میں ہو فرش کتان کب رعیت کو خوف نقصان ہو جسم ضرغام جو رخ مقرر اجائے کہ تب و لرزہ ہر اتر جائے
--	---

میں بھی میری عنایت سے آج الامال ہو جاؤ نگا سب رنج و ملال بھول جاؤں گا میری خطا کچھ نہیں ہے مجھے عمر نے دھوکا دیا ہے وعدہ کیا ہے کہ تو طلسم میں چل کر ساحروں سے مقابلہ کر میں تجکو ہزار ہا سو پہ دو ٹکا اے بادشاہ مجکو بیان لا کر تین روپہ تنخواہ دیتا ہے اور سخت کام لیتا ہے اسی لیے میں ساحروں کو قتل کرنا تھا کہ کبھی تو گرفتار ہو کر شاہ طلسم کے پاس پہنچوں گا پھر وہاں عرض حال کرونگا بادشاہ کو اس حال میں اختیار ہے چاہے تجھ کو سزا فرما کرے اور چاہے ہلاک کر ڈالے فی الجملہ آج بخت رسائے رسائی کی کہ قدسوسی شاہ شاہان حاصل ہوئی اب سرکار کو اختیار ہے کہ جو چاہے وہ میری نسبت کیجیے من جاننا بازی کو حاضر ہوں ان باتوں سے بادشاہ کا غصہ کم ہوا اور پر سر رحم ہو کر کہا کہ تو میری ملازمت کرے گا اور دعا تو تجھ سے نہ ہوگی اس نے عرض کی میں جان سے تنگ ہوں چار لڑکیاں میری بیاتھنے کو ہیں عمر سے ایک کوڑی نہیں ملتی بلکہ کچھ کماتا ہوں وہ بھی چھین لیتا ہے اور مار ڈالنے پر دھمکا تا ہے واسطہ سامری کا کہ مجکو یا تو اس موذی کے پھندے سے



چھڑائیے یا قتل کر ڈالیے افراسیاب اس کے عجز و انحال کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بیشک یہ  
 عمر سے بیزار ہی اور واقعی عکس لاجی اور سخیل بہت ہر اس کو کچھ نہ دیتا ہوگا یہ سمجھ کر حکم دیا کہ اچھا ہم نے  
 تیری خطا کو معاف کیا اور اپنا ملازم فرمایا آج سے عیاری اس نا عیار سے کرنا اور گرفتار کر کے  
 حضور میں لا برق نے عرض کی کہ آپ ملاحظہ کر لیجیے کہ کیا کچھ میں نے عیاری کی اگر عکس لاجی کاٹ  
 لاؤں تو اپنا نام نہ رکھوں لیکن اسے بادشاہ مجھ کو دو ہزار روپیہ ضرور دیجیے گا کہ میں لڑکیوں کو بیاہ  
 دوں شاہ اس کے اس کلام پر ہنسا اور کہا اسے برق تو نے کبھی دو ہزار روپیہ بھی نہ پائے  
 جو اس طرح عاجزی سے مانگتا ہے برق نے کہا حضور میں اپنی تنگدستی کیا بیان کروں بمقتضائے  
 ع مرگ صاحب خانہ ہر فاقہ جو یہاں رہ گیا۔ بادشاہ نے کہا اس قدر تجھ کو سرکام سے عنایت ہوگا  
 کہ تو سلطنت کرے گا برق نے دانت نکال دیے اور خندہ دنگان بنا کر کے پوچھنا استعجاباً شروع  
 کیا کہ ہاں حضور میں مالی دار ہو جاؤں گا کہ ایک نوکر کام کرے کو رکھوں گا اسے بادشاہ ایسا ممکن  
 ہوگا کہ آٹھویں دسویں روز پلو آؤں گا اگر کھاؤں ہاں میرے نصیب ایسے کہاں جو ایک ات  
 فکر معاش سے خالی دل ہو کر بستر نرم پر سوؤں کیوں جناب ایسا ہوگا کہ ایک خوب صورت کینر فرود  
 کر کے اس سے گرم صحبت ہوں یہ کہا اور پھر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آٹھویں میں آنسو  
 بھر لایا بادشاہ نے اس کی دلجوئی کی اور بہت کچھ دینے کا وعدہ فرمایا اور خلعت قیمتی کئی ہزار روپیہ  
 کا منگا کر عنایت کیا اس عرصہ میں دن بھی کم رہ گیا بادشاہ نے دربار پر خاست کیا سب ساحراٹھ کر  
 اپنے اپنے گھر گئے اور شاہ طلسم برق کا ہاتھ پکڑ کر جینان میں گلشت کرنے لگا اور نیرنگیان  
 بلخ سحر کی دکھاتا جاتا تھا اور برق دیکھتا تھا کہ کوئی بھول ہنستا تھا اور اس میں سے پر یوں کے  
 چہرے پیدا ہو کر قہقہے لگاتے ہیں اور کسی گل سے کلیان نکلتی ہیں اور جب مسکراتی ہیں تو بلبلیان  
 چمک کر فلک پر جاتی ہیں کہیں از دہا منہ کھولے بیٹھا ہے اور اس کے دہن سے شعلہ نکل کر ناچتا ہے  
 پھر سروا تبار بن کر سرخ بھول پیدا کرتا ہے عرضند کہ یہ عجائبات کہاں تک بیان ہوں ایسا ہی کچھ  
 بہت تماشا دیکھا پھر شاہ جاودان لب نہرا کر بیٹھا اور سحر پڑھا ایک پتلا نہر سے نکلا اس کو حکم دیا کہ  
 جا کر صرصر عیارہ کو اٹھا لا پتلا گیا صرصر اپنے خیمے میں شکر حیرت کی جا پر بیٹھی تھی کہ پتلا آکر اٹھالے گیا  
 اور باغ میں لایا جب اس کی آنکھ کھلی بادشاہ کو سلام کیا مگر برق کو دیکھ کر حیران ہوئی کہ یہ اس جگہ کیونکر  
 آیا اگر قید ہو کر آتا اس اعزاز سے نہ ہوتا یہ تو خلعت پہنے بادشاہ کے قریب بیٹھا ہے بس یہ سوچ کر  
 بادشاہ سے عرض رسا ہوئی کہ حضور نے کیا سحر سے برق اپنے یہاں بنایا شاہ طلسم ہنسا اور بولا کہ  
 بنایا نہیں اصلی ہر اس نے میری اطاعت کی ہر صرصر نے کہا یہ مواد خاک کرے گا آپ اس کے قریب  
 میں نہ آئیے گا افراسیاب نے کہا تو دیوانی ہے یہ ابکی بلبل میرا طعن ہوا صرصر یہ شکر الگ



برق کو لے گئی اور پوچھا کیوں برق یہ سچ ہے کہ تو عمر کو چھوڑ کر شاہ طلسم سے مل گیا برق نے کہا استانی تاج  
 ہی تو فقرہ بن پڑا ہی بغیر قتل کیے اس حرام زادے افراسیاب کے باز نہ آؤں گا مار کر اس کو اپنے  
 لشکر میں جاؤنگا صرصر یہ بائین سنکر سرٹپٹنے لگی اور پکاری کہ اے بادشاہ یہ بگڑا ایسا کچھ کہتا ہے  
 برق نے عرض کیا اے تہنشاہ یہ میری ہم پیشہ وہم فن ہی چاہتی ہے کہ کوئی اس سرکار میں ملازم نہ ہو  
 کس لیے کہ میرا فروغ مٹ جائیگا بس یہ بائین اسکی براہ عداوت ہیں بادشاہ نے کہا میں خوب  
 جانتا ہوں کہ تیری دشمنی ہے اور صرصر سے کہا کہ بھلا تجھ سے یہ میرے برائی کرنیکا اقرار کیوں کرتا ہے  
 کس لیے کہ کوئی ایسا نادان بھی نہ کرے گا جسکے ساتھ برائی کرنا ہو اس کے ملازم اور ہوا خواہ سے  
 اپنا راز ظاہر کر دے لہذا تو جھوٹی ہے اور رشک کرتی ہے صرصر سمجھی کہ بادشاہ بخوبی اس کے فریب  
 میں آچکا ہے جو بات تو کہے گی یہ نہ مانے گا اور تیرے سامنے برق اسکو ضرر پہونچائے گا فی الجملہ یہاں  
 نہ ٹھہرا اور چل کر ملکہ حیرت سے کہہ کر شاہ کی جان بچا یہ سوچ کر عرض پیرا ہوئی کہ اے بادشاہ یہ جرمزنگی  
 ضرور کریگا اور میں دخل دون کی آپ کو برا معلوم ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ مجھ کو دریا پار بھجولیں گا  
 شاہ نے بچہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لے جا پنجہ دریا پار پہونچا آیا یہ سیدھی خیمہ حیرت کی طرف چلی اور  
 یہاں افراسیاب نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ پہلے کشتی شراب کی سامنے لائے برق کو بادشاہ نے  
 حکم دیا کہ تو ہمارا مقرب درگاہ ہے شراب پلا تیل تو غائب ہو گیا اور برق جام بھر کر شاہ کو دیتے  
 لگا مگر سادی شراب دیتا تھا اور سیر باغ کرتا جاتا تھا اس وقت اس نے کہا اے بادشاہ اس  
 باغ کے پھل دیکھتے کے ہیں کھانے کے نہیں ہیں شاہ نے کہا تم کھاؤ گے اس نے کہا ہاں مگر حضور  
 جی چاہتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے توڑ دن اور آپ کو بھی کھلاؤں خود بھی کھاؤں بادشاہ نے فرمایا جا  
 سامنے درخت سیب لگا ہے توڑ لایہ گیا ہر خیمہ کہ اس سیب سے شعلے نکلتے تھے اور جانور خوش رنگ  
 نیکراڑتے تھے لیکن اس نے کہا کہ حکم شاہ جاودان سے میں پھل توڑوں گا یہ کہہ کر کئی پھل توڑ لیے  
 وہ مثل اصل سیب کے تھے مگر اس نے اتنی چالاکی کی کہ اپنے پاس سیب جو عیاری کے لیے آغشتہ  
 بدار دے بیہوشی ہیں وہ ہاتھ میں لے کر سامنے شاہ جادہاں کے آیا اور اس باغ کے سیب اپنے پاس رکھ لیے  
 فی الجملہ مصنوعی سیب تراش کر بادشاہ کو کھلایا اب شراب پلاتا ہے اور عوض گزک کے سیب  
 کھلاتا ہے بعد کچھ دیر کے شاہ طلسم کو خوب نشہ ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی بولا کہ اے برق ہم نابھے  
 ہیں تم گاؤ اس نے کہا حضور پہلے آپ لگا لگائے جو گت ناچے گا وہی گت بجاؤں گا بادشاہ  
 یہ سنکر ناچنے لگا ہوا کا طمانچہ منہ پر لگا بیہوش ہو گیا برق نے خیمہ کھینچ کر مارا مگر بادشاہ طلسم ہر نیچے پیدا  
 ہوئے اور خیمہ میں لیٹ گئے اس نے خیمہ کھینچ کر باطلہ فلاخن میں پھر مارا وہ بخون نے پکڑ لیا اب یہ  
 حیران ہوا اور جلد جلد گرد شاہ طلسم اس نے نالی سی بھودی اور لقب ایسی بنائی کہ سوت عیاری سے



بارود لے کر بچائی اور اپنی بگڑی لے کر بٹی بھر بارود میں بھر کر قیلہ سا بنا کر سینہ شاہ طسم پر ایک سر اسکا پھینک کر پہنچایا اور دوسرے سرے میں چاہا کہ آگ لگا کر اڑا دے لیکن صرصر جو خیمہ حیرت میں جا کر پہنچی روک کر گویا ہوئی کہ اسے ملکہ جلد چلیے یہ کچھ سانحہ ہی بادشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہیں حیرت طاؤس پر ٹھیکر بزدل سحر بہت جلد چلی اور اسوقت آکر پہنچی کہ برق قیلہ میں آگ لگایا چاہتا ہی اس نے فوراً ایسا سحر پڑھا کہ برق بے حس و بے حرکت ہو گیا اسنے آکر شاہ طسم کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا اور بادشاہ نے نقب وغیرہ بھی دیکھی یقین ہوا کہ بیشک یہ دشمن سخت ہی صرصر سے کتنی تھی بس حکم دیا کہ اسے ملکہ تم اسکو لشکر میں لے جاؤ میں کل آکر اسکے ہوا خواہوں کے سامنے دار پر کھینچو لگا حیرت تخت حر پر ہوش کر کے برق کو ڈال کر اپنے لشکر میں آئی اور اسکو قید شدہ میں مبتلا کر دیا اور آفراسیاب باغ سب سے اٹھ کر بہت در بند فیروزہ کوہ آیا جب قریب در بند پہنچا حاکم وہاں کا فیروز قمر نگار جادو بہر استقبال آیا شاہ کو قلعہ میں لے جا کر تخت پر بٹھایا یہاں کے ساحران نامی حاضر تھے سب نے نذر دی دربار میں بیٹھے شاہ جادو دان نے ایک ساحر ظالم جادو نام کو وہاں کے حکم دیا کہ تم لشکر حیرت میں برق عیار وہاں قید کر اسکو اپنی حفاظت میں رکھو کل میں آکر اسکو قتل کرو لگا اسلیے وہاں بھیجا ہوں کہ عیار وہاں بہت سناتے ہیں ملک سے حفاظت ہو سکے گی یہ ہوتی میرے مالے کاظم کو اور اپنے منہ میں رکھ کر پھر مجھے دید و جب تم وہاں مارے جاؤ گے یہ ہوتی چیخ جائے گا مجکو خبر معلوم ہوگی کہ تم بھی کام آئے ظالم نے موتی لے کر اپنے منہ میں رکھ کر بادشاہ کو بھروسے دیا اس نے اپنے پاس رکھا اور ظالم تخت حر پر سوال ہو کر معہ چند ملازمین کے کشم و خدم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ لشکر حیرت میں پہنچا اس نے خبر اس کے آنے کی سن کر پیشوا کی کو چند سردار بھیج کر سامنے بلوایا اس نے آکر ملکہ کو سلام کیا نذر دی اور عرض کیا کہ شہنشاہ نے مجھ کو بہر حفاظت برق عیار بھیجا ہے حیرت نے اسکے لیے خیمہ استاد کرایا اور برق کو طلب کر کے اپنا سحر اس پر سے دفع کر کے حوالے کیا ظالم لیے ہوئے اپنے خیمہ میں آیا آپ سند پر ٹھیکر بخواری کرنے لگا اور برق کو ستون خیمے سے باندھ دیا لگا طائران سحر اور جو اسیں لشکر ہر رخ بیان موجود تھے خبر لے کر بارگاہ میں سامنے ہر رخ کے آئے اور بعد ادب زمین ارباب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر عرض پیرا ہوئے نظم

شعلہ و خس سے گرم صحبت ہو  
گرگ ہو گوشت سے دساز  
دل کا نور سے اطمین شعلے

گر ترانہ شہرہ عدالت ہو  
آشیان سمجھے کبک پنجہ باز  
اتش تہرب تری بھر طے کے

ہنر ہنران و بہتر بہتر ان شاگرد رشید شہنشاہ عیاران ہنگ بحر عیاری ہنر برق فرمائی قید ہو کر آئے اور ان کی حفاظت کو ظالم جادو نام ایک ساحر نافرمام آیا ہی تنہا خیمہ میں لے کر بیٹھا ہی یہ کہہ کر حاسوس چلے گئے اور ہر رخ نے چاہا کہ انہیں سحر کو دم سے اور لشکر تیار کر کے فوج مخالف پر جا پڑے برق کو



چھڑا لے لیکن جسے عموماً بیان سے قرآن حاضر دربار بہت رہتا ہے اس نے تہج کو جانے سے منع کیا اور کہا جب ہم پکڑ جائیں اس وقت تم جا کر لڑنا اور ابھی تو ہم جاتے ہیں انشاء اللہ برقی کو لاتے ہیں یہ کہہ کر روانہ ہوا اس اثنا میں وہ دن بھی تمام ہوا اور شکر دلیل مشعل ماہ روشن کر کے حفاظت لشکر خیم کے لیے خیمہ دہرین قیام پذیر ہوا کہ ایسا

جو غور شیدا باق ز گنبد گشت	بجز غرقہ شدہ کوہ دریا و دشت
جو آمد شب و روز شدہ نہان	سیاہی گرفتار سر اسر جہان

قرآن ساحر کی صورت بن کر لشکر مریت میں پھرنے لگا دیکھا کہ خیمہ ظالم کے دروازے پر پڑا انتظام اولہ اہتمام ہر خدمتگار تک نہیں اندر جانے پاتا ہر پہرہ جو کی گئی جگہ ہر قرآن نے ہر حید تدبیر کی ممکن نہ ہوا کہ اندر جائے ناچار پھر کر چلا کر سوچا کہ اگر صبح ہو گئی اولیٰ فراسیاب آگیا تو بوق قتل ہو جائے گا یہ سوچ کر خیمہ کی جگہ سے دور نکل گیا اور تنہائی میں بیٹھ کر اپنی صورت ایک ساحر ہیبت شکل کی ایسی بتائی یعنی آنکھیں چہرے میں مثل دیدہ کا دیکھیں اور شکل کی طرح چمکتی تھیں لب دونوں شل بہاے شرف تھے دانت بڑے بڑے منہ سے باہر تھے سر بہت بڑا بصورت مینار تھا کان ہر ایک مثل گوش فیل کسار تھا دونوں نتھنے ناک کے دو غار نظر آتے تھے پیر درختوں کے ڈالے بڑے بڑے تھے حد عوج بن غنق کو پست کوے بلعم با عور کو زیر سر دست کرے کہ بہو جب طسم

بہ تن زندہ پیل و بجان جبریل	بکت ابر بہمن بدل رودیل
سپیدش مرزہ دیدگان قیرگون	چو بید لب و رخ بانند خون

دونوں کنپٹیوں پر بلور چڑا ہوا اپنی سخط طسم لکھا ہوا کہ میں خدمتگار خداوند سامری ہوں اور مائے بہ ایک تختی زبرد کی ملی ہوئی اس پر یہ کندہ کہ میں بہتر از فرشتگان خداوند متطہر بہ فن جادوگری ہوں ہاتھ میں ایک منقل سلکتی ہوئی اسپر عود بیوشی جلتا ہوا دوسرے ہاتھ میں ایک خط مہری شاہ کالیکر خمر سے نقب کھودنا شروع کی اور کچھ عرصے میں اندر شمع کے طبقہ زمین توڑ کر سر نکالا اور ظالم سند پر بیٹھا پہرہ دے رہا تھا اسکو بصورت ہیبتناک دیکھ کر ڈرا اور اٹھ کھڑا ہوا قرآن نقیب باہر نکلا اس نے سلام کیا قرآن نے قریب اگر نامہ بادشاہ دیا اس نے وا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ ہم خداوند سامری کے گنبد پر گئے تھے خداوند تمھارا حال سکر اور تمھارے مستعد رہنے پر بہت خوش ہوئے اور اپنے خدمتگار کو ہمارے نامہ سمیت تمھارے پاس بھیجا ہے یہ تمھاری ہی حفاظت کریگا اور قیدی کو بھی نگاہ رکھے گا اپنے پاس اسکو بٹھانا تم اور یہ ملکر پہرہ دینا حاصل یہ مضمون پڑھ کر اس نے قرآن کو باعزاز تام سند پر بٹھایا قرآن نے کہا تم عرصے سے جاگتے ہو اب آرام کرو میں بیٹھا مہلک اور قیدی پرستے اپنا سحر دینے کو دو میں اپنے جادو میں اسکو مبتلا کروں اس نے کہا نہیں



میں بھی آپ کے ساتھ جاگوں گا اور آپ کی خدمت کروں گا قرآن نے کہا اگر تم میرا کہنا نہ مانو تو پھر میں جلا جاؤں  
 اچھا اگر تم آرام کرو تو اتنا کرو کہ قیدی میرے سر میں قید کرادو کیونکہ میں اسی واسطے آیا ہوں اگر ایسا نہ کرو گے  
 تو میں جا کر کہوں گا کہ میری حفاظت منظور نہیں کرتے یہ تقریر سن کر ظالم سوچا کہ حرا تار نے میں کیا بھی کر خیر اسکے  
 سپرد کرنا چاہیے کیونکہ یہ خدمتگار سامری ہر اپنا رسوخ چاہتا ہے کہ میں بھی محافظوں میں شمار کیا جاؤں  
 بس یہ تجویز کر کے اس نے برق پر سے سحر دفعہ کر دیا اب صرف وہ بندھا ہے مگر جادو سے عجیب و حرکت  
 نہیں ہے پس جب قرآن سحر اتر و اچکا تو باتیں کرنے لگا اور متقل انبی بیچ میں رکھ لی اسپر وہ بیہوشی لگتا  
 جاتا تھا اور دھوان اُسکا اور خوشبو ناگ میں ظالم کے جاتی تھی ایسا کچھ دیر میں تاثیر اسکی ہوئی اور  
 ظالم بیہوش ہو گیا قرآن نے اٹھ کر برق کو کھولا اس نے جاکہ میں ظالم کو مار ڈالوں قرآن مانع ہوا  
 اور کہا تم اس لقب کی راہ سے لشکر میں جاؤ اور بطور مخفی لگے مہر خ سے لو کس لیے کہ میں صبح کو  
 تمہاری ایسی صورت بنا کر ظالم کو افراسیاب کے ہاتھ سے قتل کراؤں گا پس جب تم کو قتل ہو گے  
 سنے گی تو مہر خ لڑنے آئے گی اسکو آنے دینا یہاں سے جا کر حال کہہ کر تم بھی چھپ جانا کہ شاہ طہم  
 جانے برق قید ہے یہ کہہ کر پھر بن برق کا لیکر اس کو رخصت کر دیا برق وہاں سے نکل کر لشکر میں آیا  
 اور رات کا وقت تھا مہر خ داخل شہستان تھی یہ دہن آیا اور اس کو بیدار کر کے سب حال بیان  
 کیا مہر خ بہت خوش ہوئی اور برق اسی جگہ پوشیدہ رہا اور قرآن نے ظالم کو بصورت برق بنایا  
 اور ستون سے باندھ کر پھر آپ ظالم کی ایسی شکل بنکر مندر پر بیٹھا وہ بقیہ شب بسر کی جسوقت کہ خانہ  
 نیرنگ طراز قدرت نے سیاہی فشب کو نور سحر سے بدلا اور صورت ساحر شب کو رنگ سفیدہ  
 روزگار لگا کر بصورت برق بنایا کہ فظ

سپیدہ برادر درخشان سحان

درفش شب صیرہ شد در نہان

جو برگشت شب گرد کردہ عتبان

دگر روز چون گشت روشن جہان

صبح ہوئے ہی حیرت محنت پر اگر بھی اور ایک ساحر برائے دریافت خبر خیریت ظالم کے پاس اسے  
 بھیجا ظالم نے کہلا بھیجا کہ میں عافیت سے ہوں اور قیدی بھی موجود ہے آپ میدان تیار کر لے اور  
 شہنشاہ بھی آئے ہوں گے اس عیار کے قتل میں عرصہ نہ فرمائیے ساحر یہ پیام لے کر گیا حیرت نے  
 یہ سن کر سر ایچے بارگاہ کے اٹھوا دیے دارا ستاد کرائی آ رہ کش شمشیر جلا دان قوی باز و سیہ قلبیہ  
 آکر حاضر ہوئے لشکر میں ڈھنڈھو راٹھا کہ جو شہنشاہ سے مخالفت کرے گا اسی سختی سے ہلاک ہوگا  
 اور تمام لشکر میں غلغلہ برپا ہوا لشکری دکاندار سب بہر تماشا گرد میدان سیاست جمع ہونے لگے  
 اور یہ خبر لشکر مہر خ میں پہنچی کہ برق گردن سے مارا جاتا ہے مہر خ تو اس راز سے آگاہ ہو چکی تھی  
 ضرور لیکن اس لیے کہ افراسیاب کو گمان دائق ہو کہ بیشک برق ہی قتل ہوتا ہے جب تو اسکے



طرفدار لڑائی پر آمادہ ہیں پس اس نے بھی بغیر سحر بجائی سب لشکر تیار ہوا اس نے باہر نکل کر سب کو یہ حکم دیا کہ میں خبر لینے جاتی ہوں جب تک کہ پھر کرنے آؤں تم لشکر حریت پر خبردار حملہ نہ کرنا نہیں پر اپنی جگہ پر کھڑے رہنا فوج حسب حکم ٹھہری اور یہ ملکہ بہار سے سارا راز کہہ کر کہ لشکر صرف دکھانے کو آراستہ کرایا ہر تم سب کو روکے ہوئے کھڑی رہنا قرآن کی مدد کو جاتی ہوں یہ کہہ کر اڑ کر بڑے زور سے چلی گئی اور بروہے ہوا قریب لشکر حریت جا کر ٹھہری میدان سیاست تیار دیکھا مجمع ساحران غدار دیکھا کوئی ان میں براہ دانش عبرت کرتا تھا کوئی بوجہ عداوت عشرت کرتا تھا بعض کا قول تھا کہ میان دنیا کا یہی دستور ہر شب عشرت میں مگر شمع منور ہی تو صبح بے غلہ ہو ظلم

سے یہ دنیا سخت جاے نابکار	ایک حالت پر نہیں اسکو قرار
شام کو کوکب اگر تائب نہ ہی	صنّج کے ہونے ہی وہ شرمندہ ہی
شمع کے سر پر اگر ہے لاج زر	باد صحر سے ہی لڑان اے لیسر
خلعت شاہانہ جو رکھتا ہے تن	چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
برین جسکے ہے عروسانہ لباس	ہے وہ اسکے دوش پر اسباب ہاں

دیکھے کل ہی عیار ساحران نامدار کو قتل کرتا تھا آج خود پر تیغ ہر اس کے حال پر دریغ ہے غرض اسی ہنگامہ میں دیکھا کہ باش کو ہر ہونے ملی اور آمد افراسیاب ہوئی حیرت اور تمام سردار ساحرا ذی تبار نے استقبال کیا سخت شاہ جادو دان میدان خوبی میں آکر ٹھہرا ساحرون کی فوج نے پر اجمایا شاہ نے ظالم کو معہ قیدی طلب کیا قرآن لے کر سامنے آیا بادشاہ نے اسکی تعریف کی کہ خوب تم نے حفاظت فرمائی اب اس گھمکار کو ہوشیار کرو تاکہ اپنا حال خراب دیکھے قرآن نے کہا حضور یہ مکار ہی ہوشیار ہوگا کیسکا میں ہی ظالم ہوں شاہ ظلم نے کہا وہ سب کچھ کیسکا مگر میں نہ مانوگا کیونکہ اس کے کمر سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہوں اس ظالم نے غضب ہی کیا تھا کہ مجھے قیدی حیات سے آزاد کیا ہوتا یقین ہو رہی تھیں کہ صحر عیار رہ آئی اور اسے قرآن کو دیکھا اور حیرت سے کہا اے ملکہ مجبور ظالم جادو نہیں معلوم دیتا یہ کدوئی اور ہر حیرت نے شاہ سے کہا کہ صحر اسطرح کہی ہر شاہ جادو دان نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ بیشک ظالم ہی کیونکہ اگر ظالم مار ڈالا جاتا تو ایک موتی میں نے ہر نشان بنایا یہ وہ چیخ جاتا یہ کہہ کر وہ موتی مائے اسے نکال کر ملکہ کو دکھایا اور سامنے رکھ لیا صحر تو بہر ظالم پھر چلی گئی اور حیرت کا بھی شک جانا رہا اس نشان میں جلا دون نے پانی ظالم پر چھڑک کر ہوشیار کیا اور افراسیاب نے ایسا سو کر دیا کہ اپنی جگہ پر سے ہل نہ سکے کیونکہ عیار ہی ایسا نہ ہوشیار ہو کر بھاگ جائے غرض کہ جب مسحور ہوا وہ پکارا کہ اے شہنشاہ ظالم جادو ہوں قرآن نے کہا دیکھیے یہ اسکا مگر افراسیاب ایسا جلا ہوا تھا کہ اُسکے پیچھے پر اور زیادہ غصہ کیا اور جلا دو کو حکم دیا کہ گرد



حکم کا ایک حکم میں دیتا ہوں کہ مار باحق تلوار کا کہ گرون اسکی اڑ جائے جلا دے جلد کو ملے کا خط اس کی گرون پر دیا اور آٹھ پر پٹی باندھی شاہ دیر کرنے سے اور زیادہ خفا ہوا جلا دشاہ کو ناراض دیکھ کر آمادہ قتل ایسا ہوا کہ تین حکم بھی نہ پہونچے اور مقتول سے کھانے پینے کو بھی نہ دریافت کیا اور ایک ہاتھ ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا اور شور دار و گیر کا بلند ہوا تار کی ہو گئی اور آواز آئی کہ مار اٹھا لہ جادو کو آگ پتھر برسے لگے اسی ہنگامہ میں قرآن نے ایک دھول افراسیاب کے لنگائی اور تاج کے کمرے کی مانند قرآن وہ موتی نشان کا چٹخ گیا افراسیاب کو پہلے تو ایک حیرت ہو گئی کہ کیا ہو گیا مگر دھول کھا کر ایک چیخ ماری کہ لینا اسکو قریب تر جو ساحر کھڑے تھے وہ دوڑے اسوقت مہرخ پنجہ بنکر گری اور اٹھا کرتے گئی وہ ساحر جو سحر کرنا چاہتے تھے ان پر اسنے بھی گولے سحر کے مارے دو ایک جادو گر ہلاک ہوئے اور زیادہ ہنگامہ ہوا شور مچ گیا افراسیاب ایسا خفیف ہوا کہ بیوش ہو گیا اور جب ہوشیار ہوا غائب ہو کر ظلمات میں جا کر ٹھہرا یہاں مہرخ لشکر میں قرآن کو لائی اور فوج لے کر چلی کہ جا کر لشکر حریت پر کرے مگر جب اندھیرا اور شور موقوف ہوا حیرت طبل امان بجا کر داخل بارگاہ ہوئی اس وقت قرآن نے مہرخ کو بھی پھرایا یہ اپنی بارگاہ میں آئی عیار و نگو خلعت دیا شکر نے مگر کھولی سب عیش میں مشغول ہوئے قہقہے اڑنے لگے دور جام بادہ احمر شروع ہوا لیکن افراسیاب جو پردہ ظلمات میں کیا وہاں ایک قلعہ آباد ہو اور حاکم اس قلعہ کی ساحرہ ہر کہ نام اسکا ملکہ نہ سہرہ جبین جادو ہر ساحرہ زبردست اور زدی حرمت ہر شاہ طلسم اسی قلعہ میں آیا اس نے خبر سنکر پیشوا کی بادشاہ سخت پر آکر ٹھہرا اور کہا اے زہرہ عیار و ن نے بہت ناک میں دم کیا ہر اب تم جاؤ اور سب ناک حراموں کو سزا دو اس نے عرض کیا بہت اچھا غرض کہ بادشاہ چلا گیا اور زہرہ نے نفیس بجائی فوج اسکی تیار ہونے لگی بارہ ہزار جادو گر اور جادو گر نیاں سوار یوں پر سحر کی سوار ہو کر جبین قرنا پھنکی علم جلوہ دکھانے لگے بارگاہ میں اور خیمہ سرا پر وہ وغیرہ اتر و دن پر سحر کے کد گئے ایک سخت طلائی بر زہرہ لبید کرد فرسوار ہوئی کھنٹے اور ناقوس بجنے لگے فوج مثل دریا کے موج مار کر چلی رال دگو گل کے جلنے سے دھوان ایسا بلند ہوا کہ دنیا سیاہ ہوئی

از تار کی گرد و اسپ سیاہ	کے روز روشن ندیدہ نہ ماہ
جان بینی انگاہ کشتہ قبود	زمین پر ز آتش ہوا پر زد و د
ز نبس بانگ سپان و بانگ خروش	ہے نالہ گوس گشتند گوش
در نشان بسیار افراسختہ	سر نیزہ ہا زار بگذاشتہ
چو رستہ درخت از پر کو مبار	جو بیشہ نیستان بوقت بہار
اسی کروفر سے راہ ظلمات طے کر کے طلسم باطن میں آئی اور دریا سے خوزدان سے گزر کر	



قرب لشکر حیرت میں پہنچی یہ ایسی معزز ساحرہ ہر کہ حیرت خود اسکو کنارہ لشکر تک لینے آئی لشکر کو اتر پایا  
بارگاہ اسکی نصب ہوئی یہ جا کر حیرت کے دربار میں بیٹھی تاج ہونے لگا خراب پینے لگی جسوقت درگاہ  
عذار نے زہرہ فلک کو آہتاب کے مقابل کیا اس زہرہ نے بھی مہرخ سے جنگ و جدل کا عزم فرمایا  
کہ بقیناے ایات

جہان گشتہ جون سے زندگی سیاہ	زہرہ جل تاج نمودہ ماہ
خروش آمد و نالہ کرنا سے	ہرقت گردان لشکر ز جلا سے

طبل جنگ بید رنگ بجوایا ہر کارون نے جا کر بعد عادت کے مہرخ سے آواز ہرہ کا اور نقارہ  
حرب بجوانا بیان کیا اور بھی کوس رزمی پر چوب پڑی تیاری لڑائی کی اور آراستگی لشکر کی شروع  
ہوئی شعلہ تیغ کی چمک اس غیب تاریک میں برق سحاب تیرہ پر چمک زن تھی بلکہ آفتاب شجاعت  
طالع ہوا تھا اسکی کرن تھی چہرے بہادر وں کے جوش جلا دیتے گلزار تھے گلزار شجاعت میں شفق  
بھولنے کے آثار تھے جو ہر شمشیر کا باغ کھلا تھا عدو کے لیے موسم خزان تھا منجلون کا دل شگفتہ تھا  
ساحرون کے ہر بگیر بگیر کرتے تھے دشمن کی جان لینے کی تدبیر کرتے دھڑکی صدا پر لبسان طفل جادو  
کے ہیرا کے طائر بنکے سامنے ہر طرکے خلاصہ کلام لشکر تو اس حال میں تھے مگر برق عیار بعد  
مکمل ظالم ظاہر ہوا تھا زہرہ کی فروغ اور بڑی چمک دمک سے آنا سنکر بہر عیاری جلا اور ایک  
ساحر کی سی صورت بنکر بارگاہ حیرت میں گیا دیکھا کہ زہرہ بیان سے اٹھ کر اپنی بارگاہ میں گئی  
ہر اور حیرت نعمت خانے سے کھانا اسکے لیے بھیجا جاتے تھے یہ اندازہ دیکھ کر وہاں سے چلا از بسکہ وہاں  
بکا دل اسوقت طلب کیے جاتے تھے اس نے ایک بکا دل کو دیکھ کر گھوڑا بکا دل نے ساحر معزز کو  
بنگاہ غضب دیکھتے ہوئے دیکھ کر ڈرا عرض کیا کہ حضور میرا قصور اس نے کہا کہ کچھ تیری خطا ہی نہیں  
اور تو ایسے کہہ کر ہاتھ بکڑ کر کھینچتا ہوا الگ لایا اور وہاں آکر حباب بار کر اسکو بہت جلد بیہوش کر کے  
اسی کی سی صورت بنا اور پیرہن اسکا پہنکر اسے وہیں چھوڑ کر ملکہ حیرت کے پاس آیا اس نے کھانا  
اور مٹھائی وغیرہ اسکے ساتھ کیا برق کھانا لے کر چلا راہ میں سب کھانا آغوشہ بداروی بیہوشی کے  
بارگاہ زہرہ میں آیا اور کھانا سامنے رکھا اس نے حکم دیا کہ دسترخوان بھیجے برق نے کھانا دسترخوان  
پر من دیا زہرہ جانتی تھی کہ کچھ کھائے تو الہ اٹھایا تھا کہ زمین بھر کر شوق ہوئی اور ایک عورت نکلی آئے  
انکلی دانتوں کے نیچے دانی زہرہ نے کہا اسے دن کیوں انکشت حیرت وہاں ہو عورت نے فرمایا  
کھانے میں زہرہ طاہرہ یہ کہہ کر وہ عورت غائب ہو گئی اور زہرہ کو غصہ آیا بھیجی کہ حیرت نے زہرہ کو  
کھانا بھیجا اسکو کسی کا عروج پسند نہیں وہ مجھ کو دیکھ کر جل گئی پس ایسا کچھ سوچ کر آپ ہی آپ بکنے  
لگی کہ سوئی کیوں جلی کیا مجھے شاہ طسم نے کچھ جاگیر دے نہیں دی میں تو خود لڑنے مرنے کو آئی ہوں



سچ ہر اسکا دوست بھی خراب دشمن تو ہے ہی برا بھلا میری جوتی کو کیا غرض جو اپنی جان دون وہ جانے  
اسکا کام جانے بندی کو ایسا لالچ نہیں اور میں آتی ہی کا ہے کو شہنشاہ کو خود غرض تھی جو مجھے لینے کے  
پھرنی بیٹھا کھانا بیکار تھا دوسرے میرے دشمن کچھ سوتا پا دینے تو آئے نہیں جو یہ ان کو ظلم ہوئی وہ  
اپنے دل میں بھی کیا ہیں غرض یہ بیک لہی تھی کہ صرصر کے ہاتھ حیرت نے مٹھائی بھیجی وہ لے کر آئی  
اور اس کو بد داغ دیکھ کر مستفسر حال ہوئی اس نے کہا کہ کیا ہو جیتی ہو نکھاری بی بی نہ ہر ملا کھانا جیتی  
ہیں ارے لوگو کوئی نہمان کو بھی نہ ہر دیتا ہی میں نے انکے ساتھ کون سی بڑائی کی ہے صرصر نے اسے  
کہنے سے کھانا سب دیکھ کر معلوم ہوا کہ نہ ہر نہیں بیوشی ملی ہو کہا اے ملکہ خفا نہ ہو اس میں بیوشی  
ہر یہ کسی عیار کا کام ہے یہ کہہ کر نگاہ اٹھا کر اس نے دیکھا برق سامنے بصورت بکا دل کھڑا تھا صرصر  
نے پہچان کر کہا یہی ہوا تو ہے برق سراپے پھر کر بھاگا اور جست کر کے نکلیا نہ ہرہ کا شک حیرت  
کی طرف سے دفع ہوا اور یہ مٹھائی اور نیوہ جو صرصر لائی تھی اسکو بھی زن کر سے بلا کر پوچھا اسے  
کہا اس میں نہ ہر گز نہیں یہ پوچھ کر مٹھائی کھائی اور کھانا پھکوا دیا صرصر نے کہا اب میں جاتی  
ہوں آپ عیاروں سے ہوشیار رہیے گا یہ چلی گئی اور نہ ہرہ نے برابے حفاظت بارگاہ اپنی حریف  
کی چار تیلیاں چاروں کونوں پر بارگاہ کے بزور کھڑی کر دیں ان سے حکم دیا کہ کسی کو اندر آنے  
نہ دینا پھر آپ زمین کو سحر کر کے سنگلاخ بنایا اور آرام تمام سو رہی برق نے ہر چند تدبیر کی مگر اند بھاگا  
اسی تردد میں سپیدہ سحری آسمان پر چمکا اور شاہد روزگار نے لباس زعفران زیب قامت فرمایا  
کہ مقتلے ایات

چرخ شید نمود تاج از فراز	ہوا بر زمین نیز بکشا دراز
زور گاہ بر خاست دای کوس	زمین آہنیں شد سپہرا بنوس
دو نون لشکر خیل خیل و ذیل ذیل وار و دشت قتال ہوئے ایک طرف سے حیرت بعد شمت مع	لشکر اور نہ ہرہ کے میدان میں آئی ایک جانب سے ہرج سرداران عالی شان کو لے کر وارد ہوئی ایسا
ہو شاہ دو کشور کشید نہ صفت	نہ نیزہ و گرز و شجر بکفت
تو گفتی زمین بر خاستا بدے	فلک راہ رفتن نیا پیسے
بر آمد چنان از دوش و لشکر فروش	کہ جہرخ فلک ابد زندگوش
بعد تر حیب صفوں کارزار نہ ہرہ تخت بڑھا کر بیچ میں لشکروں کے آئی اور مرد میدان خبر ہوئی	ادھر سے ایک ملازم عشاق بر جاوے جا کر مقابلہ کیا اور ناسخ سحر مارا نہ ہرہ نے ایسا سحر طعنا
کہ ناسخ الٹا پھر کر سینہ پر پر جا کر پڑا اور ریشہ توڑ کر نکلیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی اور نہ ہرہ	پھر غرہ زن تھی ادھر سے جو جا کر سامنے سحر کرتا تھا وہ پھر دیتی تھی بعض مجروح ہوتا بعض کو جان سے



مارتی تھی جب بہت سے ساحر اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور کام آئے اسوقت ملک سرخمو نے اپنا طاؤس اڑایا اور مہر خ سے اجازت لے کر اسکا جا کر مقابلہ کیا اس نے ایک شست خاک اسکی طرف اڑا دی جس کے اندھی سیاہ آئی سرخمو نے اپنی چوٹی کھول کر بھائی کہ گھٹا گھٹو رگھر آئی بانی موصلا دھار برسا اندھی کا غبار فرو ہو گیا زہرہ نے غصہ میں آکر اپنی جھولی سے ایک پتلا نکال کر چھوڑا کہ وہ پتلا تلوار پکڑ کر چاڑھا سرخمو نے پھر اپنے بالوں کو پریشان کیا کئی ستارے نکلا کر بت فلک گئے اور جگ کر پتلے پر گرے کہ وہ جلا کر خاک ہو گیا یہ معاملہ دیکھ کر زہرہ پر غضب طاری ہوا اور بیضیہ سحر ایک پڑھ کر کچھ بیج مارا بیضیہ سرخمو کے منہ پر پڑا اور اس میں سے دھواں نکلا ہر پند سرخمو نے سحر کیا مگر تاثیر نہ ہوئی اور دھواں آنکھ میں لگا لگا اندھی ہو گئی کہ ہرہ نے پنجہ بھی کر اٹھو امکا یا اور قید کیا اس جنگ و جدال میں دن بھی آخر ہو چکا اپنی چشم روزگار میں روشنی باقی نہ تھی اور سحر سے سحر شام کے سرخمو کے روز کی بنیادی گئی ظلمت عالمگیر ہوئی

سرخمو

چو پیراہن زرد پوشیدہ روز	سوے باختر گشت گیتی فروز
از انجا بیامد بہ پردہ سرے	ز بیگانہ پرداخت کردند جاے

لشکر و دون پھر مقام فرود گاہ میں آئے اور کھولی آسودہ ہوئے لیکن برق پھر عیاری کرنے چلا ادھر زہرہ نے بارگاہ میں پہونچ کر سرخمو کو طلب کر کے ستون سے باندھ دیا اور آپ بیٹھ کر نے ارغوانی پینے لگی لیکن برق جو چلا تھا راہ میں صرصر ملی اور پوچھا کیوں موئے پھوڑے یہ کہاں جاتا ہو اس نے کہا استانی زہرہ نے بہت سراٹھایا ہر اس کو قتل کرنے جاتا ہوں صرصر نے کہا کیوں شامت آئی ہر وہ بڑی زبردست ہر اس نے جواب دیا کہ سب کی زبردستی ہو معلوم ہر سداے خدا کے ہمارے نزدیک کوئی زبردست نہیں صرصر یہ شکر بیت کر کے چلی گئی اور اس نے روکنا اسکا مناسب نہ جانا غرض کہ صرصر جا کر حیرت سے عرض پیرا ہوئی کہ اے ملکہ عیار سب فکر میں پھر رہے ہیں حفاظت کامل طور پر کرنا چاہیے آئندہ آپ کو اختیار ہر حیرت نے تاکید زہرہ سے کرال بھی اور صرصر کا بیان بالکل کھلا بھیجا زہرہ نے سارا اجر اسکر دنگ دی یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ جو کوئی بغیر اسکے بلا سے اگر سمت بارگاہ آئے سو جہنا موقوف ہو جائے ایک چادر سیاہ سامنے آئے یہ سحر کر کے پھر کچھ نتر چھا کہ ہلنگ اسکا آگ کا بن گیا شعلے بھڑکنے لگے یہ اسی شعلے میں جا کر سیٹ لے لیا برق جو شکل تبدیل پھر تاقیا آیا دور سے دیکھا سر ایچے بارگاہ کے لٹھے ہیں اور شعلے بھڑک رہے ہیں تبھا کہ ادھر جانے میں کچھ آفت ضرور ہر اسی فکریں لشکر سے باہر نکلا وہاں صرصر غام عیار ملا اس سے کہا اے برادر ذرا جا کے خبر تو لاؤ پھر میں سمجھ لوں گا وہ چلا اور جب قریب بارگاہ پہونچا تو چادر سیاہ سامنے آئی اور سو جہنا موقوف ہوا ناچار پیر آیا اور جب ادھر آیا پھر دکھائی دینے لگا اس نے برق سے



سب حال کہا برق کچھ سوچ کر ایک گوشہ میں گیا اور ملکہ نافرمان جادو کی صورت بنا اور وہاں سے دوڑتا ہوا جب قریب بارگاہ آیا چلایا کہ اے ملکہ زہرہ مجھ کو اپنے پاس بلائیے اور میرے حال پر رحم فرمائیے زہرہ اسکا چلا آنا سنا کر بارگاہ سے نکل آئی دیکھا کہ ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی فریاد کرتی ہے بس قریب آکر پوچھا کہ کیوں آئی ہو کیا اجرا ہے اسے کہا کہ آپ جانتی ہیں کہ ملکہ سرخمو سے اور مجھ سے کس قدر محبت و اتحاد ہے جب میں شریک لشکر اسلامیان ہوئی تھی تو سرخمو مجھ کو سمجھانے آئی تھی مگر بسبب میری الفت کے وہیں رہ گئی اور ہر حال میں میری شریک رہی اب جو وہ مقید ہوئی ہے تو میں بھی آئی ہوں کہ مجھ کو بھی قید کیجیے یا مجھ کو اور اسکو دونوں کو قید شاہ طلسم میں لیجا کر خطا معاف فرمائیے ہم بدل مطیع و فرمانبردار ہیں یہ کہہ کر زار زار برنگ ابرو نو بہار رونے لگی زہرہ کو اس کے حال پر ترس آیا اور کہا اچھا بارگاہ میں چلو میں تمہارا امتحان لے لوں تو تہنشاہ سے خطا معاف کرادوں برق سمجھا کہ یہ بارگاہ میں جا کر نہیں معلوم کیا امتحان کرے اس سے بہتر ہے کہ یہیں اسکو مار دے سوچ کر کہا اے ملکہ اچھا چلو مگر ان کو تو منع کرو کہ یہ تو نہ آئیں زہرہ نے یہ سن کر بھی بھر کر دیکھا برق نے فوراً کندہ ماری کہ گردن اسکی پھنسی اسنے گھبرا کر پھر ادھر دیکھا برق نے فوراً بھینٹہ تہیوشی مارا کہ یہ چرخ کھا کر گری اسنے بقوت تمام تر خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ گیا غل و شور و تاریکی ہو گئی ساحر تمام دوڑے اور حیرت بھی گھبرا کر چلی مگر سرخمو کی اسکے مرنے سے آنکھیں اچھی ہو گئیں اور چھوٹ گئی اڑ کر چلی یہاں آکر دیکھا کہ مار و عقرب بستے ہیں اندھیرا ہے ساحر برق کو گرفتار کیا چاہتے ہیں یہ دیکھ کر تہیہ نہ کر گری اور برق کو اٹھالے گئی ساحر کچھ دوڑے تھے کہ صرغام نے حقہ آتش بازی مارے دوا ایک کے منہ چھلے دوڑے اس عرصے میں سرخمو کلنگئی ادھر حیرت زنجیدہ دل کبیدہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئی فوج زہرہ لاش اپنی مالکہ کی اٹھا سمت باغ سیب گئی ادھر سرخمو لشکر میں برق کو لائی تھر خ نے اسکو خلعت دیا سب خوشنود ہوئے اور لبشیرت تمام بیٹھے وہاں شاہ جادو ان مست نشہ شرابے دربار میں بیٹھا تھا کہ ساحر نالان و گریان لاشہ لیے پہونچے اسنے غل سنکر سامنے بلایا اور حال پوچھا جب سب کیفیت سنی کہتے افسوس ملے اور کہا ہاے ان عیاروں نے کیا غضب کر رکھا ہے کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی کیا کروں اور کیا نہ کروں یہ کنگوے یاس سنکر ایک ساحر زبردست قمار چھار چشم جادو نام اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یہ غلام جاتا ہے اور تمام منکر امون کو سزا دے معقول دیتا ہے یہ کہہ کر ایسی وقت نفیر سحر بجائی اور رخصت ہو کر معہ دس بارہ ہزار ساحر و ننگے بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوا اور دریا سے گذر کر لشکر حیرت میں پہونچا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ میں ایسوقت لشکر حریف غارت کرنے جاتا ہوں آپ بھی آکر تماشہ دیکھیں یہ پیام ایک ساحر لیکر چلا لیکن بمقتضائے ع تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی + وہ ساحر جو چلا راہ میں جائسوز عیار لشکر ساحر اسکو ملا اور اس نے دریائے خون روانہ کی طرف سے ساحر کو لشکر کی جانب جاتے دیکھ کر قریب آکر پوچھا کہ اے برادر کہاں چلے اس نے سارا



حال قاضی کے آنے کا اور پیام لے جانا پاس حیرت کے اپنا بیان کیا جافسوز نے یہ ماحرا نکر کہا چلو میں بھی تمھارے ساتھ خدمت ملکہ میں چلتا ہوں غرض کہ دونوں چلے از بسکہ بوجہ رات کے سناٹا تھا راہ میں صباب بیوشی مار کر اسکو بیوش کر کے کہیں چھپا دیا اور آپ وہاں سے دوڑ کو اپنے لشکر میں گیا مہرخ دربار برخواست کر چکی تھی یہ سیدھا شہستان میں گیا اور ملکہ کو بیدار کر کے سب حال کہا پھر وہاں سے بارگاہ بہار میں گیا وہ بھی آرام کرتی تھی اس نے سارا ماجرا سنا کر کہا بہار نے اپنی جگہ کنیزوں کو حکم دیا کہ ایک ایک تم میں سے ہر ایک سردار کے خیمے میں جا کر کہے کہ جس طرح بیٹھے ہو اسی طرح سے نکل کر لشکر حیرت پر جا کر گز کنیز میں تو ادھر گئیں اور بہار اڑ کر چلی ادھر سے مہرخ روانہ ہوئی اور کنیز میں بھی سرداروں کو مطلع کر کے چلین جملہ سردار خبر سنکر روانہ ہوئے اور سب ملکر لشکر حیرت پر آگے گئے گولے سحر کے اور نارنج و ترنج مارنے لگے و لشکر غافل اُترا ہوا اٹھایا کیا یک خیموں میں آگ لگی آگ دپھر مارو و عقب بستے لگے ہزار ہا ساحر تو غافل ہو رہے تھے مارے گئے غلغلہ قیامت خیز بلند ہوا حیرت بھی بیدار ہو کر نکل آئی دیکھا بھنگہ رپڑی ہر آگ برس رہی ہر ادھر تو یہ معاملہ تھا وہاں قاضی منتظر جواب کھڑا تھا کہ چال سولہ اسکے ذمہ دار کی ایسی صورت بنکر اسکے پاس گیا اور کہا چلیے کچھ فوج ملکہ حیرت کی بگڑ کے خود ملکہ سے لڑ رہی ہیں بس ملکہ نے فرمایا ہو کہ ابھی لشکر حیرت پر نہ جاؤ ادھر آ کر ان باغیوں کو سزا دو یہ سننا تھا کہ یہ اسی طرف چل نکلا یہاں آکر جو دیکھا تو واقعی آفت برپا ہو رہی تھی گامہ ٹھٹھا اس پر بس یہ دیکھتے ہی ملکہ سے بھی نہ ملامت اپنی فوج کے لشکر حیرت پر آگرا اور ہزار ہا کو قتل کرنا شروع کیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ ابر آسمان پر کھڑا آیا اور اہمیں سے شعلہ آتش گرنے لگے خرمن ہستی جلنے لگا دریا سے آتش موجزن ہوا ہر ایک کو بھاگنا دشوار تھا حیرت نے مشعلیں سحر کی اور ہمتا میں روشن کر امین بہا نے آندھی جلا کر گل کر دین لیکن حیرت نے قاضی کو لڑتے ہوئے دیکھ لیا سمجھی کہ یہ بھی مہرخ کا شریک ہو گیا بس موعا اپنے سرداروں کے اڑی اور فوج پر آگری پھر وہ آفت برپا ہوئی کہ فطین تھا مردے لحد سے نکل آئیں گے بلکہ گور سینہ بہادران سے ارمان مردہ زندہ ہو جائیں گے العیاء باللہ وہ یرون کا سائین سائین چلنا برق شمشیر کا چمکنا سروں کا برسنا ایک طوفان قلزم لشکر تھا ہر سمت یہ حال قاضی تھا کہ ظلم

شب تار و شمشیر و گز و سپاہ چنان آتش افروخت از ترک و تیغ چو دریا سے خون شد سہمہ ز و گاہ لئے حملہ کردند ہر سہمہ بہم ہی آمد از دشت آدے کوں	ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ تو گفتمی ہوا گرد بار و زمیغ خروشے بر آمد بلند از سپاہ چو بر خیزد از جای شیر و ژم ہوا قیر گون شد ز مین آنوس
---	--



حیرت قتل و غارت کرتی ہوئی قریب قاهر پہنچی اور نہ کچھ پوچھا نہ اس سے بات کی ٹرپ کر سمت فلک گئی اور وہاں سے جو تلوار بنکر زور سحر گری اس کے سر پر بٹھکر ٹانگوں سے نکل گئی دو ٹکڑے اسکے ہوئے نعل و شور اس کے مرنے کا بلند ہوا سرخ نے جب صدا اسکے مرنے کی سنی نفیر سحر بجائی سب کو خبر ہو گئی کہ ملکہ جنگاہ سے معاودت کرنا چاہتی ہے بس تمام سردار کنارے ہوئے صرف ملازم قاهر لڑتے ہوئے رہ گئے اس جنگامہ میں رات تمام ہو چکی تھی وہ وقت آیا کہ تیغ تیز خورشید نیام شہر سے باہر نکلی اور ہندوی شب کو ترک کرنے شکست فاش دی کہ قلم

چو خورشید بر زور زخچنگ جنگ	بدید پیراہن مشک رنگ
ہمہ باز گشتند یکسر ز جنگ	زخو لیشان جگر خستہ سر پر زنگ

سرخ صبح ہوتے ہی اپنے لشکر میں آئی اور فوج قاہر بے سردار ہو چکی تھی بھاگ کھڑی ہوئی حیرت بقبضہ تمام قتل کرتی ہوئی کچھ دور گئی آخر پھر آئی اور داخل بارگاہ ہوئی اس عرصہ میں اس نامہ دار کو جسے جانسوز بیوش کر آیا تھا ہوش آیا اور اسی طرح برہمنہ اٹھکر چلا جب لشکر حیرت میں پہنچا عجب معرکہ دیکھا کہ ہزار بالاش پڑی ہوئی خون کی ندی بہہ رہی ہو فوج بہت سی تیار مسلح کھڑی ہوئی ملکہ حیرت انتظام کرتی ہر فراری آدمیوں کو لپٹاتی ہر اس نے جا کر ملکہ کو سلام کیا اور پیغام قبیلہ ادا کر لیا ملکہ اسکو برہمنہ دیکھ کر شرمائی اور سارا حال سنکر ہنسی اور کہا بہت جلد تم پیغام لیکر آئے کہ تمھارے مالک قتل بھی ہو گئے شاہ باض بھی چاہیے تھا یہ کہہ کر پوچھا کہ تم کہاں رہ گئے تھے اس نے سارا حال یعنی اتنا قاهر کا دعویٰ کر کے اور اپنا پیغام لے کر چلتا راہ میں ساحر کا ملنا پھر اپنا بیوش ہو جاناسب بیان کیا حیرت نے یہ حال سنکر منہ پیٹ لیا پھر اس شخص کو خلعت دیا اور ایک نامہ شکر عذر بخیری اور قتل کرنے قاهر کے لکھ کر خدمت شاہ طلسم میں اسی کے ہاتھ بھیجا یہ ساحر بھی اڑ کر چلا اور باع قییب میں پہنچا شاہ طلسم صبح کو اگر تخت پر بیٹھا تھا کہ پہلے فوج ہزیمت خوردہ اگر پہنچی اور داد پیدا کی صدا بلند ہوئی ہنوز اچھی طرح لشکریوں سے کیفیت نہ معلوم کی تھی کہ یہ ساحر نامہ حیرت لے کر پہنچا اور سارا ماجرا معرض بیان میں لایا بس افراسیاب نے نامہ پڑھ کر سر دھنا اور فکر کرنے لگا کہ کسی زبردست کو پرانے تنبیہ مخالفان بد سگال روانہ کروں یہ تو اس فکر میں ہی اور عمر و مخمور کنبد سامری سے آگے جاتے ہیں لیکن اب بقیہ حال لشکر لقادس و فار گزارش کیا جاتا ہے یہ کہ ہمت جادو ہاتھ سے چالاک کے مارا گیا تھا سارا لاشیں سکی اٹھا کر چلے تھے یہاں تک کہ طلسم ہو شر با میں ایک قلعہ ہی اور حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ نازک چشم جادو و نام اسی مقول ہمت کی بہن ہو اسکے پاس ہو گئے اور عرض کیا کہ اے ملکہ آپ کے دونوں بھائی مائے گئے ہمت کی لاش تو ہم لائے ہیں اور آخر پہلے قتل ہوئے یہ سننا تھا کہ نازک چشم بہت رونی قلعہ میں غلغلہ برپا ہوا تمام اہل دربار سیاہ پوش ہوئے فرط الم سے بیوش ہوئے جادو گر نیاں بال سر کے نوچنے



لگین ہر ایک گریبان چاک کیے کہ بموجب ابیات

بر افشاند بر تخت خاک سیاہ	بجوان بر آمد فغان سیاہ
ہمی سوخت کاخ دہمی سوخت رمی	ہمی ریخت اشک دہمی کند رمی
میان را بزنار خونین بہ بست	فلند آتش اندر سر اے شست

آخر جب بھائیوں کی مائتاری سے فرصت پائی قلعہ کو ایک مشیر سلطنت کے سپرد کیا اور معہ ملکہ گلانی چشم جاو و اپنی دختر ملکہ نازک چشم تخت سحر پر سوار ہو کر حلی فوج ساحران ہمراہ ہوئی بڑے کروفر سے طلسم نئے باہر آئی اور قریب لشکر پہنچی ہر کالے خبر اسکے آنے کی لے کر رو برو لقا کے آئے شرائط آداب و تعلیم بجالائے یعنی ان کافروں نے اس منکر خدا کو بد عبادے کر بزبان عجز و التماس اس طرح عرض کیا

کہ ابیات

کے را بود زین سپس تخت تو	نجاک اندر آمد سر تخت تو
اگر پارہ آہینے بپائے	پہرت بساید نہ مانند بجائے

ملکہ نازک چشم با فوج گران آتی ہو اور داخل لشکر ہوا چاہتی ہے خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجے افسران فوج تعلیم کر کے لائے لشکر اسکا اترانا نازک چشم نے خداوند کو سجدہ کیا سو قار اور بختیارک یاد کر کے محنت و اخل کو بہت روئے لقا نے سکین و دلا سادیکر حکم دیا کہ بزم عیش ترتیب پذیر ہو حسب احکم را لشکر ان زرین لباس و ساقیان مہر دیدار نے عشرت اساس لے کر حاضر ہوئے دورہ ساغر شروع ہوا گویا اس بزم آسمان رفعت میں بالہ مہر و ماہ گردش پذیر تھا ناچ نے ناہید فلک کو دورہ کرنا بھلا یا راگ نے رنگ ترنم سرا یاں عشرت خانہ دہر مٹایا یہی ہنگامہ ایک دن اور ایک رات برپا رہا جب دوسرا دن گل آفتاب مرجھایا اور باد صباے شام نے کار نسیم سحر کر کے غنچہ ہائے انجم کو گلزار افلاک میں شگفتہ فرمایا کہ بموجب ابیات

کشیدند می تا جہان تیرہ گفت	سر سیکسار ان دے خبرہ گفت
بزدناے روین و بر بست کوس	بیار است لشکر جو چشم حزدوس
برین گو نہ از جاے برخاستند	ہمہ شب ہی چارہ آراستند

شام ہوتے ہی طبل جنگ بجا اس خبر کو جو اسیان لشکر اسلام نے دریافت کر کے خدمت بادشاہ لشکر اسلام میں اپنے تئیں پہونچایا اور ہزاران ادب و توقیر زمین گیر ہو کر عرض پذیر ہوئے کہ نظر

شاہ شامان رہن ترے محتاج	سرافلاک پر ہو گوشہ تاج
تیرا گلگون اگر کرے گلکشت	سبد گل ہو اسکی ستم سے دشت

نازک چشم جاو نے لشکر حریت میں آکر طبل جنگ بجوایا ہو اور اپنے بھائیوں کا قصاص لینے کا ارادہ



کیا ہر یہ لکھ کر کارے کنارے ہوے اور شاہ اسلام نے امیر کی طرف گوشہ چشم سے ارشاد کیا امیر نے حکم کار سازی لشکر دیا چالاکے طبل سکندر پر چوبنگائی نائے ترکی سچ کیومرثی بوق و نفیر افراسیابی وغیرہ منوچہر کی جھانچہ چلا ساسہ صاحبقرانی کے باجے بجے دلاور تیری جدال و قتال کرنے لگے جو ہر شمشیر سے گلزار شجاعت سرسبز بنایا ڈھالوں کے پھولوں سے گلستان جلالت کو پر بہار پایا ہوا سے فتح و نصرت مثل نسیم اس حدیقہ تہوری میں وزان ہوئی سرخی چہرہ شجاعت آگین بہادران گلہاے بوستان کو شرمندہ کرتی تھی جو النون کا اکڑنا منچلو نکاح جو مناسرہ آواز گلشن تھی ملوارون کی چمک سے ظاہر تھا کہ نہر حدیقہ شجاعت میں موجزن تھی اس طرف کو جو انان خنجر گزار بند آزمایان آزمودہ کار اسلحہ صقیل کرنے کماندار قربان ہونے پر لیس دم شجاعت کا بھرتے تھے نیزہ دار نیتان جرات کے شیر تھے تیغزن انتہا سے زیادہ دلیر تھے لشکر حریف میں جادوگر ہوم کرتے تھے سیر و نکاحا حال معلوم کرتے تھے ہنگامہ قیامت زابر پاتھایہ حال ہوا تھا **نظم**

ہنر کار شد جادو دے ارجمند  
ہمہ دل پر از کین و پرچین برے  
در خشدن و آتش دیاد خاست  
سیاہی کہ از کوہ تا کوہ جاسے  
اگر بر زمین برزند گرز کین

مہمان را سستی آشکاراگزند  
جز از جنگ شان نیست هیچ از روی  
خروش سواران فریاد خاست  
بگیرند کو بند گیتی بیاسے  
بترسد زمان و بلرزد زمین

دم سحر جب شاہ خاور جھولی تار شعاع کی زرتار گلے میں ڈال کر میدان فلک میں آیا اور ہندوی شب نے استھان سے زلزلے کے رخصت ہو کر پر لہ ظلمات پر آسن مارا کہ **نظم**

دگر روز کین گنبد تیسر گر د  
زمین گشت از پائے پیلان ستوہ  
چو گرد سپہ از میان بر و مید  
جہان سرسبز زد شدہ تیرہ گون

بگسترو بر چرخ دیباے زرد  
نہ ہامون پدید نہ صحرا و کوہ  
ہمان رنگ خورشید شد نا پید  
دگر د سپہ آسمان قیرہ گون

لشکر دولون طرف کے گرد ہا گروہ دار دوست قتال ہوے سرداران اسلام بعد فراغ تار سحر در دولت پر ظل اللہ جہان پناہ کے آئے امیر ورد و وظائف سے فارغ ہو کر درگاہ باری میں غائے فتح و ظفر لبید گریہ و زاری مانگنے لگے کہ اے یاری وہ زبردستان کہ ابیات

اے مسیحاے در دیار ان  
جس طرف دیکھو جلوہ گر ہے تو  
تو ہی ہر عیب سے مبرا ہے

اے عطا پاش معصیت کاران  
رگ جان سے قریب تر ہے تو  
تو ہی بیشک خدا کے یکتا ہے



روس یہ ہو کہ روسفید کوئی	پر نہ ہو تجھ سے نا امید کوئی
ارحم الراحمین سے نام ترا	پر وہ پوشی ہی سب کی کام ترا

اتھا نخل تنکا کو فروے دشمن پر فتح و ظفر دے یہ دعا فرما رہے تھے کہ چالاک نے پشت پر اگر آمین  
 کہی امیر نے پیچھے پھر کر دیکھا اور خبر و رد و عسکر فیروز می اثر میدان حرب میں سنکر پو شاگ جنگ  
 جسم انور پر آراستہ فرمائی اسلحہ نریان و تبرکات پیغمبران سے قاست پر استقامت کو زینت ی  
 پھر باہر اگر پشت اشقر دیو زاد پر سوار ہوے اور در دولت حضور سلطان ذلی شعور پر آئے یہاں  
 کچھ دیر ٹھہرے تھے کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چمچنی رکھنی سہرا ایک سردار کھڑا ہو گیا سواری  
 شاہ کشورستان کی برآمد ہوئی سب سرداروں نے تسلیم کی تخت تہنشاہ کا بیع میں لے کر  
 بسد ادب روانہ دشت قتال ہوئے ڈنگے بجنے لگے نقیب بولنے لگے علموں کو جلوہ ملا علمدار  
 پھر پرے کھول کر بڑھے کہ ایما ت

چہ اسپان تازی بزرین شام	چہ شمشیر مہندی بزرین نیام
چہ از جوشن و ترک رومی زہ	کشا دند مر بند ہار اگر ہ
گمان ہاے چاچی و تیر خدنگ	سپر ہاے چینی و زوہین رنگ
ہمہ یک سرہ پیش شاہ آمدند	برنامہ سور تاج و کاہ آمدند
چو رعد خروشدہ سر بوق و کوس	خور اندر پس پردہ آہنوس

اسی شوکت سے دشت جنگاہ میں پہونچ کر صف آرا ہوئے اس طرف سے لقا کا تخت ہاتھیوں پر  
 کھنپا ہوا برابر کو ہی جادو گر معہ لشکر آہونچے نازک چشم تحت سحر پر سوار ہمراہ ساحران غدار ایک  
 سمت کو اگر ٹھہری صف آرائی ہوئی مورچے بندھ گئے کینگاہ میں لوگ ٹھہرے سمینہ و میسرہ و قلب  
 جلال کی دستی ہوئی نقیب للکاتے جوانوں کو پکارتے

بدان اسے برادر کہ جن مرگ است	سرد بال کو سو دن مرگزا است
کہ گیر و درین دشت نیزہ بدست	کرا باشد آرام و جاے نشست
کہ گیتی کے نغز بازی گراست	کہ ہر دم و را بازی دگر است

جب نقیب کنارے ہوئے بہادر جوش دلاوری سے جھومنے لگے نازک چشم اجازت گیر لقا سے  
 ہو کر آگے بڑھی اور یکاری کہ اسے بندگان مغرب خداوند اویسے سامنے جیو پر مہندی بادشاہ اسلام  
 سے اذن لے کر مقابلے میں گیا نازک چشم نے ایسا سحر بڑھا کہ جنگل کی طرف سے گرد اڑی اور ایک  
 سوار چلتے پوش آئینہ بند گرز بردوش پیدا ہوا اور سامنے جیو کے آیا بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی شروع  
 ہوئی بعد چند طعنوں کے جیو پر نے نیزہ اس کے ہاتھ سے نکال دیا وہ گرز اٹھا کر برسہا برسہا محاربہ ہوا اس



بہادر نے گرد پر دو کا دونوں دیر تک ضرب عمود زنی کیا کیے آخر جب گردون میں پھل پڑ گئے سوار  
 سحر نے تلوار ماری چلیو نے تلوار کو سر پر آتے دیکھ کر تھپکی دی کہ بازو شمشیر کی پٹ مگنی اس سے  
 بند دست پر ہاتھ ڈال کر تلوار کو چھین لیا سوار سحر نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر کھینچا زور کشمکش کے لیے  
 ہوئے کہ گھوڑے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اسوقت دونوں پشت مرکب سے کودے اور کشتی شروع  
 ہوئی سوار سحر نے گھڑی بھر میں لشکر اکھٹیر لیا اور چاروں شانے چیت کر دیا پھر گرفتار کر کے لشکر میں بھیج دیا  
 اور آب مرکب پر چڑھ کر مہارز خواہ ہوا ادھر سے عادل شیر دل نے جا کر مقابلہ کیا اس پر بھی  
 وہی سانہ گزرا پھر فاضل شیر دل رو برو گیا کشتی میں قید ہوا اسی طرح گوہر ملک دھنی و  
 فرخ شاہ دولت آبادی وغیرہ بہت سے سردار ان ہندوستان گئے اور اسیر ہوئے اسوقت  
 شاہزادہ نور الدہر نے چاہا کہ میں جاؤں ہنوز صف لشکر سے جدا نہ ہوئے تھے کہ صحرائی طرف سے  
 گرد آڑی کہ فلک دو آرتیرہ و تار ہو گیا سرگرد آسمان سے لگا تھا غلطان و پیمان مثل سر زلف  
 معشوقان تھا کہ ابیات

کہ از راہ صحرائے تیرہ گرد	بر آمد گرد و روز شد لا جورد
شد از خاک خورشید تابان نقش	ز بس پیل و بر پشت پیلان درفش

جب ہوانے دامن کر شکافتہ کیا آگے آگے ایک ہیلو ان عرصہ گردن بلند باز و قوی تن مسلح و مکمل گینڈے  
 پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار چلتے پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب رکاب گھوڑے کا دم  
 سے دم اور سم سے سم ملاے ظاہر ہوئے لشکر لقمان طبل شادمانی بجا اور عنصر کو ہی نے کہا یا خداوند  
 یہ شہوار ناصر کو ہی نام میرا بھائی ہر عرض کہ سب کو میثوائی کر کے لائے اسکی فوج نے بھی صفت بانڈی  
 اور ناصر سامنے لٹکائے گیا اور عرض پیرا ہوا کہ مسلمانوں کو بڑا غرور اپنے زور بازو پر ہرین میڈار  
 ہوں کہ جنگ سحر موقوف کی جائے اور تجھ کو اجازت ہو کہ میں جا کر سبکو باندھ لاؤں لقمائے اس کی  
 عرض پذیرا کر کے حکم دیا کہ ہم نے تجھ کو اپنا نظر کردہ کیا ان بندگان خوابی کو گوشمالی کر یہ سن کر گینڈا  
 اڑا کر بہت سیدان چلا اور سوار سحر جو پہلے سے لڑ رہا تھا حسب الحکم خداوند جنگل کی جانب چلا گیا  
 عرض جب ناصر سیدان میں آیا پہلے اسپ نازی اور چوگان ہازی کر کے خوب سلحشوری دکھائی  
 یہاں تک کہ عرق عرق ہو گیا اسوقت نیزہ بین میں گاڑ کر اور اسکے سہارے سے کہنی لگا کر لشکر اسلام کو  
 بنظر تیز و بنگاہ ستیز دیکھتا تھا اور دم راست کرتا تھا آخر للکار اکہ لے بہادر ان ہر تہمین کوئی  
 ایسا دلا ورجوان جو مجھ فیل مست سے آکر بھڑے اور مجھ ایسے شیر زبان کا مقابلہ کرے بیٹ در  
 آئند و مردی نمایندین + درین رزم گہ از نے خشم و کین + اس نہیب کے دینے سے لشکر اسلام میں  
 دست راست کے علم جلوہ دکھانے لگے اور کڑکا ہوا نقارے شہری فیل بچنے لگے صدائے کڑ دم



کا ددم بلند ہوئی اور شاہزادہ برہم زندہ زمر دے ایمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان گل گزار  
خلیل ارحمان یعنی نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران نے اپنے مرکب کو صفت  
سے باہر نکالا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر پشت ہیون سے اتر کر پایہ تخت کو بوسہ دیا اور  
ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے شاہ نصفت نشان اجازت میدان ہو بادشاہ نے جام کلمہ عفریت پر  
از شربت قند و نبات عنایت کیا اور خلعت سے مخلع فرمایا اور سپر ویزوان پاک کیا شاہزادہ جام  
الشر کے مرکب پر دوبارہ سوار ہوا اور سمت میدان چلا کہ ایات

گر نقش سنان و کمان و کماند ز تندی بجوش آمدش خون ورگ با آورد کہ رفت چون پیل سست برون آمد و راے ناورد کرد	گران گرز را پہلوے دیو بند نشست از برہ بارہ تیز تک چو کوہ زوان اسپش از جا جست بر آورد بر چہرہ ماہ گرد
--	---

مرکب کئی طرار و نین مقابل حریت جا پہونجا ناصر کو طلعت جهان آراے شہزادہ دیکھ کر ایک  
محبت ہوئی اور کہا اے پل نامدار خداوند کو سجدہ کرے تو تیرے لیے سلطنت معین کی جائے  
اور میرے لشکر کی بادشاہی کرے شہزادہ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو زیر کرے گا تو جو کچھ حکم دیگا قبول  
و منظور ہوگا اس وقت وقت جنگ ہو زبان خم شیر کو کام میں لال لب سو فار و دہان تیرے ہمو سمجھا  
ناصر یہ سنکر بہت ہانکا و رگینڈ ایچھے ہٹا کر آگے بڑھا اور اس طرف سے شاہزادہ چلا ایک ٹکڑ  
مرکبوں نے ایسی کھائی کہ لقین تھانر پھٹا لینگے سوار گر پڑیں گے مگر سوار پشت زین پر قائم رہے  
اور رگینڈ اناصر کا تھپڑ کھا کر چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور اسی قدر گھوڑا شاہزادہ کا زور میں آکر  
بڑھ گیا اس نے رائون میں مسلک سامنا کیا اور نیزہ سینہ بیکینہ شاہزادہ پر لگا یا جنگ غار ہوئی

یکے تنگ میدان فرد ساختند ناند ایچ بر نیزہ ہندوستان بشمیر ہندی بر آدیختند بزم اندرون تیغ شدریزیز گرفتند زان بس عمود گران	بکو تاہ نیزہ ہی ساختند بچسپ باز بردند ہردو عنان ہمی ز آہن آتش فروختند چہ رزمے کہ پیدا کند رختیز ہمی گرفتند آن برین این بران
---	---

جب اسلحہ درزی سے مراد دی نہ حاصل ہوئی دوال کمرین دونوں نے ہاتھ ڈال کر زور کیا آخر  
دونوں زمین پر کودے اور دامن گردان استینین چڑھا کر مائل کشتی ہوئے

ز اسپان جنگی فرد آمدند بہ بستند بر سنگ اسپ نبرد	ہشیر اردو باتیر و خود آمدند برفتند ہردو روان پر زور و
--	--



ز شیران بہ کشتی برداشتند	ز تنہا خوے خون ہی ریختند
اسی طرح دہن بدہن اور مشت بشت کشتی بصدور شتی رہی شام تک دوزندہ پیل یاد و اہرمن مست تھے کہ سر ٹکراتے رہے جو وقت کشتی گیر فلک نے آمد پہلوان زنگبار شام سنی اور اکھاڑے سے چرخ کے ٹکڑے بارگاہ مغرب کی راہ لی کہ فقط	
شب آمد کے ابر شد ہسپاہ جو دریائے قمرست گفتی جہان	جہان کشت چوں رفت زنگی سیاہ ہمہ روشنائیش گشتہ نہان
<p>رات ہوتے ہی ناصر نے شاہزادہ کو روک کر کہا کہ اے جوان مر حیا صدم مر حیا تو خوب مجھ سے لڑا اب جا کار امروز بفرما آفتاب بہر آسائش ہر کل ہم تم پھر نصیب آزمائی کریں گے کہ بیت بیہم آزما بلندی کراست + درنیکار فیروز مندی کراست + شہزادے نے جواب دیا کہ اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہیں کہ بغیر حریف کے زیر کیے ہوئے یا بغیر زیر ہوئے اس سے میدان سے پھر جائیں کیونکہ آج جس طرح شام تک لڑے ہو اسی طور سے کل بھی لڑو دن گا یہ فیصلہ پھر کیونکر ہوگا بس میرا قول یہ ہے کہ کار امروز بفرما گذار رات کو دن کر لینا شاہزادہ کے نزدیک کچھ دور نہیں اسی وقت تقدیر دیکھیں ع تیار کرنا یا کرنا یا شد و میلش بہ کہ باشد ناصر نے یہ تقریر سن کر کہا اچھا کیا میں بھی آپ سے پایہ کمی کا رکھتا ہوں لیکن کچھ کھالی ہوں تو لڑو دن شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا کھاؤ اس نے ملازمین کو پکارا اور کھانا طلب کیا ملازم اس کے مکان سے دودھ کے خوان اور میوؤں کے لائے اس نے ایک کاسہ خیر میا اور پھنکے میوؤں کے لگائے شاہزادہ اکھاڑے میں ٹھلتا رہا کہ اس نے ایک طرف پھر کر دیکھا اور کہا آپ کچھ نہیں نوش فرمائے شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارے کھانے کو سخت دل دور پینے کو جگر ہی جب تک خداے تعالیٰ ہو اس جنگ سے فراغت نہ دیکھا کچھ نہ کھا میں گے اس نے یہ سن کر کاسہ پھینک دیا کہ میں بھی نہ کھاؤں گا کیونکہ آپ اگر زیر بھی ہوں گے تو کہنے کو ہوگا کہ بھوکا رکھ کر گرفتار کر لیا یہ کہہ کر مقابل آیا دستی بصدور بدستی پھینچی کشتی شروع ہوئی ادھر سے امیر نے اس طرف سے لقائے جھار فرشتی کنا سے اکھاڑے کے روشن کر اسے درخون میں گیند لگوا دیے شکاری اسی جا دین پوشش بچھا کر بیٹھے خورد و نوش میں مصروف ہوئے اور سر کشتی کی دیکھتے جاتے تھے مجمع خلافت تھا ہر ایک دیکھنے کا شائق تھا اسی طرح رات بھر کشتی رہی رات بھر کیا میں شبانہ روز باہم سر ٹکراتے رہے جو تھے روز جب شاہ انجم کشتی دیکھ کر میدان فلک سے مراجعت فرما ہوا اور شاہ زنگبار نے بہر انفصال رزم عالم میں داخلہ فرمایا فقط</p>	
یکے رزم تاشب برد آمد ز کوہ جہان کشت چوں چہرہ اہرمن	بجودند تا مدول از اکین ستیزہ کشادہ سیمہ مار گردون دہن



قریب شام شاہزادہ نور الدہر نے نگر کچھڑ کر اسکو سر سے بند کیا اور چرخ دے کر جاہا کے زمین پر مارین  
 ناصر نے پکار کر کہا کہ اسے شہر باران دیکھیے شاہزادے نے اسکو زمین پر باسانی اتار دیا اور فرمایا  
 کہ ان بشرط اختیار کرنے ایمان کے مل سکتی ہے یہ شکر وہ قدم پر گرا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اسے صدق مسلمان  
 ہوا شاہزادے نے سر اسکا سینہ سے لگایا وہ اکھاڑے سے باہر آیا اور اپنے لشکر کے سرداروں کو بکارا  
 وہ سب حاضر ہوئے ان سے کہا کہ میں نے اطاعت اس شہر بار کی اختیار کی اور اسلام قبول کیا اگر تم  
 میرا ساتھ دو تو میرا ہواؤ افسران فوج کل شکر لے کر ساتھ ہوئے از بسکہ تین روز سے سب بخورد و خواب  
 تھے دونوں لشکر میں طبل باز گشت بجا لقا اپنی بارگاہ میں گیا اور امیر شاہزادے پر سے زرد گو ہر نشان  
 کرتے ہوئے پھرے لشکروں نے جا کر کھولی بادشاہ داخل شہستان ہوئے سردار اپنے اپنے خیموں  
 میں گئے نور الدہر اپنی بارگاہ میں ناصر کو لائے امیر بن عمر عیار نے لشکر کو مہیونکا برابر لشکر شاہزادہ  
 عالی گہرا تر دایا بارگاہ اسکے لیے نصب کی شاہزادے نے ناصر کے لیے مجلس عیش ترتیب دی ہے کا  
 دور ہوا اسلئے حاضر ہوئے بعشرت تمام بارگاہ میں اپنی لیکر بیٹھے ہاے ہوئے پرستان کی صدا  
 بلند ہوئی آواز سر اسیندہ گوشستان کے پسند ہوئی ساغر و سبدم جھلکتا تھا یا لب جام خندہ زنی  
 کرتا تھا مختصر یہ کہ ایسا کچھ سامان تھا بیت قدم رکھنا سنبھل کر صحبت رندان میں اسے زائد بہ بیان  
 بگڑی اچھلتی ہے اسے فائدہ کہتے ہیں یہاں تو یہ کیفیت ہو کر تھا کہ شکر میں بختیار رک جو پھر کر گیا  
 اس نے دیکھا کہ ملکہ نازک چشم کی طبیعت مثل کیسوی مشوقان برہم چہرہ پر زردی چھائی ہوئی لب پر آہ  
 سرو ہو سامان عشرت تمام درہم و برہم ہر اس نے پوچھا کہ اے ملکہ کیا باعث ہے جو آئینہ رخسار ملکہ ہر  
 چہرے سے پریشانی ظاہر ہو ملکہ نے کہا سنو جی ملک جی کچھ یہ امر پوشیدہ نہیں اور نہ کچھ عیب بھی کہنے  
 آئے میں طلسم سے اس نامہ کے پاس آیا کرتی تھی کچھ مطلب نکلا تھا آج وہ جا کر مسلمان ہو گیا اس  
 بات کا مجھ کو خیال ہے کہ اگر وہاں جاؤں تو ایمان میں فرق آتا ہے اگر نہیں جاتی ہوں تو یار ہاتھ سے  
 جاتا ہے کیا کہوں مصداق اس شعر کے قصہ مختصر کرنے پہ ہو سکی امید نا امید ہی اس کی دیکھا جاوے  
 خیر بقیقنا سے مع این ہم اندر عاشقی بالائے غمہاے دگر بہ صبر کرینگے اور کسی سے دل لگانے لگے  
 بختیار رک نے جو یہ حال سنا خوب ہنسا اور کہا اے ملکہ اگر تم عاشق ہو میں تو اس کو جانے نہ دیتا  
 اور اب کچھ نہیں گیا ہے اگر عاشق ہو تو جا کر پکڑ لاؤ سمجھا کر راہ راست پر اس کو چلاؤ ورنہ تمہارا بھی  
 یہ حال ہو گا بیت جی جاہتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن بیٹھے رہیں تصور جانان کیے ہوئے  
 ملکہ کو اسکے درغلانے سے ایسا کچھ جو مل آیا کہ اٹھ کھڑی ہوئی اور نشہ عشق سے چور چور ہو رہی تھی  
 کیفیت صحبت یار جو یاد آئی انجام کار نہ سوچی اسی رنگ میں اڑ کر چلی اور بارگاہ نور الدہر کا نشان  
 بختیار رک سے پوچھ لیا تھا اسی پتہ پر پہنچ بارگاہ میں آکر اتنی یہاں صحبت نافوش بر پا دیکھی اور



صورت پر صولت شہزادہ بلند مرتبت پر جو نگاہ پڑی ایسا رعب چھایا کہ جھک کر سلام کیا شہزادہ بھی انتہائی خلیق ہر اس کے عجز کو دیکھ کر گویا ہوا کہ اے ملکہ آئیے تشریف لائیے گھر باری زبان شہزادے سے یہ خوشنود ہو کر بزم میں بیٹھی شہزادے نے سانی کو اشارہ کیا اس نے جام سے زعفرانی بھر کر دیا اس نے چند ساغر متواتر پیے اور نشہ کا فور ہوا دل نے بوسہ یار کی خواہش کی ناصر کا دامن پکڑ کر بولی کہ کیوں صاحب تم ہم کو چھوڑ کر چلے آئے اچھا اب اٹھو اور خدمت خداوند میں چلو ناصر نے ہنس کر کہا کہ اے ملکہ بموجب بیت

کہان وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوڑے ہوئی ہے بدت

کسی کسی کی تھی یا د صورت خیال کچھ کچھ کہیں کہیں کا

اب ہماری محبت اگر منظور ہے تو خداوند پر لعنت بھیجہ اطاعت اس شہزادہ والا قدر کی اختیار کرو ورنہ ہم کہان ہو کر اپنا دشمن سخت سمجھو یہ سننا تھا کہ اسکو یاں ہوئی اور خداوند پر لعنت بھیجنے سے ناراض ہو کر پکاری کہ اے او بیوفا تو نے بڑا غضب کیا کہ خداوند باختر کو میرے سامنے ہر اکھا اب میں تجکو پکڑ کر لے جاؤں گی اور خداوند کا پیشاب پلا کر اپنے گروہ ساحران میں تجکو ملاؤں گی اگر اس سے تجھ کو انکار ہوگا تو وہ بدر و زمیرے ہاتھ سے دیکھے گا کہ خواب عدم میں بھی نہ آرام پائیگا یہ تو بتا کہ اتنے بڑے بے خداوند کبھی دیکھنے میں بھی آئے تھے ان میں تو نے کیا برائی دیکھی جو ان طے مسلمانوں کا ساتھ دیا ناصر نے کہا او فحشہ دور ہو کیا کہتی ہے جانہیں تو سزا اپنی اپنے کنار میں بیٹھ گئی اس ڈانٹنے سے یہ ساحرہ جھلا کر اٹھلی اور کچھ افسون پڑھ کر دشک دی کہ ناصر کمرنگ زمین میں دھنس گیا اسیہ عیار نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا اے ملکہ پر اسے گھر میں آکر فساد کرنا اچھا نہیں ہم آپ کو یہاں سمجھ کر طرح دیتے ہیں اس نے کہا تم اس مقدمہ میں نہ بولو کیونکہ عرموز عاشقان عاشق بداندیش شہزادے نے فرمایا کہ اچھا تو نے شہوت پرستی کا جھگڑا نکالا جاوے ہو نہیں ماری جائے گی یہ کہہ کر تیغ پر ہاتھ ڈالا نازک چشم نے کچھ سوچ کر حیرت طعنا ناصر زمین سے نکل آیا اور کہا آج میں جھگڑا کرنے نہیں آئی تھی صرت سمجھانے آئی تھی خیر ظاہر ہوا کہ تم مسلمانوں کا سحر اسپر کار گر ہو گیا ہے یہ یوں نہ مانے گا یہ کہہ کر بارگاہ سے تھک کر چلی جایا کہ اڑ کر جاؤں اگر آراستگی لشکر اسلام اور کیفیت چراغان آبادی زار ان دیکھ کر خواہش بڑھی دل میں سوچی کہ شیمہ میں جی گھبرا گیا یہ آراستگی بھی دیکھو بون آخر سر کرنی ہوئی چلی اسیہ عیار اس کے پیچھے یا تھا اس کو جاتے دیکھ کر ایک ساحر کی ایسی صورت بن کر پہلے سمت لشکر کفار گیا اور ادھر سے دوڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اور کہا اے ملکہ میں ملازم سو فار جاؤ ہوں اٹھو نے آپ کے یہاں آنے کی خبر سن کر مجھ کو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو مالک فوج و سپاہ ہو وہ اس طرح آئے ہیں مجھ کو روانہ کیا کہ اگر کچھ فساد ہو تو آپ کی مدد کر دن نازک چشم نے کہا مجھ سے



کون ایسا ہی جو فساد کر گیا غرض دونوں بائین کرتے چلے راہ میں ایک مقام تھا دیکھ کر امیر نے خاصہ ان نکال اور اسکو واکر کے ملک سے کہا کہ مجھ کو پان کھانے کی بہت عادت ہے آپ بھی نوش فرمائیے راہ میں سوائے اس شغل کے کیا ہی ملکہ نے ایک گھوڑی لے کر اسکے کہنے سے کھائی فوراً بیوش ہو گئی امیر ہشتارہ باندھ کر اسکا سانس شاہزادہ نور الدین کے لایا شاہزادہ نے فرمایا کہ بقیہ شب اسکو قید رکھو امیر نے ہشتارہ سے کہا کہ اسکو ستون سے باندھ دیا مگر بیوش رکھا کہ بھاگ نہ جائے چنانچہ رات بھر حفاظت تمام رکھا جو وقت زہد خورشید صومعہ مشرق سے باہر آیا اور عابد شب زندہ دار راہ مسجد مغرب

دو تار یک زلف شبان سیاہ  
برآمد پر از آب و رخ رابست

چو تارک خمیدہ شدہ پشت ماہ  
بزدیک خورشید چون شید زشت

امیر معہ سرداران کے مسجد کراپاس میں تشریف لائے اور بعد فراغت طاعت رب اکبر دربار میں آکر دنگل زاد عنبر جناب آصف بن برخیا پر جلوہ فرما ہوئے بادشاہ اسلام بھی برآمد ہوئے اور تخت سلیمانی پر بیٹھے دربار کا نظارہ بجا تمام سردار حاضر ہوئے لگے شاہزادہ نور الدین معہ ناصر دربار میں آئے ناصر سے تذر دلوائی دنگل اسکو ماتحت نور الدین اسی ذیل میں کہ شاہزادے کے سرداران جان بیٹھے ہیں عنایت ہوا اور شاہزادہ اندر چل ستون کے دنگل کو ہر نگار پر ممکن تھا اسوقت امیر ہشتارہ ساحرہ کالایا امیر حسب اتفاق آج بارگاہ حشامی میں بیٹھے تھے ساحرہ کو دیکھ کر حکم دیا کہ ستون سے باندھ کر ہوشیار کرواد و دعوت باسلام کر کے ٹھکانے لگاؤ امیر نے باندھ کر کے حسب حکم ہوشیار کیا لیکن ہونے والی اس نے بھی سوزن زبان میں نہ دیا تھا ساحرہ کی جب آنکھ کھلی اپنے تئیں بندھا دیکھا اور شاہ اسلام کو تخت سلطنت پر جلوہ گر پایا یہ دیکھتے ہی نگاہ غضب گھورنے لگی امیر نے سوال اسلام لانے کا کیا کہ اس نے سحر طعنا بند جس سے بندھی تھی جل گئی اور یہ رہا ہو کر پکاری کہ معلوم ہوا یوں ہی عیار کے بھر دے پر تم لڑا کرتے ہو یہ کہہ کر سحر طعنا دھوان بنی اور اڑ کر بلندی پر گئی وہاں سے ایک ناریل بارگاہ میں مارا شعلہ اسے آتش زمین سے نکال کر سرداروں پر چلے امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ شعلے بجھ گئے پھر اس نے ایک پیکان سحر مارا وہ بھی برکت اسمارا اتنی جل گیا اور امیر بھی دنگل سے جیر بھر کر کمان میں پیوستہ کر کے پکارے کہ باش او قبحہ کہاں جاتی ہے نازک چشم نعرہ شکر خائف ہوئی اور اڑ کر چلی گئی بارگاہ نقاین بختیار کہ رہا تھا کہ رات گزر گئی اور ملک نہ آئیں کسی کو بھیجا جاسیے یہی فکر تھی کہ یہ جا کر پہونچی اور سارا اجڑاے گذشتہ بیان کر کے دنگل پر بیٹھی بختیار کے تیل ماشل منگا کر اس پر سے اُتارے نازک چشم ہنس پڑی اس نے کہا سنہتی کیا ہو بڑی خیر گذری وہاں کا گیا کوئی پھر تائین اس جگہ کا جانا ملک عدم کا سفر ہے وہ لوگ بڑے زبردست ہیں کون انکے برابر ہی تم واقعی نصیب کی ابھی ہو جو پھر آئی ہو یہ تقریر نازک چشم



غضبناک ہوئی اور بونی کہ ملک جی میں ابھی حمزہ کو معہ اس کے لشکر کے غارت کیے دیتی ہوں یہ کہہ کر وہاں سے اٹھی اور اپنی بارگاہ سے ایسا سحر ٹپھا کہ راستہ بارگاہ کا ہر طرف سے بند ہو گیا یعنی جو کوئی قصد آنے کا کرے تو تاریکی معلوم ہو اور دھرنے آسکے بعد اس بندوبست کے خون خنریہ سے نہا کر جو کادیکر زمین کو لیسکر بیٹھی اور گوگل دھوپ دیپ وغیرہ جلانے لگی منتر آغاز کیا پھر آرد ماش کے دواثر دہے بنائے اور ایک جانور بنایا جانور سے کہا تو سر حمزہ پر جا کر چکر لگا کر اور پکار کر کہ کہ میں تیرے قتل کرنے کو لے حمزہ آیا ہوں وہ یہ سنکر اسم اعظم پڑھے گا میں بند کروں گی جانور یہ حکم سنکر جاندار ہو کر اڑا اور سمت لشکر اسلام گیا بعد اسکے اس نے اثر دہو جو حکم دیا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر اسلام کا کام تمام کر دواثر دہے بھی غائب ہو گئے اور یہ بھی بیٹھے بیٹھے زمین میں سما گئی اور لشکر اسلام کی جانب چلی اہل اسلام غافل اترے ہوئے تھے کہ یکایک اثر درکنار سے لشکر کے چلے شعلہاے آتشین منہ سے چھوڑنے لگے حرارت زہر سے زمین کا پینے لگی اور مردمان لشکر سب شدت گرام سے بیہوش ہونے لگے ہنگامہ برپا ہوا اور خیموں بازاروں سے لوگ بھاگ کر طرف صحرا چلے لیکن جدھر گئے دواثر دہوں کو قلاب آتشین چھوڑتے پایا اور راہ کو بند پایا صورتیں ان موزیوں نے ایسی پیدا کی تھیں کہ زہرہ آب ہوتا تھا سلطان فلک کا انکے خوت سے دل پانی پانی ہوتا تھا عقب چرخ کو نصب ترس و بیم اپنی جان کی نگہبانی کی پڑی نظم

کہ ہشتاد گز بود از دم بدم  
نہ کردے نہ ہمیش برود و یوراہ  
نخواہد بدان ماند چرخ بر زمین  
زور یا نہنگ و ژم بر کشد

چہ گویم ازان اثر دہاے و ژم  
بدان جایگاہ بودش آرامگاہ  
ہی دود نہ ہر ش بسوزد زمین  
ہی آسمان کر گس اندر کشد

سفر سر میں حرارت آتش زہر سے لشکر یونکا پھلنے لگا تمام صحرا جلنے لگا زمین تفتیدہ ہوئی اور گھاس مچھلی گئی وہ آگ جو دہان اثر دوران سے نکلی اسقدر بڑھی کہ تمام لشکر اس نے گھیر لیا اہل اسلام آئیے وافی ہدایہ قلنا یا نار کوئی پڑھنے لگے بھنے ان میں وقتار بنا عذاب النار پڑھتے تھے بارگاہ سلیمانی میں شاہ اسلام اور سردار اور امیر جا کر ٹھہرے لشکر جہان تک سما سکے جا کر دہن پناہ گزین ہوئے مگر ایک بارگاہ اور لشکر بہت بڑا ہزاروں باہر رہ گئے اور ہلاک ہوئے صدائے انبیاء و فریاد بلند ہوئی امیر بارگاہ سے اسم اعظم پڑھ کر سحر دفع کرنے باہر نکلے اہل بیت ایک جانور آکر گرد سر پھرنے لگا اور پکارا کہ حمزہ میں تجاوارنے آیا ہوں امیر نے اسم اعظم پڑھا واز بلند پڑھا وہ طائر تو جل گیا مگر پس پشت نازک چشم گھات میں لگی تھی اس نے ایک جانور سرخ رنگ چھوڑا کہ اس نے آکر گرد سر امیر چرخ مارا اور پھر کر نازک چشم کے پاس گیا اس نے پکڑ کر شیشہ میں بند کیا اور پکاری کہ حمزہ بند کیا میں نے اسم اعظم اب لازم ہے سرکشی کو چھوڑ کر خدمت خداوندین



حاضر ہوا اور سجدہ کر دیا اور نہ آج کی شب اور اتنا دن ہلکتی دیتی ہوں دم سحر ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گی اور چراغ ہستی بجھا دوں گی امیر کے گئے میں حذر ہیکل ہر اسی وجہ سے بیوش تو نہ ہوے مگر اسم اعظم بھونے سے مہوت کی طرح میں اسکو کچھ جواب نہ دیا اور آہستہ آہستہ چل کر بارگاہ میں چلے آئے ادھر ساحرہ شیش نے کر بارگاہ تقابین گئی مگر ایک رات کی ہلکت جو دے گئی ہر اسوجہ سے لشکر اسلام کے لوگ مرنے تو نہیں ہیں لیکن مصیبت کبریٰ میں گرفتار ہیں کوئی فرط عطش سے زبان دکھاتا ہی کوئی بیوش بڑا ہی ہواے گرم نے برگ نہال حیات گراے تھے غنچہ دہن سبز خبتان خضر طریق اس گرمی سے گل کی طرح مرجھائے تھے ہر سمت شور و غوغا برپا تھا کچھ نیا بے نہ بنتا تھا نظم

شعلے پیدا تھے پیرہن سے زہور کنول سے جل رہے تھے حالت جو سرشک کی بتر تھی مسدود تھی سیت کی روانی قتول میں جان انس جان تھی	جنگ ریان اڑتی تھیں بدن سے پتھر سے شرر نکل رہے تھے سخانہ مژدہ سے چشم تر تھی قطرہ لب تیغ پر تھا پانی ہو تھوون پہ صداے الامان تھی
--	--

جو بارگاہ سلیمانی سے نکلتا تھا اسکی تین چھتا تھا ہر کارے دمیدم کی خبر لقا کو پہونچاتے تھے ساحر خوشی کے مارے نعرے دمیدم مارتے تھے اسوقت نازک چشم جاگر پہونچی اور شیشہ اسم اعظم دکھایا عرض کیا کہ رات بھر حضور تامل فرمایا صبح تک جتنے بارگاہ سلیمانی میں چھپے ہیں سب باہر نکلیں گے اور سحر ہو جائیگا اب فکر سمیت چل کر سب کے سرکاٹ لیجیے گا لقاتے کہا یہی تدبیر ہم نے نوے ہزار سال پیش کی ہے کہ صبح کو تمام باغیوں کو قتل کرینگے اسوقت تین کیا جاے نے اچھلے حسب ارشاد ساقی و بادہ و مطرب جمع ہوئے انجمن عیش مترتب ہوئی تھا پیلے پر پڑی صدر طے مبارکباد بلند ہوئی لکہ نازک چشم سے بختیارک نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم اچھی طرح رکھو اور پھر بزم عیش میں بیٹھو اسنے اپنی دختر لکہ گلہابی چشم کو شیشہ دے کر کہا اے فرزند مجھ کو اور کسی کا اعتبار نہیں تم اسکو لے جاؤ شہنشاہ کے پاس پہونچاؤ میری طرف سے بھی تسلیم کہنا اور سارا حال لڑائی کا کہہ دینا گلہابی چشم تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی اور ادھر اہل اسلام جو آفت میں مبتلا تھے بلبلا کر درگاہ ہذا میں استغاثہ کرنے لگے رور و کر خداے پاک کو پکارتے تھے کہ

بھرتو مانند پنچہ مرہان اسے مدگار بلیس و ناچار اسے کشایندہ کار بستہ کے	آنحضرت اٹھا کر سوے در سجان اسے طرفدار ہر غریب دیار ناخدا کشتی شکستہ کے
---	--



بیکسی پر مری تو قسم کر کون حامی یہاں ہمارا ہے ہم ہیں در ماندہ و مشکیر ہے تو اس بلا سے ہیں بچا یا رب	بے بسی پر مری تو قسم کر اک تری ذات کا سہارا ہے ہم ہیں بیدست پاقدیر ہے تو پار بیڑا مرا لگا یا رب
--	--

تیر دعا انکا ہوت اجابت سے مقرون ہوا یعنی اتفاقات قصدا و قدیر سے شہزادہ شہر طولوس جمہور  
جہان سوزہ طوسی تبرزن پسر خواندہ امیر لشکر بن نہ تھا کئی روز سے دشت میں سیر و صید  
انگنی کرتا تھا گلانی چشم جو شیشہ لے کر چلی اسی دشت کی طرف سے ہو کر گزری ایک نوجوان کو ہمراہ  
خیل سرداران دشت میں شکار کنان پایا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک اخضر پر پاہ درخشان ہے  
یا برج سنبلہ میں مہر تابان ہو نظم

برخسارگان چون سہیل میں کلاہ جہان پس لو ان پر سرش بہیرفت چون شیر کفت افکنان ز چنگال یوزان ہمہ دشت غم تدروان بہ چنگال باز اندرون	بنفشہ دمیدہ بگرد سمن فروزان زوریابے روی برش سرگورد آہو زن بر کنان دریدہ ہمہ دل پر از داغ گرم چکان از ہوا بر سمن برگ خون
--	---

گلانی چشم دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور تخت سے اتر کر حیران کر خزان خزان  
گلگشت کنان چلی صدا سے خلتیال و پازیب شکر دل جمہور کا ناشکیب ہوا اور نگاہ اٹھا کر دیکھا تو یہ  
معلوم ہوا کہ آفتاب محشر جلوه کنان ہوا اس جو طلعت کے مقدم سے دشت گلزار جہان ہر آنکھیں اس  
آہو سے بیشہ رعنائی کی عزالان دشت میں کارہ بتاتی ہیں اور دین تیر مژگان سے صید دل کو نشانہ بناتی  
ہیں رخسار نازک سے گھماے صحرا پر مردہ ہیں دین تنگ کے رو برو غنچہ شرمندہ نظم

کہ از سرو بالاش زیبا تر است بیالابلت و یہ گیسو گست مہبتی است آراستہ پر نگار	ز مشک سیرہ بر سرش آفر است د بانش جو خنجر لبانش جو قند چو خورشید تابان بخشم بہار
---	---

جمہور بھی ایسی صورت نہ پا گود چھکر فریفتہ ہوا اور پکارا کہ بیت دشت میں آمد بہار ہی آج چشم ز گس  
کو انتظار ہی آج وہ ناز کہ بدن شرار کمرانی اور چان چان پاس آئی جمہور نے ہاتھ کپڑا لیا اور اٹھا  
عشق کر کے اپنے ہمراہ لیکر اسی جگہ آیا جہان خمیر زلفی استادہ تھا سائیمان باسلک گوہر کھنیا تھا  
سامان عشرت و نشاط مہیا تھا دبان مسند نگار پردو نون گویا برج سنبلہ میں آفتاب مہتاب آگے  
شہزادے نے گستی شراب کی کھینچ کر آگے رکھی جام نبرینہ کر کے اس پر پھیرہ کودیا اس نے بیک جردہ در کشید کیا



پھر اس نے ساعز بھر کر شاہزادے کے سامنے پیش کیا شاہزادے نے پہچان کر آپ کا نام نامی اور اسم گرامی  
 کیا ہی اور اس دشت کو قدم گلزننگ سے رشک ارم بنانے کا کیا باعث ہوا ہی ساحرہ نے مسکرا کر کہا  
 کہ نصیب تیرا اسے شخص یاد رہا جو مجھ ایسی ساحرہ دختر ملکہ نازک چشم کے دل پر تیرے عشق کا اثر ہوا  
 اب تمام عالم زیر فرا تیرے کرد و نگہ شاہ جادو ان کا ہمسر بنادون گی مادر نے میری اسم اعظم حمزہ  
 بند کر کے اتر در ہائے سحر سے تمام لشکر اسلام غارت کرنا چاہا ہی اور مجھ کو شیشہ اسم اعظم دے کر طلسم  
 بھیجا ہی بس جب اہل اسلام میری مادر کے ہاتھ سے مارے جائینگے خداوند باختر یعنی نقاہم کو گواہ  
 وہ مرتبہ کریں گے کہ کسی پیر کا بھی ایسا مرتبہ نہ کیا ہو گا شاہزادے نے جب سارا ماجرا اس جنگ وغیرہ  
 سنا چاہا کہ اس قحبہ کو واصل جہنم کرے لیکن عقل سلیم نے مشورہ دیا کہ ساحرہ ہی اگر غصہ جتاؤ گے تم کو  
 بھی سحر کر کے لایم اور اس سے باشتی پیش آؤ اور زخمی کر کے سختی جتاؤ پس یہ سوچ کر منہا اور کہا اے  
 ملکہ زہرے نصیب میرا جو تھا رادھر آنا ہوا یہ کہہ کر گردن میں باہن ڈال دین وہ شہوت پرست بھی  
 لپٹ گئی شاہزادے نے اسکو وہین لٹایا اور آسن میں رانوں کو گانتھا پھر ایک ہاتھ منہ پر پیار  
 کے جی سے رکھا اور دوسرا گردن پر رکھا اس زور سے گلا دبا یا کہ آنکھیں نکل آئیں ہر چند تڑپی اور  
 چاہا سحر پڑھے لیکن رانوں میں دبی تھی اور منہ بند تھا کچھ نہ کر سکی آخر روح نجس نے کسی اور طرف  
 سے راہ نکلنے کی نہ پائی نفذ اسفل کی طرف سے سمت جہنم روانہ ہوئی شور دار و گیر برپا ہوا بڑی  
 دیر تک تاریکی رہی صدرا آئی کہ مارا گل لابی چشم جادو کو کل ایک سو پچانوے برس کی عمر تھی ہنوز  
 جوان بھی نہ ہوئی تھی اسے بیدر و سو تو نے بڑا غضب کیا کہ اس نے کوئی پھول باغ عشرت  
 سے بھی نہ چٹا تھا پارمان و ناشاد ہی ماری گئی بعد اس ہنگامے کے برطرف ہونے کے شاہزادے نے  
 شیشہ اسکی چھوٹی سے نکال کر توڑ ڈالا لشکر اسلام میں سب مصروف دعا تھے کہ امیر کو اسم اعظم یاد  
 آگیا اور بارگاہ سے بھلے اور سوار ہو کر بہت جلد قریب اتر دیوں کے گئے اور اسم اعظم پڑھ کر  
 دم کیا کہ وہ نالود ہو گئے بالکل وہ حرارت ہو قوت ہوئی جو لوگ کہ بیہوش پڑے تھے ان پر اسم اعظم پڑھ کر  
 دم کیا کہ وہ ہوش میں آ گئے اس عرصہ میں جمہور شکار گاہ سے آیا اور امیر سے سب حال کہا ہر اک  
 خوش ہوا اور امیر دربار میں آکر بیٹھے ہر ایک بادل شاد بدستور سابق اپنے اپنے کام میں مصروف  
 ہوا ہر کارے لقا کے جو دمہ دم خبر ہو سجاتے تھے یہ سب خبر لے کر گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ ملکہ  
 گل لابی چشم اتنا سے راہ میں جمہور کے ہاتھ سے ماری گئیں لشکر اسلام پر سے وہ آفت نزع ہوئی  
 اب سب راحت پذیر ہیں بختیارک یہ سنتے ہی پکارا صلوٰۃ بر محمد و لعنت بر لقا کیوں ملکہ کچھ  
 خوش ہوئیں تم نے اقبال مسلمانوں کا دیکھا نازک چشم خبر مرگ دختر شکر دہنے لگی پھر تو یہ حال  
 ہوا کہ ہو جب بیات



ہمہندگان موے کردند باز	کہ آن موے مشکین کند دراز
کمند میان را به گیسو بست	بناخن گل ارغوان را بخت
سراہریان گسته کند	خراشیده رے و بازہ نژند

آخر سب نے سمجھا یا کہ اسے ملکہ صبر کرد خداوند کی مشیت میں کیا چارہ ہی لقائے کہا اسے ہندی قدرت تو نے ناصر کیلئے اسم اعظم بند کیا تھا کچھ ہمارے واسطے نہیں کیا تھا کہو یہ ناگوار گذر اتیری دختر کو ہم نے قتل کرایا اب اگر تو ایسا کرے گی اور سوا ہمارے اور کی خاطر سے ہمارے بند و نکو قتل کرنا چاہیگی تو ہم تجھ کو بھی غارت کر دینگے کیونکہ یہ بندگان معذوب ہمارے پیارے بندے ہیں جو کوئی ان مسلمانوں کو ستائیکا تو برباد ہو جائیگا خیر ہم تیری دختر کو بروز نوروز زندہ کر دینگے فی الحال ہمارے لیے ان مسلمان بند و نکو قتل نہ کرنا نازک حشر ہے کلمات سکر خداوند کے قدم پر گری اور عذر خواہ ہوئی کہ بیشک میں گنہگار ہوں اب ناصر کو بھی یاد نہ کرو انکی لقائے اسکی و بھوئی اور دلہاری کی یہ وہاں سے روتی ہوئی اپنی بارگاہ میں آئی اور یہ پوش ہوئی مگر تیاری سحر وغیرہ کرنے لگی فی الجملہ کچھ دنوں اس ساحرہ کو یہ حقیر جادو مترجم صرف ماتم اور سحر خوانی رکھتا ہوا اور حال خسران مال افراسیاب پسکال لکھتا ہوا دی کا بیان ہے کہ بعد مرنے کا ہر چہاں حشریم کے شاہ جادو ان مترد و متفکر ہو رہا تھا کہ ناگاہ دو طائر سحر سامنے آئے دونوں کی گردن میں تانے بندھے تھے شہنشاہ نے داکر کے پڑھے ایک نامے میں لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ غافل بیٹھے ہیں اور عمرو و محمور مت طلسم کو کب جاتے ہیں اب قریب ہے کہ منزل مقصد پر پہنچیں آپ کو ان کی خبر لینا چاہیے عریضہ برادر مصور جادو دوسرے نامے کا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ بادشاہان ساحران کینز آپ کی صنعت سحر ساز کہ اس بونڈی کو حضور نے عہدہ وزارت عنایت فرمایا ہے اپنے ملک سے بہرہ وصال مخالفان جناب حاضر ہوئی ہے اسید و اسیر کہ اسکو اجازت حرب عنایت ہو چنانچہ دونوں عریضوں کو پڑھ کر افراسیاب بہت خوش ہوا اور جواب تحریر کیا پہلے خط کے جواب میں یہ لکھا کہ میں کو کب سے ڈرتا نہیں اگر عمرو و محمور جا میں گئے تو میرا کیا ہوگا خیر تمھارے لکھنے سے میں ایک نامہ کو کب کو لکھوں گا عجیب نہیں جو باغیوں کو گرفتار کر کے بھیجے اور انکا شریک نہ ہو یہ لکھ کر طائر کے گلے میں باندھا دے روانہ ہو گیا پھر دوسرے خط کا جواب لکھا کہ اے ملکہ صنعت تمھارے آنے سے میں بہت خوش ہوا اچھا جاؤ حیرت سے بوجھ کر کام نہ کرنا ان کا تمام کرد یہ نامہ بھی طائر کے سپرد ہوئی انجلہ و نون طائر جا کے اپنے مالکوں کے پاس پہنچے ایک تو نامہ پڑھ کر چپ ہو رہا اور صنعت نے جواب پاکر کوچ کیا اپنے لشکر کے تین حصہ کیے ایک حصہ فوج سالار جادو نام اپنے سپہ سالار کو دے کر مثل ہر دونوں کے آگے روانہ کیا اور دوسرا حصہ لشکر کا اور سردار کو دے کر پیچھے سپہ سالار کے بھیجا پھر بقیہ فوج کو مثل مور و کب کے اپنے ہمراہ لیکر کوچ کیا اس طریق سے لشکر چلا کہ ایک



شکر کا سرادوسرے شکر سے ملا تھا سپاہ کا حساب حدود اندازے سے باہر تھا القصد پہلے سالار جاد و قریب  
 لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر درود شکر حیرت کو دی ملکہ نے سردار دن کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائیں  
 سردار مصروف تیاری ہوئے لیکن اس بار گاہ میں جو اسیں لشکر ہرج موجود تھے سب خبر دریافت کر کے  
 حاضر خدمت ملکہ موصوف ہوئے اور بعد عادت نا کے انا لشکر صنعت بیان کیا ہرج اس کے آنے کی خبر شکر  
 لرز گئی رنگ رخ زرد ہوا گھبرا کر کہا خدا خیر کرے برق فرنگی نے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں میں جا کر اس صنعت  
 کے لشکر کو دیکھتا ہوں اور اسکی اچھی طرح سے خبر لیتا ہوں ہرج نے کہا تمھارا جانا بہتر نہیں وہ بڑی زبردست  
 برق نے کہا ہمارے نزدیک سب بست ہیں خداے تعالیٰ زبردست ہے کہہ کر روانہ ہوا راہ میں صرغام  
 عیار ملا اس سے سب حال بیان کر کے کہا میں عیاری کو جاتا ہوں تم بھی خبر رکھنا یہ کہہ کر صرغام بھی  
 دوسری راہ سے اسکے پیچھے ہوا برق جب صحرائ میں پہونچا دیکھا کہ زبرد اس کو جھنڈے کڑے ہیں  
 گینچ پڑے ہیں دور تک خیمہ و بارگاہ و خرگاہ آراستہ ہیں راوین اور بے چوبے استادہ ہیں طلا یہ بھرتا ہوا  
 کو توالی چوہ ترا بنا ہر دوکانین لگی ہیں پلٹنیں اتری ہیں اہل حرفہ و پیشہ رعایا و پرایا کا ہجوم ہر ساحر و دن  
 کی کثرت سے ہر سمت دھوم ہر برق ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر داخل لشکر ہوا اور ایک شخص سے  
 پوچھا کہ بھائی میں رہنے والا فوج حیرت کا ہوں نا واقف ہوں تم بتاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے اور کس صنعت  
 کا کو فسا خیمہ ہے اس نے جواب دیا کہ اے شخص یہ لشکر سالار جاد و سپہ سالار لشکر کا ہے اور اس لشکر  
 کی کیا حقیقت ہے اسی سے ملا ہوا اور ایک لشکر پیچھے اس لشکر کے اترا ہے اس لشکر کے بعد شکر ملکہ  
 صنعت کا ہے بیان سے تا گنبد نور فوج ہی فوج ہر آیتا بڑا مجمع ہر برق تو یہ کھڑا پوچھ رہا ہے اور  
 سالار جاد و اپنے خیمے میں بیٹھا تھا ایک صندوقچہ سر کا سامنے اس کے رکھا تھا اس کو داکر کے دیکھ  
 رہا تھا کہ ناگاہ ایک صندوقچہ سے چمک نکلی اور آفتاب کیسا چمکا کر روشنی ہو گئی اس روشنی میں صدا  
 آئی کہ اے سالار ہوشیار ہو کہ برق عیار آ پہونچا یہ شکر اس نے ایک ساحرہ سے حکم دیا کہ جاؤ برق فرنگی  
 عیار بازار شکر میں کھڑا ہوا اس قطع کے شخص سے باتیں کر رہا ہے اسکو بلا لاؤ ساحرہ کسب حکم برق کے  
 پاس آئی اور عرض کیا کہ ہمارے بیان نے آپ کو بلایا ہے برق یہ شکر پہلے تو گھبرا یا پھر یہ سوچا کہ چلو تو سہی  
 خدا مالک ہے عرض سمراہ اس ساحر کے خیمہ سالار میں آیا دیکھا اندر خیمہ کے شیشہ آلات سجا ہر فرش مکلف  
 بچھا ہے میز کرسی و نگل وغیرہ آراستہ ہیں آبدار خانہ میخانہ کے مقام پر راستہ میں ہزار ہا ساحر دروازہ پر  
 بعد خدمتکاری و بایسد باریانی کھڑا ہے سامان سلطنت ہے بڑا کارخانہ ہے ایک ونگل زرنگار پر سالار  
 بیٹھا ہے روبرو صندوقچہ سحر رکھا ہے اس میں پانی بھرا ہے یہ اکیلا بیٹھا ہوا اسی صندوقچہ کو دیکھ رہا ہے برق  
 نے جا کر سلام کیا اسکو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا صندوقچہ بند کر کے الگ رکھ دیا اور برق کا ہاتھ پکڑ کر لڑے  
 تپاک سے کرسی پر بٹھایا کہ بموجب بیت نگاہ نازکین بیرغی نہ کر جاے + کہو یہ دل سے بڑھ کر ذرا



پتاک کرے، فی الجملہ برقی کے لیے سامان تو اصنع و مدارات مہیا ہوا شراب و کباب منگایا طلبہ جنگ درباب دکھانے کا ارادہ کیا بعد اس خاطر داری کے گویا ہوا کہ اسے برقی میں نے آپ کو بیان آنے کی اس لیے تکلیف دی کہ آپ مرد مردانہ اور شیرازہ میں جو کچھ میں کہوں گا تسلیم کریں گے اور جادہ راستی سے قدم خلافت نہ دھریں گے فی الجملہ آپ جا کر ملکہ تہرخ کو بھیجیے کہ آج تک جو ساحر آیا اور آپ کے ہاتھ سے مارا گیا ہے سمجھ کیجیے کہ وہ اور طرح کا لڑنے والا تھا شہنشاہ کو تم سب کا غارت کرنا منظور تھا ہمیشہ کی پرورش اپنی یاد فرما کر رعایت فرماتے تھے مگر تاج محل مجبوری ملکہ صنعت سحر ساز جادو اپنے وزیر کو بھیجی ہیں ملکہ عالم سے لڑنا یا شاہ جادو ان سے مقابلہ کرنا ہی بھروسہ ضعیف بدل دمان سے کہیں لڑ سکتی ہیں اور پروانہ جان بھی دے جب بھی شمع کو نہیں بجھا سکتا کیونکہ میں آنم کہ خود رادانم کہان ملکہ صاحب اور کجا لشکر تہرخ آفتاب اور ذرہ کا سامنا یہ سمجھ کر میں تمہ بھی ملکہ موصوفہ کی زبردستی بیان نہیں کر سکتا ایات

شہ ساحران صنعت سحر ساز خداوند اور رنگ کشورستان کسی کو ہو کب دعویٰ مہری نہیں ساحران جہان کی مجال	کہ ہے آج شامی میں وہ سرفراز سہرا فراز جادو گران جہان کہ ہر وقت کی اپنے وہ سامری کرین سامنے اسکے کچھ قیل و قال
--	--

حاصل مرام اسے برقی تم سمجھا کر اپنی ملکہ کو ہلاک ہونے سے بچاؤ اور خیر اگر وہ لڑنے سے باز نہ آئے تو اپنی جان آپ دے گی تم میرا ثنا کہنا مانو کہ عیاری کرنے نہ آؤ اور اپنے ساتھیوں کو بھی منع کر دینا کہ وہ بھی حبارت نہ کریں ورنہ روز بد بھجیں گے اگر ہزار جان لے کر ہمارے لشکر میں آئیں گے ایک بھی سلامت نہ بچائیں گے برقی اس تقریر دسار کو شکر منہا اور ولین سوچا کہ یہ کہان کے ہمارے دوست ہریان ہیں جو اس وقت مشفق ناصح بن کر کتاب پند نامہ پڑھتے ہیں ظاہر ہوا کہ از حد بیوقوف بدتر از طفل البچہ خوان ہیں خیر لازم ہے کہ ان کو اور زیادہ بیوقوف بناؤ اور نشانی لیکر بیان سے اپنا راستہ لو پھر جیسا ہو گا سمجھ لینگے یہ تجویز کر کے گویا ہوا کہ اے ہریان واقعی آپ نے جو کچھ فرمایا سراسر بہتر اور عین مصلحت ہے خالی از صواب آپ کا ارشاد نہیں میں اپنے امکان بھر تہرخ کو فحاشی کر دینا کا اور جنگ سے باز رکھوں گا اور عیار و نکولن ہو گا بحق ایسا دوست شفیق تر از برادر چھکو کہان ملے گا سچ تو یہ ہے کہ اتنے ساحر آئے مگر یہ دوستی کسی نے نہیں کی جو کچھ کہ جناب نے ہر بانی ہم پاشکتہ زاد یہ حریان کی نسبت فرمائی سالار اسکی گفتگو سنکر بھول گیا اور کہا اے برقی آپ بڑے دانشمند ہیں میں تمام عمر آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا اور ملک سے کھڑے رہا رہے درتہ کر اوں گا برقی نے کہا یہ آپ کی عنایت ہے غرض کہ اسی گفتگو میں اتفاق سے سالار کو پیشاب



کی احتیاج ہوئی اٹھ کر چوکی پر گیا مگر کہتا گیا کہ آپ شریف رکھیں میں حاضر ہوتا ہوں برق سمجھا کہ یہ تو سحرا  
 ہر تم اپنا کام کر دے سمجھا اٹھا اور وہی صندوقچہ جو سامنے سحر کار رکھا تھا اٹھایا پہلے تو سمجھا تھا کہ کچھ آفت اس سے  
 ظاہر ہو گی مگر دیکھا تو اسی طرح بند ہر کچھ ضرر نہیں پہونچا ہر معلوم دیا کہ جب یہ کلید سحر سے کھلے اور جس ترکیب  
 سے سحر پیدا ہوتا ہے وہی تدبیر کر دی جائے تو اس میں سے سحر پیدا ہو کر کام دے بس یہ لے کر اس کو خیمہ کے  
 باہر نکلا یہاں جو ساحر کہ حاضر تھے وہ سمجھے کہ سالار نے انکو باعزائے بلا یا تھا یقین ہے کہ صندوقچہ دیا  
 ہو گا یہ سوچ کر کسی نے نہ روکا یہ نکل کر جب لشکر کے کنارے پہونچا اس وقت سالار چوکی پر سے اب برق  
 کو نہ دیکھا پہلے تو افسوس کیا کہ بڑا یہ عیار بد قسمت تھا جو چلا گیا نہیں تو میں بہت کچھ دیشا حب نسوس  
 کر چکا غور جو کیا تو صندوقچہ سحر بھی نہیں پھر بول کھلا یا اور بدحواس ہو کر باہر آیا پکارا کہ وہ لے گیا  
 ملازمین بھی کچھ اس جملہ کو نہ سمجھے مگر اس کے کلام کی پیروی کرنے لگے یعنی سب ہی کہنے لگے کہ اے  
 وہ لے گیا ارے وہ لے گیا کوئی یہ نہیں کہتا کہ صندوقچہ لے گیا سالار جو بدوڑا جاتا ہے اسطرح  
 سب جاتے ہیں اور لے گیا لیکن کا غل مچاتے ہیں برق نے جو غلط سنا جلد لشکر سے باہر  
 نکل گیا اور وہ مقام کو ہستان تو تھا ہی یہ ایک درہ کوہ میں جا کر چھپ رہا وہاں بھی غل سن رہا  
 ہے کہ لینا گھیرنا گرفتار کرنا ظالم نے بڑا غضب کیا کہ لے گیا یہ تو غار میں مخفی ہے کوہ کے مگر ضرر غلام  
 سے جو کہہ آیا تھا وہ بھی اسکے پیچھے لشکر میں آیا تھا اسے بھی یہ ہنگامہ دیکھا اور برق کو بھاگتے صندوقچہ  
 لیے دیکھ کر اسکو بھی دلگی سوچھی اور سوچا کہ یہی موقع ہے اس بیوقوف سپہ سالار لشکر کے مار ڈالنے  
 کا یہ سمجھا کہ اپنی صورت تنہائی میں جا کر برق کی ایسی بنائی اور ایک طرف سامنے سے ساحر دن کے  
 بھاگ کر چلا سالار نے دھڑک دھڑک کر ہاتھ بکڑ لیا اور کہا تو میرا صندوقچہ کیوں لیگیا میں نے تیرے ساتھ  
 کیا برائی کی تھی میں بلکہ ارادہ رکھتا تھا کہ تجھے زرد گوہر کے کئی صندوقچہ دون اب اس صندوقچہ میں  
 جو تو نے کیا ہے کچھ زرد جوہر نہیں ہے صرف سحر کرنے کا ہے وہ مجھے دیدے اور مجھ سے اس کے عوض  
 میں بہت سا کچھ مال لے میں تجھ کو ضرر نہ پہونچاؤنگا اور بہت کچھ دوں گا برق نقلی نے جواب دیا  
 کہ تو بڑا بیوقوف ہے کیسا صندوقچہ اور بالفرض اگر میں لے بھی گیا ہوں تو کیا دینے کے واسطے لیگیا  
 ہوں جا اپنا کام کر ہم جو لے گئے وہ لے گئے اب نہ دین گے سالار نے یہ سکر ایسا سحر پڑھا کہ  
 ضرر غلام کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور زمین نے ایسا فشار دیا کہ بیقرار ہو گیا اور کہا سالار  
 کیا چاہتا ہے اس نے کہا صندوقچہ دے اس نے جواب دیا کہ ایک شرط سے یعنی میں صندوقچہ  
 غار میں ایک پہاڑ کے رکھا آیا ہوں اگر تو اکیلا میرے ساتھ چلے تو دیدوں کیونکہ ہم لوگوں کے  
 رہنے کی وہ جگہ ہے اگر ہر ایک دیکھ لے گا تو مجھ پر اس سے جھکو تنہا ہے چلتا ہوں سالار نے یہ سکر دہر  
 کر کے اسکو زمین سے چھرا یا اور بولا کہ اچھا چل دے افسران لشکر نے عرض کیا کہ یہ سکار ہر آپ



تنہا نہ جائیے سالار بچھا کہ تو پہ سالار ہی اگر جانے میں تامل کر گیا فوج کے سردار بظاہر تو مانع ہیں لیکن  
 دل دیکھتے ہیں سب بودا جانین گے یہ سمجھ کر کہا نہیں میں جاؤنگا کیا میں کچھ چلوں ہوں جو کھالے گا یہ کہہ کر  
 ساتھ ہوا ضرغام اسکو لیکر کوستان میں آیا اور اس حماقت زدہ کو از بسکہ دق کر کے مارنا منظور  
 تھا بدین سبب یکا یک بیہوش نہ کیا لیکر چلا اسکو جاتے دیکھ کر برق جو غار میں تھا اس نے بھی دیکھا  
 اور ایک ضعیفہ کی ایسی صورت بن کر یہ بھی بطور مخفی انکے پیچھے چلا غرض جب کوس بھر راہ طے کی اس  
 وقت سالار نے پوچھا کہ اے برق وہ مقام کو کونسا ہے جہاں صندوق رکھ آیا ہے اگر وہ بہت دور  
 تھا تو وہ وہاں کہا ہوتا کہ میں سوار ہو کر آتا ضرغام نے کہا میں کچھ نشہ میں تھا جب صندوق  
 رکھنے آیا تھا اب جگہ یاد نہیں آتی جہاں رکھا ہے اس جگہ کو بالکل بھول گیا ہوں  
 چلے ڈھونڈھتا ہوں اگر مل گیا تو مال آپ کا ہے نہیں تو مال ہمارا ہے جب یاد آئیگا تب آکر لے جائیگا  
 اس وقت ہم آپ دونوں مجبور ہیں سالار کو اس تقریر سے غصہ آیا کہ اگر صندوق نہ دیا تو مار  
 ہی ڈالوں گا ضرغام بولا کہ ہاں یہ تو ہونا ہی ہے اگر نہ ملا تو مار ڈالنے کے سوا اور کیا ہے اچھا چلے  
 تو آئے سمجھ لیا جائیگا وہ ناچار اور تھوڑی دور گیا پھر اس نے استفسار کیا اب کہاں ہے اس نے  
 کہا آج مجھ کو چھوڑ دیجیے میں اپنے گھر جاؤں کل میرے جب جو اس درست ہوں گے تو آکر ڈھونڈھوں گا  
 سالار نے غضب میں آکر کہا ابے کیوں باتیں بناتا ہے میں ایک گھونسا ماروں گا تیرا دم نکھلائے گا  
 ضرغام نے ہنس کر جواب دیا کہ چلو اچھا ہے میری جان گئی تمہارا مال کیا ہے سی سالار گھبرا یا گویا  
 ہوا کہ بھائی بتا دو کیوں دق کرتے ہو ضرغام نے کہا اچھا اگر صندوق لینا ہے تو چیکے چلے آؤ ناچار  
 وہ پھر ساتھ چلا جب کچھ دور گیا تھک کر بولا کہ کیوں تو نہ بتایا گا ضرغام نے کہا بتاتے ہیں مرا  
 کیوں جاتا ہے اسنے کہا تو یوں نہ بتایا گا ضرغام نے کہا تو بھی یوں کہنا نہ چھوڑیگا جب تک کہ سزا  
 نہ پائیگا سالار بولا کہ ہر شرط مار ڈالوں ضرغام نے کہا کیوں یہی بات ہر کہنا کاٹ لوں سالار بہت  
 ہی خفا ہوا لیکن غرض بہت بری ہو جانتا ہے کہ اگر صندوق نہ ملا تو صنعت کسے کی کہ جاتے ہی جربہ  
 سحر کا چھنوا دیا فوج والے بھی ہنسن گے کہ واہ ایک صندوق نہ لے سکے لہذا یہاں سے خالی  
 پھر کر جانا بڑی غیرت کی بات ہے جس طرح بنے لینا چاہیے یہ سوچ کر پھر کچھ سیل کی باتیں کرتے دکھا کر کہا  
 بھائی آخر وہ تم کیوں نہیں دیتے ہو مجھ سے جو کچھ کہو وہ میں دون اس صندوق کے لینے سے تمہارا  
 کچھ بھلا نہ ہو گا ضرغام نے کہا ایسے میان اتنے ہی کے لیے تھیں لائے ہیں یا اور کسی کام کو مراد می  
 ہم خود حیران پھر رہے ہیں چلو ڈھونڈھو دیتے ہیں گھبراتے کیوں ہو غرض اسی طرح اس کو لیے لیے  
 کوسوں کا چکر دیا کہ پاؤں اس کے سو جگے تھے تھک کر بیٹھ گیا ضرغام نے کہا آپ بھی تھک گئے اور  
 میں بھی بہت ہلاک ہوا اب آج معاف کیجیے کل میں خود آپ کے لشکر میں لیکر صندوق آؤنگا یہ کہہ کر



اٹھا کہ چلا جائے سالار کو تاب نہ آئی سحر ٹپھکراس نے دستک دی کہ ضرغام کے پانوں زمین نے  
 پکڑ لیے اور وہی کیفیت جو سابق میں لاحق ہوئی تھی اب بھی طاری ہوئی اور سالار نے جھولے سے  
 سحر کے منقل آتش نکال کر کوئلے سلگائے پھر خنجر کھینچ کر چلا کہ تیری بوٹیوں کے کہاں لگا کر کھاؤنگا یہ کہہ کر چلتا  
 تھا کہ بوٹی کاٹے اس وقت برق جو بڑھیا بنکر چھپا ہوا تھا سب ماجرا دیکھتا تھا یکایک ایک صندوق  
 لے کر طاس ہوا اور غل مچاتا ہوا اسکی طرف چلا کہ آگ لگاؤں تیرے صندوق کو بھاڑ میں جائے موسے  
 تو جو جہنم کا کندہ ہو میرے بچے کی جان پر تو سب کچھ ہر تو نے میرے فرزند کو کیا سمجھ کے باندھا ہے  
 صدقہ کروں بھڑوے لے اپنا صندوق لے تو ضرغام یہ باتیں سن کر بیان کیا کہ برق ہر گز سالار کے  
 دھوکا دینے کو کہا کہ غضب پڑے اس بڑھیا پر کجغت صندوق دینے دیتی ہی میں اپنی جان دیتا صندوق  
 نہ دیتا سالار نے کہا یہ تیری کرن ہی اس نے کہا ہم لوگ بیان مسافر اندہ دار دہن یہ بڑھیا کو مشا  
 میں رہتی ہی ہم نے اسکو مان کیا ہے جو لاتے ہیں اسکے پاس رکھواتے ہیں یہ بھی سکور وٹی پکا دیتی ہے اور اسی جگہ  
 رہتی ہے اسوقت کسی کام کو نکلی ہوگی مجھ کو دیکھ صندوق لائی ہی میں جانتا کہ یہ دیدے گی تو اسکے پاس نہ لکھو  
 اسی گفتگو میں بڑھیا نے قریب آکر کہا کہ ارے ظالم اپنا صندوق لے سالار نے کہا یہ میرا صندوق  
 نہیں ہے بڑھیا نے کہا تو میرا گھر سامنے ہے وہاں بہت سے صندوق رکھے ہیں تو اپنا چل کر بیان لے  
 سالار سمجھا کہ یہ عیار ہیں نہیں معلوم کتنا مال اس بڑھیا پاس رکھوا یا پھر ذرا چکر دیکھ تو کہ کیا کیا ہے  
 یہ سوچ کر بڑھیا کے ساتھ چلا اور ضرغام کو بھی ہمراہ لے لیا سالار جو درہ تھا وہاں آئے بڑھیا نے کہا  
 ادھر دیکھو وہ میرا گھر ہی اس نے پھر کر دیکھا ضرغام پیچھے تھا اس نے کندہ اسی یہ گھر کیا بڑھیا سامنے  
 تھی منہ ادھر ہوتے ہی جباب بیہوشی مارا کہ یہ جھینک مار کر گرا بڑھیا یعنی برق نے سر کاٹ ڈالا  
 غل و شور و تاہکی ہو گئی اور لاش اسکی بچو لے اڑ کر لیکے ضرغام و برق صندوق لے کر بھاگے  
 اور اپنے لشکر میں آئے ہرخ سے سب حال کہا تمام سردار سالار کے چکر دیکر بھرانے پر خوب ہنسے  
 عیاروں کو خلعت دیا ادھر صنعت اپنی بارگاہ میں معہ تمام سرداران نامی کے بیٹھی تھی کہ لاش سالار  
 کی آگری اور بیرون نے حال اسکی مرگ کا بیان کیا صنعت نے لاش تو اٹھوا دی اور آپ اڑ کر  
 چلی بارگاہ ہرخ میں سب آرام بیٹھے ہیں کہ یکایک سر بارگاہ پر آفتاب چکا سبکی آنکھیں بند ہو گئیں  
 پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ صنعت برابر ہرخ کے تخت پر بیٹھی ہے اور سرایا عرق دریاے جہاں ہے  
 ہر چند سن زیادہ ہو مگر بزور حکم سن بنی ہے اس طرح کا حسن و جمال رکھتی ہے کہ گو یا شب اول

کی ہی ہر ایہات

نقولہ بستہ میں لالہ زعفران	ز گوشت آویزہ کردہ لولوی تر
نہادہ عقد گوہر ہر ہر ہر ہر ہر	کشیدہ توں مشکین گوشت ناگوشت



گروہ از کاکل مشکین کشادہ چنان کو زیر لالہ شاخ سنبل چو فتنہ نازک چون مشک رنگ	کلاہ لعل بر سر کج نہادہ ز اطراف کلاہ ہر تار کاکل بہ بر کردہ قباہے نصب رنگ
---	---

غرض کہ اس نے مہر خ کا ہاتھ پکڑ کر کہا سن اسے نکرام سالار جیسا سحر جانتا تھا ایسے سحر میری ادنیٰ کنیز جانتی ہے اور برق سے کہا کہ تو نے جا کر جو اسکو بار ا اور صندوقچہ لے آیا کیا اسی صندوقچہ پر خاتمہ ہو گیا اسے یوں قوت یہ بھی ملے ادنیٰ سحر تھا اب تو لشکر میں آنا میں ایسے صندوقچہ تجھ کو بہت مددگی اور ایک سپہ سالار کے بارے جانے سے کیا ہوتا ہے ایسے بہت میرے تو کر میں اچھا تو اب تو یہ صندوقچہ اٹھا برق نے اس کے کہنے سے صندوقچہ اٹھایا وہ اس طرح ٹوٹ گیا جیسے حباب پھوٹتا ہے صنعت ہنس پڑی اور کہا ساری محنت تیرے چرانے کی اسے برق برباد گئی یہ کہہ کر برق کو بہت کچھ سمجھا یا جب اس نے کچھ جواب نہ دیا اس نے کہا خیر معلوم ہوا کہ یوں نہ مانو گے اچھا تو میں جاتی ہوں جسکو میرا سامنا کرنا ہو وہ رنکے کسی ساحر نے اس بات کا جواب بھی نہ دیا لیکن برق نے کہا ہم برسر میدان تجھ سے سمجھ لینے گھر میں آئے ہوے کو نہیں ستائے صنعت نے کہا کہ کچھ ہو تو نہیں سکتا گھر آئے کا بہانہ بس تھاری حقیقت دیکھ لی ایک سحر میں تم سب کو غارت کر دوں گی برق نے کہا تو کیا میری حقیقت دیکھے گی ہم تو افراسیاب سے لڑتے ہیں تیری اصل کیا ہے صنعت یہ سن کر خندہ دندان نکلیا اور انگڑائی لی پھر آفتاب چمکا اب جو دیکھا تو صنعت نہیں ہی اس کے جانے کے بعد گھڑی بھرت تک سب سردار سناٹے میں رہے پھر جو تو اس درست ہوے مہر خ سے کہا آجکو یہ بدحواسی نہ چاہیے ایسی ایسی باتیں بہت سی آئیں گی یہ سب سمجھ لو کہ افراسیاب سے بڑھ کر اس طلسم میں کوئی نہیں اس سے لڑنا پھر ہر ایک سے ڈرنا کیا ہے مہر خ نے کہا کہ یہ اس کے سحر کا باعث تھا کہ ہم ششدر ہو گئے ورنہ جان دینے کو آمادہ ہیں وہ مالزادی کہا ہے اس کے دیو سے نہ ڈرین گے ہاں سحر میں اسکی برابری نہیں کر سکتے برق نے کہا خدا مالک ہی یہ کہہ کر مصروف میخواری ہوے ادھر جو اسپہان لشکر حیرت خیز دریافت کر کے گئے اور بعد گزارش صفت شاہی ملتئم ہوے کہ صنعت سے بارگاہ مخالف میں ایسی گفتگو ہوئی اور سالار مارا گیا حیرت نے یہ خبر سن کر کہا اب بڑی لڑائی ہوگی کیونکہ ملکہ صنعت شہنشاہ سے کچھ کم نہیں ہے اور بزرگ ہی بادشاہ کی یہ کہہ کر ایک نامہ خورد وں کی طرح نکھا معنوں یہ تھا کہ اے ملکہ آپ بارگاہ مخالفان میں گئیں مگر میں ہمہ تن چشم براہ انتظار ہوں یہاں نہ تشریف لائیں لازم کہ لیفور ملاحظہ فرمائیے قدم رنجہ فرمائیے یہ نامہ طائر کو دیا کہ لیجائے پھر سوچ کر دو جادو گر نیون کو دیا کہ تم جادو اور ملکہ کو باعزازی جادو گریا نامہ لیکر چلیں ہر کارے لشکر مہر خ کے خبر انکے جانیکی نے کراچی بارگاہ میں گئے اور سب کیفیت بعد از معرض بیان میں لائے مہر خ نے آنا صنعت کا سن کر کہا خدا خیر کرے اب وہ آئیگی تو جنگ آغاز ہوگی



برق نے کہا اے ملکہ ہم بھی صنعت کی بارگاہ میں جاتے ہیں اور کچھ تدبیر کرتے ہیں مہر خ نے کہا اے  
 ہمت خدا کو مان کر ایسا قصد نہ فرمائیے برق نے کہا ہم بغیر فتح طلسم باز نہ آئیں گے جان جاے  
 یا رہے یہ کہہ کر اٹھا مہر خ کو تاب نہ آئی دو تیلے آرد ماش کے بزور سحر کینائے اور انہیں بے ہوش کر  
 اڑا دیے کہ جاؤ بطور مخفی برق کے رہ کر ان کے حال کو دیکھ کر ہم کو مطلع کرتے رہو تیلے اڑ کر عقب  
 برق روانہ ہوئے یہ تو سب جانتے ہیں لیکن اب حال خیرت اشمال مسافران باد یہ  
 طلسمات نور افشان کا ذکر کیا جاتا ہے

دہستان پہونچنا رہگزارے منازل طلسمات و سیاران دشت عجائبات کا  
 طلسم کوکب میں اور خبر سنکر کوکب کا مر زبان وزیر کو بہر استقبال بھیجا اور  
 لیجانا اسکا باعزار تمام عمو کو قلعہ ہفت رنگ میں اور ملاقات ہونا بڑا ان شہنشاہین  
 سے اور دعوت کرنا اسکا خواجہ کی اور رکھنا اپنے ملک میں اور نامہ  
 لکھنا افراسیاب کا کوکب کو عیار و ن کا اس نامہ دار کو راہ میں سے مار ڈالنا  
 پھر بڑا ان کا جانا طلسم آئینہ میں اور ایرج پر عاشق ہو کر لوح طلسم مذکور  
 دلا دینا اور فتح کرنا ایرج کا طلسم کو اور پلٹ کر جانا لشکر میں اپنے مارنا  
 ملکہ نازک چشم کو اور سو فاریہ کا کرے مسلمان ہو کر دغا کرنا پھر مارا جانا  
 امیر کے ہاتھ سے مؤلف

لگا سا قیا بزم دعوت کے خوان  
 پلا آفتابی کہ ڈھلتا ہے دن  
 زمانہ خزان کا گیا سا قیا  
 ہم بلبل دگل میں ہے ارتباط  
 سید رنگ سو من کی ہے یہ بہار  
 بھرے یون میں شبنم سے گل کے ابلاغ  
 بہار آئی گلشن میں اہمان ہے

کہ میخانے میں آئے ہیں مہمان  
 جوانی کہاں اور کہاں پھر یہ سن  
 چمن میں ہنسے سائے گل کھلکھلا  
 بسے بوسے گل سے یہ کہنہ رباط  
 کہ جیسے سواد شب زلفت یار  
 کہ جیسے چڑھائے ہیں گلی کے چراغ  
 شہ گل کی دعوت کا سامان ہے



صبا تہنیت لاتی ہے بار بار  
یہ ہی گلشن دہر میں انتظام  
یہ ناکید گلشن میں ہر سمت ہے  
نگہبانی گلشن میں نرگس کر کے  
لیے ہاتھ میں ساغر لالہ تمام  
چمن میں ہی اس طرح سبزہ اُگا  
جو انان گلشن کرین اہتمام  
ہوا پھر جو ان موسم روزگار  
تبار غوانی کیے زیب پر  
شہ گل لصد جاہ خندہ زنان  
لگے ناچنے ل کے طاؤس سب  
یہ کہتے لگے ہاتھ اٹھا کر چنار  
خدا یا شہ گل رہے خندہ زن  
مجھے بھی تو اسے ساتی خوش لقا  
لگا کشتی مے کو دعوت میں آج  
مگر جام مے ایسا دے سا قیا  
خط جام بھی ہو خط جام جسم  
پلا ایسے ساغر مجھے سر بسر  
کرین جام مے ولین پیدا ترنگ  
پیا جاہ از خویش مستی گزار  
ز نقاش استاد فرخ رستم

شہ گل کے آنے کا ہے انتظار  
کہ ہن سرو اسنادہ مثل غلام  
نہ سنبل پریشانی ظاہر کرے  
گل اشرفی کا خسرا نہ کھلے  
بنے لالہ ساتی گری میں غلام  
کہ فرش زمر دے گویا بچھا  
سمن لسترن ہوں کنیز میں تمام  
چمن میں ہونی آ کے مہمان بہار  
شکوہ کا سر پر رکھے تاج زر  
ہوا تخت گلشن پہ جلوہ کتان  
ہو بین بلبلین مغنہ خوان طرب  
یہ فیض ہوا اور یہ فضل بہار  
رہے زیر فرمان تخت چمن  
مشراب مصفا کا ساغر بلا  
کہ مہمان ترانہ زندہ ہو خوش مزاج  
کہ جمشید ہوں اپنے میں وقت کا  
عیان جس سے تیرنگ ہو دیدم  
کہ سیر سہفت کو کب کی آئے نظر  
کہ ہے دیکھتا قلعہ ہفت رنگ  
کے قصہ نغز نادر نگار  
چنین می نگار دو دیر تسلیم

مہمانان کا شانہ عشرت و ذلہ ریایان خوان پر الوان مسرت و چاشنی یا بان کلام نمکین و ذائقہ گیران  
طعام معنائیں میزبان خانہ نمکین بیان سے مہمان سراے خیال کو نعمت بخانہ صفحہ حمال پر اس طرح  
بیٹھائے ہیں اور شیرین زبانی سے خامہ قرطاس میں دعوت معنائیں یوں فرماتے ہیں کہ جب  
مسافران جاوہ عجائبات لصد فرحت و سرور یعنی عمر و دمحور غار سے نکلا کر روانہ ہوئے  
آب نو پیتے اور جاے نو ملاحظہ کرتے جنگل بیابان گھڑت میدان ہو کے مکان طے کرتے ایک  
صحرا سے پر فضا کے قریب پہونچے عمر و نے مجبور سے پوچھا کہ کو کب کا باغ سیب کتنی دور ہے



محمور نے جواب دیا کہ خدا اس مرحلے سے بچائے تو آپہنچے ہیں اس منزل سے گزر کر آگے جائے سرور ہی یہ کلام کرتے جب اور آگے بڑھے دشت سبزہ زار نظر آیا سر اسر اس بیشہ کو نمونہ بہشت ہرین پایا دوب سفید رنگ کو سون تک جی تھی زمین سونے چاندی کی گنگا جہنی گویا بنی تھی چشمہ پانی سے لبریز ہرین لطافت بیز اگر دشت کی سرسبزی خضر کو نظر آئے اس جگہ کے عشق سکونت پر زہر کھائے اگر زہر سے پانی کی صفائی سکند دیکھے آب غیرت میں ڈوب کر کبھی آئینہ پر نظر نہ کرے صورت گری مصور بہار سے نگار خانہ صحرائین قصا ویر بو قلمون گلہائے خوش رنگ کھینچی تھی گلزار ارزننگ چین کو رشک سے شرمندہ بناتی تھیں گل بوئے زمین سے اس طرح آگے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قالین گلدار کشمیری کو سون تک بچھے تھے ابر بہاری کا شامیانہ رنگاری بنا تھا بجلی کا چمکتا جھال کا نقیش مردارید کا ہلتا معلوم دیتا تھا درختوں کی بیلین زلف سبز رنگان دہر کو شرماتی تھیں کلیان بھولون کی وہان معشوقان چین و چگل کو دہن دریدہ بناتی تھیں ساوئی پھولی تھی کلغا لگا تھا بہار لالہ و گل نے دشت اخضر کو فلک مسخ بنادیا تھا آتش گل کا دھوان بلند تھا سقف گردون میں کا جل یار کر چشم رقاصہ فلک کو لگانا نہایت پسند تھا ہر سمت کو ہمارے آہشار ہوتا جدول انہار کے کنارے سبزے کا لہلہانا عجیب لطف دکھاتا تھا وہان کے خوشون کو فلک مینا فام سنبہ کی چوٹی سمجھ کر سر پہ چڑھانے کو سر جھکا تا تھا یاد اسن پھیلا کر زلیور زہرہ کے لیے پھول چننا چاہتا تھا بموجب نظم

اور چلنا باد عطر آمیز کا	لہلہانا سبزہ نو خیز کا
اور وہ سرو سہی کا جھومنا	ہر طرف باد صبا کا گھومنا
ابو سے ہر سائے تھا درہ نیم	جلوہ مستانہ موج نسیم
ابو میں انداز معشوقانہ تھا	گو ہوا میں جلوہ مستانہ تھا
فرش گل پر دہ رنٹاری کیا کون	شوخی ابر بہاری کیا کون
ہر شجر پہ گل ہر اک پر برگ بار	ہر طرف سے تھا عیان جوشن ہار

محمور نے عمرو سے کہا یہ صحراے پر فضا لائق دید ہی مگر ٹھہرنا یہاں عقل سے بعید ہی کیونکہ یہ سرحد طلسم کا صحرا ہی اور فیل سر جادو نام ایک ساحر بیان رہتا ہی اس جنگل کے آگے ایک عین ڈانڈے پر میری مادر گرامی قدر اسرار جادو نام رہتی ہی اسکے مکان کے بعد پھر علداری کو کب کی ہی ان میری مجھ سے بہت خفا ہی افراسیاب ایسا اسکو معتبر اور خیر خواہ جانتا ہی کہ سرحد پر اسی کو مقرر کیا جب تک مادر میری راہ نہ بتائے گی طلسم سے نکلنا اور غیر طلسم میں جانا کبھی نہ ہوگا کوئی تدبیر میری ہی اور میری مادر کو راضی کیجئے یہ باتیں کرتے چلے تھے کہ دہنی جانب سے نعرہ کی صدا آئی اور کسی نے پکار کر کہا کہ اری اونکا شہ قیسو بریدہ تو نے بڑا ستم ڈھایا جو اس دزدکار گنہگار شاہ جادو ان کو



یہاں تک پہنچا یا اب بموجب بیت اسے دل کہ پاکو سے ہلاکت نہادہ + باور مکن کہ سہر سلامت بروں  
 بری + میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے عمرو نے جو یہ لاکارنا سام رکھ کر دیکھا ایک ساحر فیل سر کو آتے پایا  
 کہ چہرہ اسکا بالکل ہاتھی کا ایسا تھا ناک مثل خرطوم کے لٹکائے دو دانت بھونڈے سے ملے ہوئے  
 منہ کے باہر سے چوڑی فوالادی جڑھی مثل دندان نیل بہت بڑے تھے فیل فلک سامنے سے آسکے  
 گریزاں تھا اسد چرخ اسکی مہابت و شوکت سے بھاگ کر گوشہ افلاک میں پنهان تھا کہ بقضائے اہانت

سرش چون سرسپیل و مولش دراز	دہان پر ز دندان ہا چون گراز
دو چشمش سفید و لبانش سیاہ	تنش را نشانست کردن نگاہ
ہمہ کار ہائے شگرت آورد	جو خشم آورد باد و برت آورد

عمرو نے اسکو آتے دیکھ کر چاہا کہ بھاگے کلیم اور طھلے لیکن پاتوں پھول گئے کھڑا رہ گیا اس نے  
 سر سے عجیب و حرکت کر دیا مجبور نے بچا لالی ایک گیند سحر کا نکال کر مارا فیل سر نے جا دو پڑھ کر دستک  
 دی کہ گیند الٹا پھر کر اسی کے لگا مجبور بیہوش ہو کر گر پڑی اس نے آکر بدور سر دو نون کو بکڑ لیا  
 اور مجبور کو ہوشیار کر کے کہا کہ کیوں اسے شوخ چشم شہنشاہ نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو سحر و کی  
 شریک ہو گئی مجبور نے جواب دیا کہ کیسا عمرو تو کیا بکتا ہرین فرط محبت سے اپنی مان پاس آئی ہوں  
 اور اسی کو تلاش کر رہی تھی کہ تو نے گرفتار کر لیا دیکھ تو موے میری مان کیا ترا حال کرتی ہے تو نے  
 مجکو بے وارنا سمجھا ہے فیل سر یہ سکر نہا اور کہا او چھو کری مجکو دم دینی ہر اسے تیرا حلیہ سرکار  
 سے جاری ہر نامے ہم مخالفان صحرا اور الکان در بند کو پہنچ چکے ہیں کہ مجبور لیے ہوئے عمرو کو طلسم  
 نور افشان کی طرف جاتی ہے جو کوئی اس کو پاسے گرفتار کر کے لائے سرکار سے انعام ملے گا لہذا تو اب  
 نہ کھے گی میں تیرا سر کاٹ کرے جاؤں گا مجبور نے کہا اگر تو جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں تو احمق نہ  
 بیشک نور ایمان رکھتی ہوں تجھ سے جو کچھ ہو سکے کو تا ہی نہ کر خداے مابزرگ است فیل سر اس کلام  
 سے اور بھی زیادہ خفا ہوا اور دو نون کو گھسیٹا ہوائے کر جلا یہ دو نون بلبلا کر جمع قلبے درگاہ  
 حق سجاد تعالیٰ میں فریاد کرنے لگے

اے تسلی دہ دل پر درد	اے طلا ساز رنگ چہرہ زرد
معرفت تیری کس طرح ہو میان	عقل کل تک ہے اس جگہ حیران
تو جو چاہے محال ہو ممکن	دن تو ہو رات اور رات ہو دن
شجر شمع نخل باغ بنے	ہر شجر لعل شب چراغ بنے
جو سے تصویر سے روان ہو آب	کرم شب تاب ہو در شتاب
اس بلا سے ملے نجسات ہیں	کیون نہ کافی ہو تیری ذات ہمیں



کچھ دور وہ ساحران کو کشان کشان لے گیا تھا کہ دعا انکی درگاہ رب العزت میں مقبول ہوئی یعنی مادر  
مجنور جو اسجگہ سے آگے رہتی ہر ایسی ساحرہ بے بدل ہر کہ سرحدی فساد کو کب سے جو کبھی ہوتا ہے اسکا  
فیصل کرنا شاہ جادو ان کی طرف اسی کے محول ہر علم کما نیت میں یکتا سے روزگار ہر سحر میں جمشید  
کی یادگار ہر وہ پہلے ہی واقف تھی کہ دختر میری فلان وقت عمر و کو یہاں لائے گی اور طلسم سے باہر  
جانا چاہے گی پس جب وہ دن آیا تو اپنی جگہ سے چلی کہ دختر کو گرفتار کر لاؤں اور سمجھا کر کے عمر و  
سے اسکو چھڑاؤں تہمت شاہ ساحران سے خطامعات کر اؤں فی الجملہ تلاش کنان ادھر آ نکلی کہ  
فیل سران دونوں کو لیے جاتا تھا اور ظلم کرتا تھا اس نے دختر کو بجال خراب اسیر و دستگیر دیکھ کر  
رود یا محبت مادی نے دل میں جوش مارا برابر اس جادوگر کے آئی اور گویا ہوئی کہ اس نالائق کو  
کہاں لے جائیگا یہ دختر میری ہر اسکو مجھے دے کیونکہ اس بدنامی کو میں ہی سمیٹ سکتی ہوں اور  
دوسرے کو اس کے قابل نہیں جانتی اس ساحر نے کہا اے ملکہ مجھ کو نامہ شاہ جادو ان آیا ہے  
اس کے قتل کرنے کو شاہ نے تاکید آخر فرمایا ہر میں سران کے کاٹ کر لے جاؤں گا تمہیں نہ دوں گا  
کہ تم اس کی مادر ہو قتل نہ کرو گی مفت میں بدنامی سہو گی اسرار نے بغضب کہا کچھ شامت آئی ہر  
مجھ پر بھی حکومت کرتا ہر موسے یاجی اپنا یاجی بن جتا تا ہر تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرا مقابلہ کرے  
اور میرے کہنے کو نہ مانے اسے جنگلی رچھو بجگو ہاری اطاعت کا شہنشاہ نے حکم دیا ہر یا خود مختار کیا ہے  
فیل سر نے کہا خیر خواہی کے وقت ادنیٰ اور اعلیٰ سب یکساں ہیں جو کام جس سے بن پڑے وہی  
عالیشان ہر اسرار نے ہنس کر کہا کہ خوب مصداق فردا ین نہ انست کہ قدر ہمہ یکساں بنود + راع  
رامرتبہ مرغ خوش اکان بنود + تیری قضا آئی ہر یہ کہہ کر چھوٹے پر سحر کے ہاتھ ڈالافیل سر خرطوم کا  
گھونسا بنا کر حملہ آور ہوا وہ فوراً زمین میں سما گئی فیل سر نے اسی جگہ جہاں یہ سما گئی تھی ایک ٹکڑا ماری  
زمین سے ہزار ہا شرارے پیدا ہوئے چار طرف آتش پھیلنے لگی مگر اسرار اس کی پشت پر زمین سے  
بھکی اور گولا ایک سحر کا اس زور سے مارا کہ اس کے سر پر بڑا توڑ کر پار چھل گیا اور پچھاڑ کھا کر  
زمین پر گرا ہزاروں شعلے سر سے بھلے صحرا میں آگ لگی وہ کاٹا سر ہو گیا شور و تاریکی ہوئی صدا  
آئی کہ مارا فیل سر جادو کو لہجہ اس ہنگامے کے لاش اسکی بے راہا کر سمت شاہ طلسم نے گئے مجنور  
عمر و چھوٹے مجنور چھوٹے ہی مان کے قدم پر گری عمر و بھی ہاتھ پھیل کر ملنے پڑھا اسرار کو گنچہ بن پڑا  
بیٹی کو چھاتی سے لگا یا اور عمر و سے ہاتھ ملایا روٹنے لگی اور گویا ہوئی کہ بیٹیا اچھا نہ کیا جو شہنشاہ  
ایسے ملک کو چھوڑا اس نے بجگو ملک و مال دیا تھا بڑا رتبہ کیا اب یہ خاک چھاتے پھرنا اچھا  
معلوم ہوتا ہر مجنور نے کہا کہ امی جان کے سر کی قسم مجھ کو بھڑوے افراسیاب نے چھنا لالکا یا اور ایسا مارا  
کہ سارا جسم میرا فکار ہو گیا تھا اب تک درد ہوتا ہر میری خالہ جان اب کی بہن ملکہ نسترن مجھ کو بے کر



بھاگین اور لشکر عمرین لے آئیں نہیں تو مودا جان سے مار ڈالتا پھر اس صورت میں میری کیا خطا ہے سچ تو یہ ہے کہ عمر و نے میری جان بچائی ورنہ ہلاک ہو چکی تھی اسرار نے کہا یہ کیفیت سب سن چکی ہوں اچھا بیٹی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ پورا ہوا جو کچھ تو نے کیا وہ اچھا کیا یہ کہ عمر و سے بطور بزرگانہ سفارش نسبت تمہور کے کرنے لگی کہ خواجہ یہ چھوٹری بالکل بیوقوف ہے اور دنیا کا اونچ نیچ کچھ نہیں جانتی کینٹ ابھی میں اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہوں چودھویں تو برس میں ہی ثابت سحر پڑھنا بھی نہیں آتا ایک بار میرے یہاں کر رہی تھی تو روز صبح کو اٹھ کر روٹی رو کر مانگتی تھی آپ اسکو اپنی کینز سمجھ کر حفاظت میں رکھیے گا اور دنیا کا تشیب و فراز سمجھا کر ادھر ادھر پاؤں نہ پڑنے دیجیے گا میں بموجب بیت ہی سوال دل سے بھی دختر عزیز + آپ اسکو جانے اپنی کینز بھر دے گا اے ملکہ یہ ہماری دختر کے برابر ہے بجائے فرزند کے اسکو میں جانتا ہوں تمہارے کہنے تک کیا ہے جو مجھ سے اس کی خدمت ہوگی بجا لاؤنگا اور ہر حال میں اس کا شریک رہوں گا اسرار نے کہا کہ میں آپ کو اپنی جائے سکونت پر لے چلتی اور دعوت کرتی مگر موقع نہیں ہے کیونکہ لاش فیل سر کی خدمت شاہ ظلم میں جائے گی وہاں سے باز پرس ہوگی اب میں بھی کہیں چھپ رہوں گی اور انشاء اللہ آپ کے لشکر میں موقع پا کر پہنچ جاؤں گی یہ کہہ کر ایک درہ کوہ میں دو نون کو لائی اس پہاڑ کی خوبی پر روح فراخ رہتی بلندی اس کی سرتاج کو ہزار تھی شیروں کوہ بیستون کوہ و بر و اس کے پشتہ خاک جانے اس کی بہار و فضا کے سامنے لیلے وشت نجد کو جائے ہولناک سمجھے کہ بیت کے کوہ بودہ ہر اندہ سحاب پہر لیت گھنٹی نہ خارا پر آب + وہ کوہ میں ایک دریا جاری تھا پانی اسکا سات دھارین بنو سرخ و سفید و سیاہ وغیرہ رنگ کا بہتا تھا مخمور نے کہا خواجہ دریا سے ہفت رنگ بھی ہے کہ تمام ظلم کے گرد ہا ہے اسکے پار بیابان ریگستان ملیگا پھر مکان لوحدار جادو کا پڑیگا مگر اس سمت کو بہ دریا آگے بڑھ کر بہا ہے وہ تمام مقام ظلم ہوشربا کا ہے اور اسی جگہ جو ہم آئے ہیں تو اس لیے کہ بار دریا کے علمدار کی کوکب کی ہے وہ ہم کو بلالے گا اگر خدا نخواستہ اس نے ہکو طلب نہ کیا تو بیابان ریگ وغیرہ ملے کر کے لوحدار کی سرحد سے گزر کر پھر دریا ہی ملے گا اور ہم کو دوبارہ اترنا ہوگا یہ جگہ بہت نزدیک کی ہے اور آسان گزار ہے اور سمت سے گزرنا بہت دشوار ہے اور اس گھاٹ کو بھی ہم ہنر نہ پاتے اگر ملکہ اسرار جادو موافق نہ ہوئیں یہ باتیں کر رہے تھے کہ اسرار نے بڑی دیر تک سحر پڑھنا ناگاہ ایک کشتی طلائی رشک و ورق پہر و دریا سے نکلی اور آپ سے آپ کنارے آکر لگ گئی اسرار مع مخمور و عمر و کے سوار ہوئی کشتی روانہ ہوئی اسوقت ساتون رنگ کا پانی دھارین ہو کر بہنا عجب لطف دکھاتا یہ ظاہر تھا کہ آب قبا سے ہفت رنگ ستون زیب رہے ہیں یا عروس دہر کے رنگنے کو صباغ قدرت نے خم بھر میں رنگ تیار کر رکھے ہیں مچھلیاں سرخ رنگ



ہیں اور سبز رنگ ہیں سرخ و سفید میں دروزد میں سیاہ ہر رنگ میں مختلف اللون شتا و رخصت میں ان سے عجائب و غرائب بہار میں ظاہر ہوتے ہیں دریا کے ہر طرف درخت لگے تھے اور زمین سرخ رنگ تھی اور اس طرف جدھر سے سوار ہوئے ہیں زمین کا رنگ سبز تھا اسرار نے کہا جو میں نہ ملتی تو آپ کو یہ کھاٹ نہ ملتا کیفیت یہ ہے کہ اس دریا کے ساڑھے تین رنگ افراسیاب کے قبضے میں ہیں اور ساڑھے تین کا کوکب مالک ہے جس جہان جہان اتارے کی جگہ ہر وہاں ایک ایک سردار ادھر افراسیاب کا ادھر کوکب کا رہتا ہے اور دریا کے اندر جو ساحر ہیں اس مقام پر کے سردار کی اطاعت میں ہیں اس کے حکم سے راستہ کر دیتے ہیں لہذا یہاں کی میں مالک ہوں خرچہ کشتی اس جگہ کے ساحروں سے ملگا کر آپ کو نصف دریا تک پہنچاتی ہوں پھر آگے کوکب کے سردار کو اختیار ہے یہی باتیں کرتے ہوئے پہنچ دریا میں جب پہنچے دیکھا کہ واقعی سات رنگ کے درمیان میں جو رنگ ہے اس میں خط باریک سا نظر آتا ہے گو یا ساڑھے تین رنگ ادھر اور اتنے ہی ادھر ہیں پس اس خط کے پاس جا کر ناؤ ٹھہر گئی اور ایک پھلی نے سر نکالا اسرار نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ یہ بڑا دماہی اس کشتی کے قریب آئے تو ایک بات راز کی ہے وہ عرض کر دے پھلی قریب کشتی کے آئی اس نے جھک کر کہا کہ عمر و عمر و عیار بخارے بادشاہ کی طرف سے لڑتا ہے اور چونکہ ہماری شاہ طلسم ہوشربا نہیں کر سکتا اسوجہ سے مدد مانگنے بخارے بادشاہ کے پاس جاتا ہے میں اپنے مطیع ساحروں کو فقرہ دیکر اپنے مقام سے بخاری سرحد تک لائی ہوں اگر کو تو اس پار اتار دوں ورنہ تم آپ انکو لے جاؤ کھڑنا اچھا نہیں وہ پھلی یہ سنتے ہی کچھ سوچی پھر کہا اچھلے جاؤ اس پار اتار کر پھر جانا اور پوچھا یہ دوسری کون ہے اس نے بتلایا کہ میری دختر محمورہ ہے یہی بہرہ گیری کر کے خواجہ کو لائی ہے اسی کے باعث میں نے بھی تم تک عمر و عمر و کو پہنچایا اور نہ میرا بادشاہ اس کے گرفتار کرنے کی کوشش کر رہا ہے پھلی یہ سب کوائف سن کر غوطہ مار گئی کشتی آگے بڑھی یہاں تک کہ اس کنارے پر جا کر ٹھہری اسرار نے کہا خواجہ یہ زمین سرخ کوکب کے عمل میں ہے اب جائیے اور بروقت ملاقات بادشاہ کوکب میری خیر خواہی کا بھی حال کہہ دیجیے گا اور تسلیم کہہ دیجیے گا عمر و محمورہ اس کنارے پر کشتی سے کود گئے اور اسرار ناؤ لیکر میری دم بھر میں اپنی سرحد پر پہنچ کر غائب ہو گئی عمر و جب اس پار پہنچا کو یا ہوا بیت سدا کھٹکھٹکانے لگی محنت میری مٹے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری محمورہ ہاتھ پکڑ کر خواجہ کا آگے بڑھی دونوں سیر کرتے ہوئے چلے کچھ دور گئے تھے کہ ایک سیب کے درختوں کا باغ نظر آیا کہ شجر پر اڑا تار کو سون تک لگے جو خزان و آسیب باغبان سے پری ہرے خمرے مراد مند کی طرح دست دعا اٹھائے ہوئے کھڑے تھے مرغان خوش الحان درختوں پر نغمہ سرائی کرتے تھے ہزاروں غزالان دشت چوڑیاں بھرتے تھے آب صاف کی نہر ہر سمت جاری صحرائیں گنگ ننگ



پھولوں کی گلکاری نخل ہر ایک قامت فوٹالان دہر کی اپنی راستی کے رد و خمیدہ پشت بتاتے  
سیب کے سامنے سبب ذنن عالم پستان شرم سے چھپاتے کہ نظم

بید آن دل افروز باغ بہشت	چمنہاے اد چون چراغ بہشت
بہر گوشہ چشمہ گلستان	زمین سنبل و شاخ و ببلستان

عمر و نے مخمور سے کہا یہ کونسی جگہ ہے اس نے جواب دیا کہ یہی شاہ کوکب کا باغ سیب کھلتا ہے اس کے  
آگے بیابان انارستان ہر اناروں کے اندر فوج شاہی ہے اور ان سیبوں میں بھی جادو گری ہے  
ہم تم بیان آئے ہیں موکل یہاں کے خدمت بادشاہ میں گئے ہوں گے اور خبر ہماری عرض کریں گے  
جیسا حکم ہو گا وہ حکم ظہور میں آئے گا اسی کا ذکر ہے تھے کہ ایک جھوٹکا ہوا سرد کا آیا اور ہر خست  
شل صوفیان باسقا یا ہرنگ نوجوان سرشار نشہ شراب کے جھومنے لگا ہزار ہا سیب ٹوٹ کر زمین  
پر گرا اور انہیں سے کچھ طائر نکلے اڑ کر ایک ایک سمت کو چلے عمر و مخمور اسی طرح کے عجائب دیکھتے  
آگے بڑھے یہ تو اس صحرا میں سیر دیکھ رہے ہیں لیکن حال کوکب کا سنئے کہ قلعہ طلسم میں تخت شاہی  
پر جاوہ گر ہر حکیم ندیم شیران سلطنت و زیران بہت کا مجمع ہے ہر ایک سردار حاضر ہے اپنے اپنے  
عہدہ پر ہر ایک ساحر ہر وہ و جادو گر حبشید کا استاد اور سامری کا استاد بیٹھا ہے جو ایک چشم زدن  
میں قلاب آسمان و زمین ملا دینے کا ارادہ رکھتا ہے دربار مخمور ہے رعب و داب کا یہ دستور ہی نظم

ہدیہ بیار استہ گاہ شاہ	نہادہ مہر پر زگو ہر کلارہ
یکے جام یا قوت پرے بھنگ	دل و گوش دادہ باداے چنگ
ہمہ بزم کہ پر زنگ و نگار	کمر بستہ در پیش سالار بار
ہمہ پہلو اتان خسرو پرست	ہمہ بادہ خسرو وانی بہت
مے اندر قلع چون عقیق مین	بہ پیش اندرون دستہ لسن
پر کھیر گان پیش خسرو پیای	سر زلف شان بدین مشکسای
غلامان رد می و چینی ہزار	ہمہ پاک باطوق و باگو شوار
ہمہ بستہ دامن یک اندر دگر	بہ نزدیک شاہنشاہ نامور

بیابان سیب جو طائر اڑے تھے وہ دربار میں آکر حاضر ہوئے اور انسان نہ کر لہجہ ادب دعا  
بادشاہ کو دے کر زمین ادب کا بوسہ لے کر صفت شاہی کرنے لگے کہ نظم

ترا باد جاوید تخت و کلاہ	کہ شالیستہ تاج و زیہای گاہ
دل مالیکا یک بفرمان تست	ہمان جان مازیر پیمان تست
زمین و زمان خاک پائے تو باد	ہمان تخت پیروزہ جائے تو باد



عمر و محمود چسل باغ سیب ہوئے انکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے کو کب نے فرمایا کہ مجبوران کے آنے کی خبر  
 اہل دربار سے معلوم ہو چکی تم میں سے ان کو کوئی نہ روکے ہم جیسا مناسب سمجھیں گے اگر حکم دینگے  
 طائر اڑ کر چلے گئے اور بادشاہ نے مشیرون سے فرمایا کہ عمرو عیار کے بارے میں تمھاری کیا صلاح ہے  
 مشیرون نے عرض کیا کہ جو راسے اقدس و اعلیٰ میں گزرے وہی اولے ہی بادشاہ نے ہنسکر کہا  
 کہ ہمارے طلسم کے کاہن لکھ گئے ہیں کہ عمرو عیار آئیگا اور اس کی وجہ سے طلسم ہو شرابا کا حاکم ہمارے  
 ہاتھ سے مغلوب ہوگا ہمیشہ سے پستی اس سے اور ہم سے چلی آتی ہے اب یہی وقت کینہ نکالنے کا ہے  
 مشیرون نے عرض کیا کہ بیت عقل شہ ہر خرمن لے انتہا خوشہ چین اسکی ہر سب خلق خدا +  
 لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپ کا مہنون کے نوشتے کو منگا کر ملاحظہ فرمائیے جو کچھ لکھا ہو وہ کیجیے فرمایا کہ  
 اچھا کاہن جادو کو بلاؤ لوگ دوڑے اور کاہن جادو کو جو نجوم علم میں اپنے وقت کا جاما سب ہی  
 حاضر خدمت کیا بادشاہ نے فرمایا کہ زانچہ اور کندلی جو تم نے ہمارے تیار کی ہر دہ لاؤ اور اسکے  
 حکم سناؤ کاہن نے زانچہ بادشاہ نکالا اور سامنے بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے فرمایا کہ تمھیں  
 باؤاد بلند پڑھو اس نے پڑھا اول تو حساب سیارگان یعنی زحل مشتری وغیرہ دورہ سبع سیارہ  
 لکھا تھا اور انکی نظرات تثلیث و تسدیس و تربع و مقابلہ وغیرہ کا حال تحریر تھا بعد ازاں آنا  
 عمرو کا اور شراکت کرنے سے اسکے بہتری پانا اہل طلسم نور افشان کا تسطیر تھا چنانچہ جملہ حال  
 اہل دربار شکر شاد ہوئے اور کو کب نے کاہن جادو کو خلعت دے کر رخصت کیا اور چاہتا  
 تھا کہ عمرو کے بلانے کو کسی کو بھیجے اسوقت ایک ساحرہ ماہ جادو نام کہ رفیق بادشاہ ہی عرض پیرا  
 ہوئی کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ گردون بارگاہ موجب بیت یون ہوا گو یا رفیق خوش خصال +  
 عرض کے قابل ہر اک میرا سوال + بادشاہ نے فرمایا کہ جو کچھ کہتا ہو عرض کر اس نے التماس کیا کہ  
 میرے ذہن میں یہ بات نہیں ساقی ہے کہ عمرو کا ایک خدا ہے اور سلمان خود ہی کہتے ہیں کہ خدا  
 واحد و لا شریک ہے پس جب اس ضلکا کوئی شریک ہوا تو مثل مشہور ہے کہ اکیلا ہنتا بھلا نہ روتا  
 تقدیر کیا کرتا ہوگا اور خدائی کا انتظام کب کر سکے گا اے شہنشاہ ہمارے پونے دو سو خدا ہیں  
 وہ سب ملکر تقدیر زبردست کرینگے پھر عمرو کا خدا اکیلا ہی پونے دو سو سے مغلوب ہو جائے گا  
 اور اکیلا خدا کا ایسا کہ جو نظر مردم سے پوشیدہ ہے کبھی کسی نے اسکو دیکھا نہیں عمرو اس کے  
 پاس جا کر عرض نہیں کر سکتا فی الجملہ ایسے مجبور کی شراکت کرنا اور اپنے دین و آئین میں فرق  
 طے الناخلاف عقل ناقص ہے اس احقر کے اور کوئی عاقل اس بات کو پسند کرے گا کب شہشاہ  
 افراسیاب جادو ایسے ساحر سے ایک ساربان زادے کی شراکت کرے گا کس لیے کہ  
 افراسیاب سے ہمیشہ مالکان طلسم نور افشان مغلوب رہے ہیں اور منجملہ طلسم ہو شرابا یہ طلسم بھی



اسی کا ہوا ایک ملک سرکار کی یہ شوکت البتہ ہے کہ آپ برابر دالے افراسیاب کے کہلاتے ہیں ورنہ بہاہ انصاف آپ ہی غور فرمائیے کہ کوئی ہر مقابل اسکے جتنے طلسمات مثل طلسم ہزار برج طلسم آئینہ و طلسم سون سب قبضہ افراسیاب میں ہیں آج اس بادشاہ عالی پاینگاہ کا یہ رتبہ و مرتبہ ہے کہ ہر جو جب اس کی

ہر قدم تاج سر افتادہ بر خاک دے  
من گدائے بیکسی و بادشاہ کشوے

بند گانش تاجدار اندوگرد و کوی و  
تاب ظلم و ندامت اللہ چون کنم

حاصل کلام جب ایسا بادشاہ پر شوکت و جاہ وقت جنگ میدان میں آئے تو کل طلسمات کے بادشاہ اپنی اپنی فوج سے اسکے ساتھ ہونے اور اسکے عدو پر حملہ کرین گے پھر وہ آتش فساد کسی آب تدبیر سے منطفی نہ ہوگی اور یہ سیل فتنہ کسی لپٹہ فطرت سے نہ رک سکے گی اس صورت میں مناسب نہیں کہ بادشاہ اسکندرنش افراسیاب کے دشمن عمرو کو اپنے طلسم میں جگہ دین بلکہ لازم ہے کہ عمرو کو باندھ کر خدمت شاہ جادوان میں روانہ فرمایا کہ ممنون ہو کر نئے سرے دلبتان الفت میں دیوان محبت کا سبق پڑھے اور میدان عشق میں گوے مؤدت کھیلے اور علاوہ اسکے اسے بادشاہ افراسیاب مالک ہفت بلا ہے اگر ایک حجرہ کھول دیکھا تو اس میں سے جو آفت نکلے گی اسکو کوئی نہ روک سکے گا اب اس کمتر نے از راہ ترقی خواہی اور دولت سگالی جو کچھ لائق حال بندگان دارا دربان تھا گذارش کیا میری گستاخی اپنی رحمدلی سے معاف کر کے اس عرض پر غور کیجیے کہ کب نے اسکے التماس کو شکر ایک خندہ دندان ناکیا اور فرمایا کہ شوکت افراسیاب کی اور صاحب ملک و مال ہونا اسکا جیسا کہ بیان کیا راست و درست ہے لیکن جب تقدیر برگشتہ ہو جاتی ہے پھر ذلت ہی حاصل ہوتی ہے کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ بمقتضائے ایسات

درین محنت سرا کاوے این ست  
یکے را افکنند چون سایہ بر خاک  
کہ از کارش بگریز اعتبارے

فلک کو دیر مہر و ز دلمین ست  
یکے را بر کشد چون خورہ افلاک  
خوش آن دانا بہر کاوے دیاتے

اور طلسم ہوشربا کا حاکم گو کہ زبردست ہے مگر جب طلسم کشا لوح سے طلسم فتح کرے گا اسوقت اسکی زبردستی کچھ نہ کھیلے گی اور خدا عمرو کا ہر چند کہ اکیلا ہے مگر کسب زبردست ہے کہ اس نے عمرو والیے شخص کو فطرت کامل اور عقل سالم عنایت کی ہے جس سے خداوند زمر و شاہ لقابھی عاجز ہیں اور پونے دو سو خداوند کی تقدیرین رو بہ دے ایک تدبیر عمرو باطل ہیں دیکھو اس طلسم ہوشربا میں اگر اسنے ہزار ہا بندگان سامری و حبشہ کو مار ڈالا افراسیاب کے مالک خالی کر دیے اور منازلی طلسم طے کر کے میرے طلسم میں آگیا پونے دو سو خداوند نے اسکا کچھ نہ بنالیا یہ کہ کو کب کے دبیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ میری جانب سے میری دختر ملکہ بران شمشیر زن کو نامہ لکھا جائے مضمون یہ ہو



کہ اسے فرزند شہنشاہ عیاران عمرو عیار تشریف لائے ہیں تم اپنے وزیر کو بہر استقبال بھیجا دو قلعہ  
سہت رنگ میں جو تخت گاہ طلسم ہر بلا کو دعوت کر دیکھو کہ اس طلسم کی حکومت سلطنت تمہیں کرتی  
ہو یہ کام بھی تمہارے حوالے ہے اس تقریر کو جو نامہ لکھتے میں اس وقت بادشاہ زبان پر لا یا ماہ جادو  
نے سنا اور ایک ساحر اپنے ہمسر خورشید جادو نام کی طرف مسکرا کر دیکھا خورشید نے چپکے سے کہا کہ  
اے برادر کیا ہنستے ہو ہمیشہ خیر کریں بادشاہ کا ہمارے ایمان برگشتہ ہو گیا دین میں فرق آ گیا اب وہ  
پلچہ ترک سلمان عمرو یہاں آئے گا اور اذان اور نماز اس طلسم میں ہوگی ہمارے خداوند ارشد الشان  
اور زردشت و سامری وغیرہ ناراض ہو کر چلے جائیں گے ہم در بدر مارے مارے پھرنے کے طلسم سے  
برکت جاتی رہے گی بربادی اور تباہی آئیگی خورشید نے اس طرح سے یہ سب باتیں کہیں کر ماہ کو دے  
لگا اور جیسا رت کر کے دست بستہ سامنے شاہ کے جا کر عرض رسا ہوا کہ شاہ عالیجاہ میرا عرض کرنا  
پذیرا فرمائیے اور اپنے خداؤں کو ایسے پلچہ کو بلا کر ناراض نہ کیجیے کو کو کہنے جواب دیا کہ عمرو کو تو برا کہتا ہے  
آج اسکی شوکت دیکھئے گا اور اس کے ہنر ہائے شاپستہ کو غور کرے گا ماہ نے التماس کیا کہ اسکی  
شوکت ہی کیا اگر مجھ کو حکم دیجیے تو ابھی مار ڈالوں کو کہنے یہ بات سنا کر ایک تہقہہ مارا اور کہہ  
تم جس کی تعریف کرنے ہو اس افراسیاب نے تو کچھ علاج ان کا کرنا نہ جانتا تم جانتے ہی مار ڈالو گے اچھا  
جاؤ ہم نے اجازت دی سرکاٹ لاؤ ماہ نے کہا بہت خوب ابھی گیا اور سرے کر پھیر آیا کو کہنے کہنا  
تم ساحر ہودہ غیر ساحر مزا تو یہ ہے کہ ہوشیار کر کے اسکو قتل کرنا اس نے جواب دیا کہ اس کے ساتھ مخمور  
ساحرہ ہے وہ لڑے گی گھر کی لڑکی آخر میرے ہاتھ سے ماری جائے گی ہاں خوف یہ ہے کہ اس لڑائی میں  
عمرو بھاگ جائے گا کو کہنے کہہا ہم مخمور کو اس کے ساتھ سے الگ کیے لیتے ہیں تم بیابان زرین  
میں ہمارے طلسم کے جاؤ وہاں وہ تم کو اکیلے لے گا اور کوئی اس کے ساتھ نہ ہوگا ماہ نے کہا بہتر ہے کہ اب  
غزوہ کر کے اسکو اسیر کرونگا یہ کہہ کر سمت بیابان زرین روانہ ہوا مگر عمرو و مخمور جو بائیں کرتے چلے آئے  
تھے یکایک اس بیان سے ہلکے پھیل کے قریب پہنچے اب صاف شفاف سے وہ بھری تھی کنارے  
اس کے گھاس ہری ہری لگی تھی ہزار ہا درخت سرکشیدہ و بلند سونے و چاندی کا لگا تھا صنعا ان  
چاپک دست نے بہشت کا چہرہ اتارا تھا تنے درختان ارجمند کے گنگا جمنی طلائی و نقرئی بنے تھے  
پتے زمر و سبز کے تھے گوہر کے مرقع نظر آئے تھے شاہ بہار زید و مرصع کا رہنے تھے سونے میں زرد اور موتیوں  
میں سفید تھی کہ بقضائے آیات

چنار شاد و دم بردا من سرو	جامل دستہا در گردن سرو
نشستہ گل ز غنچہ در عماری	بفرش نارون را چتر داری
چمن تا رنج را این صحن میدان	بکف نارنج و شاخش گوی چو کان



دران میدان کہ خالی بود آفت بسان رانگان بستان انجیر بر ہر مرغ کے انجیر خوار ہ	ر بودہ از ہمہ گوے لطافت پے طفلان باغ از شیرہ و شیر دہان برودہ چو طفل شیر خوار ہ
--	---

اس صحرائے بہار آئین و نزہت قرین کے بیچ میں ایک چوتراہ طلائے احمر کا بہشت پہل تعمیر تھا وہاں  
سیٹھنے کی جائے جوان و پیر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت جمشیدی گستر وہ ہے عمرو کو وہ تختہ خاک اور  
چوتراہ بہت پسند آیا اور از بسکہ یہ عیار ثانی سلیمان تھا اسکو تخت سلیمانی جان کر سچ مخمور کے  
قریب چوتراہ پہونچا وہاں پہونچتے ہی ایک صدائے آواز کی آئی اور چوتراہ زمین سے اٹھ کر اونچا ہو گیا  
مخمور سحر بھولی اور خواہجہ پھاند نہ سکے جب بلندی پر پہونچے وہ چوتراہ بیچ سے بھٹا آدھا ادھر اور  
آدھا ادھر ایک پر مخمور دوسرے پر عمر والگ الگ روانہ ہو گئے اور ٹکڑے چوتراہ کے دونوں  
دونوں کو دو طرف سے چلے دونوں کی خاطر میں فراق یکہ گیر بہت شاق ہوا مگر چارہ کچھ نہ تھا ناچار  
تن بہ رضینا بالقصائد کے کر چلے پہلے عمر و کا حال سننے کہ جس ٹکڑے پر یہ سوار تھا وہ نگاہ مخمور سے  
ایک طرف جا کر چھپ گیا اور لمحہ بھر میں سن سے ایک مقام پر آکر زمین پر پہونچا عمر و نے دیکھا کہ  
یہ صحرا بالکل زمین ہر اسکی سونے کی زمین ہر اس پر درخت یک لخت جواہر کے لگے ہیں اور نعل و  
گوہر سے سب بھلے پھولے ہیں عروس و ہر کو مشاطہ قدرت سر سے پاتک گھنے میں لادے تھی یا زمین سے  
دولت قارون کی اگی تھی زمین کی چمک سورج کی ضیا کو شرباتی تھی چشم پر فلک کو خیرہ بناتی تھی گل سرخ  
جو پتوں کے بیچ میں کھلا تھا گوش شاہ بہار کا کرن بھول معلوم ہوتا تھا برگ زمردین کے بیچ میں گلہاے  
احمر کی بہار کا یہ رنگ تھا گویا کندن پر مینا کر دیا تھا رنگ گل تارنگاہ حور سے بہتر سوزج کھی ہیرہ  
حور سے روشن زیادہ تر لالہ و جام نگارین جواہرین مخمور بہار نخل ہر ایک نخل قاست سیم تنان  
خورشید رخسار سنبل تر کے روبرو کیسے حور پریشان بلکہ جو ہر آئینہ مسکنہ حیران چشم ز گس شہلا  
چشم مہر و ماہ پر چشمک زن گل شرفی کے نزدیک روبرو دینار طلائے ہر بدین نسرین و نسترین کی  
سفیدی دیکھ کر کمر کا سینہ فرط غیرت سے داغدار خوشمہاے انگور پر عقد ثریا و پردین و پردین کا  
دل نثار عجائب غرائب طلسمی بہار ابیات

گل ارغوان کی تھی ایسی بہار جواہر سے تھا وشت سارا بھرا زمین کا وہاں کی یہ تھا احترام بنا تھا زمرہ کا اک آسمان کسین ہر تابان تھا نکلا ہوا	کہ ہو جیسے گلگونہ روئے یار نہ گل کا اس جا پہ توڑا نہ تھا فلک کا ذرا تم سنو انتظام ستارے تھے ہر وقت جسمین عیان حرارت کا جسمین اثر کچھ نہ تھا
---	---



<p>مگر تھا وہ سورج ہرنگ سحاب برس کر جو گرتے زمین پر گہر گلو بھی چمک یوں تھی پھیلی ہوئی</p>	<p>برستے تھے آسمان سے درخشاں آب جواہر کے اس جاسے اُگتے تاجر شفق جیسے گلشن میں ہر پھول تلی</p>
--	---

عمر و چوڑے سے اتر کر محل طلانی کے نیچے ٹھہرا وہ ٹکڑا چوڑے کا غائب ہو گیا خواجہ کو اس عجائبات کے دیکھنے سے شکل آئینہ حیرت تھی اور ظاہر کو کلب کی عظمت تھی فی الجملہ مخمور ایسے رہبر کا جو ساتھ چھوڑا تھا اور جانتا تھا کہ یہ راہ طلسم کی ہر بغیر واقف کار کے آگے بڑھنا مناسب نہیں بس اسی جگہ ٹھہر کر سیر و کیفیت میں صحراے جواہرین کے مصروف ہوا ناگاہ جس درخت کے نیچے بیٹھا تھا اسکا ایک پتا ٹوٹ کر گود میں گر اس نے دیکھا کہ زمرہ کا پتا ہے اور یا قوت کے حرف اس پر منقوش ہیں یہ دیکھ کر اس کو اٹھایا کہ دیکھو کیا لکھا ہے جب اٹھا کر پڑھا لکھا تھا کہ ای باغبان گلشن عیاری آپ کے بارے میں ماہ جادو نام ساحر ذی احترام سے اور بادشاہ سے اس طلسم کے بحث ہوئی ہے اور ماہ جادو آپ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر چلا ہے اسی جگہ کہ نام اس کا بیابان زرین ہے آیا چاہتا ہے ہوشیار ہو جائیے عمر و نے پتے پر پتے کی یہ بات دیکھ کر چاہا کہ تیار زنبیل میں لکھوں اور آپ فکر عیاری کر دیں تیار ہاتھ سے چھوٹ کر اڑا اور پھر درخت میں جا کر لگ گیا عمر و دسین حیران تھا کہ تھا تھا الہی کیا اسرار ہے کیا عالیجاہ اس بادشاہ کی سرکار ہے مگر مال اسکا پانی کا مال ہو کہ ایک پتا سر کے کیا مجال ہے مجھ کو یہ پتا نہ لینے دیا اس سے بڑھ کر اور کتنی دردنی بن گیا ہوگا اور یہ کون ایسا میرا دوست یہاں ہے جس نے ماہ جادو کے آنے کی خبر دی یہ عنایت بغیر طاقت مجھ پر فرمائی کہ بیت چہ لطف بود کہ ناگاہ رشتہ قلمت + حقوق خدمت ماعرض کر دہر کر مست + خیر جو کوئی ہوگا معلوم ہو جائیگا لیکن تم ہوشیار ہو رہو یہ تجویز کر کے ایک تاج زمرہ نگار زنبیل سے نکال کر سر پر رکھا اور دھوئی زردوزی چادر کی باندھی جواہر کے مالے گلے میں ڈالے بیت جواہر کے کہنی سے شانے تک باندھے جھولا بادل نگار اسباب سحر رکھنے کا گلے میں لٹکایا نقل آتشین کو سلگا کر سامنے رکھ لیا ترسول زمین میں گاڑ دیا اس ہیئت سے ساحر معزز صورت بنکر بیٹھا بعد لمحہ کے ماہ جادو اڑتا ہوا آکر پہونچا اور اول تمام صحرا میں بیک نگاہ دوڑا کہ عمر و کو تلاش کیا کہین نظر نہ آیا ایک درخت کے نیچے تاج پہنے ساحر کو بیٹھے پایا سمجھا کہ یہ بھی کوئی عہدے دار سرکاری ہے بس سحر سے دریافت کر کہ عمر و کس جگہ ہے یہ سوچ کر چاہا کہ سحر کروں پھر خیال آیا کہ پہلے اس ساحر سے چلکر لو چھو اگر یہی بتا دے تو پھر کیا سحر کی ضرورت ہے عرض کر عمر و کے پاس آیا اول صاحب سلامت کی پھر یوں گویا ہوا کہ بھائی تم کب سے یہاں بیٹھے ہو عمر و نے کہا بڑی دیر سے اور میرا تو یہاں سکھ رہا شاہ کی طرف سے بہر حفاظت صحرائے زرین یہ جعفر



تین ہواہ نے کہا کہ پھر تم کو کچھ معلوم ہو کہ عمرو عیاریا تھا یا نہیں عمرو نے منہ بنا کر جواب دیا کہ وہ آیا بھی اور شاہ کو کب نے اسکو بلا بھی لیا یقین ہو کہ دربار میں پہنچ گیا ہوگا کیا تم اس کے لینے کو آئے تھے ماہ نے کہا کہ نہیں بھائی بادشاہ کا ایمان پھر کیا ہو خدا نے نادیہ کی پرستش کیا چاہتا ہو میں عمرو کو شرط کر کے قتل کرنے آیا ہوں یہ کہہ کر جو کچھ گفتگو بادشاہ سے اور اس سے ہوئی تھی وہ سب حقیقت بیان کی پھر کہا کہ بھلا جسکی طرف بادشاہ ہو گا وہ کب ہاتھ آئے گا دیکھیے اپنے سچے ہونے کے لیے مجھکو تو ادھر روانہ کیا اور عمرو کو بلالیا اب ایسی دھوکے بازی سے سامری کی پناہ کہ بقول حافظ چھ جاے من کہ بلرز دہر شعبہ بازہ ازین جیل کہ درآبائے ہلاکت چھامین جاتا ہوں اور دربار میں اسکو ماروں گا یہ کہہ کر پر داز کر کے روانہ ہوا اور چشم زدن میں اندر دربار کے سامنے شاہ کے آیا یہاں عمرو کو نہ پایا حیران ہر سمت کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ نے کہا کہ کو سر عمرو کا لائے اس نے عرض کیا کہ حضور نے تو مجھکو ادھر بھیجا اور اس دزد کو آپ بلالیا شاہ نے فرمایا کہ تو مجھے بھی جھوٹا بناتا ہو اس نے کہا کہ میری کیا مجال ہے لیکن محافظ بسا یاں زرین مجھ سے کہتا تھا کہ شاہ نے اس کو بلالیا شاہ نے یہ شکر منہ کر فرمایا کہ او بیوقوف محافظ کیسا وہی عمرو عیار ہو ورنہ وہ چاہتا تھا مجھکو مار ڈالتا اے ماہ میں یہ کہے دیتا ہوں بیت افکا آنا خوشی کا آتا ہے ایک آفت سی گھر میں اٹھتی ہے اگر عمرو مجھکو مار ڈالے گا تو میں شنوائی نہ کروں گا تو اپنا خون اپنے ہاتھوں سے کرتا ہو عمرو کی اس میں کچھ خطا نہیں ماہ یہ تقریر شکر عمرو کی فطرت پر حیران ہوا کہ واقعی میں پاس کھڑا رہا اور اُسے نہ پہچان سکا لیکن دل کڑا کر کے عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ میں نے اپنا خون بھل کیا اب اس ناعیار کو مار سے لیتا ہوں یہ کہہ کر اٹھے پیر پھر اور عمرو کے پاس آیا عمرو نے کہا کیوں پھر کیوں آئے اس نے غرہ کیا کہ باش او دزد و مکار تو نے بڑا غضب کیا کہ رو بروئے بادشاہ مجھکو ذلیل کر آیا فقرہ دے کر الٹا پھیر دیا اب تجھکو کب چھوڑتا ہوں پس اتنی مہلت تجھے دوں گا کہ گھڑی بھر میں تو اپنا حربہ بہ درست کر لے یہ بھی اس لیے کہ بادشاہ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ عمرو کو ہوشیار کر کے ماروں گا یہ کہہ کر کچھ سحر طبع اس جنگل کو سحر بند کر دیا کہ عمرو یہاں سے کہیں اور بھاگ نہ جائے اور آپ نظر سے پوشیدہ ہو گیا اس کا چلا جانا عمرو کو غنیمت ہوئی الفور ایک قیدی زنبیل سے نکال کر ہوش کر کے کفن عیاری لے کر بھر میں اپنی ایسی صورت بنا کر وہی لباس اسکو پہنا کر ہوشیار کیا اور کہا اے شخص میں خداوند لات اعلیٰ کا پیک ہوں بڑی مشکل سے تجھکو عمرو کی قید سے چھڑا کر حکم خداوند عمرو کی ایسی صورت پتری بنادی اب جو کوئی تجھ سے پوچھے کہنا میں عمرو ہوں خداوند جو سلطانہ عمر کی ہر وہ تجھ کو دین گے بشرطیکہ تو اس امتحان میں پورا اترے اگر تو اپنے تئیں عمرو نہ ظاہر کرے گا تو خداوند اب کی قتل کر ڈالیں گے اس قیدی نے رہائی پا کر خوش ہو کر کہا جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی میں کروں گا عمرو اسکو پکا کر آپ گلیم اور ٹھکر غائب ہو گیا لیکن وہ جنگل محصور بہ سحر تھا کہیں اور نہ جاسکا وہیں



شہر ار ہا بعد لمحہ کے ماہ جادو پھیر آیا اور نقلی عمر و سے کہا کہ میں تجھ کو مہلت بھی دے چکا اور ہوشیار کر چکا  
اب وعدہ شاہ کو کب پورا ہو گیا لے سنبھل وہ قیدی یہ گفتگو سن کر پکارا کہ کیا بکتا ہر منم عمر و اسے  
یہ نعرہ سننے ہی ایک گولا فولادی مارا اس نقلی عمر و کے سر پر پڑا کہ سر ہزار ٹکڑے ہو گیا سر پ کر  
مر گیا وہ قیدی عمر و نے غیر ساحر لات پرست زنبیل سے نکالا تھا اسوجہ سے علامت اسکے مرنے  
کی کچھ پر پانہ ہوئی ماہ بہت خوش ہوا اور سر کاٹ لیا لیکن دل سے کہتا تھا کہ شاہ کو کب اسی عیار کی  
تعریف کرتا تھا کہ ایسا ہی اس نے تو ہاتھ بھی نہ ہلایا اور کچھ بھی اس سے نہ ہو سکا کہ بموجب بیت  
اک عمر سے ہمیں جو قیامت کا خوف تھا + وہ چلتے پھرتے حشر کا دھڑکا مٹا گئی + خوب ہوا کہ بادشاہ  
کا دین بھی رہا اور افراسیاب سے لڑائی بھی نہ ہوئی ورنہ بڑا کشت و خون ہوتا ظاہر یہ معلوم ہوتا  
ہی کہ سامری کو اس طلسم کی بربادی منظور نہ تھی اس وجہ سے عمر و کو بے دست و پا کی طرح میرے  
قابو میں کر دیا ورنہ ایسا شخص اور کچھ نہ کر سکتے یہ عنایت سامری ہی کہ بیت کیا رام اس بت کو باتون  
میں جا کر + بتائی برہمن نے ساعت کچھ ایسی + یہ سوچتا ہوا دریائے فکر میں غوطہ لگاے دو ہی قدم  
آگے چلا تھا کہ پردے ہوا ایک شعلہ سا چمکا اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک پر بڑا دھوا سے اتر  
کر زمین پر آئی معلوم کیا کہ کنیزان کو کب میں سے شاید یہ ہی بس اس نازنین کے قریب گیا دیکھا  
کہ آفتاب تابان گویا زمین پر اتر آیا اسی کی طلعت پر نور دیکھ کر مہتاب نے سینے میں داغ کھایا  
ہر ہزار مومین موتی پر دے ہیں یا شب تار میں آئے چمکتے ہیں کو چہ زلف میں ہزار ہار وشن دل پڑے  
بھٹکتے ہیں گیسو اسکے دام الفت تھے گرفتار اس میں اہل محبت تھے کہ بموجب بیت ابھن کو دل  
کی دام محبت بنا گیا + دھیان انکے گیسو ڈھکا بڑا جھلسا نہ تھا + رومی تابان بسان آفتاب  
تابان لب لعلین برنگ یا قوت رسانی درخشان کہ فنر لب لعلین ہیں ترے لعل یمن سے  
بہتر + مشکبو زلف ہی تاتا رختن سے بہتر + سیب زرخندان پر گلزار حبت قربان صراحی گردن سے  
مے سرخ کی طرح عرق یان کا نمایان ساعد و بازو دست بمثل عالم شکم و ساق و پازم نرم مثل سحاب  
و سحاب و قائم از سرتا یا شعلہ نور بلکہ شمع طور یان شرر طور بھی اس کے حسن کا فروغ شکر افسردہ ہوا کہ  
ایک مدت ہوئی آج تک نہیں اٹھا کہ مقتضائے نظم

نمزدہ زکس مست ہزار بیباکی کجا شکفتہ گلے در چمن بدین پاکی تبارک امدانین چاہی و چالاک کہ ناگہان بکشی دامن از من خاکی چو تلخی می تاب آورد فرحت کی	زہے شراب لبست مایہ طربناکی گذر بدامن پاکت نہ کردہ باد صبا بیک کرشمہ کہ کردی ہزار دل بردی نشستہ ام بہت چون غبار و می زخم جواب تلخ شنیدن ز لعل می گونت
--	--



ماہ چادو اس نازنین کو دیکھتے ہی فریفتہ جمال ہوا اور بہ منت تمام اس گلفام سے کہا

اے زہبار تازہ تر تازہ بہار کیستی ہست رخ تو ماہ کو کو کہہ تو شاہ حسن لالہ و سرو این چمن منفل اندیش تو خستہ رنج فرقت کشتہ درد حشر تم	دہ چہ نگار طرفہ تر طرفہ نگار کیستی ماہ کدام کشورے شاہ و بار کیستی سرد کدام گلشنے لالہ عذار کیستی من بہمان مختم تو بخت بار کیستی
---	--

وہ گل پرہیز جواب ان باتوں کے مسکرا کر زبان پر لائی کہ یہ تعریف آپ نے اپنے گھر والوں کی فراموشی  
بندی تو اس لائق نہیں مجھ کو شاہ کو کب نے آپ کی خبر لینے بھیجا تھا فرمایا تھا کہ جا کر دیکھو عہد و ماہ  
سے کیا گذری فی الحال میں تم کو سر عمر و کالیے ہوئے دیکھتی ہوں معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا بس یہی حال  
میں جا کر عرض کیے دیتی ہوں کہ ماہ صاحب سردشمن کالیے حاضر ہوا چاہتے ہیں ماہ نے کہا اے حور  
نزد ہم بھی دربار شاہ میں جائیں گے اور تم بھی وہیں چلتی ہو ہم تم ساتھ ہی نہ چلیں ایک سے دو بھلے  
اس حور پیکر نے مسکرا کر جواب دیا کہ چل چلے مردوے ذرا ہوش میں آ جا میں فریب تیرا سمجھتی ہوں  
تیری باتیں میرے ناخونوں پر ہیں کچھ بندی ایسی گدھی نہیں لو صاحب یہ ہوا مرد و اسٹنڈ امین  
اکیلی دھان پان سی عورت اس کے ساتھ چلون بھلاسن تو اگر راہ میں تجھ پر شیطان چڑھے تو میں  
نگوڑی کہہ مری کی نہ رہی تو مجھ کو چہر غٹو کرے نے ترے منہ کو جھلسا سات چھپرون کا پھوس ماہ ان باتوں  
سکر فرط خندہ زنی سے لوٹ گیا پھر اپنے تئیں سنبھال کر اس پر یوش کا ہاتھ پکڑا اور کہا بوجہ بیت  
پھیری جو نظر تم نے تو سب بھر گئے مجھ سے کچھ اور مٹی بان ہو گئی دنیا ابھی کچھ اور بان میں بغیر ساتھ  
لے جائے نہ رہو نگا نازنین نے کپڑ کر کہا دیکھو تو کیونکر لے جائے گا نا صاحب میں نہ جاؤں گی  
جو کوئی سے گا یہی کہے گا کہ بڑا تم تنہی تھیں جنگل بیا بان سنان میں مردوے کے ساتھ چلی گئیں  
کیا تم نہ جانتی تھیں کہ اکیلے میں سب کچھ کڑا لے گا پھر میں لاکھ لاکھ قسمیں کھاؤں گی کسی کو یقین نہ  
آئے گا سب یہی کہیں گے کہ بہانہ بازی کرتی ہو یہ رنڈی خود ہی مستانی تھی جب تو یہ جوان جہا  
ہو کے مردوے کے ساتھ چلی گئی میں ایسے چلنے کے قربان جس سے آبرو میں فرق آئے بندی ایسی  
اوماتی نہیں تم جاؤ اپنے کام لگو میرے فراق میں نہ پڑو ماہ اس کی دوبارہ تقریر سکر مری گیا اور  
یکار افر و ناز سے اتر کے چلنا قہر تھا + ٹکڑے ہو کر دامن محشر گرا + یہ کہہ کر اس رشک قہر کا ہاتھ  
پکڑ کر کہا ہم سے قسم لے لو جو ہم تھیں بے طریق ہاتھ لگائیں اس غنچہ دہن نے کہا لے بس بس اپنے  
اڑھائی چانول الگ گلاؤ ہاتھ بے طریق اپنی امان کے جا کر لگاؤ اور سنو میرے صاحب کسی کی مجال  
ہو جو مجھے بڑی نگاہ سے دیکھے آج تک اتنا سن آیا سرکار کی نوکری میں ہزاروں جگہ اکیلی و دکیلی  
لکھ بڑا ان جہنم جسم ان کی سلامتی میں جانا ہوا بھلا کوئی کہہ تو دے کہ اس شخص کو ہم نے کسی سے



ہنستے دیکھا تھا اور میان اگر ہمارا جی چاہے کرنے کو تو کوئی کیا ہو سو نو ج چھائیں پھوسیں آج تک تو سامری نے بچایا ہی اس گفتگو میں ماہ نے اپنی طرف کھینچا واضح ہو کہ یہ بڑا دھرم و ہر جو عیاری کرنے آیا ہی لیکن پہلے ماہ جادو نے بھی مہلت کچھ دیر کی دی تھی اس وقت عمر و بھی گفتگو کو طول دے رہا ہے کہ مجھ کو کتنے کو ہوگا کہ اتنے عرصہ تک میں تجھ سے ہمکلام رہا اور تیرے پاس کھڑا تھا مگر تو پہچان نہ سکا اگر تو نے مجھ کو مہلت دی تھی تو میں نے بھی اتنا عرصہ لگا یا کہ شاید تو پہچان لے لیکن تو میری صورت مصنوعی پر ایسا فریفتہ تھا کہ ذرا بھی تمیز نہ کر سکا فی الجملہ ماہ نے اسکا ہاتھ کھینچا اس نے اپنا ہاتھ کوٹا کہ ہر ہر میں گلوڑی کیون آئی تھی میری تو غضب میں جان پڑ گئی جس بات سے سدا میں ڈر اکی جہشہ قسم آخر وہی سامنا ہوا لیکن یہ بخیر ہے اے میں ابھی اپنی ملکہ سے کہہ دھڑے تلوڑا دو کوئی مجھے ہاتھ لگائے تو دیکھے پھر تو دیکھو میں کیا کرتی ہوں اچھا چلو میں ساتھ چلتی ہوں دیکھو تو کیا کر لیتا ہی یہ کہہ کر ساتھ چلی راہ میں خاصدا ان نکال کر اس گلیہن نے گلوڑی کھائی اور ماہ کے بغیر مانگے آپ ہی انگوٹھا دکھا دیا وہ اس کی اداؤں کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ انکار اس کا عین اقرار ہو کہ سہ اٹھاتا ہی تصور پردہ اور حیرت گرائی ہو + جو محو یار ہو جائے کشاکش درمیان کیوں ہو + چھیر تاجیل یہ سوچ کر اس نازنین سے کہا ہمیں بھی گلوڑی داؤں نے کہا سمجھ بنواؤ ماہ نے کہا ندو ہمارے پاس عطر ہی ہم بھی نہ دین گے اسے کہا دیکھیں ماہ نے جھوٹے سے سحر کی شیشی نکال کر دکھائی اور کہا لو ہم تمہاری طرح جیل نہیں اس سمیر نے ہنس کر کہا مجھے کیا کرنا ہی میری محرم بسا نے کو خواص میں عطر کی شیشیاں انگیا میں رکھ دیتی ہیں اور میرے عطر دان میں بھی عطر بہت ہی یہ کہہ کر اندر دوپٹے کے ہاتھ ڈالا پھر ہاتھ دوسرا ماہ کی آنکھوں پر رکھ دیا کہ سامری قسم میرا دوپٹا ہٹا ہی میری محرم پر آنکھ نہ ڈالتا یہ کہہ کر خوب زور سے آنکھیں اپنے ہاتھ سے بند کیں اسپر بھی کشتی جاتی تھی کہ یا سامری جو میرے تین نگا دیکھے اس کے دیدے پتھر ہو جائیں غرض کہ اس حیلے سے آنکھیں بند کر کے عطر بیوشی زبیل سے نکالا اور آنکھیں کھول دیں کہا لو عطر موجود ہی موئے عطر کی بھی یہ اصل ہی کہ جس پر کوئی اترا اسے اور سات پردہ میں چھپاے یہ کہہ کر شیشی ماہ کے ہاتھ میں دی اس نے سو گھی چھینک آئی اور بیوش ہو گیا اس نے زبان میں اسکی سوزن دیا اور درخت سے بانڈھ کر ہوشیار کیا جب ہوش میں آیا عمر و نے کہا اے ماہ دیکھا عمر و کو اب کیا کہتا ہے شناخت میں پروردگار کی ماہ جادو یہ کیفیت دیکھ کر پہلے تو حیرت زدہ ہوا پھر سلمان ہونے سے انکار کیا عمر و نے خنجر کھینچ کر جاہا کہ سر کاٹ لوں اسوقت زمین سے ایک بتلا نکلا اس نے ہاتھ بکریلیا آواز آئی کہ اے گلچین صدیقیہ عیاری مرحبا یہ نالائق اپنی سزا کو پہونچ گیا اس کو قتل نہ کرنا چاہیے کہ یہ میرا رفیق ہی یہ صدا سن کر عمر و ماہ دونوں بیوش ہو گئے تیلے نے ان دونوں کو اٹھا کر ایک باغ میں بلایا ان تارستان کے پہونچا یا اس باغ میں ایک بنگلہ پر تکلف تھا دونوں کو لا کر وہیں رکھا آنکھ عمر و کی



کھلی دیکھا پتلا بلورین کھڑا ہوا اور ماہ بیوش پڑا ہی یہ دیکھ کر حیرت تھی کہ دفعتاً پتلے نے دست بستہ عرض کیا کہ  
 شاہ نے آپ کو سلام شوق کہا ہے اور عیاری کی تعریف فرمائی ہے کہا ہے کہ بس امتحان ہو چکا اب اس  
 متعرض ماہ کو میرے پاس بھیج دیجیے اور آپ اسی باغ میں فروکش ہو جیے سب سامان راحت حاضر  
 ہوگا کسی طرح کا رنج نہ پہنچے گا غمرونے ماہ کو حوالے کیا پتلا لے گیا اور سامنے بادشاہ کے لایا شاہ نے  
 ہوشیار کر کے پوچھا کہ کیوں اسے ماہ جادو و عمر و کاسر لائے ماہ کی جو آنکھ کھلی سامنے بادشاہ کو دیکھا بہت  
 شرمندہ ہوا اور عرض کیا کہ واقعی آپ کا فرمانا راست ہے عمر و عیاری آفت روزگار و بد بلا ہر دم  
 بھرمین عورت بنتا ہے دم بھرمین مرد کبھی کچھ اور کبھی کچھ نیرنگ بازی دکھاتا ہے اسکا مقابلہ کوئی نہیں  
 کر سکتا کہ میت ترے رفتار کے فتنوں سے دنیا بھر گئی ساری کہیں آنے کا رستہ ہی نہیں ملتا قیامت  
 کو اب میں اس کا معتقد ہوا اور وہ نامہ جو ملکہ پڑان کے لیے آپ نے لکھا ہے مجھ کو دیجیے کہ خدمت  
 ملکہ عالم میں لے جاؤں اور عمر و کو استقبال کر کے بلاؤں کو کب نے نامہ جسکا ذکر اول میں کیا  
 کیا اسکو دیا کہ یہ لے کر روانہ ہوا اس قلعہ سے کہ جہان بادشاہ رہتا ہے شہر بہت رنگ و رہی  
 درمیان میں ایک دریا بہتا ہے اس طرح کہ جیسے طلسم ظاہر و باطن کے درمیان دریائے خوزروان طلسم  
 ہوشربا میں ہے اور جس طرح دریا پر جا کر ساحر عرض کرتا ہے کہ افراسیاب میں حاضر ہو گیا ویسے ہی یہاں  
 برآں ان کو ادھر کا جانے والا پکار رہتا ہے اور اس طرف سے جو آتا ہے کو کب کو پکار رہا ہے نیچے پیدا  
 ہو کر اٹھا لے جاتے ہیں مالانے حسب دستور کنارے دریا کے پہنچ کر بکار ایک کھلی جس طرح سے  
 دریائے بہت رنگ سے ماہی پر نیا دیکھی تھی ویسی ہی پیدا ہوئی اور ماہ کو سوار کر کے اپنی پشت پر  
 اس پار لے گئی جب اس کنارے پر پہنچا نیچے پیدا ہوا اور لے کر چلا شہر بہت رنگ کو طے کر کے  
 جب رہا سات دریا راہ میں طے سب نیچے لے گئے اتفاقاً ملکہ قلعہ بہت رنگ سے موتی باغ  
 میں سیر کرنے کو گئی ہیں اور موتی باغ دریاؤں کے پار ہے اور موتی باغ کی بارہ دری اتنی بلند  
 ہے کہ اسکے اوپر کے درجون پر سے یہ ساتوں دریا بہتے ہوئے نظر آتے ہیں غرض کہ نیچہ ماہ کو لیے  
 ہوئے موتی باغ پر آیا اس نے کبھی یہ باغ نہ دیکھا تھا آج دیکھا کہ چار دیواری اس باغ کی چاندی  
 کی ہے در باغ پر دروازہ سونے کا لگا ہے ہزار ہا موتی جڑا ہے پردہ زرد و زری کا پڑا ہے پردہ چشم  
 عاشقان کا پردہ ہے کہ میت وہ پردہ کیا جو پردے سے پردہ ڈرانہ ہو وہ شرم کیا حیا سے جو  
 تجھ کو حیا نہ ہو ماہ اندر باغ کے آیا یہ باغ بھی نر اطلسمات کا پایا تعریف بصراحت تمام ہر وقت  
 آنے عمر و کے بیان ہوگی بیچ میں باغ کے بارہ دری موتی کی بنی تھی ہزاروں دروازے کی جوڑی  
 جڑھی تھی سب در کھلے ہوئے تھے اوپر کے درجون سے وہی ساتوں دریا نظر آتے تھے بارہ دری  
 کے گرد چوبیس بنگلے بنے تھے اور چوبیس برج آراستہ تھے ہر جون کے سامنے نمگیرے محل کے



کارچوبی و موتی و جواہر کی چھال کے استاد تھے استاد سے ان کے جواہر کے بچے بیچ میں بارہ دری کے شہ نشین پر کئی سوزنیے کا تخت بچھا تھا اور تخت کے گرد اگر دہزار ہا دنگل و کرشنی جواہر کار آراستہ تخت پر ملکہ بڑا ان شمشیر زن جلوہ فرما تھی اور ہزار ہا انیس مدبران سلطنت و غیرہ دنگلون کریون پر بیٹھے تھے پس پشت تخت سات ہزار خواص دریائے جواہر میں عرق عہد سے لیے کھڑی تھیں اور سامنے تخت کے سات ہزار غلامان مہر صورت حور پیکر غلامان منظر زربین لباس زربین کمر دست بستہ حاضر تھے لیکن سب برنگ تصویر چپ اور سن گردن جھکائے رعب سے بات کو ناکیا ایک دوسرے سے آنکھ نہ ملایاے ناچ سامنے ہوتا تھا دورہ شراب ارغوانی و زعفرانی تھا کہ ماہ سامنے آیا مگر کیا آداب بجالایا اور بعد ادب و زبان عجز ملکہ کی دعا و ثنا میں مصروف ہوا کہ ابیات

ننت نیاز طیبیان نیاز مند مباد	وجود نازکت آزرده گزند مباد
سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست	بہیج عارضہ شخصے تو دردمند مباد
درین چمن چو در آید خزان بیغائی	رہش بسروسی قاست بلند مباد
دران بساط کہ حسن تو جلوہ اندازد	مجال طعنے بدین بد پسند مباد
جمال صورت معنی ہمین ہست تست	کہ ظاہر شش و ژرم و باطنش ترند مباد
ہر آنکہ روی چو ماہست بچشم ببیند	بر آتش تو بجز چشم او پسند مباد

ملکہ نے اسکو رفیق شاد کو کب جان کو خلعت سرفرازی دیا اور باعث آنے کا استفسار کیا ماہ نے نامہ بادشاہ لانے کا حال عرض کیا میرزا ان وزیر ملکہ کا سندیل وزارت پہنے پایہ تخت کے قریب حاضر تھا اُس نے کرملکہ کے رو بہ پیش کیا ملکہ نے اول زرشکار پایا پھر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا بعد اسکے لفاظہ چاک کر کے مطالعہ فرمایا مضمون مندرجہ سے واقف ہو کر میرزا ان کو حکم دیا کہ جاؤ اور نہایت تعظیم سے عمروں امیہ تشریف لائے مین باغ بیابان انارستان مین مین انھیں اسی باغ مین لے آؤ ایک دعوت ان کی اس جگہ کی جائے گی جبتک شہر سہت رنگ آراستہ ہوگا اور خواجہ بھی بیرون طلسم کی سیر کرین گے پر اندر قلعہ کے قدم رنجہ فرمائیں گے وزیر یہ حکم محکم نقاشیم ملکہ عالم سنکر آداب بجالایا اور باہر آکر بارہ ہزار ساحران نامی کو لباس اور اسلحہ سے آراستہ کر کے تخت طاؤسی پر سواری خواجہ ہمراہ لے کر بڑے ساز و سامان سے روانہ ہوا علمائے رنگاری کے پھریرے کھل گئے نقارے شاہی بجنے لگے کئی ہزار کنیزان مہر دیدار چنور بال ہما کے اور عہدے ہاتھوں مین لیے تخت کے ہمراہ تھیں نہایت تجمل اور شوکت سے یہ سب تو چلے لیکن عمر نے جو ماہ جادو کو ہمراہ تیلہ بلور کر دیا تھا اور ٹھہر رہا تھا سوچا کہ اس باغ مین چکر سیر کردن پس تمام باغ مین پھرایہ تا شاد بچھا کہ یہ باغ دشت زربین طلسم سے کہیں بڑھ کر ہو کہیں زرد نگار سرو موزون ہو کسی جایا قوت کا لالہ احمد



آفتاب اپنی شاخوں سے شعاع زرین کو وہاں کے درختوں کی شاخوں پر تار کر کے نخل کمستان و برے درختان پر اٹار بے برگ و بار نظر آئے خوشہ سنبلا فلک وہاں کی شاخوں اور شکوفوں پر سو جان سے تار زبان پر نسبتہ اللہ بناتا حنا ہر بار اس باغ کا یہ ادنی شکوفہ ہی کہ کدور روزگار نے اسکی سرسبز پر رشک کھا کر گلہائے ہر وہ ماہ کو مع گلہائے انجم سید فلک میں لگایا سامنے ہوا خواہاں کے لایا اُنھوں نے مہ و مہر کی جو پر صفا تھی اس پھولوں کے روبرو جو باغ میں ہر ناپسند فرمایا یعنی ماہ کو داعی اور آفتاب کو نہایت گرم بتلایا گلہائے انجم آج تک وہاں کے پھولوں کے سامنے ارزان ایسے ہیں کہ کوئی خیال میں ہی نہیں لاتا اس باغ کے اشتیاق میں فلک ہمیشہ چکر لگاتا ہے مگر ایک شکوفہ بھی نہیں پاتا ہے کہ بموجب ایات

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار روشنی ہوے جو استکھونین تو سیر باغ ہو زلف سنبل کو سمجھے گوش گل کو جانے شاخ گلبن پر یہ طفل غنی سے ظاہر ہوا آب جوئیں ہیں صفا میں سیتہ اشراقیان لالہ و گل سے ہنوز آباد ہی بزم چین	عشق بچان بنگیا طغرلے فرمان بہار لالہ آتش زبان ہر شمع الیوان بہار زکس شہلا کو کیسے چشم فتان بہار نے سواران چین ہیں مرد میدان بہار ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار سرو شمع سبز ہی سنبل شبستان بہار
--	---

عمر و سیر کرتا ہوا در باغ پر آیا یہاں پہلوے در میں زینہ بنا تھا اس پر چڑھ گیا دیکھا کہ سامنے در باغ کے جہان تک نگاہ کام کرتی تھی انار کے درختوں کا جنگل لگا تھا ہزار ہا انار مثل پستان شاہان قامت شاہد شجر سے ہوید اہی اور ہر انار شوق ہو گیا ہر دانے اس کے دندان سبز رنگان دہر کو شرماتے ہیں درخت مثل حلقہ پوشان کے سرسبز نظر آتے ہیں زبان باغبان روزگار پر ثنائی میں اس دشت کی آہ نخل در مان جاری ہی جارہا د ب کش اس دشت کی باد بہاری کہ

نوح انان چین استادہ ہیں چالاک حسیت ابری گھیلیون پر برق ہی بیتاب حال	نغمہ زامین نالہائے عندلیب خوش بیان چھپے ہیں طائران خوش نوا کے ہر زمان
--	--

عمر و کبھی اس باغ دلکش کی سرسبزی دیکھ کر آہ دانی ہا یہ کمثل جہۃ بہت سبب سابل زبان پر جاری کرنا اور کبھی دشت نصارت آگین کے تاشے سے جنت و عدن تجری من تحتہا الانہار پڑھتا کہ ناگاہ سامنے سے نشان ہاتھیوں پر نمودار ہوئے ڈنگے بچتے سنائی دیے شتر سواروں کے پرے نظر آئے یہ ایک بار ماہ کے ہاتھ سے زک پاچکا تھا بموجب مثل دودھ کا جلا چھا چھوٹک کر بیتا ہی سمجھا کہ ماہ کو تو تپلا لے گیا ہر وہ یہاں کا سردار ہی اب دوبارہ فوج لے کر تیری گرفتاری کو آتا ہو یہ سمجھ کر اسی جگہ رنگ دروغن عیاری لگا کر ایک بڑھیا کی ایسی صورت بن کر چادر محمودی کی اوڑھی اور مثل ضعیف



عورتوں کے جا بجا دست و گوش میں سادہ سادہ زیور الماسی پتہ ہاتھوں میں پٹریاں اور سحرین کمرے  
 شمع کی باندھن کا نون میں ایک ایک بالی ڈالی گئے میں ہیکل جسکی تختیوں پر نام سامری و جمشیدی و زرتشت  
 وغیرہ کندہ تھے پہنی اور گھڑا ایک زنبیل سے نکال کر شربت گھولا بہوشی آمیز کی اور گھڑے کو لے کر  
 نیچے اتر کر آگے بڑھا کہ یہ فوج جو آتی ہو اسکو نذر سامری کا شربت پلاؤں اور بہوش کر کے ماروں جو  
 بچ جائیں گے ان کو حقہ آتشین مار کر بھگا دوں گا جیسا کہ ہوگا دیکھ لوں گا غرض کہ گھڑا لیے ہوئے ایک  
 درخت انار کے نیچے آیا ایک ایک اُس درخت سے ایک انار ٹوٹ کر زمین پر گرا اور شق ہوا ایک پتلا بالشت  
 بھر کا اس میں سے نکلا گویا شیشہ بہار سے پھل پیدا ہوا لمحہ بھر میں وہ پتلا جوان خوشرو حسین طرحہ رنگیا  
 لباس صرخ زیب قامت کیے تھا اس نے خواجہ کو سلام کیا عمر و نے وعادی کہ سامری عمر و را ز کرے برخوردار  
 ہو پھر کہا کہ بیٹا میں بڑھیا یہ شربت سامری کی نذر کا لالی ہوں تم بھی ذرا سا چکھ لو وہ جوان ہنسا اور کہا  
 کہ خواجہ آپ مجکو دم دیکر بہوش کیا چاہتے ہیں آپ کو معلوم نہیں کہ یہ بیابان انارستان ہے جتنے انار  
 اس میں لگے ہیں ان سب میں فوج شاہ کو کب و نشان ہے یہاں آپ ہی کا ایسا کسی کا اقبال ہو تو آسکے  
 ہم کو آپ کے آنے کی خبر مل چکی ہے اور حکم اطاعت کرنے کا دیا گیا ہے نہیں تو یہاں سے جانا غیر ممکن تھا  
 جس طرح گور میں بھنگے رہتے ہیں اس طرح اسے فوج اناروں سے نکلتی اور حضور کو جانے نہ دیتی میں  
 آپ کو اطلاع دینے انار سے نکلا ہوں کہ یہ فوج جو آتی ہے یہ میرزاں وزیر ملک بران آپ کے  
 لینے کو آتا ہے جلوس شاہانہ ہمراہ لاتا ہے حضور کو چاہیے کہ ان سے بڑے پتاک سے طے نہ کہ ان کے  
 قتل کی فکر کیجیے مگر و نے جب یہ کیفیت اس جوان سے سنی کہا پہلے سے تو نے مجکو اطلاع کیوں نہ دی  
 میرا شربت سب خراب کیا وہ جوان ہنسا اور کہا اس کے عوض جو فرمائیے وہ حاضر ہو عمر و نے کہا  
 کچھ مجکو محتاج سمجھا ہے یہ کمکر شربت کا گھڑا زنبیل میں رکھا کہ پھر کہیں کام آئیگا وہ جوان پھر پتلا بن کر انار  
 میں چلا گیا اور انار درخت میں جا کر لگا عمر و وہاں سے بہت جلد انور باغ کے آیا اور بارہ دری  
 میں پہونچ کر جلد جلد فرش قائم و منجاب زنبیل سے نکال کر تمام بارہ دری میں بچھا یا مسہریاں آراستہ کین  
 و نکلائے جو اہر کار گسترہ کیے مسند بن مرق پر تکلف موتیوں کے جھالور کی بچھا میں ایک تخت کی سوزینہ  
 کا بیچ میں دنگون کے بچھا یا اور یہ سب سامان چند جن بچوں کو زنبیل سے نکال کر آن واحد میں درست  
 کر آیا راوی کہتا ہے کہ جب ملک سبائل جہان لقاحذاتی کرتا تھا اور یہ ملک اُسکا تخت گاہ تھا وہ  
 اہل اسلام نے جب فتح کیا اور لقابھا کا تو عمر و نے اسکی بہنوں کو جس میں جو اہر کے لاکھوں درخت  
 تھے اور اسباب نادر عجوبہ روزگار بہت تھا توڑ کر زنبیل میں رکھا ہے پس وہی اسباب اس جگہ  
 نکال کر آراستہ کیا اور آپ وہ خلعت و تاج گوہر نگار جو ملک آسمان پر یانے دیا ہے زیب قامت کیا  
 اس میں ایک ایک موتی برابر بیضہ مرغ کے لگا تھا اور ایسا جو اہر لگا تھا جو کبھی جوہری فلک نے چشم



ہر و ماہ سے بھی نہ دیکھا تھا باوجود کہ لعل بدخشانی حرارت آفتاب سے پیدا تھا مگر اس خلعت کا ایک ایک لعل رشک دے کر آفتاب کو جلاتا تھا غرض کہ تابع لعل و گوہر سریر اور قباے سلیمانی و درودہ قباہ زرین شاید تار خطوط شعاع ہر سے یا تار نفس ہر طلعتان لے کر سی گئی تھی گوٹ اسکی شفق دامن سحر کو شرمندہ بناتی تھی اپنے روبرو ملکی بتاتی تھی کہ بمقتضائے ابیات

حداستبرق و ابریشمین جسکی قیمت ہے خراج سلطنت سریر اُسکے تھا مرصع ایسا تاج	برمین ایسا تھا کہ دیکھا ہی نہیں رونا جس کا تھا باغ سلطنت رونا جس کا ہو دنیا کا خراج
--	---

باین زینت و آرائش اس تخت فلک رفعت پر جلوہ گر ہوا اس اتنا مین میرزاں وزیر تجمل شاہی کو دریاغ پر چھوڑ کر آپ مع چند مقربین کے اندرون باغ قدم زن ہوا اور ہر سمت کو خواجہ کی تلاش کرنے لگا یعنی عمر و جو آئے ہین تو کس جگہ ہین غرض سب بنگلون مین بھر کر قریب پارہ دری جو آیا دیکھا کہ چلنیں پڑی ہین اُس نے ڈرتے ڈرتے چلن کو اٹھایا عمر و کو دیکھا کہ تاج کئی سو کنگرے کا پنے جسکی کلنی مین جوڑی گوہر شب چراغ کی لگی ہر قباہ ہر کہ جسپر نگاہ نہیں ٹھہرتی ہر درپر کیے تخت پر جلوہ گستر ہر دربار شاہانہ آراستہ ہر دنگل کرسی میزبے انتہا ہر کوئی اور نہیں نظر آتا ہے لیکن عمر و کرسیوں کی طرف ایسا مخاطب ہر جیسے کوئی ان پر بیٹھا ہر گر دکھائی نہیں دیتا ہر وزیر کے ہوش پر ان ہوئے اور سمجھا کہ عمر و بھی شہنشاہ جلیل القدر ہر بڑے ساز و سامان سے آیا ہر فوج بطور مخفی ساتھ لایا ہر فی الجہد وزیر بادب تمام سامنے آیا اور دست بستہ زمین تقاض کو لب عجز سے بوسہ دے کر بعد کجا آوری آداب دعا و ثنا شہریاری مین ہزارن آرزو و نیاز مصروف ہوا کہ

تاسایہ مبارکت افتاد بر سرم شد سالہا کہ از سرم نخب فتنہ بود	دولت غلام من شد و اقبال چاکرم از دولت وصال تو باز آمد اندوم
---	--

بعد فراغ مراسم ثنا و صفت عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ عیاران ملکہ تہا ان نے سلام نیاز کہا ہر اور مجھے بھی خدمت ملازمان عالی مین بھیجا ہر عذر کیا ہر کہ ایک سرسبز اسود امور سلطنت سے چھٹی نہیں ورنہ حضور کو لینے آتی کس لیے کہ بمقتضائے ابیات

آن گفت پادشاه من چیست ای سروشی تا سراز حبیب خجالت بر ندارد و افتا مہر دی بر اوج جنوبی فارغ از بیم زوال گر ہلالی را فلک ساز و گدای در گشت	چشم آن دارم کہ دیگر پائے برشم نمی خمیہ برد امان صحرا زن چواہ فرگی باتو خورشید فلک نیست تاب ہمیری بر سر کوی تو یا بد منصب شاہنشنی
---	---



اسید کہ سوار ہو کر قدم رنجہ فرمائیے ملک عالم مشاق ملاقات ہیں آج موتی باغ میں چلکر آرام کیجیے اور ہماری  
 آبرو بڑھائیے کل شہر سہت رنگ میں داخل ہو جیے گا عمرو نے یہ التماس وزیر شکر آگے بلایا اور گوشہ چشم  
 سے بیٹھنے کا اشارہ کیا وزیر بیٹھ گیا عمرو کلیم اور طحہ کر غائب ہو گیا وزیر حیران ہوا کہ یہ شخص جن ہے  
 یا بشر ہی واقعی مرد باہنر ہی عمرو ایک ملازم کی ایسی صورت نکرا اور خلعت پرز رکشتی میں لگا کر سامنے وزیر  
 کے لایا اور کہا شہنشاہ عیاران اپنے لشکر میں پوشاک بدل رہے ہیں برآمد ہوا چاہتے ہیں آپ کو  
 یہ خلعت مرحمت کیا ہی وزیر نے خلعت پہنا کر سمجھا کہ مقرر اس شخص کے ہمراہ فوج جنیان ہی غرض کہ عمرو  
 خلعت دے کر اور اسجک کہ سب اسباب یعنی تخت و کرسی وغیرہ یکجا کر کے نظر سے غائب ہو گیا بعد لمحہ  
 کے صورت اصلی بنکر اور دوسری طرح کا لباس زیب قامت فرما کر ظاہر ہوا وزیر اٹھ کھڑا ہوا اسکو  
 حکم دیا کہ آنکھیں بند کرے تاکہ میرے ملازم اسباب اٹھالین اس نے حسب ارشاد آنکھیں بند کر لیں عمرو  
 نے جال مارا کہ تمام اسباب نذر زنبیل کیا وزیر نے جو آنکھ کھولی ذرا بھی اسباب نہ دیکھا یقین دائق  
 ہوا کہ عمرو فوج جناتوں کی ہمراہ لایا ہی بس اس نے تخت طاؤس حاضر کیا خواجہ سوار ہوئے طبل و  
 نقارے بجے صدائے طر تو پیدا ہوئی باغ سے سواری آگے بڑھی باد بہاری جلو میں چلی نقارچی زرتی ش  
 نقارون کو بجاتے اس کے پیچھے شتر سوار سائڈنیان اڑاتے پھر خاص بردار غول باندھے پلٹتے اور  
 رسائے باجے جنگی بجاتے چلے بعد انکے طفلان قمر سیکر لوٹے نخلون کے اور منقلہا سے عود و عہر لیے عود  
 برکی کا بکٹا ڈالتے دشت کو رشک دشت تار بناتے گذرے پھر تخت عمرو کا برآمد ہوا چار سو پرزاد  
 طلسم کی چتور بال ہما کا لیے گس رانی کرتی ہوئی اور کئی ہزار خواص انچیل پلو کے دوپٹے اوڑھے حسن میں  
 یگانہ کوہر جواہر کار زیور پہنے چنگیر دان و عطر دان و ادکال دان وغیرہ عہدے ہاتھوں میں لیے کہا  
 قدم با قدم تخت اٹھائے اس طرح سے کہ تکان نہ ہو روان ہوئے اور بارہ ہزار ساحر باز و بطو  
 فیل سرخاب دبو تیار و اشتر لمے سحر سوار تخت کو گھیرے ابر پیدا کرتے موتی برسائے سواری کے جلو  
 میں آتے تھے نقیب آگے آگے صداباے ادب و تفادیت لگاتے تھے بڑھے عمرو دولت شیران بہادر  
 کمر لٹکارتے تھے اس دیدہ سے کہ بموجب نظم

تھے کھڑے صد ہا نقیب و چوہدار سیکڑوں حاضر غلام ماہرو + عزق لعل و درمین از پاتاہر کہتے جاتے تھے یہ ہر دم چوہدار جلد ہو جاؤ دو طرفہ دو قطار با ادب آہستہ نہ بیش و نہ کم	اور پیادے بے عدد بچہ سوار دست بستہ صف کشیدہ سوبو ذرق و برق ایسے کہ خیرہ ہو نظر اسے جو انو جلد تر ہو ہوشیار ہوں پیارے آگے اور مجھے سوار ایک سان جلدی بڑھاؤ تم قدم
---	---



سواری شہنشاہ عیاران کی روان تھی چشم مہرام فلک محسرت جاگری نگران تھی شہر مہفت رنگ کو دہنے  
 ہاتھ کی طرف چھوڑ کر سیر و نجات طلسم دکھاتے باہر باہر موتی باغ میں لے کر آئے اب یہاں سے جو کوئی  
 اندر قلعہ کے جانے کا ارادہ کرے تو وہی ساتون دریا جھکا کر اول ہوا کہ ماہ طے کر کے آیا تھا پڑین گے  
 عرض کہ جب سواری موتی باغ کے پر پہنچی وزیر نے آگے بڑھ کر کے دروازہ کھلوا یا کیونکہ ملکہ تیرا  
 وزیر کو بھیج کر سمت قلعہ مہفت رنگ بہر تیار فی سامان دعوت خواجہ کے گئی تھی ملازموں کو برائے خاطر دارا  
 و خد شگزار ہی چھوڑ گئی تھی اس وقت وزیر کے بکار نے سے دروازہ وا ہوا اور سو کنیزیں مہ پارہ و  
 حسن اندام گلدستے ہاتھوں میں لیے اندر سے باغ کے نکلیں کہ ایک ایک حسن میں رشک حور تھی  
 سر اسر لبتہ نور تھی کہ بمقتضائے ایات

رسیدند خوبان ز درگاہ کاخ با یارہ و طوق و یا گو شوار	بدست اندرون ہر کیا نکل و شلخ زدیہائے گو ہر جو باغ بہار
دور خسار چون لالہ اندر چین	سر حیدر نفس شکن ہر شکن

ان پری پکروں نے وزیر سے عرض کیا کہ ملکہ عالم نے حکم چلتے وقت کیا تھا کہ اندر باغ کے ہمارے  
 مہمان کو موتیوں کے تخت پر سوار کر کے لانا اور موتیوں کی پوشاک پہنا نا چنانچہ یہ تخت گوہر نگار  
 اور یہ پوشاک آبدار حاضر ہو وزیر نے کشیشان خلعت مردارید کی اور تخت ان سے لے کر  
 خدمت میں عمر کی حاضر کیا اور ان کنیزوں نے جو وزیر سے کہا خواجہ سے بھی عرض کیا عمر نے  
 ہنس کر کہا اے وزیر ملکہ نے مجھے محتاج سمجھا میں صاحبقران کا بھائی ہوں سبکی نہ وجہ ملکہ آسمان پر ہی  
 یہ کہہ کر ایک کنیز جو سب سے زیادہ ملکہ کی طرف سے سفارش کر رہی تھی اسکو گھورا اور کہا رہ تو جاتی رہی گردن  
 ماروں وہ کنیز سمجھی کہ اصل میں یہ مہمان عزیز بادشاہ طلسم ہر اگر حکم دے گا تو ضرور میرے قتل میں کسی  
 کو تامل نہ ہوگا یہ سمجھ کر فطرت دہشت سے گر پڑی جتنے لوگ تھے ہمراہ سب کے سب اسی طرف  
 متوجہ ہو گئے اور نگاہ ہر ایک کی اس کنیز کی طرف تھی عمر نے سب کی نگاہ دوسری سمت کرنے کو یہ  
 فقرہ کیا ہر فوراً کلیم اڑھ کر غائب ہو گیا وزیر وغیرہ نے اس کنیز کو اٹھوا کر پھر جو تخت کی جانب  
 دیکھا عمر کو نہ پایا جان نکل گئی کہ شاید خواجہ ناراض ہو کر چلے گئے ملکہ تیرا ان ہم لوگوں کو مار ہی ڈالے  
 گی کہ تم نے خواجہ سے کیوں گستاخی کی پس پرزادان طلسم سے کہا کہ ہر سمت جا کر ڈھونڈو اور ساحر و ن کو  
 حکم دیا کہ تلاش کر دو دونوں ہر طرف دوڑے اور دو دروازے لگے مگر کہیں نشان نہ ملا ناچار پھر آئے وزیر  
 مضطر ہو رہا تھا کہ یکا یک خواجہ تخت پر ظاہر ہوئے وزیر نے دیکھا کہ موتیوں کا تاج سر پر دھرے  
 جامہ گوہر آگین پہلے بڑے بڑے موتیوں کا کٹھا اور تمام درخوش آب جسم پر آراستہ فرماے ہیں قہار  
 کر سے لگی ہر ہر انجشتری کے نگینہ کی قیمت باج سلطنت سے بڑی ہر آگے باز و دن پہ نگینہ ہر و ماہ



سے بہتر مالے گوہر کے عقد ثریا کو رشک دینے والے بے آبرو دنیا نیوالے اس سجادے کو دیکھ کر وزیر نے  
 بادشاہ کو عرض کیا کہ حضور کہاں تشریف لے گئے تھے فرمایا کہ لشکرِ عزمہ میں گیا تھا وہیں سے آتا ہوں وزیر  
 اور زیادہ بدحواس ہوا کہ کہاں یہ مقام اور کہاں یہ عقیق لشکرِ صاحبِ جہان خلاصہ کارِ عمر وہی عجائبات  
 اور عزائبات دکھاتا اور اپنی وقت کا ان کے ملک دل پر سکھاتا بے کھل تمام داخل باغ ہوا اور  
 جہان پر ان شمشیرِ زن تخت پر بیٹھی ہر اس جگہ تخت خواجہ کا نصب ہوا اس نے دیکھا کہ ملکہ بہان  
 نہیں ہے اور اہل دربار چند آدمی بھی ہیں زیادہ نہیں صرف وہ مقام نہایت آراستہ ہے باغِ طلسم  
 نہایت زیبائش سے پیراستہ ہے خواجہ نے وزیر سے پوچھا کہ ملکہ کہاں ہیں اس نے جواب دیا کہ  
 شہر میں سامانِ دعوت حضور مہیا کرنے گئی ہیں آپ بہان آج تشریف رکھیے اور سیر دیکھیے کل  
 ملکہ سے ملاقات ہوگی عموماً اس وقت تخت پر جلوہ گر تھا چار سمت بیک نظر دوڑانے لگا وہاں  
 سے قطع کی طرف دریا موجزن تھے ایک سمت صحرائیں جست کنان غزال دہرن تھے سامنے  
 جو موتی باغ تھا سب موتی کا باغ تھا زنگس شہلا کی آنکھ میں موتی کوٹ کوٹ کر بھرے تھے زلف  
 سنبل پر چاندی کے جگنو بنا کر ڈالے ہیں یا محبوب نے زلفوں میں جگنو پالے ہیں درختاے  
 گل حمرا باقوت رخشہ کے بنائے تھے شگوفے نیچے کی طرف زمر کے اور منہ غنچوں کے باقوت کے  
 لگائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ معشوقان سبز رنگ مسکراتے ہیں خنجر موج تبسم شوریدگان فصل بہار  
 پر چلائے ہیں زمین پر ہر جگہ موتی بچھے درختوں پر لڑیاں موتی سے گوندہ کر ٹری تھیں سر ہر شاخ  
 سے لٹکی تھیں عروس بہار کے سہرے کا جلوہ دکھاتی تھیں جال موتیوں کے درختوں پر پڑے تھے  
 موتی کے تختے چھوٹے تھے گو یا اصل موتی ہی لگے تھے کہیں کیتکی کا بھول کٹورہ سا کھلا تھا قطرہ ہاے  
 شبنم سے پر ہو کر موتیوں سے بھرا نظر آتا تھا کیا اس طلسم کی تعریف ہو سکے وقت تحریر خامہ درفشان  
 منہ موتیوں سے بھرا تھا اسوجہ سے بولنا اسکو دشوار ہوا ہے کہ بمقتضائے قول مؤلف نظم

کہیں قمری تھی اور کہیں شمشاد  
 تھا معطر گلون کا پیراہن  
 موتی گج بال تھے پر وے ہوئے  
 خط رخسار شاہد ان چین  
 دن کو گھیرے ہوئے ہر کالی رات  
 رگ گل موئے کیسویے دلدار  
 تھی بعینہ برنگ دیدہ حور  
 رشک پر دین چرخ سارے خمر

بزم گلشن گلون سے تھی آباد  
 بوے گل سے لبسا ہوا گلشن  
 سنبل باغ زلف کھولے ہوئے  
 گرد گلبن کے تھے گل سوسن  
 صاف ظاہر تھی عقل سے یہ بات  
 نخل ہر ایک نخل قامت یار  
 چشم بد و ور زنگس مجنور  
 غیرت نخل طوروان کے شجر



سامنے خواجہ کے پریشانہ طلم حاضر ہوئیں اور ناچنے لگیں جامے سرخ فام گردش میں آیا جلسہ جنگ  
در باب حسن بتان رقص سمن بران مست کن جان ہر شیخ و شاب تھا کہ

بستند پائش بمشک و گلاب نہادند خوان خورش گوناگون بستندگان ایستادہ پیای بدینا زمین کردہ طاووس رنگ چہ از مشک و عنبر چہ یا قوت دہ	گرفتند از ان پس بخوردن شباب ہی ساختند شش فرونی فزون ابا بر بط و جنگ و راض سرے ز و نیار و دیبا چو پشت پلنگ سراپردہ آراستہ سر بسر
---	---

اس اتنا زمین گل آفتاب عالم تاب کہ یوروزگار نے سب فلک سے اٹھا کر طاق مغرب میں چنا اور چین  
آسمان گلہاے انجم سے بہار آگین ہو گلشن جبرخ میں چاندنی کا پھول کھلا کہ بموجب آیات

جب گل آفتاب مرجھایا صبح عشرت سے کم تھی کچھ وہ شام	وقت گلگشت باغ کا آیا عیش و عشرت سے دل کو بٹھا آرام
--	---

شام ہوتے ہی درختوں میں قندیلین آویزاں ہوئیں نورانی شہر شجر میں لگے گیند بلور کے لٹکائے گئے  
بارہ دری میں ہانڈیاں جھاپے کنولہاے جواہر آگین روشن ہوئے سقف بارہ دری پر نیکی  
رزتار کے نیچے چاندنی دیکھنے کو شمس سہر عیاری سند پر جلوہ فرما ہوئے چار سمت اس جگہ سے  
وریا پتے نظر آتے تھے مثل رفتار عشوق لہراتے تھے باغ میں سمن اندام و سمن تن خواصین  
اور غلام مقیش اڑانے لگے زمین کو ہر سرخ برین بنانے لگے گلہاے خوشبو کی بھینی بھینی بو  
دماغ شاہد ان گلشن معطر کرتی تھی زلف سنبل نوے گل سے ایسی بسی تھی کہ شام سبز رنگان ہر  
معبر کرتی تھی ماہ تابان کی چمک برگ اشجار زمر دین پر پڑی تھی یا شاہد بہار چاندی کی پارت  
بایان پہنے تھی زمین و زمان نوریز تھا عجب جلسہ عشرت خیز تھا کہ بقضائے آیات

ز جنبش لمعہ ہائے نور و نعل عنادل زان جلاجل نغمہ پرواز ز باد و سایہ بیدش ہزاران صبا جہد منقشہ تاب دادہ	دش گل راشدہ زرین جلاجل درین فیروزہ کاخ افگند آواز طہیدہ ناہیان در جوہار ان گرہ از کاکل مشکین کشادہ
--	---

ہیان تو یہ سامان راحت و فرحت خیز ہو کر ملک جو قلعہ بہت رنگ میں تشریف فرما ہوئی  
حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند ہو سامان دلپند ہو ہر ایک کا مدار لباس زرین پہنے مکانوں پر چاندی  
سویکھا مقلد کیا جائے نقش و نگار جو اسرار ہونڈ سب و مظلما کو چہ و بازار ہو مونی باغ اور قلعہ  
مذکور کے مابین جو دریا واقع ہوئے ہیں اور بارہ دری سے دکھائی دیتے ہیں انکے کیمات بھی طلانی ابر



نقرئی بنین ناؤ بجرے مورنگی طاؤ سان زربین چہرے کے چہرے درست ہو کر کنارے لگائے جائیں  
چنانچہ سب احکم ملکہ عالم تمام سامان کار پر وازان ستودہ شیم نے درست فرمایا یعنی کنول ہاے زربین  
دریا میں چھوڑ دیے اور نگلیے زربیتی کنارے کنارے فرسکھا فرسنگ استادہ ہوئے تباہاے  
خیمہ تباہ فلک سے سرکشی جتانے لگے اپنے روبرو سراسکا نیچا کر دیا خمیدہ قاست بنانے لگے ناچ بارگاہ  
میں ہونے لگا دریا بھی فرط خوشی سے موج میں آیا مستون کی طرح سے جھوم کر لہرا یا حباب چشم تماشائے  
بج تھر مین ڈوبے تھے اور آنکھیں بھاڑ بھاڑ کر بیدہ حیرت یہ سیر دیکھتے تھے فرط مستی و مسرت سے  
دریا بھی بلبلا نکلا تھا حباب نہ تھے بجر کے دل کا حوصلہ نکلا تھا سحر کے مہمان ہونے سے آبر و پائی  
ہر ایک صدف بہر نثار گوہر آبدار لائی تھی کہ مولفہ

<p>لب جو تھا معشوقون کا آردحام لب آب تھیں بارگاہین کھڑی کہیں بھاڑ روشن تھے بلور کے پڑے اس طرح تیرتے تھے کنول ستارون کا جو عکس پانی میں تھا طوائف قمر طلعت رشک حور لے ساز ہاتھون میں سب خوبرو بجاتی تھیں قانون دین و باب جوانی کا عالم بندھی گاستان دم رقص چل پھر وہ آفت کی تھی کبھی ناچ اُنکا جو یاد آئے گا ہر ایک مورنگی جو اہر جڑی سواران پہ شہزادیاں خوبرو لیے مانجھنیں ڈانڈ رشک بلور مگر چہرے عمدہ نزاکت بھرے وہ نہنے ہوئے لہنگے زربفت کے لگے گھنگر و ڈانڈ دینیں عجب رونو مک کر یہ گاتی تھیں وہ بار بار</p>	<p>تاشائی تھے اس جگہ خاص و عام جگہ جنکے قبون کی گردنہ تھی انہیں گیند لٹکے ہوئے نور کے شگفتہ ہو پانی میں جیسے کنول گردی تھیں گردون نے آنکھیں بھیا گلے نور کے صورتیں رشک نور کھڑی صفت بصف برب آب جو ہر اک جوش مستی سے تھی بے حجاب وہ ابھری ہوئی سینون میں چھائیاں قیامت تھی دامن میں انکے چھی تو پانی سے طوفان ہو گا بسا پڑی ہر طرف بحر میں تیسرتی سمن بر گل اندام دبا آبر و کہ شیدائی ہو جن کے قامت پہ حور کڑے دونوں ہاتھون میں انکے پڑے کہ تھنگے تھے جو اطللس پر خ سے جو جھم جھم کیا کہنے میں دیتے صدا کہ سپان لگا دے مرا بیڑا پار</p>
---	--

جب دو پہر رات کے قریب زمانہ گذرا ملک بران نے خوان پرالوان نعمتہاے گوناگون سے



تلو کر کے روانہ کیے اس محل سے کہ روشن چوکی آگے بھتی سنے چھڑکاؤ کرتے کہ گرد و غبار کھانے پر نہ پڑے  
 نورس پوش کشتیوں پر پڑے کئے خوانوں پر کسے بسا دل و چوہ دار آگے آگے اہتمام کرتے کہ نظر بہ  
 سے طعام محفوظ رہے ملکہ کی ہر ہر خواہش ان پر لگی ہوئی آب خاصے کی ہر ایک صراحی برت کی جھلی اسی  
 اہتمام و انتظام سے بکا دل ساتھ ہنگون پر منقلہاے آتشیں لدی پتیلیاں دم پر لگائے جو اہر کے  
 ظروف بار کر اسے باغ میں لائے دسترخوان دیباے رومی کا گسترہ کیا میرزاں نے دست بستہ  
 ہو کر خواجہ کو لا کر بٹھایا عرض کیا کہ ملکہ نے کہا ہے یہ کھانا گو آپ کے لائق نہیں اور کچھ تکلف بھی  
 نہیں کیا گیا چچہ آتش تیار تھا وہی نان خشک کے ہمراہ بھیجا ہی اگر ادیش کیجیے گا یا غشت میرے  
 خزانہ کا ہو گا اور آج تو تنہا نوش فرمائیے کل انشاء اللہ اس میزبان غریب سے جو کچھ نان و مہربان  
 ممکن ہوگی قبول کیجیے گا آپ کو قسم ہے خدا کی کچھ تکلف کو رادہ نہ دیکھیے گا عمر و سنے کہا کہ مجھ کو بناتی ہیں میں  
 بیچارہ مرد غریب اس لائق کب ہوں یہ سب ان کی مسافر فوازی ہی ہوتی ہیں از جرعہ تو خاک تین  
 قدر فعل یافت + بیچارہ ما کہ پیش تو از خاک کتریم + بلکہ میری طرف سے عرض کر دینا کہ بموجب

## ایات

مشتاق بندگی و دعا گو ی و دلتیم  
 در عشق دیدن تو ہوا خواہ خود تیم

باز آے ساقیا کہ ہوا خواہ خدمت  
 من کو وطن سفر نہ گزیدم بجز خوش

حاصل مراسم بعد سفر گسری طعام لذیذ و خوشگوار چنا کیا وزیر نے آفتابہ اٹھا کر طشت زرین و  
 ابرق جو اہرین سے ہاتھ دھلایا آپ سر پر مروہ جنبانی کرنے لگا اور خواجہ نے خاصہ نوش فرمایا  
 بکا دل اور داروغہ باورچی خانے کو بعد کھانا کھانے کے کئی ہزار روپیہ زنبیل سے نکال کر  
 انعام دیا لیکن سینہ میں دل ہلنے لگا کہ یہ کیا فیاضی کی چند روز میں ایسی بخشش محتاج کردگی  
 عرض دسترخوان بڑھا خواجہ نے وزیر کو سعی خدمتگزار ہی پھر خلعت دیا سواری حاضر ہوئی  
 سوار ہو کر دریا کی طرف پے سیر رخ کیا وزیر نے وہی محل جو سابق میں ذکر ہوا ہمراہ سواری کر دیا  
 اور آپ خدمت ملکہ میں گیا تقریباً گھر و گذارش کی اور حال عجائبات دکھائے خواجہ کا یعنی خلعت  
 دینا اور غائب ہو جانا اور سامان کر و فر جو کچھ اول سے اس وقت تک دیکھا بیان کیا پھر ان  
 نے کہا عمر و کے پاس زنبیل اور گلیم اور بہت سے اشیاء نادرہ ہیں ان باتوں کا اس سے سرزد  
 ہونا کچھ تعجب نہیں تو دگر نا بجا ہے یہ گفتگو کر رہی تھی کہ وہ پہ یزاد ان نامہ کو کب لائے  
 ملکہ نے بعد اسے مراسم پڑھا لکھا تھا کہ اسے فرزند آج تمام ناظران طلسم اور حاکمان در بند کوہ  
 و صحرا وغیرہ ہر ایک کو پردائے بھیجی کہ صبح تک تمہاری خدمت میں وہ سب حاضر ہو جائیں ان کو  
 ہمراہ لے جانا اور خواجہ کی ملاقات کرنا ہر ایک سے نذر دلوانا اور اپنے گھر میں جو آہنا ہر اس سے



تکنت نہیں کرتے یہ نہ جاننا کہ میں شہزادی ہوں اور عمر و ایک شاطر ہو عمرو کی وہ قدر منزلت کرنا کہ اس کے سامنے  
کنیز بنجانا کیونکہ عمرو وہ شخص ہو کہ جسکو چاہے شاہزادی بنادے وہ تاج بخش شاہان ہو دیکھو مہر کو اس نے  
بادشاہ بنادیا اور دیکھو افراسیاب کا مقابل ٹھہرا دیا بس خبردار وہ امر نہ کرنا جس سے ہم ناخوش ہوں  
کوئی دقیقہ اس کی تعظیم میں فرو گذاشت نہ ہو یہ نامہ پڑھ کر ملکہ نے جواب لکھا کہ اے پدر بزرگوار میں  
جیسے آپ کی کنیز ویسے ہی خواجہ کی انشاء اللہ جیسا حضور نے تحریر کیا ہے اس سے بڑھ کر میں بجا لافنگی  
یہ عرضی نامہ وارون کو دے کر رخصت کیا اور کہا کہ دریا کے کنارے آتش بازی نصب کی جاوے  
اور ہماری سواری بھی تیار رہے کہ قریب صبح خواجہ کو لینے جائینگے یہ کہہ کر منشیوں کو یاد فرمایا اور  
ان سے ارشاد کیا کہ نامے شاہان طسم کو اور پروانے عالمون کو شفقے مالکان در بند حسب الطلب  
ترقیم کرو مضمون یہ ہو کہ تم سب بنا بر حکم بہارے اور بادشاہ طسم کے اسی وقت بجاہ و ششم تمام  
مع ملازم و خدام کے حاضر ہو اور ہمارے ساتھ چل کر شاہ عیاران کو لے کر دو اور استقبال کر کے قلعہ میں لے جاؤ  
اس امر میں تاکید اکید اور قدغن مزید سمجھو جو کوئی تعمیل حکم نہ کرے گا مغضوب درگاہ سلطانی اور  
معتوب نگاہ خسروانی ہو گا ویران عطار و تحریر نے بموجب فرمان ملکہ طسم توقع وقوع جہان مطاع  
و عالم مطیع تسلیم کیے ملکہ نے ہر لہنی ثبت فرما کر کچھ ساحر و دانہ پیلون کو کچھ پر یہ ادا ان طسم کو جس جس کے  
ہاتھ بھینچنے کا موقع تھا روانہ فرماے اور بتا بر ارشاد آتش بازی ان صنعت پر دین از آتش بازی کو روز  
سامنے ملکہ کے چھوٹی تھی وہ نے گرا اور جلد جلد کچھ اور اپنی چابکدستی سے تیار کر کے دزیر کے ہمراہ روانہ  
ہوے اور کنارے دریا کے کوسوں تک یہ چرخیان گاڑ دیں اور مہتابین بانسوں میں باندھ کر نصب  
کین قلعہ آتش بازی ایک طرف ایستادہ ہو اس رو کا درخت کین گاڑ دیا آتش بازی کا پٹارا کین  
نصب کیا تفصیل اسکی کیا کی جائے ہر جگہ مناسب بہتر درستی کر کے انتظار کرتے تھے کہ یکایک خواجہ  
بجرے پر سوار ہوے جلت رنگ بچنے لگا و دزیر نے حکم آتش بازی چھوڑنے کا دیا آتش بازی دن نے گھماے  
آتش بازی سے دریا کو رشک گلزار بنادیا کہ لہیات

ہوئی روشنی ایسی مہتاب کی	رخ مہ پہ پھٹنے ہوئی لگی
لب آب چھوٹیں جو دان چرخیان	طیان ابر دریا میں تھیں بجلیان
ہوے پھول ہر رنگ کے آشکار	فلک جن کی نیسریگیوں پر نثار
جو یاد اُن کی گردش کا آتا ہی حال	نو چکراتا ہی چرخ اتک کمال
انارون سے یوں گل ہوے آشکار	کہ آئی گلستان میں فصل بہار
فلک سے برسنے لگا آب زر	زمین سے ہوے پیدا زرین بھر
کین سرو آتش ہوا شعلہ بار	کین رقص طاؤس زر کی بہار



ہوائی ہوا پہ لگی چھوٹنے ہوئی پھلچڑی اس طرح گل نشان زمین اس طرح سے ہوئی شعلہ ور ہوا ایسا شرمندہ اس نور سے	فلک پر سے تارے لگے ٹوٹنے لب بحر تھا تختہ گلستان جدھر دیکھئے نور تھا جلوہ گر نہیں شعلہ اٹھتا ہے اب طور سے
---	---

ہر اک جبرے اور کشتیوں پر ناج ہوئے لگا جلتے رنگ بجے لگا دور شراب اور غواہی شروع ہوا  
مورنگی عمر و کی دریا میں ہر سمت پھرنے لگی یہ تو سیر دریا میں مصروف ہوئے مگر شاہ کو کب نے  
دربار سے اٹھ کر تنہائی میں جا کر ایک تپلا بصورت عمر و ماش کے آٹے کا بنایا اور بیرجہ کا اس میں  
بٹھایا کچھ اسکو سمجھا کر لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرین پر بٹھایا اور سرحد طلسم دوم پر ایک باغ ہے  
کہ جو اہر باغ اسکا نام ہے وہاں بھیج دیا وہ پتلا اس باغ کی بارہ دری میں پہنچ کر تخت پر جلوہ گر ہوا  
تھا کہ ٹکڑا چوتراہ کا مخمور کو جو عمر و سے جدا کر کے چلا تھا اسی باغ میں لایا اور زمین پر اترا مخمور  
اسپر سے اتری وہ چوتراہ غائب ہو گیا یہ آگے چلی باغ نہایت پُر مہار دیکھا ہر روش کو بہر روش  
عمدہ و قطعدار دیکھا غنیہ و گل دس بیس نہیں ہزار دو ہزار سوسن وہ زبان کا کیا شمار گل ہزارہ اور  
صد برگ بیشمار عنادل بر سر شاخسار نغمہ زن کہین بہار سمن و نسترن یہ کیفیت اس باغ کی دکھتی ہوئی  
بارہ دری کے برابر آئی وہ بھی بے نظیر نظر آئی جو اہر اس کی چار دیواری میں کچی کیا تھا اور موتیوں کی  
جھنجھریوں میں لٹکایا تھا ورنہ جھنجھری کا چشم معشوق سے بہتر تھا موتی کے لٹکنے سے موتی آنکھ میں بھرے  
تھے نہیں نہیں ہر روزن لبان و بان پر گہر تھا پردہ ہائے زنبوری پڑے تھے سراسر جو اہر دوزی  
کے تھے مخمور نے پردہ اٹھا یا عمر و کو تخت جو اہر میں پر جلوہ گر پایا شادان و فرحان آگے بڑھی وہ پتلا  
بھی تخت سے اٹھا اور یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ بیت بیا بیا کہ دل و جان من فدائے تو باد + سریک  
برتن من ہست خاک پائے تو باد + دونوں بغلگیر ہوئے اور جا کر تخت پر بیٹھے مخمور بولی کہ خواجہ  
آپ نے ہماری خبر دو دن تک نہ لی پتلے نے کہا مصلحت یہی تھی اس نے کہا پھر فرمائیے کہ بادشاہ  
سے یہاں کے ملاقات ہوئی پتلے نے جواب دیا کہ ابھی نہیں مگر استقبال کر کے مجھ کو یہاں فروکش کر لیا  
ہی اور مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے اب ہم تم یہاں رہیں اور نظر بفضل کر دگار رکھیں دیکھیں کہ خدا کیا  
سامان کرتا ہے اور پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے شعر آخر از غیب در ی بر رخ ماجشا بد و دیگران  
مگر نکشایند خدا بجشاید مخمور اس پتلے کو عمر و سمجھ کے اس باغ میں فروکش ہوئی اور یہاں عمر و  
مصروف عیش و راحت ہے ہر طرح لب دریا سامان نشاط ہی جلسہ عیش و فرحت و انبساط ہی خیال میں  
ہو کہ جب ملکہ بڑا ان سے ملاقات ہوگی تو حال مخمور کا پوچھو نگا اور سعی کر کے بلواؤں کا کافی اجماع جب  
آتشازی چھوٹ چکی اور سیر دریا کرچکے اسوقت خواجہ کو سب کار پرداز اسی باغ میں لائے اور



بالائے بام مسند پر بٹھا پاچھلی رات باقی تھی رقاصوں نے مہاگ کا یا سمان بندھو گیا جام متواتر پیے  
 دماغ گرم ہوا یہ تو اس راگ و رنگ میں مشغول ہوئے تھے مگر فلک شہیدہ باز نیارنگ لایا یعنی نام  
 جو ملک پر ان نے مالکان در بند کو برائے طلب بھیجے تھے وہ تمام بادشاہوں اور ناظمان طلسم کو پہنچے  
 سب بموجب حکم کے تیاری کی کشتیاں جہاز اور گوہر کی بہرندہ ہمراہ لین فوج کو حکم دیا کہ مکمل  
 ہو کر ساتھ چلے چلو آپ بھی پوشاک نفیس زیب جسم فرما کر سوار یوں پر سحر کی سوار ہوئے اور غامت ملک  
 میں حاضر ہونے لگے منجھان ناظموں کے ناظم کو وہ فولا کا حکم چرخ رو میں تن نام ساحر ذی احترام  
 کے پاس بھی جادوگر نیاں فرستادہ ملکہ نامہ لائین چرخ ایوان شاہی میں تخت حکمرانی پر جلوہ گر تھا  
 اور سترہ سو ساحر دست ادب بستہ حاضر تھے شب کا دربار تھا کرسی و تخت پر متمکن فوج کا ہر سالار تھا  
 گھنٹے اور تاؤس در ایوان پر بچتے یسا دل و حاجب بیٹھے تھے جادوگر نیوں نے عرض کر ا بھیجا  
 چرخ نے استقبال کر کے بلایا اور نامہ ملکہ کے کر آکھوں سے لگایا سر پر رکھا زنتار کرایا اور  
 نامہ دار و نیکو مقام برتر پر بٹھایا پھر نامہ واکر کے پڑھا مضمون سے واقف ہوتے ہی رنگ تہرہ  
 کا تبدیل ہو گیا نہایت غصہ آیا مگر براہ دور اندیشی ضبط کر کے نامہ وار دن کو خلعت دیا اور عرض کیا  
 کہ میں بھی آتا ہوں یہ کہہ کر انھیں رخصت کیا جادوگر نیاں تو چلی گئیں لیکن اہل دربار نے اسکو منع  
 دیکھ کر بادب تمام پر چھا کہ کیوں حضور ایسا کچھ نامہ میں کیا لکھا تھا جس نے آئینہ خاطر بادشاہ مکرر  
 کر دیا اُس نے آنکھوں میں آنسو بھر کے زانوں پر ہاتھ مارا اور کت افسوس ملکہ کہا کہ کیا بتاؤں غضب  
 ہو گیا طبقہ زمین طلسم اٹھا چاہتا ہی دین پونے دو سو خداؤں کا مٹا ہر وہ چور و غا باز مکار جس نے  
 ساحروں کے گھر بے چراغ کر دیے سارے بان زادہ دشمن ساحران را ندو در گاہ خداوندہ لقا اس طلسم  
 میں بھی آیا ہر ملک بران نے سب ناظموں کو اُسے تذر دینے کے لیے بلایا ہے ایسا رتبہ اس نالائق و مکرر  
 کا کیا ہے کہ خود اُسکو لینے جائیگی رنڈی ناقص العقل شہور ہے مگر شاہ کو کب کی عقل میں بھی فتور ہے  
 کہ اُس مکار کے کر میں آگیا ہر اپنا ملک برباد کیا چاہتا ہی پہلے اسکو جانور عجیب سمجھا کر افراسیاب کے دام  
 سحر سے ملکہ بران اٹھا لائی تھی اب اُسکی یہ آبرو بڑھائی کہ جسکا حد بیان نہیں ہو سکتا افسوس آتا ہے کہ یہ مکار  
 بھی برباد گئی بیست سینہ ام ز آتش دل در غم جانا نہ بسوخت + آتش بود درین خانہ کہ کاشانہ بیست  
 ہم سے یہ تو کبھی نہ ہو گا کہ ہم جادوین اور سامنے اس مکار ہرزہ گرد کے گردن جھکا میں ہمارا تو یہ ارادہ  
 تھا کہ لشکر کشی کر کے حمزہ اور اس کے تمام لشکر کو قتل کریں اور ان مسلمانوں کو خانہ کعبہ تک زندہ نہ رکھیں  
 بلکہ پردہ دنیا سے نام انکا نیست و نابود کر دیں کہ جنھوں نے خاندان ساحران برباد کر دیا غرض کہ یہ کافر  
 بہت کچھ بکا جھکا پھر ایک تدبیر سوچ کر حکم دیا کہ فوج ہماری تیاری کرے کیونکہ حکم حاکم مرگ مفا جات ہے  
 میں جادوؤں کا اور تمام رفیق میرے تیاری ہوں دربار برخواست کیا جائے اسکے کہنے کے بموجب سب



ضرورت درستی و روانگی ہوے اور یہ خود بزدل و سحر غالب ہو گیا یہاں عمرو بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ یہ آکر پہونچا اور بروے ہوا بٹھرا سحر الیسا پڑھا کہ ہوا سے سرد چلی اور سب کی آنکھیں بند ہو گئیں عمرو بھی تنگی پر سر رکھ کر سو گیا یہ ہوا سے اترا اور پنجہ میں خواجہ کو دبا کر اڑا اور لیے ہوئے سیدھا اپنے قلعہ میں آیا اور اپنے بھائی کو کہہ کر لاوا ورو میں تن کھلاتا ہی بلا کر خواجہ کو دکھلایا اور کہا میری صلاح یہ ہے کہ تم فوج اور تمام ملازمین کو اور کشتیان نذر کیے کر خدمت ملکہ میں جاؤ اور میرا نام لینا کہ وہ بھی آتا ہی میں اس دزد کو معافی کر کے آؤں گا جب لوگ ڈھونڈھ کر تھک جائینگے اور ہنگامہ اس کے گم ہونے کا فرو ہوگا اسوقت سر اسکا کاٹ کر خدمت شاہ جادوان میں لے جاؤنگا اور شاہ کو کب بھی آئندہ اس کام سے خوش ہوگا کہ اس کا دین میں بچاتا ہوں ابھی گو کہ یہ اُس کے نزدیک بُرائی ہی مگر آگے احسان مانے گا بھائی نے اُس کے جواب دیا کہ اسے برا اور بھارا چلنا خدمت ملکہ میں ضرور ہی کیونکہ باغ میں لوگ ہوشیار ہو کر متلاشی اُس دزد کے ہوں گے اسوقت جو حاضر نہ ہو گا ملکہ اُسی پر گمان بدی کرنے کا کریں گی پس اسکو یہیں کہیں چھپا دو اور میرے ساتھ چلو اسکو یہ رازے پسند آئی اور ایک صندوق میں بند کر کے برابر ایوان شاهی کے ایک غار تھا اُس میں عمرو کو رکھا اور دین غار لکڑیوں سے ڈھانک دیا اندر محل کے اس واسطے نہ رکھا کہ مبادا کوئی عورت یا خادمان محل میں سے کوئی اس صندوق کو کھولے اور یہ مکار چھوٹ جائے تو پھر بڑی ہنسی لازم آئے اور فی الحال ہر ایک کو اس راز سے آگاہ کرنا منظور نہیں جو کہہ دیا جائے کہ یہ صندوق نہ کھولنا لہذا اسی جگہ چھپا دو پھر اگر کچھ لینا غرض کہ وہاں صندوق رکھ کر جا ہوتا تھا کہ چلے اسوقت عمرو کو ہوش آگیا کیونکہ جب یہ باغ سے خواجہ کو لے کر چلا تو سحر بیہوشی سب پر سے اُسنے دفع کر دیا سب وہاں ہوشیار ہو گئے لیکن عمرو و صندوق توجہ ہوا سے بیہوش رہا اب کہ اُس نے صندوق میں لٹایا جسم نے آرام پایا ہوش آیا اپنے تئیں صندوق میں بند پایا غل مچانا شروع کیا چرخ نے آکر پھر پڑا کھولا اور کہا کہ او غدار تو نے سا حیران سامری عہد کو مار کر بیان بھی قدم نحوست نسیم رکھا اور چاہتا ہے کہ دوبادشاہ بندگان جمشید کو باہم لڑا دے اور اس گھر کو بھی برباد کرے اب بقصناے ابیات

از کہ می نالی و فریا و چیرا میداری  
کار ناکردہ چہ امید عطا میداری

توبہ تقصیر خود افتاد علی زمین در محروم  
اسے دل خام طبع شرمی ازین قصہ بدار

عمرو نے کہا بھائی میرا قصور کیا ہے اور بھارا میں نے کیا گناہ کیا ہے میں بھارا انہماں عزیز ہوں مجھ کو گرفتار کرنا کب روا ہے کہ بیت منم غریب دیار توئی غریب نواز + دے بجال غریب دیار خود پرواز + اُس نے کہا نام میرا چیخ رو میں تن ہی ملازم بادشاہ ہوں نہیں چاہتا کہ یہ سرکار برباد ہو جائے اسی قصور پر مجھ کو لایا ہوں کہ تو کیوں بیان آیا ہے عمرو نے کہا اگر تو ملازم بادشاہ ہے تو



بڑا انکرام ہر کہ خلافت مزاج بادشاہ کام کرتا ہر بیت خلافت راے سلطان راے جستن + بخون خوش  
 بایر دست شستن + اگر تجکو روپیہ کی ضرورت ہو مجھ سے لے اگر معشوق خوبصورت چاہیے ہو وہ بھی حاضر  
 ہر زمانے کی چیزیں تجکو دے سکتا ہوں اور علاوہ اس کے سمجھنا چاہیے کہ اگر تمہارا بادشاہ ہماری مدد  
 کرے گا دنیا میں کیسی ناموری تم لوگوں کی ہوگی کہ ملازمان کو کب نے کیا جو امزدی کی ادنیٰ کو اعلیٰ  
 کیا اس شخص کو باراجسکو ترک فلک بھی مغلوب نہ کر سکا تھا بس آدمی کو نام ہی چاہیے کہ بیت خیال  
 تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر + نشان رہنا نہیں ہر نام رہتا ہر انسان کا + تجکو چاہیے کہ تجکو چھوڑے  
 اور اس فراق میں نہ پڑ نہیں بچپائے گامین وزیر اعظم حمزہ ہوں وہ حمزہ جولو کا تو بھگاتے پھرتے  
 ہن اگر میرا ایک رویا بھی سیلا ہوا تو نہیں معلوم حمزہ تیرا کیا حال کریں گے تیری ذریات کو بھی  
 باقی نہ رکھیں گے خلاصہ کلام عمر و نے کبھی لالچ دیا اور کبھی دھمکا یا کہ یہ تجکو کسی طرح چھوڑ دے مگر وہ  
 برسر رحم نہ ہوا اور بولا کہ اے وزدین تیرے مگر میں نہ آؤنگا صبح قریب ہی ملکہ پاس ہواؤن تو  
 تجکو راہ عدم دکھاؤن یہ کہکروا جہ کو صندوق میں بند کر کے ایسا خرچہ چاکہ سارا جسم جیس ہو گیا صندوق  
 کو مستحکم کر کے اسی جگہ رکھ کر آپ مع اپنے بھائی کے خدمت ملائیں ورنہ ہو اس اثناء میں ساحر حیرخ نے صندوق  
 مشرق سے جو اہر ہر جہاں تاب کو نکال کر فروغ بخش افلاک کیا اور ظلمت شب کو غار عدم میں محصور  
 فرمایا کہ نظم

چو اندر گزشت آن شب گشت وز	بتابید خورشید گیتی فروز
برج برہ تاج بر سر نہاد	از دواور و باختر گشت شاد

قریب سحر باغ میں ملازمان ملکہ کی آنکھ کھلی عمر و کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ پایا نالان  
 و گریان خدمت بران میں حاضر ہوئے ملکہ سوار ہو کر کنارے دریا کے بارگاہ میں داخل ہو چکی تھی  
 سردار و ناظم ممالک جمع ہوتے جاتے تھے عمر و کے استقبال کی تیاری تھی کہ ملازم گئے اور عرض کیا  
 ہوئے کہ حضور خواجہ سلامت کو کوئی لے گیا یا کچھ اُن کے مزاج کے خلافت گذرا کہ وہ خود تشریف  
 لے گئے یہاں کہیں تشریف فرما نہیں ہیں بران نے کہا خواجہ ہمارے یہاں مدد طلب کرنے لے  
 تھے ہم نے بظاہر تو کوئی برائی نہیں کی جو وہ ناراض ہوتے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوست افراسیاب  
 کا بیان رہتا ہے قابو پا کر پکڑے گیا ہے خیر معلوم ہو جائے گا یہ گفتگو ہی تھی کہ فولاد و حیرخ دونوں  
 بہتھل تمام داخل ہوئے ملکہ کو تسلیم کی پھر دھچکا کہ یہ کس کی تلاشی ہو رہی ہے بران نے کہا شاہ عیاران  
 تاج بخش شاہان تشریف لائے تھے کم ہو گئے ہیں حیرخ نے جواب دیا کہ کوئی ساحر افراسیاب  
 کا بیان اگر لے گیا ہو گا ملکہ نے کہا جہ خوش افراسیاب کا ساحر بیان آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی راہ طلسم  
 کیونکر ملے ہوتی بغیر حکم ہمارے کوئی ڈانڈے پر تو آ نہیں سکتا نہ کہ موتی باغ میں سے خواجہ کو بیجاتا



اس نے عرض کیا تو عمر و آپ ہی کہیں چھپ رہا ہی یقین ہے کہ مثل طلسم ہوشربا یہاں بھی غدر چائے ملکہ نے فرمایا کہ وہ ہمان عزیز ہے اُس کی ذات سے یہ امید مجھ کو نہیں کہ برائی کرے یہ کہہ کر ایک عرضی شہنشاہ کو انٹ گم ہونے عمر و کی کو کب کو لکھی ہلکا رہے طلسم کے خدمت اقدس میں لے گئے اور عرضی ہونچائی کو کب از بسکہ و شن ضمیر اسی وجہ سے کہلاتا ہے کہ واقعات طلسم پر اسکو آگاہی ہوتی ہے مگر اس صورت میں اگر پہلے سے غور کرے اور اگر غفلت میں کوئی کام کر جائے تو جب یہ پوچھا وغیرہ کر کے دریافت کرے اسوقت ظاہر ہوا اس وقت جو خواجہ کے گم ہونے کا حال عرضی میں پڑھا ساحرون سے کہا پہلے طلسم میں تلاش کرو پھر میں کوہ آئینہ پر جا کر مراقبہ کر کے بتلا دوں گا لوگوں نے کہا حضور شاہ طلسم ہوشربا کا کوئی رفیق آکرے گیا ہو گا کو کب نے ہنس کر جواب دیا کہ بچوں کی طرح باتیں نہ کرو وہاں کا ساحر آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی غرضکہ جو اب عریضہ بران تحریر کیا کہ جلد تلاش کرو ملکہ نے نامہ پڑھ کر طائران سحر اور پرزادان طلسم و ساحران نامی اور تیلے وغیرہ ہر سمت طلسم میں روانہ کئے کہ وہ سب پھیل گئے اور طلسم وغیرہ کوہ و دشت و بحر و بر چھاننے لگے ملک و ملک و وہ بدہ پھرنے لگے اور بہت سے بروے ہوا اڑ کر ڈھونڈتے تھے تھوڑے بھلیان ٹکوریوں میں غوطہ لگاتے سراغ رسانی چاہتے تھے جب اس طرح کی تلاش ہونے لگی حیرت کو تردد ہوا اور حکم آیا کہ ایک تو بادشاہ روشن ضمیر ہے دوسرے حد کی تلاش ہو رہی ہے اس صورت میں عمر و کا پوشیدہ رہنا غیر ممکن ہے مجھ کو ایسی امید نہ تھی کہ ایسی تلاش ہوگی اب لازم ہے کہ یہاں سے جا کر اسکو مار ڈالوں کہ مرغ سرور یہ بانگ نمیدہ اگر بعد کو اپنا نام بھی ظاہر ہو گا تو کہہ دینا کہ بوجہ جوش حرارت مذہب اور ازراہ دولت خواہی بادشاہ ایسا کیا یقین ہے کہ بادشاہ انجام کار سوچ کر سزا دہی سے باز رہے اور اگر ایسا نہ ہو گا تو جلاے وطن کرنا شاہ افراسیاب کے پاس جانا ایسا کچھ سوچ کر ملک سے کہا میں ایک کام رکھتا ہوں بھائی کو بھی لیے جاتا ہوں دم بھر میں حاضر ہوں گا اور اپنے ملک میں خواجہ کو تلاش بھی کروں گا ملک کو اس کی گفتگو سے مظنہ بدی کا گذرا تھا لیکن اس وقت اضطراب تھا اس کو اجازت دی یہ مع اپنے بھائی کے روانہ ہوا فوج کو یہاں چھوڑا مگر ادھر کا حال سننے کہ ہمان عمر و صندوق میں بند تھا وہاں بیرون قلعہ سے ہوشیار جاو و نام ایک چور نے نقب لگائی تھی اور اسی غار میں ہرہ نقب رکھا تھا کہ یہاں سے محل بادشاہی قریب ہے چوری کرونگا اور اگر کچھ نہ گامہ ہو گا تو اسی غار میں سے چھپ کر نکل جاؤنگا چنانچہ بعد چلے جانے چرخ کے وہ چور برائے نقب غار میں آیا یہاں صندوق رکھا دیکھا دل میں سوچا دو سرا چور شاید یہاں آیا تھا مالی اپنا رکھو لیا ہے مجھ کو خوب ملا چور کے گھر میں مور پٹھیا چرائے کوئی اور ملے کس کو بیچ ہے بوجہ بیت سبب پرس کہ چرخ از چہ سفلہ پرورش بد کہ کام بخشے اور ابہانہ بے سببی ست پد عرض لایح میں اگر اُس صندوق کے قتل کو توڑا اور پڑا کھولا عمر و بصورت اصل اس میں پڑا تھا لباس پر نہ پہنے تھا چور ڈر گیا



معلوم ہوتا ہے کوئی بلا ہے مگر وہ اس کو خائف دیکھ کر زبان تسکین کہا کہ اے محو حیرت تو کچھ خوف نہ کر  
 میں آدمی ہوں مجھ کو ایک ساحر بند کر کے چلا گیا ہے چور نے کہا پھر کیا جانتے ہو کہا مجھے اپنے سحر سے  
 پھڑا دو تو اپنی حقیقت بیان کروں میرے جسم میں طاقت نہیں ہو اٹھوں چور کے پاس غسل جمیدی کا  
 پانی ہے کہ جس پر وہ چھڑکتا ہے سحر اس پر سے اتر جاتا ہے وہی پانی اسپر پھڑکا کر دے سحر اتر گیا صندوق میں  
 نکلا اور دست کر کے دھن غار پر آیا جال مار کر صندوق بھی لیا چور یہ چالاکی دیکھ کر حیران ہوا اور غار سے نکل کر  
 آیا یہ تھا ہمارا نام کیا ہے تم بھی چور معلوم ہوتے ہو آنکھ تمھاری کھلتی ہے مگر وہ نے کہا برا در جو ہم  
 وہ تم اور زنبیل سے ایک تاج نکال کر پہنا پھر اس سے کہا یہ تاج تمھیں دون گا اور میں ایسا چور ہوں  
 کہ زمین کا و فینہ جانتا ہوں اندھیرے میں سارا مال دیکھ لیتا ہوں جہاں رکھا ہو نکال لاؤں بے کمند محل  
 پر چڑھ جاؤں جہاں ہوا نہ جا سکے سماؤں چور نے کہا ہماری سنگت کرو گے اس نے کہا ہاں لیکن  
 اب رات نہیں ہے یہاں سے نکل چلو پھر سمجھ لیا جاوے گا چور نے کہا وہ صندوق تم نے کیا کیا جواب  
 دیا کہ غائب کر دیا اور ہم بھی غائب ہوئے جاتے ہیں یہ کہہ کر گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا چور کے حواس  
 بجا نہ رہے اور سوچا کہ ایسے کے نزدیک مال لے آنا کتنی بڑی بات ہے کہ جب جا ہے غائب ہو کر رات  
 کیسی دن ہی کو اٹھا لائے یہ جان کر بگڑا کہ بھائی کہاں ہوا اب ظاہر ہو معلوم ہوا کہ تم بڑے چور  
 ہو مگر ظاہر ہوا اور کہا برا در تمھارا نام کیا ہے اس نے کہا ہوشیار جادو مگر وہ نے کہا ہمارا نام ہے  
 عمر و عیار یہ سننا تھا کہ چور کی جان نکل گئی اور گھبرا یا کہ عمر و عیار کا بہت بڑا رتبہ ہے تمام طلسم میں اسکی  
 آمد کا غفلت ہے تو نے ناحق اس کو رہا کیا مگر وہ نے اسکو بد حواس دیکھ کر کہا گھبراؤ نہیں ہم سے چرخ نے  
 برائی کی ہے ہم اس کو مار کر تمھیں یہاں کا حاکم کریں گے چور قدم پر گرا مگر وہ نے کہا میری تلاش میں چرخ  
 یہاں آئے گا اس غار میں مال جو کچھ رکھا ہوئے آؤ اور مجھے دید و پھر آگے بڑھ کر لے لینا بلکہ جو تمھارے  
 پاس ہو وہ بھی دے دو کہ میں غائب کر دوں تمھارے کام آئے گا چور نے جو کچھ مال تھا اس کو دیدیا  
 اس نے لے کر زنبیل میں رکھا پھر نقب میں کود کر دونوں قلعہ کے باہر نکلے از بسکہ صبح ہو چکی تھی قلعہ سے  
 دھو بی نکل کر گھاٹ کو جاتے تھے ان میں سے ایک دھو بی اکیلا پیچھے رہ گیا تھا عمر و اس کے برابر  
 جا کر حباب بیوشی مارا اور اسکو بیوش کر کے چور سے کہا بیل اور لادی لے کر تم چلے جاؤ یہیں کہیں  
 چھپ رہو میں تلاش کروں گا چور بیل لے کر چلا گیا اور عمر و نے اس دھو بی کو اپنی ایسی صورت بنایا  
 لباس پرز رہنایا اور آپ ساحر کی ایسی صورت بنکر اس کا ذکر کوئے چلا ادھر سے چرخ اور بھائی  
 اس کا بار اوہ قتل عمر و آتے تھے راہ میں ملاقات ہوئی عمر و نے سلام کیا اور کہا یہ شخص قلعہ سے  
 نکل کر بھاگا تھا میں نے چور سمجھ کر پکڑا ہے انھوں نے اس کے کہنے سے جو دیکھا تو عمر و کو پایا بہت خوش  
 ہوئے اور سمجھے کہ یہ کسی وجہ سے چھوٹ کر بھاگا ہو گا اس کے ہاتھ لگ گیا خوب ہوا سامری نے



خیر کی یہ جاتا تو نہیں معلوم کیا ہوتا غرض کہ عمرو سے کہا تو نے بڑا کام کیا ہماری جان بچائی تیرا نام کیا ہے کہا  
مکار جادو نام پوچھ کر بھائی کو بھیجا کہ جا کر غار میں دیکھ آؤ وہ گیا وہاں صندوق بھی نہ پایا اگر بیان کیا کہ غار  
میں کوئی بھی نہیں اب یقین واثق ہوا کہ بیشک عمرو بھاگا ہو گا اس ساحر نے پکڑا ہے بس اُس ساحر سے کہا  
اس دزد کو زمین پر ڈال دے کہ ہم سر کاٹیں اُس نے اُس کا ذکر کو ڈال دیا یہ دونوں خنجر کھینچ کر چلے عمرو  
نے پشت کی طرف سے کمند ماری دونوں کی گردن پھنسی یا تو آگے کو بڑھے تھے یا پیچھے کو کھینچے اور  
گھبرا کر پھرے تھے کہ منہ پر ہینہ ہاے بیہوشی پڑے دونوں بیہوش ہو گئے عمرو نے خنجر سے فولاد کا سر  
کاٹنا چاہا وہ روئیں تن تھا اس نے زنبیل سے ایک پتھر نکال کر نیچے سر کے رکھا اور ہتھوڑا جناب  
داؤد کالے کر سر پر مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا پاش پاش ہو گیا غل و شور و تاریکی ہو گئی عمرو سمجھا کہ ایسا  
نہ ہو کہ قلعہ کے ساحر قلعہ سے غل سنکر دوڑیں اس وجہ سے سبب حملہ کی طرح کو زنبیل میں  
ڈال کر بھاگا اور غل سنکر چور ہو چھپا تھا دوڑ کر آیا عمرو اُس سے ملا وہ یہ حال دیکھ کر بہت ڈرا اور  
حیرت ناک ہوا پھر خوشامد کی راہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے گھر چلیے عمرو اس کے ساتھ اس کے  
گھر آیا ایک گائون ویران سا تھا اُس میں مکان کچا بنا تھا مگر لپا تھا چور نے لا کر فرش بچھایا اور  
عمرو کو وہاں بٹھایا شراب و کباب موجود کیا یہ تو یہاں ٹھہرے مگر ملازم ہران کے ہر طرف ڈھونڈتے  
کہ خدمت ملکہ میں گئے اور عرض کیا کہ ہمیں کہیں پتہ نہ لگا ملکہ نے اپنے باپ کو لکھ بھیجا کو کب نے  
جب سنا کہ عمرو نہیں ملا بدور سحر غائب ہو گیا اور کوہ بلور اس طلسم میں ہے تنہا نہ بنا ہے بادشاہ  
اس کی پرستش کرتا ہے اُس تنہا نہ میں جا کر ایک پتلا جو بلور کا ہے اور تخت طلا پر ممکن ہے اسکو سجدہ  
کیا اور پوچھا کہ عمرو کا حال بتلائیے وہ کہان ہی وہ بچلا یہ سنکر غائب ہو گیا بعد لمحہ بھر کے آیا اور گویا  
ہوا کہ عمرو چور کے گھر میں اُس گائون میں ہی اور چرخ کے لے جانے کا حال اور فولاد کو زنبیل میں  
رکھ لینا اور بھائی کو مار ڈالنا سب بیان کر دیا کو کب سارا ماجرا سنکر وہاں سے اپنی جگہ پر آیا اور  
ہران کو نامہ لکھا کہ عمرو نے ایسا کچھ کیا اب ہوشیار چور کے مکان میں ہی تم وزیر کو بھیج کر ہمارا  
ایک باغ اس حوالی میں ہی اسی باغ میں خواجہ کو بہو بچاؤ کہ کسی طرح کی تکلیف نہ ہو پھر تم مالکان در بند  
وغیرہ کو ہمراہ لے جا کر تجمل تمام استقبال کر کے لاؤ ہران کو جب یہ نامہ پہنچا اس نے اسی وقت  
وزیر کو روانہ کیا وہ ہوشیار کے مکان پر آیا اور عمرو سے ملا ملکہ نے زبانی کو کب جو کچھ سنا تھا عرض  
کیا کہ خواجہ آپ کے غائب ہو جانے سے بڑا تردد تھا شکر خدا کا کہ آپ کا حال معلوم ہوا اب آپ  
میرے ساتھ چلیے ملکہ بھی آیا جاتی ہیں کچھ دیر باغ میں آرام فرمائیے یہ کہہ کر تخت پر سوار کیا اور  
لے کر چلا چور بھی ساتھ ہو لیا اسی باغ میں جس کا پتہ کو کب نے دیا تھا وزیر لایا یہ باغ بھی جنت  
نظیر تھا نہایت دلپذیر تھا گلہاے خوشبودار اور میوؤں سے بھرا سرسرا بھرا مہر جگہ تعریف کھاتے



خوف نا تمامی قصہ ہے مختصر بیان اچھا ہے پس اُس باغ کی بارہ دری میں مگر و کو فروکش کیا ملازم بہر خدمت مقرر ہوئے سامان عشرت پیرا حاضر کیا پھر باغ کے داروغہ کو تاکید اکید بہر خدمت گاری کی کہ خبردار کوئی تکلیف خواجہ کو نہ ہو غرض بہت کچھ انتظام کر کے وزیر خوش تدبیر ملک کے پاس پھر آیا ملک نے کشتیان تحفہ و ہدیہ پیش کرنے کی تیار کرائیں بادشاہان در بند کو حکم دیا کہ جب سب جمع ہو لیں تو مجھ کو خبر کرنا کہ سوا ہو کر خواجہ کو لینے جاؤں گی چنانچہ یہ سامان استقبال اور داخلہ خواجہ کا قلعہ ہفت رنگ میں آئندہ عرض کروں گا مگر اب حال مہرخ کے لشکر کا سینے کہ برق عیار ہمراہ جادو گر نیون کے جو نام حیرت لے کر چلی تھیں روانہ ہوا تھا جادو گر بنا ہوا انکے نیچے زمین پر نگاہ سے مٹتی دوڑتا جاتا تھا جب کچھ دور وہ نکل گئیں ان میں سے ایک کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی زمین پر دونوں اتریں درہ کوہ میں رفع احتیاج کو گئی اور دوسری ٹھہری رہی برق بہت جلد اُس کے پاس آیا اور کہا وہ دیکھئے آتے ہیں ساحرہ حیران ہوئی کہ کون آتے ہیں مگر پھر کر دیکھنے لگی برق نے مکند ماری اُس نے ادھر منٹھ پھیرا اس نے حباب بیوشی مار کر اس کو بیوش کر دیا اور جلدی کپڑے اُس کے اُتارے غار میں پھپا دیا اور اُسی جگہ آپ بیٹھ کر صورت اپنی مثل اس کی شکل کے تبدیل کرنے لگا اس عرصہ میں دوسری ساحرہ پیشاب کر کے آئی اور اپنی ساتھ والی کو ڈھونڈھنے لگی برق نے پانوں کی آہٹ جو سنی پکار کر کہا کہ بہن ادھر نہ آنا ٹھہرو میں آتی ہوں یہ سکر وہ سمجھی کہ یہ بھی حاجت رفع کرتی ہو گی پس ایک جگہ بیٹھ گئی برق بخوبی تمام صورت بدل کر غار سے نکلا اور اُس کے پاس آیا دونوں ٹھکر چلے وہ ساحرہ عازم ہوئی کہ اڑ کر چلون اس نے کہا کہ اڑنے سے شانے تھک گئے اب پیدل چلو یا تم جاؤ میں آتی ہوں وہ ساحرہ بخاطر اس کے پیدل چلی یہاں تک کہ بعد قطع راہ لشکر صنعت میں ہوئے دیکھا کہ سات لاکھ ساحران غدار کا مجمع ہے بازار میں لگی ہیں کٹور اکھنٹا ہر گرم بازی ہے دلاؤں کی گفتگو خریدار و بیو باری خوب و سپاہیوں کے بسترے لگے ہیں سواروں کے گھوڑے بند ہیں لین اور لشکر میں گھاگھی ہے بارگاہیں بحساب ہیں خیمہ لا جواب ہیں یہ دونوں سیر کرتے بارگاہ صنعت کے قریب ہوئے حاجب دربان و ہان حاضر تھے انھوں جا کر آنا ان کا عرض کیا صنعت نے دونوں کو بلوایا انھوں نے اندر جا کر دیکھا کہ تخت آراستہ ہے دنگلون پر ساحر بیٹھے ہیں شیشہ آلات سے بارگاہ سچی ہے آئینہ لگے ہیں ملک تخت پر جلوہ گر ہے خلاصہ یہ کہ بڑا کرد فر ہے انھوں نے مہر گاہ پر مہر کیا صنعت نے انکو آگے طلب کر کے نامہ لیا تعظیم کر کے پڑھا مضمون سے واقف ہو کر جواب لکھا کہ میرا صندوقچہ سحر عیار چرائے گیا تھا میں اس کے لینے کو بارگاہ باغیان میں گئی تھی اور جلدی کے سبب سے آپ کی خدمت میں نہیں پہونچی اب حاضر ہوں گی لیکن شاہزادیوں کو ایسی غفلت نہ چاہیئے کہ عیار کے ہاتھ نامہ بھیجیں میں اس عیار سے سمجھ لوں گی آپ کو اطلاع کر دی کہ پھر ایسی غفلت



نہ فرمائیے گا یہ لکھکر اس ساحرہ کو دیا اور خلعت دے کر رخصت کیا برق نے چاہا کہ میں بھی روانہ ہوں اس سے کہا کہ تم آج ہمارے ہمان ہو کل چلے جانا برق اپنے دل میں خوش ہوا کہ اب لیا اس مالزادی کو کہاں جاتی ہے اس کے روکتے ہی ٹھہر گیا اس نے کرسی بیٹھنے کو دی یہ بیٹھا اور وہ ساحرہ نامہ لے کر چلی اور خدمت حیرت میں پہنچی جواب نامہ دیا حیرت نے پڑھا اس وقت ساحرہ اور عیار بچیان پانچون حاضر تھیں عیار کا نامہ دار کے ساتھ جانا سنکر سب کو حیرت ہوئی اور کہا یہ عیار بے کلمے ہیں ایسے بہادر نہیں دیکھے لیکن صنعت بھی آفت کی ہے اُس نے نگاہ اول پہچانا غرضکہ تاکیداً حیرت نے پھر لکھا کہ اے ملکہ تم نے عیار کا خوب پہچانا اب اس بد ذات کو پھوٹا نہیں مار ہی ڈالنا یہ لکھ کر طائر سحر کے گلے میں باندھ کر بھیجا کہ جلد لے جائے طائر نے کرآن واحد میں صنعت کے پاس پہنچا اُس نے نامہ لیکر پڑھا طائر کو روانہ کر دیا یہاں حیرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ وہ ساحرہ کی صورت بنکر عیار گیا ہے کہاں ہے معلوم ہوا کہ غار میں ہے چنانچہ ساحرہ بھیجکر اس کو غار سے اُٹھوا منگوا یا اتفاق سے ضرغام عیار برے خبر گیری بارگاہ میں حاضر تھا یہ سب خبریں دریافت کر کے مہرخ کے پاس آیا اور سارا ماجرا برق کی عیاری کا بیان کیا اس اثناء میں دوپتلے جو مہرخ نے برائے تحفظ برق ساتھ کر دیے تھے آئے اور کہا مہتر صاحب اس وقت صنعت کے پاس بیٹھے ہیں مہرخ تو حال سن چکی تھی کہ صنعت پہچان گئی ہے اور ضرغام نامہ آنے کا ماجرا بیان کر چکا تھا بس سمجھی کہ برق مبتلا ہے آفت ہوا یہ سمجھ کر بہار کو لشکر کے سپرد کیا اور آپ اڑ کر روانہ ہوئی لیکن ادھر صنعت نے برق کو خلعت دیا اور رباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا سترہ سو ساحرہ کرسی پر بیٹھا تھا دورہ جام شراب آغاز ہوا ملکہ نے بعد لمحہ کے حکم دیا کہ دربار برخواست ہو برق کو ٹھہرا لیا کہا تم ہم کو شراب پلاؤ اس لیے کہ حیرت بھی تمہاری خاطر کرتی ہے ہم کو بھی مدارات تمہاری لازم ہے برق یہ سنکر خوش ہوا کہ اب اسکی موت آئی اور عرض کیا کہ اے ملکہ جیسے ہم حیرت کے تابعدار ویسے ہی آپ کے عرضکہ ساقی سے جام و صراحی لیکر شراب پلانے لگا پہلے تو جام سادہ دیا دوسرے میں نگاہ بچا کر بیہوشی ملائی اور دینے لگا صنعت مہنسی اور گویا ہوئی کہ یہ جام اس ساقی کو دید و اُس نے کہا آپ پیجئے میں اسکو اور دیتا ہوں اس نے کہا جو ہم کہتے ہیں وہ کرو اس نے وہ جام ناچار ہو کر ساقی کو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہو گیا صنعت نے اُس کی جانب گھورا اور کہا کیوں ہم نے تو تمہاری خاطر کی اور تم نے یہ بد ذاتی کی ہے شرط کہ مار ڈالوں برق سمجھا کہ یہ پہچان گئی جا ہا کہ بہت کر کے بھاگوں مگر دیکھا تو زمین پانوں پکڑے ہے ناچار کھڑا رہا اس نے کہا کہ اب تباہ تیرا کیا حال کروں برق نے کہا تو اپنی خیر منامیرے اور بھائی بغیر مار ڈالے تجکو باز نہ آئیں گے اور میں بھوٹوں گا تو لشکر میں تیرے آگ لگا دوں گا



صنعت نے اس کی سخت کلامی سے ناراض ہو کر قفس آہنی منگایا اور زمین بند کر کے ساحرون کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اس ناعبار کو ملکہ حیرت پاس لے جاؤ میرا سلام نیا عرض کرنا اور کہنا میں منتظر ہوں کس کو کب پاس گیا ہو اور مجھ کو کتاب جمیدی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کو کب نے بڑی اس کی خاطر کی ہو اب رطانی بہت بڑی ہوگی اسی وقت میں بھی حنک آغاز کروں مگر آپ اس عیار کو جو چاہے وہ کیجئے یہ پیام دے کو بنجر روانہ کیا جادو گر نیاں اور ساحر نہایت بند و بست سے چلے مگر مہرخ ہواڑ کر روانہ ہوئی تھی اس نے راہ میں ان کو مع قفس پایا مگر قابو نہ ملا جو برق کو رہا کرتی آخر ساتھ ساتھ چلی مگر الگ الگ بھی ہوئی ساحر بارگاہ حیرت میں پہنچے پیام صنعت بیان کیا اور بنجرہ دیا آپ پھر کر چلے آئے وہاں صرصر موجود تھی برق کو دیکھ کر منسی اور کہا آپ کا مزاج اچھا ہے برق نے کہا اس وقت ہم قید میں ہیں کل سب کو مزاج کا مزا بتا دیں گے صرصر نے کہا آج بیچ جانا تو بتانا برق نے کہا آج حیرت کے ماتھے جائے گی حیرت کو ان باتوں سے غصہ آیا اور فوراً حکم دیا کہ اس کو بنجرے سے نکالو ساحرون نے بنجرے سے نکالا اس نے کہا جلا دو کو بلاؤ جلا دو بنا برآ نکہ عیاروں کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہیں خوف کے مارے بلانے سے آتے نہیں ملکہ نے جب غصہ سے بلایا ایک جلا د حاضر ہوا اور برق کو باہر بارگاہ کے لایا چبوترہ نکتیت کا بنایا بوریہ فلاکت کا پچھا کر برق کو بٹھایا حیرت نے سر اچھے بارگاہ کے اٹھوا دیئے تھے سامنے تخت پر بیٹھی رہی جلا د نے تینوں حکم پوچھ کر تیغہ تول کر چاہا کہ ہاتھ ماروں اس وقت ایک تپھر آکر جلا د پر پڑا کہ سراس کا اڑ گیا کیونکہ جانور شکل مہبل موجود تھا اس نے تپھر مارا جلا د کے مرنے کا غلغلہ ہو ہوا حیرت نے حکم دیا کہ اور جلا دوں کو بلاؤ اور مجمع کو مہٹا دو کہ عیاران میں ملکر چلے آتے ہیں ملازمین نے سب کو مہٹا دیا اس وقت حیرت نے ایک ساحر ہم جادو نام سے کہا کہ تم کہا کرتے تھے میں نے تلوار پر بارٹھ رکھوائی ہے مسلمان ملے تو اسکو مار کر بارٹھ کی آزمائش کروں اس وقت اس عیار پر آزماؤ ہم جادو یہ سنکر اٹھا اور تیغہ تولتا ہوا چلا برق سے کہا جو کچھ ہوس دل کی ہونکال لے کہ پیما نہ عمر لبر نہ ہو گیا ہے برق نے جواب دیا کہ لے مکار عمر تیری پوری ہو گئی ہوگی ہم تو طلسم توڑیں گے اور افراسیاب کو مارینگے ہم کو غصہ آیا اور چاہا کہ تیغہ مارے وہاں بصورت ساحر قرآن بھی حال گرفتاری برق سن کر آگیا تھا جیسے ہی اس نے ہاتھ اونچا کیا تھا کہ اُسے تانکر بغداد مارا ٹانگوں سے نکل گیا غل و شور اس کے مرنے کا بلند ہوا ساحر بارگاہ سے اٹھ کر دوڑے اسی غلغلہ میں مہرخ جو ساتھ گھات ڈھونڈھتی آتی تھی پنجہ بنکر گر پڑی اور برق کو اٹھا کر لے اڑی قرآن نے دو چار جادو گر بنوں کو اسی مہنگا مہین قتل کیا اور زیادہ تاریکی اور غدر ہو گیا یہ بھی ایک سمت سے نکل گیا ملکہ حیرت نے جلد سحر کر کے وہ مہنگا مہ بر طرف کیا اور ساحرون کو حکم دیا کہ جلد دوڑو اور اس لے جانے والے کو مع قیدی لے



گھیرو ساحر اڑ کر پھٹے لیکن مہرخ جو سناٹا بھر کر چلی اپنے لشکر کے کنارے پہنچ گئی کسی نے نہ پایا سب پھرائے اور عرض کیا کہ وہ نکل گئی حیرت نے کہا خیر ابکی مقابلہ میں کسی کو جیتنا نہ رکھوں گی اس گفتگو میں تھی کہ ابریق کو وہ شگاف وزیر دوم افراسیاب ملکہ پاس آیا ملکہ نے تعظیم کر کے بٹھایا اس نے ملکہ کو متفکر دیکھ کر حال پوچھا اس نے کیفیت رہائی برق بیان کی ابریق نے کہا میں نے سنا ہے کہ طلسم کو کب میں پہنچ گیا اور اس نے شاہ سے ملاقات کی شاہ نے وعدہ مدد دی کیا ہے اب وہ فوج کٹھ لیکر آئیگا پس لازم ہے کہ جیتک وہ آئے ہم مہرخ کا کام تمام کر دیں اور اسد کی میعاد کے دن تھوڑے دن اسکو بھی مار ڈالیں یہ تقریر سنکر ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو میں اس مضمون سے شہنشاہ کو مطلع کرتی ہوں دیکھو کیا فرماتے ہیں یہ کہہ عرضی شاہ طلسم کو لکھی اور جلد کوائف رہائی برق اور گفتگو سے ابریق اس میں دلچ کر کے طاہر خمر کے گلے میں باندھ کر بھیجی طاہر عرضی باغ سیب میں لایا شاہ طلسم نے بیکر پڑھی چاہتا تھا کہ کچھ لکھے اسوقت پنجہ سحر نامہ لقاے کر ہو چکا اس نامہ کو جو لے کر پڑھا لکھا تھا کہ بیان ملکہ نازک چشم نے اگر ہم کو بہت خوشنود کیا لیکن ان کی مدد کے لیے کسی اور کو بھیجنا چاہیے کہ وہ اور سو فار تھا ہیں ایسا نہ ہو کچھ پیچ بڑھ جائے شاہ نے یہ دونوں نامہ پڑھ کر اول حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں مجھ کو سب حال مگر وہ معلوم ہے میں بند و بست قرار واقعی کر ڈنگا اور میرا کو کب کچھ نہ کر سکے گا میں اس کے رو برو عمر و اور اسکے تمام لشکر کو غارت کر دوں گا یہ لکھ کر طاہر کے گلے میں باندھ کر اڑا دیا طاہر ملکہ پاس پہنچا وہ نامہ پڑھ کر چپ ہو رہی اور ادھر مہرخ بارگاہ میں برق کو لائی تخت پر جلوہ گر ہوئی حکم ترتیب جلسہ عشرت دیا باطمینان تمام بیٹھی اس طرف کو صنعت اپنے لشکر میں بامادہ جنگ ٹھہری ہوئی ہے مگر اب حال افراسیاب بیان ہوتا ہے کہ اس نے نامہ لقا پڑھ کر ایسا سحر کیا کہ ایک تپلا زمین سے نکلا اسکو حکم دیا کہ جا اور ملکہ آفت شمشیر زن جادو کو بلا لا تپلا یہ حکم سنکر غائب ہو گیا بعد لمحہ کے ایک ابر سرخ رنگ بروے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اترا اس ابر پر ایک ساحرہ سوار تھی زر و زیور سے آراستہ ساحرون میں ذی وقار تھی اس نے بادشاہ کو بادب تسلیم کی اور پائے تخت کو بوسہ دیا بلا اگر ہا ہوئی بادشاہ نے دست شفقت اسکی پشت پر رکھا اجازت بیٹھنے کی دی وہ مگر اگر کے کرسی پر متمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا میں نے تمکو اس لیے بلایا ہے کہ خداوند باختر کا نامہ بنا بر طلب مدد آیا ہے تم لشکر لیکر جاؤ سو فار و نازک چشم وہاں ہیں انکی اعانت کرو اور خداوند کی زیارت کرو یہ بیان سنکر وہ ساحرہ اٹھی اور سلام کر کے رخصت ہوئی بادشاہ نے خلعت عطا فرمایا خلعت پہنکر اپنے قلعے میں آئی اور بارہ ہزار ساحرہ کا لشکر تیار کر کر سمت کوہ عقیق بصرہ جاؤ چشم تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی ابیا

سحر بہ نداد آن کلاہ می  
ورنشی در نشان ہیں او بیایے

پوشید ز رفت شاہ شہر  
خرامان بر آمد ز پردہ سر



<p>بہر سوئی را بند چندان سپاہ ہمہ کوہ و دریا و راہ در شست</p>	<p>کہ گفتی جزا و در جهان نیست شاہ بدل آتش جنگ جویان بکشت</p>
<p>اسی تہل سے بعد طے مراحل قریب طلسم آئینہ کہ طلسم ہو شرابا کے طلسموں میں سے ایک طلسم وہ بھی ہے اور حاکم وہاں کی ملکہ آئینہ دار جادو ہے اور اس طلسم کی سرحد آدھی طلسم ہو شرابا میں ہے اور نصف طلسم کی زمین طلسم نور افشان میں ہے مالکہ طلسم آئینہ دونوں بادشاہوں یعنی کوکب اور افراسیاب کو خراج دیتی ہے چنانچہ یہ ساحرہ وہیں پہنچی خیال میں اس کے آیا کہ اسے آفت تہ سے اور ملکہ آئینہ دار سے دوستی ہے اس سے ملتی جلتی کس لیے کہ مقابلہ کرنے مسلمانوں سے جاتی ہے اور وہ لوگ کشندہ ساحران ہیں شاید ملکہ آئینہ دوستی کا پاس کر کے کوئی تحفہ اپنے طلسم کا بھجودے جس کے باعث تو مسلمانوں کو غارت کر سکے یہ سوچ کر افسران فوج سے حکم دیا کہ تم لشکر لے کر خدمت خداوندین جلو میں بھی آتی ہوں افسر بنابر حکم کوچ کر گئے اور یہ خود تخت اڑا کر سمت طلسم مذکور چلی یہاں تک کہ داخل طلسم ہوئی وہاں کے ساحر ہمیشہ اس کی آمد و رفت سے آگاہ تھے اور اسکو پہچانتے تھے کسی نے روکا نہیں یہ راہ طلسمات قطع کر کے قلعہ طلسم میں آئی قلعہ بہت آباد تھا ہر ساحر دل شاد تھا عمارتیں طلسمی تھیں کوٹھیاں لادھواب نظر تھی تھیں کابین لگی تھیں وکانداروں کی پوشاکیں رنگین تھیں یہ بازار سے گذر کر دارالامارت شاہی پر آئی یہاں دربانوں کا ہجوم تھا حاجب دربانوں کا شمار نامعلوم تھا اس نے اپنے کتے کی اطلاع کرائی ملکہ آئینہ یہ خبر سنکر تادریوان سے لینے کو آئی اور اندر لے جا کر تخت پر برابر اپنے بٹھایا اراکین سلطنت نے نذر دی ملکہ آئینہ نے بڑی گرمجوشی ظاہر کی مزاج پر سی فرمائی اس نے جانا اپنا بہر جنگ مسلمان کہہ کر بیان کیا کہ مدت سے میں نے تم کو دیکھا نہ تھا ادھر آنکلی مشتاق دیدار ہو کر تمہارے پاس آئی ہن میری آخری ملاقات ہے تم نے بھی سنا ہو گا کہ خدا پرستوں سے جو لڑتا ہے زندہ نہیں رہتا مجھ کو سامری بچائینگے تو پھر تم سے ملونگی نہیں تو جاتی بلا کے منہ میں ہوں آج کی ملاقات غنیمت سمجھو ہم تھیں دیکھیں تم ہم کو کہ بیت شب ہجران رسیدہ محنت بسیار پیدا شد چہ بیالے بخت کاری کن کہ مارا کار پیدا شد چہ آئینہ نے اس کی تقریر سنکر کہا ہن گھبراؤ نہیں آج دعوت کھاؤ کل جب جانے لگو گی میں تمہارے ساتھ ایک سوار اس طلسم کا کروں گی کہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائے گا اور دم بھر میں سب مسلمانوں کو مار ڈالے گا آفت یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور شام تک دربار میں رہی جب وقت خسر و انجم تخت فلک سے اٹھ کر شبستان مغرب میں گیا اور شب کے دربار میں ہر انجم چرخ رو بروے خسر و ماہ حاضر ہوا کہ طلسم</p>	
<p>چین گفت پنہان شدہ آفتاب بہ خواب اندر آمد سر روزگار</p>	<p>شب آمد شدہ وقت آرام خواب ز خوبی و از راہ آموزگار</p>
<p>سر شام دربار برخاست کر کے آئینہ دار اپنے باغ میں آئی آفت کی دعوت کا سامان مہیا کیا</p>	



شراب و کباب جلسہ چنگ و رباب برپا ہوا اس وقت عرض بیگی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ملکہ نازک چشم تشریف لاتی ہیں اس نے یہ خبر سنا استقبال کرایا نازک چشم کا حال سننے کہ جب سے ناصر کو ہی جاہلان ہو گیا اور دختر اس کی گلابی چشم ماری گئی اس کو فکر ہوئی کہ طلسم آئینہ میرے ملک کے نزدیک ہو وہاں چل کر کوئی تحفہ طلسمی لاؤں بہرہ اس کے ملک کے قریب ہونے سے آئینہ دار اس سے ایسی محبت رکھتی تھی کہ اس کی جان بچانے کی تدبیر اس نے کی ہو کہ ساحر نامی جو طلسم کے ہیں انکو جمع کر کے جسم اس کا سحر بند کر دیا ہو کہ کسی حربے سے یہ ماری نہ جائے کیسی ہی کوئی تدبیر کرے لیکن اس کی موت نہ آئے پس اس کے جسم کو سحر بند کر کے ایک تلوار ساحرون نے بنائی ہو کہ اگر یہ قتل ہو تو اسی تلوار سے قتل کی جائے اور وہ تلوار آئینہ دار نے اپنے طلسم میں با احتیاط تمام رکھی ہو کہ جو کوئی طلسم فتح کرے اور وہ تلوار پائے اس وقت نازک چشم ماری جائے اور اسی طلسم میں شاہزادہ قاسم اور ملکہ نرگسی چشم جن کا عشق جلد اول میں مذکور ہوا قید ہیں کیونکہ اسی طلسم کے ایک جانب کو قلعہ حنظل جادو کا ہو اور اس کے شوہر زنا ر بلا اقلن نے پتلا سحر کا بصورت قاسم مار کر ڈال دیا تھا اور قاسم کو بکٹ کر اس طلسم میں قید کر دیا ہو غرض کہ استقبال کر کے نازک چشم کو بھی بلوایا اور شریک انجن کیا جام شراب کا دور شروع ہوا ناچ ہونے لگا نازک چشم ملکہ آفت سے ملی دونوں نے اپنی اپنی سرگزشت کہی آفت نے اپنا بھیجنامہ دے کے لیے شاہ جادو ان کا بیان کیا نازک چشم نے حال جنگ مسلمانان کمارات بھر ہی حرف و حکایات کہہ کر سیرگی شمع محفل ان کی دل سوز تھی اشک حسرت بہایا کی آئینہ نے بہت کچھ ان کی تشفی کی دم سحر جب آئینہ آفتاب عکس گیر عالم ہو ۱۱ اور شاہد روز نے بیدار ہو کر منہ آئینہ ہرین دیکھا کہ نظر

بشمت اگر یہ چشم خون نشان را  
ظہار آلودہ چشم از خواب بکشاد

چو شب بگفت دست دفع ہر گمان را  
نقاب از لالہ سیراب بکشاد

ملکہ آئینہ سوار ہوئی اور ان دونوں کو اپنے ہمراہ قلعہ طلسم سے نکل کر ایک کھوہ میں آئی اس جگہ ایک حجرہ پتھر کا تعمیر تھا قفل اس میں برابر ان شتر کے لگا تھا حجرہ ساخت میں بے نظیر تھا آئینہ نے سحر پڑھ کر حجرہ کھولا اس میں بارہ ہزار پتلا طلسمی بند تھا ایک پتلا باہر نکالا وہ مرکب بلورین پر سوار تھا خود بھی بلور کا تھا اور بالشت بھر کا قدر رکھتا تھا جب حجرہ کے باہر نکلا بڑھ کر مثل سوار کے مع مرکب ہو گیا اس نے اس کو حکم دیا اے سوار طلسمی تم ملکہ آفت کے ہمراہ جاؤ اور خدا پرستوں سے مقابلہ کر کے ان کو گرفتار کرو اور ملکہ موصوف کے سپرد کیا اس پتلے نے یہ سن کر گھوڑا اٹھایا اور ایک سمت کو چلا گیا آئینہ نے آفت سے کہا کہ بہن اب جاؤ اور میدان میں کھڑے ہو کر جب پکارو گی کہ اے سوار طلسمی آؤ یہ سوار آئے گا اور تمہارا کہنا کرے گا اور کسی سے زیر نہ ہوگا اور نہ کسی حربے سے مارا جائے گا وہ شخص اسکو قتل کر سکے گا جسکے پاس اسی طلسم کا تیغ ہوگا آفت یہ سن کر بہت خوش ہوئی



اور نازک سے کہا چلو یہ سوار کافی ہو اب تم کچھ نہ مانگو آئینہ نے کہا میں تم کو کیا احتیاج ہے تم کو پہلے ہی میں  
سحر بند کرا چکی ہوں جب تک وہ تیغ جس سے تم ہلاک ہو سکتی ہو کسی کے پاس نہ ہو گا تمہاری قضا نہ  
آئے گی نازک حشیم یہ کلام سن کر سمجھی کہ یہ سچ کہتی ہو اب چل کر سوار طلسم سے اپنے معشوق کو گرفتار کروں  
اور سلطانوں کو مار دوں عرفیوں کو آئینہ سے بغلیں ہو کر رخصت ہوئیں اور تخت کمر پر بیٹھ کر چلین یہاں تک  
کہ طلسم سے باہر نکل کر اور طلسم ہوشیار کی سرحد سے گذر کر داخل لشکر لقا ہوئیں اور بارگاہ میں پہنچ کر  
خداوند کو آفت نے سجدہ کیا یہاں پہلے سے لشکر اس کا آچکا تھا بختیارک نے متصل لشکر ساحران  
نازک حشیم اتر دیا تھا آفت کی خبر سن کر بارگاہ استادہ کرائی تھی کہ آفت سجدہ کر کے بہر آرام  
اپنی بارگاہ میں آئی اور جب ساحر روزگار نے شعلہ آفتاب کو منطفی فرمایا اور ظلمت شب کو غیمہ عالم  
میں قیام پذیر کیا کہ ابیات

درین بستان سراے پر نظارہ	ماند باز حسن حشیم ستارہ
ز شہر مرغ شب خنجر کشیدہ	ز بانگ صبح نامی خود بریدہ

شام کو بارگاہ لقائیں پہنچ کر آفت نے حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے لفیر سحر بجائی دلاور  
نے کوس حربی پر چوب لگائی زمانے میں اہل چل پڑی ہر کاروں نے خدمت ہمایون بادشاہ اہل سلام  
میں حاضر ہو کر خبر عرض کی کہ اے شہریار ابیات

دل مایک ایک بہ فرمان تست	ہماں جان بازیر بیان تست
تن و جانت یزدان نگہدار باد	دلت شادمان نجات بیدار باد

طبل جنگ لشکر اعدا میں بجا ہو آفت نے اگر آفت برپا کرنا چاہا ہو شاہ اسلامیان نے یہ خبر سن کر بابائے  
صاحبقران نامور حکم نواخت کوس حربی دیا طبل سکندر کو چاشنی ملی کام جان بہادران کو ذائقہ  
شجاعت یاد آ یا شیرینی حیات سے تلخی مرگ کو بہتر سمجھے روئے ساحر شب آئینہ شمشیر میں ایسا  
عکس پذیر ہوا کہ روشن ہو گیا جو ہر تیغ اس شب تار میں اس طرح کھلا کہ جیسے پرند مشکین پر مانی و  
ہزار کے نقش و نگار بچھل کر رہنے تھے خامہ تیغ نے خطا تقدیر عدو میں تیرہ بختی کے کیے تھے سرخ سرخ  
چہرے دیکھ کر جرات شعاروں کے خنجر گزار سپہر لبان ہر خون کھاتا تھا تھراتا تھا خلاصہ یہ کہ رات  
بھرتیاری اس طرح رہی کہ نظم

چنان لشکر سرفرازان بہ جنگ	ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بہ جنگ
ہمہ یک سراز جای برخاستند	ہماں پلنگان برآراستند
ہمہ باسان سرافشان شدند	چوناہید و ہرمز درخشان شدند

آخر نہیب شمشیر و لغرہ شیرگیر بہادران تھو قرین و جلالت آئین سے حاملہ شب کا حمل ساقط ہوا



اور طفل نوزانی چہرہ خورشید دایہ روزگار نے بطن مشرق سے جا کر آغوش فلک میں دیا کہ نظم

چو خورشید رختان بکستد پر	سید زارغ پر بد نہفت سر
بہ شبگیر چون بر مید آفتاب	سر جنگ جو یان بر آمد ز خواب

امیر و طیفہ سحری میں مصروف تھے بہادر لشکر کشی سے مالوف تھے انہوہ فوج ظفر بوج کے پرے دشت  
قتال کو جاتے تھے سردار و دولت پر حاضر ہو کر جبہ ساتھ کہ چالاک بن عمر خدمت امیر نامور میں  
آیا امیر جہین نیاز کو بدرگاہ بے نیاز رکھ کر عرض کرتے تھے کہ بار آگہ مجھ کو تھیاب کر دشمن کو ذلیل و غلام  
نصاب کر اے قاضی الحاجات نظم

بخورد آب و روے سرو تن شست	بہ پیش جهان آفرین شست
بز طری بہ نالید بر بے نیاز	نیایش بھی کردہ بر چارہ ساز
بنالید بر کردگار جهان	بزاری ہے آرزو کرد آن
بیزدان بنالید کا سے کردگار	بدین کار این بندہ را پاس دار

چالاک نے اس حال میں دیکھ کر آمین کی صاحبقران نے سجاوہ لیٹا اور اسکی طرف دیکھا استغفار فرمایا  
کہ کیا ماجرا ہے اس نے عرض کیا کہ بیت ہوئی فوج تیار اسے شہر یار و گلئی سوے میدان پے کارزار  
یہ خبر سنکر امیر بھی سلج سنچوک سے درست ہوئے اسلحہ لگا کر حیثیت ہوئے برآمد ہو کر اشقر پر سوار ہوئے  
اور جلوخانہ شہنشاہ گیتی ستان میں آئے یہاں آمد سلطان ذی حشم کا دم بھر میں غلغلہ ہوا اسباب جلوس  
و تزک نکلنے لگا ہزار ہا خواجہ سرازیر ک و دانا اہتمام کمان نظر آیا پھر طفلان ماہ طلعت کا پیرا نکلا  
نخلون کے نوٹے لیے عود و عنبر سارا کا بخور کرتے ظاہر ہوئے طلافی لفرئی پنج شاخے اور فاقوسین  
جو اہر کار خدمتگار لیے آگے بڑھے اسوقت جلوخانہ رشک وہ جواہر خانہ تھا تاشائی اپنا اور سگانہ  
تھا سردار قرینے سے صفت باندھ کر مجرا گاہ پر ٹھہرے تھے کہ تخت طاؤسی شہنشاہ عالمگیر بعد فوقیر  
کماریان اٹھائے پیدا ہوئے کہارون نے تخت بدلوایا سردارون نے بعد ادب گردن کو بہر تسلیم  
جھکایا اور تخت شاہی کو گھیر کر میدان کا راستہ لیا نظم

بقلب اندرون شاہ شہنشاہان	بگردش یکے لشکر بیکران
بلر دید گیتی ز بار گران	ز بس کوہ آہن کران تا کران
ز بس گرد لشکر جان تار شد	مگر ہر رختان گرفتار شد
از آواز گردان بترقید کوہ	زمین آواز لعل بیان ستوہ
تو گفستی جهان سر بسز آہن است	ویا کوہ البرز در جوشن است

میدان میں پہونچ کر ٹھہری تھی کہ دوسری طرف ساحرون کے پرے کالی کالی بیرقیں چمک رہی تھیں



تھالیان ہاتھوں میں اٹھائے ظاہر ہوئے سوار یان انکی روئے ہوا سے اتر کر زمین پر آئین اور تخت سرداروں کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے پرے جم گئے سب کے آگے لقاء بے بقار اندہ درگاہ خدا ہاتھی پر سوار گردا سکے ناقوس نواز گھنٹے بجاتے ناقوس پھونکتے تھے جے سامری و عیشہ کی بولتے تھے رال و گول کے شعلے اٹھتے دھواں بلند تھا غرض کہ سواران نابکار ہزار در ہزار صف کش ہوئے دونوں طرف سے بیلداروں نے پست بلند میدان کو ہموار کیا ستے آبپاشی کر گئے روئے شاہدار حق صفائیں صورت آئینہ بنا صفا آراؤں نے صفوف حرب کو آراستہ کیا گھوڑوں کی دم سی دم وریٹھے سے پٹھاسم سے سم ملا دیا بہادری کا شانہ سے شانہ پیادوں کا پانوں سے پانوں ایک کر کے دیوار آہن اور سد سکندر صف لشکر بنا دیا۔ تخت بادشاہوں کے قلب لشکر میں قائم ہوئے نقیب آگے بڑھے سرود نوازوں نے سرود بجایا گویوں کے لڑکوں نے رغبت جنگ دلا ورون کو دہی مذمت و نیلے فانی کو سنا پا کر نظم

چنین است کردار چرخ بلند چو ستادان نشید کسی باکلاہ چراہر باید ہی بر حسان یکی دائرہ آمدہ چنبرے نہ ہر بادشاہ و نہ ہر بندہ را شکاریم کیسہ ہمیشہ مرگ	بدستی کلاہ و بدگیر کند بہ چشم کندش و باید کلاہ چو باید خراسید باہر بان فراوان درین دائرہ داورے شاسد نہ نادان نہ دانندہ را سری زیر تاج و سری زیر برگ
--	--

آج روز نام و ننگ ہو عرصہ زیست تنگ ہو داد شجاعت دوہرنے میں دریغ نہ کرو جب نقیب پکارے آفت نے نازک چشم سے کہا بن تم کو سامری کے سپرد کیا میں جانی ہوں اور نصیب آزماتی ہوں اس نے جواب دیا کہ عیشہ کے حوالے کیا وہ سامنے لقا کے آئی تخت سے اتر کر سجدہ کیا اور دست بستہ اجازت حرب چاہی لقانے کہا اے بندی قدرت ہم نے تجھ کو اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا سختی رک بولا کہ خداوند قیری موت اپنی مٹھی میں لیے ہیں تو ماری نہ جائے گی بے خوف جا کر مقابلہ کر آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور وسط میدان میں پہنچ کر نیزگی سحر کی دکھانے لگی درخت زمین سے پیدا کیے کبھی آگ برسا کر صحرا کو جلایا کبھی پہاڑ کی طرف سے دریا کو جاری کیا آخر کار غرہ مارا کر لے فرقہ منجر خان بھاری قضا داد منگی ہو آؤ میرے روبرو کہ تم کو راہ عدم دکھاؤں یہ نہیب جب لشکر اسلام نے سنی اول ناصر نے مرکب اڑایا اور سامنے تخت شاہی کے آیا عرض کیا سننثار کرنے کو جی چاہتا تھا بارے مراد بر آئی اس قحبہ کی سزا دہی کو غلام جانا ہی اجازت چاہتا ہی بادشاہ نے فرمایا تم مہان عزیز ہو مگر م کرو لڑنے نہ جاؤ شہزادہ نور الدہر نے بادشاہ سے سفارش کی کہ



غلام نوازی فرمائیے بہادر و نین آبرو نہ رہے گی یہ نکلا ہو تو تصدق ہونے کی اجازت دیجیے شاہ نے  
اسکو خلعت دیا اور فرمایا سپرد نیردان پاک کیا ناصر حضرت قرین شادان و فرحان مرکب اڑا کر چلا گھوڑا  
اسکا طرارہ بھر کر روان ہوا کہ نظم

کیے اسپ بودہ در انگام زن	سیم او ز فولاد خارا شکن
چو سیلان بزور و چو مرغان بہ پر	چو ماہی بہ بحر و چو آب بہ بہر
چو آتش بیامد ز گوہیل دور	جو کوہ سے روان کروا ز جاستور

آفت نے اس تہور دستگاہ کو جوش و خروش سے آنے دیکھ کر صدا دی کہ اے سوا طلسمی آؤ یہ  
کننا تھا کہ صحرا کی طرف سے بگولا گرد کا پیدا ہوا اور ایک سوار دلیر بہان شیر غران نعرہ زنان  
آکر پہونچا اس نے حکم دیا کہ جا اور مسلمانوں کو باندھ لا سوار مقابل ناصر ہوا اور نیزہ مارا اس نے  
بھی نیزہ کو روک کر نیزہ لگایا بلیت سبک نیزہ بر نیزہ انداختند کہ ایک دگر باز بستا ختند +  
بعد ر دو بدل طعنہ چنیرے ماند خلال ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اسوقت دونوں نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ  
ڈالا کہ نظم

برو دست و آن تیغ بران کشید	ز گرد سواران جهان ناپدید
بکین اندرون تیغ برہم شکست	سوے گرز بر دند بگبار و دست
سواران چنان گرز زد ہمو کوہ	کہ اندر زخم ادگشت ناصر ستوہ
بزمین اندر از زخم ہیوش گشت	بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

جب گرز سے ناصر ہیوش ہو گیا سوار نے مشکین باندھ کر سپرد لشکر لقا کیا اور آپ مرکب پر چڑھ کر  
پھر مبارز خواہ ہوا ادھر سے شہزادہ نور الدین ہر نے اجازت لے کر غزم میدان کیا لشکر کے غلیم  
جلوہ دکھانے لگے طبل و نقارے اس طرح بجے کہ طنگ گردون سے غلغلہ ظاہر ہوا شہزادہ کا مرکب  
کوہ پیکر و ہامون شکوہ مثل برق و باد چلا کہ نظم

از زخم فلک گاہ و ماہی ستوہ	بجستن چو برق و بیکل چو کوہ
یکے کوہ چون کوہ وادی سپر	بصحر ا بوید چو مرغی بہ پر
در آمد بزمین چون کہ بے ستون	گرفتیش یکے نیزہ چون ستون
عنان را بہ پیچید و گرفت راہ	ہمی شد بہ تیزی چو آب سیاہ

سوار طلسم نے شہزادہ پر بھی حملہ کیا اور نیزہ درمی اور شمشیر بازی شروع ہوئی کہ بلیت گئے تیغ  
نہ جگہ گرز گران + چنیں تا فرو ماند دست سمران + آخر کار شہزادہ نامدار بھی مغلوب ہوا اور اس نے  
اسیر کر کے لشکر میں بھیجا اور پھر نہیب دی کہ کوئی اور سامنے آئے اُدھر سے سردار ان شہزادہ نور الدین



نکلنا شروع ہوئے شام تک سو اسو سوار ایک بعد دیگرے فضل بن گیا ہو و نوح بن گیا ہو و خون کی شام وغیرہ جا کر اسیر ہوئے جس دم نیزہ دار فلک نیزہ خطی شعلے کے سمت کا نشانہ مغرب گیا اور میدان فلک میں لشکر انجم کا داخلہ ہوا

زجنس مرغ و ماہی آرمیدہ	حوادث پائے درد امن کشیدہ
ستادہ از دہل کو بے دہل کو ب	ہجوم خواب و ستش بستہ پر چوب

شام کو سوار طلسمی مرکب اٹھا کر سمت صحرا چلا گیا اور آفت نے طبل آسائش بجو اذیا و دون لشکر کھپے امیر اور شاہ اسلام بادل پر در داخل بارگاہ ہوئے سیاہ نے کمر کھولی عیار بہر عیاری روانہ ہوئے اس طرف آفت ہنستی ہوئی نازان و خندان مع نازک چشم کے اپنے لشکر کو گئی لقا نے زرتار کرایا بارگاہ میں پہونچ کر حکم دیا کہ جشن نوروزی کیا جائے اسی وقت ساقیان مردیدار و پری مثال جام و صراحی جو اہر نے مثال لے کر حاضر ہوئے اور طوائفان شعلہ رخسار رشک وہ لہستان لندن و چین رقص کرنے لگیں مجلس مثل مجلس انجم فلک ترتیب پذیر ہوئی کہ ابیات

برفتند و خوان مے آرہستند	سزادار را لشکران خواستند
زیر حد طبقہا و فیروزہ جام	پرازدانہ مشک و پر عود خام
ہمہ سیکرش سرخ کردہ بزر	برو یافتہ چند گو نہ گہر
زمین باغ گشت از کران تا کران	ز شادی و آواز را لشکران

اسی جشن میں بختیارک نے کہا اے ملکہ آفت جو سردار کہ ملکہ نازک چشم و سوفار و حسنت و عکرم وغیرہ نے قید کیے ہیں وہ سب موجود ہیں اور آج تم نے سو اسو سوار گرفتار کیے ہیں مجھ کو یقین ہو کہ اسب کی نگہبانی نہ ہو سکے گی اور عیاران اسلام اسی فکر میں ہیں آج تک بہت حفاظت سے قیدی رہے مگر اب عرصہ گزرا ہوا ان کو پتہ مل گیا ہو گا چھڑالے جائیں گے پس لازم ہو کہ سب کو راہ عدم دکھاؤ کثرت اسلامیان کچھ تو تم ہو آفت نے کہا ملک جی میں اس فکر میں ہوں کہ حمزہ کو بھی پکڑ لوں تو سب کو قتل کروں یہ کہہ کر ایک رقعہ اس مضمون کا کہ میں نے سوار طلسم سے اتنے سوار قید کرائے تھے کہ ملکہ آئینہ کو بھیجا ایک ساحر نامہ لے کر روانہ ہوا اتفاق سے سیارہ بن عمر عیار شہزادہ قاسم با مر جاسوسی اس مقام پر موجود تھا جیسے آقا اسکا قاسم کشتہ سحر ہوا ہوا اسی فکر میں بہ صورت تبدیل رہتا ہوا شاید لشکر ساحران میں کسی سے حال شہزادے کا معلوم ہوا اس وقت ساحر نامہ پر کے ہمراہ ہوا کہ دیکھو یہ نامہ کمان لیے جاتا ہوا وہ ساحر جو چلا خوف سے عیاروں کے کچھ دور تو اڑ کر گیا پھر نظر سے غائب ہو گیا سیارہ حیران پریشان لشکر کی طرف پھرا لیکن راہ بھول کر کوہستان میں جا پڑا بہر سمت متلاشی راہ پھرنے لگا اب حال سنئے کہ شاہزادہ ایرج بن قاسم جن کا ذکر جلد اول میں کیا گیا



کہ غم میں اپنے باپ کے ہر شکار نکلے تھے اور انکو پنچہ اٹھالے گیا تھا اور آندھی کی ہوا میں عمار گن کا  
شاہو ایک طرف چلا گیا تھا اس وقت کوہستان میں ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا کہ آواز بانوں کے آہٹ کی  
سنی تم ٹھکر دیکھنے لگا جب سیارہ قریب پہنچا پکارا کون ہو سیارہ نے آواز پہچان کر کہا کہ کیا  
بھائی شاہو رہیں اس نے اقرار کیا سیارہ دوڑ کر لیٹ گیا دوڑوں باہم باتیں کرتے چلے یہ تو روانہ  
ہوے مگر اب ذکر شاہزادہ ایرج سینے اور فتح طلسم آئینہ کا حال بیان کیا جاتا ہے

آغاز طلسم آئینہ اور ذکر رہائی شہزادہ قاسم اور مارا جانا آفت شمشیر زن و  
سوفار و نازک چشم کا اور عشق ایرج کا ملکہ بران شمشیر زن سے ہونا اور  
شکر اسلام کا پھر مارا مٹھنا بمولفہ

فصل بہار آئی رندوں کی یہ دعا ہو اندی گھٹائیں اودی طاؤس ناچتے ہیں جھونکا ہوا اکا آیا ابرسیا چھایا ستون نے پھر کیا ایک ساقی کو یہ صدای ساقی وہی ستا پھر اکھونین پھر رہا ہے حام و پیالہ کیسا چلو ہی میرا بھر دے تھپتھپ ہی دندے سکو کر لیون نشہ بانی سنبھلین بھٹین گرین ہم چلتے ہیں لڑکھائیں مردوش ایسا کر دے تھم اور رنگ لاؤن ہکونہ جاہ سیکر افسانہ لکھ رہے ہو	دے جام ارغوانی ساقی تر ابھلا ہے بست بھٹون پر ساقی برا جتے ہیں جلی لگی کرتے پانی جھمک کے آیا کشتی مروان ہو رحمت ہو فی خدا کی دے پھول مجھ کو جلدی ٹھنڈی چلی ہوا ہے دریادنی سے ساقی سیراب ہکو کر دے پیری میں لوٹ لیون کیفیت جوانی پیرغان کے دم کی پھر خیر ہم منائیں بکارتون اینڈی اینڈی زاہد کو میں شاؤن مشتاق سب میں بننے جلدی زبان بکھو لو
--	--

آئینہ بندان صورت خیال و صورت نمایان آئینہ حال شاہد آئینہ رخسار کو آئینہ خانہ احوال طلسم آئینہ میں  
اس طرح بھٹاتے ہیں اور آئینہ تحریر میں سیکر دلفریب معشوق داستان یون دکھاتے ہیں کہ جب شہزادہ  
ایرج نوجوان کو پنچہ اٹھا کر حلا حسب اتفاق قریب ایک پہاڑ کے اُسکا گذر ہوا وہ پہاڑ سیرگاہ ملکہ صنوبر  
مرصع پوش جادو ہوا وہ ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے سیر میں مصروف تھی کہ نگاہ اس کی پنچہ پر پڑی دیکھا  
ایک نوجوان آفتاب رخسار کو پنچہ لیے جاتا ہے شمع حسن و جمال سے اُس کے روئے ہوا منور و روشن  
ہے روئے تابان اُسکا انجمن روزگار میں نور بیزبان شمع انجمن ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب فلک سے  
اتر کر بروئے ہوا بھاگا ہوا جاتا ہے ستارہ ٹوٹا ہوا نظر آتا ہے اس کو یہ ماحول دیکھ کر تعجب ہوا اور کچھ



سحر ٹھکرت سبت فلک پھونکا پنچہ شہزادے کو لیے ہوئے کوہ پر اتر آیا اس نے پھر ایسا سحر پڑھا کہ پنچہ تو غائب ہو گیا شہزادہ تھوڑے ہی وقت میں تھکا پڑا رہا صنوبر اس شمشاد باغ خوبی کے پاس آئی صورت زیادہ کھل کر غش ہو گئی دیکھا کہ ایک صنوبر قامت و گلزار بیہوش پڑا ہو باغ دہرین قد اس کا نخل تمنا ہو گوش گل کو زبان بلبل سے اسی گل کے افسانہ حسن کے سننے کی آرزو ہو سنبل تر اسی کے زلف معنبر کی خوشبو ہو پیچیدہ غور صبا سو نگہ کر تو لیدہ ہو ہر گس ہمہ تن چشم ہو کر اسی کے دیکھنے کی خواہش رکھتی ہو باد صبا اس کے لیے آوارہ پھرتی ہو لالہ اسی کے عشق میں دل داغدار ہو سو کو اسی کی غلامی درکار ہو آزادی سے بیزار ہو کہ مقتضائے ایات

بیالاز سرود چو خورشید روے کے بوستان بود اندر بہشت دو چشمش زبان گود و ابرو کمان بیالاز سرود سہی بر تر است	چو عنبر بگوگرد گل سرخ ہوے بیالازے دوسرود ہقان کشت تو گفتی ہی بشگفت ہر زمان چو خورشید تابان بدو سیکرست
---	--

یہ تماشائے حسن بے مثال کر رہی تھی کہ شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک نقابدار سر ہالے کھڑا ہو لیا اس مردانہ پنہ ہو مگر عورت معلوم ہوتا ہو یہ دیکھ کر اٹھ بیٹھا اور اس نقابدار سے پوچھا کہ آپ کون ہیں کیوں مجھ کو طلب کیا ہو نقابدار نے کہا پنچہ لیے جاتا تھا میں نے اس سے چھڑایا ہو آپ میری دعوت کھا کر آسودہ ہو گئے تو مجھ کو سیاہ گری کا مزہ ہو ہمارے آپ کے مقابلہ ہو شاہزادے نے فرمایا کہ تم نے مجھ کو پنچہ سحر سے چھڑایا احسان کیا تم مجھ کو ہو چکے مقابلہ کرنا تم سے ناروا ہو اور اگر براہ راستی جی بہلایا جاتے ہو تو میں سب طرح چاق و حیت ہوں ایک صدمہ موج ہوا کا تھا وہ بھی بر طرف ہو گیا اب کوئی گسل نہیں آؤ مقابلہ کرو نقابدار یہ سن کر انکو ایک میدان میں اس کوہ کے لایا اور اپنے ملازموں کو طلب کر کے دو گھوڑے جنکو دیکھ کر تو حسن فلک بھی چال بھولے منگائے شہزادے کو سوار کیا اور آپ بھی سوار ہو کر برسر مقابلہ آیا اور تیر کمان میں پوسہ کر کے لگایا کہ ایات

کمان را بڑہ کرد و بکشاہد بر آیرج مگر تیر باران گرفت نگہ کرد ایرج و آمد بہ تنگ عنان بر گرا مید و برداشت ہپ ز زین بر گرفتش بہ کردار گوے چو آمد فروشان بہ تنگ اندر ش رہا شد ز بند ز رہ موے اوے	بند مرغ را پیش تیرش گذر چپ در است جنگ سواران گرفت بر آشت و تیر اندر آمد جنگ بیاد بکردار آذر چو کسب کہ چو گان ز باد اندر آید بروے بجنبد و برداشت خود از سرش در خشان چو خورشید شد روے اوے
---	---



بیدار او بتلا شد دلش | تو گفتی کہ درج بلا شد دلش

شہزادے نے اُس کی صورت حور مثال دیکھ کر عشق کیا اور زمین پر آہستہ سے اُتار دیا معلوم ہوا کہ نقاب اُس کے چہرے سے نہیں اٹھی بدلی سے دھوپ نکل آئی نہ ہو گوسہر گرانا یہ درج خوبی و خیر اختر تابندہ فلک محبوبی کہ آفتاب و ماہ اس کی غلامی کی آرزو رکھ کر داغ اپنی پیشانی میں رکھتے ہیں شب و روز خواہش و بیدار میں اسی کے مشکوے عصمت کے چکر لگاتے پھرتے ہیں شاید رکارت اس کا گوشہ سرم و حیا سے باہر نہ نکلا تھا کوچہ سنبلستان کیسو میں دور باش غرور عصمت سے تقسیم صبا کو چلنا نہ ملتا تھا لائق اور نگشا ہی دلبری تھی شایان حسینان و حسرت کی افسری تھی زیبائش تاج ارجمندی تھی افسر سپاہ حسن و بہتری تھی قلم

نہ سرتا پائش بگردار عاج  
بران سفت سیمین و دوشکین پرند  
زخاش چو گلزار و لب ناروان  
و چشمس لبان دوزخس دوباغ  
دو ابرو لبان کسان طراز  
اگر ماہ جوئی ہمہ روے دوست  
برخ چون بہار و بیا لاجو ساج  
سرخ گشتہ چون حلقہ ہائے کند  
زمین برش رشتہ دونا روان  
مژہ تیرگی بدہ از پتر ناغ  
بر و تون پوشیدہ از مشک ناز  
و گر مشک بوئی ہمہ بوے دوست

شہزادہ دلدادہ و فریقہ حبیب ہوا وہ نمر خسار خود شیدا ہو چلی تھی ہنس کر گویا ہوئی کہ بس ہمارے آپ کے مقابلہ ہو چکا چلیے اور جامے کولب میگوں سے لگا کر منہسائے کنیز کو منہ لگا کر سر فراز فرمائے شہزادہ اس کے ہمراہ روانہ ہوا پہاڑ پر ایک چہل ستون تادربنا تھا قریش کلفت دہان بچھا تھا سخت حاج گسترہ تھا دونوں تخت پر آکر جلوہ گر ہوئے کنیز ان سمن بدن و گھر خسار حاضر تھیں جام صراحی مے کر شراب پلانے لگیں شہزادے نے میکشی سے انکار کر کے کہا جب تک تمہارا مذہب و ملت ظاہر نہ ہو گا ہم کو تم سے ہم شرب ہونا زیبا نہیں طریقہ بد دینی اچھا نہیں ملکہ نے کہا اے شہزادہ میں دختر بلند اختر زردمان جادو ہوں کہ وہ بھائی ملکہ حنظل کا ہے اور ملکہ حنظل کی دختر ایک مسلمان پر عاشق ہو کر نکل گئی تھی اب وہ مسلمان کہ نام اُس کا قاسم ہے طلسم آئینہ میں قید ہے شہزادہ اپنے باپ کو زندہ سنکر خوش ہو اور کہا اے ملکہ میں اسی مسلمان کا جسکو تم قیدی کہتی ہو بیٹا ہوں اور وہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ہے اگر تم کو ہم سے محبت ہے تو دین سامری و نقار پستی ترک کر کے خدا پرستی قبول کرو ورنہ ہم تمہارے عدد ہیں ہم سے ہاتھ اٹھاؤ ملکہ از نسبکہ دلدادہ و شیدا ہو چکی تھی گویا ہوئی کہ مجھ کو آپ کا فرمانا بدل منظور ہے عشق میں جان اور ایمان نذر کرنے کا دستور ہے غرض کہ مع تمام خواہوں و انیسوں کے مطیع الاسلام ہوئی اور کہا جب طلسم آئینہ فتح ہو گا کلمہ پر غولی



غرض کہ میٹھی آغاز ہوئی ہنگامہ رقص و سرود بپا ہوا پہلو میں دلدار لب پر جام بادہ گلنار بہ عشرت  
 تام بیٹھے لیکن **مکھنٹل** جو اسکی پھوپھی ہر اپنی بیٹی کے غم میں مبتلا رہتی ہر اس وجہ سے کبھی کبھی ملکہ کو دیکھنے  
 آیا کرتی ہر اپنی پاس بلایا کرتی ہر اس وقت بیٹی کی محبت نے بہت ستایا خون کا جوش آیا پس عوض  
 دختر کے چاہا کہ بھتیجی کو بلا کر پیار کروں اور اس کے دیدار سے خرسند ہوں یہ سوچ کر ایک ساحر  
 مریخ جادو نام سے کہا کہ قلعہ رومانیہ میں جا اور ملکہ صنوبر کو ملے آوہ ساحر حسب احکم چلا اور قلعہ  
 مذکور میں پہونچ کر زمان ملکہ کے باپ سے پیام اس کی بہن کا کہا اس نے کہا کہ ملکہ اپنی سیر گاہ  
 میں پہاڑ پر گئی ہیں وہاں سے بلا کے لے جا مریخ وہاں سے پہاڑ پر آیا بیان شہزادہ اور ملکہ باہم  
 سرگرم نشاط تھے فریاد شیریں یک جا بصد آبساط تھے یہ معاملہ دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آیا اور  
 فرہ زل ہوا کہ با شہیدائے ننگ خاندان یہ کیا رسوائی ہر جو تم چھو کر یوں نے تمام عالم میں شہرت عیائی  
 پھیلانی ہر یہ کہہ کر ایسا سحر پڑھا کہ ملکہ بھولی اور شہزادے کے دست و پا کی طاقت جاتی رہی یہ تڑپ کر  
 جو گرد و نون کو پنجہ میں داب کر لے اڑا اور سوچا کہ **مکھنٹل** کے پاس ان کو لے چلو وہ جو چاہے کرے  
 بیان ایسا نہ ہو کہ باپ ملکہ کا فرط محبت سے بیٹی کی حمایت کرے پس سمت ترکی کو روانہ ہوا  
 اور ایک مقام پر تھک کر اترہ کہ دم لے لوں تو چلون اُدھر سے قضا را شاہ پور و سیارہ آتے  
 تھے اور دونوں ساحر کی ایسی صورت بنے تھے اس نے ان کو دیکھ کر پوچھا کہ تم کون ہو عیاروں  
 نے کہا جو تم وہ ہم تم کون ہو اس نے سب حقیقت کہی کہ بھائی گھر ساحرون کا ان چھو کر یوں نے برباد کر رکھا  
 ہر سلمانوں سے عاشقی کر کے ستم ڈھایا ہر یہ کہہ کر شہزادہ اور ملکہ کو دکھایا کہ میں ان کو گرفتار کر کے **مکھنٹل**  
 کے پاس لیے جاتا ہوں عیاروں نے جو اپنے شہزادے کو گرفتار دیکھا اور سارا حال گرفتاری قاسم  
 سنا بہت خوش ہوئے کہ دونوں شہزادوں کا حال معلوم ہوا پس اس ساحر سے بظاہر انکشاف کر کے  
 کہا اے برادران سلمانوں کو جہان پاؤ مار ڈالو میں تو اس کو مار ڈالتا مگر تمھارے پیچھے جو کھڑے  
 ہیں وہ منع کرتے ہیں ساحر گھبرا یا کہ میرے پیچھے کون کھڑا ہے اور بھر کر دیکھنے لگا مٹھا پورے  
 کندھاری یہ گھبرا کر اُدھر پلٹا سیارہ نے بیضہ بیوشی مارا وہ بیوش ہو کر گرا عیاروں نے سر  
 کاٹ ڈالا غل دشور مچا تاریکی ہو گئی صدا آئی کہ مارا مریخ جادو کو بعد کچھ عرصے کے جب وہ تاریکی  
 دور ہوئی ملکہ اور شہزادے نے رہائی پائی اور عیاروں سے ملکر بہت خوش ہوئے پھر عیاروں  
 نے کہا اے ملکہ یہ ساحر تمھارے بلانے کو آیا تھا ایک ہم میں سے اس ساحر کی ایسی صورت بنتا ہر  
 اور تم تخت سحر تیار کرو ایک ہم میں بمقاری خواص کی ایسی صورت بنے گا اور تمھارے ساتھ چلکر  
**مکھنٹل** کا کام تمام کرے گا تاکہ شہزادہ چھوٹے اور سب کام بن پڑے غرض کہ سیارہ ملکہ سے علیہ  
 ایک خواص کا پوچھ کر ایسی ہی صورت بنا اور کہا شاید میری صورت پر شبہ کر کے **مکھنٹل** پوچھے کہ یہ کون ہے



تو کہنا میں نے نیا نوکر رکھا ہے یہ سمجھا کر شاہ پور بصورت مریخ تیار ہوا اور اس کا لباس پہن کر ملک کے  
 ساتھ تخت سحر پر بیٹھ کر چلا شہزادے سے کہا آپ یہیں ٹھہریں جس وقت کہ ہم کو بہت عرصہ ہوا ہے  
 اگر حنظل سے مقابلہ کرنے کا اختیار ہر فی الجملہ ان کو چھوڑ کر مع ملک چلے اور کچھ دیر میں ہونے چاہئے حنظل  
 چشم براہ انتظار تھی کہ ملک نے جا کر تسلیم کی اس نے گلے سے لگایا اور پیار کر کے آغوش میں بٹھایا ملک نے بعد  
 تھوڑی دیر کے اپنی خواص سے کہا کہ وہ میوہ جو ہم بھوپچی جان کے لیے لائے ہیں حاضر کرو خواص یعنی سیارہ  
 نے ایک قاب میں عمدہ میوہ جن کر بیفیکش کیا ہونے لگا بھوپچی امان یہ میوہ بہت نایاب زمانہ ہے  
 آپ بھی کچھ نوش فرمائیے حنظل نے اسکی خاطر سے کچھ دانے انگور کے کھائے ملک نے یہاں جو ملازم  
 اور خواصین حنظل کی تھیں ان کو بھی وہ میوہ کھلایا بعد لمحہ بھر کے سب بیہوش ہو گئیں عیاروں نے  
 ہر اتمام حجت حنظل کو اٹھا کر ستون سے ایوان کے بازو ہا زبانی میں سوزن دے کر ہوشیار کیا  
 اس کی جب آنکھ کھلی دیکھا میں بندھی ہوں اور ہونو پر سامنے کھڑی ہر اشارے سے بوجھا کہ یہ کیا ماجرا  
 ہے عیاروں نے کہا ہم دونوں عیار ہیں اور یہ ملک شریک اہل اسلام ہو چکی ہے اب تجھ کو بغیر قتل کیے  
 ہم نہ جائینگے جان بچانا اگر منظور ہو تو اسلام اختیار کر اور شہزادہ قاسم کو چھوڑ دے ورنہ کوئی دم  
 میں راہ عدم دیکھے گی حنظل یہ حال سن کر بھی کہ بیشک ان خدا پرستوں کا دین زبردست ہے ان سے  
 جان بچنا دشوار ہے دوسرے دختر یہ تو یہ سانچہ گذر ہی چکا تھا اب بھتیجی سے بھی فراق ہو گا لازم ہے  
 کہ اطاعت کرواد لاد بھی ملے گی اور ملک و جان و مال و آبرو بھی رہے گی یہ سوچ کر اشارے سے  
 کہا کہ میں نے اطاعت اختیار کی عیاروں نے فوراً کھولا زبان سے سوزن نکال لیا اسے عیاروں نے کہا کہ میں مطیع الاسلام ہوئی  
 بعد فتح طلسم کل ٹپھونگی عیاروں نے کہا شہزادہ اے صحرائیں ٹھہرے ہوے ہیں انکو بلانا چاہیے حنظل نے اپنے ملازم کو جو بیہوش پرے  
 تھے ہوشیار کرایا اور انہیں سے ایک کو حکم دیا کہ شہزادہ کو اٹھا لاؤ وہ بزدل عیاروں نے تہہ بوجھ کر دانہ ہوا  
 ایرج حنظل عیار ان ٹھہرے ہوے تھے کہ ساحر آکر پہنچا اور عرض کیا کہ چلیے حضور کو ملک حنظل نے بلایا ہے  
 یہ کہکرت تخت سحر پر بٹھا کر قلعہ میں لایا حنظل نے اٹھ کر تعظیم دی اور سند پر بٹھایا جتنے ساحر نامی تھے  
 ان کو بلا کر اپنا راز ظاہر کیا کہ میں نے اطاعت اس شہزادہ عالی وقار کی اختیار کی اگر میرے  
 ساتھ تمہیں رہنا ہو تو تم بھی تابع داری اسلام کی کر دسب ساحر حسب ارشاد اس کے مطیع ہوے  
 اس نے انجن عشرت ترتیب دی کشتیان شراب کی قابین گزک کے لیے کباب کی حاضر کیں شہزادہ  
 عالمی ترشاد نے فرمایا کہ اے ملک تم طلسم آئینہ سے میرے باپ کو بلا بھیجو اور یہاں بلا کر رہا کر کے رکھو  
 اس نے اسی وقت ایک نامہ محبت آگئیں ملک آئینہ دار کو لکھا کہ اے بادشاہ طلسم براہ عنایت  
 آپ میرے قیدیوں کو میرے پاس بھیج دیجے کس لیے کہ میں ان کو طلسم ہوشربا میں بھیج کر شاہ جادو  
 پاس قید کرادوں گی اور وہیں میرا غور بھی ہو چکر اطمینان رہے گا یہاں رکھنے میں مسلمانوں کا لشکر



نزدیک ہی کھڑا ہی یہ لکھ کر دوسا حرون کو دیا اور دربارہ اختاے راز تاکید اکید کر کے روانہ کیا ساحر  
گئے اور خدمت ملک آئینہ میں پہونچے نامہ بادب تمام پیش کیا اس نے نامہ پڑھ کر قیدیوں کو بلا کر  
ان کے حوالے کیا اور کہا کہ دنیا بھکو بھکاری دوستی سے کام ہے جان بھاراجی چاہے قید کرو  
میرے طلسم کا قیدی ہی نہیں جو مجھے اس کے بارے میں کچھ کہہ جوتی بلکہ اس کے بیان رہنے سے  
مسلمانوں کی ہر ٹھہائی کا دن رات دغدغہ رہتا ہی ساحر یہ پیام سنکر اور قیدیوں کو تخت سحر ڈالکر  
روانہ ہوئے اور کچھ دیر کے بعد خنظل پاس پہونچے اس نے شہزادے سے قید سحر دفع کی ہوشیار کیا  
لیکچ اور عیار ان کو پٹ گئے اور بال ناخن جو قید میں بڑھ گئے تھے دیکھ کر رونے لگے آخر قاسم نے حمام کیا  
اور خلعت فاخرہ زیب جسم کر کے محفل میں پہنچا کوئی بخشش ہوئے اور فرزند کو گلے سے لگایا صنوبر پر دست شفقت  
رکھا پھر سیارہ کو حکم دیا کہ ہمارے ساتھ مقبل بھی قید تھا اُسکو بلانا چاہیے خنظل نے یہ سنکر کہا وہ بھی  
حاضر ہیں اس عرس میں مقبل بھی نہادھو کر داخل مجلس ہوا شہزادے نے فرمایا کہ تم جاؤ اور ہمارے  
سردار جو غم و الم میں مبتلا ہیں ان کو مشردہ دد اور لشکر ترتیب پذیر ہو مقبل یہ حکم سنکر بیرون قلعہ آیا  
بیان بعض سردار تو لباس فخری پہنکر غم میں شہزادے کے فقیر ہونے کے سامنے گلوں کے بیٹھے تھے اور  
بعض ان تیلوں کے ساتھ روتے بیٹھے لشکر کو گئے تھے لشکر کی تمام پر اگندہ حال تھے کہ مقبل نے جا کر  
ہر ایک کو ڈھونڈھ کر مشردہ رہائی شہزادہ کا دیاسب نے سجدہ شکر کیا لشکر تیار ہونے لگا خیمہ  
خاکہ منگا کر استادہ کیے شہزادے کو اطلاع دی شہزادے نے برآمد ہو کر ہر ایک سے ملاقات کی  
اور بارگاہ تشریف فرما ہوئے اس اثنا میں ملکہ زر کسی حشم کی خنظل نے جا کر بلان لین گئے سے لگا یا پھر  
حمام کرا کے خلعت فاخرہ پہنایا نہ روز پور سے آراستہ اور ہوج زرین میں بٹھا کر شہزادے کے  
پاس کبھی بلکہ کو شہزادے کے ملنے کی از حد خوشی تھی اُدھر شہزادہ فرط شرم سے معشوق کو بلا نہ سکتا  
تھا مگر دل مضطرب خواہش دیدار رکھتا تھا اسی انتظار میں یکایک نظم

عماری بیاہ نو آراستہ	پس پشت ادا اندرون خواستہ
نہ ہوج بہ آمدیکے ماہ نو	بہ آراستہ شاہ بر گاہ نو
ز مشک سیہ کردہ برگل نگار	فروہشتہ بر غالبہ گو شوار

آنے سے ملکہ کے قاسم محفوظ ہو کر داخل شبستان ہوا مجلس انبساط مرتب ہوئی دورہ جامئے گلگون  
ہوا وف دے کی صدا بلند ہوئی یہ اس طرف جلسہ عشرت جمائے خرم و خندان ہیں اُدھر قلعہ میں  
صنوبر و ایرج نوجوان ہیں شہانہ روز شیداے یکدیگر داند نشاط و عشرت دیتے رہے روز چہارم  
جب محفل انجم شبستان روزگار سے برخاست ہوئی اور ساتی ازل نے جام زرنگار خورشید کو سیکرہ  
شرقی سے لے کر انجمن عالم میں گردش پذیر فرمایا کہ بمقتضائے نظم



سہ روز شہید اشتہار خوش	بر سر فرازان دیار بان خوش
چو خود شہید بزد سراز تیرہ کوه	جهان را بفرزد و دفسر و تیرہ کوه
ہندیر اندر آورد برج برہ	جهان چون مے ندد شد یکسرہ

اس بحر کو شہزادہ ابرج نے عزم کیا کہ اس قلعہ کی حوالی میں تمسکار کھیلے اور سیر میں مصروف ہو پس  
ملکہ مختل سے اپنا ارادہ بیان کیا اُس نے سامان صید افگنی درست کر آیا شہزادہ صنوبر کو قلعہ  
میں چھوڑ کر مرکب تازی نژاد پر سوار ہو کر شہر سے صحرائ میں آیا باز تیز پرواز کو جانوران پر پیر چھوڑا اور  
صحرا کو جانوران درندہ چرند سے خالی کیا کہ ابیات

زردندہ شیران زمین شد تھے	چو پندہ مرغان رسید آگے
بے ہنر ف مرغ و تھیں بود	اگر کشتہ گر خستہ تیر بود
ز شاخ گو زنان رمد در رمد	زمین بیشہ نگشت عاجین ہمہ
ز بازان ہوا ہچو ابر ہزار	ز خون تدر دان زمین لالہ نار
دماں باز دیو زان ہما ہمد ہمد	بکین ساختہ برکہ در ہمد ہمد
نیاد و ہر جائے خرگوش و سگ	ستوران بخون غرق ماندہ رنگ
گرفتہ سو کبک شاہین شتاب	ز خون کردہ جنگل عقیقہ عقاب
فتادہ غوطیل طغسرل ہار	گر ہزان زگرد سواران ہزار

جب آفتاب عالم تاب نصف النہار پر پہنچا سوار تھو اسے گرم سے دل سنگ بھی نرم ہونے لگا  
شہزادہ ایک پہاڑی پر زبردستان سایہ دار بیٹھا اور شغل بادہ کشی کرنے لگا اور سیر سبزہ زار میں  
مصروف تھا کہ وہ پنجہ جو پہلے شہزادے کو اٹھا کر چلا تھا ادساہ میں صنوبر چادو نے اس سے عجیب لیا تھا  
وہ پنجہ ملک بلور جادو نے کہ خود دختر ملک آئینہ دار جادو ملک طسم آئینہ ہر اس نے بھیجا تھا اسیلے  
کہ ملک مذکور بھی سیر کنساں اُس جگہ کہ جہان ایہ پنجہ کشی کر رہے تھے آئی تھی اور فریتہ ہو کر  
گئی تھی پس اس نے پنجہ سحر بھیج کر شہزادے کو بلوانا چاہا تھا وہ پنجہ خالی پھر کر گیا ملک چشم ہاہ انتظار تھی  
یاد مشوق میں بقرار تھی آنکھیں جانب درنگران یہ بیت در زبان بیت وعدہ خلاف یار سے  
کہنا پیام برہ آنکھوں کو روگ دے گئے ہوا انتظار کا + اسی پنجہ ہجر میں طرفہ یہ ستم ہوا کہ پنجہ سامنے  
آیا اور شکل انسان متمثل ہو کر حال کہا کہ میں شہزادے کو لاتا تھا راہ میں ملک صنوبر دختر زردمان  
حاکم قلعہ زردمانیہ نے چھین لیا یہ خبر سنتا تھا کہ ملک کو غصہ آیا پنجہ فرقت نے کلیجہ کھایا بیتا با نہ زبان  
پر لائی فرد + اسے غم تری اب خوشی کہاں تک + کمخت ہو تو ہو گیا دل + اسی نے قراری میں اپنی  
وزیر زادی ملک حور چہرہ جادو کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے یہ گستاخی صنوبر کی دیکھی کہ میرے بلاتے ہو



شخص کو اس نے چھین لیا ہر خرید کہ مجھے اس مرد سے کچھ مطلب نہیں وہ لگا لگا ہے آئے یا نہ آئے مگر غصہ  
 تو یہ ہر کہ ای جان کے جتنے خراج گذار ہیں انکو یہ حوصلہ ہوا کہ اب مقابلہ کرنے لگے اس صند پر قلعہ زردمانیہ  
 کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گی میں بھی اپنے نام کی ہون اتنی سی بات پر آفت ڈھاؤں گی تو شکر جلد  
 درست کر اور میرے ہمراہ چل جو رہبر ہونے یہ تقریر سن کر بلا میں لیں اور عرض کیا کہ بی بی ملکہ حضور  
 کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ حضور نے اس شخص کو بلایا ہی وہ کسی اور ساتھ بچہ کو سمجھی ہوگی ورنہ یہ اس کی بجا  
 نہ تھی کہ جو ایسی شوخی کرتی اب میں جانی ہوں اور شہزادہ مطلوب کو لیے آئی ہوں یہ کہہ کر بزورِ سر  
 اڑ کر چلی اور ملکہ فراق دیدہ پھر انتظار آمد جانان میں یا خاطرِ صبور بھی کبھی فرطِ یاس و بیتابی سے  
 یہ کہتی کہ بیٹا ہاے ری یاس واسے ناکامی + آرزو ہم سے منہ چھپاتی ہے + اور ایک نظر کے دیکھنے  
 سے تصور میں جو صورت یا را بھی طرح نہ آتی تھی تو رو کر یہ فراموشی کہ شہرِ ہمارے آنکھوں میں آؤ تو  
 ہم دکھائیں تمہیں + ادا نکھاری کہ تم بھی کہو کہ مان کچھ ہے + اور خیال محبوب جو دیدہ دل میں جلوہ گر  
 تھا تو یہ اہ شکایت یہ لب پر تھا کہ فریاد کے آنکھوں سے ہو گئے پیمان + پر آنکھ سے مری  
 مثلِ نظر نہیں جاتے + بلکہ کیا خوب کہا ہے کہ بیٹا یوں تو دم بھر نہیں آتا انھیں شوخی سے قرار +  
 پر تصور میں وہ آتے ہیں تو کم جاتے ہیں + اور کبھی کہتی تھی کہ دیکھو جو رہبر انھیں لاتی ہے یا نہیں بھلا  
 وہ مغرور حسن و جمال کا ہے کہ آئے گا خدا معلوم قاصد کیا پیام لائے گا کہ شہر پس فنا بھی ہماری  
 کھلی رہیں آنکھیں + پس اس اسید پہ شاید کہ نامہ بر آئے + غرض کہ یہ ملکہ پر از اشتیاق شکایت  
 دوری دلدار کر رہی ہے اور ادا دھر جو رہبر روانہ ہوئی اول قلعہ زردمانیہ میں آئی زردمان  
 نے بتخلیم تمام بھلا کر سبب آئے کا پوچھا اس نے بنا بر مصلحت یہ تو نہ کہا کہ ملکہ نے ہر اسے تلاش  
 ایچ بھیجا ہے اور اس کو تیری دختر نے چھینا ہے پس راز کو چھپا کر گویا ہوئی کہ میں ملکہ حضور کے  
 دیکھنے کو آئی تھی زردمان نے کہا وہ اپنی بھوپھی خنظل جادو کے پاس گئی ہیں یہ سن کر جو رہبر  
 رخصت ہوئی اور نہ کسی کوہ پر آئی یہاں شکر شہزادہ قاسم کا اتر اٹھا سمجھی کہ مسلمانوں کا لشکر  
 جڑھ آیا ہے اس جگہ جانے میں عرصہ ہوگا خنظل اپنا دکھ کہیں آئی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ  
 بچو بھی پاس آئیے جیلے سے حضور شہزادے کو اسی حوالی میں کہیں لیے چھپ کر بیٹھی ہے پس یہ تجویز کر کے  
 دھونڈھتی ہوئی چلی اور جس کسان آخر اس جگہ پہنچی کہ جہان شہزادہ ایرج شکار کر کے بہاڑ  
 پر بیٹھا مصروف میخواری تھا اس نے پاس جانا مناسب نہ جانا کہ شاید شہزادہ چلنے سے  
 انکار کرے پس ایسا سحر بڑھا کہ برق شعلہ بار چلی سرداران شہزادہ جو پاس بیٹھے تھے ان کی  
 آنکھ خیرہ ہوئی اور یہ بچہ بن کر جو گری شہزادے کو لے کر روان ہوئی بعد جانے شہزادے کے ملازم  
 ہوشیار ہوئے اور شور و غل کرنے لگے آخر وہاں سے ملکہ خنظل پاس آئے اور حال کم ہو جانے



شہزادہ کا کہا صنوبر بے قرار ہوئی اور ڈھونڈنے چلی ادھر قنصل نے ساحر دین کو روانہ کیا کہ شہزادہ کو تلاش کرو ایک طرف سے شالور عیار تجسس میں چلا مگر حال شہزادہ کا سننے جو چہرہ نے ان کو لا کر ایک پہاڑ پر اُتار دیا اور آپ وہاں سے خدمت ملکہ میں آئی ملکہ نے اس کو بے تلاش و خندان دیکھ کر معلوم کیا کہ گل مراد اس نے چتا ہی اور گوہر مقصد پایا ہی تجاہل کر کے استفسار کیا کہ کہو کہاں گئی تحقیق کیا کہ آئین اس نے مسکرا کر جواب دیا کہ جو کچھ کیا ہی رہا اب ظہور میں آتا ہی بیان اس کا کرنا بیجا ہی بلکہ کورہا سہا شک بالکل دفع ہو گیا اور یہ جگہ اسکی سیرگاہ ہی ہر طرح کا اسباب عشرت بیان مہیا ہی سامان تیاری انجمن آرائی میں مصروف ہوئی اور ادھر شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک پہاڑ پر بنگلہ پر تکلف بنا ہی چمنستان پر فزا لگا ہی ہر پہاڑ اس گلستان کا روئے خرمی آئین شاہد ان کو شرماتا ہی تازہ بہار ہی حسن سبزہ رنگان خاک میں ملاتا ہی گل بصد تجل زیب و سادہ چمن کہیں بیلا کہیں جعفری کہیں نسیم و نسرت کو سون تک سبزہ زار گل خود رو کی انوکھی بہار تدر و کساری کوہ کے واسن اور دانگ پر خرامان طاؤسان زرین بال چان چان روان نہر دین نے بہر گروہ و کدورت خاطر دھونی تھی شبنم ہر گلشن میں اسی جگہ کے عشق میں روئی تھی عیسیٰ دم مسیح نفس ہوا کا چلنا خضر راہ عشق کے مردہ دلوں کو زندہ جاوید بناتا تھا اہر کساری سبز و زرد و سرخ پہاڑ پر چھا یا تھا قوس و قزح نے اپنا رنگ الگ جا یا تھا نہیں نہیں فلک پر کسی کہاں ابرو پر قربان ہوا چاہتا تھا سور کی جنگھاڑ کسی خوش گلو کا کو کتنا یاد دلاتی تھی طاؤس و فغان کی رفتار دل پا مال کیے ڈالتی تھی کہ بوجہ بیات

کوہ اندرون لالہ و سنبیل ست  
نہ سرزد نہ گرم و ہمیشہ بہار  
گزارندہ آہو بہ زار غ اندرون  
ہمہ سالہ ہر جاے انگشت لٹے  
ہی شاد گروہ و زبوںیش روان  
ہمیشہ پر از لالہ بینی زمین

کہ در بوستانش ہمیشہ گل ست  
ہوا خوشگوار و زمین پر نگار  
نوازند بلبل بباغ اندرون  
ہمیشہ نیا ساید از جستجوے  
گلاب ست کوئی بجویش روان  
دی و بہمن و آذر و فرودین

شاہزادہ سیر بہار میں مصروف تھا کہ سامنے بنگلہ سے ملکہ نے اسکے گلشن حسن کی بہار دیکھی قدودہ فتنہ خیز نظر آیا کہ بے ساختہ یہ مطلع بڑھا مطلع ترقی دو گے تم کب تک قد بالائے قامت کو + نکلوادو گے کیا تم دونوں عالم سے قیامت کو + زلف مشکین شکن در شکن گل سے رخسار پر عکس افکن جیسے مار گروہمن بلکہ یہ حال ہے کہ بیت کیا تا شاہی کہے کہ آئینہ کو با حقہ میں دیکھ کر وہ زلف اپنی آپ بل کھانے لگے + روے تابان کی چمک کے سامنے نیر اعظم لرزان



آئینہ سکندرجیران کہ بوجب بیت ہو گیا پر تو رخسار سے کچھ اور ہی نگ + میں نے منہ چوم لیا تیرے تماشائی کا +  
 ملکہ اس صورت و لفریب کو دیکھ کر ششدر رہ گئی انیسویں جلیسون نے عرض کیا کہ اب تو یہ آہوے صحرے  
 حسن دام میں آیا ہے گھبراہٹ نہیں خدانے روز وصل دکھایا ہی ہم جاتے ہیں اور اس کو بیان لاتے ہیں یہ کہہ کر  
 روانہ ہوئیں ایرج نے دیکھا کہ بنگلہ کی طرف سے نگرخان سمن بدن و گل پیر منہاں سمین ذقن آتی ہیں حسن میں  
 ہر وہ ماہ کو شرماتی ہیں کہ بیت کینزان چارہ گرد و عشوہ و ناز + ہمہ دستان تا و جلوہ پرداز + شہزادہ بھی آگے  
 بڑھا ان ماہ پیکر نے قریب آکر پوچھا کہ اے نوجوان تیرا کہاں سے آنا ہوا کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں پندہ  
 پر نہیں مار سکتا ملکہ بلور جادو کی سیرگاہ ہے ایرج نے کہا میں گم کردہ راہ ہوں خود جیران ہوں کہ کس نے  
 میری خواہش کی ہے اور غلبہ حرص و ثنوت سے مجھ کو پریشان کر کے یہاں بلایا ہے شاید تمھیں مستانیوں نے  
 یہ شعبہ بنایا ہے تو یہ بخیریت ہی میں کبھی تھو کون گا بھی نہیں وہ سب اس کلام سے تہقہ مار کر ہنسیں اور  
 بولیں کہ کیا مرد و باتیں بتاتا ہے عورتوں کا مکر مشہور ہے لیکن اس نے انکے بھی کان کاٹے ایک بولی کہ نام  
 خدا سے ایسے تھے ہیں کہ راہ نہیں جانتے ہیں دوسری نے کہا مکاری تو دیکھو کہتے ہیں کہ میں آپسے نہیں  
 آیا کوئی انکو گود میں اٹھا لایا ہے تیسری نے کہا کسی کی بلا کو کیا عرض تھی ہوا انکو اٹھا لانا ذرا اپنی صورت  
 تو آئینہ میں دیکھو کچھ ایسے خوبصورت کبھی نہیں ہو جو کوئی دیکھتا ہو گا جو تھی نہستی ہوئی پاس آتی اور شہزادہ  
 کا ہاتھ پکڑ کر بولی کہ اس پیکرے سلجھ سی صورت پر اتنا اتنا اچھا نہیں آؤ جو آئے ہو تو ہماری ملکہ پاس چلو  
 وہ مہمان نواز ہیں تمھاری خاطر کریں گی لیکن میان یہ نہ سمجھتا کہ کسی اور لالچ سے تمھیں بلاتی ہوں تمھاری  
 غریبی پر ترس کھاتی ہوں ایرج ان باتوں سے ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھیں تو لا کھو برس بھی نہ پوچھتا مگر جو  
 تمھاری ملکہ کا بھی چاہا ہے تو خیر چلتا ہوں انھوں نے اس تقریر پر تیوری چڑھائی اور منہ بنا کر کہا چل  
 مرد وے حواس میں آئے ہو ایسی باتیں کسی بھی مالزادی سے کر لو صاحبو کیا ہماری شامت ہے  
 جو ان کی شکل پر دیکھیں گے میں سچ کہوں مجھے تو پھوٹے دیدن بھی بیان نہیں بھاتے ایک ان میں سے  
 پھر تڑپ کر بولی اے بوجبنا تم اس مرد وے کو منہ لگاتی ہو یہ جانتا ہے جو میرے وہ راجہ کے نہیں  
 اور زیادہ اتراتا ہے دوسری نے کہا سچ تو ہے اس کا مزاج تو ساتویں فلک پر ہے تیسری بولی چلی بھی  
 آ اسکو آنا ہو گا آپ ہی آئے گا تو تھی نے پھر شہزادے کی طرف دیکھ کر تہقہ مارا اور کہا اے آؤ چلے  
 آؤ ہمارا کہنا مانو نہیں تو پچھتاؤ گے شہزادہ بھی ہنستا ہوا ان کے ساتھ چلا اور بنگلہ میں آیا حسن ملکہ نے  
 شگلے کو رشک برج آسمان پایا دیکھا کہ ایک حور و ش نازک اندام بیٹھی ہے جو ہوا کے جھونکے سے  
 منرجھائی جاتی ہے رضوان اس کے رخسار پر گھاس بہشت شمار کرنے کو بھیجتا ہے مگر وہ نقدق کے جی  
 لائق نہیں جانتی حورین رخسار اپنا تلون سے ملاتی ہیں لیکن اس کے کت پا کو گب پاتی ہیں لب جان بخش کا  
 اس کے چشمہ حیوان سا منانہ گر سکا سکندرنے ہر خنپ چاہا مگر اس نے منہ نہ دکھایا فرط حیا سے



برودہ ظلمت میں چھپایا عالم سے اپنے تئیں مخفی کیا چاہے دن اگر زاهد صد سالہ دیکھے یقین ہو کہ مطیع ہو کر پانی پھرے گلوے  
تازک پر عالم نکلا کٹاکے شانوں کو دیکھ کر دل نشات تیر ہلا ہو جائے سینہ حسن کا گنجینہ اس پر چھائی ان سنگدوں  
کے دل سے پھر گلائی میں نارنگی سے بہتر شک رشک رخسار جو صفائیں غیرت بخش شعلہ طور کمر جو ہر آئینہ خسار  
حوشان سے زیادہ باریک تراگے جاگہ حیا کی ہر دفتر حسن پر چہر لگی ہو ساق پاشمع طور ہر کھٹ پائے کے رو برو نور  
خریے نور ہر کہ موجب نظم

قدش نخل ز رحمت آفریدہ فرود آدینتہ زلف سمن ساسے فلک درس جالش کردہ تلقین ز طرف لوح سیمینش نمودہ ہنر آن دونوں طرفہ دو صا دش ز حد نون اور احلقہ مسیم فرودہ بر الف صفر میان را	ہر بستان لطافت سر کشیدہ نگندہ شاخ گل راسایہ برپاسے نمادہ از جنبش لوح سیمین دونوں سرنگون از شک سودہ نوشته کلک صنع استادش الف داری کشیدہ بینی از سیم یکے وہ کردہ آشوب جان را
---	--

ز نور الماس بن غرق طلاے حسن میں مرصع از پارتا فرق فرط نزاکت سے پیشوا از انار ڈالی بھی پانجام  
ز رقی پہنے تھی کرتی جالی مقیش کی گلے میں گھاس کی اور صنی سر پر حسن کی کھیتی ہری تھی

چو پنچم باجمائے تازہ دربر مرتب ساخت بر تن پیرہن را زد سینہ دو ساعد دیدہ رونق رخش مے داد با ساعد گدا ہے	لباس نوبو پوشیدہ دربر دگل پر ساخت دامن سمن را ز زکر کردہ دو ماہے رامطوق کہ حسنش گیر داندہ تا با ہے
---	---

شہزادہ یہ حسن داد دیکھ کر کلیجہ کپڑے کے بیٹھ گیا اور تادیر جلوہ جمال نے آئینہ دار حیران بنایا جب کھڑا  
میں آیا دیکھا انجن عشرت آراستہ ہی بنگلہ پر ی سے زیادہ سجا ہے کہ بموجب

صفائے صفنائش صبح اقبال مرصع چل ستون از زبر افراخت بیائے ہر ستونے ساخت از زر ز طاؤسان زربین صحن او پر میان آن درخت سر کشیدہ زمین آراستہ فرش حریرش قنادیل گہر پیوندش آویخت	فضائے خاننائش گنج آمال ز وحش و طیر زیبا شکلا ساخت غزال نات اد از مشک از فر بدھماہے مرصع در تنجستر کہ مثلش چشم تادربین ندیدہ جمال افزود از زربین سریرش ریاحین بہر عطرش در ہم آمیخت
--	---



کشتیان شراب ناب کی چنی تھیں صرا حیان طاوون پر رکھی تھیں جام زرنگار آراستہ ہو شان پیمانہ عشق کے منہ چڑھے ہوئے قح مہر و ماہ سا غرجم سے بڑھے ہوئے ملکہ نے شہزادہ کو اپنا ذلیفہ دیکھ کر سند زریں پر بٹھایا اور جام بادہ سرخوش سے بھر کر دیا شہزادے نے پینے سے انکار کر کے سوال اسلام لانے کا کیا ملکہ نے منہ کر کہا کہ انا آپ کا بہر صورت قبول ہر خاطر ہمان کر نامیزبان کا معمول ہر شہزادے نے جب اس کو مطیع اسلام کر لیا اس وقت دور جام دما دم حل نکلا رقصا صہ طلب ہوئی ناچ ہونے لگا اہلبہ عشرت جا پہاڑ پر سبزہ زار ابر سیاہ کا لطف سرد ہوا کی کیفیت لالہ زار کی بہار بغل میں معشوقہ گل رخسار و طر حدار یہ سامان دین و دنیا کی یاد ہلائے جو گرد لون کا نام عنقا رکھے شہزادے کو بے شرت بٹھائے تھا قمر کیرون کا ناچنا دیکھ کر پیر فلک گردش بھولا تھا گانا دہان کا قوالہ آسمان کے ہوش کھوئے ناہید سپر کو دیوانہ بناتا تھا یہ حال کہ غزل

آن بہ کہ مے کشم دوسرے دوسرے بونے گل  
بس دلکش ست گشت گلستان نبونے گل  
من سوے او نظر فگنم او بسوے گل  
از جستجوے لالہ داز گفتگرے گل

آمدہ بہار و خوشدل از سنگ بونے گل  
این دم کہ بوے دلکش گل مید ہر نسیم  
خوش آنکہ یار باشد من در حریم باغ  
دید آن دور رخ دلالی و اسودہ نشست

شہزادہ اسی نشاط و عشرت میں زیب و سادہ مسرت تھا کہ فلک کج رفتار کو بڑا معلوم ہوا بازی تازہ بڑے کار لایا یعنی وہ ساحر جو نامہ آفت لے کر ملکہ آئینہ کے پاس چلا تھا اور اُس کے ساتھ سیارہ عیار روانہ ہوا تھا چنانچہ سیارہ تو شا پور سے ملا اور وہ ساحر نامہ لیے آئینہ دار پاس پہونچا نامہ اُس کے حوالے کیا اس نے نامہ پڑھا حال گرفتاری سردار ان اسلام پڑھ کر بہت خوش ہوئی اور نامہ دار کی دوروز دعوت کر کے رخصت کیا جواب لکھ دیا کہ میں آفت تھا رے فتیاب ہونے سے میں بہت خرسند ہوں ایک روز توقف کرو میں اپنی بیٹی بلور کو بلا کر ملک و مال سپرد کر کے آؤں گی اور سردار ان مقید اسلامیان کو قتل ہوتے دیکھوں گی حتی الامکان میرا انتظار کرنا اگر نہ آؤں تو قتل کر ڈالنا نامہ دار یہ تحریر لے کر اُدھر گیا اور اس نے اپنی دختر کو نامہ لکھ کر ساحر کو دیا کہ جا اور ملک بلور جادو پہاڑ پر سیر دیکھنے گئی ہیں ان کو پہونچا ساحر وہ خط لیے اُس وقت آکر پہونچا کہ ایرج ملک کو گود میں لیے جام بے گلفام پیتا تھا اور بجائے گزک بوسہ اُس کے لب شیرین کے لیتا تھا اور حسن ملاحظت بنیہ سے کام جان کو چاہی گیر حلاوت عشق کرتا تھا کنیزین محرم راز شگلے کے در پر تہجدہ پاسانی پٹھری تھیں وہ اس ساحر نامہ دار کو روک کر گویا ہوئیں کہ ملکہ اندر پوشاک بدلتی ہیں برہنہ ہیں تم نہ جاؤ خط ہمیں دو اور جواب لے کر پھر جاؤ اس نے خط حوالے کیا کنیزین ملک پاس آئیں مگر گھبراہٹی ہوئی ملک نے پوچھا کیا ہے کہا یہ نامہ آپ کی مان نے بھیجا ہے نامہ لے کر پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند بادہ جگر ہم خداوند لقا پاس جلیا پڑتے ہیں



وہاں زیارت خداوند بھی کرین گے اور سوار طلسمی سوا سو سردار حمزہ کے پڑ لایا ہر علاوہ ان کے اور سردار بھی پہلے سے قید ہیں ان سب کا قتل دیکھیں گے پس تم کو چاہیے کہ سیرگاہ سے پھر آؤ اور سلطنت طلسم چندے سنبھالو یہ مضمون پڑھ کر ملکہ نے جواب لکھا کہ امی جان کل میں حاضر ہوں گی آج میری طبیعت بہت سست ہے معاف فرمائیے گا پس یہ جواب کینزون نے جا کر نامہ دار کو دیا کہ وہ لے کر بیٹ گیا اور یہاں ملکہ نے بخاطر ایمرج کہہ دیا تھا کہ میں مطیع اسلام ہوں کچھ زیادہ تصریح تو اسکی ہوئی نہ تھی بلکہ ملکہ یہ بھی سمجھتی تھی کہ اسلام کسے کہتے ہیں معشوق نے جو کہا کہہ دیا تھا قبول ہر اس وقت نامہ میں حال گرفتاری سلمانان دیکھ کر خوشنود ہوئی اور کہا شکر ہے سامری کا خوب ہوا جو یہ ہوے دشمن خداوند بکڑے گئے اور مارے جائیں گے یہ کل ایمرج نے جب سنا آگ ہو گیا اور حال پراہل اسلام کے بے اختیار آنسو نکل آئے ملکہ نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا کہ کیوں تم نے رو دیا شاید تم یہ جانتے ہو کہ میں اب چلی جاؤں گی اسے شہزادے کل میں اپنے ہمراہ ہیں لے جاؤں گی امی جان چلی جائیں گی مکان اکیلے ہو گا تم وہاں رہنا ایمرج نے یہ کلام سن کر کہا خدا تیری صورت اب مجھ کو نہ دکھائے اور تیرے سایہ سے اللہ بچائے کہ بیت کیا کیا کو کہن نے شیرین سے بھاگ سایہ سے بیزدات کے ملکہ معشوق کے خفا ہونے سے رنجیدہ ہوئی دوپٹے سے آنسو شہزادہ کے پوچھتی تھی اور کہتی تھی آخر مجھ کو گڑی نے کیا کیا ہی بناؤ تو میری خطا کیا ہر ایمرج نے کہا تم مسلمانوں کی اسیری سکھر خوش ہوئیں اور وہ میرے جدو آباہن میں نبیرہ علمشاہ بن حمزہ ہوں آنسو اس پر کہ یہاں بیٹھا ہوں اور لشکر اسلام تباہ ہو جائے اسے یا پیمان خود جا کر ان ساحر دن کو اتنی تلواریں ماروں گا کہ ٹکڑے اڑا دوں گا اور اگر بس نہ چلے گا تو خنجر مار کر مر جاؤنگا تم اب اپنے گھر جاؤ میں سمت لشکر امیر جاتا ہوں یہ کہہ کر اٹھا ملکہ نے دوڑ کر دامن پکڑ لیا اور کہا پہلے مجھے مارتے جاؤ کہ میرا یہ حال ہے بیت جنس رسوائی کے ہم گاہک نہ تھے یہ بڑا سودا ہمارے سر پہ آٹھ شہزادے نے دامن جھٹک کر ہاتھ پھیرا دیا اور چل نکلا ملکہ اب کی کرے بھپٹ کر لھٹی اور کہا کہ فرد قابل عفو میں آلودہ عصیان ہوں + اے کرم صبر کر اتنا کہ پیشان ہوں شہزادے نے کہا اے ملکہ اب یہ روکنا بجا ہے کہ مجھ کو بیت ستم ہر بعد فنا آپ کی ہوا خواہی + نہ خاک اٹھائیے اب خاک میں ملاکے ہیں جب ملکہ کشتہ تیغ ستم نے دیکھا کہ یہ نہ لڑے گا رو کر کہا کہ آپ میرا تصور معاف کیجیے اور مجھ سے اس جرم کے عوض جرمانہ میں وہ چیز لیجیے کہ تمام ساحر اس سے عاجز ہوں اور سوار طلسم بھی مارا جائے شہزادہ اس گفتگو سے پھر رکا اور پوچھا کہ وہ کیا ہے ملکہ نے کہا طلسم کی چیز کسی سے غارت نہیں ہوتی جب تک کہ اسکا روطلسم ہی سے نہ دستیاب ہو سوار ان طلسم جہاں حکما سے بنائے ہیں ان کے قتل کرنے کے لیے تلواریں بھی بتائی ہیں چنانچہ پہلے تیغہ سحر کش تھارے باب کو زخمی طلسم دے چکی ہے دیسے ہی تلوار میری مان کے خزانہ میں ایک اور ہے آپ آج کی رات یہاں تشریف رکھیے میں شب کو چھپ کر جاؤں گی اور وہی تلوار لے آؤں گی صبح کو جانیے گا اور سوار طلسم اور آفت وغیرہ



سب کو داخل جہنم فرمایا لیکن استاخیال رہے کہ کوئی اسیر سلسلہ الفت پہاڑ پر سرنگراتی رہی جلد آئے گا  
بھگوان بھول نہ جائے گا شہزادے نے کہا مجھ کو تنہا راستہ نہ ملے گا ملک نے کہا آپ صحرائین آگے قریب نہ گئیں کہ وہ  
ٹھہریے گا میں جا کر لے آؤں گی شہزادہ ان باتوں سے رام ہو کر پھر مجلس نشین ہوا اور ملک سے اقرار اطاعت  
اسلام دوبارہ بطور استحکام لیا ملک نے ہنس کر کہا کہ بیت غضب اسکی مسیحا کی تلون خیز ہزار مرتبہ مارا جلا جلا  
کے ہیں غرض کہ پھر وہی جلد انبساط تھا وہی ہنگامہ نشاط تھا اسی عرصہ میں وہ دن آخر ہوا یعنی پیام آمد  
شاہد شب شکر حرارت غضب خروغ اور کم ہوئی اور فرط غیظ سے کانپتا موقوف ہو کر ایوان مغرب  
میں بارام شکن ہوا نظر

شب آمد عاشقان را پر دہ راز	شب آمد بیدان را غصہ پر داز
توان بس کار در شبگیر کردن	کہ روزش کم توان مدبر کردن

ملک نے طعام لذیذ و خوشگوار شہزادہ کو کھلایا اور کینزوں کو بہر خدمتگاری تاکید بلیغ فرمائی اب بھی یہ  
تک خاطر میں مصروف رہی جب دو ہیرات آئی ایک کینز کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھا روانہ ہوئی  
اور اندر ظلم کے پہونچ کر اپنی مادر پاس تو نہ گئی سیدھی خزانے کی طرف پہونچی چنانچہ مادر نے اسی کو سب  
امورات ظلم کا دارالامام کیا ہر کنجیان خزانے کی اسی کے پاس رہتی ہیں بس کو کھٹا کھول کر اندر گئی اور  
ایک صندوق کو کھولا اس میں چار تلواریں رکھی تھیں کہ وہ سب ظلم کی ہیں ان میں سے ایک تلوار سواران  
ظلمی کے قتل کرنے کی ہے اس نے وہی تلوار اٹھائی پھر وہاں سے دوسرے مکان میں گئی وہاں ظلم کا  
گھوڑا بندھا تھا جو دم بھر میں متزلزل جاتا ہے جہاں کا ارادہ رکھ کرے وہیں پہونچاتا ہے اس  
مرکب دودی میں کو کھول کر زمین و لگام سارا اسباب اسکا لے کر اس پر سوار ہو کر مکانات بند  
کر کے پہاڑ کا راستہ دیا پھیلی رات کو شہزادہ پاس آ پہونچی اور دونوں نشید ابا جم پٹ کر سو رہے  
شب وصل تو چھوٹی ہوتی ہی ہی بہت جلد صبح ہو گئی اور تیغ مہر سپر فلک پر چمکی

چو برداشت پر دہ ز پیش آفتاب	سپیدہ برآمد بسا بودہ خواب
چو خورشید زد عکس بر آسمان	پراگندہ بر لاجورد دار عنوان

شہزادے اٹھ کر ناز سحر پڑھی اور مکرعزم روانگی بانڈھی ملک بیتاب ہو کر بچاری کہ بیت گھر جانے کا  
ارادہ اعلیٰ سے نہ کیجے ہدیہ میرے درد دل کی چمک ہو کر نہیں غرض کہ وہ تلوار شہزادے کو دی کہ اس نے  
تیب کر فرمائی اور گھوڑا طلسمی کھینچ کر سوار ہوا اور ملک سے رخصت ہو کر حل نکلا ملک فراق کشیدہ  
وہاں سے جگے میں آئی غم یار میں زوئی بیٹی چلائی اور منہ لپیٹ کر پڑ رہی پھر ایک کینز سے حکم دیا کہ  
امی جان پاس جا کر عرض کر آ کہ میں آج بھی حاضر نہ ہوں گی کل سے زیادہ باندی ہوں کینز خدمت  
ملکہ آئینہ میں گئی پیام ملکہ کما وہ دختر کی علالت سن کر مضطرب ہوئی اور سوار ہو کر پہاڑ پر آئی یہاں ملک



سب عشق رکھتی تھی منہ پیٹے پڑی تھی اس نے درحقیقت اس کو بیمار پایا کہا اسے فرزند تھاراکو را پنداہ اب پہاڑ  
پر نہ رہو طلسم میں جلو طیب سے اپنا حال کہو ملک نے کہا مجھے اب وہو ادہان کی راست نہیں اور زیادہ  
بیمار ہو جاؤں گی آئینہ نے کہا میں خداوند یاس جانے کو تھی اب نہ جاؤں گی تم اچھی ہونا تو میرے یاس  
چلی آتا یہ کہہ کر طلسم میں آئی اور عزم رفتن کر کے بیٹھی ادھر ایرج جو سمت لشکر چلے مرکب طلسم ان کے  
ارادے کے بموجب اسی جانب چلا اور لشکر میں لقا کے سب آئینہ نہ پہونچی تو باقی ماندہ سرداروں کو  
آفت نے گرفتار کرنا چاہا پس آج کی رات طیار جنگ بجوایا ہر رات بھر تیاری حرب میں بہادروں  
نے سیر کی ہر لشکر دم حرمیدان میں ہو چکر صفت آراہین بادشاہ اسلام اور امیر آبادہ مرگ اور ہمای  
قضاہین کس لیے آفت نے سوار طلسم سے امیر کو بھی گرفتار کرنا چاہا ہا ہی جانتی ہر کہ سوار طلسم پر اسٹم  
نہ چلے گا اگر اسم اعظم سے طلسمی تحفہ باطل ہو جاتا تو پھر لوح طلسم کی ضرورت نہ ہوتی غرض کہ طبل و بوق  
بج رہے ہیں نقیب لشکر نے ہیں علم لشکر کے جلوہ دکھاتے ہیں صفوف ہمینہ و میسرہ وغیرہ درست ہیں  
دلاور چالاک و حست ہیں سوار طلسم بیچ میدان میں آکر سلج شوری کر رہا ہر اس وقت ایرج  
نوجوان قریب لشکر ہو سنا و ہان دونوں لشکروں نے دیکھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی بختیارک  
سمجھا کہ کوئی اور ساحر آتا ہر لقا سے کہا یا خداوند اب تو خوب تقدیر آپ نے کی ہر اس گرتے  
مہنکر جواب دیا کہ میری شیت میں کس کو دخل ہے جب چاہوں ان بندہ گان خوابی کو غارت کروں  
ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ دامن گردش گافتہ ہوا اور روئے تابان ایرج دکھائی دیا نظم

کہ آمد سوار سے ز صحر اچو گرد	بزیر اندر ش بارہ رہ نور د
بیلا شود ہجو سر و بلند	بدست اندرون گرز و برزین کند
بیازد قوی و بہن زور مند	ستارہ در آرد بچرخ بلند

لشکر اسلام میں علموں کو جلوہ ملا سردار شادان و فرحان بے استقبال دہڑے امیر ج نے بادشاہ  
کے سامنے آکر تسلیم کی اور اجازت حرب لیکر رخ سوئے جنگاہ کیا بختیارک نے کہا یا خداوند  
تقدیر اکٹ گئی آپ کے نواسے کے تیور بڑے معلوم ہوتے ہیں اور سوار طلسمی سے کہلا بھیجا کہ مبارک  
کے اس نے غرہ مارا ایرج مرکب طلسمی داب کر چلا کہ بمقتضای ایست

نشت از بر اشقرے ہجو باد	تو گفتی ز رخس اسدیم یاد
بہ پیش سپاہ اندر آمد و گیر	بغزید بر سان غرندہ شیر
ور آمد بمیدان جو آن جنگ جیسے	رہ بود از سرش ترک برسان گیسے
کے تیغ زوہر سرا سپ اسے	سکا در زور و داندہ آمد بر سے

سوار طلسم نے تگادر سے سنھل کر نیزہ مارا شہزادے نے نیزے کو سنان نیزہ پر گانٹھا برابر سے



جنگ شروع ہوئی پرکائے آتش کے سناہناے نیزہ سے فکھنے لگے گھوڑے گشت کرنے لگے یہ  
حال تھا کہ ابیات

ہمہ باستان سرافشان شدند  
چوناہیدہ ہر مردرخشان شدند

بزدیک مردان کہہ گیر و دار  
میکے باسکے خوب درکار گزار

شہزادے نے بکوشش بسیار نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکالا اُس نے گرز اٹھا کر مارا گرز کو گرز پر دھکا

کشیدند شمشیر و شردین و گرز  
دلادر سواران بافسرد بند

یکے گرد تیرہ برانگیختند  
بدانگہ کہ باہم بیادختند

آخر بعد تمام حربوں کے سوار طلسمی نے تلوار مار لی شہزادہ نے گھوڑا اڑا کر اس کے زیر بغل جا کر  
تلوار کو خالی دیا ہنوز وہ جھونک سے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تیغ طلسمی کھینچ کر شہزادے نے لگا یا نظم

برآر بخت آن شاہ جنگی سوار  
بزدور ہر سرش تیغ زہر آبدار

ز سر تا میانش بدو نیم کرد  
دل رزم جو یان پر از بیم کرد

تیغ طلسمی نے اُس سوار کے دو ٹکڑے کیے آفت کی جان نکل گئی لشکر اسلام میں مسلمانوں نے  
تجکیر کہی طبل و نقارے بکے بختیار رک باہمی پر کھڑے ہو کر اذان کہنے لگا اور دھواں اٹھتا دیتا  
جاتا تھا نازک چشم اور آفت نے بھلا کر سوار دن کو حکم دیا کہ ہاں لینا ان خدا پرستوں کو پھر توکھا  
کی طرح چار سمت سے سپاہ گھرائی امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اٹھائی اُدھر سے دھواں اٹھتا  
بڑھا اُدھر سے بادشاہ اسلام کا تخت آگے چلا تا زبان دیندار و مجاہدان ہتور شہزادہ تلوار و تیرہ  
لے کر چلے سوار گھوڑے اٹھا کر لشکر حرب پر جا پڑے دونوں لشکر غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے  
لگی چمک تھج جانستان کی چشم خورشید کو خیرہ کرنے لگی گرد سپاہ کینہ خواہ سے دیدہ جہان پر خاش  
ہو تیرہ ہوا گرز کی صدا نے دل کوہ کو آب کر دیا تو دین و تیر کا میٹھ برسنے لگا کہ بمقتضائے ابیات

برآرد خردش دہ و دارہ گیر  
چو باران بارید تو دین و تیر

ز بس تیرہ و تیغ زہر آبدار  
نہی تیرہ بد چشم خنجر گزار

بہ پوست گردے چو ابر سپاہ  
کہ تار یک شد و دے خورشید ماہ

ہوا گشت از نیزہ چون بیشہ  
دل ہر سوارے در اندیشہ

ز بس خون کہ شد ریختہ بر زمین  
یکے لالہ زار شد آن دشت کین

ز پیکان الماس او پر عقاب  
بتا بید رخشان رخ آفتاب

فلک را ز گرد سواران نثار  
گرفتہ ہوا کر گس گوشت غوار

بہر آرد خردش دہ و دارہ گیر

ز بس تیرہ و تیغ زہر آبدار

بہ پوست گردے چو ابر سپاہ

ہوا گشت از نیزہ چون بیشہ

ز بس خون کہ شد ریختہ بر زمین

ز پیکان الماس او پر عقاب

فلک را ز گرد سواران نثار

اس حرکت و دگشت میں پہلے سب سے نعرۂ ایرج بلند ہوا تھا جس سے لوزان فلک در منہ تھا نعرہ



منم ایرج آن شاه عالی گهر  
ز تینم فتنه لرزه در کوه قاف

کہ جہ من ست حمزہ نامور  
سر جنگجویان کنم در مصاف

آفت نے اور تمام ساحر و ن نے بڑے بڑے سحر کے پہاڑ اکھیر کر لشکر پر گرائے شہزادہ نامور پاس  
تیغہ تھا اور امیر اسم اعظم الہی باواز بلند پڑھتے جاتے تھے وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر لشکر ساحران پر  
گرتے تھے اور ہر ایک سحر پلٹ جاتا تھا جس سے لشکریان لقاصر تھے اسی ہنگامہ میں ایرج قتل و  
غارت کرتا ہوا تخت لقا کے قریب پہونچا آفت نے اُس وقت گھبرا کر طبل باز گشت بجوایا لشکری  
میدان سے پھرے اور اپنے اپنے مقام پر چلے امر نامور ایرج فرخندہ سیر کے سر پر سے زندہ نثار کرتے  
ہوئے بارگاہ میں لائے حکم حشون دیا تمام بہادر شراب و غوانی سے دماغ تازہ کرنے لگے نالچ دیکھتے  
راگ سنتے تھے ادھر آفت و لقا سوار طلمس کے قتل ہونے سے بخاطر کبیدہ بارگاہ میں آکر بیٹھے  
اور سختیاریک نے چھیڑنا شروع کیا کہ کیوں ملکہ سیج کہنا کس کو دفرے سوار طلمس کو اس مسلمان نے  
مارا میں تو اُس کے ہاتھ کی صفائی کا قائل ہوں کہ بیک ضربت دو ہی پر گائے اُس نے کسے آفت نے  
پوچھا کہ یہ جوان کون تھا اس نے جواب دیا پوتا علم شاہ کا پوتا امیر کا تھا وہ مہینہ بھر سے کہیں گیا ہوا تھا  
آج آیا تو اس شد و مد سے آیا آفت نے کہنا ملک جی میں تم سے چھپاؤن کیوں ایک طلمس آئینہ سروہان سے  
اس سوار طلمس کو لائی تھی یہ کہہ کر تمام حال ملکہ آئینہ کا بیان کیا سختیاریک نے کہا میں معلوم ہوا وہاں  
کوئی عورت اس جوان پر عاشق ہوئی اور اس نے کوئی تلوار دیدی جس سے اس نے سوار طلمس کو مارا یا  
کوئی خط اس سوار کے جسم میں ہو گا اسکا حال کہہ دیا ہو گا کہ اسی خط پر تلوار مارنا یہ سوار مر جائے گا بس  
اس جوان نے ویسا ہی کیا اچھا کہو اب تمھارا کیا عزم ہے آفت نے کہا جب تک زندہ ہوں لڑے جاؤن گی مگر  
تم نے بات قاعدے کی کہی بیشک ایسا ہی کچھ تیج سوار طلمس پر پڑا اچھا میں ایک لڑائی ان مسلمانوں سے  
اور لڑوں تو طلمس میں جاؤن یہ کہہ کر دربار سے اٹھکر اپنی بارگاہ میں آئی اور سحر کرنے لگی تھالی سامنے  
رکھ کر نیوا کندھے سلگا کر گیار کرتی تھی ڈمرو بجاتی تھی آخر ایک سوار مع مرکب و اسلحہ ماش کے آئے  
کا اس نے بتایا اور اس کو حکم دیا کہ انے سحر کے سوار جب تنجو بلاؤن حاضر ہونا اور مسلمانوں سے مقابلہ  
کرنا یہ حکم دیکر اسی اگیاری میں اسکو ڈال دیا کہ وہ سوار جل کر غائب ہو گیا یہ تدبیر کر کے اس نے  
ایک دن جنگ پر سبب خفگی لشکر موقوف رکھی جب دوسرے دن سوار طلمس فلک عرصہ گاہ عالم  
سے پھر کر مغرب میں گیا اور آئینہ قدرت نے آئینہ خانہ دہر میں آئینہ ماہ کو بصدق صفا ظاہر  
کیا کہ نظم

سیہ شد جہان چون شب لاورد  
خردشیدن کوس وروئینہ خم

چو خورشید تابندہ برگشت زرد  
بر آمد ز در تالہ گاد و دم



الحکم سے آفت بموجب صدائے نقارہ جنگ بلند ہوئی ہلکا روں نے جا کے بادشاہ اسلام سے خبر عرض کی  
 اودھر بھی شور نائے ترکی بپا ہوا ہر ایک دلاور سامان حرب کرنے لگا فوجین جمع ہونے لگیں سرداروں کی  
 وہ کثرت ہوئی کہ روے زمین نعل سے مرکبوں کے چھپ گیا سرداروں کے پرچم سے روے ہوا سرخ  
 نظر آتا تھا ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ سے دل سنگ آب ہوتا تھا تلواروں کی چمک سے ترک فلک  
 کا دل کا پتا تھا طول اس جگہ سچا ہی آخر کار شب بھر ہی ساراں رہا دم سحر جب خورشید انور نے اسیں  
 خاکدان تیرہ دتار عالم کو منور فرمایا اور بصد جاہ و جلال اور ننگ پرننگ افلاک کو نہایت طراز کیا کہ ایسا

چو تیغ تپش بر کشید آفتاب	سحر جنگیو یان برآمد ز خواب
ز در گاہ بر خاست آہ لے کوس	زمین قبر گون شد ہوا آبنوس
ز جوش سواران داز گرد پیل	زمین شد بگردار دریائے نیل

امیر ناز سحر پڑھ کر در دولت پر آئے بادشاہ جب برآمد ہوئے سب سرداروں نے حیرا کیا اور تخت  
 کے ہمراہ رخ جانب جنگاہ کیا اس وقت شہنشاہ اسلام کی عظمت پر گردون نثار تھا یہ رعب و داب  
 آشکار تھا نظم

جہاندار یا کاویانی درفش	مے رفت باتاج وزرینہ کفش
بھی بر شد آواز شان تادویل	بہ پیش سپہ اندرون کوس پیل
یک گردہ شد کہ گفتی سپہر	بدریائے قیراندر اندر دودھر
نہ بد بر زمین لیٹہ راجائے گاہ	نہ اندر ہوا بادرا ماندر اہ

اسی جاہ و تجل سے دشت میں پہونچ کر صف کھینچی اس طرف کو فوج ساحران لیے آفت آئی لقا سخت  
 تکیت پر سوار گرد تمام کو ہیون کی قطار لشکر کے بیچ میں آکر ٹھہرا بعد صفوں آرائی اور درستی میدان  
 حرب نقیبوں نے نہایت کی اور ندمت دنیا سنانی جب یہ بھی کنارے ہوئے بہادر جوش متور سے  
 بجوڑ ہو گئے آفت نے اجازت حربہ اوند سے لیکر عزم دشت نہر کیا اور وسط میدان میں پہونچ کر  
 دستک دی ہونڈ لا کر دکا اڑا اور ایک سوار مسلح و مکمل آکر جنگاہ میں سلح شوری دکھانے لگا آفت  
 نے پکار کر کہا کہ اے خدا پرستو تم سواران خداوند کو ہلاک کرتے کرتے کھرا جاؤ گے یہ فوج غیب سے  
 خداوند نے طلب کی ہی آؤ مقابلہ میں یہ نہیں سنا تھا کہ لشکر اسلام سے نعمان بن منذر نے بادشاہ  
 کے پاریہ تخت کو ہوسہ دے کر اجازت لی اور مرکب اڑا کر سامنے آیا سوار سحر نے تگا ورنی کی اور  
 نیزہ اٹھا کر حملہ آور ہوا بعد چند طعن کے نیزے ٹوٹے سوار سحر نے تلوار کھینچ کر خبردار کہہ کر ضرب کی نعمان  
 نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار سپر سے گزر کر خود دبلغہ عرق چین زہرہ ٹوپ کو کاٹ کر کاہے سر  
 میں در آئی اس بہادر نے داستانہ مارا کہ تیغہ جھینا کر سر سے نکلا اور خون کی چادر چہرہ پر پڑ گئی



سر ہرنے پر دین کے لگ گیا سوار حرنے کمر بندین ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اٹھالیا اور اسیر کر کے خواہے لشکر کے کیا پھر لغرہ مبارک طلبی کیا یہ کیفیت دیکھ کر دست چپ کے لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ ایرج نے مرکب طلسمی اڑا کر سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب و ضرب لی اور گھوڑا چپکا کر سوار سحر کے سامنے آکر ضرب مانگی اُس نے وہی تیغہ خونچکان بر سر شہزادہ ذیشان لگایا شہزادے نے گھوڑے کو کا دے پر لگا کر تیغہ خالی دیا اور تیغہ طلسم گھسیٹ کر کمر کو تیرا کر سر پر مارا اس نے بھی سپر کو سامنے کیا سپر کو تلوار کاٹ کر خود وغیرہ سے گذر کر کھڑے ہوئی اور جھجھو جھجھ سے گذر کر پشت مرکب پر آئی لیکن مثل برق مرکب بھی دو پر کالے کر کے زمین میں در آئی لشکر اسلام میں اشدا کبر کا نعرہ بلند ہوا نقارے بکے آفت گھبرا گئی اور فوج کو لگا راکہ لینا اسکو فوج چارست سے لینا لینا کہہ کر اگر شہزادہ مننگ آسا اُس دریائے لشکر میں غوطہ زن ہوا لشکر یان اسلام بھی جا پڑے اور کشتی حیات مخالفان طوفانی کرنے لگے پھر تو یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ ابیات

گر اندھن گرز ہائے گران  
ہو اگر ز ران تر جان دارے  
لشدر و شنائی ز خورشید و ماہ  
ز خون خاک سنگ غوان گشتہ بود  
نو گشتی زہے سنگ بارد ز میخ  
پراز خاک شد چشم زبان عقاب

در خمیدہ ن تیغہاے سران  
نو گشتی کہ آہن زبان دارے  
یکے باد بر خاست دگر و سیاہ  
بہر جابے بر تودہ گشتہ بود  
دس نیزہ و گرز دگو پال و میخ  
نہان شد گردانہ رون آفتاب

آفت نے پھر طبل باز گشت بجوایا جنگ موقوف ہوئی بہادر پھر کر خیمہ گاہ میں آئے اور اسودہ ہوئے امیر نے آج بھی ایرج پر سے بہت کچھ تصدق اتارا اور مصروف عشرت ہوئے ادھر آفت جو پھر کر گئی سب ساحر وغیرہ تو بآرام مسکن گزین ہوئے لیکن یہ سمست طلسم علی اور بعد طے مسافت راہ طلسم کے اندھ پہونچی محافظان طلسم تو بخوبی آگاہ ہیں کسی نے روکا نہیں یہ قلعہ میں پہونچکر الیوان شاہی کے متصل حب آئی ملکہ آئینہ دار نے خبر سنا استقبال کرایا اور اس کو اپنے پاس بلایا اُس نے سامنے پہونچکر سلام کیا اس نے ہاتھ کر کے پاس بٹھالیا اور کہا بہن مزاج اچھا ہے کہو ہمارے سوار کا حال پہلے تم نے لکھا تھا کہ مسلمان امیر ہوئے ہیں میں آئے کو تھی لیکن چھو کری کی طبیعت ماندی ہو گئی بلکہ بلور جاو کی اس وجہ سے نہ آسکی آفت نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمہارے سوار نے غدر پچایا تھا بہت سے سردار گرفتار کیے تھے جس کو ہاتھ مار تا تھا زخمی ہو جاتا تھا اس کے ضرب کی تاب نہ لاتا تھا تیسرے دن میں طبل جنگ بجو کر نکلی تھی کہ صحرائی طرف سے پروتا حمزہ کا آیا اور مقابل سوار ہوا اور بیک ضرب شمشیر اُس نے سوار کے دو ٹکڑے کیے یہ سننا تھا کہ آئینہ کے حواس بکڑ گئے اور گھبرا کر کہا بہن کیا کشتی ہو



آفت نے کہا میں سامری کی قسم سچ کہتی ہوں اور تمھارے سوار کے علاوہ ایک پتلا میں نے بنا یا تھا اسکو  
 جی اس نے قتل کیا میری عقل حیران ہو کر یہ کیا معاملہ ہر اسی لئے میں تمھارے پاس آئی ہوں کہ کچھ حال  
 و ریافت کروں آئینہ بولی کہ میں نے بہت بڑی حرکت کی سوار طلسم کو تمھارے ساتھ بھیجا یہ سوار اس  
 واسطے ہیں کہ کوئی آفت جب طلسم پر آئے اسوقت ان سے کام لیا جائے ہم نے آئین طلسم میں فرق کیا  
 کیا حرکت ناشائستہ کی دیکھیے طلسم بھی نہ ہتا ہر یا نہیں یہ کہہ کر اٹھی اور کہا تم ٹھہرو میں آتی ہوں غرض کہ خزانہ  
 میں آکر قفل تڑا کر دیکھا تو صندوق میں تین تلواریں ہیں چوتھی تلوار جس سے اس کی اصل تھی نہیں ہو حیران ہوئی کہ  
 یہ تلوار کون لے گیا یہ خزانہ میری دختر ملک ملور کے سپرد ہو سوائے اس کے اور کوئی یہاں آئے کیا مجال پس بلور  
 ہی سے پوچھنا چاہیے کہ تلوار کیا ہوئی یہ سوچ کر خزانے سے نکلی اور چاہا کہ دختر کو بلور سے پھر خیال آیا  
 کہ آفت بھی ہر سبب دالہ کی نے کچھ شرارت کی ہو اسوقت وہی مجرم ٹھہری تو مٹی بدنام ہو گئی یہ سوچ کر چپکی  
 آکر ٹھہری آفت کی طرف سے منہ پھیر لیا آفت نے اسے چپ ہونے سے پوچھا کہ بہن تم نے مجھے کچھ جواب  
 نہ دیا تم تو گھنگھنیان منہ میں بھر کر مٹھ رہیں اسے تو یہ کچھ آدمی ہست نیست کا جواب دیتا ہر یہ کیا کہ چپ  
 ہو میں آئینہ یہ سن کر جھبا کر لڑی کہ بہن جو اس پترو جو کوئی دوست باخود دیتا ہر تو کیا بات کاٹ لیتے ہیں تم انکی  
 پکڑتے ہو نچا پکڑتی ہو تم کیا آئین کہ طلسم پر آفت آئی اگر تم ایسی ہی بودی تھیں تو کاہے کو گھر سے نکلیں اور فرشتہ  
 سے کہا ہوتا کہ اور کوئی جائے میں ڈرتی ہوں غصی بھولی ہوں اور اگر آئی ہو تو کیا میرے تیرے برے  
 پر اسے لوگو کسی کا بھروسہ کیا بھروسہ تو سامری کا بھروسہ ایک تو سوار طلسم قتل کر آیا اب علم خالی کر آیا  
 چاہتی ہو بہن ایسی دوستی سے میں درگذری تم کیا میرے برے پر آئی ہو ایک تو میں نے یہ بیوقوفی کی  
 کہ اسوقت تمھاری بدحواسی دیکھ کر نہ اونچ سمجھی نہ بیچ سوار طلسم ساتھ کر دیا آئین طلسم میں فرق ڈالا اب  
 دیکھیے کیا ہوتا ہر طلسم رہتا ہر یا نہیں بہن اب سے آئے گھر سے آئے میں نے تو کان ایٹھے اب کسی کے  
 کہنے سننے میں نہ آؤں گی آفت نے جو یہ کلمات سنے غصہ آیا اور بولی کہ بہن اتنی ٹیڑھی نہ ہو تم نے تو نکاح  
 طے کی طرح پھیر لی جیسے ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا تمھارا سوار کیا حقیقت رکھتا ہر ہوگ تو دوستی میں  
 سرکڑا دیتے ہیں تم اتنی ہی بات پر بھری جاتی ہو احسان جتنا کہ مارے ڈالتی ہو نون کوئی اوچھے  
 کا احسان لے آئینہ نے کہا پس پس حقیقت اپنی ذرا دیکھ گھرائی ہوئی آئی تھی اگر سوار نہ جاتا تو گور  
 کے پرے جاتی اچھا بھرا اسکا کہتا کیا چلو اب سہی جب جانوں کہ کچھ مسلمانوں کا تو بنائے آفت طیش میں  
 آکر اٹھی اور کہا سامری ایسی بے مروت سے بات نہ کر اے اچھا بی بی تم نے مجھ کو سوار کیا دیا کہ جلال  
 میں حرامزادی خود بچھپاتی ہوں کہ تمھارا سوار کیوں لگی تھی یہ کہہ کر وہاں سے چلی دل سے کہتی ہوئی کہ  
 اب چل کر جو شہنشاہ افراسیاب نے حرکت کیا یہ اس کو جاری کر کے ایرج کو پکڑا اور مار ڈال  
 سب کے دانٹ کھٹے نہ کر دیئے سچ تو ہر بل تو اپنا بل اور کا بس جائے جل غرض کہ ایسے ہی منصوبے



کرتی ہوئی طلسم سے نکلا لشکر میں آئی اور فرط رنج سے دربار میں لگئی ایک رات اور ایک دن سحر کرتی رہی ڈرو بجا کر اپنی بارگاہ میں آئی ناچاکی اکیاری کر کے جوت کھڑی کی بیرون کو بلا کر موہن بھوگ کھلایا کی افرا سیاب کا بتایا ہوا سحر خوب چکا یا جب دوسرے روز آئینہ فلک ساحرہ شب سے کدر ہو کر طلسم مغرب میں گیا اور یہ منظر لیل نے چراغ ان کہکشان فلک پر ستاروں کی جوت کو قائم کیا کہ

چو شب خیمہ زوہر پرند سیاہ	در و فرش سپین بگستر دماہ
نہان گشت قندیل زرین فردز	برافروخت شب شمع گیتی فروز

آفت بارگاہ نقاین آئی اور حکم نواخت نقارہ حرب دیا لشکر ساحران دین نفیر سحر بجی بختیارک کے کہاں ملکہ تم نے اپنے نام پر طبل جنگ بجاوایا ہیو میرادل دھڑکتا ہیو اب بھی کچھ نہیں گیا ہیو طلسم میں چلی جاؤ اس نے کہا ملک جی یا سر نہیں یا سر وہی نہیں یا میں کل نہیں یا ایرج نہیں ان سب باتوں کو جو اس سلسلہ لشکر اسلام نے سنا اور خدمت امیر میں حاضر ہو کر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ بیٹے خدا رکھے سردار کو برقرار عد و پھر آمادہ کارزار + امیر نے خبر سکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بعزایت یزدان پاک کو س رزمی بکے ہو جب ارشاد لشکر میں طبل جنگ بجا ہر ایک دلاور ہوشیار ہوا امیر حسب دربار برخواست کر کے بادشاہ کو شہستان میں پہونچا آئے تیاری میں اسباب جدال کے مصروف ہوئے پھر توجہ ہر تیغ کی چمک چشمہ سارگان کی طرح آنکھیں نکالے حتی سنان نیزہ نیزہ کہکشان کو دیکھے بجائے تھی سپردن کی سیاہی یاد جو اکثر چراغان لشکر شب تار سے زیادہ تاریک تھی جادہ شجاعت تلوار کی باڑھ سے زیادہ تاریک تھی جہاں کر کے تھے بہادر موت کے نام سے ہستے تھے مجمع خیال شجاعت بہ دشمن کر کے انجمن آرائی کی تھی تلواروں کی صفائی کی تھی اسلحہ کی جھنکار سرود کی آواز تھی دل کی تپش رقص کا انداز تھی ناموری کے نام پر فریش ہوئے جاتے تھے عرس شجاعت سے عقد موصلت چاہتے تھے آہن کی دعوت میں عدو کا گوشت کھلانے کی تیاری تھی دل و جگر کی دشمن کے سویرے سویرے ہناری تھی برائی نوشاد شجاعت کے جمع تھے شربت پلائی میں نقد جان دینے کو محتج تھے کمائیں جھک کر مجرا کرتی تھیں تیر شجاعت کے پہلو لڑنے کی تدبیر بتاتے تھے کلہ عمیکہ زنی سکھانے تھے گنبدن نے بہادر دن سے رشتہ جوڑا تھا تلواری باڑھ کا ڈورا رشتہ جان دشمن بنا تھا کہ بمقتضائے ایات

سواران جنگی جہان دویسر	خروشان و جوشان چو درندہ شیر
بہریر و بہ نیزہ بگرو بہ تیغ	بلغتند دارم نہ جان نہ ادر لغ
بہ بندیم دامن بہ دامن دردن	بہ خنجر دشمن بر آرمیم خون
اگر صد ہزار ند و گریک سوار	بیکدم بر آرم از لیسان دمار

غرض کہ رات بھر یہی ہنگامہ دونوں طرف تھا لشکر آمادہ جنگ بصف بصف تھا آفت اور جملہ ساحر گناہ



دریا کے جاگر ٹھہرے تھے ڈمرو بچتا تھا ہوم ہوتا تھا پونوں کے سناٹے تھے ہیر شراب و خون خوک  
چاہتے موبن بھوک کی چاٹ پر آتے تھے مسان کی مٹی تلی کے کوٹھو پر سے اُتار کے کھار کے چاک پر چڑھا  
گردش بخت کے دفع کی تدبیر ٹھہراتے تھے آفت کوٹے کی سیاہی منھو پہنے تھی سیبختی اپنی اور بڑ ہا ننا  
چاہتی تھی ڈھولا سانسے بٹھا کر یو نا چاری کو بلا کر سناتی تھی کہ بمقتضائے ایات

کبھی لونا چسالی کو بلاتی	کبھی بیرون کو تھی حلو ا کھلاتی
کبھی کرتی تھی کچھ افسون بہیرنگ	ظفر دشمن پہ تا پائے دم جنگ
بھجن گاتی کبھی ڈنڈ دست کرتی	برہنہ ہو کے تھی ہر دم منگتی

جب رات اسی کرشمہ ساری میں بسر ہوئی وہ زمانہ آیا کہ پر خ مقوس میں کہا اند اور روزگار نے ترشعاع  
ہر پستہ کیا اور نشانہ باغ یہ شب اڑایا ترک روز نے چہرہ خون آلود شمس دکھایا کہ نظم

چو خورشید تابان برآمد بچرخ	ز جان ہر رخشان در آمد بچرخ
ہمہ دشت کسار گرما گرفت	زمانہ ز خود رنگ صفا گرفت

شکار و نون جانب سے بیرق بیرق اور بخت سبقت وارد دشت قتال ہوے امیر زلفیہ ناز سحر سے فرست  
کر کے اشقر پر سوار ہو کر در دولت پر آئے بادشاہ عالم پناہ بصد عظمت و جاہ برآمد ہوے ز تانہ سامان  
سواری کا پھر گیا کھارون نے تخت بد لیا پھر ایک کالجرا و سلام ہوئے ترہ سو قافوسین مینا کار آگے روشن  
اکٹارہ سو گلدستوں پر پنجشاخون کے جوین اگر سوز و غم سوز و غم سوز کے لوٹے لھلان ہر دیدار لیے  
عود برکی کا بکٹا جھونکنے نخلون سے دشت کو پر از مشک بناتے چلے نفیر یون کی صدا نے گوش چرخ کو  
کر کیا بھیر وین بھباس کی آواز نے دل میں اثر کیا سوار اور سردار دن کے غٹ پیادوں کی قطار میں  
آگے بڑھیں سناہناے نیز دھکنے لگین ستارے گویا سوانیرے بر آتر آئے تھے یار و زگار غدار نے  
دیدے نکالے تھے نقارہ و دہل کی آواز سے زمانہ کا قلب ہول کھا کر خالی تھا یہ مقدمہ عالی تھا کہ ایسا

در قشہ چو سیرغ والا سفید	کشیدہ سرش سوے تابندہ شید
پس پشت پنجہ ہزار از یلان	پیادہ ہمہ تنگ بستہ میان
ز دروزیا قوت و کسل و گہر	کلاہ و تبا و ز تاج و کمر
ہاے سپہری بگسترد پر	ہی بر سرش داشت سایہ زفر
غوکوس بر چرخ وہمہ بر کشید	پیر خاش دشمن سپہ بر کشید

اسی حتمت و جاہ سے دشت حرب گاہ میں پہونچ کر ٹھہرے تھے کہ اُس طرف سے لقما گراہ اکیں ہاتھی  
زنجیرہ بند پر تخت کچھو اگر سوار ہو البشت پر ساحران غدار کا پراسوارون اور کوہیون کا مجمع ہوا بڑے  
کرد فر سے میدان نبرد میں آیا پست و بلند ارض غیر اکو بیلدارون نے درست کیا صفوف لشکر کو صف آیا



ترتیب دینے لگے امیر لہندہ سالاری آگے بڑھے تخت بادشاہوں کے قلب لشکر میں قائم ہوئے آفت و  
سوفار و نازک چشم تختائے سحر پر سوار میدان میں آئے نقیبوں نے صدادی بہادر دن کا دل بڑھایا  
شجاعت کا وقت یاد دلایا کہ بوجہ نظم

ہوا باغ دینا کی ہے وہ بڑی سوم آسا چلتی ہے باد بہار گلستان کے عالم پر ایسا جلا کہاں ہیں وہ مردان شمشیر زن کہاں ہے وہ یل رستم نابار ہتھین برزد و دگیو کا کچھ پتا ہوئے سب کے سب جانے پوندھا	جو کھلنے نہیں دیتی دل کی کلی کہ ہے آتش گل برنگ شرار دل لالہ باغ داغی ہوا نبرد آزما یان لشکر شکن کہ صحرے نریمان جنگی سوار کہاں سام ویزن ہیں سو چو ذرا شجاعت سے باقی رہا نام پاک
--	--

آج تم بھی اوروے عروس جلاوت کو گلزار خون زخم سے رنگین کرو اور بہار گلزار شجاعت زخم کھا کر دکھاؤ  
باغ بے خزان ناموری لگا دو یہ کہہ کر نقیب سٹے بہادر مرے پر ڈٹے آفت ساحرون سے رخصت  
ہو کر لقا سے اجازت لے کر میدان میں نکلی اور ایک ناریل سمت فلک اچھا لاکسمین ہزار بارہن  
ٹھکر لشکر امیر گری آگ کا میخہ برسنے لگا امیر نے اسم اعظم الہی باواز بلند بڑھاکہ وہ بجلیاں اور آگ  
پلٹ کر لشکر لقا پر گری آفت نے دستک دے کر وہ آفت دفع کی اور پکاری کہ اے ایمج لوہان  
میں خود تم سے لڑنے آئی ہوں سوا تھا رسے اور کسی کو نہیں چاہتی آؤ میرے سامنے ایرج بفرہ  
شکر سامنے بادشاہ کے آئے اور اجازت لے کر اپنے سرداروں سے رخصت ہو کے سمت میدان  
چلے مرکب طلسمی طرارے بھرتا ہوا سے ہاتھیں کرتا فرز کی آواز تھنوں سے دیتا روانہ ہوا کہ ایسات

لگا دوسمندے مجھن جو برق صبار کہ تک بیش از آ ہو بود	شدہ غرق آہن ز سم تا بفرق بگردن قطاس اذدم او بود
---	--

جب مقابل آفت ہو چکا اس نے وہی ناریل جو پہلے اچھا لاکھا اس وقت بھی زمین پر مارا کہ وہ پھٹا  
اور دھواں آندھی کی طرح پیدا ہوا اور شل گولے کے اٹھا ہو کر گردا گرد ایرج کے پھیل گیا شہزادہ کو اس  
دھوئیں سے چکرایا اور تیغہ چھوٹ کر الگ گرا گھوٹے سے بھی گر کر پشت زمین ہوا آفت نے تیغہ  
اٹھا کر ساحرون کو دیا اور مرکب بھی گرفتار کر لیا لشکر اسلام سے سردار بہر حمایت شہزادہ چلے  
تھے کہ وہ پنجہ بن کر گری اور شہزادہ کو اٹھا کر سڑی لشکر یون کو لٹکا رکھا کہ جو لوگ آتے ہیں روکو  
ان کو لشکر لقا بھی حملہ آور ہوا وہ دونوں لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی نقارہ دھیل سے دماغ ترک ٹک  
پھر گیا اہم تیغ سے خون برسنے لگا زمین پر شکر فی فرش بچھا سر و دست و پاسے بہادران کے ڈھیر



ہو گئے کہ نظم

ازین سودزان سو خزان شدند غوکوس بانالہ کرتاے ہوا پر شد از تیراے خدنگ زگرد سواران و از پرتیر	بزم اندرون سخت کوشان شدند دم نامے سرداد و ہندی لائے پیارید گرز و نبالید سنگ سرکودہ شد بھو دریاے قیر
---	--

کچھ دیر شمشیر زنی ہوئی تھی کہ آفت نے خیمہ میں پہنچ کر کہا ابھی میں دشمن کو باطل لائی اب کیا ضرور مقابلہ کرنا لقا نے طبل باز گشت بجوایا لشکری جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ میں پہنچ کر کمر کھولی امیر اور بادشاہ بارگاہ میں آئے عیار بہر خبر گیری ایوج روانہ ہوئے ادھر آفت نے شہزادے کو قید سخت میں مطوق و مسلسل کو کے بارگاہ لقا میں پہنچایا لقا جنگاہ سے پھر کر آیا تھا اور مصروف عیش عشرت تھا کہ قید شہزادہ کی آئی اور آفت نے بختیارک سے کہا میں اسکو قتل کرنے لائی ہوں اس نے جواب دیا کہ تو خود عقلمند ہے تجھ کو کون سمجھالے آئے پرچو کتا نہ چاہیے کیا دقت پھر باہر آتا نہیں دشمن پر پھر کوئی بار بار قابو نہیں پاتا آفت نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میدان میں لے دو برو لشکر اسلام کے اس کو ہلاک کروں اس نے جواب دیا کہ جیسے میدان میں دلیسے بیان ایسا نہ ہو کہ جھڑے اگر جھڑالیا لے آفت بولی کہ ایسی تدبیر کروں کہ کوئی نہ آسکے دیکھیں اور افسوس کر کے رہ جائیں یہ کما کر حکم دیا کہ میدان خوبی کی تیاری کی جائے بموجب حکم جلا دان قوی باز و حاضر ہوئے اور دوبرے لشکر اسلام میدان میں دار استعادہ کی چو ترے ریگ کے بنائے منادی نے ندا دی کہ گنگار حذاوند ہلاک کیا جائے گاسب لشکر تاشاد کیے ساحری اور لشکری اور ساکنان قلعہ کوہ عقیق جو حق میدان میں جمع ہونے لگے بعض ان میں عشرت سے تہقے لگاتے تھے داتشمنہ عشرت کر کے ان کو سمجھاتے تھے کہ بیان مع سننا نہیں اچھا ہی مصیبت پہ کسی کی + یہ بھی گردش فلک کجدار اور بوفانی زمانہ عذار ہے کہ کبھی کسی کو سخت عزت سے اتار کر تختہ مرگ پر سلاتا ہو اور کبھی خاک گور و دہان ملذلت و ملامت میں ڈالتا ہو کہ نظم

ازین خاک دامن کہ سر بر کشید کہ این خانہ ویرانہ آباد کرد کہ در پر گرفت این دلارام را کہ تاج کیسانی نہ سر بر نہاد کہ ابر کشد گردش روزگار سہین ست آئین چرخ بلبل	کہ دورا ان خجاکش نہ اندر کشید کہ چرخش نہ بے بوم و بنیاد کرد کہ با او نہ بر ہم زدا این دام را کہ بر سر ز خاکش نہ افسر نہاد کہ روزے ز خاکش نیاید غبار ازو کہ امید است و گاہے گزند
---	--



غرض کہ میدان خونی تیار ہو چکا ساحر ایمرج کو کشتان کشتان دہان لائے لقا سامنے آ کر تخت پر بیٹھا اور  
 شہزادہ کو رو برو طلب کر کے سوال کیا کہ اے بندہ قدرت مجھ کو سجدہ کر شہزادہ نے فرمایا میں تجھ پر  
 اور تیرے پرستاروں پر کر در کر در لعنت کرتا ہوں اور یہی تو ذوالالمان پر جب قید ہوا تھا امیر  
 سے سفارش کر کے میں نے تجھ کو بچا یا تھا اور تو مسلمان ہو کر میرے ساتھ سے بھاگ گیا اب یہاں یہ  
 خدائی بگھارتا ہی کیا کہوں سر میں گرفتار ہوں نہیں تو بتلا دیتا لقا کو ان باتوں سے غصہ آیا اور  
 حکم دیا کہ لے جاؤ اس بندہ بے ادب کو اور قتل کرو جلا د شہزادے کو زہر دار لائے لیکن عیار جو بہر  
 خبر آئے تھے وہ سب کیفیت دریافت کر کے خدمت امیر میں آئے جملہ حال بیان کیا امیر کے فرط  
 رنج سے کلمے میں لشدت درد تھا بہر اعانت شہزادہ جانہ سکے مگر اور سردار بھرار ہو کر آئے اور  
 بالگاہ سے نکل کر مرکبوں پر سوار ہوئے لشکر نے جلد جلد کمر باندھی علمشاہ و لندھو و مالک وغیرہ  
 جو سردار کہ گرفتار ہونے سے بچے تھے آمادہ حرب و پیکار روانہ ہوئے فوج بیکران کے رہے ساتھ  
 چلے لیکن و سو اس و خناس عیار ان لقا یہ خبر دریافت کر کے گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ لشکر  
 بہر حایت ایمرج آتا ہی یہ خبر سن کر آفت نے جادو گردن کو حکم دیا کہ میدان سر بند کر و کسی مخالف کو آنے  
 نہ دو جادو گر کو جب حکم سر کرنے لگے آگ دھوڑے کے پھل اٹھنے لگے چنگاریاں اڑنے لگیں  
 آفت نے بھی ایک کولا فولادی مارا زمین پر کہ وہ شق ہوا اور اس میں سے شعلہ ہائے آتش نکل کر سمیت  
 پھیل گئے اور ایک حصہ لہو آتش میدان کے گرد ہو گیا اس اثنائ میں علمشاہ وغیرہ جا کر پہنچے فرط محبت ایمرج سے  
 کلیموں میں آگ لگی تھی بے محابا گھوڑے اس آگ میں ڈال دیے آتش کے شعلے ایسے بلند ہوئے کہ ماکرہ نال پہنچے اور  
 مرکبوں کے روئین جلے اٹے پٹ کر بھاگے ہر چند ان بہادر روئینوں کا گرنے کے آخر سب نے ناچار ہو کر جا بیدل  
 جائیں لیکن سمجھے کہ راہ میں جلا کر خاک ہو جائیں گے ایمرج تک نہ جاسکیں گے جانا بیکار جا کر بالوس اس جگہ سے  
 پیچھے ہٹ کر ٹھہرے اور دست دعا بند گاہ خدا بلند کر کے لہجہ گریہ و زاری ایمرج کے لیے دعا کرتے تھے غم سے

الہی تو فیاض ہے اور کریم	الہی تو غفار ہے اور رحیم
مقدس معلے منورہ عظیم	نہ میرا شریک اور نہ تیرا ہم

انہی ذات والا ہے کیا تدم

اے خالق انس و جان ایمرج کی جان کا تو ہی نگہبان ہے یہ سب تو مصروف غائب گرا ب شمعہ حال اس قتل  
 شمشیر انداز یار و کشتہ تیغ ناز دلدار ذبح خنجر ابرو و لکھ پلور جادو کا نیچے کہ مادر کو بچیلے بیاری رخصت کر کے  
 جب وہ دن تمام ہوا اشتیاق و مواصلت جانان میں زیبائش و آرائش سے کام ہوا لباس اور زین پور سے  
 آبرو استہ ہو کے باغ و مکان کو پیراستہ کیلئے انتظار آمد یا رہیں بیٹھی تھی کہ فسر و پھر ذرا صف کو دکھایا  
 کہ زکس بنکر بنکے ہیں خاک چمن سے ترے حیران کئی + حور چہرہ اور کچھ گنیز دن کو بھیجا کہ جاؤ شہزادے کو



کفریب ز گس کوہ آئے ہوں گے لے آؤ گئیں میں گئیں اور پھر آئیں کہ اسے ملا وہاں کوئی بھی نہیں یہ سننا تھا کہ بصورت  
آئینہ حیران رہ گئی اور وہ رات ٹپ ٹپ کر بحر یارین لبر کی رو رو کے سوا دشب غم دھو کر سفید چادر رحر کی  
جب بقراری ستاتی تو یہ لب پر لاتی کہ بقتضائے ترکیب بند

بجھے اسے دست میرا چراغ اب ایسا تاج یہ بتیابی یہ بخوابی یہ بچینی دکھاتا ہے اگر کچھ منہ سے بولوں تو مزا آفت کا جاتا ہے مراد درویش نہ رہا اگر گویم زبان سوز	کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے نہ دل لگتا ہے کھر میں اور نہ صحرانجکھاتا ہے اگر میں جھکا رہتا ہوں کلیجہ منہ کو آتا ہے وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوز
---	---

کوک کردن تو بگ ہے اور چکے لاکے گھاؤ  
ایسے کٹھن سیخ کا کس بدھ کردن اُپاؤ

جب چشم حیران دیدہ و انتظار کشیدہ کی طرح چشم سفید ہوتی دن کو بھی دیدار دلہار سے ناامید ہوتی دن بھر سو سو  
طرح کے بناؤ کرتی لیکن حیرگی بخت صورت یار کے عوض سیاہی شب ہجر دکھلاتی مضطربانہ یہ زبان  
پر لاتی کہ ترکیب بند

بجھے اس شمع چمیل نے حبیب پناہ حسن دکھلایا گرا میں ہو کے بخود یوں پری کا جیسے ہوسایا بہت سا لکڑی میں نے توپنے دلوں بچھلایا کشمیر نالہ واز شوق پیرا ہن قبا کردم	دکھا کر اک نظر حلتیا ہوا اور بجگو حیدر پایا پھر کہیں ہوش جبک یا تو دل سینے میں گھبرا یا نمانا دل نے ہرگز ڈھونڈھنا ہی سکا ٹھہرایا برائے جستن او صبر و تسکین رہا کردم
--	--

بھینٹ بھی جائیں کمی نہیں آنسو لے  
ہر کوئی ایسا میت جو ہمیں سند رہتا ہے

آخر یہاں گئی روز شہزادہ مصروف جنگ رہا اور ملکہ پر رنج سے عرصہ زلیست تنگ ہوا شہزادہ مقتید ہوا ملکہ کو  
بقراری نے ستایا کبھی اٹھتی اور کبھی بیٹھی گا ہے لب غم پر پچھاڑیں کھاتی مثل اسپند جو دل جلتا تھا آہ کے ساتھ  
دھوان کھلتا تھا یہ حال حور چہرہ دزیر زائی نے اسکا دیکھ کر عرض کیا کہ داری ہو جب میت بہت غم نہ کھا  
عشق کا اسے امیر نہیں جھگو آزار ہو جائے گا۔ اے بی بی میں تر بان گئی ذرا دل کو نبھا لو پردہ نگار وہ بھی دن  
لائے گا جو شہزادہ آکر صورت دکھائیگا اُسکے بھانے سے اور زیادہ پیش دل بڑھی اور رو کر بولی کہ اے  
گیان اگر تو میری زندگی چاہتی ہے تو ایک نظر ہمیں جا کر دیکھو آج چہرہ اُس کے رنج دیکھنے کی تاب نہ لاتی دل  
مثل دود آہ عاشق سحر ٹھہر کر ملند ہوئی دم بھر میں لشکر اسلام میں پہنچی یہاں عجیب غریب دیکھا کہ ہر شخص مصروف  
و عاہد لب پر نالہ و بکا ہر سانسے میدان میں حصار آتش کھنچا ہی سردار دن کا مجمع ہر اس نے حیران ہو کر زور  
سحر وضع تبدیل کی ایک سقمہ کھڑا اشک حسرت بہا رہا تھا اس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُس نے کہہ کر



ایرج کو آفت پکڑے گئی ہے ان کی گردن ماری جاتی ہے یہ لشکر اسلام کو کہ بہ سبب حصار آتش اندر نہیں جاسکتا اس لیے ہر ایک روتا رہتا اور دعا کرتا ہے حور چہرہ یہ شکر وہاں سے اڑی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ اب تو چکی ہو رہی اس کو قتل ہو جانے سے جھکڑا فیصل کر دینا گھر آئینہ دار کا برباد ہو گا اسی سوچ میں خیال آیا کہ مطلوب کے مرنے سے ایسا نہ ہو بلکہ بھی مر جائے عوض خیر خواہی کے تیرا بھی سر جائے یہ سوچ کر بدحواس و مضطرب صبح طلعت ملکہ پاس پہنچی ملکہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر الگ لے گئی اور مستفسر ہوئی کہ کہہ وہ کیا کرتے تھے میں جانتی ہوں کسی معشوق پاس بیٹھے ہو گا اچھا تو گئی تو شرابے الگ اٹھ کر آئے کچھ مجھ کو چھایا نہیں حور چہرہ یہ تقریر سن کر رونے لگی اور کہا بی بی تم کس کو پوچھتی ہو شہزادے قتل ہوا جاتے ہیں ان کے دشمن بڑے یان پہنے تلوار کے نیچے بیٹھے ہیں یہ سنتا تھا کہ جی سنایا کلیجہ منہ کو آیا پوچھا مری مفصل کہہ کیا اجرا گذر آہائے نسوس مجھ نا نصیب نے ناحق انھیں جانے دیا حور چہرہ نے ساری حقیقت کہہ سنائی ملکہ آتش محبت میں جلی دل کی تپش زیادہ بڑھی اور اٹھٹی کہ دیکھوں یہ مالزادی آفت کیونکر قتل کرتی ہے حور چہرہ نے کہا داری یہ کیا کرتی ہو کہاں جاتی ہو جانے بھی دو وہ مرد ہیں کس کے ہوئے ہیں اور کس کے ہوں گے کیونکہ گھر غارت کرتی ہو اپنے تین گھس گھس کر تا اچھا نہیں بس جو ہونا تھا ہو گیا ملکہ نے جھلا کر کہا مری کیونکہ باہر بناتی ہے بوجہ کسی کی جان جائے اور کوئی اثر اسے کچھ ترس خدا بھی ہے جھلا میں کیونکہ درگزر و ان ناصیاں مجھ سے یہ نہ ہو گا میں کسی کو ساتھ تو لیے جاتی نہیں پھر کوئی کیونکہ پھر پڑا اے میرا تو خوف خدا سے دیا ردیاں کانپ گیا کچھ مردوں کی محبت نہیں صرف خدا راہ کا سودا ہے حور چہرہ سمجھی کہ یہ نہ رے کے گی ناچار بولی کہ۔۔۔ میں تصدق جو جی میں آئے وہ کیجیے ملکہ اُسی وقت اڑی اور طلسم کے ایک بیابان میں آئی وہاں چار پہاڑ چھوٹے چھوٹے تھے اور ان کے بیچ میں ایک مکان بنا تھا اُس نے اس مکان کا قفل کھولا اندر جا کر ایک حجرہ کو دیکھا اس حجرے کے اندر ایک صندوق تنو گز کا رکھا تھا اس صندوق کو چاہا اٹھائے اس عرصے میں حور چہرہ اور کنیزین بھی آئیں ان سب نے ملکر اس صندوق کو اٹھایا اور باہر مکان کے لا کر تخت سحر پر رکھا ملکہ نے مکان بند کر دیا آپ تخت پر بیٹھی اور سحر پڑھ کر صندوق تخت کو اڑا کر چلی اس جلدی کے ساتھ روانہ ہوئی کہ جیسے نیم تیز رو باغ میں چلتی ہے جیسے چھپے تمام کنیزین اور حور چہرہ جاتی تھیں دل سے کہتی تھیں کہ دیکھیے کیا نشہ عشق میں سرشار ہے کہ کچھ خبر انجام کی نہیں مان سننے کی تو کیا ہو گا ایک بولی اری عشق بڑی بلا ہے اس نے قیس کو مجنون کیا ہے غرض کہ یہ باتیں کرتی روانہ تھیں لیکن ملکہ ان سے پہلے طلسم سے نکل کر جائے قتل ایرج پر پہنچی وہ وقت ہر کرد حکم لگا دے چکا ہے تیسرے حکم کے جلا و منتظر ہیں شہزادے نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا ہے کہ ملکہ نے پہنچ کر اپنا جوڑا کھولا اور ایک گولا بلور کا نکالا اُس پر سحر پڑھ کر اُس آتش حصار پر باران فوراً ایک لکڑا بر پیدا ہو کر قلعہ عقیق سے تاحصار آتش گھر کر کے برسنے لگا اس زور شور سے برسا کہ جیسے دریا



بہا دیئے وہ آتش سرد ہونے لگی سختیاریک نے کہا اور آفت ذرا دیکھو تو کیا آفت آئی اُس نے گھبرا کر اوپر دیکھا اور  
پکاری کہ پہچانا میں نے یہ کھڑے ہوئے لگی بلور نے نعرہ کیا کہ منم بلور جادو اور وہاں سے تلوار بن کر مثل  
برق جلی آفت جلد بزدور سحر زمین میں سما گئی ملکہ بلور زمین پر پہونچا کر جسم عبور ت انسان ہوئی اور  
ناریج ترنج مارنے لگی ساحر ہلاک ہونے لگے جلا دتلو اچھینک پھینک کر بھاگے اس عرصے میں آفت  
بھی زمین سے نکلی اور ساحر دن کو پکاری کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو لو اس کو ایک لاکھ ساحر ملکہ پر آگیا  
ترسول ہنسول وغیرہ ہزار ہا بحر کا ہر ایک نے پیدا کیا شعلوں نے چار طرف سے گھیرا سر پہ پتھرون کا میخ  
برسنے لگا ملکہ نے سحر پھکڑتک دی کہ چالیس سپرین سر پہ آگین پھر ملکہ نے جلد اس صندوق کو جو اپنے  
ہمراہ لائی تھی کھولا اس میں چالیس ہزار پتلا طلسم کا بند تھا وہ پتلا ہر ایک صندوق کھلتے ہی باہر نکلا اور  
بڑھکر مثل انسان ہوا اور نچر دتلو اچھینک ساحر دن پر جا پڑا ساحر ہر چند ناریج ترنج مارنے لگے مگر تلو  
کو کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور انھوں نے ہزار ہا کو کاٹ کر ڈال دیا ادھر حور چہرہ اور کنیزین آکرین اُسطرف  
جب وہ آگ حصار کی دفع ہوئی سردار ان لشکر اسلام سوار ہو کر آگے پھرتو ساحر دن میں سر غل مچا  
لگے بہا در دن میں ہتھیار دن کی آواز کا شور ہوا نعرہ دار و گیر بلند تھا دھوان ناریج و ترنج سے ٹکڑ  
چشم و زگار کو تیرہ کیے تھا فلک کج رفتار اپنی گردش یہ دیکھ کر کھولا تھا مہند وے چرخ کارنگ  
سیاہ ہوا تھا تلوار پھڑک کر چلی تھی گویا مقرض گردن و جان تیغ نئی تھی ہر ام فلک کا دل خوف سے آب تھا  
راستہ امن ملنے کا نایاب تھا کہ زمین پر لٹیل پڑی تھی گاؤں زمین ڈگمگاتی تھی سحر سے چار طرف اندھیرا  
تھا ہر طرف تیرہ تار کا نقشہ تھا کہ بمقتضائے نظم

ہی در ہوا آتش انداختند  
ببالا بلند و سطر و دلیر  
بدست دگر اثر دہائے سرگ  
ہے آتش افروخت در زر مگاہ  
ہمے میر بارید ازان بر سپاہ  
بہستند خون رختن را میان  
ہوا پر خروش و زمین پر ز جوش  
ہر گوشہ ماند اسے بزین

ہمہ جادوان جادوے ساختند  
یکے جادوے بر نشتر ز شیر  
بیک دست بودش مار بزرگ  
نمود آنچنان کاسپ و مرد سپاہ  
بر آمدیکے باددایر سیاہ  
خروشے بر آمدن اسلامیان  
ہمہ بر گرفتند یکسر خروش  
ز کشتہ جو دریا سے خون بزین

ملکہ بلور کے تیلون نے ہزاروں ساحر قتل کیے اور ملکہ خود لڑتی ہوئی قریب آریج پہونچی اس کو قیدی  
پاس پہونچا دیکھ کے آفت بلبلا کر دوڑی اور لشکریوں کو سحر سے ہٹا کر سامنے ملکہ کے آئی ڈانٹا کہ او  
بیچارہ می چھو کری تو بھی یہ لیاقت رکھتی ہے کہ میرے قیدی کو چھڑائے یہ کہہ کر نیچے مارا ملکہ بلور نے دھڑ



پڑھا کہ دو بچے پیدا ہوئے نیچے نیچوں نے پکڑ لیا بلور نے اُس وقت اپنا نیچہ کھینچ کر مارا آفت نے سحر کی سپر سانس کی مگر  
 نیچہ نے سپر کو کاٹا آفت نے جلدی سے سہرا نیچے کر لیا ہاتھ آگے تھا اُس پر نیچہ پڑا کہ کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا  
 بلور دوسرا نیچہ لگا چاہتی تھی کہ آفت اڑ کر بھاگی نازک چشم یہ مقابلہ دیکھ کر چاہتی تھی کہ ملکہ پر جا پڑے مگر  
 سوچی کہ یہ شہزادی طلسم کی ہر ایسا نہ ہو کہ تواری جائے یہ سوچ کر یہ بھی بھاگی پھر تو ساحرون میں بھگدڑ پڑی ملکہ بلور نے  
 اسی ہنگامہ میں ایسا سحر پڑھا کہ تلے طلسم بھر کھٹ کر صندوق میں آگئے اور اُس نے شہزادہ ایمرج پر سے قید  
 سحر دفع کی اُس وقت لقمانے فوج کو لکارا کہ ہاں روکو اسکو کو ہی اور فوج جو ذاتی تھا کی ہر وہ تلوار بن اپنے  
 چلے گراہل اسلام جو رط رہے تھے وہ اُنکے سدا رہا ہوئے ملکہ بلور نے اسی گرمی جنگ میں سحر پڑھا شہزادے  
 کو ہیوش کیا اور کمر بن نیچہ دیکر مت فلک پر دانہ کی بلندی پر جا کر پکاری کہ اے سرداران اسلام تم کچھ شہزادے  
 کا خیال نہ کرنا میں انکی دوست ہوں جو لیے جاتی ہوں کتیراں بلور نے جو یہ معاملہ دیکھا تو راجہ چہرہ نے صندوق  
 پتلون کا تخت سحر پر رکھا اور پیچھے پیچھے ملکہ کے راہی ہوئی یہاں ہر ہر سا در بھرا ہوا تھا تلوار چل ہی  
 تھی کہ سختی رک نے طبل باز گشت بخود ایا اس لیے کہ جب قیدی چھوٹ گیا اور ساحر ناب جنگ نہ لائے  
 تو لشکر بھی نہ رٹ سکین کے غرض کہ جب طبل امان بجاہل اسلام شادان و فرحان اپنے مقتولوں کو اٹھوا کر  
 قیام گاہ میں آئے اور لاشیں دفن کر اکر بارگاہ میں داخل ہوئے بادشاہ سے حال جنگ کہا سب شہزادے  
 کے زندہ رہنے سے خوش ہو کر جلسہ جنگ در باب شراب کباب میں بیٹھے ادھر نقاشکست خوردہ اپنی  
 بارگاہ میں آیا ساحران قرار شدہ بھی جمع ہونے لگے نازک چشم و سوار دربار میں آئے آفت کا پتہ نہ معلوم  
 ہوا کہ صر گئی سختی رک نے کہا شاید ملکہ آفت طلسم آئینہ میں کیگن غرض کہ یہ بھی قیام پذیر ہیں لیکن اول حال  
 اس شہزادہ صید گاہ عشق بازی و طائر فرخ قال مرغزار کرشمہ سازی دلدادہ در بخور ملکہ بلور کا سننے کہ شہزادے  
 کو لے کر جو چلی قلعہ کوہ عقیق کے اطراف میں ایک صحراے سبزہ زار میں پہونچی اندر طلسم کے نہ گئی حور چہرہ  
 مع کتیزون کے عقب میں جو آتی تھی اُس نے عرض کیا کہ اے ملکہ اس صحرائے لطافت پر میں ذرا ٹھہریے  
 دم لے لیں اور مشورہ کر لیں تو پھر چلیں گے ملکہ یہ سن کر ایک بیابان وسیع اور جھیل لہرائی ہوئی دیکھ کر اتری  
 عجب بہار اُس دشت خرم کی دیکھی کہ سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں مثل گلہ سٹون کے گلہاے بوتلمون  
 سے لدی فرش سبزہ صحرایر رکھی تھیں خیمہ ابر بہاری میں سورج کی چمک تھمتے پر رنگ دکھلاتی تھی قوس  
 و قزح رسیان مسخ نظر آتی تھی ہر شجر مثل انجن آرائیان خیمہ نشاط بزم افروز تھے گل شکفتہ رہو کر خندہ  
 زن بسان شمع روشن و دسوز تھے جھیلون پر نگلے اور مرغابیان اور قازین وغیرہ مچھلی تھیں ہر نیاٹے  
 چیتے جنگل میں پھرتے تھے ہوا ٹھنڈی چلتی تھی محبوب گلغزار سے گر مجوشی کر نایاد دلاتی تھی کہ

بمقتضائے ابیات

روان آب بسیار در رود بار | لب جو بہار شش بہر گل بیار



دو صد سردین دید و بید و چنار  
چمن و چمن وید و سوسنی  
بر سیب لعل و رخ برگ زرد  
بخ نار ہم سیب شکر گون

دکانے زدہ خضر اندر کستار  
گوانبار شاخ و ترنج و بھی  
تن شاخ کو زود و دم باد سرد  
برین دخم تیغ و بران زخم خون

ملکہ نے وہاں ٹھہر کر ایرج کو ہوشیار کیا اس کی جب آنکھ کھلی ملکہ کو بالین پر پایا اٹھ کر ماتہ بکڑ لیا اور کہا تم نے میری رہائی کے لیے کیوں تکلیف کی اسے ملکہ اگر ساحر دن کی طرائق نہ ہوتی اور تم آئین تو میں ناراض ہوتا کیونکہ ہمارے یہاں عورت کا لڑنا و انہیں ملکہ نے کہا میں تو ابھی سلجھ ا سلام ہوں شل اور ساحر دن کے لڑی تو کچھ بہر ج نہیں یہ کہہ کر چہرہ کو خبر کے لیے بھیجنا اور اسکا آکر آپ کو قید میں دیکھ کر جانا اور اپنا بیتاب ہو کر آنا بیان کیا اس میں جو چہرہ نے کہا بلالین اب کہہ چلے گا کہان کا قصہ یہ ملکہ نے کہا کیا کہوں کوئی جگہ خیال میں نہیں آتی اگر طلسم میں جاتی ہوں تو مقرر میری مان ضرر ہو چکا ہے گی کیونکہ آفت زخمی ہو چکی ہے وہ ضرر میری مان سے جا کر گئے گی جو چہرہ نے کہا یہی محکو بھی اندیشہ ہے ایرج یہ باتیں سن کر بلا کہ اسے ملکہ تمہارا کدھر خیال ہے اب تم میرے ساتھ لشکر میں چلو امیر تمہارے آنے سے بہت خوش ہوں گے دوسرے یہ کہ لڑائی کی تھکی ماندی ہو میری بارگاہ میں چکر آرام کرو تمہیں طلسم میں جاتے سے کیا غرض جو چہرہ نے عرض کیا کہ حضور شہزادے سے کچھ کہتے ہیں لشکر میں جلد چلے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہو ملکہ اسی وقت اٹھی کہ بہتر تو ہے شہزادے کو تخت تحریر بٹھا کر پرواز کی لیکن وہ صندوق پہلوں کا چلتے وقت کھول دیا کہ تلے ان میں سے نکلا سوار بنے ان سے حکم دیا کہ تم سب طلسم میں جاؤ وہ سب الارشاد سمٹ طلسم گئے اور یہ سب لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب لشکر اسلام نزدیک رہا شہزادے نے فرمایا کہ اسے ملکہ تم بیان مجھے اتار دو اور تم ٹھہری رہو میں جا کر تمہارے آنے کی امید سے اطلاع کروں ملکہ نے ایک درہ کوہ کے قریب تخت اتار آپ ٹھہری اور شہزادے کو رخصت کیا ایرج وہاں سے لشکر میں آیا لوگ فرط عشرت سے اسکو دیکھ کر دوڑے شہزادہ سبے ملا پھر بارگاہ میں داخل ہوا شاہ کو مجرا کیا امیر نے گلے سے لگایا اور احوال رہائی دریافت کیا اس نے بیان بلور جا دوا۔ ابتدا تا انتہا بیان کر کے عرض کیا اب وہ ملکہ درہ کوہ میں موجود ہے حکم ہو تو لے آؤں امیر نے اسی وقت ایک سکھیاں جو اہنگار اور کنیزوں کے لیے پالکیاں طرحدارہ درہ کوہ کی جانب روانہ کیں اور سامان تزک و جلوس مثل چتر اور نقارہ اور خاص بردار اور نواب ناظر خواجہ سرا وغیرہ بھیجے شہزادہ بھی مع اپنے سرداروں کے اور سامان جلوس اپنا ذاتی لے کر سوار ہوا یہاں تک کہ درہ کوہ میں جا پہنچا ملکہ کو سوار کیا پھر تو بڑے سچل سے سواری روانہ ہوئی کہ سکھیاں میں رہے جو اہر دوزندھے نشان آگے کھلے نقیب بولتے ڈنکا بجتا چتر سکھیاں پر گردش کرتا مرد نے عصے سونے



چاندی کے لیے پائے سکھیاں تھا مے کہا ریان سرون پر مچلیاں نگائے مورچھل جھلتی لباس پر زر  
پہنے گئے سے لدی سردار نیزہ دار تنگی تلواروں کا سایہ کیے پیادوں کے جلو میں بڑے زر و  
جواہر لٹتا بڑے کروفر سے لشکر میں داخل ہوا بارگاہ ایرج میں سواری آتری ملک گیتی افزو زاد راہ ایرج  
اور ملک خورشید خاوری مادر قاسم اور ملک راجہ زربفت اطلس پوش مادر شہزادہ علم شاہ بی بیان امیر  
کی اور بہوین وغیرہ سب مشتاق ہوا کے آنے کی اس بارگاہ میں جمع تھیں جب ملک اتری سبے بلاتین لین  
اُس بھی ہر ایک کو تسلیم کی گیتی افزو نے پانی اتار کے پیا پھر سب بیویوں نے گہنا اتار کے مہنا نا شروع  
کیا کسی نے زونٹائی میں گنگن اور کسی نے کڑے ہیرے کے پہنائے پھر جلے عشرت شروع ہوا مگر فی دوتیان  
ہر ایک شہزادی نے طلب کیں کہ وہ اپنے گائے اور ناج کے سامنے تو الہ فلک کو بے سرا اور ہی چارہ  
بتانے لگیں خاطر اہل انجن لہجہ نے لکین کہ ظلم

برادر در امشگر خاور سے ہوا ابر بست از بخور عبیر پرستار صفہ زده ماہرو نہم غنم ببادہ شمر وند باد ز شادی ہے درکت رودزن معنی در آمد با و از رود	ز وہ چنگ بر جامہ کا بلے نخند یدیم و بنا لید زیر طرازان بتان طرازندہ ہو بجام و مادم گرفتند یاد شگوفہ شگافند شد در چین ہے خواند این خسرو دانی سرور
--	---

اس آئینہ میں خبر ہوئی کہ امیر ہو کو دیکھنے آتے ہیں بلور نے یہ خبر سکر سر سے پاتک دوڑے سے بدن  
چھپا لیا گھونگٹ زیادہ نکال لیا سر زانو پر جھکا کے ادب سے بیٹھی سب بی بیان امیر کے استقبال کو اٹھیں جب  
امیر بارگاہ میں آئے ملک نے شرم سے اٹھ کر بجا کیا اور رومال سے ہاتھ چھپا کر نذر دی امیر نے سر سینے سے  
لگالیا اور بھاری جوڑا مع ایک سو اکیس کشتی زبور الماسی کے ہمراہ لائے تھے وہ منہ دکھائی میں دیکر  
فرمایا کہ اے فرزند میں شکر کرتا ہوں خداے پاک کا کہ تو نے اطاعت پروردگار عالم کرنا قبول کیا اب  
کلمہ پڑھ اور ادیان باطلہ پر لعنت بھیج ملک نے مع تمام اپنی کینزوں کے لصبوق دل کلمہ زبان پر جاری کیا  
اور سحر کرنے سے تو یہ کی امیر خوش ہو کر رخصت ہوئے بعد قحوظی دیر کے اور سب بی بیان بھی اپنے اپنے  
مقام پر گئیں ملک بارگاہ میں تخت جواہرین پر متمکن ہوئی سامنے چنگیز بن گلد سے وغیرہ چن دیے گئے  
امیر نے باہر جا کر ڈالیاں بیون کی اور طعام لذیذ اور خوان مٹھائی کے بھیجے شہزادہ ایرج بھی  
خبر سکر کہ ملک اکیلی ہوا اخل بارگاہ ہوا اور پہلوے دلدار میں بیٹھ کر داد عشرت دینے لگا مگر آفت ہو  
شکتہ حال وابستہ طلال لڑائی سے بھاگ کر چلی سیدھی ظلم آئینہ میں پہنچی ملا زمان ملک آئینہ نے دیکھا  
کہ آج آفت کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تمام جسم پر او کی ٹپٹن پڑیں پیر بن تار تار بدحواس گھبرائی ہوئی آئی ہر



یہ حال دیکھ کر پوچھنے لگی کہ حضور مزاج کیسا ہے اس نے کہا میں آئینہ سے حال کہوں گی جلد بتلاؤ وہ  
 کہاں ہیں انھوں نے کہا کہ اپنے باغ میں تشریف فرما ہیں آپ تو ان کے برابر کی ہیں بے تامل تشریف  
 لے جائیں یہ سکر آفت سیدھی باغ میں آئی از بسکہ پہلے کچھ بخش آئینہ سے ہو گئی تھی اس وقت جو آئے  
 اس کو دیکھا مثل مشہور ہے کہ گھر آئے گئے کو بھی نہیں مانگتے آئینہ اٹھی اور استقبال کر کے اس کو لائی حال  
 ابتر بہت دیکھا جسم خوچکان ہاتھ کٹا ہوا چہرہ پر غبار ملال یہ حالت مشاہدہ کر کے اگلی باتوں کو زبان  
 پر نہ لائی اور براہ دل سوزی مستفسر ہوئی کہ بہن یہ کیا حال ہے اس نے جواب دیا کہ آپ کی بیٹی کا یہ سارا  
 کرتوت ہے میں پہلے ہی سمجھی تھی جب تم مجھ سے بگڑی تھیں کہ یہ ملی بھگت ہے بہن جو تم کو مسلمانوں کا ساتھ دینا  
 تھا تو مجھ سے پہلے ہی کہہ دیا ہوتا یہ کیا کہ اپنی صاحبزادی کو بھیج کر میرا ہاتھ کٹوایا اور بنی لڑائی کو  
 بگاڑا میں جانتی ہوں کہ ایرج کو اول بھی تیغ دے کر تھیں نے بھیجا تھا ہے افسوس کیا زمانہ آگاہ ہے  
 کہ نہ کسی کو برادری کا پاس ہے نہ ایک دین ہونے کا خیال ہے آئینہ اس کی تقریر شکایت امنیر سن کر کچھ سمجھی کہ  
 یہ کیا کہتی ہے ہنس کر بولی کہ رنڈی جب تو آتی ہے خرزہ بگھارتی ہوئی آتی ہے تیری خفگی میرے سر آنکھوں پر کوئی  
 مرے پر طوفان لیتا تو جیتے جی میں کیا جانو کیسے مسلمان کہاں میری بیٹی کہاں لڑائی وہ بیچاری مانتوی  
 دکھیا سیرگاہ میں اپنی پڑی ہے میں خود دیکھ آئی جینسون بخار چڑھا ہے سر تو اٹھاتی نہیں میں دعائیں مانگتی  
 ہوں کہ سامری نے ایک چھپر ادا دیا ہے کہیں جی جاے اب اس کو نام سامری سے برس ان گنا شروع  
 ہوا ہے تم آئی ہو اسپر بنان جوڑتی ہوئی مفصل کہو کہ میری بیٹی نے کیا تمھارے گلے میں چٹکی لی ہے آفت  
 نے کہا ایک تم تھی ہو اور ایک تمھاری بیٹی اری کیا باتیں بناتی ہے جا کے دیکھ تو وہ چالیس ہزار  
 پتلے کر گئی اور یہ آفت برپا کی سب احوال مفصل کہہ دیا بس سنتے ہی آئینہ غصے سے کانپنے لگی اور  
 کہا بہن تم ٹھہرو میں آتی ہوں آفت نے کہا چلو میں بھی چلتی ہوں عرض دونوں باغ سے باہر نکل کر  
 کچھ دور باہر چلی تھیں کہ پتلے طلسمی جنکو بلور نے چھوڑ دیا تھا آکر پہونچے اور عرض کیا کہ ملکہ نے ہم کو  
 لڑوایا پھر اس جانب بھیج دیا آئینہ کو آفت کے کہنے کا یقین واثق ہوا اور چلون کو لے کر اسی بیابان  
 میں جہان سے بلورے گئی تھی اور چلون کو بزورِ صندوق میں بند کر کے حجرے میں رکھا پھر وہاں سے  
 سیرگاہ ملکہ کی سمت آئی یہاں بالکل سناٹا پایا آفت نے کہا بلور مسلمانوں کے پاس گئی ہو گی اور کہیں نہ ملے گی  
 تم میرے ساتھ چلو میں بتا لگا دوں گی آئینہ اس کے ساتھ ہوئی اور قریب لشکر اسلام ایک پہاڑ پر آکر  
 ٹھہری آفت وہاں سے ایک طائر کی ایسی صورت بن کر اڑی اور سیدھی بارگاہ ایمرج پر آکر ٹھہرائی کیوں  
 کہ یہ لشکر میں رہتی ہے بارگاہ میں سرداروں کی جانتی ہے غرض کہ اس بارگاہ میں ملکہ کو تخت پر پہلوے ایمرج  
 میں بصد عیش جلوہ گرایا وہاں سے پھر کر آئینہ پاس آئی اور حال کہا اور صلاح دی کہ اتنا دن جو باقی ہے  
 صبر کرو کس لیے کہ خرزہ باطل اسحر ہے تم نہ لاسکو گی اس وقت آئینہ نے کہا میں بادشاہ ظلم ہوں میرا خرزہ



کیا کرے گا بغیر لوح طلسم میں قتل نہ ہون کی آفت نے کہا یہ سچ ہے لیکن لڑائی تو پڑ جائے گی آئینہ بھی یہ اچھا کہتی ہے کیا ضرور ہر لڑنے اور قضیہ بڑھانے سے سہل میں کام نکالنا چاہیے یہ سوچ کر اس وقت تک وہاں ٹھہری رہی کہ سامرہ شب جو پردہ جہان میں مخفی تھی ظاہر ہوئی اور شاہد روز نے صورت نور آئین چھپائی کہ نظر

بدانکہ کہ خورشید بگشت زرد	ہے بود آنگشت شب لاجورد
چو کشتی با حل کشید آفتاب	شب تیرہ افگند ز ورق درآب

رات کو آئینہ نے قصد چلنے کا کیا آفت نے اس کو اس وقت تک روکا کہ جب تک آدمی رات نہ اٹھے جب زلف لیلای شب تابہ کمر پہنچی دونوں اڑ کر سمت شکر اسلام چلین لشکر میں طلا یہ پھر رہا تھا بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند تھی آئینہ نے سحر بڑھا کہ طلا یہ دار بہوش ہو گیا ہوا سرد علی بارگاہ ہون میں سردار عیار غافل سو گئے صرف وہ لوگ جو بارگاہ سلیمانی میں تھے ہوشیار رہے ایرج کی بارگاہ میں باری وارد غیرہ و کینین جہنمین سب بہوش ہو گئیں اس وقت آفت کے بتلانے سے آئینہ بارگاہ ایرج میں اتری یہاں دونوں شیدائے یکدیگر لپٹے پڑے تھے ملکہ کی کرتی چڑھ گئی تھی قلعے دست ایرج میں تھے

پانچے چڑھے تھے ران سے ران گٹھی گٹھی زلف عنبر نام قریب دماغ تھی کہ نظم	دیکھا تو وہ دونوں کرتے تھے خواب
ہم بستر آدمی پر ہی تھی	گل تکیے تھے آفتاب و دھتاب
سر کی تھی جو محرم اس قمر کی	سائے کے بغل میں چاندنی تھی
	ہر جون پہ سے چاندنی تھی سر کی

یہ حال دیکھ کر آئینہ نے غضب تمام دوڑ کر اور ملکہ کو بلو کر پہلو سے دلدار سے الگ کیا ملکہ کی آنکھ کھلی پیچہ مار مثل پنجہ ملک الموت یا یا بیکاری کہ اسے شہزادے خدا حافظ و ناصر یہ کنیزہ آپ پر قصد ہوئی اس صدا سے شہزادے کی آنکھ کھلی ملکہ کو اسیر دیکھ کر عجلت تمام اٹھا اور تیغہ سحر کش صندوقی پر سے اٹھا کر دوڑا اس وقت آفت کہ شہزادے سے چلی ہوئی تھی ڈانٹ کر آگے بڑھی کہ خبردار کہاں جاتا ہے شہزادہ کو غصہ سجد تھا کر کو بتلا کر سر پہ ہاتھ مارا آفت نے چاہا کہ سحر بڑھوں سحر بسبب تیغہ کے یاد نہ آیا اور تیغہ سر پہ بیٹھ کر نالگوں سے نکل گیا غل اُسکے مرنے کا بلند ہوا آٹھ پھر برتنے لگے اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے میں آئینہ بلور کو لے کر بلند ہو گئی ہر چند ملکہ روئی بیٹی جلائی کہ شہزادے کو اشتعار فراق آئینہ پڑھ کر اور کلمات الوداع کہہ کر بلایا کی مگر کسی نے اس ہنگامہ میں نہ سنا ایسا غل برپا ہوا کہ امیر بیدار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے دیکھا کہ لشکر پانڈھیرا اچھا یا ہر اور فلک کے قریب ایک آفتاب سا چمکتا چلا جاتا ہے یہ دیکھ کر اسم اعظم باواز بلند پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی لیکن آئینہ ملک طلسم ہر اس پر کچھ اثر نہ ہوا وہ مثل آفتاب چمکتی ہوئی یہ جاوہر جا ملکہ کو لے کر روانہ ہو گئی لشکر کی کچھ دور دوڑے تیر بہشت



مارے مگر کچھ نہ ہونا چاہا ہو گئے اس طرف نازک چشم وغیرہ شور سے جاگ اٹھے تھے انھوں نے بھی سنا کہ آفت شمشیر زن ماری گئی اور بلور کو آئینہ نے گئی مرگ آفت کا حال شکر ساحر روئے لگے اور اس کے ساتھ کے ساحر و ن نے قصد شیخون لشکر اسلام پر کیا نازک چشم مانع ہوئی کہا تم سب میرے ساتھ رہو میں مسلمانوں سے بدلا لونگی ساحر سب نامل پذیر ہوئے مگر میان ایرج نے جو عشق سے بارگاہ خالی کھی چشم گریان سے دریا آنسو کے بہا دے لبسان شمع سوزان کے حال پر دل جلا اس قدر رویا کہ دست و پا ٹھنڈے ہو گئے پھر جو ہوش آیا بستر غم پر بچھاڑین کھانے لگا بدوانہ وار بقیار ہو کر اس شمع غدار سے لوگاتا اور یکتا گم تھی میں رہتا ہر دھیان میرا نہ سلک ہے دل میں نہ نیند نہ تیان

تراہی لیتا ہوں نام ہر دم چسپے ہین سمرن میں جیسے بتیان کہین سے آمل تو مجھ سے پیار سے جو میرے دل کو ٹاک آئے چنیاں بھاری آسا لگی ہر نس دن تھامے درشن کو تر سین نینان دلارے سندرانوٹھے ابھرن ٹیلے میں انوکھے لالاؤٹا

اسی بقیار ی میں خیال آیا کہ افسوس جب تم قید ہوے تو وہ امیر سرخیہ تقدیر تاب نہ لائی پتلے طلسمی لے کر تم کو چھڑانے آئی اب وہ قید ہو گئی اور تم بیٹھے رہو مبادا اس کی مان لے جا کر قتل کر ڈالے گی تو کیسی بڑی نامردی ہی خلقت کے کی جو سنے گا وہ یہی کہے گا کہ عورت نے تو یہ مرد می جتائی اور مرد نے بدتر از زمان بات کی بس یہ سوچ کر مرکب جو رات کو نیا بردستور کے ہر شاہ و شہر یار کے در پر لشکر میں کھچا ہوا استاد رہتا ہر ان کے یہاں بھی تیار تھا اسکی پشت پر بیٹھ کر صحر کار اسنے بیادل سے کہتا جاتا تھا اے بخت و اثر دن و اے گرد و ن دون کہین ایسا نہ کرنا کہ اس ناشاد کو پر ارمان زیر خاک چھپا دیا کلنگ کا ٹیکا میرے پیشانی پر نہ لگا دینا اور کبھی کہتا افسوس ترکیب بند

نہ تھا معلوم یہ الفت میں کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے	جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرا نا بھی ہوتا ہے
سکنا آہ کرنا شک بھر لانا بھی ہوتا ہے	تڑپنا ٹوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے
کیے پر اپنے پھر اپنے کو دکھ پانا بھی ہوتا ہے	کھت افسوس کو مل مل کے بچھپنا نا بھی ہوتا ہے
گردا ستم از رذر ازل داغ جدائی را	نیکر دم بدل روشن چراغ آشنائی را

جو میں ایسا جانتا کہ پیت کرے دکھ ہوے  
مگر ڈھنڈھو را بیتا کہ پیت نہ کرے کوکے

اسی دھن میں یاد آیا کہ رگس کوہ پر چلو دبان خنطل و صنوبر ہوں گی وہ بخوبی طلسم آئینہ میں پہنچا دین گی اور تدبیر فتح طلسم بھی بتائیں گی یہ سوچ کر جانب ز گس کوہ راہی ہوا دبان کا حال سننے کہ صنوبر و شاہ پور شہزادے کو ڈھونڈنے چلے تھے ہر طرف ڈھونڈا کہ جب پتہ نہ ملا پھر آئے اور خنطل پاس پٹھرے لیکن صنوبر عاشق



جمال شہزادہ ہر فراق کی تاب نہ لائی روز دو کوس چار کوس گردا گرد جنگل کے جہان سے شہزادہ گیا تھا پھرتی ہے اور مطلوب کو ڈھونڈھتی رہی جب آفتاب بلند زیادہ ہوتا ہی دھوپ میں یہ گل خسار برنگ گل مرچھاتی ہی مگر چہرہ کھٹکا جاتا ہی تو رخ تابندہ سے سورج مٹتا جاتا ہی وہ اُسکے پھول سے گالوں پر پسینہ آتا یہ معلوم ہوتا ہی کہ گل کا عرق کھنچا ہی جب اس دھوپ میں بھی شہزادے کو نہیں پاتی ہی تو بقراری سے زبان پر لاتی ہی کہ دو باد دھوپ پڑت دھرتی تیت اور پھٹکا گھام + دوری بلکت جات ہوں تیونہ چتوت سیام + اسی طرح آج رات کو جو شہزادہ سمیت نرگس کوہ چلا ملکہ صنوبر کو زیادہ تیش دل نے ستا یا رات بھر اشتیاق میں جاگا کی خاطر حسنین سید مضطر جذبہ عشق کا اثر فرط میتابی سے یہ لب پر کہ دو ہا بیتیم من کو موہ کے کیونماں گمان + بن دیکھے وارد پ کے کلیت مور پران + اسی بخور و خوابی میں وہ رات بسر کی شبم منظر و یا کی جب معشوقہ پر دین و پرین نے چشم مردم دہر سے منہ چھپایا اور آفتاب تابان لبان دل سو خٹکان شاہد روز کو میدان افلاک میں ڈھونڈھنے آیا کہ **طلم**

شتاب آمد از قن اندر دریا  
بید آمد آن لعل رخشان تنش

چو خورشید برزدستان از نشیب  
بدرید پیروزہ سیرا ہنش

صنوبر شہزادے کو ڈھونڈھنے چلی جب جنگل میں پہنچی نسیم سحری نے گلہائے زخم دل کھفتہ کر دیے اور پھولوں نے صحرا کے داغہائے خاطر فراق کشیدہ زیادہ بڑھائے وہ صبح کا وقت غسق کا پھولنا چہرہ رنگین کیا گلزار یاد دلاتا تھا جانو دن کی زمزمہ سرائی نالہ دل کی گواہی تھی دل شیون کرنا چاہتا تھا تو بقرار و بیتاب ہو کر یہ کہتی تھی کہ بمقتضائے مسدس

صحرا میں گزرے تو خاک بیزان  
القصہ آخر افتان و خیزان

منزل پہ اترے تو اشک بیزان  
جون صید زخمی ہر سو گریزان

رقیم و بردیم داغ تو بردل  
صحرا بجز منزل بمنزل

اسی طرح بلبلاتی صحرا میں پھرتی تھی کہ بیکایک سامنے سے ایمرج پیدا ہوا صنوبر بیتابانہ دوری اور پکائی کہ بیت بیاتانقد جان را بر فشانم در ہوائے تو + بنہ پابر سرم تا سرنم پر خاک پائے تو + شہزادے نے مرکب رو کا اور اُسکو اپنے ہمراہ لیا یہاں تک کہ قلعہ میں ملا خنظل پاس آئے وہ اٹھکر بلا گردان ہوئی اور پوچھا کہ حضور کہاں تشریف لے گئے تھے ایمرج نے حال عشق ملکہ بلور ازا بتا اتنا بتایاں کیا اور فرمایا کہ میں بظلم و درہم برہم کے نہ آؤں گا اور اسی وقت جاؤں گا خنظل نے کہا میں از طلم تو نہیں جانتی مگر آپ کے علاوہ جانبازی کو حاضر ہوں شہزادے نے فرمایا تم صرف مجھ کو راہ تباد و پھر میں سمجھ لوں گا کیونکہ مجھ کو کسی کی مدد نہیں درکار ہے میرا پروردگار ہر خنظل یہ کلام سنکر اسی وقت ساتھ ہوئی شاہ پور عیار نے عرض کیا



میں بھی ساتھ چلون گا اور سیارہ بھی یہاں کچھ کام کو آیا تھا اس نے بھی کل کیفیت سن کر قاسم جو یہاں موجود ہیں جا کر کئی قاسم نے فرمایا کہ اسے سیارہ تو بھی شہزادے کے ساتھ جا رہا ہے اگر ہمراہ ہو اٹھو تو بہتر انتظام قاسم خنظل نے یہیں چھوڑا اور شہزادہ کو مع عیار ان تخت سحر پر بٹھا کر قلعہ سے سمت طلسم آئینہ راستہ لیا بعد قطع راہ ایک صحرا کے کنارے پہونچے وہاں تک کہ وہ باند مرتفع منزلوں تک چلا گیا تھا اور گلوہ کے اس طرف سرحد طلسم آئینہ تھی خنظل نے عرض کیا کہ اب آگے طلسم کی سرحد ہی میں وہاں نہیں جاسکتی آئینہ آپ کی مرضی شہزادے نے اسکو مع عیار دن کے اسی جا چھوڑا اور آپ تنہا درہ کوہ کی طرف روانہ ہوا یہ تو اندر طلسم کے جانے ہیں مگر اب قدرت کردگار دیکھیے اس طلسم کا پہلے ذکر ہو چکا یعنی نصف قبضہ کو کب میں ہی اور نصف کا مالک افراسیاب ہو چنانچہ جب شہنشاہ عیار ان عہد و نامہ ار کا داخلہ طلسم کو کب میں ہوا تھا تو بیان کیا گیا تھا کہ استقبال کرنے اور نذر دینے کے لیے سب مالکان در بند کو نامہ پہونچا تھا ہر ان کی طرف سے پس منجانبہ ان ناموں کے ایک نامہ ملکہ آئینہ کو بھی آیا کہ جلد یہاں آئے میرے ہمراہ بہر استقبال عمرو چلیے چنانچہ نامہ پڑھ کر آئینہ نے اپنی بہن شعلہ دار کو خدمت بران میں بھیجا ہی چنانچہ وہ وہاں حاضر ہی اور یہاں آئینہ جب اپنی دختر ملکہ بلور کو پکڑ لائی طلسم میں پہونچ کر دو طہانچے زور زور مارے اور کہا اے امان مٹی مجھ کو مسلمان ٹھہرا کر نا تھا نا نصیب کہنے غارت ہوئی ناشدنی تیرے جیسے کتنا جیسے سامری مجھے نہ غارت کے یہ تو نے کیا کیا کہ تمام برادری میں تاک کٹوا دی اری چینی بھریانی میں ڈوب مر کہ بقضائے نظم

ز سر تاج فرہنگ بفلکندہ	ز تن جامہ شرم بر کندہ
گم نام گہر بود سنگ آمدی	یقینم ہم نام دنگ آمدی
کنون سو سنت در دمندی گرفت	گلت رینت لالہ نثر ندی گرفت
نگارے بدی چون بہار بہشت	نالی کنون جز بہر مردہ گشت

غرض کہ بہت سا کچھ بک جھک کر اس خوف سے کہ یہ کہیں پھر نہ بھاگ جائے قید خانے میں بھیج دیا وہ قید خانہ اس طرح کا تھا کہ ایک باغ بہت عمدہ لگا تھا ایوان طلسمی اس میں بنا تھا ایوان میں تخت طلائی پر لکڑی کے لاکے ٹھکانا اور پانوں میں زنجیر سونے کی ڈال دی اور ایک شیر کو بزور سحر صحراے طلسم سے بلایا زنجیر اس شی گردن میں لکڑی پائے تخت سے باندھ دیا اور کہد یا کہ اے شیر اس عورت پاس جو کوئی بغیر حکم میرے آئے تو کھا لینا اور اس مجرمہ کی حفاظت کرنا یہ کہہ کر چند خواصان خاص کو پہرے کے لیے مقرر کر کے آپ اپنے مکان میں آئی اور ایک خط بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بہن شعلہ دار یہاں مسلمانوں سے اور ہم سے بگڑ گئی بھانجی تمہاری مسلمان اسیج نام پر عاشق ہوئی میں نے بلور کو قید کیا ہے اب عاشق اسکا یقین ہے کہ طلسم پر چڑھ آئے گا بڑی لڑائی ہوگی تم کو چاہیے کہ جلد ہمارے پاس آؤ دیر نہ کرنا تھوڑا لکھا بہت سمجھنا یہ خط ایک ساحر کو دیا کہ وہ طلسم کو کب میں لے گیا یہاں بران عہد و کو لینے جانا چاہتی ہی اور عمرو ہوشیار جو مکان



سے نکل کر باغ میں استقامت پذیر ہے بران کے حکم سے حاکمان در بند جمع ہوتے جاتے ہیں بارگاہین ستاد میں  
 شہر سہت رنگ کے گرد اگر دجلہ ہو کہ یہ نامہ دار شعلہ دار کی بارگاہ دریافت کر کے دہن پہونچا اور شعلہ دار وہ  
 نامہ پڑھ کر متفکر ہوئی پھر خیال میں آیا کہ ملکہ بران سے اطلاع کرنا چاہیے کیونکہ ملکہ تو مسلمانوں کے عیار کی اس قدر  
 حرمت کرتی ہیں اور مسلمان ان کے طلسم کو برباد کرنا چاہتے ہیں کیا بعید ہے کہ جو ملکہ اس خط کے مضمون سے آگاہ ہو  
 نامہ مسلمانوں کو لکھیں اور بخاطر ملکہ مسلمان طلسم آئینہ میں نہ آئیں میری بہن کا گھر برباد ہونے سے بچے غرض کہ  
 وہ خط لیے ہوئے اندر قلعہ کے دارالامارہ شاہی میں آئی بیان بران سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی کہ اس نے  
 جا کر تسلیم کی پھر دست بستہ عرض کیا کہ یہ خط میری بہن نے لکھا ہے اہل اسلام طلسم برباد کیا چاہتے ہیں  
 حضور ان کو لکھیں تا وہ فساد سے باز آئیں اور مجھ کو میری بہن پاس جانے کی اجازت دین ملکہ نے یہ تقریر  
 سنا کر ایک قہقہہ مارا اور فرمایا کہ اسے نادان ہم شریک اہل اسلام کے ہو گئے ہیں اگر ہمارا بھی طلسم برباد  
 ہو جائے جب بھی ہم کچھ نہ کہیں اب تو جا اور لوح طلسم ہماری طرف سے جو مختار جادو دہان ہے  
 اس کے پاس ہر اس سے طلسم کشا کو دلائے اور آئینہ دار سے کہہ دینا کہ خبردار خلاف حکم ہمارے نہ کرے  
 اگر جادۂ اطاعت سے قدم ذرا بھی ہٹایا تو اپنی سزا اپنی کنار میں دیکھے گی شعلہ دار یہ باتیں سن کر  
 گھبرائی مگر کیا کر سکتی تھی ملکہ سے منت پذیر ہوئی کہ حضور خفانہ ہوں میں اسی طرح اپنی بہن سے کہوں گی یہ  
 مکر دہان سے رخصت ہو کر مع اپنے ملازمین کے سمت طلسم آئینہ چلی جب یہ جا چکی ملکہ بران کو خیال آیا  
 کہ ابھی عمرو کے لینے جانے میں عرصہ ہی کیونکہ مالک در بندوں کے جمع ہو رہے ہیں پس ایک احسان یہ بھی  
 خواجہ پر کرنا چاہیے کہ لوح طلسم آئینہ ایرج کو دلا نا چاہیے ہر چند کہ شعلہ دار جا کر آئینہ دار سے حکم شائستگی  
 لیکن مطلع افراسیاب ہر شاید اس طرف عرضی لکھے اور افراسیاب سے مدد طلب کرے لوح طلسم کشا کو نہ  
 دے تو ایرج کو بڑی مشکل پڑے اس لحاظ سے تنگ چلنا چاہیے اور لوح دار سے لوح طلسم لے کر طلسم کشا کو  
 دینا چاہیے یہ تجویز کر کے چاہتی تھی کہ چلے پھر خیال میں آیا کہ تو ایرج کو پہچانتی نہیں لوح لے کر  
 کہان پھرے گی چاہیے کہ مرقع تصویر منگا کر دیکھ لے پس یہ خیال آتے ہی حکم دیا کہ  
 مرقع شاہان جہان لاؤ ملازم حسب ارشاد حاضر لائے ملکہ نے تصویر نو اس کی نقاش کے فرزند قاسم جادواری غلام  
 نسل صاحبقران شہزادہ ایرج کو جو ان ڈھونڈھ کر نکالی اس تصویر پر جیسے ہی نگاہ پڑی صورت تصویر  
 چپ اور سن ہو گئی نگار خانہ دل میں مصوری عشق حیرت نقشہ جایا دیوانگی کا خاکہ ہاتھ آیا جسکی تصویر تھی  
 اسے مصور موالذی یصور کم فی الارحام نے بے مثال بنایا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصور رشک مانی و  
 ہزار دے اور نقاش کامل استعداد نے اس تصویر میں رنگ بہار بہشت منگا کر لگایا تھا اور زلف بھگبار  
 جوز اسے ہو ہو قلم بنا کر نقشہ کھینچا تھا یا گردہ ہتھاب تابان میں خیار جناب یوسف چھان کر خاکہ اُتارا  
 تھا پھر بھی ہر عضو پر عجز و قصور اپنا کھدیا تھا کہ جیسی اصل تھی ویسی مجھ سے نقل نہ ہو سکی نہ ہے پیکر و فرس



غارِ مگر صبر و شکیب جس کو جو رجنان دیکھ کر فریب کھائے اور پری کو ایسا سلیہ ہو جائے کہ شکلِ نقویہ ہر دم نحو  
دیدار ہے بموجبِ خم

چہرہ ہی ترانور کی تنویر کا نقشہ	اور مصرع قدحِ شری کی تفسیر کا نقشہ
یا تکیا ہی ترے حسن جہانگیر کا نقشہ	مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشہ

اسب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشہ

ترجی ہی نظر تیر مگر نوکِ سنان ہے	جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہے
آفت کی تری تلوار قیامت کی کمان ہے	اُس اہم و حذر کی صورت سے عیان ہے

خنجر کی شبابہت دمِ شمشیر کا نقشہ

ملکہ کا دیکھتے ہی اُس تصویر کو وہ نقشہ ہوا کہ دل سے خیالِ ننگ و ناموس جاتا رہا اور بے ساختہ اہِ مرد

دل پرورد سے کھینچی اور پکاری کہ حمسہ

عجب اتفاق ہو خود بخود گئے دسے عیشِ نکلیا	بڑی آگ غم کی وہ تنین آ کہ برنگِ شمع گھلیا
ادھر آہِ شغلہ زان ہوئی اُدھر شکِ آنکھو سے ٹھلکیا	چلی سمتِ غیب سے اک ہو کہ چینِ سرور کا جلیا

مگر ایک شاخِ تنالِ غم جسے دل کہین ہو رہی ہی

آخر اُسی عشق کے تونگ میں اٹھ کر ایوانِ گئے اندر گئی اور ایک کنیز کو اپنے ہمراہ لے کر راستہ تو پہلے ہی سے ہو چکی  
تھی تختِ سحر پر بیٹھ کر بزدلِ سحرِ حلی اور جلد اپنے طلسم سے جس طرح سے کہ طلسم ہو شراب سے طلسم آئینہ طلق ہی اسی طرح  
اس کے طلسم سے بھی نصق ہی نہان سے بھی جو طے تو یہ سنو کہ طلسم ہو شراب سے کرے جب طلسم آئینہ میں ہو چنے  
بلکہ طلسم ہو شراب سے جس طرح لوگ آتے ہیں اسی طرح بہان سے بھی جاسکتے ہیں کیونکہ نصفِ طلسم کہ آئینہ ادھر  
بھی ملا ہو فی الجملہ ملکہ سیدھی صحرا لے طلسم آئینہ میں آکر ٹھہری اور کنیز کو حکم دیا کہ لوح دار یعنی مختارِ جادو  
کو بلا لا وہ کنیز اندر طلسم کے کئی لوح دار ملکہ کی مطیع و منقاد ہو سبب اس کا یہ ہو کہ جب طلسم آئینہ کا حصہ تھا  
اس وقت میں کوکب و افراسیاب بہت ہم مذہبی کے دوستی رکھتے تھے افراسیاب نے کہا کہ بادشاہ  
طلسم آئینہ اے کوکب میری طرف سے مقرر ہو کیونکہ میں مالکِ جملہ طلسمات اطراف کا ہوں کوکب نے کہا  
مگر تم سارے طلسم پر قبضہ کر لو تو میں کیا کروں بادشاہ میں اپنی جانب کا کروں گا غرض کہ کئی روز تک یہی  
جھگڑا رہا آخر اس امر پر اُکابرانِ طلسمات نے جمع ہو کر فیصلہ کیا کہ بادشاہ طلسم افراسیاب کی طرف سے  
مقرر ہو اور لوح دار طلسم کوکب کی جانب سے مقرر کیا جائے در صورتیکہ بادشاہ طلسم اطاعت میں کی  
کرے تو کوکب لوح طلسم سے اسکو مغلوب کر دے اور خراج لے لے کیونکہ افراسیاب اگر چاہے کہ  
سب طلسم لے لوں تو بغیر لوح نہ لے سکے جب یہ فیصلہ ہو چکا افراسیاب سمجھا کہ لوح طلسم بغیر طلسم کشا  
یا کل بیکار ہو کوکب لوح سے کام نہیں لے سکتا وہ سامری پرست ہو لوح پڑھی نہ جائے گی اور



طلسم کشا جب پیدا ہو گا وہ بھی میرا دشمن اور کوکب کا بھی عدو ہو گا پس اس کے طرف دار پاس رہی تو کیا اور میرے جانب دار پاس ہوئی تو کیا مقدم سلطنت طلسم ہر بس یہ سوچ کر اس نے اس فیصلے کو منظور کیا اس وقت آئینہ دار اس کی طرف سے بادشاہ ہوئی اور لوح داری ملک مختار جادو مطیع کوکب کو ملی ہی رہا ہو کہ ملک آئینہ طرف داری ساحران ہوشربا کی کرتی ہو اور دم محبت شہنشاہ افراسیاب کا بھرتی ہو غرض کہ کینز فرستادہ ہر ان مکان لوح دار جانتی ہو وہ ان پہنچی ایوان رفعت نشاں اس کا بہت آراستہ تھا دروازے پر ساحرون کا پہرہ تھا کینز نے اپنے آنے کی خبر کہلا بھیجی لوح دار تو مطیع کوکب ہر اس نے باعز از تمام بلا یا اس نے جا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ سند پر باعز از تمام جلوہ گر ہو کر بڑا کر و فر ہو کینز نے سلام کر کے عرض کیا کہ ملکہ ہر ان ذی شان تشریف لائی ہیں صحرا سے طلسم میں تشریف رکھتی ہیں آپ کو یاد کیا ہو یہ خبر سن کر لوح دار بہت خوش ہوئی اور اسی وقت مع چند کینز ان و ہشیان خوش آئین کے کشتیان بہر نذر جو اہر کی لے کر ہمراہ کینز علی اور صحرائین ہو نکلا دیکھا کہ ملک عالم ایک تخت پر نہیر سایہ بحر پر بہار مچھی ہو گیا جگل میں بہار آئی ہو لوح دار نے جا کر تسلیم کی اور گرد پھر کر القصد ہوئی عرض کیا لونڈی کے غریب خانہ میں قدم رنجہ کیوں نہ کیا اس دشت پر خار کو قدم گلزنک سے رشک جنان فرمایا ملکہ نے فرمایا کہ لے لوح دار میں تیرے بیان اگر آتی آئینہ کو خبر ہو جاتی مجھ کو کچھ سزا دینا اُسے درکار ہو اس لیے آج لوح طلسم لینے آئی ہوں کیونکہ آئینہ کو میں نے بلوا بھیجا تھا وہ حاضر نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہو کہ اس کو کچھ غور ہو گیا ہو لہذا سزا دینا لازم ہو لوح دار یہ سن کر بہت خوش ہوئی کس لیے کہ بسبب بادشاہ ہونے کے آئینہ ہمیشہ نگاہ حقارت سے اس کو دیکھتی تھی اور یہ وقت کی منظر تھی ملکہ کے لوح مانگتے ہی اس نے عرض کیا کہ داری لوح تو آپ کے حصے ہی میں ہو اسکا مانگنا کیا میں ہمیشہ اس احتیاط کے مارے کہ ایسا نہ ہو آئینہ جو دامنگار نے لوح اپنے گلے میں رکھتی ہوں لیجے حاضر ہو یہ کہہ کر گلے سے اُتار کر مع کشتیہاں زرنذر دی ملکہ نے لوح لی اور نذر معاف کی اپنے ہاتھ کا کنگن انعام میں دیا اور سرفراز کر کے اس کو رخصت کیا جب وہ جا چکی ملکہ نے آخر مردار بد نکال کر اسکی لورن کاٹیں ایک تیل فوراً اس کی تاثیر سے پیدا ہوا اس سے ہتھسار کیا کہ جلد بتلا ایسی خ قتل طلسم کہاں ہو وہ پتل گویا ہوا کہ خدا حضور کو سلامت رکھے دینہ طلسم پر جو کوہ ہو اُس کے در سے میں طلسم کشا داخل ہو رہی یہ کہہ پتل غائب ہو گیا ملکہ نے آخر جوٹے میں رکھ لیا اور وہاں سے اس صحرا طلسم کی طرف جو آغاز طلسم کے کوہ پاس ہو رہا ہوئی یہ تو اس طرف سے چلی اور اُدھر سے ایرج جب خنظل کو چھوڑ کر داخل مدہ کوہ ہوے دیکھا کہ درہ میں بالکل اندھیرا ہو شہزادے نے یاد دوزبان پر جاری کیا اور خدا خدا کر کے اس کو طے فرما کر قدم آگے بڑھایا ایک بیغہ سبز و خرم نظر آیا کہ دل نے بہار عین کا لطف پایا ہر سمت اُس دشت ہرست افزا میں ندیاں مثل خاطر پر شوق و اضطراب عاشقان جوش و خروش سے روان جھاڑیاں



ہر ایک پھل و رشک و زلف مسلسل سبز رنگان اکھن کا خاطر عشاق کی نشان درختان سرکشیدہ و بلند اکڑو  
 مرد و زمین گل قاست طناز پار سے زیادہ خوشنما پھل اُن کے بہ از عقد شریا گلزار میں مینا فام کی غیرت وہ  
 خاک زمکاری باغبان قدرت و تلبند اصل حکمت کی نئی نئی طرح کی صناعتی اور رنگ برنگ کی گلکاری کہیں  
 سبزہ اپنی لہلہا ہٹ کے روبرو منبہ حیرت کو پتہ مردہ بناتا کہیں طائر خوش نوا موسیقار کو بے سرا اور  
 زاغ آواز خطاب فرماتا شکوفہ ہائے گلہائے بوقلمون اس طرح بستہ تھے کہ غنچہ ہائے خاطر آشفہ شکفتہ  
 فرماتے تھے گھنٹہ و پائے شاہد بہار میں نظر آتے تھے اس صورت سے درخت کلیوں میں لدے تھے  
 کہ شاخون کے سر چڑوں سے مل گئے تھے مردار درخت یک سخت کام جان سیار دشت کو پر زائفہ  
 کرتے تھے وہ لطافت رکھتے تھے کہ انگلی کے اشارے سے ٹپکے پڑتے تھے کو سون تک عالم بہار تھا  
 خزان کا دہان کم گذار تھا کہ

نظم

یکے بیشہ دید اندران بہن دشت ز بس رنگ و بوی و ز آب روان ہوا خوشگوار و زمین خوب رنگ درختان بسیار و آب روان بیار استہ ہمو باغ بہار	کہ گفٹی برادر نشاید گذشت تو گفٹی کز و تازہ گرد روان زیرگان زمینش چو پشت پلنگ ہی شد دل سال خور و جوان سراسر تیر از رنگ بوی دیکار
---	---

گل نویدہ گلزار صاف جہان شہزادہ ایرج نوجوان سیرکنان اس مرغزار مینو نشان میں روان تھا کہ دور  
 ایک دیوار یا قوت رمانی کی نظر آئی کھیل پھردن باقی تھا شہزادہ کو گمان ہوا کہ ہر جہاں تاب نہ آب ہو گیا  
 ہوا اسی وجہ سے لباس ارض وغیرہ از غوانی نظر آتا ہو یہ سوچ کر آگے بڑھایہ نہ معلوم تھا کہ ہر فلک کی  
 آنکھوں میں خون اتر رہا کسی گل خسار کی محبت میں اخک خونین رولائے گا۔

ملاقات ہونا شہزادہ ایمج اور ملکہ بڑا ان شمشیر زن سے اور عاشق ہو کر  
 دونوں کا کنائیہ اظہار محبت کر کے باہم گفتگوئے عشق آمیز کرنا پھر روح دیکر  
 ملکہ کا بدرد و غم رخصت ہونا اور شہزادے کا ہجر میں بقیرار ہو کر رونا پھر فتح طلسم  
 آئینہ کا جاننا اپنے لشکر کی طرف بلور جادو کو لے کر ملو لفظ

ہاں ساقیا دے وہ مجھے تیز ہاں مٹر بادہ غنزل سنا دے وہ آنکھوں میں نشہ میری چھائے	جس کا کہ ہو نشہ عشق انگیز دھن عشق کی دل کو جو لگا دے جو صورت یار کو دکھائے
--	--



در پیش ہے اک نئی ملاقات  
دل رنج کا پھر بنے گا مسکن  
بہر دکھ میں فراق کے بھنسن گے  
پھر جوش پہ ہوگی وحشت دل  
فرصت نہ ملے گی غم سے ہم کو  
کادش پہ جو ہوگی وحشت دل  
پھر سامنے آئے گی تباہی  
پھر شعلہ غم جلانے کا دل  
فرصت کہاں اشکبار یوں سے  
بیابا رہیں گے مثل سیلاب  
دم بھر کی ہے دل کے لٹنے میں دیر  
ہو جائیگا اک بری کا سایہ  
گیسو ہوں گے کند الفت  
ہے طائر دل کو زلف پھر دام  
ہاں ساقیا کر تو مسربانی  
پھر ہم کہاں اور کہاں یہ جلسہ  
بس جاہ یہ تاج کا حکایت  
ہے تیر ملا کا دل نشانہ  
کنون بر شگفتی یکے داستان

نازل ہوا چاہتی ہے آواز  
پھر داغون سے سینہ ہو گا گلشن  
پھر حال پہ اپنے سب نہیں گے  
پھر تھا سنا دل کا ہو گا مشکل  
رونا ہے نئے الم سے ہم کو  
ہو جائے گا گھر میں رہنا مشکل  
بھائے گی نظریں پھر سیاہی  
پھر تر پین گے ہم بشکل بسمل  
مہلت کہاں دل فکار یوں سے  
آنکھیں محروم لذت خواب  
ساتی ہوا چاہتا ہے اندھیر  
زلفون کا بڑھے گا سر میں سودا  
آزاد ازل کو بند الفت  
پھر صبح بہار کی ہے اب شام  
دے آج شراب ارغوانی  
پھر رند کہاں کہاں یہ بادہ  
لازم نہیں عشق کی شکایت  
لکھیے اک عشق کا فسانہ  
بہ پیوند از گفتہ داستان

عاشقان شاہد رعنای مضامین و مشاقان عروس زیبایے کلام رنگین بے شوق طرازی معشوق خام  
پیکر نادر زمانہ جان تحریر کو نظر داشت نور دان محبت میں اس طرح جلوہ گر فرماتے ہیں اور دادی  
بے پایاں الفت میں معشوقہ زیب صورت داستان کو کشان کشان یوں لاتے ہیں کہ جب سیارہ وحشت  
طلسمات ایرج خوش صفات اس دیوار کی طرف ششدر ہو کر چلا یہاں تک کہ نزدیک اس کے پہونچا  
دیکھا کہ دیوار سر بفلک کشیدہ ہر اسی کی سرخی سے لالوں لال تمام صحرا ہر زینت طراز دہنے شاہ بہار  
کو پھول گلزار پوش بنایا ہر درختوں پر اس کی سرخی کا عکس چھایا ہر اس دیوار کو نقش بر دیوار خیرت  
سے بنا پا بگل ہو کر کھڑا ہو ہر ادا دل سے کہتا تھا کہ یہ کس سکندر منش نے سد کھینچی ہر آئینہ دار حیران تھا  
کہ یا قوت کی حد کھینچی ہر اسی فکر میں تھا کہ عشق فتنہ کرنے رخنہ پرداز کی تر ڈالنے کی صدا آئی اور



دیوار میں در پیدا ہوا اس طرف ایک مکان عالیشان نظر آیا کہ جو آرایش و زیبائش رشک فرمایا  
تصور جنان تھا سامان عیش و راحت سے بعد تکلفات آراستہ نہایت پیراستہ کہ بموجب نظم

سراسر ہمہ کاخ و ایوان و باغ ہر گوشہ گنبد ساختہ ز سنگ و ز گچ ساختہ و زر غام خوش و خرم و خوب آراستہ یکے تخت زرین ستا و ند پیش بر دیو ز پیروز ہ کردہ نگار	ہی تافت ہر سو چور و شن چراغ سرش را با بر اندر افراشتہ وز ان گوہرے کس ندانیم نام ہر جاے گنجے پر از خواستہ ہمہ پایہا چون سرگا و عیش بدیبا بیاراستہ شاہوار
---	--

اس تخت جواہر آگین پر ایک عنبرین کیسو خورشید رو کو جلوہ گر پایا کہ ہر تار زلف اسکا سودا بخش ظفر  
ز لچاے مصر محبت و لیلای محل الفت ہی لمعہ آفتاب رخ تابندہ تار شعاع ہر رفعت ہی اس طرح کا  
جواہر کار زیور و ہر صر طراز زیور حسن پہنے ہی کہ کبھی شاہزادہ تو کیا پیر فلک نے بھی نہ دیکھا ہو گا ایسا  
حسن دلا ویز گردون کے سات پشت کو بھی نظر نہ آیا ہو گا جہاں اس ستم خوناز پرور کی چور گردون سے  
کھین بڑھ کر نازک مزاجی میں طبیعت خود پسند اسکی ٹوٹے ہوئے شیشہ دل عشاق سے نازک تر آئین  
حسن خوبی کی جو ہر آسمان رعنائی و زیبائی کی رخشنہ اختر شتابی ازل نے یاد دہ ناب دلبری سے اسکو  
پر خمار و سرشار کیا تھا باغبان حقیقی نے چمن رنگین جمال کو اسکے ہمیشہ پر بہار بنا یا تھا طور زیبائی کی  
بجلی مٹی حرمت پان لیلے مٹی نور دید کہ کا شانہ وفا کی شمع پر تو رناز دادا میں یگانہ آفت زمانہ بانی صد چور  
و ستم ستودہ شیم قامت پر قیامت زار سے میجائی پیدا مہر پیشانی چہرہ نورانی مشرکان خنجر بران ابرو  
مازک سنان زہرہ شاکل آئینہ رومشتری خضائل سمن بودست رنگین حنا آلودہ خون صد بہار سے بہتر  
گلرخان فرخار کیا جنان کے گلزار سے امیر کھلا ہ سپاہ دلربائی شہنشاہ مغرور کشور بیوفائی دار و درو  
اشتقاق مرہم زخم جان فراق حسن سے متوالی پہلو میں آفت آفت کرنے والی کہ اس کے حسن کی نسبت یہ کہنا  
روا ہی کہ ابیات

یکے ماہ دش بود کز دلبری شبستان گلستان بدیدار رخ روشنش آتش آبدار کند افکنان لبہ کیسو شش دل آشوب و لبند آفاق بود بچہ چوز ہرہ فرشتہ فریب	پری را بر رخ کردہ از دلبری دو زلفین مشکین و گلزار دے سر زلف او غنہ نایدار کمان ابروان کشتہ ابرو شش بجوبی چو ابروے خود طاق بود دل از چشم جادوے او ناشکیب
--	--



دو گیسو سر از حلقہ تا پائے اوئے پریشان و شوریدہ پنجاہ داشت از دیدار او پر گشتی جوان سخن در بیانش بہ تکی رسید سہ چار رود از ماہ نو کا ستہ بانہ مردش یکتا نبود مردی ز مردان فزون آمدے نہ ولہا تہرار و نہ جانہا شکیب	بلار بلند ی دبالا کے روئے ہر شست کان زلف و خواہ داشت لبش مردہ را باز دادی روان حدیث دہانش جو آمد پدید شدہ سال آن سرد آراستہ چنان چون بگردیش ہمتا نمود بمیدان جنگ از برون آمدے بر دے مردی و پادار کیب
--	---

شہزادہ نے اس بت و قریب اور غم بازینت و زہی کو دیکھ کر دل سے صبر و شکیب کھو یا حالت دل مضطرب و گونہ گونہ ہوئی غمغنی تہاری ہونے لگی بمشکل اپنے تین سنبھالا اور پکارا کہ میت کس کس نے ہم کو روکا اس در پہ ہم جو ہو چکے بغرض نے پاؤں پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا یہ صد اس عاشق دیدار سے جب سنی شہزادے کی جانب گماہ کی پہلے تصویر دیکھی تھی اب اصل صورت جانان نظر آئی ایک جوان خورشید جمال کو دیکھا جو نہانی راز کا بھیدی شب وصل کا نوامیدی ہنس کر چھپنے والا سم اٹھانے سے منہ پھیرنے والا راتون کا جگانے والا وصل کے انکار پر روٹھ جانے والا محبت کا پتلا عشق کا نقشہ زینت چار بالشت الفت سرا پا چاہت کی صورت لب شیریں کا ذائقہ مند خانہ حسن کے گوشے میں چاق و چوبند متاع حسن پر دانت لگائے ہوئے چوسنے کی زردین منہ پھیلانے دراستی کا فقیر بوسوں کا سائل حسینوں کا امیر دلی پرائل دشت عشق کا جوگی ہو کار و گی عقیق کو نیلم بنانے والا ہونٹھون پر دانت لگانے والا جسکے پہلو میں نہ ہونے سے دل کو شور و شین انتہا کا جبین شوخ طرار چلبلا دراسی بات پر قسین دینے والا نک محبت سے مزے لوٹے ہوئے شوریدہ سری پر آمادہ ہزاروں دل لٹیکے درون گھر حسن کے برباد کیے قید الفت میں پھنسا انسانیت سے چھوٹے ہوئے معشوقوں کی آنکھوں کا تارا دل و جان سے زیادہ پیارا پر یزادون کا بتاؤ مہ جبینوں کا کھیل ناز و نینوں کے دل کا رکھ رکھاؤ ہر دلواری سے شکیب عاشق پر فریب معشوق بازیب کہ

دام دلہاے مہ جبینان تھے نہر سیا و آفتاب جمال عاشقی میں وہ قیس کا استاد تھے جو ہم صورت کمان ابرو کھینچتے ہیں کسان کو بہر ہفت	گیسوے پچیدار کے پھندے مہ نقاحور و سخن پر ی متال دل لگانے کے سو طریقے یاد یاد تھا من کو یہ نیا جادو دل کو وہ کھینچتے تھے اپنی طرف
---	--



چشم پر فن جو دیکھے سحر بھری  
سرخ ڈورون سے صاف اظہار  
گال گل بوستان خوبی کے  
شب پر جلادی اور مسیحاتی  
دہن تنگ چشمہ حیوان  
اُسکا چاہ ذہن نظر جو آئے  
شرم سے پھر نہ گردن اپنی اٹھائے  
مہ حبیب عشق دوش میں غم نوش  
ہاتھ میں وہ غضب کی چالاک  
لیکے دل ہاتھ دل میں سینوں کا  
سب حسین غش میں اس قرینے پر  
شکم صاف رشک عارض حور  
کس سے موے کم کو نسبت دون  
تار تنویر نور طور ہے یہ  
ساق یا اُسکے مثل آئینہ  
پانوں میں جال دہ قیامت زما

سامری بھوے اپنی جادوگری  
دل خونین دلان کے رشتے دار  
جن پر روستے پر ہی بھٹی ہوئی  
کبھی مارے جلائے ہنکے کبھی  
بلکہ جان بخش عاشقان جہان  
یوسف دل کو چاہ میں وہ ڈبا  
ماہ نوگردن اُس کی رکھ جو پاسے  
پھرتے ہیں مارے مارے خانہ بدوش  
لفظ جان لوشے میں بیباکی  
صاف رستہ حیوان کاٹے ستار  
پیارے اوٹھیں اسکے سینے پر  
نور سیمین و تختہ بلور  
تار چشم نگاہ یار کہوں  
یا کہ تار نگاہ حور ہے یہ  
صاف ایسے کہ یار کا سینہ  
حشر ہو ہر قدم پہ کر دے بیا

ملکہ نے بران جو لوح دینے آئی تھی یہ اسی نے دیوار یا قوت بنائی تھی اس وقت سراپا ہے پری مثال  
شہزادہ بمثال دیکھ کر غش ہو گئی کینز جو ہمراہ آئی تھی اُسے شہزادہ کی طرف اڑ کر کے گلاب چھڑکا جب  
ملکہ کو ہوش آیا کینز دن کو فرمایا کہ اس شخص سے جا کر در یافت کرو کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کینز  
حسب فرمان خدمت ایہ رج میں آئی تسلیم کی اور پیام ملکہ زبان پر لائی شہزادے نے فرمایا کہ کہہ دینا کہ  
یہاں کاروان ناکام تام ہو چکا اس بے ہمتی سے خوب آپکا نام ہنچکا اشارہ شد تم کڑی کہا تھا تیرا ہم تجھے  
اگر دام عشق میں اسیر ہوے تبھی شہنشاہ تھے شاہوں کے شاہ تھے اب جنگل سکھ ہر افسوس میں میرہ حمزہ ہر اور  
یہ بن ہر سب کے ساتھ چھوڑ دیا یگانہ و بیگانہ نے رشتہ الفت توڑ دیا اب خداے واحد ہمراہ ہر لب پر نالہ  
و آہ ہر کینز نے یہ تقریر سن کر کہا میاں تم نے اتنا بڑا سبق پڑھا کہ مجھے ایک بول بھی یاد نہ رہا خیر میں جاتی ہوں  
اور ملکہ سے جو کچھ یاد رہے گا کہ سناتی ہوں یہ کہہ سنستی چلی گئی اور ملکہ سے جا کر عرض رہا ہوئی کہ داری انھوں  
نے تو وہ دکھ اپنا کہا اور ایسا باتوں کا تانا تگا کیا کہ مجھ کو ڈای کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا اب خود بدلا کر یہ مجھے  
ملکہ نے کہا اچھا بلا لا کینز پھر آئی اور کہا چلیے آپ کو بلاتی ہیں شہزادہ اس کے ساتھ ساتھ ملکہ کے گیا ملکہ نے



شہزادے سے کہا تشریف رکھیں اور قدم رنجہ فرمانے کا سبب بتلائے شہزادہ اجازت پا کر پہلو میں ملکہ کے  
جانب بٹھا اُس نے شہزادہ کو سر نیچا کر لیا گویا گویا ہوا دل پہلو میں پھر آگیا آہستہ سے فرمایا کہ آپ کی چالاکی کے صدقے  
اچھا فرمائیے کہ آپ کیا مطلب رکھتے ہیں شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ حال مبتلاے فراق بہت تباہی  
اس کا خدا گواہ ہے بلکہ نے کہا تو آپ کے سارے سے خدا بچائے ذرا ہٹ کے بیٹھے ایسا نہ ہو کہ مجھ پر کہیں پرچہ دان چلائے  
شہزادے نے کہا مجھ سے میرا سایہ خود بھاگتا ہے وہ تنگ راحت ہوں کہ آرام میرے نام سے کا پتا ہے ملکہ نے  
جواب دیا کہ تمھاری ملاقات کیا گویا جی کا جنجال ہوئی میں آپ کو بلا کے خوب نہال ہوئی شہزادہ بولا کہ لہجہ  
نہ ٹالو ہماری طرح تین پیار کر دعا شق کے کہنے کا اعتبار کرو ملکہ جواب دہ ہوئی کہ مجھ خوش ابھی تو آپ اور دکھڑا  
کہتے تھے اب نام خدا سے میرے گلے کا بار ہوے خوب پانوں پھیلانے اے صاحب تم جیسے مرتے ہو یہی ملکہ  
مبارک رہے ایک کو قیدالم سے چھڑا موجب دوسری پر آنکھ ڈالو یہی شرط الفت ہے کہ ایک تو اسیر دامن  
رہے اور عاشق اس کا دوسرے سے مزے اڑائے واہ واہ آپ کا بھی عشق دیکھا شہزادے نے کہا اے  
بحر الفت واے دریائے محبت واسطہ خدا کا تسکین دل بیتاب کر میری جانب ایسا نہ خطاب کر دل  
کا حساب لے ابھی لتا اپنے سوال کا جواب لے جس کی الفت میں صحرانور دہن نہ اُس کو چھوڑوں گا  
نہ تیرے عشق سے منھ موڑوں نگاہیں اسی لیے پیدا ہوا ہوں کہ سختیاں ہمیشہ ہوں نگاہ ملکہ نے یہ سیکر ایک  
تہقہ مارا اور کہا یہ شرکت اچھی نہیں کہ بموجب بیعت میں اس طرح کا دل لگاتی نہیں یہ شرکت بندی  
کو بھاتی نہیں شہزادے نے جب نام دل لگانے کا سنا ملکہ سے لپٹ گیا اور پکارا کہ اے حور شمال  
اے راحت دل پری رکھائی سے عیش درہم برہم ہو گیا دیکھ تو میرے دل کا کیا عالم ہو گیا جانی میں دل  
نازک تیرے مزاج سے زیادہ رکھتا ہوں بے پروائی سے مر جاؤ نگاہی سے گذر جاؤں گا دیکھ تو میرا دل  
کیا مزے دکھلاتا ہے یہ نہا خیر پکار کیا رنگ لاتا ہے ملکہ نے کہا صاحب نیچے بیٹھو یہ ٹھہرنا ہونا اچھا نہیں تو  
خیر میں کہے دیتی ہوں کہ ہاں میں بھی تم سے محبت رکھتی ہوں بس اب زیادہ عشق نہ جتاؤ بک بک کر میرا  
معزہ پھاؤ تمھارے رونے پر کلیجہ کا پتا ہے جی ہاں پتا ہے شہزادے نے کہا بارے آپ کو رحم تو آیا میرے  
جذبہ دل نے اثر دکھلایا ملکہ یہ شکر چپ ہو رہی شہزادی نے بھی کچھ چھیر چھپاڑنے کی ملکہ نے کشتی شراب کی ٹھینکر  
جام شراب بھرا اور شہزادے کو دیا شہزادے نے فرمایا کہ اے غار تنگ ہوش و خرد تیرا دین کیا ہے ملکہ نے  
منہ کر کہا کہ کافریشی اور تمگاری اپنے مذہب میں رہا ہے جو کوئی ہم سے دل لگائے وہ ہمارے محراب پر  
کا سا جہ بنے ہمارا آئین اختیار کرے شہزادہ یہ کلام سن کر سن ہو گیا پھر دل سے کہا گو اس کی محبت میں جان  
بھی جائے لیکن دین اسلام میں رختہ نہ آئے یہ سوچ کر چاہتا تھا کہ اُسے ملکہ کے پیشے سے ناراضی پہچان کر  
منہسی اور کہا صاحب آپ خفا نہ ہوں میں شریک عمر و عیار ہوں اور وہ میرے ہی گھروں میں آج کل تشریف فرما  
ہیں پس مجھ کو مطیع اسلام سمجھیے اور شراب نوش کیجیے یہ سننا تھا کہ شہزادے کا رخ انور لیسان یادہ اچھر



پشاشت سے سرخ ہو گیا اور جام ملکہ کے ہاتھ سے لے کر پیادہ اور جام احمر شروع ہوا اس عرصے میں بزم پر نور  
انجسم افلاک میں ساغر گردش پذیر ہوا اور جام زرین آفتاب کو ساتی ازل نے طاق مغرب میں  
دھرا کہ ابیات

چو خوردند گشتند از بادہ مست	کشادند از بادہ بر یاد دوست
ہمی تاکہ خورشید پوشیدہ چہر	ستارہ درخشان شدہ پرہر

بران نے وہ دیوار یا قوت نگار سحر کی مشادی اب کو سون تک وہی دشت پر فرزا احسبنا ذکر اول ہوا نظر  
آنے لگا اور سبزہ پر فرش چاندنی کا عجب روپ دیتا تھا زمرہ پر بلور کو جیسے بچھا یا تھا نہرین اور شیمون  
کی تراوٹ گرمی کی فصل یونہی سی خنکی صحر اکا ساٹا محبوب کلفدار کے ساتھ شغل مے خواری سجان اشراں  
مزے کو کوئی شوریدگان دشت محبت کے دل سے پوچھے وہ چاند پر لکے ابر کا آجانا دشت میں نور  
کے ترے کا عالم چھانا پھر چاندنی سے دشت دور کار چکنا عجب کیفیت دکھا تاکہ مسد

صحن بین واہ واہ زور کھلی تھی چاندنی	چاند بلورین لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی
آیا تھا یا رگلبند پن کے باد لہ زری	چمکی تھی تار تار میں مہ کی جھلک فی نری
بوس و کنار و جام مے پیش دطر بہی خوشی	اسمین کہین سے یک بیک مرغ سحر فہ بانگ

صبح و مید و شب گذشت آہ شبیں بجا نہ رفت  
رفتے سحر یہ کنید بار بدین بہانہ رفت

کیا ہی مرنے بخش کی اتھن کا میلان	چھوٹی تھیں ماہتاب کی نہرونین ماہتابیان
آگے چنی تھیں صفت بھٹ کی ہری گل بیان	ہکو نشوں کی مستیان پار کو تھیں ابیان
اسینو نین منظر ابیان آنکھو نین سجا بیان	اسمین فلک نے رشک سے دلین کچھ خرابیان

صبح و مید و شب گذشت آہ شبیں بجا نہ رفت  
رفتے سحر یہ کنید بار بدین بہانہ رفت

رات بھر شغل بادہ کشی رہا شہزادہ اس ماہتاب تا بان کو بغل میں بے لذت بوس و کنار حاصل کرتا رہا ران  
سے ران مہسری کرتی رہی بوسون نے مسی ہوٹوں کی چھڑائی آخر وہ دقت آیا کہ شاہ روز کے عاشق  
پر نور پر مشاطہ قدر سے نے گلگونہ شفق ملا اور لب سحر پر کہ مسی مالیدہ سواد شب تھے لالی جانی کہ  
بموجب نظم

جو شب را امید سیار ہی تماند	شہ زنگ را باد شاہی تماند
رخ فرغ آفتاب سپر	بیار راست روے زمین را بھر

ملکہ صبح ہوتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور مثل نسیم سحر آہ سرد بھرنے لگی شہزادے نے بھی اپنی حالت



تباہ کی ملکہ نے فرمایا کہ اے نوجوان میرا از کسی سے نہ کہتا میں دختر کو کب رو شمنضمیر بادشاہ ظلم  
نور افشان ہوں تجھ کو لوح ظلم امینہ دینے آئی تھی یہاں دام محبت زلفت گرہ گیر میں اسیر ہوئی خیر یہ محبت  
اپنی جتنا یاد رکھتا یہ لوح حاضر ہو اور ظلم فتح کر کے اپنے لشکر میں پھر جاؤ نظر بفضل کریم کار ساز رکھنا وہ خدا  
لا ینزال جب کبھی ہم کو ملائے گا تو پھر دیدار میر آئے گا ایک طور تم سے ملنے کا نکلا ہے کہ باپ میرا شریک  
عمر وہو اور جو فلک کو برا نہ معلوم ہوا اور عمر و سے اور میرے باپ سے دوستی رہے پھر البتہ تم سے ملاقات  
ہوگی اور نہ ہم کہاں اور تم کہاں دیکھیے اس عشق کا کیا نتیجہ ہوتا ہے جان جاتی ہے یا محبوب ملتا ہے یہ کہہ کر  
سارا حال عمر و کا پہلے حال سے اٹھالانا اور پھر دوبارہ محمور کے ساتھ اسکا آنا حال حسن اور سامان  
دعوت وغیرہ ہیا کرنے کی کیفیت بیان کی پھر و کرم الفراق زبان پر لائی غم مفارقت سے  
بیتاب ہو کر رونے لگی شہزادے نے اُس سے پارہ کوٹنے سے لگا یا فسر مایا کہ ہو جب ایسا

بعد میرے کیوں نوید وصل یار آنے کو تھی	دہ چمن ہی سٹ گیا حسین بہار آنے کو تھی
آسمان پھر تار ہا ہر مضطرب وعدے کی رات	کونسی مجھ تک خوشی پر در دگار آنے کو تھی
میرے مرنے کی خبر سن کر کیا مشکل سے ضبط	اُنکے ہونٹوں پر ہنسی بے اختیار آنے کو تھی
صبر آتا دیکھ کر ظالم نے پھر تڑپا دیا	امیری قابو میں طبیعت اکی یار آنے کو تھی

اے مجھ رون کی تسکین دینے والی اے مشتاقوں کی خبر لینے والی جاری دل افکاری مبارک ہو ہمیں بھاری  
مبارک ہو ہمیں اس جنگل میں جب تڑپیں گے کون اٹھائیں گے تجھے یاد کر کے جب روئیں گے کون سمجھائیں گے  
اب ہو گلستان جدائی کی بہار دیکھتا ہے فصل خزان میں لطف لالہ زار دیکھتا ہے سینہ داغ اندوہ سے نیا رنگ دکھائیں گے  
ہرخت لالہ باغ کو شرمائیں گے ساعد نازک آپ کا یاد کر کے جسم بدنگ شاخ شجر لاغر ہوگا ساق نہال قامت کو  
یا کر کے عکس درخت خشک کا نقشہ ظاہر ہوگا کیوں اپنا رخسار رشک گلشن دکھایا اے عندلیب حدیقہ ناز  
کیوں بزم بلبل مجھ کو تڑپا یا کہ اتھوان میرے ابھی سے لبان شمع روشن سوز نسراق سے چلتے ہیں منہ  
سے بات کرنے میں دھوئیں نکلتے ہیں سچ ہی آپ کا کچھ حضور نہیں تقدیر میں یہی تھا کہ ہو جب

عیب نکلا جو ہنسر پیدا کیا	ہم نے کھو یا جس قدر پیدا کیا
اے زہے سرمایہ رنج و اہم	ہم نے جس کو عمر بھر پیدا کیا
کھوئے دیتا ہی مجھے دینا سے وہ	جس کو میں نے دھونڈھ کر پیدا کیا
ہمے رہے میں واہ کیا کہنا مرا	رنج ان کو چھپر کر پیدا کیا

ملکہ نے یہ حکایت عشق زبان شہزادہ دلدادہ سے سن کر کہا کہ اے معشوق کے منانے والے ہر بات پر  
صدتے جانے والے رنگین مزاج عاشقوں کے سرتاج شہری بائیں جب ہم کو یاد آئیں گی تو آٹھ آٹھ آنسو شب بھر  
میں رولائیں گی تم تو گلشن بھر کی بہار دیکھ کر دیوانہ پن بھی کر دے گے بلبل غمناک و شیون کر کے بعد یا سس



دل پر آردان کی بھڑاس بھی نکالو گے ہم مثل طائر اسیر نفس فراق گزار عشرت سے دور ریاض وصل کے مشتاق دل ہی میں گھٹین کے حسرت سے ایک ایک کامنہ دیکھیں گے کچھ کہ نہ سکیں گے جب تیری صورت کا خیال آئے گا خواب میں بھی دیکھنا محال ہو جائیگا غنچہ سر بستہ کی طرح خاموش رہینگے دل پر خون میں راتوں کے جوش رہیں گے دل کہیں اور ہم کہیں یہ سامان بخیری نظر آتے ہیں کیا کہیں بہت پچھتاتے ہیں نظم

تیرے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا	کہ جسکے عشق میں تو آفت زمانہ ہوا
عدو کی ٹھوکرین کھانے کو ہاے دل میرا	لحد سے آگے ترا سنگ آستانہ ہوا
یہ کچھ نہ سوچے کہ مجھ پر گزر گئی کیا کیا	تھیں تو قصہ فرقت مرا فسانہ ہوا
فرشتوں کو بھی کیا میری آہ نے تسخیر	یہ کیا بلا ہے کہ اک تو ہی آستانہ ہوا
بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ	بدل کے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا
بہار آئے گی ضیاء بن کے لے گلچین	کبھی چمن میں اگر میرا آشیانہ ہوا

اے دلبر یہ قصہ فرقت مختصر نہ ہوگا اچھا خدا حافظ و نا صر شہزادہ یہ کلمہ سنگریخا را کہ بقضائے سدا

جہان میں نام تو سینے تھے ہم جدائی کا	دے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا
و یا فلک نے ہمیں بھی یہ ستم جدائی کا	برا ہی مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا

غضب ہے تیرے بار و ستم جدائی کا  
خدا کسی کو نہ دکھلاے ستم جدائی کا

ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھ کر اور لوح شہزادے کو پیکر آخر کار روانہ ہوئی یہ محو دیدار ہمہ تن وصل لدا رنگس دار اس وقت تک ٹھٹھکی بانہ سے رہا کہ جب تک تخت اس پری کا بلند نہوا تھا جب سانس سے وہ بقیں دوران پنہان ہو گئی اس سلیمان بزم ماتم آسمان پر غم ٹوٹ پڑا لبان شبنم فرش خاک دشت پر گرا اور مثل گوہر چشم عاشق گوہر جان کو خاک میں ملا تھا دامن صحر اکو بھگو تا سخت دل آہ کے ساتھ لب پر لاتا تھا جب زیادہ بیتابی سنا تی تو مضطرب ہو کر یہ خطاب فرماتا تھا کہ مسدس

جب سے تلو لیکیا ہی یہ فلک انگم کہیں	جی ترستا ہی کہیں اور چشم پریم کہیں
ہم پہ جو گزرا ہی گزرا وہ کسی کلم کہیں	نے تسلی ہوئے دل کو چین ہوا کہم کہیں

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو تکے دم کہیں  
خاک ایسی زندگی پر ہم کہیں اور تم کہیں

ادھر ملکہ اشک ریزان و نالہ کشان ہوئی داغ عشق پر دل آہ یر لب بعد رنج و تعب وان تھی سرگرم فغان تھی وہ صبح کا وقت اور تخت کا بلند ہونا نسیم سحر کا چلنا غنچہ نہ نما سے خاطر حزن کو کھلانا تھا کسی دل رنگین کا مسکراتا یاد آتا تھا آفتاب کا طالع ہونا شاہد ہر کا دیدہ پر خون دکھائی دیتا تھا روئے سحر



پرزور دی چھائی تھی دھوپ نہیں نکل آئی تھی کلیان بھون کی خاموش لبورتی نظر آتی تھیں آنکھیں رنگستان  
میں گھورتی نظر آتی تھیں جب پہیلی کہاں کہتا تھا ملک کا جی کہاں قابو میں رہتا تھا سور کی جنگا رشیون و  
فریاد عاشق کا مرزا یاد دلاتی کوئل کی کوک دل میں ہوک اٹھاتی اس کشتہ فرقت پر غش طاری ہوتا جب  
ذرا ہوش میں آتی تو قلمزم وید ہ پر غم سے سیل خون بہاتی اور یہ فرماتی کہ

لڑی ہے آنکھ اک شوخ حسین سے	اور وون کا چشم پاک میں سے
سمندر جوش مارے گا زمین سے	لیگی سیل خوش عرش برین سے

پہکتا ہے یہ میری آستین سے

وہ شہزادے کا پیار کرنا اور بوسے لینا جب یاد آتا تھا تو روتے تانباک پر ابر غم چھا جاتا تھا بسان گل  
مرحبا جاتی تھی ہونٹ چاٹنے لگتی تھی دل بقرار پہلو میں دلدار کو ڈھونڈتا تھا تخت اڑا کر طلسم کی طرف جاتی مگر  
سحر الٹا زبان سے نکلتا تھا شہزادے کی طرف چلتا کینز بھرا ہی کی عرض کرتی کہ دارای ادھر چلیے تو  
جونک جاتی اور اسی بحر کی طرف جہاں اپنے شہید اکو چھوڑا ہی سمجھ کر کے فرماتی تھیں

نہ مجھے گا زمین کو دان کی فرش خواب کی بھی	نہ اس طلسم و غم کی لاس کے کا تاب کوئی بھی
بہائے گانا آنکھوں سے کبھی خوناب کوئی بھی	جفا سے اس کی ٹھہر گیا نہ لے تو اب کوئی بھی

رہن گے دیکھ لینا کوئے جاناں میں ہیں بیرون

آخر اسی طرح بعد آہ وزاری و ہزار بقراری طلسم میں ہوئی اور صدر عزت پر بیٹھ کر تیاری استقبال عمرو میں مصروف  
ہوئی مگر اس طرف مجروح خنجر اداوند لوح تیغ جفا نیز ج دلدادہ دلربا کا حال بیان ہوتا ہے کہ یہ غیبتہ مال  
ملکہ و پیٹ کر غم دل فرقت کا ہش میں لے کر مع لوح طلسم آگے چلے وہ نور کا تڑکا ہی کہ ٹھنڈی ہوا یہ معلوم ہوتا  
تھا کہ کوئی رو پیدا آہ سر و بھر تا ہی سر و مہری فلک نے کا فور بحر کا مرہم ہر زخم دل جگر بنایا ہی سوزش داغ  
دل کے لیے آفتاب کا چھا ہا پڑھانا چاہیے وہ سہانا جنگل اس گلر کے جانے سے سونا سونا ہو گیا تھا ہر کوہ  
فریاد کی طرح سر سے جوئے خون بہاتا تھا جب آفتاب کا عکس آتشبار قلعہ کوہ میں نظر آتا تھا شہزادہ  
جوش و حشت میں دامن صحرائی دھجیان اڑاتا تھا جب شکل قیس غبار برباد کرتا تھا نخل ہر ایک چوب  
تا بوت کشتگان تیغ مفارقت کا بنتا تھا ہر رنگ جور شاہد بہار سے رنگ عاشق باہتہ لبتا نظر آتا تھا  
شکوہ نہنتا یا رگلہ دار کا کھلا کر یاد دلاتے رونی صورت بنا کر لائے جو چشمہ تھا وہ جوش گریہ زمین کا نشان  
دیتا اوس درخون سے سیکتی باہر نخل روتا تھا جو شجر و شست و بغل یکدگر نظر آتا تھا یہ مجبور جانا کہ محبوب سے  
یہ بھی رخصت ہوتا ہی مگر یار کا بغلیں ہونا اسکو بھی یاد آتا تو روتے خطاب فرماتا کہ **موجب غمزل**

بھر ہوئے خفا روٹھ گیا ہے وہ لالہ	لے داغ مبارک ہو چکے منصب والا
کیا جانے کس حال میں ہوئے کا عزیزو	دل آج مرا سلمہ اللہ تعالیٰ



<p>رک رک ترے سحر میں لے رشک کیا شاید کہ موارات کو سینے میں مراد ل وہ آپ سے روٹھا نہیں ملے کا نظر آہ</p>	<p>مرتا ہوں مرے اب کوئی جینے کی دال نے آہ نہ زاری نہ دم سرو نہ نال کیا بیٹھا ہر حل پاؤں پڑا اور مسکونال</p>
<p>آخر آفتاب کی تازت زیادہ ہوئی کچھ ہی دور راہ طے کی تھی کہ بارِ مفارقت نے بھادیا تھک کر ایک جگہ پڑا ہافرش خاک پر لوٹنے لگا اور بادِ صبا سے یہ کہتا تھا کہ بقیضائے غم شر</p>	
<p>لے بادِ شکیو بگڑے سوے آن نگار بادِ بگو کہ لے مہ ناہر بان من دل دادہ ایم ہر توار جان خریدہ ایم لے دل بساز باغم سحرانِ صبر کن بایں خیال دست بہ پیش نظر کنیم</p>	<p>بکشا گرہ ز زلفش دبوے بمن سیار باز آ کہ عاشقان تو سرِ مذرا تظار برما جفا و جور فراق تروا مدار لے دیدہ در فراقش زین بیش خون مبار چون بر وصال بار ندا ریم اختیار</p>
<p>اسی رنج و الم میں جب تیسرا پہر ہوا اور سہانا وقت صحرائیں تھا درخت ہرے ہرے گلہائے زخیم داغ دل کو تازگی دینے لگے یہ بیچارہ یاس و حرمان کا بار و دوش اسید پر اٹھا کر آگے بڑھا مگر لوحِ ملنے سے یہ باجرا گذر کر کہ وہ نہ طلسم پر فینے درہ کوہ میں جو سیارہ و شالیور کھڑے تھے گو یا ہوے کہ اسے خنظل ہم بھی طلسم میں جاتے ہیں کیونکہ شہزادہ فتح طلسم ضرور ہی پھر ڈرتا بیجا ہر فاقہ کا یہی مزار ہے کہ ہر حال میں انسان شریک ہے خنظل نے کہا اگر تم جاتے ہو تو میں بھی چلتی ہوں یہ کہہ کر مع عیار و ن کے داخل درہ کوہ ہوئی اور بعد طے مسافت راہ اس جنگل میں پہنچی کہ شہزادہ اور ملکہ جہان ملاقات ہوئے تھے دیکھا کہ ہار ٹوٹے بڑے ہیں شراب کی بوتلیں اور جام اونڈھنے ہیں گو یا اہلِ انجمن کی یاد میں سر جھکائے کچھ سوچتے ہیں پھول لائے کے داغ دل دکھائے ہیں زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اسی جگہ سے کسی کو داغ دل نصیب ہوا ہے بیت جا بجا پھول یہ لائے کے نہیں صحرائیں + جم گیا خون ٹپک کر ترے سودائی کا + خنظل نے کہا اے سیارہ یہاں معلوم ہوتا ہے کوئی بیٹھا تھا یہ کہہ کر خاک اٹھا کر سونگھی اور خوش ہو کر کہا کہ شہزادے کے قدم مبارک کا پتا ملتا ہے غرض کہ تختِ حر پر چھکیر بعلجبت تمام چلی اور ایک جگہ پہنچ کر صدائے نالہ و فریاد اس نے سنی کہ کوئی مجنون دشتِ الفت کراہتا ہے غم دل زبان پر لاتا ہے اس نے کان لگا کر سنا تو یہ سنائی دیا کہ مسلسل</p>	
<p>پلے لگا کے دل کو مرے تپنے اپنی جاہ سمجھے تر از ریب ہم لے شوخ کجکلاہ</p>	<p>جب مر چکے ہم آہ توئی تو نے اپنی راہ انجھی یہ تو نے رسم نکالی ہے داہ داہ</p>
<p>دیدار سے نائی ویر ہے ستر سے کئی بازار خویش و آتش با تیر می کئی</p>	



خستل اور عیار اسی جگہ اترے شہزادے کو شعر عاشقانہ پڑھتے جاتے دیکھا خستل اور عیار وں نے رو بہد اگر تسلیم  
کی اور مزاج پوچھا شہزادے نے کہا حالت طسمی بھیر طاری ہے اسی وجہ سے یہ بقراری ہے لوح طسم فضل  
خدا سے میں نے پائی ملکہ بران دختر کو کب نے بھجوا دی اس لیے کہ عمر و کا کو کب شریک ہوا ہی سارا لہلہ  
جو زبان ملیکہ کے سننا تھا بیان کیا یہ نہ بتایا کہ ملکہ خود آئی تھی اور میں اس پر عاشق ہوا ہوں یہ اس لیے نہیں کہا کہ  
ملکہ چلتے چلتے منع کر گئی تھی کہ میرا راز ظاہر نہ کرنا اسی اصل لوح طسن سے کہ خستل خوش ہوئی اور سمجھی کہ یہ  
لوگ بڑے صاحب اقبال ہیں اسی طرح شاہ جادوان کو بھی یہ قتل کرین گے غرض یہ سب ملکہ مع شہزادہ  
ایک جگہ ٹھہرے اور مصروف راحت ہوئے مگر حال سننے کہ حیب تک بران صحراے طسم میں رہی اس صحرا  
کے محاط سا حرد البتہ سحر ملکہ رہے جب ملکہ چلی گئی اس وقت بسبب لوح کے شہزادے کا لکچھ کرنے سکے مگر  
خدمت آئینہ دار میں گئے اور مچرا کر کے عرض پیرا ہوئے کہ اے بادشاہ عالیجاہ طسم کشا صحراے طسم میں داخل  
ہوا اور جب سے صحرا میں آیا ہر ہم لوگوں پر عجب سانچہ گذرا کہ سحر فراموش ہو گیا اور جب گھر سے نکلے تھے تو سوا  
ایک دیوار سرخ یا قوت کے اور کچھ نہ دیکھتے تھے پھر جب وہ دیوار موقوف ہوئی تو ہماری نگاہ میں باہر آنے  
سے تار کی نظر آتی تھی حاصل یہ کہ کسی طور سے ہم طسم کشا کا حال دریافت نہ کر سکے آج ہکو سحر بھی یاد آیا  
اور ہم نے اسکو گرفتار کرنا چاہا مگر اس کے پاس لوح طسم ہی ہم کچھ نہیں کر سکتے ہانی خیریت ہر یہ سننا تھا کہ  
آئینہ بدحواس ہو گئی اور چاہتی تھی کہ خود جائے اس وقت میں اسکی شکلہ دار جو طسم کو کب سے چلی تھی اگر  
پہونچی اور میں سے ملی حال پوچھا آئینہ نے کل کیفیت بیان کی کہ مستفسر ہوئی کہ میں ملکہ بیان کا حال کہو کہ  
وہ کس طرح ہیں شعلہ نے کہا کیا حال اُن کا پوچھتی ہو وہ شریک مسلمانان ہوئے چھو عیار و ہاں آیا ہر اسی کے استقبال کو  
تمام ناظم بلائے گئے میں بڑی تیاری ہو رہی ہے تمہارا خط میں نے دکھلایا تھا ملکہ کو انھوں نے مجھکو بتا کید حکم دیا کہ جا  
لوح ایمرج کو دلاؤ اس کیفیت کو سنکر آئینہ اور زیادہ گھبرائی اور کہا معلوم ہوا کہ لوح طسم کشا کو ملکہ نے  
لوح دار سے دلا دی محافظان صحرا بھی عرض کر گئے ہیں کہ لوح اُس کے پاس ہے اے بہن تم جا کر دریافت تو کرو  
کہ لوح دار کس فکر میں ہیں فکر گرفتاری طسم کشا کرتی ہوں شعلہ دار اس کے کہنے سے لوح دار کے مکان پر گئی اُسے  
تعظیم کر کے بیٹھا دیا حال پوچھا اس نے سارا حال بران اور عمر و کا بیان کیا لوح دار تو واقف ہو چکی تھی علی باب  
قصیر سجدار حال سنکر گویا ہوئی کہ اے بہن شعلہ دار سنو ہم کو اور تم کو لازم ہے کہ طسم کشا سے چکر مل جائیں کیونکہ  
ایک تو مسلمان صاحب اقبال ہوتے ہیں وہ دوسرے کو کب ایسا بادشاہ جب اُن کے شریک ہو گیا پھر اس  
طسم کا بیچنا غیر ممکن ہے شعلہ دار نے کہا آئینہ مجھکو مار ڈالے گی لوح دار ہوئی کہ جب لوح طسم کشا پاس پہونچیں گی  
تو آئینہ کیا کر سکتی ہے پھر اُس میں کیا طاقت رہے گی ہاں افراسیاب سے مدد طلب کرے اور کوہ خود آئے تو  
شاید آئینہ رٹ سکے سوا افراسیاب کا مقابلہ کرنے کو کو کب موجود ہی میں ہیں تمہارے بھلے کو کہتی ہوں  
اگر تم کو جان و مال اپنا بچانا منظور ہے تو میرے ساتھ چلو اور میں تو تم جانتی ہو کہ ہمیشہ سے مطیع کو کب ہوں جسکا



وہ شریک ہی اُسکی میں بھی شریک ہوں شعلہ دار کو سمجھانا اس کا پسند آیا اور سوچی کہ یہ سچ کہتی ہے پس گویا ہوئی کہ اچھا  
اے لوح دار جو تم نے کہا مجھے منظور ہو لوح دار نے کہا تو اسی وقت میرے ساتھ چلو اور خدمت طسم کشا میں  
چل کر ٹھہرو کیونکہ کچھ دیر میں بموجب ہدایت لوح کے طسم کشا آیا چاہتا ہر اور جب وہ یہاں آجائے گا اس  
غدر میں ایسا نہ ہو کہ ہماری بھی جان جائے شعلہ دار نے کہا اچھا چلو لوح دار نے اپنے ملازمین کو تمام مکان  
سپرد کیا اور ان سے کہا کہ میں ایک کام کو جاتی ہوں تم ہوشیار رہنا یہ کہہ کر کچھ نہ رو جوا ہرے کو مع شعلہ کے  
اسی صحرا کی طرف جہاں ملکہ نے اسکو بلایا تھا جلی خیال میں گذر کر آٹھم کشا دہنہ طسم پر جو صحرا ہی اس جا ہوگا  
یہ سوچ کر اسی طرف روانہ ہوئی اس جنگل تک پہنچی کہ راہ میں ایک درخت کے نیچے چند آدمیوں کو ٹھہرایا  
یہ ان کی سمت بڑھیں اور **خنظل** نے جو دیکھا کہ جادو گر آتے ہیں شہزادے سے کہا کہ آپ الگ ہو جاتے  
چند ساحر آتے ہیں انکا حال معلوم کرنی ہوں کہ کون ہیں یہ کہہ کر آگے بڑھی اور ایک تارخج سحر ٹھہ کر مارا  
لوح دار نے دستک دی کہ تارخج زمین پر گر کر سما گیا اور اس نے پکار کر کہا کہ بارادہ اطاعت ہم آتے ہیں  
کوئی دشمن نہیں ہیں بلکہ ہم ملازمان ملکہ ہرمان ہیں یہ سننا تھا کہ شہزادے نے **خنظل** کو منع کیا اور آپ آگے  
بڑھے لوح دار نے دوڑ کر سر پاٹوں پر رکھ دیا شہزادے نے سر اسکا سینہ سے لگایا پھر شعلہ دار کی ملازمت  
ہوئی جب یہ دونوں حلقہ اطاعت میں آچکے لوح دار جادو عرض رہا ہوئی کہ حضور نے اہل رباب طسم شکنی  
کیون فرمایا ہر چند کہ آپ کا آئینہ اقبال تو فلک غدار ملکہ زمین کر سکتا ہے لیکن دشمن کو ہمت دینا نہ چاہیے شہزادے  
نے اس کے کہنے سے وضو کیا اور لوح طسم کو دیکھا اس میں کچھ معلوم نہ ہوا واضح ہو کہ لوح طسم کی مثل قرعہ رمال  
کے موتی ہر جیسا کہ اربعہ عناصر سے علم رمل وضع کیا گیا ہے ویسے ہی طسم بنائے کا حال اور اس کے باطل کرنے  
کا ماجرا حکمائے لوح طسم میں رکھا ہے مثال اُسکی یہ ہے کہ چار نقطہ اس طرح پر دے (۱) ان کو اس طرح  
پر منقسم کیا کہ اول نقطہ آتش دوسرا باد تیسرا آب چوتھا خاک پس ان ہی چار نقطوں کو چار میں ضرب یا  
تو چار چوک ٹولہ ہوے ٹولہ شکلین علم میں بنا کر قرعہ میں کندہ کیں اور ان شکلوں کو تمام عالم سے حسب مزاج  
عناصر منسوب کیا یعنی آتشی شکل کو مشرق سے منسوب کیا اور مزاج گرم سے اور ہار یون میں صفر اسے  
قس علی ہذا جو اشیاء کہ آتشی ہیں اس شکل کو اسی سے نسبت دی اور اسی طرح بادی شکل کو بادی چیزوں  
سے اور آبی کو آبی چیزوں سے اور خاکی کو خاکی چیزوں سے نسبت دیا پس رمال جب قرعہ پھینکتا ہے  
جس طرح کی شکلین قرعہ میں آتی ہیں ویسا ہی حال دریافت کرتا ہے کہ گو نظر ہر وہ ایک چھوٹا سا قرعہ ہوتا ہے  
مگر تمام عالم کا حال اس سے آئندہ زمانہ کا بتلا سکتا ہے ویسے ہی لوح بھی حکمائے بتائی ہے کہ طسم کے رب النوع  
میں ہی ہوتے ہیں اور اُسکے ہر چیز کی پیدائش کی اطلاع رکھتے ہیں پس لوح میں کچھ نشان ایسے بنا دیتے  
ہیں جس سے حال یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس طرح سے طسمی مرحلہ اور شعبہ ہا باطل ہوگا طسم کشا کے دل پر  
خداے تعالیٰ ان خطوط کو اور نکات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس حال کو دریافت کر کے طسم توڑتا ہے



اور سوائے طلسم کشاکش کے اور کوئی نہیں پڑھ سکتا جسکی قسمت میں وہ طلسم فتح کرنا ہوگا اسی پر حال لوح ظاہر ہوگا اور یہ بھی قید ہو واسطے فتح طلسم کے کہ شخص نسل پیغمبر سے ہو اور اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہو اور ہر علم سے واقف ہو اور مثل رستم و اسفندیار ایسے ہزار ہلوان کا اپنے جسم میں نہ ور رکھتا ہو جب طلسم فتح کر سکتا ہو اور پہلے رجوع بعالم غیب کر کے معلوم کرے کہ میں توڑنے والا اس طلسم کا ہوں یا نہیں اگر بشارت ہو کہ ہاں یہ طلسم تم فتح کر سکو گے اسوقت قصداً اس کا کہے اور اگر مشرب بشارت نہ ہو تو ہرگز غم نہ کرے اسلیے جب اس کو طلسم ہوشربا میں امیر نے بھیجا تھا تو خواجہ زادون سے دریافت کر لیا تھا کہ طلسم ہوشربا کی فتح کس کے نام ہے جب خواجہ زادون نے اس کا نام بتلایا اسوقت امیر نے بھیجا اور امیر کے بیٹے ہر علم سے ماہر اور شجاع اور نسل پیغمبر جناب بلہم سے ہیں لغرض آتا ہوں میں مطلب پر کہ شاہزادہ ابرج نے جب دیکھا کہ حرف لوح ظاہر نہ ہوئے خیال میں گذرا کہ تو نے بشارت عالم الغیب سے نہیں پائی شاید تو فتح طلسم نہیں کرے آج رات کو عبادت صانع طلسم عالم کر کے فیضیاب بشارت سے ہونا چاہیے یہ سوچ کر چاہا کہ مصلحت بچھائے پھر خیال میں آیا کہ اگر تو فتح اس طلسم کا نہ ہوتا تو یہ سامان بہم نہ پہنچتا اپنے یکایک لوح نہ ملتی تیغہ سر دستیاب نہ ہوتا شہزادی طلسم کی تیرے غشوق میں قید نہ ہو جاتی یہ سب آثار فتح طلسم کے ہیں اور اسی کو بشارت غیبی سمجھنا چاہیے پس پہلی سوچ رہا تھا کہ لوح دار نے برٹھ کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کے چہرہ اقدس پر آثار فکر و تروید کے پائے جاتے ہیں اس کا کیا باعث ہے شہزادے نے فرمایا کہ اے لوح دار میں نے لوح کو دیکھا تو اس میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا اسی فکر میں ہوں کہ کیونکر طلسم توڑوں لوح دار نے یہ منکر عرض کیا کہ داری یہ طلسم سخت زیادہ ہیں ہاں یہاں طلسم نے لوح یہ بنا کر اُسکو تار یک کر دیا ہے اور اسکی لاگ یہ رکھی ہے کہ سمت مغرب ایک دریا ہو اس دریا پر جا کر لوح کو جب طلسم کشاد کھائے تو اس دریا سے مچھلی نکلے گی کہ نام اُسکا ماہی شکین طلسم ہے واقعی اسم باہمی ہے پس جب وہ مچھلی باہر دریا سے آئے تو اس کے دو ٹکڑے کرے اور اُسکے خون سے لوح کو دھوئے جب لوح میں حرف پیدا ہوں گے یہ کمینہ ازبیکہ لوح دار تھی اس وجہ سے حال جانتی تھی اب ایسا ہی کیجیے کہ اُسی دریا کی جانب روانہ ہو جیے شہزادہ یہ بیان سُنکر بہت خوش ہوا اور بموجب اس کے بتلانے کے اُسی جانب چلا یہ سب بھی ملکر ہندو سر اُڑے لوح عقب شہزادہ چلے عیار بھی دونوں پر اکندہ ہو کر بطور مخفی چلے شہزادہ سیر طلسم کرتا کہیں کوہ کہیں دریا کسی جادوشت پر فضا دیکھتا رہا ان تھا آخر بعد قطع منازل و طے مراحل اُسی دریا پر گزر رہا کہ جس کا پتہ لوح دار نے بتایا تھا ایک دریا سے زخار و قہار کو دیکھا کہ ایک ایک موج اس کی زبان کوہ بلند ہوتی ہے جناب تہرے آنکھیں نکالے ہیں گرداب گردش بد بختان یاد دلاتے ہیں جو دیکھ کر اُسے ہوئے دل کی طرح جوش مارتے ہیں جیسے دل کو کھلاتے ہیں جناب اس کے رشک جناب آسمان چشمہ خورشید و برود اسکی عظمت و جلال کے لڑان فرزندامت سے برج آبی میں جا کر سرد ہو جاتا چہرہ اُسکا تمام زرد ہو جاتا



بلکہ اسی دریا میں غیرت سے ڈوبنا نظر آجاتا جانور ان آبی اُس قلم زخار کے کنارے بیٹھے اتنے بڑے تھے جو نرسہ سپر کو شکار کرتے بلکہ اُنکے خوف سے کرکس فلک اور سیرغ قات آشیانہ اور گھونسلے سے چرخ برین کے باہر نہ نکلتے ماہی زمین رو بروئے نہنگ دلتنگ ہو کر زیر زمین پوشیدہ سلطان فلک مقابل سلطان سہا ہوا عکس آسمان کا جو اس بحر میں ظاہر ہوتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم بے پایاں آسمان غیرت سے پانی میں ڈوب گیا ہے کہ بمقتضائے ایات

وہ تھا بحر پر جوش تہر حندا روانی میں تلوار کی جیسے دھار کہیں اُسکا دیکھا ہوا کبار جوش اگر جوش پر آکے ہو وہ روان اسی بحر کا سن کے تہر و عذاب	کہیں اُسکا پیدا کنارہ نہ تھا مسلل ہر اک موج تھی مثل بار تو ہے رعد کے دل میں پیا خروش تو بہتی پھر کشتی آسمان ہوا ہر سمندر کا دل آب آب
---	--

ایرج اُس قلم بے پایاں کے کنارے پھرا تھا کہ حنظل و بوحار و شعلہ پہنچیں اور عیار بھی آئے اور بوحار نے عرض کیا کہ اے شہریار کوئی دم میں آئینہ بیان آئے گی اور کھڑا اچھائے گی آپ عیار بن سے فرمائیے کہ صحرائین پر آگندہ ہو کر صورت بدل کر پھریں اور آپ کے حال کو دیکھتے رہیں وقت بد پر آپ کے پاس آجائیں اور مجھ کو شاہ کو کب نے ایک سحر تیا یا تھا کہ شاید تجھ سے طلسم لوح کبھی جاتی رہے تو بندہ اس سحر کے اطاعت بنانا اور اسمین میٹھ رہنا تجھ کو گرفتار نہ کر سکے گا بس میں کنارے اس دریا کے کسی مقام پر احاطہ سحر بنا کر مع حنظل و شعلہ کے اسمین میٹھوں گی جب آپ طلسم فتح کر لیں گے اُس وقت حاضر ہوں گی شاہزادے نے یہ رائے پسند کی اور اسکو اجازت دی بوحار و بان سے چلی اور ایک جگہ محکم و استوار دیکھ کر ترسول سے گردا گرد اپنے دور تک گنڈ لا کھینچی اور اسمین میٹھا سحر بڑھنا شروع کیا کچھ دیر میں وہ گنڈ لا چار دیواری سنگ سیاہ کی بنکر تیار ہوا اور ایسا ایک حصن حصین فلک تکین بنا کہ قدر و میں شاہ ار جاسپ چین بھی سامنے اس کے پست و نا پائیدار تھا کہ ایات

یکے کاخ بد تارک اندر سماک حصارے ز سنگ ست نزدیک کھ چنان قلعہ پد سراسر اندر سحاب یکے راہ بروے دے ساختہ	نہ از دست رنج و نہ از آب خاک پُر از سبزہ و آب دور از گروہ کہ بروے نہ بدید پڑان عقاب بسان سپہرے برافراختہ
---	---

اس حصار میں بوحار اور وہ دونوں ساحرہ مقیم ہوئیں اور عیار بھی جنگل میں جا کر صورتیں بدل کر شاہزاد کی خبر گیری کرنے لگے یعنی قریب اسی دریا کے پھرنے لگے یہاں تو یہ ماجرا گذرا اور اُدھر جب شعلہ دار کو کئے ہوئے عرصہ گذرا آئینہ نے کتاب طلسم آئینہ نکالی اُس میں دیکھ کر معلوم کیا کہ طلسم کشا سمت دریاے مغرب



جاتا ہی لوح دار نے لوح اسکو دیدی ہر اور شعلہ نے اطاعت کی ہر یہ دیکھتے ہی اس پر غضب طاری ہوا اور اسی وقت نفیر سحر بجائی افسران فوج سے حکم تیاری لشکر دیا تین لاکھ ساحر غدار بازو بٹا و فیل واسپ و ابر سحر تیار ہو کر سوار ہو ا بیرقین اڑنے لگیں آندھیاں بڑے زور و شور سے پیدا ہوئیں رال و تیل کے شعلے اڑنے لگے دھرم اور نفیر و ناقوس بجنے لگے سامری و جمشید کی جے کی صدا بلند ہوئی آئینہ بھی تخت سحر پر ٹھیکر بصد تھر و غضب چلی کہ بموجب ایات

بہان شد پر از نالہ کرتاے	ز تالیکن بنج و ہندی و داسے
ہے رفت لشکر گرد ہا گروہ	نہ بد دست پیدا نہ دریا نہ کوہ
شمار سپاہ آندش صد ہزار	ہمہ شیر مردان و آہن گزار
زور یا بدریا نہ بد ہیچ راہ	ز اسپ و ز پیل و مہون و سپاہ

شہزادہ بہان لوح کا دوڑا پکڑ کر دریا میں ڈالا چاہتا تھا کہ یکایک صدائے دہل و نقارہ سے زمین میں تزلزل آشکار ہوا اور بردے ہو اور یاے آہن موج مارتا نظر پڑا یعنی دیکھا کہ آئینہ تخت پر سوار تاج شاہی اور لباس فرمان روائی سے آراستہ آئی ہر اور تین لاکھ ساحر پشت پر اسباب سحر اور آلات حرب سے درست روان ہن رے آفتاب چھپا ہر اسقدر کثرت شکر کی پائی جاتی ہر ہر ایک ساحر مکار و غدار ہر بحرین جمشید روزگار ہر کانون میں کندل ڈالے ہن صورت ہیتناک ہر منہ کالے ہن سحرین آفت کے پردے کالے ہن کہ بقضائے ایات

ہراک قدوہ و دودہ سامری	ہراک عالم کشور ساحری
سیر اُن کے منہ جیسے ہو کالی رات	ہراک اہر من صورت و بد صفات
لے منہ پر اپنے عبیر و گلال	پے نشہ آنکھیں کیے لال لال
سیر منہ پر سرخی کی اتسی پھین	کہ ہو چاند کو جس طرح سے گھن

شہزادہ ان کو دیکھ کر ٹھہرا تھا کہ آئینہ تخت سے اتر کر دست بستہ سامنے آئی اور براہ مکاری گویا ہوئی کہ اے شہر یار گردون و قار میرے طلسم کو باطل کرنے سے کیا فائدہ آپ اُس مچھلی کو نہ نکالے مجھ سے باج و خراج لیجیے اور مجھ کو اپنی کینز جانے بلکہ بلور کو بھی میں نے چھوڑ دیا یقین ہر کہ خدمت میں آئیں آپ میرے ہمراہ قلعہ طلسم میں تشریف فرما ہو جیے تاکہ عقد ملکہ کا آپ سے ہو جائے شہزادے نے یہ تقریر سن کر خیال کیا کہ جب بالوشاہ طلسم اطاعت کرتی ہر تو پھر کیا ضرور ہی کہ محنت طلسم شکنی گوارا کیجیے اور اُسکے ملک کو برباد نہ کیجیے یہ سوچ کر چاہتا تھا کہ آئینہ کے ساتھ جائے اسوقت عیار جو ساحر بنے پھر رہے تھے فوج آئے دیکھ کر قریب شاہزادہ آئے اور گفتگو آئینہ شکر کپارے کے لے شہزادے اکر یہ براہ اطاعت آتی تو فوج ساتھ نہ لاتی معلوم ہوا کہ فقرہ دیتی ہر اگر بلور کو چھوڑ دیا تھا تو ساتھ



کیونکہ لائی اچھا اس سے کہیے کہ تو شہر میں مچلی نکال لوں اور لوح دھو لوں تو تیرے ساتھ چلوں یہ کہہ کر عیار غائب ہو گئے اور شہزادہ ہوشیار ہو گیا اور آئینہ سے وہی کہاجو عیار کہہ گئے تھے وہ سمجھی کہ یہ اب نہ گرفتار ہوگا بس افسران فوج کو لکارا کہ گرفتار کرو اسکو فوج شہزادے پر چلی اور شہزادے نے جلد لوح کو دریامین ڈالا لوح دریامین پڑنے سے ایک شور و غل پیدا ہوا اور بہت سے پتلے بنو مکان لینے نکلے اور فوج پر تیرا فگنی کرنے لگے کہ فوج کا بڑھنار کا اور ایک مچلی دریاسے نکلی کہ جسکو دیکھ کر اثر دروان کا بھی زہرہ آب ہو جاتا ہوت فلک کلمہ الامان زبان پر لاتا کہ بیت وہ مچلی نہ تھی تھا وہ بان اثر دہا جسے دیکھ کر شور و فلک کا پتلا شہزادے نے لوح دریاسے نکالی اور مچلی پر تلوار ماری اُس کے دو ٹکڑے ہوئے اور لب سائل سیل خون جاری ہوئی شہزادے نے لوح اسی خون میں دھوئی پھر شور و غل بلند ہوا بعد لمحہ کے جو دیکھا تو لوح شل خاطر صافی دلاں منور و روشن ہوا و سبحان قمر نورساگین ہی لوح طلسم آئینہ کی خون ماہی سے صقل ہوئی اب صورت مطلب اُس میں نظر آنے لگی لیکن جیسے ہی لوح روشن ہوئی وہ پتلے جو ٹوٹے تھے پھر دریامین کود کر غائب ہو گئے لشکر ساحران شہزادہ پر حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کہ آسمین حمد الہی اول و لغت رسالت پناہی تحریر تھی پھر خطوط طلسمی ظاہر تھے جس سے یہ معلوم ہوا کہ اس خراج طلسم دے سیار این عجائبات حبس وقت شور و غل بجرفق کتا دے دریاسے دیکھتا اس دعا کو کہ دعا کے قمر ہر پڑھ کر اُس فوج کی جانب پھو کتا کیونکہ یہ طلسم آئینہ ہی اور لوح کو حکمانے بشرف قمر میں نمایا اور قمر کا برج سرطان ہی اور قمر کا برج ثور میں قمر کے درجہ پر شرف ہی اور قمر دشمن شتری ہو جس بقابلہ مشتری لوح بنی تھی اور شتری مالک برج حوت و قوس ہی اسی سبب مچلی کے مارنے کا اور اُس کے خون سے لوح کے دھونے کا حکم تھا اور برج قوس کی رعایت تھی جو پتلے دریاسے کمانے نکلے تھے اب تاثیر مقابلہ مشتری ختم ہوئی لازم ہے کہ دعا کے قمر طے سے شہزادے نے دعا جو ہاشیم لوح پر لکھی تھی جلد جلد یاد کر کے پڑھی اور لشکر کی طرف پھونکی فوراً دریا کو تلاطم ہوا اور اس قدر بڑھا کہ لشکر ڈوبنے لگا آخر ساحر پر فاذ کر کے روئے ہوا پر جا کر بحر کرنے لگے لیکن بحر نے بسبب لوح کے شہزادے پر تاثیر نہ کی اور پھر اس نے دعا پڑھ کر پھونکی دریاسے کچھ پر پناہ میں سراپا زرد و جوہر پنے سفید لباس قاست رہنا پد آراستہ کیے نکلیں کہ سب اپنے اپنے ہاتھ میں آئینے لیے عقین میں اڑ کر بالاسے فلک گئیں اور ساحروں کو وہ آئینہ دکھانے لگیں جس نے آئینہ دیکھا ہوش ہو کر دریامین گرا اور ڈوب گیا یہ کیفیت آئینہ دار دیکھ کر حیران ہوئی اور ناب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑکی ہوئی فوج میں بہت لوگ غرق ہوئے رہنا ہوئے زورق زعمکی طوفانی دیکھ کر کل لشکر و بفرار ہوا شہزادے نے گوہر مقصد یا یا بعد بھاگنے عدو کے پھر جوہر دیکھا تو پر یاں آئینے لیے دریامین جا کر غائب ہو گیا شہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا آئینہ معلوم ہوا کہ برج ثور میں برج زہرہ ہی اور اسی میں قمر کو شرف ہی اسی باعث



پریان آئینے میں نکلی تھیں اب تجھے چاہیے کہ یہی دعا قریباعت قریباعت قریباعت قریباعت قریباعت قریباعت  
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیج کر دریا میں پھونکنا تا تیرے کشتی ہلال آسا چمکتی ہوئی کنارے از خود آئینگی  
 اسپر سوار ہو کر پار دریا کے جانا کسی طرح ہر اس دل پر نہ لانا اور پار دریا کے پہونچ کر پھر لوح کو دیکھنا  
 خبردار غفلت نہ کرنا کس لیے کہ یہاں کا ہر ایک گل تیرے لیے خار ہو جو گنج ہر وہ مار ہو جو دوست ہی  
 وہ دشمن در پئے آزار ہے شاہزادہ حسب ہایت لوح ٹھہرا رہا اور خیال کیا کہ آج دن دوشنبہ  
 کا تھا پس اول ساعت کی تھی بعد اس کے زحل کی پھر شتری کی پھر مریخ کی پھر خمس کی بعد اسکے زہرہ کی بعد  
 اس کے عطارد کی بعد عطارد کے قمر کی دوسرے دور میں ساعت ہوئی اور ہر ستارہ دو گھڑی  
 تیسرے پل اپنا عمل رکھتا ہے اس حساب کے بعد نصف النہار پر دو گھڑی تیسرے پل کے ساعت قرآن آغاز  
 ہوئی پس یہ حساب کر کے منتظر ہا جب آفتاب وسط النہار سے گزرا اور دوپہر ایک گھنٹہ آیت  
 قرآن آغاز ہوئی دعا قریباعت قریباعت قریباعت قریباعت قریباعت قریباعت قریباعت قریباعت قریباعت قریباعت  
 اس سمت سے دریا کے پیدا ہوئی اور چکر کھاتی قریب ساحل آئی یہ گوہر جو شجاعت حدت زور قہر میں  
 در آیا وہ کشتی ہو اکی طرح دوسرے کنارے کی طرف چلی اور دم بھر میں اس پار پہونچی اس شہنشاہ قلم جبر  
 نے حبت کی اور ساحل مقصد سے ہلکنا ہو ا کشتی سے اتر کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے آشنا یم  
 بے پایاں طلسمات اس کنارے پر دم بھر توقف کر اور سیر درشت سے دل بہلا بعد ساعت قرآن  
 زحل آغاز ہوگی اس وقت قدم آگے اٹھانا قریب ایک پہاڑ کے گزر ہو گا وہاں اثر در نظر آئے گا یہ سارا  
 زحل جو حاشیہ پر لکھے ہیں سامنے اس پہاڑ کے پڑھنا پھر قدرت خدا کا تاشہ دیکھنا شہزادہ حسب  
 ہایت لوح دو گھڑی کنارے دریا کے ٹھہرا جب ساعت تمام ہوئی اور ساعت زحل سے دور  
 ساعت آغاز ہوا یہ آفتاب سہر طلسم بعد جلال آگے بڑھا کچھ دور جا کر ایک کوہ پر ٹکوا دیکھا کہ رفعت  
 میں ہر سرچرخ ہر پیر ہیبت ناک اس کی زمین ہر درہ ہر ایک بیان قہر و زور مخو کھوے غار  
 وہاں کے مثال اثر در دمان نظر آتے تھر کوہ کے بالکل سیاہ جہنم سے زیادہ تاریک پڑھنے کی راہ  
 مثل مراطبال سے باریک کہ بمقتضائے نظم

کبھی آہ مظلوم سے گرد رہے	فلک اسکے دامن میں آکر چبے
جو دوزخ کی تاریکی میں ہو قصور	تو اس کوہ سے لینے آئے ضرور
درے میں اسکے ایک اثر دھامنے کھوے بیٹھا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہنم کا در کھلا ہو کہ بمقتضائے نظم	
بگردار دوزخ کے قار وید	تن اثر دراز تیر کی تا پدید
بتاریکی اندر یکے کوہ دید	سراسر شدہ غار از ونا پدید
ب رنگ سیر و سے و چون شیر مے	جہاں پر زبالا سے پھنلے آئے



شہزادے نے اژدر کے سامنے ٹھہر کر اسما زحل بڑھنا آغاز کیا جب وہ اسم تمام ہوا ایک مرد پیر دوسرے  
 درے سے کوہ کے ٹھکانہ پکارا کہ اژدر طلمس یہ بیشک طلمس کشا ہی اسکی اطاعت کرنا اچھا ہے یہ کہہ کر قریب  
 شہزادے کے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہزادہ آپ کوہ وقار میں آپ کا تابع ہوں ہمیشہ  
 اطاعت گزاری کرونگا نظر رکھو طلمس آپ مجکو دین پھر مجھ سے جو جی چاہے وہ کام لین شہزادے نے اس کو  
 توان یا توں کا کچھ جواب نہ دیا مگر لوح طلمس کو دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ یہ پیر تاثر زحل سے ہر اور کار زحل  
 سکاری ہر اور زحل و قمر با ہم دشمن ہیں اس وجہ سے لوح کو شرف قمر سے نبی ہوئی ہے یہ مانگتا ہے تو اس سے  
 کہہ کر اسے پیر مرد جب تم اس اژدر کو مار ڈالو گے اس وقت لوح پاؤ گے شہزادے نے یہ دیکھ کر اس پر  
 سے کہا کہ آپ اگر مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور اطاعت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں تو مجکو بھی آپ ایسے بزرگ  
 سے محبت ہو گئی ہے آپ ایسے بزرگ کو لازم ہے کہ اس اژدر مان کو کہ یہ موذی خدا کی مار اس پر دشمن قوم  
 انسان ہر مار ڈالے تو پھر لوح مجھ سے لیجیے اس پیر نے کہا کہ پہلے آپ لوح دیکھیے تو میں اُسکو ہلاک  
 کروں شہزادے نے فرمایا کہ چہ خوش آپ میرے کون ہیں جو میں آپ کو پہلے لوح دیدوں قاعدہ ہے  
 کہ جب انسان مزدوری کرتا ہے اس وقت اجرت مانگتا ہے یا یونہی پہلے سے خواہان اجرت ہوتا ہے تم  
 میرے کب کے رفیق ہو اور مجھ سے تم سے علاقہ کو نہا ہی سوا اسے آج کے اور کبھی کی ملاقات و صاحب  
 سلامت بھی نہیں پھر میرے صاحب میں لوح پہلے کیوں دون ہاں تم میرا کام کرو مجھ سے لوح اُسکے  
 عوض میں پیر مرد یہ کلمات سنکر معقول ہوا اور ایک بلندی پر جا کر سنگ گران اٹھا کر سر اژدر پر  
 اس نے مارا کہ وہ اژدر سر پھٹ کر ہلاک ہو گیا بھیجا اُس کا پاش پاش ہو گیا تمام پہاڑ میں تاریکی ہو گئی  
 دیر تک زمانہ سیاہ رہا جب وہ اندھیرا مٹا وہ بڑھا شہزادے پاس آیا شہزادے نے روشنی ہوتے  
 ہی لوح کو دیکھا تھا اس میں نکلا تھا کہ وہ پیر مرد جب اژدر کو مار کر آئے اور طالب لوح ہو کہنا لوح  
 حاضر ہے لیکن اتنا کیجیے کہ اس اژدر سے کو بچا نہ جائے اور اس دریا میں کہ بیان سے بھڑکی وہ  
 پیر میرے ساتھ چلکر غوطہ لگائیے پھر لوح لیجیے فرما کہ اس پیر نے آتے ہی کہا کہ اے طلمس کشا میں آپ کا  
 کام کر آیا اب لائیے لوح مجھ کو دیکھیے شہزادہ نے کہا لیجیے مجکو دینے سے کب انکار تھا اگر اے پیر اس  
 اژدر کو بچا نہ کر میرے پاس آئیے اور میرے ساتھ چلیے آگے دریا ہر وہاں حمام کیجیے کیونکہ لوح اسی  
 متبرک چیز پہننا نہ چاہیے اور جس کو انسان قتل کرتا ہے پھر دفع خود قاری کے لیے اس کی لاش کو بچا نہ کرنا  
 ہے پس یہ دونوں کام آپ کو کرنا ضرور ہیں جائیے اور دیر نہ فرمائیے پیر یہ سنکر اژدر بچا نہ لے گیا اور  
 شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اس میں نکلا کہ اے شکندہ طلمس زحل و قمر ہر چند کہ دشمن ہیں مگر ازراہ  
 عناصر دوست ہیں یعنی زحل کا مزاج خاکی ہے اور قمر کا مزاج آبی ہے اسی سبب سے پیر سکاری تھا را  
 کہنا ماننا ہے اب جو یہ آئے تو اسکو اپنے ہمراہ اسی مدیا پر کہ جہان سے تم آئے ہوئے جانا اور اسکو نہ ملانا



جب یہ غوطہ مار کر دریا سے نکلے گا تو گھوڑا بن جائے گا باعث اُس کا یہی کہ قمر کو زحل پر بسبب سعدیت کے غلبہ ہے یعنی قمر سعدی اور زحل نحس ہر لیس سعد نحس پر غلبہ رکھتا ہے فی الجملہ جب یہ گھوڑا بن جائے تو ان دختون پر جو کنارے دریا کے لگے ہیں دیکھنا ساز و نگام وغیرہ ملے گی مرکب کو کھینچ کر سوار ہونا اگر کچھ شوخی کرے تو خوب پارنا یہ تم کو ایک سمت لے جائے گا اور منزل مقصد تک پہنچائے گا شہزادہ لوح سے یہ حکم لے کر ٹھہرا تھا کہ وہ پیر اژدر کو پھانڈ کر آیا شاہزادے نے فرمایا کہ لے اب تشریف لے چلیے اور دریا میں نہا ئیے پھر لوح ایکے گلے میں پینے پر ان کے ساتھ ہوا اور قریب دریا پہنچ کر شہزادہ ٹھہرا اور پیر دریا میں کود کر غوطہ لگانے لگا اور باہر نکلا بدقت میں سوزش ایسی پیدا ہوئی کہ کنارے پر نہٹنے لگا آخر گھوڑا بہت عمدہ کوہ کفل کوہ سرین نیکر تیار ہوا شہزادے نے دختون پر سے ساز و سراق اتارا اور مرکب کے منہ میں لگام چڑھائی اُس نے شوخی اور اچھل کود کرنا شروع کیا شاہزادے نے دو گھونٹے پسلی پر ایسے مارے کہ وہ کانپ کر ٹھم ہا شہزادے نے اُس کو کھینچ کر درست کیا اُس وقت سامنے صحرا کی طرف سے ایک بڑھیا پیدا ہوئی کہ فرط انقاہت سے سر اسکا ہلتا تھا اہل بال جیسے روئی کا کالا سیاہ کپڑے پہنے لاٹھی کپڑے قریب آئی اور کہا کیوں بیٹا جو تھا اسے ساتھ نیکی کرے اُس کے ساتھ یہی کرتے ہیں کہ راستے ہیں شاہزادے نے کہا کہ ایسا بھی ہوتا ہے مثل حلی آئی ہے کہ گدھے کو بار بار کر گھوڑا بناتے ہیں وہ بڑھیا لگی منتیں کرنے شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں معلوم ہوا کہ بڑھیا سے کہہ دو کہ میں تھک گیا تھا بضرورت اس کو گھوڑا بنالیا ہے کوئی سچ نہیں ایسا ہوتا ہے آدمی سے کام نکلتا ہے تم گھبراؤ نہیں جو سامنے باغ نظر آتا ہو وہاں جا کر اس کو آدمی بنا دیا جائے گا تمہارا جی چاہے میرے ساتھ چلو اسی کے ساتھ چلی آنا شہزادے نے لوح سے یہ مضمون معلوم کر کے اُس بڑھیا سے کہا کہ بڑی بی کیا قباست ہے جو میں نے اس کو گھوڑا بنایا ہے کچھ چھین تولیا نہیں اس کے حق میں اور بہتر ہوا کہ تنگی گئی افد فراخی آئی خوش رفتاری سکھاؤ و نگاہ چلن تھا چال اُس کی تبادون کا جو چاہتا تھا وہ کہہ بیٹھتا منہ میں لگام چڑھائی سراسر اسکے ساتھ میں نے نیکی کی اگر تم کو بُرائی ثابت ہوتی ہے تو میں اُس باغ تک جو آگے ہے اس کو لے جاؤں گا وہاں جا کر آدمی بنا دوں گا تم بھی ساتھ چلو اس کو لیتی آنا یہ کہہ کر حبت کر کے اس مرکب پر سوار ہوا اور پٹھے پر دو تین کوڑے ایسے لگائے کہ وہ بلبلا کر طراسے بھرتا چلا وہ بڑھیا بھی پیچھے پیچھے چلی اب یہ آفتاب پہر طلسم اس دوزخ حل میں مرتبہ کیوں جا ہی رہا ہے پوچھا رخسار تابان کی ضیاء سے دُشمن کو نورانی کرتا لسان سرلج الکیر فلک عجائبات تھا لوح قمر کے من ڈالنے تو سن زحل پر سوار رہ نور و صحرائے طلسمات تھا یہاں تک کہ بعد کچھ دیر کے ایک باغ سامنے سے دکھائی دیا قریب پہنچا دیکھا حصار باغ زمرہ نگار ہر دور وازہ ایک ڈال زمرہ کا تراشا ہوا نہایت عمدہ اور قطعا ہر زنجیر اُس کی سبز رنگان و ہر کو سلسلہ محبت میں لینا سیر کرے حلقہ اُس کا حلقہ گروش کر کے پایہ زنجیر کو خضر اس حصار میں آکر بڑی چاہ سے صومعہ اپنا بنائیں جنگل کی راہ بھول کر لبرنگا میں شہزادے نے دیکھا کہ در باغ بند ہر لوح کو



دیکھا معلوم ہوا کہ مرکب سے کھوڑا کر اندر باغ کے لیوائے اگر اڑ کر لے جائے گا تو کھٹا کادی بناؤں گا اور اگر نہ لے جائے گا تو آدمی نہ بناؤں گا شہزادے نے مرکب سے کہا کہ بیسے میان جو تم کو آدمی بنانا ہے تو اڑ کر اندر چلو اور اگر حرمزدگی کرو گے تو مار ڈالوں گا اور آدمی نہ بناؤں گا مرکب یہ سن کر پر پیدا کر کے دیوار باغ اڑ کر اندر آیا جیسے ہی آیا دروازہ اڑا کر گرا شہزادہ کو دکر پشت مرکب سے الگ کھڑا ہوا مگر دروازہ کھوڑے پر گرا کہ وہ مر گیا شہزادے نے لقوت تمام دروازہ اٹھا کر الگ پھینکا اور کھوڑے کو نکالا دیکھا کہ وہ مر گیا تھا شہزادے کو اسکے مرنے کا رنج ہوا اگر لوح کو دیکھا اس میں مھلا کہ اسے قاتح طلسم یہ باغ منویات زہرہ سے ہے اور زہرہ اور زحل باہم دوست ہیں اس مرکب کو یہاں کسی طرح موت نہیں ہونی اگلے کار زحل مکاری اور حیلہ ساز ہی اس نے دم چرایا یہی تم اس سے کہو کہ اس مرکب تو کیا دم چراتا ہی میں خود تجھ کو اسے ڈالتا ہوں یہ کھڑا اسکو چھکارنا یہ جی جائے گا شہزادے نے بموجب تحریر لوح مرکب کو جو دمھکا کر چھکارا وہ جی اٹھا اسکو کچھ مہوہ کھلا دیا باغ کی نہر کا بانی پلایا پھر اسکو بانڈھ کر آپ باغ کی سیر میں مصروف ہوا دیکھا کہ یہ گلشن نگارین ایسا سرسبز ہے کہ زرد و سپرے بھی یہ سبزی نہ دیکھی ہوگی ہوا وہاں کی ہوا خواہ بہار تھی طرفہ طرفہ گل کھلانے پر تیار تھی نئے نئے شکونے باغبان بہار یہاں لے کر آیا تھا فلک اخضر نے نیا شعبہ بازی گری کر کے دکھایا تھا کہ سنبل کی بیل سرور پر چڑھی تھی گویا سروتا ستون اور شمشاد قدون کی زلف رسا بڑھ گئی تھی کہیں زکس قریب تک دگور لگی تھی گویا چشم معشوق ٹٹی کی آڑ سے جھانکتی تھی تاکتی تھی نسو من کی اور داہٹ مہندی کی ٹٹی سے اس طرح ظاہر تھی کہ جیسے کوئی معشوق پردہ زککاری سے مٹی لکر منہ نکالے نو جوانان گلشن دہر کے دھوئیں اڑایا چاہتا ہی خچہ مرحبان بر سر سفیل اس طرح چھایا تھا کہ زلف شاہدین سنوارتا تھا غنی مٹھیاں بانڈھے کھڑے تھے گویا زر گل چھپائے تھے جام لالہ احمر یا قوت نگار ایسے تھے کہ جس کے دیکھنے سے سیاران باغ کے ساغر چشم بادہ تراوت و نزارت سے مملو ہو جائیں آنکھوں میں مستی آجائے دل وہاں کی سیر سے

نہیں ایسی بخودی چھلے

ہمہ سالہ روزش بہاران بدی	گلان چورخ گلزاران بدی
جہانی زپیرے شدہ نو جوان	ہمہ سبزہ و آبہاے روان
زمین بد پڑ از سبزہ و آب تم	شد آراستہ عجب باغ ارم
شہزادہ سیر اس بہار جانقرا کی دیکھتا قریب بارہ دی کے اس باغ کی پہونچا وہ بارہ دوری سراسر طلسم کی تھی کیا صفت اس کی فکھی جائے حور و ن کا قصر جنان چھوڑ کر اس جگہ پہنچے کو جی چاہے کہ ایسیات	
ایسا جگہ باہر تھلی سے یہ مکان	جس سے بلور کی بھی جگہ شمسار ہی
ایسے ہلال اسمن سنہری ہیں پسند	ہر بار چنکے خم پہ مہ نو نشا رہی
گرد آنکے جالی اور مجر ہے درفشان	جو نقش اسمن ہے وہ جواہر نگار ہی



پر دے بادل نگار پڑھے تھے خاطر بسہ کی گرہ کھولتے تھے شاہزادہ ہنوز اُسکے اندر قدم زن ہوا تھا کہ ڈھیر سی  
جو ساتھ آئی تھی غل مجھانے لگی اور باغ پر بچھاڑین کھانے لگی کہ دوڑو چور اس مکان میں آیا ہر سب مال  
غارت کیا چاہتا ہر شاہزادے نے دیکھا کہ اُس کے شور کرتے ہی سامنے سے بارہ ہزار ساحر آلات  
حرب سے آراستہ مرسون پر سوار ظاہر ہوئے اور اُنکے آگے آگے ایک ساحر یہ نام کر یہ منظر تھا کہ سیاہی  
اُسکے چہرہ نخس کی سوا دزل کو شرماتی تھی مار سیاہ کو میتاب میں لاتی تھی مو شہاے صحرانی ہار میں گندھے  
ہوئے اُسکے گلے میں پڑے چار ہاتھ اور چار پاؤں اس طرح سے کہ دو پاؤں اصلی مثل انسان کے اور  
دو مکر کے برابر سے پیدا ہوا کرتا تا بانو پہننے ہوئے ایک ہاتھ میں ترسول ایک میں منتقل آتشیں لیے  
اور رد ہاتھوں سے چوہے کی دم تھامے چوہے ٹکائے منھ سے چوہے چور کرتا اتنا ہر شاہزادہ نے اسکو مع  
فوج لے دیکھ کر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ یہ جو ساحر آتا ہر دزل صورت ہر دشمن لوح ہر کہ مقابلے میں زحل کے  
لوح بھی ہر پس یہ باغ منویات نہرہ سے ہر اور نہرہ دزل باہم دوست ہیں اگر یہ اندر باغ کے آجائے گا  
قوارانہ جائے گا کیونکہ زحل کو خانہ نہرہ میں بسبب اسکی دوستی کے عروج ہر پس لازم ہر کہ غور کر کو ساعت  
قرین چلا تھا بعد اُسکے ساعت زحل ہوئی بعد زحل کے اس وقت ساعت مشتری ہوئی  
باہر باغ کے جا کر تیر و کمان سے اس ساحر کا مقابلہ کرا اور اگر ساعت مشتری نہ ہو تو باہر باغ کے نکلنا اور  
کسی جگہ اپنے تئیں مخفی کرنا یہ ساحر باغ میں آکر تھکے ڈھونڈے گا پھر نکل کر جانے لگے گا اُس وقت اس سے  
مقابلہ کرنا یہ لوح کا حکم دیکھ کر شاہزادے نے حساب کیا تو بقدرت خداے تعالیٰ وہ ساعت مشتری  
ہی تھی کس لیے کہ یہ زحل کی ساعت میں آئے تھے اور ڈھائی گھڑی باغ کی سر میں گزر چکی تھی پس مشتری  
کی ساعت معلوم کر کے شاہزادے نے باہر باغ کے قدم رکھا اور تیر و کمان میں پیوستہ کر کے اس  
ساحر کو ڈانٹا کہ باش اجڑہ سر تیرہ روز گار اس نے یہ نعرہ شکر ترسول پکڑ کر حملہ کیا شاہزادے نے  
شست دشت کمان کھینچ کر بابر کی اور تہاک کر اس کے ہون سینہ پر کینہ پر تیر لگا یا کہ توڑ کر پشت سے  
پار گزرا کہ بمقتضای ایسات

بچرم گوزن اندر اور شست  
خردش از خم حیرخ چامی بخوشت  
ز چرم گوزیان بر آمد خردوش  
گذر کرد از مہرہ پشت او

بالیہ چاچی کمان را بدست  
ستون کرد چپ راہ حم کرد دست  
چو سوارش آمد بہ نہایت گوغ  
جو پیکان ہو سید سر انگشت او

تیر کے پڑنے ہی وہ کافر گرا اور شور و غوغا اس لشکر میں بلند ہوا تمام لشکر تیغ و نیزہ و تیر و گرز لیکر  
لینا لینا کہتے چلے شاہزادے نے تیغ کو نیام سے کھینچا اور اس لشکر پر اگر ابھر تو غمخیز صاعقہ خصال  
مثل برق شعلہ بار ہوئی خرمن ہستی کو جلانے لگی زمین و تہان کی برنگ سنگ مرجان سرخ ہوئی خون کی



## ندی ہی کہ نظم

سبک ایوج رزم زن کان بدید  
میان سپہ اندر آمد دلیر  
دمانے دران دشت جولان نمود  
ز خون خاک میدان کین گشت سیر  
کند از کین برز جان میگرفت  
گے سوے چپ شد گے سوے راست  
بہر سو کہ مرگب برانکھنچے  
فرزنت و برزنت روز ببرد  
چو شیر و یان نعرہ کشید  
ہنچے بر خرو شیدن زہ شیر  
زمانے نہر ہاے مردان نمود  
ز شمشیر شیران نہیر ست شیر  
دگری روان را روان میگرفت  
بگردید واد ہر کسے کینہ خواست  
چو برگ خزان سرفرو ریختے  
کا ہی یم خون و بر ماہ گرد

شام تک اسی طرح سے شمشیر زنی رہی یہاں تک کہ تیغ شعلہ فام آفتاب سپرز نگاری پہرے اٹھا کر  
نیام مغرب میں ترک روز نے رکھی اور ہندوے شبکی مع فوج انجم آمد ہوئی کہ نظم

شب عنبرین ہندوے نام افس  
مر نور راہ سرا فگند گے  
شفق دروے آشام از جام افی  
بگوش اندرون حلقہ بند گے

شاہزادے نے شام ہوتے ہی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ساعت مشتری میں تو باغ سے نکلا تھا اب مرغ  
کی ساعت گزری کہ کار مرغ جنگ و جدل ہی ساعت شمس آگئی ہر اس وقت تو اس فوج سے بھل جا کہ  
بارہ ساعت دن کی پوری ہو گئیں یعنی دو شنبہ کا دن اول ساعت قر سے دن آغاز ہوا تھا تیس گھڑی  
میں شمس پر دور پورا ہو گیا اب یہ تھکو فوج نہ دیکھے گی جا کر باغ میں آرام کر اس رات کا خاتمہ ساعت  
مرغ پر ہو گا یعنی ضحیٰ منگل کا دن اول ساعت مرغ ہوگی اور یہ لڑائی ساعت مرغ میں آغاز ہوئی اسی کی ساعت  
پر ختم بھی ہوگی رات بھر یہ فوج باہم لڑیگی شہزادہ حسب ہدایت لوح اس فوج سے گرتا ہوا باہر نکلا اور نگاہ  
لشکر سے غائب ہو گیا کسی نے اس کو نہ دیکھا یہ داخل باغ ہوا اور رات کو عبادت خالق میں بسر کرتا رہا ازلیک  
وہ باغ منوبات زہرہ سے تھا اس باعث سے اس کو خیال ملکہ بران بہت آتا تھا عشق سینے میں جو شش  
مارتا تھا باغ منوب گل اس گلبدن کی یاد دلاتے تھے غنچہ ہنسکریا دہن میں لڑاتے تھے جب یہ قرار ہی زیادہ  
ستائی تو یہ غزل لب پر لاتا تھا کہ غزل

نالہ تا چرخ نہ پہونجا دل سودائی کا  
فتیس نے ڈھنگ ڈایا دل سودائی کا  
آئینہ ٹوٹ گیا کس کی خود آرائی کا  
بیکسی آپ سے باہر نہیں جانے دیتی  
نام جھنڈے نہ چڑھا صنعت میں سوائی کا  
چو رہا پناہ کسی نے مری رسوائی کا  
چڑ گیا لوٹ میں نظارہ تماشا کی کا  
مجھ سے آباد ہر عالم مری تنہائی کا



کھلی جاتی ہر کسے پاؤں کے نیچے سے زمین ہم مسیحا کے جلائے سے کہیں جیتے ہیں درد سر کھونیکو آئے تھے ترے در پر ہم لوٹ لے شوق سے اے صدمہ فرقت مجھ کو دھوپ بھی بھاگتی بھرتی ہر سیہ و زون سے	پر قدم اہل نہیں سکتا شب تنہائی کا دین کسی اور کو دھوکا تری گویائی کا لیچلے اور نیار و گسبیں سالی کا پاسان کوئی نہیں ہر شب تنہائی کا ڈر ہے پڑ جائے نہ سایہ کسی سوداگی کا
--	---

رات بھر اسی جوش و خروش میں بسر کی جوت کہ ظلم کشاے روز گنبد مغرب سے ظلم سپرین آیا اور لوح میں  
ہد قبضہ کر کے ظلم ظلمت شک کو فتح فرمایا کہ ظلم

دم روز جون چشمہ آفتاب نو گشتی کہ بر کشتی لا جو رد	بجینید و بیدار شدہ سر ز خواب گستر و خورشید یا قوت زرد
--	--

صبح کو بعد اداے نماز شہزادہ گردن کش و سر فراز باغ کے باہر برآمد ہوا گویا آفتاب برج سنبلہ سے  
نکلا دیکھا کہ وہ فوج اسی طرح لڑ کر سب کٹ گئی ہر کوئی دو چار سوار باقی ہیں اس وقت تیفہ کھینچ کر شہزادے  
نے اُن پر حملہ کیا وہ تاب حرب شہزادہ نہ لاسکے رو بفرار لائے جب کوئی حرکت باقی نہ رہا شہزادے نے  
دیکھا کہ وہ بڑھیا اور وہ گھوڑا بنا ہوا بڑھا بھی غائب ہو گئے اُس وقت لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ بعد ساعت  
سیرج ساعت شمس ہوگی پس اس ساعت بھر باغ میں توقف کر جب یہ ساعت تمام ہوگی تو ساعت زہرہ کا  
آغاز ہوگی پس اس ساعت میں زیر بحر مٹھیکر یہ اسماء جو حاشیہ لوح پر لکھے ہیں برائے نسخہ مواکیل زہرہ میں پڑھنا  
کہ موکل اُسکے نسخہ ہو کر پوشاک طلسمی لائیں اور اسلحہ طلسمی حاضر کریں کیونکہ آگے تجھ سے اور بادشاہ طلسم  
سے مقابلہ ہوگا اور وہ بغیر اسلحہ طلسم قتل نہ ہوگی یہ مضمون معلوم کر کے شہزادہ اندر باغ کے آیا اور ساعت شمس  
تک اُس بوستان روح پر در کی سیر دیکھا کیا جب ساعت زہرہ آغاز ہوئی و منوکر کے چستان میں نیچے ایک  
درخت سایہ دار کے مٹھیکر عمل زہرہ کا آغاز کیا اب کچھ دیر شاہزادے کو مصروف عمل خوانی یہ کترین مترجم  
رکھتا ہی اور حال لشکر ظفریکر صاحب قرآن غایبجاہ اور لعل و گمراہ کا لکھتا ہی ملو لفظ

کہہ رہے تو اے ساقی تند خو کہاں تک مصلے پہ بیٹھا رہوں ہے تر دامن بہتر اس بات سے از ان آب رنگین نزدیک سن کراست دکھاؤ مجھے حیا کی وہ بادہ بلا دے مجھے تیز و تند رہے باطن پر میری طبع روان	لگا پھر مرے سنہرے لاکر شبو کہاں تک میں غلط کی باتیں سنوں کہ روؤں گنہ کے مکافات سے بہ از انکہ فزین کسند پیر زن حیث مجھے آئے اسلام کی کہ ہو دے نہ تیغ زبان میری کند رہے تیز تیغ قتل کی زبان
--	---



امندائے کوہِ فوج کی بھر گھٹا مجھے بھی بلا بادۂ لالہ رنگ مکتوں لے سخن گوے بیدار مغز	کھلیں گے مرے زخم بے انتہا دکھاؤں بہار گلستان جنگ یکے داستاے بیار اے نغز
--	---

پرچم کشایان رایت خاتمہ تحریر نصرت قرین و عملداران لشکر فیروز زنی اثر مضامین شفقہ نوے داستان کو  
معزکہ بیان میں باہزار صباے تحریر اس طرح اڑاتے ہیں اور صفوت کارزار افسانہ طراری میدان قصہ  
نگاری میں یوں آراستہ فرماتے ہیں کہ جب آفت شمشیر زن ماری گئی اور نازک چشم نے اس کی  
فوج سے وعدہ کیا کہ میں اہل اسلام سے عوض اس کا لونگی چنانچہ ایک دن یہ مدبار میں بیٹھی تھی کہ  
بختیارک نے اسکو ترغیب جنگ دلائی کہا کہ اگر مگر تھارے آنے سے سو فار کا لڑنا بھی موقوف رہا اور طلسم  
سے بھی کوئی اور ساحر افراسیاب نے نہ بھیجا نازک چشم نے خفا ہو کر کہا کہ ملک جی کیا میں منع کرتی ہوں آپ جس کو  
جی چاہے لڑو ایسے اور طلسم سے بلوائے بلکہ میں جانتی ہوں نہ یہاں رہو گی نہ خلل نمازی کرو گی تقایہ سلام شکر  
ہو لا کر لے بندی قدرت مجھکو آندہ نہ ہونا چاہیے شیطان تجھ سے بہتتا ہو اس نے پھر خداوند کا شکر  
سجدہ کیا اور شام تک مصروف بخواری رہی جب طاق مینا قام آسمان سے شیشہ آفتابی آفتاب سیکہ مغرب میں  
رکھا گیا اور ساغر یمین ماہتاب انجمن انجم میں دور پذیر ہوا

چو خورشید سرسوی خاور نہاد خروش بتیرہ زمین ان بخواست از آواز صبح و دم کرناے	شب از تیر کی تاج بر سر نہاد مے خاک با آسمان گشت است تو گشتی بجنبید میدان دجاے
--	---

یعنی حکم سے نازک چشم کے قبل جنگ بجاسمیع ہمایون بادشاہ اسلام میں صدا اسکی آئی اور ہر کارون نے  
بھی خبر عرض کی اس طرف بھی نقارہ اسکندر پر چوٹ پڑی رات بھر تیاری آلات حرب بہادر وں میں ہی  
اس طرف سامو سج جگاتے رہے پونین بلاتے رہے لڑنے والوں نے آسن شب کو اس قدر صاف کیا کہ چمک  
تلوار وں کے ہر طرف سفیدہ سر کا لگان ہوتا تھا آئینہ آفتاب عکس انگن نظر آتا تھا زنگی شب تیرہ فام بھاگا  
چاہتا تھا شمشیر تین حوصلہ جنگ پر سر دینے کے ارمان کی باڑھ رکھتے تھے خنجر گداز نیام سے نکال کر یہ پتہ  
فیتے تھے کہ اسی طرح ارمان بھی نیام دل سے شجاعت کے فکٹنگے غرض کہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جسم  
کو سرحیل عسکر شب کی صدا آئی لینے صبح کی نوبت بجی اور سواری سلطان خاور کی بعد تجمل میدان فلک  
مین آئی کہ ایات

چو روز درخشان ہر آورد خاک چو آل جامہ شریف گند شب	بجستہ دیا قوت بر تیرہ خاک پسیدہ بجنبید و بکشا لب
---	---

امیر مسجد کر پاس سے در دولت پر آئے بادشاہ عالیجاہ بھی برآمد ہوئے ہر ایک کا مجرا ہوا سواری



شاہ نصرت نشان کی سوے دشت کارزار با سپاہ چلی گرد سپاہ سے مے روز روشن سیاہ تھا سرگردنا بہاہ  
تھا نظر

زگوں وزگر زوز تیغ وزگرد بیاد نشست از بریل شاہ کے تاج بر سر زوز و گھر ز خوش آب و زوز و زبرد کمر کے ہرہ در جام دردست شاہ تو گشتی بدام اندر دست آفتاب زوریا تو گوئے کہ ہر خاست موج ہزاران پس پشت او سر فراز تو گشتی کہ گیتی ہمہ زیر دست	سید شد زین آسمان لا جورد منساوہ لب بر بزرگو ہر کلاہ بچنگ اندرون گرزہ گاؤ سر بیازدود بارہ زیاتوت وزر بکیوان رسیدہ خروشل سپاہ دگر گشت خستیم بہر اندر آب سپاہ اندر آمدے فوج فوج عنان دار بانیزہ ہاے دراز سر سردران زید شیر دوست
--	--

اسی کرد فرس میدان نبرد میں پہونچ کر ٹھہرے تھے کہ آسمان پر یکہ ہاے ابر پیدا ہوئے اور بھلیان چلتی نظر آئیں  
کالی کالی میرتین اڑتی دکھائی دین سواریان ساحرون کی میدان میں اتریں ہاتھی پر لقا سوار ہمراہ کی لاکھ  
ساحر نابکار ظاہر ہوا اور جگاہ میں پہونچ کر حکم صفت کشی دیا ساحرون نے صفت کھینچی نازک چشم بھی آگے  
تخت بڑھا کے کھڑی ہوئی اس طرف بھی نہیمہ و میرہ وغیرہ درست ہو اقلب لشکر میں تخت شاہی ٹھہرا  
امیر پھر سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے علم اڑد ہا سپیکر کے چھتیس شقہ معدی کرب نے  
سر پر کھول دیے ان میں سے صدائے یاصباحقرآن آنے لگی میدان میں خوشبوے مشک وغیرہ پھیلی نقیب  
بولنے لگے کڑکیت کڑکا کہتے تھے نازک چشم تخت سے آکر سامنے ٹھاکے لگی اور سجدہ کر کے اجازت خواہ  
حرب ہوئی اس گہرنے کہا میں نے اپنے یہ قدرات کے سپرد کیا جا اور کام مرین کا تمام کر یہ شکر اس نے  
رج سمت میدان کیا اور جاے صفات پر پہونچ کر حریز بھگیاں دکھانے لگی پھر شور مہاز رطلی بلند کیا اس طرف سے  
علم شاہ نوجوان نے سترمالا کیو دفرنگی کو دست چپ کی طرف سے لشکر کے نکالا کل دست چپ کے طرف کی  
فتح پیادہ ہو گئی اور علم لشکر جلوہ پذیر ہوئے شہزادہ والا جاہ قریب تخت شاہ آکر دست بستہ اجازت  
حرب کے خواہاں ہوئے بادشاہ نے خلعت دیا اور سپہر خدایا شہزادہ مرکب پر دوبارہ بٹھکر روانہ ہوا  
اور لبرعت تمام تو مقابل نازک چشم پہونچا اس نے کچھ بڑھ کر دھک دی اور کہا کہ اے شہزادہ سے  
مجھ سے کیا مقابلہ کوئے ہوا اپنے خد کو پہونچا تو اور جاؤ اس کی خدمت میں حمزہ کے بھکانے میں نہ آؤ یہ  
سننا تھا کہ شہزادہ کی عقل بزدل ہو چکی تھی مرکب اڑا کر سمت لقا کر ہی ہوئے اور اس کے  
ہاتھی پاس جا کر ٹھہرے نازک چشم نے پھر نقیب دی اس طرف سے چھوڑ پھر خواہ اندہ امیر نے بادشاہ سے



اجازت لے کر باگ اٹھائی جب روبرو اس قحبہ کے پہنچا اُس نے سحر پڑھ کر دستک دی اور اسے بھی  
 دی کہا جو علم شاہ سے کہا تھا یہ بھی اسی طرف چلے گئے ادھر پھر یہ لٹکاری کہ اور جبکہ دعویٰ ہو وہ آئے  
 اس طرف سے سردار دن نے جانا شروع کیا اور مجبور ہو کر اطاعت لقا کرنا اختیار کیا غرض کہ ایک سو بیس  
 سردار یو نہیں جا کر مسحور ہوئے اُس وقت امیر نے جاہا کہ میں مقابلے کو جاؤں مگر بختیار ک سمجھ گیا کہ  
 میدان قرق ہوا ہی حمزہ آیا چاہتا ہی اُس نے فوراً حکم دیا کہ طبل امان بجے کیونکہ آج دن تھوڑا ہے  
 خداوند فرماتے ہیں اب مقابلہ کل ہوگا بموجب اس کے حکم دینے کے طبل آسائش پر چوب پڑی شکر میدان  
 سے پھر بادشاہ رنجیدہ خاطر داخل بارگاہ ہوئے سردار ان لشکر مدت سے قید ہوتے چلے آتے ہیں اس  
 سبب اب بہت کم باقی رہ گئے ہیں کیونکہ ہشت و اخگر و سونوار وغیرہ ہر ایک کی لڑائیوں میں قید ہونا  
 بیان ہو چکا ہے اب تک رہائی نہیں ہوئی چنانچہ آج بھی ایک سو بیس سردار پر آفت آئی لیکن لقا ہو  
 پھر کر بارگاہ میں آیا نازک حشم نے ان سرداروں کو زندان میں بھیج دیا اس لیے کہ حمزہ مالک باطل لہر  
 ہے وہ ایسا نہ ہو ان پر سے انکر سحر اُتار دے غرض کہ تمام ساحر عشرت تمام بیٹھے سامنے خداوند کے ناج  
 ہوا کیا جب ات زیادہ گئی دربار برخواست کر کے لقا آرام کرنے گیا نازک حشم بھی اپنے خیمہ میں آئی  
 اور سحر پڑھا کہ جو کوئی آئے مجھ کو خبر ہو جائے سحر کے نگہبانی کرنے لگے ادھر تو یہ استقامت ہوا اُس طرف لشکر اسلام  
 میں میاروں نے جب بادشاہ کو رنجیدہ دیکھا جا کر اس ساحرہ کو مارا اور سرداروں کو چھڑا لاوین  
 غرض کہ چالاک و ابوالفتح و سرسنگ و نیرک خطائی چار عیار چلے اور راہ سے چاروں الگ  
 الگ ہو گئے اتفاقاً ابوالفتح کو راہ میں ایک خدمتگار ملا کہ اسکی نوکری دو پہرات گئے تھی چنانچہ  
 اسی وقت اپنی جگہ سے سمت بارگاہ ملکہ نازک حشم نوکری بدلوانے جاتا تھا اس نے اسکو بھارا  
 کہ کون جاتا ہے خدمتگار نے نام بتایا ابوالفتح اُس کے قریب میں آیا اور کہا بھائی وہاں نہ جاؤ بلکہ نے  
 سب کے آئے کی ممانعت کی ہے خدمتگار نے دیکھا کہ ایک ساحر معزز مجھ سے خبر کرتا ہے شاید ایسا ہی ہو  
 مستفسر ہوا کہ بھائی ممانعت کی کیا وجہ ہے اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ میں تمہیں تماشہ دکھاؤں وہ  
 حیران ہو کر اس کے ساتھ چلا ایسے مقام پر اسکو لایا کہ طلایہ لشکر کا ادھر نہ آئے غرض کہ وہاں اسکو  
 حباب مار کر بیہوش کیا اور اسکی ایسی صورت بن کر کپڑے اس کے پہن کر اور اسکو کسی غار میں ڈال کر  
 آپ دربار گاہ پر آیا اور لمحہ بھر ٹھہر کر اندر گیا جیسے ہی اُس نے اندر قدم رکھا نازک حشم کو پر نے  
 خبر دی کہ یہ ابھی جو خدمتگار آیا ہے یہ عیار ہے یہ پتنگری ہے سے خبر سن کر اٹھی اور ابوالفتح سے ملکر  
 ملا کہ کہا کہ اسے افتابہ اٹھالے میں چوکی پر جاؤں گی اس نے افتابہ اٹھا لیا وہ اٹھ کر اس کے پاس  
 آئی اور ہاتھ پکڑ کر بولی کہ تو میرے پر سے کہاں گیا تھا سامنے کیوں نہ حاضر رہا اس نے کہا حضور  
 میرے پیٹ میں در دھارے رفع اختیار کیا تھا یہ شکر وہ ہنسی اور چپکے سے کہا کیوں اپنی جان دینے آیا



جا چلا جا اب نہ آتا میں ابکی چھڑے دیتی ہوں پھر آگیا تو مار ڈالوں گی ابو الفتح یہ سن کر بھاگا اور باہر بارگاہ  
 کے پہونچ کر بن عیاری صحرا میں آیا وہاں چالاک ملا اس سے سب حال کہا کہ بھائی اس طرح اُس قہر  
 نے مجھ کو پہچان لیا چالاک نے کہا برادر تم قسمت آزمائی کر آئے اب ہم جاتے ہیں یہ کلمہ جس طرح کی صورت  
 ابو الفتح بنا تھا ویسے ہی صورت اپنی بنائی اور بارگاہ ساحرہ کی جانب چلا یہاں بسبب اس کے کہ سحر کا  
 بندوبست ہے اس وجہ سے پہرا جو کی نہیں ہے طلا یہ پھرتا ہی گرے روک ٹوک نہیں ہے یہ سیدھا بارگاہ میں چلا  
 گیا بیر نے پھر خبر دی کہ عیار آیا ہوا نازک چشم نے دیکھا تو وہی عیار یہ ہے جو پہلے آیا تھا مستفسر ہوئی کہ اب تو  
 کیوں آیا یہ دڑ کر پاؤں پر گرا کہ اے ملکہ ماہ میں مجھ کو خیال آیا کہ ایسے بامروت بھی کم دیکھے ہیں اور نہ ایسے  
 بہادر نظر سے گزرے کہ دشمن کو قید کر کے پھر چھوڑ دین لہذا میں تو یہ جو امر دی تجھ شیر زن کی دیکھ کر عاشق  
 ہو گیا اب بھکر اسلام نہ جاؤ مگنا تیری ہی اطاعت میں رہوں گا خداوند سے خطا میری معاف کر دیجیے گا اور اپنے  
 پاس مجھ کو رکھیے گا نازک چشم اپنی تعریف سن کر خوش ہوئی اور کہا تم بیٹھو بہت اچھے آدمی ہو تمہارا بڑا مرتبہ کیا جا چکا  
 یہ عنایت دیکھ کر چالاک سلام کر کے بیٹھ گیا جب نازک چشم مطمئن ہو کر لیٹ رہی اس نے بیٹھے بیٹھے پر اٹھا  
 بیہوشی شمعون پر ڈالنا شروع کیے کہ تو سے شمعون کی دھواں بیہوشی بلند ہوا اور نازک چشم کی بھی ناک  
 میں گیا اُس نے اُس کی طرف پھر کر دیکھا اور سحر پڑھا کہ ہاتھ پاؤں اُس کے سجس و حرکت ہو گئے مگر ساتھ ہی  
 چھینک اُس کو بھی آئی اور بیہوش ہو گئی چالاک مجبور بیٹھا کہ کیا کرے کہ دست و پا قابو میں نہ تھے اس وقت  
 نیرک پشت خمیہ پر بن عیاری پہونچ چکا تھا سرائیچاک کر کے اندر بارگاہ کے آیا چالاک نے کہا  
 اے برادر بروقت تم آئے میں بیہوش کر چکا ہوں تم قتل کر ڈالو نیرک بھی کھینچ چلا کہ اس کے دو کڑے  
 کرے مگر اس کے سر تو گھبانی کر رہے ہیں ایک بیر نے پنجہ بنکر خنجر پکڑ لیا اور دوسرے نے اُس کو بھی  
 پکڑ کر پہلو سے چالاک میں بٹھایا اس نے کہا بھائی ہم بھی پھنسے اب کیا کریں اس اشار میں سر منگ  
 بیسیا ہوش ہوا اقتات پھاڑ کر اندر آیا چاہتا تھا کہ چالاک سے پوچھے کہ پاؤں اُس کے بھی زمین  
 میں جم گئے اس نے بھی کہا کہ اے برادر ہم بھی اسیر ہوئے اب بیہوش عیار غل مجا نے لگے کہ دو در و ملکہ کو چوروں  
 نے گھیرا ہے ساحر جو دور دور ملکہ کے حکم سے اترے ہوئے تھے وہ دو ڈرائے اور سب نے ملکہ کو پانی چھڑک کر  
 ہوشیار کیا اس کی جب آنکھ کھلی عین عیار گرفتار دیکھے ہنسی اور کہا کہ کیوں موڈ اب بتاؤ کہ تمہارا کیا  
 حال کیا جائے خیر جب میں تمہارے سرداروں کو ماروں گی اس وقت تم کو بھی قتل کروں گی یہ کہہ کر حکم دیا  
 کہ زندان میں ان کو بیجاؤ ساحران کو بھی قید خانے میں لے گئے اور جہان سردار قید میں وہیں اسیر کیا  
 غرض کہ جب رات گزر گئی اور سپیدہ سحر نے باختر سے پھیلنا شروع کیا کہ بہت چر بگڑشت یہ مذکور دن  
 سپہ درخندہ خورشید نمود ہر صبح کو لقا حنت نکبت پر بارگاہ میں بٹھا تمام نقا پرستوں اور ساحروں اور  
 کو ہیوں سے دہاڑ مور ہوا نازک چشم بھی حاضر ہوئی سجدہ کر کے ذنگل پر بھی عیاروں کا شب کو گرفتار ہونا



کہا بختیارک سارا ماجرا سکرگویا ہوا کہ اسے ملکہ تم بڑی صاحب نصیب ہو جو عیار گرفتار ہوئے اب انکو زندہ نہ رکھو اس نے کہا ملک جی آج طبل جنگ بجو اگر حمزہ کو اور بادشاہ کو کل پکڑ لاؤں تو پھر سب کو راہ عدم دکھاؤں بختیارک نے کہا حمزہ کا جنگ مقابلہ نہیں ہوا اس وقت تک خیر ہی ادھر اس کا سامنا ہوا اور تم نہیں ماس نہ کہا میں آج اسکی بھی تدبیر کرتی ہوں یہ کہہ کر اور تادیب پھر کر اپنی بارگاہ میں آئی ایک جگہ سوپ کر سحر کرنے بیٹھی اگیار کی موت کھڑی کر کے ستر پٹھنے لگی ملازموں کو خوف عیار ان سے باہر نکال دیا تھا یہ تو اس کام میں مصروف ہے اور بارگاہ نقامین جشن ہو رہا ہے ناچ اور شراب کا جلسہ ہے ہر شخص فرط عشرت سے مست ولا یعقل بنا ہے لشکر اسلام میں بادشاہ سر پر جہا بنانی پر تمکن ہیں اور باقی ماندہ سردار حاضر دربار ہو کر گردشہ حلقہ فلک میں امیر بھی سجد سے آکر ونگل آصفی پر جلوہ گستر ہوئے ہیں کہ ابو الفتح نے تمام حال رات بھر کا عرض کیا بادشاہ نے اسیری عیار ان پر انفسوس فرمایا پھر نظر بفضل کریم کار ساز کو کے چپ ہو رہے جب دن زیادہ آیا تو اب ناظر نے آکر عرض کیا کہ حضور کے درست شاد و دشمن پامال رہیں ملکہ گرد یہ بانو اور شہزادہ بدیع الزمان نے عرض کیا ہے کہ بسبب مفارقت فرزند کے میرا حال نہایت پریشان ہے چنانچہ حضور آج ہمیں خاصہ نوش فرمایا اور میرے حال زار کو بھی دیکھیں کچھ کیفیت طسم کی مجھ سے بیان کریں تاکہ دل کو تسکین ہو زیادہ اقبال دولت کی ترقی رہے یہ حال خواجہ سراسے لشکر امیر اٹھے اور بارگاہ سے مکلر شہستان گرد یہ بانو کی طرف چلے جب بارگاہ پر پہنچے ملکہ نے خبر شکر استقبال کیا اور دروازہ پر آکر ہاتھ پکڑ کر باتیں کرتی لے چلی اور سند پڑ پر لا کر بٹھایا گا تین طلب ہوئیں سامنے گاہ لکین طبعہ ماہر و یان سے شہستان شل گلستان پر از رنگ و بو نگار خانہ چین کو اُسکے دیکھنے کی

آرزو نظم

گرفت آن زمان دست شوہر پست	برقند ہر دو بگردارست
سوخانہ ز رنگار آمدند	ہر ان مجلس شاہوار آمدند
ہبشتی بد آراستہ پزند	پرستہ بر پائے در پیش حور
امایارہ و طوق باگو شوار	زد بیاؤ گو ہر چہ باخ و بہار
عقیق و زبرجد زور بختند	مے مشک و عنبر بر آستند
بیاراسے چینی بیاراستند	طبقات زورین بہ پر استند

ملکہ نے بعد کھانا کھانے کے حال طسم پوچھا امیر نے ملکہ کی تسکین فرمائی اور کہا لڑائی طسم میں ہو رہی عمر و تدبیر کرنے سنا ہے کہ اور کسی طسم من گیا ہے تم گھبراؤ نہیں بیٹا تمھارا مع اخیر آیا جاہتا ہے یہ فرما ہمارا ملکہ دروازہ تک شہستان کے آئے پھر ملکہ کو رخصت کر کے آپ جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے وہاں ملکہ نازک چشم کا سحر پورا ہو چکا تھا امیر بارگاہ سلیمانی تک نہ پہنچے تھے کہ سحر نے تاثیر



کلیجے میں شدت درد کی ہوئی اسی جگہ جگر تھام کر بیٹھ گئے بسا دل چوہ دار خدنگار جو ساتھ تھے انھوں نے غلغلہ کیا پہلوان عادی درگہ سالار بارگاہ دروازہ بارگاہ پر بیٹھا تھا اسے جا کر بادشاہ سے عرض کیا شاہ اور تمام سردار دوڑے آئے ہوادار پر ڈال کر سمت بارگاہ سلیمانی لے چلے امیر کے چہرے کی رنگت نہایت متغیر ہو گئی تھی۔ روح قالب سے پرواز کر جائے اور مہوش ہیں سردار بارگاہ سلیمانی میں اس لیے نہ لائے کہ وہاں دربار عام ہی ہر وقت افسران فوج کی آمد و رفت ہر اثنا و ہام ہر امیر کو زیادہ بھینسی ہوگی پس بارگاہ حشامی متصل بارگاہ سلیمانی تھی اس میں لا کر پٹنگاری پر لٹا دیا اور خواجہ بزرگ پھر کے بیٹوں کو بلوایا خواجہ زادون نے آکر بادشاہ کو نذر دی پھر تختی پر قرعہ پھینکا اور بہ نیت صحت امیر زادچہ کھینچا جب اسے شکلیں رمل کی سولہ گھڑیوں رمل کے بھر چکے تو خانہ بیماری اور صحت پر نظر کر کے خوض کرنے لگے بعد معات و نحوست اشکال دریافت کرنے کے سر اٹھایا اور کہا کہ ان پر سحر کیا ہے اور سحر نے انبیاء تک پر اثر کیا ہے یہ تو مالک امم اعظم ہی ہیں اور اگر مالک امم اعظم نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتے کچھ دن علیل رہ کر اچھے ہو جاتے ان کو بارگاہ سلیمانی میں لے جائے وہاں سحر اتر جائیگا اور ہر طرح سے اچھے رہیں گے مگر ایک غفلت مزاج پر ایسی طاری ہوگی کہ جس کے باعث سے امم اعظم نہ پڑھ سکیں گے یہ بیان خواجہ زادون کا سکر سنے جانا کہ امم اعظم بجلانے کے لیے نازک چشم نے سحر کیا ہے غرض کہ خواجہ زادون کو غفلت و دیگر خصلت کیا اور امیر کو بارگاہ سلیمانی میں لائے دعائیں اور آیتیں صحیفہ ابراہیمی کی پڑھ کر دم کین کہ درد جگر موت تو ہو اور امیر نے آنکھ کھولی بعد کچھ دیر کے اچھے ہو گئے مگر طبیعت کی وہ کیفیت ہے کہ جیسے کوئی کچھ بھول جاتا ہے چہرہ پر ادا اسی ہر چہ بیٹھے ہیں اگر کوئی کہتا ہے کہ یا امیر امم اعظم پڑھیے تو اسکو کچھ جواب نہیں دیتے یہاں یہ کیفیت ہے اور ادھر نازک چشم سحر کر چکی اور اسکو بھی حالت امیر کی کیفیت پر سحر کے بتلا چکے اس وقت اس نے کچھ نقش سامری کے لکھے اور ان کو شیشے میں بند کر کے اپنے جھولے میں وہ کھیشہ رکھا لیا اور اس سحر کی یہی لاگ رکھی کہ جب تک اس شیشے میں سے یہ نقش نکال کر چاک نہ کیے جائیں اس وقت تک امیر کی ویسی ہی حالت رہے جیسی اب ہے غرض کہ جب یہ درستی ہو چکی دو ہیر کو آرام پذیر ہوئی اور سہم کے دربار میں بارگاہ لقمان آئی میخواری کیا کی جب شام تیرہ فام کے بالی پڑ کر ترک روزگار نے میرا پردہ ظلمت سے باہر نکالا اور لب ماہ نے دندان انجم سے خون کا نسہ خورد و نوش کیا کہ بقضائے نظم

چوہ پر داختہ شد بہنگام شام  
برفتن بیدان جنگی زجاے

ہمہ روز آن ساز گردش تمام  
در آمد دم نالہ کرناے

نازک چشم نے نفیر سحر بجائی ساحر و ن میں تیاری جنگ شروع ہوئی ہلاک و ن نے بادشاہ اسلام کو بعد دعا و نثار کے ارادہ کفار سے مطلع کیا اس طرٹ نقارہ حرب بجا بہا درون میں صدرے طبل نہ تھی آواز نہ کوں رحیل سنائی دی ہر طرٹ سے انتشار و پریشانی پھیلی کہ دیکھیے کل انقلاب فلک کیا صورت دکھانا ہے



کس کو تخت سلطنت دیتا ہی اور کس کو تختہ تابوت پر سلاتا ہی کس سے کہ ایک اسم اعظم آپ میں نہیں ہیں اور سردار بہت سے قید ہیں ساحرون سے سامنا ہی منجلی کہتے تھے کہ کل ہی لڑائی کا سامنا ہر دشت تیرہ خاک کو خون سے رنگین کر دینگے پیکر مردگان سے منجھڑ زمین کو بگاڑ خانہ چین کر دینگے نام عدد کا نشان شاد نقشہ فتح و ظفر جادینگے ہر طرف سے رلاودان سپاہ جمع ہونے لگے دل بادل اُڈنے لگے اس دریائے لشکر سے وہاں سپاہ جوش مار کر اٹھا جو شیر و شمشیر بر سائے گازی میں کود رہا ہے خون بنائے گا اس طرف ساحر اور لقا پرست خوشی کرتے تھے اور ہتھیار تن پر بچتے تھے کوئی ساحر تو ہے کی سپاہی منہ پر ملتا تھا لاگ اُسکی رکھتا تھا کہ جب وہ شخص منہ کا لاکرے دن کی رات ہو جائے سپاہی لشکر حریف پر بچا جائے کوئی ساحر جھپکلی کی دم کاٹ کر اور اُس کے سامنے برہنہ ہو کر ناچنا تھا جب تک وہ تڑپتی تھی آپ بھی اوندھا سیدھا ہوتا حرکات یہودہ کرتا اسلئے کہ جب اُس دم کی بتی بنا کر چراغ روشن کروں حریف بھی وہی حرکات کرے جو میں نے اسکے سامنے کیے ہیں غرض کہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جس دم مثل خاطر پر اربابان جنگ روئے روزگارہ دشمن ہوا اور حوصلہ بہادران کی طرح آفتاب دل کوہ خاد سے نکلا کہ ایامات

چو نمود خورشید رخشان کماہ	چند سہین سپر گشت رخسار ماہ
بتر سید ماہ از پے گفتگو	بچم اندر آمد بہوشیدہ رعب

دم سحر بانی سردار و دولت شاہ حجامہ پر حاضر ہوئے امیر بنا پر عادت قدیمہ کے مسجد کمر پاس میں تھے غوغائے لشکر برآمد ہوئے اشقر حاضر تھا سوار ہو کر جلو خانہ بادشاہ میں آئے شاہ نفقت نشان اس خیال سے کہ امیر بدحواس ہیں سو یہ بدآمد ہوئے اور تخت شاہی پر تاج نہ کھکرات حرب سے آراستہ ہو کر مرکب خنگ یہ قیاس پر سوار ہوئے سردار دن نے مجرا کیا امیر نے بھی ان کو سلام کرتے دیکھ کر ہاتھ اٹھایا پھر مرکب شاہ کے برابر اپنا گھوڑا کر لیا سردار دن نے ان دو تو کو قلب لشکر میں لے کر قدم سمت میدان اٹھایا فقار سے بچنے لگے علمدار دن نے پھر یہ علموں کے کھول دیے پھر تو اس کردار سے لشکر حیا کر ترک فلک بھی جھکے دیکھ کر حکمران آگیا کہ ایامات

بمیرفت آن شریان و دشت	یکے تیغ ہندی گرفتہ بکفت
یکے چتر ہندی ز سر تابیاے	گرفتہ ہمہ چتر بر ہمسایے
بسیا ہر سوے میمنہ سی ہزار	سواران گردن کش و نیزہ دار
سوے میسرہ سی ہزار و گر	کمان بر گرفتند و چینی سپر
پس پشت دست چپ دست است	بمیرفت یا از ان سو کہ خواست
بدین ساز و چندین سوار و غیر	سرافراز ہر یک بکردار شیر
برفتند و برخواست آواہی کوس	ہو اتیرہ گون شد نہ میں آنوس



جب جاے مصاف پر پہونچے دیکھا کہ لشاع فوج ساحران اور سیازران بڑے شان و شوکت سے داخل دشت ہوا روس ہوا فوج ساحران سے سیاہ ہو گیا نازک حشیم نے آنجو صفوت آرائی کرائی اور فوج ساحران مثل در مثل جانی بعد ترتیب لشکر نقیب پکارے ترخیب جنگ بہادر و ن کو دے کر لٹکارے کہ خبر در بہت نہ بار نامہ جائے مگر شجاعت میں فرق نہ آئے سر کھ ہو کر عد و کوار ناجب یہ کہمک نفیت ہے نازک حشیم طاؤس بحر پر سوار ہو کر خداوند کو سجدہ کر کے وسط میدان میں آئی اور سیاز رخوہ ہوئی دھر بہادر و ن میں سے کوئی نہ نکلا تھا کہ امیر کے دل میں اسی عالم بدحواسی میں یہ ترنگ آئی کہ خود بمقابلہ اس ساحرہ کے چلنا چاہیے پس اشقر کو ہمیز کر کے روانہ ہوئے تام سردار دورے اور عرض کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں ہم جان تھار کس دن کے لیے ہیں امیر نے سردار و ن کو بیگاہ غضب دیکھا اور ادھر بادشاہ نے بھی سردار و ن سے کہا کہ آئین لشکر اسلام کے خلاف ہو کہ کوئی بہادر قصد بیگاہ کرے اور اس کو اجازت نہ ملے اب ان کو نہ روکو ان کے لیے دعا ہے فتح و ظفر درگاہ خدا سے طلب کرو سردار تمام کے اور بادشاہ عالیجاہ تاج ہاتھوں میں لے کر بخشود و خضوع رخ جانب کعبہ اکرم کر کے خدائے قادر و توانا کی درگاہ میں دعا کرنے لگے اور سردار آئین کہتے تھے کہ **طسم**

تو ہے خالق زمین و آسمان کا  
تو ہی ہے باعث آغاز و انجام  
ترے ہی حکم میں ہے ہونے و نابود  
بچے اس ساحرہ کے سحر سے اب

تو ہے معبود یکتا و وہبان کا  
تو ہی ہے حاکم ارداخ و جہام  
جو تیرے فیض سے ہر شے ہی موجود  
امیر لشکر اسلام یارب

دعا ان کی بدرجہ استجاب پہونچی یکایک فلک پر ایک بجلی چلی اور تاریکی دو لون لشکر و ن میں ہو گئی سب کی آنکھیں بند ہو گئیں پھر جتنا نگہ کھلی پشت اشقر پر امیر کو نہ پایا اور وہ سیاہی بھی دفع ہو گئی اہل اسلام حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا گذر اچھر خیال میں آیا کہ نازک حشیم نے سحر سے گرفتار کر لیا ہے مگر نازک حشیم نے پکار کر کہا کہ اے مسلمانان تم نے بھی ساحرہ وغیرہ کی گاہ میں رکھے ہیں کہ وقت پر وہ تم کو بچالے جایا کرتے ہیں خیر امیر میرے ہاتھ سے کہاں چھپا جائیگے مسلمانوں نے یہ شکر لعن و طعن کی کراہی تجھ کا را سلامیان و غاشکاری نہیں ہے یہ کام تمہیں جادو گروں اور شیطان پرستوں کا ہے کہ مکاری کرتے ہو نازک حشیم کو پیکرہ شکر غصہ آیا اور ایک ناریج سحر طرہ جگر سمت آسمان اچھا لادہ برے ہوا جگر شق ہوا اور آسمان سے دھوان نکلا باعانت ہوا وہ دھوان مثل براہل سلام پر چھا گیا اور تمام لشکر میں تاریکی ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا اسی تاریکی میں اس نے اور ایک نازیل مارا کہ پھر ایک لکڑا برپیدا ہوا اور اس میں سے پتھر اور گولے فولادی برسنے لگے لشکر اسلام میں تہلکہ مچ گیا بہادر و ن نے سپر و نکاسر پر سایہ کیا اور ہزار ہا سپر پر بادشاہ کے آڑ کی اب یہ حال ہے کہ انجمن عالم میں



شیخ آفتاب صرصر حادث نے گل کردی ہر زمانے میں شل قلب دین سپاہی ہر وہ پریشانی ہو کہ شاہد روز نے  
خل زن سوگوار بال اپنے کھول دیے ہن یا آہ مظلومان کا دھوان اس دشت میں یا چاہ بابل سے  
دھوان اگر پھیلا ہر فلک زحکاری نے آج ہی تو ظلم کرنے کا حوصلہ نکالا ہر یا جہنم کا در کھلیا ہر العیاذ باللہ  
اس تاریکی میں یہ اور اندھیر ہوا کہ بھر اور گولے برستے تھے فلک سنگدل کے جو رستے لوگ جان بچا سکتے  
تھے کچھ لوگ سمت بارگاہ سلیمانی بھاگے تھے کچھ ہاتھی اور اشترون کے پیٹ کی آڑ میں ٹھہرے تھے بہت صحرا  
کے غار اور تنہا ہاے درختان کو ماداد لجا بنائے تھے جیسے شیر کھچار میں یا اثرور غار میں رہتا ہر یا  
ظاہر زیر ہر گ چھپتا ہر اس طرح اہل اسلام چھپے تھے اور اس آفت میں دمدم تر کی ہوتی تھی کہ

بمقتضایہ نظم

کچھ خیمہ زد ہر سراز دود تار زگردون بے سنگ بارید خشت خورد خواب و آرام کہ تیگ شد تمہ شد بے مردم و چار پاس ہمہ گنج تاراج و لشکر اسیر بے راہ صحرا گرفتند پیش	سیہ شد جهان چہنہا گشت تار پرآگندہ گردید لشکر پدشت تو گفتی کہ روے زمین سنگ شد یکے راند بدختک جنگی بجائے حوان دولتی نیز برگشتہ پیر زوردشمنشاہ دل گشتہ ریش
---	--

بادشاہ اسلام دست بقبضہ شمشیر تھے مگر بوجہ تاریکی مجبور ہو کر پشت دست کاٹتے تھے آخر مصروف  
دعا ہوئے کہ اے خداے برحق تو بمصدق قویج اللیل فی النهار و قویج النهار فی اللیل چاہے تو رات کو دن  
اور دن کو رات کر دے ہم سے یہ بلا دفع کہ ہکو فتح عطا کر اس دعا سے مقلب لقلب نے قلب نازک چشم  
پھیرالینے دن بھر تو یہ آفت اس نے برپا رکھی جب مثل نخت غوم نبتان اصل میں وقت تاریکی شب آیا  
اور آفت نے یہ آفت دیکھ کر خوف کو چشم ہونے سے غار مغرب میں اپنے تئیں چھپا یا **طسم**

درین وادی بود کردی دشت کہ شد رود تار یک و بے گاہ گشت	خروشی برآمد کہ مر تیرہ گشت ز جنگ یلان دشت کو تا گشت
---	--

شام ہوتے ہی نازک چشم نے ر دسرا اپنا کیا اور جہان روشن ہوا وہ سنگباری کم ہوئی اسنے پکار کر  
نہیب دی کہ اے اسلامیان دیکھا تم نے قدرت خداوند کا کو کہ دن رات ہو گئی تھی اگر آج تم نے  
مشورہ کر کے اطاعت آکر خداوند کی نہ اختیار کی تو اس سے زیادہ روز سیاہ دیکھو گے اور برے حال  
سے مارے جاؤ گے لہذا صبور جانشین امیر کو یہ لات و گزات برا معلوم ہوا اور پکارا کہ اے تیرہ نخت  
ایسے ایسے قرآن صعب لشکر اسلام پر بہت آجکے ہیں تو کیا کہتی ہر انشاء اللہ تعالیٰ اس گرز گران  
سے تیرہ سر کوین کچلون گا یہ کمل گرز سترہ سو من کا اٹھایا اور اسکو ہاتھ بلند کر کے دکھایا اسنے ایک پڑ یا



بھولی سے خاک کی بھاک لکڑا سکی جانب ارادی اُسکے ہاتھ کو جنبش ہونا موقوف ہو گئی جس طرح اونچا تھا اسی طرح بلند ہو گیا اور اس نے نہ بکری کہا کہ بس گرز زنی تو نے دیکھی بہتر یہ ہے کہ خداوند کو آکر سجدہ کر آج میں چھوڑے دیتی ہوں پھر بغیر قتل کیے باز نہ آؤں گی یہ کہہ کر سحر پڑھا کہ ہاتھ اسکا مثل اہل ہو گیا اور اس نے طبل امان بجا دیا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ لشکر سب تباہ ہو گیا ہے ایک لاکھ آدمی جان سے اس تپھر کے بسنے میں ہلاک ہو گیا ہے اور کئی لاکھ زخمی پڑاڑ تباہی بہت سا لشکر بھاگ گیا ہزار ہا شتر و اسب و نیل کام آیا ہے جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے مردہ ہی مردہ آدمی نظر آتا ہے یہ حال دیکھ کر اشک حسرت گراے اور اشقر دیو زاد کو تلاش کیا اُسکا لاشہ میدان میں نہ ملا سمجھے کہ جب امیر کو کوئی بیگیا اور اندھیرا ہوا تو اشقر صحرائی طرف غم میں اپنے راکب کے محل گیا ہو گا غرض کہ بادشاہ نے کئی ہزار کیا لاکھوں بیلدار طلب کیے گڑھے کھدوا کر گنچ مقتولان کرایا اور جانوروں کی لاشوں کو بھی کوستان میں گڑ دیا یہ ایسکے کہ تراغ و زرغن ان کا گوشت کھائیں گے اور انکا ہجوم دیکھ کر سب بے دین ہنسینگے کہ اہل اسلام کے بیان لاشیں چیل کوٹے کھاتے ہیں غرض کہ ہر رات تک اسی کام میں مشغول بدل رہے جب میدان لاشوں سے پاک ہو گیا اس وقت نالان و گریان بارگاہ میں قشرب لائے اسوقت اہل شکر کی گریہ و زاری دیکھی نہ جاتی تھی خصوصاً وہ عورتیں جن کے وارث مائے گئے تھے اس طرح ہلک کر روتی تھیں کہ دل سنگ آب ہوتا تھا ایک ہنگام عظیم برپا تھا کسی نے بال زبان سنبل پریشان کیے تھے کسی نے طمانچون سے رخسار زبان سوسن نیلے بنائے تھے کوئی گریان بزرگ گل چاک کیے تھے منہ پر خاک لے تھی کسی کی فغان تباہ آسمان پہنچی تھی کسی کی قیاد سے زمین کی چھاتی در کی تھی کہکشاں کا سینہ فزع تھا ستاروں پر فلک کے دیدہ پر خون کا گمان تھا یا فلک کے آنسوؤں کا شبہ ہوتا تھا غلام یہ کہ زمین

### مآسمان روٹا تھا کہ ابیات

خروخے بر آند چنان از سپاہ	کہ خورشید بر چرخ گم کردہ راہ
ہس پودہ ہا کودک و مردوزن	کیوڈیا زار و بر آجسمن
خروشیدن تالہ و آہ بود	ہر بر زنی ماتم شاہ بود
سراں سر نہادند یکسر سخاک	ہاں جا ہا کردہ زمین دید چاک
زمین سر سبز لرزہ اندر گرفت	بزرگان ازین ماندہ اندر گفت

بادشاہ صف ماتم پر بیٹھے تھے خادمان محل کار و تاپینا سکر روتے تھے اسوقت خواجہ زادے بھی برینار تفتیش حال و بدستور شراکت رنج و ملال آئے تھے انھوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شاہ گردون بارگاہ بنابر ترقی خواہی اور دولت سگائی ہم عرض کرتے ہیں کہ دن لشکر اسلام کے بہت سخت ہیں ستارے سب بنظر دشمنی آگئے ہیں محد ستاروں کو خفیض و کیت و وبال ہے جو ستارہ ہر وہ نظر تلیث سے



مقابلہ میں جا پڑا ہر سب کا حال بڑا ہی آپ مع لشکر کے کوچ کر جائے اور تا ظاہر ہونے امیر کے معنی رہے۔ انشا اللہ  
 امیر بفتح و فیروزی نہایت شان و شوکت سے آئینگے اور بہت جلد دشمنوں کو آکر راہ عدم دکھائیں گے بادشاہ  
 نے فرمایا کہ استغفر اللہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں دشمن کو پشت دکھاؤں اور میدان برد سے ہٹ جاؤں لڑنے  
 سے منع چھپاؤں میں وہ ہوں کہ بموجب بیعت زنت ست بر آسمان زندہ کس + ہاں یہ کہ در جنگ  
 کو شیم و بس + خواجہ زادوں نے جب دیکھا کہ بادشاہ یہاں سے قدم نہ ہٹائیں گے براہ خیر خواہی پھر عرض  
 پیرا ہوئے کہ اسے شہنشاہ بہت سرت سبز بادا میں و جان درست + مبادا کیانی کمرگاہ سست +  
 اگر آپ تشریف نہ لے جائے تو ناموس امیر اور جملہ سراپدگیان عصمت کو سمراہ کسی سردار عالی نژاد  
 کے کسی جاے امن میں بھیج دیجیے اور انشا اللہ صاحبقرانی مثل بارگاہ اور علم اور جہاں نجد و فقیر وغیرہ  
 کو بھی روانہ کر دیجیے کیونکہ خدا نکر وہ اگر کوئی اور زمانہ پیش آ یا ناموس کے آبرو جانے کا خیال سے  
 اور انشا اللہ صاحبقرانی کے بریاد ہونے کا اندیشہ ہی بادشاہ کو یہ اسے دینا انکا پسند آیا اور اسکی نیت  
 کرب غازی کو بلا کر فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی وغیرہ کے کر مع ناموس کے یہاں سے چلے جاؤ اور سات  
 کوس پر یہاں سے ایک پہاڑ پر سنگ مرمر کا سفید وہاں ٹھہرو شہزادہ کرب ازبک داروغہ بارگاہ  
 سلیمانی ہر اسکو کچھ عذر بن نہ آیا کیونکہ اگر جانے میں تال ہوگا تو خوف تاراجی بارگاہ و ناموس ہر اس  
 لحاظ سے اٹالا بارگاہ کا بار کر اور سب عورتوں کو سوار کر کے اسی رات کو سمت کوہ مرمر روانہ  
 ہوئے بادشاہ بارگاہ میں حضرت دانیال کے تشریف فرما ہوئے رسالہ دار کیدان اور شیران سلطنت  
 وغیرہ برائے زینت و شوکت حاضر دربار رہے عیار بہت سے برائے حفاظت ناموس ہمراہ کرب  
 گئے اور بہت سے یہاں حاضر رہے اس جگہ تو یہ ماجرے غم و اندوہ رہا لیکن اس طرف جو نازک حشرم پھر کر  
 گئی تھا کی بارگاہ میں بصد عشرت و فکل پر جلوہ فرما ہوئی اور حکم جشن مسرت دیا ناچ ہونے لگا شراب و غذائی  
 کا دور چلنے لگا جشن نشاط جو جمشید نے بھی نہ کیا ہوگا یہاں آغاز ہوا وہ محفل انبساط جو کینسر و کیقباد  
 نے بھی آراستہ نہ کی ہوگی یہاں ترتیب دی گئی اس خوشی کا بیان اندازہ ترقیم سے باہر ہی یہ اشعار  
 حسب حال جشن کے ہیں کہ ابیات

سراں سپہ داسر اسر بہ خواند سزاوار شان گفت نا خواستہ ہمہ بوم از دبیر رنگ رنگ نواے مغمنی و آواز رود ز خوبان ہمہ بزم گمہ چون بہشت ہم اندر بر کلر ز رنگار	بخوان گرانما یہ شان بر نشانند بیاد رود گنجور آراستہ ز گوہر نقش جو بہشت پلنگ روان را ہمیداد گفتی درود تو گفتی کہ رضوان بد لاکشت بہ بگمار را ش گر فستاد کار
--	--



اسی عشرت میں بختیارک نے نازک چشم کی صورت دیکھ کر روزا شروع کیا اس نے گھبرا کر بچھا کہ ملک جی خیر تو ہی کیوں روئے تم ہو اس نے جواب دیا کہ تم کو روتا ہوں افسوس کہ یہ صورت خاک میں مل جائے گی ہاے یہ پیارا نقشہ طعمہ آتش ہو گا لے ملکہ سلمانوں کی ایک دن شکست ہوئی ہی تو دوسرے روز مردان کی آسمان سے مثل باران کے پیدا ہوتی ہی اور زمین سے بسان مورچگان ظاہر ہو کر عدو کو خاک میں ملائی ہی تھنے بادشاہ لشکر اسلام کو زندہ ناحق رکھا کل لشکر کا آج ہی خاتمہ کرنا تھا اب امیر کو جو کوئی اٹھا لیگیا ہے وہ ان کو بعزت تمام یہاں لایا گیا اور وہ اگر تم کو قتل کرینگے کوئی بیٹا پوتا امیر کا کہیں سے آئیگا اور لڑائی کو فتح کرینگا بہر صورت ہم بھروسہ بھاگتے پھرینگے خداوند کو زحمت ہوگی اسباب لوٹ میں برباد ہو گا ایسا کچھ سامان فطر آتا ہے میں جو کہتا ہوں اس میں کچھ فرق نہ ہو گا نازک چشم یہ تقریر سنکر ہنسی اور کہا ملک جی کوئی ایسا پردہ دنیا میں ہی جو مجھ کو قتل کرے میری قضا پیدا نہیں ہوئی بادشاہ کو جب میرا جی چاہے گا قتل کر لوں گی مثل شہور ہے کہ زدہ را نمیتوان ز دا چھا تھا ری خاطر سے میں توقف نہ کروں گی کل ہی سب کا خاتمہ کر دوں گی طبل جنگ بجاؤ اگر خوف کھا کر بادشاہ حاضر خدمت خداوند ہوے تو بہتر ہے اور اگر نہ آئے تو سزا اپنی اپنے کنسار میں دیکھیں گے یہ کہہ کر حکم دیا کہ کوس حربی پر چوب پڑے بموجب فرمان عیار دوڑے اور نعتار خانہ جمشیدی میں جا کر طبل بجا یا صد اس کی تمام ساحروں کے کان میں پہونچی پھر نو نصیر اور جلاجل اور قرنا وغیرہ بجنے لگیں نظم

تیرہ برآمد زہر دوسپاہ	شد از گرد خورشید رخشان سیاہ
سپر بدست اندرون بیشہ شد	دل نادر پُر اندیشہ شد
بفسر مود تا شکر آراستند	مرآن رزم را بزم پنداشتند

یہاں گلباد و گلباد عراقی نسیم بن عمر و قیس بن عمرو بصورت مبدل حاضر تھے چنانچہ ان چاروں عیاروں نے یہ کلمات لاف و گزاف اس ساحرہ کے سننے باہم مشورہ کیا ہم میں سے دو عیار خدمت بادشاہ میں جا کر حال، نواخت طبل جنگ بیان کریں اور دو بہین ٹھہر کر اس قحبہ کو جس طرح ہو سکے گرفتار کریں غرض کہ دو عیار تو روانہ ہو گئے اور دو ٹھہرے ہوئے تھے کہ نازک چشم کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی کینز سے اس نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آئے عیاروں نے جو یہ سنا بارگاہ سے نکل کر اسکے پہلو میں چوکی لگی تھی اور قنات کھڑی تھی آئے اور اسی قنات کے پس پشت چھپ رہے اس عرصے میں ایک کینز آفتابہ لیے اور دوسری روشنی دھاتی ہوئی اور نازک چشم چوکی پر آئی کینز بن باہر و واڑہ پر ٹھہریں اور یہ رفق احتیاج کرنے لگی عیاروں نے سرائچہ چاک کر کے ایک طرف سے ایک نے اور دوسری طرف سے دوسرے نے منہ نکالا نازک چشم نے پہلو کی طرف آہٹ جو پائی پھر کر دیکھا اور کہا تو کون ہے کہ ادھر کے پہلو پر سے دوسرے نے گند ماری اسنے ادھر پھر کر دیکھا کہ ساتھ ہی بھیہہ بیوشی



ناک پر مارا کہ اسکو چھینک آئی اور بیوش ہو گئی عیاروں نے اسی جگہ اس کو شل گھڑی کے باندھ کر سر پر رکھا اور وہاں سے نکل کر روانہ ہوئے از بسکہ ساحر کی صورت بنے ہوئے تھے لشکری سمجھے کہ ملک نے کچھ کہیں بھیجا ہوگا اس وجہ سے مزاحم نہ ہوئے اور یہ بچت و خطر لشکر سے نکل کر اپنے لشکر میں آئے اور خدمت شاہ میں پہونچ کر ہتھیار رکھ دیا اور عرض کیا کہ ایسا کچھ لاث و گزاف کر کے اس بیوہ نے قبل جنگ جو بایا تھا کہ ہم کپڑے لائے بادشاہ نے ان کو خلعت دیا اور فرمایا کہ ستون سے باندھ کر اس کو ہونٹیا کر دیا عیاروں نے اس کو باندھا اگر قسمت جو بدی پر تھی سوزن زبان میں دینا بھول گئے فقیلہ رفع بیوشی دیدیا بارگاہ سلیمانی بھی نہ تھی کیونکہ وہ ہمراہ کرب جا چکی ہو بس جیسے ہی اسکو ہوش آیا اور اپنے تئیں بندھا پایا آنکھ بند کر کے کہہ شاید خواب دکھیتی ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ اسے نازک حشیم کیا کہتی ہر شناخت خداے تعالیٰ حلشانہ میں یہ کلمہ سکر وہ چونکی اور سمجھی کہ قید ہو آئی ہوں بس ایک تہقہ مارا اور از بسکہ زبان قابو میں تھی ایسا سر پڑھا کہ رسن جل گئی اور اس نے پر داری بلندی پر جا کر پکاری کہ اے اسلامیان یہ اسی کی سزا میں نے پائی تھی کہ جو تم کو زندہ چھوڑ دیا تھا سچ ہر دشمن پر رحم کرنا کسی وقت میں اچھا نہیں خیر اب صبح کو ملک الموت کا اور تمہارا سامنا ہے یہ کہہ کر اپنے لشکر میں آئی یہاں جب اس کو بیت الخلا میں عرصہ ہوا تھا تو کنیزین متلاشی ہوئی تھیں اور بختیار کو بھی مطلع ہوا تھا بارگاہ نقایین نوحہ دشمنوں کا ہنگامہ برپا تھا کہ یہ جا کر پہونچی اور حال بیان کیا سب خوش ہوئے اور بختیار کو کہہ اسے ملا کہ تم بڑی قسمت کی زور آور ہو جو کچھ آئین ورنہ کوئی آج تک اُنکی قید سے چھوٹا نہیں اس نے کہا ملک جی تم سچ کہتے تھے یہ سلمان سرکشی سے باز نہ آئیں گے کل مثل حوت غلط انکو صفحہ ہستی سے مٹا دوں گی اور نسیان نقش بآب بحر زندگی سے کٹا رہے لگا دوں گی یہ کہہ کر بزور سحر بخون عیاران غائب ہو گئی اور بادشاہ نے کہ اول خبر نواخت کو سوزم سن چکے تھے اپنے یہاں بھی حکم قبل بجنے کا دیا اور فرمایا کہ دیکھو کل مشیت ایزدی میں کیا گذرتا ہے کہ بیت بچارہ ندانم بعالم کہ زیست کو مخدوم بدانکہ کہ باپ گریست بوزغض طبل حشامی پر چوب پڑی لشکر میں ہل چل پڑی جو لوگ بزدل تھے وہ رات ہی سے بھاگ گئے پلٹنیں اور سایے بطور مخفی کوچ کر گئے کہ میان جان ہے تو جہان ہر نوکری اور کہیں مل رہی تلواری کی آنچ ہم سے نہ سہی جاسکی جو بہادران روزگار شجاعت شمار تھے اُھون نے غسل کیے اور کفن سر سے باندھے مشت خاک اٹھا کر گریبان میں ڈالی کہ یہی خاک سعد ہوگی اپنے اپنے اعتقاد کو تازہ کر کے ایک دوسرے کو کلمہ کا گواہ ٹھہرانے لگا مرنے پر دل کو آمادہ کیا شمشیر بازی کو جاننا بازی سمجھا کہ مثل اطفال خورد سال کل اسی سے بازی کریں گے ہمارے کھیلنے سے وہاں زخم ہنسن گے لب سونار اور کلمہ عمود سے شاہباش کی صدا سنیں گے ہر طرف اس جسم خاکی کے گھروندے خون سے رنگین کرینگے بوٹے زخموں کے بنائیں گے چار دیوار عنام کو ڈھائیں گے قاب بجان بنا کر کھلونے کر دین گے اپنے سامنے مٹی کو ریت کا پتلا سمجھیں گے غرض کہ یہی گفتگو ہر سمت تھی یہی آرزو جان و ہی ایک سخت و درد زبان ہر صاحب



تھے ہتھیار صاف ہوتے تھے سامان مصافحت تھے ہنگامہ برپا تھا کاجیا	خوشے برآمد ز اسلامیان چنین گفتگو داشتند آن ہمہ بہ بندید امن بدامن درون اگر بادین بد رنگ آوردیم ہر پیکان بدوزم ز رہ بر برش ز خوشش ہمہ خاک گلگون کنیم خروش آمد از دشت آوای مرد	بہ بستند بر کین ہر دو میان کہ اسے نامداران و مردان ہمہ کہ از دشمن خود ہر یزیم خون ہمانا کہ نیکو بہ تنگ آوردیم بستم ستوران بکوبیم سرش روانش بشمشیر بیرون کنیم کہ گفتی بدید دشت نبرد
--	--	--

غرض کہ تمام رات یہی غفلت رہا جب زوال ساحر کا شب کا زمانہ قریب آیا اور آفتاب بسان نور اسلام چلانی  
زاہد سحر سے تائب ہو کر بمقتضائے ایماست

چو از شیر شب آن زنان در گشت شہنشاہ جنگی در آمد بہ کین یکے تاج زرین نہادہ بسر ہوشید چو شش چو پیل دمان	پہر و ستارہ در گونہ گشت بدین شکر گشن و شیران چین چو خورشید تابان بدو گھر بہست زبے جنگ فتن میان
---	---

جمع ہوتے ہی باقی ماندہ سردار و دولت شاہ حجاب پر حاضر ہوئے بادشاہ و شہنشاہان میں تشریف اس شب کو نہ  
لے گئے تھے دیکھا تو عیار مسلح و کامل بیٹھے دعائے فتح و نصرت خدا سے مانگتے ہیں سردار و دن نے مجرا کیا بادشاہ  
انکو دیکھ کر پشت مرکب پر سوار ہوئے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کروفر سے سمت بارگاہ چلے جب وارد  
دشت قتال ہوئے دیکھا کہ گرد تیرہ و تار اڑی اور سپاہ عدو نمودار ہوئی لقائے تاج کئی سو کنگرہ کا پرانہ  
وہ اہر سر پر رکھے قباہ زرد و زپنے ہاتھی پر زحیر جواہر نگار پر بیٹھا اور فرط عشرت سے ہنستا ہوا آتا ہے لشکر  
طبری چپک دیک سے ساتھ لاتا ہے جو کوئی ہی وہ ابھی بنا ہوا ابلہ پڑتا ہے اور تھکے مار کر خندہ کرتا ہے گرد سپاہ  
سے آسمان و زمین تاریک ہے ہر نحوست شعار کو وہ روز نیک ہر ایک طرف سے ساحر اگر جے ہیں ناسخ اچھلتے ہیں غول  
کے غول اور پرے کے پرے میں غرض کہ جانبین سے بعد برابر کرنے شیب و فراز دشت کے اور بعد ٹھکانے  
غبار اس خاکدان بہت کے صفوں فوج ترتیب پذیر ہو گئیں اور نقیب نقابت کرنے لگے اس اثنا میں نازک کشتیم  
بھی برے ہوا پیدا ہوئی اور میدان میں ٹھہری لقا کو سجدہ کیا اور اہمازت حرب لے کر ٹھہری بادشاہ کو بکاری  
کہ بھیجے کسی کو میرے سامنے بادشاہ نے خود چاہا کہ میں بمقابلہ جاؤں لیکن لندھو رنے اپنا ہاتھی صفت دست  
راست سے نکالا اور شاہ سے اہمازت لے کر چلا ہاتھی اسکا مثل شب و صبح عاشق روان ہوا اور مقابلہ سے  
بہوچا پھر گرز کو چرخ دیکر لٹکا رکھا کہ لے جیسا جو ضرب رکھتی ہو نکال اس نے یہ سن کر کچھ دانے ماش کے سحر ٹپھو کر



مارے کہ تمام میدان میں اندھیرا ہو گیا ایک کو دوسرا نظر نہ آتا تھا مگر بسبب سحر کے لندھو کو ساحرہ دکھائی دیتی تھی اور وہ لندھو کو دیکھتی تھی بس جب وہ سحر کر چکی اس نے چاہا کہ گرز لگاؤن ساحرہ نے کہا اے لندھو یہ لمبا اور موٹا ٹیل لے کر مجھ عورت سے لڑنے آیا ہے شرم نہیں آتی یہ کہکراش سحر کے مارے کہ ہاتھی کے پاؤں زمین میں جم گئے لندھو ہاتھی پر سے کود کر زمین پر آیا اور پکارا کہ لے کیسو بیدہ تیرا مار ڈالنا پہلوانان زمانہ سے بڑھکر ہی کیونکہ پہلوان میں یہ قدرت کہاں ہے جو تو آفت کر رہی ہو اور تجھ کو خود شرم نہیں آتی جو تو مرد و نکاسا کرتی ہو یہ کہکراش گرز چکر دے کر مارا ساحرہ تخت پر سے بزدل سحر اڑ گئی گرز تخت کو چور چور کر کے زمین پر پڑا کہ خاک اڑی اور دوتک غار پڑ گیا لندھو نے نعرہ مارا کہ زدم دست کردم ساحرہ نعرہ سنکر زمین پر اترتی اور پکاری کہ کرازدی دست کردی حریفہ تو انیک رسیدم یہ کہکراش کی ایسا سحر پڑھا کہ لندھو بہوش ہو کر گر پڑا اس کو گرفتار کر کے حوالے اپنے ساحرون کے کیا اور سحر پڑھ کر وہ تاریکی دور کی اور نعرہ مہا ز طلبی کیا بادشاہ اسلام کی جانب سے مالک لڈ در نے مادیں عربی کی باگ لی اور شاہ سے اجازت مانگی شاہ نے حوالہ خدا سے تقالے کیا یہ سپہ سالار دست چپ ہے کل علم جلوہ دکھانے لگے خلاصہ یہ کہ بڑی عظمت سے سامنے ساحرہ کے آیا اور طالب حرب ہوا اس نے پہلے ایک ترسول مارا اسنے اسکو رد کر کے ایک نیزہ اسکے سین پر کینہ پر لگا یا یہ بہادر فن نیزہ بازی میں اپنے وقت کا صاحبقران ہو اگر پہاڑ پر نیزہ مارتا تو وہ بھی چھو جاتا مگر ساحرہ کے سینہ پر سے نیزہ اچھٹ گیا اور اس نے سحر پڑھ کر دم کیا یہ بھی بے دم ہو کر گرا ساحرہ آئے اور باندھ لے گئے اس نے چاہا کہ اور کسی کو بہر جنگ طلب کرے بختیارک گھبرا یا کہ ایک ایک سے مقابلہ کرنے میں عرصہ ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ فساد پڑے پس کہلا بھیجا کہ اے ملکہ حکم خداوند ہے کہ ان مسلمانوں کا جلد خاتمہ کیا جائے نازک چشم کو جب یہ پیام پہونچا اسنے سحر پڑھ کر دستک دی کہ مظل روز گذشتہ کے پھر تاریکی پھیلنا آغاز ہوئی شکر اسلام نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح سے پھر آج آفت میں مبتلا ہوں گے یہ سوچ کر تلوار بن کھینچ کر شکر ساحران اور قہار پر جا پڑے اس طرف سے انھوں نے بھی حملہ کیا ایک دریا آہن تھا کہ جوش مار کر مل گیا تلوار بن اہرانی لگین سپرین سنگ پشت نظر آنے لگین غوغاے مردم تلاطم سحر زخار کا شور تھا بادل سپاہ گری کا گھنٹھور تھا زہرہ پوشون کے بازو کی مچھلیاں دام میں تڑپتی نظر آتی تھیں بیرون کی صورتیں لبان کا سہہ حباب دکھائی دیتی تھیں اس عرصہ میں وہ سیاہی کل شکر پر چھا گئی اور ساحرہ اور ساحرہ تکیے سحر سے آگ پتھر برسنے لگے لشکریان اسلام بہوش ہو گئے بعضے رہرو ملک عدم ہوئے بعضے بیدم ہوئے ایسا

ہوئے ایسا

کسی کے لگا سحر کا ایک ترنج	ہوا کوئی بہوش بادرد ورنج
دھوان چھا گیا مرکز خاک پر	غبار زمین پہونچا افلاک پر
ہوا اس طرف روز روشن سپاہ	کہ بخت سیر جس سے مانگے پناہ



کہ بیتاب تھی جان ہر شیخ و شاب  
کہ پتھر برسنے لگے اور تیر  
درجہ جرات تھے غلطان ہوے  
ورق سرخ تھا صفحہ خاک کا

ہوئی گرمی سحر کی ایسی تاب  
ہوا سنگدل اس طرح چرخ پیر  
بہادر زمین پر تڑپنے لگے  
روان خامہ تیغ سے خون ہوا

بادشاہ اسلام نے پائے شجاعت جہاد دیے اور ہزاروں کو قتل کیا مگر سحر سے ناچار ہو گئے یعنی بہوشی انہیں بھی طاری ہوئی شاہان جلیل القدر جو بادشاہ کو گھیرے ہوئے تھے وہ بھی بہوش ہونے لگے اس وقت لشکر میں بھگدڑ پڑی اس اندھیرے میں ایک کی دوسرے کو خبر نہیں جبکہ جدھر منہ اٹھا بھاگ نکلا بقدرت خدا مرکب خنک سیہ قیاس کہ یہ گھوڑا باغ ابراہیمی سے امیر کو ملا تھا اور امیر ہی اس پر سوار ہوا کرتے تھے جب سے اشقر دیوزاد امیر کو ملا اس مرکب کو بادشاہ کی سواری کے لیے مقرر کر دیا فی الجملہ یہ گھوڑا معجزہ کا ہے اس نے جو اپنے راكب کو اپنی پشت پر سست دیکھا سمجھا کہ راكب میرا پشت پر سے میری گر جائے گا پس نہایت شائستگی سے کہ تکان نہو بادشاہ اسلام کو اس ہنگامہ سے لیکر چلا اور جہان تک تاریکی تھی کمال ہوشیاری سے قدم زن رہا جب اندھیرے سے قدم باہر رکھا سنہل کر سمیت صحرا روانہ ہوا مگر عیاران لشکر اسلام اس سحر کے ہنگامے سے پہلے ہی نکل گئے تھے صحرائین پر اگندہ ہو کر فکر عیاری کر رہے تھے جب لشکر میں بھگدڑ پڑی جو اس تاریکی سے بھاگ کر صحرائین آیا عیار اس کو سمت کوہ مرمر لے گئے کہ وہاں کرب مع ناموس ہیں غرض کہ بادشاہ کو بھی عیاروں نے دیکھا کہ مرکب انکو در حالت غشی لیے ہوئے جاتا ہے یہ دیکھ کر عیار قریب مرکب آئے اور اس کو چپکارا گھوڑے نے بغضب انکی جانب دیکھا عیار دوڑ کر روئے ہوئے مرکب سے کپٹ گئے اور خنک نے بھی پہچاننا کہ یہ لشکر اسلام کے ملازم ہیں بس گردن ڈال کر کھڑا ہو رہا عیار اسکو مع بادشاہ لیکر کوہ مرمر پر آئے اور اندر بارگاہ سلیمانی کے شاہ کو لاکر تخت پر لٹا دیا بعد لمحہ کے عظمت بارگاہ کے باعث سحر اتر گیا اور بادشاہ کی آنکھ کھلی کرب نے بھر کیا اور بادشاہ زخم رسیدہ بہت تھے تمام جسم فگار تھا انکے لیے جراحان شفا دست کو بلوایا زخم دوزی ہوئی تیمارداری میں لوگ مشغول ہوئے جو جو بھاگ کر آئے ہیں انکا بھی علاج ہوتا ہے لشکر میں مجمع ہوتا جاتا ہے یہاں تو یہ کیفیت واقع ہے مگر اس طرف تو یہ تاریکی آنت سحر کی پر پار ہی آخر یہ گمان ہوا کہ اس تاریکی میں ہماری فوج باہم نہ لڑنے لگے اس سبب نازک حشیم نے سحر کار دیکھا کہ وہ آنت آگ پتھر برسنے اور اندھیرے وغیرہ کی مٹی دیکھا کہ لشکریان اسلام میں کوئی باقی نہیں ہے سب بہوش پڑے ہیں اور ہر ایک بیان ہو گئے ہیں حکم دیا کہ جو مردہ ہیں انکو تو رہنے دو باقی جو بہوش ہیں انکو بکڑو ساحرون نے یہ حکم سنکر سبکو گرفتار کر کے باندھ لیا اور اس نے سحر سے اس جگہ ایک حصار باندھ دیا کہ کوسوں تک لحاظ دھوئیں کا کھینچ گیا اور اس جگہ سب قیدی چھوڑ دیے کہ نہ یہ نکل سکیں اور نہ کوئی ان کو چھڑانے اسکے ساحرون کا پہلا



مقرر کر دیا جب یہ انتظام ہو چکا حکم دیا کہ بارگاہ اسلامیان اور خیمہ و خرگاہ سرداران پر قبضہ کر دو ملا زمان لقا  
نے وہاں پہرا کر لیا یہاں کے لشکر کی مازار میں بندہ تعین دوکاندار الہجرہ و پیشہ سب قرار دی تھے عجب رفتی  
تھی کہ خامہ و دوزیان کی زبان بیان سے قاصر ہو غرض کہ جب اردوے اسلام قارت ہو چکا اور لشکر کی سب قید  
ہو چکے سردار تو پہلے ہی سے اسیر تھے نازک چشم نے بادشاہ کی تلاش کرائی جب میدان میں بادشاہ کو ہوش  
نہ پایا سمجھی کہ نکل گئے پس اسنے طبل آسایش بجوایا اور لشکر یون میں سے ساٹھ ہزار سوار کو حکم دیا کہ کمر  
نہ کھولے طلا یہ پھرے کہ باقی ماندہ حریت کی سپاہ ایسا نہ ہو کہ غفلت میں ہم پر آ پڑے بموجب حکم فوج حسب  
تعداد مذکور تیار رہی اور باقی کے کمر کھولی قلعہ سرداروں کے اپنی بارگاہ میں نہ گیا بارگاہ شامی میں  
آیا اپنے سرداروں کو کریمے سرداران اسلام کے عنایت کیے اور آپ بجائے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر  
ہوا اس بارگاہ میں تخت سلیمانی نہیں ہر تخت طاؤسی پر اس تخت پر یہ ناہنجا بیٹھا گو یا سکن ہما یوم کا آئینہ  
بنایہ شعر اسکی نسبت سعدی علیہ الرحمۃ کا مجھ کو یاد آیا کہ سمیت کس نیاید نیزہ سیاہ یوم و دہا از جہان  
شود معدوم و خلاصہ کلام نازک چشم نے بیٹھے ہی حکم درستی مجمع انبساط دیا اس فتح کی خوشی میں نقارے  
بجنے لگے سردار لباس زرق و برق پہن کر حاضر دربار ہوئے تہذیب گذر نے لکین اور باب نشاط حاضر ہوئے  
صدائے مبارک کیا دہلند ہوئی آواز کا مرانی اور شادمانی سے قلب زمین و آسمان پر ہو گیا درود دیوار کوہ  
ودشت سے صدائے عشرت پیدا ہو گئی ہر دشت و در سے یون آواز ساز ہائے ترنم سرت کی سنائی  
رہتی تھی کہ جیسے بند مکان کو بختا ہی بولیاں تر سیکر دھو شان سیمبر راہ شکران ہر دیدار و قاصان شعلہ خیا  
اس طرح رقص کرتے تھے اور ترنم سرا تھے کہ جیسے طاؤس مینا قاصد فلک بلا گردان نثار تھا ناہیدہ چرخ کا دل بھر اور  
تھا ساتیان نور طلعت جو صورت جام بلور و شک فرما سے کاسہ خورشید و غیرت دہ قلع ملال  
کے شراب مفرح و پر سرور اہل انجمن کو بلاتے تھے نیا کر شہر دکھلاتے تھے کہ آفتاب کو ماہتاب پر نور کے  
دارہ میں اُتارتے تھے بادہ خواروں کو دیوانہ بناتے تھے یہ تا شا گللابی و ساعنہ کے الٹ پھیر  
کادم دکھاتے تھے نظم

مہیا تھا وہ بزم عشرت کا ساز  
بڑھا موج بادہ کا اسد زخوش  
دکھانے لگا چرخ نیرنگیان  
لگے پھرنے خوبان عالم تمام  
وہ رقص بیان ایسا کچھ بھا گیا  
دہن کی ہر گلاب نگ عشرت سنی  
اسی رقص کی ہر ہوا لگ گئی

کہ اس بزم کو بزم جنت پہ ناز  
بڑھے کے تھا نقیون کا خروش  
بنی فلک سے کشتی آسمان  
یہ ہاتھ میں جام خورشید قاص  
کہ ہر چرخ اسی غلو ق میں ناچتا  
کہ ہمتی نہیں ہر گلگون کی ہنسی  
چمن میں صبا بھرتی ہے ناچتی



سرداران لشکر کو منصب و جاگیر و مال انعام میں بٹا دیا تھا لفظاً طرہ میں مہیری افراسیاب کو بھیجا تھا  
 تھا مگر سختیا رک نے عرض کیا کہ ابھی بادشاہ اسلام بانی ہیں انکو بھی پاڑ لیجیے تو ملکہ نازک چشم کو زو جسم  
 قدرت بجائیے نور قدرت بیٹ میں انکے اتاریے اور افراسیاب کو طرہ میں مہیری بھیجیے آپ اہل کر باختر  
 میں تخت خدائی پر بیٹھیے اس نایکار کو یہ بات پسند آئی اور ساحرہ سے کہا کہ بادشاہ اسلام کا دربار گاہ  
 سلیمانی کا کچھ پتہ معلوم نہ ہوا کہ یہ سب کہاں ہیں ساحرہ نے ساحرون کو اور طائران بحر کو زور سحر دیا کہ کیا  
 جا کر اطراف میں اس نواح کے تجسس کریں ساحر طائر تکر اڑے اور طائر بحر کے بھی چلے پھر دیر میں پتہ لگ گیا  
 یعنی کہ مرسیات ہی کوں یہاں سے تھا کچھ ساحر اُدھر بھی پہونچے اور جمعیت اہل اسلام وہاں دیکھ کر  
 خدمت نازک چشم میں آئے بعد اداے دعا و ثناے شہر باری حال مقام لشکر اسلام بیان کیا مگر سختیا رک  
 نے یہ ماجرا معلوم کر کے کہا کہ اے ملکہ دشمن کو ہمت دنیا اچھا نہیں اور علامہ پرین عیار موقع پا کر اپنا کام  
 کرے بانیگے میری رائے یہ ہے کہ آج ہی بقیہ لشکر اسلام کا جھگڑا خاتمہ کر دو نازک چشم اُسکے درغلانے سے  
 اسی وقت اٹھ کھڑی ہوئی اور ساٹھ ہزار سوار اور کچھ ساحر بہر حفاظت خمیہ شنگاہ وغیرہ چھوڑ کر باقی  
 لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا جلد کمر بندی ہوئی آپ مع لقا سوار ہو کر چلی سپاہ سے جنگل بھر گیا کہ وہ دشت میں  
 زلزلہ پڑ گیا ہمہ من سے گھوڑوں کے جگر کا دُڑ میں کا دہنر لگا قرنا و بوق کا وہ شور بلند ہوا کہ پردہ ہاسے  
 گوش ترک رود کا بھٹ جاتے تو عجب نہ تھا اسکا اصل بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر فیروز ی اثر اہل اسلام  
 پہونچی عیاروں نے وہاں کے لشکر ساحران دیکھ کر خدمت شہزادہ کرب میں اپنے تین پہونچایا اور سارا  
 ماجرا بیان کیا شاہزادے نے بادشاہ سے عرض کیا حضور زخمی ہیں تانوس کے پاس بالائے کوہ شریف لیجائیں  
 غلام جان شاری کو حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ جب تک میری جان تن میں ہی پاؤں میدان شجاعت سے  
 نہ ہٹاؤنگا اور پشت دشمن کو نہ دکھاؤں گا کرب یہ کہہ کر سکرنا چار ہوا اور بادشاہ اسی حالت زخماری  
 میں آمادہ حرب و پیکار ہوئے عیاروں نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ بادشاہ اب کی شہید ہو جائینگے  
 اور کرب اگر کام آگیا تو تانوس امیر کا بھی کوئی سنبھالنے والا نہ رہے گا بس یہ سوچ کر تھوڑا سا عطر مہوشی  
 اپنے جسم پر ملا اور بادشاہ اور کرب سے عرض کیا کہ غلامان جانباز بہر عیاری جاتے ہیں شاید کام آئیں  
 تو فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا اور اسی وقت آرزو رکھتے ہیں کہ حضور سے بغلگیر ہو کر رخصت ہوں  
 یہ عرض عیاران سن کر کمال بشارت بادشاہ و کرب نے انکو گلے سے لگایا مہوشی نے تاثیر کی دونوں  
 مہوش ہو گئے عیاران ان کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور کئی ہزار عیاروں نے ملکہ کا خمیہ سراپردہ و قنات غیرہ  
 بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر الگ الگ کر کے چڑھائیں پھر سب لشکریوں کو حکم دیا کہ پہاڑ پر حقدور آسکیں چڑھ  
 آئیں اور باقی صحرا کوستان میں جا کر پوشیدہ ہوں حیدم یہ قرآن شمس مہر سے دفع ہو گا اور ہماری  
 فتح ہوگی سب کو بلا لیں گے اور اگر ہم لوگ ہلاک ہو گئے تو ہمارے لیے دعاے مغفرت کریں اور اڑنے



مرنے کا پھر اختیار ہے غرض کہ بموجب حکم عیاران جو لشکر کہ جمع ہوا تھا کوچ کر کے جدھر چسکے جی میں آیا چلا گیا اور عیاران نے پہاڑ پر چند خیمے بارگاہ سلیمانی استادہ کر کے جو لوگ اوپر چڑھ آئے تھے لشکریوں میں سے ان کو اور چند خیموں میں ناموس کو اور ایک میں بادشاہ و کرب کو رکھا اور گھاٹیوں پہاڑ کی روکھیں سنگ اندازی اور تیر اندازی کا سامان کر دیا بانہ ہاے عیاری سے آراستہ ہوئے یعنی توڑوں میں تھمر بھرے ہاتھوں میں حقہ ہاے نفتی چڑھائے لگائیوں میں حباب بیوشی دباے کندین بازوؤں پر پیٹے کمانوں میں تیر ہوئے تھے کیے سر کوہ پر ٹھہرے اُدھر خیموں میں عورتیں ہوئے مشکین وزلف عنبرین کھولی کر گودیاں پھیلا کر دعائیں لگنے لگیں کہ اے میرے کریم اے عفو الرحیم اس بلا کو ہم پر سے رفع کر دے خداونداتیرے کرم کے امیدوار ہیں کہ قلم

تو ہی مالک ہے اے سلطان عالم تری ہر چیز میں قدرت عیان ہے طفیل بختن اے رب کو نین مناجی کی جو ہے اس کو ہر لا مرے دشمن اتنی خاک ہو جائیں مرے مالک مری فریاد سن لے	کہ ہے قبضہ میں تیرے جان عالم کہیں ظاہر کسی شے میں نہاں ہے مٹا دے غم کا دل سے شیون و شن بچھے واضح ہے سب کچھ حال دل کا جگر دل اُنکے تن میں چاک ہو جائیں مرادوں سے طبیعت شاد کر دے
--	--

غرض کہ جتنے عرصہ میں یہ انتظام یہاں ہوا اتنی ہی دیر میں فوج عدو مثل مور دلیخ آ پہنچی اور ساحرہ نے آتے ہی کوہ کو گھر والیا اور ایک طرف سے ساحرون نے دوسری طرف سے سپاہیوں وغیرہ نے حملہ کیا عیاروں نے خدنگ دل دوز اور حقہ ہاے نفتی مارنا شروع کیے ایسے حقے مارے جو آگے بڑھا اسکا منہ جھلس گیا اور ہزاروں سینہ تیروں سے غربال کیا فوج کا رخ پھیر دیا دھاوا پیش ہوا نازک چشم یہ حال دیکھ کر غضبناک ہوئی اور سحر طر حکم دستک دی کہ ایک لکھ ابرگر گڑا کر سر کوہ پر آیا اور سین سے سیاہی پیدا ہو کر پھیلنے لگی عیاروں نے یہ چالاکی کی کہ اسی اندھیرے میں پہاڑ سے اتر کر جو لوگ کہ آگے بڑھ آئے تھے انکو قتل کرنا شروع کیا اور کئی ہزار کو مار کر گھاٹیوں میں پہاڑ کی چھب رہے مگر اتنے عرصہ میں وہ سیاہی تمام پہاڑ پر پھیل گئی اور بالکل تاریکی ہو گئی سو اے خیام بارگاہ سلیمانی تمام پہاڑ پر اندھیرا ہو گیا اس وقت لشکریوں نے پھر حملہ کیا از بسکہ وہ وقت اس لشکر کے آنے میں آچکا تھا کہ خشت زرین آفتاب رواق نیلی قام آسمان سے ٹوٹ کر غار مغرب میں گری اور رات مثل ماتم زدگان سیاہ پوش و ماتم کنان پیدا ہوئی کہ ایات

شے صیرہ بود مانند قیصر نہ زنگی شب بود پُر ہول و بیم	ستارہ نہ پیدا نہ بہرام و تیسر کہ گشتے دل شیراز وے و ونیم
--	---



ساحرون نے اس خوف سے کہ ہر چند بالائے کوہ بھی تاریکی ہے اور ابر بھر چھایا ہے مگر عیار بارگاہ سلیمانی میں محفوظ ہو گئے حملہ کیا اور نازک چشم و بختیار ک سمجھے کہ رات کو عیار آفت برہا کر دیں گے اور علاوہ اس کے اسلامیوں کے قید ہو جانے سے مطلب تھا وہ یہاں قید نہ ہوئے پہاڑ ہی پر مقید و ن کی طرح رہے صبح کو سب کے سر کاٹ لیے جائیں گے پس ایسا کچھ خیال کر کے حکم دیا کہ یہیں بارگاہ بن استاد ہوں بہو حبیب رشاد اسکے بارگاہ بن اور خیمے وغیرہ آراستہ ہو گئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اتر پڑی افسر داخل ہوئے لقمان ساحرہ بارگاہ نکبت اشتباہ میں متمکن ہوا وہی جلسہ عشرت اور شغل میخواری آغاز کر کے خوشی کرنے لگا ادھر اہل اسلام اس شب پر تعجب میں محصور برسر کوہ تھے عاجز اہل بستوہ تھے ایک تو تاریکی رات کی دوسرے سیاہی سحر کی وہ پر ہول شب تھی کہ جس سے سیاہی بھی خوف کھاتی تھی صدا ہائے ہولناک و پڑیم وحشت آگین ہرست سے پیدا عورتوں کا بلک کر رونا پہاڑ کا دل آب آب کرتا تھا ہر طرف سناٹا اور سائیں سائیں کی آواز آتی تھی روح تن میں گھبراتی تھی شب مرگ انسان بھی ایسی نہ ہو گی جیسی وہ کالی رات تھی پلنگ درندہ کی طرح چھاڑے کھاتی تھی کہ مقتضائے نظم

شب تیرہ دل مثل دیو سیاہ کھلے غم سے تھے خوب رویو تھے بال صدا ہر طرف تھی یہی ہائے ہائے کوئی مثل سنبل کے بکھرے بال پریشان کوئی زلف منہ پر پڑی	کہ تھی شامت عاشقان کی گواہ شب تیرہ میں تیرگی تھی محال خدا جانے کیا ہم کو صورت کھائے پڑی رنج میں اک طرف تھی تڈ بال گہر آنسوؤں کے پر دتی لڑی
--	--

یہاں لشکر اسلام اسیر رنج و محصور اعدا ہے ساحرون کے یہاں جلسہ سرست برپا ہے دیکھیے صبح کو کیا ماجرا گذرتا ہے انکو اسی حال میں چھوڑ کر اب ذکر فتاح طلسم آئینہ امیرج نامور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ زیر خبر باغ میں بیٹھے اسم پڑھ رہے تھے اور درمیان اسم خوانی ہزار ہا اشکال ہیبت موکیل کی نظر آئیں کبھی کبھی اثر درد ہاں منہ کھولے ظاہر ہوا اور کبھی دریائے زخار کو قریب تر پایا لیکن شہزادہ مطلق خوف زدہ نہ ہوا اور اسم پڑھے گیا یہاں تک اسم تمام کیا اسوقت دو موضع ٹھیلیاں باہر میں اور جام بلورین پانی سے لبریز پتیلی پر رکھے اور دوستے مشک پانی سے بھرے کمر پر سنبھالے شہزادے کے پاس آئے اور ان کامیوں نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ حمام کریں شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ یہی موکل اسم ہذا ہیں تم ان سے کہو کہ اگر مجھ کو ہنلاتے ہو تو پوشاک اور ہتھیار طلسم کے بھی میرے لیے لاؤ شہزادے نے بہو حبیب نوشتہ لوح اُن سے لباس اور اسلحہ طلب کیا انھوں نے اقرار کیا اور دو شخص نظر سے غائب ہو گئے اور وہ اسی جگہ ٹھہرے رہے بعد لمحہ بھر کے وہ دو آدمی جو غائب ہو گئے تھے کشتیاں پوشاک اور سلاح کی بے حاضر ہوئے شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ ان سے کہو میں پہلے لباس ہنکار اور



ہتھیار لگا کر دیکھ لیا کہ میرے جسم پر ٹھیک اور درست ہیں یا نہیں بعد کو پھر حمام کر دین کا شہزادے نے اسے یہی کہا اور پوشاک طلسمی پہنی ہتھیار لگائے پھر لوح کو دیکھا اس میں معلوم ہوا کہ ان سے کہو رنگین جادو و مالک کو اس باغ کے حاضر کرو شہزادے نے اسے حکم دیا کہ رنگین کو بیٹھ لاؤ یہ سن کر وہ سب نظریں پونہ ہوئے اور کچھ دیر میں ایک ساحر کو گرفتار کیے سامنے لائے شاہزادے نے بموجب حکم لوح اس ساحر کو قتل کرنا چاہا اس نے عرض کیا کہ اے ظلم کشا میں اس دن کی خبر رکھتا تھا کہ آپ مجھ کو گرفتار کیے قتل کرنا چاہیں گے پس اپنی جان بچانے کے لیے آپ کے دادا یعنی امیر کو سید ان رزم سے اٹھا لایا ہوں اگر آپ مجھ کو رہا کر دیں تو میں امیر کے پاس آپ کو لے چلوں شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں نکلا کہ یہ سچ کہتا ہے اس کے ساتھ جادو اور امیر سے ملاقات کر دے یہ معلوم کر کے شہزادہ اس کے ہمراہ ہوا اور لوح سے کچھ احم ایسا پڑھا کہ وہ موکل اسم کے غائب ہو گئے شہزادہ اس ساحر کے ساتھ اس باغ میں ایک ایسی جگہ آیا کہ وہاں ایک حجرہ بنا تھا اور درمیان کے قتل گاہ تھا اس نے قتل کو دیکھا اور شہزادہ کو اندر لایا دیکھا کہ اس حجرہ میں ایک تخت بچھا ہے اس تخت پر فرش لوکانہ آراستہ ہے اور امیر جلوسہ فرما ہیں شہزادے نے سر اپنا قدم پر جھکا یا امیر نے سر کو لے کر سینے سے لگایا اور پاس اپنے بچھا یا اور استفسار کیا کہ اے فرزند تم نے اپنے باپ شہزادہ کا حکم کا بھی کچھ پتہ پایا شہزادے نے عرض کیا وہ ترکس کوہ پر خیریت تام ہیں یہ کہہ کر کل احوال طلسم کا بیان کیا پھر وہاں سے مع امیر کے باہر آیا اور لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس ساحر سے کہو مجھ کو فوج طلسم کے مقام پر پہنچاؤ شہزادے نے اس سے یہی درخواست کی وہ ہمراہ چلا اور پشت کی طرف باغ کے ایک دروازہ نکلا تھا اس کو کھول کر جو آگے بڑھے ایک کوستان میں پہنچے کہ وہاں چٹنے جاری تھے اور حجرہ مقفل تھا اس کو دیکھا اس میں وہی صندوق جو ملک بلورے گئی تھی رکھا تھا اس کو اٹھا کر باہر لائے اور پھر لکھ کر چالیس ہزار پتلا بلور کا مرکبوں پر سوار نکلا اور بیٹھ کر مثل انسانوں کے ہو گیا شہزادے اور امیر کے لیے بھی رنگین جادو سوار لایا یہ بھی سوار ہوئے بموجب لوح کے اس فوج طلسمی نے اطاعت کی آگے آگے امیر اور امیر راج با تو قریب پشت چالیس ہزار سوار دھڑ دھڑا کر گزرے و خیر و تیر لیے بڑے جاہ و شہم سے روانہ ہوئے کہ نظم

یہ گرز پر خاش دیدہ بدست  
زودار و کار آزمودہ سوار  
سواران جنگی و مردان کین  
سپاہی کہ در جنگ دیرینہ بود  
زمین آمد از فضل اسبان بجوش

سپہ را بیار است خود پر پشت  
شہر دند بر مہینہ ستم ہزار  
فرستادہ بر مسیرہ چمنین  
پس پشت ایشان یلان سینہ بود  
نزد تائے روئین و بر شد خردش

یہ تو اس قتل و شکست سے روانہ ہوئے مگر آئینہ جادو و وجود یار سے شکست کھا کر گئی تھی بد امیر لشکر کشی اور تیل شاہزادہ کرتی تھی جب کچھ تدبیر بن پڑی تو مجبور ہو کر عرضی افراسیاب کو لکھی اس میں سب



کیفیت حال بربادی طسم مندرج کیا اور ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا وہ ساحر طسم ہوشربا میں گیا اور خدمت ملکہ  
حیرت میں ہو چکر بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم عریضہ پیش کیا اُسے عرضی پڑھ کر مع عرضی اُس ساحر کو باغ  
سیب میں بھیج دیا اُسے افراسیاب کو تسلیم کی اور عرضی دی بادشاہ نے عرضی ملاحظہ کر کے مشیران سلطنت  
سے اس امر خاص میں مشورہ کیا کہ طسم آئینہ کے بارے میں کیا کیا جائے مشیروں نے عرض کیا کہ وہ طسم شکر  
میں کو کپ کے سر وہ شریک عمر و ہادی وہ اس مقدمہ میں دخل نہ دیکھا اب رہے اہل اسلام اُن سے آپس سے  
دو دنوں جگہ مقابلہ ہو رہا ہے کہ وہ عقیق پر ساحر جاتے ہیں اور یہاں تہرخ سے بھی لڑتے ہیں پس سری جنگ سے کیا ناکہ  
آئینہ کو یہاں بلائیے جب مسلمان مارے جائیں گے اس وقت طسم اسکا حوالے اسکے کیجیے گا یہ رات شاہ جادوان  
کو پسند آئی اور عرضی کا جواب لکھا کہ اے ملکہ آئینہ تم یہاں چلی آؤ میں سمجھ لوں گا پس یہ جواب اس ساحر کو دے کر  
دریائے سحر کے پار اتر وادیا وہ وہاں سے پاس آئینہ کے آیا جب اس نے جواب عرضی پایا از بسکہ دل میں  
مزا سلطنت کرنے کا بھرا تھا دہم آرزو ہوانے پابند بلا کیا ملک و مال چھوڑ کر جانا گوارا نہ کیا کہ سمیت ہم خواہ  
نوبہ و نام بد نہ ترسد وانش نہ فرجام بد میں افسران لشکر کو بلا کر فرمایا کہ ایک لڑائی سلکے کی میں طسم کشا  
سے اور لڑو نگلی تم میں سے جسکو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جب آرام منظور ہو وہ چلا جائے سب نے  
عرض کیا کہ ہم جان بازی کو حاضر ہیں غرض کہ تین لاکھ کا لشکر درست کر کے اتر رہے ہیں پھر روان ہوئی کچھ ہی دور  
قلعہ سے نکل آگے بڑھی تھی کہ شہزادہ جو اس طرف سے آتا تھا اُٹھا رہا تھا وہاں سے مقابلہ ہوا دونوں لشکر  
یا ہم تلواریں کھینچ کر ملے شہزادے نے حسب ہدایت لوح اُن تیلون کو حکم جنگ دیا کہ خون نے فوج  
آئینہ کو قتل کرنا شروع کیا امیر و ایرج لڑنے لگے رنگین جادو و حفاظت امیر کرتا تھا اور ایرج  
پر بسبب لوح کے سحر تاثیر کرتا تھا طسمی تیلون نے ہزاروں کو بجان کیا تھا اور آئینہ جادو نے بھی  
اُس میدان کو میدان رستخیز قیامت بنادیا تھا آگ برساکر صد ہا تیلون کو جلا دیا تھا جب دیکر رسول  
ماری تھی دو چار کے کیلے چھید لیتی تھی داد شجاعت میدان دیتی تھی دریا خون کے بہاے تھے ایک طرف  
شہزادے نے لاشوں کے ڈھیر لگا دیے کہ بہو جب

شہدہ گوش گردون گرد دل سیاہ  
دلیران دران بادہ خواران چو بزم  
دم گاؤ دم نالہ کیر نالہ  
پیالہ سرخ و سفید تیر  
کہ شد بستہ بر تازی اسپان گزار  
چو دریا ہمیرفت بردشت خون

زبس نالہ بوق و بانگ سپاہ  
کے بزم بد دشت گویا نہ رزم  
عکوس شان زخم بر بط سراسر  
روان خون چو نالہ شان ہم وزیر  
ہر گوشہ کشتہ افگندہ خوار  
زبس کشتہ و سرفگندہ نگون

آتش جدال و قتال نے خانہ ہائے تن جلا کر روحوں سے ویران کر دیئے تھے برق تیغ شعلہ فام نے



خبریں ہی جہانان خاک کردی تھے اسی ہنگامہ میں شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں واضح ہوا کہ جب تک آئینہ کو نہ مارو گے فتح نہ پاؤ گے بہتر ہے کہ چھپ کر اس کے پاس جاؤ اور لوح اس کو دکھاؤ نگاہ اس کی خیر ہوگی اس وقت فوراً تلوار اس کے سر پر مارو تاکہ ہلاک ہو جاوے ورنہ اگر بھیجی جائے تو آفت برپا کرے گی شہزادہ یہ حکم لوح دیکھ کر مصروف جنگ رہا اور جب غول میں لشکر کے ہونچا مرکب پر سے کودا آئینہ نے جو گھوڑا اس کا خالی دیکھا نعرہ کیا کہ اے بہادران طسم کشا زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا ہے جلد اس کا سر کاٹ لو اور لوح طسم چھین لو یہ لکھ کر آپ اتر در سے کود کر خوشی خوشی چلی اُدھر سے شہزادہ آتا تھا راہ میں سامتا ہوا شہزادے نے لوح سامنے کر دی آنکھیں اسکی بند ہو گئیں اور سحر فراموش ہوا شہزادے نے چمک کر تلوار ماری کہ سر پر ٹھیکر ٹانگوں سے ٹکل گئی دو ٹکڑے ہو کر وہ گری شوردار و گیر برپا ہوا بڑے بڑے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر ٹکرانے لگے زمین میں غار پڑ گئے چٹنے طسم کے خشک ہو گئے آندھیاں اٹھیں بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ افسوس مارا مجھ کو اے شخص تو نے کہ نام میرا آئینہ جادو و معا زمانہ بھی روشن ہوا اور اس صدا کے آتے ہی فوج ساحران میں بھگدڑ پڑی بقیۃ السیف نے چادر امان لٹائی ایرج نے ہاتھ روکا افسران لشکر نے خدمت میں حاضر ہو کر رکاب کو بوسہ دیا اور اناک مطیع کا دم بھرا شہزاد نے ہر ایک کو سرفراز فرمایا اور دیکھا کہ وہ طسمی پتلے اب نظر نہیں آتے معلوم ہوا کہ وہ وایتہ طسم تھے بعد مرگ بادشاہ طسم وہ بھی غائب ہو گئے غرض کہ شہزادہ آگے روانہ ہوا تھا کہ دشمن معز دوضع پیدا ہوئے اور پاس آکر یہ عرض کیا کہ مبارک ہو طسم فتح ہوا ہم خزانہ دار طسم ہیں چلیے اور مال لیجیے شہزادے نے ان کو ہمراہ لیا اس عرصے میں حنظل و شعلہ دار و ستیارہ و شاپور و لوح دار اپنے احاطہ سحر سے نکل کر حاضر ہوئے اور تسلیم کر کے مبارکباد فتح طسم دی اور نذر گزرائی شہزادہ سب کے ہمراہ وہاں سے چلا اور داخل قلعہ طسم ہوا یہاں رعایا تمام فراری تھی لیکن عمارتیں عمدہ بنی یقین دکانیں مثل لماش مجور خالی پڑی یقین بازارین ویران یقین گلیان سنسان یقین شہزادہ تمام مقام ملاحظہ فرماتا دارالامارۃ شاہی میں آیا اور دنگل شوکت پر یتمکن ہوا حکم آبادی شہر دیا منادی نے ندا کی کہ بشرط اطاعت حاکم وقت اہل شہر کو قتل و غارت سے امان ہے یہ صدا سنکر اکابران طسم و رعایا وغیرہ حاضر ہونے لگے نذرین گزرنے لگیں تمام شہر اسلام آباد ہوا انصا ویر سامری کے مندر وغیرہ منہدم کیے گئے مسجدین اور خانقاہیں تعمیر ہوئیں شہزادے نے کسی کو سرفراز کیا اور کسی کو جان سے مارا عرض جب یہ سب انتظام ہو چکا تو حنظل سے پوچھا کہ تمام طسم فتح ہوا مگر ملک بلور کا پتہ نہ ملا اس کو تلاش کرنا لازم ہے یہ کلام سنکر اکابران طسم نے عرض کیا کہ حضور ایک باغ میں ملکہ قید ہیں وہاں تشریف لے چلیے ملکہ سے ملاقات ہوگی شہزادہ اسی وقت روانہ ہوا اور شہر کے اندر ایک باغ تھا کہ سراسر پھولوں سے بھرا سرسبز ہوا نظر آیا چار بارہ درمی چار کونوں پر تعمیر خوبی میں آپ ہی اپنی نظیر بردہ ہائے زبوری ہر ایک میں بڑے جنگی ڈوریوں میں نکیش کے پھندے



لگے شہزادے نے اندر جانا چاہا تھا کہ اندر سے چند کنیزیں سیلا کھیلایا لباس پہنے ظاہر ہوئیں اور شہزادے کو سلام کر کے ایک بارہ دری کی طرف لائیں پردہ اس کا اٹھا یا شہزادے نے دیکھا کہ سامنے تخت بچھا ہے اور اس پر زنجیر طلائی پہنے ملکہ یلور بیٹی ہے ایک شیر پائے تخت سے بندھا ہے اس سے کہہ رہی ہے کہ اے شیر تو مجھ کو کھائے کہ فراق شہزادہ دلدار مرگ سے بدتر ہے کہیں یہ دم نکل جائے تو روح خواب عدم میں آرام پائے شہزادہ یہ سنکر رو دیا اور دیکھا کہ ملکہ کی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ہیں لباس خاکستری ہو گیا ہے چہرے پر خراش ناخن جا بجا ہے یہ دیکھتے ہی بیتا ہانہ آگے بڑھا وہ شیر جو بندھا ہوا تھا حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح سر پر اس شیر کے لگا دے پھر قدرت خدا کا نام نہ دیکھو۔ شہزادے نے جب وہ زنجیر توڑ کر اور طمانچہ تیار کر کے آگے بڑھا لوح کو اس کے سر پر بارادہ قلابازی کھا کر گرا اور بھٹ کر ہلاک ہو گیا شہزادے نے بڑھ کر زنجیر پائے ملکہ کو دفع کیا اٹھ کر گلے سے لپٹ گئی دونوں ہلاک کر۔ ورنے لگے منہ اشکوں سے دھونے لگے غم فراق زبان پر لائے اپنے اپنے دکھٹے سنائے آنکھوں سے دریا بہائے کہ بمقتضائے۔ مثنوی

وہ رویا کیے دیر تک متصل  
در اشک سے چشم بھرنے لگے  
کیا اپنے تن من کو اس پر نثار  
بلا اس کی لے لے کے گرنے لگا  
کہ اس طرح پہونچے ہیں ہم تم تک  
اُسے اس کا غم اور اسے اُس کا غم  
تن زرد زرد اور رخ لال لال  
لے جیسے بیمار بیمار سے

بہل کھول کر پھر تو آپس میں مل  
بیان دونوں اپنا جو کرنے لگے  
گلے مل کے رونے لگے زار زار  
یہ اس تخت کے گرد پھرنے لگا  
کئی سرگزشت اپنی اس دم تلک  
ادھر اشک خونین ادھر چشم غم  
نہ وہ رنگ اس کا نہ وہ اسکا حال  
بہم دو خیزان دیدہ گلزار سے

آخر سب نے عرض کیا کہ بی بی شب فراق جامع المتفرقین نے مبدل بہ سحر وصال کی اب خدا تم کو نہ رلائے یہ روز جدائی پھر خدا تم کو نہ دکھائے اب ہنسی خوشی کی بائیں ہوں رونادھونا موقوف کر دو کہ ہمیت بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو کو خدا پھر رلائے نہ تم کو کبھی وصال حاصل مرام ملکہ گلفام ہمراہ شہزادہ روانہ ہوئی اور محل میں پہونچ کر حمام میں گئی نہادھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے بھر پور تزیین دادا راستہ ہو کر بہتر از ماہ و خورشید بنی حسن کی چمک ضیاء ہر کو شہر مندہ کوئی

کہ مثنوی

چمن میں نئے سر سے آئی بہار  
کہ الماس نکلے ہے جون کان سے

دوبارہ کیا اس نے اپنا سنگار  
نہادھو کے نکلی عجب آن سے



نہانے سے نکلا عجب اُسکا روپ جلانے کو عاشق کے دکھلا پھین اُسی رنگ کے ساتھ کاسب لباس بھجھو کاساتن اور منہ کی دمک نیکلی وہ اٹھی ہوئی چھاتیان گلے کی صفائی دے کر تکی کا چاک دو کتچن سی اُسمین کچین لال لال نیلا ہٹ وہ بھٹنی کی اس سے نمود	مکل آئے بدلی سے جسطرح دھوپ ییا سرخ اس گل نے جوڑا پن تصور میں ہو سرخ جس کے قیاس کہ جون شعلہ آتش سے اٹھے بھڑک بھری اپنے جو بن میں اتراتیان تراتے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک بھری رنگ سے تھمتے کے مثال کہ جون سرخ چہرے یہ خال کبود
--	--

شاہزادہ سے از بسکہ عقد ہو چکا تھا اور خیمہ شاہزادے سے ملکہ کو آئینہ پڑ لائی تھی اسوقت ملکہ پاس  
آکر شاہزادہ خلوت آرا ہوا اور دیر تک جلسہ انہماک ہاجام شربت دسل پیا پھر برآمد ہو کر ہمراہ خزانہ  
داروں کے کوٹھے جا کر کھلو اے اور جائزہ اسباب لیا چالیس ہزار خشتان زرین بادلہ نگار اور بارگاہ  
آئینہ یعنی آئینے کی اور دنگل اور اسلحہ اور مرکب و ریاضہ ہزار عرادے زر سرخ و جواہر کے اور کئی سو جوڑیاں  
فقاروں کی سیمین و طلائی اسین سے نکلیں اور ایک صندوق میں سے دو تلواریں ملین ایک کے قبضے پر  
لکھا تھا کہ اس تلوار سے قضا ملکہ نازک حشیم کی ہر اور دوسری تلوار قاتل ساحران جہان تھی اس صندوق  
میں چار تلواریں یقین پہلے بیان ہو کہ ایک ملکہ بلور بہرقتل سوار طلسم لیکھی تھی اور ایک موکل اسم کی پوشاک  
کے ہمراہ شاہزادے پاس لے گئے تھے جس سے آئینہ باری گئی اب دو باقی یقین وہ بھی ملین شاہزادہ اُنکے  
لے سے خوش ہوا اور دارالامارہ میں آکر سامان روانگی کیا سب مال طلسم بار کر کر مع خیمہ و فرگاہ آپ بھی  
قاصد روانگی ہوا ملکہ بلور کو اس جگہ کی سلطنت سپرد کر کے امیر سے خلعت حکومت دلوریا تاج شاہی  
پہنایا اور رنگین کو افسر کیا شعلہ دار کو نائب بنایا و حصار کو شیر سلطنت مقرر کر کے ملکہ حنظل اور  
سیارہ کو خلعت دے کر حکم دیا کہ قلعہ زگس کوہ میں جا کر پیر بزرگوار شاہزادہ قاسم کو مرشدہ فتح دین اور  
ملکہ صنوبر کو اُنکے ہمراہ سمیت لشکر اسلام روانہ کریں حنظل حسب ارشاد مع سیارہ روانہ ہوئی یہاں شاہزادہ  
قاسم اتر ا ہوا تھا کہ یکا یک سمیت طلسم آئینہ اندھیرا ہو گیا اور غبار سیاہ اڑا صدا سے مہیب آئی بعد کچھ  
دیر کے وہ ہنگامہ دفع ہوا وہ پہاڑ وغیرہ نظر سے غائب ہو گئے اور میدان نظر آنے لگا قاسم نے مستقبل  
سے فرمایا کہ شاید طلسم آئینہ ٹوٹ گیا اور فرزند میرا اختیار ہوا یہ فرار ہوا تھا کہ سیارہ و حنظل نے  
آکر مرشدہ فتح دیا قاسم نے سجدہ شکر کیا اور جلد جلد کار سازی لشکر فرما کر ملکہ صنوبر و زگس حشیم کو  
ہمراہ لے کر مع سیارہ ہجیم و خدم کو چ فرمایا کہ نظر

نہ گردان جنگی نہ نام آوران	کہ چون مقبل شیر و قیاس خان
----------------------------	----------------------------



گزین کرد اذان نامداران سوار سپر و پیاده دہ و دہ ہزار بفرمود تا جملہ سپہ روں شدند وزان جاسک کوس بریل بست	دلیران جنگی دہ و دہ ہزار گزین کرد آن از در کارزار ز پہلو سو وشت و ہامون شدند بگردان بفرمود و خود ہشت
--	---

پس اسی جاہ و جلال سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوا اور اس طرف ایرج نے چند ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر اسلام جس جگہ اترے وہاں سے اشقر کو لے آؤ لیکن نے عرض کیا کہ اشقر صحرا میں ہو گا کیونکہ جب میں امیر کو اٹھالایا تھا تو لشکر پر بڑی تباہی تھی یہ کہ سب حال بربادی عسکر نصرت انجام اسلام بیان کیا شہزادہ کو غصہ آیا اور جلد درستی لشکر کر کے مرکب پر سوار ہوا اور امیر کو ایک تخت پر سوار کر کے ساحرون نے اس تخت کو اٹھایا یہ اس لیے کہ جب امیر پر وہ قات پر گئے تھے اور انہیں دیو اور لائیس پری کہ اشقر کے مان باپ تھے اور انکو ملکہ آسمان پر می نے اس جرم میں قتل کیا کہ وہ دونوں امیر کو پردہ دنیا کی طرف لاتے تھے پس جب وہ مارے گئے تو اشقر کو امیر نے اپنا بیٹا کیا اور اس سے وعدہ فرمایا کہ سواتیری پشت کے اور کسی پرین ار نہ ہوں گا چنانچہ ایک بار امیر فیصل لشکر صحر پر سوار ہوئے تھے تو اشقر خفا ہو کر دریا میں گر گیا تھا اور جب کنارے نکلا تو مادیان بحری سے جفت ہو گیا اس سے بچہ پیدا ہوا کہ بن اشقر کہ جو شہزادہ ایرج کو ملا ہر حال اسکا نوشیروان نامہ اور ایرج نامہ کے دفتر وں میں بیج ہو غنکہ شہزادہ بہ نکلت و جاہ اس عظمت سے چلا کہ آگے آگے فیلون پر الم جلوہ دکھاتے اور کئی ہونقائے بختے بیج میں مرکب پر یہ شہزادہ گرد بہادر وں کے پرے سواران طلسم ہمراہ بارگاہ لدے خزانہ کا منہ کھلا علم شہزادہ کا سر پر سایہ شاپور عیار رکاب تھا بنے ہنسکر باتیں کرتا صد اسے طر تو اپید کہ ابیات

بفرمود تا پر کشیدند ناے برآمد کے گرد و بر شد خروش سانہائے الماس در تیرہ گرد ہمہ غرق در آہن و سیم و زر	سپہ اندر آمد نہر سو بجای ہمے کر شدی مردم تیز گوش ستارست گفتے شب لاجورد سپہر ہائے زرین و زرین کمر
--	---

اس طرف سے شہزادہ قاسم اور اس جانب سے یہ دونوں سمت اسلامیان روانہ ہوئے مگر اہل اسلام کا حال سننے کہ رات بھر بہاڑ پر کھڑے رہے جب کوہ خاور سے آفتاب نے سر بلند کیا اور نوسن فلک پر سوار ہو کر فوج سیارگان پر حملہ آور ہوا کہ ابیات

اذان رو و گر آئینہ از عیار فلک برادرین بام نلی سرشت	برون آمد و شد بہان ز رنگار ور ایوان فلکند ز درینہ خشت
--	--

صبح ہوتے ہی نازک چشم و لقا با فوج گران سوار ہو کر سامنے پہاڑ کے آئے اور دیکھا کہ چارست اندھیرا



بھایا ہی عیار بھی گھاٹیاں جھوڑ کر بھاگ گئے ہیں پہاڑ پر سے رونے کی صدا آتی ہے یہ حال دیکھ کر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور سحر سے ایسا دھواں تیز کر دیا کہ پہاڑ پر فوج چڑھتے بھی نظر نہ آتی تھی اور ساحرہ خود بھی مع گروہ ساحران اڑ کر چلی کہ سب کو جا کر باندھ لاؤں غرض کہ سامری و جمشید کے نعرے بلند کر کے فوج نے دھاوا کیا پہاڑ پر سے غیار و نلے بارگاہ سلیمانی کے درجون میں ٹھہر کر تھپڑ اور تیر مارنا شروع کیے اور سب نے بلبلا کر استغاثہ بدرگاہ بے نیاز کریم کار سار کیا کہ بیست تیرا آسرا ہی ہیں اے حیم بچا لے ہیں دشمنوں سے کریم دعا کرتے ہی از حکم عزیز بے بدل و برضا سہماں لم یزل دامن دشت سے گرد اڑی کہ سپرد وارتیہ و تار ہو گیا نازک چشم گرد کو دیکھ کر رکی اور بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہو کر گرد کی طعن دیکھا کہ کہا کہ آئیے آئیے بسم اللہ بسم اللہ بہت اس ساحرہ قحبہ نے سر اٹھایا ہے مانتی ہی نہیں واصل جہنم اسکو فرمائیے نقانے یہ سن کر کہا او شیطان کیا بکتا ہے اس نے کہا جلد بھاگیے وہ آگئی تقدیر لپٹ گئی نازک چشم ماری گئی یہ کہہ رہا تھا کہ نازک چشم اس کے قریب آئی اور کہا ملک جی کیا بکتے ہو اس نے کہا آج تک تمہاری زندگی تھی آج تم مردہ ہو اگر بچ جاؤ تو مجھ کو شیطان نہ کہتا مسلمانوں پر کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی جواب آئی آخر ان کی خدا نے مدد کی اسی گفتگو میں یکایک دامن گرد و شگافتہ ہوا اور شہزادہ قاکم نظر آیا کہ زرہ یا قوت زرنکار پہنے جیسے آفتاب تابان میان شفق نمایان مرکب کوہ کفل اڑاتا بر جھاتا ترچھا کنوٹی پر مرکب کے رکھا ترکش مثل دم طاؤس برابر مکر کے لگا کمان کیانی سے دوش پر یہ ثابت کہ آفتاب برج قوس میں آگیا ہے بلکہ کبادہ چرخ کبود اس پر قربان ہوا ہے کہ ایسی بات

پوشید بس ہفت پارہ حریر ہماں جوشن و خود غیب زر کندے و گرزے و نیزہ بدست چراغ گرد شد روے ماہ از بند زبانک بیان مغز ہامون بخت ز گرد مسیہ خنجر جنگیان	کے خود چار ش زرہ دلپذیر پوشیدہ در زیر شان چون زبر یہ اسپ تگاد روان بخت پراں خاک شد کام ماہی ز گرد از انبوه جان راہ گردون بخت ہی تافت چون خندہ زنگیان
---	---

پس پشت سواران حیران مقبل و قادر آتے ہی نعرہ زن ہوا کہ اے فرقہ ساحران اشترا دست خذرا  
تجھدار کہ ماہم رسیدیم یہ کہہ مرکب اٹھا کر فوج پر آپڑا تلوار کھنچی سجلی چمکنے لگی پتھر برسنے لگے پہلے ہی حملہ میں  
بہت ساحر و اصل جہنم ہوئے بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ کیوں ملکہ دیکھا کہ اب مسلمانوں کی مدد  
آنے کا لگ گیا خیریت اسی میں ہے کہ بھاگ چلو نازک چشم پر یہ کلمات سن کر غضب طاری ہوا اور خود  
آگے بڑھی فوج کو لکارا ادھر سے قیاس خان و الماس خان وغیرہ سرداران شہزادہ آپڑے تیر جگہ دوز  
و خنجر جانتان و تیغ گلوگیر کے وار شروع ہوئے کہ بقتضائے ایسیات



ہمہ برد شد از عاج ہر سرخروش جہان گشت برگرد آورد و روے زمین ہچو کشتی شد از موج خن کمان ابر و بارانش الماس بود ز بس کشتہ گشتہ ز بہر دو گروہ نہ پیدا بد از خون تن رزم کوش	جہان آمد از نائے روئین بجوش ہر خواست دریاز ناورد جوے گئے راست جنبان گئے سرنگون سرو مغز پڑجوش و سواس بود ز خون خواست دریا و از کشتہ کوہ کہ فولاد پوش ست با نقل پوش
---	--

نازک چشم تڑپ کر بردے ہو گئی اور پکاری کہ اے قاسم تیرے دادا کو میں بھگا چکی ہوں اور سب سردار  
بکڑیے میں تو میرا کیا کرے گا شہزادے نے یہ کلمات سن کر ایک خدنگ دل دوز اس پر لگایا کہ اس کے  
سینے پر بڑا گرا چٹ گیا اور وہ جو تڑپ کر وہاں سے گری مثل بلاے ناگہانی قاسم پر آئی اور پنجہ میں  
دایک لے اڑی لشکر میں لائی قید حرمین مبتلا کر کے بیوش کر دیا اور پھر آگے بڑھ کر ایسا سحر کیا کہ دھوان اس  
لشکر پر بھی چھا گیا اور ہر ایک سبازر پابگل ہو کر اپنے مقام پر کھڑا رہ گیا سو جتنا بھی آنکھوں سے موقوف  
ہوا پس اس نے اپنے لشکر کو جنگ سے منع کر کے حکم دیا کہ ذرا تامل کر دہ سب رکے اس نے قاسم کو سامنے  
طلب کر کے کہا کہ اب بھی کچھ نہیں گیا ہر خداوند کو بارادت تمام سجدہ کر قاسم نے زبان معن و طعن کھولی اس نے  
جھلا کر پھر قید کیا اور ایک ساحر کو سامنے پہاڑ کے بھیج کر کہلا بھیجا کہ اہل کوہ سے کہو کہ حاضر ہو کر اطاعت کریں  
بادشاہ اسلام کے اگر سجدہ کرنا منظور کریں تو خداوند انکی بڑی عزت و حرمت فرمائیں گے اور ملک و مال عطا  
کریں گے وہ ساحر رو برو کوہ کے جا کر پیام گزار ہوا یہاں قاسم کی آمد دیکھ کر عیار خوش ہوئے تھے اور  
سمجھے تھے کہ شہزادہ کوئی تحفہ طلسم لایا ہو گا اور ساحر کو قتل کرے گا یہ سمجھ کر بادشاہ اور کرب کو ہوشیار کیا  
بادشاہ یہ سانچہ دیکھ کر آراستہ ہو کر چاہتے تھے کہ پہاڑ سے نیچے اتریں کہ اس وقت خبر گرفتاری قاسم  
پہونچی نہایت درجہ صدمہ ہوا اس اثنا میں پیام ساحرہ شاہ کو پہونچا فرمایا کہ جواب ان باتوں کا سخت  
اور درشت لکھ کر تیرے ہاں بندھ کر نیچے بھیج دے و نامہ تیرے ہاں بندھ کر جواب ان کلمات کے بھیج دے یا مضمون یہ  
تھا کہ او تجھ کو کیا بکتی ہے میں لقا پر لعنت کرتا ہوں اور خدا پر شا کر ہوں انشا اللہ عنقریب تو ماری جائیگی  
غرض جب یہ جواب ساحر نے جا کر نازک چشم کو دیدادہ آمادہ حرب کھڑی ہوئی تھی پھر فوج کو درست  
کر کے چلی اور ادھر عیاروں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ بارگاہ سے باہر نکلنے کا راستہ نہیں ہر دھوان  
سحر کا چھایا ہی پہاڑ سے اتر سکین گے باہر نکلنے ہی گرفتار ہو جائیں گے اس سے لازم ہے کہ ہمیں اس قحبہ کو  
آنے دین اور اسی جگہ سے لڑیں شاہ اور کرب یہ سنکر مجبور ہوئے کہ واقعی جب پہاڑ کے نیچے نہ جاسکے  
تو پھر باہر نکلنا بیکار ہے اس سے یہی بہتر ہے کہ یہاں ہوش و حواس کے ساتھ رہیں اور جب فوج یہاں  
آجاوے تو اپنی جان دین فی الجملہ یہ تو آمادہ مرگ یہاں ٹھہرے اور زیر کوہ لقا و نازک چشم شادان



دفرحان آکر حملہ آور ہوئے پھر وہی آنت برپا ہوئی کہ ساحر بہاڑ پر چڑھنے لگے اور عیار پھر لگاتے تھے عورتیں دعا کر رہی تھیں کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی بختیار ک پکارا کہ اے ملکہ دیکھو اجل کا پیام دمیدم آتا ہے لو کہ دیتے ہیں کہ ابی سارہ تمہارا گردش کھا گیا ہے تمہارے لیے فنا ہوتا زنگ چشم نے کہا تو شیطان ہے یون ہی ہیودہ بکتا ہے یہ کہہ رہی تھی کہ آکر اس گرد کو ہوانے بر طرف کیا اور سانے سے سواری زبدہ خدا پرستان شاہزادہ ایہ جہ نوجوان کی پیدا ہوئی کہ مرکب طلسمی زیر ان بگھڑی کرتا طرارے بھرتا آتا ہے پشت پر فوج کثیر کا جمع ہوا ایک جوان چلتے پوش چار آئینہ بند دوش بدوش روان شاہ پور عیار کہاب تھامے بائیں کرتا آتا ہے جب قریب بہاڑ کے پہونچا سامان جنگ دیکھ کر سچ گیا کہ اہل اسلام پر دقت تنگ ہی پس ایک نعرہ کوہ شکاف بلند کیا کہ ارے خیرہ سران نعرہ

کھنکے برب آور دوبرزد خردش  
کہ از من بلزد تن شاہ جم  
نشا بد بہ گرز من این کوہ قاف  
بہر رزم مردے بجا آورم

چو دریا بر آورد از کینہ جوش  
من آن شاہ گیتی ستان ایرجم  
دم از دہا گیرم اندر مصاف  
ہمی چرخ را زیر پا آورم

یہ نعرہ کر کے تیغ کھینچ کر لشکر عدد و پر آپڑا اسکے ساتھ فوج طلسمی ہر مار تلوایسے تملکہ ڈال دیا سناہناے نیزہ اس تاریکی دودھ میں لسان انجم حریخ لاجور و حکمتی تھیں روحین نفس تن میں پھر کتی تھیں تلو اسکی زبان خون کی پیاسی تھی زبان تیر لب سونار چاشنی نظر آتی تھی چہرے مبارزون کے خاک پر خون میں آلودہ کٹے پڑے تھے مصور مرگ نے نگارستان جنگ میں خاک کے کھینچے تھے روئے زمین مرقع خانہ تھا زندگی پر حرف آنے کا بہانہ تھا تقدیر کا لکھا بیادری شمشیر آگے آیا تھا ثنوت کے کٹکھنوں پر زبردستوں کو چلینا پڑا تھا لوح پیشانی خط غبار سے لکھی گئی تھی طفرانگار اجل نے حیات کی مد کی کشش مختصر کھینچی تھی قضا کے دائرہ میں نقطہ دار ہر ایک گھیرا تھا فوج کے لام کو ایت تیغ نے الف بنا کر لا یعنی نیست کر دیا تھا جوانوں کے چہرے جو دفتر شجاعت میں صادق تھے وہ نون نفی نے نظری کر دیے تھے غلاصہ یہ کہ کشنوں سے کلک شمشیر نے صفیہ دشت بھر دیے تھے دامن صحرا میں سردن کے نقطہ دیے تھے

یکے حملہ کردند ہجوم پلنگ  
فتادند در دامن کو ہمار  
کہ از خون زمین گشت پشت پلنگ  
تن بد سگالان ہمہ سر بگون  
رہودند از ان بد تنان جان پاک  
کہ بربستہ گردید بر چہرہ منیع

بر آمد خردش از دلیران جنگ  
کشیدند شمشیر زہر آبدار  
کہ بستند چندان در ان خارہ سنگ  
بہر سو سرے بود در خاک و خون  
چو مرغی کہ او دانہ چنید ز خاک  
فلکند در دشت یک یک بہ تیغ



اسی گرمی میں تازک چشم بغیظ و غضب تمام ایرج پر آ پڑی اور ایک نارنج سرٹھہر کر مارا شہزادے پر  
بسیب بوج اور تیغہ وغیرہ کے کچھ اثر نہ ہوا نارنج شوق ہو کر الگ گرا شہزادے نے وہی تلوار جس سے اُسکی قضا تھی  
کھینچ کر نعرہ کیا کہ میت ہی تیرہ بینم دل دہوش تو + ہی گور بینم بے غوش تو، تازک چشم تو جانتی تھی کہ میری قضا بغیر تیغ  
طلسمی نہیں ہی میرا کیا کرے گا پس اُسے سر اپنا سامنے کر دیا گویا قضا کو سرائیوں سے قبول کیا تسلیم جادہ  
غیران مرگ پر رکھا شہزادے کی تلوار جو سر پر پڑی ٹانگوں سے نکل گئی العیاذ باللہ زمانہ میں آفت عظیم آئی  
وہ سیاہی جو عالم گیر ہو رہی تھی دفعتاً غائب ہو گئی اور آسمان سے تیر برسنے لگے شور قیامت خیز برپا ہوا بختیار  
پکارا کہ واہ واہ کیا کہنا ہاتھ کی صفائی اسکو کہتے ہیں کہ قسم بھی لگانا نہ رکھا خداوند جبار تقدیر گر یز کیجیے نہیں تو  
یہی حال آپ کا بھی ہوا چاہتا ہی تو اساحضور کا بہت بہت چھٹ نظر آتا ہی لقمانیت رنجیدہ ہوا اور  
سوفار کو لٹکا را کہ اے اس بندہ بے ادب کو وہ آگے بڑھا اور غضب بسیار لٹکارتا ہوا قریب شاہزادہ  
آیا اور ایک ناریل مارا شہزادہ پر تو سحر اثر نہیں کرتا ہی وہ بھی خالی گیا اُس نے ترسول مارا شہزادہ  
نے رد کر کے کمر میں ہاتھ دیکر اسکو اثر در پر سے اٹھا لیا اسوقت فوج کوہی اور ساحران وغیرہ کو لٹکانے  
نہیے دی کہ ہان رو کو اسکو وہ سب جھپٹے ادھر سے ہزار زان مرد میدان سروتن کے خریدار جان کے خوابان دوڑ کر  
غٹ پٹ ہو گئے ہلچل مچ گئی بڑے جھکڑے سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحر کے مریے تاریکی جو واقع ہوئی عیار پہاڑ پر سمجھ گئے  
کہ ساحر دار البوار میں پہنچی بادشاہ کو مژدہ دیا بادشاہ مع کرب اور جو سپاہ کہ بالائے کوہ موجود تھی اسکو ہمراہ لیکر پہاڑ پر سے اتر  
آئے اُس عرصہ میں تخت پر انیس سوار آکر پہنچے اور مارے جائیے ساحر کے دھبوتی جاتی رہی اُنم عظم باد آیا پس یہاں پہنچ کر  
ایک نعرہ کوہ گاف اللہ اکبر کا کیا نعرہ صاحب قرانی کی صدا چوٹھ کوس جاتی ہی شہر نعرہ سن کر اسے دوڑ اور خدمت انیس میں آیا امیر  
سوار ہوئے اور لڑنے لگے مگر تازہ ماجرا سنئے کہ سرداران اسلام جو زمانہ دراز سے یعنی پہلے ساحر شل خگر و عقاب و منت  
وغیرہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے تھے اور سب کو ای قحبہ ساحر نے اپنے حرمین کر لیا تھا اور خود بھی سردار کو مقید کیا تھا چنانچہ اسکے  
مرنے ہی سے سب ہوشیار ہو گئے اور قید خانے جسم پر سے دور ہو گئی پس اصلی قید توڑ توڑ کر وہ باہر نکلے اور جو عیار قید تھے وہ بھی جھوٹے  
اور بہر حفاظت مقام فرد کاہ پر ساٹھ ہزار سوار تازک چشم چھوڑ آئی تھی اپنی چاٹے از بسکہ یہ سردار دیوبند و دیو کش رستم سے  
کسین بڑھ کر ہیں وہ سوار تاب جنگ نہ لاسکے بھاگ کھڑے ہوئے یہ بھی اُن کے تعاقب میں چلے اور لٹکا کے  
شکر میں سردار سب شریک اپنے لشکر کے ہوئے اور اول کہا گیا تھا کہ تازک چشم سے جب بادشاہ نے  
شکست کھائی تھی تو اُس نے وہ لوگ جو میدان میں بہوش اور نابینا ہو گئے تھے اُن کے گرد احاطہ کر دیا  
تھا احوال وہ احاطہ سحر بھی دفع ہو گیا اور لشکر ہی ہوشیار ہو کر چلے اور آکر زیر کوہ شریک رزم ہوئے اور  
شکر قاسم و قبل جو ابھی تازہ تازہ گرفتار ہوا ہی وہ بھی لڑنے لگا شہزادہ قاسم بھی قید توڑ کر نکلا اسحجوم  
کے ہونے ہی لشکر ساحران باقی ماندہ فرار ہوا اور بختیار ک نے فیلبان کی پگڑی اچھال دی کہ اے جلد  
ہاتھی بھگا کیا خداوند کو قتل کرانے گا فیلبان نے ہاتھی بھگایا اور فوج نے بھی جھڑپٹ کھا یا بھگدر



لشکر مخالفت میں پڑنی اور اسلاموں کی فوج بھیجے چلی ایچ نے سو فار کو حوالہ مشاپور عیار کیا کہ اسنے اسکو حباب مار کے بیوش کیا اور زبان میں سوزن دے کر مقید کر کے لشکر میں رکھا شہزادہ زد و کشت کرتا ہوا عقب لشکر حریف چلا لھا پہلے اس جگہ آیا کہ جہان اہل اسلام کا لشکر تھا کیونکہ وہ مقام بھی یہ قبضہ میں کر چکا تھا غرض کہ وہاں پہونچکر ٹھہرنا چاہا تھا کہ وہ فوج ظفر موح نے آتے ہی حملہ کیا یہ پھر بھاگا اور اپنے مقام فرود گاہ پر آیا یہاں پڑاؤ پر بھی غازیان دیندار نے نہ پڑنے دیا اس جگہ کو بھی چھوڑ کر فرار ہوا اور قلعہ عقیق کوہ کے اندر چلا گیا اہل اسلام نے تا بہ قلعہ پھیا یہ چھوڑا جب یہ قلعہ میں جا چکا اور در قلعہ بند کر لیا پل تختہ اٹھوایا اسوقت اہل اسلام پھرے اور اس کے اردو پر آکر گرے تا دیر بار گاہ و بازارین و خیام وغیرہ لوٹے بعد غارت وغیرہ کے آگ خیموں میں لگادی اور بیخ و فیروزی اپنے مقام خیمہ گاہ پر آئے بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر سے منگو کر استادہ کی ناموس امیر و سرداران بھی داخل سراپردہ عصمت ہوئے امیر و بادشاہ و حلیہ سردار بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوئے بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا اور حکم دیا کہ بازارین لشکر کی آراستہ ہوں اسی وقت منادی نے ندا کی ڈھنڈورا بٹا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم صاحبقران بہادر کا دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہے درامن و امان کھلا ہے اہل اسلام جہان جہان مخفی ہیں وہ آئین اور آرام سے مسکن گزین ہوں ساحر فی النار ہوے یہ صدا سنتے ہی فوج جو شغاب جبال میں نہان تھی آنے لگی اس عرصہ میں رعایا سے انجم جو بارگاہ چرخ سے بخوت مہر درخشان فراری تھی پھر کر آباہوئی اور بازار فلک کی رونق افزائی زیادہ تر نظر آئی کہ بمقتضائے ایسات

رخ روز روشن بشدنا پدید  
فروزان شد از ماہ انجم چراغ

چو خورشید بر جاے مغرب رسید  
برون رفت خورشید مشعل ز باغ

اسی رات بھر میں وہی سامان جو پہلے تھا درست ہو گیا بازارین کھلین رعایا برآیا آباد ہوئی خلقت دلشاد ہوئی سب سردار حمام کر کے لباس فاخرہ پہنکر بارگاہ میں رونق افروز ہوئے محل میں بر محل رت جلے اور کونڈے صحنک وغیرہ ہونے لگین لاکھوں روپیہ کا تصدق اتر گیا آپس میں گلے ملکر مبارکباد دیتے تھے دربار میں بادشاہ نے جشن ہونے کا حکم دیا تھا طائفے رقاصاؤں کے حاضر تھے ساقیان گلزار جام مے پلاتے تھے مجرائی نغمہ عشرت سناتے تھے نظم

جسے ایک دینا تھا بخشنے ہزار  
دھنی دست کے اور آواز کے  
جہان تک کے تھے گایا و ترنت کا  
ہا ہر طرف جوئے عشرت کا آب  
صداد و بخی ہونے لگی چنک کی

خوشی میں کیا یان تلک زرنشمار  
جہان تک کہ سازندے تھے ساز کے  
لگے گانے اور ناچنے ایک بار  
لگے بجنے قانون دین و رباب  
لگی تھا پٹبلون کی مردنگ کی



کمانچون کو سارنگیون کو بسنا	خوشی سے ہر اک ان کی طربین ملا
ستار فکے پر دے بنا کر درست	بجانے لگے سب وہ چالاک چپت

کئی روز تک ہی جلسہ طرب برپا رہا اور اسی زمانہ عشرت آگین میں امیر نے سو فار کو سامنے طلب فرمایا اور ستون بارگاہ حشامی سے بندھوا کر سوال اسلام کیا اس مکار و غدار نے اشارے سے اقرار کیا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں امیر نے سوزن زبان سے نکلوا لیا اور کھلوا دیا وہ دوڑ کر قدم اقدس پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ جو آپ کے دین میں آئے کیا کہے امیر نے کلمہ طیب ارشاد کیا یہ دل میں کینہ رکھ کر طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا امیر نے اس کو خلعت دیا یہ بن رہے تھے لگا اس طرف لشکر سو فار رنجیدہ و پریشان حال قلعہ میں کئی روز تک ساکن رہا جو جو فرار ہو گیا تھا وہ بکھیلے دس پانچ روز میں پھر آکر جمع ہوئے اور لاکھوں مارے گئے تھے جو بچے تھے جب وہ آچکے تو سلیمان نے خداوند کو تسکین دی اور پھر عرضی افراسیاب کو لکھی اس میں جملہ کوائف جنگ درج کر کے تاکید اور خواست کی کہ ہر امداد خداوند بہت جلد کسی کو بھیجے کیونکہ یہاں کوئی باقی نہیں رہا سو فار بھی زندہ گرفتار ہو گیا ہے اور یہ بھی ترقیم کیا کہ در صورت عدم مدد سانی عتاب خداوند کا ڈر ہے کہ خداوند آجکل ہم بندوں سے ناراض بہت ہیں غرض کہ اسی عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر رفتارہ بجواد یا پنجہ عرضی اٹھالے گیا سب لٹا پرست تو بانتظار جواب عرضیہ دستور بیٹھے لیکن سو فار جو بیکاری مسلمان ہوا ہے اسکا حال بیان کیا جاتا ہے کہ امیر نے اسکا بڑا مرتبہ کیا ہے خیمہ زلفتی رہنے کو ملا ہے تجویز یہ ہے کہ بادشاہ جشن سے فرصت پائیں تو کوئی ملک حضور سے کھرا سکود لائیں اُدھر تو یہ پرورش ہے مگر بموجب مصرع اصل بد از خطا خطا کنند اسنے یہ تدبیر کی کہ بادشاہ کئی روز کے بعد جشن جاگے ہوئے تھے ایک خیمہ میں آکر آرام پذیر ہوئے پس موقع اس نے پایا قریب خیمہ آکر ایسا سحر پڑھا کہ خادم خدمتگار بہوش ہو گئے یہ اندر خیمہ کے آیا کیونکہ بادشاہ اس لیے بارگاہ سلیمانی سے الگ آئے تھے کہ وہاں مجمع زیادہ ہے نیند نہ آئے گی فی الجملہ اس نے سحر سے شاہ کو بھی بہوش کیا اور پنجہ میں داب کراڑ گیا اپنے لشکر کی طرف یہ سوچ کر نہ گیا کہ عیار پتہ لگالے جائیں گے صحرائین سیدھا آیا اور ایک پہاڑ کے درے میں غارتیرہ و تار دیکھ کر اس میں شاہ کو رکھا اس یوسف مصر سلطنت کے غار میں پہونچنے سے وہ غار یا تو لبان دیدہ یعقوب اندھا تھا یا روشن ہو گیا اور اس گنجینہ کنز صاحبقرانی کو اس مار خو خوار نے اس طرح مخفی کیا کہ براہ سنگلی ایک پتھر دھن غار سپر رکھ کر بند کر دیا اور ایسا سحر کر دیا کہ وہ غار نظر مردم سے نہان ہو گیا پھر آپ لشکر اسلام میں آکر اپنی جگہ پر رہنے لگا وہاں رات بھر خدمتگار وغیرہ بہوش پڑے رہے جب غار مشرق سے شاہ خاور بکلا اور ہر ایک انجم فلک نشیب عدم میں بطور شاہ اسلام مخفی ہوا **طسم**

چو شب تیرہ آخر شدہ روز شد	کہ خور ہر شہر زنگ فیروز شد
---------------------------	----------------------------



جہان گشت از ہر روشن چو ماہ	دوان آمدند آن چو درخیمہ گاہ
صبح کو سو فائز دھر پڑھا کہ خام ہوشیار ہوے اور اندر خیمہ کے گئے بادشاہ کو پلنگ پر بٹایا شور و غوغا مچا یا لشکر میں غلغلہ ہوا محلات میں جب خبر گئی کہ امیر بڑ گیا امیر یہ حال شکر بیکار ہو گئے تخت سلیمانی پر غاشیہ بڑ گیا سردار و عیار سب بچھاڑیں کھانے لگے امیر فرماتے تھے کہ بموجب نظر	صبح کو سو فائز دھر پڑھا کہ خام ہوشیار ہوے اور اندر خیمہ کے گئے بادشاہ کو پلنگ پر بٹایا شور و غوغا مچا یا لشکر میں غلغلہ ہوا محلات میں جب خبر گئی کہ امیر بڑ گیا امیر یہ حال شکر بیکار ہو گئے تخت سلیمانی پر غاشیہ بڑ گیا سردار و عیار سب بچھاڑیں کھانے لگے امیر فرماتے تھے کہ بموجب نظر
ہوا گم وہ یوسف پڑی یہ جو دھوم کہا شہ نے دوان کو مجھے دو بتا بتا یا پستہ وہ یہاں سے گیا عجب عجب ہم میں ڈوبیا مجھے کروں اس قیامت کا کیا میں بیان شب آدمی وہ جس طرح سوتے کٹی	کیا خادمان محفل نے ہجوم عزیز و جہان سے وہ یوسف گیا کہا ہاے بیٹا یہاں سے گیا غرض جان سے تو نے کھویا مجھے ترقی پہ ہر دم تھا شور و فغان رہی تھی جو باقی وہ روئے کٹی
امیر نے بعد جزع و فزع بسیار کے عیار و ن کو بلا کر تاکید شدید فرمائی کہ جلد بادشاہ اسلام کی خبر لاؤ عیار بھن عیاری روانہ ہوے اور صورتیں بدل کر قلعہ عقیق میں پیدر دند کے ہمراہ چلے گئے کیونکہ قلعہ کا دروازہ بختیارک نے کھلوا دیا ہی یہ جانتا ہی کہ امیر قلعہ پر حملہ نہ کریں گے اور انتظار طبل جنگ بجنے کا فراموش نہ کریں غرض کہ پہرا چوکی دروازہ پر تھا عیار اہل حرفہ و پیشہ کے ہمراہ جب قلعہ میں گئے خدنگا وغیرہ کی صورت بکر بارہ درمی میں پہونچے یہاں لقا سخت خدائی پر بیٹھا تھا سردار حاضرہ بار تھے مگر کچھ ذکر گرفتاری بادشاہ اسلام نہ تھا عیار و ن نے ہر طرف اس قلعہ میں چرخ مارا ایک آدمی سے اجنبی نیکو پوچھا یہی مگر کہیں سراغ نہ لگا سمجھے کہ قلعہ میں کوئی نہیں لایا تا چار جس طرح گئے تھے اسی طرح پھر آئے اور کوہ و دشت وغیرہ سب چھان ڈالا جب کہیں پتہ نہ لگا مجبور ہوے اور عرض کی کہ کہیں سراغ نہیں ملتا امیر نے فرمایا کہ پانچ ہزار اشرفی انعام میں دون کا جو پتہ لگا یگاکا قاکم نے فرمایا کہ ایک ہزار اشرفی میں بھی دون کا اور اسی طرح سب سردار و ن نے دینے کا وعدہ فرمایا چالاک عیار نے کہا یا امیر کچھ اشرفیوں پر کیا ہی ہمارے خود دل سے لگی ہیں تین روز کا وعدہ کرتا ہوں کہ پتہ لگاؤں گا اور اگر اس عرصہ میں پتہ نہ لگا تو میں بھی منہ نہ دکھاؤں گا یہ کہہ کر پتہ لگا کر روانہ ہوا اور کئی روز تک ڈھونڈتا پھر جب کہیں پتہ نہ لگا یا بوس پھر اور دل سے کہا تو تین روز کا وعدہ کر آیا تھا اب کیا جا کر منہ دکھائے گا یہ سوچ کر ایک تختہ سنگ پر بیٹھ کر فکر کرنے لگا آخر دل میں یہ خیال گذرا کہ سو فاقہ شکر اسلام میں تازہ وارد ہو اور پیشانی اس کی کچھ تار یک نظر آتی ہی کیا عجب ہی کہ محبت لقا و سامری وغیرہ کی اس کے دل سے گئی نہ تو ذرا چل کر اس سے تو پوچھ دیکھ تو کہ کیا ہوتا ہے کہ بمقتضائے محبت منظور ہو کہی جو ترا امتحان مجھے + وہ رنگ لاؤں جس کا نہ ہو کچھ گمان مجھے + یہ سوچ کر اپنی صورت	امیر نے بعد جزع و فزع بسیار کے عیار و ن کو بلا کر تاکید شدید فرمائی کہ جلد بادشاہ اسلام کی خبر لاؤ عیار بھن عیاری روانہ ہوے اور صورتیں بدل کر قلعہ عقیق میں پیدر دند کے ہمراہ چلے گئے کیونکہ قلعہ کا دروازہ بختیارک نے کھلوا دیا ہی یہ جانتا ہی کہ امیر قلعہ پر حملہ نہ کریں گے اور انتظار طبل جنگ بجنے کا فراموش نہ کریں غرض کہ پہرا چوکی دروازہ پر تھا عیار اہل حرفہ و پیشہ کے ہمراہ جب قلعہ میں گئے خدنگا وغیرہ کی صورت بکر بارہ درمی میں پہونچے یہاں لقا سخت خدائی پر بیٹھا تھا سردار حاضرہ بار تھے مگر کچھ ذکر گرفتاری بادشاہ اسلام نہ تھا عیار و ن نے ہر طرف اس قلعہ میں چرخ مارا ایک آدمی سے اجنبی نیکو پوچھا یہی مگر کہیں سراغ نہ لگا سمجھے کہ قلعہ میں کوئی نہیں لایا تا چار جس طرح گئے تھے اسی طرح پھر آئے اور کوہ و دشت وغیرہ سب چھان ڈالا جب کہیں پتہ نہ لگا مجبور ہوے اور عرض کی کہ کہیں سراغ نہیں ملتا امیر نے فرمایا کہ پانچ ہزار اشرفی انعام میں دون کا جو پتہ لگا یگاکا قاکم نے فرمایا کہ ایک ہزار اشرفی میں بھی دون کا اور اسی طرح سب سردار و ن نے دینے کا وعدہ فرمایا چالاک عیار نے کہا یا امیر کچھ اشرفیوں پر کیا ہی ہمارے خود دل سے لگی ہیں تین روز کا وعدہ کرتا ہوں کہ پتہ لگاؤں گا اور اگر اس عرصہ میں پتہ نہ لگا تو میں بھی منہ نہ دکھاؤں گا یہ کہہ کر پتہ لگا کر روانہ ہوا اور کئی روز تک ڈھونڈتا پھر جب کہیں پتہ نہ لگا یا بوس پھر اور دل سے کہا تو تین روز کا وعدہ کر آیا تھا اب کیا جا کر منہ دکھائے گا یہ سوچ کر ایک تختہ سنگ پر بیٹھ کر فکر کرنے لگا آخر دل میں یہ خیال گذرا کہ سو فاقہ شکر اسلام میں تازہ وارد ہو اور پیشانی اس کی کچھ تار یک نظر آتی ہی کیا عجب ہی کہ محبت لقا و سامری وغیرہ کی اس کے دل سے گئی نہ تو ذرا چل کر اس سے تو پوچھ دیکھ تو کہ کیا ہوتا ہے کہ بمقتضائے محبت منظور ہو کہی جو ترا امتحان مجھے + وہ رنگ لاؤں جس کا نہ ہو کچھ گمان مجھے + یہ سوچ کر اپنی صورت



ایک مہنت کی ایسی بنائی کان مین کنڈل ڈالے جٹائیں بالون کو بکر لٹکائیں سارا جسم خاک سے بھرا  
دست پتہ ہاتھ مین لیا ہو ہے کا کڑا ہاتھ مین پھنسا لنگوٹا اس طرح باندھا کہ موے زہار یا ہرنکلے رہے  
پھر وہاں سے لشکر اسلام میں آیا اور اتنا دن جو باقی رہا تھا ٹھہرا جب دریا سے اخضر پر پہنچے وہ  
فلک اشنان کرنے ظاہر ہوا اور قمر کی تھالی پوچھا کرنے کے لیے گلہاے انجم سے بھرنا چاہی دن گزارا  
آئی کہ نقطہ

ہمی بود تا شمع گردان سپہر	دگر گو نہ تر شد بآئین و چہر
چو خورشید گردندہ بیرنگ شد	ستارہ بئرج شب ہنگ شد

چالاک خیمہ سو فار کے در پر آیا یہاں بعنایت خدا چو بدار خدمتگارا اور علاوہ اس کے سببان  
عمدہ امیرانہ مہیا ہوا اس نے ایک چو بدار سے کہا جاؤ اور کہدو کہ سامری اور جمشید کے باغ سے ایک  
مہنت آیا ہے جمعہ دار نے چو بداروں کے جا کر سو فار سے عرض کیا اس نے کہا اے چو بدار مین سلمان  
ہوں مجھ کو جمشید و سامری سے کیا عرض جاؤ کہدو کہ ملاقات نہ ہوگی چو بدار یہ شکر چلا تھا کہ اس کو جوش  
نذہب سامری آیا اور بہانہ کر کے کہا اچھا بلا لاؤ دیکھو تو وہ کیا کہتا ہے چو بدار پھر چلا تھا کہ اس کو خیال آیا  
کہ یہاں اکثر مسلمان میری ملاقات کو آتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آجائے اور مہنت جی کو زک ہو نچائے  
یا تیرے لیے کچھ بڑائی ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ الگ اُس سے ملاقات کر آ یہ سوچ کر چو بدار سے کہا کہ  
جمعہ دار یہاں نہ لاؤ تم اپنے خیمہ مین اُس کو لیجا کر بٹھاؤ مین آتا ہوں چو بدار وہاں سے باہر آیا اور  
مہنت صاحب کو لے کر اپنے خیمہ مین ہو نچا مقام عزت پر بٹھایا بعد کچھ عرصے کے سو فار بھی آیا اور  
مہنت جی سے ملاقات کر کے خوشنود ہوا اور کہا آپ نے بڑی کرپا اور دیا کی جو مجھ پر کرم کیا لیکن مین  
مسلمان ہوں آپ مجھ سے کچھ سروکار نہ رکھیے مہنت نے ہنس کر کہا کہ مین جمشید کے باغ مین رہتا ہوں اور  
مجھ کو اکثر خداوند درشن دکھاتے ہیں غرض کہ مجھ کو سب کے دل کا حال معلوم ہے اور کل تک خداوند کو دھوکا تھا  
کل مجھ سے فرمایا کہ ہمارا بندہ خاص مسلمان ہو گیا تھا مگر نہیں وہ بادشاہ اسلام کو بکڑ لا یا ہے مسلمان  
نہیں ہوا ہے تدبیر مین اپنے دین افزائی کے ہر تم جاؤ اور اعتقاد کے درست اور بھاری محبت کے  
تیلے سے ملاقات کر دہیں مین بنا بر حکم خداوند تھا رے درشن کو آیا ہوں واقعی تم بڑے مذہب کے  
رکھنے والے پختہ مزاج خاص بندے جمشید کے ہو اس وقت خداوند اپنے باغ مین ہیں اور وہ باغ ایسا  
ہے کہ بارہ ہزار دریا قدرت سے جمشید کی بہر رہا ہے اور بارہ ہزار بہار ایک جگہ آگیا ہے اسکے بیج  
مین خداوند ایک مندر بنائے بیٹھے ہیں اس مندر کی چوبیس ہزار گنبدی ہے ہر ایک گنبدی سے ہزار دن شعلے  
اور لوہن نور کی نکلتی ہیں اور لاکھوں ستارے ٹوٹ رہے ہیں اور سامنے مندر کے چو درخت لگے ہیں انہیں  
پھل بصورت انسان ہیں ان درختوں کا جو پتہ گرہا ہے طائر نیکر اڑتا ہے اور درخت پر بیٹھ کر نام سامری کی



جاپ کرتا ہے پس میں ایسی جگہ کا رہنے والا ہوں تمہارے دل کا حال بخوبی جانتا ہوں اور سوائے اسکے تمام  
 زمانے کا حال مجھ پر پیدا اور روشن ہے سو قار یہ باتیں سنکر دنگ ہو گیا اور سناٹے میں چپ بیٹھا رہا  
 چالاک سمجھ گیا کہ یہ حرامزادہ بادشاہ کو لے گیا ہے پس خفا ہو کر اٹھا اور کہا میں خداوند سے جا کر تیری  
 شکایت کروں گا تو نے میری باتوں کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ مجھ کو دیوانہ سمجھا کہ میں بکا کیا اور تو چپکا بیٹھا  
 رہا سو قار نے کہا جو آپ نے فرمایا اسکا میں کیا جواب دوں جانتا ہوں سب سچ ہے اور خداوند  
 سب کے دل کا حال جانتے ہیں کیونکر بیان کروں یہاں لاکھوں دشمن ہیں قبول دینا اچھا نہیں خیر جو کچھ  
 مجھ سے ہو سکے گا وہ دیکھ لیجیے گا کہ یہاں رہ کر میں کیا کرتا ہوں مہنت نے جواب دیا کہ بہتر ہے نہ بیان کرو  
 مگر یہ چاہتا ہوں کہ شاہ کو باغ جمشیدی میں لیجا کر رکھوں کہ پھر کوئی اُس کا پتہ نہ پائے بلکہ تم جس کسی کو لشکر اسلام  
 سے چرا لیا کرو مجھ کو اسکے رکھنے کی جگہ بتا دیا کرو میں وہاں سے لیجا یا کروں سو قار نے یہ سنا کر کہا اچھا تو ہر آیشاہ  
 کو لے جائیے یہاں سے کچھ دور پر ایک غار ہے کوہستان میں اور پتھر دہن غار پر ہے اس میں بادشاہ  
 بند ہے یہ کہہ کر کا حقہ پتہ بتا دیا اور کہا وہ بے آب و دانہ مر گیا ہو گا میں نے اس پر خاک جمشیدی چھڑک کر  
 بیہوش کر دیا ہے اور غار نظر مردم سے مخفی کر دیا ہے چالاک نے یہ سنکر جاہل کہ اسکو مار ڈالے مگر کچھ سوچکر  
 تامل کیا اور کہا میں جانتا ہوں تم ایسا سحر پڑھو کہ مجھ کو غار نظر آئے اور پتھر سرک جائے کہ میں بادشاہ کو اسی  
 طرح بیہوش سلنے خداوند کے لے جاؤں اس نے کہا اچھا جائیے آپکو وہ مقام نظر آئے گا یہ کہہ کر سحر  
 پڑھ کر دستک دی اور آپ خیمہ میں چلا آیا مہنت چلا گیا اور اسی غار پر حسب نشان آیا پتھر اس کا  
 ہٹایا بادشاہ کو غار سے نکالا اور کاندھے پر لاد کر بارگاہ میں لایا امیر بارگاہ حشامی میں تھے جب بادشاہ  
 کو اس حال میں پایا فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی میں لے چلو اور پانی احم اعظم کا چھڑک کر حضور والا ہوشیار ہوں  
 چالاک نے کہا آپ انھیں ہوشیار نہ فرمائیں بلکہ جس نے ان کو بیہوش کیا ہے اُسے بلوائین اگر بارگاہ میں  
 جائینگے اور ہوشیار ہونگے تو ان کی رہائی کا غلغلہ ہو گا وہ مجرم ساحر بھاگ جائیگا آپ انھیں چھپا رکھیے اور سوار  
 کو طلب کیجیے امیر نے بادشاہ کو ایک صندوق جال دار میں کہ ہوا لگتی رہے رکھا اور چوہدار بہر طلب  
 بھیجا کہ اس نے سو قار سے جا کر کہا کہ خداوند نعمت اس وقت امیر بہت خوش ہیں اور حضور کو یاد  
 کرتے ہیں فرمایا ہے کہ یہاں آؤ تو شب ماہ کی کیفیت بھی دیکھتے جائیں اور بادشاہ کو بھی ڈھونڈھیں  
 سو قار یہ پیام سنکر وہاں سے چلا اور جب خدمت امیر میں آیا امیر نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باعزا  
 تمام بٹھایا اسلئے تین چالاک وہی مہنت کی صورت بنا ہوا سامنے آیا سو قار کے ہوش اڑ گئے گھبرا کر  
 جاہل کہ بھاگ جاؤں چالاک نے کندھاری کہ گردن اسکی پھنسی امیر نے احم اعظم باواز بلند پڑھا  
 کہ سحر نہ کر کا چالاک نے سوزن زبان میں دیا اور ستون بارگاہ میں باندھ دیا پھر صندوق سے بادشاہ کو  
 نکالا اور کہا جلدان کو ہوشیار کر اس نے حقوڑی خاک خوت جان سے نکال کر چھڑک دی کہ شاہ ہوشیار بنے



اور ان کی تیمارداری ہونے لگی مگر سو قمار سے سوال کیا گیا کہ ابھی بھی اگر بصدق اسلام قبول کرے تو بچ جائے  
 اُس نے اشارہ سے کہا کہ میں نام جمشید پر فدا ہوں امیر نے جلا کو بلا کر حکم گردن زدنی دیا ذوالکھار علوی جلا  
 نے اسکو زیر تیغ بٹھا کر اور کوئلے کا خط گردن پر دیکر آنکھ میں ٹپٹی باندھی اور تین حکم پوچھ کر سر اسکا تن سے جدا کیا  
 تا دیر تاریکی اور غل و شور رہا بعد اسکے زمانہ روشن ہوا لاش اسکی کھینچو کر مزبے پر ڈال دی اور سر کنارے  
 لشکر کے درخت میں لٹکوا دیا اور بعشرت تمام بیٹھے تھے کہ یکایک بیرون بارگاہ رونے کی آواز آئی وہ صدا  
 سکر چالاک باہر آیا دیکھا کہ ایک شخص ساحر وضع زخمون میں چور کھڑا رہا ہوا اس نے پوچھا تو یہاں پر  
 کیون آیا ہے اور کس لیے روتا ہے اس نے کہا میں ملازم نازک چشم ہوں وہ قتل ہوئی اسکو یاد کر کے روتا ہوں  
 اور اس لیے یہاں آیا ہوں کہ اہل اسلام مجھ کو بھی مار ڈالیں گے چالاک نے کہا تجھ کو لازم ہے کہ یوں سلام اور  
 ملت بیضا قبول کر اور تیرے زخم بھی ابھی اچھے ہو جائیں گے یہ کہہ کر کچھ کلمے وحدانیت پروردگار میں کہے کہ  
 رنگ کفر اسکے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور کہا مجھ کو خدمت امیر میں لے چلو چالاک اسکو رو برو امیر کے  
 لایا اس نے تسلیم کر کے سر قدم پر رکھا آپ نے براہ شفقت و نوازش سر اسکا سینے سے لگایا اور کلمہ بتایا  
 کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا پھر مریم سلیمانی منگا کر زخون پر لگایا کہ وہ سب اچھے ہو گئے پس اسکو سو قمار  
 کا خیمہ رہنے کو دیا اور سپرد اسکو چالاک کے کیا اس نے شاگردی اختیار کی اور ایک انگوٹھی دی چالاک  
 نے حال انگشتری پوچھا اُس نے کہا میں لاش پر نازک چشم کی جا کر رویا تھا اسکے ہاتھ سے یہ انگوٹھی اتار لی  
 تھی تاثیر یہ ہے کہ جس کے پاس یہ انگوٹھی ہو سحر اسپر کسی کا اثر نہ کرے گا چالاک نے وہ انگوٹھی لے کر پہن لی اور وہ  
 ساحر رہنے لگا مگر اس طرف جو ساحر زندہ بچے تھے وہ بھاگ کر سمت طلسم گئے اور نامہ لقا پہلے جا چکا  
 ہے افراسیاب باغ سیب میں بیٹھا تھا کہ پنجہ نے نامہ خداوند پہنچایا اس کو پڑھ کر کچھ کہنے نہ پایا تھا  
 کہ نامہ حیرت طائر سحر لے کر آیا اس کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ ستا جاتا ہے کہ عمر و کی بڑی خاطر کو کب  
 کے یہاں ہو رہی ہے آپ اسکو مار ڈالیں کہ مگر لشکر عمر و ٹوٹ جائے ورنہ جنگ عظیم کا سامنا ہو شاہ طلسم  
 یہ نامہ پڑھ کر ہنسا اور کہا مجھ کو یقین نہیں کہ کوکب مجھ سے بگاڑے خیر میں پہلے اس کو نامہ لکھتا ہوں  
 اگر عمر و کو اس نے باندھ کر بھیج دیا تو بہتر ہے ورنہ اسکو بھی سزا معقول دوں گا یہ کہہ کر ایک نامہ منشی سے  
 لکھنے کا حکم دیا منشی نے مداد عنبرین سے پارہ پر نیاں پر ایک نامہ بخط طلسم لکھا مضمون اس کا یہ تھا۔

نامہ شاہ افراسیاب بہ تہدید و عتاب سمت کوکب روشن ضمیر۔ ملو لقا

سرنامہ ہے وصف سامری کا	گو سالہ کیا تھا جس نے گویا
جمشید و لقا کی کیا صفت ہو	دیتے وہی جان ہین ساحرون کو
بعد ان کے ہوئے ہین جتنے معبود	ہے وصف سے وصف انکا افزود



اس وصف کو چھوڑ کر با داب  
 اسے انس و فریق سر ملندان  
 سرتاج شہان ہفت کشور  
 سر دفتر داوران دوران  
 سر چشمہ بخشش و مروت  
 آب در بحر تاجدار ی  
 خورشید سپہر بادشاہی  
 آرایش تخت ارجمندی  
 ہو فضل کا سامری کے سایہ  
 تحریر کرین بیان کا کیا حال  
 بدی ہوئی یاں کی کچھ ہوا ہے  
 اندھیر ستم سے آج کل ہے  
 ہر سمت تلاطم اک پڑا ہے  
 طوفان عظیم تر اٹھتا ہے  
 ایسی ہوئی دفعہ سے بلچل  
 عیار کچھ ایسے ہیں مسلمان  
 کچھ چھو کر یاں ہمارے یاں کی  
 اس بات پہ ہے منہی کچھ آتی  
 ذرے کو ہے ہر سے نظر آتی  
 بٹے کو ہے نیل مست سے جنگ  
 کب مور ضعیف ہو سلیمان  
 ظلمت کا اسادہ یہ ہوا ہے  
 ہے پشت زمین کو اون کا دھیان  
 از راہ عنایت و نوازش  
 جس روز عتاب میرا ہو گا  
 دم بھر میں ملے گا خاک میں نام  
 تھی تم سے قدیم رسم الفت

کچھ لکھتا ہے حال دل یہ بیتاب  
 سلطان شہان خود پسندان  
 گردون شمشہی کے اختر  
 سر طبقہ سروران ذی شان  
 مجموعہ الفت و محبت  
 رنگ گل باغ شہریاری  
 خوشبو کے گل جان پناہی  
 زیبا بیش تاج سر ملندی  
 ہم مرتبہ فلک ہو پایہ  
 ہر ایک بشر کا ہے برا حال  
 چھائی غم و رنج کی گھٹا ہے  
 ہر ایک کی ناک میں اجل ہے  
 ہر شہر میں شور جا بجا ہے  
 خشکی میں جہاز ڈوٹا ہے  
 اشراف حنین ہین شاد ازل  
 بدگوہر و عیساؤ نادان  
 بہکا کے شریک کی ہین اپنی  
 وہ ہم سے مقابلہ ہین کرتی  
 دریا پہ کنوئین کی ہے چڑھائی  
 روباہ سے کب ہو شیر دل تنگ  
 کب ہم سرد ہو گا انسان  
 رتبہ مرا نور سے سوا ہے  
 بڑھ جانے کا چرخ سے ہیرا مان  
 میں نے نہیں جنگ کی ہر خواہش  
 سن لینا جو حال اُن کا ہو گا  
 جز خواب عدم کہان بھر آرام  
 اس واسطے سب لکھی حقیقت



سُننا ہوں کہ ایک دزدِ عمر و نام  
 بدین ہے مفتری ہے مکار  
 جو ہم ہیں وہ تم ہو فرق کیا ہے  
 سب نے بہکا یا تھا بہت کچھ  
 لیکن میں بجاہ و دولت و مال  
 پھر عقل سے کچھ نہ کام لیتا  
 تم رہتے نہ وہ طلسم ہوتا  
 سچ ہے جو فلک تباہی چاہے  
 آہو کا عدد و جو شیر ہوئے  
 کج شک پہ حملہ در ہو گر باز  
 جاندار و اجل کا سامنا کیا  
 دریا کی طسج اُڈ کے لشکر  
 اک سیل فنا و ہان پہ جاتی  
 اگلی الفت جو یاد آئی -  
 رو کا لشکر کو خود بھی ٹھہرا  
 لازم ہے یقین بھی مشفق من  
 فی الفور عمرو کو بھیج دینا  
 ہے مجھ کو یقین کہ تم بھی لے پار  
 ہو صاحبِ حلم و صاحبِ ہوش  
 دشمن کو ہمارے قید کر کے  
 بس ختم ہے اشتیاقِ نامہ  
 رفعت پہ رہے تراستارا

ہو بچا ہے تھا رہے پاسِ ناکام  
 کر لینا اُسے وہاں گرفتار  
 آپس میں فساد کب روا ہے  
 غصہ مجھے آیا تھا بہت کچھ  
 برنا ہوں پر عقل میں کہن سال  
 غصہ کو اگر نہ تھا م لیتا  
 جو خاک کھ نہ جسم رہتا  
 پھر خاک سے خاک بن نہ آئے  
 کیا آنکھ ملا سکے وہ اس سے  
 کیا تاب جو کر کے وہ پرداز  
 مٹی میں ہوا کا تھا سنا کیا  
 تیار تھا چلنے پر سراسر  
 میں کیا اتنا قصہ ہی آتی  
 کی حسم نے غیظ پر چڑھائی  
 تم کو اطفالِ نامہ بچھا  
 بننا تم بھی نہ میرے دشمن  
 بدنامی نہ اپنے سر پہ لینا  
 الفت کی ہو رسم سے خبردار  
 آئے گا مجھ توں کا کچھ جوش  
 احسان ہم پر نہ کیا کر دے  
 چلنے سے رکھا کیتِ حنامہ  
 آباد رہے طلسم سارا

یہ نامہ فشی ندرت طراز نے لکھ کر شاہ کے روبرو پیش کیا بادشاہ نے عنوانِ نامہ پر مہر کر کے ملفوف  
 کر کے زرین فرمایا اور ایک ساحر ذی رتبہ کے حوالہ کیا کہ پاسِ کوکب کے لے جائے پھر حیدر خضہ و  
 مخالف دے کر رخصت فرمایا اور وہ ساحر نامہ لے کر جب چلنے لگا اُس سے فرمایا کہ تو اُس راہ  
 سے نہ جانا جدھر سے عمر و گیا ہی بلکہ اُس راہ کو اختیار کرنا جہانِ موسری کے درختِ سرحدِ طلسم پر لگے  
 ہیں اور دو پتلے درخت پر بیٹھے ہیں جب وہاں پہنچنا تو کہنا کہ میں نامہ شاہ دوران لایا ہوں دوستانہ



تجھ کو بہت جلد پاس کو کب کے لے جائیں گے اُدھر سے کہ جدھر سے عمر و گیا ہے جانے میں عرصہ ہو گا غرض  
 سمجھا بھجا کر روانہ کیا نامہ دار نامہ سر سے باندھ کر روانہ ہوا کہ حال اُسکا آگے بیان ہو گا بعد جانے نامہ دار  
 کے افراسیاب مدد بھیجنے کی لقا پاس فکر کرنے لگا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ اے خاتون من نامہ کو کب  
 پاس میں نے بھیجا ہے جواب آئے تو اسد کو قتل کروں تم جب تک مصور سے کہو کہ یا مرشد آپ کب تک  
 جیلہ میں رہیں گے لازم ہے کہ ان نکھر امون کو سزا دین یقین ہے کہ مرشد زادے جنگ کر کے سبکو غارت کر دیں  
 اور میں بھی ساحران نامی مذکور عقب میں بھیجوں گا اطمینان رکھو یہ لکھک طائر سحر کے گلے میں باندھ دیا کہ وہ  
 روانہ ہوا اور شاہ فکر کمک رسانی میں کرنے لگا اُدھر حیرت پاس جب نامہ پہونچا پڑھ کر خرسند  
 ہوئی اور بموجب تحریر شاہ کا رہند ہوئی ان کو تو اس حال میں چھوڑے مگر اب حال ملاقات  
 عمر و ویران سنے

داستان ملاقات ہونا عمر و سے بران کی اور مخمور اصلی کا عمر و پاس آنا  
 اور کو کب کا عمر و سے ملنا اور وعدہ مدد دہی کرنا پھر حال نامہ دار  
 افراسیاب اور جواب نامہ دیتا کو کب کا اور حال مقابلہ مصور سرخ سے  
 اور عیار ریان کرنا عیار و ن کی اور مدد بھیجنا افراسیاب کا لقا کو اور ہر  
 جنگ ہرخ ساحران نامی کو روانہ کرنا ملوفہ

<p>پیمان شکنی نہ کرنا ساقی                  نہان کی چاہیے مدارات                  میخانہ برنگ آسمان ہے                  شیشے مے سرخ کے چنے ہیں                  بھٹی پہ ہیں بادہ خوار و نکلے ٹھٹھٹ                  آنکھوں میں ہے نشہ سب کے چھایا                  پھرتی ہے نگہ میں صورت یار                  منہ دختر ز بہت لگی ہے                  پیانے بھی ہینگے منہ پر چڑھتے                  ساقی تجھ سے ہے چشم امید</p>	<p>میخوار و ن سے کچھ ہے وعدہ ساقی                  دل توڑنے کی نہ کیجیے بات                  جس جاد بکھو نیا سمان ہے                  سیخون پہ کباب بھن رہے ہیں                  کھولے ہوئے ساقین میں گھونٹ                  دل میں ہے نیا مزاسمایا                  ایسے میں غضب ہے ہجر دلدار                  میخوار و ن سے ہوتی دل لگی ہے                  تہقہ تہقہ ہیں شیشے کرتے                  میں ذرہ ہوں لطف تیرا خورشید</p>
--	--



مے پنی کے تراہو نہیں ثنا خوان ایسے میں نہ مجھکو بھول جانا اک جام سے بھی نہ رکھنا محروم تا کہین جو دخت رز کو آ کر وصل نہت الغیب تو ہو گا صہبائے خودی سے مست ہونین ہاں پیر معان وہ مے مجھے دے وہ جام پلا دے رند کو آج سجیت کرے مجھ سے آ کے زاہد سب بھولے وہ اپنی وعظ و فریاد دے بھول تو مجھکو جام گل میں ازر شخہ ابر خوش بیانی	بلبل کی طرح ہوں نغمہ ستجان کیفیت میکہ دکھا نا ہے لطف کی تیرے چار سو دھوم ہو لینا خفا ہمارے اد پر نی جائیں گے سُن کے جو کہے گا تو بہ کب مے پرست ہوں میں تو مجھ کو مطیع اپنا کر لے جو نشہ کے ادج کی ہو معراج میخوار کو پھر کہے نہ فاسد بس آیہ داشر بوار ہے یاد افسانہ لکھون سرور گل میں سیراب شود گل معانی
---	---

تریبالش دہندگان کاشانہ مہمانی۔ وزینت افزائے خانہ دعوت و میزبانی۔ محفل آرایان۔ افسانہ بیان  
و افسانہ طرازان جادو زبان۔ بیادری خامہ میزبان قصر مضامین کو مہمانان تحریر سے اس طرح رونق  
فہرستہ ہین اور الفاظ معنی کو چار بالش افسانہ پر بصدد عزت یوں بٹھاتے ہیں کہ گل گلزار عیاری رونق  
بوستان طرازی یعنی عمرو بن امیہ ضمیری اسی باغ میں چور کے گھر کے پاس جو واقع ہے فروکش ہین لیکن  
بر ان جب طلسم آئینہ پھر کر آئی تمام قلعہ بہت رنگ کی آرائش کر اگر سوار ہوئی اس کے سوار ہوئے ہی تمام  
ناظران در بند طلسم بھی سوار ہوئے مثلاً ان کے کہ طولان بن قابہر باہی خوار۔ طوفان آسمان نشین۔  
توسن بن خرساں سنگ انداز۔ شیر بن نعمان کو کہن۔ ترسان بن خونخوار۔ روئین تن۔  
طول بن آزار اثر در خوار۔ کلال بن قہر خرس دندان۔ ازین کوہ پیکر فیل سوار۔ مرزبان  
بن زلزہ قہر کن۔ توس بن مانوس شیر افکن۔ ملکہ نسیم بن صباے ستارہ چشم۔ نجمت بن کوہ  
فیل پیشانی۔ ملکہ باقوت گہر دہمان۔ ملکہ شیرین دہان۔ فیشکر لب۔ ملکہ کنبلسا  
گیسو دراز۔ ملکہ غزال چشم ہو ستارہ و غیرہ

غرض کہان تک بیان کیا جائے کہ ہزار ناظم و ناظمہ سوار ہوئیں اور ملکہ آکر دریا کے کنارے شہر سے باہر  
استادہ ہوئی اور مرزبان وزیر کو بھیجا کہ جا کر خواجہ کو سوار کر کے سیر دریا و دشت دکھاتا ہوا لائے وزیر  
خوش تدبیر مع جلوس نہا ہانہ اور کئی ہزار ساحران نامی سے تخت روان لے کر روئے نہ ہوا اور عمرو  
مشاق ملاقات ملکہ ہو کر باغ کے کوٹھے پر آیا تھا کہ یکایک سامان سواری سامنے سے پیدا ہوا اور وزیر کو



آتے دیکھا پس جلد بام سے اتر کر بارہ دری میں آیا اور لباس خسروانی سے اپنے تئیں آراستہ کیا تاج محل  
و گوہر سر پہ رکھا یا قوت کا کنٹھا گلے میں پہنا کہ ہزار با جا نہ اس میں نصب تھا ستارے الماس کے قبائین  
برطے تھے دیدہ خورشید کو خیرہ کرتے تھے غرض کہ جب اس طرح آراستہ ہو چکا اس چور کو بھی خلعت پر زد کے کر  
خلع کیا اس اثناء میں وزیر دربار غ پر آیا اور سواری کو ٹھہرا کر آپ باغ میں داخل ہوا اور سامنے خواجہ  
کے آگے دست بستہ التماس کیا کہ دران مشتاق ملاقات فرخندہ آیات حضور لب دریا آکر ٹھہری ہیں  
مہمید و امہ ہون کہ آپ بھی سوار ہو کر گلزار خاطر ملک کو گل ملاقات سے رونق و تازگی دیں یہ سن کر عمر و سکرایا اور  
چہرہ تکلیف اٹھ کر ہمراہ وزیر آیا دیکھا کہ ہزاروں کیزان مہ پارہ اسباب تزک لیکر کھڑی ہیں سخت دان  
جواہر نگار موجود ہیں سامران نامی بہر استقبال حاضر ہیں ان سب نے مجرا و تسلیم کی اور تدریک چلے خواجہ نے فرمایا  
کہ یہاں کی نذر ہم نے معاف کی قلعہ میں پہونچ کر تدریک لے کر غرض کہ تدریک پر سوار ہوئے چور کو ایک مرکب پر سوار کیا  
سواری آگے بڑھی جلو میں ہر ایک ناظم و ناظمہ چلی زرد و گوہر تیار ہونے لگا نقیب صدر لے طر قوا دینے لگے  
دشت سخاوت کے لوٹوں سے اور غنیمت و اگر دعوہ سے بہان زلف مہوشان ممکنے لگا گلاب و کیوڑے کا  
چھڑکا و شرم سے گلر خون کو عرق عرق کرتا ہوا وہاں ایسی محط ہوئی تھی کہ داغ رنگین رخاں دہر کو مسانی تھی  
باغ میں جاتے ہوئے اتراتی تھی پھولوں نہ سمانی تھی بقدر سواری آگے بڑھتی تھی زمین کی تقدیر حکمتی تھی زرد  
جواہر کا ہر جگہ انبار تھا اٹھانا لوگوں کو دشوار تھا

برابر برابر کھڑے تھے سوار سہری روپسلی وہ ہماریاں چمکتے ہوئے بادلوں کے نشان ہزاروں ہی اطراف میں پالکی کمانوں کی زربفت کی کرتیاں بندھن بگڑیاں تاش کی سرسبز وہاں خون میں سونے کے موٹے کڑے وہ ماہی مراتب وہ تخت روان وہ آہستہ گھوڑوں پہ نقارچی بجائے ہوئے شادیاں نے تمام سوار و پیادہ صغیر و کبیر مرصع تھے ساز و ن سے کول سمند چلے پائے تخت کے ہو قریب	ہزاروں تھی دان ہائیکو کی قطار شب و روز کی سی طرح دریاں سواروں کے غنٹا و رپا تو کی نشان جھلا پور کی جگمگی تالکی اور انکے دے پاؤں کی پھرتیاں چکا چوند میں جس سے آئے نظر جھلک جسکی ہر ہر قدم پر پڑے وہ نوبت کہ دو لہا کا جیسے سمان قدم با قدم با لباس زری چلے آگے آگے یونہی شاد کام جلو میں تاحی اسیر و وزیر کہ خوبی میں روح القدس و چند بدستور شاہانہ پستی جریب
--	---



غرض اس طرح سے سواری چلی کہ تو کہ باد بہاری چلی  
 اسی جاہ و جلال سے کنارے دریا کے پہونچے یہاں مور پھیاں اور بجرے جواہر کے بڑے تھے چنانچہ کلفت  
 یہاں کے ادل بیان کیے گئے مگر لکھنا باعث طول قسانہ ہی غرض کہ طلائی بجرے پر تخت طاؤسی لگا ہوا  
 تھا عمر و اس پر رونق افروز ہوا اگر تمام کشتیاں اور بجرے شہزادیوں کے اور بیچ میں خواجہ کا بجر  
 مثل ہلال فلک چمکتا ہوا چلا پانی دریا کا ایسا صاف تھا کہ پھلیاں چاندی کے پتر کی طرح چمکتی تھیں اب نظر  
 آتی تھیں غوطے ادھر ادھر لگا جاتی تھیں آگے چوہدر کشتیوں پر سوار اہتمام کرتے جاتے کنارے کنارے  
 سوار و پیدل چلے آئے اسی طرح جب اس پار پہونچے ملکہ تخت پر سے اتر کر چلی ایک حور گلزار جنان  
 کو پردہ دنیا پر پھکر تعجب کیا اور صورت دیکھ کر درود پڑھا پھر آپ بھی بجرے سے اتر کر آگے بڑھا  
 ادھر لکھنے سراپا نے سلام بھجکایا اس طرف خواجہ نے فرزند کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور سر کو سینے سے  
 لگایا پھر زبان مدارات بیان کو صفت و ثنا اور دعائے بزرگانہ میں واکیا گوہر سخن کو اس لعل صبح  
 شہریاری پر سے تیار فرمایا **طسم**

دعائیں لگا دینے بے اختیار کہ تیری خوشی سے ہی بسکی خوشی نہ آئے کبھی تیرے خاطر پہ میل	کہا خوش کرے تجھ کو پروردگار مبارک تجھے روز و شب کی مہی چمکتا ہے جیتک فلک پر بہیل
---	--

ملکہ نے بھی تعریف کرنا آغاز کی کہ آپ نے اس ویران کدہ کو اپنے قدم سے آباد فرمایا سر مجھ عاجزہ کا فلک  
 قفا پر پہونچا یا زہے نصیب اس سرزمین کے جس پر قدم فلک رخت آپ کا پہونچے اور نئے ادب و نعت  
 اس صاحب خانہ کا کہ جس گھر میں حضور رونق افروز ہوں **طسم**

من بندہ مکین و تو سلطان کشوری جان و دل ست صورت جسم لطیف تو	روئے بختیم طفت برین بندہ بکذری روح محسبی و حیات مصوری
---	--

غرض تا دیر بڑی گرمجوشی سے تپاک ظاہر کر کے پھر دونوں سوار ہوئے اور اسی محل و شان سے شہر کی طرف  
 چلے بعد کچھ عرصے کے وہ شہر نظر آیا اسکو بہتر از روضہ جنان پایاد و انہ طلائی لگا اس پر گوہر کی ایسی سجاوٹ  
 تھی کہ گویا ایک ڈال گوہر کا تھا چار دیواری شہر کی صفا میں بہ از ماہ داخل تھی بلندی دروازے میں  
 سد سکندری تھی شکار گاہ میں اور قضا ویر ہو کلمون بدستیا ری مصوران چاکر دست اس پر منقش تھیں گویا  
 بولا چاہتی تھیں پتھر کو ایسا صاف کیا کہ آئینہ بھی زنگ غیرت میں اسکو دیکھ کر منہ پھیلاتا تھا تارنگا  
 رگ سنگ بکروہین رہا جاتا تھا نگاہ ناظرین اسکی تاشانی ہوئی تھی کہ تیلیاں پتھرائی جاتی تھیں بلکہ اسکی  
 آب و تاب میں ڈوبی نظر آتی تھیں کہ بیت موج دریا کے نور تھی دیوار و عکس رخسار حور تھی دیوار و دروازے  
 چھ بھی ہزاروں ساحرون کا مجمع تھا لکھنے آتے ہی سینے جھک جھک کر تسلیم کی سواری داخل شہر ہوئی اس شہر کا



نیکان قدرت خدا کی نظر آگئی جب وہ ان کی عمارت پر نظر کی ایک ایک مکان قصور بہشت طلانی و تقرنی ہر ایک  
خشت ہر ایک روزن اس کا حلقہ چشم خوب رویاں تھا ہر ایک سائبان غیرت بخش سائبان آسمان ہر ایک طاق  
رواق چرخ نیلی فام ہر ایک طاق پر قربان بازارین ہر طرف آراستہ و پیراستہ دکانین غرفہ ہائے جنان  
سے ہزار درجہ سوادکان دار رشک مشتری زہرہ شامل مشتری ہر ایک فلک قدروسان بدر کامل ہر  
طرف لین دین میں مشاغل اجناس گران بہا اور اشیائے نادرہ روزگار دے بہا و گرانایہ کا کیا وصف  
کیا جائے قیمت انکی ایسی نہیں جو کوئی نام لے کہ ابیات

<p>یوسف وقت ساکنان دیار گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا محو عشرت تھے صبح سے تا شام غیرت بختان لسن دین شکل طاؤس و کبک گرم خرام گردش چشم ہوشان کا ہر دور ایک معمور رہے بجلی ہے رات دن نور حسن تابان ہے سنگریزے ہین غیرت پروین کوچہ کوچہ ہے مصر کا بازار ہین دکاندار غیرت غلمان خود فروشی کی دھوم ہے ہر سو ایک سودا جنون کا ارزان ہے ٹھنڈی سانسوں کا گرم ہے بازار سکہ داغ دل بھٹالائے ان میں ہے داروے دل بیمار کوچہ کوچہ ہے کوچہ گلزار بھول والوں کا زور ہے میلا دلبری کے چلن میں ہین حراف خوب کھونٹا کھرا پر کھتے ہین پستہ لب پہ اُنکے ہر یہ فروش</p>	<p>شل بازار مصر ہر بازار شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا شادمانی سے اہل شہر تمام حسن میں ایک ایک ماہ جبین ہر طرف شعلہ و سمن اندام دان تو بیکار آسمان کا ہے دور جو کہ محل نشین ہے سیلی ہے حاجت مہر و مہ نہیں دان ہے صورت آسمان ہے اسکی زمین یوسفستان ہے وہ نواح دیار روکش خلد ہے ہر ایک دکان مشتری کا ہجوم ہے ہر سو جیس ہوش و غر و گران دان ہے سردہری کے دل جلے ہین فگار ہر جگہ سوختہ جہد صحر جائے ہے جو ایک ایک طبیب عطار پھول والے گلے کا ہوتے ہین ہار ہے ہر اک گلفروش البیلا کیا کھری صورتوں کے ہین صراف کس غضب کی نگاہ رکھتے ہین ہین طرحدار کتنے میوہ فروش</p>
---	--



جان دین لے کے شاہان چمن  
 رشک لیلی ہے ایک اک کنجر ن  
 ولفریب اٹکا ہے غضب جو بن  
 بانکی بانکی ادا غضب باتین  
 حب کہیں بچنے نکلتی ہیں  
 ہر گھڑی کہتی ہیں وہ غم سے  
 سکو بن جو کئے چیز دیتے ہیں  
 بھنگ نوشون کی اک طرف ہر بار  
 شام سے صبح صبح سے تا شام  
 دائرہ اوہ چکارہ بجاتا ہے  
 کہتے ہیں ساقون سے ساقونش  
 دیداد دید بھی ادھر ہو جائے  
 گر بگڑتی ہے گاہ بنتی ہے  
 ساتین حقے جب پلاتی ہیں  
 نشہ باز ایک دم لگاتا ہے  
 بی بی ساقن کے دم کی خیر ہے  
 ایک جانب کھلا ہے بزازہ  
 کسی بزاز سے کہیں یہ حال  
 سیٹھ جی اتنے اٹے ترچھے نہ ہو  
 چھٹی دینا دلائے گر بھگوان  
 کہیں گالک سے کہہ رہا ہر کوئی  
 پیر و مرشد کی جیسی مرضی ہو  
 کتنے شیرین ادا ہیں علوائی  
 چاشنی گیر عشق خود بھی ہیں  
 شیرہ جان کی وہ مٹھائی ہے  
 وہ شکر پارے ایسے ہیں شیرین  
 ہر دکان رشک نان نعمت ہر

بیچ ڈالے ہیں سیب سیب ذقن  
 جنس کے بدلے بکتا ہے جو بن  
 ناسپاتی ہے اُنکا سیب ذقن  
 وہ اگر وہ تہی تہی کا تین  
 دل کو تلوون سے لہتی چلتی ہیں  
 کھاتے میں ہیں انارستان کے  
 ہم تو نظرون میں قول بیتے ہیں  
 ساقون کی دکانیں ہیں گلزار  
 نشہ بازون کا جھگڑا ہے دام  
 بے سری ایک اک اچھتا ہے  
 ہکو بھی کر دے جان من ہوش  
 ہم تلک بھی یہ دور ہو جائے  
 بھنگ نوشون کا طرحی جھپتی ہے  
 عاشقون کے دھوئیں اڑاتی ہیں  
 ایک مخمور غل محبتا ہے  
 ہم ہی مخمور دم بغیر رہے  
 ان دکانوں میں رہتے ہیں کیا کیا  
 دو گھڑی تک جھگڑتے ہیں لال  
 واجبی میں سکھ کا مول کرد  
 نفع بھر کھانے میں ہے کیا نقصان  
 مشتری آپ سے سوا ہر کوئی  
 باحق کی آپ ہی کے بھنی ہو  
 مثل شیرین ہے انہیں رعنائی  
 باتیں قند مکرر ان کی ہیں  
 جسے کھائی ہے جان پائی ہے  
 چاٹ لے ہو ٹھکھائے گر شیرین  
 جان سرما یہ صلا دست ہر



<p>تعالیٰ ہن ہر دم سے روشن تر کس قدر خوشگوار حلوا ہے دل عاشق ہے ایک ایک جس غل مچاتے ہن خواہنے والے ذی حلاوت بہت کراہا ہے ہونٹھون سے ٹوٹے خستہ ایسا ہر نوجوان نوجوان پر ہی تھے وہ مصفا سڑک وہ انکا جاؤ رات دن جگمگا ہے میلا ہے</p>	<p>رنگ تار شعاع مسرچہ صاف لذت میں من و سلوی ہے ہے وہ زنجیر رنگ تار نفس دیکھ بھپتاوے گا نہیں کھالے منجلون کے لیے بنایا ہے شور بوسہ صدا سے پیدا ہے آہ و ریزہ لبری سے آب گوہر کا چار سو چھٹکاؤ ہر دم کا کٹورہ اجبتا ہے</p>
---	---

غرض کہ شہر کی آرائش و تکلفات ملکہ دکھاتی سترو ستونا زمین سرخ پوش دست راست کی طرف اور اٹھارہ ہونٹھون کی طرف ہن سبز پوش دست چپ کی طرف چنور بال ہما کے لیے مردہ جنابی کرتی ہوئی سامنے سے گذرین ہزار غلامان زرین لباس اگر سوز ہاتھوں میں لیے روانہ یہ سامان دیکھ کر فلک پر حیران درو بام پر دن و مرد کا ہجوم تماشا یوں میں سواری دیکھنے کی دھوم بعض جگہ ناچ ہوتا کسی جگہ سوانگ اور تماشہ زرد و جواہر خواجہ پر سے لٹکا قدم با قدم سواری روانہ اب کیفیت سنئے کہ بران تو عمر و کے ساتھ آتی ہے اور دوسری بران جو اصلی ہے وہ اپنے مقام پر بیٹھی مرقع سحر میں حال سواری کا دیکھ رہی ہے یہاں تک کہ سواری جلو خانہ بادشاہی میں داخل ہوتی عمر و نے ایک مکان رفعت میں برتر از آسمان دیکھا کہ جبکہ ہر منزل منزلت میں تارک چرخ چارہم سرا و بچا کیے تھا اور ہر کنگرہ اور جین کرسی کا ہمایہ تھا ہر ایک دیوار معمار عقل کی خرد سے عمدگی میں کہیں اور مراتب دانشمندان کے مرتبہ سے برتر زمین صاف و شفاف روح زابدان سے لطیف آئینہ ہر در و اس کے کثیف مرآت رخسار آئینہ رویان اس کے مقابل کہان ارض جناب کی پوشیدگی سے شرمندگی اس کی عیان ہرمت کمرے اس میں تعمیر تھے سراسر بے نظیر تھے چمک دمک میں بہاد ماہ منیر تھے فرش ستھرا اور صاف بچھا تھا اسباب شانہ سے ہر کمرہ بچا تھا کہ بمقتضائے نظم

<p>وہ سجا تھا برنگ خلد برین شاخ گل سے تھے نازک اسکے تنوں کھڑکیاں تھیں درجیہ جنت دہان کے پردوں کو کس سے نسبتوں گوش عشاق کے ہن وہ پردے</p>	<p>صدقے کیجے نگار خانہ چین صورت سر دباغ تھے موزون درجہ درجہ حدیفہ جنت پردہ چشم عند لب لکھون چشم شتاق کے ہن وہ پردے</p>
--	--



ہانڈیان تھیں حساب نہ چین کنول انجسم کی طرح تھے روشن

اس مقام پر صنعت سفید پوش نام محلہ ار حاضر تھی کہ اُسکا دورہ تو نہ کا نکلا ہوا اور پانچامہ ذکر تا سفید پہنے ہاتھوں میں الماس کے کڑے شیر دہان بنے گنگا جمنی کام عصبے پر کیا ہوا بگینے جڑے اور بلور کا عصا ایک ڈال تر شاہو اتھام کر کھڑی ہو گئی اور ایک کشتی جس میں کئی سوا الماس کے اور یا قوت کے بگینے تھے خواجہ کو تسلیم کر کے نردی قرق زنجیر کو بھر بٹایا پردہ مڑے لے اٹھا یا سواری اندر اس قصر دار الامارۃ کے وارد ہوئی یہاں مقام صدر پر تخت شاہی گسترہ تھا کہ یہ تخت طاؤسی کئی سوزینے کا تھا گرد اُسکے کرسیوں اور دیگھائے جواہر نگار کا دورہ بندھا تھا فرش قائم و بنجاب بچھا تھا تاج شاہی تخت پر رکھا تھا اور جلہ شاہزادیاں اور کارپردازان سلطنت اُن دیگھوں پر بیٹھیں یہ وہ سب شاہزادیاں ہیں جو طلسم میں کئی کئی ملکوں کی مالک ہیں اور جو سواری کے ساتھ ہیں وہ ناظم اور قلعہ دار ہیں فی الجملہ یہاں جو شاہزادیاں کئی سو حاضر تھیں مثل ملکہ گلگونہ نسرتین بدن و ملکہ شوخ چشم و ملکہ مرہ جمال و ملکہ زکس چشم و ملکہ خوشا قرنگاہ و ملکہ گوہر و ندان زمرہ پوش و ملکہ خورشید بلا افکن و ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ و ملکہ نازک دہان کامل کشاد و ملکہ خوش اندام یا قوت پوش و ملکہ سلیمان زرین ہیکل و ملکہ آشوب زرد چشم و ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت و ملکہ تاجدار مہر نقاد و ملکہ محبوب نارنجی پوش و ملکہ سلطان اشعل افکن و ملکہ مہوت کیسو کشاد و ملکہ راہزن تاجدار و ملکہ ماہ رخسار خوشال و ملکہ ہماے تاجدار و ملکہ کامل دراز کوہ ماہ قاسم و ملکہ محراب بر و و ملکہ سوار سپر چشم و ملکہ مجر تاجدار و ملکہ عنبر تاجدار و ملکہ قلاب دریا باری و ملکہ فیروزہ رخ و ملکہ سرکش و ملکہ فرجام و ملکہ اقرار و ملکہ عمران و ملکہ صدف و ملکہ مروارید و ملکہ گوہر بدن و ملکہ اقدس بن القاس و ملکہ محکم و ملکہ حکام و ملکہ عارض و ملکہ عذار گل پیرہن اور چند شیر منتظم سلطنت مانند کاہن جادو و کبیل جادو و قائم جادو و وارقم جادو و واسہن جادو و امثال جادو و طغیان جادو وغیرہ سب نے تعظیم کی اور نردی خواجہ نے یہ سب نذرین قبول کیں اور لے لیکر زنبیل میں رکھتے گئے سب حیران تھے کہ یہ روپیہ بابر کر کے ہاتھ لے جا کر کہاں فائب کر دیتے ہیں حاصل مرام اب جو سواری آگے بڑھی اُس طرف یہاں اصلی نے تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور نیمچہ سر ہاتھ میں لیا سوا سو کشتی بہ نذر ہمراہ لیکر تابہ دروازے استقبال روانہ ہوئی ادھر دار الامارۃ میں تخت کے پیچھے کی طرف محلہ اکادور وازہ اُسکا پردہ زنبوری چہرخی پرکھیا اسوقت مرزان وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملکہ دوران تشریف لاتی ہیں اگر مناسب جائے تو اتر بیٹے عمر و نے دل میں کہا کہ یہاں موجود ہی اب کوئی ملکہ آئی ہے سو چکر جو بھر کر دیکھا یہاں نقلی کو ساتھ نہ پایا سمجھا کہ یہ الو العز می ملکہ نے تجھے دکھائی تھی کہ ہم شبیہ اُس کی تجھے لینے گئی تھی اب وہ تابہ دروازہ خود آئے گی یہ تصور کر کے ہوا



پر سے اتر اٹھا کہ یکایک لکے مع شتر ہزار نازنین گل اندام کے بیان ماہ چار دہم ساطع و لایع ہوئی اور خواجہ کے سامنے بہر سلام اس تیر قامت نے قدا اپنا مثل کمان خم کیا عمرو نے اپنی بیٹی کہ کر قریب پہنچ کر سر سینیہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم نے کیوں تکلیف کی میں تو آتا ہی تھا ملکہ نے وہ سوا سو گشتی تزدوی عمرو نے ہنکر تزد زنبیل کی اور اپنے پاس سے روپیہ و جواہر وغیرہ نکال کر ملکہ پر سے نثار کیا ملکہ نے صفت و ثنا خواجہ کی کرنا شروع کیا کہ آپ کی بزرگانہ محبتوں کا میں کیا شکر ادا کروں اور کون زبان لاؤں ملک کی یا جن کی جس سے صفت و ثنا کروں کہ نظم

شنا کردن کہ نظم

دہ بجا دہ بکشا دو آواز داد ورود جہان آفرین بر تو باد شب تیرہ از روئے تور و زکشت شوم پیش یزدان ستائش کنم	کہ شاد آمدی اسے جوان شادنا بر آن کس کہ اد چون تو فرزند زاد ز بویت جهانی دل افروز گشت چو یزدان پرستان نیایش کنم
--	---

عمرو نے یہ کلمات تحسین سن کر کہا کہ اسے لکھ کر کچھ اوصاف حمیدہ کہ میں نے تمہارے سنے تھے اس سے کس درجہ اور تعداد کو شمار و حساب میں لاؤں کہ جس سے زیادہ بتلاؤں کہ بموجب نظم

چو با صد ہزار ان فدائے تو باد سر زگانت پر از شرم باد اگرچہ دلم و دین چہ بدین ستم	خرو ز آفرینش ردائے تو باد رخانت ہمیشہ پر از رم باد خدا ہم زندہ دین جز بفرمانت دم
--	--

المحقق باہم کلمات صفت و ثنا لکھ کر ملکہ نے با حق میں ہاتھ ڈال دیا اور لے کر اندر چلی ہزار ہا زن ہر طلعت الماس پوش و زمر و پوش مروہر جنبانی کرتی ہوئی ساتھ عقین عمرو نے جیسے ہی قدم محل میں رکھا گویا زندہ بہشت مدین میں داخل ہوا دیکھا کہ عجیب بوستان لکھ ہے پھلا پھولا ہے چستان جو اسہر کار سرسبز بہار لگے ہیں روح کو تازگی بخشتے ہیں ہر پھول و بانکادار غدہ خاطر رضوان نظر آ رہا ہے ایک درخت اشجار گلزار جنان کی عمدگی میں شاخسانے نکالتا تھا سنبھل پہنچ سے ظاہر تھا کہ سودا زوکان محبت زلف ساکا حوصلہ سب ایک جا جمع ہو گیا ہی پاتا نظر شوریدگان کیوے جانان اکٹھا ہیں درخت ساوئی کے سطح پھولے تھے کہ تھا لے ان کے شاہان گلانی پوش کے مہندی ملنے کے طاس تھے زکس نہ تھی چشم تاشائی مہر حیرت انگیزی باز سے ہر گل کی طرفہ بویاس تھی سر و ہر ایک ستون کہ زمر دین تصور بہشت تھا باغ شداد و بر و اس بوستان کے سر اسر زشت تھا غنچہ بیان کے دل تنگ نہ تھے زرد گل مٹیوں میں بے لٹانے پر تیار گوش گل ناشنو انہیں بلبل کا فسانہ ان کے کان کو درکار گون کی سنسی موج تبسم غنچہ دہان و رنگین لبان کو شرابی سوسن کی آودا ہٹ سی مالیدہ لبون نازک دہنون کے دھونکین اڑاتی برگ سبز پادوسے پھول کا وہ جو بن تھا جیسے زمر و پر نیلم جڑا تھا ہزم رنگین لبان کو



سوسن نے مجلس حیران خطاب دیا تھا ہنرمیں بیان کی تسنیم و ماموہین کی تعینین یقین لب گردانین انکی رنگین  
تھیں اس طرح اتر کر موجدین جلتی تھیں کہ جیسے معشوق کنائی کاٹ کر چلتا ہو کتارے اُن کے ہزارے  
کا آب افشان اور اُسکا پانی سنگ سرخ یا قوت حمر ابر گرنا گویا پانی بھی ہنر کے فراق میں اشک خوہن  
روتا سانسے بارہ دری بنی تھی واقعی طسم تھی آگے اُسکے نگیرہ کئی ہزار چوب الماس تراش کا استادہ  
تھا اُس میں فرش بلور کا بچھا تھا شیشہ آلات جواہر آگین بصد نسر و تکیں بجا تھا کہ بقتضائے نظم

بہارے ست خرم ماند بہشت	ہمہ خاک شہر نہ ہر سو سرشت
سپہر برین کاغ و میدانی پوست	بہشت برین سے خندان و ست
بنفشہ گل و زگس ارغوان	سمن شاخ سنبھل کران تا کران
موخانہ زرنکار آمدند	پہان مجلس شاہوار آمدند

یعنی خواجہ کوزیر نگیرہ برابر اپنے ملکہ نے تخت پر فروکش کیا اُسوقت کل ناظران طسم اور شہزادیاں جو بہان  
آنے کے لائق تھیں انکی نذر گزری اور سکر و پر زرد جواہر کے طبق تیار ہوئے خادان محل نے ٹوٹے پھر سب شہزادیاں  
جو دست بستہ سامنے کھڑی تھیں عمر و نے ان کی نسبت ملکہ سے کہا کہ ان کو حکم بیٹھنے کا ملکہ نے حکم دیا کہ وہ سب  
کرسیوں پر جلوہ گر ہوئیں اور ساتیان رحیمین پیانہ جواہرین ایسے حاضر ہوئے کشتیان شراب مصفا کی  
کی لائے ملکہ نے ایک جام بھر کر دست نازک سے سامنے عمر و کے بڑھایا کہا یہ بادہ محبت ہر اسے نوش  
فرمائیے میرا تہہ بڑھائیے عمر و نے زبان پر عذر کھولی اور کہا اے ملکہ میں نشہ بادہ نہ ہد سے مخمور ہوں  
شراب پینے سے معذور ہوں ملکہ از بسکہ محبت مسلمانان سے بسبب ملاقات ہونے ایرج کے واقف ہو چکی ہے  
سمجھ گئی کہ مجھ کو ساحرہ سمجھا کر شراب نہ پئیں گے بس یہ تو مطیع اسلام ایرج کے پاس ہو چکی ہے چیکے سے کان  
میں عمر و کے ظاہر کیا کہ آپ شوق سے شراب نوش کریں میں مطیع اسلام ہوں اس لیے ظاہر نہیں کرتی  
ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ بدنام ہوں عمر و یہ سن کر خوش ہوا اور جام لے کر دست ملکہ سے بیک جرعه در کشید کیا  
پھر تو دور جام و مدام و متواتر چلے داغ بادہ ناب سے گرم ہوا سر ایک کا کاسہ سرجم نبا اس دور میں  
سے ایک پیالہ بھی اگر پیر گردون کو ملجاتا تو ہمیشہ سرخوش رہتا طرز جفا بھول جاتا اس عشرت کدہ کے  
رو پر و بزم خم صحبت فقیرانہ تھی عجب کیفیت کی انجمن رندانہ تھی مغنیان خوش جمال و زہرہ پس کرد  
نازنینان حور تماشاں و ترنم ریزہ قانون و بین و رباب و چنگ و دف و دائرہ الگوزہ وغیرہ سب ساز  
درست کر کے اس گت سے بجاتی تھیں کہ اہل محفل کو مست و دیوانہ بناتی تھیں کوچک سے بزرگ تک  
عشاق ناہید سرا بنا تھا جو گیا بے راگ اختیار کرنے میں جنگل کی دھن دل کو تھی داغ میں مستی نے ٹھیکہ  
کھایا تھا رقص اس طرح ناچتے تھے کہ اہل بزم کی ٹٹکی بندھی تھی گویا منہ توڑے لیتے تھے پیر چرخ  
اپنی گردش بھولا تھا اُٹٹا تاج ناچا تھا عوض رنج دینے کے عشرت بخشا تھا پیانے ہنستے ہوئے ہاتھ پیر



تاچتے پھرتے تھے مطرب ترانہ سنج اس طرح گاتے تھے کہ تانسین کے گانے کو مدھم بناتے تھے بیجا اسی گانے کے خیال میں باؤ را ہوا تھا اسی رقص و سماع کے خیال کرنے سے دل و جدمین اگر حال لاتا ہی خوشی سے کلیجہ کا اچھلنا وہ بھی انداز رقص آج تک بناتا ہے کہ بمقتضائے موقع

عجب جلوہ حسن جانانہ تھا نہ پایا کبھی جسم نے یہ مرتبہ لگے بکسے قانون دین درباب ہزار دن مرقہ چہرہ زرین جمال دوت و نے بجائی تھیں یوں لگی وہ دیک کاراگیا تھا لاجواب دل زہرہ چرخ میں آجتک کہ جو کوئی گانے کا رکھے خیال وہ محفل کے پیانے کا گھومنا بطے لگانے لگی تھمے وہ تھی بزم کچھ اپسی آباد شاد بدہ ساتی نوش لب جام جم ازین پنج شین رے غبت مناب کہ ہر روز دزلیست با فرداد بیاراست ایوانہا چون پشت فتانہ بد بر سرہین مشک دزر	کہ بزم سلیمان وہ کاشانہ تھا کہ جو آج اُس بزم عشرت کا تھا گھلا عیش و عشرت کا ہرست باب فن موسیقی میں بہت باکمال کہ ناسیدہ چسپ غش ہو گئی فلک پر بٹھا سوزان دل آفتاب پڑی شعلہ راگ کی وہ چمک تو ساعت میں ہرہ کے ہوا کمال لب زندے نوش کو چومنا وہ آپس کی چلین تھیں وہ چھمے کہ آتا ہی فردوسی کا قول یاد کہ ہر دایہ از دل زے رنگ غم شب و شاد و شہد و شمع و شراب کہ از میہان ہست بران شاد گلاب دے و مشک و عنبر سرشت کہ شد از گلاب ن ہمہ خاک تر
---	--

غرض کہ اسی جلسہ نشاط آگین میں عزیز داران کو کب کی آمد ہوئی اور ہر ایک نے بہ تحمل تمام پہونچ کر خواجہ کو سلام کیا اور شریک محفل انبساط ہوئے انھیں لوگوں میں عمرو نے ایک دختر نیک اختر کو دیکھا کہ پانچ سو گنیزان بہ جمال اور انیسان ہرتمثال کے بیچ میں جیسے جواہر معدن میں یا نور کے ہالے میں قمر ہو تا ہی قریب آئی کوئی پانچ برس کا سن رکھتی ہوگی مگر حسن میں متاع خوبی و گوہر گنجینہ حسن و محبوبی تھی گھیتلا جو تا پسنے لگے میں کرتا آب روان کا پانجامہ کے پائے چھوڑے رومال ناک پوچھنے کا کرتے کے بند سے بندھا ہوا کی میندھیان گندھین ناک میں بلاق پڑا آنکھوں میں کاجل گہرا لگا گالوں تک بہا ہوا ایک سے تی کی تھنی پسے اچان امی جان پکارتی ہوئی جب قریب بران آئی اُس نے گود میں اٹھالیا اور کہا میری جان تمہنے خواجہ سلامت کو تسلیم نہ کی یہ سنکر وہ اٹھی اور ننھے ننھے ہاتھوں سے جھپک کر تسلیم کی پھر



پلٹ کر بران کی گود میں بیٹھی بعد لمحہ کے ملکہ کی گود سے لوٹ مار کر عمرو کے قریب آئی اُس نے اُس کو بچا بھکر  
گود میں اٹھا لیا اور پیار کیا پھر ایک مشیت بھر کر جہاز زنبیل سے نکالا اور اُس کو دیا کہ بیٹا تو تم اس سے  
کھیلو وہ ایک بار اوڑھنی سنھالتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور ناکہ جو بہہ آئی تھی کہنی سے چاہتی تھی کہ پوچھے  
بران نے رومال سے پاک کر دی اور وہ متلا متلا کر باتیں کرنے لگی کہ ہم کیا کریں ہماری امی جان اپنے بہت  
ہے داد تم اس کے لالچی ہو یہ وہ کہی رہی تھی کہ ایک کھلائی نے اُس کا منہ چڑھا دیا اُس نے بھی کھلائی کا  
منہ چڑھا دیا کھلائی اب منہ چڑھائے جاتی ہے موقوف نہیں کرتی بران نے جلدی چڑھا کہ اُس کھلائی  
کا وہ حال موقوف ہوا اُس لڑکی نے چاہا کہ پھر منہ چڑھاؤں بران نے طمانچہ اٹھایا کہ سامری قسم  
ارائے کے تیرا بھرتا نکالو تنگی مانتی نہیں خواجہ بیٹھے ہیں اُنکا کچھ لحاظ نہیں ساری محل درہم بہم ہوئی  
جاتی ہے تو بجلی نہیں بیٹھتی یہ غصہ دیکھ کر وہ لڑکی بسور کے منہ بنا کر گود میں بیٹھ گئی عمرو نے پھر اُس کو  
چمکارا اور ملکہ سے کہا کہ آپ گھر کیے نہیں کیا ہوا بچا ہر اُس نے منہ چڑھا دیا تو خدا نہ ہو جیسے پہلے  
کھلائی نے اُس کا منہ چڑھا دیا تھا بران نے کہا خواجہ آپ واقف نہیں ہیں یہ بھتیجی شاہ کو کب  
کی ہر ملکہ مجلس جادو اس کو کہتے ہیں یہ ساحرہ بے عدل دیبے نقیر ہو اور ہمیشہ پانچ برس کی لڑکی  
بنی رہتی ہے اور سحر بھی لڑکیوں کے کھیل کا کرتی یعنی گڑیاں کھیلتی ہے منہ چڑھاتی ہے مگر جو یہ کرتی تو وہ ہی  
حریف بھی کرتا ہے جگو مان کہتی ہے اس وقت اس نے کھلائی کا منہ چڑھا دیا اگر میں دفع سحر نہ کرتی تو وہ  
ہمیشہ چڑھانا نہ موقوف کرتی اس لیے میں نے اس کو روکا کہ شاید آپ سے یہ کوئی گستاخی نہ کرے عمرو  
یہ تقریر سن کر حیران ہوا اور اُس لڑکی نے بران کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا کہ میری امی جان سچ بتائیے  
کہ یہ کون ہیں بران نے کہا کہ بیٹا یہ ریش تراشندہ کافران دسر پرندہ جادو گران سارہ خطاب لے کر  
خواجہ کا نام لیا مجلس یہ بات سن کر ایک کے گود میں عمرو کے جا بیٹھی اور کہا خواجہ نوٹ کی کاٹے افراسیہ  
کی تمہیں سے لڑائی ہے عمرو نے کہا ہاں مجلس نے کہا ہماری ایک نوٹ کی جنہیں جادو نام وہاں بھاگ کر گئی  
ہے عمرو نے جواب دیا کہ ہاں اُس کی بڑی عظمت افراسیہ اب نے کی ہر ملکہ طسم خطاب عنایت ہوا ہی سننا  
تھا کہ مجلس کو غصہ آیا اور بولی کہ الزادی کو ابھی پکڑو ابلائی ہوں تو موٹی کو دن لگے ہیں عمرو نے کہا بیٹا  
جانے دو گئی چیز کا رنج نہیں کرتے بران نے کہا خواجہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے جو کہ سحر ہم کے دس دس  
برس میں سکھا وہ اس نے شبانہ روز میں حاصل کیا ہے تم اس کی کیفیت دیکھو عمرو چپ ہو رہا اور  
مجلس نے اپنے گلے سے الٹا اتارا اور ایک موتی اس میں سے توڑ کر ہاتھ پر رکھا اور پھر متلا کر سحر چڑھا  
کہ وہ دانہ بروے ہوا اڑ گیا بعد لمحہ بھر کے ایک پتلا زنجیر آتشین ہاتھ میں لیے پیدا ہوا اور اُس نے سامنے  
آکر سلام کر کے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے مجلس نے کہا سوے میں تجھ سے کہتی ہوں کہ جلد جا اور جنہیں  
قحبہ کو پکڑ کر لے آئے سنا تو نے میرے اچھے اچھے پتلے تجھے سامری جتیار کے جلدی آنا دیر نہ لگانا



پتلا اُس کی باتوں سے ہنستا ہوا روانہ ہوا اور اُڑ کر جلا بعد اُس کے جانے کے پھر گانا ناچ وغیرہ آغاز ہوا  
اس اثناء میں شاہد زین لباس شب کے زلف مشکین فام کھولی بزم عالم میں آکر جلوہ گر ہوئی اور  
زینت طراز دہرے لکشان سے مانگ دوس چرخ کی سنواری نظم

شب تیرہ چون زلف انا بدار	ہمہ تاب اور زلف را خواب داد
پد پد آمد آن پردہ آب نوس	بر آسود گیتی ز آداسے کوس

شام ہوتے ہی تلم بارہ دری میں روشنی ہوئی اور باغ میں قنادیل بلورین ٹھکانی کئیں سرور چہرہ افغان اپنا فروغ  
بہار دکھانے لگی ہنرون میں کنول روشن کر کے ڈال دیے بحرے پڑ گئے جلیترنگ بجنے لگا خواجہ کوٹے کر  
مانگہ کچرے پر سوار ہوئی اور کیفیت پانی کی دکھانے لگی وہ سبز و سرخ وغیرہ ہر رنگ کے گلاس جو گھردن  
پہ عکس انگن تھے تو عجب طرح کے گل بوٹے پانی میں نظر آتے تھے چادر آب منقش وز نگین تھی شاہد آب  
کی ہر ہفت زیور سے تزئین تھی جہاں کہیں پانی گھومتا تھا وہاں کنول بھی گرد گھومتے تھے اُس وقت کی  
بہار قابل دید تھی گویا شعلہ رو لباس رنگارنگ زیب جسم کیے گردش کھاتے تھے کنارے کنارے  
کنیزان گزدر گوش مرصع پوش جلیترنگ کے ساتھ اشعار بہار انگیز گاتی تھیں فوارے سرکشی پر آمادہ  
سرودن کے قامت رعنا کا لطف دکھاتے تھے غرض کہ تادیر سیر آب میں مصروف رہے پھر کچرے سے  
اتر کر بارہ دری میں آئے یہاں سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا مسند ز پر جلوہ گر ہوئے پکایک  
وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ تیار ہی حکم ہوا کہ لاؤ اول کنیزان ہر دینار سرودے کر دانہ ہوئیں  
اور مطیع خانے سے خان کسوا کر مہر سے وزیر داروغہ کے جب خاصہ چلا سرود بجنے لگا اور تہریت ملکہ  
میں گانا شروع ہوا مردہ جنبانی ہر خوان پر ہونے لگی کہ پشہ دگس سے محفوظ رہے غرض کہ بڑے  
تجل سے کھانا آیا اور دسترخوان دیبا و اطلس کا بچھا پھر اغذیہ لطیف و گوناگون کو مہر توڑ کر نکالا  
پہلے نمک چینی کے کئی خوان سب کھانے سے نکالے اور دسترخوان چنا گیا پھر ہاتھ دھوا کر خواجہ اور ملکہ  
نے کھانا تناول فرمایا بعد فراغ کھانے کے محفل انبساط میں بیٹھے اسوقت دو ساحر معزز پروردے ہوا  
پیدا ہوئے اور سامنے آن کر ملکہ کے آداب بجالائے اور دکشتیان طلائی تورے پوش زرد و زری  
اُن پر پڑے تھے سامنے ملکہ کے پیش کین کہ یہ بڑے حضرت نے بھیجی ہیں پر ان نے تورے پوش اُن کے  
اٹھائے عمر و نے وہ جو اہر جو کبھی نہ دیکھا تھا اُن میں پایا اور ایک نامہ بھی اُس میں رکھا تھا اور موتی کے  
لے لگوٹیان لال و الماس کے تاج گوہر نگار نورتن اکتے زمرود یا قوت کے رکھے تھے پر ان نے وہ  
نامہ اٹھا کر پڑھا لکھا تھا خواجہ نے جو اہر پر وہ قاف ملاحظہ کیا ہر اس جو اہر کی کیا حقیقت ہے لیکن  
میری جانب سے کہنا کہ اس تحفہ محقر کو قبول فرمائیں کہ بوجب بیعت صائب چہ ذرہ است کہ جان را  
فدا کند + اے صد ہزار جان مقدس فدا ہے تو + اے فرزند عمر و جس کو چاہے بادشاہ بنادے تم اسکی



تعلیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا کہ میری خوشنودی اس میں ہر خبردار اپنی شہزادی ہونے کا غرور نہ کرنا  
خواجہ شہزادیوں سے کام لینا عار سمجھتے ہیں اور شہزادوں شہزادیوں کی خدمتگذاری کی آرزو نہ ہوتی  
ہیں اور لکھا تھا کہ نامہ دار افراسیاب کا سرحد طلسم جہان بوسری کے درخت لگے ہیں پہونچ چکا ہے اسکو  
طلب کرا لو اور نامہ دار بھکڑ جواب باصواب دینا پس یہ نامہ پڑھ کر بران نے عمرو کو دکھایا یہ بھی بہت خوش  
ہوا اور بران نے کہا جو اس پر غائد رکھ دو کہ میں خواجہ کو اپنے بدلے کے ساتھ دون کی عمرو نے جو یہ کلام  
سنا خیال کیا کہ اگر یہ جو اس پر رکھو اے گی تو کشتیان سینے کی پھر جائیں گی اور دوسرے اس رکھنے رکھانے  
سے کچھ تغلب و تصرف ہو جائے اس سے ابھی وصول کرنا چاہیے یہ سوچ کر گویا ہوا کہ اے ملکہ یہ تجھے ہمارے  
مہربان کا عطیہ و فرستادہ ہے اس کو ہم رکھنے نہ دین گے کہ یہ نشانی اُسکی ہے یہ کہہ کر سب کشتیان  
جال مار کر نذر زنبیل کین پھر بات بنانے کی راہ سے کہا کہ میں نے غلطی کی جو کشتیان رکھ لین لو میں  
نکالے دیتا ہوں بھین رہنے دو ملکہ نے کہا کہ آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ آپ میرے کہنے کا  
خیال نہ کریں اور کشتیان اپنے پاس رکھیں عمرو نے کشتیان رکھ لین اور کہا ملکہ تم اور تمھارے  
باپ وہ خلق رکھتے ہیں کہ میں تعریف نہیں کر سکتا کہ بمقتضائے بیت خوش دولتی ست خرم و خوش خسرو  
کریم + یارب ز چشم زخم زما نش نگاہدار + اور اے ملکہ قاصد افراسیاب جو پیام لایا ہے میں تبارکے  
دیتا ہوں وہ پیام یہ ہے عمرو و مفتی ہے اور مبارک ہے ہم تم ایک مذہب رکھتے ہیں اُس کو پکڑ کر یہاں بھیج دو  
یہ بیان سکر بران نے کہا خواجہ ہم آزماتے ہیں کہ نامہ میں ہی لکھا ہے پاکچہ اور اگر یہی معنوں ہی تو واقعی  
آپ معاملات ملکہ اری میں بہت راسے سلیم رکھتے ہیں اور باہ شاہوں کو اور اک مطالب پر ایسا ہی  
عمور چاہیے جیسا کہ آپ کو حاصل ہے یہ گفتگو کر کے اُن ساحرون کو رخصت کر دیا اور ملکہ نے خواب گاہ  
بہر خواجہ درست کرائی پٹنگری جو اس پر بارہ دری میں خواجہ نے آرام کیا لٹلے رکھ دیے گئے کیونکہ  
چچی کرنے لگیں ملکہ علیحدہ دوسرے درجہ میں آرام پذیر ہوئیں وہ بخوڑی سی رات بہت جلد گزر گئی اور  
وہ زمانہ آیا کہ بریط نواز دہرنے دائرہ آفتاب بعد آب و تاب غلات خادرسے نکالا اور کاسے فلک کی  
پیشوا زمتارہ دار کو اتار کر بمقتضائے ایسات

دگر روز چون سیگون گشت زراغ	پدید آمد آن از درخشان چراغ
چو نہان شد آن چادر آئینوس	بگوش آمد از دور بانگ خروس

دم سحر عمرو نے پیدا ہو کر دمنو کیا اور نماز صبح پڑھی ملکہ نے فواکھات کی ڈالیاں بھین پھر ہمراہ اپنے  
لے کر دارالامارۃ میں آئی اور بعد مجرا و سلام کے کار برد ازان سلطنت کو حکم دیا کہ کچھ ساحر یہاں سے  
سرحد طلسم پر جائیں اور نامہ دار افراسیاب آیا ہے اُس کو لے آئیں مجر د حکم حکم ملکہ ساحر روانہ ہوئے  
قاصد قریب اور خشان بوسری پہونچ چکا تھا کہ ساحرون نے پہونچ کر عرض کیا کہ چلیے حضور میں آپ کی یاہر



وہ نامہ دار ہمراہ ساحران مجلیت تمام اڑ کر چلا اور بعد قطع مسافت راہ قلعہ ہفت رنگ میں پہونچا یہاں کی  
 آرائش و زیبائش دیکھ کر عقل دنگ ہو گئی سمجھا کہ یہ سامان بہر دعوت عمرو ہر غرض کہ ارالارۃ شاہی میں  
 جب پہونچا یہاں کا کردار دیکھ کر حیران کا رہتا یعنی عمرو برابر ملک کے تخت شاہی پر جلوہ گر تھا اور ہزار ہا  
 ساحر معزز اور ناظم طلسم حاضر تھا ساقی خوش ادا اور طوائف ہم لقا حاضر تھے جلسہ انبساط ہوا تھا قاصد  
 بموجب قاعدہ رسم تعظیم و آداب کر کے آگے بڑھا ملک نے دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا یہ فرد کش ہوا ساقی کو اشارہ  
 ہوا کہ اُس نے جام دیا نامہ دار نے ساغر سیا جب دلغ بادہ تاب سے گرم ہوا پکارا کہ منہم نامہ دار ملک نے کہا  
 لاؤ نامہ کس کا لکھا ہے قاصد نے کہا یہ نامہ شاہ جادوان مالک طلسم ہوشربا افراسیاب جادو کا ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ  
 شاہ کو کب کے ہاتھ میں نامہ دون اور جواب لون ملک نے چاہا کہ ان باتوں کا جواب سخت دون مگر عمرو نے  
 کہا کہ اے ملک یہ ایچی ہی جیسا اس کے ملک نے کہہ دیا تھا ویسا بجالایا آپ اس کو پاس شہنشاہ رفعت نشان  
 کے بھیج دیں یہ کلمہ عمرو نے اس لیے کہا کہ قاصد کو کب پاس جائے اور دیکھوں کہ اس نے کیا جواب دیا اُسکا  
 مافی الضمیر بھی دریافت ہو جائے گا کہ میری طرفداری کرتا ہے یا افراسیاب کی غرض کہ ملک نے نامہ دار کو  
 کٹھرایا اور ایک عرصہ عجیب و انگسار تمام لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ گردون بارگاہ عریشہ خواجہ  
 کے کہنے سے آپ کو لکھا ہے اس لیے قاصد اسید وار بار یابی اور روبرو حاضر ہو کر زبان فیض ترجان سے خواجہ  
 نامہ کا سُنا چاہتا ہے زیادہ حد ادب یہ عرصہ ایک ساحر کے ہاتھ خدمت کو کب میں بھیجا کو کب اس وقت  
 شکار طاؤس کوہ فیروزہ پہنچنے گیا تھا وہ ساحر پہلے در دولت پر گیا اور وہاں سے حال دریافت کر کے کوہ  
 فیروزہ پر پہونچا اور بادشاہ کو تسلیم کر کے نامہ دیا شاہ نے پڑھ کر تخریر کیا کہ اے فرزند نامدار کو بھیج دو  
 ساحر واپس آیا اور ملک کو حکم شاہ مجری دیا اس نے چند ساحروں کے ساتھ نامہ دار کو روانہ کر دیا اور آپ  
 مع خواجہ داخل عشرت کردہ ہو کر مصروف بے عیش ہوئی لیکن قاصد جب کوہ فیروزہ پر پہونچا دیکھا کہ کوہ سب  
 فیروزہ کا ہے اور اُسپر کوسوں تک سبزہ ہے بھو لون کی بہار سے لگھا س زمرد کی لگی ہے اُسپر پھول لباس بلور کے  
 ہیں سراسر نور کی بیچ میں ہر پھول کے عقیق زرد کی نیکی صناع قدرت نے گڑھی ہے نامہ دار اس بہار کو  
 دیکھتا اور آفرین مالک پر اس طلسم کے کرتا جانتا تھا کہ چالیس ہنگلے اُس کو زمرد کے نظر پڑے ان کے آگے  
 سائبان زلفتی کھینچے تھے اور ہر ہنگلے میں کرسیاں جو اہر کی بھی تھیں اُن پر طاؤس نیلم و زمرد کے ترشے تھے  
 رکھے تھے اُن ہنگلوں سے جب اور آگے بڑھا ایک بارہ دری یا قوت کی دیکھی کہ اُس کی توصیف اگر لکھی  
 جائے تو داستان ناتمام رہے اُس بارہ دری میں تخت یا قوت پر کو کب جلوہ گر تھا گرد تمام سردار  
 سرداران ذی وقار کا دورہ بندھا ہزار ہا غلام زرین لباس حاضر تھا کہ نظر

کے کاخ و ایوان و فرخندہ دید	کہ انسان کے ایندیز و شنید
بیک ست ایوان کے طاق دید	زردیہ بلند کی اونا پدید



نشانہ ہیرا یہ درو گسر ہمہ پیکر ش گوی ہر وزش بوم بیالاسے سرے برخ چون بہار خور از رنگ ویش ہان خیمہ بود نشستہ برو پہلوان سیاہ بتان پری روی فرخند کنت ہمہ پاک باطوق دبا گو شوار	نہادہ ز طاق اندرون تخت وذر بران تخت فرشی ز دیباے روم نشستہ بران تخت تاج وار زدیدار او شستری تیرہ بود بر تخت زرین کے زیر گاہ فراداق پرستندہ برگر تخت پرستار باشند وہ دود ہزار
---	--

نامہ دار نے یہ کروفر دیکھا کہ گاہ پر ٹھہر کر سر جھکا یاٹھہنے شاہ ساحر ان بادشاہ مہابلی سلطان جہان قاصد  
افراسیاب نگاہ رو بردکھا بادشاہ نے سراٹھایا قاصد نے مجرا کیا آنکھ سے سلام لیا پھر اشارہ نزدیک  
آنے کا کیا قاصد قریب گیا نامہ پیش کیا شاہ نے دست زبردست سے منشی کے حوالے کیا منشی جادو  
طراز نے نامہ واکر کے پڑھنا شروع کیا جب سب حوت بحوت پڑھ چکا بادشاہ عالی تش مضمون پر مطلع  
ہو کر چین چین ہوا اور قاصد نے وہ تحفہ و ہدیہ وغیرہ پیش کیے دست ناقبول دراز کیا پھر نامہ  
کو دیکھ کر آہنی عمدہ عنایت ہوا اور حکم بیٹھنے کا دیا قاصد سلام کر کے بیٹھا بادشاہ نے منشی گھر ریز کو حکم دیا  
کہ ایک نامہ ہماری طرف سے اس خط کے جواب میں ترقیم کر دو مضمون اسکا پڑ مذاق ہو اور سرنامہ  
خدا سے تادیدہ مسلمانان اور توصیف جناب پیغمبر آخر الزمان لکھنا ہر چند کہ میں اہل اسلام نہیں ہوں مگر  
اس مضمون کے لکھنے سے افراسیاب کو شرکت مسلمانان ثابت ہو جائے گی اور پھر حوصلہ کسی طرح کی تحریک  
کا باقی نہ رہے گا راہ نامہ و پیام بند کرنے کی اس سے بہتر تدبیر اور نہ ہو گی منشی عطار در رقم نے حسب حکم  
مرکب سواد دیدہ زحل کو دوات میں حل کر کے بارہ حیر پر ایک نامہ لکھ کر تو قیز بجواب اس  
نامہ کے تحریر کیا نظم

ہم انگہ ز گنجور قرطاس خواست یکے نامہ بنوشت چون بوستان	ز مشک سیہ سودہ انقاس خواست پراز گل لبان رخ بوستان
پاسخ نامہ افراسیاب بقہر و عتاب ز جانب کب لمولف	
قلم لکھتا ہے پہلے حمد باری رواق گنبد خضرا میں اُس نے کیا پُر نور اس خاک سیر کو اُسی سے ہر نشان امن پستی	کیے دریا ہوا پر جسے جاری کیے روشن چراغ ہیں اختر و نکے فروغ اُس نے دیا ہی ہر دم کو اُسی سے ہے بہار باغ ہستی



خدا کے بعد وہ ہادی ہمارے  
 محمد آفتاب چرخ اسلام  
 شہ نولاک و ممتاز دوعالم  
 ہمار گلشن ایجاد وہ بین  
 ہوا ہی نور ان حضرت کا پیدا  
 خدا کی ہوگی اس عالم پر رحمت  
 پس از توصیف سردار رسالت  
 کہ اے شاہ جهان سلطان دیباہ  
 بہار بوستان شہسپاری  
 چراغ افروز بزم عقل و تمکین  
 ہلال آسمان سحر سازی  
 درخشان اختر اوج شرافت  
 شہ افزایاب آسمان جباہ  
 لکھا جاتا ہی تم کو بعد تسلیم  
 نزول نامہ حضرت ہوا آج  
 سرا سر وہ محبت سے مہر تھا  
 رزالت کا بیان مقادسین اکثر  
 مجھے پڑھ کر ہنسی آئی بہت سی  
 کہ حضرت اس طرح عاجز ہوئے ہیں  
 لکھا تھا یہ بھی اسمین مشفق من  
 بچا ہے آپ کا فرمانا لے شاہ  
 تحمل ہی بیان پر چاہیے تھا  
 زمانے کے نزاعے کچھ ہیں نیرنگ  
 غرور و کبر کب زیبا بیان ہی  
 گداگر بخشا ہے بادشاہی  
 کسی سے ہے عروس نویم آغوش  
 کسی کے برین شاہانہ ہی پوشاک

کہ جو چرخ رسالت کے ہیں تیسے  
 چراغ آفرینش روح جہام  
 معظم آستان محسوس آدم  
 ظہور عالم آباد وہ بین  
 ہوئی کل کائنات اس سے ہویا  
 قدم رنجہ کرینگے جب حضرت  
 لکھا جاتا ہے یہ نامہ بہ الفت  
 ترے رتبہ کے آگے کوہ ہے کاہ  
 گل نزہت فسر اسے تاجداری  
 فرخ افرا اے مسلم سحر آگین  
 فلک تمکین پئے نیرنگ بازی  
 در افشان ابر دریا بار رحمت  
 کہ خوشہ چین خرمن جسکا ہر ماہ  
 ادا کر کے حقوق رسم تقسیم  
 پنہا یا سرفراز ی کا مجھے تلج  
 عجب مضمون دور آگین لکھا تھا  
 زمانے کی شکایت تھی سرا سر  
 اڑا اک قہقہہ دربار میں بھی  
 کہنے بھوت بنکر سر چڑھے ہیں  
 تحمل مھکو ہے بر حال دشمن  
 کہ قصہ سلم سے ہوتا ہی کوتاہ  
 مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرنا  
 سنی تو ہوگی مور و فیل کی جنگ  
 کہ جو چرخ مشہور جہان ہی  
 کبھی سلطان کو دیتا ہی گدا بی  
 جنازہ ہے کسی کا بار بردوش  
 پڑا ہے بے کفن کوئی نہ خاک



فلک کی دشمنی کا ہے جو کھٹکا  
 عداوت کا فلک کی پا کے کچھ بید  
 سحر دم بھر کر گر خندان ہے ہوتی  
 دل لالہ میں داغ اس نے دیا ہی  
 سروے گر چہ آزادی ہے پانی  
 شگفتہ کر کے روئے گل کو اُسے  
 فلک کے جور سے ہو کر پریشان  
 دہان غنچہ ہے حیرت سے خاموش  
 خزان کا دیکھ کر از بس کہ سامان  
 ہوا جب جور گردن کا یہ نقشہ  
 فتور عقل ہے حضرت سراسر  
 عھد کو بکھتے ہو مکار و غدار  
 پڑے گی چاند پر ڈالے سے کیناک  
 فلک کے سمت جو تھو کے کاشا ہا  
 کہاں تم اور کہاں عیار عالم  
 کہاں گندم منائی جو فروشی  
 عمر و پشت پناہ مومنان ہی  
 خیال خام ہے یہ اُن کی نسبت  
 خدا جس کی مدد گاری کرے گا  
 اُنھوں نے کلیہ احرار کو میرے  
 بلایا ہے اُنھیں خود میں نے ابجا  
 مجھے الفت جو تم سے ہے ہمیشہ  
 سفارش آپ کی کرتا عمرو سے  
 وگر نہ غازیان صفت شکن کا  
 ارادہ ہے کہ آئین اُسطرف کو  
 معاذ اللہ اجل پھر جس کوتاہی  
 کرے سیل فنا جس گھر کو بہاد

تن باغ حسان بھی ہے لرزتا  
 لرزتا ہے ہمیشہ سے تن بید  
 تو خنیم آٹھ آٹھ آنسو ہے روتی  
 گلوں کا گل جہاں اُسے کیا ہی  
 پھنسی قید محبت میں ہے قمری  
 دیا ہے خار و غم بلبل کو اُسے  
 ہے سنبل باغ میں باموس عریان  
 خزان کے غم سے سو سن ہو پڑے  
 ہو اسے دیدہ ز کس بھی حیران  
 تو پھر بیجا ہے کبرائے شاہ والا  
 عدد کو جاننا اپنے سے بدتر  
 سراسر ہے حماقت کی یہ گفتار  
 کہاں عرش اور کہاں چاکت پاک  
 قودہ اپنے ہی رخ پر تفت کرے گا  
 کہاں جنت کہاں نار جہنم  
 کہاں پانی فلک پر سنبل کی  
 عمر و شاہنشاہ شاہنشان ہی  
 کہے اُن کو مدد لینے کی حسرت  
 بھلا اُسکو مدد کیا کوئی دے گا  
 عطا کی روشنی تشریف لا کے  
 کہ اُن سے دست بستہ کچھ کہو گے  
 محبت کا ہوا تھا یہ تفت اضا  
 کہ بچنا ملک دشمن کے منہ سے  
 جو انان تہمت تیغ زن کا  
 اکت وین ایک دم میں دن کی صفت کو  
 ہفت سے کب بچے تیر قضا کے  
 تو کیا بالو کی دیوار دن کی بنیاد



ڈرین لشکر کی کثرت سے نہ جنگی  
ہجوم بزدلان سے کیا ہی حاصل  
مجھے رہ رہ کے آتا ہے یہی یاد  
محبت سے لکھا جاتا ہے حضرت  
وگر نہ پھر کہاں افراسیابی  
زیادہ کیا لکھوں لے معفق من  
خدا توفیق نیکی کی تمہیں دے

کہ اٹھ کر ایک ہے خرمن کو کافی  
بھلا کب شغلہ خوش ہوں مقابل  
ہوا افسوس گھر حضرت کا برباد  
کہ اب بھی چھوڑے یہ گھر وخت  
نہ کیجیے موت آنے میں شتابی  
بنایا دوست کو خود تم نے دشمن  
تھارا ملک و مال آباد رکھے

فشی بدائع طراز نے خامہ مذرت نگار اس مقام پر زدک کر نامہ مشک ختامہ رو برو شاہ پیش کیا جو کچھ  
مضمون لکھانے پڑھانے کا حکم ہوا وہ درست کر کے صاف کیا پھر عنوان نامہ پر مہر بادشاہی ثبت  
ہوئی اور کیسہ گوہر آگین رکھ کر قاصد کے حوالے کیا اور رخصت فرمایا نامہ دار آرزوہ خاطر شاہ کو سلام  
کر کے روانہ ہوا ساحر پہلے قلعہ ہفت رنگ میں لائے ملکہ مضمون جواب نامہ سے مطلع ہوئی اور عہد  
بھی بہت خوش ہوا ساحر دن نے حسب حکم ملکہ قاصد کو سرحد طسم تک پہنچا دیا وہ بعد قطع منازل  
باغ سیب میں پہنچا شاہ جادوان نے اس عرصے میں بہر جنگ مہر خ ایک ساحر معزز طسم زنا را آفت  
جادو نام کو طلب فرمایا ہی اور وہ بارہ ہزار ساحر دن سے حاضر ہوا ہی ہنوز اسکو کچھ حکم نہیں دیا کہ قاصد  
اگر پہنچا شاہ کو آداب بجالایا اور جواب نامہ کا پیش کیا افراسیاب نے فشی کے حوالے کیا اُسے  
حرف بجز پڑھ کر سنایا مضمون پر اطلاع پا کر غیظ و غضب سے شاہ طسم کا اپنے لگا اور پشت دست  
کاٹنے لگا پھر براہ وخت اور بات بنانے کے لیے ہنس کر گویا ہوا کہ لیجیے کو کب ایسا عہد سے ڈرا  
کہ اپنا دین چھوڑ کر بیدین ہو گیا پس ایسے کی بات کا بڑا ماننا کیا میں اب اس پر لشکر کشی کرتا مگر وہ خود  
سی لڑنے آتا ہی اب میں اسکو سزاے معقول دوں گا اہل دربار نے براہ خوشامد تائید کلام کرنا شروع  
کی کہ حضور کو کب کچھ اور ترک بے ایمان ہو گیا نامہ بھی خدا سے نادیدہ کی تعریف میں لکھا ہے آپ پھر  
وہ بھول جائیگا پھر آپ کا مقابلہ کیا کر سکے گا ادل تو یوں ہم مرنے ملا زبان جناب نہ تھا چہ جا کہ سحر  
فراموش کر کے مقابلہ کرے کیا جان رکھتا ہی اس کی شامت آئی ہی شاہ طسم اُن باتوں کو سن کر خوش ہوا  
اور رتا سے کہا تم جادو لشکر مہر خ سے جنگ آغاز کرو میں قتل اسد کی مدد کرنا ہوں زنا را بہ سنکر  
آداب بجالا یا خلعت رخصت عنایت ہوا یہ باہر آیا اور بارہ ہزار اپنے ہمراہی ساحر درست کر کے  
اُڑ رہے پڑ پڑھ کر بجھل تمام روانہ ہوا جب یہ جا چکا تو نامہ حیرت آیا کہ اب بادشاہ سنا گیا ہے  
کہ آپ کے قاصد کا کچھ رتبہ پیش کو کب نہ پھرا عہد کا بڑا مرتبہ ہی کو کب ارادہ لشکر کشی رکھتا ہی آپ  
تغفلت نہ کریں اسد کو قتل کر ڈالیں آگے آپ کی جو مرضی میں جانتی ہوں کہ جب جنگ عظیم کا سامنا



ہو گا اس وقت اسد ہلاک نہ ہو سکے گا یہ نامہ پڑھ کر بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کہ دیکھو جو کوکب نے لکھا ہے کہ وہ میری بی بی نے دہین بیٹھے بیٹھے بتلادیا ان کو ملکٹاری میں بہت سلیقہ ہی غرض تعریف کر کے نامہ کا جواب لکھا کہ اسے ملگ تم گھبراؤ نہیں میں نے زنار کو ہر اس فیصال شکر باغبان تمھارے پاس بھیجا ہے یہ ساحر معزز ہے اس کی خاطر کرنا حال نامہ کا بھی وہ تم سے بیان کرے گا اور شکر دشمن کا بھی خاتمہ کر دے گا میں نامہ سب ناظران طسم کو بھیجتا ہوں وہ سب جمع ہوں تو انتظام طسم کروں یہ نامہ طائر سحر کے گلے میں باندھ کر بھیجا طائر قبل پہونچنے زنار کے پہونچا ملکہ نے نامہ گلے سے کھول کر پڑھا اور حال آمد زنار معلوم کر کے ساحر استقبال کے واسطے بھیجے زنار بعد قطع مسافت آہ جب قریب پہونچا استقبال کر کے لیگئے اُس نے شکر اتیا ملحق شکر ملکہ خیرت اتروایا آپ سامنے ملکہ کے آیات سلیم کی نذر دی ملکہ مذکورہ نے خلعت عطا فرمایا اگل زرین پر بٹھایا ساتی نے حسب ایما ملکہ صوفی جام شراب دیا اُس نے بادہ خواری کی جب نشہ ہوا اس وقت ملکہ مسطورہ نے حال نامہ کوکب کا بھیجے کا استفسار کیا اُس نے جو کچھ جواب دہان سے آیا تمھارا مسکو نصیح وار بیان کیا از بسکہ عیارہ شکر مہر خ برائے خبر گیری بہ شکل مبدل بیان بہتے ہیں اخون نے بھی کل کیفیت سنی اور بہت خوش ہوئے کہ احمد اللہ جس بے محنت ہمارے استاد نے گوارا کی تھی وہ مراد پر آئی فی الجملہ زنار بیٹھا شراب پیا کیا اور تاج دیکھتا رہا جب سواد شب سے مہر قرص صوفی روزگار پر ثبت درویشان ہوئی اور فرمان غزل عامل روز نشی دہر نے جاری فرمایا ایسا

ہم گشت گردون شتاب آمدش	شب تیرہ را دید تا پندش
برآمد یکے زد و کشتی ز آب	بسا لید رنج و بسا لود خواب

سرشام اُس نے حکم طبل جنگی کا دیا تقارہ جنگی گڑا گڑا عیاران شکر اسلام خبر لے کر بارگاہ میں آئے ملکہ مہر خ کو تسلیم کر کے زمین ادب کو بوسہ دیا و عابے عسرو دولت دے کر اس طرح حال بیان کیا

کہ ہوا ارشاد ہان شاد باد	سنگوے دہا بخت ہمارا دباد
تو بیدار باش جہاندار باش	خسر دمند باش و بے آزار باش

شاہ عیاران کوکب کے بیان پہونچے اور وہ بدارات پیش آیا افراسیاب کا نامہ دار کہا تھا اس کو جواب سخت دہان سے ملا بے نیل مرام وہ پھر آیا شاہ جادوان نے غضبناک ہو کر ایک ساحر زنار جادو نام کو بھیجا ہے اس نے بمقابلہ ملک پتاہ طبل جنگ بجوایا ہے یہ خبر شکر تمام سردار شاد ہوئے کہ خواجہ کی شفقت کام آئی پھر میان بھی کوس حرب پر چوب پڑی دربار سویرے سے برقامت ہوا ہر شخص اپنے مقام پر اگر درستی اسباب حرب ضرب کرنے لگا سحر کی جاگ نتر دنگے جا پ شروع ہوئی



جدھو کھیلواری کی جھنکار تھی جدھر سنو کلو ابھیر دن نار سنگھ کی پکار تھی اُس طرف زنار کے لیے خیمہ نہ لفتی  
استاد ہوادہ بھی بارگاہ سے اٹھ کر خیمہ میں آیا اور سر جھکانے لگا لشکر میں بھی اُس کے یہی سامان تھا اگر  
برق فرنگی وغیرہ عیاروں نے باہم مشورہ کیا کہ بیان عمر و موجود نہیں ہیں اور نہ نار کو زبردست  
سمجھ کر شاہ طلسم نے بھیجا ہی مبادا اکل ہمارے لشکر میں کچھ ضرر پہونچا تو اچھا نہ ہوگا پس چاہیے کہ ہم لڑائی  
سے پہلے کچھ تدبیر کریں یہ مشورہ کر کے باہم جانتوز کو پر اسے حفاظت لشکر چھوڑ کر صحرا میں آئے اور  
ذیل بچائی قرآن بھی آیا اُس سے اپنی رائے ظاہر کی اس نے کہا اچھا تم دونو جاؤ میں بھی آؤں گا  
یہ سنکر ضرغام و برق صور میں ساحران لشکر حریف کی ایسی بنا کر چلے دیکھا کہ لشکر عدد دین ہوم ہو رہا  
ہے طمر و بجتا ہی تیاری جدال میں ہر ایک مصروف ہے ہتھیار و نکی درستی سے مالوف ہی یہ ہر سمت چھپے  
لیکن تدبیر میں نہ آئی اور رات بھی تھوڑی رہ گئی اُس وقت دونوں الگ الگ ہو کر یوں اپنے لشکر کی  
طرف چلے کہ اتفاق سے برق کا گزر جانب خیمہ پہ سالار زنار و سو اس جادو نام کے ہوا اور وہ  
خیمہ سے ٹک کر پر اسے تربیت و نگاہداشت لشکر ایک سمت جانا تھا برق نے اس کو تجویز کیا اور وہ وڑ کر  
اُس کے پاس آیا اور کہا حضور ادھر تشریف لائیے ایک تماشا میں آپ کو دکھاؤں اُس نے پوچھا  
کہ تو کون ہے اُس نے کہا کہ میں لشکر حیرت کا ایک ملازم ہوں اس وقت آپ کے لشکر میں آیا تھا  
دو عیار ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے میں نے چاہا کہ گرفتار کروں مگر ہم لوگ ان عیاروں سے  
ایسی زک پا چکے ہیں کہ میرا حوصلہ اُن پر ہاتھ ڈالنے کا نہ پڑا کیونکہ میں اکیلا تھا پس اگر آپ چاہیں تو ملکر  
اُن کو پکڑ لیں یہ تقریر سنکر سو اس خوش ہوا کہ اگر عیار ہاتھ آگئے تو لڑائی بالکل فتح ہو میرے مالک  
کی بڑی ناموری ہوگی عرض شادان و فرحان اُس کے ساتھ چلا اور جب لشکر سے ٹک کر صحرا میں آیا برق  
نے کہا دیکھیے رہ جو سامنے درخت ہر وہاں پر بیٹھے ہیں یہ اس طرف دیکھنے لگا اُس نے حباب بیوشی  
مارا کہ وہ منہ پر پڑا اور وہ اُس کے غبار سے بیوش ہوا برق نے اُس کو خوب بیوش کر کے کپڑے اتار  
لیے اور اُس کی کمر میں کند باندھ کر درخت پر چڑھ کر ادھر کھینچا پھر کسی شلخ سے مضبوط باندھ دیا اور  
آپ رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنکر اُس کے خیمہ میں آیا اور منتظر وقت ٹھہرا کہ حال اسکا  
بیان کیا جائے گا مگر ضرغام و یوں پھر اس نے ایک ساحر کے بستر پاس جا کر پکارا کہ اے برادر  
جلدی چلو کہ سپہ سالار صاحب تمہیں بلاتے ہیں وہ ساحر افسر کا نام سنکر اس کے پاس آیا اور کہا سپہ سالار  
صاحب کہاں ہیں لشکر حیرت سے ٹک کر کسی کام کو صحرا میں آیا تھا وہاں ایک افسر کھڑے تھے مجھ سے کہا  
ہمارے لشکر سے ایک شخص کو بلا لو کہنا سپہ سالار بلاتے ہیں میں اُن کے کہنے سے آیا ہوں اور کچھ نہیں  
جانتا ہوں یہ بیان سنکر وہ ساحر سمجھا کہ صحرا میں شاید درستی سحر کے لیے گئے ہوں گے یا کسی عیار کو دیکھ کر  
گرفتار کرنا منظور ہوگا پس بوجہ تنہائی ایک آدمی کو بلا یا ہوگا یہ سوچ کر اس کے ساتھ ہوا کہ اچھا چلو



حضر غلام اُس کو صحرائیں لایا اور بیضہ بیٹھی مار کر اس کو بیہوش کر کے غار میں ڈال دیا اور آپ اسی کی ایسی صورت  
 بنکر وہ ہی لباس اُس کا پہنکر اُسکے پڑاؤ پر آکر ٹھہرا اور انتظار موقع عیاری کرنے لگا لیکن جب یہ دونوں قرآن  
 سے رخصت ہو کر چلے گئے تو وہ بھی بہر عیاری جلا حب اتفاق ایک خدحکار زرنار کا اُسکو کنا سے لشکر  
 کے طا اُس نے اُس سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو خدحکار نے کہا زرنار بارگاہ حیرت سے اٹھکر اپنے  
 خیمہ میں آئے ہیں انھیں کا ملازم ہون چھپے رہ گیا تھا اب مالک پاس جاتا ہوں قرآن نے کہا بھائی ہمیں  
 بھی کہیں تو کر رکھا دو بیکار ہیں ہمیں دعا دین گے اس نے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو کہا رکاب داری اور  
 دیکھو ایسے کچھ بنائے ہیں ملک حیرت کے بکا دل کیلئے تو نہ یہ جاتا ہوں یہ کہہ کر ایک کھجور سے نکالا اور کہا لو  
 اس کو کھا کر دیکھو خدحکار بچارہ فائل از فریب عیاری وہ کھجور اٹھوڑا سا کھا گیا اور کچھ دور چلکر بیہوش ہوا  
 قرآن اس کی صورت بنکر اور اُس کے لباس سے ملی تو کہ اُس کو درخت سے باندھ کر آپ درخیمہ  
 زرنار پر آکر ٹھہرا اور گھات عیاری کی سچنے لگا از بسکہ رات کم تھی کچھ ہی دیر میں وہ وقت آیا کہ باغیا  
 قدرت نے گلشن فلک سے گلہائے کو اکب چن لیے اور بادِ حزن نے سموم آسائے غنچے ہائے بخوم پڑھ کر  
 کوکے غارت کیے کہ بقتضائے ابیات

سپیدہ بد از روز آوخت چنگ

جہان شد ز دیدار خود رشید زور

چو روشن شد آن چادر شکستہ گ

چو نہان شد آن چادر لا جورد

رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی تھی صبح ہوئی سحران نامی ساحران گرامی سوار ہو کر بارگاہ کے در  
 پر صبح کو پہنچے آئے تھر خ دعا درگاہ خدا میں کر کے تاج شاہی اور لباس فرزانہ والی پہنکر برآمد ہوئی  
 ایک سمت ملک بہار بصد آرائش و وقار محل سے نکلی تخت ان دونوں کے فیل کھر پکے گئے چھتر  
 پھرنے لگا گرد طاؤسان زرین بالی پر جادو گر نیان سوار اور ساحر لشکر کے افسر طائران کھر پٹھے گئے  
 نفیر کھجراتے چلے نقارے جنگی گڑ گڑا نے گے بصد شمشیر و جاہ سواری بادشاہ کی میدان جنگ  
 کی طرف روانہ ہوئی کہ بموجب ابیات

بیاد د از خیمہ لشکر براه

چیز ناسندہ شہر یار

کشیدہ ہمہ تیغ پیر کستہ

ہمان تازی اسپان بپرستوان

ہمہ جامہ و آلت کار زان

در ازیب اندر جہان مہتری

چو آتش سپاہش بکین تیغ شد

بر ان پیل جادو گشت شہ

بالاے صنوبر بہن چون بہار

ہمہ لشکرش کیسرا استہ

ایا جوشن و خود بستہ میان

زیا قوت و ز گوہر شاہ دار

ہمان تخت زرین و انگشتری

بدشمن روان لشکر انگیز شد



المختصر میدان میں پہونچ کر حکم کشتی دیا تھا کہ آمد لشکر حریف ہوئی بلکہ حیرت سحر کے بنگلے میں سسند زہر پر بیٹھی ہوئی اور بنگلے پر دے ہوا اڑتا ہوا اندر بنگلے کے جادوگر نیون کا گرد ملکے مجمع سپاہ ساحران ہویون پر سوار بڑے تزک و اختتام سے جاے کار زار پر آکر ٹھہری اور ہر زنا رہی خیمہ سے نکل کر سوار ہوا قرآن جو شکل خدمتگار تھا جہان اور خدمتگار تھے وہیں جا کر ٹھہرا ہاگما میدان جنگ میں ہم لوگوں کا کیا کام ہے جب میان پھر کر آئیں گے اس وقت ان کی خدمت ہم بخوبی کریں گے اور ضرغام جو ایک ساحر کی صورت لشکریون میں سے بنا تھا لشکر کے ساتھ ہولیا لیکن برق جو بصورت و سوا اس سپہ سالار ہو اس نے اپنے رفیقون اور ماتحت ساحرون سے حکم دیا کہ ایک اژدر بزرگ سرسری سواری کے لیے بناؤ کہ خوب چست و چالاک اس وقت ایک ملازم نے عرض کی کہ حضور میں اژدر ہا بنتا ہوں آپ تجھ پر سوار ہوں اور مجھ سے بھی کام لینا نہ پڑے گا جدھر آپ فرمائیے گا اُدھر میں چلون گا برق نے اسکو ایک مشت زرنکا لگا دیا اور فرمایا کہ ہم تمھارا غمدہ بڑھا دیں گے اور تم کو خوش کریں گے وہ ساحر یہ سنکر براہ خوشامد ایک اژدر حبیب کی صورت بنا اور برق اس پر سوار ہو کر چلا لشکر بارہ ہزار ساحرون کا آکر اس کے ترتیب دیا اور سپر پشت اپنے سب کو لے کر اژدر اڑاتا تھا سے شعلہ آتشین اژدر سے کے پیدا ہوا ہمراہ نہ تار یہ بھی چلا نہ تار جٹائیں خاک آلودہ ٹکڑے جھوٹے سحر کے گلے میں ڈالے سانپ جسم میں پیٹے بصورت حبیب اژدر پر سوار بارہ ہزار ساحران نابکار ہمراہ لیے نفیر بجا تا داد گاہ میں آیا وہ ساحر بھی سب زشت رو اور خبیث صورت بدسیرت تھے کہ ہر ایک کے موئے زہار رنگوٹون سے باہر ہر پرے اپنے خوک و خرس کے بزور سحر بناے ترسولون پر ماراں سیاہ پیٹے تھے نمایان ہاتھ میں ان میں چوکیں روشن کیے چوکیوں کی لو بہر جب وہ چانول اور ماشاں مارے آئین سے سحر طرچ کے ظاہر ہوتے رزمگاہ میں صفت بستہ ہوے

تنش زشت دینی کردے زرد	بد اندیش و کوتاہ دل پر زرد
دو چشمش کثر دینزدندان بزرگ	براہ اندرون کثر زرد و دھچکر گریگ
ہمان بد دل و سفاہ دبے فروغ	سرش پر زکین و زبان پر دودغ

معرض جب یہ بھی داخل میدان جدال ہو چکے اس عرصے میں یہاں میدان پاک و صاف ہو چکا تھا تخت شاہان قلب لشکر میں ٹھہرے تھے صفوں کے جھگڑے تھے تاریخ ترجیح اچھلتے تھے نقیب پکارتے تھے کہ دنیا میں ہر ایک کو فنا ہی مگر جادوہ رشتہ شمشیر راہ ملک بقا ہی جو تلوار کی دھار پر راہ چلا منزل پر پہونچ گیا زندہ جاوید ہوا اور جو کوئی اس راہ سے بھٹکا وہ زندہ در گور مردہ نام و ننگ ٹھہرا یہی گو یہی یہ میدان ہی مردی و نامردی کا امتحان ہی کہ میت بخیر شادمانی و جز نام نیک + ازین زندگانی مینابی تولیک + نقیب یہ کہر جب ہٹے زنا تو آ پہونچا ہی اس نے اژدر اڑا کر



ملکہ سے اجازت رزم کے میدان میں اپنے تئیں پہنچایا اور کچھ سحر سازی دکھا کر مبارز طلب ہوا لشکر  
 صرخ سے ایک ساحر نامی سجاد و نام مقابلہ میں گیارہ تار نے ایک گولہ فولادی سحر پڑھ کر مارا اس بہادر  
 نے رد سحر پڑھا کہ گولہ اٹا پھر گیارہ تار نے ابی غصہ میں آکر ایک ناریل سحر کا مارا اسکا نہ ہر حیدر و سحر کیا  
 مگر ناریل نہ پھرا اور اُس کے بازو پر پڑا کہ بازو ٹوٹ کر ہاتھ بیکار ہو گیا یہ معاملہ دیکھ کر اور ایک ساحر  
 کینہہ انگیز جادو و ملازم ملکہ سر محمود دڑی اور سجاد کو ہٹا کر آپ مقابل ہوئی زنا نے اب کی ناریل سحر کا  
 مارا کینہہ سے بھی رد سحر ہوا اور ناریل سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کی طرف سے نکل گیا بیرون نے اُس کے  
 غل جچایا اور زنا نے پھر مبارز طلبی کی ادھر سے سر محمود اجازت لے کر چلی جب سامنے پہنچی زنا نے  
 پھر ناریل سحر کا مارا اسنے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل کٹ گیا زنا کو غصہ آیا اور اسنے ایک نارنج کا لکڑی کا ٹکڑا اچھالا  
 اور پھر اس نارنج کو آپ ہی روکا اور پھر اچھالا یہ حرکت دیکھ کر صرغام جو لشکر بنا ہوا اس کے لشکر میں کھڑا تھا سمجھا کہ یہ نارنج تین بار  
 اچھالے جو لگائے گا تو یقین ہو کہ سر محمود سے رد سحر ہو سکے اور وہ ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے پس نارنج نہ  
 لگانے دو یہ سوچ کر اُس نے تیسری مرتبہ نارنج اچھالا صرغام نے غول میں فوج کے اپنے تئیں پوشیدہ کر کے  
 ایک پتھر ایسا مارا کہ نارنج پر پڑا وہ ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا کیونکہ وہ اسی طرح کا تھا کہ جب تک تین بار اچھال کر نارنج  
 نہ رُکے سحر پورا نہ ہو صرغام نے اس میں فرق ڈال دیا غصہ زنا نے نارنج پر پتھر پڑنے سے حیران ہو کر کہا  
 کہ اے سر محمود کیا تیرے ساتھ سحر کے پتلے ہیں سر محمود کو پہلے تو تعجب ہوا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے پھر اس نے بھی دھمکانے  
 سے کہہ دیا کہ ہاں میرے ساتھ کئی سو پتلے ہیں اس نے کہا تو اچھالے اس سحر کو رد کر یہ کہہ کر ایک تیر نکالا اور  
 اس کے پیکان پر سحر پڑھ کر کمان میں پیوستہ کر کے چاہتا تھا کہ لگائے صرغام نے اب کی جگہ ایسا تاک کر  
 مارا کہ تیر و کمان دونوں کٹ گئے یہ بہت حیران ہوا اور دل میں سمجھا کہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہی ادھر  
 صرخ وغیرہ نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سر محمود کیا کہنا جانتا ہے جو تیرے کھڑا تھا اس نے کہا اے ملکہ  
 یہ صرغام چھپا ہوا طور پر ہی صرخ کو بڑا تعجب ہوا زنا کو تیر کے کٹنے کا بڑا غصہ آیا اور ترسول بکھڑ کر چاہا کہ  
 جا پڑوین اس وقت برق جو سپہ سالار بنا ہوا ہے اس کو خیال آیا کہ اگر یہ جائے گا تو سر محمود گرفتار یا قتل  
 ہو جائے گی اب اس کا فرکورد کو اور جو عیاری تجویز کر چکے ہو وہ آغاز کر کے اس کو جہنم رسید کر دیہ سوچ کر  
 اس نے اتر کر سے کہا زنا کے پاس مجھ کو بچل وہ اڑ کر سامنے زنا کے آیا اور سپہ سالار نقلی نے دست بہ  
 عرض کیا کہ اس ساحرہ نے نہ بدستی بہت دکھائی ہے نہ سوری حضور کی اس میں ہر کہ آپ کا ملازم اُس کو زیر  
 کرے پس امیدوار ہوں کہ مجھ کو اجازت حرب دیکھے کہ میں اُس کو باندھ لاؤں زنا نے کہا مجھ کو سپہ خداوند  
 سامری کیا یہ حکم شکر اژدر اڑ کر میدان میں پہنچا اور پکارا کہ اے لکھتا تو نے میرے مالک کو بہت عاجز کیا  
 تھا اے اس ضرب کو یہ لکھا ایک نارنج کچھ بد بدار اس سر محمود نے رد سحر پڑھا کہ یہ نارنج اترنے کرے از بسکہ نارنج  
 عیاری کا تھا سحر کا ہوتا تو رد سحر کام آتا ہر حیدر و شکین دین مگر کچھ نہ ہوا نارنج آکر منہ پر پڑا اور شق ہوا سب نے



دیکھا کہ اس میں سے ایک شعلہ چمکا اور دھواں نکلا سر خموش مرے کے سرخ کھا کر طاؤس سے گری سے  
 ساحرون کو اپنے حکم دیا کہ وہ باندھ کر لے گئے اور اس نے پھر نسیب دی ابکی ملک نافرمان رہ بر وائی اور  
 پکاری کہ لا حریہ بحر اس نے ایک نایل جگر دے کر مارا نافرمان بھی سر پڑھ پڑھ کے پھوٹکا کی گر کچھ نہ ہوا  
 تاریل جا کر منہ پر پڑا کہ شعلہ چمکا اور یہ بھی مہوش ہو گئی جادو گردن نے آکر باندھ لیا اور پھر اس نے پکارا  
 کہ آؤ میرے سامنے اور میرے طاؤس نکلی اس کے منہ پر کھدستہ مارا کہ منہ پر پنکھڑیاں اس کی بکھر رہی اور  
 وہ مہوش ہوئی گرفتار کر دیا وجہ گرفتاری یہ اور بھی ہے کہ طرف داران اسلامیان پہلے آپ سر نہیں کر کے ہیں  
 اسی سے حربہ طلب کرتے ہیں اور نارنج و ترنج وغیرہ مہوشی آمیز سے مہوش کر رہا ہے اور حاشوڑ اور  
 ضرغام سے تو مشورہ ہو چکا تھا ہر اس وقت اس طرح لڑنے سے وہ بھی پہچان گئے ہیں کہ یہ برقی عیار ہے  
 پس وہ بھی کچھ تدارک نہیں کرتے ہیں الغرض اس نے تیسرے پہر تک تیش چا لیتا سا حرہ اور ساحر گرفتار  
 کیے اس وقت بہار نے چاہا کہ میں جا کر ٹون برقی اسادہ بہار مفہوم کر کے سمجھا کہ یہ آئے گی تو بحر باغ و  
 بہار کا کرے گی میری عیاری کھل جائے گی پس یہ سمجھ کر بکا را کہ اسے فرقہ نکرا مان اب دن کم رہا ہے اس وجہ  
 سے طرح دیتا ہوں اگر تم نے اطاعت شاہ جادوان نہ کی تو ہر ایک کو کل راکہ تک فنا دکھاؤں گا سب  
 کو خواب عدم میں سلاؤں گا اور میرے سب سے جہا بات سخت و درشت دیے مگر برقی میدان سے پھر گیا  
 زنا نے بہت تعریف کی کہ اسے سپہ سالار میں کیا کہتا اور اس کی خاطر سے قبل باز گشت بجا دیا  
 لشکر و نون پھر سے سرخ رنجیدہ و دل کبیدہ مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی اور حیرت سپہ سالار پر  
 تیار کرتی ہوئی اپنی بارگاہ میں آئی لشکر نے کچھ لی خلعت بہت بھاری حیرت و زنا نے سپہ سالار کو دیا پھر  
 عیش میں مصروف ہوئے اتنا دن بارگاہ ملکہ میں زنا رہا پھر سپہ سالار لائے دگڑات کیا کیا کھلے  
 ملکہ میں کل سب تک حراموں کو پکڑ لیاؤں گا اور مہار کو وہ جو تیان لگاؤں گا کہ بھیجا نکل آئے گا سب  
 تعریف کر رہے ہیں کہ آپ ایسے ہیں لیکن مہار کا نام لینے سے حیرت دل میں بڑا مانتی ہے کہ یہ مجھ پر  
 لینے گویا یہ در پردہ کہتا ہے کہ بھاری بہن پر کیا میں بہت لے گیا تم پر عذاب آیا ظاہر میں یہ بھی تعریف  
 کر رہی ہیں ناچ ہو رہا ہے حاصل یہ کہ سبب فرد خورشید سے دفتر کشائی سب نے حساب سمجھ لیا اور  
 رقم انجم کو کتاب سپر پر چڑھایا کہ بقعناے ابیات

درخشان شد اختر بزرگ ندون  
 بنام ہما ندانہ خواستند

چو پیداشد آن چادر فیر گرن  
 معنی ہمہ سازہ برداشتند

زنا نے ملکہ سے رخصت ہوا کہ میں دن بھر کا خستہ ہوں اب جا کر آرام کروں گا ملکہ نے کہا اچھا جائے  
 مگر قیدیوں کو انھی طرح رکھے گا اور سپہ سالار کو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا کہ عیاران کی فکر میں ہوئے  
 اگر اکیلا پالین گے تو زندہ نہ چھوڑیں گے اور آپ بھی بہت ہوشیار رہیے گا اس نے کہا بہت خوب



اور مع سپہ سالار اپنے خیمہ میں آیا جملہ سرداروں کو طلب کر کے اپنے خیمہ کے برابر ایک قنات کھجورادی زمین  
 قید کیا اور ایسا سحر کر دیا کہ جو کوئی قنات پاس آئے تو بیہوش ہو جائے اور زمین کو بھی سنگ لاخ بنایا  
 کہ نقب کوئی عیار نہ لگا سکے اور راہ اس قناعت میں جانے کی اپنے خیمہ کے اندر رکھی وہ سراپہ جو  
 قناعت کی طرف تھا گڑا دیا کہ سامنے سے قیدیوں کو دیکھتا رہوں گا جب یہ بند دست کر پکڑا تو ایک  
 خدمتگار کو پکارا قرآن بھی پھیل خدمتگار تھا یہ ہی حاضر کہہ کے سب کے پہلے سامنے آیا اس سے کہا تم دروازے  
 پر حاضر رہو کچھ کام ہو گا تو بلا لیا جائے گا اور سب نوکروں سے کہا جاؤ آج تمہاری نوکری معاف ہے خبر راہ  
 یہاں نہ آنا سب چلے گئے اور یہ سپہ سالار کا ہاتھ کپڑے اندر بارگاہ کے گیا مسند زربہ بٹھاکر شرب  
 و ساغر سپہ سالار کے حوالے کی کہ تم بھی بیو اور مجھکو بھی دو سپہ سالار نے سلام کر کے ردیرو سے منہ پھیر کر  
 شراب پلانا شروع کی ایک آدھو جام تو خالی بیہوشی دیا جب اس کو نشہ ہوا اس وقت سمجھا کہ اب نہ نگاہ  
 سحر جام پر نہ ڈالے گا بس بیہوشی ملا جام زیادہ بھی پیگیا یہاں تو یہ کیفیت ہے لیکن صرصر عیارہ آج کی جنگ  
 میں نہ تھی یہ طلسم باطن میں کسی کام کو گئی تھی شام کو پھر کرائی اور سامنے حیرت ہو چکر تسلیم کر کے ٹھہری  
 تھی کہ ملکہ نے کہا اے صرصر آج کی جنگ قابل دیکھنے کے تھی نہ تار جو آیا ہو اس کے سپہ سالار نے  
 ایک ایک تاریخ میں سردار ان نہر خ کو اسیر کیا اور شہزادیاں طلسم مثل تا فرمان وغیرہ سے اس کا  
 تاریخ تک رد نہ ہو سکا بڑی لڑنے والی تھیں مگر ایسی دلت کے ساتھ قید ہوئیں کہ مجھکو بیان کرتے شرم  
 آتی ہے کچھ ان سے ہوئی نہ سکا وہ سپہ سالار اکیلا ہو گا مجھکو اندیشہ عیاروں سے ہر توجہ اور اس کی  
 حفاظت کر ملکہ سپہ سالار شراب میرے یہاں سے لیتی جا کہنا اپنے یہاں کی کوئی چیز کھاؤ یہ نہیں مہاد اپنے  
 ہی کسی عیار نے اس میں بیہوشی ملا دی ہو اس سے یہاں کی شراب بڑی صرصر یہ حال شکر منجب ہوئی اور  
 اشتیاق پیدا ہوا کہ چل کر دیکھو تو وہ کیسا ساحر ہے جس نے یہ کار نمایاں کیا ہر عرض کتنی شراب کی اور سپہ سالار کے  
 چلی جب درخیمہ نہ تار پر پہونچی دیکھا کہ ایک خدمتگار بیٹھا ہے اور قرآن نے بھی اس کو دیکھا چاہا کہ وہ کے پھر مجھا  
 کہ یہ تم کو پہچان لے گی جانے دو اگر کچھ فتور پر پا کرے اس دنت کچھ لینا یہ سوچ کر اس کو گردن جھکا کر کہ آنکھ  
 سے آنکھ نہ ملے سلام کیا یہ سلام نے کر اندر خیمہ کے گئی دیکھا سپہ سالار نہ تار کو شراب پلا رہا ہے اس نے دشتی  
 سامنے رکھ کر اور میوہ دیکر پیام ملکہ کا کہا کہ فرمایا یہ شراب پینا اور عیاروں سے ہوشیار رہنا یہ کہہ کر غور  
 کیا تو نہ تار کا کام تمام پایا اس قدر سرشار دیکھا کہ بیہوش سے بدتر تھا اس وقت اس نے سپہ سالار پر  
 نظر فطرت ڈالی سپہ سالار بھی گردن اٹھا کر لٹکا رہا کہ کیا دیکھتی ہو دن رات کا نکالا یہی مجھکو بھی کوئی اور بنایا  
 ہراری وہ ہوں میں کہ سردار ان حریت کو پکڑ لایا ہوں اور اب بیان کا کام انجام کو پہونچا ہوں انکو  
 ایسا کرتا تو میان میرے ہتے نہ چڑھتے اعتبار نہ مانتے صرصر نے یہ سکر پہچاننا کہ یہ بوقی ہر جا ہا کہ زمانہ  
 سے کون مگر اسکو بخود پایا مجھی کہ اس کے کہنے سے تو بھی پھینس جائے گی اور یہ عیار قتل کر کے اس کو صاف



نکل جانے کا لازم ہے کہ درخیمہ پر خدمتگار بیٹھا ہے اس کو بلا کر عیار کو سحر سے بکڑ والوں یہ سوچ کر برق کی باتوں کا جواب سچ سچ دیتی ہے یہ اُسٹے پاؤں پھری اور یہی کہتی ہوئی کہ جو آپ کہتے ہیں سچ ہی سچ ہوشمہ کے بہر  
 نکلنے خدمتگار سے کہا جلدی آعیار اندر ہی کھڑے خدمتگار نے کہا حاضر اور اُسکے ساتھ جلدی سے  
 اندر آیا اس نے پہلے لکارا کہ اسے موے برق اب کہاں جائے گا برق نے جلدی سے ایک لات  
 کھڑے ہو کر نہ نار کے نار ہی کہ وہ تو سب وہ شراب کی طرح لٹکھا گیا اور یہ چھپٹ کر چلا کہ اس ساحر  
 کو جسے صرصر لائی ہے حباب مار کر گرد و ن کہ صرصر اس ساحر سے پکاری ارے دیکھتا ہے اور سحر نہیں ٹھٹھا  
 ہے اس کو بکڑنے اس ساحر نے یہ سکر دوڑ کر صرصر کو گود میں اٹھا لیا اور کہا اُستانی میری بھی سلام ہے  
 اتنی جلدی کیوں کرتی ہو نہ نار کو مارے لیے ہیں گھبراؤ نہیں صرصر نے یہ سکر جو غور کیا خدمتگار کو ہنر  
 قرآن پابا بس دم نکل گیا اور کہا واہ واہ کیا بند و بست کر رہا ہے برق بھی یہ حال دیکھ کر خوش ہوا  
 اور کہا اسے قرآن آج تو جی چاہتا ہے کہ اُستانی کی بھی ناک کاٹ لیں کہ یہ بہت اچھلتی پھرتی ہیں پھر جو یہ کچھ  
 شرارت کریں گی تو ہم کہیں گے نکلے جے بے احوال اور انکی ناک کٹنے سے اور دن کے بھی کان ہو جائیگے  
 پھر کیا منہ اور اسکان کسی کا جو ہمارا سامنا کرے قرآن نے کہا کیوں اُستانی کیا کہتی ہو ناک کاٹ لیں صرصر  
 نے کہا اسے مودین نگو اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدفے کروں ناک اُسکی کاٹو جو تھاری اُستانی ہو لو  
 موے غارتیوں کو دیکھو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری یہ کہ کر چاہتی تھی کہ غل مجائے قرآن نے  
 گیند عیاری کا منہ میں دیدیا اور ستون خیمہ سے باز دھکر برق کو اشارہ کیا کہ اس نے سر نہ نار کا کاٹ ڈالا  
 اور قرآن نے دوڑ کر اپنے سرداروں کی زبان سے سوزن کھینچ لیے نہ نار کے مرنے سے شور و غل بلند ہوا  
 تھا اور قیدی رہا ہو چکے تھے سوزن زبان سے نکلتے ہی عڑ پھکر سب اڑے اور نہ نار پر ناسخ تہج  
 مارنا شروع کیے العیا ز باللہ ایک تو مرگ نہ نار سے آنت عظیم برپا تھی آگ تھہر رہے تھے دوسرے  
 اٹھوں نے ہنگامہ برپا کر دیا قرآن نے ٹکڑا ایک حقہ آتشین ذراغ کر خیمہ پر مارا کہ خیموں میں آگ لگی اور اوپر  
 سے بھی شعلہ گرتے تھے تاریکی شب حد سے افزون تھی غیرت ہامون بھی فوج نہ نار غفلت میں بہت  
 سی ماری گئی جو ساحر ہلاک ہوتا تھا اور نہ زیادہ شور مچاتا تھا باقی ماندہ لشکر گھبرا کر رہو بفرار لایا سمجھا کہ لشکر  
 ہرج نے شیخون ہمہ را ادھر قرآن نے یہ چالاکی کی کہ صورت ساحر کی تو نبا ہوا تھا لشکر حیرت میں دوڑ گیا  
 اور پکارا کہ ہوشیار ہو جاؤ فوج نہ نار کی بکڑی ہوئی تمپر آتی ہر طلا یہ دار نے جب یہ صدا سنی قرنا بجائی  
 پلٹتین جلد تیار ہو میں فوج آگے بڑھی ادھر سے یہ خستہ و شکستہ چلے آتے تھے حیرت ان کو دشمن  
 سمجھ کے لڑنے لگی اور یہ اس کو فوج ہرج سمجھ کر بھڑے گئے گھسان کی مار ہونے لگی سحر چلنے لگا  
 مونا چاری کی پکار ہونے لگی ماشوں کے چہرے گویوں کا کام کرتے تھے آگ دھتورے کے پھل  
 بجلیاں بن کر گرتے تھے ہوا سے بجلی سحر کی گرتی تھی سرکشوں کے خرمن جان کو جلاتی تھی تلواریں روبرو



منزل فانی کی راہ کا سٹی تھیں مار مار کی صدائیں مار بکریاں چلتی تھیں کشتی حیات قلزم آہن پر چڑھی تھی  
آب تیغ کی ندی بڑھی تھی دریائے ہستی کو شمشیر نے مثل پیراک کے کاٹا تھا دل میں پیر کر کلیجہ کا لہو چاٹا تھا غول  
ساحر دن کے تہ و بالا نظر آتے تھے شاہ تیغ کے کرتے سے رنگ دکھاتے تھے طبع معشوق کی طرح تلون مزاج  
تھا کسی صفت کو بچھایا تھا تو کسی کو الٹا تھا انظم

چلے لگی برق جان سوز تیغ	چلی خسرو من زندگی بید ریغ
وہ تیر دن کی سن کا غلج عار سو	دیر دن کے لغو دن کی وہ لے ہو
ہوا میں سما یا تھا اس اغریو	جہان میں جہان سینے بید اغریو
شب تیرہ میں تیغ تھی یون و ان	پہاڑ دن میں ہو جیسے بجلی طیان

حیرت غلغلہ شکر باہر نکل آئی ادھر برق نے صرصر کو کھول دیا اور کہا اُستانی جاؤ تماشا دیکھو ہم نے  
دو شکر دن کو لٹو دایا اور حیرت چڑو سے کہہ دیا کہ زتا کو میرے شاگرد جناب برق نے فی النار  
کیا صرصر اس کو بڑا بھلا کہتی ہوئی چلی اور جب فوج آپس میں لڑ چکی اس وقت نافرمان وغیرہ نے اپنے  
شکر کی راہ لی یہاں حیرت جنگ آغاز کیا چاہتی تھی صرصر جا کر پہنچی اور کل کیفیت معرض بیان میں لائی  
ملک نے اپنا منہ پیٹ لیا پھر بزدل و سر پر داز کر کے برسر ہو گئی اور نصیر خوجائی کہ کل شکر کے کان میں اسکی  
صدائیں اور باہم جنگ موقوف کی ملک نے ہنگامہ کم دیکھا پکار کر کہا آپس میں مت لڑو لے افسران شکر میرے پاس  
آؤ یہ کہہ کر بارگاہ میں چلی گئی فوج زتا جو کچھ قتل و غارت سے بچی وہ اور افسران شکر حیرت بارگاہ میں  
سامنے ملک کے گئے ملک نے چالاکی عیاران اور حال قتل زتا بیان کیا پھر اسی حال کا نامہ افراسیاب  
کو لکھا اس ہنگامہ میں رنگ چہرہ ترک شب خوف ہے اُڑ گیا اور فلک پیر کا اشک چکیدہ یعنی ہر دامن  
روز میں ڈھلکا نظم

چو بزدل سر از چشمہ شیر شید	نہان گشت چون رقصے روحی سفید
نشستہ ہا نثار بر تخت عاج	زیر زور یا قوت بر سرش تاج

دم سخن تخت شاہی پر جلوہ گر ہوئی سردار جو رہا ہو کر آئے تھے ان کی نذر گزری عیاروں نے آکر  
سب حال بیان کیا ان کو خلعت عطا ہوا اور باب نشاط حاضر ہوئے جلسہ عشرت آغاز ہوا ادھر زتا  
کی لاش اس کی فوج نے اٹھائی اور جایا چاہتی تھی کہ یہ عجب کیفیت ہوئی کہ وہ اس سپہ سالار  
زتا جسکو برق درخت سے باز دھ آیا تھا رات بھر میں اس کی ہوشی اتر گئی اور چونکہ اس کی زبان  
میں سوزن تھا اس سب سے سحر پڑھ کر اپنے تئیں کھول نہ سکا صبح کو جب کاش اور ہیزم فروش صحرا میں آئے  
اس نے ان کی آواز شکر جسم کو جنبش دی کہ پتے کھڑکھڑاے اور گلے سے بھی کچھ صدا نکالی کہ وہ لوگ  
ڈرے اور کہا معلوم ہوتا ہے اس درخت پر کوئی آسیب ہے یہ جان کر کچھ بھاگ گئے مگر کچھ جی کڑا کر کے



اُس درخت کی طرف دیکھنے لگے اس نے دانت نکالے اور منت کی کہ مجھ کو کھول دے ایک اس میں سے  
 لشکر کا گھسارا تھا وہ کچھ سر بھی جانتا تھا درخت پر چڑھ گیا اور اس کو کھول کر نہ بان سے سوزن نکالی کہ یہ  
 اٹھ کر درخت سے اترا اور ایک کپڑا ان سے مانگ کر پانڈھا پھر اپنا حال بیان کیے وعدہ کیا کہ تم لشکر  
 میں آنا میں بہت کچھ تم کو دون گا وہ سب خوش ہوے اور یہ وہاں سے لشکر میں آیا سرداران و نثار نے  
 جو اس کو دیکھا سمجھے کہ یہ وہی عیار ہی جس نے نہار کو مارا ہے اور ہم کو لوٹا دیا ہے کیونکہ حیرت سے سن چکے تھے  
 کہ پہ سال کی صورت بن کر عیار آیا تھا یہ سمجھ کر باہم کہا کہ اگر اس کو گرفتار کر کے ماریں شاید اب یہ کوئی  
 تم میرے آ یا ہو غرض کہ پہلے تو یہ سب بہتہ بہتہ رہتے ہوئے اسکے جانب چلے اور یہ ان کو روٹا دیکھ کر مستفسر  
 ہوا کہ اسے مار دیا گیا مگر ہر وہ یہاں پہنچا ہے پڑے اور جوتی اور وہب اور لات اور کے مارنے  
 لگے یہ ایسا گھبراہٹ سے بھرا ہوا تھا کہ اس کے واسطے حشید کا ٹھکانہ کیون مارے ہو ادھر سے  
 شور مچا کہ خوب ہمارے پاس آ گیا اب کہتا ہے کیون مارے ہو دوسرا کہتا تھا حرامزادے یہ تیرا ہی  
 بس ہو یا ہر تیسرا بولا کہ اور مارو حرامی کو جو بھلا بولا اچھا مار کے مار ڈالو غرض ایسی باتیں کہتے تھے کہ  
 جبکا مبتدا خبر کی نہ تھا اور دھون پٹ چٹاٹ پٹاٹ اسے لینا مار دسور کو لگے لگے اور پانچ جوتی بہت  
 تیر کی کیون نے تیری ایسی قبی کہ آج ہی تو ہاتھ لگا ہر خبردار چھوڑنا نہیں کی صدا بلند تھی اور جوتیاں  
 پڑ رہی تھیں غرض کہ ایسا مارا کہ اس طرح کو بیدم کر دیا کھو پڑی اونچی ہو گئی آبرو مار کے ڈر سے بھاگ کے  
 جاتی رہے غلطہ جو بلند ہوا حیرت نے صرصر سے کہا ری جا دیکھ تو یہ کیا ماجرا ہر وہ ادھر سے چلی اور  
 یہ سب ٹانگ بکڑ کے گھسٹتے لے چلے اور اس کو جب ہوش آیا پکارا ڈہائی ملا حیرت کی اسے مجھے  
 مارے ڈالتے ہیں ڈہائی انرا سیاب کی یار دیکھا غضب ہی میری جان گئی یہ شکر پھر سب نے جوتا اٹا کہ  
 صرصر آگئی اور کہا مٹھ جاؤ تہاؤ کیا ماجرا ہو سب کے کہا دیکھی نہیں ہی ہو تو وہ ہی جس نے ہمارے مالک کو  
 مارا ہے صرصر نے قریب آکر پہنگاہ عیاری دیکھا اور کہا یہ عیار نہیں ہے اس کو چھوڑ دو اور ملکہ پاس حاضر  
 ہو یہ سب اس کو سامنے ملکہ کے لائے ملکہ نے حال پوچھا کہ دسو اس کل کیفیت اپنے بیوش ہونے اور  
 اپنے رہا ہونے کی معروض بیان میں لایا اور رونے لگا شکری یہ حال سنا کر پشیمان ہوئے کہ ناحق ہم نے اپنے  
 افسر کو مارا ادھر ملکہ کو کچھ اس کے حال پسنی کچھ اپنے او بار پہ پہنچ خلاصہ یہ کہ خلعت منگا کر دیا اور بہت  
 سی قشقی دی پھر کہا نامہ میرا تم شاہ کے پاس لے جاؤ اس نے کہا کہ اب میں کسی کو منھ نہ دکھاؤنگا سپد صا  
 اپنے گھر جاؤں گا کہ سارے لشکر کے سامنے میری عزت گئی حیرت نے کہا یہ تقاری ہنگ نہیں ہوئی ہاری  
 ہوئی یہ سب نتیجہ ہاری غفلت کا ہے اس کو سمجھا کر بٹھا دیا تمام لشکر لوں نے بھی عذر معذرت کی اور  
 اُس کے ہمراہ سمیت باغ سیب لاش نہار کی لے کر چلے ادھر سے وہ خدمتگار اور ساحر جس کو قرآن  
 و ضرع عام بیوش کر کے چھوڑ آئے تھے ہوشیار ہو کر چلے تھے راہ میں ان کو ملے اور حال سن کر شریک ہو کر



سوانہ ہوے یہ سب خبریں دربار میں پہنچنے کے بھی پہنچنے سب ہنسنے لگے اور ہرق کی فطرت پر آفرین کرنے لگے لیکن سپہ سالار صاحب خجالت زدہ بعد قطع راہ باغ سیب میں پہنچا شہنشاہ کو خبر ہوئی اس نے سامنے بلوایا اور نامہ حیرت پڑھا اس کے حال پر ہنسی آئی مگر ضبط کر کے انہوں سے کیا اور کہا تم اپنے ملک کو بھاؤ یہاں خداوند مزد و شاہ کا غضب آیا ہوا ہے کہ ہمارے لشکر پر یہ آفت آئی ہو اور قہقحیک ہوتی ہے یہ حکم شکر سپہ سالار حضرت ہو گیا اور شاہ نے غضب تمام کچھ سحر طعنا کا کہ زمین باغ سیب کی مہرانی اور چھائیں پیدا ہوئی اور شاہ کو اس نے تسلیم کی شاہ نے حکم دیا کہ اسے وہیم جادو تم اپنے بھائی گمان جادو کو جا کر اپنے استیصال بافیان بھیج دو وہ چھائیں یہ حکم شکر غائب ہو گئی بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر پیدا ہوا اور عرض کیا کیا حکم ہوتا ہے کہا جاؤ شکر اسلام نکھرے امون کا برباد کرو عیار دن سے بچتے رہنا ساحر سلام کر کے اپنے مقام پر گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار ساحر سامری وقت چیدہ روزگار کو اپنے ہمراہ لے کر یہ گمناس برادر خناس دجال کا نواسا نو تاجاری کا پوتا شہپال وزیر دہشت کا یادگار بدکردار اژدر آتش یار پر سوار ہو کر روانہ ہوا شاہ جادو ان نے مغربہ حالات دانگی فوج حیرت کو نامہ لکھ بھیجا اس نے سردار استقبال کو بھیجے یہ گمان بے ایان قریب پہنچا لوگ استقبال کر کے لے گئے اس نے ملکہ کو جا کر تذری اور دنگل پر بیٹھا شکر اس کا اتر عیار بصورت تبدیل خبر دریافت کر کے اکھڑے ہوئے اس نے بھی اس وقت تامل کیا کہ جب تک دن باقی رہا جس وقت کہ زمار تار شعاع مہر نہدے دہرنے اٹارا اور پر بڑیر کو ظلمت کے کمل سیاہ شے جوگی نے بھایا کہ

چو شمع جہان شد جسم اندرون	یفشاند زلف شب قیر کون
تیرہ برآمد ز ہر دوسرے	بدان زرم خورشید بدہنما

سرشام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ حرب پر چوب چڑی عیار دن نے جا کر ملکہ شرح کو خبر دی وہ مقام اس گبر کا شکر ششدر ہوئی اور کہا خدا خیر کرے یہ بڑا ساحر ہے سردار دن نے عرض کیا کہ اے ملکہ خدا برتر قوی و توانا ہے اس پر تکیہ کیجیے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیکھیے غرض کہ ادھر سے بھی کوس جنگی گڑ گڑایا لشکر میں غلغلہ ملبند ہوا دربار سے اٹھ کر سردار خمیون میں آئے عروس تیغ زبیر جو ہر سے اس شب سنواری گئی غلات میں سے کیا نکلی گھونگھٹ سے دھن نے منہ دکھایا شرار سر جھکا یا قامت رعنانہ غضب کا کاٹ چنے نخل قامت اعدا پایا جب رن پر چڑھے گی جوڑا شہانہ خون سے رنگا ہینے گی غضب کی چھیل بل اور رفتار دکھائے گی ہزاروں گھٹ گھٹاے گی جان اس پر لوگ نثار کر نیلے مرتے مرتے اسی کی محبت کا دم بھریں گے الغرض یہی ہنگامہ رات بھر دونوں لشکر دن میں یہ بار بار دم سحر جب داغ خاطر عشاق کی طرح سینہ سحر اذار ہوا اور نسیم سحری ٹھنڈی سانس بھرنے لگی کہ بیت ہو اے دامن باد سحر نے چراغ قہر گردن سب بھاسا ہر رخ ہزارہ ان جاہ و جلال عسکر نصرت مال کو ہمراہ لے کر میدان جہاد



و قتال میں آئی اس طرف سے حیرت بعد فروگنت فوج ضلالت ساتھ لئے دار میدان نبرد ہوئی  
آتش رزم سو ہوئی آنے سے لشکر و ن کے گیتی گردبرد ہوئی خاک تیرہ کا ستارہ امج پر آیا ہر ذرہ  
نے سر اٹھایا ذرے ہوا میں تنق گرد کے ساتھ اس طرح بیچ کھاتے تھے کہ شاہان ملک شجاعیت سر پر چتر  
زری پھرتے نظر آتے تھے گھوڑوں کی ٹاپوں سے قلعہ خاک اڑ گیا تھا یا روزگار غدار نے اپنے دل  
کا خباں نکالا تھا ہتھیاروں کی چقا چاق اور گھوڑوں کے تھمون سے گیند آسمان وزمین عزائے کی  
صد اپید اٹھی گوش ترک فلک میں کرسی ہویدا تھی اسی روز سے ایسا بھرا ہوا ہر کہ مظلوموں کی فریاد  
منین سنتا ہر دلاوردن کی نگاہ خونخوار ایسی نگاہ پر چڑھ گئی ہر کہ چہن کو عادت خونخواری کی پڑ گئی ہے  
الحاصل صفین لگین کرنا پھونکی فقیر دم بند کرنے لگی نقیب لکا رے گھوڑے سناٹے میں آئے زاع و  
زغن منڈ لائے معلوم ہوا کہ رن پڑے گا سروں کا ڈھیر لگے گا جادو گردن کے تخت ہو اسے نیچے اترے  
سامری کی جے کے نصیب بلند ہوے مرتج و گوگل کا دھوان فلک تک پہنچا منتر و ن کے جاپ پر بھنیا  
سر لکا گمان بے ایمان ساحر و ن میں دھنتر جوگی جیپال کی پون کا تماشا اپنی فوج کو الگ لیے اسنے سے  
بہتر کسی کو نہ جانتا کھڑا تھا بعد ترتیب صفوں لشکر حیرت سے اجازت لے کر میدان میں آیا اور ایک  
سحر ایسا کیا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہو کر آسمان کی طرف گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سقف گردن کو جلا دیگا  
دل خوشیہ میں آگ لگا دے گا یہاں تک کہ وہ شعلہ نظر سے ناپدید ہوا بعد لمحہ کے بہت باریک کاہل  
فلک سے گرنے لگا نہیں معلوم کہ چراغ آفتاب کی نو کا پاڑا تھا یا شعلہ سحر کا دھوان چھت پر چرخ کے  
جھکیا تھا وی گرتا تھا جب وہ کاہل ویدہ دہر میں خوب گرا لگا چکا یعنی بہت ساجع ہو گیا پر بھائیوں کی  
طرح اس میں سے پتلے پیدا ہونے لگے کہ وہ پتلے کبھی شرق کی طرف پر تو انداز تھے اور گاہے مغرب کی جانب یہ پرواز  
بعد طور ان پتلہاے ہمراہ مثال کے گمان نے مبارز طلبی کی اس طرف سے ایک ساحر اندیشہ جادو  
نام نے تھرخ سے اجازت لے کر اڑا دیا اور ہر سر مقابلہ آیا طالب ضرب ہو اگمان نے سحر پڑھا  
کہ وہ پر بھائیوں دوڑ کر پٹ گئیں اندیشہ نے بے اندیشہ سحر پڑھ کر دستک دی کہ خاطر بد اندیش میں  
اندیشہ پیدا ہوا یعنی گمان ہوا کہ چلیان جطر پٹ گئی ہن اگر یہ بھینٹ دے کر پھیر دن کا تو میرے  
پٹ جائیں گی پس بہتر یہ ہے کہ اس سحر کو باطل کر دوں یہ سوچ کر اس نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلے  
اس کاہل میں پھر سما گئے یہ سحر کچھ کر مہار نے با د از بلند تعریف کی کہ واہ سبحان اللہ کیا معقول سحر کیا ہے  
یہ کلمات تعریف سکر گمان سمجھ گیا کہ یہ اس کا سحر تھا جو تھکوا اندیشہ پیدا ہوا اور نہ کوئی اپنا سحر آپ  
مٹاتا ہو میں یہ سمجھتے ہی غصہ ناک ہو کر سحر پڑھا کہ اندیشہ کو گرمی معلوم ہوئی بعد لمحہ کے قلب اُلٹ گیا  
خیالات فاسد نے مرتبہ یقین درست نہ رکھا احلاط فاسد تجارات غلیظ دماغ و قلب میں معدے سے  
پہونچے صفرا و سودا بلغم خون غلط ہو کر جنون کی صورت پیدا ہوئی اثر در سے اتر کر کبھی روتا کبھی ہنستا



سمت صحرا روانہ ہو گیا بعد اُس کے پھر اُس نے مبارز طلب کیا اور ہر ایک ساحر ادھر سے گیا گمان نے دستک دی کہ پھر وہی پتلے پیدا ہو کر لیٹ گئے ہر چند اُس نے ناریج تنبیج مارے کچھ نہ ہوا اور اُن پتلون نے اس کو بچھاڑ کر تھوڑا کاجل آنکھوں میں لگا دیا پھر جو اس کی آنکھ کھلی دیکھا کوئی پتلا نظر نہیں آیا لیکن درخت لگے ہیں اُن پر پر بیان بیٹھی ہیں بعض انہیں ناچتی ہیں پھر ناچتے ناچتے اڑ کر ایک سمت چلین یہ ساحر بھی اسی طرف چلا اور کہتا جاتا تھا کہ واہ واہ کیا تماشہ ہر اسی طرح جنگل کی طرف چلا گیا گمان نے پھر مرد مقابل طلب کیا اور ایک ساحر سامنے گیا اُسکی بھی آنکھوں میں پر بھائیوں نے لیٹ کر کاجل لگا دیا دیدہ دانستہ دیوانہ بنا یا اُسکو بھی عجیب و غریب تماشہ نظر آیا یہ بھی ناچتا کودتا صحرا کو گیا اسی طرح جو اُس کے سامنے گیا گمان اُس کا ٹھیک نہ رہا کاجل آنکھوں میں لگتے ہی دیوانہ بنا اور جنگل میں شام تک کئی سو ساحر صحرا نور ہوئے جب دیدہ شاہد روزگار نے سواد شب کا کاجل لگا دیا اور فلک پر ستاروں کی گردش کا نیا تماشہ نظر آیا کہ سمیت اُتاری مہر نے جب چادر نور ہوتی بزم فلک انجم سے معمور ہر شام کو شکر گمان میں طبل باز گشت بجایا لات و گزات کر کے پھر اکہ کل سب کو دیوانہ بنادون کا نام و نشان سب کا مشادون کا غرض کہ شکر اپنی جگہ پر آ کر قیام پذیر ہوئے حیرت کے یہاں حسن شایانہ تھا ادھر رنج و اندوہ کا فسانہ تھا گمان شراب خواری کرتا رہا جب سرشار ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے میں اُن نکو امون کو چین نہ لینے دون کا کل خاتمہ کر دوں گا غرض نصیر پھر پھونکی تہرخ نے سنی نقارہ حرب بجوا دیا پھر شکر میں شب دیرینہ کا ایسا سامان ہونے لگا شکر مسلمانان میں تردد و انتشار تھا نامرد بھاگنے کی تدبیر کرتے تھے بہادر دم شجاعت کا بھرتے تھے ہوم ہوتا تھا جوت کا دیا جلتا تھا کسی طرف شہر پال و زرد ہشت کی چکا رہتی کہیں لونا چاری کیلچے کھانے پر تیار تھی مرد کی ہڈیوں کے بلے جیتے تھے تلسی کی پرستش کرتے تھے کھوپڑی مرد کی سینہ دوسے رنگ کی تھی ایک طرف دھتورے پھل برگد کے چلتے تھے بیرنگ ہنس کے باتیں کرتے تھے گندے خون کے کھینچے تھے اگیاری پر ہاتھ سینک کر منہ پر ملتے تھے خاک اگیاری مالتے پر ملتے تھے بخت دشمن کو خاک سیاہ بتاتے تھے سحر کی لاگین تھیں ڈھوئے جھوٹے تھے پوٹین ایتراگنی تھیں ڈھرو کی صدا سے ہنڈ دے چمٹ گھبرا یا تھا سنبھرا اپنے اوپر چڑھا پایا تھا فلک پر کسی تارے کرے تھے آج کی رات و دن اپنے دیکھنا پڑے تھے منگل کے ساتھ راہ و کیت کا قرآن تھا فلک کو خوف تھا کہ کل حشر برپا ہوگا اپنی بربادی کا گمان تھا ایک طرف بہادر تلوار کے دھنی تیغون کو صاف کرتے تھے شمشیر تیز کے بنو ہر کھلتے تھے واقعی موت کے دفتر کھلے تھے سواد جو ہر سے زندگی پر مردن آنے کا گمان تھا چمے کاٹنے کا نشان تھا سپردن کی گھٹا کالی تھی صنیا بارتیغ ہلانی تھی نی بھرتی اور طرفہ بجالی تھی مرنے لڑنے کے حوصلے تھے نامردی سے طبیعت خالی تھی ہنگامہ رستخیز گرم تھا پتھر سے سخت تر دل زرم تھا مو لقمہ

سراسر دنگ آب گوہر کی تھی  
کمانوں پر چلے چڑھانے لگے

چمک تیغ الماس پیکر کی تھی  
بہادر جو منت بڑھانے لگے



عروس شجاعت پہ قربان تھے  
کیا صاف یوں جو ہر تن کو  
علم ہر سائے میں تھے یوں گریب  
پھر یوں کے اڑنے سے تھا یہ نشان  
سپردہ زمین دور چرخ برین  
فروغ نہ ہوا آشکار  
کچھ اُس شب کو پیدا ہوا تھا  
کیا ساحر و ن نے یہ سامان جنگ  
کہیں ڈنکے بجے کہیں بانسری  
کوئی جوگی جیساں کو مانا تھا  
کوئی کر کے ڈنڈوت ادبھا کرے  
کوئی بولے جے سامری جی کی ہر  
کسی نے کھڑی کی مٹی جادو کی جوت

کسی پر مریں دل میں ارمان تھے  
جھک جیسے گردن پہ تارونکی ہو  
کہ تھے پانوں کا ٹکے دلاور کھڑے  
کہ ہر کشتی جنگ کا بار بان  
جھک میں ہر اک بھول ماہ بین  
چلنے لگا سب سے اُردار  
طلسمات و افسون و نیرنگ تھا  
بنائے تھے جادو سے مار و پلنگ  
کوڑھائی کہیں شیخ سدو کی تھی  
یوں دودھ کو تان کر تانتا  
کوئی سامنے بت کو پو جا کرے  
ہنہیں پر لگی آس آس جی کی ہر  
کوئی دیکھے آہٹ کسے ہوتے ہوت

شکر و ن میں تو یہ سامان تھا گمان بارگاہ سے اٹھ کر اپنے مقام پر آیا تھا اور سحر پڑھ کر دستک دی تھی کہ کوئی عیار  
نہ آئے عیار بھی صورت بدلے اُس کی گھات میں پھر رہے تھے مگر جب اُس کے خیمہ پاس جاتے تھے آنکھوں  
سے سوچنا موقوف ہوتا تھا پھر آتے تھے آخر ابوس ہو کر اور تو پھر آتے مگر ضرغام خدمت گار کی صورت بن کر  
خیمہ میں چلا ہی گیا ہر چند کہ نابینا ہو گیا مگر سمجھا کہ کچھ تدبیر کروں گا غرض نندھا تو ہو ہی رہا تھا ایک گوشہ میں بیٹ  
رہا وہاں دس بارہ ساحر گمان کے خدمتی حاضر تھے انھوں نے اس کو دیکھا اور ایک نے اُس کے قریب  
آکر لات ماری اور کہا تو کون ہے اس نے کہا میان کوئی یوں حال پوچھتا ہے اب تیری یہ سزا ہے یہ کہہ کر  
سول کے دو پر کندہ ماری حلقہ اس کندہ کے ساحر کی گردن میں پڑے مگر اُس نے سحر پڑھا کہ جل گئے اور شور  
مچا یا گمان بھی جاگ پڑا اور ضرغام سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں حضور کے خدمت گار کا بھائی  
ہوں وہ آج ماند ہو گیا تھا اپنی عوضی مچھا بھجوا ہی اس نے ہنس کر کہا یہ کیوں نہیں کہتا کہ میں عیار ہوں  
یہ کہہ کر اس کو گرفتار کیا اور زنجیروں پہ باندھا پھر آپ سحر خوانی میں رات بھر مصروف رہا جب سوداوی مادہ  
مزاج دھڑ سے دور ہوا اپنے رنگ قلمت شب حرارت سے کافور ہوا کہ بقضائے مولفہ

لڑائی کا لشکر میں سامان تھا  
کٹی بہیت تیغ سے جب شب  
لیے ہر رخسندہ بھی تیغ تیز

ننگ چرخ میں آ کے حیران تھا  
گریزان ہوئے چرخ سے بچ سب  
بھل آیا گردن پہ بہر سیمز



<p>چلے بن سنور کے سوئے رزمگاہ سوئے دشت قلب سیہ میں دان سلج کمل بھدر احتشام ہنر کرتی تھیں سحر کے آشکار کسی نے بنائے تھے جادو کے ناگ شجاعت شعار و جلالت نشان دل دہر میں شعلے اٹھنے لگے صفین جم گئیں آن کی آن میں شمکار و بد طبیعت و تند خو و قایا ز مکاری کی گھات میں پڑا زلزلہ دشت و میدان میں جو انویہ ہے معرکہ جنگ کا نمک خوار و تلوار بن کھاتے رہا</p>	<p>سلج ہوئے سب جوان سپاہ ہوا تخت ہرخ بصر عز و شان چلے تخت کے گرد ساحر تمام جو طاؤس پر ساحرہ تھیں سوار کسی نے لگائی تھی جنگل میں آگ سواران جنگ آزمائی وہ شان ہوا میں نشان سرخ اڑنے لگے اسی طرح جب ہوئے میدان میں اُدھر لشکر حیرت کینہ جو نشان کالے کالے لیے ہاتھ میں صفت آرا ہوا آکے میدان میں نقیبون نے دی یک بیک صدمہ لڑائی میں جانیں لڑاتے رہو</p>
--	--

جب نقیب کنارے ہوئے گمان برادر شیطان نے اثر در بڑھایا اور مبارز خواہ ہوا جو اس بے ایمان کا ہم نمر ہوا وہی اندھیرا اس نے کیا کہ کاجل دیدہ نہر سے پیدا کر کے پتلون سے آنکھ میں دیوا دیاسا حرا  
مہر خ نے تماشاے عجیب و ماجرا سے غریب چشم سحر آگین سے دیکھا اور ہر ایک دیوانہ وار ہنستا  
روتانا چتا کو دتا سمت صحرا روانہ ہوا جب کسی سردار اسی آفت میں مبتلا ہو چکے گمان نے نہیب  
دی کہ اسے نکرا مان میں ایک ایک کو کہاں تک زیر و زبر کروں گا ہوشیار ہو جاؤ کہ تم سب کو ایک  
ہی مرتبہ آوارہ دشت ادا کرنا ہوں یہ کہہ کر ایسا سحر بڑھا کہ آندھی آئی اور جھونکے ہوا کے لشکر  
مہر خ پر پڑے لشکریوں پر حالت دیوانگی طاری ہوئی رسائے اور پلٹتین لغزہ ہائے ہونگائے صحرا کی  
طرف چلے اور ساحران نامی نے سحر بڑھا کہ اپنے گرد حصار کیے کہ گنبد تھہر کے ان کے گرد بن گئے ہوا ان  
گنبدوں میں نہ جاسکی اور انھیں نہ دیوانہ بنا سکی بلکہ مہار نے سحر بڑھا کہ دستک دی کہ پرینہ اذ بچھا  
بھولوں کی ہاتھ میں لیے فلک کی طرف سے آئی اور ملکہ بھانے لگی اس کی ہوا کے سامنے ہوائے سحر نے  
مہار پر تاثیر نہ کی اور ملکہ مہر خ نے ایسا سحر بڑھا کہ کچھ تیلیاں ایک جتر زریں لیے زمین سے نکلیں اور  
ملکہ کے سر پر گردش دینے لگیں اس کے سبب سے یہ بھی دیوانہ بن سے محفوظ رہی باقی ماندہ ساحران  
نامی گنبد ہائے سحر میں محض تھے پس ملکہ مہار رسائے مہر خ کے آئی اور عرض کیا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ اس  
حرام زادے کو سزا دوں یا اپنی جان آپ سے نثار کروں مہر خ نے یہ کلمہ شکر اسکو گلے لگایا اور تسکین و



عنایت کے کچھ کلمات کہہ خلعت رخصت دیا پہار اپنی انیسون سے رخصت ہو رہی تھی اور میدان میں جایا پھاہتی تھی کہ حیرت کی نظر اس پر پڑی سمجھی کہ بن میری لڑنے آتی ہو دل سے کہا غضب ہوا اگر وہ آکر لڑی گمان نمودیوانہ بنائیگی مقرر آفت عظیم لائے گی اور اگر وہ خود مغلوب ہوئی تو گمان بھیجی لائے زنی کرے گا اس سے بہتر ہے کہ آج جنگ نہ کروں اور دوسرے دن میں خود اس سے لڑ کر گرفتار کروں باقی کو گمان قید کرے یہ سوچ کر حکم دیا کہ طبل باز گشت بکے فوراً کوس امان پر چوب پڑی تھرخ نے خدا کا شکر کیا کہ بات سہجی یہ وقت ٹل جائے گا پھر خدا جانے کل کیا ہو عرض کہ گرفتاری فوج سے ٹکلیں بھری اور داخل بارگاہ ہوئی جو لشکر کے بچا تھا اس نے بسترون پر پہونچ کر آرام کیا ادھر گمان بھی مراجبت کر کے ملکہ کے ساتھ چلا اگر ابھی دن بہت باقی تھا اس نے ملکہ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا بنی ہوئی لڑائی خراب کر دی طبل امان بجا دیا ملکہ نے کہا کہ میرے سر میں درد شدت سے تھا اس سبب میدان میں نہ ٹھہر سکی خیر کیا ہوا تم تو عنایت سامری سے اپنا ثانی نہیں رکھتے ہو سب کو بہاد کر دینا اس نے عرض کیا تو حضور تشریف سمت بارگاہ لے جائیں مجھ کو شکار کھیلنے کا بہت ذوق ہے اتنا دن میں فکار کرونگا حیرت نے جواب دیا کہ یہاں عیاروں کا بہت بڑا خوت رہتا ہے جو آج تک آیا عیاروں نے ارڈالا آج سرداران حریت گرفتار ہیں عیاروں کے دل سے لگی ہوگی آپ کو میدان پا کر ایسا نہ ہو کہ گزند پہونچائیں اس نے کہا سب کتنے عیار ہیں کہا پانچ گروہ ایسے ہیں کہ جنھوں نے جو اس خستہ منتشر کر دیے ہیں سب ان سے ناچار ہیں شش جہت میں دھوم ڈال رکھی ہے یہاں کی عیار نیان ان کے مرتبہ کے مقابل عشر عشر بھی نہیں گمان نے کہا ایک ان میں کا گوکب پاس گیا ہے اور دوسرے کو کل میں نے گرفتار کیا ہے میں باقی رہے وہ میرا کیا کر لیں گے اور میں اسی واسطے شکار کو جاتا ہوں کہ وہ میری تلاش میں آئیں اور انھیں بھی میں دیوانہ بنا دوں یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ خواہ بارگاہ میں رہوں یا کہیں جا کر ٹھہروں عیار آئینگے ضرور پھر جیسے یہاں ان کی حفاظت کرنا ویسی ہی جنگل میں بلکہ شکر میں کثرت مردم سے پہچان انکی مشکل سے ہوگی اور صحرا میں باسانی ہاتھ لگ جائیں گے حیرت نے کہا تم خود دشمن ہو جو شاہ سمجھو وہ کرو یہ کہہ کر آپ داخل بارگاہ ہوئی اور گمان لشکر ساحران کو حکم اکر ام کرنے کا مرکب باد رفتار پر سوار ہوا بازدار قرا دل پہلے وغیرہ چند لوگوں کو ساتھ لیا کہ شام تک تو پھر آؤں گا زیادہ انہو ساتھ لینا کیا ضرور ہے عرض یہ تو سمت صحرا روانہ ہو اگو یا صیاد سمت صیاد اجل چلا کہ مصرع صید را چون اجل آید سو صیاد رود + یہاں خود صیاد کا طاہرہ روح سمت دام مرکب چلا ہر فی الجملہ یہ تو جاتا ہے مگر عیاروں کا حال سنئے کہ جب تھرخ بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھی عیار بھی برائے تسکین وہیں حاضر ہوئے اس وقت پہار نے کہا یہ بھڑوا گمان آج میرے ہاتھ سے بچ گیا کل اس کو میں دیوانہ بناؤں گی اور خدا نے چاہا تو صحرا کی خاک چھنواؤں گی اسے ملکہ تھرخ آپ کچھ بیچ نہ فرمائیں شراب



یہیں ناپ و کچھین میں سختیا کرنے جاتی ہوں یہ کہہ کر جاہلی تھی کہ اپنے خیمے میں جائے اسوقت برق صیاد نے  
 کہا اسے ملکہ بہار بیکار آپ تکلیف کرنے جاتی ہیں اگر آج ہم جینا چھوڑ دیں گے جب تو آپ میان  
 گمان کو دیوانہ کیجیے گا اور اگر ہمیں فی النار کر دینگے تو کس سے لڑیے گا بہار نہیں اور کہا خیر نہیں  
 ہر دیکھے کس کے حصے میں یہ آتا ہر برق نے کہا تھلیہ ہو تو ایک بات کہوں اسی وقت دربار برخواست  
 ہوا سرخ و بہار بگنی برق نے عرض کیا کہ شاہ گمان شکار کو گیا ہے میں جاتا ہوں اور سوداگر  
 ٹھکر ایک درہ کوہ میں اترتا ہوں آپ کچھ لوگ بھیج دیں کہ وہ صورت بدل کر میرے کاروان کو لوٹ  
 لیں پھر میں اس نایکار کو بار ڈالوں گا بہار نے کہا اچھا میں صورت بزور سحر قزاقوں کی ایسی بنا کر  
 لوٹ لوں گی عرض یہ مشورہ کر کے برق باہر نکلا جانسوز سے کہا تم کچھ ساحر ایک درہ کوہ میں لجاؤ  
 اور یہ سامان جلد وہاں پہنچاؤ جانسوز شکرے دست بینا کنیزان بہار کو لے کر چلا مگر اس طرح سے  
 کہ بہت سے اشتران پر خالی صندوق لے آئے اور چند خیمے پرانے بیلوں پر بار اور اسی طرح کا سامان  
 بسیار کاروانیان درست کر کے درہ کوہ میں پہنچا خیمے بلب جو بیارہا ستادہ کر دیے آگے خیموں  
 کے صندوق بھیل کر رکھ دیے فرش ستھرا اور صاف بچھا دیا سند پر خواجہ بازرگان کا گماشتہ جانسوز  
 بٹھا ادھر برق نے صحرائین پہنچ کر زنبیل بجائی قرآن صد اسکر آیا اس سے کہا آپ خواجہ بازرگان  
 بن کر درہ کوہ میں جائیے میں نے یہ تدبیر کی ہے سب حال اس سے عیاری کا کہہ دیا یہ فوراً عامہ سر  
 پر شیر و شکر کا باندھ کر عباسی مشجری مہنگرا انگشتریان در دعل و الماس کی زیب انگشت کر کے ٹپکا بلبل  
 چشم کا کمر سے باندھ کر عصاے تلخ بادام ہاتھ میں لے کر ایک چشمہ آٹھ پر لگا کبیر السن بن کر چلا کہ ڈار طہی  
 تابہ سینہ رنگت چہرہ کی سرخ و سفید ہاتھوں پر جھریاں پڑیں رنگین نکلی ہوئیں اس صورت سے انہیں  
 خیموں میں جا کر یہ بھی ٹھہرا اور برق ان سے ہٹ کر ایک درہ کوہ میں ٹھہرا یہی حال اس کا بیان  
 ہو گا لیکن یہ کارروائی ایسا جنگل سبزہ زار و پر از صید و شکار دیکھ کر اترے ہیں کہ ہر شاہ و شہر بار  
 ادھر رہا ہے تفریح ضرور آتا ہی قرار دل و پہلیے عرض کرتے ہیں کہ ادھر چلیے تو شکار ملے گا اور فرحت  
 بھی دل کو ہوگی چنانچہ گمان بھی جب داخل دشت ہوا اس سے بھی صیادوں نے یہی عرض کیا کہ  
 اس طرف چلیے یہ اسی طرف روانہ ہوا جب درہ کوہ سے نکلا دیکھا کہ ایک کارروان اتر رہا  
 ہے اشتر چر رہے ہیں بیل پھر رہے ہیں گھوڑے بندھے ہیں خیمہ کھڑے ہیں مال و اسباب کے صندوق  
 رکھے ہیں سامنے خیمہ کے تخت بچھا ہی اس پر ایک شخص کہ سوداگر کا گماشتہ معلوم ہوتا ہی شراب بٹھا  
 بی رہا ہی دیکھ کے اس نے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہیں ملازم اس کا  
 گماشتہ پاس آیا وہ اٹھ کر کھڑا ہوا سلام کیا پاس اپنے بٹھا یا جام شراب دیا اس نے بیا اور کہا ہمارا  
 مالک گمان جادو شکار کو آئے ہیں مصاحب بادشاہ ظلم ہیں تعین و بیکار پوچھتے ہیں کہ تم کون ہو اور



گمان سے آئے ہو گماشتہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ تاجر ہیں خواجہ تاجران ہمارے خیمہ میں ہیں فہرہ وادیر سے آئے ہیں کل ملکہ حیرت کے سندھ داری لے کر دریائے سحر سے اتریں گے اور خدمت شاہ طلسم میں جا مین گے مگر اس وقت آپ سے مصاحب شہنشاہ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہوا ہی آپ چلیے میں خواجہ سوداگران کو لے کر حاضر خدمت ہوتا ہوں وہ ساحر یہ کیفیت سکر چلا گیا اور گمان سے جا کر سب حال بیان کیا وہ سکر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے اس اثنائے میں دیکھا کہ خواجہ بازوگان مع چند غلاموں کے کشتیاں نزد جواہر کی لے کر حاضر ہوا اور تسلیم کر کے نذر دی اس نے اس مرد سن کو دیکھ کر مزاج پر ہی کی اور کہا آپ کا اسم مبارک کیا ہے خواجہ نے کہا مجھ کو خواجہ جمشید سامری پرست کہتے ہیں اب حضور میرے خیمہ میں تشریف لیجلیں اور مجھ کو سرفرازی کا خلعت دیں اس نے کہا اے خواجہ مجھ سے اور دشمنان شاہ سے مقابلہ ہر صورت اتنا دن ہمت کا ہی اور مجھ کو شکار کا ذوق ہی پھر فرصت نہ ہوگی اس لیے چاہتا ہوں کہ آج صید افگنی کروں اب تم شکر میں کل آؤ گے تو رات کو ہم اچھی طرح ملیں گے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت اچھا مگر مجھ پر نظر عنایت رہے اس نے خواجہ کی دیکھنی کی اور آگے روانہ ہوا جب کوئی دو کوس پہاں سے ایک سمت کو شکار کھیلتا نکل گیا کاروانیوں پر قزاق آگے آگے خیموں میں لگا دی خواجہ بازوگان مع اپنے رفقاء کے ہتیار باندھ کر نکلا اور باہر آ کر دیکھا کہ مگر یہاں تر کی پر بڑے قد و قامت کے تو مند جوان سوار ہیں ڈھلے ان کے بندھے ہیں ہر دن پر اپنے خون نے ہیں صورتیں خونخوار ڈراونی بنا کے جوڑی چڑی تین تین باندھے ہیں کچھ سوار کچھ پیادے ہیں یہ دیکھتے ہی خواجہ بازوگان نے بھی تلوار کھینچی اور اپنے ساتھیوں کو لٹکارا وہ کچھ بھاگ گئے اور رہزنوں سے لڑنے لگے جنگ زرگری شروع ہوئی دکھلائی کی راہ سے ہمراہی خواجہ تاجر شہنشاہ تو تھے لیکن قزاق فرستادہ ملکہ بہار تھے سر پٹھ دیتے تھے کہ ضربت جسم کو جانبین کے زخمی نہ کرتی تھی سحر سے تلواروں کی دھار باندھ دیتی تھی کہ کاٹتی نہ تھی شور فریاد کاروانیان اور ہائے وائے طاریاں تا بہ فلک پہنچی تھی آفتاب گردن پر پھراتا تھا آگے قدم نہ بڑھاتا تھا کہ میرا سونا بھی لٹ جائے گا فلک گنجینہ گوہر اختران چھپاے گھبراتا تھا کہ غارت ہو گا جب کاروانی دہائی افراسیاب کی اور دہائی ہی ملکہ حیرت کی غل کرتے تھے شہت میں خوف سے دھوپ پھراتی تھی کو سون تک اس شور و غوغا کر نیکی صدا جاتی گمان دو کوس پہاں سے صید افگنی کر رہا تھا اس نے جو صدائے پآفات سنی کیونکہ میدان کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ قریب تر کہیں ہنگامہ برپا ہی نہیں اس نے ایک ساحر سے کہا کہ یہ شور کیسا ہے جلد جا اور خبر لے کر آسا حیرت حکم اڑا اور آواز پر چلا جب کاروان کے قریب آیا تو دیکھا کہ صندوق مال و اسباب کے کھلے پڑے ہیں اور خیمے جل رہے ہیں اشترا و قاطر وغیرہ قزاقوں نے پکڑ کر اسباب سے لادے ہیں اہل قافلہ بھاگ گئے ہیں کچھ ہلاک ہوئے ہیں رہزن شادان و فرحان اب جایا چاہتے ہیں یہ دیکھ کر حال وہ ساحر دوڑا اور



چاہتا تھا کہ روک کر ہزنون سے مقابلہ کرے لیکن ڈرا کہ مبادا تو بھی مارا جائے کیونکہ تو اکیلا ہی اور یہ رہزن ساحر بھی  
 ہیں ایسا نہ ہو کہ تجھ پر غالب آئیں پر اسے واسطے اپنی جان کھونا اچھا نہیں یہ سوچ کر روانہ ہوا اور گمان پاس پہونچکر  
 عرض کیا کہ وہ سوداگر جو آپ پاس آیا تھا اس کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا میں نے دوسرے خیمے چلتے دیکھے اور رہزنوں  
 کو لوٹتے دیکھا معلوم نہیں کہ خواجہ بازرگان مارا گیا یا زندہ بھاگ نکلا یہ خبر گمان نے جب سنی تاجر کے حال پر  
 افسوس کیا اور اسی وقت مع اپنے ساتھیوں کے چلا یہاں ملازمان ملکہ بہار جو رہزن بنکر آئے تھے وہ سب  
 جانور اور اسباب بیکر شکر اسلام چلے گئے اور چند پتلے ماش کے آٹے کے زمین پر ڈال کر روانہ ہو گئے وہ پتلے بزور  
 سحر بصورت کاروانیان بنائے تھے اور گئے کاٹ کر زخم لگا کر ڈال دیے تھے جب گمان یہاں آکر پہونچا اس  
 قزاقوں میں کسی کو نہ پایا دور گرداڑتے ہوئے دیکھی اس گرد کی طرت اڑا لیکن دوزخ گیا مگر وہ گرد  
 آگے بڑھتی گئی یہ نہ پہونچ سکا رہزن نکل گئے اب تعاقب ان کا بیکارہی ناچار پھرایا اور کاروان کو  
 جو دیکھا تو بالکل تباہ و برباد پایا اونٹ دوزخی بھاگتے پھرتے تھے خیموں کی جگہ رکھ کے ڈھیر تھے خواجہ  
 بازرگان کی اور اس کے گناشتے کی مع چند رفیقوں کے لاش پڑی تھی خاک و خون میں بھری تھی پوشاک  
 بھی کسی کے جسم پر باقی نہ تھی ایک لنگی بندھی تھی اس مصیبت کو اور مرگ عالم غربت پر ناخبر گئے یہ دیا  
 اور بہت افسوس کرتا رہا کبھی اس کا حاضر ہو کر نذر دینا اور منت کرنا یاد کر کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا اور کہتی  
 اس کی غربت پر دست تاسف ملتا اسی سوچ میں لاشہ تاجر پر کھڑا اشک ریزان تھا کہ یکایک رہ کوہ  
 سے صدائے فریاد سنائی دی کہ جیسے کوئی زن سوگوار نالہ زن ہو گزرتا رصد اکام و محن ہر دل تنگ بھی  
 اس کے آواز حنین سے آب ہر آبشاروں میں پیدا اضطراب ہر ندیوں کے دل میں جوش ہر طارون میں  
 پیدا خروش ہر اس درد سے کوئی مصیبت کی ماری دکھیا ری روئی ہر کہ داسن دشت اشک حسرت سے  
 بھگوتی ہر گولے نہیں اڑتے ہیں صحرا اس کے حال پر خاک اڑاتا ہر جنگل غم سے نیلی پوش نظر آتا ہے  
 گمان نے اس آواز غمگین پر کان لگاے تو یہ سنائی دیا کہ کوئی کہتا ہے بہت پستہ نہیں کچھ چرخ کا  
 اے عرش سنبھل جا + اہنڈے گامے اشک کا دریا بھی کچھ اور + یہ آواز شکر اسی سمت چلا اپنے ساتھیوں  
 کو دہین چھوڑ کر یہ عجیل تمام درہ کوہ میں آیا دہان کسی کو نہ پایا جب درہ کوہ سے باہر نکلا ایک درخت  
 کے نیچے زن جو طلعت مہر صورت کو جمال زار یہ کہتے پایا کہ بہت ناے بھی سماتے نہیں اس جہنم کے  
 نیچے + کیا تنگ ہو اشد مصیبت کہہ اپنا + اس پر پوش کی مصوہ آفریش نے بے مثال تصور کھینچی ہے  
 اقلطی بات ہو کہ ہستی پیشانی اور دن کی ہنسانے والی روئی ہو وہ جلوہ رخسار حسن کی ضیائے بدر میں  
 شر ماتا ہو وہ نور چہرہ عانتاب کہ جسکے رو برو آفتاب ایک قرص زرد نظر آتا ہے کہ بوجہ مطلع صاف  
 حسن ہو رخسار خود آرائی کا + شعلہ طور ہو جلوہ تری یکسانی کا + باین حسن و جمال وہ چہرہ آتش پرچ سے  
 لال ہو لیکن کا بہیدہ زبان ہلال ہو زلف مسلسل اس چہرہ رنگین پر بھری خاطر سودا زدن گمان محبت کو



پریشان کرتی تھی گویا گلشن سرخ پر گھٹا گھنگھور چھائی تھی نہیں نہیں زلف کی نسبت یہ بیت مناسب حال  
 یاد آئی کہ سمیت سرمہ آلود سینوں کی نگاہیں ہن تمام رخ پہ بھری ہوئی یہ زلف گرہ گیر نہیں +  
 چشم نشان سے فتنہ نائی پیدا نگاہ کی گردش پر بجلی شیدا کہ فرد بلیان لوٹ ہن اداؤں پر + غمزہ چشم  
 یار کیا کہتا سچ ہر بجلی نے پیدا کہاں پائی اُس کی برق نگاہ کی یہ ہر معجز نائی کہ جس پر نظر ہر اس نے ڈالی  
 اس کی خرم جان پر بجلی گرائی اور جس پر سے نگاہ محبت اٹھائی اُس کی جان برق جانسوز فرقت نے جلائی  
 سجان اسٹرخسار بنگ گلشن زلف زبان سحاب چین اُس میں نگاہ کی بجلی چمکنا اور چشمہ چشم سے آنسو  
 کا بہنا بلغم میں جھڑی میٹھی کی لگی نظر آئی تھی سرستان تنہا نہ چشم مجبور کو کیفیت دکھائی تھی کہ سمیت وہ سرمہ  
 بھری آنکھیں فتنہ ہن کہ جادو ہن + کتنوں کو لگا رکھا کتنوں کو سلا رکھا + بلکوں پر آنسو مثل قد خوش آ  
 ٹھٹھے تھے قطرہ شبیم کے سبزہ گلزار پر جسے تھے عکس چشم سرخ سے یہ طاہر تھا کہ شعر اس رنگ سے جھلکے ہر  
 پلک پر کہ کئے تو + ٹکڑا ہر تراشک حقیق جگری کا + عرفکہ کیا اس گل رعنائے خوبی کی خوبصورتی کا اظہار  
 ہو جس پر صدقے باغ دہر کی بہار ہو مرض عشق لا علاج کا وہ علاج تھی شربت صحت کا زجاج تھی روح قالب  
 حور ملائک فریب چشم حسن کے نور مرثہ بیکلی آنکھ رسیلے لب جان بخش کا سجا تشنہ چاہ زرخندان پر خضر  
 حسن آب صفا کا پیاسا دہن تنگ باغ نزاکت کا غنچہ چہرہ خوش رنگ گل گلزار تمنّا عنقا نے اوج رعنائی  
 طاؤس ہایون چین زیبائی ٹکھت نافہ و قابوے گلشن و لا قاست سے قیامت خرمندہ کہ سمیت دونوں  
 عالم ہوئے تہ و بالا ہم تھے پرے میں کیا قیامت کے + کف پاؤں کے خسار عشوقان سے نرم تر گدگدی سے یہ طاہر کہ شکر گدگدی سے  
 سوزم ہر کیا خاک قدم + ناتوان زار جو دان کرتے ہن سو جاتے ہن + احق اس کم سن کی نسبت یہ کنارہ  
 ہر کہ فرد و شوخیال در جوانی میں قیامت ہوئی بچپنے ہی میں وہ آفت ہن غضب ڈھکاتے ہن اس حسن و ادا  
 پر ایسا کچھ رنج پہونچا ہر کہ مسخ ڈھانک ڈھانک کر دتی ہر اور کہتی ہر کہ سمیت صحت لق و دق میں  
 سلگتی ہوں آپ ہی آپ + وہ آگ ہوں گیا ہر جسے کاروان چھوڑ + کہاں اُس آفت جان پر اس  
 آفت بچ کو دیکھ کر قریب گیا اور پکارا کہ سمیت ہم مصیبت زدہ گرد و زمین بھٹارے در پر + نہ پسچے کبھی  
 دل آپ کا داند صنم + آج کیا صدمہ پہونچا ہر جو اس طرح ہلک کر دتی ہو مٹھا اشکون سے دھوئی ہو وہ  
 نازنین اپنے رنج میں مبتلا کچھ اس کا خیال نہ رکھتی تھی آواز اس کی سکر آنسو بھکڑ دیکھنے لگی آنسو  
 آنکھوں میں بھرے تھے یا کاسہ زنگس میں قطرہ شبیم دھریے تھے نہیں نہیں آنکھوں میں موتی کوٹ کوٹ  
 کے بھرے تھے غرض کہ وہ آہوے صحراے مصیبت اُس کو دیکھ کر رم خوردہ ہوئی یعنی سہم کر مباحثہ  
 اٹھی اور ایک سمت بھاگی اُس وقت اس کی رفتار کا یہ حال تھا کہ فرد ناز سے اتر اسکے چلنا تھا  
 ٹکڑے ہو کر دامن محشر گرا + کہاں بزدل سحر سمیت جلد اُس کے پاس گیا اور اُس کو روک کر گویا ہوا  
 کہ اے دو اے درد فراق و اے بھون سکن طبع عشاق یہ کیا تیرا حال ہر کون سا صدمہ و ملال ہے



اس ماہ سیانے ڈر کر جو کلام کیا لکنت نے زبان کو فرط نزاکت سے تمام لیا کہ شعر بات بھی منہ سے نکلتی ہو تو کچھ دبدب کے ہتنگ اس درجہ دہن ہو کر کہ وہ ہکلاتے ہیں + آخر دل کو تمام کے بعد اشک فشانی زبان سے گزرا ہوئی کہ اسے شخص زار و لیدہ موزعت صورت پریشان عزیز تنگ آہ و سو گوارا پرورد برادر کا کیا حال پوچھتا ہی میرے زخم دل کو کسی سوزن تدبیر کی مجال نہیں جو سی سکے اور کوئی مرہم ایسا نہیں جو اچھا کوک کہ بیت جہان نے منہ مرے زخم جگر سے موڑ لیا + یہ بکسی ہو کر سوزن بھی رستہ آ نہیں + میں دختر خواجہ باز رگان ہوں باپ میرا ہر د ملک عدم ہوا مجھے ناشاد کو اس صحرایں تنہا چھوڑ کر کہ بموجب شعر نہ پوچھ حال میں وہ چوب خشک صحرا ہوں + لگا کے آگ جسے کاروان روانہ ہوا قزاقوں نے ستارے جان کو لوٹ کر اپنی راہ لی میں نقد زیست کو غنیمت جان کر بھاگی کہ زندہ بچی مگر مردہ سے بھی بدتر ہوں سو گوارا پرورد ہوں گمان تو اس کے بیان پر بہت رویا اور وہ گلبدن بھی رونے لگی گمان نے دبان پے تسکین و دلداری کھولی کہ اسے ماہ پیکر باپ تھا رامیرے پاس آیا تھا اور مجھ کو نذر دی تھی مجھ کو اس کے حرفے کا بڑا صدمہ ہر مین مصاحب بادشاہ طلم ہوں رہزفون کو ڈھونڈھوا کر قتل کروں گا مٹھا رہے باپ کے خون کا عوض یوں گا اب تمہیں لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو صبر کرو پنج و الم کو جانے دو دنیا میں ایسے سانہ بہت ہوتے ہیں اسے بی بی مردوں کو ہمیشہ کٹ دیتے ہیں وہ نازک اندام اس کے سمجھانے سے اور زیادہ مخمخین مار مار کر رونے لگی اور بولی کہ اسے شخص تو اپنی راہ لے میں اپنی جان دوں گی اور اپنے رہزفون پاس سبک کام ہو کر جاذن کی یہ کہ کر بیٹا بانہ اٹھی اور بیان کرو بادشاہ اڑانے لگی کہ بمقتضائے نظم

میشاندے گاہ بر مشیت خاک  
گاہ میگردے فغان جان گسل  
گاہ سوئے دشت میگردی ندا  
گاہ بسوئے دشت میگردی فرار  
گاہ چون سیل آمدی سوی تشیب

اے کشیدی گاہ آہ موزناک  
نالہ میگردے چونے کہ متصل  
گاہ چون ریگ وان رفتی زجا  
گاہ شجر امیکشیدی در کنار  
گاہ غار کوہ رامی داو زیب

گمان دوڑ کر اس ماہ پیکر کے قدم پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ ایجاں جہان میں تمام عمر غلامی کروں گا دم محبت کا بھرون گا آخر جنگل میں اکیلے رہنا اور اپنے جسم کو طعمہ دود دام نہانا کیا حاصل چاہیے کہ چاہئے دے کی قدر کرو اس کو اپنا کر رکھو اور اس کی آپ ہو رہو اس بقیرار نے جواب دیا کہ ایک شرط سے میں تیرے ساتھ چلتی ہوں کہ جب تک مجھ پر پنج و الم طاری رہے اور دل کو میرے بقیراری رہے اس وقت تک مجھ کو ہاتھ نہ لگانا اور کسی امر کا ارادہ نہ کرنا اس نے اقرار کیا کہ اگر سامری چاہے گا تو ایسا ہی ہوگا اور اس پر کیا موقوف ہر مین خلاف مرضی تیرے کوئی کام نہ کروں گا اس مضطرب الحال نے



جب اس سے یہ قول و قسم لے لیا کہ اچھا میرے باپ کے لاشے کو اپنے آدمی سے کہہ کر دریا میں پہونچا دو کہ وہ خدمت سامری میں پہونچ جائیں جلانے اور دفن کے کرنے میں عرصہ ہوگا اس نے یہ کلام سکر اپنے ملازموں کو بلا کر وہ پتلے سحر کے جو بصورت مقتولان پڑے تھے سمت دریا بھجوائے اور آپ مرکب کو سائیں کے سپرد کر کے تخت بزدور سحر بنا کر اس پر بزداد کو بٹھا کر سمت خمیہ گاہ روانہ ہوا ہر خمیہ پر پویش ہستہ برق عیار ہر گز اس کو عیار کا گمان بھی نہیں کیونکہ سارا ماجرا کاروان کا اپنی آنکھ سے دیکھا ہی دختر تاجر اس عیار کو بعد یقین جانتا ہی بلکہ اس مرتبہ اعتقاد بڑھ گیا کہ اگر کوئی کہے کہ یہ عیار ہی حجب بھی اُس کو یاد نہ آئے اور برق نے اس واسطے یہ تمام سامان کیا ہی کہ جاننا ہی اس ساحر کو کہ گمان اور خیال ساحرہ کا یہ درست نہیں رکھتا ہی پس ایسا نہ ہو کہ اس کے سامنے میں کسی صورت جاؤں اور یہ سحر سے خیال کرے تو مجھ کو پہچان لے گا اب اس نے ایسا دھوکا کھایا ہی کہ عیار کا کوئی خیال دل سے دور ہی غرض کہ یہ بہ ایمان اس نازنین کو لے کر داخل خمیہ ہوا اور مسند زری بٹھایا اٹھلیہ کرایا کسی کو وہاں ٹھہرنے نہ دیا اس عرصے میں قیس روز بیابان دہر سے سمت نجد مغرب روانہ ہوا اور نیلے شب نے ناؤ زطلت کو صحرائے عالم میں روانہ کیا کہ مولفہ

کو اکب میں پیدا ہوئی روشنی  
رہا جادو رہ خط کہکشان

ہوئی ظلمت شب کی جب تیرگی  
ہو اناؤہ لیلے شب روان

سر شام تمام بارگاہ میں شیشہ آلات روشن ہوا اور چنگیہ جو گھر سے عطر دان وغیرہ سامان راحت بہر مشوقہ حاضر کیا کشتیان شراب و کباب کی سامنے رکھیں آپ سامنے بیٹھ کر کھیتی اس کے باغ حسن کی کرنے لگا ملکہ حیرت پاس کہلا بھیجا کہ آپ قبل جنگ بجو آئیے آج میں بارگاہ میں حاضر نہ ہوں گا ایک ساحر یہ پیام لے کر ملکہ مذکورہ پاس گیا اور پیام اُسکا ادا کیا ملکہ نے پوچھا کہ کیوں مزاج کیسا ہی جو یہاں نہیں آئے پیام پر وہ نے سارا ماجرا تاجر اور اس کی دختر کا بیان کر کے کہا اسی کے ساتھ صحبت آراہین یہ کہہ کر رخصت ہوا حیرت کو سب حال سکر ماجرا سے تاجر پر افسوس ہوا اور عیار کا اُس کو بھی شک نہ گذرا کیونکہ وہ ترکیب ہی ایسی عیاروں نے کی تھی غرض کہ ضرر ضرر حاضر نفی اس سے کہا کہ کچھ تو نے یہ کیفیت سنی اب ہماری ایسی بد عملی ہو گئی ہے کہ دن و بارے ڈاکہ بڑتا ہی تو جا اور دختر سو اگر تو دیکھ آبلکہ گمان سے کہنا کہ ملکہ بھی تاجر زادی کی ملاقات کو آئیں گی ضرر ضرر نے کہا یہ بات میرے کچھ قیاس میں نہیں آتی میں جانتی ہوں یہ بھی عیار ہی ہے وہ دختر تاجر کوئی عیار بنا ہوا ہی خیر میں جانتی ہوں جیسا ہوگا معلوم ہو جائے گا یہ کہہ کر چلی لیکن اُدھر میان برق اپنے محسن ساختہ پر گمان کو بھار ہے ہیں کبھی نیچی نگاہ کر کے مسکراتے ہیں اور کبھی آپ ہی آپ روٹھ جاتے ہیں تیوری چڑھاتے ہیں کہ سمیت کچھ قسم نالجب ناز و نہی نظریں کس اداؤں سے شب وصل وہ



شرائے ہن + گمان کا دل بقرار ہر خواہان وصل دلدار ہر جب دست اندازی کرنا چاہتا ہے وہ بگڑتی ہر ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ منہ پر لگاتی ہر کہ پھٹے منہ یہی اقرار کیا تھا کہ میں بغیر مرضی کوئی بات نہ کروں گا یہ اس ادا سے اور زیادہ شیدا ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ بیت حیا آئینہ کو بھی رو برد آنے نہیں دیتی + ترستی ہی رہیں گی تیری آنکھیں تیری صورت کو + آخر جب زیادہ بقرار ہوا سو چاکہ اس گل افام کو شراب بہت سی پلاؤ یقین ہی کہ مست ہو کر راضی ہوصال ہو جائے یہ سوچ کر کہا اسے راحت دل میں کبھی اطاعت سے سرنابی نہ کروں گا اپنے عہد سے سخت نہ ہونگا تم شراب پیو ایک جام بھجو بھی دو اپنا دل خوش رکھو وہ مجھ میں یہ کلام سن کر سکرانی اور شرار کو آنکھ سے آنکھ لٹو اگر گردن جھکا چپ ہو رہی کہ بیت گریہ ہی ہن چو نہیں تیری تو صورت آفرین کیا کہے کا تجکو ظالم روزِ محشر دیکھ کر + پھر کشتی شراب آگے کھینچ کر جام بادہ اھر لہر نہ کر کے اپنے لبوں تک لائی لیکن ڈوبے کا کھونٹ نکال کر آڈ کر لی کہ میں تیرے سامنے نہ پیوں گی ادا اسی آڈ میں جام میں وار دے بیوشی ڈال کر ہاتھ اس کی سمت بڑھا دیا کہ یہ ہماری جھوٹی شراب تم بھی پیو گمان بالا مال محبت ہی مہیاختہ وہ ساغرے کر لی لیا اس ساتی ماہ صورت نے کئی جام بیوشی آمیز اور اس کو دیے اب اُس کے اُٹھنے کی دیر ہی کہ اُٹھے تو مردہ صد سالہ ہر سرشار و بخود بنا بیٹھا ہر کہ اُدھر سے صرصر قریب اُس کے خیمہ کے پہونچی گرد عیار لینے قرآن و جانسوز جو تاجر دکھاختہ بنے ہوئے تھے وہاں سے صورت بدل کر انشی لشکر میں پھر رہے ہیں اور منتظر ہیں کہ برق اُسکا کام تمام کر کے نکلے تو ہم اور کچھ ہنگامہ برپا کریں یہ ٹھہرے ہیں کہ صرصر کو جاتے دیکھا قرآن سمجھا کہ یہ کچھ فتور کرے گی از بسکہ صورت ساحر کی بنا ہوا ہی دوڑ کر قریب صرصر آیا اور بغیر کچھ کہے سے اُس کو گود میں اٹھا کر لے کر چلا وہ حیران ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے پھر سمجھی کہ یہ قرآن عیاں ہی یہ سمجھ کر ساحر جو لشکر کے تھے ان کو پکاری کہ اسے تم دیکھتے ہو یہ ہوا مجھ کو پکڑنے لیے جاتا ہی اور جھپٹاتے نہیں ساحر دوڑے تھے کہ قرآن نے ان سے کہا تم جانتے نہیں یہ خود عیار ہی میں نے پہچان کر گرفتار کیا ہی اُس کے دم میں نہ آتا نہیں جھپٹ جائے گا ساحر یہ کلام سن کر رُکے اور باہم کہا کہ عیار پہچانے نہیں جاتے سامری جانے ان میں کون عیار ہی لازم ہے کہ اس امر میں دخل نہ دین غرض کہ کوئی نہ بولا اور قرآن اس کو لشکر سے نکال کر آگے بڑھا کہ اُستانی آج مار ڈالو ن گا صرصر نے کہا تجھے شرم نہیں آتی کہ مجھ کو اُستانی کہتا ہی اور میرے جسم کو ہاتھ لگاتا ہی اور مجھ کو قتل کرنے لے چلا ہی قرآن نے کہا کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہی کہ مادر کو گود میں انسان اُٹھاتا ہی کچھ قباحست نہیں میں تم کو اُستانی جان کر گود میں لیے ہوں خدا نہ کرے کوئی اور خیال مجھ کو ہو صرصر نے کہا اس عیاری کی سند نہیں تو نے مجھ کو یہی عری بے بس کر دیا اگر میں وہاں پہونچ جاتی تو گمان کو قتل نہ ہونے دیتی قرآن کو یہ طعنہ اُسکا بڑا معلوم ہوا اور اس کو



چھوڑ دیا کہ اُستانی جاؤ جو تم سے ہو کے قصور نہ کرو یہ چھوٹ کر روانہ ہوئی قرآن بھی خیمہ گمان کی طرف  
 چلا لیکن صرصر نے صورت ایک جگہ ٹھہر کر جانسوز کی ایسی بنائی کیونکہ ایک بار زنار کے خیمہ میں یہ برق  
 کو ٹکڑے نہ سکی تھی پس صورت بد لکڑ پشت خیمہ پر آئی اور سرانچہ کو چاک کر کے جو اندر پہنچی برق سمجھا  
 کہ یہ جانسوز ہر اٹھ کر گمان کو زلات مار کر گرا دیا اور اُس سے کہا کہ اے برادر تم کیون آئے میں اسکا  
 کام تمام کر چکا ہوں صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور پاس پہنچ کر ایک حباب بیہوشی مارا برق چہرے  
 کھا کر گرا اس نے اُسکی مشکین بازو صین اور جاہلہ ستون سے بازو دونوں گمان کو ہوشیار کر دیا  
 مگر یہ بازو ہی تھی کہ قرآن بھی درخیمہ پہنچ گیا یہاں چند ساحر پرے پر تھے مگر حکم سے گمان کے  
 دور کھڑے تھے کیونکہ عورت کو اندر خلوت نشین جانتے تھے قرآن نے ان سے کہا کہ مجھ کو حیرت نے  
 بھیجا ہے بہت ضروری کچھ کہنا ہے ساحر وں نے کہا کہ وہاں نہ جاؤ میان ہمارے مرنے میں ہیں اس نے  
 کہا میں درخیمہ پر بیکار ہوں گا اگر وہ مجھ کو بلائیں گے تو جاؤ نگاہ یہ کہہ کر جلد درخیمہ پر آیا اور بے محابا  
 اندر داخل ہوا دیکھا کہ صرصر نے برق کو بازو ہار گمان کو ہوشیار کر دیا یہ دیکھ کر لٹکا رہا  
 کہ اُستانی میں آ پہنچا صرصر خیر بیکار دوڑی قرآن نے ادل خیر اس کا رد کیا اور جلد اُس کے پاس  
 پہنچ کر ایک طمانچہ مارا کہ کیوں پھر شوخی ایسی کرے گی باوجود آغوشہ بداد و بیہوشی تھا صرصر طمانچہ  
 کھاتے ہی بیہوش ہو کر گری اس نے برق کو کھولا اور اُسکو بازو دیا برق جو ہوشیار ہوا اس سے  
 سب حال کہا پھر صرصر کو بھی ہوشیار کر دیا کہ مرنا گمان کا دیکھے غرض کہ مظلوم اس سیدہ گرم کو کے  
 اس خیال سے کہ شاید گمان روئین تن ہو منہ اسکا چیر کر وہ سیدہ ملا دیا کہ دل و جگر اس کے  
 جل گئے صد اہلے گیر و دار پر پا ہوئی آنحضرت آئین عیار حیرت کر کے چلے تھے کہ صرصر بیکاری  
 ارے موڈ مجھ کو تو کھول دو اب تو تمھاری مراد پوری ہوئی قرآن سمجھا کہ یہاں ساحر آئین کے  
 ایسا نہ ہو کہ اس کو عیار سمجھ کر قتل کر ڈالیں یہ سمجھ کر اسکو کھول دیا کہ یہ بھی حیرت کر کے عیار وں کے ساتھ بھاگی قرآن نے  
 کہا جاؤ حیرت بالزادی سے یہ سب حال کہ دنیا یہ کہہ کر کے بھاگے اور اُدھر شکر صد اہلے  
 حبیب کو شکر جانب خیمہ دوڑے عیار تو اس ہنگامہ میں اور تار بکی میں بھل گئے اور ساحر وں نے  
 لاش گمان کی اٹھائی اور صرصر نے جا کر ملکہ حیرت کو خبر دی کہ اس طرح گمان مارا گیا ملک  
 یہ خبر سننے ہی جلد باہر نکل آئی کہ عیار آج پھر جنگ مغلوب نہ کرادین لیکن سرداران لشکر ہرج اگر  
 اس فوج میں قید ہوتے تو رہا ہو کر لڑتے عیار وں کی بن آتی پس سردار دیوانہ وار صحرا نورد تھے عیار  
 کچھ نہ کر سکے اور سمت دشت روانہ ہوئے وہاں تمام سردار گمان کے مرنے سے ہوش میں آ گئے تھے  
 کہ عیار وں نے جا کر سب کو اپنے ہمراہ لیا اور لشکر میں لائے اُدھر ملازمان بہار جو لوٹنے گئے تھے  
 حاضر ہوئے برق نے بہار سے آکر کہا کہ کیوں ملکہ ہم نے کتنا بے لگاؤ اس ساحر کو مارا بہار نے اُس کو



خلعت دیا سردار اگر شب کے دربار میں دنگلون پر متمکن ہوئے مہر خ نے جشن فرمایا ساقی و مطرب  
ورقا ص حاضر ہوئے جلسہ انبساط آغاز ہوا اُس طرف حیرت بسان خنیم اشک حسرت سے رویا کی  
رات بھر ایک سمت عیش و راحت دوسری جانب رنج و مصیبت کا سامان رہا جب ظلمت رنج کی طسرح  
خاطر دہر سے تیرگی شب دور ہوئی اور سحر نے لبان سرور خندان منہ دکھایا کہ بموجب بیات

تاج زر کی بسرخو ہوئی اسطرح چین  
یون نمودار ہوئی ہر درخشان کی کرن  
ظلم سے تیرگی شب سے کھتی دنیا اندھیر  
عدل سے خسرو خداور کے ہوئی پھر روشن

حیرت نے نامہ اس تمام ماجراے حیرت انما کا لکھ کر افراسیاب پاس بھیجا وہ سحر گاہ سر پہ جہان بینی پر  
خواب شیرین سے اٹھ کر بیٹھا تھا کہ پنجہ سحر نے نامہ پہونچایا نامہ پڑھ کر اُس کو بہت غصہ آیا بزرگ زلف  
پریشان ہو کر بیٹھا کھایا پھر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان نکمرامون پر کس کو بھیجوں جو  
جاتا ہی عیارون کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی کہاں سے ایسا ساحر لائوں جو اس جہان کا رہنے والا  
نہ ہو آسمان پر رہے اور عیارون سے بچے اہل دربار نے عرض کی کہ کوئی ایسا ساحر چلے جو جامہ  
انسانی میں نہ ہو بلکہ کسی اور جیس میں رہے تو شاید عیارون سے بچے شاہ جادوان نے کہا ایک  
مذہب خیال میں آتی ہی یعنی جب میں کوہ نیلم پر گیا تھا تو ایک ساحر ظالم جادو کو لایا تھا وہ تو مارا  
گیا مگر اُس کا بھائی اظلم اثر در نشین جادو نامہ ہر کہ ہمیشہ شکم اثر در میں رہتا ہی وقت ضرورت  
یا وقت جنگ باہر نکلتا ہی انہیں تو شکم اثر در میں ہمیشہ اُس کا مسکن ہر فی الجملہ میں اس کو بلا کر بھیجتا ہوں  
سب نے اس کلام کی تائید کی کہ بہت بہتر ہی شاہ ظلم نے ایک نامہ لکھ کر اپنے کسی ملازم کے ہاتھ  
بنا بر طلب ساحر مذکور روانہ کیا عرض حسب الطلب ساحر آ یا سب نے دیکھا کہ چالیس اثر در سے پیچھے  
اور آگے ایک اثر در عیب صورت پیدا ہوئے اور ہر اثر در کے پیٹ سے ایک ساحر نکلا  
سے آگے جو اثر در تھا اس میں افسر اثر در نشین خود سر تھا سب نے بادشاہ کو سلام کیا اس نے  
سب کو خلعت دے اور افسر سے کہا کہ تم جا کر نکمرامون سے مقابلہ کرو اور جملہ حال عیارون  
کی فطرت کا کہہ کر حکم دیا کہ خبردار ہمیشہ شکم اثر در میں رہنا اور عیارون سے اپنے تئیں بچانا یہ ساحر  
حکم شاہ گوش جان سے سکر اثر در میں سما کر روانہ ہوا اوسکی مہابت سے فلک بوڑی چکر اتا تھا  
خدا کی ماری زبان پر لاتا اثر در بدے ہوا اثر در نے منہ سے شعلہ آتش نکلتے یہ ظاہر تھا کہ تھر خدا قوم  
جناب یونس پر آیا ہی آفتاب گردون پر پھرایا ہی بدے ہوا کوئی جانور خوت سے نہ اثر در تھا  
بلکہ سیمرغ کوہ قاف میں چھپا تھا سحر طائر کو طعمہ اثر در ہونے کا ڈر تھا کہ بموجب

کوہ چون عزیزین اثر در شنید  
گفت بردن آمدہ از زیر ابر  
شکل در اثر در نشین اثر در دید  
صور سرانیل پے صید بہر



<p>جو کہ بدید انہم عظم و شکوہ وقت ہجانت کہ سیر غ کات</p>	<p>لرزہ بر افتاد بر اندام کوہ بگذرد از قلہ لاف و گزاف</p>
<p>باین عظمت و شکوہ افغی مجسم لشکر حیرت منالالت شیم کے قریب پہونچا بلکہ کو شاہ جادوان بذریعہ نامہ مطلع کر چکا تھا اس نے استقبال کرایا اور ایک میدان میں سب اژدہوں کو بٹھرایا کہ وہ گنڈ لیاں مار کر بیٹھے اور ان کے کھانے پینے کے لیے چند خیمہ اسی میدان میں استادہ کر دیے خدمت کے لیے چند ملازم چیدہ و منتخب کر کے معین کر دیے مگر ان کو بھی تنگے اور معرکہ دیے کہ عیار و ن کی بہیمان رہے اور ان سے کہہ دیا کہ جب اظلم اژدہ سے نکلے اور تم کام کے لیے جاؤ تو معرکہ دکھا دینا باقی معرکہ چھپائے رکھنا کسی سے اس راز کو نہ کہنا غرض کہ انتہائے درجہ کا انتظام کر کے بعد فراغ اظلم اژدہ سے نکلا اور بارگاہ حیرت میں جا کر بیٹھا سب نے اس کی صورت بخش کو دیکھ کر خوف کھا یا کہ بیت اژدہ چالیس اس کے تھے گرد و شیطاں کا وہ ایک ہی تھا شاگرد و دن بھر میخواری کرتا رہا جس وقت مار آسمان نے من ایناد ہاں مغرب میں رکھا اور بدشت عالم میں اندھیرا پھیلا اژدہ شب تیرہ نے مہرہ ماہ رکھ کر اس چائنا شروع کیا کہ نظم</p>	
<p>در گذشت آن روز شب بدید شمع کا فوری برائش سوختند</p>	<p>لکھتے از شک و غنبر در رسید ہم فوایش را ہوارا فروختند</p>
<p>قریب شام اس نافر عام نے طبل جنگ بجوایا طائران بحر خبر لے کر سامنے مرجع کے آئے اور بعد دعا و نثارے بادشاہی کے جملہ ساحر دن کے آنے کا اور طبل رزم بجنے کا حال غرض کر کے کنارے ہوئے مرجع نے خبر نہ کر فرمایا کہ یہ ساحر بھی زبردست آیا ہر خدا اس کے شر سے ہم کو بچائے اچھا ہمارے لشکر میں بھی نقارہ حرب بجنے بنا بر حکم حکم ملکہ عالم یہ عالم ہوا کہ بمقتضائے اہیات</p>	
<p>گشت ز نقارہ صدے بلند واشدہ ز نیسان دہن کرنا دشمن این خانہ جگر خون بود غلغلہ کوس بکیوان رسید</p>	<p>زندہ بہان زندہ بہان بے گزند باز بندہ با بدہ بادعا دون بود دون بود دون بود آب شدہ ز ہرہ دیوسفید</p>
<p>در بار سویرے پر خاست ہوا سردار خیموں میں اگر تیاری حرب و ضرب کرنے لگے لشکر و نہیں سحر کی درستی ہونے لگی اظلم حیرت سے رخصت ہو کر خیمہ میں آیا اور وار و غہ مطنج سے معرکہ دیکھ کر کھانا کھا کر شکم اژدہ میں جا بیٹھا لشکر دن میں رات بھر اژدہ ہائے نیام سے مثل افغی ز ہر داتہ لوا این نکلیں اور ز ہر میں بھجائی گئیں یہ وہ ناگنیاں ہیں جن کے کھٹے کا منتر نہیں ایک ہی پھنکار یعنی شپاکے میں جسم پر سر نہیں اسی کی چمک کی لہر دیکھ کر مار فلک کے دل پر سانپ ٹوٹتا ہر اسی</p>	



لو ہے کا پانی نیزون اچھلتا ہی اسی میں قہر کا کاشا ہی یہ وہ موزی پئے اعدا ہی جسکو لہو چاٹنے کی چاٹ ہی غرض اس رات کو ہر طرف مار مار کی بیکار تھی ساحرون میں بھی را جہ باسد کی دہائی کی گہا رتھی جنگل کے جنگل ہانپون سے سحر کے بھر دیے تھے یہاں تک کہ نسے گھوڑوں کی رکاب اور سجام کے سانپ نظر آتے تھے نگاہیں جادو گروں نے زہریلی بنائی تھیں آنکھ بھر کر دیکھیں اور زہر چڑھے وہ پونین نگاہوں پر بٹھائی تھیں مردم دیدہ پر ایسا زہر چڑھا تھا کہ جدھر دیکھو بس بویا ہوا نظر آتا تھا خلاصہ یہ کہ جب جسم دہرے زہر شب دفع ہوا اور مہرہ آفتاب بعد آٹ تاب جسم سپر رنگا گیا کہ نظم

انداختہ سحر بنیابان دگر کمند	آمد زمان مستی دزدے کش نژند
مختل دماغ دے شدہ از بخش نسیم	سوز اند شعلہ گل حمر اش چون سپند

صمد مہر خ و بہار بعد جاہ و خشم تخت سحر بر سوار ہو کر مع فوج ساحران و لادران سمت دشت روان ہوئیں جلو میں جادو گریان چلین اُس وقت اُس ملکہ ذیشان کی شوکت و شمت کا زبان جلال سے بھی بیان غیر امکان ہے کہ نظم

سر پہ اک خود دھرے سپہ پڑی کئی	ڈھال کا ندھے پہ پڑی ہاتھین شمشیر دوم
زہر حضرت داؤد گلے میں اُس کے	جیوت اُسکا فریدون فرزند شیم
لمعہ نور حسین اُسکے سے طالع جو نہر	سب کا بکے میں موجود صنادید عجم
اُسکے انوار کے گھوڑ و نہر کیا خوبصورت	تو وہ فنکائے بڑے بھرتے میں مثل ضیفم
اُسکی شمشیر کی برش کی ہو کس سے تعریف	لکھاٹ پر جسکے رہا خون ہر اعدا کا جم
خلق دشمن کیلئے زہر بھری اُسکے ساتھ	صاف اک پرچہ الماس ہر اور کا سہم
ہر دہقان نہیں شعلہ نشان خوں شام	شکل برق و شفق صاعقہ و موج یم

حاصل مرام جاے مصاف پر پہنچ کر ٹھہری تھی کہ اس طرف سے حیرت بعد کبر و نخوت فوج ساحران یہ میدان میں آئی پرے چنے لگے بجلیاں گرین جنگل کے درخت جلے بادل سحر کے برسے گرد و غبار صاف ہوا تیار دشت مصاف ہوا اُس وقت اتر دھے ایک طرف سے پیدا ہوئے کہ باہم کھینچے لڑائے اور قتلہ ہائے آتش چھوڑتے آتے اثر زہر سے اُن کے دھوپ تک سبز نظر آتی تھی باہم لپٹے پھینکا راتے تھے جب دشت میں پہنچے یہاں صفین درست ہو چکی تھیں وہ اتر در جس کے پیٹ میں اظلم ہر سامنے حیرت کے آیا اور اُس سے باہر نکل کر اجازت حرب لے کر پھر اتر دھے کے اندر سما یا اور اسی طرح واسط میدان میں پہنچا قلاب تشین چھوڑے کہ ہر سمت آتشکدہ بن گئے دھواں اُن شعلوں کا ایسا پھیلا کہ لشکر مہر خ اندھا ہونے لگا دھوئیں سے عاجز ہو کر ہر ایک یاود و د پڑھتا تھا مگر باروت و ارچاہ مصیبت میں گرا تھا جادو گریان زہرہ صورت سحر پڑھ کر برج بنائے چھپے ہوئی تھیں فوج میں کھل بلی پڑ گئی تھی اُس وقت مہر خ کو کچھ بن نہ آیا جنگ مغلوبہ کا حکم دیکر



تخت اپنا آگے بڑھایا ساحران نامی مثل ملکہ بہار و نافرمان وغیرہ کے دوسرے عاجز نہ ہوئے تھے  
 ترسول اور ناریل پکڑ کر اُردہ ہون پر جا پڑے اُس طرف سے چالیس اُردہ چنکے پیٹ مین ساحر تھے منہ پھیلا کر  
 چلے اُس وقت وہ میدان عصائے جناب موسیٰ ہوتا تو فتح ہوتا شعلہا سے دہان اُردہ ان سے زمین کرہ نارہی  
 ہوا شعلہ بارہی اُن شعلوں سے دھوان ایسا بھٹکتا تھا کہ تمام عالم دھوان دھار بن گیا تھا شکاریان نے نایج  
 و تنج مارنا شروع کیے ہر سمت سے گولے سحر کے لگاتے تھے بجلیاں گراتے مگر اُردہ دن پر اُترنے کرتی تھیں اور  
 اُردہ دم کھینچ کر سپاہیوں کو نگل لیتے تھے اس ہنگامہ میں ملکہ بہار نے ایک گلہ ستہ مارا کہ ہوائے سرد کے  
 جھونکے پیدا ہوئے اور اُس ہوائے دھوئیں کو ہر طرف کرنا شروع کیا آد بہار ہوئی آغاز کیفیت لالہ زار  
 ہوئی مگر اظلم کا نام جو اُردہ نشین ہی اور یہ اُردہ میں رہتا ہی اس سبب سحر بہار نے تاثیر نہ کی کیونکہ یوں  
 تو ہر ایک ساحر بزرگ سحر اُردہ بن جایا کرتا ہی اس پر کیا خصوصیت تھی جو شاہ جادوان نے بھیجا ہے  
 بس ہی اُس کے لیے شرف ہے کہ اُردہ سحر میں رہتا ہی اور اس اُردہ پر سحر نہیں اُتر کرتا ہی فی الجملہ اُس نے  
 سحر بہار کے آثار معلوم کر کے ایسی بھینکار ماری کہ شعلہ آگ نکلے اور چستان سحر بہار جلنے لگے سحر جو رہا  
 لگا بہار پر غش طاری ہوا خواص میں ہوا دار پر ڈال کر لے بھاگے اُس کے پٹنے ت اُردہ منہ پھیلا کر  
 چلے معاذ اللہ وہ شعلہ نہ ہرناک کی لپک ایسی نہ تھی کہ کسی کو تاب رہتی جسم جھلنے لگے جادو گر نیاں نائن  
 کلفام سے تاب ہو گئیں حرارت سحر سے بیتاب ہو گئیں زہرا فی کا اثر ایسا پھیلا کہ اس جسم موزی کا بھی  
 جسم نیلا ہو گیا سبزہ نہ تھا اثر سم جسم ارض میں سرائت کر گیا تھا خضر تک زہر ہرہ دھونڈھتے تھے دل  
 کوہ کے بھی نیلا نیلا پانی بہتا تھا اُردہ ہر منہ کھولے اس طرح نظر آتے تھے کہ میدان میں غار دور سے  
 دکھائی دیتے تھے ایسے ہنگامہ آفت خیز میں فوج حیرت نے بھی حملہ کیا بجلیاں گرا کر ترسول و نیول  
 پکڑ کر مارا کہتے آگے بڑھے فوج ہرخ بن بھگد پڑ گئی لشکر بہت سا اندھا ہو چکا تھا اور باقی اس لہجہ  
 پر کہ بارہا آفت آئی ہر پھر خدا نے فضل کیا ہر پھر ہا تھا اس حملہ کرنے سے وہ بھی بھاگا اُس وقت وہ  
 سردار جو بڑے بہادر تھے لڑنے والے سر بخت تھے ملکہ ساخترہ گئے اور ملکہ ہرخ نے پائے شجاعت  
 مستحکم کیا ہزار ہا کو اُس نے بھی مارا اس وقت عجیب غلغلہ آفت محشر پڑا تھا کہ اثر سم سے صد ہا ساحر  
 بھولا کسو جا میدان میں پڑا تھا اور ہزار ہا لاشہ نظر آتا برق سحر چپ رہی تھی رعد جادو و جین مارتا پھرتا  
 تھا مان اُس کی برق تڑپ تڑپ کر گر رہی تھی دھوان سحر کا چھایا تھا آفتاب تاریکی سے گستا یا نظر آتا  
 تھا بیرون کی صدا ہائے مہیب کا شور مچا تھا کہ بموجب مولف

اُڑی جاتی تھی جان ہر شیخ و شہاب  
 کہ غار زمین چاہا بابل بنا  
 جلاتا تھا دل خسرو و شرق کا

ہوا اس طرح کھاتی تھی بیچ تاب  
 دھوان سحر کا تھا یہ چھایا ہوا  
 چمکنا وہ رہ رہ کے وان برق کا



چکنا اندھیرے میں بجلی کا تھا  
کمین دوڑتے پھرتے تھے آ رہے  
ہو اسے جو انگارے تھے گرہے  
ہو اتھا فلک اس قدر سنگدل  
کوئی مر کے گرتا تھا جب جادوگر

کھیل کے منہ پر نگال ہے ملا  
دہن مثل قوسِ حسرت کھلے  
ملک آتشین تیرتے مارتے  
پرستی تھی ہر سمت پتھر کی سل  
تو گوشِ فلک غل سے ہوتے تھے کر

اس قیامت کبریٰ میں مہرخ اژدر بکران اژدہوں پر جا پڑی اور ایسے شعلہ ہائے آتش بار دہن سے نکالے کہ وہ اژدہ پسپا ہوئے اس وقت اظلم بہ شکل اژدر سامنے آیا اور پکارا کہ اے حکمران اب کہاں جائے گی کیا قدرت سامری کی ہے کہ تو ہمارا سامنا کرتی ہے مہرخ نے جواب دیا کہ او نامرد اذلی تو مجھ عورت سے اتنی بڑی فوج لے کر لڑنے آیا اور پھر اژدر سحرین بیٹھ کر مقابلہ کرتا ہے اسی منہ پر دعویٰ سحر کرنے کا رکھتا ہے دم شجاعت کا بھرتا ہے یہ کلمہ مثل ناوکِ دلہ وز اس کے دل پر لگا دینا میں اکیلے کیا تجھ سے لڑتے ڈرتا ہوں اچھا آج میں پھر اجاتا ہوں کل اکیلا میدان میں آکر تجھ کو باندھ کر لے جاؤں گا ملکہ نے کہا اکیلا آئے گا تو وہ جوتیان کھائے گا کہ ہمیشہ یاد کرے گا اُسکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے اژدہوں کو لے کر پھر الملکہ حیرت پاس آکر کہا کہ طبل باز گشت بجو ایسے میں آج نہ لڑوں گا اُس نے کہا کیوں بنی ہوئی کڑائی بگاڑتے ہو جی مارتے ہو اب باقی کون ہے صرت مہرخ کو مع چند سرداروں کے پکڑ لینا ہے اُس نے سب حال مہرخ کے طعنہ دینے کا بیان کیا حیرت نے کہا اُس نے تجھ کو فریب دے کر اپنی جان بچانی ہے اس وقت دھوکا نہ کھانہ میں بچتا ہے کاغذ نہ خبر نہ سمجھایا اگر اُس نے اپنے غرور میں نہ مانا آخر حیرت نے بخاطر اُس کے طبل باز گشت بجوایا اور شکر لے کر پھری مہرخ نے سجدہ شکر خدا کیا کہ ابرو نہ بگئی جو سردار کہ باقی تھے اُن کو نہ کر پھری جو نہ ہر سے سوچ گئے تھے ان کو اٹھوا لیا اور داخل بارگاہ ہوئی شکر کو بالکل برباد دیکھا کہ سب بھاگ گیا ہے بازار میں ویران ہیں جو سردار کہ قید ہو گئے ہیں اُن کی بارگاہ میں جگہ سنسان پڑی ہے یہ حال دیکھ کر اشکِ حسرت گرا گئے اور ارادہ جان دینے کا مصمم کرنے کا اختیار کرنے کی فکر میں بھی اُس وقت عیار کہ شکر کا حال اب تو کچھ کر چلے گئے تھے طبل امان کی آواز سنائے بادشاہ شکر کو بہت پریشان دیکھا سبے تسکین و تشفی کی کہ اسے ملکہ ہم جاتے ہیں اور کام اس ناہنجسار کا تمام کرتے ہیں یہ کہہ کر روانہ ہوئے اُس طرٹ اظلم پھر کر گیا جو اژدر کہ سرداروں کو تنگ لگے تھے اُٹھوں نے ان کو اگلا اور حیرت نے حکم دیا کہ ان سب کو اُسی زندان میں لیجا کر قید کرو جہاں ضرغام عیاں کہو گمان نے گرفتار کیا تھا قید ہی تاکہ وہ بھی اپنے سرداروں کا حال سقیم دیکھے اور اپنی رہائی سے بالیوس ہو غرض سب کو لے جا کر قید کیا یہ سب سحرین مبتلا اور بہوش ہیں جب یہ قید ہو چکے اور شکر کو کھول چکا اظلم دیر تک



بٹھار ہا بلکہ ملکہ ہی کے ساتھ کھانا کھایا پھر عرض کر کے کہ طبل جنگ آپ بجز ایسے گامین کل اکیلا رٹون گایہ کلمہ  
اپنی جگہ پر آکر شکم اڑور میں بٹھو رہا مگر عیار جو روانہ ہوئے تھے یہ صحرا میں آئے اور برق نے کہا کہ پہلے میں  
جاتا ہوں تم دونوں میری خبر رکھنا یہ کہہ کر چلا اس کے بعد قرآن و جانسوز بھی ایک طرف بصورت مبدل روانہ  
ہوئے لیکن برق شکل ایک ساحر مہیب صورت کی ایسی بنا کر گشت کرتا ہوا اس جگہ آیا جہاں اژدہ ہے  
سیدان میں رہتے ہیں یہاں دیکھا کہ اژدہ ہے خاک میں لوٹ رہے ہیں خوش فعلیان کرتے ہیں اور ان کے  
منہ سے جو شعلہ نکلتا ہے اس شعلے سے تصویر پیدا ہوتی ہے وہ نارنج و ترنج متواتر اچھال کر غائب ہو جاتی ہے  
پھر اور تصویر پیدا ہوتی ہے رسول چار طرف گڑے گوگل مرج سیند و چندن دھوپ دیپ وغیرہ جلتا ہے  
ترسولوں پر ہار لپیٹے ہیں کھیر آگ کے جلتے ہیں برق یہ ناشہ کھڑا دیکھتا تھا کہ یکایک اژدہ کے اندر  
سے ایک ساحر یہ فام خناس سیرت دیو صورت نکلا یہ اس کی صورت محسوس دیکھ کر ادل تو خائف ہوا  
اور چاہا کہ بھاگ جاؤں مگر دل کڑا کر کے کھڑا رہا وہ اس کے قریب آکر لکڑا کہ اسے تو کون ہے  
برق نے بھی دیسی ہی جواب دیا کہ اب کیا پوچھا نہیں جو تو یہ وہ ہم ہیں اس نے کہا ہم چالیس  
اژدہ نشین ہیں اکتالیسواں ہمارا افسوس تو کہاں سے آیا ہے اچھا اگر تو ہم میں سے ہے تو اژدہ ریشہ  
رہنے کا کہاں ہے برق اس تقریر سے ناچار ہوا مگر تیزی سے جواب دیتا ہوا بھیڑے ٹرپ کر چاس قدم  
پر جا کر ایہ کہتا ہوا کہ اژدہ بھی ہر جگہ کیوں بتلا نہیں اس ساحر نے جو اس کو بھیجے بھاگتے دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی  
عیار ہے پکارا کہ باش او مکار پچا تا میں نے تجھ کو برق اتنے عرصہ میں کہیں کا کہیں ہو رہا مگر یہ سبب  
میدان ہونے کے سامنا تھا وہ ساحر بھی کہ اگر بیان سے سحر کروں مبادا یہ بھی ساحر ہو کہ وہ پھانڈ کر نکلا اے  
بس قریب چلوں یہ سمجھ کر بھی دوڑا برق یا تو بھاگا جاتا تھا یا اس کو آتے دیکھ کر سوچا کہ اگر یوں ہی سیدھے  
بھاگے جاؤ گے تو وہ سحر پڑھ کر پکڑ لے گا لازم ہو کہ کہیں چھپ رہو یہ سوچا اڑھرا دھرا دیکھا چونکہ میدان  
تو تھا ہی اور لشکر سے بھی فاصلہ تھا ایک غار وہاں نظر آیا یہ اس میں اتر گیا وہ ساحر جو بھیجے آتا تھا اس نے  
دیکھا کہ یا تو عیار سامنے جاتا تھا یا غائب ہو گیا پہلے تو یہ سمجھا کہ وہ بھی ساحر تھا بڑا سحر چھپ گیا مگر جب  
غار کے پاس آیا سوچا کہ اس میں اتر گیا ہو گا یہ سوچ کر بھاگنے لگا تو برق نے وہاں حلقہ کندہ لگا رکھا تھا  
وہ اس کل گردن میں آگیا اس نے چاہا کہ سحر پڑھ کر اس کو جلا دوں مگر برق اتنی مہلت کب دینے والا  
تھا اس نے گردن پھینتے ہی اس زور سے جھٹکا مارا کہ حلق تالو سے چیک گیا اور آنکھیں نکل آئیں  
سحر پڑھنے کے بدلے لڑھکتا لڑھکتا ہوا ڈھلک کر غار میں گر ابرق نے فوراً آنچر سے سرکاٹ ڈالا ایسا زبا شد  
ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے بعد لمحہ کے آواز آئی کہ ارا شراب خوار جاؤ کو یہاں  
تو ہنگامہ مچا لیکن اژدہ اس کے رہنے کا میدان میں جلیگا اور بیرون نے وہاں بھی غل بجایا اظلم اور سب  
ساحر گھبرا کر اژدہوں سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے سے پوچھتا تھا کہ اسے میان خیر تو ہے



ایسے باختہ حواس ہوئے کہ اپنے ساتھیوں کو نہیں شمار کرتے یہ تو حیران کھڑے ہیں کہ کوئی آئے تو اُس سے پوچھیں یہ غل کیا تھا اور ان سب کو اپنے سر پر ایسا ناز ہے کہ یہ مطلق گمان نہیں کہ ہم میں سے کوئی مارا گیا ہو غرض کہ یہ تو ٹھہرے ہیں مگر وہاں برق نے صورت اپنی مثل شکل صرصر کے بنائی لیکن حسن اپنا ایسا دیوالا کیا کہ صرصر نے خواب میں بھی یہ صورت پنائی ہوگی کہ نہایت روز ازل سے آج تلک صورت آفرین ممکن نہیں کہ چھپ کے تجھے دیکھتا نہ ہو چنانچہ نگے حال اُس کے حسن کا بیان ہوگا اس وقت بعلبت لاش اُس ساحر کی اٹھا کر اُسی میدان کی طرف چلا بیان سب ساحر حیران کھڑے تھے کہ آواز غلخال پاؤں کے کان میں آئی دیکھا کہ ایک عورت بنا زواد اس طرف آتی ہے کہ جس کی چال کو دیکھ کر یہ کہنا دیا ہے کہ میری بلا سے ہو یا مال سارا زمانہ نہ آئے انھیں پاتوں رکھنا سنبھل کر بد لہائے عشاق روندتی جب قریب آئی عجیب صورت اُس ماہ آسمان زیبائی کی دکھائی دی نظر

گئی آنکھوں کے نیچے برق اک کوند کہا دل نے ہی دیکھی جو وہ مانگ حواس و ہوش سب کے ہو گئے تار ہم آنکھوں سے آنکھیں لڑ گئیں خیر نظر آیا وہ کھڑا سیب کا سا یہ رخسار وں میں اُس کے قریب ہی تھی کہو اُس کی جبین کو کس طرح چاند سہانا تھا کچھ ایسا روپ اُس کا برنگ گل نزاکت میں بھری تھی	سمند ناز نے ڈالا وہیں رو وند کہ ہر یہ رات آدھی کچھ دعا مانگ ہوئے سب انگ چوٹی میں گرفتار عجائب رنگستان کی ہوئی سیر بندھا کچھ ڈول وان آسیب کا سا ہوئی جس سے خجل اکثر بھی تھی کہ اُس سے لاکھ حصہ چاند تھا ماند کہ سایہ چاہتی تھی دھوپ اُس کا کہ بس جو بات تھی اُس کی بری تھی
---	---

یہ سب ساحر اُس سراپا فتنہ انگیز کو دیکھ کر ذنگ کھڑے تھے کہ اُس نے اظلم کو تسلیم کی اور لاش سامنے ڈال دی اُس نے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُس گلفام نے کہا بھائیے یہ آپ ہی کا رفیق ہی جو مارا گیا ہے اس گلہ سے اُس کو ہوش آیا اور کہا ہاں سچ ہے یہ شراب خوار جادو کی لاش ہے اب سب افسوس کرنے لگے اور اظلم نے پوچھا کہ کچھ معلوم ہے یہ کیوں کر مارا گیا اُس نے عرض کیا کہ عیار بشکر حریف صحرا میں اسکو قتل کر رہا تھا مگر کام اُس کا تمام ہو چکا تھا میں لاشہ اٹھا لائی ہوں اظلم نے کہا اُس عیار کو کیوں نہ گرفتار کیا اُس نے کہا حضور میں صرصر عیار ہ شاہ جادو ان کی ہوں اور سحر انہیں جانتی ہوں وہ عیار تھا مھکو دیکھ کر کل گیا ہر خید میں دوڑی مگر ہاتھ نہ آیا اچھا اب ہوشیار رہے گا میں جانتی ہوں یہ کہار کمر کو لے کا عالم دکھا کر اس طرح جلی کہ فر د خرام ناز تھا را ابھی ایک آفت ہے زمین یاؤں تلے سر پہ آسمان نہ رہا + اظلم نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کس لیے کہ یہ ساحر رہنے والا کوہ نیکم کا ہے اُس نے



نام البتہ سنا ہی صرصر عیار ہکا کیونکہ ہیشہ اثر درین رہتا ہی اور یہاں حبیب آیا ہی کچھ دیر کے لیے بارگاہ حیرت میں گیا تو کچھ خیال تو کیا نہیں کہ عیار ہکون ہن اس وجہ سے اچھی طرح آگاہ نہیں کہ صرصر کس مرتبہ کی عیار ہہی اور کسی صورت رکھتی ہہی اس وقت اس کے حسن دلا دیز کو دیکھ کر غش ہو گیا اور سمجھا کہ یہ عیار ہہی تو ہہی اُس کو بادشاہ طسم سے مانگ ہون گا آج اپنی خدمت میں اس کو لایا چاہئے پس اسی وجہ سے اُس نے ہاتھ بکڑ لیا اور کہا بیت گرے میری نظرون سے خوبان عالم پسند آگئی تیری صورت کچھ ایسی + صرصر نے یہ سنکر تیوری چڑھائی اور کہا میان ہوش میں آؤ فاحشاؤن سے جا کر ایسی باتیں کرو اسے صاحب میں سارے طسم میں ہمیشہ بھرتی ہون جو ایسی ہی داتی ہوتی تو کا ہے کو میری آبر و بختی نہ صفا ایسا بد نظر کوئی مرد و امین نے نہیں دیکھا یہ کہہ کر انگریزائی لے کر کات کو اس طرح دکھایا کہ وہ ابھرا ہوا جو بن دل گد گد آنے والا نظر آیا یہ ساحر عین ہو گیا اور پکارا افر و سلتا ہر کوئی دل یا الہی خیر محرم کی + غضب پرے پرے میں ابھرنے ان کے جو بن کا پھر اُس آنت جان کا سنت پذیر ہونا کہ اسے جان عالم اتنا خفا ہو ہم کو بھی اپنا جان نثار سمجھو اُس عریذہ جو نے کہا آپ جان اپنی کسی گھر والی پر دیکھیے مجھ سے یہ چونچلاتے کر دیکھیے کہ کرا انگوٹھا دکھایا کہ موے تیرے دیدون میں خاک میں اور تیرے قابل اطمینان اس ادا کو دیکھا کر گیا اور اس ماہ پکیر سے لپٹا اس نے کہا ہاں ہاں دیکھو میں سختی ہون سامری قسم اگر مجھ کو ہاتھ لگا یا تو تیری جان اور اپنی ایک کر دوں گی تو گو یہ اندھیر تو دیکھو دن دہاڑے یہ مرد و اس کے سامنے مجھ کو لیے پڑتا ہی کیا بیغزتی ہر پٹے منہ آگ لگے ایسی سستی کو اطمینان اس کے خفا ہونے سے تو پھر تا ہر مرد و ایک باتیں اس طرح کی کہ یہ مرد و اس کے سامنے لیے پڑتا ہی سن کر سمجھتا ہی کہ یہ ناز کرتی ہی اور وہ ناز میں بھی خفگی لگا دٹ آمیز کرتی ہر غرض کہ یہ باتیں اُس کی سنتے ہی اطمینان لپٹا تو تھا ہی گود میں اٹھا کر خمیہ کی طرف لے چلا وہ عشوہ گر ٹپتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ دیکھو بہت بچپٹاؤ گے جو مجھے اکیلے میں لے جاؤ گے میری آبر و تو جا چکی غیر مرد کا ہاتھ لگ چکا ہی مگر تھاری بھی جان جائے گی مجھ کو کم نہ سمجھنا میں کوئی ایسی دیسی نہیں ہون دھڑے اڑا دوں گی ارے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آجائے سوے تو اثر دے میں گھس رہے مجھ کو چھوڑ دے اطمینان نے ایک نہ سنا اور اندر خمیہ کے اس کو لایا کہا عیار یہاں آئے گا تو کیا کرے گا کہ بوجب بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ دیرانی کو کیا کم ہر + ہوے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسمان کیون ہو + غرض کہ اس کو مسند پر بٹھایا اور خمیہ صرف اس کے کھلنے پینے کے لیے تو مقرر ہی کیا گیا ہی جو دو ایک آدمی بہر خدمت میں انھوں نے اس کے آتے ہی تنے اپنے اپنے دکھائے اس نے کہا تم باہر جاؤ اور دور جا کر ٹھہر و جب بلا میں اُس وقت آنا وہ سب باہر گئے اور اُس کے رفیق جو اڑد ہون میں رہتے ہن وہ بعد اُس کے پھر شکم اڑد میں سما گئے جب خلیہ ہوا یہ ناز میں کہ برق عیار ہر دل میں سوچا کہ دوبار یعنی زنا سا ور کمان کو جو قتل کرنے آئے تھے



تو صرصر اگر خلل انداز ہوئی تھی اور اب بھی ضرور آئے گی اور لشکر بیان سے قریب ہی تھا رہے آئے گی  
 خبر حسرت کو ممکن نہیں کہ نہ پہونچے پس وہ یا خود آئے گی یا کسی کو بھیجے گی لہذا لازم ہے کہ ایسی تدبیر کرو تا کہ وہ  
 جو آئے تو ذلت پائے اور یہ صاحب کھنے نہ پائے یہ سو چکر چار طرف بھونچتا ہو کر بیٹھے لگا اس وقت یہ  
 حال تھا کہ بیت کبھی وہ آنکھ ادھر دیکھی شوخی سے اُدھر + اک جگہ پاؤں ٹھہرتا نہیں ہر جانی کا اظہار نے یہ  
 حال دیکھ کر کہا کہ اے نازک بدن تم حیران چار طرف دیکھتی ہو اس نے کہا تم کو اپنے مزے سے مطلب ہے  
 تمہیں کیا چاہے کسی کی جان جائے یا عزت پرے میں عیار وہ ہون عیار و ن سے لشکر حریف کے ہمیشہ اڑا  
 کرتی ہوں اور وہ بھی میری تاک میں رہتے ہیں جہاں میں جاتی ہوں وہاں پہنچے لگا کر وہ بھی پہونچتے ہیں اظہار  
 نے کہا بیان آئین کے تو میں موجود ہوں مجال نہیں ہے جو آئین اس نے جواب دیا کہ ان کو تم پہچان نہ سکو گے  
 وہ میری صورت نہ آئین کے اور مجھ کو عیار بتائیں گے اپنے تئیں صرصر کہیں گے پس تم میرے دشمن جان ہو جاؤ گے  
 اور ادھر عیار مجھ کو تم سے سرگرم محبت و اختلاط دیکھ کر سب میں بدکارہ و آوارہ مشہور کرینگے یہ کہہ کر  
 رونے لگی کہ ہاں سامری کسی میری جان مصیبت میں پڑی کہ جان بھی گئی اور عزت بھی یہ کہہ کر اس انداز سے  
 اٹھا کوٹھا اور حسرت زدہ صورت بنائی کہ اظہار کی جان پر ہنگامی اور ہاتھ بکڑ کر اٹھے سے الگ کرنے لگا ہزاروں  
 سنت کر کے قسمیں کھانے لگا کہ اے یار دلنوا اگر عیار افراسیاب بھی نہ آئے گا جب بھی میں اسکو  
 گرفتار کروں گا چاہے وہ شاہ طلسم اصلی کیون نہ ہو اور اگر وہ تیری صورت بن کر آئے گا تو بڑی سزا ہو گی  
 غرض کہ برقی نے حفظ مقدم کر کے خوب اس کو پکا کیا اور ناز و کرشمہ کرنے لگا اس نے اس کو سرگرم اختلاط  
 دیکھ کر بوسہ لینے کے لیے منھ بڑھلایا اس نے ایک طمانچہ جاپا اور کہا منھ بناؤ اس نے طمانچہ کھا کر ہنس دیا  
 اور کہا اے جانی داسے مایہ زنگانی بیت جو دل لیا ہے تو پھر غدر کیا ہے بوسہ میں + کہ میں دین ہی یہ نقد  
 کچھ اُدھار نہیں + اس غارت گر جان نے جواب دیا کہ فرد دل تیرا اور آرزو میری + جان صدقے ہو  
 ایسی حسرت کے + اظہار نے یہ سکر کہا کہ اے سنگین اپنا حلال کیا بیان کروں کہ شمع مرے دل کے خون  
 کو کیا دیکھتے ہو + تھا رہے ہی یہ گل کھلائے ہوئے ہیں + یہ کہہ کر چاہا کہ لپٹ جاؤں اس زیب انجمن نے اپنے  
 تئیں سرکا یا اور جب یہ کرنے لگا تو ہاتھ سے رد کر کہا کہ ذرا سنبھلو ایسے بخود نہ بنو وہ پھر سنبھل کر  
 بیٹھا اور گویا ہوا کہ ۵ جو رہا ہے بہت تھا ناز اس کو بھی لگا ہو گیا مضطر تھے چہ رخ ستمگر دیکھ کر +  
 اب بیان تو یہ ہنگامہ ناز و انداز گرم ہی گرم وہ ساحر جن کو اپنے خیمہ سے باہر کر دیا تھا ان میں سے ایک  
 بارگاہ ملکہ حسرت میں گیا اس لیے کہ اس کو صرصر کی آوارگی دیکھ کر حسرت ہوئی کہ ایسی فاحشہ ہو گئی  
 جو ہر ایک سے آشنائی کرتی ہے پس سوچا کہ ملکہ سے جا کر سب اجرا بیان کروں غرض کہ جب یہ ملکہ پاس  
 آیا اس نے پوچھا کہ کین آئے اس نے سب حال صرصر کا بیان کیا صرصر اصلی وہاں حاضر تھی وہ  
 انکی کا بیان دینے اس ساحر نے کہا کہ میری کیا خطا ہے آپ جا کر دیکھیے میں جھوٹ کہتا ہوں یا سچی حسرت نے



بھی کہا کہ ہاں سچ ہر کوئی عیار میری صورت بن کر وہاں گیا ہے جو اس نے دیکھا ہے کہتا ہے اس عیار سے کی  
 کیا خطا ہے اب تو جاؤ اور حال دریافت کر کہ کیا ماجرا ہو رہا ہے صرصر نے کہا بی بی دو مرتبہ مجھ کو ذلت ہو چکی ہے  
 میں نہ جاؤں گی کس لیے کہ وہاں عیار میری صورت بن کر گیا ہے اور اظلم اس پر عاشق ہوا ہے اگر میں گئی اور  
 فرض کرو کہ عیار کہیں نے پکڑ لیا مگر وہ اظلم تو میری صورت پر عاشق ہو رہا ہے دوستی میں بھرا بیٹھا ہو گا اگر  
 مجھ کو رہا بیٹھا تو میری تو موتی کی سی آبرو پر پانی پھر گیا حیرت نے کہا بی بی تم نے عیار سے کیوں سبھی  
 تھی جو اتنا ڈرتی ہو آبرو لیے بیٹھی رہتیں چل اب باتیں نہ بنا جلد خبر لا صرصر ناچار تا بعد از دوڑی  
 ہوئی چلی مگر ادھر ادھر دیکھتی ہوئی کہ راہ میں کوئی عیار نہ ملے ہر چند کہ وہ عیار کہنے قرآن و جانسوز  
 نکار عیاری میں لشکر کے ہر طرف پھر رہے ہیں مگر اس پر ان کا پنجہ قابض نہ ہوا اس لیے کہ یہ دوڑتی ہوئی  
 بہت ہوشیاری سے درخیمہ اظلم پر آئی یہاں کے ساحرون نے جو خدمتی لوگ ہیں دیکھا کہ ایک تو  
 صرصر اندر ہی اور دوسری یہ اور آئی اس لیے دیکھ کر پکارے کہ بی بی ذرا اٹھو ایک بھاری صورت کی  
 اور اندر ہی کچھ فریب معلوم ہوتا ہے ہم خبر کر لیں تو جاننا یہ سن کر صرصر کی اور ایک ساحر نے پردہ  
 پاس خیمہ کے جا کر کہا کہ حضور ایک صرصر اور آئی ہے یہ آواز سنتے ہی برق نے اظلم کے گلے میں ہاتھ  
 ڈال دیے اور کہا کیوں تیرا جی اس وقت مجھ سے وصل کرنے کو چاہتا ہے اس نے دلیں کہا کہ اب یہ  
 مست ہوئی ہے اختیار گلے سے لگایا اور کہا اے جان من میں تجھ پر ہزار جان سے ذرا ہوں اس نے کہا  
 اب اس عیار کی تو خبر لے جو میری صورت بن کر آیا ہے میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ میں بدنام ہو جاؤں گی آخر  
 وہی سامنا ہوا اب میں پوشیدہ ہوئی جاتی ہوں اس کو بلا کر گرفتار کر لے اظلم کو اس وقت صرصر اصلی کا  
 آنا بہت بُرا معلوم ہوا لیکن کیا کرتا کس لیے کہ ایک شخص تو آیا چاہتا ہے یہ کیونکہ عورت سے ہمیشہ ہر شخص  
 ناچار معشوقہ کو تو لینکڑی کے نیچے چھپا دیا اور پکارا جوتا ہے اس کو بھید و ملازم نے صرصر کو اجازت دی  
 وہ اندر خیمہ کے گئی اس کو سلام کیا دیکھا تو یہاں اور کوئی نہیں چارکت حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ وہ عیار  
 جو میری صورت بن کر آیا ہے کہاں ہے یہ تو حیرت میں ہی اور اظلم تو پہچانتا تھا اس نے وہی صورت اسکی  
 دیکھی جیسی عورت اس کے پاس چھپی ہوئی ہے سمجھا کہ بیشک یہ عیار میری معشوقہ کی صورت بن کر آیا  
 ہے یہ سمجھ کر پکارا کہ اے صرصر او بیٹھو یہاں صرصر نے اس کو غلیان مستی میں دیکھا کہ بیتاب ہے آنکھیں  
 سرخ ہیں سمجھی کہ تو پاس گئی اور یہ داب بیٹھا یہ ایسا کچھ سمجھا جیسے مٹی اور کہا مالک نے کہا ہے کہ جو میری  
 صورت بن کر آیا ہے وہ عیار ہی اظلم نے دیکھا کہ یہ چھپے بیٹھی جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے ڈر کر عیار  
 ہے بھاگا چاہتا ہے اس اب تو بالکل یقین ہوا کہ یہ ضرور عیار ہی اور اسی وقت سحر پڑھ کر ہونیکا کہ صرصر  
 بحسب و حرکت ہو گئی اس نے اٹھ کر باندھا اور کہا اور نا عیار تو مجھے بھی ایسا دیا سا حیرت بھرا تھا جو دھوکا  
 دینے آیا تھا دیکھ تو میں کس عذاب الیم سے مجھ کو ہلاک کرتا ہوں صرصر خنجر لگی کہ اسے کیوں دھوکا کھانا



مین اصلی صرصر ہون اُس نے ایک نہشتا اور مارنا شروع کیا اُس وقت صرصر نقلی یعنی برق بھی پلنگ کے نیچے سے نکلا اور پکارا کہ اور مار یہ اس نا عیار کو یہ لوگ بڑے حرام زادے ہیں یہ کہہ کر آپ بھی اگر مارنے لگا اور طمانچے اور لائین اور جوتیان خوب مار بن جب اظلم فرش پر جا کر بیٹھا برق زد کو ب کرتا ہر جب یہ جا کر بیٹھا ہی اظلم اٹھ کر راتا ہی ہر چند وہ جیتی ہی کوئی سماعت نہیں کرتا بلکہ یہ چپکے سے برق نے کہا کہ اُستانی تم نے میری کسی عیار یون مین رخنہ پر دازی کی اب یہی سزا تمہاری ہی بلکہ مین آج تمہاری ناک کٹوا دیں گا۔

صرصر ہر شکر چاہتی ہی کہ چنے اور کئے کہ دیکھو یہ مجھ سے اس طرح کہتا ہی برق طمانچے مارنے لگتا ہی اور غل مچاتا ہی کہ اس کا کہنا مجھ میں نہیں آتا غرض کہ صرصر کی آواز چیتے چیتے پڑ گئی اور مار پڑنے سے بدن ٹیلا ہوا کیونکہ یہ شہزادی مشوقہ نازک اندام جب طمانچہ اس پر پڑا رخسار کہ رنگ گل تھا گل سوسن بن گیا پیر مین ٹکڑے ٹکڑے بال سر کے نیچے برق نے جسم پائین پر ضرب کم لگائی تھیں کہ یہ برہنہ نہ ہو جائے غرض کہ جب صرصر نے دیکھا کہ آج برق مار ڈالے گا بے طرح تو پھنس گئی ہی پس اس نے اشارے سے منت کرنا شروع کیا کہ مجھ کو رہا کر ادے مین تیرے مقدمہ مین نہ بولوں گی برق کو از بسکہ اسکا مار ڈالنا بھی منظور نہیں تھا اور اُس نے عجز بھی کیا پس اس نے اظلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اؤ جانے دو یہ عیار اپنی سزا کو پہنچ گیا ہم تم اس کے ساتھ مزے کریں پھر اس کو مار ڈالیں گے اظلم اس گفتگو سے تو بہت خوش ہوا اور آکر مسند پر بیٹھا برق نے چاہا کہ اس کو شراب پلا کر سامنے صرصر کے مار ڈالوں یہ تو کہہ کر بیان ٹھیک لکین وہاں صرصر کو عرصہ ہو ہوا حیرت نے بزور سحر حال دریافت کیا ساری کیفیت صرصر کے بندھنے اور پٹنے کی معلوم ہوئی بیتاب ہو کر اٹھی کہ مین خود جاؤں جیسے ہی چلی تھی کہ جھینک ہوئی دوسو اس آیا کہ تو گئی اور اظلم ترے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا تو آمد و جاتی رہے گی اور اگر تو نے اس کو مار ڈالا تو شاہ طسم سے رنج ہوگا نہشتا اپنے رفیق کے مرنے سے ناراض ہون گے یہ سمجھ کر سمک جادو نام اہل دربار مین سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ تم جادو اظلم سے کہنا کہ جبکہ تم نے باندھا ہی یہ صرصر اصلی ہی اور جس کو لیے بیٹھے ہو وہ عیار ہے یہ حکم سمک سنکر زبردور سحر اڑا اور خیمہ اظلم مین آکر اترا اظلم سمجھا کہ پھر کوئی عیار آیا اگر سمک پکارا کہ ادنا لائق کیون دیوانہ ہوا ہی یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہی یہ عیار ہی اور جس کو تو نے باندھا ہی یہ صرصر ہی اظلم یہ سنکر ہوشیار ہوا اور برق لگا پٹنے کہ آگ لگے ان عیار دن کو سوے کیا کیا بہر دپ بنا کر آتے ہیں اسے اظلم یہ بھی عیار ہی اظلم اٹھا کہ مین سمک کو بھی پکڑوں مگر سمک ساحر نہ بردست ہی اُس نے سحر پڑھا کہ عیار تو پہلے ہی جس ہو گیا اور اظلم پر بھی ہیوشی طاری ہوئی اس نے بھی سحر پڑھا کہ اُس پر سے ہیوشی زفیع ہوئی اور سوچا کہ عیار کی یہ مجال نہیں جو ایسا سحر کر سکے یہ سوچا کہ اس نے خود سحر پڑھا کہ برق کے سحر پر چھونکا کہ رنگ روغن عیار ہی چھوٹ گیا اور شکل اصلی ظاہر ہوئی یہ حال دیکھ کر سمک کے پاؤں پر اٹھ کر گرا اور کہا واقعی مین غلطی پر تھا آپ میرا تصور معاف فرمائیں یہ کہہ کر برق کو اس نے باندھا اور صرصر کو کھولا اور



منت پذیر ہوا کہ بی بی میری خطا معاف کرو صرصر نے کہا تو ساحر ہو کر ایسا اندھا تھا کہ تو نے مجھ کو بے عزت کیا اب میں تیرے خیمہ میں نہ آؤں گی یہ کہہ کر روانہ ہوئی اس نے سمک سے کہا کہ تم اس عیار کو خود دست ملکہ میں لے جاؤ میں اثر در میں جا کر ٹھٹھتا ہوں قسم بوجو باہر نکالوں سمک نے کہا یہ مقدمہ عیاروں کا ہی تم کسی اور کے ہاتھ بھیج دو میں اس بیچ میں نہ پڑوں گا اس نے کہا تو اچھا تم جا کر ملکہ سے کہنا کہ اس کے قتل کرنے کی نسبت وہ حکم بھیج دینا کہ میں اس کا سر کاٹ ڈالوں سمک نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے یہ کہہ کر چلا جب دروازے پر پہونچا یہاں قرآن عیار موجود تھا اس لیے کہ ان دونوں عیاروں نے صرصر کو اس خیمہ میں جلاتے دیکھا تھا پس اس کو تو نہ پایا لیکن آپ ساحر تیرا آئے اور کہا ہم کو حیرت نے بھیجا ہے ملازموں نے کہا ٹھہریے اندر مار پڑ رہی ہے ہم اب موقع عرض کرنے کا نہیں پاسکتے غرض کہ یہ ٹھہرے رہے اور سب حال صرصر کا دیکھا اب جو برق گرفتار ہوا یہ بقیہ رہے کہ اس اثنا میں سمک خیمے سے نکل کر چلا قرآن نے کہا کہ دنیا کہ اظلم مارے گئے سمک یہ کلام سن کر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے قرآن حیرت کر کے بھاگ کر نظر سے غائب ہو گیا سمک سمجھا کہ یہ بھی عیار تھا یہ جان کر خوف عیاران اڑ کر روانہ ہوا لیکن قرآن سب گفتگو اظلم کی سن چکا تھا اس نے صورت بہت جلد اپنی مثل سمک بنائی اور پشت خیمہ پر آکر حیرت کر کے اندر گیا اظلم نے اس عرصہ میں خیمہ کھینچ کر برق کو فرج کرنا چاہا ہاں حیرت انتظار حکم حیرت کر رہا ہے سمک نقلی کو آتے دیکھا از بسکہ صرصر کو کپڑے کے ذیل ہو چکا ہے اس کو سمک اہلی سمجھ کر گویا ہوا کہ کیوں بھائی بوجھا تھا ملکہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا قرآن نے کہا یہاں آؤ دیوار ہم گوش دار دجو کہا ہے سن لو وہ برق کو چھوڑ کر اس کے پاس آیا قرآن نے کہا دیکھو درخیمہ سے کون نکلتا ہے وہ اُدھر دیکھنے لگا قرآن نے جھک کر سر پر اس زور سے بغداد مارا کہ سر اس کا شق ہوا تو راکر گرا اس نے سر کاٹ لیا غل دشور اور تار کی ہو گئی وہ اثر رہے جو میدان میں پھر رہے تھے وہ اسی کے حو کے بنائے ہوئے تھے سب حل گئے اور زمین جو ساحر تھے نکل کر گھبرا کے بھاگے ملازم وغیرہ خیمہ چھوڑ کر ایک طرف کو بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی عیار یعنی قرآن و برق خیمہ میں آگ لگا کر نعرے کر کے بھاگے ہنگامہ برپا ہوا کہ مارا اظلم اثر در نشین کو بیان تو یہ ہنگامہ ہوا وہاں صرصر اور سمک ملا حیرت سے سب حال کہہ رہے تھے کہ یکایک غلغلہ برپا ہوا ملکہ نے گھبرا کر کہا اسے خبر تو لو یہ کیا ماجرا ہے لوگ چلے تھے کہ ملازم اور ساحر بھاگے ہوئے آئے پکارے کہ اے ملکہ اظلم مارے گئے ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا افسوس کر رہی تھی کہ یکایک پھر غوغا بلند ہوا یعنی جب یہ ساحر مارا گیا تو سردار جو قید تھے اور اٹھین کے ساتھ حشر غام عیار بھی قید تھا وہ سب رہا ہو کر اڑے اور لشکر حیرت پر گولے سحر کے مارنے لگے لشکر بھی ہوشیار ہو کر کمر بندی کر کے آمادہ جنگ ہوئے لیکن سردار نارنج ترنج سے غفلت میں دو تین سو کو مار کر اپنے لشکر کی طرف چلے گئے اور یہ غل جو حیرت نے سنا ساحر دن کے مرنے سے بیرون کا شور تھا



یہ گھبرا کر ہر نکل آئی دیکھا لشکر مسلح و مکمل ہر گرجہ حریت کوئی نہیں اس نے افسروں کو بلا کر حال رہا ہونے  
لشکریان مخالف کا سنا اور فوج کو اترنے کا حکم دیا پھر آپ بارگاہ میں گئی اور لاش اظلم اٹھا سنگائی اُن  
ساحروں کو سمیت شاہ طلسم روانہ کیا اور لاش کے ساتھ عریضہ شتمہ حالات قتل اُس کے لکھ کر بھیجا اس  
طرف سب سردار مع عیاروں کے خدمت مہرخ میں آئے ملکہ نے ہر ایک کو خلعت دیا اور جشن کیا جلے  
عشرت آغاز ہوا اگر ساحر لاش اور عریضہ حیرت لیے پار دریا سے خون روان کے آئے شاہ جادوان  
طلسم باطن میں کناسے ایک دریا سے رخسار کے شکار ماہی کھیلتا تھا اور وزیر امیر افسران لشکر خدمت  
میں حاضر تھے سترہ سو تازہ زمینان حور چہرہ و مقرر رخسار دُر در گوش جو ہر یوش ہچانہ لیے کار و بار کے  
لیے سامنے کھڑی تھیں کچرے دریا میں پڑے تھے ناج بوتا تھا ماہی گیر دام ڈالے تھے شست پڑی  
کھتی خلاصہ یہ کہ عجب عشرت کی کھڑی تھی یہ ساحر حال بادشاہ کا دریافت کر کے اسی دریا پر آئے  
اور عرضی دی لاش دکھائی بادشاہ کما ہی حقیقت حال پر آگاہی پا کر غریب بحر غم ہوا اور سدہ ہنگامہ  
عشرت مبدل بہ ماتم ہوا کت افسوس ملکر کچا را کہ ہائے غضب کیسا اندھیراں عیاروں نے برپا کر رکھا  
ہے اب کس کو بھیجوں اور کیا کروں یہ کلمات تاسف سنکر باغبان قدرت نے عرض کیا کہ  
حضور کچھ رنج نہ فرمائیں غلام جانبازی کو حاضر ہر شاہ جادوان نے کہا اگر اسی طرح دشمنوں سے لڑائی کا  
سامان رہا تو مجھ کو خود لڑنے جانا ہوگا پس تم لوگ رکن سلطنت ہو میرے ساتھ چل کر لڑنا تم کو اسی دن  
کے لیے رکھا ہے اگر اے باغبان میں یہ حیران ہوں کہ مصور مرشد زادے نے ہمیشہ چلے کشی میں گذرانی  
تصویریں کھینچا کیے کچر ان سے آج تک مطلب براری نہ ہوئی میں نے تو اس لیے ان کو بلایا تھا کہ کام  
دشمنوں کا تمام کر دیں گے مگر جب وہ لڑتے ہیں ذلت اٹھیں ہوتی ہیں اب اس جنگ کو انھیں کے محمول  
کرتا ہوں اور خود فکر قتل طلسم کشا کرتا ہوں اگر اب بھی کچر ان سے نہ ہو سکا تو ان کو رخصت کر دوں گا کیونکہ  
بہت امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے میں نہیں ہوا ایک ساہرے ہوئے مست و سگ دیوانہ آج بڑے  
باغبان یہ تقریر بادشاہ کی سنکر خاموش ہو رہا اور شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اے خاتون میں  
تم مرشد زادے سے میری جانب سے کتنا کٹاپ کا چلے کپ پورا ہوگا اور مقابلہ کس زمانے میں کیجیے گا  
فی الجہ جب تک میں تیاری قتل اسد کروں حضور حریت سے جنگ کر کے استیصال دشمنان کر دیں  
اب یہ جنگ آپ ہی کے سپرد ہے میں اور بھی ساحر ہمراہ رکاب جناب ہونے کو بھیجوں گا یہ نامہ تیرا حکم  
لے کر حیرت پاس آیا اُس نے جب بارگاہ میں مصور آیا اس کو دکھایا وہ نامہ پڑھ کر لات و گزات  
کرنے لگا کہ شاہ مجھ کو طعنہ آمیز نامہ لکھتے ہیں واقعی مجھ سے چلے کشی میں دیر ہوئی کہ میں لڑا نہیں لکھنا  
اُن کا جاسے ہی لیکن ایک سحر میں نے تیار کیا ہے کہ سب عیاروں کو پھلون کی طرح درختوں میں لٹکا دوں گا  
یہ تو بیٹھا فخر کرتا تھا اور عیاروں کا حال یہ تھا کہ اظلم کو مار کے جو بارگاہ میں اپنی گئے بعد خیر و خیر کہنے کے



اہم مشورہ کیا کہ بارگاہ حیرت میں چلکر دیکھیں اب کیا سامان ہے اور کون ہم سے لڑنے آتا ہے غرض کہ روانہ ہوئے ان میں سے برق خدمت گار کی صورت بنکر بارگاہ میں آیا اور سر پر مصور کے روال بچھنے لگا اس اثنا میں نامہ آیا جب اس نے نامہ پڑھ لیا اس نے بھی پشت پر تو کھڑا ہی تھا منہ میں دریافت کر لیا اور جب مصور نے لافت زنی کی اس نے کہا ابے کیا جھک مارتا ہے جو خدائے تعالیٰ چاہے گا وہ ہوگا تو عیار و ن کو درخت میں کب لٹکا سکے گا یہ کلام مصور نے جو سنا چاہا کہ عہد کر دیکھے لیکن صرصر حاضر دربار تھی اور مار کھا چکی ہے اس وجہ سے خوت زدہ تھی اس نے حیرت سے کہا کہ یہ برق عیار ہے حیدر گرفتار کیجیے برق اس کا اشارہ دیکھ کر حیرت کر کے یہ کہتا ہوا سراپہ بھانڈ گیا کہ دیوانی ہوئی ہے ہم کب ہاتھ آتے ہیں یہ کہہ کر بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں آیا اور مہرخ سے نامہ آنے کا حال اور تقریر مصور سب بیان کی بہار نے کہا اے برق اتنے ساحر و ن کو تم نے مارا اس بھڑے کو میں سزا دوں گی ہر چند کہ یہ قتل تو نہ ہوگا لیکن دیوانہ نہ بنایا تو نام اپنا بہار نہ رکھا مہرخ نے کہا بہن ہم تم ملکر اس کو سزا دیں ایک دن تم دیوانہ بناؤ ایک دن میں سڑی کروں بہار نے کہا اچھا میں سحر تیار کرنے جاتی ہوں کیونکہ وہ ہوا بنیرہ سامری ہے مقابلہ اس کا سخت ہے ابھی سے فکر کر رکھوں یہ کہہ کر دربار سے اٹھ گئی اور مہرخ بھی فکر تیار کر کے لگی لیکن وہاں جب برق جواب سخت دیکر بھاگا مصور نے پوچھا کہ یہ کون ہے ادب تھا جو اس طرح کے کلام کر گیا حیرت نے کہا کہ سوائے عیار و ن کے اور کون ہوگا برق عیار تھا جو آپ کو جواب دے گیا کیا کہوں یہ بچپا ہی نہیں چھوڑتے ہمزاد کی طرح ہر وقت ساتھ رہتے ہیں مصور نے کہا اب میں سب کو غارت کیے دیتا ہوں آپ میرے نام پر ٹیل جنگ بچو ایسے میں بھی سحر تیار کرنے جاتا ہوں یہ کہہ کر اٹھ گیا اب یہ جب تک سحر تیار کرے اس وقت تک حال ہمانان طسم کو کب یعنی عمرو و محمود کا ذکر ہوتا ہے کہ فرسہ د لکھوں اک نئے رنگ کی داستان ہمزاد کے ہو گانے کا جس میں بیان ہمزاد پر دازان مقال و ترنم سرا یاں حال اس طرح نغمہ سنج عشرت بعد مسرت ہیں کہ سرشار مئے الفت یعنی ملکہ مخمور ہمراہ نقلی عمرو کے بعد عشرت و سرور ایک باغ میں ساکن ہے اور عمرو و اصلی ہمراہ ملکہ ہمانان زینت فرماے انجمن ہے تمام شہزادیاں اور ناظران ملک حاضر ہیں دورہ جام بادہ احمد ستوا ترہین نلجہ ہر روز سامنے ہوتا ہے تماشا طسم کا خواجہ کو دکھایا جاتا ہے مجلس اگر روز خواجہ کی گود میں بیٹھتی رہتی ہے اور تولا تنکا کر باتیں کرتی ہے ایک دن جب چنستان دہرے گل خوش رنگ ہر شہزادہ ہوا اور چاندنی کا پھول گلشن فلک پر کھلا عالم خاک کو خلعت نور عنایت ہوا کہ ابیات

کہ کو سونک پھر اسیلاب سیاب  
کہ ہوئیں جس طرح چاندی کے تھکے

چڑھا اس خوش بودریاے ہتاب  
ڈلنے یوں لگے سب برج کے

ہمانان نے خواجہ کو چہرہ پر جو بیج باغ میں تعمیر ہے جو اہر کار و بے نظیر ہے لاکر فرش مکلفہ پر بٹھایا



گرو اس چوترہ کے کرسیون پر شہزادیان محفل آراہوین سانسے پر یون کا مجمع تھا عجب طرح کا باغ رشک بشت  
گلاب نون کے جاوے سے لگا تھا کہ جس پر خاطر رضوان بھی فریفتہ اور شہیدا تھا لمو لقمہ

وہ جلسہ گلرخون کا اور وہ باغ جواہر کار نورانی تھا وہ فرش صنیا افروز محفل روشنی تھی عجب وہ انجمن اک نور کی تھی کوئی ناز و ادا میں تھا یگانہ کسی نے لب پہ تھی لالی جانی کسی نے اوڑھ کر دھانی دوٹپا	دل رضوان میں جسکے عشق کا درغ حک حبکی زمین سے لیکے تاعرش جو چشمہ کو دیتی خیرگی تھی ہر اک گلر و کی صورت حور کی تھی کوئی تھی آنت جان زمانہ دل گلشن میں آتش تھی لگائی ملا یا خاک میں بہرے کا دل تھا
--	---

عزیز کہ اسی جلسہ عیش و طرب میں چند ساحر فرستادہ شاہ کوکب آئے خواجہ کو تسلیم کی اور چالیس  
کشتیان پیشکش کیں عرض کیا کہ شہشاہ کوکب نے بھیجی ہیں وہ کشتیان جواہر اور سیوے سے بھری  
تھیں خواجہ نے وہ جواہر زمیں میں رکھا اور سیوہ کچھ آپ کھایا اور کچھ مجلس کو کھلایا پھر کہا یہ تحفہ ہمارے  
دوست کا یادگار رہے گا یہ کہہ کر سیوہ بھی زمیں میں رکھا اس وقت عجب سماں بندھا تھا جام شراب  
اور رقص تیان نے ہر ایک کو محو حیرت کیا تھا اس وقت مجلس کہ خواجہ سے کمال گستاخ ہی گور  
میں بیٹھے بیٹھے گردن میں ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی کہ میرے پیارے پیارے چاہیے اچھے اچھے خواجہ  
میں بخارے صدقے ہو کر مر جاؤں میں نے تمہارے گانے کی سب تعریف سنی ہے اور بانسری  
بجانے میں تم اپنے وقت کے کنہیا ہو ہیں بھی انبا گانا سنا دے کہ کرتلا کر سٹ کرنے لگی کہ یا اللہ کیا ہوگا  
جو آپ گائیے گا کچھ منہ کے موتی ٹوٹ جائیں گے یہ کہتی جاتی ہے اور ٹھکتی ہے ننھے ننھے ہاتھوں سے  
بلا میں لیتی ہے بران نے یہ حال دیکھا گھر کا کہ کیون تو خواجہ سلامت کو دق کرتی ہے تیری کچھ شامت تو  
نہیں آئی ہے اپنے برابر والا بھی موتی ٹانگ برابر کی چھو کری اور ان کو کھجائے گانے کی فرمائش کرے  
مجلس گھر کے سے بسور کر رہے لگی خواجہ نے کہا اے ملکہ آپ بچوں کو گھر کا نہ کیجیے بھلو لڑکوں کا  
رونا بہت شاق گذرتا ہے بران نے یہ ترجمہ بر حال مجلس دیکھ کر موقع جبارت فرمائش سرود پایا عرض  
کیا کہ یہ چھو کری تو یون باز نہ آئے گی جب تک آپ کچھ نہ فرمائیں گے یہ روئے جائے گی اس کی خاطر سے  
اور نیز مجھ کنیز کے عرض کرنے سے کہ یہ حقیر بھی کمال ہی مشتاق ہے آپ کچھ شغل فرمائیں اور سر بخت میرا  
آسمان پر پہنچائیں کہ فرستادہ نیم فصل و کرم میں تیرے وہ ہی بود باس + نہ پہونچے گرد کو جس کے  
کبھی شمیم سیج + عکرو نے یہ سنت کرنا دیکھ کر کہا کہ اے ملکہ میں رنجیدہ خاطر از دست افراسیاب ہوں  
مگر سے بیتاب ہوں اس حال میں مجھ سے گایا نہ جائے گا انشا اللہ بعد فتح طلم ہو شراب میں آپ کی دعوت



اور اپنا گانا بھی سناؤں گا ملکہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے لیکن یہ لڑکی رونا سو قوت نہ کرے گی رد کھل تھل  
بھرے گی اسیر کہ اس کی خاطر سے آج بھی کچھ گائیے اور نچھکو ممنون منت فرمائیے کہ بیت ز تو اسے کریم  
خلقی بیبیہ شاد باشد دل بھر من گدا سے زچہ نامراد باشد یہ کہل مجلس کو اشارہ کیا کہ وہ عمرو کے گلے  
سے لپٹی اور بلائیں لینے لگی اس کو کچھ بن نہ آیا آخر ساز ندون کو ساز ملانے کا حکم دیا اور زنبیل سے  
وہ بانسری جو اہر جڑی جو پردہ قانت میں ملکہ جو چہرہ اختر جبین نے دی تھی نکالی اُسوقت بران  
نے کہا خواجہ آپ کے گانے کا بیان لطف نہ لے گا چلیے ہم آپ کو نیرنگ طلسمات دکھائیں اور گانا  
سنئے جائیں یہ کہہ کر اٹھی اور بارہ وری میں باغ کی آئی بارہ وری میں تین درجے بنے تھے اُن میں  
سب شہزادیوں اور ناظران ظلم کو لا کر بٹھایا اور آپ خواجہ کو لے کر شہ نشین پر بیٹھی سامنے اس کے  
دو درجے اور بنے تھے اُن کے دروازے بند تھے ملکہ نے اُن میں سے ایک دروازہ کھولا دروازہ  
کھلتے ہی شمیم ریح بدور کا جھونکا آیا کہ داغ جان معطر ہو گیا عمرو نے دیکھا کہ اس درجے میں ایسا  
گلشن غیرت وہ گلزار شاد و بنا ہے کہ جس کے عشق میں رنگ رخسار شاہد بہار پریدہ ہر گل گلزار  
بہشت و بہان کے گلون پر گریبان چاک کرین مٹھدی کی سبزی دیکھ کر سبزہ رنگان دہر حسرت سے رنگ  
بہل خون میں گڑین نہرین وہان کی اپنی لطافت و صفات کہ کو بصورت اشک چشم غم رسیدہ بنائیں سرور  
اُس جگہ کے شمشاد قستان روزگار کو غلام بھی نہ بنائیں بسان قمری طوق محبت میں اسیر کر کے دینا  
سے آزاد فرمائیں بنگاہ چشم ز گس شہلا سے وہ رنگ مستی ٹپکتا تھا گویا جام بارہ جھلتا تھا دامن نگاہ سے  
گلستان دہر کے جو گل اس گلشن کے رد و گرد گئے تھے تو گلون کے کچھن جھڑ گئے تھے سجان اشرعکس  
فروغ لالہ حمرانے کا سہ ماہ کو پہاڑ نور کیا تھا کو اکب کو نور سے مہر کیا تھا کہ نظم

در بے گہا شقائق نمان کشید سر	باد بہار یہ تو خود در چمن فگند
افروخت شعلہ لالہ احرار چمن	از باغ در گذشت خزان شل و مہمند
گستر و فرش سبزہ زمرد بہر طرقت	وضع شگوفہ زار چمن گشت و پسند
زردشت و ش عنادل بیتان نغمہ	مشغول در مسائل پاژند و درس ژند

عمرو اس باغ کو دیکھ کر متحیر تھا کہ ملکہ نے اسی درجہ کا دوسرا دروازہ کھولا خواجہ نے دیکھا کہ اس دروازے  
سے کوہستان ظلم نظر آتے ہیں زمرہ کوہ یا قوت کوہ و فیروزہ کوہ وغیرہ سب کھائی دیتے ہیں ان پر  
جو اہر کے مکان اور بنگلے بنے ہیں سبزہ لگا ہی طائران خوش الحان زمزمہ پیرائی کرتے ہیں مور چنگاڑتے ہیں  
پیپے اور کوئل کو کینا رتے ہیں کہ بمقتضائے مؤلفہ

کوہ بلور کا تھا ایسا نور	جل بجھا جس کے غم میں کوہ طور
کوہ یا قوت دشت سبز میں تھا	چرخ اختر پہ مہر تھا نکلا



طارون کی صدا اچھی خوش آئند  
سنو دشت مقاوہ خوش آئین  
نخل طوبی سے رکھتے تھے پیوند  
سنبھل بھی ہو جس کا خوفہ چین

بعد دیکھنے کو ہستان کے اسی درجہ کا تیسرا دروازہ ملکہ نے کھولا بیان سے سارا قلعہ ہفت رنگ نظر آیا  
کہ بازارین کھلین ہین رعایا دل شاد ہر سمت پھرتی ہر غرض کا اسی طرح ہر دروازہ ملکہ نے دونوں درجوں  
کا دیکھا اور ہر ایک میں نیا تاشا نظر آیا کسی میں صحراے پر بہار دیکھا کسی میں دریا سے زخار بہتے  
پایا عمر و نئے ہیں تعجب کیا کہ اچھی اس طسرا میں تمام طلمس موجود ہے کیا قدرت رب ووددی حاصل یہ کہ ملکہ  
سند پر کہنی رکھ کر بیٹھی اور خواجہ نے منہ سے نئے لگائی سب خواجہ کا منہ دیکھ رہے ہیں کہ دیکھیں کیا کرتے  
ہیں لیکن اس نے نئے نوازی کرنا آغاز کی اور یہ غنزل آتش کی اس طرح گائی کہ  
ساری بزم محو ہو گئی غزل

بادشاہ دقت سے اپنا دل دیوانہ آج  
تیرے کوچہ کا ہرے خانہ خراب نساچ  
جلوہ حسن بری دکھلا رہی ہر فصل گل  
آمد آئس سراپا نور کی ہے بزمین  
ہم نشین کہتے ہیں ذکر عیش نصف عیش ہے  
ملوے سلاقی ہین بریان خانہ زنجیرین  
مجھ سے دریا نوش کو ساقی بلاتا ہر شرب  
یہ مریخی دعا مانگے وہ بت پڑھکا نانہ  
وصل کی شب کے کہان ساقی تکلف بکھر  
دیکھو تو کیونکر رہی ہوتی نہیں شیشہ میں بند  
نزع کی مشکل بھی آسان ہوئی ہے آتش نذر  
داغ سودا ہو دیتا ہر جنون تدا نساچ  
شیخ کعبہ چھوڑتا ہے رہمن بتخانہ آج  
عقل کل کیسے اُسے جو کوئی ہے دیوانہ آج  
شمع اڑ جائے جو ہاتھ آئے پر پروانہ آج  
میں کہوں توں جمال بار کا افسانہ آج  
دقت کا لینے سلیمان ہی ترا دیوانہ آج  
دیکھتا ہوں نہیں بھی طرف شیشہ دیوانہ آج  
کس طرف جا کر گردن میں جبدہ شکرانہ آج  
میں تھیں پیانہ ددن تم محکو دو پیانہ آج  
بعد مدت ہو نہیں آیا ہوں میں دیوانہ آج  
شاہ مردان سے طلب کریمت مردانہ آج

اس گانے سے اہل انجمن کیا سحر و دور و طار و غیرہ سب سناتے میں آگے نہروں سے پھیلیاں کنارے آگر  
بسان ماہی بے آب لوٹنے لگیں لہریں جھوم کر چلتی تھیں جانوران گلشن خوش اکھانی ببول کرادھر کان لگائے  
تھے اور بعض اشیانہ سے گر کر ترہٹتے تھے بلبل کی زبان بند تھی درم تسلسل راگ میں پابند تھی گل صد برگ کا  
رنگ زرد ہوا تھا چشم ز گس حیران تھی زلفت سنبھل پریشان تھی داؤدی اچان داؤدی سنکر سفید ہوتی  
تھی گویا نہ ہونے سے لپٹا تھا لالہ کا دل داغدار تھا موتیا کو ہر نشانہ کرنے پر کیا خواجہ کا منہ موتیوں سے  
بھرنے پر تیار تھا بیل اپنا البیل اپن ببول تھا راگ سنکر ایسا سرور ہوا کہ پھولا تھا سرو کو مسکتہ تھا ہر چند بزرگ  
مصرعہ موزون نیا تھا نظم



اٹھی دل سے بہاڑ کے ہوک  
جنگل میں بچ گیا جو جنگل  
اچھلا سیرغ بھی ہوا پر  
رگڑیں بہتوں نے اڑیاں ان  
دریا کے منہ پہ آگیا کف  
لی باد بہار نے پھریری  
جب تھم نہ سکی ہنسی وہ مطلق  
نیلا سوسن کا ہو گیا رنگ  
الوان طہور میں ہوا غسل  
گل شبونے بھرا دم سرد  
جو سرد پر بیٹھی فاختہ تھی  
رقصان طاؤس خوشنما تھا  
جاری ہوئی اک نشاط کی نہر

صحرایں پڑ گئی کوک  
دان گونج اٹھا تمام جنگل  
بالیدگی آگئی ہوا پر  
ٹوٹیں لاکھوں ہی بیڑیاں ان  
باندھی مرغابیوں نے اک صفت  
سانس ایک بھری صبا نے گری  
سینہ ہوے ہرانا کے شوق  
تبدیل حین کا ہو گیا رنگ  
بیٹی ہر شاخ گل سے سنبھل  
صد برگ کا چہرہ ہو گیا زرد  
سو وہ بھی حواس باختہ تھی  
ایسا ہی قصہ ہوا تھا  
لہرا اٹھی سرد کی نہر

بعد کچھ عرصے کے خواجہ نے بانسری زمبیل میں رکھ لی اور چپ ہو رہا بران و مجلس وغیرہ تادیر اشک  
ریزان عالم محویت میں رہیں جب ہوش میں آئیں مجلس اٹھ کر لپٹ گئی اور کہا خواجہ ازہر اے خدا  
نیم سہل نہ چھوڑے اب کی پھر گائیے یہ کہہ کر منت کرنے لگی عسرو بھیا کہ یہی وقت اپنے حال بیان  
کرنے کا ہے پھر کھوڑی دیر پھر گایا اور نے کو ہاتھ سے رکھ کر گویا ہوا کہ خاک کاؤن میرا فرزند شہزادہ اسد  
توقید ہر خدا جانے میرے ہمراہیوں پر افراسیاب نے کیا آفت کی ہوگی یہ کہہ کر اشک آنکھوں میں بھر لایا بران  
نے تسکین دی کہ انشا اللہ آپ کو مع نوج قاہرہ والد میرے اس موزی کی سرکوبی کو بھیجینگے اور میں بھی  
آپ کے ساتھ چلون گی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ کے تقدرات سے مجھے ایسی ہی امید ہے لیکن میرا دل  
اس وجہ سے اور زیادہ گھبراتا ہے مجبور جو ہر وقت مجھ کو تسکین دیتی تھی وہ بھی بیان آکر چھوٹ گئی  
ملکہ نے کہا میں ابھی آپ کو اس سے ملا دیتی ہوں اور اسکو بلائے لیتی ہوں یہ کہہ کر حکم دیا کہ مجبور کو  
حاضر کرو ساحر دوڑے اور اسی باغ میں جہان عمرو کے ہم شبیہ پاس مجبور ہی پہنچ کر عرض کیا کہ حلے  
آپ کو ملکہ بران نے بلایا ہی مجبور یہ پیام سنکر سمجھی کہ مجھ کو ساحرہ یعنی اپنا ہم پیشہ اور معزز جان کر  
پہلے طلب کیا ہے جب تو جا کر سفارش خواجہ کی کرے گی تو ان کی بھی طلب ہوگی یہ سوچ کر نقلی عمرو  
سے کہا کہ خواجہ دیکھیے ہم سے اور تم سے اب کب ملاقات ہوتی ہے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ تم چلو میں  
بھی آ رہا ہوں نکاح یہ تخت سحر پر سوار ہونی کہ یکا یک ایک آواز آئی کہ پشت باغ کی طرف کا دروازہ



واکہ کے اسے مخمور دیکھو تخت پر سوار نہ ہو اس نے یہ آواز سکر استعجاب کیا اور تخت سے اتر کر در پشت باغ واکہ  
 اندر گئی دیکھا یہاں بھی دربار لگا ہوا پرینا دون کا مجمع ہر شہ نشین پر بارہ دری میں ہمراہ بیان عمر و بیٹھا ہے  
 حیران ہوئی کہ ایک عمر و کے پاس سے میں آتی ہوں اور دوسرا یہاں موجود ہے پھر سمجھی کہ بادشاہ طسم یہاں کا  
 ہم کو عجائبات دکھاتا ہے وہ عمر و نہ تھا یہ عمر و اہلی ہے اور مجھ سے پہلے بلا لیا گیا ہے پھر شکر ہے کہ محنت تو ٹھکانے لگی  
 عرض کہ آگے بڑھی اور سامنے ملکہ کے آکر سلام کیا عمر و اٹھ کھڑا ہوا اس کی خاطر سے ملکہ اور سب اٹھ کر  
 بنگلہ ہوئے پھر یہاں عزیز جان کر برابر اپنے بٹھایا مخمور نے کہا خواجہ ابھی ہم تم ایک جگہ تھے اور یہاں تم اس  
 طرح بنگلہ ہوئے جیسے بہت دنوں سے جدا تھے عمر و نے یہ بات سکر تعجب کیا اور کہا جبکہ تم چوتھے پر  
 سے الگ ہوئے تھے آج ملاقات ہوئی ہے یہ کہہ کر اپنے آنے کا سب حال بیان کیا مخمور نے کیفیت اپنی ظاہر کی  
 جب دو دن غرق بحر تعجب ہوئے بران نے کہا خواجہ میرے باپ کو آپ کا استقبال مجھ کو مع ناظران طسم  
 بھیجا کرانا منظور تھا اس لیے ان کو الگ کر لیا تھا کیونکہ یہ ایک ناظمہ طسم ہوش رہا تھیں اس جلال و عزت  
 سے پیشوائی ان کی نامناسب سمجھی گئی یہ پھر یہ شکر عمر و خاموش ہو رہا مگر مجلس نے کہا کہ شکر مخمور کی صورت  
 دیکھا مجھ کو یاد آیا کہ میں نے پتلا جنمیں اپنی لونڈی کے پکڑنے کو بھیجا تھا وہ ہوا اب تک نہ آیا نہیں معلوم کیا  
 ماجرا گذر آیا کہ اپنی ماں عمران جادو سے کہا کہ باجی اماں ایک تپلا آپ بنا کر خبر کو بھیجے دیکھیے وہ کیا  
 خبر لاتا ہے اس کی مادر نے بوجہ اس کے کہنے کے تپلا آردا ش بنایا اور میرے سر کا اس میں بٹھا کر روانہ کیا بعد  
 اس کے جانے کے عمر و نے مخمور سے کہا کہ ہم کو یہاں کا ایک ساحر پکڑ لے گیا تھا یہ کہہ کر حال چور و غیرہ کا  
 بیان کیا چور کا نام شکر بران نے کہا خواجہ آپ نے خوب یاد دلایا وہ چور جو آپ کے ساتھ آیا تھا دارالارادۃ  
 شاہی میں میرے ملازموں نے فروکش کیا ہے اس کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے عمر و نے کہا اس کو ملک  
 چرخ روئین تن عنایت کر کے رخصت فرمائیے ملکہ نے کہا چرخ کو نکالیے تاکہ دیوان اس کا سمجھا جائے  
 عمر و نے اسکو زمیل سے نکالا سب کو بڑا تعجب ہوا کہ عمر و کمر سے زندہ آدمی نکالتے ہیں عرض سب نے  
 دیکھا کہ چرخ کی زبان میں سوزن دیا ہے لنگوٹی بندھی ہے سارا جسم نگاہی اور ہیوش پڑا ہے بران نے  
 فرمایا کہ سوزن نکال لیجئے اور اس کو ہوشیار کیجئے عمر و نے کہا سوزن نکالنے سے یہ ساحر ہی ضرر پہنچا  
 پہنچا گلے تو میں نہیں جانتا ملکہ نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے کہیں جاسکے خواجہ نے اسکو  
 ہوشیار کیا اور سوزن نکال لیا اس کی جب آنکھ کھلی عمر و کو دیکھ کر جاہا کہ بھاگ جاؤں بران نے ایک  
 بھول گلاب کا گلدستہ من سے جو بہزینیت بزم رکھے تھے اٹھا کر یاراد رکھ کر کہا جانے نہ پائے اس بھول  
 کی نیکڑیاں بھر کر چار طرف سے بسان تیر آتشیں اسپر چلے وہ بھی ساحر زبردست ہے اس نے سر پر حکر  
 دم کیا کہ وہ نیکڑیاں مرچھا کر گر پڑیں پھر تو وہ غصہ ملکہ کو آیا ایک پاٹوں سے کھڑی ہو گئی منہ شل گل گلاب  
 سرخ ہو گیا لب نازک رنگ برگ بیدھرا نے لگے آنکھیں لال ہو گئیں شاہ مردم یا فوت پوش ہوئے



اور دونوں ہاتھ سر سے بلند کیے جیسے کوئی انگڑائی لے اس وقت اس سفاک عالم کے حسن کی یہ کیفیت تھی کہ سمیت ہاتھ ہے ہالہ مرہ روے منور کے گرد + ڈھنگ دنیا سے جدا ہی تری انگڑائی کا + ہاتھ بلند ہوتے ہی چار سو پتلے تیر و کمان لیے ہو اسے اترے چرخ بزد و سحر اڑ کر بلند نہ ہوا تھا کہ تیر چار سو ایک ہی مرتبہ پتلون نے مارے جسم سارا اس کا عزبال ہو گیا وہ خطا گرفت گوشہ گیر دامن اجل ہوا بیر اس کے چلانے لگے ملکہ نے لاش اس کی کلچر کر ٹھیکوادی اور چند کشتیان خلعت کی درست کرا کے مع تاج مرصع اور فرمان حکومت کے چور کے پاس بھیجیں ملازمان ملکہ جب چور کے پاس لائے وہ منتظر تھا کہ دیکھے خواجہ سے کب ملاقات ہو اس وقت خلعت دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے ملازموں نے عرض کیا کہ خواجہ صاحب نے یہ خلعت و فرمان حکومت قلعہ چرخ آپ کو بھیجا ہے ہوشیار بہت خوش ہوا اور کچھ ساحر یا موریاں ملکہ کے حکم سے اس کو تاج حکومت بچا کر تخت پر بٹھا کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ قلعہ مذکور میں لے جا کر تخت فرماؤں پر بٹھا یا سرداران فوج کو فرمان ملکہ سنایا انہوں نے لشکر کے جب ساحران معزز کو ہمراہ دیکھا سمجھے کہ اگر ہم سرکشی کریں گے ان سے لڑ نہ سکیں گے اور دوسرے بادشاہ طلسم سے لڑائی پھڑپھڑائے گی پس یہ سمجھ کر حاکم بادشاہ طلسم کی اطاعت میں سرگرم ہوئے متادی نے مذاکی اجویا بادشاہ حال کا مطیع نہ ہوگا قتل کیا جائے گا سب اکابرین قلعہ مسطور حاضر ہوئے نذرین گزرنے لکھن چنانچہ یہ چورتو بیان کی حکومت پا کر غیش شس کرتا ہی گرا بران خواجہ اور منور کو اندر بارہ دری کے لے کر بٹھی اور خاطر داری کرنے لگی محمور سے یہ پوچھا کہ کیوں تم نے افراسیاب کو کیوں چھوڑا اور خواجہ کی وفات کس لیے اختیار کی محمور نے عرض کیا کہ میرا یہ رجتہ کہاں جو خواجہ کی وفات کر دین بران نے کہا خواجہ ایسی خوبیوں کے آدمی ہیں کہ ہر ایک ان سے نسبت کرتا ہے اچھا محمور اب بتاؤ کہ ہمارا باپ زبردست ہی یا افراسیاب محمور نے کہا داری میں کیونکہ افراسیاب کو کم زور کیوں کیونکہ دشمن کیسا ہی ذلیل و خوار کیوں نہ ہو لیکن اپنے سے زبردست اور اپنے طرفداروں سے زور آور اس کو جاننا چاہیے کہ سمیت جو نہ سمجھا اپنے دشمن کو قوی + کام میں اس کے پڑے گی ابتری + بہان کو یہ جواب اس کا پسند آیا اور ہنس کر کہا واہ واہ خوب تم نے باتوں میں افراسیاب کو زبردست بتایا محمور نے جواب دیا کہ حضور میں نے اس کی زبردستی دیکھی ہے مگر جو دیکھا ہوا وہ کیوں نہ کہوں آپ کے بیان آئی ہوں اگر جانتی ہوتی پہلے سے تو بزرگی اور حقارت میں بہ نسبت آپ کے اور افراسیاب کے تمیز کر سکتی اس کے پاس حجرہ ہفت بلائی لو حدار طلسم ہی آپ کے بیان بتلائیے کیا کیا چیز عمدہ ہی بران نے کہا ہمارے طلسم میں گنبد سامری ہی جو ساحران عالم کی پرستش گاہ ہی میرے پاس اختر مردارید سامری ہی جو ہزار دن سحر دم بھر میں پیدا کرتا ہے محمور نے کہا تو آپ کا اور افراسیاب کا برابر مقابلہ ہے خدا ایسا کرے کہ وہ ہوا غارت ہو اور آپ اس پر فتح پائیں اور اسے ملکہ دوران آپ نے جو خواجہ کو بٹھا رکھا ہے



یہ عیش اس کے لیے بدتر از سچ ہی کیونکہ ہر سرخ و بان اکیلی ہی اگر وہ کام آئے تو آپ کے لیے اور خواجہ کے لیے بڑی بدنامی ہی کیونکہ سب کہیں کے عمر و لوط نہ سکا بھاگ گیا اور کوکب نے درپردہ دوستی شاہ جادوگر کے عمر و کو بھار کھا بران نے یہ تقریر شرفزایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر میں مزاج میں اپنے باپ کے دخل نہیں رکھتی خواجہ کا جانا بغیر ان کی ملاقات نہ ہوگا اور ملاقات ہونے کا تقاضا نہیں کر سکتی مجھ کو رنے کہا پھر جنگ ملک کچھ پیچیدگی ملے کہ ہاں یہ ہو سکتا ہی اور جاہک ایک ناظم ملک کو بہر و انگی حکم دے اس وقت عمر و نے کہا اے لکڑا آپ پہلے دو ساحر خبر لینے کو بھیج دیجیے کہ میرے لشکر کا حال دیکھو آئین اگر کچھ امر نوعد یگر خدا نخواستہ ہو تو مجھ کو روانہ کر دیجیے گا ابھی بغیر اجازت اپنے باپ کے مدد نہ بھیجے لکڑے کہا بہتر ہے اور دو ساحر دن کو حکم دیا کہ جاؤ لشکر ہر سرخ کی خبر لاؤ ساحر روانہ ہوئے اب یہ ساحر تو لشکر کی خبر کو جانے ہیں لیکن حال لشکر کا سنئے کہ بہار و ہر سرخ دونوں آمادہ جنگ مصور اور سحر کی تیاری میں مصروف ہیں ادھر مصور بھی بارگاہ سے اٹھ کر سحر درست کر لے آیا تھا اسی رات کو کہیں شب بران کے یہاں عمر و نے نوازی کی ہی حیرت نے چاہا کہ طبل جنگ بجواؤن اس لیے مصور سے کہا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوانے کو فرما گئے تھے میں حکم نواخت کو سحر دیتی ہوں مگر آپ سے اجازت چاہتی ہوں یہ پیغام سحر مصور خود حیرت پاس آیا اور کہا اے لکڑا ابھی آپ تامل کریں مجھ کو شاہ جادووان نے نامہ میں طنز کی عبارت لکھی تھی اس وجہ سے چاہتا ہوں کہ یہ وتنہا بارگاہ حریف میں جا کر سب کو پہلے سمجھاؤن اگر نہ مانیں تو گرفتار کر لاؤن حیرت نے کہا درحقیقت یہ ایسی ہی نہیں میری سامری کے آگے چند ساحر و ن کا پکڑ لینا کیا بات ہے لیکن تنہا آپ کی بلا جائے ملازم موجود ہوں تو کیوں آپ اکیلے جائیں اس نے جواب دیا کہ اے لکڑا نام میرا اسی بات میں ہے اب مجھے نہ روکیے یہ کہہ کر چار کر کہا جو عیار کہ بیان بشکل مبدل لشکر حریف کے ہوں وہ جا کر خیر کر دیں کہ خداوند زادے اکیلے مختارے قتل کو آتے ہیں یہ کہہ کر چلا حیرت بھی چپ ہو رہی کہ آج اس کا کسال دیکھوں اور عیار جو یہاں حاضر تھے وہ بھی چلے اور یہاں آکر لکڑا ہر سرخ سے حال اس کے آنے کا بیان کیا اس نے بہار سے کہا بھیجا کہ جس کے لیے تم سحر تیار کر رہی ہو وہ اکیلا آتا ہے بہار اپنے خیمہ میں اگیار کر کے سحر پڑھتی تھی اور ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنا کر زعفرانی لباس پہنا کر جنگی پھولوں کے گئے کا اسکے ہاتھ میں دیا تھا اور گنا پھولوں کا اُسے بھی پھنپھا یا تھا پھر اس کو بھینٹ دے کر وعدہ وقت پر بلانے کا لے کر آگ میں جلا یا تھا کہ خبر آمد مصور سنی فوراً اند بارگاہ کے آئی اور جنگل پر بیٹھی تھی کہ ہارون نے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ مصور لباس زرم پہنے چھڑی ہاتھ میں لیے قریب بارگاہ پہنچ گیا ہے خبر سننے ہی بہار نے پٹھ کر دستک دی وہاں مصور چلا آتا تھا کہ یکایک آواز جھماکے کی سنائی دی اس نے سر اٹھا اٹھا کر دیکھا تو ایک نازنین سمن اذام کو تخت سحر پر سوار پایا کہ روشنی گلاسوں کی گردنخت کے ہے اور وہ شعلہ حسن پیچ میں مسند ناز پر بیٹھی ہے حقیقت میں مسند نشین انجمن دلبری و رونق ماہ شترکی



دیکھ کر مصور ٹھٹکا اور وہ تخت پر آیا اس نے دیکھا کہ یہ غارت گرتا ہے تو ان لباس زعفرانی پہنے ہے  
جیسے عشق میں چہرہ عاشقان نرد ہر دلمین عاشق کے دردی موتی کا عطر سائے جسم میں لگا ہر فتنہ برپا کرنے والا ہے  
نسیم ہبار کا دماغ بسا نے والا ہر چکر بھونک کی تورے پوش پڑا دست نازک میں لیے ہر فتنہ خاطر عاشقان  
شگفتہ کیے ہر شکل و شمائل میں وہ ماہ چارہ آسمان زیبائی و نہری خور ہر سراپا چشم بدور نور ہر آفتاب  
اس کی جبین نورانی دیکھ کر چکراتا ہر نہیں اس جبین پر صدقے ہوا چاہتا ہر انگ اس کی موتیوں سے  
بھری ہر یاتارون سے رات بھری ہر کانون میں گہرے آبدار آویزان اس پر زلف سیہ کا آجانا  
گویا ناگنی انڈون پر بیٹھی تھی نہیں نہیں یہ بیودہ تشبیہ کیا لکڑی بالی کان صباحت کے حلقہ بگوشی اختیار  
کی ہر چشم غامضین کے ڈورے رگ گل سے سوانازک تھے دام محبت میں اسیر کر لیتے تھے خال سیاہ قرین  
چشم یا کوئی گستاخ نہ میں یاسے خم سے لپٹ رہا تھا ناک خود بینی کی ناک تھی خاطر عاشق اسی کو پیار  
کر کے غمناک تھی گات اسی گد زائی تھی کہ نہال حسن میں بھل آئے تھے ہونٹہ ایسے چوسنے کے قابل تھے  
کہ عاشق بھین دیکھ کر ہونٹہ چاٹیں کام و دبان بھین لذتوں پر مائل تھے دھوان دھار دھڑی سی کی  
جی اور مسکراہٹ سے شرم عوض سرخی کے رچی دہن تنگ آرزو جان پرک خاطر تنہا کی طرح گم تھا  
زبان مٹھ میں تھی یا زناکت سمٹ کر مائی تھی اسی کا مسکن بنا تھا کہ خط

بھلاک میں موتیوں سے تھے دھندل  
کہ ہون جون رات کو جگنو چمکتے  
کہ بیشک پیارم کا ہے گلستان  
کہ سونے کے گلے ان پر عیان ہیں  
پہن آئینہ سان براق شفاف  
فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا  
بھلا کوئی کرے کیا اسکا اوصاف  
نہ تھی وہ ناف تھی اک جاگتی جوت  
کہ ہے یہ تو بعینہ ہاے ہون  
کہ ناحق کی بھلا اتنی کہان فکر  
چڑھاوین بلبلیں اس کو چراغی  
حکایت ہاست اینجایں درتج  
سراسر حسن کے دریا میں تھی غرق  
لگی دکھلانے اپنی چلبلاہٹ

وہ ظالم کے مسی آلودہ دندان  
پڑے ہونٹوں میں تھے ایسے دکتے  
یقین ہو اس کو جو دیکھے وہ بستان  
بنے دو برج سونے کے یہاں ہیں  
زبس بھلاصاف سینہ پیٹ بھی صاف  
شکر پر ردنگٹوں کا ذکر کیا تھا  
ستارہ سی دکتی تھی پڑی ناف  
دہی تو حسن کے چشمہ کی تھی سوت  
یہی کہتی تھی اس کو دخت سررز  
کردن کچھ اور اعضا کا میں کیا ذکر  
زہے مضمون عسالی دماغی  
میرس از بند شلوار از دگر ایچ  
لگا کر ناخن پاسے وہ تافرق  
عرض وہ شورخ اسکی پاکے آہٹ







پریشان کر کے درس طغرای سبزہ زار میں محبت بڑھنے لگا پتوں پر یہ لکھا پایا کہ بلکہ بہار جادو نے یہ خوش اندام کنیز کے ہاتھ مصور جادو کو بھیجا ہے اور کنیز کو بھی ان کی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے بس یہ سننے ہی تالیان بجانے لگا اور پکارا کہ میت باغ میں اگتے ہیں دان سے گل رعنا بتک جس جگہ سایہ پڑا تھا تری رعنائی کا یہ کہہ کر اس غنجہ دہن پر جو تحفہ لائی تھی دست ہوس بڑھایا اور ہاتھ بکڑ کر اپنی طرف کھینچا وہ درحقیقت ایسی نازک تھی کہ اس کے ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ گئی یعنی زمین پر گر کر سر الگ پاؤں الگ ہاتھ الگ سب جوڑ کلی کی طرح بکس کر بھول کی پنکھڑی کے مثال لگالگ بھڑکے مصور نے ایک لغو مارا کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا اے جان مجھ کو یہ نہ معلوم تھا کہ تو ایسی نازک ہے یہ کہہ کر اس کا سر چھپاتی سے اٹھ کر جا ہلکے لگاؤں گروہ سر کیا تھا کاسہ حباب تھا اس کے چھوتے ہی پانی ہو کر بہ گیا اور اسی طرح جس اعضا کو اس نے ہاتھ لگایا وہ پانی ہوا جب وہ صورت رنگین اور نقشہ نگارین سامنے سے بلبے کی طرح لٹ گیا بلبے نمط یہ بھی نغان و شیون کرنے لگا کتا تھا میں تو وہی لون گا ہاے میں تو وہی لون گا اسی طرح بکتا ہوا وہی لون گا وہی لون گا کتا ہوا بھرتا تھا اور جب زیادہ تر اس مل آرام کی صحبت یاد کر کے بقرار ہوتا تو بے تابانہ یہ اشعار زبان پر لاتا کہ بموجب ایسا

مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر  
دھوکا ہوا فقیر کا مجھ داد خواہ پر  
روتا ہے نا خدا مرے حال تباہ پر  
بوسے دیے ہیں دیدہ مردم گیارہ پر  
رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر

کوچے سے یار کے نہ صبا در پھینک سے  
قسمت کی خوبی دیکھیے اس شاہ حسن کو  
میں کشتی شکستہ دریائے عشق ہوں  
یاد آ گیا ہے سبزہ جو مژگان یار کا  
گوشتے بتان کے پردے چھٹے اسکے ثوبے

عز شکہ اسی طرح تا دیر بیتاب و آشفتمہ حال پھر اور اس طرف بلکہ بہار نے سرانچے بارگاہ کے اٹھوا دیے سردار اسکا حال پریشان و نزار دیکھ کر ہنسنے لگے اس طرف چند لشکری جمع ہو گئے سب یہ کہتا ہی میں وہی لون گا سب پوچھتے ہیں اسے میان کیا لوگے یہ کچھ جواب نہیں دیتا سوا اسے کہنے کے کہ وہی لون گا آخر لشکر کے لڑکے تالیان بجانے لگے کوئی کہتا ہے گا بھئی لے گا کوئی بہکاتا کہ بھئی دلگی نہ کرو اب بلا دیتے گا ضرور کوئی کہتا اچھا آؤ ہمارے ساتھ ہم دلا دین کوئی بولتا کہ ادھر دیکھو یہ لوگے کوئی کہتا دیکھو وہ آئی یہی لوگے نہ کوئی ہنستا ہوا پاس آتا اور کہتا کہ اسے بھئی تمھاری بی بی کو بلا دین یہ ایک لایک کو کھینچا د ہو کر مارنے دوڑتا وہ سب متفرق ہو جاتے جب یہ ٹھہر جاتا اور بقراری کرتا تو پھر سب جمع ہو جاتے اور ہیکہ یہ نبیرہ سامری ہے ہر چند کہ مسخو ر سحر ہی مگر غضبناک ہوا اور سوچا کہ بلکہ بہار کو چل کر پڑ لا اسی سے تیرے معشوق کا پتہ ملے گا یہ سوچ کر جا ہا کہ بارگاہ میں جادو لیکن ان گجروں وغیرہ کا اثر تو یہ ہے کہ انسان عاشق بہار ہوتا ہے پس اس کے دل کا خیال دشمنی فوراً بہ محبت تبدیل ہوا سوچا کہ اگر تم گئے اور بہار سے ملو



اس لڑائی میں یہ گجرے اور بھول ٹوٹ گئے تو نشانی بھی اس گلبدن کی برباد ہوئی اس سے بہتر یہ کہ گجرے وغیرہ جل کر اپنے لشکر میں رکھاؤ اور پھر آکر مقابلہ کر دے یہ سمجھ کر پھرا اور کہتا چلا کہ میں تو وہی لون گاڑ کے تالیان دیتے ساتھ چلے کوئی کہتا تو کوہر دھتا ہر جاتا ہر کوئی کہتا دواہ بے چڑیا کے کیا دھن لگائی ہے ہم تو وہی میں گے غزنہ ایک شہر برہاڑی جیسے اتویا دیوانے کتے کے پیچھے تالیان دیتے ہیں اس کے فوج طفلان ساتھ برادر یہ کہتا جاتا ہے کہ اب بات

ہوں وہ دیوانہ مرے ہاتھ میں رفتہ کھنجر ایک پریر وئے بنائی یہ ہماری صورت دست وحشت تو سلامت ہر نو ہونید ہیں دم فوج جو انداز یہ جسلادی کے صبح نے پائی کہاں روز کی سی جامہ دری آج ہے دست رفتہ گرین گریبان میرا اک ذرا جوش پہ آئے تو یہاں غیرت عشق	عومن نامہ اعمال گریبان ہوگا سیکڑ دن پر یوں میں کیا حال سلیمان ہوگا ایک جھٹکے میں زندا میں نہ گریبان ہوگا لمک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا پردہ صبح میں میرا ہی گریبان ہوگا کل مرا با تھو رفتہ گر کا گریبان ہوگا ہمنشین وصل کا اٹھا انھیں ارمان ہوگا
--	---

الحاصل جب یہ لشکر اسلام سے نکل گیا اڑکے اور لشکری پھراتے اور یہ اپنے لشکر میں پہونچا دہان بھی یہی حال ہوا اور غلغلہ شکر حیرت نے پوچھا کہ یہ کیا نعل ہر ملازم بندہ اور خبر لے کر گئے کہ مرشد زادے یہ کہتے ہیں کہ میں تو وہی لون گا اور لشکر کے نوڈے تالیان بجاتے آتے ہیں حیرت یہ خبر شکر متعجب ہوئی کہ اسی اثنا میں دربار میں آیا اور پکارا کہ اے ملکہ حیرت میں تو وہی لون گا دربار میں ایک فقہاڑا کہ ملکہ نے سب کو گھڑ کا اور کہا آئیے اسے مرشد زادے وہی لیجیے مصور یہ شکر کر سی پر بیٹھا ملکہ نے دیکھا کہ بارہ پنے ہر گھڑا ہاتھ میں بندھا ہر سمجھ گئی کہ یہ بحرین میری بہن ملکہ بہار کے بتلا ہر دلمین بہت خوش ہوئی کہ میری بہن نے مرشد زادے کو دیواہ کر دیا مگر بظاہر کہا کہ صاحبو میں انھیں منع کرتی تھی کہ اکیلے نہ جاؤ انھوں نے نہ مانا دیکھو آخر اس شخص کے بحرین سحر ہوئے کہ جو ایک ہی شونہ و چنیل ہر اب اس سحر کار و شاہ جادو ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا جب یہ گجرے اور بارہ مر جھا کر ان کے پاس سے دفع ہوں تو یہ ہوش میں آئے صورت نگار زجہ اسکی یہ تقریر شکر رونے لگی اور ہزاروں سحر طرہ طرہ کے پھونکے گڑے پھول مر جھا اور مصو کا دیوانہ بن گیا اچا اور نکالنے ایک تپا خدمت شاہ طلسم میں بھیجا اسنے سب حال جا کر بادشاہ سے کہا بادشاہ طلسمات کے دربار میں بلغ سیک کے اندر رکھا یہ حال شکر غضبناک ہوا اور ہاتھ بڑھایا سب کے درخت سے ایک سیب لٹک رہا تھا میں آگیا اسکو کاٹ کر آدھا آپ کھایا اور آدھا سحر بڑھ کر تیلے کو دیا اور ایک نامہ بھی لکھ کر تیلے کو حوالہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ اے حیرت تم میں برس سے ہماری عشق ہو مگر افسوس کہ ایک ذرا سا سحر اس چھو کری بہار کا تم سے نہیں اتر سکتا معلوم ہوا کہ تم کو اس بات کا رشک ہر کہ میں جو بہار کو بیا کرتا ہوں تو تم مجھ سے قسم لے لو جو میں نے آج کل



اس کا نام بھی لیا ہو غرض اب نصف سب کو جو ہم نے بھیجا ہر کھالینا اور سحر مصور کا اتار دینا چلتا تھا  
 و سب نے کر حیرت پاس آیا اس نے جب مصنون دریافت کیا سب کھالیا اور ہنسر کہا اسے  
 صورت نگارین سحر اتارتی ہوں اگر تمھارے میان کے عومن اور کوئی ہوتا تو شاہ جادو ان اس سحر کا ٹوٹ  
 کبھی نہ تھلاتے لیکن یہ مرشد زادے ہیں انہر جان تک نثار ہی یہ کہہ کر ایک پاؤں سے کھڑی ہو گئی  
 اور سحر طہکے رہے ہوا پھونکا منھ سے شعلے نکلے لگے جسم خاکی میں دہن نے کرہ نار کی صورت پیدا  
 کی سمجھنا رات گرم منھ سے ایسے نکلے کہ دماغ روزگار میں حرارت ہو پیدا ہوئی ہوا اس گرم کے جھوکے  
 نہ تھے مادہ سرسام سرد ہر تھا کہ مسائین گرم زمانہ بھرتا تھا مختصر یہ کہ ایسی ہوا گرم چلی کہ وہ گھر سے  
 اور بار وغیرہ ہمارے کے خزان رسیدہ گل کی طرح مرجھا کر خشک ہو گئے مصفور ہوش  
 ہو گیا پھر جو ہوشیار ہوا کہا میں کس حال میں ہوں صورت نگار نے سب کیفیت اس کے دیوانے  
 ہونگی بیان کی اور اسے خود بھی دیکھا کہ بلکہ حیرت ایک پاؤں سے کھڑی ہو اور لاٹ شعلے کی ٹنگی ہے  
 اس کو کمال شرم آئی جب حیرت سحر اتار چکی تو آپ بھی بصورت اہل ہو کر بیٹھی اور کہا اسے  
 مرشد زادے میں آپ سے منع کرتی تھی کہ تنہا نہ جائیے آپ نے نہ مانا آخر اس شوخ دیدہ مہار نے  
 یہ بے ادبی آپ کی جناب میں کی اگر آپ کی جگہ کوئی دوسرا ساحر ہوتا تو ہرگز یہ سحر اس پر سے نہ اترتا ایک  
 بار شدیدا و قہر وغیرہ پر یہ سحر بہار اٹھتا ہوا تھا وہ ہر زبان میں اکر کل کر لگا تھا شہنشاہ ساحران نے اسکو  
 مار ڈالا اگر سحر اس پر سے دفع ہنو کا مصور نے اپنی دیوانگی کا حال سن کر کہ یہ کیفیت میری تھی کہ میں تو وہی  
 ہوں گا کتا ہوا بیان آیا تھا بہت غصا یا بیاختہ فہمائش کرنے پر حیرت کے غضبناک ہو کر کہا کہ میں  
 لکھا اگر بارگاہ حریت میں جا کر چھوٹے پکڑ کر کے جوتیان مارتا چولی پکڑ کر کھینچتا ہوا اس کیسو سو یہ  
 مہار کو آپ کے سامنے نہ لایا تو مجھ کو مصور نہ کہیگا یہ کہہ کر اور بہت کچھ بڑا بھلا مہار کو کہا کیا حیرت  
 اتار سکتے ہیں بہار کی ہر اسکو یہ لاف زنی نہایت بڑی لگی اور سمجھی کہ یہ ابھی اپنی سزا کو نہیں پہنچا  
 میں نے ناحق سحر اتارا خیر اب جو یہ جاتا ہر نافع ہونا نہ چاہیے بہن میری کچھ حلو انہیں جو کھا لیکھا اور اپنی  
 جہ یہ دیوانہ ہوا تو سحر بھی اتارنا مناسب نہیں یہ سمجھ کر ظاہر تائید اس کے کلام کی کرنے لگی کہ واقعتاً آپ  
 ایسے ہی ہیں اچھا جائیے اور چوٹی پکڑ کے لائیے مصور اٹھکر چلا تھا کہ اس کی زوجہ نے کہا اب رات یاد  
 لگتی ہے اگر آپ بہتر خواب سے بہار کو پکڑ لائے سب ہی کہیں گے کہ رات کو چور دن کی طرح سے مصور  
 پکڑ لائے اور اس وقت بارگاہ میں نہرچ اور سردار وغیرہ کوئی نہ ہوگا سرد بار آپ نے اسادہ گرفتار لگا  
 فرمایا ہر وہ اس وقت ممکن نہیں یہ تقریر زوجہ کی سن کر یہ رکا اور اپنی بارگاہ میں بہر آرام مع اپنی زوجہ  
 کے گیا حیرت بھی خوابگاہ میں گئی جب مصور قدرت نے زنگ سفید صبح و سرخی شفق سحر تصور یہ ہر  
 میں بھرا اور درختی پہر پر شبیہ ہر کو کھینچا کہا بیات



نقاش ازل نے قلم صنع رستم بے شمع خود بزم جہان میں تھانڈھیرا	کھینچی ورق چرخ پہ خورشید کی تصویر پیدا ہوئی پھر ہر جہاں تاب کی تصویر
حیرت و ہرج اپنی اپنی بارگاہ میں تخت حکومت پر جلوہ فرما ہو مین مرقع بارگاہ تصاویر سرداران سے دو جانب معمور ہوا کرسی نشینان درگاہ شاہی بصد کرد فر جلوہ گستر ہوئے دور شراب ناب و طبعہ جنگ در باب آغاز ہوا مصور نے بیدار ہو کر اول پرستش سامری کی پھر حیرت پاس آیا اور کہا میں پہلے کو گرفتار کرنے جاتا ہوں حیرت نے کہا سامری کے حوالے کیا یہ سکرودہ روانہ ہوا لیکن جو اسے شکر عمر و بطور مخفی حاضر تھے وہ اس سے پہلے بارگاہ میں آئے اور زمین عظمت کو لب عجز سے چوم کر عرض پیرا ہوئے کہ اسے ملکہ نظم	
ہر عدل تیرے عصر میں آنا کہ بر فلک نزدان پرست فضل نے تیرے کیا اسے	بارہ کروج نظم و نسق سے ہیں منظم تھا وہ جو کوئی معسکت خلوت صنف
مصور خود سر نے ایسا کچھ لاف و کراف کیا ہوا اور بہر گرفتاری بہار آتا ہی یہ کہہ کر کنارے ہوئے اور ملک نے بہار کی طرف دیکھا اس بہار باغ حسن نے مسکرا کر گفتشانی فرمائی کہ ابکی بھڑوے کو وہ باغ سبز دکھاؤں کہ یاد کرے اور وہ آسیب پہونچاؤں کہ یہی نظر نہ آئے یہ کہہ کر وہ رنگ افزاے گلشن نشاط اٹھی کنیزان یا من بدن اس کے ہمراہ چلین اور باہر بارگاہ کے پہونچ کر ایک میدان صاف و پاکیزہ میں ٹھہری چار گلدستے جھولی سے نکال کر مشرق مغرب جنوب شمال ہر سمت ایک ایک پھینک دیا یکا یک مہرمت سے سیاہی پیدا ہوئی ایسا کہ تمام شکر اسلامیان کی نگاہ میں اندھیرا چھا گیا کچھ معلوم نہ ہوتا تھا بعد ایک لمحہ کے جہاں تیرہ منورہ وروشن ہو اسب نے دیکھا کہ معمار سحر و نیزنگ نے چار دیواری نقری و طلائی دم بھر میں تعمیر فرمائی ایک اینٹ سوئے کی اور ایک چاندی کی لگائی ہر بہشت برین کی نقل بنائی ہر دروازہ اس احاطہ میں زبرد کا لگا ہے سبز رنگان دہر کا نصیب کھلا ہوا اس طرح کھلا ہوا یہ گل بوستان رعنائی اس حصار نقری و طلائی میں کمال ناز و ادا اور زیبائی داخل ہوئی اندر اس حصار کے باغ سحر لکھنا کوئی مثل کہتا ہے کہ چیز ایسی عمدہ ہے کہ سحر معلوم ہوتا ہی رہاں اصل میں سحر کا کارخانہ تھا پھر اس گلستان روح پر دسکا وصف کیا ہو سکے مختصر یہ کہ نزدت انگین و نیزنگ سے بھرا تھا شاخاں گل پر نیزنگ طائر بہار نے آشیانہ بنایا تھا گلونے ٹنگ خندہ سے نوریدگان الفت کے زخم دلیر تک چھڑکا تھا بلکہ خندہ رنگین لبان حدیقہ دہر کو پھیکا بتایا تھا صخری کو خاک میں ملایا تھا رنگ گل نازگاہ گلدستہ طراز ان محبت سے بھی ناز کرتے پنکھڑیاں بھولون کی لبہاے معشوق گلچمن سے کہیں بہتر کسبناں قطرہائے شبنم پڑے تھے یہ ظاہر تھا معشوق گلزار نے بال بال میں موتی پرے تھے نہیں نہیں لعیان فرنگ نے بالون پر پوڈر چھڑکا تھا شاخ نشین قریب بچہ مر جان تھی بافرنگین نے دست نازک میں بیت لیا تھا ساغر گل بادہ نزاوت سے معمور گلابیان غچون کی برنگ دہان جہان مخمور	



کلیون کے کروں سے شاہد کھت نکل کر باغ میں گلگشت کر رہی تھی بھینی بھینی خوشبو پھیلی تھی گلون کا ہوا سے جنبش کرتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دورہ ساغر بادہ گلگون ہو یا گردش چشم میگون ہو گل لالہ بہر کیف جان ستانہ رمانہ یعنی نشانی پیانہ میخانہ یا سمن پر سرخ صبح معشوقان نثار تھا زنگس مست چشم فتان یار کا گلہائے سرخ و سفید سے مذہب و مطلق رخ شاہد بہار تھا سبز نگاری کا عکس سیاہ گل زنگس پر پڑا تھا چشم زنگسی معشوق میں سرسبز دیا تھا کوئی بھول زنگس کا جو سرنگون تھا تو معشوق شریکین کا آنکھیں جھکا کر شرانا یا دولا تا تھا بے سبیل پر پیچ کا رخ گل پر آکر لہرانا رخ شاہد بہار پر گویا زلف کا لہنا تھا سرو ہر ایک قدموزون جو زنگس تھلا بشکل چشم مخمور تاک انگور لبان ست کھڑے ہو کر جھومتی دار بست تکیہ گاہ و پشت پناہ سرستان حواء دہر تھی روش پری بہر دوش عمدہ جواہر کٹا ہوا پڑا نہرین موج زن ہزارے کے فوارے ساون بھادون نام کنارے کنارے نہروں کے چڑھے جواہر بہاری کو شرانے بوے گل کی ہدم باد صبا عتاب کو دیکھ کر بوسہ لب معشوق یاد آتا مولف

تھی خیابان میں بہار اس جوش پر بوے گل سے ایسا کچھ اتراتا تھا سرد گل قامت موزون کی شکل طاران خوش نوا تھے نغمہ سنج خندہ گل کی صدا تھی اس طرح تھی صبا کی ہر طرف اٹھکیلیان تھے شجر باطلہ بو شان جنسان رنگ سوسن کی ادا ہٹ دیکھا کنے چو ماروے گلشن اس طرح	کر رہی تھی جیسے گل بلبل نثار عرش پر پہونچا دماغ روزگار تھا قد معشوق بھی جن پر نثار شاخائے گل بہ گلیانک ہزار تھقے جیسے لگائیں گلزار پڑ رہی تھی اہم سے ہلکی پھوار دیکھنے آئے تھے گلشن کی ہزار تھاب معشوق کو مسی سے عار جو ہوئی سوسن چین میں آشکار
--	---

بیچ میں اس گلشن نگارین کے جو ترہ جواہر کا مربع بنا تھا تکیہ و باسلک گوہر استادہ تھا سامنے بارہ دیو بیویں دلا جواب جواہر چڑھی تعمیر تھی سد دل سانچے میں نور کے ڈھلی بنیظر تھی پردے زہری پڑے تھے اندر بارہ دری کے چھپر کھٹ مرصع پایو کھا لگا شیشہ آلات سجا فرش قائم و سجا بچا مسند ہاں مکلف پر تکیہ زرد وزی کام کے دھڑے بقیہ نور کے عالم دکھاتے بغا تکیہ جو کھڑے نی گڑھت کے گڑھے عطر دان رکھے راحت کا سامان جملہ میا ہر چیز بے انتہا کہ بوجب لمو لف

اس طرح کی بنی تھی بارہ دری شیشہ آلات سب سجا اس میں شیشہ آلات کی وہ رونق تھی	شیش جہت میں تھی بنیظر وہی نور کا کارخانہ تھا اس میں رنگت دے زہرہ نق نق تھی
---	--



<p>قد و قامت میں آتھیں تھے بہار جان پاکان دہر کا تھا انیس روح پاکیزہ حال دنیا تھیں ست ہو جائے جان زندان ہر ملک جسکی تاک میں تھا ضرور جان نہ ابد تھی غش معاذ اللہ عیش و راحت کے جہر سامان تھے</p>	<p>ہر دم جنبہ تھے نثار وہ جھاڑ فرش و نایاب و پاک عمدہ نفیس سندین ایسی کچھ صفت تھیں اس طرح کا سجا تھا سینا نہ ساغرے مثال دیدہ حور دختر زر کی شوخون پر واہ چو گھڑنے عطر دان مہیا تھے</p>
--	--

وہ راحت جان بہار یعنی ملکہ بہار طر حصار اس چو ترے پر باغ کے کسی جواہر نگار پر بھی اس وقت  
حسن و ادا پر اس فارت گر جان عشاق کی بہار گلشن نیرنگ بھی ہزار جان سے فدا تھی خواصان زرین  
کمر زرین لباس عمدے ہاتھ میں لیے گرد اس گل کے بلبل منت استادہ تھیں اور ملکہ پیشانی پر افشان  
چنے بزم انجمن فلک برہم کر کے تاب آفتاب کو اپنی جبین کے ساتھ رشک سے جلاتی تھی سواد زلف چیل کر  
جہان کو تیرہ و تار بنانا چاہتی تھی وہ دے رنگین اس کا گلستان سحر تھا کہ بہار جان فزائے گلشن عالم  
و نقشہ بہشت برین اس پر ہزار دل سے شیدا بلکہ اس کی خوبی پر یہ حال تھا بیت بھیڑ میں پڑ جائے  
تا آنکہ اس رخ پر نور پر + چڑھ کے بیٹھے ہن کلیم اللہ کوہ طور پر + اس خوبی و اداس سے وہ مایہ ناز بھڑی  
پوشاک ارغوانی زیب قامت کیے لالہ دگل کو آگ میں جلاتی زیور جواہرین سے جسم نازنین مزین  
تھا عجیب جہین تھا نقطہ

<p>دو نون خسارے ہیں وہ ایک فرتی فائوس یہ کسی چشم خماری کا ہے گویا دورا نظر آنے لسی آلودہ دندان اس کے کبھی دانتو میں دبائی تھی جو اسنے انگلی صبح محشر کے یہی سر پہ بلالائے گی کیا کردن اس بیکافر کے کچھ نکی تعریف نیم بشگفتہ کنول چشمہ خوبی کے دو دار بار آن کے بیٹھے ہیں چکوا چکوی پیر جاتے تھے وہ دریائے نزاکت گویا</p>	<p>شمع کافوری حسن آئین ہوئی ہر روشن ہر غلط فہمی گر کیے اسے غنچہ دہن حسن کے سین کے دندانے بوجہ حسن حسن نے اس کے کیا کار زبان سو سن کچھ قیامت ہو غرض اسکی بیاض گردن ہائے وہ اکا ابھار اور اڈتا جو بن گول گول بھرے ہوئے جیسے جالونکی چین ہر یہ سوتی کی لڑی سچ میں دریائے جن لو بیان چھاتی تلے رکھے ہوئے تھے برفن</p>
--	---

غرض کہ وہ ماہ سپر و نیزنگ گلاب کی چھڑی جواہر کے ستارے جڑے ہاتھ میں لیکر کسی پر جلوہ گر ہوئی اور حضور  
جور و آنہ ہوا تھا سیدھا بارگاہ مہر خ میں آیا وسط میں کھڑے ہو کر لکھاراکہ کہاں ہے وہ مردار یعنی بہار کسی نے



کچھ جواب نہ دیا مگر مہر خ نے کہا اسے مرشد زادے آپ تشریف لائے ملکہ بہار تو اپنے باغ میں گئی ہیں اس نے کہا میں اس گیسو پر یہ کہہ کر پڑنے آیا ہوں باغ اُس کا کہاں ہر مجھے بتادو اور تم سب بھی اگر اُس کی حمایت کرو دیکھو کس طرح اُسکو کھینچا ہوا لے جاتا ہوں مہر خ یہ سن کر بولی آپ ایسے ہی ہیں اچھا چلیے ہم بھی آتے ہیں ان کا باغ بیچ لشکر میں سر راہ ہر کچھ چھپا نہیں چلے جائے مصوٰر بغضب تمام وہاں سے پھرا اور اڑ کر چلا بیچ لشکر میں پہنچ کر جو ہر سمت جو یا ہوا وہ باغ بہشت آئین جس کا ذکر ابھی لکھا گیا ہے نظر آیا بیباختہ اُس گلشن میں چلا جب اندر پہنچا ہوا ہے سحر جسم میں لگی بہار باغ نیزنگ دیکھنے لگا بموجب ع اس باغ کی اور ہی ہوا ہی ہوا کچھ ہی مزاج بد لگیا اس میں اس بہار نے سودے کا خلل کیا بہار اسی واسطے پہلے سے باغ سحر لگا کر بیٹھی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہر اگر مقابلہ میں آجائے گا پھر سحر پورا نہ کرنے دیگا اور سحر کامل ہو جائے گا تو پھر وہ رونہ کر سکے گا پس اب جو یہ آیا سحر و سحر ہوا اور سیر کرتا ہوا جب اور آگے بڑھا سامنے اس نو بہار افسون کو دیکھا اُس کے حسن کی بہار دیکھ کر چھوٹے لگا اور اسی حالت و جد میں یہ غزل پڑھنے لگا غزل

سبزہ کیا خاک شہیدان سے تری خاک کے	جائے گل چاہیے دان سے دل صدیا کے
کیا تعجب کہ جہان نظر اُس کے روئین	جائے تر گس جو وہاں دیدہ اور رک کے
سایہ قامت لیلیٰ نہ پڑے اور افسوس	تربت قیس کی تہ سے خس و خاشاک کے
اے بیکلے دل پرداغ سے انشا تو وہین	تختہ لالہ تہہ گنبد انسا کے

ملکہ بہار نے اس کو محو حیرت دیکھ کر کچھ سحر پڑھا کہ بارہوری سے ایک پریزا در شک شمشاد صند و تچہ ہاتھ میں لے پیدا ہوئی اور سامنے ملکہ کے وہ صند و تچہ پیش کیا اس گنجینہ حسن نے اُس کو کھولا اور اس میں سے ایک پتلی نارنجی رنگ کی نکلی اور نکلتے ہی بڑھ کر ایک معشوق شوخ و شنگ غارت جان نام و تنگ بنگائی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مانگ اس کے بالوں کی موتیوں سے بھری ہے یا تاروں بھری رات آدھی جبین پر اسکے چین پڑی تھی یا کاتب قدرت نے جمال و جلوہ کی جیم لکھی تھی آنکھیں تھیں یا منشی حقیقی نے دفتر حسن پر دوہرے صاد کئے تھے بینی کے الف نے غلام کر کے حسینان جہان آزاد کئے میم دہن میم سرمستی محبت تھا سرخی لب سے یہ ظاہر کہ ساغر بادہ احمر سے لبالب بصد عشرت تھا دندان دندانہ سین سلک گوہر بیاض گردن صباحت میں بیاض سحر کی ہمسرہ بقصائے نظم

شاہدے عاشق نور دے جھوٹے	شوخی و شنگے دل کشتے عاشق کشتے
آفت جان غمزہ جادوگر شش	ہیچو ساحر سامری صد چاکر ش
بود صد بخانہ در سر نازاد	حالمے دیوانہ از اندازاد
در جبین آفتاب آئین او	موج دریائے محبت چین او
بعد مشکین گشت مستش سجدہ کرد	ہندوے آتش پرستش سجدہ کرد



خاک زیر چشم اواز خوش گم  
شوخیش یک یوسف گل پیر ہن

ہندو سے افتادہ دریائے خم  
ہندو سے افتادہ دریاہ ذقن

پس اس تیلی نے جو ایسی آفت دل عشاق بنی تھی ملکہ نے چنگیر بھون کا اٹھا کر دیا کہ مرشد زادے تشریف لائے ہن ان کے پاس لے جاؤ اور یہاں بلا لاؤ وہ غیرت گلزار چنگیر لے کر چلی اور یہ شعر عاشقانہ طوطہ لہا تھا مگر صندوقچہ کھول کر تیلی نکلتے اس نے جو دیکھا سمجھا کہ بہار تجھ کو دشمن جان کر سخر تجھ پر کرتی ہے پس یہ سمجھ کر گولا فولادی اس نے بھی نکالا اور اُبھال کر روکا اور چاہا کہ لگاؤن یکا یک پہلو سے آواز آئی کہ میری طرف دیکھو کیا کرتے ہو اس نے ہاتھ روکا اور پیچھے پھر کر جو دیکھا اس تیلی کو جو سر اسر نور تھی بلکہ حور میں قصور ہوگا یہ بے قصور تھی آتے دیکھا یا تو آمادہ حرب ہوا تھا اس کی نگاہ سحر آگین نے تسخیر کر لیا بیکار ابست ایک خلق منتظر ہی تیری جلوہ گاہ میں تار نگاہ صرف ہوئے تیری راہ میں اس شوخ بیباک نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے میرے ساتھ یہ چپکا ساتھ ہو اسانے بہار کے وہ لائی بہار نے پوچھا آپ مجھ سے لڑنے آئے ہن یا استی کرنے اس نے کہا لڑنے کو بہار نے جواب دیا کہ پھر ہم بھی موجود ہن مگر آپ میرے باغ میں آئے ہن مجھ کو لازم ہے کہ میں کچھ تحفہ پیش کروں یہ کہہ کر اس تیلی کے اشارہ کیا کہ اس نے چنگیر کھول کر سامنے کیا دیکھا کہ اس میں گلاب کے پھول ہن اس کی خوشبو سے دماغ بس گیا اور وہ نازنین بھی عطر میں ڈوبی ہوئی تھی اس کی خوشبو نے اور زیادہ فتنہ برپا کیا اس نے ایک پھول لے کر سونگھا اور یہاں اس تیلی سے کہا کہ تو چلی جا وہ اس انداز سے بعد خرام ناز چلی کہ فر و اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن رفتے پس پس گئے قیامت کے مصور کو تاب باقی نہ رہی بنگاہ حسرت دیکھنے لگا خوف ملکہ سے کچھ کہہ نہ سکا بہار نے کہا آپ نبیرہ جمشید و سامری ہن اگر اس کو پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے لیکن آپ اگر مجھ سے لڑنے کو کہتے ہن تو بسم اللہ میں حاضر ہوں کچھ آپ سے کہ نہیں ہوں اور اگر اس نازنین سے محبت ہے تو آپ کی کینز ہے مصور نے کہا میں اسکا عاشق ہوں بہار نے کہا میں آپ کی بی بی ملکہ صورت نگار سے بہت ڈرتی ہوں اس نے لہا میں اس نازادی کو خوب جو تیان مارون گا بہار نے اس تیلی کو پکارا کہ اے نازک بدن آؤ وہ پھر آئی ملکہ نے کہا مرشد زادے سے دار و مدار کرو اور انکی اطاعت میں رہو اس نے یہ حکم سنکر اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا چلے بہار نے کہا جائے بارہ درمی میں آرام کیجیے اور یہاں سے کہیں نہ جائیے گا مصور خوشی خوشی اس رشک قمر کو لیکر بارہ درمی میں آیا اور مسند پر بیٹھ کر شراب پینے لگا اور ملکہ بہار باغ سحر سے اٹھ کر بارگاہ میں ہر رخ یاس آئی اور کہا میں مصور کو قید کر آئی اور یہ سحر میرا کسی سے رد نہو گا ہاں افراسیاب اگر چاہے گا تو یہ سحر اتار لے گا اور جب یہ سحر دفع ہوگا تو مجھ کو غش آجائے گا اور سر میں درد میرے ایسا ہوگا کہ بیہوش رہوں گی تم میری کینزوں سے کہنا کہ وہ آرام میں مجھ کو لیجائیں ہر رخ نے یہ سنکر کہا کہ اگر ایسا ہے تو تم ابھی چلی جاؤ اسوقت شاہ طسم جانے نہ دیا اور راہ میں شاید کچھ فتور



پڑے اس سے ابھی جانا صلاح ہر بہار نے کہا اچھا اور سچ اپنی کینزدن کے سمت کوہ آرام روانہ ہوئی وہ مقام ہمیشہ سے اس کے رہنے کی جگہ ہر حال اس کا بیان کیا جائے گا یہ تو ادھر گئی اور ہر کاروں نے جا کر ملکہ حیرت سے سب خبر کی کہ مرشد زادے کی نسبت زبانی بہار ہم نے سنا ہے کہ وہ باغ سخن قید ہو گئے اور ملکہ بہار جانب کوہ آرام گئی حیرت نے کہا اسی دن کا ڈر تھا یہ سحر ساحران عالم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اتارے شاید شاہ طلم جانتے ہوں صورت نگار بہ تقریر شکر دے لگی اور کہا میں بھی اسی قید میں جاتی ہوں حیرت نے کہا شوہر تیرا آپ میں نہ ہو گا وہ مار ڈالے گا اس نے کہا بلا سے میں اپنی جان دوں گی حیرت نے کہا بی بی تمہارے میان کو بہت سمجھا یا تھا لیکن ان کے غور نے انہیں خراب کیا اور سنو صاحبہ میری بہن کچھ مجھ سے کم نہیں صرف اتنا فرق ہے کہ مجھ کو مصاحبہ شاہ جادو ان میں سحر زیادہ یاد ہیں خیر تمہاری خاطر سے میں چشمہ سامری پر جا کر پانی لاتی ہوں شاید اس سے سحر اترے یہ کہہ کر پردہ کر کے چلی کچھ دور جا کر ایک سحر طحا کہ طاؤس اڑتا ہوا آیا اور اس کو سوار کر کے لے چلا کچھ دور گئی ہو گی کہ ایک نیچہ کمر میں پڑا اور اس کو اٹھانے گیا آنکھ اس کی بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی شاہ طلم کو ایک نیگلے میں سونے کے بیٹھا پایا اس نے سلام کیا شاہ نے کہا کہ اس وقت میں میر کو آیا تھا اس پہاڑ پر کہ سحر نے خبر دی کہ تم کہیں جاتی ہو میں نے بلایا کہو کہ ان جاتی تھیں اس نے سب حال مصور کا بیان کیا شاہ نے کہا اے ملکہ دیکھو تمہاری بہن نے فتور کیا ہے حیرت نے کہا میں بھی اس سے عاجز ہوں آپ اس کو مار ڈالیے یہ کلمہ سحر شاہ جادو ان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور تہ کر کے کہا کہ کوئی بھی ایسی ماہ سپر حسن کو قتل کرتا ہے حیرت یہ سن کر چپ ہو رہی اور شاہ نے ایک نیچہ آرد ماش کا بنا کر سحر طحا کہ وہ نیچہ اڑا اس سے کہا جام مصور کو باغ سحر سے بہار کے اٹھا لا نیچہ روانہ ہوا اور بیان مصور اس پتلی سے مشغول ہوس و کتا رہے گو دین اُسے لیے بیٹھا ہے اور کہہ ہا ہے کہ بہیت جس کا سر ہو گا دم نزع تری بالین پر پونج مرقد میں وہ کس چین سے سوتا ہو گا اُسی نشاط میں تھا کہ یکا یک نیچہ آکر گرا اور اس کو اٹھا کر لے چلا یہ پکارتا ہوا اور ٹٹکتا ہوا کہ اے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہے میرے معشوق سے مجھ کو ہٹاتا ہے ہاے میری جان ہاے میری یار وفادار نیچہ نے ایک نہ سنا اور اس کو لیکر وہ بلند ہوا وہ پتلی سحر جبر سے فریفتہ تھا اس کے پیچھے اڑی اور پکاری کہ کیوں صاحب یہی شرط وفا ہے کہ مجھ ایسی کام جان اور رفیق کو تنہا چھوڑے جاتے ہو بے پروا کرتی کر کے منہ موڑے جاتے ہو اس نے معشوق کا بیتاب ہونا اور شکوہ کرنا سن کر کہا اے بونس دہم بہیت اختیار ہی تو نہیں آپ سے جو دوری ہے سخت ناچار ہوں میں عالم مجبوری ہوں آخر یہ پتلی اور زیادہ اڑ نہ سکی اسی باغ میں گر پڑی اور نیچہ بلند ہوا مصور متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا نیچہ اُسکو سامنے شاہ طلم کے لا یا بعد کچھ دیر کے اس کی آنکھ کھلی اٹھ بیٹھا افراسیاب کو بھی نہ پہچانا یہ کہتا ہوا چار طرف دوڑنے لگا کہ ہاے کیا تھا اور کیا ہو گیا ہاے یہ میری جان کہاں گئی کس ظالم نے اس کو مجھ سے جدا کیا اے کوئی واسطہ سامری کا اُسے بلا دے یا رو اس راحت دل سے مجھ کو ملا دو اور کبھی دیوانہ وار



## بقرار یہ کہتا کہ غزل

دردا کہ یار مارا اور مے عجیب سیدہ	ہم دل زد دست رفتہ ہم جان بلیت سیدہ
آن ماہر وہ باسن شہسار بر وز کردی	رفتست دور فراقتش رزم شب سیدہ
کے باشد آنکہ منم از دولت وصالش	اندوہ دور و رفتہ عیش و طرب رسیدہ
مشکل کہ در قیامت بیند اہل دوزخ	اینها کہ بے تو برین از تاب نہ سیدہ
غیر از طلب ہلاکی کارے مکن ورین رہ	ہر کس رسید جابے بعد از طلب سیدہ

شاہ جادوان نے اس کا حال دیکھ کر کہا کہ افسوس وہ شیوخ جنجل کیا سنگار بہار ادلہ ارہ جس نے یہ سحر کیا  
 ہر اس کلمہ کو شکر حیرت نے تیرے ہی جڑھائی اور کہا اُسکے عشق میں پھر تم بھی اسی طرح ناچو بیٹھے کیون ہوشاہ  
 اُسکے ناراض ہونے سے چپ ہو رہا اور سحر چھڑکا کہ اسے سامری مع شیشہ آب چشمہ حشر ہوا اسکے  
 بکار نے ہی ایک تیل شیشہ آپ لیے اڑتا ہوا آیا بادشاہ نے اس شیشہ سے پانی لیکر چھٹیا مصور کے منہ پر  
 لگایا کہ وہ بیہوش ہو کر گر اچھڑ جو ہوش آیا بادشاہ طلسم کو اس نے سلام کیا اور بیٹھا بادشاہ نے فرمایا کہ لے مرشد زادے  
 آپ کو میری بی بی نے تنہا جانے کو منع کیا تھا مگر آپ نے نہ مانا اور اپنا چال کر آیا آپ تو واقف ہیں کہ وہ آنت  
 روزگار رہا ساحرہ بے بدل ہو اور مدت سے میرے پاس رہ کر اس نے سحر یاد کیا ہی اس سحر کا رد کر لیجئے بھی  
 یاد نہ تھا اگر چشمہ حشر کی کا پانی ممکن نہ ہوتا آپ کا دیوانہ بن نہ جاتا مصور نے سب کیفیت اپنی شکوہات یا  
 کہ اسے شہنشاہ آپ ملاحظہ کیجئے گا کہ ساری اس کی سحر سازی اگر جو میان مار کر نہ اتاری تو آپ کو نبو سامری  
 نہ کہوایا افراسیاب نے کہا اب اکیلے نہ جائیے گا نہیں بہت پچھتائیے گا اس نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں جنگ  
 اُس خانمان خراب کو نہ کیڑ لاؤں گا چین نہ لون گا یہ کہا اٹھا کہ میں اشکر میں جاتا ہوں سحر تیار کر کے لڑنے جاؤں گا  
 شاہ طلسم سمجھا کہ یہ مرو بزرگ ساحر ان ہی زیادہ منع کرنے سے ناراض ہوگا پس یہ سمجھ کر چپ ہو رہا لیکن اُس کا  
 ذلیل ہونا عین اپنی ذلت جان کے تامل نہ کر سکا ایک تیل کا غذا کا بنا کر کچھ سحر چھڑھا کہ وہ جاندار ہوا اُس تیل سے  
 حکم دیا کہ مرشد زادے کی جا کر نگہبانی کرو جو کوئی آفت آئے تو انھیں اٹھا لانا تیل بطور خفی اڑتا ہوا اس کے  
 ساتھ چلا ملک حیرت بھی رخصت ہو کر شکر میں آئی اور مصور بھی بارگاہ میں پہنچا پتلہ برے ہوا ٹھہرا رہا میان  
 بی بی مصور کی رو رہی تھی اس نے جو شوہر کو دیکھا اٹھا کر لپٹ گئی اور بہت روٹی یہ بیٹھا دو تین جام شراب سرخ کے  
 پیے جب نشہ ہوا اٹھا کہ میں بہار کو پکڑنے جاتا ہوں بی بی اس کی منت کرنے لگی کہ صاحب اسطہ سامری کا  
 اب نہ جاؤ اس نے بی بی کو گھڑ کا کہ مجھ کو نہ روک اب تو مجھ سے اور بہار سے پکڑی اٹکی ہر محرکہ پڑا ہی دیکھو کہ  
 تک اُس کی سحر سازی ہی یہ کہہ کر اڑا صورت نگار حنین مار کر رونے لگی اور یہ پھر آیا اور کہا کہ صاحب  
 مجھ کو بھی اپنی طرح جوڑ بیان نہما کر بٹھا رکھو زود جہنے اس کی کہا کہ صاحب میں لڑنے کو منع نہیں کرتی لیکن  
 تیل جنگ جو ایسے بر سر میدان مقابلہ فرمائیے اکیلے نہ جائیے یہ شکر خاطر اپنی زوجہ کے توقف پذیر ہوا اس



عرضہ میں نیز نگ طراز دہرنے اپنا سحر دکھایا کہ کھماے انجم کا باغ صحن فلک میں لگایا اور آفتاب نگہ سے عاشقان  
یا مثل یگ خزان دیدہ زرد ہوا کہ نظم

کہ تھی ظلمت شب دھوان ہدم کا	کھٹا جب جہاں میں اندھیرا ہوا
کھڑی جوت کی سہندے چرخ نے	جلالے ستاروں کے اُسے دیے

شام ہوتے ہی حکم طبل جنگ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم ملا ہر کارے دوان دوان بارگاہ ملکہ ہر مخ ذیشان  
میں آئے اور ملکہ کی شاد و عادی سے کر حال نواخت نقارہ رزم مرض بیان میں لائے ملکہ مذکور نے فرمایا  
کہ ذرا کوئی خبر لائے کہ باغ سحر بہار بنا ہی یا نہیں لوگ گئے اور اگر عرض کیا کہ باغ لگا ہی لیکن مصور کو  
پنچہ لگیاتھا شاہ طلسم نے ہوشیار کر دیا ہوا اور برسر فساد ہی ملکہ نے کہا خیر اب میری باری ہے میں نے  
وعدہ کیا تھا ملکہ بہار سے کہ ہم تم ملکہ اس کو دیوانہ بنا لیں گے چنانچہ دوبار دیوانہ کر چکے ہیں اب وہ نہیں ہے  
تو یہ میرے حصہ کا ہی عیار جو حاضر تھے انھوں نے کہا اے ملکہ اُستاد ہمارے نہیں ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے  
لڑنے سے وہ ہم پر آکر خفا ہوں پس ہم آج رات کو جا کر اُس کو گرفتار کیے لائے ہیں یہ کہہ کر یہ بھی چلے اور ہر مخ  
نے حکم نواخت کو سحر ب دیا نقارہ جنگی گڑ گڑایا دربار ہر خاست ہوا سحر سحر جگانے خمیوں میں آئے  
سہادر متھیاد درست کرنے لگے ہر مخ بھی الگ جا کر مصروف سحر خوانی ہوئی اور اگیار کر کے جوت کا دیا جلایا عمدہ  
دنیاب سحر درست کرنے لگی بعد کچھ عرصے کے ایک نیل گاؤں آرد ماش کا بنایا اور سحر ایسا پڑھا کہ وہ زندہ  
ہو کر گرد اگیار کے پھرنے لگا اس نے سیندور کا ایک گھروندا بنایا اور ایک تیلی آٹے کی بنا کر اُس گھروندا  
میں رکھی وہ بھی زندہ ہو گئی اس نے وعدہ کیا کہ وقت پر کام دینا پھر گھروندا مٹا دیا اور نیل گاؤں بھی  
غائب ہو گیا ملکہ نے آرام فرمایا بشکرون میں رات بھر نیاری و درستی اسباب جنگ رہی چک شمشیر جو ہر  
کی اُس شب تاریں مثل انجم چرخ پھیلی تھی گویا افشان آلودہ پیشانی لیلی تھی خم و چم و دم کی ناز مشوقان  
تیز طبع یا د دلاتی تھی ہزاروں گلے کٹولتی تھی قامت رعناے نوجوان اُس کو دیکھ کر اپنی ہستی کھوتے تھے  
سہادر دم اُس کا بھرتے چشم زخم سے لہور دتے تھے ایک طرف ساحرون کے سحر نے چشم دہر کو تیر کیا تھا  
چراغ زندگی بجھا رکھا تھا اگیار کا دیا جلار کھا سامری کی روح چکر لگا رہی تھی جمشید کو بلار ہی تھی لونا  
چماری ڈمرو کی صدا پر سر جھٹھ کر جھومتی تھی یوں بھجن گانیوالے کا منہ جومتی تھی ڈفلے بانسری بچنا سار  
فلک کو بادت مہر نچاتا تھا اٹھالی برنجی نے کر ہندو سے چرخ اگیار نے دریائے اخضر کے بہر اشنان  
آیا تھا ماہتاب فلک زنگاری پہ نکلا ہوا تھا خلاصہ یہ کہ رات بھر یہی سامان رہا غوغاے سحر ساحران  
غدار سے دماغ روزگار پریشان تھا کان بڑی آواز نہ سائی دیتی تھی بیرون کی آمد بھینٹ لیتی تھی

لگانے لگا کوئی منہ پر بھجوت

لگے اکھیلنے سر پہ ہر اک کے بھوت



کسی نے جلائے اکا سے دیے بلا تاتھا بیٹھا ہوا اپنے بیسر کوئی بیٹھا جمشید کا دم بھرے	کوئی چو کلین چار روشن کیے کوئی کہہ رہا تھا بکیر و بکیر کوئی کھو پڑی لے کے جادو پڑھے
---	---

اسی طرح رات بھر سامان رہا جدم تیرگی شب مشکفام کا مثل طرہ تابدار معشوق سمٹ کر جوڑا سر روزگار پر بندھا  
اور صبح شاہد بہار شتا قان عالم کو دکھائی دیا کہ نظم

بھل آیا مشرق سے جب آفتاب چلے دونوں لشکر بعزم نبرد	ہوا پھر یہ روشن جہان خراب پڑی روے خورشید پر اڑ کے گرد
--	--

لشکر کینہ خواہان بعزم نبرد وارد دشت مصاف ہوئے مہر خ بڑے کرد فرستے تخت زرین پر سوار گرہام  
سردار جانے کارزار پر پہنچ کر پھری ادھر مصور بھی بیدار ہو کر براے رفع احتیاج بیت اخلا چلا عیار  
رات بھر اسکی فکر گرفتاری میں پھرے تھے اور قابو نہ پایا تھا اس وقت ضرغام اس کے خمیر کی قنات سے  
پیشا کھڑا تھا اور صبح ہو جانے سے مایوس ہو کر پھرا چاہتا تھا اب اس کو عازم سمت جائے ضرور دیکھ کر  
اس نے لوٹ ماری اور بیت اخلا کے لیے جو قنات استادہ ہی اس کی پشت پر اپنے تین پونچا مصور  
بھی چوکی پر آیا خدمتگار بوٹا رکھ کر باہر پھرا اور وہ چوکی پر بیٹھا ضرغام نے پشت پر سے قنات کو جاگ  
کر کے اس پر کند ماری اس نے گھبرا کر دیکھا اس نے بیضہ بیوشی ناک پر مارا کہ وہ چھینک مار کر بیوش ہو گیا  
اس نے اندر جا کر عیار دی میں اس کا پشتارہ باندھا اور از بسکہ لشکر سمت میدان روانہ تھا صبح کا  
وقت سب غافل تھے اور ہنگامہ بھی تھا یہ اس کو لے کر بھاگا راہ میں پشتارہ اس کا بھاری ہوتا چلا بیٹھا  
کہ اس حرام زادے کو میں لیجانے سکون کا کیونکہ یہ مرشد ساحران کہلاتا ہے ضرور کچھ آفت آئے گی پس سر  
اس کا کاٹ لے یہ سمجھ کر اس نے پشتارہ زمین پر رکھا چاہا کہ سر کاٹ لے وہ نیچے بنکر جوتا کہ افراسیاب  
نے معین کیا ہے گرا اور اس کو مع ضرغام کے اٹھائے گیا اور سامنے شاہ طلسم کے لایا اس نے پشتارہ  
کھول کر مصور کو نکالا اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا لیکن اس کی گردن و کمر وغیرہ میں کند کے پھندے  
پٹے تھے اٹھ نہ سکا شاہ طلسم نے ضرغام سے کہا کہ اونا بکارا بکہ کہ تجھ کو کس عذاب الیم سے ماروں  
اس نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہے بندہ بہ صورت مطیع اور آپ کا فرمان بردار ہر شاہ نے کہا میں ایسے  
فقرے تم عیاروں کے بہت سن چکا ہوں اچھا تو مرشد نادے سے کند تو نکال لے ضرغام سمجھا کہ اگر میں  
کمند نہ نکالوں گا یہ سحر سے جلا دیگا کند بھی جائے گی اور کچھ حصول نہ ہوگا یہ سمجھ کر اس نے سرا کند کا پکڑ کر  
چھٹکا مارا کہ کند کے سب حلقے کھل گئے اور مصور رہا ہوا شاہ جادو وان نے کہا کیا اچھے یہ عیار ہیں اور  
کیا عمدہ ان کے پاس اسباب عیاری ہی یہ تعریف شکر ضرغام نے سلام کیا کہ آپ قدر دان ہیں میں کس لائق  
ہوں شاہ سے تو یہ باتیں ہو رہی تھیں لیکن مصور جو کند سے چھوٹا اور اس حال سے آگاہ ہوا کہ یہ عیار



بھگو کپڑ لایا ہر بس گولافولادی کے کر غضب تمام مارنے چلا شاہ جادوان نے اٹھکر ہاتھ کپڑ لیا اور کہا اسے  
 تابکار حرام نہ اوسے بھیجا میں تیرے ہاتھ سے جل چکا ہوں عیار اور ساحر تجھ کو کیسا کیسا ذلیل کرتے ہیں  
 تجھے شرم نہیں آئی کہ پہلے عیار تجھ سے تصور چھین لے گئے بہار نے دو مرتبہ دیوانہ بنایا وہاں تو نے کچھ غصہ  
 نہ جتایا یہ عیار جو مفید و بیدست و پابند خاکڑا ہی تو اس پر تو گولامار تا ہی جادو رہا و قرقساق حرامزادہ بیوی  
 مصور بادشاہ طلم کے بڑا بھلا کہنے سے اور گھڑکنے سے رونے لگا لیکن اس عرصہ میں حیرت رخصت ہو کر کمت  
 شکر جا چکی تھی ورنہ بادشاہ کو مانع ہوتی اکیلے میں شاہ جادوان بہت کچھ بکا جھکا جب مصور بہت رویا  
 اس وقت بادشاہ بھی خائف ہوا کہ یہ اولاد سامری ہر ایسا نہ ہو کہ میرے لیے بد دعا کرے اور تیرے ایمان میں  
 فرق آیا کہ تو نے مرشد زادے کو گالیاں دیں یہ سوچ کر اٹھا اور پاٹوں پر مصور کے سر رکھ دیا سنت پذیر ہوا  
 کہ میں نشہ شراب سے بخود تھا آپ میرے کہنے کو خاطر خاطر میں جگہ نہ دیکھے گا اور براہ کرم دعائیت بزرگانہ  
 خطا ہائے گزشتہ پر میری قلم عقوبت پھیرے گا غصہ میں انسان باؤلا ہوتا ہی میں نے بہت بڑا کیا جو آپ ایسے  
 بزرگ کی خدمت عالی میں گستاخانہ کلام کیے یہ کہہ کر خلعت گران مایہ و نادرنگا کر دیا اور رخصت کرنا چاہا  
 یہ حال دیکھ کر ضرغام نے کہا کہ ہٹ تیری نامنصفت بادشاہ کی ایسی ٹیسی حراسر اوسے نے پھر خلعت دیا تو  
 اپنے ہی گرد گھنٹال کو دیا اور ہم نے جو یہ محنت کی کہ عین وقت پر گرفتار کر لائے اور اگر پتلا نہ اس کو اٹھاتا  
 تو اب تک کب کے جہنم میں پہنچا چکے ہوتے تو اتنے بڑے کام پر ہمیں کچھ بھی نہ دیا واہ واہ کیا انصاف کیا  
 ہوا فراسیاب پہلے تریف ان عیاروں کی کر چکا تھا اور اس وقت اس کے نڈر ہو کر کلام کرنے پر پہنچا  
 اور ایک خلعت پر زرب طلب کر کے اس کو بھی دیا کہ بموجب مطلع خیال کیجئے کیا آج کام میں نے کیا چاہا  
 دی مجھے گالی سلام میں نے کیا بعد خلعت دینے کے پیچھے سوچو بلا کر حکم کیا کہ دریائے خون روان پاس  
 اس کو اس پار اتار دے اور سحر اپنا دفع کر دیا پیچھے لے کر اڑا اور پار دریا کے پہنچا گیا اُدھر مصور  
 بھی رخصت ہو کر چلا اور شکر میں آیا یہاں صورت نگار اس کی زوجہ نے جب ڈھونڈھا اور نہ پایا  
 تو خود فوج لے کر میدان جنگ میں گئی تھی اس ارادے سے کہ مہر خ نے میرے شوہر کو کپڑ والیا ہی اُسکو  
 چلکر قتل کروں ایک طرف سے حیرت سوار ہوئے کو تھی لیکن اس نے حال گم ہونے مصور کا شکر تامل کیا بلکہ  
 صورت نگار کو بھی منع کر ابھی کہ آج لڑائی موقوف رکھو اُس نے نہ مانا اور اپنی ذاتی فوج لے کر میدان میں  
 آئی بعد ترتیب صفوں شکر نقیب للکارے کر گیت پکارے کہ دلا اور دہمت نہ ہارنا دشمن کو سرکھ  
 ہو کر مارنا جب کر گیت بٹے بہادر مرنے پر ٹلگئے صورت نگار نے پیچ میدان میں آکر چیدھر دکھا کر  
 مبارز طلب کیا ہنوز کوئی اُسکے مقابلہ کو نہ آیا تھا کہ مصور آکر پہنچا اور ہر دو لشکر میدان میں صف آرا  
 دیکھ کر سمجھا کہ بی بی سری لڑنے کو آئی ہزار بسکہ یہ گالیاں کھائے ہوئے آیا ہر غصہ میں بھرا ہوا تھا آتے ہی  
 فرط غضب سے ایک گولہ اچھڑا پھار مہر خ پر مارا مہر خ گولا آتے دیکھ کر تحت پر سے بزدل سحر اڑ گئی گولا تخت



پڑا کہ وہ چور چور ہو گیا مہر خ نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک عقاب سفید زمین پر زرد غیرہ سے درست  
 اڑتا ہوا آیا یہ اُس پر سوار ہوئی اُس وقت مصور نے دوسرا نارنج مارا ملکہ سرخ ہو گئی کہ ایسا نہ ہو مہر خ  
 زخمی ہو جائے اس سبب سے سینہ سپر کر کے سامنے آگئی نارنج آکر اس کی ران پر لگا کہ حیران ہوئی اور زخمی ہو کر  
 پھری اس کا ہٹنا تھا کہ صورت نکار نے ایک تیرا تین مہر خ پر مارا اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک  
 پتلہ قزولی لیے ہوئے پیدا ہوا اور وہ تیرا اُس نے کاٹ دیا پھر اُس نے بھی ایک تیرا شل شہاب ثاقب اس  
 زوجہ شیطان پر مارا اس نے ہر چند سحر پڑھا مگر تیر نہ پھرا آخر وہ اپنے طاؤس پر سے اڑ گئی اور تیرا کر طاؤس  
 پر پڑا کہ طاؤس اس بان طاؤس آتش بازی جاکر خاک ہوا دوبارہ مہر خ نے اُس کو اڑتے ہوئے بروئے ہوا  
 جو پایا ایک ناریل ایسا مارا کہ وہ گولے کی طرح چلا صورت نکار نے ناریل دیکھ کر دستک دی کہ ایک  
 سحر کی سپر سامنے آگئی مگر وہ ناریل سپر کو توڑ گیا اور اُس کے سر پر جا کر لگا اُس نے بہت جلد رو کر پڑھا نہیں  
 کا سہ سر ترش جاتا اُس پر بھی ایسی ضرب لگی کہ سر پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہو کر گرنے لگی ملازمون نے جلد رو کر  
 کر ہوا اور پر سحر کے ڈالا اور خیمہ کی طرف لے گئے مصور نے جو بی بی کا یہ حال دیکھا تلوار سحر کی کھینچ کر شکار مہر خ  
 پر جا پڑا دو دریائے لشکر موج مار کر چلے فلک چکرا یا طبقات ارض پھراے سحر کی بجلی چمکی بادل گھراے شور شور  
 قیامت خیز بلند ہوا طنبور و نفیر سحر و جلاجل و نقار ہائے جنگی گڑ گڑاے ہنوز نوبت بزد و کشت نہ ہوئی تھی کہ  
 خیمہ میں جا کر صورت نکار ہوشیار ہوئی پوچھا کہ نبیرہ سامری کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ لڑ رہے  
 ہیں یہ سنتے ہی وہ چیخنے لگی کہ جلد اُن کو ملادو نہیں تو میں جان دوں گی کیونکہ مجھ کو ان کا اکیلے لڑنا گوارہ  
 نہیں دوبار زک پا چکے ہیں ملازم اُس کے غل مجانے سے دوڑے اور مصور پاس آکر کہا کہ حضور جلد چلے  
 ملکہ کے زخم کاری لگا ہر حال اُن کا بہت بُرا ہی یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور روتا ہوا طبل باز گشت  
 بجوا کر پھر گیا اور ادھر مہر خ بھی شادان و فرحان فوج لے کر پھری لشکر خیمہ گاہ میں آکر اتر مہر خ بارگاہ میں  
 آکر سر پر جہا تبانی پر بیٹھی سرخمو کی ران کا علاج ہونے لگا مرنیم سحر لگا گیا اُس وقت ضرغام بھی آیا اور  
 خلعت دکھا کر حال شاہ جادوان و مصور تمام دکمال بیان کیا سب اسکی دلیری پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے  
 بھی خلعت دیداد ان سے حال بارگاہ مصور دریافت کیے پھر روانہ ہوا یہ جب لشکر میں پہنچا دیکھا کہ  
 شہاب جادو فرستادہ حیرت برائے دریافت حال جنگ آیا تھا پھر اہوا جاتا ہی یہ بھی صورت  
 خد متکا شکی بنگرا اسی کے ملازمون میں ملکہ داخل بارگاہ حیرت ہوا شہاب نے حیرت سے عرض کیا کہ  
 مرشد زادے آئے اور بوجہ زخمی ہونے اپنی بی بی کے لڑنا موقوف کر کے داخل بارگاہ میں ملکہ شکر  
 خاموش ہو رہی لیکن مصور نے آکر بی بی سے پوچھا کہ مزاج کیسا ہے وہ اٹھ بیٹھی اور کہا مجھ کو بخاری  
 سلامتی درگاہ میں سب طرح اچھی ہوں یہ کہہ کر مرنیم سحر زخم پر لگایا اس نے کہا صاحب تم نے بڑا  
 میں کو لڑ رہا تھا حیلہ کو کے بلایا آج میں سب کا خاتمہ کروں تاخیر اب چلو ملکہ حیرت کی بارگاہ میں



ناع دیکھیں یہ کمر مع زوجہ سوار ہو کر بارگاہ حیرت میں آیا اور دنگل پر بیٹھا ساقیان سے لقا حاضر ہوئے تاج  
سائے ہونے لگا دور جام ارغوانی شروع ہوا جب دماغ بادہ تاب سے گرم ہوا اس نے حیرت سے کہا  
ملکہ مجھ کو شاہ جادوان نے پتلا بھیج کر مع عیار کے اٹھا منگایا تھا چنانچہ مجھ کو خلعت دیا اور سرفراز فرمایا اور  
عیار کو جو مجھے پکڑ لے گیا تھا خوب گالیاں دین اور زد و کوب کرایا اگر میں نہ بچاتا تو قتل کر ڈالتے میں نے  
عرض کیا کہ میں سب کو ہندو قتل کر دوں گا آپ چھوڑ دیجیے بادشاہ نے میری خاطر چھوڑ دیا از بسکہ ضرغام  
دہان موجود تھا اس نے اٹھایا اس کا سنکر کہا جھوٹے پر لعنت ابے گالیاں تجھ ایسے کھاتے ہیں دیکھ ہم کو  
یہ خلعت لے کر دہان سے آئے اور تو بیٹھا دیا کیا یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ بھاگے حیرت نے کہا مجھے قسم ہے کہ  
نہ بھاگتا مجھ سے سب حال کہتا جا یہ ٹھہر گیا اور جملہ کیفیت سائے آکر بیان کر کہ خلعت شاہ جادوان کا دیا  
ہوا دکھایا اس وقت مصور ایسا ذلیل ہوا کہ رونے لگا اور چاہا کہ ضرغام کو پکڑے مگر حیرت مانع ہوئی کہ  
جب شہنشاہ نے اس کو خلعت دیا اور تعرض نہ کیا تو مجھ کو ہونا لازم نہیں اور ضرغام کو اشارہ کیا کہ  
وہ جیت کر کے نکل گیا مصور نے کہا کہاں جائے گا آج عیار اور سردار حریت کو زندہ نہ رکھوں گا اگر ایک  
بھی بچ جائے تو اپنا نام نہ رکھوں یہ کمر فطرت سے اٹھا کہ پکڑے لاتا ہوں حیرت نے کہا آپ کو اختیار  
ہے ہم تو سمجھاتے سمجھاتے ٹھک گئے آپ نائیے تو کیا کیا جاسے صورت نکار نے کہا میں جانے نہ دوں گی  
اگر گئے تو جان دیدن کی اس نے کہا اے بی بی اگر اس وقت تم نے مجھ کو رد کا تو میں اپنے تئیں اور تھیں ہلاک  
کردن گا یہ کہہ کر روانہ ہوا زوجہ اس کی مجبور ہو کر رونے لگی آخر اور تو کچھ نہ بن آیا باہر نکلتے تھے بجا جانی کہ شکر  
میں مکرندی ہوئی یہ فوج لے کر چلی ادھر مصور پہلے ہی باہر آکر مرکب پر سوار ہو کر چلا تھا قریب لشکر ہرج پونچا  
ہر کاروں نے خبر ہرج کو پہونچائی کہ ضرغام کے ہاتھ سے ذلیل ہو کر نہایت غیظ و غضب مصور ادھر آتے  
ہرج نے یہ خبر سنکر جلد نفیر کو دم دیا فوج کا ہر سردار مسلح و مکمل ہوا پٹن اور رسالے درست ہونے لگے

کہ بہر جب

پوشید جوشن ہم لشکرش  
جہان شد ز لشکر چو دریاے نیل  
کہ اے نامداران و مردان مرد  
تن دشمنان جاے شدہن کنید  
ہم تیز کردہ بخون جنگ را  
ز تیرہ ہوا ہجید پشت پلنگ  
سرکوبہ پر ترک و جوشن شدست

چو برفاست آدے گوش از درش  
زدنایے روئین بر پشت پیل  
بگردان لشکرش آداتہ کرد  
ہمہ رزم را دل پر از کین کنید  
ہمہ ساختہ کینتہ و جنگ را  
شد از سم اسپان زمین سنگ رنگ  
اچہ گفتی ہوا کوہ آہن شدست

غرض کہ ادھر سے یہ پہونچی اور ادھر سے برسم بلغیر بارے محبت کے صورت نکار فوج سے ہوئے آئی







کیا کرینگے یہ نیل گاؤ اس طرح کا سحر ہی کہ اسی سے پچاسٹھ سال پہلے بادشاہ لشکر کچھ تو سمجھ کر ہوئی ہر ایسی ویسی  
 مٹوڑی ہی یہ سحر کسی سے نہ اترے گا مٹوڑے عرصہ میں میان تمھارے تھیں مارنے آئے ہوں گے شاہ جادو کا  
 کو جلد لکھ کر بھیجنا چاہیے وہ شاید دس کرین ورنہ اور کوئی نہیں کر سکتا میں اسی دن کے لیے سوچتی تھی اور منع کرتی  
 تھی صورت سنگار یہ نہیں سکر ورنے لگی اور حیرت نے سب حال مصور کے لڑنے کا اور نیل گاؤ کے  
 پیچھے جانے کا شاہ ساحران کو لکھ کر بھیجا پتلا سحر کا نام لے کر باغ سیب میں آیا بادشاہ طلسم تخت حکومت پر  
 جلوہ گر تھا کہ نامہ پہنچا نامہ پڑھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا ہاے یہ کائنات کے سحر ہمارے بتلاے ہوئے ہماری  
 ہی فوج پر ہوتے ہیں یہ افسوس کر کے باغبان وزیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے دستور دانا یہ سحر مرغ  
 کا وہ ہے کہ سارا عالم اگر دور کرے جب بھی دفع نہ ہو بلکہ میں خود جاؤں تو البتہ رداسکا ممکن ہے باغبان  
 یہ تقریر سکر عرض سیرا ہوا کہ حضور حکم دین کہ آپ کے عوض جا کر کام کروں افراسیاب نے کہا اس میں جان  
 کا خوف ہے اگر ذرا بھی کچھ فرق کر دے ہلاک ہو جاؤ گے وزیر نے عرض کیا میری مجال ہے جو خلافت حکم بادشاہی  
 محل میں لاؤں یہ عرض سنکر بادشاہ طلسم نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ زمین سے ایک پتلا کئی گز کا جسم  
 بحیم پیدا ہو کر سامنے آیا اور بادشاہ کو سلام کر کے پتھر بادشاہ نے کہا کہ اے ملازم سامری مجھ کو مٹوڑی  
 سی روئی اس طرح کی جو لباس جمشید یا سامری میں بھری گئی ہو اور خداوند نے وہ لباس پہنا ہو اس میں  
 کی چاہیے وہ پتلا ہنس اور گویا ہوا کہ اے شاہ تیرا ہی مرتبہ ایسا ہے کہ جو کچھ تو مانگے حاضر ہو سکتا ہے  
 یہ کہ کر غائب ہو گیا اور بعد لمحہ کے مٹوڑی سی روئی یہ ہے حاضر ہوا شاہ طلسم نے وہ روئی لے کر پہلے سر پر  
 رکھی آنکھوں سے لگائی پھر سحر ایسا پڑھا کہ وہ روئی ہاتھ پر سے اڑ کر سمت کوا گئی اور ابر بنکر تیار ہوئی  
 لکہ ابر سر پر بادشاہ کے اگر مثل جتیر پھرنے لگا بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اب تم جاؤ لکہ ابر ساتھ لو  
 اور جہان مصور ہو اس ابر سے حکم کرنا کہ اب چشمہ سامری برساوے یہ ابر بر سے گا سحر دفع ہو جائیگا  
 باغبان یہ حکم سکر اٹھا اور آداب بجا لاکر رخصت ہوا اپنے تخت پر سوار ہو کر چلا شاہ نے اس ابر  
 سے بھی حکم دیا کہ اس کے ساتھ جاؤ اور جو یہ کہے بجا لاؤ لکہ ابر سر پر باغبان کے اگر چھایا اور یہ روانہ  
 ہوا زوجہ اس کی ملکہ کلچین جادو اپنے باغ میں تھی اس نے شوہر کے جانے کی خبر سنکر ایک پتیلے کو  
 بھیجا کہ جانے اور وزیر مذکور کو یہاں بلالائے کہتا ایک بات سنتے جاؤ پتیلے راہ میں اس کو ملا اور سلام  
 کہا یہ اپنی زوجہ کے پاس آیا حال اس کے بلغ وغیرہ کا جلد اول میں بیان ہوا ہر غرض کہ بی بی نے اس کی  
 سمجھا یا کہ صاحب تم کو میں نے بارہا منع کیا ہے کہ اس لڑائی میں عیار ہر ایک کے مار ڈالے ہیں تم دخل نہ دو  
 مگر تم مانتے نہیں ہو مناسب ہے کہ اب بھی باز آدکسی بار عمر کے ہاتھ سے زک پاچکے ہو دیکھو منع کرنا  
 سیرا انور نہ پھتاؤ گے باغبان نے جواب دیا تمھارا کہنا سب صحیح ہے مگر نوکری کر کے انسان تا بعد اری  
 سے بچ نہیں سکتا مالک کے کام کو کہانتک نہ جائیگا فی الجملہ باغبان تو سبب سمجھانے اپنی زوجہ کے



عورت تک یہاں ٹھہرا اترا اس کو فہمائش کر کے روانہ ہوا مگر اتنے عرصے میں مصوٰر نیل گاؤ کے تعجب میں شکر سے بہت  
 دور نکل گیا اور ایک صحرا سے فرح افزا مین پہونچا کہ دامن دشت دامن گلچین گل دریا مین سے نظر آتا تھا  
 چشمہ حقیر ہر ایک بیسلس دریا لہرا تا تھا پھلا پہرون باقی تھا سہانہ وقت سایہ ڈھلا جانور وں کا بھور  
 بسیرالینا نہایت لطف دکھاتا تھا کہ لمولفہ

دشت رنگین ہر اچھا دیکھا	دامن کوہ پرنسز ادیکھا
چشمہ لہرار ہے تھے ایسے صاف	چشمہ ہر و ماہ سے شفاف
دامن دشت دامن گلچین	روس جہانان کی طرح سے رنگین
قیس کی روح نے بسایا تھا	رخ لیلے کا صاف نقشا تھا
سردالفت ہر اک بگولا تھا	آہ عاشق ہوا کا جھونکا تھا

مصوٰر اس جگہ سرور و شاد ہوا اور گاؤ بھی آہستہ آہستہ جلنے لگا غرض کہ گاؤ اس کو سر دکھاتا ہوا  
 ایک حصار کے قریب لایا اس صحرا میں وہ چار دیواری زمر و شکی بنی تھی کہ واقعی عروس بہار کی جملہ عورتیں  
 تھیں وہ گاؤ اس احاطہ میں چلا گیا یہ بھی اُس کے فراق میں اندر قدم زن ہوا یہاں چنستان پر بہار دکھاتا  
 سجان اشدر دل رہنواں سیر کو اس جگہ کی لہرا تا تھا سبزہ نوخیز وہاں کا سبز رنگان دہر کی موگن کو شرماتا  
 تھا آنکھیں نہایت سے بھکاتا تھا گلہائے سخن و نثر نازک بیدان گل رنگ کو بلکہ سیوتی سے رنگ کے  
 معشوق کو شرمندہ کرتے تھے بصد تھیل زیب وہ دسادہ گلشن تھے روشن پری آراستہ سر و شاد دل  
 نوجوان نو خواستہ ز گس وہاں بیمار نہ تھی تندرست تھی بل ہر شجر کی درست تھی لمولفہ

تھے زنگل سے سب درخت نہال	شاخ ہر ایک دان کی مالا مال
تھا کسی جا جو بھول ز گس کا	اس سے تھا چشم نظر کا پتا
عکس انگن تھے اس طرح اشجار	جیسے گلشن میں چھائے ابر بہار
لالہ سرخ تھا کسین بھولا	دراغ عاشق کے دل کا تھا نقشا
سجیل زبان شیفہ سر	بال بھراے تھا وہاں اکثر

سامنے چنستان کے بارہ دری عالیشان تھی اوج مراتب میں برتر از آسمان تھی سقف و ایوان پر گلے  
 مثل انجم ہر پیرین ہوا ہر کار روشن عجیب طرح کا جو بن اس مکان کو چار چاند کیا ہزار چاند لگے تھے  
 محراب درون کی ہلال آسا تھی دالان میں پردے پڑے تھے گوش محل کے پردوں کی شان رکھتے  
 تھے گلدن ان کا دصف سننے کو کان رکھتے تھے مصوٰر حیران لگا سر دیکھتا آگے بڑھا وہ گاؤ بھی رہی  
 کی طرف چلا اند سے پردے کے دو ہاتھ تیر و کمان ایسے نکلے اور سر سر کی آواز آئی تیر اس گاؤ پر اگر  
 پڑا کہ وہ گرا اور پانی ہو کر بہ گیا مصوٰر ان دونوں خیر نگارین کو دیکھ کر میتاب ہو گیا اور سوچا



اس پردے میں کوئی صیلا صید کن دہاے عشاق ناشاد ہر دل چھین لینے میں بہت طاق اور مشاق ہے یہ سوچ کر دل سر دست کھو بیٹھا ہوش و حواس سے باخود دھو بیٹھا پردے کے پاس آکر پکارا کہ مجھ سے جنگل نہیں ہر آنکھیں مجھ سے دوچار کیجیے + وادی دہین کے سیر شوکار کیجیے + ہاے او ظالم اظلم تو کون ہے کہ میں شکار کو آیا تھا میرے صید کو بھی شکار کیا اور میرے دل کو در پردہ تیر حفا کا نشانہ بنایا تیرے تیر کے سلف اپنا یہ حال ہوا ہر کہ قسود چاہتے ہیں نفس کو توڑ سارے موانست کو چھوڑ + پھر ہوں اسی طرف روان آتش و باد و آب و خاک + جب اس نے یہ کلام کیے اندر سے آواز آئی کہ مرد دنیا میں بیوفا ہوتے ہیں مطلب کے آشنا ہوتے ہیں اسی لیے ہم نے آبادی سے مخدوڑ اجنبیوں کو در جنگل ایسا مسکن بنایا

رشتہ الفت اہل عالم توڑا مصور نے یہ سکر کہا نظم

اس بندے کی چاہ دیکھیے گا	اور اس کا ہنس دیکھیے گا
میں کیسی نباہتا ہوں تم سے	انشار اشد دیکھیے گا
فوجین اشکون کی تل رہی ہیں	یہ حشمت و جہاہ دیکھیے گا

اس عریضہ ساز و اسے نیرنگ پر داز اجنبی محبوبی میں بھی آپ کی اطاعت سے مخدوڑ و ن کا کام عمر غلامی سے گردن نہ پھیرون گا یہ کلمات کہتا تھا کہ صدا آئی کہ بہتون کو غلام ہوتے دیکھا ہوا ایک تم بانی ہوا اچھا اندر آؤ تمھارا بھی عشق دیکھیں کیسا ہر مصور یہ سکر شاد شاد پردہ اٹھا کر اندر آیا پردہ کیا اٹھایا کہ پردہ نام و رنگ اٹھ گیا ایک آفتاب محشر کو کہ پردہ اہر میں چھپی ہوئی تھی واہ ری عریضہ ساز کہ ہزار ہا نیرنگیان جسکے ناخون پر لکھی تھیں کہ باخود کھاتے ہی کیا جاو گری کا کرتب یاد تھا کہ ایسے مکار کو دیوانہ کر دیا مصور کی آنکھ برق بجلی جمال سے خیرہ ہوئی واہ واہ زلف سیاہ کا قرین چشم آنے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ مہند و بر لب چشمہ شوخی اشنان کرنے آیا تھا نہیں نہیں آہوان ختن نے شمیم کا کل معشر کو سوکھنا چاہا تھا آنکھوں کے لال دورے برق پھر شرارت تھے نگاہ بجلی کی طرح کو بندھتی تھی صاعقہ کو سبزہ کی طرح روندتی تھی ہوشیار اس کے گلزار حسن کے گل تھے لب معجز نماز اکت میں گلبرگ جان بلب تھے لب نازک کے قرین خال تھا نہیں نہیں اشتیاق بوسہ شمیم ہوا تھا عشاق کا خیال تھا خضر کہ وہ جان جہان عشاق کی جان تھی نظم

آستین کو چہ ماہتاب نظر آتی تھی	اسکی سا کرد کے چکنے کی تھی یہ پھیلاوٹ
سینہ جون آئینہ شفاف شکم ایسا تھا	جس میں مچل کی شکن نمی سی پڑی تھری ہٹ
سبز سبز اس کے وہ سے ونگٹے یا وادی عمل	سیلی ایسی ہی ہوا ان جیسے کہ سنبھل کی لٹ
قمیے نور کی تھیں اسکی بچیں وہ دونوں	ہوا تھیں دیکھتے ہی در ہی کچھ لیا ہٹ
گزرک بادہ کشان رنگترے سے دونوں	دل یہ چاہے کہ اٹھیں وٹ کے نہ بھاگے چٹ



گدگدہٹ پہ اگر نات کی پڑ جائے نظر  
پس کف دست خیال اس سے وہن جائے لپٹ  
ہو یقین دلو کہ حسن کے دریا کا بھنور  
گھر کے ساری نئی اکت یہاں آئی ہر سمٹ

مصور اس کے حسن کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس آئینہ رونے لگا پڑ کے کہا کہ صاحب آئے ہو تو بیچ جاؤ یہ حکم  
پاکر بیچا اس نے جام بادہ گل رنگ لبریز کر کے کہا لیجیے یہ ساغر الفت ہر نوش کیجیے اور مجھ سے عہد و پیمان کیجیے  
قول قسم دیجیے کہ کبھی کسی اور سے دل نہ لگاؤں گا اور جو دیا کوئی آشناب میرے پاس ہوگی اس کا سر  
کاٹ لاؤں گا مصور نے وہ جام اس کے ہاتھ سے لیا اور کہا تجھ پر جب اپنی جان تیار ہو تو پھر اور کسی کی جان کیسا  
حقیقت رکھتی ہے جو رو کیا مردار ہے میں ابھی اس کا سر لا کر تیرے قدموں پر نثار کروں گا اور تمام عمر غلامی میں  
رہوں گا کہ بیت گردست و ہزار جانم در پاسے مبارکت فشاخم + یہ کہہ کر وہ جام پی گیا اور منہ بڑھایا  
کہ اب اپنے لب شکر بار کا بوسہ دے کہ بیت ازان لب جان مدہ کس را اگر خواہی کہ جان بخشی + مرا بارے  
کہ من جان دادہ ام عمرے برائے تو + اس تم نگار دلدار نے منہ ہٹا دیا اور کہا جب تم اپنی بی بی کا سر کاٹ لائے گے  
اس وقت اپنے مطلب دلی کو پہنچو گے شراب وصل سے سرشار ہو گے مصور یہ مژدہ جان بخش سکر اٹھا  
اور یہ کہتا چلا کہ ابیات

من باتو یکدم سخن و قوم من یکبیت  
انست قول من کہ شنیدی سخن یکبیت  
صد بار اگر تو شوکت خوبان شکست یافت  
خسر و ہزار خسر و لشکر شکن یکبیت

غرض کہ باہر آ کے مرکب پر سوار ہو کے برسم بلیغ لشکر میں آیا بی بی اس کی بارگاہ حیرت سے اکڑیے میں اپنے بھی تھی  
کہ یہ قریب خیمہ ٹھہرا اور دو چار کنیزیں ترکین جہنیں جو پہرے پر تھیں انھوں نے سلام کیا اس نے سلام کے  
عوض ان سے پوچھا کہ بالزادیو جلد بتلاؤ وہ قبحہ صورت نگار کہاں ہے کنیزیں یہ کلمہ سنا کر گھبرائیں اور کہا  
حضور آپ ملکہ عالم کی نسبت یہ کیا فرماتے ہیں اس نے کہا میں اس حرامزادی کا سر کاٹ لے جاؤں گا کہ  
معتشوق مجھ سے راضی ہو یہ کلام جو کنیزوں نے سنا گھبرا کر ایک اندر گئی اور بی بی سے کہا آپ بھی کیا کرتی  
ہیں میان پھر سڑی ہو کر آئے ہیں آپ کے مارنے کو کہتے ہیں صورت نگار تو حیرت سے سن چکی تھی کہ  
مصور سڑی ہو کر آئے گا یہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ یہ وہی معاملہ ہے پس بتایا کہ بارگاہ سے نکل کر بھاگی تھی نہ کیا  
کیونکہ جانتی ہے کہ شوہر میرا مجھ سے زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ مجھ کو ہلاک کرے غرض کہ اس کو بھاگتے شوہر نے  
اسکے دیکھا اور پکارا کہ اوفاحشہ بیوا کھڑی تو رہ کہاں مجھ سے بچ کر جائے گی یہ کہہ کر تجھے دوڑا صورت نگار  
سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگی افسران لشکر نے جو یہ حال دیکھا چاہا کہ روکیں مگر باہم کہا کہ میان بی بی کے مقدمہ میں  
دخل نہ دینا چاہیے یہ سوچ کر سب رُکے اور یہ تجھے پورا کی طرح اس کے چلا آخر یہ مرد وہ عورت قریب پہنچ گیا  
اس وقت صورت نگار دہشت جان سے گر پڑی اور پیشوا زالت گئی بنداز ٹوٹ گیا کنیزیں پروانہ پڑ  
اس شمع انجمن ساحری پیا گرین اور پیشوا زبردست کی دیکھا تو اس کا پیشاب خطا ہو گیا ہر اسی طرح



نوندین پیشاب کی ٹپکتی ہوئی کنیزین اُس کو اٹھا کر لے بھاگین مصور نے بڑھ کر دو ایک کو زخمی کیا نونڈیان برا  
 بھلا کستی ہوئی بھاگین کہ یہ ہوا آپ سے گذر گیا ہی نگوڑ مارے کو بڑھا پے مین چھوڑا چھاپا گھڑی گھڑی سحر کی  
 پتلیوں پر عاشق ہوا تا ہی ایک بولی کہ اس بوکت ہاے داسے کر نام عاشقی کا بھڑنا چھوٹے منہ نہیں اچھا لگتا  
 دوسری بولی کہ نگوڑ مارے سے لڑنے کو کس نے کہا تھا کہ وہاں دمبدم جاتا ہی اور سڑی ہو کر آتا ہے  
 تیسری بولی قربان ایسے لڑنے کے جب پھرے تو گھڑی والوں پر جوتا تیز کیا مہرخ اور بہار کے سلسلے  
 نانی مرتی ہی وہاں سواے ہاتھ باندھنے کے اور کچھ نہیں ہوتا ہی غرض کہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہی یہ ہر ایک کو  
 سگ دیوانہ کی طرح مار تا پھر تا ہی لوگ بھاگتے پھرتے مین لشکر مین کمر بند ہی ہوئی ہی کہ مین ضرر نہ ہو نچاے جو  
 کوئی ادھر سے نکلتا ہی لوگ منع کرتے ہیں کہ ادھر نہ جاؤ ایک سڑی آتا ہی دور دور سے لوگ ڈھیلے اور پتھر  
 مار تے ہیں نونڈے ایک طرف تالیان دے رہے ہیں لوہو ہی دھتا ہی کا شور بلند ہی جب یہ آگے بڑھتا ہی لوگ  
 ساتھ ہوتے ہیں لڑکے کہتے ہیں جاتا ہی لینا جاتا ہی جب پیچھے پھرتا ہی سب بھاگتے ہیں جب اُس کے کوئی  
 ڈھیل لگتا ہی یہ کہتا ہی سمیت زخم پر چھڑکین نہ کیوں طفلان بے پردانک ہ کیا مزا ہوتا اگر تھیر مین ہی ہوتا نکٹ  
 حیرت نے جو یہ غلط سنا پوچھا کہ یہ کیا غل ہی ہنوز کوئی خبر نہ لایا تھا کہ کنیزین صورت نگار کو پیشاب مین  
 لت پت لیے ہوے ہو نچین حیرت نے دیکھا کہ سب بدحواس اور صورت نگار کا پا بجاسہ نات سے یہ  
 اتر ا ہوا ڈو پٹہ کہین محرم کہین کچھ عجیب عالم ہی اس نے پوچھا کہ کیا ہوا سب ہی کہتی ہیں کہ وہ آگیا کوئی یہ  
 نہیں کہتا کہ مصور آگیا اور ہوش مین آکر صورت نگار تخت کے نیچے چھپ رہی اور حیرت باہر نکلائی  
 اڑکون اور لشکریوں کو روکا اور آپ قریب آئی کہا اے مرشد زادے آپ کس کو مار تے پھرتے ہیں اس نے  
 بغور صورت دیکھ کر حیرت کو پہچانا اور کہا اے ملکہ مین اُس قبحہ صورت نگار کو ڈھونڈھتا ہوں حیرت  
 نے کہا آئیے مین آپ کا اُس کا سنا کر دوں مصور اُس کے ساتھ بارگاہ مین آیا اور کرسی پر بیٹھا مگر نہایت مضطرب  
 ہے کہ بی بی کو کسی طرح پاؤں تو سر کاٹ کر مشوقہ پاس لیجاؤں پس لمحہ بہ لمحہ کرسی سے اٹھتا ہی حیرت روکتی ہے  
 کہ صاحب ٹھہرو مین نے لوگ گرفتار کرنے کو بھیجے ہیں وہ آیا جاہتی ہی یہ کہہ کر دکتی ہی اور سرٹھہ بڑھ کر کھڑکی  
 جاتی ہی کچھ نہیں ہوتا ہی اور عیار وں نے یہ سب خبر مین مہرخ سے کہی ہیں وہاں سب بیٹھے قہقہے لگا رہے  
 ہیں تعریف ہو رہی ہی کہ اے ملکہ سجان اللہ کیا سحر کیا ہی مہرخ کہہ ہی کہ اس سحر کا لطف جب ہی کہ روئی  
 لباس سامری کی بادشاہ طلسم کو نئے ملے اور وہ بھر دوا بھی عاجز آئے فی الجملہ مصور پھر گھبرا کر اٹھا اور کہا  
 ملکہ جلد بلو ائیے اس مالزادی کو کہ کہین سرکاٹ کر اپنی مشوقہ پاس لے جاؤں حیرت نے کہا اچھا بلواتی ہوں  
 لیکن اُس کے مارنے سے کیا حاصل ہی اس نے کہا اس میوا کے چینے مین کھٹکا رہے گا اور دوسرے  
 ہر ایش محبوبہ سے ناچار ہوں کہ اس نے سراٹھا ہی حیرت نے کہا مین بغیر قتل صورت نگار بخاری  
 مشوقہ کو بلو اے دیتی ہوں اور جاہا کہ کسی زن حسینہ کو بلو کر اسکا دل اس کی طرف مخاطب کر دوں



لیکن اُس نے کہا کہ میں بغیر قتل کیے اپنی زوجہ کے باز نہ آؤں گا افسوس کہ معشوقہ کبھی نہ کبھی ایک ادنیٰ کنیز کے  
 کا سرانگے اور عاشق سے فراموش پوری نہ ہو سکے یہ کلمات سن کر صورت نگار کا زیر تخت یہ حال ہوا کہ  
 حقیر کا اپنے لگی لیکن اور دلگی سننے کے عیار بعد خبر دینے اپنی مالکہ کے پھر اس کا تماشہ دیکھنے آئے تھے ان میں سے  
 برق بصورت جو بدار بہان کھڑا تھا اور صرصر بھی حاضر تھی اس نے صرصر کے بازو میں چٹکی لی جب اس نے  
 پھر کر دیکھا اس نے چپکے سے کہا کیوں استانی کبھی تم نے طلسم میں ایسی لڑائی بھی دیکھی تھی یہ سچ بھی کرتے کسی کو سنا تھا  
 صرصر نے یہ سن کر اس کو پہچانا اور خیر کھینچا برق نے جو مڑھا کھڑا تھا اُس کا بازو دیکھ کر سامنے کر دیا اور بچا لاک  
 آپ اُس کے پیچھے ہو گیا خیر مردھے پر پڑا کہ وہ نہ خفی ہو کر گرا اور سب مرد ہوں وغیرہ نے غل مجایا کہ ارے لینا  
 یہ عیار ہی اس نے مارا ہی باہر کے ساحر یہ سمجھ کر دوڑے کہ شاید مصویر بار رہا ہی اور صرصر سمجھی کہ اس وقت  
 عیار کے دھوکے میں تو پٹ جائے گی نکلی پھر چلی آتا یہ سمجھ کر حیرت کر کے بھاگی حیرت کو یقین کامل ہوا کہ یہ عیار  
 بشکل صرصر تھا پس اس نے سچ کیا کہ صرصر باہر جا کر ٹھہر گئی اُدھر سے جو ساحر دوڑے تھے وہ پکڑ کر اندر  
 لائے حیرت نے حکم دیا کہ مار پڑے مردھے اور جو بدار وغیرہ مارنے لگے ہر خید یہ کہتی ہے کہ میں صرصر ہوں  
 عیار وہ جو بدار بنا ہوا کھڑا ہی مردھے کہتے ہیں کہ دیکھیے ہاں بھائی کو عیار تہا تا ہی اور آپ بچنا چاہتا ہے  
 یہ کہتے ہیں اور مار رہے ہیں اس وقت عیار بچیاں صبار رفتار وغیرہ چاروں آگئیں اور بسبب ساٹھ رہنے کے  
 انھوں نے صرصر کو پہچانا اور حقہ ہاں نفی مرد ہوں پر مارے کہ بارگاہ میں دھوان بیہوشی کا بلند  
 ہوا حیرت گھبرا کر بزور سحر اڑ گئی کہ معلوم ہوتا ہی اور بہت سے عیار آگئے ہیں برق نے اس اندھیرے  
 میں دو ایک ساحروں کو مارا غل اُن کے مرنے کا بلند ہوا اب تو لشکر بھی دوڑے اور مصویر نے اٹھ کر مارتا  
 شروع کیا ترسول ہنسل تیغ سحر چلنے لگا اب عیار بچیاں صرصر کو لے کر محل گئیں اور برق بھی کنارے  
 ہوا لیکن بیان ہر ایک کی زبان پر نعرہ بلند ہی کہ لینا مارنا جانے نہ پائے جو آتا ہی وہ ہی کہتا ہی کچھ سرو پاؤں  
 نہیں کہ کس کو ماریں بعض لوگ بھاگے جاتے ہیں دکانیں لشکر کی بند ہوئی ہیں جو کوئی پوچھتا ہی کہ کیا ناچار ہی  
 کہتے ہیں کہ وہ آگے اسی ہنگامہ میں حیرت نے بندی پر سے دیکھا کہ عیار کوئی نظر نہیں آتا سمجھی کہ سب بھگتے  
 اس نے سچ پڑھا کہ وہ ہنگامہ ہٹا یعنی لشکر لڑنے سے ختم گئے لیکن مصویر بہت اس مثل کے کہ دیوانہ  
 رہا ہوے بس است نہیں کہتا ہی حیرت جلد اس کے پاس آئی اور کہا کہ تمھاری بی بی کے سر کٹنے میں یہ  
 ہنگامہ ہوا ہی حلو سر اُس کا آیا ہی یہ شکر وہ ساٹھ ہوا اور ملکہ نے کہا جلد منادی کر دو لشکر میں امان ہوئی  
 عیار بچیاں بھی بارگاہ میں آئیں ملکہ نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا تھا انھوں نے کہا کہ اس طرح عیار نے وقت خجورنی  
 مردھے کو سامنے کر دیا تھا یہ کہہ کر ادھر ادھر دیکھا برق پھر صورت بدل کر آکھڑا ہوا تھا اُس پر صرصر کی نگاہ  
 پڑی کہا دیکھیے یہی ہوا تھا برق یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ہم ہر دو چار کو مارنے آئے تھے حیرت دنگ ہو گئی اور  
 کہا دیکھیے سامری ان موزیوں کے ہاتھ سے کب نجات دیتے ہیں یہ کہہ کر مصویر کی دجوتی میں مصروف ہوئی



اور برقی نے جا کر حال سارے ہنگامہ کا سرخ سے بیان کیا یہاں تو یہ حال ہر لکیر دھڑ باغبان جب  
 اپنی زوجہ کو سمجھا کر روانہ ہوا اور دریا سے سحر کے پلا تر اور چوتپہ کہ بادشاہ طلسم نے دیا تھا اسی سمت چلا اور احاطہ  
 سحر کے قریب پہونچ کر تخت سے اتر کر اندر گیا جب چہستان میں پہونچا پر دے کے اندر سے آواز آئی کہ کون  
 آتا ہے اگر مصور ہے تو ہمارا عاشق ہے اسے اور جو کوئی اور ہے تو میں تیرے نشانہ اجل کرتی ہوں یہ کہہ کر  
 تیرا کمان پردے کے باہر نکالا باغبان سمجھا کہ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں اور تجھ کو شاہ جادوان نے  
 جو کچھ سمجھا دیا ہے وہ کرنا چاہیے خلاف اس کے کرنا خطا پانا ہے یہ سمجھ کر حلد و بان سے پھرا اور لکڑا براز سبک اس کے سر  
 پر سایہ لگن تھا اس سبب سے اس باغ سحر سے نکل آیا نہیں تو باہر آنا ممکن نہ تھا اور بتلاش مصور لشکر حسرت  
 میں آیا کیونکہ پردے سے صد اس چکا تھا کہ مصور عاشق ہمارا ہے سمجھا کہ وہ دیوانہ ہو کر لشکر میں گیا ہو گا کی بجائے  
 اس وقت یہ آکر پہونچا کہ یہاں وہ ہنگامہ سٹ چکا ہے سب بیٹھے ہیں کہ اس کے آنے کی خبر لشکر ملک حسرت  
 نے پیشوا کی کو لوگ بھیجے اس نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور نذر دی پاپیہ چارم تخت پر جگہ بیٹھنے کو ملی اور حسرت  
 نے اس وقت ایک ساغر آب پر سحر دم کر کے مصور کو دیا کہ پیچھے اس نے وہ پانی لے کر پھینک دیا اور کہا  
 اے ملکہ خاک اس شخص کے سر پر جو معشوقہ سے وعدہ کرے کہ میں کسی کے ہاتھ سے شراب کا جام نہ پیوں گا  
 اور پھر ساغر لے کر غیر سے پیے بڑے انوس کی بات ہے کہ فردے خواہم دیکھ کہ چیز یا رہنا شدہ من باشم و  
 دے یا شدہ و اغیار نہ باشد یہ کلمات سن کر باغبان نے کہا کہ اے مرشد زادے مجھ کو بادشاہ طلسم نے  
 بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم کو ساتھ لیا کر بھاری معشوقہ کو تم سے راضی کرادون تم جانتے ہو کہ شاہ جادوان کے  
 قبضہ میں جو کچھ طلسم میں ہر سب سے میں جب اس کو فرمان بادشاہی سناؤں گا وہ تم سے ضرور راضی ہوگی یہ  
 کہہ کر اٹھ کر آؤ گیلو مصور سمجھا کہ صورت نکار تو ملتی ہی نہیں پھر اس کے ساتھ چلو شاید  
 مطلب نکل آوے یہ سوچ کر بموجب مثل (دیوانہ بکار خوش ہشیار) اس کے ساتھ ہو لیا باغبان تخت  
 سحر پر بٹھا کر بہلاتا ہوا کہ ابھی تم اس کے وصل سے کامیاب ہو گے تسکین دیتا ہوا قریب حصار لایا اور تخت  
 اتر کر کہا کہ اے مرشد زادے میں بغیر حکم بھاری معشوقہ کے اندر نہیں جاسکتا ایسا نہ ہو کہ تم سے بھی  
 مارا مض ہو اس سے بہتر ہے کہ تم اندر جاؤ اور جب وہ کہے کہ سر لائے تو کہنا کہ بان دروازے پر سردی  
 لیے کھڑا ہے چلو دیکھو اور سیچمن بھی کر دیں اس حیلے سے اسکو یہاں بلا لاؤ تو میں حکم بادشاہ اس کو سنا کر  
 راضی کر دوں کہ پھر تمام عمر اس کے پاس رہو اور تم کو وہ کبھی جدا نہ کرے مصور کو یہ بات پسند آئی اور اندر  
 گیا اس پر پی نے پکارا کون آتا ہے اس نے نام بتایا اس نے پردہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھنے مسکرا کر پوچھا  
 کہ کو ہاری فرمائش لائے یا خالی ہاتھ پھر آئے اس نے کہا بھلا میری کیا مجال ہے جو خلاف حکم آپ کے عمل میں  
 لاؤں گیا اور لایا وہ قحبہ بھاگ گئی تھی اس سبب سے اس کے ڈھونڈنے میں عرصہ ہوا جب ملی تو سرکاٹ کر  
 لایا اس نے کہا تو پھر لاؤ کہاں ہے اس نے کہا کہ میرا ملازم دروازے پر لیے کھڑا ہے وہیں جا کر دیکھ لیجیے



اور انکھیں تلودن سے اپنے ملا گلگشت چمن کیجیے یہ سنکر وہ سراپا ناز بعد انداز پردہ اٹھا کر محل آئی اور اسکا ہاتھ آکر پکڑ لیا گلے میں باہین ڈال کر سمت دروازہ چلی باغبان نے دروازہ سے جھانک کر اس کو آتے دیکھ کر لکھ ابر کو حکم دیا اب چشمہ سامری برسا دے لبر لگڑا کر چمن پر بچھا یا اور ایسا چھینٹا زور سے پڑا کہ وہ ناز میں بھاگ کر بارہ دری کی طرف چلی تھی راستے ہی میں خرابوڑ ہو گئی اور مصور سے پھر کہا اور ظالم تو نے دغا کی یہ کہہ کر جو گری کاغذ کی طرح گل گئی اور پانی موصلا دھار پڑنے لگا دیوار ہلے حصار و چمنستان دوبارہ درہنہ غیرہ بالو کی دیواروں کی طرح بہہ کر ناپید ہو گئیں مصور پہلے تو چشمہ عبرت کھڑا ہوا یہ حال دیکھا کیا اور ردیا کیا کہ یہ مکان سرا بگاہ ناپا یادار میں حباب کی طرح تھا افسوس یہ کیسا میخبر برسا کون عاشق اس طرح پھوٹ کر رولا جسکی آہ سرد ہوا نیکر ایسے ابر کو گھیر لائی جس نے یہ آفت ڈھائی غرض کہ جب وہ جگہ مع اس معشوق رعنا کے برابر پہنچئی اور بگاہ دور اندیش کے سامنے سے وہ دھوکے کی ٹٹی ہٹی یہ بھی بہوش ہو گیا باغبان نے اس کو آکر اٹھایا جب اسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ پانی ٹھم گیا ہے اور میں ایک صحرا سے لقمہ دق میں ہمراہ باغبان کھڑا ہوں یہ حال دیکھ کر مستفسر حال ہوا باغبان نے از ابتدا تا اتہا کیفیت اس کے مسخ ہونے کی بیان کی اور کہا اس جگہ کی زمین دیکھو اس نے جو سمت زمین دیکھا معلوم ہوا کہ ایک گھروند الکبرون کا بنا ہے اس میں سینہ در سے درختوں کے نقش بنے ہیں اور ایک تصویر گاؤں اور پتلی کی بنی ہے اس نے کہا یہی گھروند باغ مجھ کو معلوم ہوتا تھا اور اسی تصویر پر میں عاشق تھا وزیر نے کہا اے مرشد زادے یہ سحر ایسا تھا کہ نغاہ تک اس سے عاجز تھے سامری نے تمہیں بچایا اب چلو شاہ تمہیں یاد کرتے ہیں کہا میں بوجہ ندامت کے شہنشاہ کے سامنے نہ جاؤں گا مجھ کو لشکر میں لے چلو تاکہ اپنی بی بی سے صفائی کر لوں۔ باغبان اس کو لے کر چلا اور لشکر میں آیا لشکر یوں نے جا کر حیرت سے بیان کیا کہ مصور اتے ہیں صورت نگار بعد اس کے جانے کے تخت کے نیچے سے نکلی تھی اب آتے جو سنا پھر تخت کے نیچے چھپ رہی اور کنیزیں بھاگئیں مگر باغبان اس کو لے کر بارگاہ میں اتر اس نے ملکہ حیرت کو سلام کیا اور اتر کر بیٹھا ہوش کی باتیں کیں سب خوش ہوئے صورت نگار بھی تخت کے نیچے سے نکلی مصور نے اس کے روبرو ہاتھ باندھے کہ اے بی بی تو میری خطا کو معاف کر میں نے بوجہ تجھے گالیان دین اور قتل کا درپے ہوا صورت نگار نے کہا میں اسی دن کے لیے منع کرتی تھی لاپ نے نہ مانا اب یہ ذلت پر ذات اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اب ہاتھ ناندھنا اپنا رہتے دو میں درگزر ہی ایسے ملاپ سے اگر یہ عہد کرو کہ میں اکیلا لوٹنے نہ جاؤں گا تو البتہ میں ملتی ہوں اس نے کہا اے ملکہ ابھی تو بیشک لڑنے نہ جاؤں گا لیکن ایک سحر میرے باپ نے اپنے باپ سے یعنی سامری سے یاد کیا تھا اور وہ مجھ کو بتلایا ہے اس سحر کو میں تیار کر لوں تو ان ذلتوں کا بدلہ لاؤں گا غرض کہ یہ عہد و پیمان کر کے سب داد عشرت دینے میں مصروف ہوئے شرابخواری کرنے لگے اور ہلکار دن نے یہ سب خبریں جا کر ملکہ سرخ سے عرض کیں کہ اس طرح



باغبان نے اگر حراتار دیا مصورا چھا ہو کر آیا ہر ناچ ہو رہا ہے آج باغبان وزیر کی دعوت پر تیاری ہو رہی ہے یہ خبر سنکر ہرج نے کہا خیر خدا مالک ہم معلوم ہوتا ہے کہ پیہ لباس سامری شاہ طلسم کو دستیاب ہو گیا جب ہی پیہ بغفلت مصور کے گوش ہوش سے نکلا یہ کلمات سنکر برق عیار کہ جو اس وقت موجود تھا اپنی جگہ سے اٹھ کر سامنے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ جب آپ سے اور بہار سے مشورہ مصور کے دیوانہ کرنے کی نسبت ہوا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ دوبار آپ لوگ اس کو سڑی کیجیے گا تو ہم بھی کچھ نہ کچھ سزا دیں گے اب بموجب اس قول کے نوبت تو گذشت نوبت مار سید ہمارا حصہ اس وزیر باغبان کو زک دینے کا ہے اور انشاء اللہ مع حیرت و مصور وغیرہ جتنے یہ ساحر ہیں سیکو اگر آج ذلیل نہ کیا تو ایسا نام نہ رکھا کیونکہ یہ وزیر سخاوت کے ہاتھ سے کئی بار ذلت اٹھا چکا ہے مگر باز نہ آیا آج ایسا اسکو ذلیل کون کہہ بھی حرامزادہ ادھر رخ نہ کرے ہرج نے جواب دیا کہ الحق آپ ایسے ہی ہیں اور ہم سب نے آپ ہی لوگوں کی بدولت بعنایت خدا آج تک فتح پائی ہے اب کیا ضرور ہے کہ آپ تکلیف کریں اگر وزیر رٹے گا تو دیکھ لیا جائے گا ابھی چھیرنا مناسب نہیں کیونکہ خواجہ سلامت نہیں ہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ تیج پڑ جائے باغبان زبردست بہت ہی برق نے کہا اے ملکہ خداے تعالیٰ ہمارا قادر و توانا ہے اگر اس وزیر کو سزا نہ ملے گی جسارت بہ جنگ و جدل کرے گا اور چھڑاؤں نے آپ ہی کی قول و اقرار جو استاد سے ہوئے تھے وہ سب بھول گیا انشاء اللہ العزیز میں اس کو قرار واقعی سزا دیدن کا اور علاوہ برین قول مردان دانہ آپ لوگوں کی باری ہو چکی اب ہماری باری ہے یہ لکھ بارگاہ سے ٹھکرے دانہ ہوا اور از بسکہ سردر بار یہ گفتگو ہوئی تھی ہر کار دن نے لشکر حیرت کے جا کر سارا ماجرا حیرت سے بیان کیا کہ اس طرح عیار نے دعویٰ کیا ہے باغبان نے کہا عیار دن کی موت آئی ہے حیرت نے کہا راستہ بند کر دینا چاہیے باغبان نے کہا راہ بند کرنے میں معلوم ہو گا کہ ڈر گئے آپ آئے تو دیکھیں آئیں اپنے پاؤں سے لیکن جائینگے کس کے پاؤں سے یہ کہہ چپ ہوا اور حیرت نے حکم مٹن کا دیا ہے کہ آج کی ات لے وزیر تھاری دعوت ہو کر کل جانا اس نے بھی منظور کیا ہے اسی وقت سے روشنی کی تیاری لشکر میں ہوئی ہے جھیاڑ سو سو کنول کا سر ملہند فرشی دور وہ یہ سڑک کنارے سے استادہ ہیں پردے اور سراجوں بارگاہ شاہی کو اٹھوایا اس اثنائ میں دن تمام ہوا اور دشت عالم میں غیمہ ظلام ہوا عیار عالم آئے گوے آفتاب عالم تاب کو بہان عیار ان کیسے مغرب میں رکھا اور حقہ ہاے انجسم کو میدان چرخ چھینکا کہ بقیہ قصائے نظم

زمین اس وقت لگتی یوں بھلی تھی	کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تھی
درختوں کو دہان مہ کی ضیائے	دیے تھے ہادلے کے شامیائے
شام بھی تمام امرا و زرا افسر لشکر بارگاہ حیرت میں آکر کر سہاے پر زہر پر تمکن ہوئے ساقیان ہنریار	



جام بادہ احمد دینے لگے پری چہرگان یاہمن پیکر سامنے رقص کرنے لگیں گلبانگ عشرت بلند تھی یہ قصہ ستانہ  
اداون کا دور ساغر و پیانہ ہوش رباون کا اہل انجمن کو لا عقل بنائے تھا چاندنی رات کا عالم مشک و یونانی  
وصوم شمعون پر جیسے پردانوں کا ہجوم یہ کیفیت تھی کہ بیت بھلکے نہ تھے ہاتھ میں جام مے + دہن بادہ  
خواروں کے تھے ہنس رہے یہاں تو یہ حال ہو مگر برق جو روانہ ہوا تھا پہلے صحرا میں آیا زبیل عیاری  
کی بجائی قرآن آواز پر اپنی جگہ سے اس کے پاس آیا اس نے اپنے ارادے سے اُس کو مطلع کیا اور کچھ بیان  
قرآن نے اس کو تعلیم کیں کہ تم جادو میں اس صورت سے یہاں بہاڑ پر بیٹھا ہوں جو کچھ کہ قرآن نے بتایا ہے  
حال اُس کا آگے بیان ہوگا غرض کہ برق بوجہ ہدایت قرآن روانہ ہوا اور صورت ایک خدمتگار کی ایسی  
بنکر اسی جلسہ دعوت کی طرف چلا وہاں حیرت نے خبر دعوت عیاران سکر صرصر وغیرہ عیار بچوں کو  
بنابر احتیاط نگہبانی کا حکم بلغ دیا ہر عیار بچیان ہر طرف بہ ہوشیاری بھر رہی ہیں جب برق وہاں پہونچا  
گھات میں ہوا کہ اپنا کام کر دن لیکن صرصر کی نگاہ اس پر پڑی اُس نے پہچان کر ڈانٹا کہ سوے تو کیوں  
یہاں آیا برق نے کہا اور بھی کچھ کام ہر سو اے مار پیٹ کے باغبان کو مارنے آئے ہیں صرصر نے کہا  
رہ تو جامونڈی کاٹے ابھی کپڑو اے دیتی ہوں اور حیرت سے کہنے چلی برق بارگاہ سے جلد نکل گیا  
اور اس نے جا کر حیرت سے کہا کہ برق آیا ہے حیرت نے اپنے ہاتھ سے ایک انگوٹھی اتار کر پھینکی کہ  
اے انگوٹھی اس بارگاہ میں جہاں کہیں عیار ہو گرفتار کر لا انگشتی ایک طوق آہنی بنکر چار طرف پھری  
مگر برق تو پہنے ہی جا چکا تھا کہیں نہ ملا انگشتی پھر آئی اور پھر انگوٹھی ہو گئی ملکہ نے اٹھا کر ہین لی اور  
باغبان سے کہا کہ میں راہ یہاں آنے کی بند کیے دیتی ہوں عیار ابھی یہاں آیا تھا کیا فائدہ جو اس نے  
صحت کو پریشان کیا باغبان نے عرض کیا کہ آپ مالک میں جو چاہے لیجئے لیکن وہ آیا تھا تو آپ نے مجھے  
نہ کہا میں گرفتار کر لیتا اور اب کی آنے دیجئے پھر جو مجھ سے گرفتار نہ ہو سکے تو راہ بند کیجئے گا حیرت  
چپ ہو رہی لیکن برق اسی واسطے پہلے اس طرح آیا تھا کہ کوئی مجھ کو دیکھ لے اور ساحرون کو میرے  
آنے کی خبر ہو جاوے کیونکہ ظاہر کرنے میں اس کا ایک مطلب ہے جس کا حال اب بیان ہوتا ہے چنانچہ  
برق جو بارگاہ سے سیاہہ دکھا کر آیا جس صورت پر کہ بنا ہوا تھا اس کو دوسری ہئیت پر تبدیل کر کے  
جب دو چار آدمیوں کو اندر جاتے دیکھا انھیں میں لکر چلا اور اندر آکر آدمیوں ملازموں کے پیچھے پیچھے  
اپنے تین پوشیدہ کیے اُن خدمتگاروں کی پشت پر پہونچا جو باغبان اور ملکہ کی پشت پر کھڑے  
رومال جھلتے ہیں اب سامنے بیٹھنے والے بسبب کثرت ملازمان اس کو نہیں دیکھ سکتے اور پشت  
بوجہ دیکھنے ملکہ کے کوئی دھڑ سے اندر آتا نہیں اور برق باطمینان کھڑا رہا اور جب رقاہہ گاتی ہوئی قریب  
باغبان آکر دامن تمام کر طالب انعام ہوئی اُس وقت سب کی نگاہ جانب رقاہہ باغبان تھی  
کوئی کسی طرف سوجہ نہ تھا انھیں کو دیکھ کر سب ہنس رہے تھے برق نے قابو پا کر ایک خدمت گار کی



بغل کے نیچے سے ہاتھ نکال کر ایک رقعہ بخت طلسم لکھا ہوا اور اس پر مہر افراسیاب کی کی ہوئی گود میں باغبان کے ڈال دیا کسی کو خبر نہ ہوئی کہ اس نے کیا کیا اور یہ رقعہ مذکور ڈال کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ کر دہنے بائیں سرانچہ وغیرہ اٹھے ہوئے تھے اسی طرف سے باہر نکل گیا اور دور جا کر منتظر وقت ٹھہرا یہاں باغبان نے رقصہ کو حکم انعام دینے کا دیا خدمت گار جو پشت پر کھڑا تھا اس نے اس کو دو شالہ اڑھاد یادہ بھرا نی جگہ پر ناچنے لگی اور باغبان نے بھی زانو بدلا آغوش سے رقعہ پایا مہر بادشاہی دیکھ کر اسی طرح زانو کی آڑ میں بڑھا لکھا تھا کہ اے وزیر اعظم مہربا کہ تم نے مصور پر سے سحر دفع کیا تمہیں چاہیے تھا کہ ہمارے پاس آتے مگر اب جو ملکہ کی دعوت میں ہو تو خیر صبح کو حضور آنا زیادہ وہاں نہ ٹھہرنا اور اس وقت ہم نے کتاب سامری دیکھی تھی تمہارا حال معلوم ہوا کہ محفل میں میں بیٹھے ہو اور عیاروں نے دعویٰ عیاری کیا ہے بلکہ برق عیار فکر میں عیاری کی آچکا ہے لہذا تم کو چاہیے کہ اس رقعہ کا حال کسی سے نہ کہتا سیدھے اٹھ کر صحرائین جانا لشکر کی دہنی طرف ایک پہاڑ ہو اُس پر مارا بھیجا ہوا ایک جوگی بیٹھا ہے اُس کے پاس میوہ باغ رزدشتی ہے تاثیر اس کی یہ ہے کہ جو کوئی وہ میوہ کھائے عیار اُس کو بہوش نہ کر سکیں اور اُس کی محفل میں کچھ عیاری نہ کر سکیں پس وہ میوہ لاکر سب کو کھلانا اور فراغ خاطر سے بیٹھ کر داد عیش دینا تمہارا نام بھی ہو گا کہ وزیر اعظم ایسے زبردست ہیں کہ ان کے سب سے عیار کسی کا کچھ نہ کر سکے اور اگر رقعہ ہمارا دکھلا دو گے تو سب یہ جانیں گے کہ وزیر سے کچھ نہ ہو سکا بادشاہ نے بجایا ہم کو تمہاری ہی ناموری منظور ہے کیونکہ لوگ تمہاری عظمت سے ہماری بزرگی بھی جانیں گے کہ جب کا وزیر ایسا اُس کا بادشاہ کیسا صاحب رتبہ ہو گا یہ مضمون رقعہ مسطور کا پڑھ کر یہ بہت خوش ہوا اور رقعہ کو حبیب میں ڈال لیا سمجھا کہ نیچے سحر بادشاہ تیری گود میں رکھ گیا ہے بادشاہ کے سحر کو بخوبی یہ جانتا ہے کہ حسب وقت جو چیز مخفی بھیجنا چاہتا ہے نیچے سحر غائب ہو کر پہنچانے میں جس کو وہ اشیاء بھیجے جاتے ہیں وہی جانتا ہے اور کوئی نہیں واقف ہوتا غرض کہ رقعہ حبیب میں رکھ کر یہ کھڑا ہو گیا حیرت نے پوچھا کہ اے وزیر اعظم کہاں کا ارادہ کیا اس نے کہا اے ملکہ میں نے آپ کو راستہ بند کرنے کو منع کیا لیکن بعد کو اندیشہ ہوا کہ مبادا عیار اگر پریشان کرین اس سبب سے میں ایک چیز لینے جاتا ہوں آپ ہو شیار رہیے میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر بارگاہ کے باہر آیا اور اڑھار اُڑھار اُسی پتے پر چلا جو رقعہ میں لکھا ہوا تھا جب لشکر سے باہر نکل گیا کئی کوس پر دہنی طرف جا کر ایک پہاڑی ملی اس پر آگ روشن تھی یہ اُس پہاڑی پر اُتر اُدیکھا کہ مرگ چھالا درخت کے نیچے بیٹھا ہے سامنے اس کے کھپر چلتا ہے اور مرگ چھالے پر ایک جوگی جٹا دھاری بیٹھا ہے آنکھیں لال لال چہرے سے غضب و جلال لوہے کی زنجیر کمر سے باندھے کڑے لوہے کے ہاتھوں میں پڑے حلقے اور کندھوں پر گولے



سلام کیا اور ٹوٹوٹ کر کے ہاتھ باندھے کھڑا رہا وہ جوگی کہ اصل میں قرآن ہوا اور برق سے یہی مشورہ  
 اس نے بتایا تھا کہ تم جا کر بیلہ رقعہ وزیر کو یہاں بھیج دو میں اسکو ہوشی کا میوہ دیدوں گا وہ جا کر کھلائے گا  
 سب جیوش ہو جائینگے چنانچہ برق نے وہی کیا اب جو یہ ہاتھ باندھ کر کھڑا قرآن بسبب عالی دعاغی کے منہ سے  
 نہ پولا اس نے کہا حضور مجھ کو میوہ باغ زردشتی عنایت ہو قرآن نے کئی سیرنگی برکدینج کے ہوشی نکلیں اور  
 شیرین اسین تھی اور ایک رومال میں باندھ کر مرگ چھالے کے نیچے رکھے تھے اس کے مانگنے سے اشارہ کیا کہ  
 یہ رکھا ہے لے اس نے وہ رومال مرگ چھالے سے نکال لیا اور شادان و فرحان تخت سحر پر ٹھکڑا دیا دم بھر  
 میں بارگاہ حیرت میں آیا اور کہا میں وہ چیز لایا ہوں کہ عیار سترنگین اور کچھ نہو کے حیرت باضر استغفر حال ہوئی  
 کہ سچ بتاؤ کہاں گئے تھے اس نے کہا کہ مجھ سے شہنشاہ نے پتلے کی زبانی کہلا بھیجا کہ باغ زردشت میں جاؤ اور  
 وہاں کامیوہ لاؤ پس میں باغ زردشت میں گیا تھا وہاں کامیوہ لایا ہوں تاثیر اسکی یہ ہر عیار عیاری نہ کر سکیں  
 گے سب کو کھانا چاہیے یہ گفتگو سکر ہر چند عیار بحیان حاضر تھیں لیکن ذہن بھی نہ لڑا اور خیال بھی نہ پہونچا کہ اس میں  
 کوئی فریب ہو کیونکہ وزیر خود گیا اور وہ کہتا ہے کہ باغ زردشت سے لایا ہوں پھر دھوکا اور شبیہ کونسا باقی ہو  
 اتنا بنا برا احتیاط کیا کہ ملکہ حیرت نے سحر کی نگاہ اس پر ڈالی کہ شاید خود عیار وزیر کی شکل بنکر نہ آیا ہو جب  
 نگاہ سحر دکھائی وزیر کو فوراً معلوم ہو گیا کہ ملکہ تھکوا زبانی ہر اس نے ہنس کر کہا کہ اے ملکہ آپ مجھ کو کیا دیکھتی ہیں میں  
 عیار نہیں ہوں ادھر صرصر وغیرہ عیار بچپوں نے بھی بنگاہ عیار ہی اس کو دیکھا خوب پہچان لیا کہ یہ باغبان ہی  
 عیار نہیں ہر اس وقت وہ میوہ طلب کیا اس نے رومال سے نکال کر حیرت کو زیادہ بنا بر تعظیم و ادب سر پر  
 رکھا رکھڑی ہوئی سب حاضرین محفل کھڑے ہو گئے اور میوہ سر پر رکھا پھر رومال کھول کر فی رسم پانچ پانچ بیر  
 تقسیم کر دیے اور تبرک سمجھ کر خادم خدمتگارا سب اہل بارگاہ کو دیے کہ کھائیں اور محفوظ از مکر عیاران زمین صرصر  
 وغیرہ عیار بچپوں نے بھی لے کر کھائے اور سب نے کھائے کہتے جاتے تھے کہ ظاہر میں تو میر معلوم دیتے ہیں مگر واقع  
 میں عجیب لذت میوہ ہے کہ سلونا بھی ہر اور میٹھا بھی ہر اور نہیں معلوم کہ اسکا نام کیا ہے باغبان نے کہا اس کو میوہ  
 سیات کہتے ہیں اور واقع فریب بھی اس کا نام ہر سب بہت خوش ہوئے اور کھاپکر ناچ دیکھنے لگے سب  
 پہلے صرصر کونشہ ہوا مگر خیال ہوشی کا تو تھا ہی نہیں سمجھی کہ رات کے جاگنے اور گرمی سے سر میں درد ہوتا ہے  
 اس میں رقصہ نے جو دم رقص گردش کی ٹھوکر کھا کر گرمی کینڈ کہ اس کو بھی بیر دیے تھے لہذا جب وہ گرمی تب  
 باغبان نے کہا کوئی نہ اٹھائے یہ الٹی ہو کر ناچے گی غرض کہ ملکہ حیرت کو بھی نشہ ہوا اور اس نے صورت نگاہ  
 کے سر پر ایک دھول ماری کہ الزادی اٹھ کے ناچتی نہیں صورت نگاہ نے بھی نشہ میں کچھ پاس نہ کیا حیرت  
 کی چوٹی پھوٹی مصور کا چہرہ انے باغبان سمجھا کہ یہ اپنی زوجہ کی طرف داری کرتا ہے یہ سمجھ کر مصور سے پشت  
 پڑا اور اس کی ڈاٹھی کپڑی اس نے اس کے پٹے پکڑے دونوں لڑتے ہوئے گرے ادھر حیرت اور  
 صورت نگاہ ہوش ہوئے میں سحر نشہ میں شرابیوں کی طرح تمام عمر کا حال نیا اپنا کہنے لگے اور چوٹی بیزار لڑ کر



بیوش ہو گئے عیار بچیان بھی اسی عالم میں مبتلا ہیں عجب کیفیت ہر غرض کہ جب سب بیوش ہو گئے برق نے باغبان کو جاتے دیکھا اور حضرت قرآن یہ وہ دے کر چلا تھا کتنا رے لشکر کے برق کو ملا اور کہا آؤ سب بیوش ہو گئے ہونگے چکر ٹومین یہ مشورہ کر کے بشکل مہل چلے پہرے والوں سے بچتے ہوئے جب قریب بارگاہ پہنچے یہاں کے پہرے والے اور خدمتگار سب بیوش تھے عیار و ن نے جلد سراجچہ بارگاہ گرانہیے اور دروازے پر تگمہ لگا کر باطنیان اندر ٹھہر کر عیار بچوں کو پہلے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر برق و ضرغام و جالتوز وغیرہ کی صورت پر بنادیا اور ان کو صفت بیوشان سے الگ لے جا کر لٹا دیا پھر بزم کے تمام ساحر و ن کی مع مصور باغبان کے دائرہی لپکین مویچین بھوین چار ابرو کا صفایا بتلادیا سب موند کر جادو گر نیون کے سر موندے لیکن حیرت کی جب نوبت آئی دیکھا کہ زمین خرابی عیار سمجھے کہ کچھ آنت آئے گی اس سبب اسکا سر نہ موند اباقی عیار بچوں کو چھوڑ کر سب کے سر موند کر منہ سب کے کالے کیے ہاتھ میں جو تیان نہادین اور یا غنہان کو عورت حسینہ بنا کر مصور کے پہلو میں برہنہ لٹا دیا اور مصور کو بندر والا بنا کر ڈکڑگی ہاتھ میں دی اور تمام محفل کے کپڑے اُتار لیے ایک ایک تہہ باندھ دی کہ ننگے نہ رہیں وہ بھی صرف عورتوں کے باندھ دی اور مردوں کو یون ہی رکھا صرف عیار بچیان برہنہ نہیں ہیں ان کو مردانہ لباس مثل عیار ان نہادیا ہی غرض کہ جب یہ سامان کر چکے یا ہم صلاح کی کتاب جو جو کہ قتل ہو سکیں ان کو مارنا بھی چاہیے یہ مشورہ کر کے حیرت و مصور وغیرہ ایسے ساحر و ن کو جو قتل نہ ہو سکیں گے رہنے دے کر باقی کو چاہا کہ خبر کھینچ کر گردن کاٹنا شروع کریں ہنوز کسی کو قتل نہ کیا تھا کہ وہاں شاہ جادو ان نے بوجہ عرصہ ہونے باغبان کے کتاب سامری دیکھی و سب حال دریافت کیا عیار و ن کی چالاکي معلوم کر کے خود وہاں سے چلا کیونکہ رات زیادہ گئی تھی کسی کو بھیجنا مناسب نہ سمجھا یہاں عیار و ن نے دو چار کو ذبح کیا تھا اور شور اُن کے مرئی کا بلند ہوا تھا اور لشکر کے افسر غوغا مکر دوڑے تھے کہ دفعۃً تاریکی ہو گئی اور آواز بڑے زور سے آئی کہ ستم افراسیاب عیار یہ صد اسکر علیہ جلد دو چار اور قتل کر کے بست و خیز کنان رو بفرار لائے مگر ایک رقتہ اپنے حال کا لکھا ہوا بھنکتے گئے یہاں بادشاہ طلسم نے ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی سی چلی کہ جتنے شمع و چسراغ گل ہو گئے تھے آپ سے آپ روشن ہو گئے اور برودت ہوائے سحر سے سب بیوش ہوشیار ہوئے اول سب سے عیار بچیان ہوشیار ہو گئے اور یہ ہنگامہ دشور دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جائیں شاہ جادو ان سمجھا کہ یہ عیار ہیں اس نے سحر کر کے ان کو عجیب و حرکت کر دیا اس اتنا میں اور بھی سب ہوشیار ہوئے مصور نے جو وزیر کو مثل ذن حسینہ پہلو میں پایا جان جہان کہہ کر لپٹا اور بوسہ لیا وزیر نے بوسہ لیتے وقت اس کی ناک دانستے دلب لی اس نے چینیٹا شروع کیا کہ اے واسطہ سامری کا یہ کون سا غمزہ بیجا ہے کہ ناک کاٹتی ہے میں دل دون کا مگر ناک نہ دون کا اس ہنگامہ میں زوجہ اس کی چونکی اور میان کو غیر عورت سے لیتے ہو کر یہ بھی فطر شک سے مصور کو دہتر و ن سے مارنے لگی کہ بھڑکے اب یہ چھاتی پر مونگ دلتا



سب کے سامنے منڈی کو لے پڑنا سیکھا ہر پچھٹے منہ تیری بیجانی پر لعنت مصور کے گلے میں جھولا بندر والوں کی طرح  
پڑا تھا اور دگڑگی ہاتھ میں بندھی تھی وہ جنبش اعضا سے جتنی بھی صورت نکلا کر کے ہاتھ میں جوتیاں تھیں جب  
وہ دو ہتھ مارا تو تھی مصور کے سر پہ پڑتی تھیں ایک طرف وزیر ناک کاٹے لیتا تھا اس ماجرے کو دیکھ کر  
جتنے ہوشیار ہوئے تھے سب اپنا اپنا حال خراب دیکھتا بھول کر سنس رہے تھے اور جو منہ پر ہاتھ لیجاتا تھا  
رخسارہ پر جوتی پڑتی تھی بعض جواٹھ کر مصور کو چھڑانے چلے تھے ننگے اچھلتے تھے بلکہ حیرت جواٹھی تھی  
بجتم حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی بادشاہ طسم تا دیر ہوشیار کر کے یہ حالت دیکھا کیا اور دست تاسف  
لمتار ہا آخر اس نے غرہ کیا کہ باشید اس بیخردان چشم خود را دکنید و حال خویش را تماشا کنید اس  
نعرے سے سب مست مے غفلت ہوشیار ہوئے اور اپنے تئیں برہنہ دیکھا شرائے وزیر نے ناک  
مصور کی چھوڑ دی یہ بھی الگ ہوا غصہ سب اپنی ہلیت کو آئینہ میں معائنہ کیا اور لباس طلب  
کر کے پہنے جب بادشاہ پہلوئے حیرت میں بیٹھا اور سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے منہ کو ڈھائے باندھ کر  
چھپائے تھے بادشاہ نے باغبان سے بعتاب کہا کہ کیوں تجھ سے کب کہا تھا کہ تو یہاں آکر ٹھہرنا  
آخر میرا کہنا ماننے کی سزا پائی اور یہ مصور تو بے غیرت ہوا ہر کچھ اس سے سوائے ذلت دلانے کے اس  
نہیں ہو سکتا شاہ طسم کے غضبناک کلمات کا کسی نے جواب نہ دیا آپ ہی خفا ہو کر چپ ہو رہا اور حکم دیا  
کہ عیار جو میں نے گرفتار کیے ہیں ان کا سر جلد کاٹ ڈالو ساحر از بسکہ چلے ہوئے تھے حکم پاتے ہی تلوار اٹھائیں  
بہر قتل اٹھے عیار بچیان لرز گئیں اور عرض پیرا ہوئیں کہ کچھ عورتوں کو حکم ہو کہ وہ ہم کو تنہائی میں دیکھ لیں ہم  
آپ کی عیار بچیان ہیں آئندہ سرکار کو قتل کرنے اور بختے کا اختیار ہر بادشاہ کئی بار اپنے ملازموں کو اپنے  
ماحقے دھوکے میں قتل کر چکا ہر اس سبب قتل کرنے والوں کو مانع ہوا اور عیار بچوں سے پتہ نشان  
پوچھ کر چھوڑ دیا یہ بھی لباس تبدیل کر کے رنگ دروغن چھڑا کر اصلی صورت بنا کر حاضر دربار ہوئیں شاہ  
طسم نے ان سے کہا لعنت ہی تم پر کہ تم سے کچھ نہیں ہو سکتا دیکھو عیار ایسے ہوتے ہیں صرصر نے کچھ جواب  
نہ دیا اور دل میں قائل ہوئی کہ واقعی مجھ کو گمان تھا عمرو کی نسبت وہ کلیم وغیرہ تبرکات سے کام لیتا ہے  
اس وجہ سے ہم اس کی برابری نہیں کر سکتے مگر یہ گمان غلط نکلا شاگردان عمرو بھی بلائے روزگار ہیں وہ  
عیاری کرتے ہیں کہ ہمارا ذہن بھی اُس تدبیر تک نہیں پہنچ سکتا فی الجملہ جب بادشاہ نے انکو بہت لعنت  
بلاست کی تو انھوں نے عرض کیا کہ جو کچھ ہم اب کرینگے حضور ملاحظہ فرمائینگے اور اب ہم بھی تدبیر کرتے ہیں یہ کہہ کر  
بہر فکر عیار ہی اپنی جگہ پر چلی گئیں اور افراسیاب ملکہ حیرت کو نصیحت و پند بہت سی کر کے کہہ کر انا  
نہیں میں ان ناک حراموں کے قتل کو ساحر زبردست بھجوں گا مجھ کو منظور تھا کہ پہلے ان سب کو قتل کر لوں  
تو اس کو قتل کروں مگر نہیں اب پہلے طسم کشا کو مارنا لازم ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ کوکب کے گاکہ میری  
شرکت کی خبر سکر عمرو کی غیبت میں اس کو مار ڈالو شاہ جادوان مجھ سے ڈر گیا پس انتظار کرتا ہوں کہ



وہاں سے بھی مدد آئے تو ظلم کشا کو قتل کر دیا کیونکہ میرا کوکب کیا کر لیتا ہر اس ملک میں کوکب کی کوئی حقیقت نہیں جانتا وہ ایک مرد صحرا کی ہر اور کوہستان و صحرا کی ہمارے جد و آبا نے سرداری اُس کے بزرگوں کو دی تھی اب وہ بادشاہ بن بیٹھا ہر جس وقت میرے مقابل آئے گا سزا سے معقول پائے گا یہ کہہ کر باغبان کو اپنے ہمراہ لے کر سمت بلخ سب گیا باغبان بھی چلتے وقت مصور سے کہتا گیا کہ ہم تم سے زیادہ ذلیل ہوئے خیر و بد یہ باید کہ کیا قسمت کھاتی ہے مختصر یہ کہ شاہ و وزیر تو اُدھر گئے اور مصور سحر تیار کر کے اپنے مقام پر جا کر چلے گئے ہوا حیرت و خالت زدہ اپنی جگہ پر ساکن ہوئی جنگ و جدال خیر و زور موقوف رہی اور جب ریش آسمان یعنی نیرتا بان رخسار سحر پہ نمایاں ہوئی اور سواد ظلمت رو سے روزگار سے چھڑا کر سرخی شفق سحر عیار دہرنے لگائی

پراڈیشہ بود آن شب دیر باز	پو خورشید نبود عجاج از فراز
شب تیرہ باشد بلند آفتاب	نہی گفتگو داشت افراسیاب

نہر خ نے دربار کیا سرداران ذی رتبہ حاضر ہوئے دربار معمور ہوا عیار و ن نے آگر ڈاڑھ بیان اور لباس ساحران حریف کا دکھایا اور ماجدہ شب گزشتہ بیان کیا ہر ایک مارے منہی کے لوشکیا قہقہے اڑے آخر سب باطمینان داد عشرت دینے لگے

داستان آنا پتلے کا مجلس جادو کے بہر گرفتاری جنین جادو کنیز کے اور مارا جانا اس پتلے کا ہاتھ سے افراسیاب کے اور پھر نامہ بھیجنا افراسیاب کا کوکب کو اور مارا جانا نامہ دالم رکا ہاتھ سے بہار اور عیار و ن کے عمل میں کوکب کے اور ملاقات کرتا بہار کا نقلی عروس سے اور دعوت کھا کر رخصت ہونا اور راہ بھول کر لشکر اسلامین جانا اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پر اور مدد کے لیے بھیجنا کوکب کا بلور چار دست کو ہمراہ ہمیشیہ عروس کے اور جنگ ہونا افراسیاب و بلور سے ملو لفر

دریاے کرم ہے تیرا جاری	ساتی پھر خم لندھائے ساری
------------------------	--------------------------



پھر زندہ بن تیرے تشنہ سے  
 عینک پھر نشہ کی چڑھا دے  
 اُس نے کے ہن زند تیرے طالب  
 وہ مے کہ جو مثل تیغ ہو تیز  
 وہ مے کہ ہوں زند جس سے خوش کام  
 جو آگ بھجو کا سی بنی ہو  
 جس کا ہو نام دشت سر رز  
 قاضی کرتا ہو جس کی حرمت  
 جس میں کہ پھر غضب کا ہو تہر  
 رگ رگ میں بھری ہو جس کے شوخی  
 ساتی تجھ کو ہے کچھ بھی معلوم  
 دنیا میں ہن جتنے دشت ویران  
 ہن پھول کے زند جو چٹورے  
 اس وقت بہن بھی مے پلا دے  
 آئین مضمون نئے نئے پھسر  
 مضمون کہن کی فوج ساری  
 بھرتی میں نیا ہو سارا شکر  
 لکھون پھر جلسہ طرب میں  
 جلسہ ہونیانی در ارات  
 پھر عشق کی آگ اک لگاؤن  
 استاد کی معتبر روایت

غفلت پھر دل پہ چھا رہی ہے  
 آنکھوں کو طلسم پھر دکھا دے  
 جس سے کہ برا کین کچھ مطالب  
 وہ مے کہ ہو بہر طبع شبدریز  
 جس کا حرمت سے شیخ نام  
 انگور سیاہ کی جنی ہو  
 جس کا مستی ہی پر ہے مرکز  
 جان زندان ہو جس کی صحبت  
 شوخی بادہ کی جس میں ہو لہر  
 دل میں آنکھوں میں جا ہو جس کی  
 عالم میں ہزار کی ہے پھر دعوم  
 پھولوں سے بھرے ہن اُنکے دامن  
 گلشن میں ہن پھولوں کے کٹورے  
 تجھ کو اب غیب سے خدا ہے  
 جادو افسون نئے نئے سر  
 ہو برطرفی میں اب کی باری  
 جو شاہ طلسم کا ہو ہسر  
 فوج مضمون بلاؤن اب میں  
 نہان نئے ہوں اور نئی بات  
 دو دلی کو بلاؤن میں چھنساؤن  
 اس جاہ چین کسند حکایت

نیشان افسون تحریر۔ مقرران جادو تقریر۔ حاکمان حکایت عاشقی۔ و افسانہ طراز ان فساد مشوقی  
 سحر سازی عامہ جادو و فن بعد تفتن اس طرح دکھاتے ہن اور عہدہ برداری مشوقہ دلفریب تقریر کو  
 جلوہ گاہ تحریر میں یوں لاتے ہن کہ زمانہ قدیم میں ایک کنیزک جنین جادو و نام خدمت ملکہ مجلس سے  
 بھاگ کر طلسم ہو شربا میں آئی اور اُس نے سرکار افسر اسباب میں سرفرازی پائی اب طلسم  
 باطن میں ایکس باغ وستان اس نے بنایا ہر اس میں رہتی ہے ہمیشہ داد عیش و نشاط دیتی ہر فی الجملہ  
 جب عمر و طلسم کو کب میں پہونچا اور بادشاہ طلسم مذکور کو شکر کت عمر کی منظور ہوئی تو اس وقت فساد



کرنے کا کوئی سہلو نکالنا منظور رہا آخر یاد آیا کہ جنین کو پکڑ بلانا چاہیے اگر کوئی روکے گا تو موقع جنگ بجالا  
خوب ہاتھ آئے گا پس مجلس کو آیا کیا گیا کہ وہ آغوشِ عمر و میں آکر بیٹھی اور بہر گرفتاری کنیزک مذکورہ پتلا حاکم  
اُس نے روانہ کیا چنانچہ وہ پتلا اڑتا ہوا قریب دار الحمارۃ شاہ کو کب پہونچا وہاں ایک زنجیر آتش برقی  
ہوا کھینچی ہوئی اور جہاں تک نگاہ کا مہم کرتی ہوئی زنجیر نظر آتی ہوئی اس سے گزرے تو سرحدِ طلسم نور افشان  
طے کرے اور بہت جلد طلسم ہوشربا میں پہونچ جائے دوسری طرف سے جانے میں برسوں گزر رہا  
اور راہ نہ پائے یہ پتلا اور دوسرا جو خبر لینے لشکرِ عمر و کی چلے تھے اس زنجیر کے پاس پہونچ کر آگے نہ  
بڑھ سکے اور محافظان زنجیر نے جا کر صبد ادب کو کب سے عرض کیا کہ اس طرح پتلا اور ساحر قریب زنجیر  
آئے ہیں بادشاہ نے حکم دیا کہ مجلس کی خاطر ہر جانے دہیہ کہہ کر ایک نامہ پر ان کو لکھا کہ اے فرزند  
حم نے غلطی کی پتلا ایسا بھیجا کہ وہ مارا جائے گا اور خاطر ہر عمر و کی کہ یہ جنگ ہم نے اپنے ذمہ لی  
اب ہم سے لڑائی کی بنیاد شروع ہو جو کوئی صاحب انصاف سنے گا وہ یہی کہے گا کہ افراسیاب  
نے بڑا کیا یعنی ایک تو کنیزک کو بٹھا رکھا دوسرے جو اُس کو لینے آیا اُس کو بھی مارا خیر اچھا کیا جو یہ  
پتلا بھیجا یہ نامہ مع میوہ کی ڈالی کے ایک ساحر نے کرپان پاس آنا مسدود کیا اور کہا یہ میوہ خواجہ  
صاحب کے لیے بھیجا ہے پڑھ کر ملکہ ہنسی اور چپ ہو رہی خواجہ نے پوچھا ملکہ کیا ہنسن پران نے کہا  
خواجہ مبارک ہو آپ کو میرے باپ نے بدل آپ کی شرکت فرمائی اب تھوڑی دیر میں لڑائی شروع ہو  
نچورنے کہا شاید پتلا جو بھیجا گیا ہے اسی سے چھیر شروع کی ہو مگر مجھ کو یہ خوت ہو کہ افراسیاب نے بڑے  
جبل بھیلار کھے ہیں دیکھیے جو اُس پر کوئی فتیاب ہو ایک اس نے قلعہ ایسا بنایا ہے کہ چار درجے اُس کے  
ہیں ایک درجے میں سامری کے ہمت دوسرے میں اژدر سوار تیسرے میں برسوار چوتھے میں تین  
سحر کی ہیں پھر اس قلعہ پر حملہ کرے کیا مجال رکھتا ہے نبی دہ ہوا بڑا اور دست ہر بیان نے کہا میں  
ایسے قلعوں کو گھر و نہ آنچتی ہوں اور لٹ زلف کی سرکار کے اختر مردارید کا نکالا مخمور ہر خند کہ سار  
زبردست ہو مگر اُس کے دیکھنے کی تاب نہ لائی آنکھیں بند کر لیں اور پران نے کہا اے مخمور یہ سینہ  
ساحرانِ عالم توڑتا ہے اور اب پتلے کا حال معلوم ہوے تو پھر دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرض کہ یہاں تو یہ ذکر  
ہے اُدھر پتلا اجازت پا کر زنجیر بھاڑا اور ساحر بھی چلے لیکن پتلا سمیت طلسم باطن گیا اور ساحر پھر  
خبر گیری لشکرِ طلسم ظاہر کی طرف روانہ ہوے مگر پہلے پتلے کا حال سنئے کہ سیدھا باغ میں پہونچا جنین  
جو کی پر بیٹھی منہ دھو رہی ہو کنیز میں آفتاب اور طشت لیے حاضر ہیں کسی کے ہاتھ میں بسن دانی ہے کوئی  
جی بھی لیے کھڑی ہو جنین نے رخسار پر صابون ملا ہوا اور پیڑیاں ہونٹھون پر سے لالی کی اور دانتوں  
سے رنجن مٹی کی چھڑا رہی ہے کہ پتلا آکر پہونچا ایک کنیز نے اُس کو دیکھ کر کہا ادنیٰ تو کون اس کہنے سے  
جنین نے بھی دیکھا رنگ سفید ہو گیا محبوب جادو اس کا معشوق بیٹھا تھا پتلے نے اُس سے کہا



میان ہمارا سلام ہر وہ سمجھا کہ یہ تپلا شاید افراسیاب کا بھیجا ہوا ہو یہ سمجھ کر بولا کہ آئیے بیٹھے تپلا سیدھا  
جنسین پاس آیا اور کہا چل ماں زادی تجھ کو ملک مجلس جادو نے بلایا ہوا اور فرمایا ہو کہ نہ آئے تو  
جھوٹے پکڑ کے لانا یہ سن کر اس نے کہا اوصاحبو میں اب تک نوڈی بنی رہی ہوں پہلے نوڈی تھی مدت  
ہوئی کہ نکل آئی اب مجھ سے کیا کام اچھا میں نامہ لکھے دیتی ہوں لیجاؤ میری طرف سے غدر کرنا کہ وہ  
ماندی ہو گئی ہر تیلے نے کہا مالزادی قہر اب تو نامہ لکھنے کے قابل ہوئی اس نے سفیدین طمانچے لگائے کہ  
اے تو بہ میں بھول گئی عرضی لکھے دیتی ہوں تیلے نے جواب دیا کہ میں لیجانے اور لے آنے کا ٹھہرا تھا راز  
پیامی ہوں یا تمھارے باپ کا نوکر ہوں خیر معلوم ہوا تو یوں نہ جائے گی یہ کہہ کر لیکا جنسین نے کنیزوں سے  
کہا رو کو اس کو چار طرف سے کٹی ہزار عورت نے آکر گھیرا اور ناسخ ترسج وغیرہ پتلے پر پڑنے لگے مگر  
جوناخ پتلے پر پڑا اس کے جسم سے شعلہ نکلا اور جا کر اسی عورت کے پڑا کہ جس نے ناسخ لگایا تھا وہ جلنے لگی  
اور تیلے نے جس کے دوڑ کر گھوڑا مارا پھر وہ سانس بھی نہ لے سکی تڑپ کر مر گئی جنسین نے بھی بہت کھر  
کیے مگر کچھ اثر نہ ہوا آخر بزدل سحر وہ اڑی اور سمت افراسیاب بھاگی تپلا بھی پیچھے اس کے اڑا دریا سے  
خون روان کا بارہ کوس کا میدان سے میدان ہوا اس کے بعد باغ سیب ہوا اور اس میدان میں ہزاروں  
آفتین اور بلائین رہتی ہیں انھوں نے فریاد کرنا جنسین کا سکر تیلے کو روکنا چاہا مگر نہ رکا اور ان بلاؤں  
نے کہا بھی کہ یہ مقدمہ دوسرے طلسم کا ہے میں اس میں دخل دینا نہ چاہیے ایسا نہ ہو کہ شاہ جادوان  
کے خلاف گزرے پس یہ سمجھ کر طرح دے گئیں لیکن اس روکنے میں جنسین باغ سیب میں ہو چکی  
شاہ جادوان صبح کو سریر آراے حکومت تھا اہل دربار جمع تھے کہ یہ جا کر پہنچی سب نے دیکھا کہ دوپٹہ کہین  
محرم چڑھی پانچواں اتر پڑتا ہی سنبھالتی ہوئی بدحواس رنگ رخ زرد شانہ کھلا سفید پر صابون ملا چوٹی  
آگے آ رہی ہے یہ کہتی ہوئی کہ بچائیے بچائیے آتی ہوا افراسیاب نے کہا اسے غضب ہوا کوئی اس کو پکڑنے آیا  
ہو اس میں یہ قریب آئی اور کہا اے شہنشاہ بچائیے میں جلی شاہ جادوان نے کہا اسے کون آیا ہے اس نے  
کہا وہی آپ تو جانتے ہیں شاہ نے کہا نام تو لے کر حضور مجلس مجلس شاہ نے یہ سکر کہا کچھ لوگ بہر استقبال  
آجائیں کہ ملک مجلس آتی ہیں ہنوز سیخن نام تھا کہ تپلا پہلے غرق آسمان ہو گیا تھا سیدھا باغ میں اتر ادا  
جنسین نے دیکھ کر کہا یہی ہر شاہ سمجھا کہ مجلس نہیں آئی یہ سحر اسکا آیا ہے یہ سمجھ کر غضبناک ہوا اور تپلا اتے  
ہی جنسین کی کمزور ہاتھ دے کر لے اڑا وہ پکاری کہ ہاے میں ہفت میں جلی بیوی بن کر بھرباندی بنی افراسیاب  
کو غصہ آیا اور پکارا کہ ہاش کہان لیے جاتا ہے یہ کہہ کر ایک گولا سحر کا کھینچ مارا تپلا اڑتا ہوا چلا تھا کہ گولا  
اس کے سر پہ پڑا سر پھٹ گیا اور جنسین اس کے نیچے سے چھوٹی شاہ طلسم نے سحر کیا کہ ایک پنجہ سحر نے  
اس کو سنبھال کر نیچے اتار دیا اس نے اپنے کپڑے ہوش میں آکر سنبھالے اور شاہ کے گرد بھری بلا گویا  
ہوئی کہ آپ نے میری جان بچائی بادشاہ نے کہا تمھاری تو جان بچی لیکن ہم سے ادو کو کب سے



قرار واقعی فساد عظیم ہو گیا جو شخص کہ عقلائے روزگار میں سے حاضر دربار تھے وہ عرض رہا ہوں کہ واقعہ میں حضور غور قرائین کہ ایک کنیزک کو دامن پناہ دینے سے آپ نے اس قدر پاسداری کنیزک افزائی پس جو کوئی کہ کوکب پاس سفردورد دراز دخت و صعب طے کر کے گیا ہوگا اور طالب امداد ہوا ہوگا اور اس نے اس کو پناہ دی ہوگی وہ کس مرتبہ اس کی پاسداری کرے گا شاہ یہ باتیں سن کر سمجھ گیا کہ یہ کتنا یہ عمر کی طرف ہی یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ تم سچ کہتے ہو یہ پہلی چھٹی عمر کی طرف داری کے لیے ادھر سے ہوئی ہی میں نے برا کیا جو پتلا مار ڈالا کیونکہ قائل ہونے کی جگہ ہی اس نے اپنی کنیز کو پکڑ لیا تھا کچھ میری ملازم کو نہ ستایا تھا اگر یہ کہیے کہ پر اسے گھر زبردستی کیوں جتائی تو وہ کہے گا کہ میں تمہارے گھر کو بھی اپنا ہی گھر جانتا تھا جس طرح میرا جی چاہا میں مالک مثل تمہارے تھا اب تم نے مجھ کو غیر سمجھا تو میں بھی تمہیں بگا نہ جانتا ہوں یہ کہہ کر مشیر و ن سے صلاح کی اب اس بارے میں کیا کرنا چاہیے انھوں نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ حضور ایک نامہ شعلہ غدر اس کا لکھیں کہ اے برادر یہ سب فساد عمر و کا ہی ہمارا ارادہ تم سے بگاڑ کا نہیں ہے تمہاری بھتیجی کا پتلا یہاں آیا تھا اُس نے بہت سے ساحر میرے یہاں کے مار ڈالے اس پر بنا چاری اُس کو میں نے مارا امید کہ اس رنج کو خاطر میں جگہ نہ دینا اور جنہیں تمہاری کنیزیت سے نکل آئی ہے اس سبب سے میں نے اُس کو رکھ لیا کہ وہ یہ گھر ایک ہی ہے اب تم چاہو تو میں اُس کو بھیج دوں اور تمہیں بھی چاہیے کہ عمر و کو پکڑ کر بھیج دو فساد موقوف کرو یہ رے مشیر والا اندر بیٹے جب بتائی شاہ کو پسند آئی دبیر عطار درقم طلب ہوا حکم تحریر نامہ دیا گیا یہاں تو نامہ لکھا جاتا ہے مگر تیلے کا جب سر پٹا وہ پتلا کو جل گیا لیکن طائر خوش رنگ اس کے سر سے نکلا اور جانب طلسم نور افشان فریاد کرتا چلا یہاں بران و عمر و وغیرہ بیٹھے ہیں کہ طائر اگر چلا آ یا ناچ ہو رہا تھا ملکہ نے اس کی فریاد سن کر ناچ کو منع کیا اس طائر نے پکار کر کہا کہ میں آپ کے حق نمکے ادا ہوا یعنی ہاتھ سے افراسیاب کے مارا گیا یہ کہہ کر زمین پر گرا منہ سے ایک شعلہ نکلا کہ طائر بھی جل گیا مجلس جادو نے جو یہ دیکھا رونے لگی اور کہا امی جان ہمارے پتلے کو جنہیں قحیہ نے مارا اے امی جان خود میں ابھی جا کر آفت برپا کر دوں گی بران نے اس کو گود میں لیا اور آنسو پوچھے اور کہا اے بیٹا جنہیں بیسوا کی یہ مجال ہے کہ تمہارے پتلے کو مارے یہ افراسیاب کے ہاتھ سے مارا گیا ہے تم خود کیا جاتی ہو ہم بھی چلین گے اور والد بھی چلین گے اب تو ان سے بگڑی ہو چکی ہو تو کیا ہوتا ہے مختصر یہ کہ اس کو سمجھا کر نامہ شاہ کوکب کو پتلے کے حال کا لکھا ایک ساحر نامہ لے کر گیا بادشاہ سریر حکومت پر جلوہ گر تھا جب نامہ پہونچا پڑھ کر سنہا اور جواب لکھا کہ اے فرزند خوب بات بن پڑی اب لشکر کشی کی تیاری کرو اور میں بھی خواجہ سے ملاقات کروں گا اور کثیر فوج بھیجوں گا اور مجھ کو سب حال پہلے سے معلوم ہو بلکہ غدر نامہ بھی افراسیاب نے لکھا ہے اُس کا بھی حال تمہیں آگے ظاہر ہو گا جب یہ نامہ بران کو پہونچا



اُس نے خواجہ کو دکھایا مخمور بہت خوش ہوئی کہ اب لڑائی خراب ہوگی غرض کہ اسی خوشی میں حکم شن دیا اور سب  
مصرف و عیش و عشرت ہوئے لیکن اس طرت کا حال سنیں کہ منشی بے بدل و بے نظیر تحریر نے حسب حکم شاہ طلم  
نامہ عنبرین شامہ سواد مشک رنگ سے لکھنا شروع کیا سرنامہ میں تعریف جمید و لقا سامری وغیر اس طرح  
آغاز کی

نامہ افراسیاب محتوی بر عدد و حجاب جانب کوکب و روشن ضمیر ملول

<p>جہشید کا وصف کیا بیان ہو ہین سامری ساحرون کے داتا زرد عشت و لقا دوم خبیشا معبود ہین سب یہ ان کے بس میں ان سب کی صفت کے بعد اے شاہ زینت وہ تاج و افسری ہے اسے تدرہ و دودان شاہی گلزار شہی ہے تجھ سے خسر م اے صدر نشین بزم الطاف پہلے پہونچے سلام میرا اک نامہ تمہیں لعجب نزدست یعنے الطاف تم کرو گے رتبہ میرا نہ تم نے جانا میں قبلہ دین ساحران ہوں تجھے کہ عسردہ ہے مجھ سے بہتر تجھے جو کچھ وہ خیر تجھے پتلا مرنے کا غم کا نہ کرنا مارے اس نے ہزاروں ساحر کب تک میں ضبط کرتا بہت لاؤ مجلس جو بختیجی ہے تمھاری کی میری برابری جو مہیات</p>	<p>محتاج لباس گل کسان ہو رونق ہوا غنیں سے سحر پاتا لات و عزتی و نسر و بقتا جاری سب کفر کی ہین رسہین ملجائے جہان ہے تیری درگاہ رونق وہ چنر بر تری ہے اے گوہر کبر آشنائی سر سبز ہے تجھ سے باغ عالم اے نیر آسمان انصاف بعد اُس کے ہے یہ پیام میرا اس واسطے تھا لکھا بافت دل میں انصاف تم کرو گے افسوس کسانہ میرا مانا میں رہبر راہ رہبران ہوں ذرا خود شید سے ہے بڑھکر لیکن لازم ہے اس کے بدلے آگے انصاف سے نہ بڑھنا لڑنا اس کا ہے سب پتلاہر انصاف سے اپنے دل کو سمجھاؤ وہ ہم کو بھی دل سے ہے پیاری مشہور ہے چھوٹا منھ بڑی بات</p>
--	--



لازم ہے بڑوں کا پاس کرنا  
رنگ گل کی چمن میں شوخی  
بلبل جو زیادہ چھپا سے  
پھلی کا کنارہ بھر اچھلنا  
ہر چند کہ آئینہ ہو شفاف  
بھڑکانا نہیں ہے اک کا خوب  
لوٹڈی کا پکڑنا تھا جو منظور  
فی الفور اسے میں بھیج دیتا  
اب بھی نہیں کچھ گیا ہے حضرت  
اس شرط سے گر عمر کو یا شاہ  
ہر چند کہ تم ہوئے سلمان  
پھر بھی تم سے بہ پاسداری  
بدے عیار ناسزا کے  
آگے اب کیا لکھوں میں حضرت

حد سے لائق نہیں گذرنا  
گلشن سے جدا ہے گل کو کرتی  
صیاد اسے دام میں پھنسا  
حد دریا سے ہے نکلتا  
منہ چڑھتا ہے عیب جو وہ صفا  
انسان کو شرارتیں ہیں میوب  
کہلا بھجواتے حسب دستور  
جھگڑا دے نہ اپنے لیتا  
حاضر ہے کتیز کبیر خدمت  
بھجواؤ دیکڑ کے تم باکراہ  
برباد کیا ہے دین و ایمان  
لکھتا ہوں بہ عجز و انکساری  
لازم نہیں چھپ چھپاؤ مجھے  
جھبید کرین تمہیں ہدایت

یہ نامہ نشی نے نام کر کے بعد ملاحظہ شاہ مزین بہ ہر خاص کیا اور لفافہ کر کے سامنے شاہ والا کے رکھا  
بادشاہ ظلم نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر ذی رتبہ اژدر پر سوار فلک  
کی طرف سے اتر کر سامنے آیا اور سلام کر کے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے قراطس جادو  
میں نے اس لیے تمہیں بلایا ہے کہ یہ نامہ میرا شاہ کو کب پاس لے جاؤ اور جواب باصواب لاؤ اس سحر  
نے عرض کیا کہ غلام آپ کا ہر چند کہ بیعت نامہ داری دربار شاہان نہیں رکھتا ہے لیکن آپ نے جو اس  
منصب جلیل کو مجھے عطا کیا ہے تو آپ کے اقبال سے بجا لاؤں گا مگر جس طرح کہ خسروان ذیجاہ ایلمی بھیجے  
ہیں یہ کمترین بھی فوج ہمراہ لے کر خدمت تمام تر جائے گا اور کسی سے دب کر عجز کے کلام نہ کرنے کا  
جواب ترکی بہ ترکی ہر سوال کا دیگا اگر یہ منظور ملازمان عالی ہو تو مجھے بھیجے ورنہ معاف فرمائیے بادشاہ  
نے فرمایا کہ میں بھی ایسا ہی آدمی چاہتا ہوں کہ وہاں جائے اور شوکت میری ظاہر کرے  
تم حسب درجہ ہوا ہو لشکر ساتھ لو اور ہرگز کسی سے نہ دبا بلکہ اگر جنگ آغا نہ ہو جائے تو مجھے خبر کرنا کہ  
خزانہ و لشکر بھیجا جائے گا اس ساحر نے یہ شکر پائے تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت رخصت  
عنایت کیا خلعت سے مخلص ہو کر نامہ سر سے باندھا دہان سے رخصت ہو کر اپنی جگہ پر آ کر حکم  
بہ تیغ لشکر دیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے تھم تھم سے ساحران منقش و



دنگین تھے جو اہر پالیون پر نصب تھا نہایت برتر زمین تھے ساحرون کے بازو دن پر بت بندھے تھے  
مالہ ہاے مردار یہ سب پہنے تھے جھولی ہر ایک کی زلفیتی تھی مرکبوں کی ہیکلون میں جواہر کی تختی تھی آگے  
آگے طاؤسان زرین بال پر نقارے سین وطلانی لدے تھے ساحر یہ لباس عمدہ اُن پر بیٹھے تھے پیچھے  
ان کے چار وگرنیون کے پر سے سر اسرور یا سب جو ہرین غوطہ ماسے ناتوس بھونکتی سیرقون کو جلوہ دیتی تھیں اپنے  
حسن پر سرگردون کو دم دیتی ساکنان عالم ہوا کے ہوش کھوئی تھیں بیج سپاہ کے چالیس اژدہ پر تخت جواہر  
آگین کسا ہوا اور قرطاس بصد آرائش و تزئین اُس پر بیٹھا ہوا اگر دافسران لشکر ساحران نامور گھرے  
پس پشت خیمہ و خرگاہ سے اژدہ و طائر کھلدے بردے ہوا یہ لشکر اڑتا ہوا نہایت ترک سے روانہ ہوا

چھپا چرخ پردے ہر بین  
گھٹائیں لگین کو ندے بجلیاں  
پیاپے وہ شعلے اگلنے لگے  
کسی دل جلے کو ہو جون اضطراب  
دل دہرین داغ تھے آشکار  
اڑے ہنر وے چرخ کے جس سے ہوش  
جلے ساتھ اُس کے بصد و شان

اُٹھے لکڑا بر سر آفرین  
ہو امین اڑیں سرخ جو جھنڈیاں  
دہن اژدہ رون کے کھلے بھاڑے  
ہوا سے تھا شعلوں میں یون بختیاب  
اڑے تھے جو طاؤس وہاں بشار  
ہوا ایسا ڈمرو سے پیدا خروش  
بہم غولی باندھے ہوئے ساحران

ازبکہ قرطاس اس ارادے پر چلا ہر کہ میں جوابات سخت دو نگاہیں ہر کہ فساد ہو پھر اس صورت میں  
کیا معلوم کہ زندہ رہوں یا ہلاک ہو جاؤں لہذا لازم ہر کہ سب اپنے دوست اور رفقا و اعزا  
وغیرہ سے مل لوں چنانچہ اس کے چند دوست اور عزیز لشکر حیرت کے افسرین اُن سے ملنے و نیز اپنی  
شوکت وہاں کے لشکروں کو دکھانے کے لیے سمت طلسم ظاہر چلا جب دریائے سحر کے پار اتر حیرت  
کو خبر ہوئی کہ ایچی شاہ طلسم کا بہر خصیت ادھر آتا ہے اس نے لوگ استقبال کو بھیجے کہ وہ باعزا اس کو  
لے آئے ملکہ نے عزت سے بٹھایا اس نے عرض کیا کہ میں برسم قاصدی جاتا ہوں لیکن عزم رکھتا ہوں کہ  
عمر و کو مار کر آؤں گا سردار شاہ کو کب پران ہو رہو بھلا بنکر پیٹ میں عمر و کے جاؤں گا اور دل  
و جگر چھیدوں گا حیرت نے کہا تم ایسے ہی خیر خواہ ہمارے ہو لیکن ایسا نہ کرنا اپنی جان نہ دینا ملک پر یا ہر  
شہنشاہ سمجھ لینگے تم اپنی حفاظت ضرور کرنا اس نے کہا اگر ایک میں نہ ہوتا نہ ہی وہ فساد کرنے والا نہیں  
رہیگا یہ باتیں سنکر سب اہل دربار اس کی بہت پر آفون کرنے لگے مگر جاسوسان لشکر ہر رخ جملہ کیفیت معلوم  
کر کے بارگاہ اسلامیان میں آئے اور بصداد ب زبان پر لائے کہ اس شہر پارگردون و قار ایک ساحر  
بعبدہ نامہ رسانی مامور ہو کر سمت کو کب جاتا ہے اور ایسا ارادہ فاسد رکھتا ہے یہ خبر سنکر سب افسر  
بہر عمر و دست بدعا ہوئے کہ حافظ حقیقی جان کا خواجہ کی نگہبان رہے مگر عیار ہو موجود تھے اپنے اتاد



کی ضرر دسانی کی خبر سنا کر گویا ہوئے کہ اس نامہ دار کی شامت آئی ہے ہم راہ ہی میں اس کو ہر ملک  
عدم کرو دین گے خواجہ تک جانا کیسا راستہ میں پیام اجل پہونچا دینگے دشت جہنم کی سیر دکھا دین گے یکہا  
برق نے ضرر غام و جانسوز کو طلب کیا اور کہا اے برادریم اور قرآن اس ساحر کے فراق قتل میں  
جائیں گے شاید ہمکو عرصہ ہو جاوے تو لشکر سے تم خبردار رہنا یہ کہہ کر گئے ملا اور سپرد بخدا کر کے روانہ ہوا  
راہ میں قرآن سے ملاقات ہوئی اس نے سب اجرایان کیا قرآن نے کہا تم حلیو میں ہی حلید آتا ہوں یہ  
دہان سے بڑھ کر خدمتگار کی ایسی صورت بنا اس عرصے میں قرطاس کے لیے بارگاہ عالی استاد ہوئی اس لیے  
کہ یہ آج مقام کر کے دوستوں سے ملکر کل رہ کر اسے منزل مقصود ہو گا پس حیرت سے اجازت لے کر ہر آرم  
قرطاس اپنی بارگاہ میں آیا تھا کہ برق بھی پہونچا اور اس نے صرصر و صبا رفتار سے کہا کہ یہ میودن  
کی ڈالیان اپنے ہمراہ لیے ایک بارگاہ کی جانب جاتی ہیں سمجھا کہ اسی بارگاہ میں وہ نامہ دار ساحر ہے یہ  
سودہ اس کے لیے لائی ہیں یہ سمجھ کر اس چمک دیک اور پھرتی سے اندر بارگاہ کے گیا کہ کسی نے نہ دیکھا  
کہ کون اندر گیا صرصر نے پرچھائیں سی دیکھی کہ جیسے کوئی اندر گیا ہے اس نے صبا رفتار سے کہا کہ دیکھو عیار  
اندر گیا اس نے کہا جانے دو تم دخل نہ دو کئی بار زلت ہو چکی ہے سودہ دیکر اپنے کام کو چلو جو عیساری بن پڑے گی  
وہ کرتا یہاں بولتا بڑا ہی یہ کہہ کر دونوں بارگاہ میں آئیں قرطاس کو ڈالیان دین کہ ملکینے بھیجی ہیں اس نے انکو  
خلعت دیکر رخصت کیا پھر اپنے دوستوں اور افسردن کو لشکر کے بلوایا ناچ ہونے کا حکم دیا سب دوست  
آشنا آکر جمع ہوئے ہر ایک سے یہ ملا پھر ناچ ہونے لگا و در جام شراب شروع ہوا اتنے عرصے میں فرمان قضا  
حسریان احکم الحاکمین بنام خسرو سیارگان اسے روپوشی و نظر بندی دیوانگدہ قدرت سے صادر ہوا  
اور فشی مذرت طراز قدرت نے نامہ صفحہ پہر پہنچھ نور انجم قلم کہکشان سے رستم فرمایا لمؤلّفہ

کھلا نیرنگی و نیا کا انجام  
دل انسان میں پیدا اس سے ہر درد

چھپا خورشید چریدار ہوئی شام  
کبھی یہ تیرہ رہے اور کبھی زرد

پہر رات تک جگہ عشرت و انبساط رہا پھر افسردن لشکر رخصت ہو کر اپنی جگہ پر گئے اور قرطاس نے  
نوکردن سے حکم دیا کہ قریب بارگاہ جو خیام کہ استادہ ہیں وہاں جا کر سو رہو اور چند ملازم ہر خدمت اپنے  
پاس رکھ لیے برق جو خدمتگار بنا ہوا تھا یہ بھی ہمراہ ملا دہان ایک خیمہ میں آکر ٹھہرا سب نوکردن نے اسکو  
نیا آدمی دیکھ کر خیال کیا کہ شاید یہ حیرت کے پاس سے آیا ہو غرض کہ ہر ایک آرام گزین ہوا اس نے بھی چادر  
بچھا کر ایک گوشے میں قرار لیا مگر قرطاس جب پلنگ پر لیٹا سحر پڑھ کر دستک دی تاثیر اس سحر کی یہ تھی کہ جو کوئی  
عیار میرے نوکردن میں آکر ملا ہو تو اس کا آدھا جسم نیچے کا جس ہو جائے پس جسم پائین برق خیمہ میں بے طاقت  
ہو گیا اس نے جو کچھ رات گئے عیاری کے لیے اٹھنے کا قصد کیا اٹھا نہ گیا سمجھا کہ تمیر حاد دیکھا ہی یہ سمجھ کر  
وہاں جو لوگ تھے انکو اسنے پکار کر جبا یا اور کہا بھائیو دو پہر رات گئے ایک مریض بیمار تھا کہ آدھا دھڑ



رہتا تھا ہر کچھ اس وقت وہی عارضہ عارض ہوا یہ غم لوگ اٹھا کر مجھا ڈرا پیشاب ہر کرالاؤ یہ نکر و دایک آدمی اٹھے اور بدقت تمام اس کو اٹھا کر باہر لائے برق سمجھا تھا کہ باہر جانے سے سحر جھپیر سے اتر جائے گا اس خمیہ کو شاید بھر نہ کیا ہو مگر نہیں باہر آنے سے بھی وہی حال رہا ناچار اس نے پیشاب کیا اور لوگ اس کو پھراٹھا کرے گئے یہ چپ ہو کر پڑ رہا اور رات بھر میں تدبیر ہزاروں کین کہ میں اچھا ہو جاؤں مگر ممکن نہ ہوا یعنی کبھی ساحرون سے کہا کہ بھائی تجھ پر کوئی سحر پڑھ کر دم کرو شاید میں صبح المریض ہو جاؤں بھی کہا کہ تجھ کو خمیہ سے بہت دور صحرائین لیچلو کیا بعید سے جو وہاں کی ہوا تھکورا اس آئے مختصر یہ کہ سب کچھ کیا مگر اچھا نہ ہوا آخر وہ وقت آیا کہ مرض سودا دی سے جسم دہر نے صحت پائی اور دعا غما سے آبلہ انجم جسم فلک سے دور ہوئے چشم خورشید میں روشنی آئی کہ لمو لفک

دیدہ دنیا سے تار یکی جود ایل ہو گئی	چشم خورشید جهان افزو پھر روشن ہوئی
اہل دل پر صجدم یہ حال روشن ہو گیا	دھوے دلی جو سیاہی ہوا سے صاف صفا

صبح کو قرطاس خدا ناشناس بیدار ہوا اور ملازمون کو بلا کر پوچھا کہ تم میں سے کسی کا دھڑ تو نہیں رہ گیا ہے سب نے کہا کہ ایک شخص کہ ہم اس کو پہچانتے نہیں اس مرض میں مبتلا ہوا اس نے کہا کہ اس کو اٹھا لاؤ ملازمون نے جا کر برق کو اٹھا کر دیکھا تو یہ اس وقت بھاری زیادہ ہو گیا ہر بیس پچیس آدمی ملکر لپٹ گئے اور بدقت اٹھا کر سامنے لائے اس نے دیکھتے ہی کہا کہ میان برق بندگی کیسے مزاج اچھا ہوا اس نے جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہے بہت اچھا ہوں آپ اپنی خیر منائیے اس نے کہا سنو اے برق میں نے اپنی زبردستی کا نمونہ تھین آج دکھا دیا اب میں کوچ کرتا ہوں خبردار اب کوئی عیار میرے تعاقب میں نہ آئے نہیں بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑ دن کا یہ کھر سحر پڑھا کہ برق بالکل اچھا ہو گیا اس سے کہا جاؤ یہ احسان یاد رکھنا یہ برق رہائی پا کر باہر آیا اور نادم و پیمان چلا راہ میں اس کو چنے مر مرے بچتا ہوا قرآن ملا کیونکہ یہ بھی رات بھر فکر میں عیاری کے پھر تار ہا ہر برق نے اس سے تمام ماجراے شبینہ بیان کیا قرآن نے حال شکر کہا کہ اے بھائی اس ساحر نے اپنی زبردستی ہم کو دکھائی ہے اب ہمیں بھی اپنی شوکت دکھانا ضرور ہے جہاں تک ممکن ہو گا ہم اس کو ماریں گے لازم ہے کہ اس کے ساتھ چلو جہاں کہیں موقع ملے اس کو ہلاک کرو یہ صلاح کر کے عازم روانگی ہوئے ادھر بھرت و شوکت قرطاس نے بھی کوچ کیا تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران ذی تبار کو لے کر روانہ ہوا دونوں عیار نیچے زمین پر اس کی سواری کو دیکھتے ہوئے چلے اور تدبیر اس کے قتل کی سوچتے جاتے تھے یہاں تک کہ اس نے لشکر حیرت سے دو منزل پر جا کر ایک صحرا سے فرحت انتامین زدل کیا اور بارگاہ استاد کرا کے اتر ا لشکر اس کے ساتھ کا اتر کر اپنی ضرورتوں سے فراغت حاصل کرنے لگا اور قرطاس در بارگاہ پر بیٹھ کر سیکشی کرتا اور سیر و شت دیکھتا جاتا تھا عیار بھی اس کے لشکر سے الگ جنگل میں آکر ٹھہرے اور پھر برق نے قرآن سے کہا کہ ہم اپنے لشکر سے دو منزل نکل آئے ہیں لازم ہے کہ آج اس کا کام تمام کر کے پھر چلیں در نہ کل اس کے ساتھ اور آگے جانا ہو گا قرآن نے کہا کہ اچھا جاؤ اور میں بھی نکر کرتا ہوں یہ اجازت لے کر اور



کوہستان میں جا کر کچھ اور غیرہ اور سبزہ زار ہر جگہ ڈھونڈتا آخر ایک جگہ بہت سے ہرن گھیرا کرتے دھپتے نظر آئے اس نے ایک کانٹا پھل میں چھید کر وہاں ڈال دیا ایک ہرن نے اس پھل کو کھایا کانٹا اس کے چبھا اس کانٹے میں کندبان دھمی تھی اس نے کھینچ لی اور ہرن بھاگ گئے اس نے اس ہرن کو کپڑا کر بہت سا بھروسہ جا بجا سے کر دیا پھر اپنی صورت بھی مثل ایک ساحر کے بنالی جھولی ڈال کے کھو بیچدن کی لگائی مورتیں جمید و سامری کی گلے میں ڈال کر اپنے جسم کو بھی رگین وغیرہ بچا کر مجروح کیا اور تھکے خون کے جا بجا جسم پر جا کر اس ہرن کو لیے اس درہ کوہ میں آیا کہ جہاں سے شکر قوطاس سلسلے ہر اور بارگاہ میں سانسے قوطاس بیٹھا ہر اس جگہ آ کر اس ہرن کو چھوڑا ہرن ہر چند کہ بہت زخمی تھا مگر خون جان سے بھاگا اور از بسکہ نسبت کی طرف برق تھا اس سبب سیدھا سمت لشکر قوطاس بھاگا برق پیچھے دوڑتا چلا اور سامنے بارگاہ کے پہنچ کر ہرن کے تیر مارا مگر آہو کے نہ پڑا اور آپ گر پڑا اور بیہوش ہو گیا قوطاس جو سامنے بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ ایک ساحر زخمی ہرن کے پیچھے آتا تھا یہاں گر پڑا بس یہ دیکھ کر اس نے خود ایک تیر ہرن کے مارا کہ وہ گرا اس نے ساحر دن سے کہا کہ لینا اس ہرن کو لوگ دوڑے اور ہرن کو شکار کیا پھر قوطاس نے کہا کہ وہ جو ساحر جو سامنے زخمی پڑا ہر اس کو بھی اٹھا لا دو گئے اسی طرح بیہوش برق لواتھا لیکن اس نے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور حال پوچھا اس نے کہا کہ میں لشکر حسرت میں ملازم ہوں شکار کے لیے آیا تھا شیر نے گھوڑا میرا مار ڈالا اور مجھے بھی زخمی کیا آج اس ہرن کو مار کر کباب کھانا چاہتا تھا اس نے بھی مجھے زخمی کیا اور از بسکہ میں زخمی تھا یہ مجھ سے شکار نہو سکا ادھر بھاگ آیا یہاں آکر میں غش کر گیا قوطاس یہ سکر نچا طریش آیا زخم دوزی اس کی کرائی مرہم سحر لگا یا پلنگ اپنے پاس بھجوایا اس ہنگام میں آہوے روز تیغ لکھشان فلک سے مجروح ہو کر رم خوردہ ہوا اور پلنگ شب نے دشت عالم میں اخل کیا نظم

رخ دہر جو وقت کالا ہوا	نہاں آنکھ سے پھر اچالا ہوا
ہوا جو رصیا دشب آشکار	کیا آہوے روز کو پھر شکار

رات کو کھانے پانی سے فراغت حاصل کر کے سونے کا قصد کیا مگر پہلے قوطاس نے باہر نکل کر دستک دی اور چار طرف چار ناریل سحر پڑھ کر پھینک دیے اس لیے کہ کوئی غیر نہ آئے پھر بارگاہ میں آکر آرام پذیر ہوا جب زیادہ رات گئی برق کہ پہلے ہی سے آچکا تھا اس پرچہ نے اثر نہیں کیا ہر اس لیے کہ قوطاس نے یہ سحر کیا ہر کہ اب جو کوئی آوے تو نہ اس کے غرض کہ اس نے کچھ میں بیہوشی رکھ کر قریب جا کر بیہوش کرنا چاہا تھا کہ یکایک ایک پایہ پلنگ کا چٹخا اور اس میں سے ایک بچہ پیدا ہوا اسکا ہاتھ پکڑ لیا اس نے چالاکی کر کے دوسرے ہاتھ سے دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منہ کھول کر حباب ماروں اور بیہوش کر دوں اس وقت دوسرا پایہ پلنگ کا چٹخا اور دوسرا بچہ نکلا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اس نے جھک کر دانت سے دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منہ سے بیہوشی چو نکون اس وقت تیسرے پایہ سے بچہ نکلا ڈھکیں دیا برق



سینہ قرطاس پر گرا وہ اٹھ بیٹھا اس وقت برق کو کچھ بن نہ آیا کیا را کہ میان قرطاس بندگی عرض ہے  
 لیکن تم نے کہ ہم کیونکر آئے اس وقت تمہاری قصداً نہ تھی ورنہ مروتو گئے تھے قرطاس نے پوچھا کہ تم کون ہو  
 اس نے جواب دیا کہ ہم ہیں برق اس نے کہا تم نے برا کیا جو آئے میرا کہنا نہ مانا اب کہو تمہارا حال کیا کروں برق  
 نے کہا تمہیں اختیار ہے لیکن اب تم بچو گے نہیں اگر ہم مر گئے تو ہمارے اور بھائی تمہیں بغیر اسے  
 نہ چھوڑیں گے اس نے سحر پڑھ کر پنجون سے اسکو چھڑایا اور کہا میں نے پہلے بھی اسی سے چھوڑا تھا کہ مجھے  
 آزار نہ پہونچے اور اب بھی رہا کرو دیتا ہوں خبردار اب یہاں نہ آنا ورنہ اب کی زندہ نہ رکھوں گا برق  
 نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا اب کی ہم بھی بغیر اسے نہ جائیں گے یا اپنی جان دین گے یہ کہہ کر باہر آیا اور دست  
 صحرا چلا ادھر سے قرآن بشکل مبدل عیاری کرنے آتا تھا اس کو ملا اس نے سبب حال کہا قرآن نے کہا  
 یہ ساحر زبردست نہ ہوتا تو برسم قاصدی بھیجا نہ جاتا پس معلوم ہوا کہ جب اس کے پاس جا بٹنگے گرفتار  
 ہو جائیں گے یہ بھی خدا کا رحم اور فضل و کرم ہے جو اس نے آپ سے تھیں چھوڑ دیا اب تم نہ جانا آج چلو  
 ایک جگہ ٹھہر کر آرام کریں کل کی منزل میں کچھ فکر کریں گے یہ کہہ کر ایک درہ کوہ میں جا کر آرام کیا جب  
 رات گزری اور بارگاہ مشرق سے مسافر خاور کمرچا در شعاع سے باندھ کر گہراے دشت پہر ہوا  
 اور سر پر دہ ظلمت شب و لشکر انجم سفری ہوا المولفہ

کیا لشکر انجم نے کوچ تب  
 ہوئی آمد مہر اسے پھر تب آہ

سر پر دہ شب ہوا بار جب  
 ستاروں سے افلاک کی بارگاہ

صبح کو لشکر قرطاس میں طبل سفر بجا اور کوچ ہوا اس طرح بچشم و خدم ساری فوج روانہ ہوئی عیار بھی نیچے  
 نیچے طائر سحر کے چلے وہ لشکر بردے ہوا روانہ تھا اور ہوا سے زیادہ روان تھا عیار بھی بلا کے  
 دوڑنے والے ہیں شاگرد و دوندہ بید رنگ عمر و کے ہیں اور فن عیاری سے علم مساحت اور زمین کا  
 دور اور طول و عرض راہ بخوبی پہچانتے ہیں اس وجہ سے ان راہوں سے جاتے ہیں کہ برابر لشکر  
 کے پہونچتے اٹھے ہوئے اس طرح کہ کہیں قدم زمین سے لگا اور کہیں نہ لگا چلے جاتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے  
 کہ ایک بجو کہ گرد کا پیچ تاب کھاتا ہوا جاتا ہے کہ بیت زمین سے نہ لگتے تھے چلنے میں کام + ہوا سے  
 وہ اڑنے میں کرتے کلام + اسی طرح کئی منزل برابر آئے اس وقت ایک دشت پر فارمین گذر ہوا  
 اور آفتاب بھی نصف النہار پر پہونچا اس صحرائین اس شدت کی دھوپ پڑتی تھی کہ تمام کمرہ تار تھا  
 بڑا بڑا ہر ایک خار تھا درپے آزار تھا پھر ہاڑوں کے تپ رہے تھے شرارے نکلتے تھے ندیان  
 بڑھی تھیں کنارے خاردار و رخت لگے تھے نہیں نہیں وہاں ساحل کی زبان میں پیاس سے  
 کانٹے بڑے تھے لب جو بارش نہ ایسے تھے کہ سپر زبان بندھاگی تھیں زمین تانباک ایسی تھی کہ میدان  
 ستر کو شرفی تھی ہوا سے گرم دل دہر میں آگ لگائی تھی روزگار غدار اسی گرمی کا بھڑکایا ہوا ہے



آتش جو ردیم سے خاطر اہل عالم جلاتا ہی ہونانی سے پیش آتا ہی پانی اس دشت میں نایاب تھا گو ہر جان ہر ذکیات بے آب تھا آنکھ میں کسی کے سیل نہ تھی مردم دیدہ کو آشنا سے مروت کی اس تھی انتہا کی بیاس تھی چشمہ چشمہ بڑبانا کیسا آنسو پیتے تھے دیدے پانی کے دیدے رہتے تھے غبار گرم ایسا چھایا تھا کہ چشمہ آفتاب تک بے آب دہوا تھا چشمہ ہر محبت بالکل سوکھا تھا مذیوں کے گھاٹ تلوار آبدار گھاٹ کی طرح سوکھے گھاٹ اتارتے تھے انسان سے جو بات کر دسو کھی سناتے تھے لون کے جھونکے نفس گرم عاشقان تھے جسے فرشتوں کے پر غرۃ الامان تھے آفتاب سوانیزہ پر اتر آیا دشت میں لون کا دھوان سحاب بنکر چھایا تھا آگ رستی تھی یہ حالت تھی لمو لقمہ

فردوز رخ سے بھی سوا تھے غار	نبین لاکھوان بھرے تھے عقربار
وادی ہولناک درحشت خیر	کرے شیطان بھی وہاں سے گریز
ہر گولہ تھا دیو آتش ناک	جل کے کالا ہوا تھا مگر خاک
نفس آہ عاشقان تھی ہوا	جس سے ملتا تھا دل جلو نکاپتا
ڈر کے طائر نہ کرتے تھے پرواز	ہر طرف سائین سائین کی آواز
کب درختوں کا ہو وہاں سایا	سر سے جن کا بھی سایہ سر کا تھا

اس دشت آتشاک میں بروے ہوا اڑ کر چلنا دشوار ہوا آفتاب کی تازت سے یقین تھا کہ ہر ایک فی النار ہوا قراطس خناس نے بزور سحر اپنا کر اپنے لشکر پر محیط کیا اگر جب بھی تاب حرارت خورشید نہ لاسکا آخر زمین پر اتر آیا اور آگے چلا عیاروں نے جو زمین پر لشکر چلنے دیکھا بصورت مبدل عقب فوج یہ بھی چلے اور باہم صلاح کی کہ اس صحرا سے ہونچ کر کے آگے ضرور کوئی مرحلہ طلسم اور جائے دشوار گزار ہوگی پس وہاں سواے اس لشکر کے اور کوئی نہ جاسکے گا لازم ہے کہ کچھ تدبیر کریں یہ شورہ ٹھہرا کر سافروں کی ایسی صورت بنے اور ملازمان لشکر مثل فراش و خدمتگار جو پیچھے جاتے تھے ان میں سے پانچ سات آدمی ایک طرف جاتے تھے یہ بھی ان کے پاس آئے اور ساتھ ساتھ چلے انھوں دیکھا کہ دو ساحر کمر باندھے دری کا ندھے پہ ڈالے لوٹا ڈری لکڑی میں لٹکائے لکڑی کا ندھے پر کھے پاؤں گرد آلودہ رخسار پر خاک پڑی پسینہ آیا ہوا ہمارے ساتھ آتے ہیں یہ دیکھ کر وہ ان سے مستفسر ہوئے کہ بھائیو تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو عیاروں نے کہا ہم رہنے والے طلسم نور افشان کے ہیں طلسم ہوشربا میں ہمارے عزیز رہتے ہیں ان کے پاس آئے تھے اور از بسکہ طلسمات میں غدر ہو رہا ہر عیار جہاں پاتے ہیں مار ڈالتے ہیں اور علاوہ عیاروں کے زمانہ ایسا پڑا شوبہ ہے کہ جا بجا قطع الطرق و رہزن پیدا ہو گئے ہیں آپس کے ساحر اکیلا پاکر ضرر پہونچاتے ہیں اس لیے ہم بہت دنوں ہوشربا میں رہے کہ کوئی قاتلہ تاجر و مکار اگر ہمارے طلسم میں جائے تو اس کے ہمراہ ہم بھی جائیں آخر سنا گیا کہ نامہ دار شاہ جادو ان چشمہ خدا



جاتے ہیں یہ خبر سکریم بھی روانہ ہوئے چنانچہ اسی واسطے ہم تمہارے ساتھ ہیں کہ بحفاظت اپنے گھر پہنچ جائیں  
 اُن سب کے یہ حال شکر کہا کہ کیا مضائقہ تم ہمارے بھائی بہن تمہاری خدمت کرتے چلین گے آؤ ہمارے  
 شریک حال رہو عیار یہ سکر باتیں کرتے ساتھ چلے اور کچھ دور چل کر کہا کہ بھائی اگر پانی ملتا تو کھانا کھانے کے بھوکے  
 ہیں اونھوں نے کہا پانی ہمارے ساتھ میں ہر قسم کھانا کھاؤ انھوں نے جواب دیا کہ ایک شرط سے ہم پانی لیتے  
 ہیں کہ آپ لوگ بھی کھانے میں ہمارے شرکت کریں وہ یہ کلام سکر خفا ہوئے اور بولے کہ کیا ہم پانی پیتے  
 ہیں تم اس طرح بیگانہ وار باتیں کرو تو ہمارے ساتھ نہ آؤ عیاروں نے کہا آپ خفا نہ ہوں ہم نے بھی آپ کو  
 کھانے میں اس لیے شریک کرنا چاہا ہے کہ ہماری آپ کی جدائی اور غیرت کسی طرح کی نہ ہے یہ کہہ کر ایک جگہ رُکے  
 اور کہا شکر کو آگے چلنے دیجیے یہاں ٹھہر کر کھانے سے فارغ ہو کے لمحہ بھر میں شکر کے ہمراہ ہو لینگے وہ لوگ اس خیال  
 سے کہ یہ اکیلے نہ رہیں کیونکہ ساتھ لے چلنے کا وعدہ کر چکے ہیں ٹھہر گئے اور عیاروں نے اٹھائی اور بکوان مکر سے  
 کھول کر پھوڑا پھوڑا آغشتہ بدار دے بیہوشی انھیں دیا اور سادہ آپ کھایا وہ سب کھا کر بیہوش ہو گئے انھوں  
 نے ان میں سے دو آدمیوں کا لباس اُتار لیا اور دونوں کو الگ لے جا کر خجریے زمین بکھوڑ کر دفن کر دیا اس لیے  
 کہ یکایک مار ڈالنے سے شور و غل مچے گا غرض کہ بعد دفن کرنے کے انھیں کی ایسی صورت بنکر وہاں آئے کہ جہاں  
 اور پانچ آدمی بیہوش پڑے تھے انکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار آئے کہا نہیں معلوم کہ اس  
 کھانے میں کیا ملا تھا کہ ہمیں جس نے بیہوش کر دیا اور وہ دونوں مسافر کہاں گئے عیاروں نے کہا کہ سامری  
 کا شکر کرو کہ جان بچ گئی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں ٹھگ تھے ہکو والد اس بھکر بیہوش کر کے مال ڈھونڈھا ہوگا  
 جب کچھ نہ ملا تو جلیا چھوڑ گئے یا یہ کہ عیار تو ہمارے سردار کے پاس کئی بار آچکا ہے شاید یہ بھی عیار تھے  
 کسی وجہ سے ہمیں قتل نہ کر سکے کوئی آگیا ہو گا یا کوئی اور سبب ہوا ہو گا کہ وہ بھاگ گئے اور ہم بچے اب جلد  
 لشکر میں چلو اور یہ بچوان زہرا لود ہی ہیں رہنے دو یہ صلاح جب بتائی وہ سب دوڑتے ہوئے سمت لشکر  
 روانہ ہوئے یہاں تک کہ فوج میں آکر ملے عیار بھی ساتھ تھے غرض کہ بعد قطع مسافت بعیدہ ایک مقام پر  
 اسی صحرا میں گذر ہوا کہ بہت سے مردے جل رہے تھے اور چہرے اسند اُن کے چلنے کی پیلی تھی اور جا بجا راکھ  
 کے ڈھیر چلے ہوئے مردوں کے تھے اور ہزاروں ہڈیاں کھوپڑیاں ہر جگہ پڑی تھیں اور ایک احاطہ  
 اُسی مرگھٹ میں بنا تھا کہ جسکی دیواروں میں صد ہا طاق تعمیر کیا تھا اُن طاقوں میں مردے مکر توڑ کر بٹھائے  
 تھے اور خیمہ کی طرح طاق بنا سے تھے اُن مردوں کے کھانے کو ہزار ہا گدھ اور چیلین اور کوسے جمع تھے دیواروں پر اور  
 درختوں پر اور میدان میں ہزار ہا اکٹھا تھے جا بجا سر اور پونگین منقار میں دابے بھرنے تھے گوشت کے  
 بو تھڑے درختوں پر بے بیٹھے تھے ایک دوسرے سے جب پھینکنے کے لیے دوڑتا وہ اُڑتا گوشت چھوٹ گرتا  
 بوٹیاں برستی نظر آتی تھیں ایسی جگہ کو دیکھ کر وحین قالب میں گھبرا آتی تھیں اندر سے احاطہ کے آواز میں مہیب  
 آتی تھیں باہر مردے جلتے تھے ہوا سے شعلہ اُڑ کر پیتا پ کھاتے تھے چنگا ریاں تمام مرگھٹ میں تیر شتاب



کی طرح اڑ کر گرتی تھیں ارواح نجیسات ہرمت آگ اڑاتی پھرتی تھیں جو بگولا اڑتا تھا بھوت آگ لیے معلوم ہوتا تھا  
وہو ان ہر طرف پھیلاتھا اس دھوئیں میں شعلوں کا بلند ہونا اور صداؤں کا ہیتناک آنا شیاطینوں کا دل  
دھلاتا تھا کہ بمقتضائے آیات لموقعہ

جائے ابلیس تھی جگہ وہ ضرور باہن آہیں میں کرتے تھے مرے کوئی کہتا تھا دینا نجد کو شراب منہ سے شعلہ کوئی اڑاتا تھا	سایہ رحمت خدا تھا دور حال مرنے کا اپنے کہتے تھے مانگتا تھا کوئی سور کے کباب غول بکر کوئی ڈراتا تھا
--	---

قرطاس وہاں تخت سے اتر ا اور سحر پڑھنے لگا بعد لمحہ کے آندھی سیاہ آئی کہ دنیا تاریک ہو گئی پھر اس  
تاریکی سے ایک ساحرہ تیرہ نام ہیتناک شکل پیدا ہوئی اس نے اس سے کہا کہ اے مہیب جادو محافظ  
مرکھٹ میں شاہ طلسم کا نامہ لیے سمت کو کب جاتا ہوں اس احاطہ کی کنجی مجھے دوا اور راہ بتلا دو کہ یہ راہ  
بہت نزدیک کی ہر میں اس راہ سے نہیں گیا کہ جدھر سے عمر و گیا تھا اس ساحرہ نے کہا اس اتے سے  
جانے کا حکم نہیں ہر کہو کہ یہ راہ قبضہ میں ملکہ بہار کے ہر میں کوئی حکم شاہ طلسم نے انحراف اطاعت ملکہ  
موصوف نہیں دیا ہر چند کہ وہ ملکہ شریک لشکر عمر و بن لکڑان کے ملک و مال کی ضبطی نہیں ہوئی اسے کہا  
افراسیاب اس کے عشق کا دم بھرتا ہر اس وجہ سے اس کے لک کو نہیں چھینتا ہر اور حیرت اس کی  
ہیں بھی عزیز داری کا پاس کرتی ہر لیکن تم مجھ کو راہ ددگی تو شاہ طلسم خوش ہونگے ناراض نہ ہوں گے اس  
ساحرہ نے کہا مجھ کو خلاف حکم شہنشاہ کرنا منظور ہر لیکن ملکہ بہار کی مخالفت گوارہ نہیں اس نے جب یہ  
سنا اس سے کہا کہ مجھ کو بہار سے کیا مطلب میں اپنی راہ چلا جاؤں گا اس میں تمہارا کیا نقصان ہر وہ ساحرہ  
سوچی کہ یہ نامہ دار بادشاہ ہر ایسا نہ ہو کہ کچھ تیرے لیے قباحت ہو اگر یہ نکلیا لے گا تو بادشاہ بھی  
راضی رہے گا اور بہار کے لیے بھی کچھ ضرر نہ ہو گا یہ سوچ کر اس نے کہا اچھا آؤ اور دربراہ چلے جاؤ یہ  
اس کے ساتھ چلا اس نے جوڑے سے اپنے کنجی نکالی اور فضل اس احاطہ کا کھولا یہ مع لشکر اس کے اندر  
قد مزن ہوا عیار بھی اندر آئے یہاں ایک تالاب بیح احاطہ میں بنا تھا اس میں ہزار ہا غول تیرتا تھا پانی تالاب کا بالکل نیلا  
تھا اس ساحرہ نے کہا کہ اس میں کو د پڑو سیدھے حوالی کوہ ارم میں پہنچو گے اسکے داہنے ہاتھ کی طرف جو راہ گئی ہر طلسم  
نور افشان کے جانیکی ہر قرطاس اسکے کہنے سے تالاب میں کودا اسکے پیچھے تمام لشکر اسکا ایک کے بعد دوسرا کودا یہاں تک  
دونوں عیار بھی غوطہ زن ہوئے اور تادیر غلطان و پچان چلے گئے پھر جو آنکھ کھلی تو صحراے سبزہ زار اور دشت پر بہار میں گذر  
ہوا کو سون تک عفران کے کھیت لگے تھے رنگ خسارہ عاشقان کا پتہ دیتے تھے نہیں نہیں عروس بہار سونے میں زرد تھی  
وہ جگہ دیکھ کر آنکھوں میں سرسوں پھولی تھی دور سے رنج کی گرد تھی کف دست میدا نہیں زعفران کیا لگائی تھی گویا کسی جلد باز  
نے قبلی پر سرسوں جلائی تھی وہ سیر دیکھ کر ہنسی نہ تھمتی تھی شل ہر کیا زعفران کا کھیت کھا ہر وہاں اصل میں عفران کی کھیتی تھی ہر کھیتی



دیکھ کر بہشت کی خبر رکھنا کیسا اپنی آپ خبر نہ رہتی خود فراموشی ہوئی دہان سے جب اور آگے بڑھے ایک پہاڑ سنگ مرمر سفید کا ایسا نورانی نظر آیا کہ جس کے رشک میں کوہ طور جل کر سرمہ بن گیا عکس کوہ سے وہ رشک وادی ایمن تھا ہر قطع دشت نور کا گلشن تھا آفتاب کی سنہری دھوپ اور پہاڑ کا عکس نورانی مل کر تمام دشت پر پر تو فگن تھا درختان صحرا تمام نقرئی و طلائی نظر آتے تھے شاہد بہار کا عجیب جو بن تھا ندیوں کی اس نور نے آبرو دے بڑھا دی تھی گوہر کی آب و تاب فرط و صفا سے اس نور نے مٹا دی تھی ہر سمت گلہاے سرخ رنگ اس نور میں عجب بہار دکھاتے تھے بلور کے دریا میں عقیق و یاقوت بھتے نظر آتے تھے اس جگہ سیر وہ دیکھے جوشل موٹی چشم حسرت لکھتا ہو موسیٰ کا دل اس جگہ کے دیکھنے کی آرزو میں غش تھا واقعی کیفیت سامان بہار لائق اشراف تھا اس دشت میں نور چیل تھا یادیدہ روزگار کی روشنی کا نمونہ تھا چمک اس سفیدی کی ہر دے ہوا ہر سمت چلی تھی چشم مشتاقان کے لیے برق تجلی تھی دریاے نور موجزن تھا آبروریز چشمہ مہر روشن تھا درختوں کی سیاہی سے نور کا چھننا تارونکا زمین پر کھیت کرتا نظر آتا تھا گلہاے احمر کی سرخی اور کوہ کی سبزی سے طرفہ ماجرا تھا کہ نور دنار ایک جگہ روشن ہر زمین نہیں زمین معشوقان صبح رخسار کے خندان رنگین دہن تھے دیدہ زر گس میں بھی نور آیا تھا ایسا ہر جگہ وہ نور سما یا تھا کہ بوجیب المولف

تو یہ صاف پیدا تھا اس جا طور  
عیان اس میں یہ نور ہے چاند کا  
سفیدی تھی یہ چشم یعقوب کی  
تراشے تھے یہ نخل بلور کے  
زمین و ان کی تھی نقرئی اک طبق

درختوں کے سایہ سے ظاہر تھا نور  
کہ وہ سایہ تاریکی شب ہوا  
صباحت کہان یہ رخ خوب کی  
گل و غنچہ و برگ سب نور کے  
چلتے تھے برگوں کے سارے برق

قرطاس نے قریب اس کوہ نور آگین کے حکم قیام لشکر دیا حسب حکم خیام نصب ہوئے اہل فوج اترے پھلا  
پہر دن کا باقی تھا آفتاب کے نیچے ہونے سے دوئی روشنی اس پہاڑ میں تھی دامن کوہ کی زمین نظر آتی تھی اسکا  
دل مشتاق سیر ہوا ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر ہر تفریح خاطر چلا اور کئی کوس تک سیر کرتا کوہ مرمر کا  
آیا اس وقت ایک پہاڑی نظر آئی کہ گلہاے بوتلوں سے دامن کی طرح بھولوں کا گناہ پتے تھی دامن  
میں اس ہزار ہا چشمہ جاری تھی منی تھمالا نہا کی کیفیت ساری ہر درخت بار اٹھارے سے بسان  
سرفرازان جھکا بار احسان نر بہت بخش آفرینش سے لدا ہوا دہان کی فرحت فرماے قلب مصفا ہے  
دشت نگارین و خنہ گلزار رضارت آگین کہ زائد صد سالہ بھی ہاں اگر طالب شراب ہو دل میں اُنکٹ الی  
کی آئے نہایت بیتاب ہو مرغان بوستان کی لغو سرائی اور اغنون دار صوت ہزار خاطر موسیقارین  
اثر پیدا کرے سوز دل سے وہ بھی آہ کر کے جلے گل و بار و بان کے بار بیخ خاطر نبیدہ کھوئے مردہ دلوں کو  
ہنسائے لب برگ خبش ہوا سے ہلکے مردہ فرحت سنائے خاطر گل سے گلہاں کا خوف نکلیا تھا قوت نامیہ کا



ایسا بھروسہ تھا بلبل کی خاطر شاد تھی صیاد کے تہ و تاب غبان کے جور سے آزاد تھی گل ہر ایک بخیر ان تھا کچھ  
عجب سامان تھا کہ لمو لقمہ

اُس دشت پہ سو بہار صدقے	عالم کے کلفزار صدقے
جو آتشین گل لگا ہوا تھا	عاشق کا وہ دل جلا ہوا تھا
مثل قند یا رفته پر داز	ہر نخل کے جلوے کا یہ انداز
تھی نکست گل جو پھیلی ہر سو	بسم معشوق کی تھی خوشبو
سنبھل ہنسی کیسے یار	دل پھانسنے پر ہوئی تھی تیار

اُس دامن کوہ میں چند گھر خسار رشک بہار شوخ و طرار جن سے سرسبز وہ گلزار گلگشت کنان ہر صفت  
مصرف و سیر و تماشا تھیں صورتیں اُن کی جان کھائے تھنا تھیں وہ قسط اس کو دیکھ کر پکارین کہ اس  
طرف کون آتا ہے جگہ ہر کس و ناکس کی نہیں آئے والا بہت بچھتا تاہی اس نے یہ صدا سن کر جواب دیا کہ  
میں تادمہ دار شاہ جادو ان ہوں عازم طلسم نور افشان ہوں آج اس دشت میں خیمہ کیا ہے کل ارادہ  
سفر کا ہر وہ غنچہ دہن و لذت نگ ہو کر ہوا اے کلام سے اُس کے آخر شگفتہ ہو میں کہ اے بیدار گر بانی شرادھر سے  
راہ ملنا محال ہے یہاں آج تک کوئی آئے کیا مجال ہے یہ جاے آرام ملکہ بہار نیک انجام ہی نام اس کا کوہ آرام  
ہو اس پہاڑ کی پشت پر باغ دلکش ہر ملکہ عالم کی سیر گاہ ہے بعد باغ کے ملک و قلعہ ہر ملکہ لالہ فام فی الحال ہر  
علیج بیان آئی ہیں باغ میں تشریف رکھتی ہیں اگر انکو تیرے آنے کی خبر ہو جائے گی بڑی آفت آئے گی  
اے شخص تجھ کو لازم ہے کہ اپنی جان بچا دھر سے آیا ہے اسی طرف پھر جا اس نے جب یہ حال سنا اُن سے  
کہا راہ میں کسی کا اجارہ نہیں پھر جانا مجھے گوارہ نہیں دوسرے پہاڑ سے میں ڈرتا نہیں کچھ ایسا جلو نہیں  
جو وہ کھا جائے گی تم جاؤ میں خود آتا ہوں دیکھو کیا میرا کرتی ہے کنیزان پہاڑ یہ نازک بند میں تھیں اس کی  
گفتار ناشائستہ شکر اپنی زلفت کی طرح برہم ہو میں اور خبر کرنے ملکہ سے چلین وہاں باغ میں بہار چند  
کہ بیوشی سے ہوشیار ہوئی تھی لیکن اب تک بیمار ہے کس لیے کہ جب سحر اسکا ٹوٹا تھا تو یہ بیوش ہو گئی تھی حال  
اس کے لڑنیکا مصور سے اول بیان ہو چکا ہے اسی وقت سے یہ بیان آکر تقسیم ہے غرض کہ کنیزین تو اس طرف  
چلین اور قسط اس ہو چکا کہ اگر یہ عورتیں جا کر میرے حال کی بہار کو خبر دیں گی وہ کسا حرہ زبردست ہے  
اگر چہ تھ آئیگی تو ضرور دیوانہ بنائے گی پس لازم ہے کہ غفلت ہی میں کام تام کردن اگر اسکو قید کر لیا اور  
محمور کو مع عمرو کے کوکب کے یہاں جا کر بار اٹو گویا اس جھگڑے ہی کو مٹایا کیونکہ یہ لوگ رکن  
شکر تہرخ ہیں ان کے نہ ہونے سے ہرخ خود مر جائے گی یہ سوچ کر جاہا کہ شکر میں پھر جاؤں اور فوج تیار کر کے  
لیچوں پھر سوچا کہ شکر کا کیا کام ہے وہ بھی مع کنیزوں کے یہاں آئی ہوگی شکر اُس کے قلعہ کا اور خزانہ وغیرہ  
سب سامان لشکر تہرخ میں ہو گا وہ اکیلی تیرا کیا کرے گی اسی طرح چلنا چاہیے یہاں سے پھر جانے اور



فتح ساتھ لینے میں عرصہ ہو گا جب تک وہ ہوشیار ہو جائے گی یہ تصور کر کے مرکب و ہن چھوڑا اور بزرگ پر وازہ کر کے اس طرف کہ جدھر کا پتہ زبان کنیز ان سے سنا تھا چلا اور پس کوہ پہونچکر باغ رشک وہ گلزار حیان دیکھا اور باغ پکچھ تر کنین جہنمین قبل قینان وغیرہ پر تھیں یہ دروازہ پر نہ گیا یوں ہی اڑتا ہوا پہونچ باغ میں اترا دہان بارہ دری کے چوبترے پر فرش زریا نہایت مصفا بچھا تھا مست تکیہ لگا تھا ملکہ بہار جلوہ فرما تھی سامنے ہزار ہا گلہ سہ چٹا تھا سامان راحت مہیا جا ہر کے اشجار کی کیاریاں پیاری پیاریاں روبرو لگی تھیں جواہر خانہ شاہان دہر کو شرماتی تھیں جواہر کے طائر اشجار پر بہار پر بیٹھے تھے لعلوں کے لعل جواہر سے مالا مال تھے سچ ہے لالوں کے کلال تھے وہ گلزار مثل بلخ سیب شاہ جادوان تھا کہ ہر سمت ایک طلسمات کا سامان تھا درختوں کو بادے سے منڈھا تھا یہ ظاہر تھا کہ سبز رنگان زریا قاست پر وہ زرتار میں نہان ہن یا گرد برج سنبلہ انوارا تا بان ہن کہ لمحو لطف

دہ رے گلشن بہشت نزار	مر گیا جس کے عشق میں شدار
اُس گلستان روح افزا کے	فتنہ دہر سارے گل بوئے
کسین بیلا تھا موتیا تھا کہین	کہین جو ہی تھی موگرا تھا کہین
قامت یار تھا کہین شمشاد	بار کلفت سے سرد تھا آزاد
گلستان جہان کی جان تھا باغ	باغ رضوان میں جسکے عشق کا دلغ

ملکہ بہار تلج زرتکار سر پر رکھے کلاہ بکلا ہی سے مغرور سراپا بصورت حور سیر باغ کر رہی تھی چشم خود نکالا احسان سر بہار پر دھری تھی کہ قرطاس نے آتے ہی ایک تانبہ اس پر بھر کا مارا وہ تانبہ آتے آتے دیکھ کر ملکہ نے کچھ حڑبھا کہ سامنے جو گلہ سہ رکھا تھا وہ شق ہوا اور ایک پتلے نے اس میں سے نکل کر تانبہ پکڑ لیا اور پکارا کہ اس خیرہ سر تو کون شکر ہے جو ایسی معشوقہ جان بادشاہ ساحران پر حملہ کرتا ہے قرطاس نے پتلے کے کلام کا تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اڑ کر بلندی پر گیا اور ارادہ کیا کہ یہ اگر سحر کرے گی تو کچھ نہ بڑے گا اسکو خاک جمیدی سے زیر کروں پس بروئے ہوا قائم ہو کر خاک قبر جمیدی سر بہار پر ڈالی خاک پڑے ہی اس گلفام پر ہوشی طاری ہوئی پتلا جو گلہ سہ میں سے نکلا تھا وہ جل گیا اور یہ ہوا پر سے بچہ نکر جو گرا کر زمین ہاتھ دے کرے اڑا بھر تو تمام باغ میں غفلت بند ہوا کہ اسے دھڑنا اس سنگدل نے غضب کیا ہے کہ ہماری بہار لوٹے لیے جاتا ہے تو کر جتنے حاضر تھے دوڑے کنیزین جو خبر کئے چلی تھیں اگر پہونچیں یہ سانحہ دیکھ کر بزرگ و سحر اڑیں اور چاہا کہ ملکہ کو چھین لین مگر یہ ساحر بھی زبردست ہوا اس نے اپنے سر سے بال توڑ کر سحر پھڑکھڑا کرے وہ بال ہاران سیاہ نکر اڑے اور جواڑ کر اس کے قریب آیا اس کے لپٹ گئے اور ایسا کاٹا کہ سہوش کر دیا اس نے پھر سحر پڑھا کہ کچھ پتلے پیدا ہوئے انھوں نے ہر ایک کو باندھا پھر تو تمام باغ میں کھرام پڑ گیا سوسن غم فراق سے بکود ہوئی چشم زکس سے سو جھٹا گیا دیدہ نابینا حیران رہا نہرین دل بیتاب کی طرح اضطراب میں تھیں موجین نہ تھیں مقرر اریان جان آب میں تھیں فوارے روتے تھے طائر جان کھوتے تھے نخل ہر ایک نخل غم تھا



گلزار ساراشل اور ارق گل صحر جورد سے بدہم تھا سرود کو سکتا آئینہ انہار جو انان چین کا حسرت زدہ ہو کر مٹھ  
سکتا تھا سنبل کی پریشانی سوسن کی بے زبانی تھی بید طبری کو بھی لرزاتھا نا توانی تھی

نظر بھول آنے لگے داغ سے  
گلوں کا جگر درد سے پھٹ گیا  
ہوا غم سے از بس لہو پیکے بھول  
ہوے یال سنبل کے ماتم کی شب  
گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد  
دیا خاک میں پھینک عسرت کا جام  
اڑانے لگین قمریان سر پہ دھول

گیا جب کہ وہ سرو اس باغ سے  
ترانے سے بکبل کا جی ہٹ گیا  
تبسم گیا حزن سے غنچہ بھول  
اڑانور زنگس کی آنکھوں کا سب  
لب جو کے اٹنے لگی گرد گرد  
لگی آگ لالہ کے دل میں تمام  
اکڑنا گئے سرو سب اپنا بھول

اس باغ کے قریب قلعہ تھا دہان کی حکومت بہار کرتی ہو اور حمیب جب کا ذکر مگھٹ کی جگہ ہوا تھا اسی قلعہ  
میں رہتی رہی باقی رعایا برابری قلعہ میں آباد ہو رعیت دل شاد ہو لیکن فوج جو کچھ ہو وہ لشکر خ میں ہے  
بیان نہیں ہر جہم خبر گرفتاری ملکہ قلعہ میں پہنچی رعایا وغیرہ نے قصد کیا کہ جگہ مقابلہ کریں پھر خیال کیا کہ  
بادشاہ طلسم کا یہ نامہ دار ہو اگر مار ڈالا گیا تو اس قلعہ میں رہنا دشوار ہوگا آج تک شاہ جادوان معترض نہیں  
لگرا ب ملک ضبط کرے گا اور دوسرے ہم لوگ رعایا میں شاہوں کے معاملہ میں دخل دینا ہمیں زیبا نہیں  
ملکہ جانے اور شاہ جانے یہ سوچ کر کسی نے عزم جنگ نہ کیا اور قرقطاس بہار کو لیے ہوئے مع کنیزان  
و ملازمان اپنے خیمہ میں آیا لشکر میں اسکے غلغلہ ہوا کہ بہار کو افسر ہمارا کپڑا لایا ہر شخص نہ روینے چلا عیار جو لشکر  
میں موجود ہیں انھوں نے بھی سنا نہایت غم ان کو ہوا اور قران سے برق نے کہا کہ اب مجھے تاب نہیں ہے  
میں جاتا ہوں اور اس موذی کو راہ جہنم دکھاتا ہوں قران نے کہا بہتر ہے اس نے ارادہ چلنے کا کیا کہ صد لے  
طبل سفر سنائی دی کس لیے کہ قرقطاس جب بہار کو خیمہ میں لایا تو قید آہن میں اس نازک بدن کو مبتلا کر کے  
ساحر دن کے پہرے میں دیا اور ہوشیار کر کے کہا کہ اے ملک حرام شہنشاہ سے مخالفت کر کے تو نے یہ روز بد  
دیکھا ہمارے جواب دیا کہ او بیوہ تو کیا بکتا ہو وہ تیرا شہنشاہ کیا سخرہ ہو اگر پیشتر سے مجھ کو تیرا نام معلوم ہوتا  
تو مزاج کھاتی جس طرح تو نے فریب سے مجھ کو گرفتار کیا ہو ویسا ہی تیرا بادشاہ بھی جھوٹا دغا باز ہو اگر تجھ کو جو صلہ  
جنگ ہو کچھ غیرت نام و رنگ ہو تو مجھ کو رہا کر دے پھر تماشا دیکھ کہ کس طرح ہلاک ہوتا ہو اس نے یہ کلام سن کر  
چاہا کہ ملکہ کو قتل کرے پھر سوچا کہ معشوقہ شاہ طلسم اور بہن حیرت کی ہر مار ڈالنا اس کا صلاح نہیں پس یہ  
سمجھ کر خیال کیا کہ ایسا نہ ہوا اہل قلعہ بیان کے کچھ فتور کریں لہذا اس نے ہر چہ کہ دن باقی نہ تھا مگر  
لشکر کو حکم کو پچ کا دیا لشکر میں مکر نیدی ہوئی عیار دن نے جب یہ سامان دیکھا قران سے برق نے کہا کہ  
تم نہ جاؤ اور سواری پر سحر کی جلوہ نہ یہ سب چلے جائیں گے تو کچھ بن نہ بڑے گارات کو تعاقب بھی نہو سکیگا



برق حسب فہمائش اسی وقت چیخ مار کر ہوش ہو گیا رنگ و رخسار زرد دست و پا سرد ہو گئے قرآن نے وہ جوان  
ساحر جن کے ساتھ یہ آئے تھے ان کو رو کر بلایا اور کہا دیکھو ان کو درد گردہ ہوا ہی ان کے لیٹنے کی تدبیر کر دو  
انھوں نے بزور سخت بنایا اور برق کو اس پر بٹایا قرآن نے کہا میں اپنی سواری پر نہ چلون گا اسی سخت  
پر سوار ہو کر چلتا ہوں انکا خبر گیر ان رہوں گا سب کے منظور کیا اور تیار ہو کر اپنی سواریوں پر سوار ہو کر  
سخت کواڑ اٹے ہمراہ لشکر چلے اس طرف قرقطاس نے ہمارے کو مع کنیزان نہر دیدار کے سخت پر خوب گرفتار  
کر کے ڈال لیا اور شتم و خدم روانہ ہوا عیار بھی ساتھ تھے سیر و شت ترہت اتنا کرتے جاتے تھے جب اس حد سے  
گذر گئے سورج بالکل غروب ہو گیا آندشاہ ظلام اس خاکدان سیہ فام میں ہوئی کہ لمو لفس

خلعت زرتار پہنے شاہ روشن جمال	بام پرافلاک کے پھر تانظر آیا مجھے
ناز معشوقانہ دیکھو اپنا عاشق جانکر	پردہ کاشب میں چھپا شرا کے جب دیکھا مجھے

رات کو چاندنی نے کھیت کیا وہ صحرا کوہ براق سا چمکنے لگا قلعہ بہار سے آگے بڑھ کر عجیب عجیب طرح کے پہاڑ اور  
جنگل مسکن ساحران عذار نظر آئے کہیں ڈمرو جیتا تھا کہیں ہوم ہوتا تھا آسینان بچھائے قلعہ کوہ پر دھونی ما  
ساحر بیٹھے تھے کسی جادو ریائے زخار بہتے تھے کہیں طرح طرح کے گل کھلے تھے غرض کہ ایسی ہی کیفیت دیکھتے  
منزلہا منزل اس رات کو چلے گئے آخر ہندو سے فلک نے بنجانہ مشرق زرین سے بت زرین مہر نکال کر طاق  
مینا فام سپہر پر رکھا اور تار خط کہکشان کو گردن سے اتار کر کہو جب لمو لفس

دیکھیے کرتی ہر کب یہ گردش دوران قیام	اس سے سرگردان ہیں مہر و ماہی ہر صبح و شام
ہیں مسافر یہ ہمیشہ دیکھیے لیل و نہار	رات گزری دن ہوا پھر دن بھی ہر آخر تمام

قرطاس شبانہ روز میں سیکڑوں کوس نکل آیا ہوا قریب طلسم نور افشان پہنچ چکا ہر از بسکہ زیادہ چلے سے  
خستہ و شکستہ بہت ہوا تھا صبح ہوتے ہی ایک صحرا کے سبزہ زار میں اترا بارگاہ نصب ہوئی یہ داخل بارگاہ ہوا شکاری  
بھی اتر کے داخل خیام ہوئے اور اپنی اپنی ضرورتیں رفع کرنے لگے عیاروں نے اپنے ساتھیوں کو بلایا انھوں نے  
برق کا مزاج پوچھا اس نے کہا اب اچھا ہوں اور ہم دونوں صحرائیں احتیاج رفع کرنے جاتے ہیں یہ کہہ کر دونوں  
روانہ ہوئے اور از بسکہ قطر اسکے تھے کہ قرقطاس کہیں ٹھہرے تو عیاری کرین اسوقت ایک درہ کوہ میں پہنچ کر  
قرآن نے برق سے کہا کہ میں دل بہا کر کھڑے جاتا ہوں کیونکہ یہ زیادہ قیام یہاں کرتے معلوم نہیں دیتا پس ہمارے ہاں کر لینا  
چاہیے تم ٹھہرو میں جاتا ہوں یہ کہہ کر روانہ ہوا اسطرف قرقطاس جب ترائی نہ آراستہ کر کے شرابخواری میں مصروف ہوا  
کسیلے کہ نیم سحر ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی نور کا تر کا تھا اوجس سبزے پر پڑی تھی درختوں کا لہلہا نا عجیب لطیف دکھاتا تھا  
پھونونکی خوشبو سے دماغ جان سطر ہوا جاتا تھا چشمنے چقر موجزن تھے مرغابیان سرخاب غوطہ زن تھے قطرات شبنم سے  
کوسوں تک دام مروارید سبزہ پر پڑا تھا پھولوں کا کھلتا کلفت رنج مٹاتا تھا کہ ابیاست

نظر مصردن تھی ہر دیدہ گل پر	عجب جو بن بہ تھے سب غنچہ تر
-----------------------------	-----------------------------



کوئی گل تھا بہ شکل جام لبریز	کسین تے تھے باہم شبنم آمیز
کسی کارنگ مثل روے جاتان	کوئی نازک بدن کچھ دم کا نھان
زمر و گون بہار بگ شاداب	بہا لب زہر دامن چشمہ آب

اسی بہار جانفزا میں لطف می کشی تھا اس نے سر اچھے اٹھوا دیے اور راحت میں مصروف ہوا مگر قرآن جو روانہ ہوا تھا یہ نظر کردہ اسد انشا غالب ہوا اس نے اپنے سولا کو یاد کیا اور پکارا کہ اسے پروردگار واسطہ اپنے شیر کی حرمت کا کہ بھکوزور بازو عطا کر بعد دعا کے کچھ ارین جا کر شیر صحرائی کی تلاش کرتا تھا چنانچہ ایک جگہ بہت سرد نظر آئی وہاں شیر کی بو پائی اس نے نعرہ کیا صدے نعرہ سے ڈٹ گونج گیا اور ایک جھاڑی سے شیر غران نکلا اس نے لکارا کہ باش اے گگ صحرائی کہاں جاتا ہے شیر طمانچہ اٹھا کر اس پر حملہ آور ہوا اس نے اس کا طمانچہ خالی دیکر اس کے سر پر گھونسا مارا شیر تورا کر گرا اور اس نے طمانچے اور گھونسنے مارنا شروع کیے یہاں تک کہ شیر کو مضحل کر دیا اس وقت کسوت عیاری سے ایک دوا ایسی کہ جس طرح کیوتر کو شہداد رہا کہ دانہ میں ملا کر کھلا دے تو کیوتر اس گھر کا کہ جہاں وہ دانہ کھایا ہے عاشق ہوتا ہے اس نے نکالی اور بارہ گوشت میں ملا کر سامنے شیر کے ڈالی اس نے کھاتے ہی اطاعت اس کی اختیار کی رام ہو گیا اور وہی گوشت مانگتا تھا اس نے فوراً اسیر ایک زین پوست پلنگ کا باندھا اور منہ میں لگام دی پھر آپ صورت اپنی مثل ساحر مہیب صورت کے بنائی چہرہ نہایت سیاہ منہ بھاڑ سا کھلا زبان سرخ منہ سے باہر سر بہت بڑا دست دپا دراز سانپ تمام خیم میں لپٹے زہریلے بھجوسیاہ رنگ سینے پر رینگتے ہاتھ میں بھی ایک مار سیاہ کا تازیانہ لیے اس شیر پر سوار ہوا اور دو نامہ مہری شاہ طلسم کے بنا کر اپنی جھولی میں رکھے پھر وہاں سے لشکر قرطاس میں چلا جب اہلین شیر کچھ شوخی کرتا اور قصد گریز یا جنگ کرتا تو یہ حقوڑا گوشت اُسی وا کا اسکو دیتا کہ وہ اُسکے مزے سے خوش ہو کر آگے چلتا غرض کہ کچھ دیر میں یہ لشکر میں پہونچا جس نے اسکو دیکر اخافت ہوا اور سلام کیا یہ اسی طرح بارگاہ قرطاس میں آیا وہ شراب پیکر پلنگ پر بہر آرام لیٹا تھا کہ ملازمون نے شیر آ یا شیر آ یا کا غل مجا یا یہ اٹھ بیٹھا اور قرآن کو اس ہیئت سے دیکھ کر کھڑا ہو گیا پکارا آئیے تشریف لائیے قرآن نے شیر پر سے اتر کر ایک نامہ نکالا اسکو دیا اس نے مہر ایک بادشاہ طلسم کی دیکھی نامہ کو آنکھوں سے لگا یا سر پر رکھا پھر واکر کے پڑھا لکھا تھا کہ فلان روز ہم نے کتاب مہری میں تمہارا حال دیکھا پس معلوم ہوا کہ تم نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا اور طلسم سے بہت دور نکل گئے ہو پس بدولت کو خیال ہوا کہ پر اے ملک میں مجرمہ کا لیجانا اچھا نہیں کیونکہ وہاں عہد و ایسا عیار موجود ہی ایسا نہ ہو کہ وہ اسکو چھڑا لیجائے اور دوسرے تم سے اگر جنگ وہاں ہونے لگی تو اڑائی کا خیال رکھو گے یا قیدی کا جب بھی اُس کے چھوٹ جانیکا احتمال ہو لہذا ایسا سوچ کر ایک نامہ بنام نامہ ہر جاو و مالک بیابان طلسم کے لکھا ہے کہ ہمارا نامہ قرطاس کے نام لکھا ہوا اُسکے پاس لیجانا اور بہار کو لے کر اپنے پاس رکھنا



پس اسے قرطاس جو وقت نامہ تھا رے پاس نامہ لیکر آئین تم قید اس مجرمہ کی ان کے حوالے کرنا وہ اپنی جگہ پر  
 بھٹاٹ رکھیں گے جب تم نامہ داری کر کے پھر دے گے قید لیتے آنا یا ہم طلب کر لیں گے خبردار اس امر میں تاہل نہ  
 کرنا زیادہ مراحم خسروانی کے امیدوار ہو یہ نامہ کا مطلب دریافت کر کے اس نے پوچھا کہ آپ کے پاس دوسرا نامہ  
 جو آپ کے نام آیا ہے موجود ہے قرآن نے وہ نامہ بھی نکال کر دیا اس نے پڑھا وہی مضمون تھا کہ اسے نامہ تم قید  
 کو لیکر اپنے پاس رکھو جب یہ نامہ بھی پڑھ چکا اس کو مطلق گمان نہیں ہوا کہ یہاں عیار رائے ہونگے کیونکہ منزلہا منزلہ  
 نکل آیا ہے اور جانتا ہے کہ میں اڑ کر آیا ہوں عیار میرے برابر کہاں چل سکتے ہیں غرض کہ گویا ہوا کہ اے مہربان حکم  
 شہنشاہ سے ناچاری ہے آپ اس مجرمہ کو لیجائیے مگر کچھ دیر کرم فرمائیے شراب پیچھے پھر چلے جائیے گا قرآن نے  
 کہا مجھ کو تعمیل حکم بادشاہ کرنا تھا اور ایسی ہی سخت ضرورت تھی جو اپنی سرحد سے یہاں آیا اور مجھ کو حکم نہیں ہے کہ  
 کہیں جاؤں کیونکہ یہ مجرمہ بڑے بڑے بانی شرارت ہیں اور دوسرے آپ بھی مسافر ہیں ہوا آپ کی دعوت کرنا  
 چاہیے مگر جب آپ مراجعت بفضل سامری کیجیے گا تو میرے مکان پر چلیے گا وہاں باطمینان ہم آپ صحبت آرا  
 رہیں گے اس وقت معاف فرمائیے قرطاس نے کہا بہتر ہے اور ساحر دن سے حکم دیا کہ قید بہار مع کنیزان  
 حاضر کر وہ ملکہ و صوف کو قید آہن میں گرفتار حاضر لائے قرآن نے کہا آپ اپنا سحر اس پر سے دفع کر دیں  
 میں سحر میں اپنے کیے لیتا ہوں یہ کہہ کر جھولی سے ایک ہار لوگوں کا نکالا قرطاس نے اپنا سحر دفع کر دیا اور  
 اس نے وہ ہار لوگوں کا گون بہار میں ڈال دیا اور قید آہن میں بھی اتروادی ہمارے چھوٹ کر چاہا تھا کہ کچھ  
 سحر کے بھلجاؤں مگر لوگوں کی خوشبو سے بیہوشی طاری ہوئی قرآن نے اٹھا کر شیر پر رکھ لیا اور کہا کنیزوں کو چھوٹ  
 دو یہ آپ میرے پیچھے دوڑتی چلی آئیں گی میں سحر ٹپھے دیتا ہوں انھوں نے کنیزوں پر سے سحر اتار لیا وہ  
 جب چھوٹیں اپنی مالکہ کو ایک ساحر کو لیجائے دیکھ کر عازم جنگ ہوئیں پھر خیال کیا کہ یہاں لشکر ساحران ہے  
 ایسا نہ ہو کہ کچھ نہ ہو سکے اور ہم پھر قید ہو جائیں لازم ہے کہ آگے بڑھ کر سمجھ لیں پس یہ سوچ کر جب ملکہ کو قرآن  
 لیچلا ادھر ہی چلین اور قرطاس کو ظاہر ہوا کہ بیشک بہت بڑا یہ ساحر ہے کہ ایک ہار میں تو اس نے اتنی بڑی  
 ساحرہ کو بیہوش کر دیا اور اس کی کنیزوں کو اس طرح بے بس کر کے لیچلا غرض کہ یہ تو تعریف کر کے بہر استراحت  
 اپنے خیمہ میں گیا اور قرآن ملکہ بہار کو صحرائین لایا وہاں لاکر اسکو ہوشیار کیا ہار اتار لیا شیر سے اتارا  
 شیر کو چھوٹ دیا بہار کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی ساحر ہے جس نے ہار پہنایا تھا سامنے کھڑا ہے اس نے چاہا کہ میں  
 کچھ سحر پڑھوں قرآن نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا اے ملکہ میں قرآن ہوں تم نے اتنے دن ہمارے ساتھ  
 رہ کر بھی فریب عیاری نہ دریافت کیا بہار یہ سن کر گلے سے پٹ گئی اور کہا اے قرآن آج تم ایسا بھیس  
 بدے تھے کہ میری تو کیا لیاقت ہے میری جگہ پر خواجہ سلامت ہوتے تو ہرگز نہ پہچان سکتے یہ بائیں بھین کہ کنیز  
 آئین اور حال سن کر خوشنود ہوئیں اور ملکہ نے کہا کہ اے قرآن اب تم یہاں ٹھہرو میں اس قرطاس کو  
 مزا چکھاؤں مع اس کے لشکر کے دیوانہ بناؤنگی قرآن نے کہا اے ملکہ جو میں کہوں وہ پذیرا کرو سنو



جنگ دوسرا دیکھان تم اکیلی ہو اور وہ لشکر ساتھ رکھتا ہے ساحر بھی زبردست ہے مبادا اُس نے پھر گرفتار کر لیا تو اچھا نہ ہو گا دوسرے یہ کہ تم عیاروں نے یہاں تک اُس کا تعاقب کیا کہ اس جگہ پہنچے لشکر بھی چھوڑا اگر یہ ہم سے قتل نہ ہو سکا تو عیاران امیر کے سامنے ہماری آبرو نہ رہی یہ ساحر ہمارے ہی حصہ کا ہے تم امین دخل نہ دو ہمارے کہا کچھ تو میرے بھی دل کی آرزو نکل جانے و قرآن نے کہا جب ہم اس کو قتل کریں اُس وقت اس کے لشکر کو شکست دینا قتل و قمع کرنا ملے گا کہا اچھا مگر اے عیار دانا یہاں سے بعد فراغ عیاری گھر کیونکر چلے گا کہ ہم بھی اپنی دور نہیں آئے راہ میں ہزار ہا ساحر ملائے روزگار دہتا ہے اُسے بچنا دشوار ہے دوسرے راہ نہیں معلوم اگر یہاں کے کسی مرحلہ میں طلسم کے چھنس گئے تو بغیر فتح طلسم وہاں سے رہائی غیر ممکن ہے قرآن نے کہا خدا مالک ہم تم ساتھ چلے گئے ابھی تم بھی ہمارے ساتھ ہو یہ کہہ کر زفیل عیاری بجائی برق جو کوستان میں مخفی تھا دڑایا اور ملکہ ہمارے سے ملا خوشنود ہوا پھر گویا ہوا کہ خلیفہ آپ توجہ دعویٰ کر گئے تھے وہ پورا کر لائے یعنی ملکہ کو چھڑا لیا اب میں اس ساحر کو مارنے جاتا ہوں خدا تعالیٰ میرا ارادہ بھی پورا کرے کہ ہم سے فرصت ہے ہمارے کہا اے برق بہن بھی عیاری میں شریک کر لو برق نے کہا خداے کریم ہمارا شریک حال ہے عیاری بے لاگ اچھی ہوتی ہے ہمارے منت بہت سی کی اس نے تا چار ہو کر کہا کہ اچھا اپنی کنیز دن کو مجھے دید و بس اتنی شرکت تمھاری کافی ہے ہمارے کہا خیر بہتر ہے قرآن نے کہا اے برق ابھی عیاری کو نجاؤ کیلئے کہ میں یہاں سے ملکہ کو چھڑا لیا ہوں وہ دھوکا کھا چکا ہے مبادا دوبارہ دھوکا نہ کھائے اس سے مناسب ہے کہ ایک منزل اور آگے بڑھ کر اس کو مانا اس نے یہ سن کر کہا جیسی آپ کی مرضی ہو اچھا چلیے کسی مقام سبزہ زار میں بیٹھ کر بطور مخفی کھانے پانی سے فراغت کر لیں کہ راہ کے تھکے ماندے ہیں یہ سنتا تھا کہ سب اٹھ کر روانہ ہوئے اور ایک مقام پر برب جوے سبزہ زار دیکھا ہمارے سحر سے فرش مٹک گسترہ کیا بیٹھے عیاروں نے میوہ شیرمال کباب وغیرہ نکال کر دسترخوان چنایا ملکہ کھانا کھایا پھر شغل بادہ خواری شروع ہوا ادھر تو یہ حال ہے لیکن ادھر جب قرطاس آرام کر کے اٹھا دو پہر دن آچکا تھا اس نے خیال کیا کہ اس دو پہر میں اور آگے بڑھ کر اترنا چاہیے کیونکہ رات کو قیام کرنا بہتر ہے صبح کو چلے گئے اگر رات کو آج چلے تو پھر دن کو ٹھہرنا ہو گا دوسرے یہ کہ رات کے سفر میں سو طرح کے ضرر ہیں ملک دشمن قریب ہی دن ہی کو چلنا چاہیے یہ سوچ کر اس نے حکم دیا کہ نقارہ کوچ کا بجے وہ ساحر جن کے ساتھ عیار آئے تھے خبر سفر سن کر گھبراے کہ ہمارے ساتھی صبح سے گئے ہیں اب تک نہ آئے آخر انھوں نے بنا چاری اہلکار لشکر جس کے یہ سب نوکر تھے اس سے اطلاع دی اس نے کہا یہ امر دو علت سے خالی نہیں یا تو صحرا میں کسی نے ان کو مار ڈالا یا وہ عیار تھے مگر اس امر کو پوشیدہ کرنا لازم ہے کیونکہ اگر قرطاس سے گاتو اس کو ثابت ہو گا کہ یہ لوگ بھی عیاروں سے ملے ہوئے ہیں جب تو ان کو اپنے ہمراہ یہاں تک لائے وہ پانچ ساحر اُس کے سمجھانے سے چپ ہو رہے اور لشکر میں کوچ ہوا غلطی اور خدا کے طبل سفر سن کر عیار بھی صحرا میں خبردار ہوئے اور ایک جگہ پوشیدہ ہو گئے جب لشکر اُس راہ سے



گزر گیا ملک ہمارے تخت سحر بنا کے مع عیاران و کنیزان سوار ہو کر عقب لشکر راہ لی آگے آگے قوطاس پیچھے پیچھے  
یہ روانہ تھے مقامات عجائب و غرائب صحرائے ہولناک سیر دامن کوہ و صحرا دیکھتے چلے جاتے تھے اس طرح منزلہ منزل  
جب بھل گئے تو ایک نہر پانی کی بہتی نظر آئی اس نہر کے پاس جب جانے لگے اس میں سے دھواں پیدا ہوا اور  
تمام لشکر میں پھیل گیا قوطاس نے ہر خیمہ پر چھاوہ تاریکی دور نہ ہوئی یہ اُس جگہ سے اتر کر کنارے نہر کے آیا  
اور پکارا کہ ملازم شاہ جادو ان ہون نامہ لیکر جاتا ہوں مجھے کسے روکا ہر نہر سے آواز آئی کہ کون شاہ جادو  
ہو اسے افراسیاب کو بتلایا نہر میں کسی نے قہقہہ لگایا اور کہا وہ تجھ جیسے ساحر دن کا بادشاہ ہر ہم اس کا کہنا  
نہ مائیں گے ہمارا بادشاہ کو کب ہر یہاں سے سرحد طلمس نور افشان آغاز ہر آگے جانے کا حکم نہیں قدم بڑھائیے  
لازم احتراز ہر اسے جب یہ سنا معلوم کیا کہ طلمس ہو شرابا اُس نہر کے پاس سے ختم ہو گیا اب یہاں راہ نیلگی  
چاہیے کہ جنگ کرو مگر سوچا کہ یہاں لڑنا اچھا نہیں دربار کو کب تک پہنچ کر لڑنا چاہیے کہ غم و تک و سرس  
پہنچے یہ سوچ کر اس نے باکھراج و زاری کہہا کہ نامہ دار کو کسی نے روکا نہیں سلف سے آجتک یہ امر ہونا  
مجھ کو بھی راہ ملنا چاہیے نہر سے صد آئی کہ مرا کیوں جاتا ہوں دم لے عرضیہ ہمارا خدمت ملکہ دوران سر تاج  
شاہان جہان ملکہ بران میں گیا ہوا ہر وہاں سے تیرے آئین کا جواب آیا چاہتا ہر اگر طلب ہو گا ہم راہ دینے  
ور نہ جانا مشکل ہر قوطاس یہ سن کر خاموش ہو رہا اُدھر ملکہ بران اور عمر و زبیر مسند عزت ہیں کہ ایک ساحر  
حاضر در دولت ہوا اور خبر ہوئی کہ ملکہ مروارید کو ہر بدن جو خواجہ کو تہہ دینے آئی تھی اور اب تک حاضر  
در بار ہر اسکے نائب کی طرف سے اُس کے پاس عرضی آئی ہر یہ خبر سن کر مروارید نے عرضی طلب کی پڑھا لکھا تھا کہ  
اے ملکہ نامہ دار افراسیاب آپ کی سرحد میں داخل ہوا چاہتا ہر آپ ملکہ بران سے اسکے بارے میں دریافت  
فرما کہ مجھ کو حکم بھیجے یہ موجب فرمان حضور میں عمل میں لاؤں یہ عرضی پڑھ کر اس نے بران کو دکھائی ملکہ نے فرمایا کہ  
بادشاہ سے اجازت چاہیے اور چاہتی تھی کہ عرضی کو کب کو لکھے ہر وقت ایک پتلا نامہ اُس کا خود لیکر آیا ملکہ کو دیا  
اس میں لکھا تھا کہ نامہ دار کے آئین کی خبر ہم نے سنی ہر اسے فرزند نامہ دار کو روکنا نہ چاہیے کیونکہ مثل علی آئی ہر کہ  
ایلی راز دانیست پس اس کو بطرح وہ آتا ہر آنے دو میضنون پڑھ کر ملکہ نے اجازت دی مروارید نے عرضی  
دستخط کر کے خود بھی حکم لکھ دیا کہ اسے گرداب جادو و حکم ملکہ بہ راہ دی نامہ دار ہر تم راستہ دید و غرض کہ یہ عرضی  
جو ساحر لایا تھا دستخط ہو کر اسے پائی اور لاکر گرداب کو پہنچائی قوطاس ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک لشکر سے  
تاریکی دور ہوئی اور صد آئی کہ جاؤ اجازت ہر لشکر لیکر یہ نہر کے پار جو دستخط کر پہنچا اور کچھ دور جا کر وہ  
دن تمام ہوا اس نے خیال کیا کہ اب سرحد طلمس میں دوسرے بادشاہ کے ہیں یہاں قیام کرنا چاہیے یہ سوچ کر  
ایک صحرائے سبزہ زار میں اتر اکر ملکہ ہمار جو تخت اڑاے پیچھے اسکے آتی تھی وہ بھی قریب نہر آ کر پہنچتی تھی  
وہاں سے دھواں بھلا اور آواز آئی کہ اب کون جاتا ہر بہار تو نہ بولی مگر قرآن نے کہا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ ملازم  
کو کب اس نے یہ سن کر معلوم کیا کہ یہاں سے سرحد طلمس کو کب آغاز ہر یہ معلوم کر کے پکارا کہ اے سرحد



جلد ہمارا سترہ دیکھ کہ ہم شاگرد رشید خواجہ عمر وہن اگر تھارے روکنے سے ہمارا مطلب فوت ہوا تو ہم شکایت کرینگے تھارے لیے برا ہوگا یہ کہنا تھا کہ پانی کو حبش ہوئی اور دھوان موقوف ہوا صدائی کہ جائے جائے ایک گھر پر بھی مع ہمار تخت اڑا کر پائے اور وہاں کے صحرائین جا کر ایک کنیز کو بھیجا کہ وہ طائر بنکر خیر الائی کہ لشکر قرطاس بیان پرا ترا ہوا ہر خبر ستر سب اسجگہ آئے جب بالکل اندھیرا ہو گیا یعنی شعل مہرتا بان دریلے کہ نشان میں ڈوبی اور مہرتا بان کو نہر استوا سے گند جانیکلی جازت ملی کہ نظم

غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام	نظر آنکھوں میں آیا سرمہ شام
کرن خورشید کی دریا میں ڈوبی	دیباہ رنگ نے عکس کبودی

رات ہوتے ہی عیار و ن کے کہا اے ہمارا اب تم کہیں جا کر مخفی ہو ہم اسکا کام تمام کر دین ہمارے کہا بہتر کنیز میں میری لینے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے انھیں چھوڑ جاؤن یا وہ بھی جائیں برق نے کہا چھوڑ جاؤ ہمار کنیزوں سے کہ جو مہتر صاحب کہیں بجالانا آپ بزدل سحر طائر خوش رنگ شکر شاخ درخت پر جا کر بیٹھی کہ تاشہ حیار کی کا دیکھ کر خوشنور ہون عیار و ن نے بعد اسکے جانے کے کچھ صلاح کی قرآن تو سمت صحر اچلا گیا اور برق نے کنیزوں سے کہا کہ تم اپنی صورتیں بزدل بدل ڈالو کیونکہ قرطاس تلو کو پڑا لگیا تھا وہ پہچانتا ہی کنیزین حسب الارشاد سحر طائر پھلک بصورت تبدیل تیار ہوئیں پوشاک کی بھی وضع اور رنگ بدلا ہوا تھا جب یہ تیار ہو چکیں برق نے کہا بزدل سحر بیان بسطرح کامکان مع فرش وسند و اسباب عشرت مہیا ہو جائے کنیزان ہمار تو ہمیشہ سے اہلکی تعلیم میں رہی ہیں جو سحر سے باغ پر بہار بناتی ہیں برق کے کہتے ہی کچھ سحر طائر پھلک دستک دی کہ باغ و بستان اور قصر رفیع لائق شاہان و سامان عیش زینت بزم معشوقان اسی وقت بنکر تیار ہو گیا کہ اسکی نسبت یہ کہنا زیبایا ہر سراسر طلسمی کارخانہ ہے کہ ابیات

زمین اس جاکلی جیسے روز روشن	گمان تھا دھوپ کا پھیلا ہوا من
وہاں سے سایہ شب منز لون دور	بشکل آرزو سے بخت سمجور
فلک کے عکس سے تارے نمودار	منور حسب طرح حسن رخ یار
صفائی میں لبان آب گوہر	انظمین لغزشین ہر ہر قدم پر
جبین بام دور سے تابش نور	فردزان جیسے دونوں عارض حور
کشید دل نظر کے ساتھ حاصل	وہاں جا کر پھر آنا سخت مشکل
درخون میں عجب صورت کا انداز	کہ جیسے شوخ کوئی بار طن ساز
نہایت نرم شاخین برگ شاداب	ہر اک تھالے میں موج گردش آب
ہوا دلالہ ہر وصل باہم	کہ لمباتے تھے شاخ و نخل ہر دم
مناسب فرش نورانی کنول تھے	مگر مشتاق تکلیف حاصل تھے



پلنگ آراستہ جس طرح محبوب  
منقش تکیہ و چادر بہت خوب

غرض جب یہ سامان درست ہو چکا کنیز دن سے کہا کہ تم میں سے دو آدمی لشکر قرطاس میں جا لیں اور کہیں کہ یہ جگہ قبضہ میں ملے گلزار جاد و مالک بیابان گلزار کے ہر تھارے اترنے سے زراعت و باغات وغیرہ کی پائمالی دینے دیگر اقسام کا ضرر پہنچنا مقصود ہے پس تم یہاں سے آجکے دن ہٹ کر قیام کرو کل ملک پر ان سے تمہارے مقام کی نیکی نسبت پوچھا جائیگا جیسا حکم ہو گا عمل میں آئیگا کنیز میں یہ حکم سکر عبودت تبدیل اڑ کر روانہ ہوئیں اور از بسکہ شب ماہ ہر قرطاس بارگاہ کے دروازے پر بیٹھا سیر و شہت کرتا جاتا ہی اور شراب پی رہا ہی مگر اترتے ہی سحر کر دیا ہی کہ کوئی غیر نہ آئے کس لیے کہ ملک پر آیا ہی یہ تو اس طرح بیٹھا ہی مگر برق و کنیز کو بھیجا اور باقی ماندہ سے گویا ہوا کہ تم ٹھہرو میں آتا ہوں یہ کہہ کر آپ لشکر قرطاس میں آیا جیسے ہی اُسکی بارگاہ کی طرف چلا ایک پرچھائیں کپڑے دوڑی اُس نے پھر کر کہا کہ اے سیر سحر کے جا کر اپنے مالک سے کہدے کہ برق عیار آیا ہر وہ پرچھائیں پھر گئی اور سامنے قرطاس کے جا کر گویا ہوئی کہ آپ مجھ کو مامور کیا تھا کہ کیگو آنے نہ دیتا ایک شخص غیر آتا تھا میں نے اُسکو گرفتار کرنا چاہا اسنے کہا کہ وہ کہ برق عیار آیا ہی یہ خبر سکر یہ حیران ہوا کہ وہ یہاں کہاں مگر پرچھائیں سے کہا آنے دے غرض کہ برق اُسکے پاس گیا اسنے کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کہ آپ کیونکر آئے اسنے کہا ہمارا تو یہ گھر ہر روز آتے جاتے ہیں استاد سے حکم احکام پوچھنے کے لیے روزمرہ آتا ہوتا ہی یہ تقریر سکر وہ سمجھا کہ کو کب بلا لیتا ہو گا پس گویا ہوا کہ پھر مجھے سرفراز کرنے کا کیا سبب ہے اسنے کہا اسیلئے حاضر ہوا ہوں کہ اپنے دوبارہ مجھ کو گرفتار کر کے رہا کر دیا آپ کہتے کہ عیار نے میرا احسان فراموش کر دیا لہذا پاداش میں اُس نیکی کے میں آج آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ عیاری کر کے آیکو مار دنگاہ یہ سکر قرطاس میں ہوا اور کہا آپ نے مہربانی فرمائی مگر مجھ کو کوئی مار نہیں سکتا یہ باتیں باہم ہر ہی تھیں کہ وہ دونوں ساحرہ جنگو پہلے سے یہ بھیج چکا تھا اڑتی ہوئی آئیں جب زمین پر آکر سامنے اُسکے اتریں پرچھائیں اُنکو بھی کپڑے دوڑیں وہ کنیز میں بہار کی ہین انھوں نے سحر پڑھا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہو کر پرچھائیں پر پڑا اُسکی روشنی سے وہ سایہ دور ہوا قرطاس نے دیکھا کہ دونوں زمین حسن میں تیرا تھا مبین صورتیں سلونی چہرے نگین چال میں میان کار وصل میں گھٹور نیان سفاک جان تننا لمجائے حیران شیدا زبان خوگر انکار کا نون کونالہ و فریاد سننا درکار مینی کوانتہا کی خود بینی دہن کو عادت بکھتہ چینی نظر سوز وہ جگر لب میں آب حیوان کا اثر آنکھوں کو لگا دٹ یا و گریہ

بخش عاشق ناشاد نظم

نہ کیونکر قتل کا اُسکے سبب ہو  
وہ عارض مہر تابان جن پہ قربان  
کہ جب تیری نظروں غضب ہو  
کرین گھر دل میں ایسے تیرے مرگان  
ہزاروں شوخیان اور نازیہم  
کہ جس کو دیکھ کر ہو طمع برہم

وہ دونوں ادھر آتی ہیں یہ دیکھتے ہی پکارا کہ وہ صاحب تم بڑی گویا گرم شعلہ غم ہو کہ میری پرچھائیں مگر بھی



سٹایا ان غارت فرمائے ہوش و شکیبائی نے جواب دیا کہ بوجھ چلے بگھارنا تو دیکھو ہمارے ہی گھر میں تو دھنوا دیا  
ہو اور ہمیں کو اس کی ممانعت ہر اسے صاحب یہ سرزمین مہیا بان گلزار ہر جہاں کہ مالک ملکہ گلزار ہر ان کے حکم  
سے تمہیں مطلع کرنے آئے ہیں پیام یہ لائے ہیں کہ زراعت کو شکر سے خوف پامالی ہر آپ یہاں سے ہٹ کر  
مقام کیجیے ہماری ملکہ نے تجویز نکالی ہر کہ ملکہ بران سے کل آپ کی نسبت پوچھ کر حکم مناسب دیا جائے گا  
آج آپ کو یہاں سے ہٹنا پڑیگا قوطاس کو یہ پیام سن کر غصہ آیا مگر سوچا کہ یہاں فساد ہونے میں عمر و تک  
پہنچنا رہا و یگا یہ سوچ کر محبت پیش آیا گو یا ہوا کہ آپ اتنا خفا ہوں ہم مسافر ہیں مہمان نوازی شرط ہر آج رات  
بھر ٹھہر کر صبح کو سمت قلعہ ہفت رنگ کے چلے جائینگے اور ہم اسی وقت چلے جاتے مگر راہ کی تنکان سے خستگی  
کمال ہر خیال زیادتی طلال ہر آپ ہماری طرف سے عذر کر دیجیے گا کہ زراعت کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا اور صبح کو  
وہ چلا جائیگا کنیزین یہ سن کر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئیں بعد اُنکے جانے کے پرق نے کہا میں بھی رخصت ہوتا  
ہوں خبر شرط تھی وہ کر دی ہوشیار رہیے گا اسنے کہا میں بخوبی ہوشیار ہوں آپ جائیے یہ بھی اٹھ کر چلا اور  
اسی باغ سخن میں آیا کنیزون سے کہا کہ اب تم پھر چلاؤ کہنا کہ ملکہ گلزار نے کہا ہر کہ اگر آپ ہمارا مہمان اپنے عین  
حانتے ہیں تو بلا سے ہمارا نقصان ہوگا اور بران ہم پر خفا ہوں گی ہم آپ کے مشتاق ہیں یہاں تشریف لائیے  
دو گھڑی کے لیے ہم اپنے باغ میں تنہا آئے ہیں آپ بھی اگر دل بہلائیے پھر چلے جائیے گا کنیزین حسب حکم  
دوبارہ روانہ ہوئیں اور قوطاس ہنوز اندر خیمے کے نہ گیا تھا کہ یہ پہنچیں وہ مستفسر ہوا کہ کہو اب کیا پیام  
لائیں انھوں نے حرفت بگوت وہ پیام ادا کیا اس نے شکر خیال کیا کہ یہ ملکہ شاید میرے مرتبہ سے پہلے  
آگاہ نہ تھی اب رتبہ میرا اس نے جانا اور مجھ کو طلب کیا ہر یہ اندیشہ اسکو بالکل نہیں کہ وہ ملکہ نہیں عیار  
ہر کس لیے نہ جانتا ہر کہ وہ عیار یہاں بیٹھا ہوا تھا جب کنیزین پیام لائیں تھیں اور اگر عیار ہوئیں تو اڑ کر  
نہ آئیں اور میری پرچھائیں میں انہیں سکتیں یہ سوچ کر ان سے کہا کہ میں کسند ہوں اسوقت معاف فرمائیے  
صبح کو میں حاضر ہوئیگا کنیزون نے ہنس کر کہا کہ میں چلو اس مرد وے کو بھی دماغ ہر کہ ہم ایسے ہیں جسکو تنہا دیاں

بلائی بن نظم

کہ ہم وہ ہیں کہ جس پر اک نظر ہو	قیامت تک نہ کم سوز جب گرو ہو
ملائے آنکھ کس کی تاب ایسی	تک نہ بھی نہ بھجنے پائی دلی

ہوا اور غضب سنو ہماری ملکہ ایسی ہی تو ان کی مشتاق ہیں جو رات بھر باغ میں پڑی رہیں شکر نہیں کرتے  
کہ ابھی تو نکالا ملا تھا اب اُسی نے رحم کھا کر جو بلایا ہر تو انکو اغماز ہوا ہر یہ کہہ کر پھر میں اس کو خیال ہوا کہ  
جیسے یہاں رہے ویسے وہاں بلکہ عورت حسینہ جو ان تنہائی میں بلائی ہر کیا عجب ہر جو اُسکا اور کچھ مطلب  
ہو پھر از بن پد بہتر ایک تو شہزادی دوسرے غیر ملک کی یہاں تھا راکوئی نہیں یہ رفاقت کر گئی مدد وقت  
جنگ اس سے ملیگی جانا چاہیے یہ خیال کر کے پکارا کہ آپ آزردہ نہ ہوں میں چلتا ہوں کنیزین پھر آئیں یہ ٹھہر



اند بارگاہ کے گیا لباس عمدہ پہنا عطر لگا یا جو اہر جا بجایا جسم کر کے خوب بن سنور کے ہمراہ کنیزان روانہ ہوا یہ تو  
 ادھر سے چلا اسطرت برق رنگ روغن عیاری لگا کر ایک زن خوب رو کی ایسی صورت بنکر مست تاز پر  
 بعد انداز جلوہ گستر ہوا ہی لباس پُر زربہ پہنے ہی سر سے تا قدم جواہر کار زلیخا تن منور پر آراستہ کیے ہی مانگ  
 سوئیوں سے بھری ہر ناہید فلک ہزار جان سے اس بھولی صورت پر صدقے ہوا چاہتی ہی ہر کاسینہ شک  
 سے داغدار ہوا ہی یہ کہنا روا ہی کہ اپنی بات

لیکھتی تھی دیکھ عارض کی ہر سو مژدہ کی برچھپان تکتی تھیں دلو لب گل رنگ خون خاطر حیند وہ ابرو جو کہ شمشیر قضا تھے وہ آنکھیں جنبہ صدقے روح عالم دہن وہ تنگ چو پنہان نظر سے وہ در حلقہ چاہ زرخندان وہ گردن اور وہ سینہ شور جنبکا وہ بازو اور وہ ساعد نور افشان وہ ساق خوش منا آئینہ نور قدم سے تا بصر جس جانظر جائے	نہایت نیز تھی شمشیر ابرو نگاہ مست کی امی کہ سنبھلو نہ چاک دل کہ کوئی دین جو پیوند دم ایما جہان کے دلربا تھے نہ دے یاد اُنکی فرصت دلو اکدم تصور میں دھوئیں اٹھیں جگر سے فدا جہر ہزارون جن و انسان زمین سے تا فلک ہر جا پہ پہونچا کہ جنکی یاد ہر مرگ سلمان لقب جنکا جواب شمع کافور نہیں معلوم کیا کیا کچھ گزر جائے
---	--

یہ تو اس صورت سے رونق افزاے گلشن تھا اور قرآن جو صحرا میں گیا تھا ایک پگڑی سر پہ باندھ کر  
 رومال شالی اوڑھنا اور لباس نفیس پہنکر صورت بشکل ساحران تبدیل کر کے حاضر باغ ہو کر دروازہ  
 پر بٹھرا تھا کہ ہمراہ کنیزان قرطاس پہونچا قرآن نے بڑھ کر تسلیم کی اور تذردی کہا ٹھہریے میں ملکہ عالم سے  
 خبر کرتا ہوں یہ کہہ کر اندر آیا برق کو اطلاع دی کہ وہ بنماز و انداز کنیزان دیگر کے کانڈھے پر ہاتھ رکھ کر  
 بعد اعمار در باغ پر آیا ایسا معلوم ہوا کہ جیسے برج سنبلیہ سے آفتاب نکل آیا قرطاس نے دیکھا  
 کہ ایک نور باغ سے سا طع ہوا خواجگاہ کی آرزو پوری کرنے والا تھا کو تو ت بصارت دینے والا ہی  
 یعنی وہ غیرت مشتری رونق بخش مہر حریخ دلیری جسکا جو بن آفتاب بنکے فلک پر چمکا ہی اختر سپہر  
 وقت سحر جبکی چشم پر حیا ایک نمونہ ہو نگاہ جسکی ترقی بخش انوار تصور میں جسکے قیامت تک محمودیدار غمزد  
 کی ہنسائے والی عاشق کو راہ بتانیوالی شبنم اسکے عرق جسم سے چھٹکر ہمیشہ گریہ ناک سحر اسکے عاشقوں  
 میں ملنے کے لیے گریبان چاک صد اسکی جان بخش دل فگار ان آمد اسکی نوید جان بقرار ان تمنا اسکی  
 ہمیشہ گنہگار ادا دغمرہ اسکا ہر قتل تیار شراب جن سے بہوش طبیعت خود فراموش طسم



نظر آئی اُسے وہ مجسم نور بشکل آرزو پنهان حیا میں چمک کر برق ششیر نظر کی محاط توبہ مثل زلف برہم	دیار ہوش جس سے منزلوں دور نہایت شوق طرز مدعا میں عیادت کے لیے آئی جگر کی لب نہا ہر شکر خندہ غم
---	---

یہ بیوش ہو کر تھیں تھا کہ گرے مگر وہ ہوش رہا جان حسرت و تمنّا مسکرا کر قریب آئی اور دست ز گین سے  
لمحہ اس سر مست بخودی کا حکام کر لب جان بخش سے گہر بار ہوئی کہ آئیے تشریف لائیے اللہ بڑا انتظار  
دکھایا ہاں سچ ہر مہین مشتاق جو پایا اسی سے اپنے منہ چھپایا یہ کہہ کر خندان خندان اُس گلزار میں کہ واقعی  
وہ سبز باغ تھا ایک چلی جب یہ اندر آیا اُس باغ کو پر از طلسم پایا وہ درخت تھے یا امیدیں سینہ ارض کی  
برائیں عین سبز تھا یا سرسبزی کام دل شاہد بہار تھا ہجوم شوق دیدنے اس سرد مقام پر گریبان بتائی  
تھیں جوش آرزو کے بادہ پرستان اسی جا رہا آتی تھی روح آرام پاتی تھی اُسجا کے اسباب عشرت صفا  
عمارت پر جان گلہاں بہار پر خون پاکیزہ طینتان دہر کو اُسکے تعلق میں جنون کراہیات

نظر آئے نہال سبز و شاداب خمر خوش رنگ پتے لہلہاتے نہال باغ سب مقیش نشان مکان مثل دل عارض مصفا مناسب ساز و سامان جا بجا پر چراغ و شمع کے جلوے وہ ہر سو کہیں ساتی کہیں مطرب کہیں ساز	کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب ہوا چلتی تو اک جو بن دکھاتے نگاہیں دیکھنے والوں کی قربان بھسلیاے نظر وقت متا شا کہیں گھٹ بڑھ نہیں سب کچھ برابر دونوں میں گھر کرین مانند جادو کہیں معشوق نواز بس خوش آواز
---	---

قرطاس یہ کیفیت دیکھا رنگ تھا سکتے کا رنگ تھا کہ ملکہ نقلی نے لا کر سند پر بٹھایا پہلو میں آپ جلوہ  
فرمایا اسکا دل گم شدہ پھر سینہ میں آیا سمجھا کہ یہ سفر تجا و بہت مبارک ہو ایہ ناز میں تجھ پر فریفتہ ہر غرض اُسکے  
بیٹھتے ہی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچ کر جام بادہ احمد میں بیوشی ملی تھی بھرا اور مسکرا کر آنکھوں کو حسب طرح کہ  
ساغر چھلک جاتے ہیں یا مست بہک جاتے ہیں گردش دیکر آگے اُسکے بڑھایا اسنے بھی کہ مست مے الفت  
تھا انکار نہ کیا بے محکف پی گیا ساتی اجل نے صدا دی کہ جی گیا پھر تو یہ کیفیت تھی کہ نظم

طبیعت صورت مے جوش میں تھی ہجوم آرزو کتنا محال احبام صدا آئی فسر از آسمان سے	تمنا عزم نوشا نوش میں تھی جھکا شیشہ کہ آیا اور ہنکام سفر ہے نامبارک اب یہاں سے
---	--

جب خوب اسکو نشہ ہو لکھ کر سہمت آنکھیں بھاڑ کر دیکھنے لگا اسوقت قرآن بھی باہر سے آکر سر ملکہ نقلی پر



رو مال جھلنے لگا اور برق نے اسکو بیہوش ہونے کے قریب دیکھا کہ کیا کہیوں میان قوطاس مزاج کیسا ہے  
 اُس نے کہا اے ملکہ در دسرا ز حد ہر اگر اجازت ملتی تو ذرا لیٹ رہتا پھر برق نے ہنس کر کہا کہ او سحر سے بیہوش  
 تو نے مجھکو پہچانا کہ میں کون ہوں ارے میں برق عیار ہوں یہ منہ تھا کہ اُس نے گھبرا کر سحر کرنا چاہا مگر قرآن نے  
 پشت کی طرف سے ایک لات ماری کہ لبسان سوچے یہ ڈھلک کر دوڑ گیا اور بیہوش ہو گیا برق نے خنجر کھینچ کر سر  
 خنجر سے اکیا شور و غوغا عالم میں پھیلا اندھیرا ہو گیا صدا آئی کہ مارا قوطاس جادو کو لشکر میں اُسکے بھی  
 اندھیرا چھایا اور لشکر غوغا سے جلد جلد مسلح ہو کر دوڑے لیکن بہار جو طاثر بنی ہوئی تھی اُسکے  
 مرتے ہی اُڑی اور کنیر دن کو پکاری کہ جلد آؤ وہ بھی باغ وغیرہ بر طرف کر کے پیچھے چلین عیار صحرا میں چلے گئے  
 اور بگولے لاش قوطاس کو چکر دیتے جانب افراسیاب پہلے اس اثنا میں لشکر لینا لینا ہوا بڑھا  
 تھا کہ بہار نے اپنے جوڑے سے ڈبیا یا قوت رنگ نکال کر کھولی اور سحر بڑھ کر دستاکی ڈبیا سے دھواں نکلا  
 مثل ہر تیر و تار تمام لشکر چھایا اور بجلی اسی جلی کہ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ طرفہ ماجرا  
 یعنی چاندنی کھٹا میں نکلی ہر سامنے ایک چمنستان سبزہ زار لگا ہر سر سبزی سے خوش نصیبان زمانہ کو شرماتا

ہر کہ بقضائے اہیات

زمر در رنگ ہر برگ خوش اسلوب	شجر کی شاخ مثل دست محبوب
چمن کے پھول مثل عارض یار	برابر جہلوہ گر ہر سو نمودار
کوئی گل مثل روئے ماہ براق	اداسٹ بین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین	کسی بین اور ہی صورت کی تزئین

پسچ میں اُس گلشن نگارین کے جو جو ترہ ہر وہاں ایک خون کن جان صد تمنا جلوہ فرما رہی نظم

کہ رشک حور ہر وہ صاحب چاہ	برہی پیکر سمندر غیبت ماہ
نظر میں تیز یان تیغ اجل کی	لب شیرین میں شیرینی عسل کی
غضب آنکھوں میں مثل لیف لبریز	سان ہر مژدہ دل کے لیے تیز
نگہ ہو نجی جو سوے سینہ صاف	نظر آیا کچھ ابھرا طور شفاف
قریب بختگی لیسان کو پا کے	ہوس کچھ اور ہی مطلب سجھائے
جو اٹھٹی لو تھتی شمع ساق پاس	تو گھرتا ابر مستی جا بجا سے

گرد اس شعبہ باز دلدار کے کنیرین گھر خسار ہاتھوں میں عہدے لیے کھڑی نقیل انگین میں جوانی  
 کی بھری حقیقت تمام لشکر اُس گل رعنا سے باغ حسن کی بہار دیکھ کر اور ہوا اے گلشن سحر سے مسحور ہو کر اپنی ہستی  
 فراموش کر گیا خودی سے گزر گیا یہ خیال بالکل نہ رہا کہ اہیات

انہیں ہے یہ چمن شایان دیدار	ہیان احسان سے ہوتا ہر گنگار
-----------------------------	-----------------------------



<p>فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے مقدر نے ہے وہ سامان دکھایا چلے یہ شعر پڑھتے سب زبان سے سنے جاتے نہیں رنج جدائی قریب باغ ہوئے بولے جانی زیادہ حسن کا ہے نور پیارے اجی ہم پر بھی ہوگی ہسر بانی</p>	<p>دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا بڑھے روتے ہوئے اپنے مکان سے دہائی ہے دہائی ہے دہائی خدا رکھے یہ تیری نوجوانی رہے قربان جان حور پیارے کہ ہو کچھ لمحہ لطف زندگانی</p>
<p>یہ صدائے آہ وادہ اس راہزن شاہ راہ خرد نے سکر کچھ کنیزوں سے کہا کہ وہ سب در باغ سحر برائین اور پکارین کہ اسے عاشقان ملکہ زمان ادھر آؤ پیام یا رسن جاؤ لشکری شعر عاشقانہ پڑھتے نزدیک آئے انھوں نے ایک ایک بار پھولوں کا انکے گلے میں پنہایا اور کہا کہ تمھاری معشوقہ نے فرمایا ہے کہ تمھیں شرم نہیں آتی ہے جو ایک کے سامنے دوسرا میری محبت کا دم بھرتا ہے میں اکیلی اور سارا لشکر مجھ پر متا ہی چاہیے تھا کہ تم میں سے ایک دوسرے کو رقیب جانتا اور ہرگز بغیر قتل کیے نہ مانتا وہ میرے عشق سے ہاتھ اٹھاتا یا جان سے جاتا جب ایک شخص رہتا تو اسکو میں اپنے پہلو میں بٹھاتی یہ بدنامیاں نہ اٹھاتی یہ پیام سننے ہی آتش نفاق ہر ایک کے سینہ میں شعلہ زن ہوئی آتش گل نے جان بلبیل میں آگ لگا دی آپس میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ سنا بھی اگر میری معشوقہ کا نام اب تیری زبان پر آیا تو قسم ہے اسی کے غم کہ جانستان کی کہ میں مار ڈالوں گا دوسرے نے بھی یہی جواب دیا کہ میں خود تجکو منع کرتا ہوں کہ اب اس آنت جان پر جان نہ کھونا ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونا عرض باہم مکرار ہو کر ایک دوسرے سے لڑنے لگا سحر کی لاگین منتر دن کے صوبے چلنے لگے ترسول پسول تاریل نریج وغیرہ اچھلنے لگے صفت مرگان یار نے صفت کشی کرادی آنکھوں کے لڑنے نے لڑائی دکھادی جادوگری بھلا دی دم بھریں صد ہا سر اس صفا کہ پرنثار ہو گئے نوجوان بہار باغ ہستی کھو گئے ہزار ہا جان سے اس گلبدن پر قربان ہو گئے حسرت وایان ان پر رو گئے نظم</p>	<p>کہ ہوں مردان شیر افکن اب گاہ دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی کہ منھ کی کھائی گردل کچھ بھی بھڑکا کھنچیں تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ مبارک باد دی خواب عدم کی ہوے رخسار ان کے آتشین تاب ارادے بڑھ گئے دست وغل کے</p>
<p>صدادی طبل جنگی نے یہ ناگاہ قریب آیا ہر وقت جان فروشی کبھی کڑکیت کہتے تھے یہ کڑکا کھلے بیڑے پڑے شمشیر میں ہاتھ یکا یک ہر طرف سے برق چمکی جو تھے افزائش جرات سے بیتاب لبو نہر آئے کھٹ غیظ اجل سے</p>	<p>کہ ہوں مردان شیر افکن اب گاہ دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی کہ منھ کی کھائی گردل کچھ بھی بھڑکا کھنچیں تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ مبارک باد دی خواب عدم کی ہوے رخسار ان کے آتشین تاب ارادے بڑھ گئے دست وغل کے</p>



مری مشوقہ ہو کر واسے تقدیر اگر باقی رہے گی جان تن میں کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہے جدا ہونے لگے پاؤں سر و دست کہیں سیلاب خون سے سرخ رہیں کڑکٹی تھی برابر برق شمشیر گرے گردان شیر افکن زمین پر پھر آخر مرنے چاہی بلبندی ہوئی رخصت و شب بس پیر ہو کر	وہ ہو دے غیر سے چاکر بفسلیگر تو ہو گا لطف کچھ اس آنکھ میں ہو س اب گور سے دست و نعل ہے کوئی خستہ کہیں نعرے کہیں جست کہیں زخمی تنوں کی سر د آہیں اجل تھک تھک گئی ایسے چلتے تیر کہیں تن سر کہیں تو سن کہیں پر ہوئی حاصل فلک کو خود پسندی جس سال صبح چمکا شیر ہو کر
--	---

یعنی جس وقت تیغ تیز ہر سے سردیو شب کا جدا ہوا اور سپاہ لیل کو مشوقہ صبح رخسار نے قتل کرا یا وہ  
لشکر سارا رات بھر لڑ کر کٹ گیا عجب ہنگامہ ساحرون کے مرنے سے برپا تھا اندھیان آتی تھیں تاریکی  
میں بیرون کا غل و شور محشر سے کم نہ تھا جب اُجالا ہوا دس پانچ افسر زخمی ہو کر بچے تھے وہ سامنے مہار کے آئے  
ملکہ نے کچھ سحر ٹپھکڑ تک دی کہ وہ باغ اور تمام آرائش سحر جاتی رہی اُنکے بھی گلوں سے ہار مرجھا کر غائب ہوئے  
افسر ہوش میں آگئے تمام لشکر کو مردہ پایا چراغ مہستی کو افسردہ پایا سمجھے کہ مہار کے سحر میں ہم گرفتار تھے یہ سمجھ کر  
ارادہ قصاص کیا کہیزان مہار نارنج پکڑ کر لٹکارتی ہوئی آگے بڑھیں یہ زخمی بہت تھے خوف میں اگر بھاگے  
اور جانب افراسیاب گئے بعد انکے عیار د و نون تعریف کرتے ہوئے آئے کہ اے ملکہ سجان اللہ کیا کہتا  
ملکہ نے کہا یہ کیا ادنیٰ سحر تھا کیا کون قوطاس کو اپنے قتل کیا در نہ حال اسکو میرے لڑنے کا کھلتا اب پھر کر  
اپنے گھر چلنا مناسب ہے یہ کہا تخت سحر پر سبکو سوار کیا اور روانہ ہوئی برق نے کہا آخر تو چلتے ہیں اس طرف کی  
سیر کرتے چلیں یہ شکر جید صر سے آئی تھی اُدھر رخ نہ کیا اور سمت کا راستہ پکڑا اور انواع اقسام کے جنگل اور  
کوہ وغیرہ دیکھتے عجائبات کی سیر کرتے سب روانہ تھے کہیں پہاڑ نظر آتے تھے کہیں پردر یا تھے

## کہانیات

کہیں سبزہ کہیں کچھ شہر آباد کسی جاٹ کو کوہ آسمان چاہ	کہیں دیرانہ مثل طبع آزاد کہیں باہم درخت ایسے نہیں باہ
اسی طرح یہ چلے جاتے تھے کہ دور سے ایک بیابان نظر آیا سر اسرار میں طلسمی کارخانہ پایا کہ بموجب نظم	
طلسمی اس کا تھا سب کارخانہ درختوں میں اترتے تھے سحر کے تیز برابر اُنکے چوٹچہ تھا لب بند	وہ تھا پر یون کے رہنے کا ٹھکانا گلون کے جام تراشون سے بسوز وہ عہد سحر سے تھا اے خردمند



بڑے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ  
کہ تابندہ ہے مثل ہر نور  
زمین شفاف رستہ صاف دروا  
درخت اکثر مگر سب کا جدارنگ  
کوئی بہتر ز مرد سے بھی خوش آب  
ثمر کی جاگہ سب میں نمودار  
وہ سب گویا بہ شکل آدمی زاد  
صدائے غنچہ سے نغمہ ہویدا  
زمین جنبش میں مثل قلب بیتاب  
قریب اک حوض اس میں خون لہریز  
کہیں پتھر کے انسان وہ بھی گویا

نظر آیا انھیں اک قلعہ سنگ  
بڑے ہیں زر کے دیواروں میں پتھر  
نہال سبز مثل باغ پیدا  
نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ  
کوئی مانند لال سرخ نایاب  
چمک پتوں میں جیسے عارض یار  
چمن خندان گلون کے لب پہ قیام  
سر ہر شاخ سے بارش ہی پیدا  
تلے اوپر کہیں پیما نہ آب  
کناروں پر کشیدہ خنجر تیز  
کوئی پتلا ہنسا اور کوئی روپا

ایک بار گاہ زربفتی دروازہ قلعہ پر استادہ تھی کہ جو درازی و وسعت میں صحن آسمان کو شرماتی اس بارگاہ  
آسمان جاہ سے ہلکے بہت بڑا شکر اتر رہا تھا کئی لاکھ ساحر و نکاح جمع تھا یہ دیکھ کر قرآن نے کہا اے بہار  
تم را بھول کر قلعہ طلسم نور افشان کی جانب آگئیں ایسا نہ ہو کہ ہم قید ہو جائیں جلد یہاں سے چلو کیونکہ  
میرے لیے قید ہونا برا ہے جب تک استاد کو یہاں خبر ہوگی اور وہ کوکب سے کہہ چھڑائیں سوقت تک  
میں ہلاک ہو جاؤنگا بہار یہ سن کر وہاں سے سناٹا مار کے تخت اڑاتی بہت دور نکلتی اور ایک صندل  
کے جنگل میں پہنچی دیکھا کہ شاہدار ض رنگ کا در در کھو نیو ہزار بارشلخ صندل زمین پر سرانپا گرہتی ہے  
حرارت سودا ز دکان دشت محبت کھونے کی تدبیر نئی ہے وہاں پہنچ کر قلب محروم مسکن ہوا اور تخت اتار  
سیر کرنے لگے بوسے صندل سے دشت مہکتا تھا ہزار ہا مار سیاہ درختوں سے لپٹا تھا کنڈلیاں ساتوں کی  
درختوں کے ٹہنے سے لپٹی یوں نظر آتی تھی کہ بموجب اس بیت کے میرے سیر چوڑی بدست آن نکالے  
بشلخ صندلین پیچیدہ مارے + وہاں کی سیر کر کے جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک دیوار سونے کی ہر طرف  
گھری آتی ہے فروغ جلوہ ہر دکھائی ہے ہزار ہا آفتاب چمکنے لگا ہر ذرہ کا ستارہ بخت منور ہوا کہ میرے  
مقابل آگیا اک قلعہ خوب + طلائی جسکی دیوارین خوش اسلوب + یہ محاصرہ ہوتے دیکھ کر بہار تخت پر  
سبکو بٹھا کر اڑی اور قندیل فلک بنگئی مگر بقدر بلند ہوئی وہی دیوار طلائی سامنے نظر آئی رہائی نہائی ہزاروں  
طرح کے سحر کیے کچھ اثر نہوا گھیرا عیاروں سے کہا ہوا کسی نے قید کیا یہ کہہ کر زمین پر اتر آئی اور اپنے گیسو کی  
صورت پریشان اور آئینہ رخسار کی طرح حیران تھی اس عرصے میں ایک سیاہی فلک کی طرف آکر محیط عالم  
ہوئی رعد گر جابر برق مشعلہ نشان چمکی اور ایک تخت پر ایک ساحرہ بصیرت و شان سوار قریب آکر



اسنے کہا کہ بی بی کیلئے پریشان ہو سکر گیان ہو ذرا سوچو تو کہ انسان اپنے بس آتا ہر اور پرانے بس جاتا ہے اب جسکے گھر آئی ہو وہ جب رخصت کر گیا تو جانا ہوگا مثل مشہور ہر کما آمدن بہ ارادت و رفتن بہ اجازت بہار نہ ہو چھا کہ یہ گھر کسکا ہے اس ساحرہ نے جواب دیا کہ شاہ عیاران جناب خواجہ گھر و کا ہے بہار نے کہا پھر وہ کہاں ہیں اسنے کہا آپ میرے ساتھ چلیے وہ بھی تشریف لاتے ہیں یہ آخر اس ساحرہ کے ساتھ روانہ ہوئے وہ کچھ دور چلکر ان سب کو ایک باغ میں لائی کہ وہ گلشن ہزاروں بہارین دکھاتا تھا اپنی بہار دیکھ کر ایسا اترتا تھا کہ پھولے نہ سماتا تھا جملہ سامان راحت اُس میں مہیا تھا مکان بہت عمدہ اسباب نادرہ کاری سجا تھا اس میں بالافانہ رشک بام آسمان تعمیر تھا اُس پر نگیرہ کھتی ہو اور ہر کی تصویر تھانیر نگیرہ فرش مکلف پر اس ساحرہ نے انکو ٹھایا اور کہا آپ ٹھہریے میں خواجہ سے عرض کرنے جاتی ہوں یہ کمر چلی اور باہر آ کر باغ کے دروازے کو بند کر کے تخت پر بیٹھ کر چلی گئی یہ تینوں بالافانہ پر بیٹھے سیر دشت طلسم میں مصروف ہیں مگر جس سرحد میں کہ لڑائی ہوئی اور قرطاس مارا گیا اس دشت کے ساحرون نے جا کر تمام ماجر اخذت کو کب میں عرض کیا وہ بہت ہنس ا اور ایک نامہ لکھ کر بران کو بھیجا نامہ جب بران کو پہونچا اس نے پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند نامہ دار جو آتا تھا اسکو قرآن و برق نے اس طرح راہ میں مار ڈالا اور بہار جادو نے یوں لشکر شکست دی اب بیابان صندلی کے اگے ایک باغ میں وہ سب فروش ہیں خواجہ صاحب سے کہنا کہ جی میں آئے تو جا کر مل آئیں دگر نہ ہم انکی دعوت کر کے رخصت کیے دیتے ہیں خواجہ صاحب کے ہمیشہ کو انکی تسکین کے لیے بھیجے دیتے ہیں یہ نامہ پڑھ کر ملکہ عیار و نکی فطرت پر ہنسی اور اُنکے حوصلہ پر آفرین خوان ہوئی کہ اس طلسم تک تعاقب کر کے بغیر قتل کیے نہ چھوڑا پھر گھر و کو وہ نامہ دکھایا خواجہ بھی بہت ہنسے پھر خیال کیا کہ شاید ملکہ کو کب آزمانا ہو پس تم بغیر حصول مطلب بران کے پاس سے جدا نہ ہو یہ سمجھ کر ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ اپنے مجھ سے ایسی الفت کی ہو کہ کسی سے ملنے کو جی نہیں چاہتا ہر اچھا آپ لکھ بھیجیے کہ بادشاہ دعوت کر کے رخصت کر دین ملکہ نے جواب نامہ عریفہ اسی مضمون کا لکھ بھیجا شاہ نے بموجب مرضی عمر و اسی ہمیشہ کو خواجہ کے کہ جو مخمور کے پاس بھیجا تھا طلب کر کے مع سامان دعوت بکشم و خدم ہمراہ ایک امرائے دولت کے روانہ کیا یہاں بہار اور عیار بیٹھے دیکھتے تھے کہ یکا یک ڈنکا بجاتا سنائی دیا بالافانہ پر کھڑے ہو کر جو دیکھا تو سامان سواری نظر آیا آگے آگے شتری و فیلی نقارے بجاتے انکے بعد تخت پر ساحر سواری اہتمام کرتے پھر بہت سی بالکی نالکی جنہر جادو گر نیاں لباس عمدہ پہنے سوار جسم پر ان کے زیور مرصع کاری بہار نکلیں انکے بعد سقے آبپاشی گلاب و کیوڑ کی کرتے لڑکے خوبصورت بوٹے نخلون کے لیے آگے بڑھ گئے پھر سیادل و چوہدار و خاص بردار لباس معقول سے آراستہ پیدا ہوئے انکے بعد ایک تخت پر عمر و سوار جلو میں باد بہاری خلعت زرنار پہنے جس سے زرین لباس مہر شمسار تاج کی سونگھنے کا رکھے جواہر سے جسم کو تزئین دیے روانہ ہوئے صدائے طر قوا سے ارض و غیرہ بھرا ہی جاؤش دور باش کہہ کر لگاتے ہیں



نقیب کچھ تفاوت سے پیش خداوند کے نعرے مارتے ہیں بڑے جاہ و شہر سے سواری جاتی ہے یہ کیفیت عیار دن  
 نے دیکھ کر کہا کہ استاد جاتے ہیں برفی نے کہا میں تو پکارتا ہوں قرآن نے کہا کہ میں ایسا دیوانہ بن نہ کرنا خلاف  
 ادب ہے ادب سے آگے نہ بڑھنا یہ کہہ رہے تھے کہ سواری نکلی کچھ عرصہ میں وہی ساحرہ جو یہاں بٹھا گئی تھی  
 مع چند ساحران ذی رتبہ کے آئی درباغ دا ہوا انکے سامنے پہونچ کر ہر ایک ساحر کو یا ہوا کہ چلیے آپ سب کو  
 خواجہ سلامت نے بلایا ہر مہار نے کہا ہم سمجھتے تھے کہ یہیں تشریف لائینگے یہ انھیں کے رہنے کی جگہ ہے  
 اس ساحرہ نے کہا کہ جی نہیں یہ اس غریب کے رہنے کا ٹھکانا ہے انکے لائق یہ کب جگہ ہر غرض کہ تخت پر سواری  
 کو کے عیار وغیرہ کو ساحر لے چلے اب جو دیکھا تو وہ دیوار طلائی نظر نہ آئی اور کچھ دور آگے جا کر ایک باغ کی  
 بہار دکھائی دی دروازے پر اسکے عملہ کے لوگ خدام و دربان و سیاہ و غیرہ کا مجمع ہے یہ وہاں اترے  
 سب نے انکی سلامی لی اور بڑھ بڑھ کر تسلیم کی یہ پھر داخل باغ ہوئے در سب رنج دل کے داغ ہوئے  
 عجب بہار آگین وہ گلشن نظر آیا جس سے دیدہ دل نے سرور پایا سوسن سیر رنگ وہاں سرمہ بھاری  
 آگین چشم شقائق گل روشنی میں نور دیدہ عشاق زکس محو رنگ دیدہ حور سنبل کے پیچ عقدہ سربہ  
 آرزوے عاشقان سر و موزون سر ملند مثل مرادیا بان ایسا

گلون میں سب طرح کے رنگ پیدا لبالب آب سے نہرین ہر اک سو نواذن جا بجا مرغان خوش رنگ ہر اک بارہ دری کا شانہ نور نہایت ہائے کلفت فرش سارے ہجوم ماہ رویان ہر قدم پر مزاج شایقان حسن برہم ارادے شوخیوں پر قصد چالاک ترجم ز اصداد ہر نازنین کی	ہر اک میں عتقانیہ جلوہ ہویدا جو لیجائیں دل شائق سے قابو ہر اک کے زمزمے کا کچھ نیا ڈھنگ میسر ہر کسی کو صحبت حور کہ جس کے حسن پر پھیلین نظارے ہو اے شوق کے جھوٹے برابر نظر کو دید سے فرصت بہت کم ہو س مغرور جوش شوق بیباک غلل انداز رسم کیش و دین کی
---	--

صحن گلشن میں تخت جواہر کار پہنچر جلوہ فرما تھا چتر زرین سر پر گردش کرتا تھا گرد کرسیوں پر امرا و زرا  
 کا دور بندھا تھا ہزار ہا نازنین شوح و شگ عہدے ہاتھ میں لیے حاضر تھے صد ہا کنیز عزت دار و  
 پر تمیز لبان مہر تابان لباس زرین پہناں فن عاشقی سے ماہر تھی رقص سامنے ہو رہا تھا ساز و عشرت  
 آواز بجز رہا تھا ان سب کے جا کر خواجہ کو سلام کیا عمر و تخت پر سے اٹھا اور ہاتھ پھیلا یا پہلے اگر قرآن  
 نے سر سیمین سے لگا یا ہر اک کو گلے سے لگا کر قریب تخت بصد عزت کرسی بائے جواہر پر بٹھایا خواص میں  
 زرین کمر نازک اندام سب ایماے عمر و کشتیان خلعت گران بہا کی خمیں بالامروارید کے اور بہار کے



زیور صر صر تھا لایین وہ خلعت عیار دن اور بہار کو عنایت ہوے اور بہت سا جو اس پر شیش قیمت دیکر ہر ایک کو  
خوشنود کیا پھر حکم آغاز ہونے جلسہ عشرت دیا فوراً رابطہ کے قہقہے بلند ہوئے بھر پور جوش ہوس سے پرستان  
ردان تھا کشتی شراب چلنے لگی ساغر حباب شیشہ دل نے ایک لمحہ میں یہ کیفیت ہوئی کہ بشکل زلف ساتی  
سمندر مزاج تو بہرہ برہم ہوا چشم زہدین سنی کا عالم ہوا کہ بموجب نظم

ہجوم ساغر گل رنگ ہر سو	صدائے ریزش سے سخت دل جو
ترشح کیفیت کا آنکھوں سے پیدا	ہر اک اپنے سخن پر آب شیدا
کہین بیکے ہوئے آغاز و انجام	کوئی مصروف دیدار ولا رام

اسی لطف میکشی میں نازنینان فرودیدار نے سرود و ساز کو سنبھالا بادہ خوار و نکو بہکا یا جلسہ عشرت جمایا قہقہ  
نے دل بیل کیے ابروؤں نے کار قاتل کیے حوصلے بڑھ گئے ارمان ٹوٹ کر گئے نظم

کوئی زہرہ صفت آبادہ ناز	کیا اس جا کسی نے رقص آغاز
دم رقص اس طرح گھنگر و بجائے	کہ داؤ دی ترانے یاد آئے
طاتی تھیں جو ساز رقص دو چار	تھے اُنکے اس سہزین ہاتھ تیار
کسی کے دست میں رنگین گلابی	بنی تھی مے سے برج آفتابی
نہ تھی کم محتسب سے آمد شام	چھپا ہوا آفتاب ارغوان فام
سیر بال اپنے جب شبے سنوایے	ہوے پھر زینت مہتاب تالے

یعنی حسب وقت برائے تعظیم یہ سست شب گردن شیشہ آفتابی آفتاب خم ہوئی اور بسان ہوس میگساران نیم  
بیل آرزو سے دامن رات کا تر ہوا سر شام ساتی و مینا و جام اس باغ کی ایک نہر پر جمع ہوا بادہ خوار و نکو  
جھگڑا ہوا اور خدا کی رحمت سوا ہوئی کہ لب جو بجا کشتی روان ہوئی کنارے نہر کے روشنی فروغ بخش دیدہ  
مردمان آبی تھی باہمیونکو اس جلسہ دیکھنے کی میتابی تھی شب ماہ میں باغ پر بہار روشنی سے خاطر تیرہ میں فود  
اظہار نہر میں پھرے پڑے فوارے ہزارے آب افشانی کرتے سبحان اللہ عجیب سیر عشرت انتا تھی حیر جان ہر  
بلبل دل فدا تھی کہ بموجب نظم

بناتھا فرش سنگین ہر روش پر	امین تھا گلشن قالین سے بہتر
روان اک سمت جو چشمہ تھے پر نور	خزانے انہیں فوارے کے معجور
ہزاروں اکمین میوہ دار اشجار	ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
ارم تھا وہ مکان عشرت افزا	میر خلد کا ان میں تاسا شا
ہوے سب یہ وہاں جب نقو افروز	طبیعت سیر سے تھی لطف اندوز
کہ پوچھا اک گروہ ماہر و بیان	ہیسا رقص کا پاس اُنکے سامان



ملا کر سادہ ناپسین پھر وہ اٹھ کر لباس پر تکلف زیب تن تھے نقدق دل تھے گانے کی صدا پر ستارے سا غردینا کے چمکے	قیامت تھی پیا تازہ زمین پر نہایت اُنکے پر زہر پیرہن تھے مذاہق زہرہ ہر ان کی ادا پر نصیبے شیشہ و صہبا کے چمکے
--	---

جب سن سیلی شب جوانی پر پہنچا نہر کے کنارے سے اٹھ کر بارہ دری میں آئے وہاں نعمت خانہ تیار تھا غذا میں لطیف و عمدہ دسترخوان پر چینی گھنٹیں سب کھانے سے فراغت پائی نوبت آرام کی آئی ملکہ بہار کے لیے ایک کمرہ علیحدہ سجایا ہوا تیار تھا وہاں جا کر یہ سہری پر پھولوں کی لیٹی نکلنے رکھے تھے اور جملہ سامان راحت بہیا تھے شمع مومی و کافوری روشن تھیں عیار ایک اور کمرے میں کہ رشک وہ قصر حبان تھا جا کر آرام پذیر ہوئے عمر و علیحدہ ان سب سے جا کر سو یا مگر کیفیت سننے کہ بہار جب سہری میں لیٹی کوئی نکھا جھلنے اور پاؤں بٹانے کو نہ تھی اسنے دیکھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نرم اس کمرے میں آنے لگی باد بہار کو شرانے لگی پھر ایک شمع کا بھول گرا اور اسکی لومین سے آواز آئی کہ اے ملکہ آپ کیسے تو یہ لونڈی آکر پاؤں دبائے بہار نے یہ گرمی محبت اس شمع سے سنکر پوچھا کہ اے بی بی تم کون ہو اسے آواز آئی کہ کنیز آپکی شعلہ بدن ملکہ بران کی سیلی بہار متحیر ہوئی کہ یہ کنیز شعلہ بدن شمع میں کیوں نکرا آئی مگر گویا ہوئی کہ اچھا آؤ یہ کہتے ہی دیکھا کہ شمع ٹھرائی اور لہو اسکی شوق ہوئی شعلہ زمین پر گرا اور نوٹ کہ ایک پر زیادہ چور پیکر بمبٹر گل اندام بنا شرم سے گردن جھکا شوخی آنکھوں میں چرائے سر سے پاتک نور رنگ میں مقابل شمع طور چہرہ میں انتہائی گرمی باتون میں حد کی گرمی رخسار پر ہجوم آرزو سے بوسہ کا غارہ دہن میں ذائقہ دشنام دہی پوشیدہ نہایت بزم الفت

چاہنے کی صورت نظر

جبین سے تابا نور چشم سخن کی گرمیوں سے جان بیتاب تردد سے طبیعت منزلوں دور	ہر اک انداز میں سونا زبا ہم سرور آنکھوں میں بے لوث مے ناب خدا سے روئے روشن مجمع حور
--	---

جب وہ ناز میں قریب آئی نہایت ملکہ بہار حیران حال تھی مگر اسنے باادب بٹھکر پاؤں دبانا شروع کیے کہ یکایک سامنے جو گلہ سترے رکھے تھے اسکے سب بھول کھلا کر لبسان معشوق غنچہ دہن ہنسنے اور پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اگر اجازت پائے تو یہ کنیز بھی آئے کہانی کہ کجی بہلائے بہار نے پوچھا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ میں بھی لونڈی ہوں پر ان کی سیلی ہون بہار نے کہا کہ آؤ یہ کہتا تھا کہ ایک بھول چٹا اور چند پنکھڑیاں زمین پر گر کر روشن پھر جو دیکھا تو ایک بہار افزا سے رنگ نشاط ذائقہ بخش جوش انبساط سراپا مزاج حسرت عشاق شیشہ دل کی طاق امنگوں پر جسکی بہار نثار جس پر گلزار لطفت فرما سے ایام



ہزاروں شوخیان اور ناہریم	بڑھی کچھ دور اس ناز وادا سے	کہ خبش قلب نے کی اپنی جاسے	کہ جس کو دیکھ کر ہو طبع برہم
<p>غرض وہ گل پیرین سہری کے نیچے بادب آکر بیٹھی اور لب گوہر بار سے گلفشان ہوئی کہ اسے ملکہ ایک بادشاہ تھا ہمارا اٹھا را خدا بادشاہ اسکو نوشیروان کہتے تھے مردمان دنیا اس کے وقت میں شاد رہتے تھے ناظرین کو واضح ہو کہ اس گلبدن نے کہ نام اسکا گلزار منہر ہی یہ کہانی شروع حال نوشیروان اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے سے کہنا شروع کی حال اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ میں ہی بیان سارا دفتر لکھنے کی گنجائش نہ تھی صرف طلسم ہوشربا بیان کرنا منظور ہی اس باعث سے ترک بہتر سمجھا گیا فی الجملہ جب اس گل نے یہ کہانی بیان تک پہنچائی کہ ملکہ نگار دختر نوشیروان عاشق ہو کر امیر کے ساتھ نکل آئی اور اس کے بطن سے قباد شہر یار پیدا ہوئے اور قباد کا نکلیا نا علم شاہ سے لڑ کر اور عاشق ہونا ملکہ ماہ سیما پر اور پھر اس ملکہ سے منعقد ہو کر پیدا ہونا شہزادہ سعد بن قباد اور بعد شہادت قباد حکمران ہونا سعد کا کل لشکر اسلام پر اس فصاحت سے بیان کیا کہ حال شان و عظمت حسن و جمال شہزادہ سعد سکر بہار نے ایک تیر غائبانہ عشق کا کھایا اور ارمان وصال نے ہاتھ پاؤں نکالے وحشت گر بیان گیر ہوئی گیسوے پیچان مارنے دل میں گھر گیا مسکن یار دل زار بنائی ابھن میں بھنسا رات گنا مشکل ہوئی نیم سہل ہوئی ارانے ہوس کے بڑھکے خار غم سینے میں گڑ گئے کہ نظم</p>			
ہوئی الفت جو اسکی آتش افزون	الگ ہے سب سے انداز محبت	دکھائی حسن نے اپنی کرامات	طبیعت میں عجب تھی بیقراری
جگر پر آ کے بیٹھا تیر دل دوز	بنی وہ صید شہباز محبت	دیاد دل اپنا اس دلبر کو بہات	بنی مرگان ترا بر ہباری
<p>یہ بقیار زمیند کا بہانہ کر کے چپکے چپکے رویا کی ادھر عیار جو کمرے میں گئے تھے انکی خدمت کیلئے بھی کوئی پردے کی تصویر پر پی بنی کوئی آئینہ کی تصویر پر چہرہ بنکر حاضر ہوئی رات بھر یہی صورت سیر کی ظاہر تھی ہینک رنگ رخسار شاہد شب کا فور ہوا اور آفتاب لبان عاشق بقیار بارنگ زرد نکلا نظم</p>			
شب فرقت کا بدلا صبح نے رنگ	ہوئی سرخی شفق کی کچھ نمودار	ہوئے پیدا سحر کے شرق میں ڈھنگ	نظر آئی نہ پھر کو سون شب تار
<p>خواجہ عمر و کا ہشیدہ آکر تخت پر جلوہ گر ہوا عیار اور ملکہ بہار بعد ادب سلام کرنے حاضر ہوئے اور تسلیم کر کے بیٹھے خواجہ نے حکم دیا کہ اسوقت بھی آپ لوگ حمام کر کے پوشاک نئی بدلیں سب نے حسب حکم حمام کیا کشتیان پوشاک کی مع زلیور اسوقت بھی عنایت ہوئے سب مزین و مجلی ہو کر جلسہ میں آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا اسوقت عیار و ان نے عرض کیا کہ حضور یہاں سے کب چلین گے عمرو</p>			



نے کہا جب خدا پہلے انھوں نے کہا پھر ہم رخصت ہوتے ہیں کیلئے کہ لشکر اکیلا ہوگا ایسا نہ ہو کہ افراسیاب  
کچھ فتور زیادہ کرے عمر و نے کہا تمھارا جہاد ہوتا ہے حنیفہ کہ نہایت شاق ہے لیکن مجبوری سے منظور فراق  
ہو اچھا جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ کہ مکر خلعت رخصت تیسری بار عنایت ہوا کھانا اور شراب وغیرہ کھلا  
ہوا کر حنیفہ ساحرون کو بلایا ان سے فرمایا کہ باغ کے شمالی دروازے سے انکو روانہ کرو ساحرا انھیں لیکر  
روانہ ہوئے عیار اور بہار سے اس گھزار کی کرتے اسی دروازہ مذکور تک پہنچے اس دروازے کو تمام  
جہان کی عمارات عمدہ سے کہیں بہتر یا غرض کہ ساحرون سے لکر باہر نکلے دیکھا تو اب اس صحراے  
صندل اور دیوار طلائی کو نہ پایا وہ باغ کہ کہیں ساحرہ لیگئی تھی اسکا پتہ نہ ملا غرض کہ تخت محلکہ بہار  
نے تیار کیا اور سیکو سوار کر کے چلی دشت طفسات کی سیر کرتی جاتی تھی عیار راہ میں بولے کہ اے ملکہ تم نے  
پہچانا کہ یہ خواجہ عمر و نہ تھے پہاڑ نے کہا تمھیں کیونکر پہچانا قرآن نے کہا استاد ہوتے تو فیاضی نہ کرتے تین بار  
خلعت نہ دیتے برق نے کہا سچ کہتے ہو بیشک استاد نہیں تھے یہ کوئی سحر کا پتلا کوکب کا تھا غرض کہ یہ تو سیر  
کرتے رہ نور و منزل مقصد میں لیکن لاش قرطاس جادو کی بریلے ہوئے اور چند ساحر ہزیمت خوردہ از  
دست بہار خدمت افراسیاب ہزار میں پہنچے حال قتل اور کوائف جنگ زبان پر لائے بادشاہ  
کو غضب طاری ہوا فرط غیظ سے کانپنے لگا مذا و امراے دربار کے چالاکی پر عیار و ن کی ہوش پران تھے  
اور بادشاہ کے پر غضب ہونے سے گردن جھکائے بیٹھے تھے الغرض اور کچھ تو بادشاہ سے بن نہ آیا سولے  
اسکے ایک نامہ ملکہ حیرت کو حملہ حال گذشتہ کا لکھا ترقیم کیا کہ دیکھتے ہی نامہ کے طبل جنگ بجوانا اور مع  
مصور آادہ کارزار ہونا میں بھی آتا ہوں وہاں میرے ملازم بہار نے قتل کیے ہیں یہاں میں سب نکلے ہوئے  
ہلاک کر دیگا اور ہر صر عیار ہ مجھ سے وعدہ عیاری کر نیکا کر گئی تھی اگر اس نے نہ کیا ہو تو لشکر سے ناک کاٹ  
کے نکال دینا یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر روانہ ہوا اور شاہ نے لاش قرطاس اٹھانے کا حکم دیا اور عازم ہوا  
کہ لڑائی شروع ہو تو خبر پا کر میں بھی جاؤں اسطرح جب یہ نامہ حیرت کو پہنچا قتل ہونا نامہ دار کا  
پڑھا حیران ہوئی کہ کیا زبردست عیار ہیں جنھوں نے بغیر قتل کیے نامہ دار کو چھوڑا بعد تحیر ہونیکے حکم  
دیا کہ صر صر کو لاؤ صر صر جب سے وعدہ کر گئی تھی اپنے خیمہ میں فکر عیاری کر رہی تھی کوئی صورت معقول  
بن نہ آتی تھی اسی فکر میں تھی کہ حکم حیرت برائے حاضری پہنچا یہ لرزان و ترسان سامنے آئی ملکہ نے بعض  
ارشاد کیا کہ دیکھ عیار ایسے ہوتے ہیں کہ تعاقب کر کے تا عمل بغیر قتل دشمن باز نہ آئے حکم شہنشاہ تیسری  
ناک کاٹنے کا آیا ہر صر نے سارا ماجرا سنکر عرض کیا کہ واقعی یہ کثیر خطا وار ہے لیکن اسید وار مراحم خسرو نے  
سے یہ ہو کہ مھکڑ ہات سے اگر سر دشمنان شاہی کے نہ لاؤں تو مستوجب سزا ہوں ملکہ نے مہلت دی  
یہ روانہ ہوئی اور اپنی جگہ پر اگر صبر و استقامت سے کہا کہ تم صورت قرآن کی بنودہ جب آئینہ رکھ کر  
تیار نہ ہو تو یہ کور ہوئی اور ایک سر سفوی کا بنا کر خیمہ میں چہرہ و رخسار دار ایسا کہ حکم انسان کا چہرہ اس میں



طاہر تھا سر مو فرق نہ تھا اپنے سر پر لگایا اور اسی طرح ہر اعضا پر مقوی کے اعضا چڑھائے کیلئے کہ قرآن دست و پانہایت زبردست رکھتا ہی اسوجہ سے اس نے یہ تدبیر کی اور عینہ تصویر قرآن بنگلی جب یہ کسوت عیاری اور بعدہ وغیرہ درست کر کے تیار ہو چکی صرصر نے اپنی صورت بدمق کی ایسی بنائی اور ایک سر مقوی کا مثل صورت قرطاس بنایا کہ جب کا کلا کٹا ہو معلوم ہوتا تھا اسی صورت سے سر لیکر اپنے خیر سے اس طرح چلین کہ کوئی نہ کوئی دیکھے خیمہ و بارگاہ کی فنائون وغیرہ میں چھپتی ہوئی چلین اسلئے کہ عیار و جاسوس لشکر حریف کی نگاہ نہ پڑے غرض کہ اپنے لشکر سے دونوں نکلا لشکر مہرخ میں پہونچین لشکری انکو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ یہ دونوں عیار سرنامہ دار کا لینے گئے تھے وہی لائے ہیں غرض یہ بارگاہ میں آئین مہرخ انھیں دیکھ کر شاد ہو گئی اور تخت سے اٹھ کر گلے ملی بہت تعریف عیاری کی خلعت گران قیمت منگا کر دیے ابھی تو کسی کو معلوم نہیں ہو کہ بہار عیاریون کے ساتھ بھٹی ورنہ اسکا حال مہرخ پوچھتی ہی جانا کہ سب عدہ یہ سرنامہ دار لائے ہیں خلاصہ بعد اعزاز و اکرام یہ عیار نیان کرسی پر بجائے عیار ان بیٹھین مہرخ نے حکم ناچ ہو نیکاد یا ساقی وغنی ساز طرب لے حاضر ہوئے ان دونوں نے تمام ماجرا قتل نامہ دار کہ جو لشکر آئی تھیں بیان کیا کہ ہم نے اس محنت و فطرت سے اسکو مارا یہ کہنگو یا ہوئین کہ جب ہم ملک کو کب میں پہونچے اور قتل نامہ دار سے فارغ ہوئے تو کو کب نے ہماری دعوت کی اس دعوت میں جو شراب کہ ہم نے پی کبھی دربار بادشاہ اسلام میں بھی نہ پی تھی چنانچہ اسکا ماجرا ہم زبان نہیں کہہ سکتے کہ کیا لطف پایا بھوڑی سی آپ کے چکھانے کو لیتے آئے ہیں اگر اجازت ہو تو سانی کر کے سبکو ایک ایک جام پلائین مہرخ نے کہا آپکو پوچھنے کی احتیاج کیا ہی بسم اللہ کیجیے یہ دونوں اٹھین اور جام لیکر سو تون سے کلا بیان شراب رغوانی کی نکال کر سب کو پلانے لگیں مہرخ اور جملہ سردار جس نے وہ شراب پی بہت تعریف کی انھوں نے رقاص و ملازم تمام حضار بارگاہ کو جام مے دیے اور کہا تم لوگ بھی کیا یا کر دے گے کبھی اسی عدہ شراب پی تھی غرض کہ بعد کچھ عرصہ کے یہ عالم ہوا کہ سازند و نکامزاج ناساز ہو اسارتگی الٹی کر کے نکلے کی طرح رتنے لگے اگلا سانگ ہی نہ ہا نہ دیو کی بڑی گت ہوئی سر نیچے ٹانگیں اوپر ہو کر نئے کھڑا گ میں پھنپین سردار و کلی سر سبان چرخ دوار پھرنے لگا رقص کی گردش سر نے دکھائی کسکو حالت نشہ نہ آئی خود غلط ہو کر اوندھے منہ گرے عیار بچیان آستین چڑھا کر خنجر کھینچ کر چلین کہ سبکے سر کاٹ کر لیجائین اور کہیں کہ یہ اسکا بد لالیا کہ بسطرح وزیر اعظم شاہ ساحران کو مع تمام دربار عیار و ن نے مہوش کیا تھا غرض کہ مہوز کسی کا سر جدا کرنے نہیں پائی تھیں کہ بموجب شل بندی کے دو ہا جا کر لکھے ساکبان مار نہ سا کے کوہ + بال نہ بیکا کر سکے دو جگہ بیری ہوئے + دو عیار جو یہاں باقی ہیں انکا حال سنئے کہ یہ لشکر حیرت میں گئے تھے اور لشکر کو عیا بچون سے خالی دیکھ کر ضرغام صورت صرصر کی بنا اور جہان نسوز بشکل صبار رفتا ر تیار ہو کر دونوں بارگاہ حیرت میں آئے اسنے صورت دیکھتے ہی کہا کہ مالزاد کیو تم دشمنوں کا سر لانے کے لیے کہ گئی تھیں خالی پھر آئین ہی شرط کہ ناک کٹوا لوں عیار یہ سن کر سمجھے کہ بیشک ہمارے لشکر میں عیار بچیان بہر قتل سرداران گئی ہیں یہ سمجھ کر



گو یا ہوے کہ اے ملکہ ہم جا کر ابھی سر لاتے ہیں ایک کام سے یہاں آئے تھے یہ لکھنا بارگاہ سے نکل کر عجبت تماہر  
چلے دست غالب کرتے تھے کہ خداوند ہمارے سرداروں کو ہلاکت سے بچانا ہم نے بڑی غلطی کی جو اکیلا چھوڑ کر  
آئے فی الجملہ یہ قریب بارگاہ پہونچے وہاں ہر ایک کی زبانیں سنا کر قرآن و برقی آئے ہیں سرنامہ دار لے  
ہیں عیار سمجھے کہ عیار بچیان اسی ہیستے کہ جو مشہور اس وقت ہی آئی ہیں پس سراپہ ضرغام بچاند کے اندر آیا دیکھا کہ صحر  
خنجر یہ تہرخ کا سر کاٹنے جاتی ہی اُسے گوبن میں تھم رکھ کر بارگاہ صحر کی ران پر اس زور سے پڑا کہ وہ اس صدمے  
سے گر پڑی یہ دوڑا کہ گرفتار کروں وہ دہشت جان سے ہر چند کہ اٹھنا دشوار تھا مگر بہر صورت اٹھ کر بھاگی  
اور صہار فتار پہلے ہی سراپہ فراگئی ضرغام نے پکارا کہ لینا جانسوز ہنوز باہر ہی تھا دوڑا اور شکری  
اسکے دوڑنے سے ڈرے مگر وہ صورت برقی وغیرہ کی تھیں اسوجہ سے ساحر نہ کر سکے انکی سمجھ میں نہ آیا  
کہ یہ کیا معاملہ ہوا اور کیا بھیہ ہے وہ دونوں نکل گئیں عیاروں نے تمام سردار مردمان بارگاہ کو قتل  
رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور ساری کیفیت بیان کی ہر ایک نے سجدہ شکر حق تعالیٰ ادا کیا کہ اُسے  
خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا اور اس شکر یہ میں حکم طلبہ عشرت دیا یہ سب آرام مصروف عیش  
وعشرت ہوئے اور عیار بچپون نے جا کر حیرت سے سب حال کہہ عرض کیا کہ کنیزین مجبور ہیں آپکو  
اختیار ہے جو چاہے سزا دیجیے ہم اپنی خیر خواہی کر چکے ملکہ نے کہا کہ تمہاری صورت بنکر عیار شاید آئے تھے وہ  
مجھ سے تمہارا اجاتا عیاری کے لیے سکر جلدی گئے جب تو تم بیان کرتی ہو کہ عیار ہماری صورت بنے ہوئے  
ہمارے کام میں خلل انداز ہوئے عیار بچپون کو جب یہ حال ثابت ہوا کہ اے ملکہ دوران یہ فرمایا کہ  
آپ ہی نے ہماری ساری محنت رائگان کی ملکہ نے کہا بیشک مجھ سے غلطی ہوئی کہ تمہاری صورت پر انکو  
دیکھتے ہی راز کہہ بیٹھی اچھا اب تم جا کر اور فکر کرو میں شہنشاہ سے کہہ خطامعات کرادونگی عیار بچیان سلام  
کر کے چلین اور دن سارا گز چکا تھا عیار فلک یعنی مہر روز بعد در دو سوز بالا دوی عرصہ پہرے سے حیرت  
کر کے خیمہ مغرب میں گیا اور عیار ہ شب نے سیاہ پوش ہو کر کندہ کمیشان لے کر عالم میں داخل کیا کہ نظم

اسی عرصے میں مہر عالم افسرز	کہ جو تھا اس جہان میں بہرہ اندوز
ہوا اطراف مغرب کور و اند	پڑھا سامان شب کا شامیانہ

شام کو حیرت نے مصور کو ملوایا اور حکم شہنشاہ ساحران سنایا نامہ دکھایا اُسے کہا ہر چند میرا ارادہ بھی  
لڑ ٹیکانہ تھا لیکن حکم شہنشاہ سے مجبوری ہی یا مارون گایا مر جاؤ لگا آپ طبل جنگ بجے کا حکم دیکھ حیرت  
نے فوراً انکار ہ زرم بجاوایا ہلکار خبر لے کر بارگاہ شریک اسلامیان میں آئے اور دعا و ثنا کے بعد خبر عرض  
کی مہرخ نے بھی نفیر سجائی طبل و نقارہ حرب گرا کر اُسے تمام لشکر میں خبر جنگ معلوم ہوئی سردار دربار  
سے خیموں میں آئے درستی میں لڑائی کے مصروف ہوئے سحر کی آتش بازی گرا گئی آتش غضب سینہ میں  
بندش زن ہوئی نامردوں کے مہم پر ہوائی اڑتی تھی عقل کی تیزی بسان شمشیر چرخ میں تھی بہادر



مرنے پر تیار تھے نشہ برات میں سرشار تھے نظم

بجادو نون طرف سے طبل جنگی نگاہیں پھر گئیں سینے ابھارے کہ اے خالق زمان آبرو ہے زبان پر تھے یہ الفاظ ثنا خیز پڑے جس پر یہ تیغ برق آہنگ	ہوئی ہر جان کو قالب میں تنگی سرون سے خود یہ کھرا تلسے نہیں پروا دے کرنے کو تو ہے کہ ہم ہیں مدعی کے آبرو ریز لباس روح بھی ہو گور میں تنگ
--	---

یہی ہنگامہ دونوں طرف رات بھر رہا تھے نئے سحر درست ہوئے دلاور چاق و خست ہوئے جسد م

مزاج سرسنگ شب برہم ہوا اور مبارز کمر بصد دلیری قدم بڑھا کر عرصہ گاہ عالم میں آیا نظم

نوید صبح میں جب مرغ چمکے موزن بول اٹھا اشد اکبر کسی نے کچھ دعا مانگی خدا سے کہ اے خالق مدد تیری ہو درکار زمان آبرو ہے فتح دنیا	نسیم عطر ز اسے دشت اہلکے کمر کئے لگا ہر جنگ آور کسی نے یوں کہا سوا التجا سے اجل کا ہوئے جسد م گرم بازار نہ حاصل ہو کہین الزام لینا
--	--

حرم بھند عظمت و جلال لشکر بیکر وار میدان قتال ہوئی ساحرون کی آمد نے پہر نیلی فام کو سیہ  
تاب بنایا اگر سپاہ نے چشمہ آفتاب کو گند لاکیا بحر چوش لشکر کا طلاطم تھا جہاز حیات تباہ ہونے کا  
غم تھا لواریں کی چمک سے دھارا سیل فنا کا جاری سحر کی بجلیوں سے خرمن جان جلنے کی تیاری لشکر  
حیرت و مصور بڑے کروفر سے جب آکر میدان میں جم چکا نقیب للکار سے کڑکیت بڑھ کر کپاڑے  
شور حشر برپا ہوا یہ ہنگامہ ہوا کہ نظم

صدائے طبل جنگی کا ہوا شور جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر صدادی پھر نقیبوں نے یہ ناگاہ اجل کچھ دم میں ہوگی گرم بازار نہ پہچانے گا بیٹا باپ کو ہاں نہ دے گی اتنی مہلت برق شمشیر جو ہیں ماں باپ کے فرزند اصلی وہ نام اپنا کرینے سر کٹا کر	بڑھے دونوں طرف سے صاحب لبوں پر آگئے دلہائے مضطر کہ ہاں اے تادار و تم ہوا گاہ مقام آبرو ہے ہاں خبردار رہیگا دل ہی میں ہر دلاکار مان کہ دم لینے کی بھی حاصل ہوتا خیر شرافت پیشہ و دل بند اصلی نہیں بھیڑینگے منہ میدان میں جا کر
--	--

جب کڑکیت یہ کڑکا کھرتے ایک ساحر زبون ہلکت بد انجام سامری لیش جادو نام پرے سے نکلا



اور اجازت حرب حیرت سے لیکر میدان میں آیا شیطان کا سگابھائی معلوم دیتا تھا توری چڑھی دل میں  
بیرجی بھری جلا دمنش سنگری میں ہلا کو عقل التومزاج نہایت بدخو صورت بھونڈی کھوڑی اوندھی چہرے  
پر بغیر تی چھائی اصل کی پیشوائی کو نکلا تھا یہ اس مودی کا نقشہ تھا نظم

بشکل پیل منزل استادہ سیر و مثل شیطان سخت بدکار طبیعت میں بھری شہوت پرستی جبین سے مکر کیسہ دخن ہویدا قوی ہیکل بشکل گاؤ بے شاخ سلج شوری دکھا کر یون پکارا کوئی ہی بان مقابل آئے دھین جو تم میں مرد ہو آئے مقابل	غضبناکی میں مالک سے زیادہ ازل سے طوق لعنت میں گرفتار چکان لب سے لعاب جوش مستی مگر تھا نطفہ شیطان سے پیدا بہت تھا بے ادب درخت گستاخ کہ لڑنے کا ارادہ سے ہمارا گرہ میں کیا ہے اسکے لائے دھین کھلے کیفیت مقتول و قاتل
--	---

اس نہیں کو اس خود سر کی سکر لشکر ہرخ میں علم جلوہ کھانے لگے اور ساحرون کے سحر سے ہزار ہا نقاد  
بروے ہوا از خود بکے اور بھول سونے کے برتنے لگے ملکہ ہلال سحر افکن نازک بدن گلفام سہمن اندام  
فوج سنگری جلو میں لیے غمزہ و ناز کا لشکر ہمراہ ظفر صورت فتح نشان بصد شوکت شان ٹٹے جلیم

چلی اس طرح جیسے بے وقایار وہ تھی قتل آشنا شمشیر ابرو وفا اس میں نہ کچھ جو بن میں اُس کے دل اُس کا رحم سے نا آشنا تھا ارادو نہیں تھا اُس کے قہر آمیز نگاہوں میں تھا اُس کے لطف کچھ کم وفا اُسکی فریب جان نشان تھی برابر آ کے بولی ادا جل دوست سنبھل ہشیار لا رکھتا ہی کیا وار یہ سنتے ہی ہوا اظالم غضبناک ادھر سے یہ چک کر حور میکر زمین پر وہ گرا اثر در سے اکبار زمین پر دار و سا اس سے کھینچا	کھٹے جس طرح آرام گنگار وہ تھے نوک مژہ تیرد و پہلو ستم لبریز تھا دامن میں اُس کے کسی کا آشنا بھی تھا تو کیا تھا زبان وقت سخن گو یا شر ریز سواتنے واسطے تاول ہو برہم پے مشق ستم یہ امتحان تھی مگر شتاق مدفن ہین تن و پوست کہان تک تیری یہ بیہودہ گفتار کیا ہوا را اپنا اُس نے چالاک بڑھی مانند شیر حملہ آور نکالی سحر کی جھولی سے پرکار پڑھے الفاظ سحر آمیز اُس جا
---	--



اندھیرا ہر طرف عالم میں چھایا بڑھی یہ حور پیکرین کے ناگن کبھی بنتا تھا وہ کچھ اور کبھی یہ پھر آخربن کے اک شمشیر خون ریز چمک کر اس طرح سے آئی سر پر	بشکل شیر اس کو سب تے پایا چلین چوٹین کھلے جادو کے سب فن غرض طالب ہر اک صورت میں تھی ہم بسان برق روشن اور بہت تیز کہ دو ٹکڑے ہوا وہ مرد خود سر
--	---

اس کے مرنے سے شور و غل برپا ہوا اور مصور کی آنکھوں میں خون اتر آیا کیونکہ وہ ساحر اسی کا ملازم تھا بس اسے افسران لشکر کو لکارا کہ خبردار یہ قاتلہ جانے پناے فوج اسکی چار طرف سے لینا لینا کہہ کر آگری اور مصور نے سحر کی آتش بازی جو گڑوائی تھی اُس میں آگ لگادی ایک جانب سے ادھر حیرت لاکھوں ساحروں کو لیکر آگری تہ رخ ہر چند کہ جمعیت سپاہ کم رکھتی ہو لیکن جمعیت دل سوار رکھتی ہواستے یہ ابنوہ مخالف دیکھ کر بہت جلد گنج میں ہوائی کے آگ لگادی اور تمام لشکر سے بڑھ کر فوج عدد سے غنٹ پٹ ہو گئی ترسول نپسول چلنے لگا آتش بازی میں سے ادھر کے جو شعلہ گر اپتلا آتشیں بنا وہ آتش کے پرکالے کہ گرز آتشیں یہ لشکریوں پر چھپے جسکے گرز پڑا وہ جگمگٹھٹھا ہوا ادھر کی آتش بازی سے جو شعلہ نکلے وہ دیو آتشیں تھے وہ ہی دیوان پتلونکو روکنے لگے چرخ میں جان ڈالی انار کے شعلہ فساد کی چنگاری بنے مہتاب نے نئی روشنی دکھائی کہ اندھیرا دھوئیں سے ہو کر چاندنی نکل آئی زخمیونکو زخم کھانکی لذت ملنے لگی جسکے زخم اسکو چاند چاندنی نے مارا نہیں نہیں کسی ماہ رو نے مارا عروس شجاعت کے چہرہ کا فروغ جلوہ گر تھا کہ آتش سحر کا دلمین اثر تھا منہ سے ہر ساحر کے شعلہ آتشیں نکلتے تھے خاکی ناری بنگے تھے طبقہ خاک کرہ نار تھا اجل کا گرم بازار تھا ملک الموت کی شعلہ خونی سے ہزاروں ٹھنڈے ٹھنڈے رہرو ملک عدم ہوئے ہزاروں واصل جہنم ہوئے ساحرین میں تو یہ آفت ہر پانچھی بہادر وں میں شعلہ تیغ کی لپک خرمین ہستی کیلئے ایک برق بلا تھی غرض کہ ہر سمت تلوار کی چالاکی شور بھر مرگ بلند تھا بیزار حیات ہر ایک خود پسند تھا عرصہ ہستی تنگ ناچار ہر ارجمند تھا دشت لاشوں سے بھر گیا پاؤں ثابت قدموں کا گڑ گیا نظم

صدائے گرز سے پانی ہوے دل زمین کا بیتی ہر شکل قلب بیتاب ہزاروں سر گرے روئے زمین پر	ہوئے فرش زمین شیران کا نعل کمر تک آگیا خون مثل گرداب اجل تھک تھک گئی ہر عت سے اکثر
---	--

آج مصور و حیرت نے پاؤں جادے خود بڑھ بڑھ کر سحر کیے از بسکہ بادشاہ طلسم کی بی ڈاکا سحر کرنا کسی سے رو نہوتا تھا ادھر سے سردار جان بازی کر کے جہان تک ہو سکتا تھا ر دھڑکاتے تھے مگر مخرج ہو گئے تھے لشکر ادھر کشیر اس طرف قلیل عیار سب موجود نہیں جو کوئی تدبیر کرین فوج چسپا ہونے لگی



مصور پہلے کی ذلتیں اٹھائے تھا اسنے چند تصویریں نکال کر زمین پر پھینکیں کہ وہ انسان ہو کر تیر مارنے لگیں تیرا نکا بھی چالیس چالیس کا سینہ توڑتا تھا شکر تمام نشانہ سہام بلا تھا حیرت نے ہزار ہا بیر بھیجے تھے کہ وہ کسی کے پھیرے سے نہ پھرتے تھے جب یہ سامان فتح بہم پہونچا تھا تو اسنے ایک نامہ افراسیاب کو لکھا تھا کہ اے شہنشاہ کنیز نے بوجہ حکم آپ کے کار شکر حریف تمام کیا ہو آپ بھی تشریف لائیے اور حال انکا ملاحظہ فرمائیے یہ نامہ پتلا سحر کا لیکر اُدھر گیا اور اس طرف شکر پر وقت تنگ تھا تیرا رخ پائے بہت گاڑے ٹھہری تھی لب استغاثہ واکر کے خدا سے یہ التجا کی نظم

یہ رو کر عرض کی اے میرے استاد	ترے آگے ہین یکسان عاجز شاہ
مری مشکل ہو آسان ایک دم میں	کہ ہے محنت ار تو ہر بیش و کم میں
امید زندگی ہے مجھ کو سود	سو اتیرے سہارا کیا ہے معبود

تیرو عاہدت مراد پر پہونچا یعنی وہ ساحر جو بلکہ بران نے بھیجے تھے اور ذکر انکا اول کیا گیا کہ پتلا بنین جادو کو پکڑنے گیا تھا اور ساحر خبر لینے لشکر و ن کی آئے تھے چنانچہ منتظر اس امر کے ٹھہرے تھے کہ کوئی حال تازہ دریافت کر کے جائیں اور ملکہ مذکور کو خبر کریں فی الجملہ جب طبل جنگ یہاں بجا سا حری گئے اور حال آغاز جنگ بیان کیا ملکہ بران خبر شکر متفکر تھی کہ نامہ کو کب آیا لکھا تھا کہ اے فرزند لاشہ و قواس افراسیاب پاس پہونچا اور اُسکے حکم سے مصور نے اسادہ جنگ کیا ہم خبر نگار نے نامہ پڑھ کر ملکہ بران نے دو پتلے بہر خبر روانہ کیے وہ پتلے اسوقت آکر پہونچے کہ شکر پر وقت تنگ تھا پتلون نے ہر صورت اپنے تئیں لکھ کر رخ تک پہونچا یا اور کہا کہ ہم فرستادہ خواجہ عمرو ہین جو کچھ حال ہو بیان کیجیے ملکہ نے کہا کہ جو تم دیکھتے ہو یہی جا کر بیان کر دینا عیاں راچہ بیان ہم پر بڑا دقت پڑا ہے خواجہ پر تصدق ہو اچاہتے ہین پتلے یہ کیفیت دیکھ کر روانہ ہوئے اور بہت جلد خدمت بران میں پہونچے سارا ماجرا بیان کیا عمرو یہ حال شکر بمقرر ہو گیا اور کہا اے ملکہ اگر تیرا کام آئی تو سارا لشکر پر اگندہ ہو جائے گا پھر جمعیت ہونا غیر ملک میں و شوار ہے آپ مجھ کو جلد روانہ کیجیے ملکہ نے حالت اضطراب خواجہ و ماجرا جنگ سب کو کب کو لکھا کہ وہ عرضی جب کو کب کو پہونچی اُس نے سحر پڑھ کر دستک دی ایک آندھی آئی بعد آندھی کے ایک ساسر تخت پر سوار ہاتھ اُسکے چار جسم سارا المور کا سرا پاتلا نور کا فلک پر سے اتر ا تخت سے اتر کر بادشاہ کو سلام کر کے ٹھہرا تھا کہ زبان بادشاہ دُفشان ہوئی فرمایا کہ اے بلور چہار دست تم خواجہ عمرو کیساتھ بافوج گراں اسی وقت طلسم ہوشربا میں جاؤ اور افراسیاب اگر لڑنے تو اسکے باپ سے لڑنا مضمور کور و زبا دھواؤ بلور آداب بجا لا کر روانہ ہوا اور بادشاہ نے بران کو نامہ لکھا کہ خواجہ کو اس طرف روانہ کرو حال اُنکا لکھا جائیگا کہ جس طرح ملکہ نے خواجہ کو روانہ کیا ہے مگر جب تک بلور اور عمرو دہانے آئیں بوجہ تخریر حیرت افراسیاب شادان و فرحان سوار ہو کر دُخسل لشکر ہوا اور



حال دیکھ کر ایک نارنج سمت دشت نہر دھپیکا یکا یک تمام عالم تار یک ہو گیا اور جگہ وہ نارنج گرا تھا وہاں سے ایک میل  
فولادی نکلتا شروع ہوا اور بڑھ کر مثل ایک مکان بلند کے نظر آئی لگا چار طرف اس میل میں دیکھ ہاے طلائی بنے  
تھے شان ایزدی اسے نمایان بہتری میں ہمیشہ آسمان انکی کلائی پر نگار گنبد نیلی سائبان بہر دیکھ نظر بہرام کو شرمنا  
دروازہ ہر ایک غرفہ نگاہ معشوقان نظر آتا ہر روز نہ ہر ایک نگاہ ناز کو بھانگا نظم

رفیع ایسا کہ قصر آسمان گرد	وسیع ایسا کہ گلزار جنان گرد
بنے تھے بے نظیر انہیں مکانات	مزین نقش دار عالی عمارات

ہر دیکھ میں ایک ایک گلفام سیمبر صبا انداز کرسی ناز پر جلوہ گر تھی اور میدان قتال کو دیکھ دیکھ کر تہمتے لگاتی تھی  
صورتمین ان پر ہی پیکروں کی جادو کی تصویریں تھیں نگاہیں شراب الفت کا سا غر نظر آتی تھیں زلفین انکی دل عاشق  
کی ابھن بڑھاتی تھیں گیسو کند الفت مژگان تیر محبت ابر و خنجر جانتان بہر عاشقان کمان دل خنجر قربان تیغ نگاہ  
کا ہرول زخمی آنکھوں میں انتہا کی شرارت و سرہنگی رخسار خون شیدا سے تیغ تبسم سے رنگین دہان شیریں گوئی و شہنام  
دی سے رنگین ذائقہ بخش جان عاشق حزین ابیات

شب ظلمات سے کالے کہین بال	بلاے آسمانی جس سے پامال +
درازی میں کنت آہ کوتاہ	نہ پائی خضر نے ظلمات کی راہ
گل زرگس فدا سے چشم فتان	سر لشکر شکن صفت ہاے مژگان
چراتی دم ہن شمشیرین نظر سے	بلا ارنے کو ہن ابرو کے پر سے
دل ابرو پیے تھے دو قضا کے	عجب جو ہر قیامت کے بلا کے
وہ پیشانی مصفا تھی کہ و اللہ	عیاسے آب تھا آئینہ ماہ
غداروں سے گل خورشید بدنگ	دہن بے مثل تھا غنچے سے بھی تنگ
ڈھلا سانچے میں تھا خوش ڈول چہرا	بنایا دست قدرت نے سراپا

ان جادو کی تصویروں نے خنجر موج تبسم گلے لشکر ہرج پر روان کیا یعنی اس طرح ہنہیں اور تہمتے لگائے لیکن  
کہ تمام لشکری فوج دشمن سے مقابلہ چھوڑ کر انکے محدودیدار ہوئے اور لشکر حیرت وغیرہ الگ ہو گیا اور یہ لشکری  
ان گل انداموں کے ہنسنے پر تہمتے لگاتے بیتا بانہ اسی طرف چلے شور صدائے خندہ شادی مرگ بلند ہوا  
ہر روز مندر خرسند ہوا مبارکباد مرگ شادی دیتے تھے ہنستے کیے تھے گویا اپنے حال زار پر روتے تھے گویا

دہن خندان نگاہیں جانب سیل	اسی جانب کو تھی چلنے میں تجیل
بقا ہر عیش تھے خندہ دہن تھے	مگر سب طالب مرگ و کفن تھے
ہنسی ہکی ہوئی اور اضطرابی	روان تھے اس طرح جیسے شرابی

دیوانہ وار ہنستے تہمتے لگاتے تمام زن و مرد زیر سیل آ کر ٹھہرے شعر عاشقانہ زبان پر ہر ایک کے جاری تھے نظم



ہوئی جادو کی پر یونکی محبت  
دل شیدا تصدق تم پہ ایجان

پکارے سب سنو اے مہر طلعت  
حقیقت کیا ہے دلی جان قربان

دو پر یان اس طرح اٹکے بکنے پر منہساکین یہ سب گڑا گڑیل کے پیچے بیٹھ گئے اور ہنسنے لگے اب عجب تماشہ اس میدان میں ہوا کہ ہر سمت قہقہہ کی آواز بلند تھی سیل نے کشت زعفرانی کی کیفیت پیدا کی تھی سیل پر قہقہے بلند تھے زیر سیل ہزار ہا آدمی کھڑا ہنس رہا تھا جس طرف منہ سوائے صدائے خندہ کے اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا و فوراً حسرت کا ہجوم کھیانے پن کی دھوم اٹکی ہنسی پر گلوں نے ہنسنا فراموش کیا غنچہ دل تنگ ہو کر بسورنگ لگا لگا وری اپنے قہقہے بھولا گھلائے خندہ مگر خان اس دشت میں کھلے تھے ہاتھ پاؤں پھولے تھے ہر شخص از خود فراموش دل پر عشرت سحر کا جوش زبان خروش کہ ایسا ت

کوئی جوش ہوس سے ہو کے بیباک  
زمین کو مستیوں میں چومتے تھے  
کیسکو کوئی لیتا تھا سب آغوش

ہو اراغب برائے بوسہ خاک  
کبھی سر کو اٹھا کے جھومتے تھے  
کوئی کہتا تھا ہم خود ہیں فراموش

افراسیاب نے طیل باز گشت بجاو یا مہصور و حیرت تعریف کنان عرض کرتے پھرے کہ اسے بادشاہ ہر تہہ سامری جمشید کیا کہنا یہ خود دید ہو نہ شنید ہر آپ ہی کیواسطے لہانے یہ مرتبہ دیا ہر واہ واد شاہ جادو ان نے ہنس کر کہا کہ یہ انے ایک فتر کی میرے تاثیر ہر محجکوں ان لوگوں کا سٹانا منظور نہ تھا اور اپنا مقابل میں انکو سمجھتے تنگ پنا جانتا تھا ورنہ اتنا مدت کا انھیں ہلاک کر ڈالتا آج ایسا ہی غصہ محجکوں آیا جب یہ ادنیٰ ساحر میں نے انہر کیا اب سب ہنستے ہنستے ہیوش ہو جائینگے کچھ احتیاج قتل کرنے کی نہیں جو کوئی سخت جان کہ انہیں بچ جائیگا اسکو دار پر چڑھاؤنگا یہ کلمات شکر سب بجا اور درست کہتے بارگاہ میں آئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوئے نقارے فتح کے بجے مال و متاع لشکر ہرخ پر علم قبضہ کر لیا ہوا افسر لشکر روانہ ہوئے یہاں جو محافظ تھے وہ خوف بادشاہ سے بھاگ گئے تھے خیام و بارگاہین خالی پڑی ہیں بازار بن بند رعیت فراری تھی سبکو ضبط کر کے پھرے ہو گئے فوج کے افسر برائے تلاش لشکر بیان مخالفت بقرار ہوئے کہ جس کسی کو پائین گرفتار کریں ہزار ہا آدمی کو وہ دشت سے مقید ہو کر لائے گئے ٹھنڈے طور اٹھا کہ ہرخ کی دوستی کا جو کوئی دم بھرے یا اسکے حال پر افسوس کرے فی الفور اسکو گرفتار کرو غرض کہ یہاں تو ایک ظالم تمام لشکر زیر سیل کھڑا ہوا اور بیٹھا ہنس رہا چال عمرو صاحب قبال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کس طرح سے آتا ہے

مصلحت اول فوج کو کب روشن ضمیر و افراسیاب سے اور آنا  
بلور چار دست کا بہ لشکر کشیر ہمراہ ہمیشہ خواجہ عسکر کے



# اور رہا ہونا لشکر ہرخ کا مولفہ

ابھی سابقا مجھ میں باقی ہر ہوش  
مگر عطرانی ہو ساتی شراب  
صراحی لگانے لگے تہقیر  
مے پھول کا جام لب سے مرے  
اگر دیکھ لوں دخت زر کی چھین  
بہت باکرہ کی ہے مجھ کا طلب  
مرے دل پہ چھا جائے پھر بخودی  
قدم آکے پیر مغان کے مین لون  
کہاں تک ہو ساتی کرم کا بیان  
پلا رند کو ادراک جامے  
ترا نام و اقبال ساتی بڑھے  
اگر جوش مستی کی کچھ ہو مدد  
شکت اسکو دم بھر میں ایسی ملے  
جلے میری صورت سے زاہد مدام  
بس اے جاہ افسانہ گوئی کرو  
شگفتہ چو شد طبع در اجسم

ذرا کہدے پھر جاہ ساغر ہوش  
کہ نہتا پھرون لیکے مین بحیاب  
بھریں جام پھر خندہ جام سے  
یقین ہے ہنسی پھر نہ میری کھمے  
تو صدقے کروں اُسپہ مین جان تن  
اچھوتی رہیگی نہ بنت العنب  
بلا آکے نے جوش مستی مری  
حواس و شکیبائی مین نذر دون  
بہت تیرا منون ہوں مہربان  
کہ رخصت طلب تجھ سے وہ آج ہی  
زمانہ مجھے پھر شرابی کہے  
دکھا دون مین تو بہ کو پھر روز بد  
مرے نام سے تو بہ تو بہ کرے  
کروں اسکی دم بھر مین قلیا تمام  
نہ یوں پیکے مے تم بہکتے پھر و  
دبان و شلم مثل گل خندہ زن

طالبان دیدار شاہد فسون و تحیران آئینہ جمال معشوق مضمون بخوان مخفیانہ سحر سازی و سرستان شراب عربہ پروازی  
گروہ گروہ میدان حیرت مین نیرنگی طرح سے جمع ہو کر اس طرح خندہ زنی فرماتے ہیں کہ استعجاب سے بیان داستان  
پر ہر ایک کے ہوش کھو جاتے ہیں یعنی جب یہاں لشکر ہرخ سحر ہو کر برباد و تباہ ہوا اور کوکب کے یہاں سے  
عزم روانگی خواجہ بہ عقلت و جاہ ہوا ملکہ تران نے نامہ اپنے باپ کا پڑھ کر عمرو سے کہا کہ خواجہ خدا حافظ بڑا  
زبردست افسر سمراہ کر کے پدر بزرگوار نے میرے آپ کو رخصت فرمایا ہی لیجیے تشریف لیجائیے اور جنگ فتح  
فرمائیے عمرو یہ کلمات فراقیہ سن کر آنسو آنکھوں مین بھر لایا اور کہا اے ملکہ مجھ کو اپنے دل سے نہ بھلانا فراموش  
بالکل نہ فرماتا جدا ہونا تم سے شاق ہر خاطر مبتلا ہے رنج فراق ہر کاش ایسی مہربانی تم مجھ پر نہ فرماتیں دل کو نہ  
تو پاتین نظر

دھوئیں بجکے لب ظکون ہوے شب  
زبان کرنے لگی فریاد و طلب



مگر ہے عیب رسم آشنائی  
محبت کا ہے دل میں دمدم جوش

کہ افسوس لے فلک سیر کج ادائی  
نہیں ہوں بندہ احسان فراموش

بران نے کہا خواجہ تمھاری جدائی مجھے بھی ناگوار ہے آپ کے عقب میں انشا اللہ مع لشکر کشیر میں بھی آئی ہوں  
گھبرا ناچا ہے خوشی خوشی تشریف لیجا ہے یہ کہہ کر اٹھی اور پکڑ کر ہاتھ لیجلی مجھ پر بھی ساتھ ہی اٹھی اور تسلیم رستی  
بجالاتی ملکہ نے فرمایا کہ اسے مجھ پر تو کوا بھی رخصت نہیں ملی تم ٹھہرو جلدی نہ کرو اس نے کہا کہ حضور میں ہمراہ  
خواجہ آئی تھی تنہائی میں کیونکر بسر ہوگی زندگی دو بھر ہوگی بران نے جواب دیا کہ خلاف مرضی بادشاہ کرنا  
اچھا نہیں بغیر رخصت جانا کیا ضرور پاس خاطر میراں نہان کا دستور ہے مجھ پر مجبور ہو کر چپ ہو رہی اور  
خواجہ کو ملکہ لیکر اس بارہ درہی کے ایک کمرے میں علیحدہ لائی وہاں کشتیان خلعت پر زرا اور زرد گوہر سے  
ملودھری تھیں عمرو پر ملکہ نے کچھ ایسا افسون پڑھا کہ بیوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار میں  
اپنے تین پائیا سو کنیزین ماہ رخسار وہاں حاضر تھیں وہ شرط خدمت بجالاتی ہیں خواجہ کو اس باغ کی بارہ درہی  
میں تخت جواہر پر بٹھایا شراب و کباب جلے انتساب آغاز ہوا یہاں تو سامان عشرت اقتران جمع ہی مگر  
بران نے پھر کچھ سر پڑھا کہ عمرو جو بیوش ہو گیا تھا ہوشیار ہوا اس عمرو کے جسم پر قباے شاہی اور لباس  
فرمانروائی سے مزین و محلی کیا تاج گوہر سر پر کھانچے طلسمی کمر سے لگا یا نہایت عمدہ جواہر کا اسباب ہر  
جگہ موقع و مناسب پر آراستہ کیا پھر باہر لیکر آئی یہاں تخت طاؤسی جواہر کار حاضر تھا طاؤس جواہر کے  
چارون کونون پر استادہ دم اپنی چتر کیے تھے جواہر کے نگینہ پایہ ہائے تخت میں جڑے تھے اس تخت پر خواجہ  
سوار ہوئے اس وقت مجھ پر بادل رنجور پھر عرض پیرا ہوئی کہ مجھے رخصت ملتی تو اچھا تھا بران نے کہا کہ اسے  
بہن جانے میں اتنا اصرار نہ کرو کچھ دن رکر چلی جانا اچھا باغ کی سیسے دل بہلاؤ اور خوں کو حکم دیا  
کہ انھیں سیر کر الاؤ پان سو کنیزین نہر حال بجز حکم اسکو لیکر خلیں اور اسی باغ میں جہان عمرو و مشغول عشرت  
ہو اسے بھی لائیں اسنے دیکھا کہ ایک باغ عجائب رنگار بنا ہے سراسر طلسم نظر آتا ہے اس باغ میں ایک  
مقام بہتر پر تخت زرنگار بچھا ہے عمرو وہاں جلوہ فرما ہے اسنے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے اٹھ کر باعزاز پاس  
اسکو بٹھا لیا اس کے دہن خیال آیا کہ ایک عمرو وہاں روانہ ہو رہا ہے ایک یہاں بیٹھا ہے کچھ عجب رکھنا ہے  
معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ابھی جاتے نہیں وہ جو روانہ ہوتا ہے وہ بھی کوئی شعبہ ہے اور جو نہان بیٹھا ہے یہ بھی  
کوئی اور ہے اصلی عمرو کو ملکہ بران نے پوشیدہ کیا ہے اسوجہ سے تجھ کو رخصت نہیں ملتی یہ سوچ کر چپ  
ہو رہی لیکن ادھر خواجہ کے سوار ہوتے ہی ٹوٹے پر چوب پڑی تخت ہاتھ یونہی کسا گیا چتر زرین سر پر  
پھرنے لگا تین سو علم جلوہ دکھانے لگے نشان میں لاکھ ساحرا و جبار کا ظاہر تھا پرچم و پھریے کھل گئے جن پر  
تعریف خدا و نعمت پیغمبر لکھی تھی ہر علم کی توقیر پڑی تھی سترہ ہزار مرکب باد رفتار بازین بجام مرصع کار کو تل  
ہمراہ تیرہ ہزار فیل رعدا و از فلک شکوہ پر خیمہ ڈیرالہ کی ہزار ہاتھ یونہی قور جلو میں انپر امرائے طلسم نور نشان



سوار بھولین ہاتھوں کی طرح دھبہ سوٹے اور سٹکین رنگین آئینوں کی ششک پر ترمین دیکھنے والے حیران بڑی آن بان آگے بڑھے تھے کہ کئی ہزار ساندہ نیاں زنگولے بندھے گردنیں گنگر و بڑے بڑے چم چم کرتی چلیں بعض پر نقارے لدے زنبورچی بیٹھے بعض پر پیک طلسم سوار نہایت اقتدار سے نکلے پھر عود غنبر کے لوٹے یلے اور نکلے طفلان مہر ویدار پیدا ہوئے ستے گلاب کیوڑہ چھڑکتے چلے اور سیا دل و چویدار خاص بردار لباس دروی سے درست گذرے کہ یکا یک صدائے طوق و اطرق و اسے گوش فلک کر ہوا نقیبے صدادی کہ بڑھے عمر و دولت ادب تفادوت سے بڑھے آئینہ پیش خداوند نعمت کوڑکا کرکیت کہتے ثنا خوانی خواجہ عمر و کی کرتے گذرے اُس وقت وہ چالیس فیل زنجیر بند کیے ہوئے نکلے چنبر موتیوں کا بنگلہ بڑا تھا تخت کچنیا تھا خواجہ بصد کرو فر جلوہ فرما تھے گرد تخت کے ہزار طائر زرین بال و پر کھولے حاضر کئی سو پر بیان طلسم کی مروجہ جنبانی کرتی شہزادیان بادب سامنے تخت کے بیٹھیں ہاتھی چالیس آہستہ آہستہ روان تین لاکھ ساحران غدار نہیں و فیل و اشتر و اژدہ پر سوار نقلین سلگتیں تھالیان برنجی چمکتی ترسول کی بجالین جود لگو عدو کی چھید ڈالین آب و تاب دکھاتیں ساحر نیرنگی سحر کی دکھاتے جادو گر نیاں نفیس لباس پر زرجواہر کا زیور پہنے سب کے آگے بلور چہار دست اژدہ پر سوار چار ہاتھ کا انسان دو ہاتھ کی ٹھیان بند دو کھلے جو کھلے ہاتھ بند کرتا اور بند ہاتھ کھولتا بلور کے ہزار پیلے ہاتھ سے نکلتے اور ساحر نیرنگی دشمن سے لڑتے نیرنگ سحر کے جادو کے انسان بنانا اسکے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے وہ لشکر تھا سارا لشکر فیل و چہرے کے گرد قلب میں تخت فلک فعت مہر سپہ عیار کی کوئیے جب کا یہ کروفر تھا کہ

ہزاروں اردلی میں خاصہ دار لباس اُنکے بدن پر زعفرانی قباؤں میں وہ اُنکے صرف گنواب گروہ اُنکے عقب پھر عورتوں کا جوان ہر ایک ہمسن روکش سحر ہر اک پہنے مرصع کار زریور عیان ناز و کرشمے تھے غضب کے بہت تھے رشک گلگوں پر جو سوار سراپا تھا طلائع ساز اُن کا ٹکے تھے دامن زرین پہ گوہر ہزاروں حرف تھے الماس پائے نجل اور شوکت شان سے وہ	ہزاروں تھے روان ہمراہ سردار پھرا بیلون میں تھا سونے کا پانی نجل تھا اشرفی بوٹے سے مہتاب ہر ایک خورشید اور مہتاب سما سراپا پیر میں جسموں پہ تھا نور مقابل میں تھا ذرہ مہر انور مزین بر چھیان ہاتھوں میں سب کے ہوا پر تھے روان گویا ہوا دار پری سے تھا الگ انداز اُن کا کہ پیدا قدرتی تھی آب جس پر نجل تھے روبرو جسکے ستارے چلا آخر کو اس سامان سے وہ
---	--



قلعہ ہفت رنگ سے پہنچل تمام نکل کر بہت جلد سرحد طلسم نور افشان طے کر کے سارا لشکر بڑو و سحر برہم با فر  
چلا اور جس کسی سرحد دار طلسم ہوشربا نے اس لشکر جلیل کو دیکھا خیال کیا کہ فوج شاہ کو کب ہی ہمیں امور  
بادشاہ میں دخل دینا زیبا نہیں ایسا نہ ہو کہ خلافت بادشاہ ہو پس یہ سمجھا کر وکنے سے باز رہے اور یہ لشکر  
کسی جا ٹھہرا نہیں کئی روز تک برابر چلا گیا اور قریب پشترے رنگین حصار کے جہاں لشکر مہرخ اتر ہوا تھا  
پہونچا یہاں سب سردار میدان کارزار میں گردیل جمع ہیں بہت سے بیہوش ہیں از خود فراموش ہیں جو ہوشیار  
ہیں وہ قہقہے لگا رہے ہیں بیہوش ہوا چاہتے ہیں عیار جو دو یہاں ہیں وہ بھاگے ہوئے ہیں انھوں نے دشت میں  
اس لشکر کو آتے دیکھا اور ہاتھی پر خواجہ کو سوار دیکھ کر شاد ہوئے استاد آئے کہتے دوڑے عمر و  
نے پاس اپنے انکو بلا لیا اور سارا حال بربادی لشکر کا سن کر بلور کو حکم دیا کہ ہاں لینا لشکر افراسیاب کو بجز  
حکم ساحر نارنج و ترنج لیکر دوڑے اور اس طرف بھی ناظران ملک کی عرضیاں آپکی تھیں خبردار دن نے آمد  
لشکر کی خبریں پہونچائی تھیں حیرت و مصور نے حکم دیا تھا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے اور شاہ طلسم کچھ  
ویر بارگاہ میں ٹھہر کر سمت ظلمات طلسم چلا گیا تھا خلاصہ یہ کہ اُس وقت جو بلور تین لاکھ سے آگرا یہاں پر  
بھی فوج ساحران مسلح و کسل کھڑی تھی دو کون فوجیں باہم مل گئیں نارنج و ترنج چلنے لگا ابر حیرت نے لگے سانپ  
چھوگر کر کاٹتے تھے بیرغل مچاتے تھے شور برپا تھا چار سمت اندھیرا تھا بلور نے آگے بڑھ کر مٹھیان بند کر کے  
جب کھولیں ہزار ہا پتلے بلور کے ہاتھ سے گر کر تلواریں پکڑ کر مثل مبارزان جاگرے اور پھر تو کشتوں کے  
پشتے بندھ گئے کیونکہ وہ پتلے کسی کے مارے نہ مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے اور مٹھیان بار بار بلور  
جو کھولتا تو لکھو کھا پتلا پیدا ہو گیا تھا اس نے مارے تلواروں کے تھلک ڈال دیا تھا لشکر میں در آئے تھے  
یہ آگے بڑھے تھے دشمن کے زور گھٹے تھے کماندار سہے ہوئے تھے مصور و حیرت گوشہ گیر تھے ہر چند  
چلاتے تھے فوج کو نعرے مارتے تھے مگر کچھ مدد نہیں آتی تھی پتلے ہارے سحر کی چڑھائی تھی میدان ستم خون ہے  
ابر نہ تھا ہر ایک کو لڑنے سے گریز تھا موت حلقے میں گھیرے تھی عاقبت مثل کمان بھجیرے تھی قدر انداز  
تھرائے تھے تیر پیام قضا لاتے تھے شمشیر شرر بار ہزار ہا ساحر فی النار بیرون کا شور کرنا آندھیوں کا  
زور زور چلنا العیاذ باللہ تڑپ تڑپ کر بکلیوں کا گرنا طوفان گیر کج رہتی بھاگے ہوئے امان تندرستی  
میل و دف و قرنا کا بجنا کر کا ہونا دل ترک فلک کا دھلا تا تھا یہ حال ہو کہ ایسات

سپاہی چودریاے جوشان بجنگ	ہمہ تیز کردہ بکینہ د و چنگ
سواران جنگی جوانان دلیر	خردشان و جوشان چودرند شیر
زبانگ تیرہ شدہ کرد و گوش	زگردان برفتہ سہمی مغزو ہوش
خروشیدن کوس و زخم و راس	جہان راہی بردیکسر زجاس
ہمہ دشت تن بود بیدست چلے	دلیران بدشمن نمودہ قفاے



اسی ہنگامہ گیر و دار میں عمر و اپنے فیل پر سے اتر کر مرکب باد پیا پر سوار ہو کر قتل کرتا ہوا جانب میل چلا اور اسی نیچے سے جو ریان نے طلسمی دیا تھا ہزار ہا ساحر مارا گیا اور یہ لڑتا بھڑتا قریب جب پہونچا پنج میل پر نیچے لگا یا نیچے پڑتے ہی ایک شعلہ چمکا اور اُس میں آگ لگی وہ مکانات اور درختے اور نازنینان سحر حلیہ رکھ رکھ ہو گئیں جس قدر کہ فوج بیہوش اور سحر ہو کر سنہیں رہی تھی وہ ہوشیار ہو کر لڑنے لگی میل جل کر غائب ہوا ہر ایک فوج دشمن گرا پھر تو اس قدر خونریزی ہوئی کہ دامن دشت دامن معشوق گلزار پوش تھا جدھر دیکھے ابدا سرودوش تھا گیا وہ دشت مزرگان خون چکان تھی ندی خون کی روان تھی لوہا برستا تھا ابر فنا بار چھایا تھا سر و نہر نصرت و شکست کا سایہ تھا دن بھر ہی ہنگامہ رہا جس وقت وہ زمانہ آیا یعنی گروہ سپاہ دشور لشکر ظہر و نہ سے آفتاب تابان تیرہ وہو کر رہا بفرار لایا اور پردین و ماہ کے گوش خروش نبرد سے بھرے نظم

بڑا آیا نظر احجام جادو

نیا پھر رنگ لائی شام جادو

طلسم روز توڑا یہ کیا نام

ہوئی پیدا عجب جادو فلک شام

قریب شام حیرت و مصور کے پاؤں میدان رزم میں نہ ٹھہرے اور فوج نے کھونچھٹ کھایا بھاگ کر سمت دریائے خوزدان گئی اس طرف خمیرہ و خرگاہ ہرخ پر پرا تھا وہ لوگ پہلے ہی بھاگ گئے اور بلور نے فوج کا تعقب کیا مگر دریائے بحر بنا کردہ نازنینان طلسم ہی وہاں جانا مناسب سمجھا طبل امان بجا کر پھرے اور بارگاہ و خیام دشمن پر قبضہ کیا عمر و نے حکم دیا کہ باقی نہ رکھو سب مال دشمن تاخت و تاراج کرو اسی وقت سب لٹکیا بارگاہوں میں آگ لگا دی خزانہ کل ضبط کیا پھر طبل شادمانی بجاتے سر خواجہ پرستے نہ تار کرتے تھے ہرخ خواجہ سے بعلگیر ہوئی عیار سب شاد ہوئے بند غم سے آزاد ہوئے بارگاہ میں دوبارہ رونق ہوئی ڈھنڈور اٹھا کہ خواجہ عمر و طلسم نور افشان سے تشریف لائے ہیں دشمن مغلوب ہوا اہل اسلام کے شریک بے خوف و ہشت آئین اور آباد ہوں رعیت فراری آنے لگی بازارین آباد ہوئیں لشکر بلور کا ایک عمدہ مقام پر اترا خواجہ کے حکم سے بلور چہار دست کیلئے بارگاہ زر بقی نصب ہوئی یہ اُس میں فروکش ہوا پھر مع عمر و بارگاہ ہرخ میں جملہ سردار زب کرسی و دنگل ہوئے ہرخ نے آمد خواجہ کی خوشی میں جشن کیا اور ایک میدان وسیع و سبزہ زار میں خمیرہ و بارگاہیں نصب کرائیں سامان دعوت بلور مہیا کرایا بجز حکم کو سون تک آتش بازی گڑ گئی خیام ذی احترام استادہ ہوئے سر اچھے اُنکے برائے مشابہ سیر و تماشا اٹھا دیئے گئے خمیوں میں شیشہ آلات سے فروغ ہوا میدان میں جھاڑ روشن تھے درختوں میں گیند لٹکے تھے طوائفان قمر پیکر ہر جگہ رقص کنان نشاط و سرور میں پیر و جوان چاندنی رات کا سامان فلک پر شعل ماہ روشن مزین انجم کی آئین دشت دور کا چمکنا چشمون کا مواجی کرنا شاخ بلور کے جھومنے کا طع دکھاتا تھا جب یہ سامان جمع ہو چکا ہرخ بلور وغیرہ بصد سرور مسند ہائے پر ز پر آکر بیٹھے بادہ خواری شروع ہوئی مستون کی لاؤ لاؤ سا قیونکا بناؤ جیہ دیکھ شکل دل کا رکھ رکھاؤ جلسہ طرب کا جوا و رقص اس کی ابرو وہ



اشارہ کہ ادھر آؤ شراب فرحت پیدا نظر

صد اقلقل کی شیشونکے دہن سے  
کوئی بیوشل محو خواب آرام  
کہیں غل ہم بھی ہین مہمان ساقی  
کیکے لب پہ لب سنتا ہوں ایسی  
کیے موقع پر اپنے اپنے حاضر  
کھلائے تازہ کھانے رحمتین دین  
غزل ٹھری کی لفظ آئی زبان تک  
لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ

کوئی مسرور فیض انجمن سے  
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام  
کسی کے ہاتھ میں دامن ساقی  
کوئی نادم کہ میں نے تو بہ کیوں کی  
وہ سامان جیسے ہو مسرور خاطر  
طعام عمدہ کی تیار یان کین  
صد المبلون کی پہونچی آسمان تک  
گلون سے نکلے شر آواز کے ساتھ

یہاں تو سب مصروف عشرت ہین لیکن حیرت جب قریب دریا سے سحر پہونچی نئی بارگاہ اور تمام اسباب لشکر کا  
از سر نو اس نے منگو کر دریا سے کچھ ادھر ہٹ کے مقام کیا فوج ہزیمت خوردہ وغیرہ کے جمع کرنے میں  
مصروف ہوئی اور عرضی اس ابتری حال لشکر کی شاہ جادوان کو لکھی اسکے قرار پذیر ہونے سے تمام فراری  
مجموع ہونے لگے اور عیار بچیان جو ایک بار مہرخ وغیرہ کو بیوش کر کے ناکام پھر گئی تھیں دوبارہ عیاری کو  
چلیں اور صرصر صورت ایک ساحر شریک مسلمان کی ایسی بنا کر روانہ ہوئی جب لشکر عدو میں پہونچی  
سب کو مسرور و شادان پایا جشن کا سامان دیکھا اسی ہنگامہ میں یہ بھی شریک ہو کر رفتہ رفتہ اسجگہ پہونچی  
جہاں مہرخ و عمر وغیرہ بیٹھے ہین چنانچہ جب یہ وہاں پہونچی قاصد ہوئی کہ خدمتگار وغیرہ کو بیوش کر کے  
شریک جلسہ عشرت ہوں اسی فکر میں تھی کہ عمر و پیشاب کے لیے اٹھا اور کسی کو ساتھ نہ لایا اکیلا چوکی  
پر آیا مہرخ جانتی ہی کہ عیار ہمیشہ ہر جگہ تنہا جاتے ہین بنا بر عادت کے آفتابہ رکھنے کو خواجہ نے خدمتگار  
نہیں لیا یہ تو اسی طرح تاج دیکھا کی اور صرصر جو گھات میں لگی تھی عقب خواجہ چلی جب خواجہ چوکی پر جا کر  
بیٹھے اُس نے پشت پر جو قنات آڑ کی لگی تھی اسکو خنجر سے چاک کر کے اندر پہونچتے ہی کندہاری کے گردن عمر و  
کی پھنسی بس نے پھر کر دیکھا اسنے حساب بیوشی مارا کہ ناگ پر پڑا خواجہ کو چھینک آئی اور بیوشی چھائی  
صرصر بہت خوش ہوئی کہ بڑے عیار و فیلسوف روزگار کو بچا نہ آج پیش شاہ ظلم میرا بڑا نام ہوگا کہ  
ممیت بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر + آج وہ شخص پھنسا ہے کہ نہ تھا حبس کا نظیر + الغرض اسجگہ تنہائی  
پاکر اسنے چادر عیاری بچھائی اور پشتارہ باندھ کر دوش پر رکھا از بسکہ سب مصروف عیش و سرور ہین کوئی  
خبر نہ ہوا کہ یہ کیا لیے جاتی ہر اسنے اُس مقام جلسہ سے نکل کر راستہ پکڑا اور لشکر حیرت میں پہونچی وہ  
انتظام جمعیت سیاہ کے سبب آرام پذیر نہ ہوئی تھی کہ اس نے جا کر پشتارہ سامنے رکھ دیا ملک نے پوچھا کہ  
کے لائین عرض کیا کہ عمر و کو یہ سکر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور اسی وقت عرضی شاہ جادوان کو اس حال کی



لکھی بادشاہ طلسم عرضی محتوی بر حال شکست لشکر جو پہنچی تھی یہ ظلمات سے متفکر پھر کر باغ سیب میں آیا تھا اور تدبیر میں تھا کہ کسی ایسے ساحر کو بہر جنگ وادہ کروں جو مقابل بلور ہو سکے کیلئے کہ اب لڑائی کو کب سے بڑگی ہے ذرا سنبھکر لڑنا چاہیے ہنوز کوئی تدبیر نہ ہوتی تھی کہ عرضی دوسری حال قید ہونے سے روکی پہنچی بہت خوش ہو کر جواب لکھا کہ اے خاتون من صبر صبر کو بہت بھاری خلعت دینا اور قیدی کو سامنے اپنے قید رکھنا یہ بقیہ شب گزر جائے تو مابودلت آکر اسکو قتل کرین خبر دار غفلت نہ کرنا کہ وہ چھوٹ جائے یہ نامہ سنجہ ملکہ پاس لایا اُس نے پڑھ کر آنکھ پلائے اور قید گران میں عمر کو مقید کر کے فرط خوف سے اسی طرح بیہوش رکھا کہ مبادا ہوشیار ہو اور مکر کر کے چھوٹ جائے لہذا غافل رکھنا اچھا ہی پس سخت کے پاس بیہوش کر کے عیار بچپون سے پہرا دینے کا حکم دیا اور آپ بھی شب بھر بیدار رہی ادھر تو یہ کیفیت رہی اس طرف فرسخ نے دیر جو ہوئی چوکی پر خواجہ کو تلاش کیا وہاں جناب بیہوشی پڑا دیکھا اور پتیرہ صبر صبر کا بنا دیکھا اسکا ماتھا ٹھنکا اسی وقت لشکر تیار کر کے چاہا کہ دریائے سحر کی طرف جساؤن ضرغام و جانسوز دو عیار موجود ہیں انھوں نے کہا کہ اے ملکہ آپ نال کرین ہم جاتے ہیں اور استاد کو چھڑا لے لاتے ہیں یہ کہہ کر روانہ ہوئے یہاں وہ جلسہ طرب مہدل نعم ہوا ہر ایک کو نیا الم ہوا کہ بیت بہ شکل سخت دشمن سب تھے یابوس زبان پر دمبدم الفاظ افسوس + ادھر عیار جو چلے قریب دریائے سحر لشکر حیرت میں آئے دیکھا کہ بارگاہ ملکہ کے دروازے پر عیار بچپون کا پہرہ ہوئی خود شکار بھی اندر جا نہیں سکتا یہ عیار کی کرنے لگے مگر کوئی تدبیر پیش نہ ہوئی اور رات جو باقی تھی وہ گزری قید فروغ سے شب فروز چھوٹی پروانوں کے لو لگی مگر سوز و سانسے فرصت ملی بیات

جو تھی مانند معشوق دل آویز  
زمین پر نور برسا آسمان سے

کہ وہ شب مثل دور صبر تیز  
ہوئی رخصت طلب بزم جہاں سے

صبح ہوئے ہی افراسیاب بادل بیتاب بقصد قتل عمر و لشکر میں آیا حیرت نے تلخیم دی بارگاہ میں لجا کر بٹھایا اُسے حکم دیا عمر و کو ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کر دے صبر صبر کند سے مضبوط باندھ دیا اور قید رفع ہو گیا سنگھایا کہ وہ ہوشیار ہو اس آمد بادشاہ میں ہزار ہا ساحر بہر ملازمت حاضر ہوا تھا سراجچہ اٹھے تھے عیار بھی صورت بدلے ایک طرف کھڑے تھے اور چاہتے تھے کہ خواجہ کو چھڑالیں بلکہ علما و دیگر قریب خواجہ جائیں اور قید سے کیسی طرح کھلو کر لے بھاگیں اسی فکر میں تھے کہ یکا یک عمر و نے ہوشیار ہو کر شاہ طلسم کو کھوڑا اور ہونٹھ چپاے افراسیاب نے لکڑا کہ او دزد مکارا کہ کیا حال تیرا کیا جائے عمر و نے ہنس کر جواب دیا کہ دزد تو آپ ہوگا یا تیرا باپ ہوگا ہم تو شہنشاہ ہیں ملازم شہنشاہ کو کب عالیجاہ ہیں اے افراسیاب تیری عقل پر تھپڑ ہے میں تو مجھ کو عمر و سمجھا ہی کہان بادشاہ عظیم الشان شہنشاہ عیاران جہان کہان میں حقیر و ناتوان اگر وہ تشریف لاتے تو انکے ساتھ ملکر دوران جہان یا بادشاہ خود آتے طبقہ طلسم تیرا الٹ دیتے تجکو سزا سے سخت دیتے میں ایک ادنیٰ ملازم درگاہ ملکہ کو رہوں افراسیاب نے کہا اے مکار میں تیرے فقروں سے خوب آگاہ ہوں اب تو ملازم



گوکب بکریچوٹا چاہتا ہوا اُسے کہا مجھے تو کوئی قتل کر ہی نہیں سکتا ہے سنبھل میں جاتا ہوں افراسیاب یہ سنکر  
 بغضب اٹھا کہ خود قتل کرے اُسے پکار کر کہا کہ میری کنپٹیوں کی طرف دیکھو تو میں جاؤں شاہ طلسم نے اُسکے کھنہ  
 سے جو دیکھا تو دونوں کنپٹیوں پر لکھا تھا کہ یہ تپلا چینی کا ہوا سباب خود بینی کا ہر شیشہ خاطر دشمن چور کر گیا عمرو  
 نیکر افراسیاب کو رنجور کر گیا یہ بڑھکر شاہ متحیر ہوا تھا کہ اُس تیلے نے زور کیا ایک شعلہ پیدا ہوا کند جلیا اور وہ  
 زبان برقی تر پاپھر رعد آسا ایک چیخ ماری کہ دل تمام ساحروں کے دل گئے عیاں بھی یہ حال دیکھ کر حیرتناک تھے  
 مگر شاہ جادوان اور حیرت نے ہزاروں سحر ٹپھے کہ تیلے کو روک لیں وہ چشم زدن میں قندیل فلک ہو گیا اور کتا  
 چلا کہ میں تیرے روکے کب رکتا ہوں اپنے مالک پاس جاتا ہوں خیر میرا حال کھل گیا اب میں جا کر تیری سرکوبی  
 کو اصلی عمرو کو بھیجوں گا یہ کہہ کر یہ جادہ جانظر سے غائب ہو گیا افراسیاب نے کھیا نے ہو کر کہا کہ اے بلکہ حیرت  
 یہ تپلا تم نے پہچاننا کہ کون تھا یہ خود کوکب صورت بد لکرا یا تھا میرے ہاتھ سے بچ گیا ورنہ مارا جاتا حیرت نے  
 کہا کہ اے بادشاہ آپ سچ فرماتے ہیں ورنہ یہ تپلا آپ سے نہ رکتا آپکے غلام ایسے ایسے تیلے بناتے ہیں مجھے  
 بھی یقین ہے کہ یہ بیشک گوکب تھا سب ساحروں نے ملکہ کے کلام بہودہ کی تائید کی کہ واقعی صحیح ہے کہ یہ خود  
 گوکب تھا اب اسکی شامت آئی ہے بہت ملازماں حضور کے سر چڑھتا ہوا آخر تا بہ کجا ابھی اپنی سزا کو پہونچا  
 تھا خیر اپنی بچ گیا تو ابکی سہی قضا ہی اسکی آئی ہے شاہ طلسم ان باتوں سے خوشنود ہو کر خلعت ہر ایک کو دے کر  
 سمت باغ سیب گیا اور کہا کہ ابکی میں بہت بڑے ساحر زبردست کو بھیجوں گا اے ملکہ تم مقابلہ مہرخ میں جا کر  
 خیمہ کرو ملکہ مسطور بہر حکم ترتیب لشکر کر کے روانہ ہوئی اور بمقابلہ اسلامیان آکر اُتری یہ خبر ملکہ مہرخ کو ہوئی  
 اُسے قصہ کیا کہ جا کر روکے اور مقابلہ میں نہ اترنے دے لیکن سارے طلسم کا مالک شاہ جادوان ہر ایک  
 مشیر نے سمجھایا کہ وہاں کے ہٹا دینے سے فتح نہ ہو جائیگی پھر چھپر کر نابیکا رہی غرکنکہ یہ تامل پذیر ہوئی اور عیاروں  
 نے آکر سب جرا بیان کیا کہ وہ خواجہ نہ تھے تپلا چینی کا تھا یہ معاملہ دربار میں گذرا یہاں بھی سب کو شکر حیرت  
 ہوئی اور مہرخ نے بلور سے بلا کر حال کہا پھر پوچھا کہ تم بتاؤ آدمی ہو یا تم بھی تپلا ہو دھوکے کی ٹٹی اُسے قسم کھا کر  
 کہا کہ اے ملکہ مجھے خود یہ راز نہ معلوم تھا میں خواجہ کو عمرو اصلی جانتا تھا اور میں ملازم بادشاہ انسان ہوں کوئی  
 تپلا نہیں مہرخ نے کہا پھر جنکے ساتھ تم آئے تھے وہ تو گئے تمھارا کیا ارادہ ہوا اس نے کہا مجھ کو میرے بادشاہ نے  
 یہ حکم دیا کہ افراسیاب سے جا کر لڑو اب جب تک دوسرا حکم مجھ کو نہ ملے گا میں یہاں سے نجاؤں گا اور تمھارا شریک  
 حال رہوں گا مہرخ یہ سن کر مطمئن ہوئی اور بعشرت مصروف انتظام تھی مگر تپلا جو اُڑتا چلا ایک صبا سے بھی  
 زیادہ تیز رو تھا ایک دم بھر میں ملکہ بران پاس آیا ملکہ نے بعد روانہ کرنے اُس تیلے کے عمرو و مخمور کو اس باغ  
 سے اپنے پاس بلایا تھا اور اسی طرح سے خاطر داری میں مصروف تھی عمرو کہہ رہا تھا کہ اے ملکہ تم نے مجھے رخصت  
 کیا تھا یہ کیا کہ میں یہاں سے ایک باغ میں پہونچا ہوں ہاں ملکہ نے کہا یہ حال بھی واضح ہو جائیگا انھیں باتوں میں  
 تپلا آکر پہونچا ملکہ نے کہا اے تیلے تو نے بڑا غضب کیا کہ راز شہنشاہ ظاہر کر دیا تیلے نے کہا میں کیا کروں



یون عیار بھی مجھے کڑی لگئی اور یوں افراسیاب پیش آیا مگر بران کی محال پتلے کو رخصت کیا اس وقت نامہ بار شاہ کو کہ پ آیا اس میں لکھا تھا کہ خواجہ کو ہمارا سلام شوق الیقینام کہنا اور کہنا کہ ہم نے اسی واسطے آپ کو رخصت نہیں کیا کہ آپ پر یہ زمانہ سخت و خس ہوا اگر آپ جاتے تو دشمن آپ کے گرفتار رنج و مصیبت ہوتے پتلا آپ کی صورت کا ہر طرح قہر ہوا تھا وہی صورت آپ کے لیے ہوتی آپ اطمینان رکھیے آپ کے لشکر کا میں محافظ ہوں یہ تمام کیفیت نامہ پڑھ کر جو معلوم ہوئی سحر و کوٹری حیرت تھی کہ میں ہمیں بیٹھا رہا اور میرا ہشیدہ ساری لڑائی فتح کر کے چلا آیا یقین ہے کہ اب شاہ طلسم مغلوب ہوا اور تنجو فتح نصیب ہو غرض کہ حال خیریت لشکر سنکر بعثرت تمام تر مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اب حال لشکر امیر و لقاے بد خصال بیان ہوتا ہے۔

کیون چرخ بھی وہ دن بھی ہو گا خاتون محل ہو دخت انگور ہاتھوں پہ رہے ہمیشہ ساغر سب ہوں مئے سرخ رنگ سے تر ساقی سب ہوں غلام اپنے اسد ن یہ دل ہو اپنا رقی تو بہ اے جاہ یہ کہا کیا	میں نہ کاشہ ہو رند تیرا وصلت سے ہوں اسکے شاد بخور جہشید کی طرح ہو مت پر سرمیز ہوں مے سے سکے سا رند و مے خوار نام اپنے جب ہاتھ میں آئے ریش قاضی لکھو جلدی سے اب فنا
---	--

افران لشکر سخن و لشکر کشان مضمون نکلن شمشیر خامہ سے اس طرح سیف بیانی دکھاتے ہیں کہ ہر فرقے پر دل بوٹ جاتے ہیں یعنی زہر و شاہ راندہ درگاہ الحجب سے کہ نازک چشم قتل ہوئی مقابلہ موقوف کر کے انتظار آمد ساحرین تھا یہاں افراسیاب بھی بوجہ روکنے عمرو نامہ بھیجنے کو کب کے کم فرصت رہا کوئی ساحر ہر امداد خداوند روانہ نہیں کیا غرض کہ جب عرصہ ہوا سلیمان عنبرین مہونے جانب کو ہستان اپنے بھائی بندر شہ دار و نکونامہ لکھے کہ یہاں آؤ خداوند کی ذکر تبار اسکے بھنے کے بہزاد کو ہی اور فولاد کو وہ تن بھائی اسکا کئی لاکھ کو ہی ہمراہ لیکر بہر مقابلہ لشکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب قلعہ کوہ عقیق پہونچا اس دشت میں اسکا لشکر اڑا کہ یہاں بسبب موقوف ہونے جہاں اہل اسلام فرصت یاب ہیں اور صید و شکار میں مصروف رہتے ہیں قضا را پسر امیر شہزادہ ہاشم تیغ زن معہ اپنے رفقا اور ملازم کے صحرا میں شکار افگنی کر رہا تھا ناگاہ ایک صید کے پیچھے جو روانہ ہوا اس جگہ پہونچا کہ جہاں بہزاد و فولاد خیمہ زن تھے اس کے ملازم شہزادے کو دیکھا لکارے کہ ارے یہ جاے ادب ہے پہلوانان زمانہ یہاں فروکش ہیں ادھر آنے سے باز آؤ لٹا پھر جا شہزادے نے انکا روکنا نہ سنا وہ جب زیادہ غلغلہ کرنے لگے بہزاد شور سنکر بارگاہ سے نکل آیا اور قریب شہزادہ اگر گویا ہوا کہ اے اہل رسیدہ تو نے کہنا میرے ملازموں کا نہ مانا آخر دام مرگ میں پھنسا بیچ جا کہ لوگوں ہر شہزادے نے فرمایا کہ میں بیٹا امیر کا ہاشم نام رکھتا ہوں اور میں نے کیا خطا کی ہے جو مجھے اس قدر عتاب آپ کرتے ہیں اس نے ہنس کر



بجواب اس نرمی و مدارات کے کہا کہ یوں تو میں بے ادبی تیری اس طرف آنی کی معاف کر دیتا مگر اب نہ بھڑو ونگا کہ تو  
 مسلمان ہی اور سپر حمزہ ہی یہ کہہ کر مرکب طلب کو کے سوار ہوا اور استعداد کارزار ہوا شہزادہ بھی ناچار لڑنے لگا اُسے  
 نیزہ سینہ بے کینہہ شاہزادہ پر لگایا شہزادے نے نیزہ کوستان پر گناٹھا اور چند طعن رد و بدل کر کے نیزہ  
 اُسکے ہاتھ سے نکال دیا اُسے بچا رکھا کہ او مسلمان تو نے بڑا غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا اب میری  
 تلوار سے نہ بچے گا یہ کہہ کر تلوار کھینچی چلا لیکن اس وقت قدرت خدا سے کوہستان کی طرف سے ایسی آندھی سیاقانی  
 تمام صحرا میں سوائے غبار اور آندھیرے کے کچھ نظر نہ آتا تھا شاہزادہ سمجھا کہ اس آندھیرے میں یہ تلوار لگائے گا  
 تو زخمی کر دے گا یہ سمجھ کر گھوڑا اڑا کر پیچھے ہٹ گیا اور وہاں سے بہت دور ایک سمت نکلیا جب وہ آندھی دھوئی  
 اُس کو سی اور اُسکے لشکر کا پتہ نہ ملا یہ خدشہ تلاش کیا کہ پھر ملے اور میں مقابلہ کروں تاکہ وہ یہ نہ کہے کہ میرے سامنے  
 سے بھاگ گیا مگر کہیں نشان نہ ملنا چاہا اپنے لشکروں کو مراجعت فرما ہوا اس طرف ہزاروں وغیرہ بھی کوچ کر کے قریب  
 لشکر لقا پہنچا اُسے خبر سنکر استقبال کرایا لشکر کو ہونیکا باعزاز تمام اتر دیا مہزاد اور فولاد بارگاہ میں  
 آئے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی خلعت عنایت ہوئے خلع ہو کر دونوں بیٹھے دور جام شراب شروع ہوا  
 جب باغ بادہ ناب سے گرم ہوئے ہزاروں نے نشہ کی ترنگ میں بختیار رک سے کہا کہ میں مسلمانوں کا زور و قوت  
 آزما چکا پس حمزہ۔ ہاشم نام صحرا میں مجھ کو ملا تھا میں نے بکڑ کر خوب طمانچے مارے وہ منت کر کے جان بچا لیکر  
 اور روتا ہوا بھاگا اور نہ مارا جاتا بختیار رک یہ باتیں سن کر سمجھا کہ راہ میں ہاشم نے اس کو خوب پیٹا ہے یہ  
 بالعکس معاملہ بیان کرتا ہی یہ سمجھ کر بظاہر گستاخان ہوا کہ واقعی آپ ایسے ہی ہیں اب تک حمزہ کو یوں ہی دبوک  
 فرمایا گیا یہ باتیں کر کے ناچ دیکھنے لگے لیکن ہلکارے لشکر اسلام کے بصورت مبدل باے خبر گیری حاضر  
 تھے اُنھوں نے بھی یہ سخنان دروغ سنے اور خدمت امیر میں آئے از بسکہ سرور بارکلمات ذلت ہاشم کا  
 بیان کرتا مناسب تھا جب امیر مسجد کراپس میں بہر عبادت تشریف لائے ہلکار خدمت امیر میں عرض پیرا ہوئے  
 امیر و غیرت اور جوش شجاعت سے غضبناک ہوئے لیکن تحمل کو کام فرمایا اور جب ربار میں آئے شہزادہ  
 ہاشم بھی دھمکل پر دست جب میں جلوہ فرما تھا اُسکی جانب بکھڑکھڑایا کہ اس بارگاہ میں وہ لوگ نہ آئیں جو طمانچے  
 کھاتے ہیں افسوس اُسے غیرت نہ آئی کہ اُسے ہزاروں کی مار کھائی نام ہزاروں شکر شہزاد کو یقین آیا کہ یہ مجھ کو فرماتے  
 ہیں پس یہ سمجھ کر دست بستہ عرض کیا کہ اے پدر عالی مقدار کسکو ہزاروں نے مارا اور طمانچے کسے کھائے امیر نے  
 جو حال سنا تھا وہ بیان کیا شہزادہ جوش تو زمین آ کر کانپنے لگا اور باپ کے خفا ہونے پر آنسو بھر لایا اور بعد  
 لوہ کے کسی حیلہ سے اٹھکر باہر بارگاہ کے آیا اکیلا مرکب باد پیا پر سوار ہو کر سمت لشکر لقا روانہ ہوا جب داخل  
 ہوا جس کسی نے دیکھا خیال کیا کہ روز جنگ جنگ ذرا شتی شتی تھا کسی کام کو آئے ہیں یہ تصور کر کے کوئی مزاحم ہوا  
 اور شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا درگہ سالار نے چاہا کہ روکے اسے غصہ میں آ کر ایک ایسی بات ماری کہ  
 درگہ سالار کا پیٹ بھٹ گیا اور ضربات سے اڑ کر اندر بارگاہ کے جا کر گرا بختیار رک نے یہ حال دیکھ کر



کہا کہ صلوة بر بنی خاندان ہزار جسکے تم نے طمانچے لگائے تھے وہ آپہونچے یہ کلمہ سن کر سب اہل دربار سمت و رنگ ان تھے کہ یکایک شہزادہ مع مرکب جلو خانہ سے بڑھ چوہا رسیا فل دور ہی سے ہان ہان لینا لینا کہتے رہے کوئی قریب نہ آیا اُسے تلوار سے قرق زنجیر کاٹ دی اور پردہ گرا دیا صحن بارگاہ میں در آیا اور پکارا کہ سلام میرا اس بزم میں اسپر ہو جاؤ یک خداے لاشریک کو مانتا ہوں اور اُسکے پیغمبر کا دین بحق جانتا ہوں تمام نقا پرست یہ کلمات سن کر اکڑے اور بل کرنے لگے بعض کان میں انگلیاں دیکر ٹپھے کہ تعریف خداے نادیدہ ہم نہ سنیں اور شہزادہ نے لکارا کہ کون ہر قسم سے وہ کاذب بن الکذاب نامرد اذلی جو بہادر و ن پر طوفان رکھتا ہو اور طمانچے کہتا ہو کہ لگائے بختیار ک نے یہ شکر عرض کی کہ دیکھیے میں بڑی دیر سے منع کر رہا تھا کہ شہزادے کی شان میں ایسا نہ کہو مگر اس حرام زادے بہزاد نے نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہنچا اب کیسے چکا بیٹھا ہے حضور دروغ گو وہ چاہے ہو شہزادہ یہ شکر پکارا کہ تیرا نہیں اب طمانچے نہیں لگانا بختیار ک نے کہا اب تو نانی مرگئی اب کیا اٹھینگے زبان سے طمانچے لگاتے لگاتے تھک گئے ہیں ہزار ویسے شکر غضب تمام اٹھا اور تیغ کھینچ پکارا کہ باش او طفل بے ادب کیا بکتا ہو وہاں میرے ہاتھ سے بچ گیا یہاں قضا تیری لائی ہو شہزادہ نے اسکو آمادہ حرب دیکھ کر گھوڑے سے کود کر قدم بڑھایا اسنے تیغ دوڑ کر لگایا اس بہادر نے نگاہ تلوار کی باڑھ سے ملا دی اور تھپکی دی کہ تیغ پیٹ ہوا فوراً اسکی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھٹ گئی تلوار پھینک کر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سارے کبر و غرور و دماغ سے ٹکلیا خوب منہ کی کھائی گردن کی رگین اڑنے لگیں سرخس دور جا کر گرالاشہ زمین پر گر کر ٹپنے لگا تمام بارگاہ کے افسر اسکی شوکت و شہامت دیکھ کر دنگ تھے کہتے کہ دھتنگ تھے کہ شہزادہ نے سارے کاٹھا کر فرزا ک سے باندھا اور جست کر کے پشت مرکب پر آیا پکارا کہ ہے کوئی تم میں ایسا جو سرے لے مجھ سے ورنہ یہ سرخس مزے پھینکا جائیگا اور اہل اسلام کی ٹھوکر بن کھائیگا نقا اور تمام سردار پہلے تو خاموش تھے اور جانتے تھے کہ ہزار اسکو مار لیا لیکن اسوقت کا غرہ شکر خواب غفلت سے چونکے اور بختیار ک نے فولاد سے کہا کہ اتسوس جبکا ایسا بھائی مارا جاے اور وہ بیٹھا تماشہ دیکھے اُسے جواب دیا کہ ملک جی جیسا اُسے کیا ویسا پایا میں اسل مرین دخل نہ دوں گا اسنے یہ شہزادہ سے کہا کہ حضور تشریف لیجا میں یہاں مع خداوند جتنے ہیں سب نامرد ہیں کون آپسے آنکھ ملا سکتا ہے لقانے یہ کلمہ سن کر افسر و نگو لکارا کہ خبردار یہ بندہ سرکش جانے نہ پائے پھر تو بڑے بڑے زبردست سردار سرکردہ روزگار و نکلون سے کودے شہزادہ شمشیر بکفت تا بہ درگاہ پہونچ چکا تھا کہ غل لینا لینا کا ہوا باہر بارگاہ کے ٹکڑے شہزادہ بھی ٹھہرا افسروں نے چار طرف سے آکر گھیر لیا شکر جو اتر ہوا تھا اس میں قرنا پھنکی فوج جلد تیار ہوئی افسر کئی ہزار آکر اٹھا چار طرف سے تلوار پڑنے لگی شہزادے نے بھی نعرۃ اللہ اکبر بلند کیا اور ہمہ تن چشم بکراڑنے لگا تیغ غیرت کے جوہر دکھا دیے سروں کے ڈھیر لگا دیے العیاذ باللہ فوج کا ریلار کے مثل موج دریا اس آیت پڑتا اور اس بہادر کا ہر سمت قتل کرتے ہوئے جانا یہ معلوم ہوتا تھا



کہ بحر آہن میں شنوری کر رہا ہے ہر ذبیحیات تیغ دودم سے اسکی جہاب آسا زندگی کا دم بھرتا ہے لاشوں کے انبار  
ہیں بیدست و پاتام سردار ہیں نقشہ زیست خامہ شمشیر نے بکاڑا تھا بارسرتن سے اتارا تھا قضا سرون پر  
کھیلتی تھی فلک اعظم کی نئی بازی گری تھی کہ ابیات

نور دسواران جہان تیرہ شد	مگر داندرون دیدہ شان خیرہ شد
مردان درون روشنائی نماند	تو گشتی سپہ از روش بازماند
ز پیکار ایشان نہان گشت مہر	ستارہ بگردون پوشید ہر
دل جنگجویان شدہ پر خون	بنہ شان بجیتی کسے رہنمون
ز خون سواران ہمہ خاک و سنگ	ہو آورد گدگد چو پشت پلنگ

اس جنگ کی خبر ملکارون نے جا کر بادشاہ شکر اسلام سے عرض کی بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپ چلیے  
شہزادہ ہاشم کی مدد فرمائیے اگر وہ شہزادہ مارکھا کر آتا تو شجاعت نہ دکھاتا راست دروغ آخر ظاہر ہو گیا  
و شمنون کا خدانے اکر چلنے نہ دیا امیر شجاعت فرزند دلبر شکر و نیز ارشاد بادشاہ باتو قیز بجالانے کو ڈنگل پر سے  
اٹھے از بسکہ سپہ سالار تمام لشکر چار اسلامیان کے امیر و الابر ہی میں انکے اٹھتے ہی پانچزار پانچ سو پچھن  
دلیہ سردار اپنی جگہ پر سے اٹھا اور باہر آکر پشت مرکب پر بیٹھ کر برسم بلغر شکر خالت پر جا کر اغرہ ہاتھ  
سرداران بلند ہوئے تملکہ زمین و زمان میں پڑا ہاشم کی پشت قوی ہوئی بسان برق پڑ پڑ کر ٹپنے  
لگا سرداران اسلام نے تیغ تیز سے اور گرمی ستیز سے دشت جنگ بازار آہنگران بنادیا صدائے گرز  
گران نے آہن کو بی کا پتہ دیا دشت لرزتا تھا لوہا برستا تھا خود پر تلوار کی جھنکار تھی تلوار سے قتل کرنے  
میں اہل شمسار تھی یہ تن گراوہ سرگرایہ زخمی ہوا وہ مارا گیا یہی ہر طرف پکارتی تھی کہ بموجب ابیات

دولشکر بہ کینہ در آد بختند	ز بچہ بچران خون ہی ریختند
ہوا گشت از گرد چون تیرہ میخ	ہمی گرز بارید از ابر و تیغ
ز بس کشتہ شد روی ہامون چوکوہ	نہ گیر دودہ دار گردان ستوہ
سر نامداران بدریا سے خون	شدہ عرق و نامدیکے زان برون
زمین گشتہ مانند دیا سے چین	ز بس جو مل لشکر بدان دشت کین
زمانہ شدہ خیرہ از کار شان	ز کوشیدن جنگ پیکار شان

بختیارک نے جب دیکھا کہ سپاہ اسلام آگری لقا سے کہا کہ اب یہاں سے بھی بھاگنے کا اپنے ارادہ  
کیا یا آج جان دینے کا عزم ہے لمحہ بھر میں امیر گرفتار کر لیا پینگے لڑائی کو ہیوں کے سب سے رکی ہی ورنہ فوج  
آپکی مدت ہوتی کہ بھاگ جاتی لقا نے کہا اچھا میں نے تقدیر کی کھیل مان بچے بموجب حکم کوس باز گشت  
لشکر یہ چوب پڑی فوج طالب امان ہوئی امیر نے ہاتھ روکا سردار بھرے ہاشم نے اگر پائے پد پر سر  
رکھنا چاہا امیر نے سر سینہ سے لگا یا پھر بیچ میں سرداران کے شہزادے کو لیکر زلنثار کرتے ہوئے پھرے



اور لشکر میں آئے پوشاک بدل کر بارگاہ میں بیٹھے سر پہ زاد کا شہزادے کے حکم سے مزے پر پھینک دیا اور اس خوشی میں ایک دن اور ایک رات مشین کیا جب دوسرے روز تیغ شعلہ بار مہر کی تیزی کم ہوئی اور ابن لیل مع انجم عرصہ فلک پر ظاہر ہوا کہ بمقتضای اشیات

رخ خورشید کی رنگت ہوئی نند	حرارت بھی ہوئی کچھ دھوپ کی گرد
ہلک اٹھی جو بوسے مشک ل چور	ہوئی بالکل بے شکل روز کا نور

سر شام بادل ناکام غم بردار نافر جام میں فولا دئے حکم نواخت طبل جنگ دیا طبل بجنے کی خبر لیکاروں سے شکر امیر کے یہاں بھی طبل سکندری بجا دلا اور خبردار ہوئے دربار سے اٹھ کر برائے درستی اسباب جنگ اپنی جگہ پر وہ صاحب نام و تنگ آئے دونوں لشکر دن میں تیاری شروع ہوئی سلح خانے کھل گئے بہادری لڑنے پر تل گئے تلوار کمر سے لگی ہر ایک کے دل سے لگی تیر تر کش میں جاگزیں ہوئے کند کے لچھے بہت اچھے شانوں پر پڑے عمود صورت بہود دکھائے نیزے سر کشی جتاتے کسانین گوشوں سے باہر نکلتے پر تیار کشیدہ خاطر اور کبیدگی اظہار گھوڑوں کے ہمے بہادر رون کے نعرے بلند نامردوں کے دل دردمند آفت کا سامنا مصیبت سے زیادہ جان دنیا فقیبوئی صدا سے دنیا کی مذمت پیدا اور تمام بہادر عروس شجاعت پرشید اکہین تلوار کی چمک کہیں شعلہ جانستان تیغ کی لپکے میں ہوش جلاتی ہرست یہ صدا آتی نظم

کہ تم اک عمر سے ہو سب نکووار	کہے رکھتے ہیں ہم سب خبردار
رہے باقی اگر تم میں کوئی مرد	نہ لائے اپنے دل میں وہ ذرا درد
وہیں مرجاسے یا اس کو مٹائے	طلاق اُس پر ہر گردھیان اور لائے
ہوے حاضر سلاح جنگ سائے	لے سیکو ہوے پھر یوں اشارے
کہ ہر اب امتحان بار و خبردار	کمی ہونے نہائے آج زہار
دیے سرداروں کو خلعت زر و رسم	جھکا ہر فرد بہر رسم تسلیم

رات بھوئی ہنگامہ جانبین میں بر پار ہا جہدم سحر تیغ رنگ نے خرمن ماہ و جسم شب چورنگ و زمانہ غدار نے رنگ فساد کا ڈھنگ نکالا کہ ہو جب اشیات

ہوا انجام شب اس گفتگو میں	اٹھے سب جنگ کی پھر آرزو میں
کہ جب نقل مکان کی سبے حاصل	ہوا صحن زمین خورشید منزل

صبح امیر عبادت خالق قدیر میں مصروف تھے اور لشکر خیل خیل جانب جنگاہ روانہ تھے بہادر رزم مالوت تھے کہ یکا یک ہتر ابن ہتر چالاک بن عمرو نے خبر روانگی لشکر جانب نبرد گاہ خدمت امیر عالیجاہ میں عرض کی امیر بھی سجادہ طاعت پر سے اٹھے اور لباس جنگ جسم پر آراستہ فرما کر برآمد ہوئے سردار بہر سلام حاضر تھے انکو ہمراہ لیکر لشکر دیو زاد اڑائے آستان عالیجاہ بادشاہ لشکر اسلام پر آئے کچھ ہی دیر



ٹھہرے تھے کہ شاہ گردون پائیکہ مملکت ہماہ کی آمد ہوئی اول پردہ زرنکار درشتان چرخ پر کھچا جلو س  
سواری ہویدا ہو اکنولہا سے جواہر آگین روشن کمار یونکا اٹھتا جو بن زبور کی نئی آن بان تھی تصدق جنیر  
جان تھی کمارون نے تخت شاہی بدلوایا ہر سردار نے مع امیر مہر تسلیم سر جھکایا پھر تو زنگا بجا علم آگے  
بڑھے باد بہاری روان ہوئی سواری بادشاہ کی قلب شکرین سطح چلی کہ بموجب ابیات

صدادی کو س شاہانہ نے ہر سو بعد حشمت بعد شوکت بڑھا شاہ ہراک کہتا تھا کرے جانفشانی سنا جب یہ ہوئے مخلوط سردار ہوئی گرزون کو حاصل سر بلندی جو تھے افزائش جرات سے بیتاب بڑھے سردار شکر اک طرف کو	بہ شکل موج بدے سب نے پہلو چلا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہمراہ بشرط فضل حق اور زندگانی کہا صد آفرین یا ران خو خوار مٹی سرور دل کی خود پسندی ہوئے رخسارے انکے آتشین تاب پکارے واقفان جنگ ٹھہرو
--	---

اسی طرح جب وارد دشت مصاف ہوئے دیکھا کہ گرداڑی اور سپاہ مخالف کی آمد ہوئی لقا سخت  
پر سوار گرد فیل کو مہیون کی قطار فولا داگے آگے کر گدن مست پر سوار میدانین پہونچکر صف کشیدہ ہوئے  
اور بعد صفوت آرائی جدال و قتال فولا دگینڈا اڑا کر اجازت لقا سے لیکر عرصہ نبرد میں آیا اور سلح  
شوری دکھا کر طالب نبرد مرد مقابل ہوا کلمات رجز بہت کچھ زبان پر لایا کہ ابیات

نکلتے ہی تہمتن یون پکارا مری تلوار کاٹے کی سروتن	کہ میں ہوں صف شکن مرد صف آرا مسلمانوں کے جی کا میں ہوں دشمن
---	--

اسطوت سے صد اسکی شکر علم شکر دست راست جلوہ فگن ہوئے اور شہزادہ تورج نو جوان بن  
بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران بادشاہ عالی شان سے اجازت لیکر جانب میدان روانہ ہوا  
اور قریب فولا جب پہونچا اُس نے گینڈا پیچھے بٹا کر تگا درماری کہ چار قدم مرکب رخس پیکر شاہزادہ  
والا گہ بٹا اور پھر قدم گینڈا اُس خود سر کا عقب چلا گیا دونوں نے زانو مسلک مرکب بڑھائے اور  
مقابل آئے شہزادے نے بزبان نرمی و مدار اُس کو خطاب فرمایا کہ اے مرد خود مشرط

نہیں ہم کرتے اپنا وار پہلے نہیں کچھ جانتا تو جنگ کے ڈھنگ لگا تمشیر بھر دیکھ اوسہ مست نہ گھبرا موت تیرے سر پہ آئی	لگا تو ہم پہ اک تلوار پہلے بدلتا ہے فلک دیکھ اور ہی رنگ کہ کیونکر تجکو کرتے ہیں ابھی پست کہا جب یہ تو تیغ اسنے چلائی
---	---

شہزادہ نے تیغ اسکا سپر فراخ دامن پر دو کا مگر بازو پر قوت تھا تیغ سپر کو کا مگر خود دو بلند زہ ٹوپ کو



تراش کر سرین در آیا شہزادہ نے داستانے شجاعت کے ہاتھ دشمنین لگائے کہ تلوار جھنکا کر سر سے نکل گئی اور چادر خون بلبلا کر خسار پر آئی شہزادہ نے سر زخم شدہ تخت احنک سے باز دھک کر خبردار خبردار کیلئے تلوار بہ زبردستی تمام اس خود کام پر لگائی اس نے بھی سپر چہرہ پہ پناہ کی مگر سپر قریب کی طرح تلوار کاٹ کر اس کے بھی کاسر سرین دوا آئی اس نے بھی داستانہ مارا کہ تیغہ سر سے نکلا لیکن تاداب و زخم کاری لگا کہ سر کا ہنر زین پر جا لگا شہزادے نے سر کاٹنا اور صید مجروح پر باقہ ڈالنا مناسب نہ جانکر لکارا کہ لہجہ اسکو یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا موصلا اسکے دل کا کھلیا لوگ روڑے اور فولاد کو میدان سے لگے شہزادے نے باوجود حالت زخم داری پھر سباز رطلب کی فوج کو بیان میں سے سالار فولاد و صدار کو ہی گینڈا اڑا کر سامنے آیا اور کچھ کلمات بیہودہ کہ کر بموجب بیات

کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ  
کہ ہوں مگر طے ہزار دن اتخوان کے  
کمر سے اپنے لی تیغ و دپیکر  
ہو اد و ایک سے مرد ستمگار  
نہایت حبلداک تیغہ لگایا  
چلائی اس پر شمشیر ہلالی  
کیا خاک لحد نے جلد مقبول

ہا بر آ کے اک گرز گران سنگ  
لگایا سر پہ مرد نوجوان کے  
غش آیا تھا کہ سنبھلا وہ دلاور  
بشکل برق تڑپا اور کیا وار  
گرا وہ اور بھبائی اسکا آیا  
دیا شہزادے نے دار اسکا خالی  
گرا فرش زمین پر ہو کے مقتول

اسی طرح تا شام شاہزادہ خوش انجام نے اس حالت زخم داری میں عدد کشتی فرمائی قریب شام بقتلے رنجیدہ ہو کر طبل باز گشت بجوایا شکر نے مراجعت کی کفار رنجیدہ دل کیپورہ پائے اور امیر شہزادہ پر سے زرنثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے شکر نے کمر کھولی آسودہ ہوئے کہ امیر نے جراح کو کہ نعمان نام ہی اور اس کے سپرد مریم سلیمانی دوا خانہ شاہی رہتا ہی اور سب جراحوں کا افسر طلب فرمایا اُس نے حاضر ہو کر شہزادہ والا گھر کی زخم دوزی کی شہزادہ نے چالاک عیار کو بلایا اور فرمایا کہ ایک بھیا ہا مریم سلیمانی کا فولاد کیلیے لہجہ و کیو کی جبتیک وہ مریم نہ لگائیگا میں بھی نہ لگاؤنگا کہ میت اگر کچھ زندگی کا لطف بچو چاہیے نادان + اسی میں ہر مراد میں بھی ہوئے بندہ احسان + امیر ان باتوں سے شہزادہ کی بہت خوش ہوئے اور چالاک بنا برار شاہد بھیا ہا لیکر روانہ ہوا اور شکر لقا میں پہونچا طلبہ دار شکر نے اسکو بصورت اصل دیکھ کر وکا اُس نے کہا کہ ہا ہے آیت کی خبر فولاد کو پہونچا دو کہنا کہ شہزادہ تو رنج نے عیار کو آپ کی خیریت دریافت کرنے کیلیے بھیجا ہی لوگوں نے جا کر اسی طرح فولاد سے بیان کیا اُس نے باعز از تمام طلب کرایا بختیارک نے کہا کہ اُنکا بنانا بھیا نہیں مگر اُس نے مانا چالاک جب داخل بارگاہ ہوا بختیارک اُنکو تسلیم سجایا اور پکارا کہ حضور نے کرم فرمایا جو تشریف لائے نیاز مند شائق ملازمت بھی تھا و نیز کچھ پرچہ کہ تحفہ محقر ہو آپ کی نذر کیلیے جمع کر رکھا ہی لیتے جائیگا چالاک اسکی بات تو نہ ہنسا اور کہا ملک جی چلتے وقت



تم سے بھی بچ لیں گے یہ کہہ کر فولاد سے کہا کہ شہزادے نے مزاج کی خبر پوچھی ہو اور یہ مرہم دیا ہی فرمایا ہے کہ تم لگاؤ تو ہم بھی لگائیں فولاد اس عنایت فراوان کا نہایت مشکور ہوا اور دلمین سوچا کہ بیشک مسلمان اپنا مثل نہیں رکھتے یہ سوچا کہ وہ بچا ہا لیکر چلا لاک کو خلعت دیا جب یہ چلنے لگا ملک جی نے بہت سی کشتیاں نہرو جو اسہر کی سنگار کھین پھین چلتے وقت منت کرنے لگا کہ مرشد زادے یہ لیتے جائیے اُسے وہ کشتیاں بھی لیں اور وہاں سے خدمت شہزادہ میں آکر حال کہا شہزادے نے مرہم لگایا اور صبر یہ جاچکا تو فولاد نے بھی مرہم لگانے کا قصد کیا بختیارک مانع ہوا کہ ہرگز یہ مرہم نہ لگانا میں نہ ہر قاتل ملا ہو گا خلاف عقل کہ دشمن کے لطف و مدار پر بھولے فولاد نے کہا ملک جی مسلمان ایسے نامرد نہیں ہیں جو دغا بازی کر کے ہلاک عدد و کورین اور خیر اگرز ہر بھی ملا ہو گا تو میرا نام ہو جائیگا کہ مسلمان ایسے عاجز ہوئے کہ فولاد کو زہر سے مارا یہ کہہ بچا ہا لگالیا اور کہا تو ملک جی بتلاؤ کہ عیار کو تھنے اس قدر روپیہ کیوں دیا اور عجز و انکسار بہت کچھ کیا بختیارک نے ایک آہ سرد بھری اور کہا نہ دیتا تو کیا کرتا یہ کہہ کر فیدہ سر پہ سے اُتار اکھا دیکھے اس دینے لینے پر تو مارے جو تیونکے چند یا گنجی کر دی گئے اگر نہ دون تو سر کاٹ ڈالیں تم کیا جانو اگر وہ خالی پھر جاتے تو خیمہ میں میرے آکر کہتے کہ ملک جی تم نے ہمارے آئین کا مطلق پاس نہ کیا نذر بھی ندی میں پھر ہر چند عذر کرتا اور جو کچھ دیا ہی اس سے دونا دیتا مگر کچھ نہ دتا سارا گھر بوٹ کے مجھے صحرائین لیجاتے اور سینہ تک زمین میں دفن کر کے جاتے یہ مضمون فولاد نے جو سنا بہت ہنسنا اور دلمین کہا کہ لقا بالکل جھوٹا ہے کہ عیار اُسکے شیطان کا یہ حال کرتے ہیں اور اس سے کچھ نہیں ہو سکتا پس اگر شہزادہ تو سوچ تجھے زیر کرین تو انکے ساتھ مسلمان ہو جانا اچھا ہے اسی سوچ میں تھا کہ یکایک زخم سر میں کھجلی ہوئی اُسے کھجلیا بچا ہا مرہم سلیمانی کا چھوٹ آیا اُسے ٹول کر ہاتھ سے زخم کو دیکھا کہ میں نشان بھی نہ پایا تو اور زیادہ حیران ہوا کہ یکایک زخم کیونکر اچھا ہو گیا بختیارک نے اسکو متفکر دیکھ کر کہا حیران نہ ہو یہ مرہم سلیمانی تھا اسکی تاثیر یہ ہے کہ ہر پھر میں کیا ہی زخم ہو اچھا کرتا ہے حمزہ کی بی بی لکھ آسمان پر ہی ہر وہ بھتی ہے فولاد یہ حال سنا اور زیادہ نفرت گزین لقا پرستی سے ہوا اور شوکت اسلامیان خانہ دل میں جا گزین ہوئی بختیارک سے کہا کہ ملک جی تم تو کہتے تھے اس مرہم میں زہر ملا ہے نہ لگاؤ ابھی یہ صفت بیان کرتے ہو بڑے جھوٹے ہو اُسے جواب دیا کہ میں اسلیے منع کرتا تھا کہ اسکے لگانے سے تم جلدی ہم سے جدا ہو جاؤ گے یعنی اچھے ہو کر یا مارے جاؤ گے یا مسلمان ہو جاؤ گے و نیز محبت اسلامیان دلمین تمہارے آجائیگی اب تم مجھے آدھے مسلمان نظر آتے ہو اُسے کہا ملک جی اس میں تو شک نہیں کہ حریف میرا بڑا جو اندر و صاحب وضع و جماع ہے مجھے بھی یقین تھا کہ عیار مرہم لایا ہے کہ شاید اس میں دغا ہو مگر نہیں کوئی انین دغا پیشہ نہیں ہے بختیارک بولا کہ عیار اگر مسلمانوں کے نام سے کوئی عیاری کرین اور حمزہ کو خبر ہو جائے تو اُس عیار کو بغیر مارے بچھوڑے یہ تو کیا عمر و جوان سبکا سردار اور باب و رشاہ عیاران ہے اُسے جب کبھی کسی پہلوان کو بہ کر دولت دی ہے تو اُمیر نے وہ روز اسکو دکھایا ہے کہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی ایسی بُرائی نہ کرے گا فولاد و صفات شجاعت اہل اسلام شکر بہت خوش ہوا اور کہا میں ایسے بہادر و دل پر تلوار اب



انہ کھینچو نگا خیر کل طبل بجا کر کشتی لڑو نگا جو زیر ہو گا وہ غالب کی اطاعت کر گیا بختیار کے کہتا تلوار کا لڑنا اچھا ہے  
 کہ تھا را با ہتھ اگر پڑا تو حریت کے دو ٹکڑے ہونگے اور کشتی میں تو دو پوسند ان اور سرکشان قات اُنسے ہمارے گئے تھارے  
 کیا اصل ہر دم بھریں تو سچ دے مار گیا فولاد نے کہا ہر صبح باد اباد میں تو انکا بندہ احسان ہوں یہ سنکر اُنسے  
 کہا صلوٰۃ بر محمد کیا مریم تھا کہ جسے ہمارے دلیں زخم کیسا ناسور ڈال دیا اب تم سلمان ہوے ابھی سے ہم تمکو  
 صبر کر چکے فولاد اسکے کلام سے نہتا ہوا اپنی بارگاہ میں اٹھ آیا اور ایک روز تامل کر کے دوسرے دن جب جسم  
 فلک زنگاری سے پھا ہا آفتاب کا چھوٹا اور نشان داغ انجسم ظاہر ہوئے

کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے اک بار  
 مزاج شام نے تفریح پائی  
 ہوئی ساکت بہ شکل نبض بیمار  
 ابھر کر مثل ابر زلف آئی

سر شام فولاد نے طبل جنگ بجوایا ہلکاروں نے سمع ہمایون بادشاہ تک یہ ماجرا پہونچایا اسطرح بھی نقارہ حرب  
 بجاتیار کی جنگ میں وہ شب بسر ہونے لگی بہادر وئی آرزو پوری ہو نیکو سحر ہونے لگی تلوار کی باڑھ خنجر کی دھاتیر  
 زہر آبدار گزر گرانبار وغیرہ کی درستی ہونے لگی سو ہے کی بھنگا رہوش فلک کے کھولنے لگی فوجوں کے جادو سے لشکروں  
 کے پڑاؤ سے زمین پر بھونچال تھا یہ حال تھا کہ بمقتضیٰ بیست

فرار آمد نداین دولشکر ہسم  
 زمین آن سپہ را ہی بر نیافت  
 جہان شد ز پر خاش جویان دزم  
 بران بوم کس جہاے رفتن نیافت  
 خروشنے بر آمد ز ہر پہلوے  
 تلے گشتہ دیدند بر ہر سوے  
 بسے اسپ تازی بزین و خدنگ  
 یسے نیزہ و خود و خفتان جنگ  
 گرفتند ہر یک از ان از سپاہ  
 واسپ و زرمج و ز تیغ و کلاہ

حسد م شمع شب افروز انجسم تیغ تیز سحر سے کشتہ ہوئی اور باد صبح نے چراغ عالم کے مروحہ کیے اشعا

سحر نے جملوہ پنهان دکھایا  
 بڑھی اُس شب کی جب پیرانی  
 زمین نے نور کا سامان دکھایا  
 فسود غ صبح نے کی پائمالی

صبح ہوتے ہی لشکر بہر جدال وارد دشت قتال ہوے امیر مسجد سے اٹھکر آستان فیض نشان سلطان فیشان  
 پر آئے بادشاہ اسلامیان بھی مشتاق جنگ تھے جلد تشریف لائے سب نے مجرا و سلام کیا صداے طر قوا بلند ہوئی  
 سواری شاہ باکرم کی میدان قتال کو چلی اسوقت بہادر وں کی آن و بان لشکر کی شوکت و رفعت و شان قابل مد  
 مٹی منچلون کا ٹیکھاپن جو انون کا بناؤ ہر طرف جادو سے گویا قربانی کی عید تھی

بفرمود تا کوس بیرون برند  
 سپہ شد ہمہ کشور از گرد ستم  
 سرافراز پیلان بہا سون برند  
 بر آمد خرو و شیدان گاؤ دُم  
 بہ پیش اندرون تیغ زن لشکری



پیارا ست بامیرہ سمینہ	سپاہی ہمہ یک دل و یک تنہ
تو گفتی چہ ایک سرار جوشن است	ستارہ ز نوک ستان و شن است

جب میدان میں پہونچے حسب معمول صفین درست ہوئیں فوجین لڑنے کو چست ہوئیں لقا بھی مع لشکر آیا کوہیون نے مقابلہ میں پراجا پابعد ترتیب صفوں لشکر فولا دئے گھوڑا اٹھایا لقا سے اجازت لیکر وسط میدان میں آیا سلج شوری دکھا کر پکارا کہ اے گروہ مسلمانان میں تم میں اور کوئی ہم نبرد نہیں چاہتا سولے شہزادہ قورج کے اس نصیب کو شکر علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے نقارے شتری و نیلی بجے شہزادہ قورج نے بادشاہ سے اجازت لیکر مرکب اڑایا اور اُس کے مقابل آیا اُس نے احسان شہزادہ کا یاد کر کے سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہزادہ والا اگر اس روز سب بھیار کے وار ہو چکے ایک کشتی لڑنا باقی ہی آج آئیے ہم آپ نصیب آزمائی کریں جسکو فتح نصیب ہو وہی حاکم بنے مغلوب اُسکی اطاعت کرے شہزادہ گویا ہوا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو بسلم شد یہ لکرو دونوں کو دے عیار و دونوں کے دوڑے اور لشکر میں خبر دی بلیدارون نے آکر اکھاڑا بنادیا شکست عین سنی میں ملا دیا دونوں دامن گرہ ان کر اکھاڑے میں اترے خم سچاٹھاٹھ کشتی کا ہوا طاق پر مٹی چڑھی شانوں پر ایک دوسرے کے مٹی لگائی پھرا دھرا دھرا دھرا سے داؤن گھات میں پھر کر ہاتھ سے ہاتھ ملا کسی نے دستی بز بدستی کھینچی کوئی بنگلی ڈو بانگوٹ میں ہاتھ ڈالا کوڑے پر پھر کر مارا اُس نے توڑ کر کے پھر سامنے پاؤن گاڑا پیچ توڑ بند ہونے لگے سر سے سر ملکر اور گھونے چلنے لگے اس طرح بیان اس میں بامثل فیل مست دونوں گتھے تھے زور زیا پیلی کے ہو رہے تھے یہ حال کہانتک بیان ہوئیں شبانہ روز برابر کشتی رہی شہزادہ نے کچھ کھایا پیا نہیں فولا دئے انکو بھوکا پیاسا لڑتے دیکھا آپ بھی اب وغذا کی طرف توجہ نہ کی تیسرے روز پچھلا پھرن باتی تھا کہ شہزادہ نے اُسکا انگر اکھیرا اور سر سے بلند کر کے زمین پر چا بہٹھا کہ پٹکے اُس نے فریاد کی کہ امان دیجیے فرمایا کہ امان بشرط لانے ایمان کے ملیگی اُس نے عرض کیا کہ قبول ہے شہزادہ نے زمین پر اتار دیا اُس نے دوڑ کر سرانپا قدم پر چھبکا یا شہزادہ نے سر سینہ سے لگایا کلمہ طیبہ بتایا وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اپنے لشکر کو پکارا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے کہ میں نے اطاعت شہرط کی اختیار کی لشکر کے افسر سب آکر حاضر ہوئے اور دین اسلام اختیار کیا بہت لشکر شریک لقا ہے بختیار کے یہ حال دیکھ کر لقا سے کہا کہ یا خداوند بندے آپ کے اب جاتے ہیں مبارک ہو لقا نے کہا حمزہ میرا سپہ سالار قدرت پیا رہا بندہ ہے پس یہاں رہے تو کیا اور اُس کے پاس رہے تو کیا یہاں با سب برابر ہی کہ کمر طبل باز گشت بجو ادیا امیر بھی شہزادہ پر سے زرشا کر تے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لشکر بھی آسودہ ہوا فولا دو کو بارگاہ عمدہ عنایت ہوئی خلعت سرکار شہی سے معافی ملک کا عنایت ہوا فولا دو مخص ہو کر اپنے ملک کو گیا اور تمام ملک سلام آباد کیا نام اُس کے قلعہ کا کوہ اقدس تھا اب اصل میں اسم بامسمی ہوا تمام بچانہ لقا کی تصویر کے منہم کرادیے اپنے اہل و عیال کو مسلمان کیا لشکر کشی فرماہم کر کے حاضر خدمت امیر کشور گیر ہوا یہاں اسکی دعوت پڑے دشوم سے ہوئی خلعت سرفرازی ملا سردار و زمین قورج کے داخل ہوکر



رہنے لگا یہ تو اس طرح مٹیم ہر لیکن اسکے قلعہ کے قریب جو سرحد ہوش رہا ہر اس سرحد کا جو مالک ہر نام اس ساحر کا کلفام  
 جادو ہر اور اسکی بی بی ملکہ لالہ زار جادو نام اس فولاد کو ہی ہر عاشقی ہر اور شوہر سے چھپکر اسکے قلعہ میں آتی ہے  
 اتہک وصل اسکا فولاد نے منظور نہیں کیا ہر حید اسنے طمع دی منت بہت کی اُسنے نمانا چار اُسنے بہر زاد  
 کو دم تھویر میں لانا چاہا اُسنے بھی قبول نہ کیا چنانچہ ساحرہ مذکور کو اندون جو نشہ عشق کی ترنگ آئی خبر قلعہ اقدس  
 کی سنگائی معلوم ہوا کہ دونوں بھائی خدمت خداوند اقصا میں بہر جنگ سلمانان گئے ہیں یہ خبر سنا کر اسنے خیال کیا  
 کہ تجھے بھی وہیں چلنا چاہیے خداوند سے ایسی تدبیر کرانا کہ مطلوب راضی ہو جائے دوسرے شیطان خداوند  
 اخوان کے معشوق کو ملا دیگا پس ایسا کچھ سوچکر اسنے اپنے خداوند سے کہا کہ ہمارے ملک کے قریب خداوند  
 اترے ہیں اور افسوس ہم انکی مدد کرنا کیا زیارت سے بھی محروم ہیں میرا مقصد ہر کہ میں خدمت خداوند میں جاؤں  
 اور اُنکے دشمنوں سے مقابلہ کروں بادشاہ طلسم اکثر ساحر بھیجتا ہر اگر میرا جانا اسنے گا بہت خوش ہوگا اور مجھے کچھ  
 اجازت بادشاہ کی بھی ضرورت نہیں کہ میں اسکی نوکر نہیں ہوں تم اسکی طرف سے سرحدار ہو ملک رکھتے ہو  
 تم نہ جاؤ میں بحسن عقیدت اور پیاس مذہب اپنے خداوند پاس جاتی ہوں اگر جنگ سلمانان فتح ہوگی تو بادشاہ ہی  
 کا نام ہوگا وہ تمھارا بڑا رتبہ کریگا شوہر نے اسکے کہا کہ بی بی یہ سب تمھنے سچ کہا لیکن وہاں عیار سا حصر کو  
 مار ڈالتے ہیں میں تمھیں پیار بہت کرتا ہوں اسوجہ سے ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو جو غم جدائی میں میری جان پر آئے  
 اُسے جواب دیا کہ قضا کو کوئی روک نہیں سکتا یہ خیال بجا ہر ملک وہاں خداوند موجود ہیں قضا اُنکے حکم سے آئیگی  
 بھی تو لجا ئیگی عرض کر اسنے ہر صورت اپنے خداوند کو راضی کیا اور سامان سفر تیار کر کے چالیس ہزار ساحر و  
 جادو گر نیاں اپنے ہمراہ لین خود تخت سحر پر سوار ہو کر بصد کرد فر جانب لشکر وقار روانہ ہوئی ولین شوق دیدار یار  
 بھرا تھا ہاتھوں کلیر اُچھلتا تھا امید و یاس سے باہم جنگ تھی کھوے ہوئے نام و رنگ تھی کبھی بے اعتنائی محبوب  
 کا خیال کبھی کوہِ محبت بلقاہِ لب لاکھ طر کا طلال جو ر فلک کی شکایت بھر جانان کی حکایت دروز بان بسان لہی  
 ہے آب طیان وان تھی کہ اپنی بات

عجب اسکی حالت تھی اسدم تنہا دم سر و بھرتی تھی وہ ہر گھڑی کہوں اسکا کیا اس گھڑی حال تھا سنہلتا نہیں اب سنبھالے ٹل خدا جانے یہ کون آزار ہے	کہ نالہ زبان پر تھا اور لب پہ آہ لگی تھی عجب آنسوؤں کی جھڑی یہ کہتی تھی سر پیٹ کر بر ملا + چھدا اُسکے خزان کے بھلے ٹل کہ سراب تن زار پر بار ہے
--	--

اسی طرح بصدورد و سوز ایک روز قریب دیا رجانان پہونچی نگہت زلف یار باد صبانے دماغ میں پہونچائی  
 لہانے کہا کہ بندہ قدرت ہمارا آتا ہر کو ہی اور شیطان خداوند ہر استقبال چلے اور راستہ میں اگر ساحرہ  
 سے ملاقات کی وہ بھی تخت سے اتر کر تسلیم بجا لائی اور اُنکے ساتھ چلی ملازمان نے لشکر ساحرہ اُتر وایا



ساحرہ نے جا کر خداوند کو سجدہ کیا لہذا نے دیکھا کہ ایک عورت نک سب سے درست عالم شباب میں چاق و  
چست زیور جو اہل کلا پہنے لباس پر زرب جسم کیے ہے مگر آنکھوں میں صورت یار کا گہرا رنگاہ دید کی منتظر  
آتش رنج سے لال چہرہ متمایا منہ اترا ہوا سر پر عشق کا سایہ ہر صاف ظاہر ہے کہ کہیں دل لگا یا ہی یہ دیکھ کر  
خداوند گرگ باران دیدہ ہر لب پر لایا کہ اے بندی قدرت حال تیرا ظاہر ہوا کہ تو کسی پر شیدا ہی خیر تدبیر  
اسکی کر دیا بیگی تقدیر معقول شیت قدرت سے ظہور میں آئیگی لالہ زار یہ کلمات سن کر بیت خوش ہوئی کہ خداوند  
کو میرے حال کی خبر ہو اب وصل یار میرے آخر دخل زین پر قریب سخت خداوند بھی اور چار طرف بنگاہ  
جستجو دیکھنے لگی فولا دو بہرہ از نظر نہ آئے سمجھی کہ اپنی بارگاہ میں ہونگے اسی فکر میں تھی کہ بختیا رک آیا  
اور اُس نے ہر طرف دیکھتے دیکھتے پوچھا کہ کسی تلاش ہو اس نے ایک آہ سرد بھری اور کہا جتنکے لیے یہاں تک آنا ہوا  
انہوں نے ہم سے یہاں بھی نہ چھپایا فولا کا اشتیاق در بدر پھرتا ہوا وہ دونوں بھائی ایسے بمرت ہین کہ کبھی  
پوچھتے بھی نہیں یہ آنکھیں انکے دیکھنے کو رستی ہین ایسے جب کوئی ہمارا نام لیتا ہی تو کہتے ہین اسکا ذکر نہ کرو  
کیا میں ایسی ہو گئی اب جو یہاں میں آئی تو انہوں نے صورت نہ دکھائی بختیا رک یہ باتیں سن کر رونیلگا  
اور کہا باے کیا جو انان خوبصورت تھے ایک تو سلمان ہو گیا اور ایک پسر حمزہ کے ہاتھ سے بایں ذلت  
سرور بار بار اگیا ساحرہ یہ سن کر بہت روئی اور چاہا کہ لشکر اسلام میں جائے بختیا رک مانع ہوا  
اور حال عشق ناصرونازک چشم بیان کیا کہ وہ کبھی نہیں گئی ذلت اٹھا کر آئی تم اب مقابلہ کر کے معشوق  
کو اسیر کرو زبردستی وصل کی تدبیر کرو یہ اسے بھی اسکو پسند آئی اور فراق یار میں ایک دن اور رات تڑپاکی  
جب دوسرے روز قیس روز سے یلنی شب آکر ملی اور ستارہ عشق کا چمکا کہ بموجب نظم

بشکل دو دلدل اٹھا برابر  
ہوا شانہ کش ہر گیسو شام

اندھیرا نار میں پیچیدہ ہو کر  
کیا مشاطگی کا شوق نے کام

سر شام بادل ناکام لالہ زار نفیر سحر سے دساڑ ہوئی فریاد دل زبان پر لائی ساحران میں تیاری آغاز  
ہوئی لشکر لہتا میں بھی طبل جنگ بجایا میرے نے بھی خبر سن کر طبل سکندر بجوایا  
شور و شکر کا زمانہ قریب آیا دربار برخواست ہوا ساحرہ بھی اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئی حرسازی میں مصروف  
ہوئی ہوس بڑھی تھی کہ جلد سحر ہو جو مطلوب سے آنکھ لڑے ارادہ تھا کہ وہ مجھے تیغ ادا سے قتل کرے میرے  
غمزہ کا لوبان جاے اسکی تیغ ناز پر جان قربان جائے تمنا کہتی تھی کہ بموجب بیت میں دیر ملک دیکھ لوں  
قاتل کو اتھی + رہجائیں رگین خنجر تیراں سے لپٹ کر + اسی اشتیاق میں اسنے ایک ماش کے اٹلے کا سوار  
بنایا اور اگیا۔ میں اسکو ڈال دیا وہ غائب ہو گیا یہ بڑی دیر تک سحر پڑھا کی یکا یک اگیا سے دھوان  
پیدا ہو کر وہی سوار مثل مروان جنگ آزمانا ہوا اس دھو میں سے پٹا ہوا سمت صحرا گیا اُسنے بیکار کر  
کہا کہ وقت طلب ضرور آنا یہ کہ سحر خوانی موقوف کی اور پلنگ پر جا کر لیتی تصویر یار میں جاگا کی



بخت بد سے لڑا کی شکر میں ڈھرو بجا کیا ہوم ہوا کیا ابر حچھائے رہے بیر آیا کیے مسلمانوں کے شکر میں نقیب پکارتے تھے بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے لغز شیر آسمان تھے وقت آرایش عروس شجاعت تھا سودا سودا سے جلالت کا سرمہ چشم ہنور میں لگا تھا خونخواری کا گلگونہ رخسار پر تھا تلوار گلے کا بار تھی جواہر آہن سے زیور مرصع کار کی پھین آشکار تھی تیغ کا ارادہ تھا کہ جلدی حریف کے گلے ملوں خنجر کا حوصلہ تھا کہ جان و تن میں فراق کروں نیزے سینے سے ملنے پر زبان دیتے تھے بھالے چھاتی دیکھے بھالے تھے تیر بصورت آہ عشاق تھے گرز ہوزن بار فراق تھے آتش غضب کا دھوان اب شاہد فنا پر سی کا جو بن دکھاتا جوش خون غصہ سے سیاہ ہو کر لاکھا بننا چاہتا آئینہ شمشیر و بر طبیعت بر ہم رنگ گیسو تر میں زلف شاہد جرات ہو بھو بیا

کوئی ناز طبیعت تھا اٹھاتا کرے گی تیغ جو ہر دار بیاک اُدھروہ ساحرہ مٹی سخت حیران بیون پر شکوہ بیداد قاتل	کوئی جوش غضب سے یہ سنا تا تو ہو گا دامن عمر عدو چاک بشکل زلف جانان مٹی پریشان طبیعت زلف جانان پر مٹی مائل
--	--

اسی ہنگامہ میں آخر کام شب کا تمام ہوا اور جو ہر تیغ انجم کی چمک خنجر آفتاب نے مٹائی کہ ایات

لکھی جب رات مثل عمر عشاق کھلی سرخی کناروں سے فلک کے ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار	شعاع ہر چمک سوسے آفاق اُٹھے ہر آنکھ سے پردے فلک کے بڑھے پاداش قسمت کو گنہگار
--	--

یعنی ہنگام سحر فوج لشکر شکن جانب جنگاہ قدم زن ہوئی امیر نے سجادہ سے اٹھ کر لباس رزم زیب جسم فرمایا سرداروں نے مجرا کیا یکے ساتھ بادشاہ کے جلو خانے میں آئے کچھ عرصہ نہوا تھا کہ بادشاہ حجابہ کا تخت برآمد ہما زنا نہ سامان پھر گیا ہر سردار تسلیم بجالا یا پھر تو نقارے بجے علم کپھر پے کھل گئے اس شوکت و شان سے بادشاہ کوئے کر جانب رن صفت شکن چلے شاہ بھی لباس جنگی سے آراستہ تھے نظم

کمر میں زیب دہ جوہر کی شمشیر وہ کا مٹی لکھ شان سے مٹی سوز جر او پر تلہ تھا زینت دوش مصاحب اور سب سردار ہمراہ وہ گھوڑے چنبہ تھے سردار ہوار جواہر سے بھرا تھا دامن زین	بنا ہیرے کا قبضہ شکل تصویر زمر و لعل سب تھے نصب اسپر تسلل تھا کمر سے تا بنا گوش کہ تھے وہ جنگ کی راہوں سے آگاہ طلائی ساز تھا سب انکا تیار اگر چھا لر میں اُسکے مثل پر دین
---	--

باین کرو فرسیدان جنگ میں پہونچ کر صفت کشیدہ ہوئے تھے کہ یکا یک بکے لکے آسمان پر آئے نظم

لگا بادل گرجنے کس غضب کا	ہوا سامان نمایان اور ڈھب کا
--------------------------	-----------------------------



کہ جنگل میں عجب بھونچال آیا

مثال بید لرزان مقرر تھا یا

ہر لکھ ابر سے ساحر اژدہوں پر سوار آگے سب کے لالہ زار میدان میں اتر کر پھرتے لٹکانی سواری  
بھی دھوم سے آئی گرد سپاہ نے خاطر روزگار کو پر غبار بنایا تلوار و نکی چپک نے دیدہ فلک خیرہ کیا سپاہ کینہ خواہ  
سے جب جنگل بھر گیا باجون کے شور نے زمین کو سر پہ اٹھا یا مہینہ اور میسرہ کی درستی کے بعد لالہ زار اجازت  
رزم لیکر آگے بڑھی اور نیرنگی سحر کی دکھا کر طالب مرد ہنبر و ہونئی بادشاہ اسلام نے اول دست چپ کی جا  
نگاہ کی ہنوز نظر اُس طرف سے نہ پھری تھی کہ سب اُس صف کے علم جلوہ پذیر ہوئے اور گور و ن نے پر پٹ قائم  
کی گجل بجا طنبور گڑ گڑایا شہزادہ علم شاہ نے گھوڑا اڑایا نتر و شاہ شاہ عالم پناہ اگر اجازت خواہ ہوئے بادشاہ  
نے سپرد خبا کیا شاہزادہ عالم مرکب اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب و ضرب ہو اساحرہ نے سحر چڑھا کہ  
وہی سوار چو اگیا سے دھوئیں میں لپٹا ہوا کھلا تھا اُس وقت مسلح و مکمل صحرا کی طرف سے آکر بمقابلہ شہزادہ ٹھہرا  
اور بعد نیزہ دلائی تلوار کی نوبت آئی شہزادہ نے جب تلوار بجا کر اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا اُس نے گریبان میں ہاتھ  
ڈالا دونوں کو دے دو پہر کشتی بعد درشتی رہی آخر پہلوان نے سحر نے جو ریل شہزادہ لنگر قائم کر کے پیچھے ہٹا پانون  
موشخانہ میں چار ہا اوپر سے پہلوانان سحر نے ہمارا کو لا شہزادہ کا اتر گیا اُس نے بازو ہک سپر لشکر سا حرا ن  
کیا اور پھر مرکب پر چڑھ کر مبارک طلب کیا اہمیں شیطان خداوند نے کہلا بھیجا کہ اے لالہ زار اُس شخص کو  
گرفتار کر او کہ جسے تمھارے معشوق کو مسلمان کیا ہو اور اُسکے بھالی کو جسے مارا ہو اساحرہ نے یہ سکر پہلوان  
سے کہا کہ تو سرج کا نام لیکر پکارتے اُسے شہزادہ مذکور کو پکارا تو سرج اجازت بادشاہ سے لیکر اُسکے مقابل  
آئے حربہ ہائے گرز و تیغ و خنجر کے بعد اُسے بھی نوبت کشتی کی آئی دونوں نے باہم دال کمر بند میں ہاتھ ڈال کر  
زور کیا جب گھوڑ و نکی کمر ٹوٹنے لگی دونوں اسیطرح کتھے پشت مرکب سے جدا ہوئے لگے تو سرج کا پاؤں کا  
میں ابجھا اور اُس نے جھٹکا مارا پاؤں انکا بھی بیکار ہو گیا اُس نے اٹھو بھی بازو ہک حوالہ سا حرا ن کیا اور پھر مرکب پر  
پر چڑھ کر ہاتھم کو پکارا شہزادہ موصوت بعد عظمت و صولت اجازت لیکر اُسکے مقابل آیا تا دیر وہی  
اسلحہ کی چقا چاق بلند رہی آخر پہلوان سحر نے کمر میں ہاتھ ڈالا انپر بھی وہی سانچہ گزرا جو کہ اور و ن پر  
گزارا تھا جب یہ بھی گرفتار ہو چکے پہلوان سحر نے ابکی قوللا و کو ہی کو نہیب ی دہ بھی آکر اسیر سرخچہ تغیر  
ہوا اس اثنا میں کشتی گیر فلک نے زر دار لنگوٹ کھول کر طاق میں چڑھا دیا اور اکھاڑا چرخ کا  
پہلوانان کو اکب سے معمور ہوا کہ ایات

ہوا اکھبرا کے آخر مہر و پوش  
بس اب کل یہ ندایا و ن سے آئی

رہا یہ سحر کہ تا شام چہر و ش  
صدار خصت کی نقار و ن سے آئی

شام اسی لڑائی میں ہوئی چار سردار گرفتار ہو چکے اور امیر اسوجہ سے نہ نکلے تھے کہ نام لے لے کر پہلوان سحر  
بیکار تھا بس نہا بر قاعدہ اہل اسلام بکا نام لیتا وہی لڑنے جاتا تھا غرض کہ شام کو طبل باز گشت بجا



شکر پھر کر جانب خیمہ گاہ آئے لکڑ کھولی ساحرہ شادان و فرحان ہمراہ خداوند پھر کر بارگاہ میں آئی امیر و بادشاہ بھی داخل بارگاہ ہوئے ابو الفتح مع چند عیار و نئے عیاری کیلئے چلا یہاں جب لالہ زار بارگاہ میں آئی سوا کھر صحر کو چلا گیا اور اُس نے قید یو کو سانسے بلایا فولاد کی صورت دیکھ کر اُس نے ایک آہ کی اور کہا اے بے مروت و نا انصاف شرط محبت یہی تھی جو تو نے ادا کی میرے دلیر حفا کی لمو لفہ

تنائیں ہو میں سب اپنی برباد نہ لپٹا یا کبھی تو نے گلے سے دل عمگین نہ ہا حق تو نے سنبھالا کبھی زانو کو زانو سے نہ مسکا ارادے تھے یہی دست و جگر کے سزا پائے گا تو خود کامیو نہی ہمارا وصل کر دل سے گوارا کرے گر وصل میرا دے سطور	ارے ظالم نی کی تو نے بیداد ہمارے لب کبھی تو نے نہ چوسے دکایا اس جگر پر عیش کا بھالا کبھی کچھ اور تو ڈھب پر نہ آیا تجھے مارین طمانچے سسکی بھر کے اطاعت چھوڑ دے اسلامیوں کی وگر نہ جائے گا بیشک تو مارا وہی ہم میں وہی راتین بے ستور
---	---

یہ کلام شکر فولاد نے جو ابدی اکہ اور شہوت پرست بیخیا زانیہ میں تج کو ایک تو پہلے ہی نہ تھوکتا تھا اب تہ خدمت دہل اسلام میں رہتا ہوں کس طرح سے مرتکب اس گناہ عظیم کا ہو گا تو شوہر رکھتی ہو اُس سے ہوس تیری نہیں پوری ہوتی اس کلام سے ساحرہ کو غصہ آیا اور اپنے کھولے پر ہاتھ رکھ کر ایک نارنج بکالا اور زمین پر مارا وہ نارنج زمین میں آگیا اور اسی جگہ سے دھواں نکلنے لگا اور ایک جگہ سمٹ کر بصورت تخت وہ دھواں بنا اور میان قیدیان آگیا اور انکو لیکر سمت فلک چلا یہ سب اس تخت دودی پر سواریا وود و پکارتے چلے اور نگاہ سے ہر ایک کی غائب ہو گئے بعد انکے جانے کے لقمان نے جہت ہما جرت مطلوب اسکو رہنمیدہ دیکھ کر سر اٹھ کر جگل کیطرت سے بارگاہ کے اٹھوا دیے تازہ نینان قمر سیکر کو یاد کیا کہ انھوں نے آکر ناپ گانے کا چرچا کیا جام شراب ناب کا دور آغاز ہوا کالائیات

پھر آئے اسجگہ ار باب عشرت خوش انداز و ن کا تھا گانا بجانا خوش آواز ایسے سب جادو سے بہتر جمال اور حسن میں وہ سب افزون ہوا حاضر وہاں پھر شیشہ و جام	ہمیا سب ہوئے اسباب عشرت قیامت ساز کا باہم ملانا نے انسان رہے قابو نہ دل پر قد آنکھ مہر عہ طوبی سے موزون بہار افزا ہوا پھر آب گلغام
---	--

اسی ہنگامہ عشرت میں ایک کینز لالہ زار کی ہوا سے رفع احتیاج باہر بارگاہ کے نکلی ٹوٹا لیٹے تھی یہاں پر ابو الفتح صورت ساحر کی بدست فکر میں عیاری کی پھر ہاتھ اُس نے کینز کو جاتے دیکھ کر قریب کر کے لائے ٹوٹا میں



لیون اُسے خیال کیا کہ یہ ملازم خداوند یا ملکہ کا ہر عورت دیکھ کر میل کرتا ہے یہ سمجھ کر ہنسی اور کہا ہم تم سے ٹوٹا بھی نہیں رکھواتے ابوالفتح نے کہا اے جان جہان ہمارا دل تو تم پر ٹوٹا ہے کینیزہ شکر خوب ہنسی یہ باتیں کرتا شعر عاشقانہ پڑھتا ساتھ ہوا اور قریب بیت اخلا ہو چکر محبت سے اسکے منہ پر ہاتھ پھیرا ہاتھ میں بیہوشی بھری تھی وہ بیہوش ہو گئی یہ قنات کی آڑ میں بیٹھ کر اُسی کی ایسی صورت بنسا سا راگنا اُسکا پہنا پوشاک اُسکی اتاری اور اُسکو چوکی بیت اخلا پر لٹا کر آپ بارگاہ میں آیا اور سر پر ساحرہ کے کھڑا ہوا وہاں جلوسہ عشرت تھا یہ بھی مصروف تماشہ رہا کہ خداوند سے ساحرہ نے رخصت اپنے خیمہ میں جانے کی چاہی خداوند نے فرمایا کہ اے ہندی قدرت آج ہمارے ساتھ کھانا کھا کر جانا ہمارا اُتش کھا نیسے عمر بڑھ جائیگی لالہ زار سلام کر کے ٹھہر گئی خداوند نے حکم خاصہ لائیکا دیا وہ جلسہ برخاست ہوا بکا دل بعد احتشام و خلیفہ خاصہ لائے یہ حال تھا کہ نظم۔

بچھا یا ایک دسترخوان اس جا طلائی تابین جو اسپر دھری تھین دھری تھین سات قانوسین برابر خواصین جو کہ تھین اسوتت حاضر طلائی تشتی ہاتھو نہ رکھے مٹھائی نو بنو خوش رنگ خوش آب غرض ساتھ اسکے میوے اسنے کھائے	سہرے کام سے بالکل سجا تھا ولایت کے وہ میوے ہنسے بھری تھین کہ تھین کا فور کی شمعین منور زبان ادصاف میں ہو اُنکے قاصر حنے اُسمین کلیجے تھے سلونے گزنک تھی انہیں میوہ کی بھی نایاب مزے سب نعمت دنیا کے پائے
---	--

کھانا کھا کر حب ہاتھ دھویا ابوالفتح نے خاصدان اٹھا لیا اور بچا لاکھ ایک گوری میں بیہوشی ڈال کر لالہ زار کو دہی گوری دی اُسے لیکر کھائی پھر جلسہ نشاط آغاز ہوا ابوالفتح نے حقہ بردار سے پکار کر کہا کہ حضور کیلئے سہم لاؤ یہ کہہ کر آپ اُسکے پاس جا کر کہا جلدی مانگتی ہیں لاؤ میں بھر لیاؤن یہ کہہ کر گڑ گڑی جلد تیار کر کے لایا بجائے تبہا کو بیہوشی خوشبودار بھری تھی غرض کہ گڑ گڑی سامنے لالہ زار کے لاکر کہا کہ اب مستوق حاضر ہو وہ لیکر بیٹے لگی جی متلانے لگا سمجھی کہ قے ہو جائیگی میتا بانہ اٹھی اور باہر بارگاہ کے آئی اسلئے کہ اسقراغ سامنے خداوند کے نہوجاے ابوالفتح سایہ دار اُسکے ساتھ آیا اور کہا اے ملکہ پشت بارگاہ پر آئیے کہ یہاں میدان ہر تنہائی بھی ہر وہاں حاجب و دربان کے غوغا کرنے سے دل زیادہ گھبرا گیا وہ پشت بارگاہ کی طرف آتے آتے بیہوش ہو گئی مگر بارگاہ میں اسکے گھبراہٹ کے اٹھنے سے شیطان بختیارک نے پوچھا کہ ملکہ کدھر آئے تو جواب نہ دیا مگر ایک خواص نے کہا جی متلاتا ہے شاید قے کرنے جاتی ہیں بختیارک نے کہا ہاں مار ڈالا افسوس خداوند تقدیر پھوٹ گئی لقانے کہا اگر تقدیر میں فرق آیا تو مجھ سے سمجھو نگا بختیارک چند خاص بردار ہمراہ لیکر وہڑا اور کہتا جاتا تھا کہ اے مار ڈالا اے مار ڈالا وہاں ابوالفتح تھن پکڑ کر قتل کیا ہی چاہتا تھا کہ یہ آپہنچا اُسے اُسنے دیکھا



کہ اب کچھ نہ ہو سکے گا نا چارو و ڈکرا ایک لات بختیارک کے لگائی کہ یہ ہاے کر کے گرا ابو الفتح منہ دل لہک بھاگا  
خاص بردار مارے ڈر کے کچھ دور جا کے رینگے یہ نکل گیا بختیارک نے اٹھکر لالہ زار کو اٹھایا اور ہوشیارک کے  
بارگاہ میں لایا کہا جان بگلی نقانے کہا مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ تو مار ڈالی جائیگی اسیوجہ سے تجھے بارگاہ میں  
تیری جلتے نہیں یاد بان ہوئی تو تو ماری جاتی یہ باتیں تھیں کہ ایک پیشاب کو چوکی پر جو گیا وہاں کنیز کو لیٹے دیکھا ملک  
سے آکر کہا اُسے اٹھو اسکا یا ہوشیار کیا اسنے حال ساحر کے ملنے کا کہا اسکے ہوش اڑ گئے کہ میرے شوہر نے سچ کہا  
تھا کہ یہاں عیار بلاے روزگار میں جیتا پھوڑینگے بختیارک نے کہا اے ملکہ تھیں لازم ہے کہ جلد شکر اسلام کا  
فیصلہ کرو اور جس کسی کو کہ گرفتار کرو فوراً قتل کر ڈالو اگر قید کرو گی عیار چھڑا لیا یینگے اگر چھڑا نہ سکیں گے تمھارے  
قتل کر نہیں کی نہ کرینگے اُسے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو میں چارون سردار نکو بلا کر قتل کرتی ہوں یہ کہہ دے سوچی  
کہ سپران حمزہ کو بلا کر قتل کرو اور معشوق کو مرنے سے ڈرا شاید فرط خوف سے رہنی ہو جائے یہ سوچکر سحر بڑھنے لگی  
کہ پھر قید ہو نکو بلا کے لیکن عیار ہمراہ ابو الفتح مکی آئے تھے وہ تو چلا گیا مگر اور عیار بشکل فراش و حاجب و خدمتگار  
فکر میں پھر رہے ہیں انہیں چالاک خدمتگار بنا ہوا سر پر بختیارک کے کھڑا ہوا یہ سب سن رہا ہر جب لالہ زار  
سحر بڑھنے لگی کہ سردار و نکو بلا کے بختیارک کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہتا تھا کہ آج مراد دلکی برائی جو فلک کو  
برائے لگے اے ملکہ جلد بلو ایسے ایسا نہوتا خیر کر نیسے کچھ اور سانچہ درپیش ہو یہ حال جو چالاک نے دیکھا بڑھکا کانہیں  
کہا کہ ملک جی تم نے ہمیں بھی پہچانا کیون قضا آئی ہے بہت خوشی اچھی نہیں بختیارک نے یہ جو سنا بغور دیکھ کر  
پہچانا پیشاب خطا ہو گیا جلدی سے سلام کیا کہ ای مرشد زادہ برحق کیا حکم ہے چالاک نے کان میں کہا کہ تم  
ہر نامک صاحبقران کی کہ ادھر سردار قتل ہوے ادھر تم بھی کتنے کی موت مرے بختیارک کانپ گیا اور گر گر لایا  
کہ میری کیا خطا ہے اسنے کہا حرام زادے تو نے ہی تو ساحرہ کو درغلانا اور ترغیب قتل سرداران دی اب کہتا ہے کہ میری  
کیا خطا ہے یہ کلام مابین خدمتگار و شیطان چپکے چپکے جو ہونے لگے نقانے کہا اے شیطان یہ کس سے تو باتیں کرتا ہے  
اسنے عرض کیا کہ شیطان تو آپ ہو گا میں پکا مسلمان ہوں تو اندھا ہے کہ مرشد سانسے کھڑا ہے اور دیکھتا نہیں نقانے  
سمجھا کہ شاید عمروا گیا یہ سمجھ کر کہا کہ مرشد تو تیرے ظلم میں ہیں بختیارک چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے چالاک  
نے خجور پر ہاتھ رکھا کہ میرا نام ظاہر کیا تو مار ڈالونکا بختیارک نے مارے ڈر کے کہا کہ مرشد کہیں ہیں لیکن اب  
کوئی بارانہ جائیگا یہ کہہ کر چالاک لالہ زار مردار فحشہ بدکار جو تو نے سرداران امیر کا بڑی طرح نام لیا تو اپنی سزا  
کو ہو چکی میں مسلمان ہو چکا ہوں زبان تیری گدی سے کھینچ لوں گا لالہ زار اسکی باتوں سے حیران ہوئی کہ ابھی یہ  
قتل مسلمانان کی خوشی سے ناچتا تھا ابھی اسی کچھ باتیں کرتا ہے شاید اسکو مانجھ لیا ہو گیا ہے اسی حیرت میں اسنے  
سحر فراموش کیا اور مستفسر ہوئی کہ کیسی باتیں ملک جی تم کرتے ہو بختیارک نے کہا ہم سچ کہتے ہیں تو اب ماری جائیگی  
سردار و نکو بلا لیکر قتل ہوگی سردار نہ ہلاک ہونگے چالاک یہ باتیں سنکر سمجھا کہ یہ حرام زادہ کہتا ہے و اشارہ سمجھے  
ظاہر کرتا ہے ایسا نہ کہ یہ ساحرہ تجھ کو پہچان کر گرفتار کرے یہ سمجھکر جلد باہر بارگاہ کے نکل گیا اور بختیارک نے



جب خدمتگار کو اپنے پاس نہ دیکھا سمجھا کہ وہ چلے گئے پس لالہ زار سے مخاطب ہوا کہ اے ملکہ یہ جو خدمتگار میرے پاس کھڑا تھا یہ بیٹا عھر و کا بنیظیر عیار تھا اسکی وجہ سے میں ایسی باتیں کرتا تھا سارہ دن کہہ آتے مجھے پہلے ظاہر کیوں نہ کیا کہ میں ہر روز کھڑا ہوتا ہوں اسنے کہا جب تک تم سحر پڑھتے ہیں اسوقت تک ہم نہوتے ہمارا کام تمام تھا لالہ زار کے حواس جاتے رہے کہ عیار ایسے زبردست ہیں جسے شیطان ایسا ڈرتا ہی دیکھیے کہ جان ہی ان کیوں کھینچتی ہے اسی اندیشہ میں میرے تک چپ رہی اور ٹوٹ چکا تھا پھر پڑھنا نہوسکا ایک ساحرہ نسرتین غدار نام اپنی رفیق سے کہا کہ تم گئی منزل پر ایک صحرا میں درہ ہر ہاڑ کا دہان جاؤ چار ساحر میرے ملازم پہرہ اس درے کا دیتے ہیں اور سردار اندر دیر کے قید ہیں انکو لے آؤ نسرتین حسب حکم اٹھکر بیرون بارگاہ آئی از بسکہ کئی منزل جانا ہی اسلئے اپنے خیمہ میں گئی کہ کچھ اسباب احت کھانے پینے کا سامان ساتھ لیلون یہ جب خیمہ میں چلی چالاک تو باہر بارگاہ کے کھڑا ہی تھا اسنے اسکو جانے دیکھکر شکری سے کہا کہ بھائی ذرا اسے پوچھنا کہ کہاں جاتی ہیں اسنے اسکے کہنے سے پوچھا کہ حضور دربار سے کیوں اٹھ آئیں اسنے کہا میں قید یونکر لینے جاؤنگی یہ سکر چالاک بھی ایک ست جلا گیا اور جب تک خیمہ میں نسرتین سامان روانگی درست کرتی رہی اسنے بھی صورت بصورت لالہ زار تیار کی اسی خال و خطا اور لباس و زیور سے درست ہو کر اُسکے روانہ ہونے سے پہلے آپ و براہ صحرائین آکر ٹھہرا اس شانین نسرتین خیمہ میں تیاری کر کے تخت سحر پر سوار ہو کر اڑی اور اسطرت آئی کہ جہان لالہ زار نقلی ٹھہری تھی اسنے اسکو دیکھکر ہکا بکا کہ اے نسرتین ذرا ٹھہرنا اسنے تخت روکا اور اسکو بیچا کر زمین پر اڑی عرض کیا کہ حضور نے کیوں تکلیف فرمائی چالاک نے کہا بھائی تجھے آئیکے مجھکو خفقان ہوا کہ مساد کچھ راہ میں فساد واقع ہو چکا ہے پڑ جائے بدبو جہ چلی آئی اب ہم ملکر قید یونکر لے آئیں نسرتین نے کہا ہر آئیے سوار ہو جیے چالاک اسکے تخت پر سوار ہوا اور اس کے تخت اڑا یا جب بزدل سحر کچھ دیر میں اسی صحرائین پہونچی کہ جہان درہ ہر ہاڑ کا تھا اسنے دہان اُتار چالاک نے دیکھا کہ صحرائین ودق ہو اور اس صحرائین ایک پہاڑ سیاہ رنگ کا ہو کہ بالکل تاریک تر از جاہل ہی ہر دریسے اسکے بخار دل کی طرح دھوان بکلتا ہی چار سیاہ فام درے کے سامنے بیٹھے ہیں بستر گاہی شراب خواری کا چرچا ہر لالہ زار نقلی جب اُنکے قریب پہونچی انھوں نے اٹھکر سلام کیا اسنے حکم دیا کہ قید یونکر لیکر میرے ہمراہ چلو مجھ کو رشا د ملکہ سحر خوان ہوئے دسے سے دھوان بظرف ہوا قیدی ظاہر ہوئے سبکو زنجیر سحر میں باندھکر تخت پر ڈال لیا وہ چاروں بھی چلتے پر آمادہ ہوئے تھے کہ لالہ زار نقلی نے نسرتین کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا درہ کوہ میں چل پیشاب کرونگی سحر کا واسطہ ہے مجھکو ڈر لگتا ہی اکیلے اسنے کہا فاری چلیے یہ کہہ کر ساحر و نکو ٹھہرا کر آپ ساتھ چلی جب درہ کوہ میں پہونچی لالہ زار نقلی نے کہا کہ ارے یہ سامنے مکان کیسا بنا ہر روشنی کیسی ہوتی ہے اسنے کہا حضور یہاں مکان کہاں آپ کیا فرماتی ہیں اسنے کہا تو مجھے اندھا بناتی ہے وہ کیا سامنے ہے نسرتین اسکے کہنے سے اُدھر ہی دیکھنے لگی اسنے اُسکے منہ پر ہینہ بیٹھی مارا کہ وہ چھینک مار کر بیوش ہو گئی اس نے اُسکے کپڑے سے اور فقیلہ عیار کی جلا کر



آئینہ سامنے رکھ کر اسی کی شکل بنا اور وہی لباس پہن کر باہر آیا ساحرون نے کہا ملکہ تو ادھر سے تشریف لیگئیں مگر فرما  
گئی ہیں کہ قید یونکو جلدی لاؤ ساحرون نے کہا کہ چلیے ہم حاضر ہیں یہ سنکر جس تخت پر قیدی تھے اُس پر بھی جا بیٹھا  
ساحرون نے تخت اڑایا اور بعد قطع مسافت راہ کی لشکر لقا میں پہونچے نسرن نے کہا تم میرے خیمہ میں قید یونکو  
لیکر ٹھہرو میں ملکہ سے اطلاع کروں ساحر سب حکم دین ٹھہرے اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا لالہ زار اسی کی منتظر  
در بار میں بیٹھی تھی اپنے خیمہ میں نہیں گئی تھی اسکو دیکھ کر پوچھا کہ لائی اسنے انگلی دہن پر رکھ کر کہا چپ رہے اور قریب  
آکر کان میں کہا کہ وہ چارون قیدی مع ساحر و نکلے میرے خیمہ میں ہیں یہاں اسلیے نہیں لائی کہ مبادا کچھ فتور عیار  
کریں پس حضور دہن چل کر انھیں قتل کریں تو بہتر ہے لالہ زار یہ سنکر اٹھی شیطان خداوند کو تاب نہ آئی یہ بھی ساتھ  
ہو لیا اور راہ میں حال پوچھا کہ کہاں جاتی ہو اُسے سب جبر بیان کیا شیطان نے کہا بخون عیاران سردار و نکو  
بارگاہ میں نہیں بلایا تو کیا ہوا وہ آئین پہ آئین جہاں سردار ہوں خیر اچھا چلو میں بھی اُنکے قتل میں تمھارا شریک ہوں  
یہ کہہ کر باتیں کرتا ساتھ ہوا اور خیمہ نسرن میں جب پہونچے نسرن نے قتل کرنے کا یہ چارون ساحر پشت خیمہ پر  
جا کر حفاظت کریں کہ کوئی آنے نہ پائے بختیارک کو بھی یہاں سے پسند آئی کہا کہ ملکہ یہ سچ کہتی ہے ہوشیار رہنا سب  
ہو لالہ زار نے ساحرون سے کہا تم پشت خیمہ پر جاؤ وہ جب واپس ہوئے نسرن نے آگے بڑھ کر اُسے کہا کہ  
ملکہ فرماتی ہیں کہ خیمہ میں کیسا ہی غل دشور ہو تم خبردار بغیر ہمارے بلائے یہاں نہ آنا اور نہ کسی لشکر کو  
آنے دینا انھوں نے کہا ایسا ہی ہو گا یہ تو سب جا کر ہر ادینے لگے اور منجر بختیارک لالہ زار کھینچ کر  
پر علم شاہ و توج و ہاشم و فولاد کے آئے یہ پیارے طوق اور زنجیر حرمین گرفتار بکیں و ناچار کیا کر سکتے  
تھے اسوقت جو قریب زمانہ مرگ دیکھا ہر ایک نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اپنے اپنے عقائد کا  
اقرار ایک نے دوسرے سے کر کے گواہ بنا لیا پھر جمع قلب خالق کن فیکون کو پکارا کہ اسے غالب  
کل غائب احکم الحاکمین ہو جیسا بیات

بہا اشکون کا دریا چشم تر سے	دعا نکلی یہی سوز جگر سے
کہ یارب اس بلا سے غلطی سے	تصدق سے پیہر کے بچیلے

یہ سب مصروف دعا بعد التجا تھے کہ نسرن نے کہا اے ملکہ معشوق کی ہر عاشق خوشامد کرنا آیا ہر ازل سے  
یہ دستور نکلا ہے اسوقت تم فولاد پاس بیٹھ جاؤ اور ملک جی سے کہو کہ وہ بھی سمجھا میں تم بھی منت پذیر ہو شاید  
راضی ہو جائے تو مطلب دل بر آئے ورنہ پاس بیٹھ کر حسرت نظارہ تو نکال لو پھر تم کہاں اور یہ کہاں  
مردم کی صحبت ہی غنیمت ہے کہ سے اہل سر نظر مصروف حسرت کو ہجوم شوق پس فرصت بہت کم ہے  
کہنا نسرن کا بہت پت آیا بختیارک کا ہاتھ پکڑ کر قریب فولاد لالہ زار بیٹھ گئی اور زبان پر ہاتھ  
و شکایت کھلی کہ ابیات

کہا اُسے کہ ادنا آشنا دوست	وفا کرے میں یوہن دست بادوست
----------------------------	-----------------------------



کوئی حق محبت یاد بھی ہے  
میں اب دشمن ہوں یا آگے بھی تھی میں  
کبھی ہم پر بھی تھے الطاف تیرے  
کبھی ہم سے بھی ملتی تھیں نگاہیں  
حذر کر آہ مظلومان سے ظالم  
یہ چند انفاس ہیں باقی جو کچھ دم  
بسر کر زندگی آپیش دلدار

قبول خاطر آزاد بھی ہے  
نہیں شایان ہوں لطف و رحم کی ہیں  
جگر دل سب طرح تھے صاف تیرے  
صدائیں لب پہ دیکھائی تھیں آہیں  
خفا ہوتے نہیں نہان سے ظالم  
غنیمت ہیں کہاں تو اور کہاں ہم  
بجبالا ہر طرح پر خواہش یار

اسی طرح کی باتیں کرنے میں یہ خوب محو ہوئی اور بختیارک کا بھی خیال اسکی باتوں پر لگا تھا ہنوز قولاد  
کچھ جواب نہ دینے پاتا تھا کہ چالاک جو بہ شکل نسرین سر پہ کھڑا تھا اسنے ایک حلقہ گردن لالہ زار  
میں کند کا اور دوسرا گردن بختیارک میں بٹھا دیا لالہ زار نے باتوں کے خیال میں کچھ غماز کیا ہوا مگر  
بختیارک نے جو سراٹھا کر دیکھا نسرین کو کند لیے پایا سمجھا کہ یہ عیار ہر پکارا کے ملکہ خبردار سر پہ  
تھارے اہل سوار ہر اس کہنے سے اسنے گردن اٹھا کر دیکھا چالاک نے جہاں مارا کہ دماغ پر پڑ کر شق ہوا  
ساحرہ بہوش ہوئی بختیارک پکارا ارے دوڑنا مارے ڈالتا ہر چالاک نے اسکے ایک لات ماری  
کہ وہ ڈھلک کر جو آگے گرا حلقہ کند جھٹکے سر گردن میں پھنسی ہو اسر دارون نے جو یہ ماجرا دیکھا سب خنجر  
ہوئے کہ اب وقت رہائی قریب آیا اور بختیارک نے ہر حنہ قل مجایا باہر جو ساحرہ دے منع کر دیا ہر کہ  
بغیر ہمارے کے کیسا ہی غل کیوں نہ تو تم نہ آنا وہ کوئی بھی نہ آیا اسوقت تو منت کرنے لگا کہ مرشد زادے آپ  
خوب وقت پر پہنچے اس قحبہ کو مارے لائے مجھے خنجر دیکھے کہ میں جہنم میں بھیجوں آپ اس کا اسباب جیتک  
لوٹے اور آپ نہ آتے جب بھی سردار و کو تو کوئی میرے ہوتے قتل نہ کر سکتا تھا چالاک نے کہا اذنا فو  
آج بغیر قتل کیے تجھ کو ہم باز نہ آئیں گے بختیارک لگا کلمہ پڑھنے چالاک اسکی باتیں قریب آمیز شکر گویا ہوا  
کہ ملک جی یہ خنجر تو اور ساحرہ کو قتل کرو اسنے کہا بہت بہترین تو اس قحبہ کا سخت دشمن ہوں یہ کہہ کر اسے طرح  
اگندہ تو گردن میں پھنسی رہی اور یہ اٹھ کھڑا ہوا اور خنجر ہاتھ میں لیکر بڑھا مگر کتا چلا کہ افسوس اسکی جان بخت  
گئی چالاک نے پھر دو تین لائیں ماریں کہ کیوں لے بیٹا یہ افسوس کیسا بختیارک تو لائیں کھا کر پکارا  
کہ زہرے عورت یہ لائیں صحت جان ناتوان ہیں جتنا پچھ یہ تو سزا ان کرنے لگا مگر چالاک نے نال مناسب نہ تھا  
خوڑا لالہ زار کو فوج کر ڈالا بختیارک آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا کتا تھا کہ ارے تو بیٹا تو یہ کیا خنجر  
بران کی صفائی ہر سیر اول ہی سے دہلتا ہی یہ تو اس گفتگو میں ہر کہ ساحرہ کے مرنے سے غل و شور برپا ہوا سردار اسکی  
سوئے ہی چھوٹے گئے اور چالاک نے دوڑ کر گھرے بختیارک پر بھی خنجر کھا اسنے کہا اے مرشد میری  
کیا خطا ہو اسنے کہا کہ ساحرہ تیرے غل کرنے سے آگے ہیں بس ہم آخر تو گرفتار ہو جائیں گے بہتر یہ ہے کہ تجھے بھی



تھک کرتے جائیں یہ سنکر اُس نے کہا مجھے آپ باہر جانے دیجیے کیا مجال ساحر جو روکین اس نے عہد لیکر اسکو چھوڑ دیا وہ جو باہر نکلا ساحر جو غل سنکر دڑے آئے تھے اُس نے کہا کہ اُسے جلد اپنے اپنے بستر پر جاؤ یہاں ہفت آئی ہو کہ سب مارے جاؤ گے ساحر فرط خوف سے علحدہ ہوئے سردار دنگو چالاک لیکر چلا اور تختیاں رک لپنے غصے میں اس عرصے میں ساحر شب کا تیج صبح نے سر جدا کیا اور مہرتا بالیہ شکل شمشیر پر ان ترک فلک کی کمر سے اویزاں ہوا نقطہ

دھواں ہلکا ہوا شب کے جگر کا

موزن کہتے ہیں اللہ اکبر

کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا

کہ مثل نقطہ باقی ہے سمٹ کر

امیر برائے ادا سے فریضہ رب قدیر مسجد کرباس میں غل تھے کہ سردار مع عیار اگر قد بوس ہوئے امیر نے سر رکھ سینے سے لگا لے پھر بعد فراغ طاعت الہ باگاہ میں تشریف فرما ہوئے بادشاہ بھی اور نگ شہنشاہی پر جلوں فراتھے سردار تمام جمع ہوتے جاتے تھے کہ یہ سردار رہائی یافتہ نذر گرفتہ پیش بادشاہ ہوئے بادشاہ نے ہر ایک کو خلعت حسب لیاقت دیا اور چالاک کو جلد میں اس عیار کی کے مالا مال کر دیا پھر باب نشاۃ حاضر ہوئے رقص کا سہا بندھا دور شراب گل رنگ شروع ہوا یہاں تو یہ کیفیت ہے اس جانب لقا بوجہ اٹھ آنے ساحر کے آرام پذیر ہوا تھا وہ سحر بکرو فرحت نکبت پر آکر بیٹھا تھا کہ تختیاں رک ناچتا ہوا اور بکتا ہوا کہ اُسے خداوندہ تیری بندی گندی جہنم کی مہری میں ڈھکی ہو گئی اتنی کھم بھی چل بسے تھے مگر رحم آگیا جو چھوڑ گئے یہ کہ سب حقیقت بیان کی لقا نے کہا چنے پہلے ہی تقدیر مرنیکی کر دی تھی کیونکہ وہ بدکار شہوت پرست تھی اپنے یار کی محبت رکھتی تھی ہماری الفت اسکو ذرا بھی نہ تھی یہ کہ حکم دیا کہ لاش اسکی ساحر خیمہ سے اٹھا کر سمت قلعہ گلفامیہ جائیں حسب حکم ساحر لاش لیکر روانہ ہوئے اور سلیمان نے پھر نامہ شملہ شکایت عدم رسی مدد لقا کی طرف سے افراسیاب کو لکھا بنا بر دستور بہار پست سے پنجہ لیکیا اس طرف ساحر نالان و گریان قلعہ گلفامیہ میں مع لاش لالہ زار پہنچے شوہر اسکا سر پر حکومت پر تھکن تھا کہ لاش ساحر ون نے سانے لاکر رکھ دی گلفامیہ نے تاج زمین پر دے مارا اور پکارا کہ کاس میرا گھر تباہ ہو گیا فوس میرا پہلو ابر گیا امیر آرام خاک میں ملا اے میری رفیق بی بی انیس شب غم تو نے آخر محبت فولا دین جان کی سبطرہ کا حال میں نے سنکر درگزر کیا تھا لیکن فلک نے تجھکو آخر مجھ سے جدا کر دیا اسکان دولت نے اسکے سمجھا نا شروع کیا کہ حضور آپ مہر فرمائیے وہ بی بی بڑی نیک تھیں کہ جو خداوند پر جا کر بخار ہو گئیں اب انکی بہشت میں سیر کرتی ہونگی کسکے ایسے نصیب میں جو اسطرح کی موت ملے عرض کہ بعد جزع و فزع بسیار اُسے حکم دیا کہ لشکر جو بھر کر آیا ہو اس میں سے کچھ ساحر تھوڑی فوج برائے حفاظت قلعہ رہیں اور جو فزع یہاں موجود تھی اور جو بھر کر آئی ہو وہ سب تیار ہو کر میرے ساتھ چلے نیا بر حکم تیاری ہونے لگی اور اُس نے ایک عرضی اس سب کیفیت کی شاہ جادوان کو لکھی یہ مضمون بھی اس میں تھا کہ اب غلام آپ کا لڑنے جاتا ہے یہ عرضی



ایک پتلا سحر کا لیکر افراسیاب پاس پہنچا شاہ طلسم نامہ لقا کا پڑھو رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی ساحر کو بہر  
 اور خداوند بھیجے یہ عرضی جو آئی پڑھ کر خوشنود ہوا کہ بہتر ہی اسکو جانید و پس جواب لکھ دیا کہ عرضی تمھارے  
 استدعا کے موافق مزین بہ دستخط کر کے واپس ہی زود ہر کامرنا تمھاری معلوم کر کے مابعد ولت کو بھی افسوس ہوا تمہارا  
 سلطانی مہند دل رہی جاؤ اور خداوند کی مدد کرو یہ جواب تو تیکے کو دیا کہ وہ لیگیا اور ایک عرضی جو اب صحیفہ  
 خداوند اسے لکھی مضمون یہ تھا کہ زہے غفلت اس بندہ حقیر کی نسبت اپنے خداوند کے ہر کہ بار بار جس کی  
 شکایت خداوند فرماتے ہیں واقعی عین رحمت خداوند میرے حال زبون افعال پر ہے کہ کوئی غضب اس  
 بے اعتنائی کے عوض میں خداوند مجھ پر نازل نہیں کرتے پس بموجب محبت شکر فیض تو چین چون کند اسے  
 ابر بہار کہ اگر خار و درگر گل ہمہ پرورد و ہست + خداوند الہا رفیع یار گاہ میری غفلت پر نظر نہ کرنا میں  
 خطا دار ہوں اب شوہر لالہ زار کہ ساحر زبردست ہر خدمت میں حاضر ہو کر مقابلہ بندگان خاظمی کر گیا  
 اور یہ بندہ تیرا اور بھی عقب میں اُسکے بھیجے گا یہ عرضی ایک ساحر کے ہاتھ خداوند کے پاس بھیجی وہ عرضی  
 پا کر انتظار گلفام میں بیٹھا اور اس طرف جب عرضی دستخطی قلعہ گلفامیہ میں پہنچی وہ تو منتظر تھا ہی جواب  
 پاتے ہی تخت سحر پر سوار ہوا چوبیس ہزار ساحر ہمراہ لیے اور سولہ ہزار برائے حفاظت قلعہ میں چھوٹے  
 کیلئے کہ طلسم ہوشربا میں چالیس کنوئین سحر کے ہیں ان میں سے ایک کنواں چاہ زمرد تھا کہ جب کامیلا جلد اول میں  
 بیان ہوا چنانچہ ان کنوئین سے چند چاہ اس قلعہ گلفامیہ کی بھی سرحد میں ہیں اور اس طلسم کی چالیس سرحدیں  
 ہیں اور چالیس دروازے بھی داخلہ طلسم کیلئے ہیں ایک دروازہ وہ ہر جہہ اسد ہر اور اس قلعہ گلفامیہ  
 میں تین دروازے ہیں ایک تورا دھرد دروازہ ہر کہ طلسم آئینہ کے رہنے والے اگر طلسم ہوشربا میں جانا  
 چاہیں تو پہلے قلعہ گلفامیہ میں آئین اور دوسرا دروازہ وہ ہر کہ زگس کوہ کے رہنے والے اُدھر سے  
 طلسم میں جاسکتے ہیں اور تیسرا دروازہ وہ ہر کہ عقیق کوہ کے ساکن اور جہہ کوہستان کے لوگ مثل کوہ  
 سرمر قلعہ اقدس وغیرہ کے اشخاص طلسم میں جاسکتے ہیں چنانچہ سپاہ بیکران اسلئے گلفام نے بیان چھوڑی  
 کہ ان سرحدوں کی بخوبی نگہبانی رہے جب یہ انتظام ہو چکا آپ بحشم و خدم کو راج کیا اور قلعہ سے نکل گیا  
 ایک منزل پہنچا کرتا ہوتا آگے تر بڑھا تھا کہ اور ماجرا اسے تازہ سنئے یعنی عاشق و مہر شاہ اسلئے  
 بلکہ بہار ریح دونوں عیاروں کے جو طلسم کو کپ سے چلی تھی اور اس دروازے سے جو شمالی حد کا تھا بموجب  
 حکم عمر و ساحرون نے اسکو رخصت کیا تھا چنانچہ ملکہ مذکور سیر طلسم کی کرتی سرحد طلسم آئینہ میں آگئی اور  
 راہ اسکو نہ ملی کہ جس راہ سے پہلے آئی تھی طلسم آئینہ ٹوٹ چکا ہر اسوجہ سے اچھی طرح آباد نہ تھا اور بہار  
 اس طرف بعد مدت جو آئی تھی تو نہ پہچاناکہ یہ کون مقام ہر عیاروں سے کہا میں راستہ بھول کر نہیں معلوم  
 نہ ہر نکل آئی عیاروں نے کہا آپ تخت اتار لے تو ہم راہ کسی سے دریافت کریں اسنے تخت اتارا  
 عیار صورت بد لکر روانہ ہوئے اور آئندہ روند سے حال پوچھ کر آئے کہا اے ملکہ یہ طلسم آئینہ ہر یہاں سے



ایک راہ نرگس کوہ گئی ہو اور ایک راہ طلسم ہوشربا لیکن اول قلعہ کلفا میہ بیگا جو سرحد طلسم مذکور کا قلعہ ہوا نے چاہے طلسم  
 میں جائے چاہے کوہ عقیق شکر اسلام میں جائے اب طلسم کو کبے چلیں تو آخر طلسم ہوشربا کی طرنت آنکھیں بہا رہے جو نام  
 شکر اسلام سنا دے کہ کشتش کیسی صادق ہو یا اپنے عشق کا اثر لاحق ہو جو دیار جانان تک خود بخود آنا ہوا راہ بھولنے  
 کا بہانہ ہوا اب یہ کہ ارمان نکالتی چلو ایک نظر دیکھتی بھالتی چلو یہ سوچ کر عیاروں سے کہا کہ مجھ کو زیارت امیر کا  
 کمال اشتیاق ہو نیز تم سے بھی ایک مدت ہوئی کہ فراق ہو اگر مناسب سمجھو تو شکر اسلام میں ہوتے چلو عیار حقیقت میں  
 فراق کشیدہ اپنے اجاے وطن سے تھے گویا ہوے کہ ای ملک بہتر ہو چلو اسنے کہا کہ سوار ہو کر روانہ ہو عیاروں نے کہا باتفاق  
 چلنے میں سرحد اور طلسم کے باہر نہ نکلنے دینگے لڑائی پڑ جائیگی بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں عیاری سے بیرون طلسم جائیں  
 اور تم بزدل سرحد بھرتے وقت سمجھ لیا جائیگا بہار نے کہا اچھا اور عیاروں کو رخصت کر دیا آگے بڑھ کر قرآن نے برق  
 سے کہا تم اپنی راہ جاؤ میں اپنی راہ جاتا ہوں چنانچہ یہ دونوں بھی الگ الگ ہو گئے حال انکا بیان ہو گا وہ طالب دیدار یعنی  
 بہار جو پہلے روانہ ہوئی کہیں سحر سے اڑ کر چلتی کہیں حسب موقع پیادہ روی اختیار کرتی روانہ تھی ولین جوش تمنا لب پر  
 حکایت عشق وصل کا مزایا داتا کبھی کہتی کہ اونا دان کہ صر حلی ہو کیوں اپنا دل پر اسے بس میں دیتی ہو ابھی خیر ہر گھر آگے بڑی  
 سیر ہو جب محسن رخسار ہوگی از روے چشم ہمار ہوگی بغیر شربت دیدار فائدہ نہو گا دل صید ناز ہو گا و شیون کا سا انداز  
 ہو گا اگر کیو باران بلا بر سایہ کا سر اٹھانا مشکل ہو جائیگا کبھی تو اس طرح دلو سمجھاتی اور گاہے اس طرح کی آرزو جتانی کہ  
 جوانی میں دیکھو دل آیا ہر ثواب نہ چو کو نگاہوں میں جو غضب پیدا ہوے ہیں رفتار میں جو تم ہویدا ہوے ہیں  
 کسی پر تو یہ جفا کی جائے جو چوٹیں صاف ہوں ناز و غمزے کیلے دل سے عازم مصاف ہوں شمشیر برو کے وار  
 کبتک خالی جائیں آنکھیں کیسکو تو گردش قسمت دکھائیں عارض آرزوے بوسہ بڑھائیں سینے کا ابھار کہانتک  
 سرور گریبان سے ساق پاکبتک پردہ میں نہان رہے چہا تیان تہہ فانوس بزم محبت نبین ساق پاک شمشیر کو  
 شمع عریان بکفر و غدہ انجم الفت ہوں کبھی دلیر ہجوم آرزو ہوتا تھا تناس شباب کا شکر دل بے قابو ہوتا تو  
 بیتا یا نہ یہ زبان پر لاتی کہ ہو جب اسیات

ہوئی مدت کہ جوش فوجوانی خدا جانے وہ وقت آئیگا کس روز کہیں گے ہنس کے سب گذرا ہوا حال تجھے دیکھیں گے خندان صورت گل وہ بوسوں کے چٹا خے حبلی آواز	نہیں آرام بخش زندگانی کہ روشن ہو تری شمع دل افروز کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال گلے لپٹیں گے تیرے مثل بلبل دل مشتاق پر کرتی ہے اک ناز
---	--

غرض کہ اس طرح باتیں دلتے کرتی جوش عشق سے آہ سرد بھرتی رفتہ رفتہ صحراے ملک کلفا میہ میں پہنچی اس دشت  
 سبزہ زار کو دیکھ کر خیال سبزہ رخسار جانان آیا حاضر آباد اس جنگل کا نام رکھا ہوس نے کہا اب یہیں بستر لگاؤ  
 تفریح طبع نے جواب دیا کہ ہاں ہاں اچھا تو ہر گھر جاؤ نگاہ شوق کا تقاضا تھا کہ رخسار معشوق کے بدلے دیکھ ل



اگر لوہاں گلہائے تناس سے بھر عشق کہتا تھا کہ جو اصل میں مزہ و نقل میں کہاں جلد چلے نظر رہے وہ دیکر دیکھ لیکن  
خستہ راہ بہت تھی عشق کو ضبط کر کے اُس جگہ ٹھہر گئی اور از بسکہ یہ سحر باغ و بہار کا کرتی ہر جہر اسکی نگاہ اٹھ گئی گلوں میں  
جان تازہ ہونے لگی نہرین بسان طبع روان عاشق جاری آہ سرد سے مشابہ باد بہاری مرہم زخم دل سودہ زدہ  
سبزہ زنگاری اسنے اُس جنگل کو تادیر نگاہ آرزو سے دیکھا اور صحبت محبوب کو یاد کیا کہ کبھی ہم بھی گلستانِ انجمن  
میں تیرے گلہائے عشرت چین گے بسان خار دامن سے اُچھینکے یا برنگ گل گلے کا بار بنیں گے افسانہ ہمارا لبلیں  
کا ترانہ ہو گا گوش گل کو سماعت کا بہانہ ہو گا نظم

گر بیان چاک ہونگے صورت گل ہوس کتنی ہے پھر اُدین وہی جوش دم رخصت ہے اپنی زندگی کا فراق یار میں بیتاب ہو لین لبوں پر ناز کرے جوش فریاد	حذر مانگین گے اقصا بے تامل مزے دین روح کو کھوے ہوئے ہوش بکھلے کوئی ارمان توجہ کا تناس ہے تصدق ہو کے رو لین محبت یہ تو کہے خانہ آباد
--	---

اسی سوداے جوش الفت میں دربار تک پہنچنے کا سامان ہوا یعنی ہواے محبت نے کار نسیم سحر کیا آہ سرد  
نے دماغ میں خشکی پہونچائی یہ تختہ سنگ پر سر رکھ کر سو گئی اس صحرا میں جو ساحر کہ بطور محققون کے مقرر ہیں انھوں  
نے اسکو پہچانا از بسکہ معشوقہ شاہ طلمسم اور بہن حیرت کی ہر دین سازہ زبردست ہر کیکو اسپر ہاتھ ڈالنے کا  
یار انھو اسوے اسکے کہ طائر نیکراڑے اور گلفام منزل بھر پر قلعہ سے نکل کر اترتا ہوا تھا اسکے سامنے آئے  
شکل انسان ہو کر اسطرح تسلیم کر کے بد عادی کہ سمیت رہے ملک برباد تیرا دام + بنائے تجھے تیرا دشمن غلام +  
ملکہ بہار ذی وقار ظان صحرائین یکہ و تنہا بنے یا ر مددگار آ کر سو رہی ہر نہیں معلوم کس دکھ میں گرفتار ہو رہی ہے  
گلفام یہ خبر سنکر منسا اور کہا مجھ کو خبر پہونچی ہے کہ یہ ملکہ شریک باغیان بادشاہ طلمسم ہے یہ اسی سرکشی کا نتیجہ ہے جو  
ماری ماری پھرتی ہے اسکو گرفتار کرنا چاہیے کہ خداوند کو نذر دینا لازم ہے کیا عجیب ہے کہ تیری بی بی اسکے عوض میں خداوند  
عطاکرین یہ کہہ کر کئی ہزار چیدہ روزگار ساحر سمراہ لیکر چڑھو دڑا اور صحرا کا محاصرہ کر کے مع چند ساحر و تنکے  
جو آگے بڑھا اس فتنہ پرور عالم کو سوتے پایا کہ جوانی کی فیند میں غافل رہی ہے شمع رخسار کو دے رہی ہے چاؤ شمع  
دور باش کہتا ہے سایہ اُس پر یکا پہرہ دیتا ہے کلیان گلوں کی چپ ہن کہ چٹنے سے آنکھ نہ کھلے گل ہنستے نہیں کہ فیند میں  
اُس گل کی فرق نہ آئے باد صبا دے پاؤں چلتی ہے کنیز کی طرح ہنکھٹتی ہے شب زلف کی رخسار پر چڑھائی ہے زمین نہیں  
شام غربت صبح وطن کو پیش آئی ہے شبیہی ڈوپٹے کی آڑ میں سینہ کا بھار شکم کی صفائی پانچا مہ کے پانچو نکا کھلیانا اور پیر  
کا اونچا پن انہیں پانچا مے کی جرسون کا جو بن نامرود صدارہ کو شہوت پرستی سکھاتا تھا اور مردونکا تو یقین ہے کہ میرے  
بیان پر اور ہی رنگ ہو جائیگا گلفام اس گل پر برنگ لبیل ہزار جان سے شیدا ہوا اور ساحر و تنکے اس کے  
حکم سے سوتے ہی میں سحر پڑھا کہ دست و پا اسکے بیکار کر دیے پھر پاس جا کر زبا نہیں سولن دینا چاہا آنکھ کی کھلیاں ہونڈیوں کو



دیکھ کر جلاہا کہ خرٹے سے سحر یا دہ آگیا گھر کر پکاری کہ اے بیجاؤ یہ دغا کرنا کیا اگر مرد ہو تو ہوشیار کر کے لڑو گلفام نے کہا تو نکورام  
 ہوتی تری یہی سزا ہو من پاس خداوند کے تجھے لیجاؤ نگاہی بی میری مرگئی ہر اُن سے تجھ کو مانگ کر بی بی اپنی بناؤ نگاہ اُسے جو یہ کلام  
 سنا دلیں سمجھی کہ دیا معشوق میں بغیر گرفتار ہوے جاتا نکلے گا یہ سمجھ کر بولی کہ اے گلفام تو مجھ کو خداوند پاس نہ لیجاو رہے  
 بہت بچھتا یگانہ عالم دل نہ بر آئیگا اُسے نہ مانا اور اس گنجینہ حسن کو جس سے ہوش کر کے ایک صندوق میں بند  
 کیا اور لشکر میں لا کر حکم کو بیج کا دیا جو بیس ہزار ساحر طائران حریہ سوار ہو کر چلے ڈھونڈنا قوس بجنے لگا گلفام نے  
 ایک اثر دور پر صندوق ہار کر لیا اور سخت پر سوار ہو کر اڑا طائران حریہ سے روے ہوا کا لاتھا آتشباری سے دل  
 روزگار میں چھال لاتھا مختصر یہ کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم سے ٹکرا کر قریب لشکر لقا پہونچا راہ میں جہان کہیں  
 ٹھہرنا ہمار کو صندوق سے نکال کر سحر خوب سا کر کے سوزن در کرتا اور کھلا پلا دیتا اسطرح جب کوہ عقیق میں پہونچا  
 یہاں اُسکے آئین کی خبر نامہ بادشاہ طلسم سے پہلے ہی ہو چکی تھی آمد لشکر ساحران کی علامت دیکھ کر سرداران لقا  
 بہ استقبال آئے لشکر مقام بہتر برآوایا یہ خود بارگاہ میں آیا لقا کو سجدہ کیا خلعت خداوند نے دیا خلعت  
 پشکرا بی بی کے مقام پر بیٹھا بختیار کے کہا اس جگہ نہ بیٹھو کہ سزاوار نہیں ہے بی بی تمہاری ہمیں بیٹھی یقین  
 یہ بی بی کا نام سن کر رونے لگا ساتھ ہی بختیار ک اس سے زیادہ رونے لگا اور کہتا تھا کہ تم تو اپنی زندگی سے قریب  
 ہو کہ جا کر ملو گے مگر ہم سے بی بی بھی تمہاری جدا ہو گئیں اور تم بھی چھوٹے یہ کلمات سن کر وہ رونا بھی بھولا اور کہا مل گئی  
 تم تو ایسی باتیں کرتے ہو گویا میں بھی مارا جاؤنگا اُسے کہا آہیں کچھ شک بھی ہے بس اب کچھ دیر کے تم مہمان ہو مہر شہنا  
 آئے اور تم جہنم میں گئے اُسے سنسا کہا کہ تمہیں حل سماگئی ہو نہیں آیا تھا کہ ایک اُدھور وز ٹھہر کر مقابلہ کرتا  
 مگر نہیں اب کل ہی سب مسلمانوں کا خاتمہ کرونگا شیطان بولا کہ آپ ایسے ہی ہیں یہ کہیے کہ مرنیکو جی جلدی  
 چاہا ہو وہ تم کہا کرو اہل جلدی کرتی ہر شل چلی آتی ہے کہ موت پھڑ پھڑاتی ہے ان باتوں سے زیادہ تر اس کو غصہ  
 آیا اور اس وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لقا نے کہا کہ ای نبیہ قدرت شیطان کا کام درغلنا ہر اس کے کہنے کا  
 بُرا نہ مانتا ہم تجھ کو اپنا نظر کردہ کرتے ہیں اور سب مسلمانوں کا خون تیری تلوار میں بھرتے ہیں تو بسکوار پگا اور کوئی  
 مسلمان تجھے قتل نہ کر سکیگا ارشاد خداوند سنکر یہ بہت شاد ہوا اور زیادہ لڑنیکا حوصلہ کیا خلاصہ یہ کہ جب  
 شل احسان کم ظرف مہرتا بان سر پر فلک سے اترا اور مزاج ساحرہ نے غلط داری عالم سے سوایا کہ نظم۔

کہ عسر روز نے انجام پایا	بسم زامزاج شام آیا
جھکی ہر سمت شام سوسنی رنگ	ہوے ٹھنڈے طیش سے کوہ میں سنگ

شام ہوتے ہی صدائے نقارہ حربی بلند ہوئی جو ایسے لشکر اسلام خبر لیکر حاضر دربار شاہ ذوالکرام ہوے  
 زمین ادب کو پوسہ دیا اور عرض کیا کہ مہبت کہا شہا با فدایم لاکھ جان سے بجا تعریف کیا لائین زبان سے  
 شہر لالہ زار گلفام تاجدار نام ایک ساحر دبا انجام نے اگر ارادہ نہر کیا ہی لشکر حریف میں طبل جنگ بجا  
 بادشاہ نے یہ خبر سن کر امیر کجانب اشارہ کیا امیر نے حکم نواخت نقارہ زرمی دیا طبل حشامی و کوس سکندر مچی



چوب پڑی دنیا دہلگئی در بار سے اٹھ کر دلاور خمیونین آئے تلوار کی سرکشی کا زمانہ قریب آیا گر زدن کی سر بلندی کا وقت نزدیک پہونچا اسطرح ساحر نے سحر تیار کرتے تھے کلچر یان بھنگے بھینٹ میں چڑھتے تھے گلہ فام نے بھی چوکا سور کے خون سے دیا تھا کلبجی کا بھوگنگا یا تھا اکیار کا دھوان جسم کو دیکر اپنے بانو کی ایک رسی بٹی تھی اسکو کمر سے لپیٹ کر کھولنے کا منتر پڑھا تھا بنیا سر شستہ لڑنیکا پیدا کیا تھا لشکر و عین نقیب لکارتے تھے بہادری غریبے مارتے تھے رعایا عوام الناس بازاری کنارے ہوئے تھے کہ آفت میں نہ گھر جائیں بہادر کت تھے کہ سر جائیں مگر قدم نہ پھر جائیں یہ ہنگامہ برپا تھا کہ ایسا

کسی کے لب پہ تھا یا سامری جی تو کچھ جادو کے منتر تازہ پڑھکے کوئی کہتا تھا اسے پیار سے دہنتر کوئی پڑھتا تھا منتر اسطرح سے پڑھو منتر دانی میں جگایا	ریا مجھ پر جو کل ہو گی تھاری کلیجہ چھید ونگا دشمن کا بڑھکے مرے دشمن کے کل بگڑیں پنتر رکت آکر پون جوگی کی چائے یہ ایشر با چاہے ہنسنے سنایا
---	---

اسی ہنگامہ میں خاطر دہرائیں برسفا کی ہوئی سینہ فلک داغون سے صاف ہوا ہر جسم میں پیدا چالاک ہوئی نظم ہوئی جب صبح تھا اک شہر برپا  
چلو میدان میں اور بہت نہ ہارو  
کہ یار و وقت لڑنے کا چھرا یا  
خود کا بار سرتن سے اتارو

ضلع کو بادشاہ گردون پانگاہ بصد عزت و جاہ شہستان سے برآمد ہوئے امیر مع تمام شہزادوں کے بھج کر پاس سے آکر ٹھہرے تھے حضور عالم کو مہر کیا پھر تخت شوکت کو بوسہ دیکر قلب لشکر میں لیکر سمت جنگاہ روانہ ہوئے جب جائے مصافحہ پہونچے ترتیب لشکر شروع ہوئی رسالہ دار و کیدان اپنے اپنے سردار و سالار کی صف میں جاکر کھڑے ہوئے بسان سد سکندری دیوار آہن بھی تھی تلوار و نکی چاک نہ دیدہ ہائے حلقہ زہد میں روشنی دی تھی ادھر فوج مخالف نے مقابل پہونچ کر پراچا یا تھا گلہ فام آج اثر در پر سوار ہو کر آیا تھا فوج کے ساحر فیل و شیر و گدگن و اثر و رشعلہ فشان پر سوار تھے صورت میں بداد و ریسرت میں نابکار تھے کوئی سنگھ جب پھونکتا سنگھ سے شعلہ نکل کر دھوان ہو جاتا اور عالم کو تار یک بناتا کوئی نفیر سو کو دم دیتا اس میں سے دھوان نکل کر ابر بپتا اور آگ برساتا عجیب آفت برپا تھی کہ نظم

زہر سو برآمد خردس سپاہ زہیں نالہ بوق کوس دور اسے ہم از بال اسپان دوست عنان تو گفتی جہان در دم اثر دہاست نہ بد پیشہ رار روزگار گزر	برفتند کینر سکوے زرمگاہ ہم ہی آسمان اندر آمد زجاے نہ گو پال و تیغ و کمان و سنان وگر ہسمان باز میں گشت رہاست زہیں تیغ و گرز و کند و سپر
---	--



الحاصل بعد ترتیب صفوں لشکر کلفام بد انجام لقا سے اجازت لیکر وسط میدان میں آیا اور سحر سازی  
 دکھا کر پکارا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے میری بی بی سے مقابلہ کیا تھا اسکے ہاتھ سے اگر کچھ تو اب بچا ہوا  
 ہو یا ان آئین سامنے یہ میدان کا رزار ہے یہ نہیں سنتے ہی سب پہلے فولا دے گھوڑا صف سے نکالا اور  
 بادشاہ سے رخصت خواہ ہو کر زبان شیر غضبناک سامنے آیا کلفام نے اسکو آگے دیکھا ایک ناریل جھولی سے  
 نکال کر زمین پر مارا کہ زمین سے دھواں نکلا اور ایک جامع ہو کر گھوڑا مشک کی رنگ بنگیا یہ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر  
 مقابل فولا دہوا اس بہادر نے حربہ طلب کیا یہ اپنی کمین وہی رسی بالون کی لپیٹے تھا کہ سے کھول کر سحر طے ہکر شل  
 کند فولا دہواری اُسے ہر چند تلوار و خنجر وغیرہ سے حلقہ رسن سر وغیرہ کاٹے لیکن وہ کٹ نہ سکے اور اچھکے گھوڑے  
 سے گرا کلفام نے باندھ کر سحر و ن کے سپرد کیا اور پھر شور و مہار طلبی بلند کیا اب کی مرتبہ تو رج لشکر اسلام سے  
 بہ شوکت وصولت نکلا کہ حساب ارشاد بادشاہ اُسکے سامنے آکر طالب ہے اُسے دی سی اسیر بھی بھیجی کہ  
 شہزادے کے ہاتھ پاؤں میں وہ رسن لپٹ گئی اور یہ بھی بندھ کر گھوڑے سے گرے ساحر گرفتار کر کے لینگے اسے  
 پھر نسیب دی اب کی مرتبہ دست راست کی تمام صفت کے علم جلوہ گری پر آئے اور جانشین حمزہ یعنی دارلے ہند  
 لندھو رسن سعدان نے فیل اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر فیل سے کودا عرض کیا کہ  
 جان نثاری کا حکم ظل اللہ سے نسبت اس کمترین کے شرف نفاذ پائے بادشاہ نے فرمایا کہ ای جہاں پہلوان  
 تھے کیوں تکلیف فرمائی اور ملازم کیا نہ تھے اسے عرض کیا کہ اتو یہ غلام اپنے مقام سے آگے بڑھا اگر اجازت  
 میدان کی نہ ملے گی تو آبرو بھینسٹو نہیں کیا خاک ہسکی ہو دو دیاے لشکر موزن ہیں آبرو میری نہ گھٹائے لڑنے سے نہ  
 بجائے بادشاہ نے اسکو خلعت دیکر سپرد بخدا کیا یہ بہادر فیل پر بیٹھ کر روانہ ہوا اور سامنے ساحر خا سر کے  
 پہنچا اور تبرکات جناب شہت بغیر اپنے جسم پر آراستہ کیے تھا جب اُسے بوقت طلب ضربت رسن کھینچ کر ماری  
 اسنے دھلے صحیفہ ابراہیمی دم کی رسن کے حلقے بیکرت دعا و تبرکات انبیاء علیہم السلام مجیدہ ہوئے اور لندھو رسن  
 گرز اٹھا کر چلا فیل اُسکا گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا کلفام نے گھبرا کر سحر ایسا پڑھا کہ پھر دھواں زمین سے نکلا اور لندھو رسن  
 اس دھواں میں چپکے ہوش ہو گیا اُسے پھر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ چک کر گرا اور اسی تاریکی میں لندھو رسن کو اٹھا کر لشکر ساحر  
 میں لے گیا جب وہ اندھیرا دور ہوا سب دیکھا کہ لندھو رسن فیل پر نہیں ہوا لیا اس ہندی عیار فیل کو لشکر اسلام  
 میں پھیر لیا اس شہزادین سختیار کے عیار کو بھیجا کہ لندھو رسن بھیجا کہ اے کلفام سرداران اسلام کا نام لیکر پکارو مجھ کو اگر  
 پکارو گے حمزہ مقابلہ میں آئیگا پھر وہ مالک باطل سحر ہی کچھ بن نہ پڑیگا یہ نصیحت اسنے منظور کی تاہم سرداران  
 اسلام کو نسیب دی اور اس طرف سے دست رہتیوں نے یکے بعد دیگرے نکلتا شروع کیا لیکن جایا و ابستہ رسن سحر  
 ہوا شام تک سوا سو سردار عالی وقار گرفتار ہوئے جب وہ زانہ آیا کہ رسن شعاع میں آفتاب بندھا ہوا  
 زندان خانہ مغرب میں اسیر ہوا اور سحر ساحرہ شب عالمگیر ہوا کہ

ہوا آنھوں سے حسن شام نزدیک

اٹھا مشرب سے کچھ کچھ دود تار یک



تھکے اعضا دلون سے چاہی آرام

انھیں آنکھیں نظر آنے لگی شام

شام کو لشکر و نہیں طبل باز گشت پر چوب بڑی شاہ کینہ خواہ پھر کرد داخل بارگاہ ہوئے قوت بھی اسودہ ہوئی  
 گل فام جب دربار میں آیا بختیار رک نے کہا آج تھے چشم بد دور بڑا معرکہ مارا کہو سردار و نکو کہاں قید کیا  
 اسے کہا ملک جی میں سردار نکو بھی تو ایک خمیہ میں قید کرا یا ہوں لیکن زیادہ اسیر نہ رکھو نکو قتل کرو ڈالون گا  
 بختیار رک نے کہا عقل مند کی دور بلا متھین سمجھانا کیا ہی سہی بھی راسے ہوا سنے کہا ایک مقابلہ کر کے اور  
 محوڑے سردار اسیر کر لون تو قتل کروں بختیار رک نے کہا اگر یہ منظور ہے تو میری صلاح پر چلو وہ یہ ہے کہ تم آج  
 کہیں چھپ رہو کہ کسی عیار کے ہاتھ نہ آؤ اور میں طبل جنگ بجواتا ہوں صبح کو نکلو مقابلہ کر کے سردار و نکو گرفتار  
 کرو دشمن کو ہمت دینا نہ چاہیے ایسا نہ کہ کچھ اور سامان ہو جائے ساحر کو اسکا کہنا پسند آیا اور اٹھ کر مخفی ہونے  
 چلا مگر حکم نواخت طبل دیتا گیا چنانچہ چالاک نے ابو الفتح بہ اشکال مختلف یہاں حاضر تھے جب یہ پوشیدہ ہونے  
 چلا وہ عیار بھی ساتھ ہوئے اور گل فام بارگاہ سے نکل کر انہی بارگاہ میں آیا عیار رشتہ بارگاہ پر آئے اور  
 قنات میں چھپ کر ایک سوراخ برابر سوزن کر کے دیکھنے لگے کہ یہ ساحر دیکھیں کیا کرتا ہے غرض کہ دیکھا اس نے اگر  
 پہلے شراب پی کچھ کھانا کھا یا بعد ان فراغ اکل و شرب سہری جو اسکے سونے کیلئے لگی تھی اسکے نیچے چلا گیا اور  
 پھر نہ معلوم کہاں کہان ہی یہ دیکھ کر دونوں عیار مشورہ پذیر ہوئے کہ ہم میں سے ایک قنات چاک کر کے اندر  
 بارگاہ کے جائے جب اسکو گرفتار کر نیکی لیے گل فام سہری کے نیچے سے آئے تو دوسرا صورت بدل کر آجائے  
 اور کچھ باتیں کر آمیز کر کے اسکے منہ پر حساب بیوشی لگائے اور بیوش کر کے راہ جہنم دکھائے یہ صلاح پسند کر کے  
 ابو الفتح نے قنات کو چاک کیا اور از بسکہ گل فام خوف عیار ان سے پہرا ہوئی نہ بکھتا تھا خمیہ بالکل اکیلا تھا  
 یہ بخون و خطر آیا دیکھا کہ شہمے بومی و کافی روشن ہیں سامان راحت مہیا ہے لیکن گل فام کا پتہ نہیں اسنے  
 سہری کے قریب جا کر اسکے نیچے جھانکا کیونکہ پانا چار ہو کر پھر باہر آیا اور صورت بختیار رک کی بنکر اندر گیا  
 اور پکارا کہ اے گل فام کہاں ہو جلد آؤ ہر حیدر اسنے پکارا مگر کسی نے جواب نہ دیا اور نہ کوئی متعرض حال اسکا  
 ہوا یہ پھر باہر آیا اور چالاک سے کہا اب کیا کریں اسنے کہا مجبوری ہے رات بھر اسی بارگاہ کے گرد ہم ہی ہیں اگر  
 موقع ملا تو مارینگے ورنہ جو منظور خدا یہ کہہ دو دنوں اسی فکر میں پھرنے لگے اور طبل جنگ کا بجنا ہلکاروں سے بادشاہ  
 اسلامیان نے جو ستا نقارہ رزم اپنے یہاں بھی بجاوایا اور شب کا دربار معاف کر کے داخل شہستان ہوئے  
 لشکر کی کار سازی آلات جنگ میں مصروف تھے آج بسبب گرفتاری سرداران لشکر بان اسلام بیدل  
 تھے انکے دل بڑھانیکو چار سو نقیب ابتدا و از سے نقابت کر رہے تھے یہ نعرے بھر رہے تھے کہ ہاں لے  
 بہادر و یہ معرکہ جو کل درپیش ہے بیکار سب پس و پیش ہے تلوار کے آگے ساحر و غیرہ سب یکساں ہیں مثل مشہور  
 ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے جو دلاور ہیں وہ اپنا وار کرینگے دشمن کو تہ تیغ خو مخوار کرینگے جو نامرد و  
 کم اصل ہیں وہ پیٹھ دکھائیں گے جو ہر زالت انکے کھلبلیا ہینگے کہ بقصناے اہیات



پیاہے جنے جنے شیر مادر	وہ عزت پائے گام کر مقرر
کنیزک زادہ ہنڈ پھیرے گا ہر بار	بہت تڑپے گا مثل نبض بیمار

اس صدا سے ترغیب جنگ سے بہادر جوش شجاعت میں آکر جھومتے تھے شب رزم کو تمہا سے تنج سے ہنزار پروانہ ہاے جان روشن کردیا تھا دل سے ارادہ تھا کہ دنگو کہیں یہ اندھیر نہو کہ آفتاب شجاعت گہن میں آئے نام کی روشنی تاریکی شب ناموسی سے مبدل ہو جائے اسی فکر میں کہیں جو ٹین صاف ہوتی تھیں کہیں گھٹائیں بہر صاف ہوتی تھیں تیر و نکو کبیدہ خاطر ی دشمن کی نسبت سکھائی تھیں زبان پیکان زہر اگلنے پر تیار وہ تیزی اسکو بتائی تھی گرز کا شکنی پر آمادہ نیزے سینوں پر طعن کر نیکو استادہ تیغ باران ہلاکی میخ خنجر دن کو جان لینے میں کیا وسیع تمام لشکر شب بھر جانہیں کا اسطرح سرگرم کار تھا دم محموت کا گرم بازار تھا آخر شب بسان نظر کج بازان پھر گئی و مثل نام نیک بہادران روز روشن ہوا طالب جنگ دشمن سے دشمن ہوا کہ نقطہ

چو خورشید از چرخ گردندہ سر	بر آورد برسان زمین سپر
دو لشکر بر آمد ز یک رہ بجائے	نہ سر بود پیدا سپہ رانہ پائے
بر آمد یکے ابر برسان قہر	سیہ گشت بد چرخ بہرام پیر
بر آمد زہر دوسیدہ بوق کوس	زمین کرد با آسمان دست بوس
ز نعل ستوران پولاد سارے	زمین جون فلک خست فتن جا
سرنوک نیزہ ستارہ ببرد	سرتیغ تاب از شرارہ ببرد

امیر کشور گیر بعد فراغ اطاعت رب قدیر شاہ گردون سریر کو قلب لشکر میں نصیب تو قیر لیکر میدان مصاف میں آکر جاگیر ہوئے اسطرح عیار عیاری کی تدبیر کرتے رہے لیکن پتہ ساحر سریر کا پناہ یا صبح کو پشت بارگاہ سے پھر جھانک کر دیکھا تو گلفام بد انجام اسی مسہری کے نیچے سے نکلا اور فوج ساحران لیکر وارد دشت قتال ہوا دونوں لشکر جب آچکے زمین بیلیدار دن نے ہموار و برابر کی آبشار سقون نے ایسا کیا کہ ظاہری گرد و غبار بٹھا دیا لیکن دونوں کے غبار و گرد و کدورت خاطر آب شمشیر بر سر کرٹائیگا غرض کہ جب صفین جم چکے گلفام نے مرکب دودی مثل روزادل زمین سے پیدا کر کے سواری لی اور آگے بڑھ کر بموجب فہائش تختیار رک نہی بی کہ یا حمزہ صاحبقران آج میں آپ سے طالب نبرد نہیں ہوں بلکہ آپکے سردار دن سے لڑنا چاہتا ہوں جب کا جی چاہے وہ آئے آزاد بھی تو سب دعوے بہادری کا رکھتے ہیں کچھ آپ ہی اکیلے لڑنیوالے نہیں پایہ فرمائیے کہ یہ سب سردار صرف جلو سی ہیں میلا دکھلانے کیلئے جمع کر لیا ہوں لڑنے والا کوئی نہیں صرف آپ ہی کی ذات والا ہو اگر یہ امر واقعی ہو تو آج میں پھیرا جاتا ہوں کل آپ سے اگر بددلقا کی ہوگی تو لڑو گا یہ صدا جب بہادر دن نے سنی فرط غیرت سے کانپنے لگے اور امیر نے اشارہ کیا کہ کچھ سوار دن نے گھوڑے بڑھا کر اسکے کلام کا جواب دیا کہ جیسا تو نے کہا ادھر سے بھی ویسا ہی عمل میں آئیگا سو اے سردار دن کے امیر



تجھ سے مقابلہ نہ کریں گے اور اگر تو ساحر نہ ہوتا تو یہ سردار کچھ کم تیرے لیے نہ تھے فی الجملہ آئین اسلامیان یہی ہر  
 کہ حریت حسب طرح لڑے یہ لوگ وہی طریقہ اسکے ساتھ ختم کرتے ہیں غلات شجاعت قدم نہیں دھرتے اسنے یکملات  
 سکر کہا کہ اچھا پھر جب کا جی چاہے وہ آئے یہ کہتے ہی دست چپ شہزادہ قاکم نے مرکب زہرہ حسین سلیمانی کو  
 اڑا یا لشکری پیادہ ہوئے بادشاہ نے ہنگام اجازت وہی خلعت دیا شہزادہ اسکے مقابل آیا اور پکارا کہ او  
 خیرہ سر لا ضرب مردان عالم اسنے وہی رسی بطور کند شاہزادے پر ماری کہ دست و پامین آکر لپٹی ہر چند اٹھون  
 نے حلقے اسکے کاٹنا چاہے وہ نہ ٹوٹ سکے نہ کٹے اُسنے رسی کھینچی یہ بھی گھوڑے سے گر کر گرفتار ہوئے پھر اسنے  
 مبارز طلب کیا آج دست چپیو نہیں تا نتا بندھ گیا ایک کے بعد دوسرا سردار جانے لگا اور اس جلسہ کے رسن  
 حرمین قید ہوتا تھا مثل مشہور ہے کہ حرامزادے کی رسی دراز آج اسنے دوسو سردار رسن سحر سے باندھے  
 اہل اسلام جب مقابلہ کو نکلتے دامن بہت جبل المتین کہ مکر مضبوط باندھے غرض کہ جب کند کمیشان نے پہلوان  
 روز کو اسیر کیا اور خط ابیض سے خط اسد دہویدا ہوا کہ سمیت جبین شام چولی ہر طرف سے ٹچے شتان  
 اپنی اپنی صفت سے پسر شام لشکر و نہیں طبل باز گشت بجا اہل اسلام کی طرف سے دلاور پکارے کہ اے گلہ نام  
 گرفتاری شرط ہو چکی اب کل صاحبقران روزگار مقابلہ کریں گے اُسنے یہ نہیب سنجو اب دیا کہ میں خود  
 سوائے امیر کے اور کسی سے کل نہ لڑو دنیا یہ کہ مکر مراحبت کی شکرون نے مکر کھولی لقانے بڑی مہوم سے  
 جشن کیا گلہ نام کو خلعت فاخرہ دیا اور کہا اے نظر کردہ من بعد فتح میں تجھ کو طرہ پیغمبری دوں گا اور  
 تجھے حور یہ جنت عوض میں تیری زوجہ کے عنایت کروں گا اسنے یہ کلمات محبت خداوند سے سکر سجدہ کیا  
 اور مشغول عشرت ہوا شراب کا دور چلنے لگا اس عرصہ میں بختیار کے نے یاد دلایا کہ تم نے قتل کرینکا سردار  
 کے وعدہ کیا تھا پھر کیون تامل کرتے ہو اسنے کہا ملک جی اب کل حمزہ سے مقابلہ ٹھہرا ہوا اسکو بھی گرفتار  
 کروں تو سب کا فیصلہ کروں بختیار کے کہا اب تم بھی اور وکی طرح سب کے گرفتار کرینکا حوصلہ کرنے لگے  
 اور بالفرض یہ بھی تو حمزہ کا گرفتار کرنا کچھ آسان ہو وہ مالک اکم اعظم ہیں کل کا دن تمہارے لیے قیامت  
 کا ہی ضرور مارے جاوے گا ورنہ کوئی فکر نہ کر دگلہ نام نے کہا آپکا فرمانا بجا ہرین فکر کرتا ہوں اور بیٹھے بیٹھے  
 غائب ہو گیا اب لشکر اسلام کی کیفیت سنئے کہ جب بادشاہ عالیجاہ بارگاہ میں تشریف لائے فرمایا کہ  
 لشکر دن بہر کا خستہ و شکستہ ہر دربار برخواست اگر لشکر مخالفت میں طبل جنگ بجے تو یا امیر آپ بھی  
 نقارے کے بجنے کا حکم دیجیے گا میرے حکم کا راستہ نہ دیکھیے گا یہ فرما کر داخل شہستان ہوئے لشکر میں چالاک  
 نے طلایہ کا گشت فرمایا کی چونکیان قائم کین سردار اپنے اپنے عیار کو بہر حفاظت تاکید پذیر ہوئے  
 جب سب بند و بست ہو چکا نہ سنگھا پھکنے لگا بیدار باش ناظر باش کی صدا بلند ہوئی اسوقت جب  
 کچھ ہندیشہ نہ رہا چالاک مع چند عیار و نئے فکر میں ساحر کو گرفتار کر نیلے، دانہ ہوا جب لشکر ساحران میں  
 پہونچا گلہ نام جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا اپنے لشکر کے کنارے آکر ٹھہرا اور چاہتا تھا کہ لشکر اسلام میں جا



چنانچہ اسے چالاک کو دیکھا چاہا کہ ہلو گرفتار کرے پھر سوچا کہ عیار ونسے ابھی نہ ہو لہذا اصل مطلب کی طرف توجہ رکھو جب  
سروا قید ہو جائیگا اسوقت عیار آپ ہی زیر ہونگے یہ سوچ کر پھر وہاں سے غائب ہو گیا اور لشکر میں حریت کے جائیکہ ہی  
حیلہ ہاتھ آیا کہ عیار تیری فکر میں آئے ہیں تو انکی صورت بنکر انکے لشکر میں چل ورجو کرنا ہو وہ کام کر پس ہی کیا کہ سر کے  
زور سے صورت اپنی مثل صورت چالاک بنائی اور لشکر اسلام کی راہ لی یہاں جب ربار برخواست ہوا امیر  
بہر اداے نماز شب داخل مسجد کر پاس ہوئے اور نماز پڑھ کر بہ آرام جانب محل نہر گھر تاحدا رجاتے تھے کہ اس نے  
اگر سلام کیا اور عرض پیرا ہو کہ غلام لشکر مخالف میں گیا تھا کلفام نے ارادہ اعم اعظم بھلائی کا کیا ہے اور آپ پر پھر  
کر رہا ہے پس میں چاہتا ہوں کہ آپ اعم اعظم پر صہین تاکہ سحر تاثیر نہ کرے اسے اسکو چالاک سمجھ کر اعم اعظم و روز بان فرمایا  
یہ پیچھے امیر کے کھڑا رہا جب پڑھ چکے اسنے سحر ٹپھکروستکی کی جو انھوں نے پڑھا ہے یہ انکو اب یاد نہ آئے چنانچہ  
امیر بھی تو اسمائے الہی پڑھ چکے تھے اسوجہ سے آگے بڑھے چلے گئے لیکن دور جا کر طبیعت کو گرانی مہوی اور دل گھبرا  
اب جو اعم اعظم پڑھا یاد نہ آیا نسیان طاری ہوا محل میں جانا موقوف رکھا پھر کر بارگاہ میں آئے اور صرف تملادت  
صحیفہ ابراہیمی ہوئے کلفام جب سحر کر چکا دین سے غائب ہو گیا اور اپنے لشکر میں آیا یہاں صورت بدل کر پہلے  
عیار بارگاہ لقائے گئے کلفام کو تپا یا وہاں سے خیمہ کی طرف اسکے چلے وہاں بھی سناٹا دیکھا پشت خیمہ پر جا کر شل و ز  
اول جھانکا کیونکہ دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح آج بھی غائب ہے یہ سمجھ کر باہم صلاح کی کہ یہ اسطرح نہ پھنسے گا کل جب وہ دربار  
میں بیٹھے یا سید ان نبرو میں بہر جنگ آئے اسوقت کوئی دھوکا دینا چاہیے پس یہ تجویز کر کے صحرا میں اسی کے لیے  
عیاری سوچنے چلے گئے اور کلفام جب لشکر میں آیا پہلے بختیارک پاس پہونچ کر حال کہا کہ میں اپنا کام کر آیا  
اُست کہا اب رات زیادہ گئی ہے تم جا کر چھپ رہو اور کل سطرچ پوشیدہ رہے تھے آج بھی وہی صورت کرنا تم نے  
خوب کیا جو عیار کے گرفتار کر نیو نہ ظاہر ہوئے نہیں آنت میں پھنستے فی الحکمہ صبح کو ظاہر ہو کر طبل بوزش بجوانا  
اور لشکر اسلام پر چڑھو رڈ نا اہل اسلام کسی وقت لڑنے سے بند نہیں جب کوئی انسے لڑے وہ موجود ہوجاتے  
ہیں اسنے کہا ملک جی جیسا تم کہتے ہو وہی کرونگا یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں پہونچ کر مسہری کے نیچے چلا گیا یہ تو اسطرح  
مخفی ہوا لیکن حال نیزنگ طرازی منشی بدائع نگار قدرت ملاحظہ فرمائیے یعنی لشکر میں امیر اگر رہتے تو ضرور اسکے  
سحر میں مبتلا ہوتے اور سرواران اسلام یقین تھا کہ قتل ہو جاتے مگر جناب حدیث کی مشیت و حکمت بالغہ میں  
اسطرح گذرا کہ امیر ذلت سے بچیں اسکا یہ سبب پیدا ہوا کہ بیت سبب کے اسباب دیکھو ذرا کہ قدرت میں ہی  
اسکی کیا کیا دھڑا اس کوستان میں جا بجا قلعہ جات مثل کوہ عقیق کے میں اور وہاں کے حاکم کو ہی میں جیسا کہ اکثر  
ذکر ہے زاد و ناصرو غیرہ کیا گیا ہے اسطرح ایک پہاڑ ہے کہ نام اس پہاڑ کا گلگون ہے اور وہاں کوہ میں ایک  
ملک آباد ہے اسکا نام قلعہ گلگون ہے مالک اس قلعہ کا ایک کوہی ہے کہ اسکو شوق عیاری سے بہت ہے اپنے قلعہ میں  
عیاروں کو آباد کیا ہے اور تون عیاری سلیمنے میں عرضائع کی ہے اب وہ اس فن میں مہارت حاصل ہوئی ہے  
کہ بارہ سو عیار شاگرد اسکا ہے اور یہ ارادہ اسکا ہوا ہے کہ عیاروں میں مقابلہ کرونگا اور ہمیشہ انتظار رکھتا ہے



کہ عمر و طلسم سے آئے تو خدمت خداوندین جا کر عمر و سے مقابلہ کروں چنانچہ بہت عرصہ عمر و کو جب ہوا اُسے صلاح کی عمرو تو نہیں آیا اور میں اگر خدمت خداوندین نہ گیا تو سعادت زیارت سے محروم رہا اور اگر جاتا ہوں تو کیا خالی ہاتھ جاؤں کچھ تدریج ضرور دینا چاہیے اسکے رفیقوں نے عرض کی کہ خداوند کی نذر کے لائق یا تو عمر و تھا اور بعد اسکے سردار لشکر مومنان حمزہ صاحب قرآن ہیں انکو گرفتار کر لائیے اور یہاں سے باطنیان کو ج فرما بیٹے پہلے سے کوٹھ نہ کیجیے سب ادا حمزہ ہاتھ نہ آیا تو جانا بیکار ہو جایا گیا یہ اسے اسکو پسند آئی اور لگا کر قطورہ زربفتی اور بیتا بہ سقر لاتی جیلخانہ ناحق سے چست و چالاک ہو کر جانب لشکر اسلام قطرہ زن ہوا نام اس عیار کا گلگون تیز رفتار ہر غرض کہ بعد قطع منازل اُس شب کو اگر لشکر ظہر پیکر اسلامیان میں پہونچا کہ جس رات کو اکرم اعظم امیر نے فراموش فرمایا ہے ہر سمت فکر عیاری میں بھر رہا ہے کہ وہاں حمر گہر تاجدار نے یہ حال سنا کہ امیر با تو تھر میرے یہاں تشریف لاتے تھے قریب بارگاہ پہونچ گئے تھے کہ یکا یک پھر گئے نہیں معلوم کچھ ناراض ہوئے یا مزاج مبارک خدا نہ کرے کچھ تاسا زہوا پس ملکہ موصوفہ کو فکر لاحق ہوئی یہ ملکہ مٹی نوشیروان کی اور حمرنگار جو پہلی بی بی امیر کی بھین انکی بہن ہی اور بسبب مر جانے حمرنگار کے امیر بہت پیار کرتے ہیں اور خالہ بن قباد شہر یا کی جو مر چکے ہیں اور انکے بیٹے بادشاہ ہیں لشکر اسلام کے بادشاہ بھی اس ملکہ کو حقیقی دادی اپنی سمجھ کر بہت پاس و لحاظ فرماتے ہیں خلاصہ یہ کہ سب بیبیون امیر کی یہ سردار ہی اسوقت امیر کے پھر جانے سے منع ہوئی اور کہا تو صاحب انکا غصہ تو ناک پر دھرا رہتا ہی بات بات میں تل چھوٹے خفا ہوتے ہیں اب جو وہ آکر منت بھی کر نیگے جب بھی میں نہ بولوں گی اور میں کیا کروں وہ تو لگوڑی مہ پارہ وزیر زادی میرے پیچھے پڑ جاتی ہے مگر خیر اللہ کی قسم اب جو یہ موئی میرے مقدمہ میں بولی تو بیٹے سے منھ کھل ونگی وزیر زادی نے کہا یہ ناحق آپکا غصہ مجھ پر بھلا محکو کیا مطلب جو کسی کے مقدمہ میں بولوں تم بی بی وہ میان مجھے کیا دخل ہے ہاں آنا جانتی ہوں کہ امیر بوجہ اسوقت نہیں پھرے نام خدا تم خود عقلمند ہو پہلے مزاج کی خبر تو سگواؤ کہ کیسے ہیں تو پھر خفا ہونا بی بی خفگی بھی جا جا کی اچھی ہوتی ہے بموقع جو بات ہو وہ بری ہی ملکہ نے کہا وہ اسطور سے ہمیشہ رہے رہے ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اچھا تیرے کہنے سے میں خبر بھی منگاتی ہوں جھوٹے کو گھر تک پہونچاتی ہوں بس یہ کہہ کر ایک کینز سے کہا کہ لے طرار میرے سر کی قسم بارگاہ میں جا کر دیکھ تو کہ وہ کیا کہتے ہیں اگر اور کسی محل میں گئے ہوں تو پھر آنا اور جو اکیلے ہوں تو میری طرف سے پوچھنا کہ آپ کا جی کیسا ہے بس جو وہ کہیں سن کر چلی آنا آنے جانے کا کچھ شکوہ نہ کرنا طرار یہ سن کر نقاب ڈال کر چادر اوڑھ کر چلی جب بارگاہ سے نکل کر لشکر میں آئی گلگون نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش زنانی ڈیوڑھی کی طرف سے نکلا اسنے رفتار سے پہچاننا کہ عورت ہے چنانچہ مثل اہل اسلام تو صورت اپنی بنائے ہی تھا یعنی ڈارھی شرعی مثل مجاہدین خضاب کی ہوئی موچھین منڈین باجماہ ٹخنوں سے اونچا گلے میں کرتا اوپر اسکے عبائا تھے پر سجدے کا گھٹا بسیج ہاتھ میں اپنے دانوں میں تھا اس کینز کے پاس آیا اور بہت مودب ہو کر سلام کیا کینز نے جانا کہ کوئی سائل ہی یہ سمجھ کر اسنے ایک روپیہ اسکو دیا اور کہا میرے پاس اور کچھ حاضر نہیں ہے اسنے رعادی کہ پودر دگار تیری آبرور کھے مانگ کو کھ سے تو ٹھنڈھی



رہے اسے میری حاتم مائی یہ رویہ میں کتنے دن کھاؤنگا ابھی میرے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں اسلیے آیا ہوں کہ کہیں اسے  
سیر آئے گا سہارا ہو جائے تو کروں کنیز نے کہا میں ہر گز تاجدار زوجہ امیر کی خواہش ہوں آج امیر آتے آتے پھر  
گئے ہیں انکی خبر کو جاتی ہوں کل امیر محل میں جب آئینگے میں اُنسے قابو پا کے عرض کر دوں گی کچھ تیرا مقرر ہو جائیگا آج  
موقع عرض کا نہیں ہر کل ڈیوڑھی پر تو اتجانا اسنے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے ملکہ میری جہان اپنے اتنی پردوش  
کی ہر وہان اتنی اور عنایت کیجیے کہ یہ جو سامنے خیمہ ہر وہان میرا ایک دست رہتا ہر اسکو دیکھ لیجیے اسی سے  
کہلا بھیجیے گا وہ مجھ کو بلوادیگا مجھکو ڈیوڑھی پر خدا معلوم کوئی آنے دے یا نہ آنے دے تو بہتر ہے کہ آپ ذرا سی  
تکلیف گوارا کیجیے اسطرح اسنے گڑ گڑا کر کہا کہ کنیز کو کچھ بن نہ آیا اسکے ساتھ چلی یہ اس خیمہ کی طرف تجویز کر کے  
اسکو لایا کہ جہان تنہائی تھی کیونکہ یہ تو پہلے سے لشکر میں پھر رہا تھا مقامات سب دیکھ چکا تھا چنانچہ وہاں لا کر  
اُسنے کہا آپ دیکھیے تو اس خیمہ پر آج باز کی طرح کا جاوڑ بیٹھا ہے یا مجھی کو کچھ دکھائی کم دیتا ہے کنیز بیچارہ  
اس طرف دیکھنے لگی اُسنے منہ پر اُسکے ہاتھ مارا نقاب ٹوٹ گئی وہ گہرا کر نقاب سنبھالنے لگی اُسنے حجاب بیہوشی  
مارا کہ وہ بیہوش ہو گئی اُسنے اُسکے کپڑے اتار کے آپ پہنے اور رنگ روغن عیاری لگا کر مثل اسکی صورت کے  
شکل اپنی بنائی اور اسکو وہیں چھوڑ کر سب حال تو زبانی کنیز سن چکا تھا سیدھا جانب بارگاہ سلیمانی روانہ  
ہوا یہاں دربار گاہ پر **مقبیل** وفادار تیر و کمان لیے بیٹھا تھا اسکو آتے دیکھ کر پکارا کہ کون آتا ہے اس نے جواب دیا  
کہ میں ہوں طراز خواص **مقبیل** نام اسکا سکر خاموش ہوا اور اُسنے قریب آکر کہا کیون **مقبیل** مزاج اچھا ہے  
**مقبیل** اُسکے آنے سے ملکہ ہر شکار یاد آئی کہ یہ دی محل ہے کہ جہان سے میری بی بی زہرہ مصری آ کر تھی زہرہ  
مصری بیٹی بادشاہ مصر کی جب نکاح میں **مقبیل** کے آتی تھی خدمت **مہر نگار** میں **مقبیل** رہتی تھی جب **مہر نگار** نے زہرہ کھالیا اُسکے  
ساتھ سب خواصوں نے اسکی زہرہ کھالیا وہی بی بی **مقبیل** کو جو یاد آئی آہ سرد بھری اور رو نیلگا یہ عیار حیران ہوا  
کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسکے رونے سے امیر صحیفہ گردان کر باہر نکل آئے دیکھا کہ طراز خواص کھڑی ہوا **مقبیل** رو رہا ہے امیر  
مستفسر ہوئے کہ اُسے **مقبیل** کیون رو تا ہے اُسنے کچھ جواب نہ دیا لیکن **گلگون** نے اپنے ڈرپٹے سے اُسکو **مقبیل** کے  
پوچھے ڈپٹے میں بیہوشی بھری تھی **مقبیل** چپنک مار کر بیہوش ہو گیا امیر نے اسکو بیہوش ہونے دیکھ کر طراز سے کہا  
کہ ارے تو کون ہے اُسنے جواب تو نہ دیا مگر حجاب بیہوشی منہ پر مارا امیر بھی بیہوش ہو گئے اُسنے چادر عیاری بکھا کر  
دو حلقوں سے کند کے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں دو حلقوں سے گردن و کمر باندھ کر ساتویں حلقہ  
سے پشتارہ باندھا اور ڈیڑھ گره عیاری کی برابر سینے کے لگا کر پشتارہ لادا اور سیدھا آتا تو میں چھپتا ہوا  
ان را ہونے کہ جدھر صحرانور سناٹا ہی نکھر جانے اپنے قلعہ کے روانہ ہوا اور بعد طے مسافت ماہ ملک میں اپنے  
پہونچا امیر کو پشتارے سے نکالا اور فرط خوف سے ہوشیار نہ کیا ایک صندوق میں بند کر کے کھا یہاں بعد لمحہ  
کے **مقبیل** کو ہوش آیا گھبرا کر اٹھا اور بارگاہ میں امیر کو جا کر دیکھا نہایت شکر میں جو یا ہوا ایک جگہ طراز کو  
بیہوش پایا اسکو اٹھا کر محل میں پہونچا یا اب غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار شکل طراز امیر کو آکر چپائی گیا عیاران لشکر



اسلام چار سمست دوڑے کہیں پتہ نہ لگا دربار گاہ پرا کر پتہ پایا تو کسی عیار کا لقا کے یہاں کے پتہ پر انبیا حیران ہوئے کہ کون لیگیا آخر اسی ہنگامہ میں عیار سحر نے امیر اکبر کو کند شمع ہر مین باندھ کر صندوق عدم میں بند کیا اور مثل کنیز طرار غا ہر صبح رخسار صبح نے مقبل روزگار کو اپنے اوپر شیدا بنایا

جو کا نیا جسم شب مثل گنگار	کہا سب نے کہ لے لینا خبردار
یہ کہتے کہتے مطلع صاف پایا	سحر کا آئینہ شفاف پایا

وقت سحر گلفام مسہری کے نیچے سے ظاہر ہو کر دربار لقا میں آیا چاہتا تھا کہ بموجب فہمائش شیطان طبل و شرج بجا کر لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ یکایک و سو اس خناس عیار لقا کے آئے بعد کچھ لالے سجدہ خداوند کے دعا دینے لگے یعنی نسبت خدا تھکو کجخت غارت کرے + جہنم میں تو میرے ظالم جلے + امیر آجکی شب بستر خواب سچوری گئے لشکر اسلام میں غفلت برپا ہو رہی ہے شخص متفکر ہو رہا ہے خبر سن کر گلفام نے ایک فتویہ مارا اور کہا کیوں ملک جی تنہا مابدولت کا رعب دیکھا میرے خوف سے گھر چھپ رہا جانا اسنے کہ آج میں گرفتار ہو جاؤ گا بختیارک نے کہا یہ تم کیا کہتے ہو چھپنا تو حمزہ کے غلام بھی نہیں جانتے ایسا مرد مردانہ شیر شبیہ جلاوت وہ ہو کہ اگر یقین واثق اُسکو اپنے مرنیکا ہوتا جب بھی نہ چھپتا چہ جا کہ ابھی تو سارا لشکر اُسکا موجود تھا اور میں اسکی طرف سے قسم کھاتا ہوں کہ وہ مکار نہیں ہر باتیں سن کر لقا نے کہا کہ اگر بندہ قدرت تو ہماری شیت سے آگاہ نہیں ہے ہمارا پنجہ قدرت اُسکو اٹھا لیگیا ہے تیری خاطر سے اُسکو بکڑ والیا ہے گلفام نے یہ سکر سجدہ کیا اور کہا سچ ہے کہ تیری بڑی قدرت ہے بختیارک نے کہا یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا یہ نہ کہیے کہ میں نے بکڑوا لیا ہے ورنہ مرشد زادے اگر بہت بڑی گت کرینگے کہیں گے بتاؤ امیر کو کیا کیا اور مجھے تو مار ہی ڈالیں گے لقا اس سمجھانے سے خائف ہو کر بولا کہ میں نہیں کہتا کہ میں نے امیر کو جو دالیا ہے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ بغیر میرے حکم پتا نہیں ہوتا یہ فعل بھی جب ہی ہوا ہے کہ جب میری مشیت میں گذر رہی سب ساحرون و حاضرین ببا نے کہا واقعی صحیح ہے کہ بغیر حکم تیرے کچھ نہیں ہوتا ہے یہاں تو یہ ذکر ہے لیکن چالاک نے جو رات کو صلاح کی تھی کہ دربار میں چل کر صبح کو عیاری کرینگے چنانچہ اسی ارادے پر یہ صورت بدل کر دربار میں آئے تھے سب گفتگو شیطان و خداوند کی اور گلفام کالات و گزاف سنا انکو یقین واثق ہوا کہ لقا کا کوئی عیار امیر کو نہیں لایا ہے ورنہ بختیارک ایسی باتیں نہ کرتا بلکہ دربار میں امیر کا ذکر ہی نہوتا پس اور کوئی معلوم ہوتا ہے کہ امیر کو لیگیا ہے چل کر پتہ لگانا چاہیے کیونکہ ابھی یہاں لڑائی موقوف ہے بعد پتہ لگانے امیر کے اگر عیاری کرینگے یہ سوچ کر وہ عیاور نکو دہان خبر گیری کیلئے چھوڑ کر آپ روانہ ہوا اور جب اپنے لشکر میں آیا غفلت برپا دیکھا بارگاہ میں بادشاہ مترود بیٹھے تھے سردار نکمین ہو رہے تھے کہ اس نے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس غم و کے نہونے سے یہ بد انتظامی ہے کہ امیر کا کل اسم عظم بھلا یا گیا اور بدات کو نہیں کوئی بکڑ لیگیا ہے اگر خواجہ ہوتے تو یہ مفسدے نہ برپا ہوتے چالاک نے عرض کیا کہ واقعی خادم خطا وار ہے



کہ رات کو بفرمیں نہ تھا لیکن انشا اللہ امیر کو تپہ لگا کر نہ لایا تو لشکر میں نہ آوٹگا آپکو صورت نہ دکھاؤ نگاہ یہ کہہ کر  
ابوالفتح کو ساتھ لیکر باہر آیا اور اسباب عیاری سے درست ہو کر ہر تلاش میں روانہ ہوا یہ دونوں تجسس  
کنان جاتے ہیں لیکن کلقام جو خداوند باس بیٹھا ہوا سنے بعد لمحہ کے شیطان سے کہا کہ ملک جی اب لڑنا بے  
سردار کی فوج سے بیکار ہو اور حمزہ دیکھیے کب تلک غائب ہو اس جنگ میں مجھے طول نظر آتا ہے بختیار رک  
نے کہا تم آپ سے کیوں لڑو جب وہ اوگ خود لڑیں اسوقت سبکو فارت کر دو جب حمزہ آئیگا اسکو بھی پکڑ لینا  
اسنے کہا وہ آپ سے کیوں لڑنے لگے بختیار کے کہا اسکی تدبیر یہ ہے کہ جو سردار قید ہیں انکو زبردستی چھوڑ دینا  
کو بادشاہ مع لشکر آئینگے سب لشکر مسحور بہ بحر کر کے غارت کرنا اس نے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ  
میدان قتل تیار ہو اور از بسکہ مشہور کرنا اس خبر کو جو منظور تھا تو حکم دہل زنی دیا کہ ہنادی ندا کرے کہ گنگار  
خداوند بعد اب الیم قتل ہونگے سب اہل لشکر انکا حال پریشان دیکھیں اور عبرت کریں کہ مخالفت خداوند کا یہ  
نتیجہ چرچا پنجہ حسب حکم سادی نے ندادی خلقت بہر تا شا چلی سانسے بارگاہ کے جو میدان واقع تھا وہاں ان  
استادہ ہو میں آ رہے کش جلا حاضر ہوئے سرداران اسلام کو خمیہ سے لاکر زیر دار بٹھایا ساحر بہ ہمت پہرے  
پر مقرر ہوئے لشکر قہاد کو ہیان مسلح و مکمل ہو کر صف کشیدہ ہوئے ہر نادان عشرت پذیر تھا کہ آج دشمنوں کا  
خاتمہ ہو جو لوگ عاقل و فرزانه تھے وہ بچشم عبرت اس حال کو دیکھ کر کہتے تھے کہ کسی ذلت پر دوست ہو یا دشمن ہنسنا  
اچھا نہیں جو رفلک سے اندر بجائے اس موزی نے بہت سے سرداروں کے گھر خاک میں ملائے کون ایسا گذرا  
جو اسکے باحقون ذلیل نہوا داغدار سینہ جلیل نہوا اسکندر کو نوشاہہ سے شرمندگی ہوئی دارا کو سکتدر سے  
سرافکندگی کشید نے ضحاک کے آ رہے ظلم سے ہلاکت پائی تو فریدون نے اسکو دشت عدم کی سیر کرائی اس طرح سے اس  
دنیا کا پیشہ جو روحفا ہو کہ کون سا گل ہو کہ جو پھولا پھلا ہو اور دست بر در خزان سے بجا ہو کہ بقصد ایسا

ہیان آرام کی فرصت کہاں ہے  
دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے  
ہوے ممنون گرد و نکلے ستم سے  
اب اُسے دیکھیں یہ حال پریشان  
نہ تھا لوٹ نظر بھی جنکو حاشا  
کہ جو آسمان سے موت آئی  
تمنا رہ گئی دامن کشیدہ

نہ سمجھے تھے کہ دنیا میہان ہے  
فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے  
بہ شکل شوق اپنے لوگ غم سے  
وہ آنکھیں چنے دیکھے تھے وہ سامان  
نہ دیکھا اس جہان کا کچھ مت اشا  
حیا آنکھوں سے گھٹنے بھی نہ پائی  
ہونے پائے لب لذت چشیدہ

ہیان تو یہ ہنگامہ برپا تھا اور عیاروں نے جا کر بادشاہ اسلام سے اس ماجرے کو بیان کیا تھا بادشاہ نے حکم  
تیار ہونے لشکر کا دیا تھا طبل و نقارے گڑ گڑاے بہادر کفن پوش ہو کر مرنے چلے بادشاہ خود مسلح و مکمل ہو کر مرکب  
خنک سیہ قبطاس پر سوار ہوئے کڑکا ہوا علموں کے پھریرے کھلے لکھو در لکھو سوار و پیدل آمادہ مرگ



وہی اسے قضا ہو کر آگے بڑھے ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار ڈھٹ یاں بجانے تو بڑے پتھر و تکیے لٹکائے حقہ ہاسے  
نفی گھاٹو نہیں دباے کہتے چلے آج یا ہم نہیں بال شکر ساحران نہیں یہ خبر ملک کارون نے لقا کو بھی پہونچائی کہ  
اہل اسلام کی فوج آتی ہو بختیارک نے صلاح دی کہ پہلے ساحراس فوج کا راستہ بند کرین پھر جب سرداران قید  
قتل ہوئیں تو انھیں برباد کرین گلفام نے پیکر ایسا سحر کیا کہ گرد میدان خونی ایک دیوار آتھیں کھج گئی پس دیوار  
ساحر ٹھہر گئے کہ شاید یہ دیوار باطل ہو جائے تو یکا یک فوج کو نہ آنے دین یہ انتظام کر کے جلا دونکو حکم دیا کہ ہاں  
جلد کام کرین جلا دکر رہے ہیں کہ اگر گنگار ان جو کھانا ہو کھا لو جو پیاس سے ہو تو پیاس بجھا لو کہ زمانہ اجل نزدیک  
ہو بہادر زبرداریٹھے جواب تو کچھ نہیں دیتے لیکن بخشوع و خضوع درگاہ رب لعزت میں استغاثہ کر رہے ہیں کہ اسے  
خالق عزوجل و اسے مالک جزو کل ہیں تیرے کرم پر آسرا ہی جو تو چاہے تو دم بھر میں حصول مدعا ہی کہ بہت خداوند  
بچائے اس بلا سے گنگار و نکو یار ب شاد کردے + زمان استجابٹ عازد یک آیا یعنی بختیارک سے گلفام  
نے کہا کہ میں ایک مجرم اور اپنے پاس رکھتا ہوں یہ مصلحت اسکا حال اتنا پیش خداوند عرض نہیں کیا لقا  
نے کہا مابدولت سب جانتے ہیں لیکن تو نے برا کیا جو بیان نہیں کیا اُسے عرض کیا کہ میں اٹھائے راہ سے ملکہ  
بہارہ جو سردار شکر طلسم میں عمر و کی جانب ہی پکڑ لایا ہوں وہ ملکہ بے بدل ساحرہ ہی سوتے میں اسکو میں نے قید  
کیا ہے صندوق بند رکھتا ہوں اسوقت چاہتا ہوں کہ انھیں مجھونکے ساتھ یا تو وہ مطیع ہو نہیں اسکو بھی قتل  
کروں بختیارک نے یہ حال سنکر کہا کہ ایسی آفت کو اس حال میں نکالنا اچھا نہیں دس طرف سے دشمن کو  
روکن مشکل ہوگا کہ بہت ایک دشمن قید تھا اب سو ہوے + قید میں بھی اسے ڈرنا چاہیے + گلفام نے کہا  
ملک جی جیسا آج قتل اسلامیان کیلئے بند و بست کیا گیا ہے ویسا ہی قتل بہار میں انتظام کرنا ہوگا اگر اُسے  
سکشی کی پس آج ہی ہمراہ سرداران اس سے اطاعت کرنا چاہیے اگر منظور کرے بہتر ہو ورنہ قتل ہو جائے  
لقا نے اسکی رائے کو پسند کیا اور حکم حضور بہار دیا ہر چند بختیارک منع کرتا رہا مگر گلفام نے نہ مانا اور  
صندوق منگا کر بہار کو نکالا ملکہ تین روز کی بھوکی پیاسی قید میں مبتلا تھی دسین غم عشق بھرا تھا چہرہ اغوا فی  
ہو گیا تھا آنکھو نہیں حلقے پڑ گئے لب سوکھ کر غنچہ سرستہ سے زیادہ ترسٹے نظر آتے تھے دست نقاہت سے  
خواتین تھے نظم

نگاہیں رک گئیں چالا کیوں سے	ارادے تھک گئے بیبا کیوں سے
دھلا سرمہ بھراے دیدہ تر	اُداسی چھا گئی جو بن کے اوپر
یوں پر آہ نے چا بان شیمین	ہوا صرف خزان چہر کا گلشن
ہوے دسین سنان غم سے روزن	کیا اشکون سے استقبال دامن

جب وہ متاع خوبی اس صندوق سے باہر نکلی تب کو ہوانے تازگی دی قلب کو فرحت حاصل ہوئی  
از بسکہ یہ عاقلہ و فرزانہ ہوا و صحبت یافتہ عمر دے لقا کو دیکھ کر کہا کہ اگر اسکی اطاعت سے انکار کرتی ہو رہائی



مشکل ہو چاہیے کہ جیسا گلفام تجھے سوتے میں پکڑ لایا ہو ویسا ہی مگر کر کے تو بھی اسکو سزا دے فرد کہا دل سے کہ  
تو مگر آشنا ہو + کوئی دم بعد دیکھیں اور کیا ہو پس اس الفت قاست نے لبان دال خم ہو کر اس بیدین کو  
سجدہ کیا اور ہاتھ باندھ کر ٹھہری لقائے دیکھا کہ بغیر کے اسنے سجدہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دین تیرا اختیار کیے  
ہی یہ بھک پکارا کہ اے بندہ قدرت گلفام یہ بندی ہماری بندگان خاص میں سے ہے اور ہماری جناب میں  
اسکو خصوصیت حاصل ہے یہ وہ بندی ہے کہ اسکو ہم نے خلعت خوبی و حسن و جمال عطا کیا ہے اور لیاقت میں ہمیشہ  
پیدا کیا ہے جلد اسکو رہا کر دے بختیارک نے یہ کلمات شکر کہا کہ یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا آپ اس  
معدے میں نہ بولے لقائے کہا او شیطان تو جھک مارتا ہے اگر میرے خلاف گلفام عمل میں لائیگا تو اپنا  
غضب اس پر نازل کرونگا گلفام یہ سن کر ڈرا اور جلد اسنے زبان ہمارے سوزن نکال لیا زبان اس غنچہ دین  
کی جب قابو میں آئی لقائے عرض رہا ہوئی یا خداوند یہ عاجزہ مدت سے حصول شرف زیارت کی تمنا  
رکھتی تھی بارے تقدیر یا ور ہوئی جو قدسوسی بندگان جناب میر ہوئی لقائے بات شکر لبان خرچہ چھو ل گیا اور  
گو یا ہوا کہ ہم نے سجدہ تیرا قبول کیا اور زود جہ گلفام مرحلے ہی اسکی بی بی تجھے بنایا ہماری خاطر سے اسکو قبول کر  
ہم تجھے طلسم ہوشربا کا حاکم بنائینگے اور شاہ طلسم کو معزول کرینگے ہمارے یہ کلام سن کر گردن جھکا کر چپ ہو رہی گلفام  
کا یہ حال ہوا کہ شادی مرگ ہو جاتا تو عجب نہ تھا یقین ہوا کہ یہ بیشک راضی ہے در نہ خاموش نہوتی بس فرط  
مسرت سے اسنے سحر اپنا اور سب ساحر و نکاح ہم ہمارے سے اتارا اور کہا اے ملکہ تازندہ ایم بندہ ایم ہمار  
نے جسم اپنا ہلکا یا سحر یا د کیا یاد آیا اٹھ کر چلنے کا قصد کیا گلفام نے کہا تشریف رکھیے ہمارے ہنس کر کہا کہ  
کر د کہ نیافت تو مجھے سوتے میں پکڑ لایا تھا بخت خوابیدہ نے مجھے یہ روز بد بکھلایا تھا یا فتنہ خفتہ جگا یا تھا اب ذرا  
سنبھل کر وادی غفلت سے نکل ہمارا وار بھی ردک ہم سوتے تھے تو جاگتا ہے اسپر بھی جگوا گاہ کر دیا بختیارک نے جو یہ  
باتیں سنیں پکارا کہ صلوٰۃ برغیر خدا و لغت برین حرام زادہ خداوند لقائے میں کہتا تھا اسنے نہ مانا ہاں اے ملکہ ہمار  
لینا اس فرساق کو اور اس مرتد گلفام کو کہ بہت سی میں آگئے تھے از بسکہ بوجہ قتل مسلمانان میدان میں سب  
جمع تھے تمام عالم اکٹھا تھا گلفام نے ساحر و نسی کہا لینا اور آپ بھی سحر پڑھ کر دستکی اُدھر ساحر و نسی ناریج تیج  
ہاں فلفل چھ سوئیونکے ہمارے پرارے ابر کھڑا یا آگ پانی برسنے لگا برت کی سلین گرنے لگیں ہمارے زور سحر اڑ کر تیج  
میدان میں جا کر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھ کر پکاری کہ اے ہمارا حاضر ہو اور نہال ہستی گلفام پر خزان لا انا گنا تھا  
کہ یکا یک اُتدھی آئی اور کوہ عقیق کی طر سے گھٹا تیرہ دتا راٹھ کر شکر پر محیط ہوئی وہ جو آگ تیر سحر گلفام  
سے برستے تھے وہ اُس ابر پر گر کر دفع ہونے لگے اور اس ابر میں برق شعلہ بار چمکی رعد گر جا آنکھیں سبکی بند ہو گئیں بعد  
لمحہ کے جو آنکھ کھلی عجب سامان دیکھا کہ زمین و ہاکی لبان روز روشن مصفا ہو گیا باری سے یہ ظاہر ہے کہ دھوپ  
کا دامن پھیل رہا اس زمین نور آگین پر چھوٹی چھوٹی کیاریاں پیاریاں لگی ہیں خیابان خیابان کو شرماتی ہیں اور  
دشت گلون کے سرسبز و شاداب میں تراوت و نظارت میں نایاب ہیں شاخیں پر رنگ یا رطنا زعربہ ساز



جھوم کر اٹھکھیلیاں کر تین نرم نرم کلائیوں کو معشوقان گلزار دہر کے نام و صورتیں ہوا کارشاہی کر رہی ہر کہ شاخ  
سے شاخ ہم بغل ہوتی ہر گل نگہت نیزین طائر خوش نواز مزہ ریز ہین بھول سبزی پر چوٹ کر گرس ہین سطح  
چمکتے ہین جیسے فلک اخضر پر تارے نکلے ہین زگس کی نگاہ بازی کار سبزی کر رہی ہر سوسن باہین ہمت  
خوشی و مبارزی کر رہی ہر سنبہ چرخ سنبہ پر نثار ہر طرف بہار ہر کہ ابیات

نہایت باغ دہ آراستہ تھا ہزار دن تھے گل خوشبو کے اشجار بنا تھا طلبہ عطار ہر گل روان تھے ہر طرف چشمے جو پر نور ہزار دن دیکھے میوہ دار اشجار شکفتہ خوب بھولو مکے شجر تھے	ریاض خلد سے پیراستہ تھا ہمکناتھا پڑا سارا وہ گلزار گل تر یا سمن شبود سنبیل خزانے اُنکے نوار و نسے سمور ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار انھین کیوڑے سے تھے گرونے سینچے
--	---

بچ چہن میں چہوترہ بلور کا سرا سر نور کا بنا تھا فرش مکلف بچھا تھا مسند پر ایک نازنین مہر جبین بھولون کا  
گنا اپنے بیٹھی تھی اور بہار غائب تھی اسوقت کا واقعی یہ طور تھا کہ بیت گل کھلاتے ہوئے باد سحر کو دکھا  
روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا :۔ فی الحقیقت اسکی چشم سرمہ سا پر زنگستان دیدہ معشوقان  
صبر سے آنکھیں چڑھانے پر محراب ابرو میں خواہش رکھتے رخسار پر اُسکے گلہائے گلستان نثار  
ہو جانے پر تیار دہن اُسکا چشمہ آب حیات دشنام اُسکی بازقند و نبات کہ ابیات

صدائے اکھڑ نکلی جگر سے نگاہوں کو اجازت دلیں گھر ہو نظر ہر سو گر گردش ادھر ہو شباب حسن میں اک ہمیشالی طبیعت سب طرف سے پاک دہن مبار کباد دی تیغ و نظر نے	ہی جتوں جو ظالم کی نظر سے اشاروں سے کہا ٹکڑے جگر ہو پلٹ کر دیکھنا دل کو جب گھر کو نزد اکت مثل مضمون خیالی اسگون پر رخ و عارض کے جو بن شنا کو کھونٹے لب سب کے جگر نے
---	--

گلفام اس لالہ روکمن اندام کو دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا اور  
منت کرتا تھا کہ اے غیرت بخش ضیاء ہر انور ایک نظر میرے بھی حال پر کہ نظم

نہیں خاطر کو آسائش کسی دم خدا را ایک شست خاک ہو نہیں کہ خالی ہو چکا پہلو نہیں دل بڑھا دانیسے بشکل قلب مضطر	طبیعت ہر گھڑی ہے اپنی برہم نہیں قابو میں دل غمناک ہو نہیں صدادتی تھی حسرت سے مشکل تقاطر چشم سے ہر قدم پر
---	---



جب اس طرح بتیا بنہ قریب اس گلستان سحر کے پہونچا اس گلبدن نے پکار کر کہا کہ یہ بلغ ملکہ بہار کا ہی یہاں دخل کب  
 اغیار کا ہی اس طرف نہ آنا اپنی جان بچانا اسنے اس بتیابی میں اس لالہ نام کا کہنا نہ سنا اور چنپستان میں قدم رکھا وہ پری  
 بلا کی طرح اُسکے پیچھے پڑی یعنی اپنی جگہ پر سے اٹھ کر قریب اُسکے آئی اور کہا اے بیٹیا تو نے کہنا میرا نہ مانا اسکی سزا یہ ہے یہ  
 کہہ کر ہاتھ پھیلا یا اس گلستان سے ایک شاخ ٹوٹ کر اُسکے ہاتھ میں آئی اس شاخ کا ہاتھ میں آنا تھا کہ صورت اسنے  
 تلوار کی پیدائی وہی تلوار اسنے اٹھا کر جو لگائی کلفام نے ہر چند چاہا کہ سحر کر دے اور جان بچاؤن ممکن نہوا تلوار سر پر پڑ کر  
 مانگوں سے نکل گئی دو ٹکڑے ہو کر گرا غل و شور مرنیکا بہا ہوا اسکے مرنے سے وہ سردار جو زیر تیغ بیٹھے تھے سحر سے چھوٹ  
 گئے اور ہتھکڑی سیڑی توڑ کر اٹھے جلا دینے پھینک پھینک کر بھاگے اور ساحر جو روکنے دوڑے اسنے لڑائی شروع ہوئی  
 تھی کہ وہ دیوار جو لشکر اسلام کے روکنے کے لیے کلفام نے بنائی تھی وہ بھی جاتی رہی تھی اہل اسلام نعرہ اٹھا کر کہہ لگے  
 ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا بہار جو باغ لگا کر چھپ گئی تھی برے ہوا جا کر ٹھہری تھی اسنے سحر کرنا شروع کیا کسی اہل اسلام  
 پر ساحر و نکاحر اثر نہ پذیر نہوا اور بہادر و ن نے شمشیر زنی کر کے تہلکہ ڈال دیا لاش پر لاش گرا دی ساحرون کی خاک  
 ہستی دم تیغ سے مثل باد قنار اڑ دی شمع حیات اعدا بجھا دی خرمین آگ لگادی کہ بمقتضائے قلم

دو لشکر برے اندر آ اور دروے یکے تیر باران بگردند سخت نہ بدیمع پرندہ را جائیگا درخشیدن تیغ الاش گون تو گفستی زمین روے زنگی شدت ز بس نیزه و گرز و شمشیر تیر	ہمہ کینہ خواہ دہمہ جنگجوے چو باد خسران بر جہد بر درخت نہ نیرو ز گرد و خروشان سپاہ بگردار آتش بگرداندر و ن ستارہ دل مرد جنگی شدت بر آمد می از جہان رستخیز
--	---

بختیار کے لقا سے کہا کہ ساحر بھاگا چاہتے ہیں مسلمان اب تمپر آٹھ نیگے چاہیے کہ تم اندر قلعہ کے چلے جاؤ  
 لقا نے کہا یہ تقدیر میں پہلے ہی کر چکا ہوں یہ کہہ کر سمت قلعہ روانہ ہوا اسکے پھرنے سے افسران لشکر بھی بھرے اور لشکر  
 ساحران میں بھگدڑ پڑی اہل اسلام نے دور تک تعاقب کیا لقا قلعہ بند ہو کر بیٹھا اور ساحر و نکو بھگا کر مسلمانان بفتح  
 و فیروزی داخل لشکر اسلام ہوئے بادشاہ سے وہ سردار جو رہا ہو کر گئے شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور  
 خلعت پہنکر اپنی جگہ پر بیٹھے پھر حال رہائی عرض خدمت شاہ گردن کلاہ کیا کہ اس طرح بہار جادو نام ساحر نے رہائی پا کر  
 باغ سحر لگایا اور ہر کو چھڑایا بادشاہ نے جب نام اُس گلستان محبوبی کا سنا دلمین شجر الفت اکاخم محبت مرز عہ خاطر میں بودیا  
 مثل مشہور ہے کہ دلو دل سے راہ ہی نیرنگ پردازی عشق کا عالم گواہی سرکار عشق ہی سے قیس کو مجنون خطاب ملا ہے  
 اگر یوسف بھی ہو تو کونو کین جھانکتا ہے بادشاہ اسلام کا یہ حال ہوا کہ بموجب قلم

یکایک شوق نے کی ہر ربانی ہوئی مائل طبیعت جانب یار	ہوا بسیم مزاج نوجوانی پکارا اٹھی تمنا ہائے دلدار
--	---



ہجوم آرزو بل پر جو ۱ یا	بہ شکل زلف جانان بیچ کھایا
ترشح پر سحاب اشک آیا	مزا دریا کا دامن نے دکھایا
تن سوزان جو بھیکا چشم تر سے	دھوان پیدا ہوا دل سے جگر سے

دلوں میں لکھ دیا کہ اُس ملکہ ذی مرتبت کو بلا کر شکر احسان ادا کرنا واجب ہے چند سردار جاہلین اور ساحرہ  
 سو صوف اپنے باغ محسوس ہو گئی باعز از تمام یہاں لے آئین حال طلسم بھی اس سے دریافت کر نیلے خیریت  
 عمر و واسد پوچھنے کے سردار مع دو ایک عیار کے حسب حکم ملکہ بہار کو لینے چلے اور شاہ حکم فرما ہوا کہ بیت  
 مہیا ہو مین سب دعوت کے سامان + رہن عیش و طرب دست و گریبان + خدامان عالی شان ترتیب سامان دعوت  
 مین بدل مصروف ہوئے یہاں جب تک دعوت کا جلسہ جسے اس وقت تک حال امیر سنیے کہ انکی تلاش مین چالاک  
 روانہ ہوا ہی چنانچہ یہ دونوں عیار صحرا مین تجسس کنان پھر اکیسے جب کہین تپہ نہ لگا ڈھونڈتے ہوئے دھن کوستان  
 مین کئی منزل شکر سے اپنے نکل آئے سخت حیران تھے کہ الٹی کون امیر کو لیک گیا، ہر فرض کا حسب جانب قلعہ کوستان کے  
 انکا گذر ہوا وہاں گلگون بارہ ہزار عیار لیکر خدمت لقائین چلا تھا میدان مین اترا ہوا تھا انھوں نے دیکھا کہ خمیر  
 و خرگاہ نصب مین بستر لگے مین لشکر مین جو لوگ مین وہ عیار نظر آتے مین اکتارہ چھڑ رہا ہی بھجن ہو رہے ہیں جابجا  
 عیار جست و خیز کرتے مین شلنگین بھرتے مین ڈھیلے کرتے مین درختوں پر فرا کر جاتے مین وہاں سے پھر خمیوں مین  
 کود کر آتے مین ہر سمت بہر و پدے صورت مین تبدیل کیے پھرتے مین بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا نصب ہی  
 اسکے دروازے پر کئی سو عیار و شکا پہرا ہی یہ سامان اس لشکر کا دیکھ کر چالاک نے ابو الفتح سے کہا مجھے عقل سے  
 ظاہر ہوتا ہے کہ امیر اسی نوع مین قید مین یہاں چلتا چاہیے یہاں کہ دونوں نے صرف صورت اپنی بدل لی عیار تو  
 یہ خود مین وضع بدلنے کی ضرورت نہ تھی لباس عمدہ زیب جسم کر کے داخل لشکر ہوئے از بسکہ عیار تو وہاں پھرتے ہی  
 تھے ان سے بھی کوئی مزاحم نہوا یہ سب جگہ پھر کر قریب بارگاہ افسر آئے سرانچہ بارگاہ اٹھے تھے سامنے لباس  
 عیاری پہنے تاج خسروانی سر پر رکھے گلگون تخت پر بیٹھا تھا اور شاگرد و نکا اسکے گرد جمع تھا دنگل اور کرسی پر  
 سب ٹمکن تھے طرار و کم سن تھے شراب کا دور چلتا تھا گلگون حالت نشہ مین لان و گزاف کر رہا ہی کہ مین لے وہ کام  
 کیا ہی جو تمام عمر سکو یا درہیکا امیر کا گرفتار کرنا بہت مشکل تھا انکو مین نے قید کیا ہی شاگرد اسکے آفرین سنج مین کہ  
 واقعی حضور کا مثل عیاری کرنے مین نہیں ہی از بسکہ یہ دونوں قریب بارگاہ پہنچ چکے تھے یہ کلمات انھوں نے بھی  
 سنے یقین ہوا کہ امیر اس جگہ قید مین بس اندر جانا چاہتے تھے کہ عیار و ن نے روکا اور کہا تم کون ہو غل جو ہو گلگون نے  
 بھی سنا عیار و ن سے کہا پکڑ لاؤ عیار نیچے پکڑ کر دوڑے یہ دونوں ٹھہر رہے کہ ہم خود حاضر مین گرفتار کیوں کرتے  
 ہو عیار انکو گھیرے ہوئے سامنے گلگون کے لائے اسنے حال استفسار کیا انھوں نے کہا ہم رہنے والے کوستان  
 کے مین اور تم سے ہمیشہ قصد مقابلہ رکھتے تھے کیونکہ تھے بڑا نام اس فن عیاری مین پیدا کیا ہی چنانچہ اب تک اسلئے  
 نہ آئے تھے کہ اکیلے مین تم سے لڑے تو کیا کچھ نہ ہمارا نام ہوا نہ تمہارا اب ہم نے خبر پائی ہی کہ تم خدمت خداوند مین



جاتے ہو ہم بھی آئے کہ بحیثیت تمھارے خداوند میں پہنچ کر تم سے لڑیں کسو اسطے کہ آج وہاں ایک عالم جمع ہوا خوب  
 ملیگی اور ناموری دونوں کی ہوگی دوسرے عیاران لشکر اسلام سے بھی لڑینگے کہ انھوں نے تمام عالم میں غدر  
 کر رکھا ہے اور ہم سچ کہیں عیار اسلام سے ہم تمکو اچھا جانتے ہیں اگرچہ تمھیں نہ پتہ ہو کہ عیاران عالم کو زیر  
 کر لیا کیونکہ تمھارا بھائی اب کوئی زمانے میں عیار نہیں ہوا کیا ان دونوں عیاروں نے اسکو بمثل بتایا اور  
 تعریف کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھایا کہ اسکے مزاج کو نہایت افلاک پر لگایا و باغ عرش اعلیٰ پر پہنچایا وہ  
 اپنی جگہ سے اٹھا اور ان دونوں سے بخلگیر ہوا کہا آپ نے کرم فرمایا جو تشریف لائے اور عیار آپ مجھ جانتے  
 ہیں یہ سب آپ کی خوبیاں ہیں جو جیسا ہوتا ہے وہ ویسا ہی اور کو بھی جانتا ہے آپ خود اچھے ہیں اسی سے مجھکو اچھا  
 جانتے ہیں یہ کلمہ کہہ کر ہرگز پرہیز نہ کرنا چاہیے اور کہا اسم مبارک آپ کا کیا ہے انھوں نے کہا ہکو مکار حرب زبان  
 و غدار دروغ بیان کہتے ہیں اور ایک نام ہمارا کارزار و طرار ہے وہ یہ نام سکرینا اور جام شراب  
 بھر کر اٹھو دیا انھوں نے کہا ہم آپ کے اگر ارادہ لڑنا نہ رکھتے ہوتے تو شریک جلد عشرت رہتے اب ہمیں مناسب  
 نہیں کہ یا ہم پیالہ بنکر اپنے ہم مشربوں سے آئندہ مقابلہ کریں اچھا یہ تو بتلائیے کہ خداوند باختر کے پاس جو آپ  
 چلے ہیں تو کیا تحفہ انکی تذر کو لیے جاتے ہیں یہ کلمہ سنکر گلگون کو خیال آیا کہ یہ دونوں عیار لشکر اسلام کے ہیں تجھ سے  
 درپردہ حال پوچھتے ہیں ایسا کچھ سمجھ کر انکی جانب گھورنے لگا ابوالفتح اسکے بڑے تہور دیکھ کر اٹھا اور چالاک  
 سے گویا ہوا کہ بھائی چلو ہم کیسی بڑی نگاہ کیوں سہنے لگے واسطہ کیا کچھ انکے تابعدار نہیں ہیں نہ ہمراہ ان کے  
 چلتے اب اکیلے جائینگے یہ کہہ کر چلے گئے کہ اسنے اٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا برا نہ مانیے ہریان یہ پیشہ عیاری کا ہے  
 انسان فہیم ذرا اسی بات میں کھٹکتا ہے مجھکو آپ کے اس پوچھنے سے خوف ہوا کہ یہ کوئی دشمن ہیں اور آپ ہی فرمائیے  
 کہ عیار ہو کر اتنا بھی خیال نہ رکھے تو عیار کا مہیکو ہے ہو قوت ہر مین نے کیا سجا کیا جو بڑی نگاہ سے دیکھا انھوں  
 نے کہا برا درتم نے سچ فرمایا لیکن بڑا نا تو تم ایک بات کہیں اسنے کہا فرمائیے کہ تمھارے اس گھورنے سے  
 تو حال کھلیا کہ بیشک کسی کو تم گرفتار کر لائے ہو تمھیں چاہیے تھا کہ بہ لطافت اکیل ہمارے کلام کا جواب دیتے  
 تاکہ ہمیں راز تمھارا مطلق ثابت ہوتا گلگون یہ نکتہ دقیق سنکر ہلک گیا اور کہا واقعی آپ بڑے تیز فہم اور بے بدل  
 عیار ہیں یہ باتیں تمھیں کہ داروغہ تو شکنی نہ دویمچہ اسکے سامنے لایا اور کہا یہ حضور نے میرے سپرد کیے تھے امید کہ  
 اسلحہ میں داخل کر دیجیے اسنے وہ نیچے لیکر ان دونوں کو دیے کہ یہ بمثل نیچے ہیں آپ ہی اپنے پاس رکھیے کہ آپ کی  
 بات مجھ کو اسوقت بہت پسند آئی انھوں نے کہا کہ آپ نیچے دیکر ہم سے بھی کام لینا چاہتے ہیں اچھا اگر یہ منظور ہے تو ہم  
 جاتے ہیں اور لشکر اسلام سے کوئی تحفہ جات آپ کے لیے بھی لاتے ہیں اور ہو سکتا ہے تو حمزہ کو لاتے ہیں یہ کلام سنکر  
 گلگون بھی مسکرایا اور اسکے شاگرد گلزار تیز پائے ہنسر کہا کہ اسے مکار معلوم ہوا کہ تم بڑے زبردست  
 عیار ہو اچھا تو شراب تو پیو چالاک نے جواب دیا کہ تم نہیں آزماتے ہو انھیں باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تم نے کوئی  
 کام کیا ہے ورنہ یہ چہل نہ کرتے اور مزاج کو مستغنا نہ حاصل ہوتا گلگون نے کہا آپ لوگ جب یہ کلمہ کہتے ہیں مجھکو



کھٹکا ہوتا ہے کہ درپردہ حال پوچھتے ہو ہر حید کہ تم سمجھ گئے ہو لیکن بالکل صاف ہو جانا چاہتے ہو خیر اب تو تم سمجھ ہی چکے کہ ہم کسی کو لائے ہیں پھر اب چھپانا کیا تم دوست ہو گئے تو بہتر اور جو دشمن ہو تو کیا کر لو گے میں کچھ ڈرتا نہیں ہوصاف سن لو حمزہ کو لایا ہوں یہ کلمہ سنتے ہی دونوں تہقیر مار کر ہنسے اور کہا بیشک تم حمزہ کو لائے ہو اُس نے کہا کیوں کچھ تلو شک بھی ہو انھوں نے کہا اچھا اُس کے کتنے بڑے ہاتھ پاؤں ہیں جسکو تم لائے ہو اُس نے جواب دیا کہ ہم کو یہ سب بھی تو مندی میں کم ہے یہ سکر یہ اور زیادہ ہنسے اور کہا واقعی تم حمزہ کو پکڑ لائے اسنے کہا بتاؤ تو آخر تلو کیا شہہ ہے جو طنز آمیز کلام کرتے ہو انھوں نے کہا بھائی صاحب کچھ عقل بھی رکھتے ہو وہ حمزہ جسے تمام عالم کے سرکشوں کی گردن توڑ دی خداوند کے قیظولات کے نیچے بڑے بڑے خون آشام درشت جنگال ہر قوم و قبیلے کے سردار رہتے تھے کوئی پانچ سو من کا تبر باندھتا تھا اور کوئی نو سو من کا سا طور بیکر جنگالتھا سا حمزہ نے پست کر دیا علو اسکے دیوان قات کو مارا د قانع نگار لکھتے ہیں کہ سمزدون ہزار دست دیو کو قتل کیا پس بایں جلادت و زور وہ تم لوگوں سے بھی نحیف و ضعیف ہو گا یہ کلمات انھوں نے بدلائل ساطع و لامع بیان کیے کہ گلگون کی شمع عقل و حماقت سے گل ہوئی دسے کہا بیشک یہ سچ کہتے ہیں کہا بھائی تم سچ کہتے ہو مگر میں شکر سے جا کر پکڑ لایا ہوں اور سب حال کنیز کو سہوش کرنے اور اپنی عیاری کا بیان کیا انھوں نے کہا حضرت سلاست اپنے سب کچھ کیا لیکن ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ جو شخص ایسا زبردست ہو گا اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار اُس کا نوکر ہو گا وہ کس حفاظت میں رہے گا کیلئے کہ تمام عالم کو وہ اپنا عدد و جانتا ہو گا پہننے سنا ہے کہ حمزہ تنخانہ میں اتر کر رہتا ہے اور عیار اُسکی صورت کا اور کسی کو بنا کر بارگاہ میں ہر شب سلا دیتے ہیں وہ شخص شکر کا بھی گھسیارہ ہوتا ہے کبھی کوئی اور اگر کوئی اسکو پکڑ لیگا تو حمزہ چند روز غائب رہ کر ظاہر ہوتا ہے تاکہ یہ راز کسی پر افشا نہ ہو غرض کہ پہننے خبر اس تنخانہ کی بھی لگائی ہے ہم جانتے ہیں اور حمزہ کو لائے ہیں تمھیں اختیار ہے جسکو چاہنا براے نذر خداوند بچلنا خواہ اپنے لائے ہوے کو یا ہمارے لائے ہوے کو یا دونوں کو یہ کہہ کر اٹھے جست کر کے روانہ ہوے گلگون کو ایسا اندیشہ کامل اور دلین غلل پیدا ہوا کہ اسے کوچ نہیں کیا کہ واقعی دلیلین ان عیار ذکی بہت قوی تھیں یہ بیشک حمزہ نہیں ہے جسکو تو لایا ہے یہ تو اس شمش و پنج میں ادھراتا ہے اسطرت دونوں عیار جو چلے مزاج میں دونوں کے چل سہائی چاہا کہ اس عیار کو خداوند کے ہاتھ سے ذلت دلوانا چاہیے یہ سوچ کر یہ سم بلغم سمت قلعہ کوہ عقین چلے اور دن بھر میں راستہ طے کر کے جب عیار عالم گرید اور سی کر کے قلعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا کہ بیت گھر میں تاریکیاں ابھری سیاہی + چھپے رستے تھکے چلنے سے راہی + یہ بھی قریب قلعہ مذکور کے پہونچے از بسکہ یہ مدت سے اُس جگہ آئے ہوے ہیں سب مقامات بخوبی جانتے ہیں اس قلعہ عقیق کے متصل باغ فرحت افزا ہے سلیمان عنبرین موکا بھانجا منصور زراع چشم نام ہر رات کو زندی لیکر اس باغ میں رہتا ہے عیار و نکو یہ راز ہمیشہ سے معلوم ہے اسوقت جلد بین اور کچھ بن نہ آیا تو یہ تجویز کیا کہ منصور ہی کو گرفتار کرنا چاہیے پس ابو الفتح سے چالاک نے کہا اے بھائی تم ٹھہرو میں منصور کو لاتا ہوں اسنے کہا نہیں آپ آرام فرمائیے میں



لاتا ہوں اور اسکو صحرا میں ٹھہرا کر آپ ایک فرشتہ لقا کی صورت بنا لینے ایک سر مقوے کا سر پر چڑھا یا جو شل انگڑھ  
 قلعہ کے تھا اور اس میں دس آنکھیں بنائیں جو رنگ و روغن کی تاثیر سے شعل کی طرح روشن تھیں پھر چار ہاتھ بہت بڑے  
 بڑے شانے پاس لٹکائے لباس سات رنگ پہنا چیل اور بوم کے پر گرد رخسار کے دکائے ایک ہاتھ میں گرز لیا  
 جو روغن ملنے سے آتشناک معلوم ہوتا تھا دوسرے ہاتھ میں ایک ٹی ایویوے کی لیکر قریب باغ آیا اور کند مار کر  
 دیوار باغ پر چڑھا عجب صحبت دیکھی کہ چاندنی کھلی ہر چہ ترے پر فرش نہرا بچھا ہر پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو آتی  
 ہر ٹھنڈی ہوا چلتی ہر بیج چہ ترے پر رنڈی حسین و طر حدار بیٹھی مشغول کثرتہ سنجی ہر منصور لباس بیٹھا ہر جب بیٹھنے  
 کا قصد کرتا ہی وہ ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ مارتی ہر بھتیان کستی ہر کہ موے آتش بازی کے دیو تیرے منہ کو چلبلا  
 نچلا نہیں بیٹھتا منصور اسکی باتوں سے مزے میں آکر کبھی چٹکی لیتا ہر رخسار و بستان پر ہاتھ پھیرتا ہر شراب  
 کا جام قہمیں دیکر پلاتا ہر نشہ رنگ جاتا ہر رنڈی مسکیان بھرتی ہر ادنی آہ کی صدا بلند ہر مستی خانہ دل میں  
 قدم دھرتی ہر نظم

وہ لذت میں زبان کا منہ میں دینا  
 وہ پہلو کے برابر گد گد اہٹ  
 وہ آنا ہوش میں بیہوش ہو کر  
 وہ گھٹنوں میں جہانا کچھ بدن کا  
 وہ ہاتھوں کو سر پستان پہ لانا

وہ بستر سے اٹھا ہاتھ نہ لپٹا  
 وہ سینے کی رگڑ سے سلسلا ہٹ  
 لپٹ جانا وہ ہم آغوش ہو کر  
 وہ بڑھ کر سونگھتا ہر عضو تن کا  
 وہ ہونٹوں کو زبان سے سلسلانا

ابو الفتح سر دیوار اسلیے ٹھہرا رہا کہ جب یہ دونوں مصروف مباشرت ہوں اسوقت میں خلل انداز  
 ہوں باصطلاح عوام مزے میں کھنڈت ڈالوں اور کلیل میں غلہ لگاؤں چنانچہ جیسا اُسے سوچا تھا وہی  
 زمانہ آیا کہ منصور مستی سے بیتاب ہو کر اس قحبہ بازار سے لپٹا اور اسے نہیں اور بان کرنا شروع کی نظم

ارادے اور ہی مطلب پہ لائے  
 کیے مستی میں باہم کچھ اشارے

مزے بوسوں کے مستی پر جو آئے  
 ہوے عریان لباس تن اتارے

جیسے ہی آمادہ بفضل بد ہوے ابو الفتح دیوار سے اسطرح کودا کہ بڑا دھماکا ہوا رنڈی چوڑا اچھا لگ  
 ہوئی کہ ادنی کوئی آتا ہی اور منصور بھی پیچھے ہٹا جلدی سے رنڈی نے دلائی اور ٹھہری اس نے بھی لنگی  
 ماندھی اور از بسکہ جوش شہوت تھا عرصہ میں اٹھکے چلا کہ جواترا ہوا اسکو سزا سے معقول دون کچھ دور بڑھا  
 تھا کہ سامنے سے ایک انسان عجیب بصورت مہیب نظر آیا فرط خوف سے ساری مستی اتر گئی جلدی سے سلام  
 کیا اس انسان عجیب صورت نے کہا کہ میں فرشتہ قدرت خداوند لقا ہوں اسوقت خداوند نے مجھ پر وحی  
 نازل کی کہ جنت سے ہماری کچھ میوہ لیکر ہمارے سپہ سالار منصور کو دے آ کہ اسکو عیاشی سے بہت شوق  
 ہے اس میوہ کے کھانے سے ہمیشہ جوان رہیگا اور قوت باہ از حد ہوگی یہ کہہ کر وہ میوہ جو ڈالی میں لگا کر لایا تھا اسکے



حوالے کیا اُسے پہلے سجدہ کیا پھر ڈالی سر پر رکھ کر نڈی کے پاس آیا اور حال کہا یہ بھی بہت خوش ہوئی اس اثنا میں فرشتے نے کہا کہ جلد اسکو کھا لو ورنہ یہ وہ جنت کا ہی یہ دنیا میں نہ رہیگا غائب ہو جائیگا یہ سنکر دونوں نے کھایا فرشتے نے ڈالی اٹھالی چلنے کا قصد کیا تھا کہ یہ دونوں ہیوش ہوئے اسنے نڈی کو تو دہین چھوڑا اور منصور کو باندھ کر اُسجا تنہائی تو تھی ہی بے اندیشہ باغ سے چلا اور چالاک پاس لایا اُسنے رنگ و عن عیاری لگا کر صورت اسکی مثل صورت امیر بنائی لباس شب خوابی پہنا کر پستارہ باندھکر دونوں روانہ ہوئے اور پچھلی رات باقی تھی کہ لشکر عیاران میں پہونچے اور ٹھہرے رہے جسدم زائد شب زندہ وار بیدار ہوا اور پستارہ گلیلم شب امیر روز کو عیار دہرنے نکالا کہ نظم

پکارے بزم والے لوح ہے	فراق شب سے چشم شمع تر ہے
نجی ہر سمت سے نوبت گجر کی	نظر آنے لگی صورت سحر کی

صبح کو پستارہ لیکر بارگاہ گلگون میں یہ دونوں آئے وہ بھی منتظر انکا بیٹھا تھا شراب صبوحی پی رہا تھا کہ انھوں نے پستارہ سامنے رکھ دیا اُسے بوجھا کسکو لائے کیا کوئی بیٹھا حمزہ کا ہاتھ آگیا انھوں نے کہا ہم سبکے باپ اور افسر خود حمزہ کو لائے ہیں بڑی شکل میں تنخانے میں گئے اور اصلی حمزہ کو لائے اسنے کہا دیکھیں تو حمزہ کیسا ہے انھوں نے پستارہ کھولا اُسنے دیکھا کہ ایک پہلوان جسکا ساٹھ آنچ کا قدر ہی نقص گردن بلند ہا لاتوی تن درشت جنگال ہیوش پڑا ہی وہی صورت ہی جس صورت کا حمزہ لایا ہوں یہ دیکھ کر اس کو متوہم تو پہلے ہی کر دیا تھا اسوقت اور زیادہ وہم ہوا کہ بیشک یہ مرد قوی الجشہ حمزہ ہے غرض کہ ایک عیار کو بلا کر حکم دیا کہ وہ صندوق جو اس بارگاہ کی دہنی جانب خیمہ میں رکھا ہوا ہے بے آعیار چلا تھا کہ چالاک نے کہا تم سے اکیلے نہ اٹھیکامین بھی آتا ہوں یہ کہہ کر ساتھ اسکے اسی خیمہ میں آیا دیکھا ایک صندوق آہنی رکھا ہے قفل برابر ان شتر کے فولاد کا بنا اس میں لگا ہوا چالاک سمجھ گیا کہ بیشک امین امیر بندہ ہیں یہ سمجھکر وہ عیار جو ساتھ آیا تھا غافل تو پاس وہ کھڑا ہی تھا حباب اُسکے منہ پر لگا یا کہ وہ ہیوش ہو گیا چالاک بیٹا عمر و کا ہوا اسکے نزدیک قفل کھول لینا کیا بات تھی اُسی نمونہ کی کلید اپنے پاس سے نکال کر قفل کھولا پڑا اٹھایا امیر کو امین ہیوش لیٹے پایا از بسکہ مرد توانا و پر قوت ہیں اسوجہ سے بے آب و دانہ اُس دو تین روز میں زندہ بچے ہیں ورنہ مر جاتے یہ دیکھکر اُسنے قتلہ رفع ہیوشی سنگھایا امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صندوق میں لیٹا ہوں از بسکہ نحیف و زار تھے اشارے سے مستفسر ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسنے نام اپنا بتا کر کہا کہ ایک عیار آپ کو پکڑ لایا ہے میں نے اُسکو دھوکا دیا ہے وہ آپ سے پوچھے تو کہیے گامین حمزہ نہیں ہوں بلکہ کچھ بات بنا دیجیے گا ہر چند کہ دروغ گوئی آپ کا شعار نہیں لیکن مصلحت امین ہے کافر سے وقت جنگ قتلہ کرنا شرع شریف میں جائز رکھا ہے امیر یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہا اُسنے پھر ہیوش کر کے صندوق بند کیا اور اس عیار کو بھی ہوشیار کیا اُسنے کہا سچ بتاؤ نے مجھے ہیوش کیوں کیا تھا میں یہ حال اپنے مالک سے



کو نکال چالاک نے اس کے سامنے ہاتھ باندھے اور کہا بھائی میری آبرو تیرے ہاتھ ہی میں صاف صاف جو حال ہی  
 کیے دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ صندوق دیکھ کر میرا ایمان ٹھکانے نہ ہاتھ جاتا تھا کہ اس میں مال بھر ہی پس تم کو ہوش  
 کر کے چاہتا تھا کہ کچھ نکال لوں صندوق جو کھولا تو ایک آدمی لیٹے دیکھا اس طرح پھر بند کر دیا عیار نے اس کا کلام  
 ایسا مصنوعی محفل برساتی تھا کہ اس کو سچ جانا اور اس نے کچھ جو اس کا لکڑا سکودیا کہ بھائی یہ تم لیلو اور میری آبرو  
 بچاؤ اپنے مالک کے روبرو یہ راز نہ کہو عیار برسرِ ترجمہ ہوا اور وعدہ کیا کہ ٹھکانا گرجو ٹونے اور چالاک کی ہوگی  
 اور صندوق مالک کے سامنے کھلنے سے تفتیش ہوگی تو میں کہہ دوں گا یہ کہ صندوق اٹھا کر سامنے گلگون کے  
 لائے اسنے واکر کے امیر کو نکالا پوچھا اسے شخص تو کون ہے امیر نے بنا بر تعلیم چالاک فرمایا کہ مجھے یہاں کون  
 لایا اور عیار بھی بڑے جھوٹے ہوتے ہیں اسنے کہا ارے سچ کہہ پہلی کیا کہتا ہے امیر نے کہا سچ یہ ہے کہ میں پہلے  
 نوشیروان بادشاہ کا نوکر تھا وہ مر گیا اسکا بیٹا فرامرز تھا کے ساتھ ہی اسکے ساتھ میں آیا تھا ایک  
 عیار نے مجھ سے کہا کہ ہم تلو روپیہ بہت سادینکے آج حمزہ بنکر اسکی جگہ پر سو رہو میں لالچ میں آ گیا یہ خیال  
 اٹھا یا کہ قید ہوا گلگون یہ حال سن کر بولا کہ اے چالاک اب تم اپنے حمزہ کو ہوشیار کرو دیکھو وہ کیا کہتا ہے  
 چالاک نے لڑکر کہا کہ کیون شامت آئی ہے بہت ہوشیاری ابھی نہیں ہوتی حمزہ شیر بیشہ شجاعت ہے  
 اسکو خداوند اپنا سپہ سالار فرماتے ہیں وہ ہزار ہزار من کی قید توڑ کر نکلتا ہے اسکو ہوشیار کر کے تم زندہ  
 بچو گے پس تمہاری بہتری کیلئے ہم جا کر پڑ لائے ہیں کہ تھیں ذلت بغیر خداوند نہوا اگر تلو کچھ شک ہے تو تم اپنے ہی گرفتار  
 کیے ہوئے حمزہ کو سامنے خداوند کے لیجاؤ ہم اپنے حمزہ کو آپ لیجا لینگے میرا صاحب آپ امتحان لینے والے  
 کون کچھ ہم آپکا دیا نہیں کھاتے شاگرد نہیں نوکر نہیں پھر کیا مطلب جو پوچھا بھی میں پڑن بقول شخصے خرد نہ بردہ  
 صفت کا درگروہ یہ کہراٹھے اور چاہا کہ ہشتارہ اٹھا کر چلین گلگون کھڑا ہو گیا کہ ہاں ہاں آپ خفانوں  
 واقعی آپ نے ذلت سے بچایا میں نے براہ امتحان یہ بات نہ کہی تھی بلکہ یوں ہی کہا تھا کہ دیکھیں وہ حمزہ کیا کہتا  
 ہے اگر سچ آپ نے کہا کہ وہ جو ہوشیار ہوگا سخت لڑائی پڑیگی یہ کہرا امیر کو کچھ زور اہنگا کر دیا اور کہا آپ جائے  
 جب لشکر خداوند میں پہونچے گا تو حال نکھیے گا امیر نے اسکے کلام کا جواب نہ دیا اور بارگاہ سے نکل کر راستہ پکڑا  
 اور اسنے بعض امیر منصور کو صندوق میں بند کیا اور خیمہ میں بھجوا دیا چالاک کی خاطر میں مصروف ہوا ایک  
 دن انکو رکھا دوسرے دن عزم سفر کیا چالاک نے کہا اب ہم بھی رخصت ہوتے ہیں اسنے کہا تم ساتھ چلنے  
 کو کہتے تھے انھوں نے کہا ہمارے چار سو عیار شاگرد ہیں ہم آپ پاس اکیلے چلے آئے تھے اب جمعیت کر کے جزیرہ  
 تمام خدمت خداوند میں اپنی جگہ پر سے آتے ہیں یقین ہے کہ آپ کے پہونچنے تک ہم بھی آجائینگے یہ کہرا دونوں دانہ  
 ہوئے اور اسنے بھی کوچ کیا لیکن امیر جو ہاں سے روانہ ہوئے تھے راہ سے نابلدھتے کوستان میں راہ بھول کر  
 میدان وسیع میں پہونچے جب اس میدان کو طے کیا ایک باغ کا دروازہ نظر آیا از بسکہ خستہ و شکستہ کئی دن  
 کے بھوکے پیاسے تھے برائے آرام باغ میں آئے دیکھا سبز فرش صندوقین ارض پر خستہ ہو کر گل بھرتا تھا و



زیب ساوہ چمن ہر شاہد بہار پر جو بن ہر بہار افزاے باغ خاطر سرین دسترن ہر سنبل کی بل گلوں پر پھیلی  
ہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہزار ہا نافہ مشک زلف عروس چمن رکھتی ہے کہ اس بات

بہار چمن اور وہ لالہ زار	نئے رنگ کی تھی وہاں کچھ بہار
نیم سحر ناز سے پھسرتی تھی	کھلی جاتی تھی شاخ میں ہر کلی
پہیسا یہ کہتا تھا پی ہے کہاں	مچاتی تھیں کو کو کا غل قمریان
گھراا برتھسا رعد کا شور تھا	روش پر ہر اک ناچتا مور تھا
زمین پر تھی سورج لکھی کی بہار	چلتی تھی برق فلک بار بار

اس باغ میں زیر غل سایہ دار فرش سحر اچھا تھا سند پراک پریزا دقا ست رشک شمشاد طبیعت میں جلا  
ناز و غمزہ میں اُس کے ہزاروں بیدار دانشو فریاد کم سن جوانی کے دن بیٹھی تھی

جبین میں بل شکن کیسو کی برسم	نظر مصروف جلا دی ہر اکدم
غضب آمیز چتون کے اشائے	بلا آئی ہوئی جس کے نظائے
لگاؤٹ کے لب و دل محو فریاد	محاذ آرزو ہر وقت برباد

سامنے اس رشک چمن کے چند نازنینان نازک بدن ساریے بجاتی تھیں اور ایک بت پر فن اس طرح ناچتی  
کہ ادا میں اسکی رقاصہ فلک کو شرماتی اور چکر میں لاتی تھیں دم رقص یہ حال تھا کہ نظم

دم رقص اُس نے ستم ڈھا دیا	اداسے زمانے کو بسمل کیا
چمک کر جو اُس بت نے توڑ الیا	دل عاشقان یکے سرسہ ہوا
ادا اسکی ہر ایک تھی پرستم	قیامت سے کچھ کم نہیں تال سم

امیر بہسا مان دیکھ کر اور طرف چستان میں چلے کہ سامنے کسوکا زنا نہ ہر عورتوں میں جانا خلافت بہت مردانہ  
ہر چنانچہ یہ تو اور سمت چلے لیکن اس نازنین مسند نشین کی نگاہ ان پر پڑی پکار کر کہا کہ اے شخص کہاں جاتا  
ہو ادھر ایک بات تیرے نفع کی ہر سنتا جا امیر یہ صدا سن کر پھریے اور قریب اُس سرمایہ نازک کے آئے  
اُس نے مرد بزرگ و وجیہ سمجھ کر تسلیم کی پھر با ادب تمام گویا ہوئی کہ میں نے اس لیے حضور کو تکلیف دی کہ  
یہ مسکن ایک دیوبعین کا ہے جو کوئی بھول کر ادھر آتا ہے وہ دیو اسکو کھا جاتا ہے میں نوکر ملک قریشیہ  
سلطان دختر صاحبقران و ملکہ آسمان پر ہی عالیہ قاف کی ہوں اور اس ملکہ موصوف نے میرے  
باپ کو ایک ملک پردہ قاف میں عنایت فرمایا ہے اور وہاں کی حکومت کرتا ہے یہ دیو مجھکو دھوکا دیکر اٹھا لایا  
ہے اور طلسم میں پھنسا لیا ہے اور خواہاں وصلت ہوتا ہے جب میں قصد اپنی ہلاکت کا کرتی ہوں اس وقت  
ناز رہتا ہے مختصر یہ کہ تم بیان سے جلد چلے جاؤ ایسا نہ کہ وہ آجائے تو مفت جان جائے امیر نے فرمایا  
کہ وہ بیدین اپنی سزا کو پہنچ گیا اللہ تعالیٰ تجھے اس بلا سے رہائی دیکام نہ گھبراؤ اور مشغول عشرت رہو



فرما کر وہین بیٹھے اور اس کے وہ شہزادی سلمان تھی اپنے کھانا تناول کیا پانی پیا بلوغ کا مہوہ تناول کیا اسودہ ہوئے پھر اس ملک سے فرمایا کہ چلو اس باغ میں سیر کریں وہ مع اُن نازنینوں کے کہ اُن سب کو دیو اسی ملک کی خدمت کیلئے اٹھا لایا ہر پہلے چلی امیر ہرست پھر نیلے ناگاہ ایک سمت کو گنبد بنا دیکھا کہ سنگ شیبے تعمیر تھا اُس گنبد کے پاس شریف لائے دروازہ اسکا دیکھا کہ ایک تخت سونیکا بچھا ہوا ہے تصویر لقا کی مکمل بجوا ہر کھڑی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لقا بیٹھا ہوا اُس تصویر کا حال شہزادی سے پوچھا اُس نے عرض کیا کہ یہ سرزمین متعلق کوہستان ہے اور یہاں کا حاکم حسام کوہی ہے یہ باغ اس کا ہے اور اُس نے یہ بتجانہ بنایا ہے دیو سے دوستی کر لی ہے کہ جب وہ بہرستش آتا ہے دیو کچھ خبر نہیں ہوتا اور دیو بھی پرستش کرتا ہے اور وہ دیو ساحر بھی ہے اس بتجانہ کی لقا کیلئے کچھ ہیر جادو کے بٹھا حایا کرتا ہے امیر نے یہ حال سنا کر لا حول و پڑھی فرمایا کہ افسوس اس لقا مرتد نے ہزاروں آدمی کیا ایک عالم کو برگشتہ کر رکھا ہے یہ فرما کر مجاہد راہ خدا تو تھے ہی بس ان جناب خلیل اللہ اپنے جد بزرگوار کے اس گنبد میں رہ گئے ہر طرف سے غل ہوا کہ لچو گھیر لے لے لے بے ادبی کیا چاہتا ہے امیر کو سبب مرنے کا لقا مرنے کے اہم عظم یاد تھا اور زبان فرمایا اور اس بت کی ایک ٹکلی پہلے توڑی اور زیادہ غل ہوا کہ اسے یہ ستم دیکھو اس ظالم نے خداوند کو مارا کہ وہ بیچا ہے نہ کچھ کہتے ہیں نہ سنتے ہیں یہ نگاہ برپا تھا کہ یکایک آدمی سیاہ آئی تمام باغ میں اندھیرا ہو گیا امیر نے اہم عظم ٹپھا وہ سیاہی موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک یو قوی الجشہ لکارتا ہوا آتا ہے امیر نے اسکو آتے دیکھا اُس تصویر کا سر بھی اٹھ اٹھا اور وہ دیو بڑے جوش و خروش سے کہتا ہوا کہ او آدم زاد سیاہ سرفید دندان بڑا غضب آئے کیا خداوند کی توڑ پھوڑ لکھاڑ پھپھاڑ شروع کر دی یہ کہہ کر قریب آیا اور ایسا افسوس کیا کہ ہزار ہا دیو پیدا ہو کر امیر پر دڑے اپنے اہم عظم ٹپھا وہ دیوانہ ہوئے غالب ہوئے اور وہ دیو چاق چادر بکڑ کر حملہ آور ہوا امیر حست کر کے زیر غل اس دیو کے آئے چاق چادر خالی گئی اُس نے نعرہ کیا کہ افسوس یہ انسان بقمہ لذیذ تھا اب پوند خاک ہو کر کر رہ گیا یہ کہہ ہی رہا تھا کہ امیر نے نعرہ اُٹھا کہ اس زور سے کیا کہ دیونا چنے لگا اور پکارا کہ ادا انسان تو بہت جنتی ہے شاید زلزلہ قاف ہے یہ کہہ کر دوڑا اور پست گیا پھر تو آپ نے بھی یہ حال کیا کہ **المعجم**

در آمد با و آن گو تا سدا ر	گرفت پرید بال او استوار
گرفت آن پرید بال گرد و لیر	کہ آ رہی گ پسلوان را بزی ر
ہین گوشت کند این زان آن ازین	ہی کل سدا از خون سرا سر زمین
سرا انجام از ان کینہ و کار زار	ہی پچید بر خود گونا مار
بز و جنگ و برداشتن تیرہ شیر	گردن بر آور د بگندہ زیر
زدش بر زمین ہجو شیر ژیان	چنان کز تن دے بردن کرد جان

جب وہ دیو زمین پر چپ ہوا آپ اُس کے سینے پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے شناخت خدا کے پاک میں اس دیو نے کہا کہ آپ اپنا نام بتائیے زمین اسلام اختیار کروں اپنے فرمایا کہ منم زلزلہ قاف حمزہ صاحبقران دیو نے کہا پر دہ قاف سے میں تیرے ڈر کے مارے پر دہ دنیا پر بھاگ کر آیا تو پر دہ دنیا پر بھی میرے لعاب میں پونچا



ابن قیسری جگر اور کونسی لاؤن جہان جاؤن جاتا میں نے کہ دین تیرا بچا ہرین سلمان ہوتا ہوں امیر اس کے سینے پر سے اترے اور کٹر طبع  
بتایا وہ دیو بہر ارادت سلمان ہوا یہ کیفیت کچھ اس شہزادی نے جانا کہ یہ باپ حضرت قریشیہ کے ہیں دوڑ کر قدم پر گری  
امیر نے تسکین و دل داری فرمائی پھر اس دیو سے فرمایا کہ اس شہزادی کے ملک سے کسکو بلانا کہ وہ اسکو لیجائے دیو نے بقسم  
عرض کیا کہ میں اسکو بآرام تمام خدمت قریشیہ میں پہنچاؤں گا اور رید اسکی لاؤں گا اپنے فرمایا کہ اچھا لیجاؤ دیو ملک  
کو سوار کر کے روانہ سمت قات ہوا اور امیر منتظر رسید بان فرد کش ہوئے اور نازنین جو باقی تھیں شرط خدمت  
بجالاتین تین روز امیر وہاں رہے تیسرے روز دیو نے لا کر نامہ سر مہر ملکہ آسمان پری اور عرضی قریشیہ کی دی  
لکھا تھا کہ زبانی دیو کے حال خیریت مزاج معلوم ہوا اور ملکہ سمیٹ پر پی بآرام یہاں پہنچی امیر نے وہ عرضی دنا  
پڑھ کر ان عورتوں سے فرمایا کہ تم اپنے شہر و دیار کا پتہ بتاؤ کہ بھیج دیا جائے از سبکہ وہ سب پردہ دنیا کی رہنے والیاں  
تھی جہان جہان کا پتہ بتایا دیو ایک ہی دن میں سبکو پہنچا آ یا بعد ان فراغ امیر بھی روانہ ہوئے دیو کو نامہ ہنام  
ملکہ آسمان پری لکھ دیا بعد خیریت کے لکھا کہ اس دیو کو جاگیر عنایت کرنا عرض نہ کہ دیو کو ادھر گیا اور امیر نے اس  
باغ میں جو جواشا جواہر کے تھے مال کا فرمچہ کے لیے اور تصویر لقا بھی لیکر روانہ ہوئے جیسے ہی سرحد باغ سے  
نکل کر دشت میں پہنچے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہے آگے لشکر کے بعدہ افسری ایک کوہی دراز قد بدست شکار  
کھیلتا آتا ہے باز دار قراول ہیلیے ساتھ میں امیر سامنے ڈٹ کر کھڑے ہوئے اور اس کوہی نے جو تصویر لقا کی ٹکڑے  
ٹکڑے کی ہوئی ہاتھ میں دیکھی پکارا کہ اے اہل دوست تو نے یہ کیا کیا کہ میرے پیارے خداوند کو ٹکڑے کر ڈالا  
یہ کہم فوج کو محاصرہ کا حکم دیا پھر تو نظر

ہوئے تیار مردان دلاور	بہ شکل ابر ترانہ ادہ لشکر
صدا دینے لگے کڑکیت ہر سو	ہما در جم گئے پسلو پسلو
صفین تیار سر تیغون کے عریان	اہل حاضر مگر سردر گر بیان
صدا دی کو س جنگی نے جو یکبار	ہوئے سردار لشکر سب خبر دا

امیر نے بھی تیغ تیز نیام انتقام سے کھینچی اور غور سے دیکھا کہ یہ سردار لشکر حسام کوہی مالک اس سر زمین کا  
ہی اور اسکو اپنی سپہ گری پر بڑا غرہ ہے جب اس نے نام امیر سے معلوم کیا کہ حمزہ ہی ہیں جسے اپنا نمونہ میر سے دیکھ کر  
اور خیال کر کے کہ یہاں اکیلے ہیں کیا کر لینے معلوم ہوتا ہے یہ سردار اور عیار و کھے بھروسے پر لڑتے ہیں تو انکو زندہ گرفتار  
کرے یہ سوچ کر فوج کے افسر و فتنے کہ تمام گھیرے رہو حملہ نکر وین گرفتار کیے لیتا ہوں یہ کہم گھوڑے سے کود کر سامنے  
آیا اور امیر سے کہا آپ پیدل میں اور اکیلے ہیں پس میں بھی اکیلا اور پیدل ہی لڑوں گا اپنے فرمایا جس طرح تیرا جی چاہے  
اسے درجہ تو موقوف رکھے مگر آبادہ بکشتی ہوا اور ٹھاٹھ بدلا مقابل آیا ہاتھ سے ہاتھ ملا یا کشتی بصد درشتی شروع  
ہوئی امیر نے بعد و چار زور اس کے روکنے کے مگر بند میں ہاتھ دیکر لشکر اکھڑا اور سر سے بلند کیا اسکو پڑی حیرت ہوئی  
کہ بہت جلد بھرا ایسے ہلو ان کو اسنے اٹھا لیا غرض کہ بہت نادم ہو کر پکارا کہ اے شہریار! مان دیجیے اپنے فرمایا بشرط



ایمان لانے کے ایمان ملیگی اس نے اقرار کیا اپنے زمین پر رکھ دیا اور کلمہ بتایا وہ کلمہ پڑھ کر زمین کینہ رکھ کر طوطے کی طرح اقرار اسلام بظاہر کر کے سلمان ہوا اور سب فسران لشکر کو بلا کر قدم اقدس صاحبقرانی پر گرا دیا پھر ہوا دار پر سوار کر کے بجاہ و چشم تمام اپنے قلعہ میں لے جلا یہاں تک کہ بعد قطع مسافت راہ دامن کوہ میں ایک قلعہ فلک فرسا بنا دیکھا سامان حرب سے آراستہ دیکھا بر سبیل اختصار یہ کہ در قلعہ دا ہوا امیر داخل قلعہ ہوئے شہر آباد رعیت و شاد پائی راستہ پختہ سر زمین ہموار دکانیں بچین عمدہ بازار نظم

زمین شفات رستہ جا بجا صاف دکانیں وا ہوئیں اسباب نکلے زمر د لعل نیلم عمدہ الماس خریدار آتے ہر جانب سے مشتاق	نگاہوں کو میرا لطف اطراف کھلے ڈبے دزیا یاب نکلے گرہ سے کھل کے آتے جو ہری پاس تماشہ گاہ تھکا دامن آفاق
---	--

امیر میر دیکھتے ہمراہ اُس کے دارا امارۃ شاہی میں تشریف لائے اُس نے عرض کیا کہ تخت میرا حاضر ہی بیٹھیے امیر نے فرمایا تخت نشینی کی ہوس سے بری ہوں خدا میرے تاجدار بادشاہ اسلام کو سلامت رکھے تم تخت پر بیٹھو خراج میں چند ہینہ لے کر زمین خدمت شاہ میں بھیج دینا یہ کہہ کر آپ دنگل پر بیٹھے اور سب سرداران کو ہی کرستی گری پایہ پایہ جاگزیں ہوئے حسام بسان چاکر کتر خدمت گزار میں حاضر تھا رباب نشاط کو طلب کیا طعام عمدہ کی تیاری کی یہ خاطر داری کی کہ نظر

وہ خوشبوئیں کہ جی لوٹے بشر کا طعام عمدہ کی تیار یان کین صد اطلوں کی پہونچی آسمان تک پھراتے میں لے آیا بادہ و جام کہ آپیارے ملا یہ جام لب سے	رہے باقی نہ مطلق ہوش سر کا دکھایا ناچ دل کو راحتین دین غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک پکارے ساقیان سیم اندام ذرا ہمان کو ٹھنڈھا کر غضب سے
---	---

جب سامنے امیر کے جام آیا اپنے فرمایا کہ میں شراب نہیں پیتا ہوں بان اگر مارا اللحم ہوتا تو تم سب کا اُسے پیکر ہم شہر ہوتا حسام نے یہ کلمہ سنکر اس وقت مارا اللحم تیار کر لیا اور آئین بہوشی ملا کر سامنے لایا امیر صاف دل میں وہ کلمہ پڑھ چکا تھا حکم شرح ظاہر یہی پس ہے دسواں مارا اللحم نوش فرمانے لگے جب دچار پیالے پیے کنپٹیاں لپکنے لگیں سمجھے کہ اسے دغا کی جا ہا کہ اٹھ کر ہوا کھاؤں اور تدبیر وقع بہوشی کروں لیکن جیسے ہی اٹھے بہوش ہو کر گرے اُسے تمام افسردہ سے کہا کہ اس وقت میں نے مصلحت اسلام اختیار کیا تھا سپاہ گری کے چھتیس دن میں دشمن پر قابو پانے سے مطلب یہ تم بھی دین بقا بہت ہی نہ ترک کرو سردار اُس کے بعض خوش ہوئے اور بعض ناخوش ہوئے کہ دغا کرنا اچھا نہیں جو کیا وہ کیا لیکن ناخوشی انکی کچھ کام نہ آئی خاموش ہو رہے اور حسام نے آہنگر بلا کر قید سخت میں مبتلا کر کے امیر کو زندان میں بھیجا پھر لشکر کو اپنے تیلہ کرایا چالیس ہزار کو ہی دیو صورت مسلح و مکمل ہوا اُسے قلعہ ایک اپنے عزیز کے



سپر و کر کے آپ گر گرن مست پر سوار ہو کر اور امیر کو عزا دہ پر ٹھاکنچشم و خدم جانب قلعه عقیق کوہ براسے استعانت خداوند  
قلعہ سے کوچ کیا کہ بموجب نظم

نشست از بتازی اسپ سمند پس پشت اوسی ہزار از پیلان ہمہ برگرفتند یکسر خروش غریوان و جویشان چو شیر ثریان ہمی رفت در دشت چون ہلست	ہین تاخت ترسان ز بیم گزند سواران جنگی و سنگی دلاں زمین پر خروش و ہوا پرز جوش کمانے بساز و کمر بر میان یکے گرز ہ گاو پیکر بدست
--	---

جب قلعہ سے دو منزل پر جا کر مقام کیا ہنوز لشکر آسودہ ہوا تھا کہ صحر اکیطرف سے گرد اڑی اور ایک لشکر کو ہونکا  
ساتھ ہزار سوار سے پیدا ہوا اسنے ہلکارے بہر خبر روانہ کیے معلوم ہوا کہ سرسہ کوہی پہلوان دوران رستم سرزمین  
کوہستان بہر مدد خداوند جاتے ہیں یہ خبر سنکر اسنے چند سردار اپنے ساتھ لیے اور استقبال جا کر کیا سرسہ کوہی بھی  
گینڈے پر سے اتراد و نون بجلگیر ہوئے دونوں لشکر ایک مقام پر اترے اور دونوں بادشاہ ایک ہی بارگاہین  
اگر آرام پذیر ہوئے جام گلگون کا در ہوا مزاج کا عالم ہی اور ہوا حالت نشہ میں حسام نے کہا کہ اب مجھ سے بھکر  
کون ہوگا میں نے حمزہ کو گرفتار کیا ہے سرسہ کوہی کو اسکی لات زنی بڑی معلوم ہوئی لیکن مرد شجاع ہی اور صاحب  
ظہر ہی تحمل کر گیا کہا بھائی تم ایسے ہی بہادر ہو حسام نے کہا یحییٰ کچھ شک بھی ہے اگر شک ہو تو میں حمزہ کو  
بلا کر دکھاؤں اُسنے کہا شک کیا ہے لیکن مجھے بیشک حمزہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہے اچھا کل وقت کوچ سامنے بلانا  
یہ کہ مصروف راحت ہوا جسوقت شاہ کوہ خاور کوہستان سے نکلے عازم سفر نازل افلاک ہوا کہ بیت نمود  
صبح نے جلوے دکھائے + نگاہوں نے نئے سامان پائے + صبح کو دونوں بادشاہ اٹھے جام صبحی پیے ارادہ سفر  
کیا ہنوز طبل سفر کے بجنے کا حکم نہ دیا تھا کہ سرسہ نے کہا بھائی صاحب حمزہ کو سامنے بلو ایسے حسام نے زمان بان  
کو حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ مجروح حکم بہت سے سوار با شمشیر پہنہ ہمراہ گرد حفاظت کنان سردار عالی شان بچہ بین  
مسلل با قید گران سامنے آئے اور ہنار دستور اہل اسلام پکارے کہ سلام میرا سپر اس انجمن میں ہے جو اشتیاق  
کو واحد اور اُسکے پیہر کے دین میں کو سچا جانتا ہو سرسہ نے نہیب شکر کہا کہ کیون حمزہ سی جلگنی گمرسی کا بل  
نہیں جلا مجھو ایسے پہلوان کا ذرا ادب بھیان تسلیم نہ آداب یہ نعرہ مارا نام خدا سے نادیہ میرے رو بر ولیا کہ  
نے ارشاد فرمایا کہ میں نامرد و بکار عب نہیں مانتا بلکہ انکو بڑے بھی کتر جانتا ہوں اسنے یہ کلام سنکر کہا کہ کہوں  
تجھ کو کیا بہ مردانگی میرے بھائی نے نہیں زیر کیا امیر نے فرمایا کہ مردانگی کا حال اُسکی اُسکے سردار اور وہ خود جانتا  
ہے اسی سے پوچھ لے اُسنے حسام کی طرف دیکھا اور سردار و نسے حال پوچھا انھوں نے سب کیفیت گذشتہ بیان  
کی اُسنے حسام سے کہا کہ اسی منہ پر کل یہ لات زنی تھی تو نے او بیچیا نام سارے کو ہو بھکا بھڑنا مردی میں ڈوب دیا  
آبرو دکھدی یہ کہکر گویا ہوا کہ امیر اگر کوئی آپکو مردی زیر کر گیا تو اطاعت کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ زندگی میرا سکی



اطاعت کرونگا یہ سکر وہ اٹھا کہ قید جسم امیر پر سے دور کرادے امیر نے کہا کہ اگر وقت رہائی قریب آیا ہے تو کچھ تیری ضرورت نہیں ہے مگر خانہ زور میں آکر چرخ مارا اور پکڑ کر ٹھکڑی بیڑی بسان مارا عنکبوت توڑ کر پھینکی ہرمت سے احسنت کی صدا بلند ہوئی حسام نے کہا اسے سرمہ نم نے اچھانہ کیا جو اس آفت کو رہا کیا اب بھی از روے بلوہ کے اسکو گرفتار کر دے کہتا تو جھک مارتا ہی مجھے بھی تو نے اپنی طرح بودا مقرر کیا ہے اور معجزت خبردار مجھے ایسا کلام نکرنا یہ کہ حکم دیا کہ دو مرکب حاضر ہوں اور امیر کے اسلحہ حاضر ہوں پھر آپ ہی کہا کہ اچھا اکھاڑہ درست ہو میں زور آزمائی کرونگا بنا بر حکم ملازم عمل میں لائے اکھاڑہ درست ہوا وہ ننگوٹ کھینچ کر اکھاڑے میں کودا خم بجا یا امیر بھی کودے اور باہم سرگرم تلاش ہوئے ٹکڑے لگی داؤن بیچ توڑ جوڑ ہونے لگے اس کشتی میں حسام نے یہ چالاکی کی کہ کچھ فوج تیار کر کے اور افسران چند سے مشورہ کیا کہ یہ فوج نے کر تم آگے بڑھ جاؤ میں بھی آتا ہوں نصف لشکر سے زیادہ افسر لیکر کوچ کر گئے یہ سیر کشتی دیکھا کیا اور ریلیا پلے کشمکش کے سواے از بسکہ امیر کو عجلت منظور تھی دو بہر تک لڑ کر صاحب قرانی زور اس پر کیا وہ زور بغیر تائید رہائی نہیں حریت تاب اسکی نہ لاسکا اپنے اٹھا کر دیار اکہ چار دن شانے جت گرا دوڑ کر آپ سینہ پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ حالاد رشتا حقن پروردگار عالم چہ سیکوئی اُسے عرض کیا کہ تازندہ ایم بندہ ایم امیر سینے پر سے اترے اُسے اٹھ کر سر قدم پر رکھا اپنے گلے سے لگایا اور کلہ بتایا سرمہ کو ہی کلہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا اس ہنگامہ میں کہ امیر اُس کے سینہ پر سوار تھے حسام گھوڑا لڑکھٹکایا فوج جو آگے بھیج چکا تھا اُس میں شامل ہو کر جانب عقیق کو وہ چلا سرمہ کو ہی نے تمام فوج کو مسلمان کیا اور باقی ماندہ حسام کا لشکر بھی شریک ہوا ایک دن آسودہ ہو کر اخون نے بھی کوچ کیا امیر با فوج کثیر نصیر جاہ و جلال روانہ ہوئے لیکن ان سے پہلے حسام قریب قلعہ عقیق پہنچا لقلعہ کو ہی بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر لیکے لشکر اسکا بیرون قلعہ اترا وہ خود قلعہ میں گیا خداوند کو سجدہ کیا خلعت ملا دنگل پر بیٹھا اور حال کہا کہ میں اس طرح حمزہ کو لایا تھا لیکن یہ افتاد ہوئی اور رہا ہو گیا یہ تو بیان حال کرتا تھا اور اسکے قبل خبر پہنچ چکی تھی کہ منصور زاع چشم باغ میں رنڈی پاس تھے رنڈی رہ گئی وہ غائب ہو گئے لقلعہ سے سب نے پوچھا تھا کہ خداوند تبارک اسکو کون لیکیا ہے لقلعہ کہا کہ خداوند جانتے ہیں لیکن تبارک نے نہیں ہمارا پنجہ قدرت اسکو ہماری بہشت میں چھوڑ آیا ہے اس کلام سے ہر ایک شوش تھا کہ اول حسام آکر پہنچا دو بارہ خبر آئی کہ گلگون عیار بادشاہ قلعہ گلگونہ کوہ آیا ہے خداوند نے اسکا بھی استقبال کرایا لشکر اسکا بھی بیرون قلعہ اترا وہ خود سامنے خداوند کے آیا زردی سجدہ کیا خلعت عنایت ہو اُٹھا اس میں خداوند نے حکم دیا کہ آخر بہر مقابلہ لشکر اسلام یہ سب بندے میرے آئے ہیں پس بیرون قلعہ چلنا پڑیگا متا سب ہے کہ ابھی چلنا چاہیے یہ حکم سکر خیمہ دخر گاہ بارگاہ حبشہ خداوندی سب سامان میدان میں فراہم ہوا جب بارگاہ نصب ہو چکی خداوند مع لشکر کو میان قلعہ سے نکل کر داخل بارگاہ ہوا یہ خبر لشکر اسلام میں پہنچی وہاں چالاک ابو الفتح آچکے تھے اخون نے بھی صلاح کی کہ حسب وعدہ بلکوی چلنا لازم ہو دیکھیں وہاں کیا دل لگی ہوتی ہے یہ صلاح کر کے دو دو سو عیار دونوں نے اپنے ساتھ لیے



اور آپ اسی صورت پر مکار و غدار کی بنکر عیار و نکی شکلیں بدلوا دین ایک خیمہ بھی اپنے ہمراہ لیا پہلے شکر نے ٹکڑے  
صحران آئے پھر وہاں سے شکر لقا میں پہونچے اسے خبر سنکر لوگ ہر استقبال بھیجے ایک لشکر بھی قریب افواج  
کو پہنچا اترایہ دونوں سامنے خداوند کے گئے ہمارے دستور کے نذر دی تسلیم کی سجدہ نہ کیا لقا سمجھا کہ یہ کوئی اور  
دین رکھتے ہیں پونے دو سو خداؤں کو نہیں مانتے ہیں یہ سمجھ کر بحیرت تمام انکی طرف دیکھنے لگا یہ اسکی نگاہ پہنچان گئے  
کہ سجدہ کیلئے ناراض ہی بس اپنی جگہ سے اٹھ کر سامنے آئے اور دست بستہ عرض کیا کہ یا خداوند ہم نرے سپاہی و  
عیار ہی نہیں ہیں بلکہ آپکے دین کے عالم ہیں وہ کتاب میں جو آپ معرفت اپنے پیغمبر و نیک ہم بندوں پاس بھیجیں وہ  
سب ہمیں یاد ہیں چنانچہ ہر جگہ اس کتاب میں آپکے فرمایا ہر کہ جو کام مسلمان کرتے ہیں وہ میرے بندے ہرگز نہ کریں  
مسلمان غسل کر کے اور وضو کر کے اپنے خدا کو یاد کرتے ہیں میرے بندے بحالت نجاست مجکو یاد کریں جب کبھی عین  
ہونگے اور سجدہ کریں گے تو میں قبول کرونگا پس ہم سفر میں تھے نوبت بفعل بد نہیں پہونچی اسوقت تک پاک ہیں اسلئے  
سجدہ نہیں کیا لقا نے کہا اے بندگان قدرت یہ راز دقیق اب اور زیادہ بیان نہ کرو واقعی تم میرے دین کے  
بہت بڑے عالم ہو غرض کہ یہ باتیں زبان خداوند سے شکر سب اہل دربار اٹھے اور مکار و غدار کے دست و پا  
کو بوسہ دیا کہ آپ ہمارے رہنما ہیں خداوند نے بھی حکم دیا کہ جسکو سوال دین لقا پرستی تحقیق کرنا ہوں وہ انکے  
پاس جا کر پوچھا کرے سب تو معتقد ہوئے لیکن بختیار رک گھبرا یا کہ یہ معلوم ہوتا ہے کوئی عیار ان اہل اسلام سے  
ہیں جو بولج ہمارے دین کی کرتے ہیں چاہتا تھا کہ کچھ کہے مگر گلگون نے یہ ذکر چھپڑ دیا کہ خداوند میں حمزہ کو قید کر لایا  
ہوں اُسے قتل کیجیے حکم ہوا کہ منگالودہ اٹھے اور صندوق اٹھو کر لائے پڑا دیا منصور کو نکالا بختیار رک نے دیکھا  
کہا یہ حمزہ نہیں ہر اتنے بڑے اعضا کہ ان گلگون نے کہا وہاں میں اصلی حمزہ کو بڑی مشکل سے محل کے اندر سے چرا  
لا لایا ہوں بختیار رک نے کہا اصلی اور نقلی کیسا اُسے جواب دیا کہ عیار حمزہ روز نبا کر سلا یا کرتے ہیں اور اصلی کو  
چھپا دیتے ہیں یہ کہار سب باہر اچھو چالاک نے بتلادیا تھا بیان کیا بختیار رک خوب ہنسا اور کہا کسی مرشد  
نے خوب پٹی پڑھائی واقعی تم اصلی حمزہ کو لائے ہو یہ کہار ناچنے لگا عیار بہت نادام ہو کر بغضب بولا کہ اوشیطان  
تجھے سوائے مسخر اپن کرنیکے اور کچھ نہیں آتا ہوشیطان نے کہا مجھے تو کیا آتا ہے لیکن تمہیں کسی نے ضرور سزا دینا یا سچ  
کہو راہ میں کون ملا تھا اسنے سب حکایت گذشتہ اپنا طرار بنکر حمزہ کو لانا راہ میں دو عیار دیکھا ملتا بیان کو  
مکار کی طرف اشارہ کیا کہ یہ بے تھے اور بختیار رک نے کہا ہم تو پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ مرشد کامل ہیں یہ  
سننا تھا کہ چالاک و ابو الفتح مسجھل کر کھڑے ہوئے اور بختیار رک نے بخوبی انکو پہچان کر سلام کیا اس اثنا  
میں منصور کو ہوا لگنے لگی ہوش آگیا پکارا کہ یا خداوند میری کیا خطا ہے جو گرفتار کیا ہے ہم منصور کو ہی اُسکا  
نعرہ سنکر حسام نے کہا حمزہ تو مجھے ملا تھا اور بتخانہ تباہ کر کے قید ہوا پھر سرسہ کو ہی نے چھڑا دیا جب اُسنے سب  
کیفیت بیان کی لقا نے گلگون کی طرف دیکھا اسکو یقین ہوا کہ میں نے دھوکا کھایا بغضب تمام نیچے بکڑ کر چالاک  
پر ڈوڑا ابو الفتح نے پشت پر سے نعرہ کر کے ایک عھول ماری اُدھر چالاک نے نعرہ کیا اور اسکا نیچہ خالی دینے کو



پچھلے پاؤں اڑ گیا اتفاق سے اس پتھر پر پاؤں اُسکے پڑے جو دربار گاہ پر آستانہ بنائے ہیں یہ دستور ہے کہ بادشاہوں کی بارگاہ کے در پر سنگ نہایت چکنا اور صاف لگایا جاتا ہے اور بعض ملازم بارگاہ اُسی پتھر کو بوسہ دیتے ہیں چنانچہ اس سنگ پر جو پاؤں پڑے پھسل کر گرا عیار ان گلگون ہزار ہا ٹوٹ پڑے صد ہا کمندین پُر گنبد چالاک نے ہر حید چاہا کہ ٹوٹ مار کر اور حلقہ ہائے کند کو کاٹ کر کھل جائے مگر نہوا آخر پکڑ لیا گیا مگر ابو الفتح اس ہنگامہ میں جست کو کے نکل گیا اور غلغلہ مچا ہوا انکے ساتھ جو چار سو عیار آئے تھے وہ بھی کوئی کدھر سے کوئی کیسی طرف سے سب نکل گئے بارگاہ میں منصور کے ہاتھ پاؤں بٹھو دھلا یا صورت نکل آئی گلگون بہت محبوب ہوا اور چالاک کو قتل کرنا چاہا اس وقت تختیار ک سوچا کہ اگر تیرے سامنے بیٹا عمرو کا مار گیا تو عیار تجھ کو زندہ نہ چھوڑینگے تجھے لازم ہے کہ یہاں سے ملجایا یہ سمجھ کر اس عیار سے کہا کہ ٹھہر جاؤ یہاں سے میں جالون تو قتل کرنا وہ تامل پذیر ہوا اور یہ بارگاہ سے نکل کر اپنے خچر پر سوار ہو کے جانب خمیہ سکونت خود چلا اور ادھر جو سب عیار بھاگ کر علیحدہ ہوئے انہیں سے قاسم تنگ اعادی کہ قوم عار سے ہے اور عمر معدی کہ رب جو دیو سے بھی زیادہ قد قامت رکھتے ہیں انکا عیار ہے اور یہی ایسا عیار ہے جو ایسے حسین ہلوان قوم عاد کا پشتارہ اٹھاتا ہے اس عیار کو ابو الفتح نے حکم دیا کہ جلد دیو کی صورت بنے اور آپ بہت مشابہہ عمر و کی صورت سے کیلئے کہ بھانجا انکا ہوس آپ صورت بعینہ خواجہ عمر و کی ایسی بناؤ دھر قاسم عیار دیو بنکر تیار ہوا سر پر سنگ لگائے پر لگائے دم لگائی چہرہ زیب منہ پر چڑھایا ایک ہونٹھ تا گچشم پہنچا ہوا دوسرا سینہ تک لٹکا ہوا ذخیر آہنی کمر سے لپیٹی جب یہ شکل نیچکا دو پر اپنے شانزہ لگا کر ابو الفتح کو کاندھے پر سوار کیا اور اس سمت سے کہ جدھر سے خمیہ تختیار ک قریب تر ہو صحرا میں جا کر جست دس دس گز کی کرتا ہوا جیسے کوئی اڑتا ہے خمیہ شیطان میں آکر گرا وہ خمیہ میں آچکا تھا خواجہ کو گردن دیو پر سوار دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور بہت جلد صند و قچہ ہائے چند جو اوپر زرد جواہر کے دھڑے تھے اٹھا کر نذر پا پڑے عرض رہا ہوا کہ زہے سعادت میرے کہ قدم سعادت لزوم کی زیارت نصیب ہوئی آنکھیں دیدار کو ترستی بھین آج کدھر سجدہ شکر کروں جو میری آرزو تھی وہ پوری ہوئی عمر و نقلی خچر کچھ کر کو دا اور اس پر جلا دہ جلدی سے لیٹ گیا آنکھیں بند کر لین کلمہ پڑھنے لگا گڑ گڑا کر یہی کہتا تھا کہ کوئی صورت بھی میرے بچنے کی ہے خواجہ نقلی نے کہا حرامزادے بیٹا ہمارا مارا جائے اور تو زندہ بچے اسنے عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں بھلا میری زندگی میں کوئی انہیں مار سکتا ہے خواجہ نقلی نے کہا کیا کہوں اگر حکم حمزہ دیو سے کام زرم کا لینے کیلئے یہ ہوتا تو اس عیار کو دیو سے کھلو الیتا خیریت اس میں ہے کہ جلد میرے فرزند کو رہا کر دے تختیار ک جلدی اٹھا اور پکارا تاجلا کہ خبردار نہ مارتا نہ مارتا نہ مارنا شکریوں نے بیتا بانہ پکارنا سنکر رقتا سے طلاع کی گلگون تلوار لگایا ہی چاہتا تھا کہ خیر سنکر کا اُدھر شیطان جو جانب بارگاہ چلا خواجہ نقلی بھی ساتھ ہوئے راہ میں اسنے پوچھا کہ کیوں کیا طسم فتح ہو گیا جو آپ تشریف لائے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ میں ہیتہ دوہینہ وہاں رہتا ہوں اور دودن کے لیے خبرا لینے لشکر اسلام کی آتا ہوں دیوان طسم قبضہ میں آگئے ہیں وہ لیجا یا اور لے آیا کرتے ہیں اگر تلو شک ہو تو دیو کہے جو الہ کروں شیطان کی روح نکال گئی کہا میں نے جھک راجو حال پوچھا یہ کتا ہوا بارگاہ میں بدحواس آیا کہ خبردار مارتا نہیں



وہ آگے لقلانے کہا اے یہودہ کیا بکتا تھا ہر بھی تو کہ گیا تھا کہ قتل کرنا بھی یہ بکتا ہی کون آگے اسنے کہا ان باتوں کو جانید و جان ہی تو بہان ہی قید کاٹ دو گلگون نے کہا میں تو نہ مانو گا یہ کہ قتل کرنے بڑھا بختیار ک دوڑ کر چالاک پر گرا کہ ہاے میرا بھائی میں اپنی جان دوں گا مجھے کون قتل کرتا ہی گلگون اس ماجرے سے ناچار ہوا اور چالاک کو چھوڑ دیا جب وہ چھوٹا ابو الفتح جو ساتھ آیا تھا اسنے غرہ کیا گلگون پھر غمچہ بکپکے دوڑا اگر اب انکو کب پاتا ہی دونوں بست کر کے بکھلے گلگون نے کہا ملک جی تنے انکو ہاتھ سے کھویا اسنے کہا خیر گذری در نہ بڑی آنت تھی میں تو سمجھا تھا کہ وہ آگے مگر نہیں وہ نہ تھے اُسے پوچھا کہ یہ وہ آگے تم کسکو کہتے ہو اسنے جواب دیا کہ بس بات کو بہت تک رکھو زیادہ نہ پوچھو نہیں اور آفت آئیگی اور گلگون نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عیار یہاں بلاے ردگار میں مگر میں سبکو باندھ لاؤں گا اب تم میرے مقدمہ میں دخل نہ دنیا یہ کہ مکر مصروف عشرت ہوا دھر ملا زمان بادشاہ اسلام جو ملک بہا کر لینے چلے گئے وہاں آئے کہ جہاں بلغ سر لگا تھا اب جو دیکھا کہ اس باغ اور ملک مذکور کا بھی پتہ نہیں مایوس ہو کر پھر گئے بادشاہ سے جا کر عرض کیا کہ اب وہاں باغ نہیں اور نہ وہ ساحرہ ہی بادشاہ خاموش ہو رہے لیکن یہاں بلغ سر لگا کر بعد فراغت رہائی سرداران حرا پناٹا کر جانب کوہ عقیق گئی اسلئے کہ کوئی عیار یا سردار شکر اسلام ادھر سے نکلے تو اپنا آنا کہلا بھیجوں بادشاہ اسلامیان نکلیں تو دیکھ لوں دل سینہ میں طپان لب پر جوش عشق سے فغان آنکھیں چارست نگران دیدار محبوب کی جو یان سر کوہ پر فر باد و رکھڑی ہوئی اور تلاش شیریں دہن کرنے لگی قضاے کار ایک ساحر گوہر جادو نام کہ اس حوالی میں طلم سے آکر رہا تھا اسطرت آکھلا اور اُسے اس ملک بلارہ غرق بہر محبت کو حیران استادہ پایا از بسکہ وہ رہنے والا طلم کا تھا ملک کو بخوبی پہچانتا تھا شناخت کر کے قریب آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کہاں کیسی کھڑی ہیں ملک کو اس سے کیا خوف تھا ایسے دیسے ساحر کی حقیقت یہ نہ جانتی تھی اسکے پوچھنے سے گویا ہوئی کہ میں شریک اہل اسلام ہو گئی ہوں یہاں بہر ملازمت شاہ اسلام آئی ہوں تو بتا کہ کون ہی اُسے اپنا نام بتایا اور کہا میں رہنے والا طلم کا ہوں اسطرت آیا تھا اب وہاں کی اچھی معلوم دی ہیں سکونت اختیار کی درہ طلم کی حفاظت بھی کرتا ہوں اور شاہ طلم سے تنخواہ پاتا ہوں مکان میرا قریب ہی ملک کے فرمایا کہ اب تجھکو لازم ہے کہ اطاعت اہل اسلام کر جو تنخواہ وہاں سے ملتی ہے اس سے دونی تجھکو ہماری سرکار سے ملے گی یہ کلام ہدایت نظام سکر وہ اپنے دلمین سوچا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اگر انکار کرتا ہوں مار ڈالیگی لازم ہے کہ اسکو مار سے گرفتار کروں یہ تجویز کر کے عرض رہا ہوا کہ فرمانا آپکا قبول کرتا میری سعادت کو میں ہی مگر اس شرط سے کہ آپ غریب خانہ پر شرف لیلین اور نان خشک نوش فرمائیں عزت افزائی غلام کی ہو تو ارشاد والا کی تعمیل بسر و چشم کروں یہ سکر بہا رسوچی کہ یہ ساحر مطیع اسلام ہوتا ہی کیا انقصان ہے جو ساتھ لٹھ بھر کے لیے چلی جاوے سوچکر ہنسی اور کہالے بھائی جو میری خوشی ہی تو چل میں چلتی ہوں وہ ساحر بہت خوش ہوا اور ملک کو لیکر درہ کوہ سے گذرا ایک صحرائیں لایا لب جو بہار اسکا قصر العیشاں اور باغ دستان بنا تھا اندر باغ کے داخل ہوا وہ گلزار سر اپا بہار تھا رشک لالہ زار تھا دنیا کے رنگ و بوٹے بزرگ نگار خانہ مانی لاثانی کچھے تھے نہروں جاری



فور سے چھوٹے تھے بارہوی میں نرش کلفت پر بند بھی تھی صفائیں چادر ماہ کو شرماتی تھی ملکہ کو دہان لاکر بٹھایا چند ملازم جو حاضر تھے  
 افسے اشارہ کیا وہ کشتیان شراب کی لائے اُسے جام بھر کر سامنے ملکہ کے رکھا ملکہ نے فرمایا کہ اب تم ایسا وعدہ کرو یعنی طاعت  
 اسلام کا دم بھرو تو میں شراب پیوں اسے براہ کاری قسین بہت سی کھائیں اور مطیع اسلام ہوا ملکہ نے بیاد بادشاہ اسلام جام  
 سے بیک جرعه در کشید کیا اسے دو ایک جام تو سائے دیے پھر بیہوشی ملا کر جام دیا اس سست سے الفت نے کچھ تکرار نہ کی  
 بی گئی نشہ بیہوشی کا و فور ہوا ایک پر سر رکھ کر بیہوش ہو گئی اسکے حسن و جمال پر مفتون تھا قاصد ہوا کہ حالت بیہوشی میں شیشہ عصمت  
 سنگ ظلم سے توڑے بیجائی سے منجھ نہ موڑے لیکن حق تعالیٰ جس کو بچائے اس کو کون بے آبرو کر سکے اس مفسد کو خیال آیا کہ یہ  
 معشوقہ شاہ ظلم ہے سب باد اسکے پاس جا کر بدل اسکا منظور کرے اور میرا حال کہے تو جان بچنا مشکل ہو اور علاوہ اسکے خود  
 زبردست صاحب ملک و لشکر ہے نہیں معلوم بعد کو کیا حال کرے پس لازم ہوا کہ اس کو بادشاہ ظلم کے پاس لیجیوں اور اس سے  
 مانگوں پھر خیال کیا کہ شاہ ظلم اسکا عاشق ہو وہ مجھے ندیگا اور وہ بھی اسکے محبت کا شاد و ہنسنا زک سخت صعب بہت پڑے گی  
 شکر یان اسلام چھین لینے اس سے مناسب ہے کہ خداوند پاس لیجاؤں وہ قریب بھی ہیں ورنے بھی دینگے اور انکے دینے سے  
 بادشاہ ظلم بھی کچھ نہ کر سکیگا یہ سمجھ کر ملکہ کو بحر میں خوب ساحر کر کے کاندھے پر لاد کر بزور سحر اڑا اور ایک ہی سناٹے میں قریب قلعہ  
 عقیق پہنچا یہاں بارگاہ سے عیار بھاگ کر گئے ہیں انھیں کا ذکر ہو رہا تھا کہ علامت سحر برپا ہوئی اور یہ آکر بارگاہ میں پہنچا  
 سب نے دیکھا کہ ایک ساحر ہمارے کولافے لاتا، غرض ملکہ اُسے ملکہ کو سامنے ڈال دیا اور خداوند کو سجدہ کیا پھر دست ادب باندھ کر  
 تمام کیفیت معرض بیان میں لایا لقا نے کہا اے بندہ قدرت تو نے بڑا کام کیا ہے جو اس کو گرفتار کر لایا اسنے عرض کیا کہ اسیدوار ہو  
 یہ بھی کو مرحمت ہو لقا چاہتا تھا کہ کہے بہنے تھے دیا لیکن بختیارک بولا کہ یا خداوند یہ وہی باغیہ ہے جس نے باغ سحر کا یا تھا اہل  
 اُس کو جالت بیہوشی قتل فرمائیے اور اس ساحر کو کوئی جو جنت دیدیجئے کا لقا نے اس ساحر سے کہا یہ بندی واجب القتل ہے ہم  
 تجھ کو جنت دیتے ہیں اس کو قتل ہو جانے سے ساحر چپ ہو رہا اور اسنے حکم قتل دیا جلا طلب ہوا لشکر میں غلغلہ ہوا کہ  
 ہمارے قید ہوئی قتل ہوتی ہے عیار جو بھاگ کر گئے تھے شکل بدل لشکر میں پھیرے تھے خون نے بھی سنا اور چالاک بہت جلد صورت  
 جلا دینا چہرہ سیاہ کیا نہیب صورت ہو کر رو دھنا باندھ کر چوڑے تیغہ بازہ دار ہاتھ میں لیا ہمارے ناک کان کٹے ہوئے کاگلے میں  
 مہنار و مال تیغہ کا خون پوچھنے کا کاندھے سے دکھایا کہ اس میں سے خون تازہ کی بھبک پیدا تھی عرض اس صورت سے بارگاہ  
 میں آیا وہاں جلا دتو طلب ہو رہا تھا ہی اُسے آئے ہی اسلم کیا کہ اس شخص کا باپ جلا دوا و اجلا دسات پشت سے گردن کاٹی روٹی  
 کھاتا ہر کون گنہگار ہر جلد بتلائیے کہ ایک ہی ہاتھ میں رشتہ جان جدا کر دوں بختیارک نے کہا یہ زن ساحرہ جو غافل بی بی  
 ہمارا پسر ایک ہاتھ کہ سر جدا ہو جائے جلا دے کہا ہوشیار کر دیجیے کہ اسکی خواہش لی تو پوچھ لوں اُسے کہا کہ ضرورت ہوشیار  
 کرنا کی نہیں ہر جلد قتل کر جلا دے کہا بہتر ہو اور گوہر سے کہا آپ ساحر ہیں ذرا میرے پاس آکر انتظام کیجیے کہ کوئی عیار و تولا  
 اگر مجھ کو ضرر نہ پہنچائے وہ اس گلے سے اُسکے پاس آیا اور سحر پڑھ کر حصار کر نلیگا جلا د با تیغہ بر نہ تو پاس کھڑا ہی تھا بولا  
 کہ دیکھیے خداوند کچھ اشارے سے فرماتے ہیں گوہر لقا کی طرف دیکھنے لگا جلا دے اس زور سے تیغہ بیاض گردن پر مارا کہ سر قلم  
 ہو کر تخت خداوند کے پاس جا کر گرا اور غلغلہ اسکے مرنیکا برپا ہوا اندھی گئی تاریکی ہوئی جلا د یعنی چالاک نے اسی ہنگامہ میں ناک میں



بہار کی جلدی سے دوا دے بیوشی کی بھڑی تھی اسکو چھینک آئی اور ہوشیار ہو گئی پوچھا کہ کیا ماجرا ہوا ہے کہ اسے نکل چلو تو بیان کر دے  
 یہ کہہ رہا تھا کہ عیار اور سردار لقا تھے کھینچ کھینچ کے آ رہے تھے بہار سمجھ گئی کہ مقام توقف نہیں ہے یہ سمجھ کر چالاک کو بزدل و سرخسہ میں  
 داب کر ڈال گئی اور اڑتے وقت وہ سو گیا سردار و عیار بھاگ کر بارگاہ کے نکل گئے کہ ضرور کچھ آفت آئی  
 ادھر سختیا رکنا چنے کا صل علی پڑھتا جاتا تھا لقا سخت کے نیچے چھپا تھا باہر جو سردار بھاگ کر گئے لشکر میں غلغلہ ہوا  
 مگر بندہ ہونے لگی دکانیں بند ہو گئیں رعایا بھاگی تھیں یہ کہ بعد لمحہ کے وہ تاریکی دور ہوئی یعنی بہار نے یہی سوچا تھا کہ میں بکلاؤں  
 اس وقت یہ اندھیرا موقوف ہو جب وہ اندھیرا مٹا شیطان نے خداوند کو سخت کے نیچے سے نکالا سردار وغیرہ بارگاہ میں آئے  
 لشکر میں امان ہوئی لقا نے کہا اے بندگان قدرت اس وقت شیطان نے اس بندہ کی قدرت کو قتل کرنا چاہا اور میں اسکو حوالہ  
 ساحر کرنا چاہتا تھا میری شیت میں شیطان نے دخل دیا اور یائے غضب میرا جوش زن ہوا دیکھتے تھے کہ ذرا سے میرے خلعت  
 امر کرنے سے کیا حال ہوا یہ شکر سب عرض پیرا ہوئے کہ واقعی سچ ہی تو برحق خداوند ہر تیرے خلعت کی مجال ہی جو کرے سب تو  
 معترف و بجز و تصور تھے اور سختیا رکنا ل سے اپنے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہے لیکن بظاہر لوگوں کا اعتقاد جانیلو کہتا تھا کہ  
 حقیقت میں یا خداوند مجھ سے خطا ہوئی جو آپ کے کلام کو میں نے رد کیا اور اپنی رائے کو کارخانہ خداوندی میں دخل کیا سب  
 اپنے دل میں لرزان تھے کہ جب شیطان ایسا مقرب بارگاہ ذرا سے دخل دینے میں محتوب ہو گیا تو ہماری کیا ایسا ہے یہ باتیں  
 ہو رہی تھیں کہ بل بشارت کی صدا کا نہیں آئی بلکہ رے دوڑے خبر لائے کہ امیر با تو قیر سر نہ کو ہی کو لیے ہوئے دخل لشکر اسلام  
 ہوئے گلگون یہ خبر شکر دوڑا کہ میں حمزہ کو دیکھوں کیا ہے چنانچہ سر راہ آکر دیکھا کہ سرداران اسلام بہر استقبال آئے ہیں  
 اشقر کو بادشاہ نے روانہ کیا امیر سوار ہیں شہت پر لشکر کو میان چلتے پوش گزر بردوش آتا ہوا درویشی ہی صورت حمزہ کی ہے  
 حسب طرح کا نگر رفتار کر لایا تھا اسکو بڑا صدمہ ہوا کہ میں نے سخت دھوکا کھا یا چنانچہ امیر بگڑہ سرداران داخل بارگاہ ہوئے  
 بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اٹھ کر تعظیم دی آپ دنگل پر بیٹھے سر نہ شاہ کو نذر دی خلعت مع فرمان معافی ملک عنایت ہوا  
 دنگل بیرون چل ستن ملائے دست چپ میں بیٹھنا قبول کیا مالک اثر و رجائین دست چپ اس سے بغلیگر ہوئے  
 اور باعوا از تمام بٹھا یا پھر سائی کو اشارہ کیا اُسے جامے اغوانی دیا ناچ سانسے ہونے لگا بیان تو سب عشرت پذیرین  
 لیکن بہار نے صحرا میں لا کر چالاک کو اتارا اور حال پوچھا اسنے کہا ایک ساحر تھیں پکڑ لایا تھا لقا حالت بیوشی میں قتل  
 کیا چاہتا تھا کہ میں نے جا کر اس ساحر کو مارا اسکے مرنے سے صدا آئی تھی کہ مارا گو ہر جاہد کو آگے مجھے حال معلوم نہیں کیا مگر  
 کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام نے تمہارے لینے کو سردار بھیجے تھے تم کہاں گئی تھیں ملکہ مذکور نے سارا انکو سر کا بیان کیا اور کہا  
 آپ چلیے یہ کنیز بھی حاضر خدمت شاہ اسلام ہوگی اب ذرا میں لقا کا مزاج پوچھنے جاتی ہوں یہ کہہ کر اڑ گئی چالاک سمجھا کہ  
 کسی کام کو شاید بارگاہ لقائیں یہ پھر جانیگی یہ سمجھا کہ یہ بھی جانب لشکر چلا اس طرف بعد ہنگامہ قتل گوہر لقا بیٹھا تھا کہ خبر  
 ہر کارے بعد سجدہ و سجود عرض پیرا ہوئے کہ عارض کو ہی نام بادشاہ قلعه مترا ضیہ پہلے اپنے بھائی حسام کو ہی کے پاس  
 گئے تھے جب بخون نے سنا کہ برادر مذکور خدمت خداوندین گئے ہیں تو وہ بھی ساٹھ ہزار فوج درست کر کے یہاں آئے ہیں  
 داخل ہوا چاہتے ہیں اس خبر کو شکر لقا نے سردار بہر استقبال بھیجے کو ہی مذکور شوکت و منزلت داخل بارگاہ ہوا شکر اس کا



متصل فوج برادر خود اترائے خداوند کو سجدہ کیا اور جب غلعت پہنکر پیٹھا اپنے بھائی سے مستفسر ہوا کہ تم نے حمزہ کو گرفتار کیا تھا وہ کیا ہوا اُسے سب کیفیت بیان کی کہ سرمہ کے حبسے چھوٹے گیا یہ سکرہ ہنس اور کہا کہ میں ابھی پکڑے لاتا ہوں میرے نام طبل بجو ایسے حسام عرصہ سے آیا ہوا تھا اسکو بھی منظور تھا کہ لڑائی ہوا کے کئے سے علم دیا کہ بجے طبل جنگ کا پرداز دن نے اسے دن باقی تک تامل کیا جسم سرمہ سواد شب دیدہ شاہ کو ہستان افلاک میں اور عارض پر نور ہترار یک ہو کہ بقضائے

قضا رطاقت مہر جہانتاب	ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب
چرخ و شمع کے رخسار چمکے	طلسمی نقش ہر دیوار چمکے

سرسام نقارہ جمشیدی پر چوب پڑی دنیا دہنے لگی جو اسے شکر اسلام شاہ گردون پایگاہ کی خدمت فیض و رحمت میں حاضر ہو کر بعد ثنا خوانی عرض پیرے اخبار نواخت طبل حرب ہوے یہاں بھی برابر دستور کے طبل بجاصدے طبل اکندہ بالائے روضہ وغیرہ میں تملکہ ڈال دیا بہادر تیار ی جہاں و قتال کرنے لگے جلالت شعار ان کو تمکین فرما دوار عاشق نام و ننگ ہو کر جان شیرین نذا کرنے پر استعداد ہے اس یلی شب کے یہ دیوانے تھے حسین و زجنگ کے افسانے تھے تیغ تیز دشت ال میں مجنون کی طرح روان دوان ہونے پر تیار سوا سپر سے نشان خون سودا زده الفت شجاعت اظہار نیزے بصورت آہ عاشق و سرکشی دلمندی پر آمادہ علم لبان و حیان سرکشادہ صدای بوق و نفیر سے نالہ فغان عاشقان نابرس جرات کا نشان بگاہ تیر و عشق کے کشل آبدار و تند خنجر جانتان بصورت مژگان جانان تیر و ن کے پیکان جانبین میں ہی غفلت گیر و دہندہ رہا تھا گویا تمام عالم میں ہنگامہ تھا اسی ہنگامہ قیامت خیز میں بہار جو چلی تھی شکر لقامین اگر پہنچی یہاں جو دیکھا تو طبل جنگ بجا ہوا اور سامان حرب ہوا ہر اس کا قصد تھا کہ لقا اور اس کے ساتھیوں سے بدلا لون کر کے سکو دیوانہ بناؤں مگر اجر اسے جنگ معلوم کو کے تامل پذیر ہوئی خیال آیا کہ کل میدان میں تمام شکر لقا کا جمع ہو گا اور اسلام کی فوج بھی سامنے ہوگی اس خرم باد یہ ضلالت کو اس وقت دیوانہ بنائے کا لطف ہی سمجھ کر ملکہ مذکور شکر سے واپس ہو کر ایک پہاڑ پر گئی اور از بسکہ ایک بار دھوکا گھر سے کھا چکی تھی بنا بر حفاظت ایسا سرٹھ چھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا ایک گلشن مع حصار بلورین بنکر تیار ہوا یہ غنچہ نو دسیدہ گلزار رعنائی اپنا دل داغدار لے آئین داخل ہوئی اور لب نہر جو اس کے ہنگامے میں مٹی سیر گل و لالہ بوستان سحر کرتی جاتی تھی اور یاد عشق میں آنسو بہاتی تھی بیتابی سے یہ غزل جناب نسیم زبان بدلاتی تھی

سے جاتے نہیں رنج جہانی	دلانی ہے دہانی ہے دہانی
نہ سمجھے تھے مبارکباد دیگی	ہمیں اسے چنچ تیری کج ادائی
مقرر وہ بھی تھا کوئی جفا دوست	بتائی جس نے رسم آشنائی
نہ پوچھو بے نصیبو نگی شب وصل	رہا ہر دم لحاظ پار سالی
وہ بدظن مجھ کو شرم عرض مطلب	بہت مشکل سے اب ہوگی صفائی
نسیم اسد رچہ تم کیوں گرا کر اسے	نہ تھی قبضہ میں کچھ اُنکے خدائی



یہ فراق دیدہ یار جام الفت سے سرشار رات بھر اسی باغ پر بہار میں رہی یہاں تک کہ بہار شب نجم خزان ہوئی اور گلستان  
دہرین نیم سحر نے گلہائے زرگستان دیدہ عالم شگفتہ فرمائی کہ بموجب **نظم**

کہ شب کا سایہ دامن نہ پایا  
سحر نے اور ہی جلوہ دکھایا  
اٹھے جنگ آزماسب بہر پیکار  
سجے ہر اک نے جنگی تن پہ ہتھیار

چالاک نے خبر درود شکر میدان رزم میں معلوم کر کے مسجد کرپاس میں آکر امیر نامور سے حال کہا امیر نے اشارہ  
کیا خادم نے مصلیٰ پیٹا اور صندوق اسلحہ سامنے آیا خود جناب ہو دزرہ حضرت داؤد سے جسم انور آراستہ فرما کر  
نیچے ہر ابیل تغیر مصمام و مقام نیزہ سام بن نوع سپر گرشاسب کمان مسلح گرز سام بن زریان تام ہتھیار لگا کر کمن مسجد سے بساں نشا  
تابان طالع ہو کر قانہ زین زرین کو پشت اشقر کے مثل خورشید منور و روشن فرمایا اور اشقر طرارہ بھر کر آستان فلک نشان بادشا  
ذیشان پر آکر ٹھہرا وہاں تمام سردار جمع تھے امیر ٹھہرے بعد لمحہ کے صبا نے سیم اللہ بلند ہوئی آمد شاہ ارجمند ہوئی سامان  
جلوس زنا نہ پھر گیا باہر برآمد ہوئے ہی سرداران تہمتن نے مجر کیا اور ظلال لشکر کے تخت کو گھیر کر میدان قتال کا راستہ لیا انہوں  
کے کرد فر اور جاہ و جلال کا یہ حال تھا کہ بموجب **نظم**

بیار است تن را بد بیایے زر  
بسان سپہرے یکے تخت زر  
یکے تاج پر گوہر شاہوار  
نثار و پستندہ و سپ و پیل  
سواران بیار و پیلان بیارے  
پیادہ سپہ دار و نیزہ دران  
بد زہ بیاقوت پر بادہ سر  
برو یافتہ چنہ گو نہ گہر  
اباطوق با یارہ دگوش دار  
زدہ بر کشیدہ رود مار و نیل  
بر آید ہی نالہ و کرناے  
شدہ انجمن لشکر بیکران

جب میدان قتال میں پہنچے آمد لقا و کوہیان سے میدان پر غبار دشت تیر و تار ہو گیا آخر الامر زمین ہموار کر کے  
گرد و غبار پانی سے بٹھا کے صفوں کو آراستہ کیا نقیب نقابت کر کے ہٹے عارض نے گینڈ لاپنا ہڑھا کر خداوند سے  
اجازت لی اور آگے بڑھ کر جز خوانی شروع کی کہ بمقتضای **ابیات**۔

بہالم سپہ دار جنگی منہم  
ہر آنچہ کہ پر خاش جویم بجنگ  
ہمان شہ نزا در در جنگی منہم  
بدرم دل شیر و چرم پلنگ

بعد جز خوانی نہیب بی کہ اے گردن نشان و زردستان کون ایسا ہو تم میں جو اگر میرا ہم نبرد ہو اگر اے تو ایک ہی  
حملہ میں گرد و برد ہو نہیب سنتے ہی دست چپ سے مرکب اپنا سرسہ کوہی نے نکالا اور شاہ آسمان جاہ سے اجازت  
ہوا بادشاہ نے خلعت بیکر سپہ دہخدا فرمایا وہ گھوڑاڑا کر سامنے آیا اور تگادور زن ہوا مرکب و دو دو چار قدم پیچھے ہٹ کر  
بڑھے اس وقت اس بہادر نے یہ کلمہ کہے کہ **نظم**

سرخنہاے بہودہ کم می شمار  
ترا باسخنہاے شاہان چہ کار



اگر تیغ تو بہت سندان شکناف	سانم بدرد دل کوہ ستاف
وگر گرز تو بہت با سنگ تاب	خند نگم بدرد دل آفتاب

عارض نے جب یہ کلمات سنے مرکب پیچھے ہٹا کر سینہ اسکا تاکا اور نیزہ حوالہ کیا اس بہادر نے نیزہ کی سان اپنے سان نیزہ بدرد کی گھوڑا اور گینڈا چل پھر دکھانے لگا تیغ گرد بندہ گیا جو بندہ نے باندھا تھا اسنے کھول دیا گھوڑا اسکا عرق عرق گینڈا اسکا پسینے میں عرق تھا سنا ونبان نیزہ سے جھٹاٹا بلند دل دہر پر گزند نظم

یکے تنگ میدان فرد ساختند	بکو تاہ نیرہ ہے بافتند
نماد انچہ بر نیزہ بند و سنان	بچپ بازہ بدزد ہر دو عنان
بزہ بر نہادند ہر دو کسان	یکے سال خورد و دگر نوجوان
زورہ بود خفتان و بیر بیان	ز کلک وز پیکان نیامد زبان
بہم تیر باران نمودند سخت	تو گوئی فرو رخت برگ وخت
گرفتند از ان پس عمود گران	ہمی کو فتند آن برین این بران
ز اسپان فرو رخت برگستوان	ز رہ پارہ شد بر میان گوان
بشمیر مہدی در آویختند	ہمی ز آہن آتش فرو رختند

جب تمام ہتھیار چل چکے اور نوبت شمیرا بد ار آئی عارض نے تیغ گرانبار دونوں ہاتھ سے تھا م کے رکابوں میں پاؤں جمائے اور قدر است کو کے خبردار خبردار کہ سر پہ تیغہ لگایا زبان پر ایک بار یا خداوند لقا یا سرمہ نے تیغ سر پر آئے دیکھ کر گھوڑا لڑا ایکہ زیر غل اُسکے جاؤں اور بند دست پر ہاتھ ڈال دین گھوڑے نے طرارہ بھرتے دقت سکندری کھائی اسنے باگ کھینچ کر اسکو روکا اس اثنائ میں تلوار اُسکی پڑی اس بہادر نے عجلت میں سپر سامنے کر دی لیکن تلوار اُسکی سپر کو کاٹ کر تلوار برتری خون بہ کر منہ پر آیا داستانہ مارا کہ تلوار تو نکلی گرد استانے قلم ہوے اور کلائیان مجروح ہوئیں سر اس بہادر کا ہرنے پر زین کے جا لگا اسنے سر کاٹنے کا اسادہ کیا تھا کہ قولاد کو ہی شکر اسلام سے دوڑ پڑا او بیچ میں آگیا اور اس ہاتھ سے کما تلوار کا کام کاٹنا ہر جگہ کا ہاتھ پورا پڑا ایسے کام لیا ہر سے سرمہ تم سر خرد ہو چکے اب پھر جادو تم و قہی دا شجاعت چکے یہ کہ کر اُسکو پھیرا اور جانب حریف مخاطب ہوا تھا کہ اسنے وہی تیغ خون چکان ہان ہان کر کے اُسکے سر پہ بھی لگائی کہ اے یہ تیغ تم بیدینوں کے خون کی لذت پا چکی ہو قولاد نے بھی اُبھار دے سے ہاتھ نکال کر ڈھال چہرہ پر نہا ملی لیکن وہ تیغ کب سنی ہو کر وہ سپر کاٹ کر کاسہ سر میں در آئی اسنے تلوار کو سر سے بدر کر کے شدہ تحت الجنگ سے زخم سر باندھا گرز خیم ایسا کاری ہوتا کہ غش طاری ہوا شکر اسلام سے ناصر کو ہی نے گھوڑا لڑا اُسکو بھی پیچھے ہٹایا اور اُسکے مقابل آئے اسنے بھی سنبھلنے دیا اور وہی تیغہ بقوت تمام کمر کو تبا کر سر پر مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا اور آفت کو ہی شکر اسلام سے آپڑا فرداً فرداً اُنکے بیان کیا جائے خوف طوالت داستان مانع ہوس کو ہی اُسکے ہاتھ سے زخم نصیب ہوے اور پھر اسنے نعرہ مل من زربند کیا اسوقت دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ تویج بن بدیع صفت سے نکلے بادشاہ سے



خلعت خست ہا کر جانب میدان بڑھے اسوقت شہزادہ موصوف کے جمال جلال پر ترک فلک قربان تھا دیدہ مہر سے بحسرت  
نگران تھا کہ **نظم**

پوشید خفتان و بر سر نہاد گرفتش سنان و کمان دکنہ دندی بجوش آمدش خون رنگ بنادر دگر رفت چون پیلست بدون آمد و راسے نادر دکرد	یکے ترک رومی بگردار باد گران گرز را پہلوے دیو بند نشست از بر بادہ یتر رنگ چو کوہ روان اسپش از جابست بر آورد بر چہرہ ماہ کرد
--	---

جب قریب عارض پہونچے اسکی تودہ چوٹ بھگی تھی فوراً ششیر حوالہ فرق مبارک شہزادہ ذی توقیر کی یہ فرزند ان امیرین  
سے ہین ہمہ تن چشم بیکر لڑتے ہین تلوار اسکی ذرا سی باگ پھیرنے مین خالی دی اور جیے جھونک کھا کر سنبھلا تو دیکھا کہ شہزادہ  
قدم بھر تلوار کی زد سے ہٹ گیا تھا بغضہ تا مگر چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے لیکن زبردست کب مہلت دیتا ہی شہزادے  
نے تیغہ کھینچا نعرہ اشدا کبر کہا اور مرکب ہننے پر چڑھا کر ہاتھ مارا عارض سمجھا کہ تیغ تیز خانہ جسم سے روح کو گریز کرا دے گی  
نقشہ تہی ہٹا دیگی یہ سمجھ کر کفل کر گدن پر کھسک گیا اور سپر کو سلسلے کر دیا تلوار نے شہزادے کی سپر کو کاٹ کر حریف کو جو نپایا  
تو گیندے کا سر قلم کیا اور زمین پر آگر بوسہ دیا عارض دگینڈا دونوں تہہ و بالا ہوئے تنق گرد گھوٹے کی چل پھر سے  
ایسا بلند تھا کہ سہرا ہی ان عارض اپنے افسر کو دین دیکھ کر سمجھے شاید دو ٹکڑے ہو کر گرا ہی یہ سمجھ کر لینا لینا کر چلے اسطرح  
سے اہل اسلام بڑھے دو دریاے شکر جوش زن ہوئے تھے غول بڑھ کر گودہ گودہ چلے تھے تلواروں کے بیٹے کھلے تھے  
قبضہ نہیں ہاتھ پڑے تھے کہ بختیار کبھا ایک کو ہی کے بھروسے پر حمزہ سے لڑنا مفت بھاگنا پڑیگا اسباب شکر ستیاہ  
ہو جائیگا یہ سمجھ کر حکم نواخت طبل باز گشت دید یا ہر چند عارض پکارا کہ ارے کیا کرتے ہو مین زندہ ہون مرکب اور  
لاؤ کہ لڑائی فتح کروں و راہ مردانگی دون مگر کسی نے کہنا نہ سنا طبل امان لشکر مین بگیا امیر و بادشاہ تو راج پر سے زر  
تھار کرتے پھر ادھر عارض پر سے لقا گو ہر نہ چاد رکے تا داپس ہوا ہنزد دون لشکر مقام فرد گاہ پہونچے پونچے تھے کہ  
ایک برتاریک پہاڑ دن سے پیدا ہو کر لشکر لقا پر محیط ہوا اور ہوا اسی ٹھنڈی ٹھنڈی چلی کہ تمام لشکر مست ہو کر چھوٹنے  
لگا یہ ابھر ملکہ بہار کا ہی کہ رات سے آمادہ جنگ تھی اسوقت جب بہادر لڑ رہے تھے تو اسنے جنگ غازی ہر چند کہ بڑی یہ  
سے پہاڑ پر کھڑی تھی مگر بادشاہ اسلام کے جمال کا نظارہ کر کے محو حیرت بنی تھی انشاد اللہ حال ملاقات عاشق و معشوق  
آگے بیان ہوگا اسوقت بیان عاشقی مطلب خط کر گانی ابھلا جب بادشاہ مراجعت فرما ہوئے اسکو بھی ہوش آیا اور سحر کیا  
کہ ابر نے ظاہر ہو کر لشکر کوست بنایا اسلار مین سے ایک ایسی چمک ہوئی کہ آنکھ ہر ایک کی دم بھر کیلیے بند ہو گئی پھر چو دیکھا  
تو دشت کا اور ہی عالم پایا کہ جا بجا ساذنی بھولی ہر عروس دشت کی سرخ اور پھٹی ہوا بہار پر سر لالہ زار چھایا یہ دل  
بامل کا خیمہ آیا ہر جلی کم کم چمکتی ہی اودے ڈوبے مین جیسے لچکے کی تیلی ہی ہوا سرد غنچہ دل شگفتہ کرتی ہی اور جہان دیکھے  
طہران خوش نواز صرمہ پیرا مین بہار کے وح سربین استاد ازل نے سبق بوستان کا ہر ایک کو ٹپ چھایا ہی کٹوطیان



نمودین بال کو باب پنجم گلستان یاد آ یا ہر دم بدوم وہ بہار ترقی پذیر ہی ہوا سبزے کی شیریں کہیں گلگون نے خاطر گزار بہشت میں  
ریشک کی آگ بھڑکائی ہر کہیں لالہ نے جام شراب کی کیفیت دکھائی ہر کہیں سوسن کی اودا ہٹ سحاب بہار کو شراتی ہر کہیں  
سنبل زلف دلدار کو پریشان بناتی ہر بیچ و تاب میں تھی جو چین خیابان خیابان نگرین یا من تیار ہیں سلسلہ رنگین مہربان  
بلغ عالم میں ایسا گلستان رنگین خواب میں بھی کسی نے نہ دیکھا تھا یہ نقشہ تھا نظم

نظر مصروف تھی ہر دید گل پر کوئی گل تھا بہ شکل جام لبریز کسی کا رنگ مثل روئے جانان کوئی مصروف خندان صورت یار نوا سنجی میں طاؤسان خوش رنگ ترنم ریز مرغان خوش احسان	عجب جو بن پہ تھے سب غنچہ تر کہیں پتے تھے یا شبہم گہر ریز کوئی نازک بدن کچھ دم کا یہمان کوئی مانند عاشق سینہ افکار تلذذ میں کشود حنا طر تنگ کہیں فسر یا دبیل مرثیہ خوان
---	---

اس بہار جان فزا کو دیکھتے ہی ہر ایک لشکر نے ہتھیار پھینک دیے اور افسران لشکر فرش بچھا کر بیٹھے بجائے آلات حرب  
ستار اور بانسری اور ڈنلی جنگ دائرہ دت ہاتھ میں لیا اور تعریف شراب میں اشعار زبان پر جاری کیے انہی کیفیت  
طاری تھی ہی کہ بختیار کوسلیمان وحسام وغیرہ عارض و منصور و گلگون کھڑے ہو کر ناچنے لگے تقابلی بکار اکابر  
بندگان قدرت میرا بھی جی چاہتا ہے کہ آج از سر تاپا نکھائوں اور تم سب کو برہنہ کر کے ناچوں یہ کہہ کر سر ہن اپنا اتار کر کھینچا سب نے  
اپنا جسم برہنہ کیا اور اس میدان میں اچھلنے لگے اتو ہولی کی ایسی کیفیت تھی کہ جوتیان اچھلنے لگیں گھر ہر ایک نے منہ پر ہنسی  
اٹھائے شراب کے مدد چلنے لگے اس حالت بخودی میں کبھی اپنے سر پر جوتیان لگاتے اور بھی ساتی سے مخاطب کر زبان پر لائے نظم

سے گل رنگ سے اب زندگی ہے رہے شیشہ سے ہر ساعت بغل گرم بہار فصل گل ساتی پھرائی لگا دے بے تامل لبے ساغر بنے تسبیح اب موج مے ناب اٹھا کر رکھ دیا ایمان سرتاق	ارم ہے وہ جہان دل کی خوشی ہے بنادہ کام کب آئے جہان شرم دل تو بہ گزین نے منہ کی کھائی کردن احسان بنا پیر مغان پر کردن شیشون کو جلے سجدہ آداب کہ خوش ہو شیخ یا گدے لے شاق
---	--

جب تمام لشکر اس عالم میں مبتلا ہوا وہاں نیا لطف پیدا ہوا یعنی اس گھٹا میں سے پھر ایک چمک ہوئی کہ سب کی آنکھیں  
گئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ بیچ چہستان میں ایک بیخانہ سجا ہوا نشاط آگین و سرور افزا ہی نیا جو بن اور طرفہ تماشا ہی کہ ایسا

جو حاضر تھیں پرستاران گل فام بھری اس میں شراب ارغوانی عجب شیشے سے نکلا پھوٹا رنگ	دھرے بھر کر اخون نے شیشہ و جام جیسا سے زعفران کا رنگ پانی بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ
--	---



چنی کشتی میں گلدستوں کی صورت ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید	مصفا وہ نہ تھی جس میں کدورت فدا ہر جام پر تھا نام جمشید
--	--

پہلو کا تختہ کا بچھا تھا کشتیاں رکھی تھیں گلابیان چنین تھیں مند پر ایک ساقن متوالی ادانشہ شراب میں جو رکیت حسن آنکھوں میں  
بھرا چھپائیوں سے رس ہکتا لب نازک سے مادہ احمر کے رنگ کا نقشہ صراحی دار گردن میں پان کی پیک نمایان یا شیشے میں  
ابرنیہ شراب ارغوان آنکھیں چمکانہ حسن ابرو مخراب میخانہ حسن رخسار سرخ بادہ جمال سے گلزار دست پانہایت قطعہ دار

### بوجب ایات

تس صورت سرا پا جو چہرہ رستم ہوا بروئی کی کس سے تفسیر صفت کیا شاعران آنکھوں کی لکھے وہ مینی تھی چسراغ حسن کی لو لب گل رنگ نازک برگ گل سے سرا پا جسم سے پیدا نزاکت بھرا ہر اک سخن میں اسکے اعجاز کنیزون کا تھا حلقہ مثل قلاب	ضیا میں تھا وہ رشک نور چہرہ ورق پر نور کے مصرع ہی تحریر کہ دو آہو تھے وہ وشت ختن کے قد اس پر الفت اعجاز کے سو نہ دانتوں کو در شہوار پہونچے بلا کا قد بالا تھا قیامت اڑا لے اُسے معشوقانہ انداز پہ شکل جسم تھیں وہ رشک مہتاب
---	--

اس میخانہ کی آرایش دیکھ کر چٹنے دیوانے تھے ناچتے ہوئے چلے اور منت کش اس ساقن کے ہوئے نظم

میں صدقے اسے مرے ساتی کدھوئی کہاں تک آبرو کا پاس ساتی ہٹا ساغر ملا منہ سے سب کو مزار رکھتا نہیں بے کیفیت جینا ہر اک قطرہ لہو بن بن کے ٹپکے جدائی جھگو بھی بھاتی ہے ساتی سنبھل تو بھی کہ پھر ادل ہمارا اُرد میں آج آغوش سیو میں	کسی بیتاب کی بھی کچھ خبر ہے کہ بے خطا ہے بہار غم سربانی ذرا خوش کر ہمارے آرزو کو نمنا ہے کہ برے ابرو میں مرے دامن سے چھین چھین کے ٹپکے جو مے ہم تک نہیں آتی ہر ساتی اشارہ کر رہا ہے یوں اشارا بلا سے نسر ق آئے آبرو میں
---	--

اسی طرح کہتے ہوئے قریب اس میخانہ کے پہونچے اس ساقن نے انسر و نکو اپنے دست نازک و رنگین سے ایک ایک کلمہ  
بھر کر دیا اور باتیں ماندہ شکر یونکو کنیزون نے شراب پلانا شروع کیا مگر میخوار و نیکی لاؤ لاد سے گھبرا کر خیمہ شراب مانے  
رکھ دیں کہ انھوں نے آپ پینا آغاز کی بھر تو یہ حال ہوا کہ شکر میں جو قوم رزیل سے بھرتی تھے وہ تو ٹھہرا اڑانے لگے اور  
جنت اڑانے لگے اسے ان میان کا شور مچانے لگے کوئی جو نسل جلیل کے تھے وہ غزل و اشعار عمدہ گاتے تھے باہم



دھول دھپا جوتی پیراڑتے ہوئی کرتے خنجر بیان اور دن بجائے گالیان گاتے نسترانیاں اڑاتے تھے یہ زبا پر لاتے لمولہ

ساقن کھول دے اپنا گھونگھٹ	بھٹی پرہن یارون کی جم گھٹ
تیری ادا کے ہسم دیوانے	شمع رخ کے ہین پردانے
پیارے ساقن جانی ساقن	الشر رکھے تیسرا جو بن
جسام پلا دے جام پلا دے	آج ہمیں متوالا بنا دے
گناٹھ گرہ میں نہیں ہے کوڑی	صدقے تجھ پر اپنا ہے جی
دل میں یہی ہے تجھ سے لپٹیں	تیرے ہونٹھ کو خوب ساچو سین
خیم میں مے کے دل ہے ڈوبا	بن کے بطرے مارین عوطا
ساقن ہم ہین گلے کا بار	غوطا مارا پلے پار
لت پت ہو میں اچھلے کیچڑ	سر ہو نیچے نا نگین اوپر
دخت سر زر کے گائین ہماگ	اپنی ڈنسل اپنا راگ
آئی ہمار کھلے ہین بھول	ساقن کیوں گئی ہمسک بھول
پیلے لقا کے ہم تھے بندے	اب تو کرم کر ہم پر چندے
اپنا کیا ہے سب بھر پایا	جب دل ہے تجھ پر آیا

اسی طرح مزخرفات جیسا میں نے بہ تفریح طبع ناظرین بیان کیا کتے جتنے بختیارک نے کہا آج سوانگ بننا چاہیے  
افسران لشکر نے جواب دیا کہ سوانگ بن کر کسے دکھائیں اس ساقن نے حکم کیا کہ ادل تو ہم دیکھنے والے ہین اور دوسرا  
حمزہ اور بادشاہ اسلام وہاں سب افسر تھارے قدر دان ہین وہاں جاؤ یہ کہتا تھا کہ سب لقا کے پیٹ گئے وہ پیلے  
ہیں شگا اچھل رہا تھا پکارا کہ اے میرے بندو کیا چاہتے ہو کسی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن سیاہی لاکھ منھ اُسکا کالا آدھا کیا اُو  
نصف سرخ رنگا وہ مسخرا ہنس کیا اب عجیب صورت اُس خناس نے پیدا کی ایک تو قد اُسکا بہت بڑا کئی سونچ کا تھا  
تیس گز کی داڑھی تھی اس پر یہ صورت ہوئی کہ ایک جھلنگا لکر سر پر اڑھا دیا دھولک گلے میں اُنی بالکل جال بنایا نظم

بنائے صاف داڑھی مونچھ کے بال	ہونا ناپاک صورت کا عجبال
لگا یا ابرو دن پر اُسکے سیندور	سید دیدے کیے کاجل سے پرد
کیا صورت امین کچھ کولے کا بھی رنگ	مگر وہ زرد رد دل میں ہوا تنگ
پنجا اُس سب زنانی اس کو پوشاک	بنا مشکل محنت مرد نا پاک
کیے تازے تاشے اور نئے کھیل	دکھائے رنگ اچھے اور نئے کھیل
یہاں تک اُن سبھون نے اسکو ملکر	بنایا مسخرا بالکل وہاں پر
کسی نے ناک کو کھینچا پکڑ کر	کسی کا ہاتھ تھا کالون کے اوپر



جب اس آلو کو انھوں نے بائیں شکل درست کیا بختیارک کو پھر مکرشل چارہ پایہ ہاتھوں کے بل استادہ کیا اور کھال گدھے کی اڑھائی گئے مین گھنگرو ڈالے پٹا پٹھا یا اس وقت اس ساقن نے کہا اسکے دم بھی بنانا چاہیے سب نے کہا یہ خرچے دم ہی مگر ایک شخص نے جو نری لاکر ڈنڈی اُسکی مقام براز میں کر کے دم بنائی لقا کو اُسکی پشت پر سوار کیا اور آپ اُس گدھے کو لیے کچھ آگے کچھ پیچھے تالیان بجائے سر خداوند پر جو تیان لگاتے جھاڑو بجائے چور کے سر پر جھلکتے جانب لشکر اسلام چلے جب قریب لشکر مذکور پہونچے یہاں ایک غلغلہ ہوا کیلئے کہ یہاں کے آدمی سب ہوشین تھے جنے اس سوانگ کو دیکھا ہنستا ہوا ساتھ چلا لشکر یون کے لڑکے جو باخبر ہوئے تالیان بجاتے پیچھے دوڑے کسی نے اچک کر دھول ماری لڑکا ظریف تھا اُس نے کتے کا پلا پکر لقا کے آگے بٹھا دیا کہ حرام زادے اپنے سگے کو بھول گیا تھا اب تو تمام لشکر میں قہقہے مچے اور لینا لینا کا ہنگامہ بلند ہوا لڑکوں کا غل کرنا ڈنڈوں کا بچنا دھتکا شور کان پڑی آواز سنائی دیتی بادشاہ اسلام رزمگاہ سے پھر کر بارگاہ میں تشریف فرما تھے امیر بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ غل ہوا جلد سراپکے بارگاہ کے اٹھو ادیئے یہ سامان جو مذکور ہوا نظر آیا سردار رد مال منہ پر دھک مٹھنے لگے بادشاہ نے لاجول پٹھی امیر نے دھک اشک حسرت بہاے اور اٹھ کر باہر آئے بارگاہ سلیمانی میں دربار عام تھا ہر کوئی وہ اسکو دیکھ کر منہتا اور معنوب رگاہ سلطانی ہوتا بدینہ جہ باہر آکر امیر نے لقا کو پشت بختیارک پر سے اتر دیا اور احم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ اسکو ہوش آگیا پھر اور اُسکے سرداروں اور بختیارک کو ہوشیار کر کے ایک خیمہ میں الگ لائے ہاتھ منہ دھلوا یا کپڑے عمدہ پنھواے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بھی تشریف لیچیں اور لقا سے ملین لے بادشاہ عالی تبار شاہان روزگار اپنے مقام پر جب یہ ذکر سنیں گے تو قہقہہ مچا چنگے کہ بادشاہ اسلامیان اتنے زمانے تک ایسے دہی اور خرچے سے لڑکراتا اپنی ضائع کرتے رہے جو سامنے ناچتا ہوا آتا تھا انسان کو چاہیے کہ جو لائق خطاب ہو اس سے سوال دجو اب کرے اور جہاں ہم ہر اس سے لڑے یا دوستی کرے اور جو اس قابل نہو اُس سے مخاطب کبھی نہو مثل ہر کہ شریف کی اور پاجی کی ایک برابر ہر پاجی کی کالی سنکر شریف طرح دیتے ہیں لے بادشاہ یہ شخص کہ ہیرودہ ہزار عالم ملک باختر اسکو سجدہ کرتا تھا اور زمانہ تک بھڑائی مانتا تھا اس سے مقابلہ کرنے میں دتیا میں ناموری اور عقبی میں بھبت کفار کشی سرخروئی ملازمان عالی کو حاصل ہر پس ذلت اُسکو بزدل شمشیر سیدان دار و گیر میں دینا لازم ہر اور اس طرح کی ذلت پر اسکے منہتا اور خوش ہونا مناسب نہیں کیلئے کہ باعث تحقیر ذات ستودہ صفات جناب الابرہیج کہنا ہر کہ سمیت منزل ہستی میں دشمن کو بھی اپنا دے کر + رات ہو جائے تو دکھائے تجھے رہن چرلغ + بادشاہ نصیحت بزرگانہ امیر سنکر مع چند سرداران کے ای خیمہ میں جہا لقا تھا تشریف فرما ہوئے اور اُسکی مزاج پر فرمائی اور اُس گبر نے کہا کہ اے بندگان قدرت میں بہت اچھا ہوں بادشاہ کو اُسکا بندہ قدرت کہنا ہر معلوم ہو اگر سنکر کلام دیوانہ لائق اعتماد نیست جان کر چپ ہو رہے وہاں تو یہ حال تھا اور باہر خیمہ کے شکر بیان لقا سحرین مبتلا دی ہاے ہوئے ستانہ کر رہے تھے امیر نے لقا سے پوچھا کہ یہ حال تیرا اور تیرے لشکر کا کیا ہوا اُس نے کہا قدرت جانتے ہیں مگر تبلائی کے نہیں میرے شیطان سے پوچھو امیر مخاطب بجانب بختیارک ہوئے وہ اٹھا اور گرد بادشاہ اسلام پھر تصدق ہو کر کلمہ پڑھا کہ میں مدت سے مسلمان ہوں یہ کہتا تھا اور



عیار جو یہاں حاضر تھے انکی جانب کھینچتا تھا غرض کہ بعد مضحکات بسیار عرض پیرا ہوا کہ یہاں جادو نام ایک ساحر کو قتل ہو کر  
آئی تھی اور چالاک نے اس طرح چھڑا یا دہنچہ بین داب کر مرشد زاد کو لیکر تھی ظاہر اُس کا قتل و معلوم دیتا ہی کیونکہ وہ پہلے ہی  
ایسا کر چکی ہی امیر نے اس ماجر کو سنکر چالاک سے فرمایا کہ تم باغ سحر کے پاس جاؤ اور پکار کر کہو کہ اے ہمارے تم نے یہ  
حرکت بہت بُری کی ہماری بدنامی ہوئی کہ لشکر اسلام ساحرون سے امداد کا جو یا ہی ہلوگ ساحر کو ساحر سے لڑ داتے  
ہیں اور غیر ساحر حریت کو ساحر سے ذلت نہیں دلواتے اگر یہ کہو کہ طلسم میں ہم شریک عموماً ہو کر لڑتے ہیں ظاہر ہے کہ حرف  
تھکے وہاں ساحر ہیں ہلوگ دیو پرستی جن ساحر کی مدد نہیں چاہتے ہاں سحر سے بچنے کیلئے صرف عیار تو مکاری کرتے  
ہیں ورنہ ہم نسبت پہلوانان عیاری بھی جائز نہیں رکھتے لیکن تم کیا کرو رسم زمانہ ہی ہے کہ جو شخص جسکا دوست ہوتا ہی  
وہ عدو سے احباب کا بنجاتا ہی تمہاری دوستی کی باعث ایسا کچھ کیا کیلئے کہ ہمارے آئین سے وقفیت تمکو بھی لہذا  
ہم ناراض تھے نہیں ہیں اب سحرانیا موقوف کرو اور یہاں تشریف فرما ہو فرد زخوت بجران میں کن اگر اسید آن لڑا  
کہ از چشم بداندیشان خدایت دسا مان دارد چالاک بنا بر ارشاد فیض بنیاد امیر کشور گیر جانب ملکہ با توقیر روانہ  
ہوا اور قریب باغ سحر پہنچ کر باد از بلند پیام امیر ارجمند بیان کیا پھر کہا کہ سمیت بیا کہ راہ منصور بادشاہ رسید  
نوبت فتح و بشارت بردارہ رسید بہار ہر چند کہ تھی زبانی چالاک کے پیام امیر سحر ظاہر ہوئی اور آئین اسلام پر افرغی ان  
تھی کہ سچان اللہ سب جنات مزاج صاحبقرانی میں ہر دعوی انصاف ہی چاہتا ہی کہ سمیت مباحث در پے آزار دہر چہ  
خواہی کن کہ در شریعت ما هیچ ازین گنہ ہے نیست کوئی اگر ہوتا تو ذلت دشمن پر خندہ زنی کرتا مگر امیر نے اسکو بھی  
جائز نہ رکھا غرض کہ بعد توصیف آنے کی نسبت میں کہا کہ اس چالاک میری جانب سے بعد تسلیم عذر و تقصیرات کرنا اور  
عرض رسا ہونا کہ سمیت با انسان تو مشکل توان رسیدارے عروج بر فلک سردری ست ہر چہ سعادت و خیر  
افتخار کنیز جو عتہ ہوس با نگاہ عالی ہو یہ کہا کہ تم جاؤ میں سحرانیا دفع کر کے حاضر ہوتی ہوں چالاک ہاں سے چھوٹا  
اور اس نیز نگ باز نے روس پر بھاد دفعتاً ایک برسرخ رنگ علاوہ اس سحاب سیاہ کے پیدا ہوا کہ محیط عالم ہوا اور  
سرخ رنگ پانی برسے لگا وہ باغ اور وہ ساقن وہ بیخانہ کنیزین وغیرہ بالکل نابود ہو گئیں اور وہ پانی لشکریان لقا  
پر جو پڑا وہ ہیوش ہو گئے پھر جو ہوش آیا اپنے تین آپ میں پایا ایک نے دوسرے سے کہا کیون بھائی یہ کیا منے کیا  
کہ آپ بھی رہ نہ ہوے اور اپنے خداوند کو نچا یا یہ بے ادبی نسبت شان خداوندی چاہیے تھی معلوم ہوتا ہی کہ  
مشیت خداوندیوں ہی تھی یہ کہتے ہوے اپنے لشکر کی طرف بھاگے نہایت شرمندہ تھے پھر تبدیل صورت کی لباس  
پہنا جن تو نام و نشان اپنی جگہ پر ٹھہرے کہ کیا کسی کو منہ دکھاؤں اور بعض لشکر اسلام میں بہرہم ہی خداوند آئے تھے  
کے سراپے اٹھے تھے سب دیکھا کہ لقا قریب تحت شاہی بہ عزت بیٹھا ہی لباس سے درست ہوشیار و چست ہر نہ کھچکر  
خوش ہوے اُدھر امیر نے ساقی سے لقا کو اشارہ کیا اُسے جام شراب لقا کو دیا سردار بھی اُسکے سرشار ہوے امیر نے  
تجدد داری زبان گہر زکودا کیا اور نصیحتانہ ارشاد فرمایا کہ اے زمر و مشاہد تجھ کو سلطنت کیا کم ہی جو تو دعوائے الوہیت کرتا کہ  
دشت صلاّت میں قدم دھر تا ہی اگر تو اسلام اختیار کرے تو بقدر ممالک کہ میں نے فتح کیے ہیں سب تجھے دہلی دے



ایسے پایہ کو تخت کو اپنے دوش پر اٹھا کر چلوں یہ کلمات بند سکر اسکو تو سختیار کے سکھار کھا ہی کہ جب امیر سوال کرتا  
 کہنا کہ ہر روز بند اگر میں گرفتار ہو نہنگا تو آپکی اطاعت کرونگا اُسے حسب فہمائش ہی کہا امیر نے استغفر اللہ کہ فرمایا کہ بعد  
 ہیدی بن یشاہ فیصل بن یشاہ تو ہرگز راہ راست پر نہ آئیگا یہ کہہ کر خاموش ہو رہا وروہ بدست چمخا نہ بے ایمانی شراب وغیرہ  
 پیکر شاہ اسلام سے خصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا مگر عارض کو ہی کا اس حال کے گذرنے سے قلب بھر گیا امیر  
 کے خلق و مروت پر ہزاروں جان سے شیفتہ و فریفتہ ہو ا یقین اٹھ اسکو ہوا کہ لقمان مرید حرامزادہ بالکل جھوٹا ہی ہنگام  
 خالق کو گمراہ و برباد کرتا ہی غرض کہ یہ لشکر میں جب آیا اپنی بارگاہ میں گیا اور اپنی فوج کے افسر کو بلایا اور کہا کہ میں نے تو  
 دین اسلام قبول کیا کیلئے کہ یہ کیا خداوند متعال جو ایک ساحرہ کا کچھ نہ کر سکا اور بایں ہیئت شکر اسلام میں بھلائی کی نوازش دیکھو  
 کہ کیا ہمت مروانہ صرف کی پس اطاعت نصین کی کرتا رہا و ہوا و افسری انھیں کیلئے زیبا ہی افسر ان لشکر یہ ماجرا سکر اسکے ساتھ ہوئے  
 اُسے مال و اسباب پناہ لشکر خیمہ و بارگاہ ہمراہ لیا اور طبل سفر بجا یا کہ بھاگنا ثابت نہو چنانچہ انھار اسلام سے کرنا لشکر اسلام  
 کی طرف روانہ ہوا ہر کسے یہ خبر ہو کر و بڑے لقا آئے وہ گریخت نکبت پر بیٹھا تقریر میں بگھارتا تھا کہ لے بندگان میں  
 تھے دیکھا کہ حمزہ کا قلب میں نے اپنی جانی کیسا پھر لیا ورنہ دشمن کہیں بدلا پیش آتا ہی جب چاہوں اس سے سجدہ کر اؤں واسلئے  
 نہیں سجدہ کرتا ہوں کہ وہ میرا سپہ سالار قدرت ہی جو بندے کے دل سے مجھے نہیں یاد کرتے انکو قتل کرتا ہی اور تجھانے میں اتر کر  
 نصف شب کو توبہ کرتا ہی مجھے پکارتا ہی میں اسکو عزت روز افزون عطا کرتا ہوں تلوگم بھر میں میرے حکم سے ناچتے تھے  
 گئے پھر راہ راست پر آگئے یہ سب میری قدرت کا ادنیٰ نمونہ ہی سمیت مری قدرت کے سب میں کھیل نایاب اگر چاہوں  
 تو میں آتش کر دوں آب و بد اعتقاد ان یا تو نکو سکر و جد کر رہے تھے اور ثناء و صفت میں مصروف تھے کہ ہر کاروں نے خبر  
 روانگی عارض دی اُسے چاہا تھا کہ فوج کے روکنے کا حکم دے لیکن سختیار کے مانع ہوا کہ ابھی ایک ہنگامہ سے نجات  
 ملے ویر نہیں ہوئی اہل اسلام چڑھا ئینگے آفت چائینگے لقا اسکے کہنے سے چپ ہو رہا اور عارض جب قریب لشکر اسلام  
 پہونچا جاسوس نے خبر خدمت بادشاہ میں اسکے آئین کی دی بادشاہ نے سردار ہر استقبال بھیجے کہ وہ بعزت تمام اسکو  
 لینگے جب بادشاہ کے سامنے آیا تسلیم کی اور عرض رسا ہوا کہ سمیت گرجاک قدمست سجدہ میسر گرد و سر فراز ان جہاں  
 جملہ سرافکندہ شونہ بادشاہ نے دست شفقت پشت پر کھائے نذر دی خلعت عنایت ہوا اُسے دست راست  
 کی صف میں بیٹھا قبول کیا لندھو رنے بڑے تپاک سے بغلیہ ہو کر بیرون چل ستون بٹھایا امیر نے بارگاہ و خزانہ چھوڑ  
 کیا خلاصہ یہ کہ شامل لشکر اسلام ہو کر یہ بھی فروکش ہوا دعوت کا سامان ہوا لیکن سابق میں بیان کیا تھا کہ بادشاہ نے  
 دعوت کا سامان نہیں ہونیکے لیے حکم دیا تھا اور ملکہ بہار کو بلایا تھا چنانچہ کارپردازان مصروف انتظام تھے ابھی تک  
 ہمارا دھل لشکر نہیں ہوئی بادشاہ چشم بہاہ انتظار بیٹھے تھے کہ ملازموں نے عرض کیا جملہ اسباب دعوت حسب ارشاد  
 عالی مہیا ہو بادشاہ نے عیار بھیجے کہ دیکھو ملکہ کو کیا عرصہ ہر

زمزمہ پردازی عندلیب خانہ گلشن بیان عشق ملکہ ہمارو شاہ اسلام میں ترانہ نغمی



بلبل زبان چستان جان جلسہ دعوت و ملاقات شیدا ی یک گرو جگر سوزی  
خاطر مضامین ذکر فراق و خصت محبوب و کوائف دیگر مولفہ

کہ صبر ہے تو اسے شیخ بیت احرام  
کہاں تک طواف در آرزو  
مزا بادہ خواری کا ہے ساقیا  
انہیں روز و نین رندین تشنہ کام  
اُدھر خستہ رز کی حرکت بڑھی  
مجھے گو کہ زاہد نے بہکا یا تھا  
کرم آگیا کام ساقی ترا  
سحر کو جو ہوتا ہوں تسبیح خوان  
بس لے ساقی رندوں پہ اب رحم کر  
چھلکتا ہوا جام جلدی سے لا  
تنا اشارے یہ ہے کر رہی  
وہ مے کہ اس ل کا ہوز ہدور  
وہ مے نام جبکا ہے بنت لہب  
لقب اسکا اک دخت قاضی بھی ہے  
وہ مے لال پر دین جو رہتی ہے  
صفائیں جو ہے مہر سے آب وار  
وہ مے حبیبہ قربان رندوں کا دل  
اگر ایک جام اسکا مجھکو ملے  
دل رند بدست جب تک ہے  
کھلے شوق مے میں ہوں جب تک ہیں  
رہے جب تک ہر گردش پذیر  
قرین ہے جب تک کہ جلوہ گری  
مرے ساقیا دور تیرا رہے  
رہیں مے سے لبریز ساغرم

مصلے پہ کبتک کروں میں قیام  
کہاں تک سنون شیخ کی گفتگو  
کہ ماہ صیام اندنوں آگیا  
زبان سوکھی جاتی ہے دقت کلام  
ادھر پار سائی کی شہرت بڑھی  
شرعیت کے دھڑے پہ کچھ لایا تھا  
کہ اُس زہد میں حال یہ ہر مرا  
صبوحی صبوحی ہے ورد زبان  
گلانی کا منہ کھول ساغر کو بھر  
دکھا دختہ رز کا جلوہ دکھا  
وہ مینا دھری ہے وہ مینا دھری  
وہ مے جس سے آنکھوں میں آئے سرور  
جسے لال خسار کہتے ہیں سب  
دل رند اسی مے سے رضی بھی ہے  
جسے دخت ز خلق سب کہتی ہے  
وہ مے جب یہ مینا گردون نثار  
نہ پینے سے جسکے ہے زاہد بخش  
تنامری دے دعا ہیں تجھے  
ہوں جب تک لاؤ لاؤ کرے  
فلک پرستار و نیکی ہے انجمن  
رہے جب تک دور گردون پیر  
ضیا بخش ہے آفتابی بھری  
دل رند پر غور تیرا ہے  
ہنسین منہ ملا کر سبوا و جام



یہی جلسہ بادہ خواران رہے ہمیشہ یہ سیمانہ آیا د ہو پس اب دیر لازم نہیں ساتیا ہے جیتک کہ کیف سخن میں سرور وہ دھانی جو بوتل ہی اس میں سلا دکھاؤں بہار ریاض سخن لکھوں اک نئی داستان پر بہار ہوا خار غم محبہ کا دل سے دور کٹورے میں نے پھول کے مجھ کو پھول دکھا دے بس لے جاہ رنگین بیان کنون بلبل خامہ شدہ غرہ زن	پے سے تقاضاے یاران ہے دل رند کیشان سدا شاد ہو میں صدقے ترے جلد سا غراٹھا نشیلی نگہ میں نشہ کا دھور زمرہ کا ہے کاک حبس میں لگا وہ سر سبز ہو آج میرا سخن بہار آج آتی ہے جو یاسے یار بہم بلبل و گل کو ہوگا سرور کہ باغ سخن میں لگیں میرے پھول بہار گلستان طبع روان بحال بہار و شہ صفت شکن
--	--

گلدستہ طراز ان گلمائے بوستان و بہار افزایان سخن کا شائد بیان نہ بہت دہندگان باغ کلام و حدیفہ بیان ریاض سخن فرخندہ فرجام مضمون آبدار سے آبیاری گلشن فسانہ یون فراتے ہیں اور بہار تحریر رنگین کو نگاہ چمنستان ناظرین میں اس طرح ہمان بلاتے ہیں کہ جب غیرت بخش سبزہ پیام رنگان دہرنگاہ میں جی کی شوخی داوا و قہر معشوقہ طرہ دارہ گلعدا یعنی ملکہ بہار زبانی چالاک عیار پیام طلب سخن یار شکر عازم روانگی ہوئی دسے کہتی تھی کہ اتنی یہ خواہیے یا بیداری اپنے حال پر نہیں رہی تھیں آرزو میں مبارک باد دیتی تھیں جہتیں کہتی تھیں کہ چپ ہو ایسا نہو فلک کو بڑا معلوم ہو تمنا کہتی تھی کہ آج خوب رمان نکالو کسی کے گلے کا ہار بنو نہیں نہیں کرتی جاؤ اور گستاخیاں لکھا و چولیاں خوب سکین دست و پا پھینکیں باحقا پائیاں ہوں جی کھو لکر سوائیاں ہوں عصمت کہتی تھی کہ یہ کیا ارادہ ہے شرم جو جیتی تھی کہ کھو کیا رخصت کیا ہے یہ ہو سناک کسی کو کچھ جواب نہ دیتی اس عالم میں تھی **طہسم**

نگاہیں شرم ز کچھ رنگ رونق جبین سے نقش عصمت آشکارا افائیں چست نازک آرزو میں سوے افلاک حسرت سے نظارے کہ ہاں افسوس یہ دنیاے فانی محبت کیا کرے کوئی کسی سے کوئی دم کے لیے کیا لوٹ دامن	سخن میں پاک دامن کی تھی رونق سوے زانو نگاہوں سے نظارا فقط کچھ اپنے دل میں گفتگو میں ہمان کی بے ثباتی پر اشارے نہیں شایان لطف زندگانی بھلا کب زور چل سکتا ہے جی سے چھڑائے گا مقرر حیرت بدظن
--	--

آخر تقاضاے محبتے ناچار ہو کر غازہ نثری سے چہرہ گلگون کو تانباک کیا گلستان عارض میں بہار حسن نے زینت کو



مہمان بلایا مئی کوہ بونکے عکس آئینہ خستہ سون کھلایا لب لعین پر لالی نے غنیہ کل احمد کا دل خون کیا لباس لبری سے آراستہ ہو کر  
زبور جواہر من سے سیراستہ از سرتاپا جسم انور فرار کر وادہ جانب ولتسراے جانا نہ ہوئی اس ثنا میں میزبان دہنے مہمان خورشید  
بہر کوکاشا نفاک کو رخصت فرمایا اور بہر مہمانی شام دشت دسترخوان پر زور جواہر دوز و دستارہ دار بچھایا نظم

چھنا صحن زمین پر شام کا رنگ	ہوئی رودی بیاض عارض سنگ
گکا ہون میں ہوئی ٹھنڈک سی پیدا	بڑھے ساسے بہ شکل شوق پیدا

یہ مہمان کا شانہ جاناں قدم شوق اٹھائے جب شکر اسلام کی طرف آئی راستہ ہی میں جنگل کی عجیب صورت پائی دیکھا کہ کوئی  
نیک لگ لگی نظر آئی ہو جب در آگے ٹھہری تو ظاہر ہوا کہ ہزار ہا قندیل تنگی ہو گئیں بلور کے اور قمقمے نور کے آدینان میں غیر کشت  
ضیا مہر تابان میں فرش محل سبز کا بچھا ہر ہر نیاباغ بنا ہر درخت کو سر تراشی کر کے بادے سے منڈھا ہر موتیوں کے جال سے ہر  
نخل چھپا ہر اور نیاباگت یہ کیا ہر کہ ہر شاخ پر فوارہ لگایا ہر تن درخت پر چاندی سونیکا خولایا چھپا ہر کہ اسین فوارے کا  
خزانہ بنا ہر ہر شجر پر ہزار ہا ہزارے کا فوارہ چھوٹتا ہر پانی برستا نظر آتا ہر درخت سب شرابور میں ہوا کے جھکورے سے  
لٹن کی طرح جھکے جاتے ہیں شرم کھا کر عرق عرق میں نیا جو بن دکھاتے ہیں تپوں پر قطرے پانی کے اس طرح چمکتے ہیں کہ شکوفہ نہیں  
موتیوں کے گچھے لگے ہیں شاید بہار سونے میں زرد اور موتیوں میں سفید ہر درخت آرائش میں دشت یلی ہر قابل دید ہر کاغذ کا ببر  
کا مگر اغیا کی طرح سے آتش بازو نے اڑایا ہر کہ وہ تمام دشت پر چھپایا ہر نیچے اسلر کے فوارے جو درخت پر چھوٹتے ہیں اتنی  
ساون بھا دون کو شرماتے ہیں پانی کی بھو بار دور تک جاتی ہو طبیعت مست ہوتی ہو بھور بھری آتی ہو ملک بہار یہ سامان بہار  
دیکھا کہ جد کتاں جب در آگے ٹھہری دیکھا کہ ایک باغ پر بہار لگا ہر چمن گل نسرتن و نیا بان نیا بان میں یمن تیا موگرا  
جو ہی وغیرہ کے پھول لگے ہیں شمیم انکی دماغ باد بہار کو بسائے ہر لطافت و نزاکت ایسا بستر لگائے ہر ملک نے چاہا کہ چند پھول توڑے  
ہاتھ سے چھو اتو معلوم ہوا کہ سب درخت جو اہر کے ہیں جیسا جو پھول ہو وہی ہی خوشبو رکھتا ہر ہر نخل کی شاخ پر طائران خوشنوا مثل  
طوطیاں شیریں بیان و عند لیباں شیوان بان زمزمہ پیرا میں سبب یہ ہر کہ ہندوستان میں پر بیان جن ہوا انکر ملے ہیں طائر  
کل دار میں جب انکی کل دباتے ہیں وہ نغمہ سنجی کرتے ہیں ظاہر میں جواہر کے بنے ہیں ملک موصوفہ حبیب بیچ چنتان میں پہونچی سب  
گل اس گلستان کے اس طرح ہنسے کہ جیسے گلزار فقہہ لگاتے ہیں ملک حیران کا تھی کہ تنے درخت کے شق ہوے اور پر یون نے  
منہ کالے ملک نے دل سے کہا افراسیاب سخر اپنے طلسم پر تاز کرتا ہو یہ بادشاہ اسلام ہر روز طلسم نبالیتا ہر خدا یا یہ کیا اسرا  
ہر کہ یہاں اس طرح کی توج بہا ہر کل جو میں آئی تھی ایچکہ دشت پر خار تھا نام کو بھی نہ لالہ زار تھا یہ آئینہ ر و تو حیران تھی اور ان  
پر یون کے چہرے پیدا ہو نیکا یہ سبب تھا کہ درخت سب قفل دار میں جڑ سب انکی بیچ میں لگے ہیں انکے کھلنے سے درخت سب شاد  
ہوتے ہیں بیچ میں پر یون کے چہرے کلدار لگے ہیں کہ درخت شق ہونے سے وہ منہ سے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں تمام اس گلستان جو اہر  
کا گلستہ ہمیشہ بہار ہر ملک آسمان پر ہی نے امیر کو بارگاہ سلیمانی بھیجا ہر ذکر اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ میں لکھا ہے  
ملکہ بہار اس ساز و سامان دیکھا کہ رنگ تھی جب در آگے ٹھہری اپنے باغ و بہار کی ساحری بھولی دیکھا کہ ایک بارگاہ  
فلک فرسانہ سے رقبہ اسکا تاباں ج فلک پہونچا ہر پایہ بارگاہ چھپا یہ چہرے نظر آتا ہر کئی کوں تک اس بارگاہ رفیع کا عرض



پھیلا ہر دربار گاہ سے دور تک ایک بازار آراستہ ہر طرف کے اسباب عمدہ و نفیس سے پیراستہ ہر دکاندار نوجوان کمسن شباب  
 کدن لباس و زیور سے آراستہ بیچ و شراد میں مصروف نگاہ انکی الفت مالوت و درو یہ بازار بیچ میں سرک قطع دار  
 ہوا ہر جا بجا انبار سے گلاب کیوڑہ مشکوین بھرے اس سرک کو چھڑکاؤ سے رشک شست فتن و تاننا رہنمائے کٹورے کھنکے  
 مکانوں کا انداز نرالا یعنی بارگاہ سے ہر دن کا جدا در پھر اس میں ملا ہوا آراستہ ہر خیمہ کے رتبہ پر طاؤس زمر کا بیٹھا منقار  
 اسکی موتیوں کا کالا اور بارگاہ پر سیاہ و چوبدار مرد ہے حاضر تھے کچھ جلو خانے کے باہر تھے ملکہ خرباب س بازار میں پہونچی  
 یکا یک تمام دکاندار غائب ہو گئے یہ حیران ہوئی کہ سب کیا ہوئے اسی حیرت میں تھی کہ اندر سے بارگاہ کے سرداران عالیشان  
 مصدقہ بیاہر ہوئے اور ملکہ سے بعد شوق سے کہا ہم بہر استقبال آئے ہیں بادشاہ بڑی دیر سے انتظار آیکا کر رہے ہیں  
 تشریف لیجیے یہ کہہ کر ہوا دار پر سوار کیا مالک نے کہا اب تو دربار گاہ پر کھڑے ہیں سوار ہونے کی کیا ضرورت سب نے کہا کہ بادشاہ  
 اس جگہ نہیں تشریف فرما ہیں یہ بارگاہ صرف اسلیے ہے کہ قریب بازار پر چیز درکار ہو خرید کی جائے اور صرف میں آئے ابجگہ  
 ابدار خانہ و پخانہ و دیگر سامان وغیرہ کی تیاری ہو اور اس بازار کو بازار طاق بلقیس کہتے ہیں دکاندار اسکے سب پر بیان  
 اور جن میں کہ نظر سے غائب رہتے ہیں یہ کہہ کر ملکہ کا ہوا دار کہار بیان بادفتار لیکر آگے بڑھیں اور داخل بارگاہ ہوئیں یہاں  
 بھی صحن بارگاہ میں فرش گسترہ تھا تخت و کرسی و میز سے آراستہ تھا پری رخن کا مجمع تھا سامان شاہانہ میا تھا اگر جب  
 سواری بسان باد بہاری یہاں سے آگے بڑھی اور دوسرے دروازے سے بارگاہ کے محل پر دیکھا و تھی زندہ بہشت میں  
 اپنے تئیں پایا اہر بہاری بردے ہوا چھایا تھا ترشح سے فوار دنگے زاہدان خشک کو تر دانی کا لطفت یا دہ گیا تھا ہر شجر چھایا  
 کارا شجارت سے ہر بار زمین پر سر جھکاے سجدہ شکر خلیلہ قدرت ادا کرتا ہوا سے ہلتا تھا گویا سبز پوشان پاکیزہ دامن  
 کا وجد میں جھومنا معلوم ہوتا سبز فرش ارض پر سبز رگائے طاؤسان مست پر کھولے بیٹھے فرش قالین گلدار کی کیفیت  
 دکھائے صنوبر اپنی رعنائی پر اکڑتے پھل رخت کے نزاکت بھرے انگلی کے اشاریے ٹپکے گرتے پہاڑ کی دانگ سے سرچہ بارگاہ  
 کا لاہوا اور چار طرف باغ پر بہا بیچ میں وہ بارگاہ علاوہ باغ جو اہر میں مصنوعی کے جنگل اور دامن کوہستان میں ندیوں کا لہر  
 آبشار کا ہوتا تھا لطفت کھاتا باغ کی روش پری پردہ ہزار ہا جھاڑ اور کنول فروزان زبردانگ کوہ سرو چہر غل  
 چراغوں کی لوسے فواروں کا چھوٹنا واقعی لالوں کا موتی اوگنا تھا روشنی مٹی یا فرباد کے دلوں کی تھی شعلہ طور کا گمان تھا داشت تھا  
 یا وادی میں گلزار پر خیال گلشن جنان تھا سمان اللہ کیا اس جگہ کا بیان ہو

یا وادی میں گلزار پر خیال گلشن جنان تھا سمان اللہ کیا اس جگہ کا بیان ہو

بہار چشمہ لبریز بے رنج  
 زمر دگونہ نہ نظر جا بجا فرش  
 دل بیتاب کیفیت اٹھائے  
 کہیں کچھ اور ہی صورت نئے رنگ  
 سنے اُنکو تو جائے دل سے ہر رنج  
 نشمین جب ابجا شاخون پر اُنکے

نہال سبز عرفان نو اسنج  
 زمین پر سبزہ نو خیز کا فرش  
 نگاہوں میں تراوٹ جس سے لگے  
 کہیں گلہائے خود و رنگ رنگ  
 ہزاروں طائران نو نو اسنج  
 برابر نخل و سدین جس قدر تھے



زمین پر سنگ مرمر فرش تادور قفس صندل کے آویزان شجرین مصفا باغ سار اصور ت دل	فدا ہو دیکھنے سے طبع مسرور عجب نقاشیان دیوار و درین بجاسے اسکو کہیے نور منزل
--	--

ملکہ بہار اس لالہ زار کو دیکھ کر تقاضائے عشق سے آہ سرد بھرتی اپنے گلزار کی سرد مہری یاد کرتی کہ دیکھیے وہ غرور  
حسن و جمال میں تجھ سے کہیں ہوا ہی نگاہ شوق کیونکر تجھ پر کرتا ہے معاملہ دیکھا دیکھیں کیسا گزرتا ہے اس طرح ہوس گری کھاتی ہے یہ نرس  
سے آنکھ ملاتی روانہ تھی کہ یکایک ہر طرف سے ہزار ہا کثیران مہر صورت زیور جو اہرن پہنے لباس عمدہ زیب بر کیے عمدہ  
ہاتھوین لیے پیدا ہوئیں نظم

مزین جسم پر پوشاک و زیور گران بار بدن پوشاک و زیور خرامان کبک کی صورت بصدناز نہیں رکھتی تھیں مثل اپنا جہان میں	قریب تخت زرین ٹھہرین آکر نزاکت تھی برسنی ہر صنم پر پر یزادون سے دہو رین تھیں ممتاز ادھ گل تھیں لا جواب اس گلستان میں
---	---

ان سبے ملکہ کو تسلیم کی اور ہمراہ سواری چلین ہزار ہا کنول آگے آگے روشن سرگرم اہتمام ہر غنچہ دہن طر قواطع تو اگویان  
نخلون سے معطوب و جان غرض کہ اسی آن دیان سے قریب یک چشمہ شیرین کے پہونچی اس نہر میں ہزار دن رنگ گل اس  
پڑا تیرا تھا چشمہ نور چشمہ بنگیا تھا چشمہ مہر کی طرح نور سے لہر آتا تھا قریب چشمہ دودخت سرو کے لگے انھیں رختون سے ملکہ  
سراٹھ بار گاہ استادہ تھے سوائے اس چشمہ کے پشت رختان سرو اور کچھ نظر نہ آتا تھا قریب رختان ہزار ہا زنان قمریکر بعبور  
در بانی استادہ ملکہ کو سب تسلیم کی پران درختون دروازہ لگا تھا لیکن اس طرح کہ ثابت نہوتا تھا مہی راستہ اندر بار گاہ کے  
جانی کا تھا پس وہی دور ہوا ملکہ اتر کر داخل ہوئی آگے بڑھ کر جلو خانہ شاہی ملا قرت ز تجھ پر تھی پردہ نہ پوری پڑا تھا وہ پردہ  
چرخ پر کھنی ملکہ اندر آئی دیکھا کہ عجب بار گاہ رفیع المنزلت ہے سکن بادشاہان جمشید مرتبت ہنرین بار گاہ میں ہزار ہا گلستہ  
وہاں ہر عطر انہیں بھرا ہوا گیا طبلہ عطار کھلا ہوا بار گاہ میں بار ہزار کنول جو اس کا رنگا ہوا الماس تراش ہر ایک استادہ نگیرہ  
جو اسہ روز کھنچے ہن جھاڑ انہیں ٹنگے ہن مرد نگین کی بارہمین قطار در قطار لگی ہن اور کرسیان یا قوت و مذہب کا بھی ہن  
فرش مصفا سجائے دیکھل ہزار ہا لگے ہن سامنے چل ستونین تخت شاہی بچھا ہوا طاسان مرصع دم نہ دم اپنی چتر کی ہر  
پچ تخت پر سنبھلی ہے اس پر ایک جوان جیسے ہر فلک و زوال دنیا ہزار جان سے قربان بیٹھا ہے تلج شاہی اور لباس  
فرما شروانی سے آراستہ ہر گرد ہزار ہا حور پیکر و شکا جمع ہے عجب داس دلربا کی دیکھی کہ مرادین اسکی بامراد آرزوین و شاد  
تمنائین اسکی بلا گردان کہ کوئی تمنا کرے اسکو کس چیز کی نامی سہری جو تمنا کرے نگاہ جو ش کرم زرد و سائے اسکے بے دم  
جبین میں اسکی دہ نور کہ قمر کو داعی غلام اسکا بننا منظور زلف ہر خند کہ کافر کشش لیکن بصورت لام اسلام ساکن قریب کعبہ  
ابو حنبلہ کن جان اسکی خوشبو آنکھوں میں کیفیت حسن لبریز مشکان لبان خنجر تیز زبان زخم حکران ابرو کا نقشہ دیدار حیا بصورت  
نظر نہ کر دیکھنے کی خرید اربتی نشان حسن قدرت یا شعاع خسار کی لوشع طور کی ضیا انگشت معجز نمایان ہن خسار ہو نیلے ظاہر



کہ مجھ کو شوق ہو اعارض کا حسن حیرت آمیز یا جلوہ صبح طرب خیز لب کارنگ پر روح گلشن صدقے قند نہات بڑے مزے سے اُس کی  
بلا میں نے غیر سے پانی ہو کر بے وہاں تنگ نہیں نہیں کرنے سے ملک عدم بنا چاہا ذوق میں دل عاشقوں کا ڈوبا ہوا بیاض گردن فتر  
حسن کا خاتمہ شانے شان الہی کے نمونے ہاتھوں میں دل چھین لینے کے قرینے سینہ جوش شباب مستی سے بھر اشموت پرستی سے تنفر  
کیے دل جلانی کی عادت سیکھی شکم معدن نور تخبہ بلور کمر نازک تار نگاہ دو بین لبان چشم جانان بیمار و ناخوان و نازنین شمع ساق  
پایے ٹوٹی ٹوٹی اسکی ہنسی ہوشان پر لات مارتی باد چمچیم بہر چمچیم فرشتہ ریتا ہر فریب شاہد کی سبج عریز کی دھج کہ بموجب لم لمولف

کیا لکھوں وصف اس کے قاست کا  
روشنی قلوب تھیں آنکھیں  
غنچہ بینی اور گل رخسار  
گوش تھے کان ہاے رازنہاں  
زلف پیچان کی مدح مشکل ہے  
لعل و در صدقہ لب و دندان  
جو کہا منہ سے ہو گیا وہ عیان  
واہ کیا خوشنما وہ گردن ہے  
ہاتھ تھے وہ بلور کی شافین  
بے کدورت مقاصد وہ سینہ  
چشمہ نور تھا شکم لاریب  
کوئی تشبیہ یاں پہ ہر کمر  
ماشاء اللہ خوشنما ہین قدم  
اُس قدم پر رکھا تھا جسے سر

تھا سراپا الفت قیامت کا  
چشم بد و ر خوب تھیں آنکھیں  
چستان عیش کی تھی بہار  
لکھ سکون اُنکا وصف کیا امکان  
جسمین ابجھا ہر ایک کا دل ہے  
جانتے ہیں جہان میں سب انسان  
کلاک قدرت سے لاکلام زبان  
حسن کی شمع سب پر روشن ہے  
انگلیاں نخل طور کی شافین  
حق نما تھا بشکل آئینہ  
ناف گرداب دار تھی بے عیب  
نہیں آتی ہے اب میان نظر  
رہرور راہ کبریا ہین قدم  
وہ کسی کا نہیں تھا دست نگر

ملکہ اس ولد ار پر از بسکہ شیفہ نادیدہ تھی اسوقت سامنا ہوتے ہی بخودی چھائی عشی بہر استقبال ہوش آئی ادھر  
بادشاہ اسلامیان نے بھی دیکھا کہ ایک درج دلا کی گوہر ہرج وفا کی اختر ملک عشق کی قیصر آئینہ حسن کی جو ہر باغ دوستی  
کی شجر نہال آرزو کی ثمر مہدائے الفت کی خبر باز دے بے بال و پر آسمان دلبری کی قمر نور نظر آرام جگر بلکہ جگر ہی بہتر تیغ  
الم کی سپر پہلوے عاشق کی دلبر کشوول لوٹنے والی سینہ پر لوٹنے والی پہلوے عاشق سے بھاگنے میں کڑی کمان کا تیر دل  
اُسکے تیر مژگان کے پچیر دام بلا کا کل میں ہر ایک کا دل اسیر ظالم بے تقصیر ساق پا جسکی عریان ہو نور و دشمن ہزم  
عاشق پرار مان ہو کہ بموجب نظم

قیامت تھیں وہ آنکھیں سحر آمیز  
لکائی جنبش ابرو نے تلوار

نکھ نے کی وہین دلپہ چھری تیز  
مژہ نے رکھ لیا ہے دل سردا



پڑی تیغ تبسم ایسی کاری طبیعت جال میں زلفوں کے اکھی	ہوئی منظور دل کو جان پہاری پڑی ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھی کنواں حیاہ زرخندان میں جھکایا
---	---

یہ دیکھتے ہی نگاہ محبت نے اثر کیا بادشاہ کو بھی غش طاری ہوا خواصوں نے جلد جلد گلاب کیوڑہ وغیرہ چھڑکا دو نون کو صبا ہوش آیا ملکہ آگے بڑھی تخت سے شاہ نے بہر پیشوائی اس شاہ حسن کے پیش قدمی فرمائی قریب کر ہاتھ تھام لیا ملکہ نے نزاکت سے یون کہہ کر کیا مرض جھک کر تائی درانیہ جی سفت گیا غش آگیا بادشاہ نے سکر کر کہا کہ تمہارا شرمندہ ہونا میری نگاہوں پر صاحب میں تو آپ سے شرمندہ ہو کر غش کر گیا ملکہ نے کہا مجھے آپ کیوں کیسا غش ہونے لگے یہ دوسرے اور کسی پر ڈا ایسے شاہ نے کہا ہمیں تو کوئی مرض نہیں اب تمہاری زلفت کا سودا ہوا ہر ملکہ نے کہا اس مرض کی کیا دوا ہے شاہ نے فرمایا کہ شربت وصل سے یہ عارضہ جائیگا ملکہ نے یہ سن کر سر جھکایا شاہ ہاتھ پکڑے تخت پر ملائے برابر بیٹھایا کنیزان گل خسار نے چار طرف سے اس بارگاہ کے پردے اٹھوا دیے برسات کی چاندنی کھلی تھی چشمے موجزن تھے چاند بانی میں ہلور لیتا تھا پہاڑوں سے آبشار ہوتا تھا اس لطف میں ساتی ماہ دیدار نے دونوں کو نشہ سے سرشار کیا پھر نہرہ جبینان ہر رخسار نے ساز ملا کر یہ غزل مولعت کی گاتا

### شروع کی غزل

دل اشتیاق دوست میں بے اختیار ہر دم زیادہ ہوئی میں داغوں کی کثر تین جی چاہتا ہی سر نہ چشم اسکو کیجیے تھمتا نہیں ہر آنکھوں میں ہر خنیدر دیکھے سوراخ جا بجا جگر و دل میں پڑ گئے آنکھیں اٹھانے کے دیکھو ذرا ترک جنگ جو لاکھوں فریب یاد میں تم کوئے کوئے نئے او جیاہ میں آئے بھلا کس طرح ہمیں	آنکھوں کے سامنے مرے تصویر یار ہر سینہ ہمارا اکا ہے کوہ لالہ زار ہر بتلا تو اسے صبا یہ کہا نکا غبار ہر ہر اشک میرے دلی طرح بیکر ہر کیا ہی ستان تیرنگہ دل کے پار ہر دل ہفت میں خدنگ نظر کا شکار ہر پیارے تمہاری بات کا کیا اعتبار ہر قابو میں اپنے دل ہر نہ پہلو میں یار ہر
---	--

بادشاہ نے جام گلگون سے تاب بھر کر منہ سے ملکہ کے لگا دیا ملکہ نے پیکر سا غم بھرا اور شاہ کے منہ سے لگایا پھر تو داغ دور شراب سے گرم ہواستی شراب آنکھوں میں گھر گیا امیدیں کھل کھیلنے پر آمادہ ہوئیں مگر آنکھیں شرم سے جھکنے لگیں تنہا میں ہر خنیدر کہ ہنستی تھمتا نہیں گرجیا مانع تھی کچھ عرصے میں جب بادشاہ نے آغوش محبت میں کھینچ لیا کنا را کیا نظر سے کیف مستی ہویدا آنکھیں سرخ ہو کر طبیعت کا ڈھنگ بدل لالاعاب شوق نے لب تر کر دیے سکر اسکر اگر خفا ہونے لگی کہ صاحب تجھے بھڑا اللہ قسم جھکویہ دھمال بھوٹے دیدوں بھی نہیں بھاتی مردوں کی آنکھیں باتوں سے نفرت ہے کہ جب پاس بیٹھتے ہیں سوائے نو چاکھو جی کے انکا ہاتھ نہ ہوتا ہی نہیں قربان کردن جان ہکان ہو جاتی ہے ایسی دھماچو کڑی بھلا کسکو پسند آتی ہے یہ کہرا اس انداز سے تیوری چڑھائی کہ لشکر غمزدہ نے ہوس عاشق کو شکست دی بادشاہ منت کرنے لگے ملکہ نے ہنس دیا شاہ نے پھر دست ہوس دراز کیا اس بانی تم نے



نہیں نہیں کر کے ہاتھ چھڑا یا کہ صاحب کیا غرض جو ہم اپنے دلپر جبر کر رہے اپنے اور بیگانے کے طعنے مین جان کیوں آرزو میں آخر  
کو دین شوق دید میں جستجو کرین فراق میں جل جل مرین بادشاہ نے کہا کہ اسے مایہ ناز ہر چند کہ میں شاہ ہوں لیکن تیرا غلام ہے  
اختیار ہوں یہ کہلا آتسو آنکھوں میں بھر لے ملکہ نے اپنے دامن سے آنسو پوچھے ہنس کر کہا صاحب کیا تیری شکل میں روزانہ گاہی  
میں رونے آدمی سے گھبراتی ہوں یہ کہلا اس طرح آنسو پاک کئے کہ وہ گد مایہ جسم سینہ سے مل گیا بادشاہ کو تاب نہ رہی فوراً  
گلے سے لگا یا بلکہ تڑپ کر آغوش سے جدا ہوئی کہ ادنیٰ دم گھٹ گیا اب تو شرم نے آنکھ سے عار کی آرزو سے ہکتا ری دلدار  
اور زیادہ ہوئی اٹھکھیلو نکا زمانہ آیا بیتا میو کی افزائش ہوئی مگر پاس شریعت مانع از کار تھا بغیر نکاح دونوں جانب  
خیال عصمت و پارسائی کا اظہار تھا ہر چند کہ فعل باطنی یعنی مباشرت سے تو باز رہے مگر یہ کیفیت تھی کہ حوصلوں کا گرم باز  
آپس میں ہم آغوش دہن میں مزے بوسوں کے پوشیدہ آنکھوں میں چونے لکھ کر کیا نہیں اور بان کی لذتیں و مسکینان بھرتا ملکہ نے  
مگر وہ نہیں ہاتھ ڈال دینا بھجکنا پیچھے ہٹ جانا شرمناکجا نامسکرانا پسینے پسینے ہو جانا چھوٹے کپڑے درست کرتے جانا کبھی  
انگوٹھا دکھانا کبھی زبان کی لوک سے خسار سلانا پہلے آپ بوسہ کے لیے منھ بڑھانا پھر شرمناک فرادائی دکھانا کبھی منہ سے  
سر قدم پر رکھنا اور کبھی خفا ہو کر پاؤں پر دوسرے کو گردانا کبھی فداے روئے یار ہو جانا کبھی تشہ و صا سے بہوش ہونا  
کبھی شمیم زلف جاناں سے مدہوش ہونا کبھی غلبہ نہیں منھ ڈالنا کبھی شرم کا حیا کرنا کبھی اگر کتنا کوئی آتا ہوا درپٹ جانا کہ دم گھبرا  
ہو کبھی دامن جھٹکنا تنکر کھڑے ہونا کات کا جو بن دکھانا کبھی حیران ہو کر چار طرٹ کھینا آنکھوں کی گردش سے عالم دگرگون کرنا کبھی  
الگ ہٹ کر ہاتھ کاٹ لینا آئینہ خسار کی حیرت ناکی سے بہار دکھانا اس ہنگامہ میں چولیان مسک گئیں نارہستان بے جوگئے تو  
سرخ سرخ نظر آنے لگے سید فن گدرا کر زیادہ لطف دکھانے لگے زلف کا مزاج برہم ہوا منھ پر چھڑائی گیسو نے لہر کر باغ  
رخسار پر گھٹا چھانکی کیفیت کھائی کا کل باوجود کہ بال بال گنگا تھی لیکن اترانے پر تیار تھی بادشاہ اس غیرت سے  
حبیب لپٹے تو آہ سرد بھرتی کہ آپکی وفا کا کیا اعتبار ہے یہ منھ دیکھے کا سب پیار ہے انھیں فقر و فاقہ سے صد افسوس کھلاو ایسی اپنے  
اور پردیوانہ بنالینا ہی ہنگامہ ناز و نیاز تا دیر گزرم ہا ہر ایک با آرزو بے شرم رہا کہ نظم

کبھی آسپسین لپٹے ہو کے بیتاب	کبھی حسرت سے کرتی چشم پر آب
کبھی ہوتی کہ جانی دم ذرا لے	ٹھہرتی اور بھی دو چار پیالے
کبھی زانو کو باہم مستی تھی	کبھی کہتی کہ صورت دیکھ میری
زبان سے بوسہ لے کر گدانا	اٹھا کر جام مے منھ سے لگانا
یہ کہنا جلد پی میں تیرے صدقے	کہ ہر کچھ دید میں تو میرے صدقے
کبھی ٹہنی سے دینا اک ٹھوکا	لیٹنے میں کبھی دید میں دھوکا
کبھی کہنا کہ ٹھنڈے آدمی ہو	اٹھے ایسوں سے راحت کب کسی کو
مزے بوسوں کے مستی پر جو آئے	ارادے اور ہی مطلب پہ پائے
گلے ملکر دیے بوسے جو دو چار	ہوے نیلے نزاکت سے وہ رخسار



	نگاہ ناز نے جلوہ دکھایا	پسینہ آ کے چہرہ متمایا	
	<p>جب خاطر شوق متقاضی مہبتری ہوئی بادشاہ نال کر اٹھے اور ملک بھی ضبط کر کے الگ ہو گئی کہا اوچلکر چاندنی رات کا لطف اٹھائیں بہار باغ سے جی بہلائیں بادشاہ اس رشک ماہ کو ہاتھ پکڑ کے پچھلے اور پشت و پہلوے بارگاہ کے جو سراچہ اٹھے تھے اس طرح آئے یہاں جو کیفیت بہانہ کی زبان قلم کی کیا لیاقت ہو جو بیان کر سکے جا بجا چھوٹے درختوں میں پڑے تھے گلزاروں کے پچھلے جمع تھے ملا رگاتی تھیں چاندنی میں روٹی تھیں چھوٹی چھلیا کھیل کر بہار جو بن دکھاتی تھیں رختوں پر بادے کی چمک مقیش کا اڑنا نوریز زمین فلک ہنردن میں بھرے اور مور پنگھیاں پڑیں جلتے رنگ بختا نا بھنڈیں چھلین کرتیں لب ہر نہر جواہر کار بنگلے بنے فرش و شیشہ آلات سے سجے مینا کار ہرج بنے آگے اُنکے نگیرہ یا سلک گوہرتے کہانیاں بیان ہوئے نظر</p>	<p>ہر اک سامان تازہ حیرت افزا طلسم آمیز سارے کارخانے پھینکتے تھیں مندریں زرین بہت خوب کہا بیٹھو کہ دم لے لین ذرا ہم غرض بیٹھے لب جو وہ گل اندام کہ اتنے میں کئی معشوق طناز جھکین تسلیم کو گائیں بجائیں پھر اُنکے بعد آئیں اور نو خیز لیے شیشے بعل میں ہاتھ میں جام کیے موجود کھانے لاکے با ہم طعام عمدہ دسترخوان شفات تناول وان کیا دونوں نے کھانا رہے کچھ دیر پھر کبیر ہوا پھرے پھر وان سے آئے خواہگین</p>	
	<p>نظر جس پر رہے تاحشر شیدا بجا ہے کیسے جادو کے ٹھکانے بشکل عارض تابندہ مرغوب ہیان کی سیر دیکھیں بھی کوئی دم ہوئیں حاضر پرستاران گلقام لیے آئیں ہزاروں طرح کے ساز نہایت لذتیں خاطر نے پائیں نگاہیں جن کی خنجر کی طرح تیز سوا اس کے بہت سامان آرام غذا میں سب طرح کی کین فراہم بشکل حسن جانان پاک درصاف ہوا آغاز پھر گانا بجانا رہے پانی کی کیفیت سے سرشار لپٹ کر دونوں لیٹے اک جگہ میں</p>	<p>لیکن سونا کیسا وہی ناز و غمزے کا دور عالم ہی کچھ اور ہوا ملک نے سارا حال طلسم بیان کیا اور شاہ طلسم سے اپنا پاکدہن رہنا اسکا بدل و جان فریفتہ رہنا اعلیٰ کے ساتھ کہا پھر اپنا شریک ہونا اور خواجہ کی عیاری کرنا کہ اگر کو لب کا حال کہا مگر شیعہ د گلدستوں سے پر ہو کا ٹھکر کہانی کہتا بیان کرتے وقت اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا انھیں باتوں میں مزے مزے کی حکایتوں میں شمع انجمن فلک نور ہوئی یہاں گردن میں باہن پڑی تھیں ٹانگوں سے ٹانگیں گٹھمی تھیں کہ زلف شب کٹی مزاج بحر سے گستاخی ہر ہوائی</p>	
	<p>دکھایا صبح نے اپنا جھمکڑا اٹھے انگڑائیاں لے لے کے بیہوش</p>	<p>یہ باتیں تھیں کہ بد لا حال شب کا کچھ دست ہوس ٹھنڈے ہوئے ہوش</p>	



نہ ساقی بخانہ مینا بخانہ تھا جام زبان پر تھا فقط اللہ کا نام

بادشاہ نے اٹھ کر وضو کیا نماز سحر ادا کی تا دیر درگاہ احکم الحاکمین میں التجا کی لشکر میں امیر حسب دستور چھلی رات سے برائے طاعت رب غفور اٹھے تھیں صبح کو سب سردار بہر نماز مسجد میں آئے بعد فراغ نماز سب نے مصافحہ کیا سلام ہر اک کا ادا ہوا اس وقت جو اسیں سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ کل سے ملکہ بہار امیدوار ملازمت حضور د و لتسرای علی میں حاضر ہیں امید رکھتی ہیں کہ دیدار فیض آثار سے بہرہ یاب ہوں امیر نے اس خبر کو سنا کہ استفسار فرمایا کہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی یا نہیں ہر کامی عرض کیا ہوئے کہ شب کو حضور عالم کی طرف سے دعوت تھی اور ظل اللہ بھی کچھلے سے برائے خاطر مہمان عزت تشریف فرما خانہ دعوت تھے ابھی تک وہیں ہیں یہ حال سن کر امیر اٹھے کہ بادشاہ کو تسلیم بھی کرینگے اور بہار سے بھی ملیں گے پس آج کا دربار بوقت رکھا سردار اپنے اپنے خیمہ میں آکر آرام کریں اور امیر سب سافت بعید سوار ہو کر صحرائ میں گئے اور پہلوئے بارگاہ دعوت کی طرف آئے ملازمین دیکھ کر خدمت شاہ میں گئے آمد جناب صاحبقران عرض کی بادشاہ تخت طاؤسی پر بیٹھ کر بیٹھے بہار مع خواصان کفام کے بہر استقبال بیرون بارگاہ آئی امیر کو تسلیم کجا بلائی امیر نے سرسینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم مہمان عزیز تھیں کیون یہاں تک آئی کی تکلیف کی عرض کہ فرماتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اٹھ کر تعظیم دی آپ نکل پڑا کر تشریف فرما ہوئے ملکہ بہار ڈوٹھے سے سب جسم چھپا کر سامنے کرسی پر بیٹھی گردن جھکا کر تھی کہ نیل بوسون کا رخسار سے ظاہر نہ ہو سپر امیر کی نگاہ پر بڑی غیرت کی بات ہو خلاصہ کلام یہ کہ جب بیٹھے فرماتے لگے الحمد للہ میں تجھ ایسی شہزادی ساحرہ زبردست کو مطیع اسلام پاتا ہوں نورایان تیرے دلمین آیا خداے بے شریک بے ہمتا کو کو نے پہچانا میں بہت تجھ سے راضی ہوا ملکہ عرض کیا ہوئی کہ ہے سعادت کو میں میری کہ آپ ایسے برگزیدہ کی زیارت سے خدا نے مشرف کرایا مجھ کو ضرورت خواجہ کے ساتھ رہ کر شاہ طلسم سے اگر نہ دہش ہوئی تو ابھی کلمہ طیبہ پڑھتی امیر نے فرمایا جزا اللہ بھر حال عمر و پوچھا اُس نے ازابتداتا انتہا بیان کیا اور کہا اب کو کہ ہے یہاں اس طرح بعزت تمام ہیں امیر نے سب حال سن کر ایک نامہ طلسم والوں کو لکھ دیا اور ملکہ کو کئی سونگشتی زیور و مرد و الماس کی مع خلعت گران قیمت عنایت فرما کر اور نامہ شوقیہ بنام خواجہ دیکر ارشاد فرمایا کہ بابا فقیر کو سچہ کہ سیری نہیں گوارا تھا ری دوری نہیں لیکن شغل و اشغال میں فرق آتا ہے تمہیں خداے کریم کے سپرد کیا حقیر برائے طاعت رب غفور جاتا ہے یہ کہہ کر خلعت ہوئے اور ہنگام و دارع بادشاہ سے کہہ کر جناب بار میں کبے و نق افزہ ہونگے شاہ نے فرمایا کہ شب بھون جاگا ہوں آج آرام کرو ونگا کل انشاء اللہ برآمد ہوگا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا میری خلعت کیلئے ایسی باتیں ہیں یہ تمہارا گھر ہے جہاں جی چاہے تشریف رکھنا ملکہ نے عرض کیا کہ جسے شریک ملازمان عالی ہوتی ہیں اسی آستانہ کو اپنا ماں جانتی ہو یہاں نہ کی تو اور کہاں جائیگی مگر بندگان جناب شاہ طلسم تنہا ہونگے فی الحال زیادہ نہیں ٹھہر سکتی آج شام تک چلی جائیگی امیر یہ سن کر وہاں سے روانہ ہوئے اور دخل صومعہ عبادت ہو کر یاد الہی کرنے لگے وہاں جب تنہائی ہوئی وہی ہنگامہ عشرت ہوا آپ کی چھٹی چھٹا اختلاط و پیار ہونے لگا لطف ہم آغوشی باہم بوسہ بازی حسرت کی ٹکا ہین محبت کی راہیں کھلین کا نالچ شروع ہوا شراب کا در چلنے لگا باہم عہد و پیمان ہونے لگے وعدہ دیدار و وصال



پراقرار کے چھلے بدلے نشانیاں ایک نے دوسرے کی لہجہ میں عاشق و معشوق نے کھائیں کہ جانی ہم کسی خیال میں ہونگے مگر تھیں نہ کسی طرح دل سے اپنے بھولنے کے دن ہجر کی مصیبت کے بھرن گئے خدا چاہے گا تو مل رہیں گے کہ

بھے تنہائی ہوگی تم سے حاصل زبان پر آئے گی فریاد سردم کسی دیوار سے پھوڑینگے سر کو زیادہ دید میں ہوگا نہ انجام یہ کہہ کر دل محبت سے بھر آیا تو مل کر گئے وہ خوب روئے پھر اسکے بعد مانگی اک گلابی لبالب جام مے اترے گلو سے ملا سینہ سے سینہ لیکہ تھا جوش لیے بو سے زبانوں نے دہن کے	نہ مانے گا کسی صورت مراد نکل جائیں گے گھبرا کر کہیں ہم محبت آگ کر دے گی جگر کو کہ مر جائیں گے ہم محسوس نہ ناکام طبیعت میں جو اپنی جوش پایا کوئی دم داغ دل اشکو سے دھوے رہا کچھ دیر دور آفتابی مزے لیتے ہجوم آرزو سے ہوئی کیفیت عالم فراموش لٹے گل دونوں عارض سے چمن کے
---	---

انہیں شکوہ و شکایت ذکر ہر دہل میں آغوش فلک سے معشوق خورشید نکھر جانے طلسم مغرب روانہ ہوا اور شب فراق نے عاشقوں کے تڑپانے کو عالم میں داخلہ کیا کہ ابیات

نگاہ شر تھی مصروف تماشا چھپا چشم جہان سے مہر و شمس	کہ اٹھا نور روئے خورشید سے نقطہ ملا گیری ہوا عالم کا دامن
---	--

اس آفتاب آسمان دہری نے رو کر کہا کہ جو جانی اللہ تجھ کو دل سے نہ بھلانا زیادہ نہ تڑپانا اشعار

کہا جاتے ہیں تو خالق کو سوچنا کہاں ہم اور کہاں تم اور یہ سامان دعا کرنا کہ پھر بھی ہو طاعات کہ ہم تم ایک جا ہوں محو آرام	مگر اے جان رکھنا دھیان میرا مصیبت کے پھر ہوئی دست و گریبان میرے آئے پھر گزیری ہوئی رات رہے شرمندہ فکر بخت ناکام
---	--

بادشاہ بھی ان باتوں پر اشک نشان تھے عجب وقت تھا کہ آہوں کا دھوان بلند ہو کر گویا سحاب بنا تھا اشکو کی چھری لگی تھی چہرے تنہا کر سخی ہوئے تھے یا گلزار حسن میں شفق پھولی تھی اور صحرائیں طائر بسیرا لیتے تھے ندیوں نے آبشار تھا پہاڑوں سے جھرنے جھرتا سا رادشت اس بہار کے جانے سے روتا تھا کوئل اور میسے اور مور غرے اور کوکبے عتقہ و نون وقت ملتے تھے یہ شیدائے یکدگر جدا ہوتے ہرمت سناٹا چھایا تھا فلک نے جدائی کا نقشہ دکھایا تھا خلاصہ کلام وہ تمام زار و دیریاں سحر کر کے تخت پر بیٹھ کر اڑی عاشق کو دھکتی جاتی تھی بادشاہ بھی محو نظارہ تھے اور مثل دیدار ہلال شب عید تاویر انگریز جب وہ ماہ عید نظر نہ آئی اور نگاہ سے چھپ گئی اشکو کے بہانے کا بہانہ ہوا دم بہراہ جانانہ روانہ ہونا ناچار وہاں سے



پھر کردخل شہستان ہوئے کار پردازون سے فرماتے گئے یہ سب سامان برطرف کر دو تعمیل حکم میں مصروف ہوئے اور شاہ چھپرکھٹ پر لیٹ کر منہ لپیٹے شب بھر کے صدرے سینے لگے اس طرف تو یہ حال گذرا مگر طرف ثانی کا ماجرا سنئے کہ تخت سحر اڑا کر قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دل صحبت شبینہ رکھتا تھا وہی جلیبہ ٹھکونین پھر تاتھا دل سے کہتی تھی کل کیا تھا اور آج کیا ہو گیا نظم

برائے چند ساعت یقین یہ باتیں	نہ تھے آگاہ ہم ہوتی بین کھاتیں
نہ سمجھے تھے فلک کو بے وفا ہے	یہ جتنی مہربانی ہے دغا ہے
ذرا اشکون سے دھولین گرد آہن	بنا یا اپنے جی کو اپنا دشمن

اسی رنج و الم میں اُس پہاڑ پر وہ تخت اتارا اور تادیر جانب لشکر اسلام دیکھا کی یہ فکر یار میں فلک اپنے کار میں یعنی انگلوں عیار جو سابق میں بہرہ دلقا آیا تھا اسنے اتہک جنگ جہل و آمد ساحران دحر بہار کی وجہ عیاری کر نیکی فرصت نہیں پائی چنانچہ جب لقا کو بہار نے دیوانہ بنایا اور سبنا چتے ہوئے لشکر اسلام میں گئے وہاں سے اور توسلے آئے مگر عیاری صورت بد لکر گیا کہ میں عیاری کر دیکھا غرض کہ لشکر اسلام میں تیاری دعوت شروع ہوئی کسی نے اسکی جانب توجہ نہ کی اور اسنے بھی قسم کیا کہ بہار آئیگی اُسینے خداوند کو ذلت دی ہر تو اُسکو کپڑا لیچلنا اسی فکر میں چارکت صورت بدلے پھرا کیا اور جب جلسہ دعوت آغا نہ ہوا اسکو بھی نہ معلوم ہوا کہ خیمہ بارگاہ میں کب نصب ہو یکن کیونکہ یہ انتظام جب سے ہوا تھا کہ یہ اپنے ملک سے بھی نہ آیا تھا آخر جب کسی کار پرداز کی صورت نہ بن سکا اور کچھ خیمہ بارگاہ مقام دعوت میں بنجا سکا چاہا کہ یوں کر دست بردی کروں جب صبح اسے گلہ ستہ ہمیشہ بہار میں قدم رکھا وہاں انتظام جنوں کا تھا غل و شور پیدا ہوا کہ لیجو گرفتار کیجو دوڑ آیا یہ گھبرا کر آگے نہ بڑھ سکا سمجھا بہار نے سحر کی چوکیاں بٹھادی ہیں جانہ سکو گے یہ سمجھ کر گھات میں لگا رہا کبھی اسن کوہ میں پھرتا گاہ سر کوہ پر جا کر سیر روشنی و کیفیت جلسہ دعوت دیکھتا تا انیکہ ملکہ مذکورہ رخصت ہو کر پہاڑ پر آئی اور اُسنے بطور مخفی اسکو دیکھا بس اُسوقت درہ کوہ میں بیٹھ کر ایک ضعیفہ کی صورت بنا کر خیمہ ہشت لکڑی ہاتھ میں سر ہلتا مال سفید چادر محمودی کی اوڑھے پانچون میں گرہ لگا کے آہستہ آہستہ کچھ بکتا ہوا چلا بہار نے پہاڑ سے اسکو جاتے دیکھ کر پکارا کہ بڑی بی ذرا اٹھنا اور نہ در سحر اڑ کر اسکے پاس آئی اُسنے ملکہ کو دیکھ کر بلا میں لیں عالمین دین کہ سامری بھلا کرے بیٹی اس جھکے میں رات کو کہاں پھرتی ہو ملکہ نے کہا میں لشکر اسلام میں کام کو آئی تھی اب طلسم میں جاتی ہوں مگر تم بتاؤ کہ کہاں رہتی ہو اور کہاں جاتی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا میں کہاں جاؤں جب وارث میرے مر گئے دنیا سے نفرت کر کے جنگل میں چھوڑا ڈال کر پڑی رہتی ہوں تھا راجو چلے تو چل کر وہاں آرام کر دو ملکہ نے اس بڑھیا کو اسیلے پکارا تھا کہ یہ اگر اس اطراف کی رہنے والی ہو تو حال راہ طلسم جانتی ہوگی دریافت اس سے کر کے میں رہ گا اے منزل مقصد ہوں جب اس نے یہ کہا کہ میں صحرائ میں رہتی ہوں ملکہ نے کہا راستہ بھی تمہیں کچھ معلوم ہو بڑھیا نے کہا سب اہین جانتی ہوں طلسم تک حال بخوبی معلوم ہے اسنے کہا پشتہ رنگین حصار کا کونسا راستہ نزدیک ہے ایک اہ تو شہرناہر سان ہو کر گئی ہو ایک صحرائے صورت سے راہ نکلی ہو لیکن میں چاہتی ہوں کہ ان راہوں سے نجاؤں بڑھیا نے کہا اور راہ طلسم آئینہ سے ہر وہ اہل اسلام نفع کیا آؤ بیٹی تم میرے مکان پر چلو تو بیٹھ کر چھی طرح راہ کا پتہ سمجھاؤں میں مدت سے طلسم میں نہیں گئی اب تم سے



نشان پھیکا پہلے سمجھ لوں تو جواب دہ ملکہ نے کہا بڑی بی سیری خاطر سے بیٹھ جاؤ اور پتہ تباؤ اب میں وہاں کہاں جاؤں بڑھیا اٹکے کہنے سے  
 بیٹھ کر وہیں باتیں کرنے لگی ہنگام سخن پر دازی نیفہ سے ایک بٹوان نکالا اور اس میں سے ڈلی چکنی اور الائچی نکال کر کہا بیٹی یہ تو ہی کھالے  
 میں تمہا کو کھاؤں کہ مجھ کو عادت ہوئی اس لیے رکھتی ہوں کہ جو کوئی آجاتا ہی تو دیتی ہوں اور مجھ سے تو صحبتی نہیں ملکہ نے اس کی  
 خاطر سے ڈلی تو نسلی نگار الائچی کھائی وہ بیہوشی آلودہ تھی یہ کھاتے ہی بیہوش ہو گئی اس عیار نے پشتارہ باندھا اور لیکر جا ب  
 لقا چلا راہ میں سوچا کہ اگر یہ ساحرہ ہوشیار ہو جائیگی تو تیری جان جائیگی اور دربار میں عیار آتے جاتے ہیں وہ قتل  
 ہونے نہیں دیتے اس سے مناسب ہے کہ میں سرکاٹ لے یہ سوچ کر پشتارہ رکھا ملکہ کو درخت سے باندھا اور خنجر کھینچ کر آمادہ قتل  
 ہوا مگر بقدرت کردگار رات کا وقت تھا عیار ان لشکر اسلام دور دور تک بالادوی کرتے ہیں بنجلاہ ان کے سرسنگ مصری  
 عیار ادھر آ نکلا اور اُس نے دیکھا کہ ایک عیار درخت سے کیا باندھے قتل کیا چاہتا ہے خنجر کھینچ کر سر پر پہنچ گیا ہے یہ دیکھ کر  
 اُس نے کل فلاخن میں تھکر رکھا راکہ گلگون کی کھائی پر پڑا خنجر چھوٹ کر الگ گرا اس نے پھر کر دیکھا اس نے لکارا کہ باشا و تابکا عیار  
 یہ کہہ کر نیچے کھینچ کر آ پڑا گلگون بھی نیچے پڑ کر لڑنے لگا برابر سے نیچے زنی آغاز ہوئی چوٹیں چلنے لگیں لڑتے لڑتے سرسنگ مصری  
 نے کسکڑی نیچے مارا وہ پھیلے پاؤں جست کر کے جواڑا ایک رگے اندر پاؤں اسکا چار ہا سرسنگ جی مثل بڑی تڑپ کر برابر  
 اچکا تھا جیسے ہی وہ غار میں گرنے لگا چاہتا تھا کہ سنبھلے اس نے ایک تار دی کہ وہ ڈھلک کر غار میں جا رہا ہے جست کر کے  
 اُسی گڑھے میں پہنچا اور اُسکی چھاتی پر چڑھا چاہا شکین باندھ لوں وہ عیار بہت زبردست ہوا اس نے دونوں پاؤں  
 اپنے اُسکی گردن میں ڈال کر زور کیا یہ چھاتی پر سے اُسکے پاؤں کی جانب چپ ہو گیا اور وہ اٹھ بیٹھا سرسنگ بھی بے بدل  
 عیار ہر چیت ہوتے ہی جیسے وہ سینہ پر وار ہونے لگا خنجر اُسکے منہ پر بار بار یہ عجبت تمام جست کر گیا اور نہ چھوٹ جاتا جب  
 وہ جست کر گیا سرسنگ بھی جست کر کے غار سے نکلا پھر نیچے چلنے لگا اب کی گلگون نے گھس کر ایسا نیچہ مارا کہ رد کرنا  
 مشکل ہوا سرسنگ پیچھے تو نہ ہٹا مگر اچک کو نیچے خالی دیا اتنی دور اچک کر بلند ہوا کہ نیچے تو خالی گیا مگر جست کے نیچے  
 لڑ رہے تھے اُسکا ہٹنا اس زور سے سرسنگ لگا کہ یہ تیرا کر گرا لیکن دل میں خیال تھا کہ حریف سر پر جو ہر گرتے ہی ایسی  
 لوٹ ماری کہ دہانے ایک جھاڑی کچھ دور پٹی اس میں چلا گیا ادھر گلگون ددڑا کہ جا کر شکین باندھ لوں مگر ہر حذر تلاش  
 کیا پتہ نہ معلوم ہوا سمجھا کہ چوٹ کھا کر کھل گیا اب تو چکر ساحرہ کا سرکاٹ لے یہ سوچ کر پھر اگر بقدرت کردگار لڑنے میں اُسکے  
 حریف ہو ہمارا کو ہونے لگا اپنے تئیں بندھے پایا حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے گلگون نے اُسکا سر تلے دور سے دیکھا  
 کہ ہر سمت منہ پھیر کر دیکھتی تھی سمجھا کہ ساحرہ بھی ہوشیار ہو گئی تو نے غفلت کی کہ زبا نہیں سوزن نہ دیدیا اب بھاگنا چاہیے  
 پس پھیلے ہی پاؤں پھرا اور ایک جگہ ٹھہر کر فکیلہ عیار کی جلا یا آئینہ سامنے رکھا صورت اپنی مثل چالاک بنالی اور  
 روانہ ہوا یہاں بعد کچھ عرصہ کے ہمارے سحر پڑھا وہ کند جس سے یہ بندھی تھی جل گئی اور آپ چھوٹ کر آگے بڑھ کر اس شتا  
 میں وہ عیار چالاک بنا ہوا سامنے آیا اور کہا اے ملکہ خدا نے تمہیں بچا دیا ایک عیار قتل کیا چاہتا تھا اگر میں نہ آجاتا تو کام  
 تمام تھا ملکہ چالاک کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی پوچھا کہ مزاج ہا یوں بادشاہ اسلامیان کیسا ہے اس نے بناوٹ کی راہ سے  
 کہا کہ دخل شہستان میں سنا ہے کہ در دس ہر ملکہ سمجھی کہ تیرے تجربہ میں رونے ہونگے انھیں ہاتھ میں یہ پاس تو کھڑا ہی تھا



جواب بیوشی اسنے مارا کہ مکہ پھر بیوش ہو گئی اسنے ابکی زبانی سوزن دیا اور سوچا کہ لشکر خداوند قریب ہے اب میں لیجلی ناموری ہوگی اور خداوند خوش ہو کر پیبری دینگے غرض کہ پستارہ باندھ کر لیجلی اس شامین سرمنگت جھاڑی میں گیا تھا تا دیر ہوش اُسکے بجا نہ رہے جب سرکا چکر مٹا اسنے باہر آ کر دیکھا کہ سارہ در عیار نہیں ہیں آگے جو بڑھا اس عیار کو پستارہ ہوش دیکھا خیال کیا کہ اسنے پھر ملک کو پکڑ لیا یہ دیکھ کر ہلکا کہ سداہ ہون لیکن غور کیا کہ لشکر قریب ہے اور اُسکے مددگار ذیل بجانے سے آجائینگے اور تو زخمی بھی ہے سر برنوں کیگا پس اتو یہ سامنے لٹکا کے لیجا لیگا یکا یک تو قتل کر لیگا نہیں تو چکر اپنے لشکر کے عیار و نکو اس حال سے باخبر کرے یہ سوچ کر کنارے اپنے لشکر کے آواز ذیل عیار کی بجائی لشکر میں چالاک نظام کرتا پھرتا تھا ذیل سکر و ڈا آیا اسنے سارا ماجرا اُس سے بیان کیا اسنے کہا تم لشکر میں جاؤ کہ سر تھارا درد کرتا ہے میں ملک کو لاتا ہوں یہ کہہ کر واپس ہوا اور لشکر حریف میں جب پہونچا ایک جگہ ٹھہر دیکھا کہ ایک فراش ہاتھ میں کنول بچھانے کیلئے بارگاہ لٹکا کی طرف جاتا ہے اسنے اسکو پکارا جب وہ قریب آیا اسنے کہا میں نے تمھیں اسلئے بلا یا کہ یہاں میں کھڑا تھا یہ بڑا یا بجگہ پڑی تھی اسی سمین دوا خوشبو کی ہر کو داغ مسطر ہوا جاتا ہے زرد دیکھو تو کہ کیا ہر وہ بجا رہے سمجھا کہ یہ بھی کوئی لشکر کا آدمی ہو قحی کوئی چیز بانی ہوگی پس بڑا یا لیکر دیکھی سمین خاک بیوشی تھی وہ اسکی خوشبو سے ہاتھ میں بڑا یا لیتے ہی بیوش ہو گیا اسنے اسکا پیروں لیا اور اسکی ایسی صورت بن کر بارگاہ نقامین آیا جو کنول قریب بچھنے کے دیکھا اسکو نے لگا کر بچھا دیا روشنی کا انتظام کرنے لگا اس عرصہ میں گلگون اپنے خیمہ میں پہلے گیا ایک صندوق میں بہار کو بند کر کے اپنے ایک گروئیرنگ تیز رفتا زنام کو بلا کر وہ صندوق سپرد کیا اور کہا جب میں طلب کردن اُسوقت بارگاہ میں تو اسکو لانا یکا یک اسکو لیجا تا اچھا نہیں موقع محل دیکھ کر میں طلب کرونگا یا سر اس کا مانگوں گا اب جا کر انمزلج خداوند لیتا ہوں یہ کہہ کر بارگاہ میں آیا اپنی جگہ پر بیٹھا ہنوز کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ہر کا سے مجرا کاہ پر آ کر کھڑے ہوئے اور بعد عادی نے اس مرتد خدا کے عرض رسا تھے کہ ناہید قولاد بدن نام کوستان کے ممالک میں سے ایک ملک کا بادشاہ مافج گران حصو کی مدد کو آیا ہے داخل لشکر ہوا چاہتا ہے ناہید کا نام سکر منصور نے کہا یا خداوند اب جگر ہنوز مالا جا گیا یہ بادشاہ بسا زبردست ہے سولہ سو من کی زنجیر آہنی سے کمر باندھتا ہے ہم کو ہونہیں اب اسکا جواب دینے والا کوئی نہیں لٹکا یہ کلمات سکر بہت خوش ہوا کہا قدرت نے اسلئے اُسکو بلوایا ہے کہ وہ اہل سلام کو گوشمالی دے اُسنے تو یہ کہا لیکن سختیا رک بنسا اور گویا ہوا کہ بادشاہ جسکے تم ثنا خوان ہو کیا سمند و ن دیو سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہے یہ کہو کہ اسکی قضا کشان کشان بیان لائی ہے لٹکانے یہ سکر اسکو گھڑا او شیطان کیا لیتا ہے اور حکم دیا کہ لوگ بہر استقبال جائیں سب کو ہی پیشانی گوئے راہ میں اُس سے ملے لشکر اُسکے ساتھ چالیس ہزار کو ہی کا تھا اسکو اترا دیا پھر اسکو بتلیم تمام بارگاہ میں لائے چالاک بھی اسکو دیکھا کہ ایک کوہ قامت انسان دیو صورت ہے واقعی بڑا زبردست ہے کہ

خدا نا ترس بد طینت دل آزار  
زبان تیز و مگر بہیدہ گو یا  
کبھی منہ سے نہ کہتا وہ سخن خوب  
بدن کے رونگٹے جیسے سر تیر

سیر و بد گھڑالم ستمگار  
بدن پر سر بشل کوہ پیدا  
بسان خوک و نانا بد اسلوب  
بہنہ سر سے پاتک مثل شمیر



گلو کا پوست ختم کی طرح لٹکا

دم رفتار دے زانو کو جھٹکا

سرین دو کوہ خارا ساق شہتیر

کمر میں ہتی کئی سو من کی زنجیر

اُس دی صورت نے خداوند کو سجدہ کیا نہ ردی لقائے بختہ پیشانی خلعت اسکو دیا اور کہا کہ ہماری رحمت بیدم بچہ نازل رہیگی اور چنیر ہاری ملیگی غرض کہ بعد اسکے بیٹھنے کے گلوں نے کہا یا خداوند چنیری مجھے بھی دیکھے کہ میں آپکی مدد یہ یعنی بہار ساحرہ کو پکڑ لایا ہوں اسکو قتل فرمائیے منصور نے کہا اب ہر آفت آیا چاہتی ہے سختی ارکے کہا دین تم نے سرکاٹ لیا ہوتا اُسے سب دوا دیان کی کہ اس طرح عیار سے لڑائی ہوئی مجھکو سرکاٹنے کا موقع نہیں ملا اپنے خیمہ میں اس طریق سے قید کر آیا ہوں شیطان گویا ہوا کہ بس اب خیمہ ہوا اپنے خیمہ میں رہنے دو جب موقع دیکھنا سناٹے میں سرکاٹ لینا اعلیٰ نکر و گلوں اس کلام سے خاموش ہو رہا لیکن چالاک نے سارا حال سنایا تو کوہی کی خاطر و مدارات ہونے ملی دو شراب چلنے لگا مگر چالاک ایک فراش کو نے دیکر بھائی میں رفع ضرورت کر آؤں تم جب تک کام کر دے کہ کمر یا ہر ایک گوشے میں ٹھہر کر صحت تو بدلے تھا ہی فراش سے اب قطع اپنی خدمتگار کی تہائی اور جلد خیمہ گلوں میں گیا یہاں تیرنگ صندوق کا پہرہ دے رہا تھا وہ بنا براعتیاط کسی در عیار کو بھی آنے نہ دیا تھا کہ یہ پہونچا کہ لاؤ قید ساحرہ گلوں نے طلب فرمائی ہر اسنے کہا اچھا ٹھہر دے بیچتا ہوں چالاک اُسکے پاس جا کر ٹھہرا کہ آیا رہم پیاسے میں پہلے ذرا سا پانی پلا دو اسنے کہا ابھی یہ کمر سب دواں پر گھڑا رکھا اسیں سے پانی لینے وہ گیا اتنے عرصے میں سفوت بیہوشی منھ میں رکھ لیا جب اسنے گلاس لا کر دیا اسنے ہاتھ سے لیکر قریب ہن کیا اور اس طرح منھ سے لگایا کہ جیسے ایک گھونٹ پیتے ہیں بس فوراً منھ سے گلاس ہٹا کر پھر سری ملی اور کہا بھائی تم نے اسین کچھ ملا دیا پانی کڑو دہی اسنے قسم کھائی کہ نہیں تمھارے لیے ہم ایسا نہ کریں گے ہر چند کہ ہم عیار میں مگر گھر والوں کیلئے تھوڑے ہیں اسنے کہا اگر کچھ نہیں دیا تو ایک گھونٹ اس پانی کلا ہو تو سہی اسنے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کمر وہ سارا گلاس آپ پی گیا چالاک نے منھ سے گلاس نکال دیا بیہوشی تو ملا ہی دی تھی جب اسنے وہ پانی پیا کہا میں آپکو اور پانی لائے دیتا ہوں یہ کمر چاہتا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا چالاک نقل صندوق و اکیا ملکہ بہار کو نکالا زبان سے سوزن نکال کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا ملکہ نے کہا کیا کمون امیر نے منع کر دیا ہے ورنہ ابکی اس بوڑھے بچے لقا کو وہ ذلت دیتی کہ یاد ہی کرتا چالاک نے کہا اب تم کوئی طاثر نکر دے دے ہوا سے تماشا دیکھو میں عیار پی کرتا ہوں بہار چاہتی تھی کہ جائے اسنے کسوت عیاری سے ملکہ کو زنائے کپڑے نکال کر دیے کہ تم یہ پہنوا اور اپنا لباس مجھے اتار دو ملکہ نے الگ خیمہ میں جا کر لباس بدلایا اور اپنا لباس لا کر اُسکے حوالے کیا آپ اڑ کر چلی گئی اور دے ہوا پر ٹھہر کر حال بارگاہ لقا دیکھنے لگی یہاں چالاک نے تیرنگ کو بصورت بہار بنایا دی لباس پہنایا اپنے تیرنگ کی بنا اسکو صندوق میں بند کر دیا زبان بھی چھید دی سب رستی کر کے منتظر طلب بیٹھا بارگاہ میں جب بارگاہ رات گئی سختی ارک نے خادمہ فراش وغیرہ سبکو بٹھایا اور تخلیہ بخوبی کر کے تیرنگ سے کہا بھیا کہ بہار کو لائے تیرنگ نقلی بموجب حکم چند آدمیوں سے صندوق اٹھوا کر لایا اور حسب حکم ستون بارگاہ سے باندھا جلاد کو طلب کیا اور بہار نقلی کو ہوشیار کیا اسکی آنکھ کھلی غتین شارے سے کرنے لگا اور اشارے سے بتلاتا تھا کہ میں تیرنگ میں کسی نے بھی اسکی فریاد نہ سنی اور کہلا لالت رحم نہیں ہر اپنے بچنے کیلئے منت کرتی ہے غرض کہ جب جلاد تین حکم پر چھو چکا اور آمادہ قتل ہوا اسوقت چالاک کو تیرنگ کے



حال پر جم آگیا جلدات سے کہا ٹھہر جاؤ توقف پذیر ہو اسنے پکار کر کہا کہ لے گلگون عیاری بڑی شکل ہی نہیں ہر ایک کو نہیں اتنا دیکھو  
تیرا شاگرد نیرنگ ہے جسکو تو قتل کرو اتنا ہی ملکہ بہار کو کون قتل کر سکتا ہے نیم چالاک بن عمرو دیکھ کر بان نیرنگ سے سوزن نکال لیا  
اور کند جس سے وہ بندھا تھا خنجر سے کاٹ دی ہل بارگاہ آفرین خوان ہوئے کہ کیا جو انور دین لاکھونین اکیلے کھڑے میں در  
دشمن پر احسان کرتے ہیں سب تو تعریف کر رہے تھے لیکن گلگون دلمین جل رہا تھا کہ اسنے مجھکو بہت ذلیل کیا ہے آخر اسکو تاب  
نہی تعریف کرتا اٹھا کہ وہی آپکا مثل نہیں میں تو آپکا غلام ہوا یہ کہہ کر باؤن پر گرا چالاک نے چاہا سر اُسکا اٹھا کر سینے سے  
لگائے اسنے دونوں پاؤں پکڑ کر جھٹکا مارا کہ چالاک گرا اگر گرتے گرتے خنجر اسنے بھی کھینچا اور سپردار کیا گلگون باؤن  
چھوڑ دیے اور شاگرد و نگو پکارا کہ لینا جانے پناے نیرنگ جسکو اسنے کھول دیا وہ برابر کھڑا تھا جب تک چالاک  
سنجھلے سنبھلے اسنے کنداری چالاک نے خنجر سے حلقے کاٹے اور لوٹ مار کر دربارگاہ کی طرف چلا اسوقت ہزار بانگ دہنے  
لگی اور مناب لے بارگاہ میں ابھا مگر جو قریب آگیا اسنے بھی پاؤں اُسکے اڑا دیے اسوقت نیرنگ اُسکے پہلو پر آگیا کند  
مارا چاہتا تھا کہ اسنے اُسکا پاؤں پکڑ کر کھینچ لیا جب کہ گرا ایک طمانچہ اُسکے مارا مگر وہ لوٹ مار کر الگ ہوا اور اٹھا اسے  
کہا کہ عیاران لشکر اسلام پیشک پناہ میں نہیں رکھتے اور سوا اسکے یہ تیرا جان بخش ہوتا تیرا قتل ہی کر چکا تھا اسنے  
جان بچائی اسکی اطاعت کرنا لازم ہے کہ سیت مجھے لازم ہے اسکے ساتھ مرنا کہ یہ جان بخش و محسن ہے میرا دل سے یہ تجویز کر کے خنجر  
کھینچ کر گلگون پر چاڑھا اور پکارا کہ ای چالاک میں تیرا غلام ہوں میری خطا کو معاف کرنا یہ کہارٹنے لگا چالاک نے سہا ماجو پایا  
اٹھ کھڑا ہوا لیکن ہزار ہا عیار باہر سے دوڑ آیا تھا سردار بھی لڑنے لگے تھے یہ دونوں گھرے ہوئے تھے ہزار دن کندین  
پڑ گئی تھیں آخر دنگون اور کرسیونین ابھکر گرے اور از روئے بلوہ لوگ لوٹ پڑے دونوں کو پکڑ لیا انھون نے بھی بہت  
کو قتل و زخمی کیا بختیار کے کہا اب یرنکو واری ڈالو جلداتو حاضر ہر قتل بہار تھے اسنے حکم دیا کہ جلد سر اُنکے اڑا دیں  
وہ تیغہ کھینچ کر چلے نیرنگ نے کہا آپ میرے کلمہ پڑھنے کے گواہ رہیے گا چالاک بیتاب ہو کر رونے لگا کہ اے دافع ہر رنج  
دبلا میں بکسان اسوقت بد میں تیرا ہی آسرا ہے کہ ایسا ہے

دعا کو ہاتھ اٹھے درگاہ حق میں	پکارا دیر تک جو ش تعلق میں
کہ اے خالق نہیں کوئی ہمارا	فقط ہے ذات کا تیری سہارا

جلداتلواری لگا یا چاہتے تھے کہ دعا انکی مستجاب ہوئی یعنی ملکہ بہار جو بروئے ہوا ٹھہری ہوئی تماشادیکھ رہی تھی اسنے سحر کیا  
کہ ہاتھ جلداتو کے بلند ہو کر تیغے گرے پھو جلی کوک کر گری بختیار کے دیکھ کر کہا خداوند جلد بھاگیے کہ آفت آئی معلوم ہوتا ہے  
کہ وہ ساحرہ جسنے تلخ نچا یا تھا پھر آگئی یہ کہی رہا تھا کہ ایک پرچھائین پیدا ہوئی اور اسنے ایک صول سر پر لگائی رفیدہ  
اُسکا گرا اسنے رفیدہ بھی نہ اٹھایا اور دوڑ کر قدم پر چالاک کے گرا کہ مرشد زادے بجاپے وصول و صیبا شروع ہو گیا ہے  
اب جوتی کاری ہوا چاہتی ہے یہ تو منت پذیر تھا کہ خنجر بیکر ملکہ گری اور دونوں عیار تلو اٹھا لیکن سبلی کرتے ہی سب عیار باہر  
بارگاہ کے بھاگ گئے اور لقا بھی تخت کے نیچے جا کر چھپا جو بہادر تھے وہ حیرت سے پاگل تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے نہ امید بھی  
حیران تھا کہ یہ کیسا خداوند ہے جو جان چھپاتا ہے اسی سہنگامہ میں ایک دانہ آئی کہ اسے خرس سحرانی مرتدی اگر تیر کی



ممانعت نہوتی تو کو ہوت اپنی کیفیت دیکھتا کہ کیا حال تیرا میں بناتی یہ آواز سنکر بختیار کو اطمینان ہوا کہ اب آفت نہ آئیگی یہ صلوة پڑھتا ہوا اٹھا تھا بھی تخت کے نیچے سے نکلا لیکن حکم دیا کہ رات زیادہ آئی ہی دربار برفاست ہوا سب اپنے اپنے خیموں میں آئے ادھر ملکہ مذکورہ نے ایک بہادر پر لیا کر عیار و نکو اتارا اتنی رات ذکر و اذکار طلمس میں صبر ہوئی نیرنگ نے حال کو ہستان کا بیان کیا اور کہا ہمارے ملک کلکو نیہ کوہ سے جھاگے بڑھے تو ایک بیابان ملتا ہے اس کے بیابان کو وہ کوہ ہر اس درے کے سامنے ایک خیمہ کھڑا ہے اس میں نقابدار رہتا ہے اس درے سے جو گزرے تو سیدھا طلمس ہوشیار میں پہونچے مگر وہ نقابدار نہیں جانے دیتا ہے ہمارے کہا میرا بھی قصد ہے کہ ادھر ہی جاؤں یا تو نقابدار کو ماروں یا وہ مجھ کو گرفتار کر کے بادشاہ طلمس پاس بھیج دے وہاں میرے ہمراہی چھڑا لینگے غرض کہ یہ باتیں کرتے کرتے جب وہ وقت آیا کہ طلمس شب بوج آفتاب سے ٹوٹا اور عالم نیرنگ میں بہا رہنے داخل کیا کہ بمقتضائے ایات

ہیں کچھ کچھ کو اکب کی نگاہیں	نظر آنے لگیں آنکھوں کو راہیں
سفیدی منہ پر شتا قریب آئی	نظر میں پھر گئی شکل حسدانی

ملکہ بہار نے تخت سحر تیار کیا اور چالاک سے کہا خدا حافظ و ناصر ہماری جانب سے شاہ اسلام کو سلام شوق کدنیاء کمر روانہ ہوئی عیار و دنوں اپنے شکریں آئے بادشاہ نے برآمد ہو کر جلوں فرمایا امیر و سردار زینت و کرسی و درگاہ ہوئی نیرنگ نے اگر زردی خلعت اسکو ملا کفایت مقرر ہوا عیار و دن میں شامل کیا گیا اس وقت نقاب بھی تخت نکلت پر مٹھا سلیمان نے سب کو ہیون کو بے اعتقاد دیکھ کر سمجھا پا کہ خداوند رحیم بہت ہیں ذرا سی بات میں جھپٹنے لگتے ہیں اپنی تقدیر و تنگ سے آپ ہی ڈر جاتے ہیں کہ مجھ سے غضبناک تقدیر ہو گئی ہو ایسا نہو نہ یادہ تیزی دکھائے غرض کہ سب کو ہیون و غمرو نے اگر سجدہ کیا اور دربار گرم ہوا اس وقت بصلاح سلیمان نے ایک مہمبید بعتاب شاہ افراسیاب کو لقا کی طرف لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے شاہ نخوت پناہ تو نے کس بھروسے پر بکو ٹھہرایا ہے جو ساحر کہ تو نے آجتک بھیجے یہاں مائے گے ایسا کوئی ساحر نہ آیا جس سے کچھ مطلب نکلتا ہے طرہ یہ ہو کہ تیرے طلمس کے ساحر بیان آتے ہیں اور ہم سحر کرتے ہیں چنانچہ بہار ساحر نے اگر اسی کچھ آفت برپا کی کہ وہ حال قابل تحریر نہیں ابے ہا ساحرہ جانب طلمس آتی ہے جلد اسکا سر کاٹ کر وادہ کر دینا نامہ حسب دستور بہاڑ پر رکھ کر نقارہ بجواد یا پنجہ پیدا ہو کر نامہ لگیں شاہ طلمس باغ سیب میں سرسبز حکومت پر جلوہ گر تھا اور بلور چار دست کے مقابلے کیلئے ساحر بھینے کی فکر کرتا تھا کہ پنجہ نے نامہ پہونچا یا پڑھ کر منشی کو حکم دیا کہ جلد حیدر کلناے لکھے ایک بادشاہ کوہ سلیم کے نام اور ایک بادشاہ طلمس ہزار برج کے نام اور ایک بادشاہ طلمس کوہر کے نام اور حیدر نے ان بادشاہوں کے نام جو طلمس آئینہ اور زر گس کوہ سے ادھر ٹکرا رہا طلمس کے ہرے ہیں لکھے جائیں مضمون یہ ہو کہ بہاڑ جادو و مابدولت کی عزیز ہرگز مخرب ہو گئی ہے وہ قلعہ کوہ حقیق سے پھری ہوئی آتی ہے سو اے ان راہوں کے اور کسی طرف داخل طلمس نو سکیگی پس اپنے اپنے ملک میں گرد آور مقرر کرو اور دیکھتے ہی ہمارے حکمائے کے شہر میں منادی کراد و اضلاع ملک میں نامہ بھیج دے کہ جہاں کہیں ساحرہ مذکور نے گرفتار کیجائے اور خداوند پاس یا ہمارے پاس بھیج کر نیکنامی حاصل کرو تاکہ بدین جان و جہاں پنجہ حسب فرمان منشی طلمس نے حکمائے اور شیعہ وغیرہ لکھ کر ہر بادشاہی ثبت کی اور وہ دے بادشاہ



حاضر کی شاہ طلسم نے وہ نامے پچھے ہائے سحر کے ہاتھ روانہ فرمائے جب شاہان سرحد اور طلسم کو وہ نامے پہنچے بموجب تحریر کار بند ہوئے  
 حالیہ بہار کا جاری کیا شہنشاہ ہر جگہ چپان ہوئے گرد اور خبر ہر جگہ مقرر کیے گئے سیطرے جب نامہ کوہ نیلم پر پہنچا نیلم جادو بھی  
 متلاشی ملکہ مذکورہ ہوا ہمارہ ہزار ساحر اپنے پاس رکھتا ہی انکو حکم تلاش دیا یہاں تو یہ بندوبست ہو لیکن افراسیاب نے بعد کھینچے ناموں  
 کے سحر پڑھ کر دستک دی بعد کچھ دیر کے اندھی آئی زمانہ بالکل سیاہ ہو گیا اور بجلی بڑے زور و شور سے چمکی پھر جو روشنی ہوئی  
 ایک ساحر قوی وزیر دست توان کو سامنے کھڑے دیکھا اسنے بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی شاہ نے کہا اور مدد ہوش  
 کوہ سپر قوی جسم جادو تھیں اسلئے میں نے بلایا ہر خداوند کی مدد کو قلعہ کوہ عقیق میں جاؤ مگر نیلم کوہ کی طرف سے جانا کہ ادھر کی  
 سرحد میں بالکل کمزور ہیں اندر طلسم کے بھی ساحر کم رہتے ہیں اور بیرون طلسم جو کوہستان ہر مثل قلعہ کلفا میہ و قطاس کوہ  
 دزگس کوہ و طلسم آکینہ انکے حاکم بعض خدمت خداوندین جا کر مائے گئے اور بعض ممالک قبضہ میں سلمانوں کے آگئے حاکم انکے  
 سلمان ہو گئے چنانچہ اسی راہ سے ملکہ بہار داخل طلسم ہو گئی پس کوئی اسکو روکنے سکیگا تم اسی طرف سے جانا اگر کہیں  
 ملکہ مذکور سے تو گرفتار کر کے خدمت خداوندین لیتے جانا کہ اُسنے وہاں جا کر کچھ بجا دینی کی ہر اور راہ میں ہوشیاری رکھنا  
 کہ دو عیال یعنی قرآن و برقی بھی اس شاہ کے ساتھ ہیں یہ سب ملک کو کہے راہ بھول کر قلعہ عقیق کوہ میں پہنچے ہیں اور  
 پھٹکتے پھرتے ہیں یہ کہہ کر ایک قہقہہ مارا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس مرد صحرائی کو کب کی لیاقت  
 دیکھیے اتنا اس سے نہوگا کہ یہ اپنے عیار و نکو انکے مقام تک پہنچا دیتا سیطرے وہ مدد گھر کی بھی کریگا کہ عین وقت صعب پردہ میں بل میں چھوڑ دیا  
 سب اہل ربار تائب کلام میں مصروف ہوئے اور اُسنے خلعت ریخت مد ہوش کو عنایت کیا وہ حضرت ہو کر اپنے مقام پر آیا جو میں نہاں  
 ساحر درست کر آئے در آتش بار پر بیٹھ کر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل قریب نیلم کوہ پہنچا قلعہ نیلم میں نہ گیا قریب ایک  
 پہاڑ کے مقام کیا اسلئے کہ اب آگے سرحد طلسم تمام ہر شاید بہار تجھے پہلے آگئی ہو تو بڑا ہوگا تو آگے بڑھ جائیگا وہ طلسم میں داخل  
 ہو جائیگی حکم شاہ میں فتوہ دیکھا غرض کہ انتظار بہار یہ تو یہاں اتر اور بہار بھی تخت سحر اڑائے بفرست مرحلہ جاٹ طلسم کی اہ چھوڑتی ہوئی  
 پہلے شہر کلفا میہ میں آئی اور وہاں سے بہت جلد گذر کر صحرائے طلسم آئینہ سے ہوتی ہوئی قریب نیلم کوہ پہنچی اور از بسکہ سحر یار سے  
 اگر انبار خاطر تھی اشک ینہ ہر قدم پر آئی تھی جہاں کہیں صحرائے سبزہ زار دیکھتی سودائے عشق زور کرتا مجنون کردار یہ  
 سیلی عذار وہاں ٹھہرتی اور یاد جہانان میں شعر عاشقانہ پڑھتی پھر وہاں سے آگے بڑھتی جب اس سرحد میں پہنچی ایک  
 صحرائے رفقا و سبز و خرم میں ٹھہر کر بہار لالہ و گل دیکھنے لگی اور دل بھر آئیسے زار زار بر کی طرح گریاں ہوئی مگر طرفہ  
 ماجرا سنئے کہ جب سے دونوں عیار اور کینہ میں ساتھ سے اس غزال صحرائے رعنائی کے چھوٹ گئی تھیں چنانچہ عیار صورت  
 بدے الگ الگ ہو دیار و ملک میں آزاد پھیرے کہیں اہ قلعہ کوہ عقیق نیائی غرض کہ صحرائے کلفا میہ میں جب آئے معلوم  
 ہوا کہ یہاں کا مالک ایک ساحر بہار نام کو بیڑ لپیگیا ہی نذر خداوند کو دیکھا یہ حال سن کر عیار و نکو پاس ہوئی اور اس  
 فکر میں ہوئے کہ کوئی ادھر سے جاتا ہو خداوند پاس تو اُسکے ساتھ ہو لیں اسی فکر میں قرآن ایک جانب اور برقی ایک  
 جانب روانہ ہوا اور برقی رفتہ رفتہ کوہ نیلم میں پہنچا اور اسنے دور سے دیکھا کہ کوہ میں ایک لشکر اتر رہا از بسکہ یہ  
 ساحر تو نہا ہوا تھا ہی ایک دھ سے جو حال پوچھا معلوم ہوا کہ مد ہوش بہار خداوند جاتا ہی اسنے یہ سن کر تصور کیا کہ



اسکے ساتھ چلو پس آگے بڑھ کر اس تجویز میں ہوا کہ اس لشکر میں کیسی ایسی صورت بننا چاہیے اسی طرح میں بارگاہ مدہوش کے قریب آیا وہ سیر وغیرہ کر کے بارگاہ میں بھی گیا تھا چاکر گھوڑا اسکا ٹھلار ہاتھ برق نے سائیس کو اشائے سے بلایا سائیس گھوڑا لیے اسکے پاس آیا اسنے کہا بھائی گھوڑے کو بڑھائے یوہن میرے ساتھ چلاؤ بڑی ضرورت کا کام تم سے ہو غرض کہ کچھ دور لاکے اُس سے کہا کہ میں ملازم نیکم شاہ مالک اس قلعہ کا ہوں انکو ایک چاکر اچھا چاہیے سو روپیہ کی تنخواہ دینگے لیکن سائیس لائق ہو چاکر نے کہا لائق کسکو کہتے ہیں اسنے کہا سب کام جو گھوڑے کیلئے مناسب ہیں جانتا ہو چاکر نے کہا یونو سائیس علم دریاؤ ہوا سکی تھا کون پاسکتا ہی لیکن میں بھی بہت کچھ جانتا ہوں برق نے کہا بھلا کیا جانتے ہوئے طا تو پھر یونو بتلاؤ تو کس کام میں آتی ہو میرے میں دیکھتی یا یون ہی سائیس نے دوا ہاتھ میں لی سو گھٹی رنگ دیکھا چاہتا تھا کہ کچھ کہے لیکن بیہوش ہو گیا برق اُسکو گھوڑے کی باگ تھانے کیلئے میں آیا اور اسکی ایسی صورت بنکر بیٹھے اسکے پہنکا گھوڑا لیکر لشکر میں آیا اور ٹھلار لگا اس عرصے میں گھیا رے نے ایک اسپک کے نیچے گھاس کا گٹھا گھولا اور چلتے دقت کہتا گیا کہ صاحب گھاس ڈالے جانتا ہوں برق سمجھا کہ اس گھوڑے کا تھان ہی ہر غرض کہ گھوڑا ایجا کر تھان پر باندھا اور آپ بستر پر جا کر کے بیٹھا تھا کہ چوہ دار نے آکر پکارا کہ اے ملازمان لشکر جائزہ دینے چلو یہ سنکر اُسنے اپنے دل میں کہا کہ تو نے غلطی کی جو اس چاکر کا نام نہ پوچھ لیا اب جائزہ میں کیا نام بتلایگا اسی فکر میں خیال کیا کہ سب جائیں تو نہ جا آپ ہی نام پکارا جائیگا یہ تجویز کر کے بیٹھا رہا اتفاق سے جب ور چاکر جانے لگے اس سے گویا ہوئے کہ میان مدھو ماسے تم جائزے کو نہ جانو گے اسنے کہا تم چلو میں آتا ہوں پس بعد لمحہ اٹھ کر چلا یہاں بوجہ فہمائش فراسیاب بخون عیاران مدہوش نے سحر کا جائزہ مقرر کیا یعنی ہر ایک کا نام دن بھر میں تین بار پکارا جاتا ہر اسلیے کہ غیر شخص لشکر میں نہ رہے چنانچہ برق نے ایک بلندی کی طرف بارگاہ بادشاہی کے دیکھا کہ ایک محرر بیٹھا ہر فردین آگے رکھی میں اسم نویسی پر جائزہ دیا جاتا ہر مدہوش بھی کرسی پر بیٹھا ہر جب کا نام پکارا جاتا ہر حاضر لکھ سکتے جاتا ہر آخر مدھو ماتے کا نام بھی پکارا گیا برق سامنے گیا اور کہا کہ اصلی نام میرا برق فرنگی عیار ہر بخارے سائیس کو بیہوش کر کے مدھومات بنا ہوں مدہوش یہ سنکر منہا اور سامنے بلا کر پوچھا کہ کیونکر آتا ہوا اسنے کو کہے یہاں سے پھر کر آنا سب حال بیان کیا اُسنے کہا تم نے بہت اچھا کیا جو چلے آئے تمھارا گھر ہر آؤ خیمہ میں چلو یہ لکھ جائزہ موقوف کر کے اندر بارگاہ کے برق کو لیگیا کہا اپنی اصلی صورت بناؤ اسنے اصل شکل بنائی اُسنے ایک نفس آہنی منگا کر کہا جاؤ اس بچے میں بیٹھو برق بچے میں جا بیٹھا اُسنے قفل لگا دیا اور چار ساحر زہد دست بلا کر وہ نفس اُنکے حوالے کیا اور سحر تار لیا اب برق کو ہوش آیا دسے کہا یہ کیا تو نے حماقت کی کہ اپنا نام آپ بتا کر مبتلا ہوا پھر خیال کیا کہ تو آپے میں نہ تھا خیر جو ہوا وہ ہوا اب کچھ فکر کر یہ سوچا کہ چپ ہو رہا ادھر تو یہ قید ہوا اس طرف صحرائے فرحناک میں ملکہ بہار جو آکر ٹھہری تھی اور فراق بادشاہ اسلام میں بیتابی کر رہی تھی ازبیکہ جا بجا تھر طائر بنے اسکے تجسس میں تھے انھوں نے جا کر بادشاہ کوہ نیلم سے عرض حال کیا کہ بہار قریب قلعہ جو دشت ہر وہاں بیٹھی ہر یہ خبر سنتے ہی اُسنے حکم تیار ہی لشکر دیا نفیر سحر بجی بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہو کر طائران سحر پر سوار ہو کر چلے آگے آگے نیلم جادو اثر در پر سوار اسباب سحر سازی لیے ہمہد ہیبت اُسی دشت کے قریب پہونچا کہ وہاں ملکہ کو فوج



غم جبر بار گھیرے تھی چنانچہ اُسے آتے ہی چار طرف سے گھیر لیا بہار نے جب محاصرہ کرتے فوج کو دیکھا سنبھلا کھڑی ہوئی اور کچھ چڑھ کر ہٹ گئی کہ ابرسیا ظاہر ہو کر سائے شکر پر اُسکے محیط ہوا کار پر از سلطنت جو نیم کے ساتھ تھے انھوں نے عرض کیا کہ اے شاہ یہ ساحرہ بن ملکہ حیرت کی ہر اور بینظیر جادو گرنی ہر یہ سحر جو اسے کیا بہر اس سے بہار پیدا ہوگی سارا لشکر دیوانہ ہو جائیگا پس لازم ہے کہ باشتی اس سے پیش آئے اور کوئی قید کیجیے یہ رائے اُسکو پسند آئی اور اپنے اثر و رسوخ سے اتر کر قریب ملکہ جا کر سلام کیا اور کہا میں تو آپ کے لئے آیا تھا آپ ناحق آمادہ فساد میں ملکہ نے کہا میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ کوئی شخص شہنشاہ سے خطا میری معاف کرے اسنے کہا آپ میرے غریب نرین قدم رنجہ فرمائیے میں آپکو خدمت بادشاہ میں لیچونکا بہار اپنے دل میں سوچی کہ سحر سے تو یہ سب مغلوب ہو جائینگے مگر از روئے بلوہ کے اگر یکایک ملکہ سپٹ جائیں تو گرفتار کر لینگے پس یہ تجھ سے ملکر کرتا ہے تو اس سے ملکر اور اس کے ساتھ جارات کو یہاں سے نکل چلنا یہ سوچ کر کہا اچھا لشکر اپنا ہٹا دو تو میں تمھارے ساتھ چلون اس نے لشکر رخصت کر دیا اور ملکہ کو تخت پر بٹھا کر تلخ من لایا قلعہ نہایت آباد راستے صاف مکانات عمدہ سکن سامری پرستان جا بجا سند بنے تصویریں لقا اور پونے دو سو خداؤں کی رکھیں خلقت انکی پرستش کرتی دکھانیں گھلین گرم بازاری ہر طرح کی ہوتی مختصر یہ کہ ملکہ میری دیکھتی دغل ایوان شاہی ہوئی یہاں تخت شاہی گسترہ تھا فرش سے وہ جگہ پر استرا کیوں دولت حاضر تھے ملکہ کو لا کر اُس نے تخت شاہی پر بٹھایا سابقان سیمین ساق حاضر ہوئے نازنینان ہاتھ مال طوائفان صاحب حسن جمال کر گانے ناچنے لگیں غلام نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا ملکہ نے فرمایا کہ گسل راہ رکھتی ہوں شراب پیو گی اسنے عرض کیا کہ حضور میرے باغ میں چل کر آرام کریں یہ کہہ کر اسی ایوان کی پشت پر دروازہ لگا تھا اُسکو داکر کے ملکہ کو لایا یہاں باغ پر فضا گل و بار سے لدا بہار افزا بنا تھا کہ ہر گل پر جسکے لمبلوں نے بہار جان کو صدمے کیا تھا بیچ باغ میں ایک بارہ درمی تعمیر تھی واقعی بینظیر تھی دنیا کے

مکلفات اس میں مہیا پر دے زربفتی پڑے چھپر کھٹ مرصع کار بھیجے

پلنگ ایسے کہ جی ہو دیکھ کر دنگ  
لبالب ساغر دینا سے ہر طاق

بچھے تھے ہر طرف قالین خوش رنگ  
سہری پر اوچے خوب براق

ملکہ اگر پلنگ پر لیٹی اور خیال صحبت بادشاہ جو یاد دل بے اختیار بھرا یا ساغر چشم پر آب شک حیرت سے مٹو ہو گئے  
دینے شاکل ہوئی کہ اسے خاطر ناشاد یہ کس بلا میں تو نے پھنسا یا بھلی چنگی کو روگ لگایا ظلم

شکایت تاز بان کیو نہ کر نہ لاؤں  
عذاب بخت ہے ہر دم مددگار  
فقط ہمراہ لطف آسمان ہے

کہان تک تہر بیتابی اٹھاؤں  
کہ آخر آدمی ہوں ضبط دشوار  
نہ مونس ہے نہ کوئی مہربان ہے

یہ تو اس غم میں لیٹی مگر غم اسکی صلاحیت پر سوچا کہ بیشک یہ اپنے تصور پر نادم ہوئی ہو اور اطاعت شاہ جادوان کر گی پس اس کے ملنے سے شاہ ظلم اتھبے بہت خوش ہوگا کہ تو باعث ملاپ کا ہوا ہے یہ سوچ کر اسی بلغم میں ایک گنبد ہر اور اس میں ایک پتلا رکھا ہے وہ پتلا مانی لظہیر ہر ایک کا بتلاتا ہے اسنے جا کر اُس پتے سے پوچھا کہ یہ ساحرہ جو آئی ہے کیا ارادہ رکھتی ہے پتے نے کہا دل میں اسکے فتور ہے اور وہ کبھی طاعت بادشاہ ظلم نہ کریگی اسنے کہا اگر میں اسکو بلانے لاتا تو بڑا کشت خون ہوتا یہ



طری بلے بدیہ اب ہوشی دیکر اسکو گرفتار کرونگا غرض کہ پہلے سے کھڑا یہ باتیں کر رہا تھا کہ وہاں مہار نے دیکھا کہ بارغ میں سناٹا  
 ہو بھی تک کوئی گنیز پاؤں دبانے بھی نہیں آئی برائے پھر عجیب ہو جائیگا لشکر بھی مگر کھول چکا ہوگا یہاں سے تو نکلیا یہ سوچ کر اٹھی اور عشق  
 کی ترنگ میں بند رہ کر لنگ پر سے ایسا سناٹا بھرا کہ پہلے ہی سناٹے میں بارغ سے آدھ کوس اڑ کر نکل گئی اور پہلے نے ٹیلم سے کہا تو یہاں  
 کھڑا کیا کرتا ہو ملدی جادہ ساحرہ گئی کوس بھر نکل گئی مہلکی یہ سنتے ہی مینا بانہ دوڑا پلنگ پر ملکہ کو نہ پایا اپنے دارالامارت میں  
 آیا یہاں انصر حاضر تھے کہ کوئی ساتھ آئے ہوئے کچھ ایسی دیر نہ ہوئی تھی اُسے انکو اپنے ساتھ لیا اور ایک فسر سے کہا جلد لشکر  
 تیار کر کے پشت بلغ کی طرف جو کہ وہ دشت میں آدھرا ڈیہ کمزور در بحر سب کو لیکر اڑا اور اتنا جلد چلا کہ ہمار کوئی دو کوس  
 گئی تھی اسے جا کر گھیرا اور پکارا کہ اے ملکہ تم نے مجھکو بالکل اتو دا ہی سمجھ لیا اب کہاں جاؤ گی یہ کہہ کر ایک ریل اسے مارا وہ  
 ناریل قریب ہمار جا کر بھٹا اور اسین سے ہزار ہا طاؤس نکل کر منقار واک کے جانب ملکہ چلے ملکہ نے سحر ٹھہرا کر آواز دی کہ اے  
 حبادان دشت سامری آؤ سب نے دیکھا کہ ہزار ہا پتلا ہاتھ میں چھری لیے پیدا ہوا اور طاؤسوں کو پکڑ پکڑ کر فرج کرنا شروع  
 کیا اس عرصے میں سارا لشکر ٹیلم کا تیار ہو کر آگیا اور ہزار ہا نارنج و ترنج و ناریل وغیرہ ہر جانب سے پڑنے لگے ابر بھر آئے  
 مار و کتر دم و آتش و سنگ برن وغیرہ ملکہ پر برسے لگے لگے روئے ہوا سے زمین پر اتر کر ایک دو ہتر تار از زمین شق ہوئی  
 اور ایک پریزا قدمین غیرت شاد رفتار سے اُسکی قیامت پیدا ہوئے اُسکے آفتاب محشر شرمندہ ادا میں اُسکی جاؤ  
 غرض بہت خوب و اشعار

عجب صورت ادا اور شوخیوں کی	کہ صدقے جسکے ہر ہر تازہ پر جی
کرین تر چھی نگاہیں دل کو افکار	بلا کی قمر کی تھی شوخ و طرار
صدائے اہل ذرہ بکلی جگر سے	لی چتون جو ظالم کی نظر سے

ایک چتر زین اُسکے ہاتھ میں تھا اُس چتر کا سایہ سر پاس بادشاہ جن کے کیا جتنے آگ تھر کہ برستے تھے وہ اس چتر کے  
 قریب آکر اٹھے پھر جاتے اور لشکر حریف پر جا کر گرتے اور اس چتر زین سے شعلے نکل کر سرفلک تک جاتے اور وہاں سے  
 تیر شہاب نکل کر گرنے فوج ٹیلم کے جگر و دل کے پار گزرتے ہر جنبہ کہ ٹیلم مغلوب تھا لیکن جان پر کھیل کر نارنج و ناریل مارتا  
 آگے بڑھا جاتا تھا بیر ساحر و نکے شوخ پاتے تھے آندھنیوں نے عالم تاریک کر دیا تھا ملکہ کھڑی ہنس رہی تھی کوئی حربہ  
 اسپر کار نہ ہوتا تھا اسی مہنگائے میں دن تمام ہوا چاہتا تھا کہ یہاں سے قریب لشکر مدہوش اترتا ہو اور کیونکہ یہ مقام پشت  
 قلعہ ٹیلم پر چنانچہ صدائے مبارزان شکر اُسے خبر منگانی ساحر آکر حال دریافت کر کے گئے جب وہ باخبر ہوا اُسکے پاس  
 ایک بھینہ ہر کہ وہ طاؤران دشت سامری و جشید کے بطن کا ہی چنانچہ اُس بھینہ کو لیکر یہ سوار ہوا اور لشکر افسروں کے حوالے  
 کر کے کہا کہ تم میرے بعد فوج لیکر آنا میں غفلت میں کام اُس ساحرہ کا تمام کرد نکایا کہہ کر اڑا اور جہاں ملکہ مہار کھڑی  
 تھی اُسکی پشت کی طرف آیا اور غفلت میں بھینہ اُسکی پیچھے پر مارا اگر سر پر بلکہ کے سایہ چتر نہ ہوتا تو وہ بھینہ سینہ توڑ کر  
 نکلیا تاگر پیچھے پر پڑ کر زمین میں سا گیا اور وہ زن جو چتر لیے تھی بھینہ کے پڑنے ہی غالب ہو گئی ہمار پر ہوشی طاری ہوئی  
 غش کھا کر گری مدہوش سچ چہند ساحر و نکے اچھا اور ملکہ کو گرفتار کر لیا فوراً زبان میں سوزن دی اور سمجھو رہے تھر کر کے



نیلیم سے ملاقات کی اُسے بہت تعریف کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسی ساحرہ کو پکڑ لیا اب میرے قلعہ میں چلیے اور دعوت نوش کیجیے اُسے منظور کیا اور ملکہ کو ہمراہ لیے قلعہ نیلیم میں آیا ملکہ کو قید شدہ بدین گرفتار کر کے زندان میں بھیجا پھر نیلیم نے سامان دعوت مہیا کیا نیلیم کو بہت برفضا مقام ہر سرکوبہ پر ہزار ہا چشمہ جاری ہیں درخت گلہاسے خود روکے لگے ہیں طائران خوشنوا از مزہ سرار بہتے ہیں پہاڑ پیر کاہن نیلیم نے نوائی بن چیل ستون تعمیر میں چو ترے لب جو رہا ربلور کے بنے ہیں سجان اللہ نور کے بنے ہیں چاروں طرف گلہاستے دھڑلے ہیں بعض چو ترے پر نگلہ صندل کا پڑا ہے بعض پر نگیرہ جو اہر دوز کھینچا ہے پہاڑ کا وہ بلند مقام ہواؤں کے فرحت بخش سناٹے سبزے کا لہلہانا درختوں کی گھنی چھاؤں ایک ل کیا ہزار ہا مردہ دونوں کو یہ کیفیت نہہ کرتی تھی محروم مزاجوں کو وہ جگہ خانہ مہیجی تھی کہ نظم

طلسمی جانور طائر تھے گویا شجر گل برگ میں تھے سیکڑوں رنگ مزید فرش رنگین ہر مکان میں کہیں الماس کے مینا و ساغر گلون کے سب شجر سرسبز و شاداب	در دیا قوت سے لبریز ہر جا نظر آتے تھے ہر شے میں نئے ڈھنگ کبھی ایسے نہ دیکھے تھے جہاں میں طلسمی سیکڑوں سامان برابر ردان گرد اُنکے موج چشمہ آب
---	--

اُس مقام فرح بخش پر چلبہ دعوت مقرر ہوا اور دن تو تمام ہی ہو چکا تھا وہ وقت تھا کہ دامن نور مہر روشن بنا دامن کوہ جو پھیلایا ہوا تھا سٹا اور مثل معشوق بیوفا دامن کش ہوا کہ ابیات

کہ اس اثنا میں سلطان کو اکب قدم فرسا پھر اوہ بہر آرام	ضیا سے جس کے ہے شان کو اکب نظر آنے لگی کیفیت شام
سرکوبہ پر نیلیم و مدہوش مع مصاحبین آکر بیٹھے شغل میخواری کرنے لگے ناچ ہونے لگا کہ ابیات	گل انداموں سے گلشن وہ چمن تھا مے گلگون یہ رنگ گل معطر لیے باحسن و خوبی رقص کا ساز روا بے شرع تھا خون بطے

یہ تو صرف عیش و عشرت ہیں لیکن لشکر مدہوش اُس جگہ ہوا اتر اہوا تھا پھر گیا ہوشیاری آجکی رات زیادہ تر کرنے لگے کہ مالک لشکر میں نہیں ہو وہ چار ساحر جنکے پاس برق کا پتھر ہو دھیمہ پر آ بیٹھے چاندنی رات کی بہار دیکھنے لگے پتھر سامنے رکھ لیا برق نے دسے تجویز کیا کہ اب فکر لہائی کرنا چاہیے کیونکہ اسنے سب حال انھیں ساحر و نکی بانی جنگ بہار کا سا کہ وہ آپس میں باتیں کرتے تھے یہ تھا تھا غرض کہ اسنے نفس میں کسوت عیاری کھولی کیلئے کہ دست و پا قابو میں تھے پس کسوت عیاری سے درج لعل و گوہر نکال کر سامنے رکھے اور رونا شروع کیا کہ ہائے سخت ناکام یہاں میں نے کس مشقت سے جمع کیا انیسویں کہ میں قتل ہونگا اور یہ سب نصیب اعدا ہو جائیگا کبھی اسی گریہ وزاری کی حالت میں



آپ ہی آپ کتا کہ میں مدہوش سے وصیت کر جاؤنگا کہ میرا مال لشکر امیر بن بھیج دینا ہاں میرے عیال و اطفال میں اُنکے کام آئیں گے  
 کہ کتا جاتا اور کسوت سے علاوہ جواہر کے اور ہر قسم کی چیزیں یعنی لباس مردانے زنانے زیور وغیرہ نکالتا اور روتا ان چاروں حوروں  
 سب کیفیت دیکھی باہم مشورہ کیا کہ اس عیار کے پاس بڑا مال ہو مجرم تو ہو ہی چکا ہے بغیر قتل باہونا اسکا ممکن نہیں پس سب مال  
 اس سے لیتو تمام عمر نوکری کی احتیاج نہ رہے گی یہ سوچ کر خیال کیا کہ بچہ اٹھا کر لشکر سے دور کوہ میں لیجوں کہ کوئی اس راز سے ماہر  
 نہ ہو پس یہی کیا کہ قفس اٹھا کر دشت سندان میں آئے اور سحر پڑھ کر بھونکا قفس کا قفل کھل گیا برق کو باہر نکال کر چلا گیا کہ سحر  
 جیس و حرکت کر کے کسوت عیار ہی چھین لین برق نے کہا میں تمہارا ارادہ پہچان گیا ہوں میرا مال تم نے تجویز کیا ہے  
 مگر تم زبردستی نہ لے سکو گے بلوگ عیار میں اس طرح نہیں رکھتے جو ہر ایک گرفتار کر کے چھین لے صد ہا مرتبہ قید ہوتے  
 ہیں اور چھوٹے ہیں مگر مال ہمارا نہیں جاسکتا انھوں نے کہا پھر کہاں چھپا دیتا ہے اسے جواب دیا کہ بھتین کیوں بتائیں چھا  
 تمہیں مال لینا ہی تو لیلو مگر مجھ کو جس و حرکت نہ کرو ورنہ میں جب سنانے مالک کے جاؤنگا فریاد کر دنگا سا حریہ کلام  
 سن کر ڈرے کہ اگر یہ وہاں دعویٰ کر گیا ہم سے باز پرس ہوگی خائن اور دزد مشہور ہو کر نہیں معلوم کیا حال ہو پس اسکو  
 راضی کو کے لینا چاہیے یہ تجویز کر کے منت پذیر ہوئے کہ بھائی آخر تم سے مال جاتا ہی رہیگا جب رے جاؤ گے حلام لے لیگا  
 اس سے ہمیں کو دید و برق نے کہا ایک شرط یہ ہے کہ جو کچھ لو اُسکے پانچ حصہ کرو چار حصے تم چاروں کو اور ایک ایک حصہ میری  
 اولاد کو بھیج دو انھوں نے کہا ہمیں منظور ہے اسنے کسوت اُنکے سامنے رکھ دی کہا کھو لو چاروں نے داکہ امین سے کندہاں اور مٹھائی  
 اور لباس وغیرہ نکلنے لگا روغن ہر قسم کے رنگ طرح طرح کے نکلے غرض کہ بعد ان چیزوں کے تھیلیاں سب شرفیونکی اور درج  
 جواہر کے نکلے موتیوں کے ہار تلج مرصع لکھا رکھا زرتار سب نکال کر علیحدہ رکھے برق نے کہا تم نے اتنا مال پایا لیکن ایک  
 چیز ایسی عمدہ ہے کہ وہ ہفت اقلیم کو اپنی بہا کے آگے سست جانتی ہے اُسکو تم نے تپا یا سب نے پھر التجا کی کہ اپنی مہربانی سے وہ بھی  
 عنایت فرمائیے برق دلیں کتا ہے کہ کیا اپنے باپ کا مال انھوں نے مقرر کیا ہے کہ سب نکتے ہیں غرض کہ اسنے کہا خیر وہ  
 بھی تمہیں دوں گا لیکن کل سے بھوکا ہوں یہ سو مٹھائی جو نکلی ہے مجھے دو کہ کھاؤں اور جام شراب پیوں تا جو اس میرے  
 بچا ہوں انھوں نے کہا کیا مضائقہ ہے لیلو اُسنے کہا پھر تم بھی کھاؤ اور شراب پیو تو میں بھی کھاؤں انھوں نے کہا ایسا  
 نہ کہ اس میں کچھ دغا ہو اُسنے جواب دیا کہ جب پہلے میں کھاتا ہوں تو کیا اندیشہ ہے ہاں بیہوشی ان سب چیزوں میں ملی ہوئی ہے  
 وقع کی یہ تدبیر ہے کہ اگر اُسی کسوت سے ایک شیشی نکالی اس میں ایک دو اشل روغن سرخ بسان خون تھی کہا کوئی کیسی ہی  
 بیہوشی کھائے ہو اگر اس شیشے کو سونگھے بیہوشی اتر جائے اور تاثیر نہ کرے پس مٹھائی کھاؤ اور یہ سونگھو یہ کہہ کر آپ بے حال  
 اسی کسوت کا جانتا تھا جس بوتل میں کہ شراب سادی تھی اس میں سے ایک جام بھر کر آپ پیو اور ایک ایک جام انکو  
 دیا کہ لو پیو انھوں نے جب اسکو پہلے پلایا پھر کیا تامل تھا آپ بھی پیو اُسنے کہا یہ شیشی سونگھو تو نہیں بیہوش ہو جائے گے  
 انھوں نے جلد تر شیشی سونگھی سونگھتے ہی نشہ بیہوشی ہوا آپس میں لڑنے لگے کہ یہ موتی ہم لینگے ایک نے کہا اس محل کے لیے  
 اس شخص کا باپ کہ مرا ہے کہ اس طرح کا محل جہاں ملے نہ چھوڑنا دوسرے نے کہا یہ سب مال اس شخص کے دادا کا ہے یہ  
 عیار لایا ہے وہ تو اس رنگ میں تھے اور برق نے کسوت کا اسباب سمجھ کر بانڈھا اس عرصہ میں وہ بیہوش ہو گئے



اسے چارونکے سرکات ڈالے بیرون نے غل مچایا ہنگامہ ہوا اگر وہ مقام لشکر سے دور تھا کوئی خبر نہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا غرض کہ  
معد غل و شور کے صدا آئی کہ مارا قاکم و مقیم و منتظم و انتظام جادو کو برق نے چارونکے لباس لیے اور مقیم ان تینوں کا ہنس  
تھا اسکی ایسی شکل بنائی اور حال تو سن چکا تھا کہ مدہوش قلعہ نیلم کوہ میں شاہ نیلم کے بیان کیا ہر سیرا سیطرت چلا جتے ہیں  
قلعہ پہونچا دیکھا قلعہ کے اطراف میں جو پہاڑ ہر پہر روشنی ہو رہی ہر آواز گانگی آتی ہر کچھ لوگ پہاڑ پر آمد و رفت رکھتے  
ہیں اسے اسنے پوچھا کہ ہمارے مالک مدہوش کہاں ہیں معلوم ہوا کہ اسی پہاڑ پر جلوہ کندان ہیں یہ بھی پہاڑ پر آباد وہ ہی  
ہو اور پر مذکور ہوا اسنے بھی دیکھا دسے کہا ہمیں قید کر کے یہ سحر اس جلسہ میں بیٹھا ہر خیر کیا مضائقہ ہر ابقت ہسکا  
برہما گیا ہر یہ سوچتا ہوا قریب چہترہ شیعہ پریب سند زرنار نیلم و مدہوش تھے کہ یہ سامنے آیا وہاں شراب  
تاج وغیرہ کے جلسہ میں سب مدہوش تھے مدہوش نے پہلے تو سحر بھی دلیا کیا تھا کہ برق نے سامنے جا کر حال اپنا  
آپ کہہ دیا تھا لیکن اس عشرہ میں وہ سحر کہاں دوسرے اطمینان بھی ہر کہ بہار اور عیار کو میں گرفتار کر چکا ہوں  
اب کیا لکھتا ہر چنانچہ اسکو دیکھ کر پوچھا کہ اے مقیم تم کیونکر آئے اسنے کہا عرض کروں بڑے تعجب کی بات ہر حضور  
سننے کے تو دروغ سمجھیں گے مگر بغیر عرض کیے چارہ نہیں اسنے بعد تعجب پوچھا کہ کیوں بیان تو کر دیا ہوا اسنے  
جھک کر کہا نہیں کہا کہ ہم سب بیٹھے تھے چاک ایک ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ ہماری آنکھ بند ہو گئی بعد لمحہ کے کسی نے شانہ  
پکڑ کر چوٹ کا یا جب ہم جاگے تو دیکھا ایک شخص جسکا مونیکا بدن ہر ہمارے پاس کھڑا ہی اور کتا ہی میں تپلا افراسیا  
کا ہوں حکم شہنشاہ برق کو دریاے نور پر لیے جاتا ہوں یہ کاغذ تو لپی کر مدہوش کو دسے اور سے ہم چلے یہ ہلکے خیرا  
برق کا لیکر اڑ گیا یہ کاغذ حاضر ہر جو دے گیا ہر مدہوش سنے سب حال سن کر کہا اس میں تعجب کی بات کیا ہر در نیلے  
نور پر پتلے ہارے طلائی و نفرتی شہنشاہ کے ہزاروں ہیں کیا عجیب ہے جو کتا سب مری سے حال دریافت کر کے قید عیار  
کی شہنشاہ نے منگوائی ہو چلو اچھا ہوا جو منگو الیا یہ کہہ کر کاغذ کو دیکھا وہ نامہ شاہ طلمہ کا تھا ہر اسکی پیشانی پر بادشاہ  
کی ہمتی اور خاص قلم سے بادشاہ کے لکھا تھا مضمون یہ تھا کہ اے مدہوش و نیلم ہم تم سے بہت رنجی ہوے پتلے سے  
عیار کو چنے منگا لیا ہر تم کچھ دسو اس نہ کرنا اور کوہ نیلم کے آگے جو جنگل ہر دبان ملکہ بہار کو لیکر تم مع نیلم کے آتا وہاں ایک تخت  
پیدا ہوگا اسپر ملکہ کو بٹھا دینا ہم اپنے پاس اسکو بلا لینگے کیونکہ وہ ہماری محشوقہ ہر جب سے وہ قید ہوئی ہر دل ہمارا بے قرار  
رہتا ہر اور خداوند پاس اسکو نہ بھیجینگے ایسا نہ ہو وہاں وہ قتل ہو جائے خبردار نامہ دیکھ کر تامل نہ کرنا داشت مذکور  
میں جلد ناد صورت تامل محتوب رگاہ سلطانی ہو گے اسد واسطے نامہ چنے اپنے ہاتھ سے لکھا ہر کہ کو کچھ شک واقع  
ہو جب بہار ہمارے پاس آئیگی اور تم تعمیل حکم اچھی طرح کرو گے تو چار ملک آباد اندرون طلمہ تمہیں عنایت ہونگے  
یہ مضمون پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اور نیلم سے کہا بھائی اسی جنگل میں بہار کو لیچلو تامل زیبا نہیں نیلم جلد اٹھ کر زندان  
میں گیا اور ملکہ کو خود لیکر آیا اس سے کہا بھائی آؤ میں ملکہ کو لایا یہ بھی اٹھا ملازمن سے کہا ہم آتے ہیں یہ جلسہ بطرن  
منو سردار و صاحب بیٹھ کر ناز دیکھنے لگے صرف مقیم ساٹھ ہویا یہ تینوں ملکہ بہار کو لیے پہاڑ سے اتر کر صحرا میں آئے  
اور ایک مقام پر ٹھہر کر پکارنے لگے کہ اے شاہ جادو! ان ہم موجب حکم قید بہار لیکر حاضر ہیں یہ پکار کر ٹھہرے تھے کہ



مقیم نے کہا سنا سے روشنی پیدا ہو کر ادھر آتی ہر اب آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیے اور شہنشاہ کو بچارے معلوم ہوتا ہی کہ خود آئے ہیں یہ دونوں زمین پر بیٹھ گئے اور یا شہنشاہ آئیے یا شہنشاہ آئیے کہنے لگے آنکھیں بند کر لین برق نے دونوں کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ ابے سخرہ کہو بھی پہچاننا ہی کہ ہم کون ہیں انھوں نے گھبرا کر آنکھ کھولی اسنے حلقے کند کے انگلی گردن میں پستا دیے وہ گھبرا کر عینک سنبھلین سنبھلین ہاتھ ہوشی کا بھرا منہ پر پھیر چکا تھا چھینکین مار مار کے بہوش ہو گئے برق نے دونوں کے سر کاٹ لیے شور و غل برپا ہوا اندھی پانی کا بڑی دیر تک ہنگامہ رہا ملک بہار قید سے چھوٹ گئی برق کو دیکھ کر گلے سے ملی کہا بھائی بہت دن ہم تم جدا رہے اب کہیں ساتھ سے نجانا کہو ہتر قرآن کہاں ہیں اسنے کہا ہم وہ الگ الگ چلے تھے کہ عیار و نیک دستور یہی ہے جس وہ بھی آجائینگے آؤ ہم تم اپنے لشکر میں چلین ملکہ نے کہا ایک کچھ بھر توقف کرو کہ میں لشکر مدہوش قلعہ نیلم بر باد کر دوں برق خاموش ہو رہا اور اس سفاک نے پر پرواز پیدا کر کے برو سے ہوا میں لشکر جا کر قرار لیا کل لشکر مصروف آرام تھا کہ یکا یک ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ دل تمام اہل لشکر کے دھل گئے اور گھبرا کر اپنے اپنے خیموں سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک چاند علاوہ اس ماہ کے جو فلک پر تابندہ ہو چکا ہو اور نور اس ماہ مگر کا تمام صحر کو ساطع الانوار کیے ہو اور اس چار طرف گرتی ہو اور نئی نئی طرح کے پھول اس چاندنی میں کھلے ہیں کہ اپنے روبرو عارض تابندہ گلزاران دہر کو شرماتے ہیں خوشبو سے دماغ جان لباتے ہیں یہ دیکھ کر سب اہل لشکر دیوانہ وار ایک طرف کو بڑھے جدھر بڑھے اس طرف سے ایک گردہ پریزا اداں پیدا ہوا کہ جنگی خوبی حسن کے روبرو ماہ شب چارہ دہ شرمندہ تھا اور کوچہ سنبھلتاں گیسوا نکار شک شب یلدا تھا واقعی مہر و ماہ فلک یہ ناگ نقشہ کہاں سے لاتے جو انکی ہمسری کرتے کیا منہ لیکر سامنے آئے فرو چیم و گوش یہ ابرو و بینی مدین کہاں نہ آسمان کو نقشہ ترا تا را آیا ہر ایک کس آفت کے دن غارتگر متلع صبر و شکیب

حسن میں نہاد کیا فرشتہ فرسہ پیشال یگانہ دہرا نکا جمال کرا بیات

وہ آنکھیں اُن کی تھمیں خوزیر عالم	وہ ابرو دونوں تھے شمشیر باہم
وہ عارض مہر و مہ تھے جیسے بے نور	وہ بینی حسن میں تھی جیسوہ طور
وہ لب جنبش تھی جن کی مرگ عالم	قیامت کا بھی ہو سامان برہم

پس ان سمن بردن نے قریب لشکر ہو چکر آئینہ محرم سے نکالے اور اُنکے ہاتھ میں دیدیے ہر ایک نے اپنی اپنی صورت اس میں معائنہ کی دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور ہارے ملکہ بہار و اسے ملکہ بہار زبان پر جاری کیا جس کسی نے کہ وہ آئینے نہ دیکھے تھے انھوں نے اُن لوگوں سے کہ جو دیکھ چکے تھے چھین چھین کے دیکھنا شروع کیے اور لغزہ ہارے عشق ملکہ کو لڑنا آغاز کیے ان قمر سیکر ان غیرت بخش شمس قمر نے کہا کہ تم نے اس آئینہ میں کیا دیکھا سب نے کہا کہ ہم نے دیکھا ملکہ بہار نوہ نیلم میں مقید ہیں اور لشکر یان شاہ نیلم آمادہ قتل ہیں ملکہ مذکور ہو چکا رہی ہیں کہ اے عاشق ہمارے آؤ کہو چھڑاؤ ان نازنینوں نے کہا پھر تم کیوں نہیں جاتے یہ بولے کہ ہم بھی جا کر قلعہ نیلم خاک میں ملائے دیتے ہیں یہ کہہ کر سب پھرے ورسطی و کل ہو کر سوار یون پر سحر کی سوار ہو کر جانب قلعہ مذکور چلے وہاں پہاڑ علیہ جمع تھا ہر ایک انتظار نیلم



مدہوش کر رہا کہ یکا یک ناقوس بھنکے نفیر سحر بجتی سنائی دی اور ساحر ہواڑ پر لینا لینا اکھر چلے آئے جو لوگ یہاں موجود تھے وہ سب افسر اور زبردست تھے گھر اگر جو اٹھے آفت میں گھر گئے ناریل نارنج انپر پڑنے لگے جو پہلے حملہ میں غافل تھے وہ تو مارے گئے باقی ماندہ لڑنے لگے ہار فلفل کچھے پیکانوں کے پڑنے لگے ہنگامہ دار و گیر بر پا ہوا دجلہ عشرت سب ہم ہوا زند و نکال مزاج ناساز طبلونکی بند آواز صدائے طبل جنگی کا شور دت و حلا جل کا بھنا زور زور ابر کا اٹھنا رعد کا گر خباہیر و نکال کر ناسا حردن کا بنگلو نہیں آگ لگا دنیا چنستان کا اور سیرگا ہونکا جلنا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا تھی وہ ساحر جو شریک جالبہ تھے تھوڑے سے مارے گئے باقی بھاگ کر قلعہ میں گئے انھوں نے تعاقب نہ کیا نہ چھوڑا یہ بھی قلعہ میں آئے فوج قلعہ میں بھی تیار ہو کر لڑنے لگی پھر تو یہ حال ہوا کہ تلوار سحر کی کھلی نہ کر گرنے لگی خرمن ہستی جلنے لگے کسی نے مکانات شہر میں آگ لگا لی کسی نے آتش برسانی کسی نے کسی کو شجر بنایا کسی نے اژدہ بنا کر کسی کو کھایا رعایا شہر کی بھاگی گھر و زمین صدائے الامان پیدا ہوئی لاشوں سے کھلی کوچے پٹے خون کے پرتاے

بے گھمان کی تلوار چلی سحر سازی خوب ہی نظر

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو گھرے شعلوں میں تن سب عضو بھڑکے سمٹ کر ابر ہری ہر طرف آگ اس ہنگامہ میں اک دیو بلا زاد جبین سے تابہ سینہ ایک قشقا لیک ان کی فراز آسمان پر کئی سوسن کا پتھر ہاتھ میں تھا ہزاروں ہو گئے دم بھر میں فی التار	بہ شکل مردہ پھیلی ہر طرف بو زمین میں رہ گئے کچھ لوگ گڑ کے صدا پیدا ہوئی نے بھاگ بھاگ ہوا پیدا نہ جان ہو جس سے آزاد دہن سے تابہ پا شعلے ہویدا حلاؤن کا حلاؤن گانہ بان پر گھا کر اُسکو بس اُسے جو پھینکا اسی ہنگامہ میں سب تھے گرفتار
---	--

شکر مدہوش زیادہ تھا ہر جہہ کہ ہزاروں اس لشکر کے بھی مرے مگر اہل قلعہ اُنکے ہاتھ سے بھاگ نکلے اور اس ہنگامہ میں وہ رات بھی شمشیر ہر کی آمد و رفت شکر کٹ گئی ساحر سقیدہ مٹھ پڑے ظاہر ہوا کہ

کہ اتنے میں ہواے سرد آئی نظر آئی جسبیں صبح روشن	فراغت قید سے اس شبے پائی ہوئی شب چند دم میں گرم تو سن
--	--

صبح ہوتے ہی ملکہ بہار نے سحر اپنا سب پر سے اتار لیا وہ چاند جو نکلا تھا غائب ہو گیا گل و شجر نابود ہو گئے پر بیان آئینہ دار نہان ہو گئیں شکر بیان مدہوش آپ میں آگئے اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیوں لڑتے ہیں اور اہل قلعہ ہمارے طرف دار ہیں اُن سے کیوں بھڑے ہیں انہیں جو عاقل تھے انھوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ افسر ہمارا اور مالک اس قلعہ کا مارا گیا اور ہم سحر میں یہاں کے سحر تھے یہ اسی نے ہکڑا دیا مگر تعجب یہ ہے کہ سحر اسکا ہم سے کیوں اتر گیا کیونکہ ایک بار شہرنا پرسان پر ساحر اُسکے سحر میں مبتلا ہو کر گئے تھے شہنشاہ نے اُنکو مار ڈالا مگر سحر انپر سے دفع نہ ہو سکا



غضکہ سب نام و نجل بھاگ کر جانب فراسیاب چلے اہل قلعہ بھی بھاگ گئے تھے خلاصہ یہ کہ وہ تمام لشکر و ملک باور ہو گیا جب یہ لشکر کی جانب طلسم چلے ملکہ بہار نے تخت محراب ہتر برقع کو سوار کر کے آپ بھی انھیں بھگیون کے پیچھے چلنا اختیار کیا یہ اس طرح رہا اس منزل مقصد میں اسطرح قرآن بھی اسطرح روانہ ہوا کہ چند ساحر جانو الے شہر تارستان کے اسکو لے کر انھیں میں صورت ساحر کی بنکر ملک کیا اور بائیں کرتا باہم مثل یا ران ہم نوالہ دہم بہالہ کے اُنکا شریک بن کر چلا جاتا ہوا یہ کیفیت بادشاہ طلسم سنیے کہ جب ہوش کو بھیج چکا جواب نامہ خداوند عرضی بھیج دی اہمیں لکھا تھا کہ واقعی درو بھیجے میں عرصہ بھگو ہوا خداوند براہ خداوندی معاف فرمائیں اب میں نے ایک ساحر ہوش نام کو باجمیت کثیر خدمت عالی میں بھیجا ہوا حاضر ہو کر بجا آوری احکام معلیٰ میں تصور نہ کر گیا بعد بھیجے اس عرضی کے آپ تخت پر سوار ہو کر جانب باغ جمشیدی چلا یہ بلخ سر اسر عیال بات سے بھرا ہوا جو گل بوٹہ ہر جادو کا نقشہ ہر زمین وہاں صفا میں خسار یا رسے بہتر شوقا ست سبز رنگان دہر سے زیادہ خوشتر ہر غنچہ گل لبان ہن تنگ جانان نزاکت میں رشک نازک بدنان سا غزل بصد گل خجائہ بہار میں راستہ شراب تراوت سے لبریز فرحت بخش خاطر سرور انگیز کوئی گل مثل معشوق خندہ زن کوئی کلی اسطرح مسکراتی کہ جیسے معشوق کو ہنسی آتی عمارتیں اہمیں طلسمی نبی تصویر میں جادو کی کار کرتیں رات کو ہستاب میں گرمی مثل سورج ہوتی دن کو آفتاب سے سردی پیدا تھی چشمہ اور نہریں خون سے لبریز لیکن لطافت نیز مچھلیاں نہروں کے نکھرے بان بجا میں قہقہے اور نعرے ستانہ لگاتیں انکے ہلنے سے باغ کے طائر زمزمہ پیرائی کرتے اور پھول ٹوٹکر زمین پر گرتے ہوا کے جھونکے چلتے شاخوں سے آواز باجوئی آتی ہوا لکھا کر زمین پر پھول جو گرتے وہ نوجوان مرد حسن و جمیل بجاتے اُن پر یونکو جا کر گلے لگاتے وہ ان سے ملکر خوش ہوتیں لب نہر حلبہ جتا یکا یکا یک نہنگ نکھر سکو نکلتا پانی سے صدائے افسوس افسوس آتی بعد لمحہ کے پھر وہی مچھلیاں اور گل ظاہر ہوتے خلاصہ یہ کہ عجیب سامان تھے طلسم اور نہرنگ سے وہاں طائر اور انسان تھے کہ نظم

ہزاروں چشمہ لبریز و شیرین ہجوم طائران زمزمہ سنچ ہوا سے سرد و خوش مسرور اشجار زمین پر سبزہ نوخیز ہر سو زمین ساری وہاں کی صورت سنگ خمر نخلوں میں مثل شکل انسان مکان اکثر طلسم افزا بہت خوب عجائب طائران خوش نوا خوب زبان پر کچھ سخن مانند انسان	کہ جسکی دید سے ہودل کو تسکین مزاج عند لب زار بے رنج دکھاتے تھے گلوں کے رنگ خسار سرکاہ خمیدہ مثل ابرو بشکل لعل کو سون خوب خوش رنگ نظر ہودیکھ کر حبس کو پریشان کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب سرمنقار سے تا پا خوش سلوب کبھی خندان کبھی حیران و گریان
---	--

غضکہ اس باغ میں سواری بادشاہ طلسم کی آئی اُسکے ہمراہ باغبان قدرت وزیر اسکا یہ ہی دونوں جب



داخل باغ ہوئے تمام بھول کھلکھلا کر رہے اور آوازیں آئیں کہ ارشد شاہ ہماری تسلیم ہو چکے بادشاہ سلامت کا بہت  
 دنوں کے بعد آنا ہوا اسی طرح کی باتیں بلبل دگل کی سنتا شاہ اندر بارہ دری کے آگیا بارہ دری سے چار سو تیلیاں سونے  
 کی حسن میں آفتاب بہتر لباس نہرے زیب برکے یہ کہتی ہوئیں کہ شہنشاہ آئے شہنشاہ آئے سامنے آئیں گردنیں بہر تسلیم  
 جھکائیں پھر شاہ کو لیے اندر بارہ دری کے آئیں شہنشین میں تخت جو اہر آگین بچھا تھا اس تخت پر بادشاہ جلوہ فرما  
 ہوا اور ان تیلیوں نے گانا ناچنا آغاز کیا شراب فتابی کا پیالہ زرین بھر کر شاہ کو دیا بادشاہ نے کہا ملکہ شبنم جاو  
 کہاں ہیں تیلیوں نے کہا ملکہ بہار کے قبضہ میں جبکہ حضور نے انھیں کر دیا ہو انھیں کے کام کو جایا کرتی ہیں چنانچہ  
 کل سے آئینہ ہائے طلسم لیکر ہر اسے غارت شکر ہوش کوہ نیلم پر گئی ہیں شاہ کا یہ حال تھا ہی شکر ہوش شکر ہوش  
 اڑ گئے کف افسوس سے وزیر نے کہا اے باغبان خود کردہ را علاجے نیست بہار کو ایک درہنگام سرت میں یہ  
 سحر میں نے بتایا تھا اور ملکہ شبنم مالک آئینہ طلسمی کو طلب کر کے اسکا مطیع بنایا تھا ملکہ شبنم سے قسم لیلی تھی کہ انحراف  
 حکم بہار سے کبھی نہ کرنا اگر تجھ سے بھی بہار بگڑ کر مقابلہ کرے جب بھی اسکی اطاعت سے باہر نہو نالے باغبان نسبت  
 بہار کے یہ گمان نہ تھا کہ وہ شریک طلسم کشا ہوگی اور ہائے گلشن ہستی پر خزان لایگی لالہ وار دل ہمارا دغا دار بنا لگی  
 اپنا بھکڑا اس گلستان خوبی کو تحفہ جات طلسم کا مالک کیا اسنے یہ سبب ہو چکا کہ شکر ہوش پر اس پر گئی شبنم جا کر جان بونی ہوگی  
 شبنم پڑی ہوگی آئینہ ہائے سحر دیکھ کر شگری دیوانہ وار آپس میں لڑے ہوئے ملکہ شبنم سے بھی شکایت نہیں کر سکتا کیونکہ اسے حسب عہد  
 حکم بہار مانا خیر جو کچھ گزرا وہ گزرا آج تک بہار کو طبیعت پیار کرتی دل آزار دینا اسکو نچا ہتا تھا مگر اب بغیر قتل کیے کچھ  
 نہیں پڑتا کہ بیت نہیں ہر ایک دم رحمت میسر و بناؤ کیا کرے یہ قلب مضطرب یہ کہہ کر تیلیوں کو حکم دیا کہ اس باغ میں بھی کتاب  
 جمشیدی ہرے آؤ تاکہ حال اس شوخ دیدہ کا معلوم کر دین کہ اب کہاں ہیں تیلیاں حسب رشا و گنہیں حجر باغ میں صندوق  
 رکھا تھا اٹھا لائیں صندوق تھا یا اسرا طلسم کا گنجینہ تھا نہیں نہیں کسی دانشمند کا سینہ تھا غلات طلسم نایاب کا جو اہر دوز  
 اسپر چڑھا کر اہر ایک مظلوم مذہب بنا کہ بیت نہ تھا صندوق اک عجاز تھا وہ کسی کا سینہ پر راز تھا وہ بادشاہ  
 نے سحر چڑھا کہ فلک پر ایک شعلہ چمکا اور زمین پر گراسوا باشت کا پتلا ایک بنگیا پکارا کہ اے بادشاہ لا ندر ہماری سوا  
 سوا شرفی بادشاہ نے نذر دی نذر لیکر پتلے نے ابکائی لی ایک کچی سونکی منھ سے نکل پڑی شاہ نے کلید لیکر صندوق  
 کھولا ایک کتاب بہت نایاب بخط طلسمی تحریر نکلی اس میں مطالعہ کیا کہ بہار و برق اب کہاں ہیں معلوم ہوا کہ عقب شکر  
 شکست خوردہ ہوش آئے ہیں جب شکر نذر دیا غور و خیر وان آکر آتریکادہ پشتہ رنگین حصار پر اپنے لشکر میں چلے جائینگے  
 یہ حال کتاب سے معلوم کر کے صندوق بند کیا کلید پتلے کو دی کہ وہ بھگڑ چلا گیا اور صندوق تیلیاں لیکر شاہ نے وزیر سے  
 کہا کہ سیکو بہر گزرتا رہی بہار بھینچا چاہیے وزیر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو تو میں جاؤں فرمایا نہیں میں ایسے ساحر کو بھجتا  
 ہوں جو کسی طرح زیر ہوگا تم ہوائے قلعہ تزلزل میں جاؤ لرزان چاد و الک قلعہ کو میری جانب دعا کرتا اور کہتا کہ تم بھی ہماری  
 تسلیم کو بھی نہیں آئے اسوقت مابدولت باغ جمشیدی میں تشریف فرما ہیں کچھ تم سے کام ہر جلد حاضر و بار ہو باغبان  
 آداب بجا لایا سمحت قلعہ مسطور ہو چلا رشاد روانہ ہوا اور وہاں پہونچ کر زور سحر اپنے آنے سے لرزان کو مطلع کیا وہ غصہ حکومت



پر بصد عزت جلوہ فرماتھا ایک پتلے نے عرض کیا کہ وزیر شہنشاہ آگے ہیں اسے خبر سن کر کشتیان بہرند رہمراہ لین اور ڈیڑھ سو سوار  
 ساحر لیکر استقبال کیلئے چلا جب در شہر نہا پر پہونچا وزیر اعظم تخت سحر پر سوار اسکو ملا اسنے ہزاران گرجوشتی ملاقات کی  
 اور استدعی ہوا کہ غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمائیے وزیر نے تمام پیام بادشاہ کمر عذر کیا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا اور تمکو بھی توقف  
 مناسب نہیں اس کیفیت کو سنکر اسکو بھی خیال ہوا کہ نہیں معلوم کیا کار ضروری ہی جو وزیر کو بادشاہ نے لینے کیلئے بھیجا ہے  
 سمجھ کر شہر میں پھر کے لگیا انھیں سردار دکنو جو ہمراہ تھے ساتھ لیکر معیت وزیر خدمت بادشاہ میں حاضر ہو کر سرفقیاد پایہ  
 تخت پر رکھا رستم تعظیم ادا کر کے ٹھہرا تھا کہ شاہ نے ظمت دیا بعد سر فرازی فرمایا کہ تم یہیں سے روانہ ہو کر جانب کوہ تہلم جاؤ  
 اٹھائے راہ میں عقب لشکر بد ہوش بہار و برق آتے ہیں دونو کو مقید کر کے حاضر حضور کر خبردار وقفہ نہو بہار کا سحر تم جانتے  
 ہو ایسا حربہ ساتھ لیجانا کہ وہ غالب نہ آسکے اور عیار اس کے ساتھ ہو اسکی سکاری کا بھی دھیان ہے لو جاؤ سپہ سامری کیا  
 لرزان مچرا کر کے انھیں ساحر دکنو جو ساتھ تھے ہمراہ لیکر چلا گھر اپنے نہ گیا یہ ساحر ایسا سحر کرتا ہی کہ زمین میں سما جاتا ہی اور  
 غلابے میں کو جنبش دیتا ہی سیدان رزم میں بھونچال آتا ہی پاؤں کسی کے زمین پر قائم نہیں رہتے گر پڑتے ہیں یہ دھوان بن کر  
 زمین سے نکلتا ہی اور کار حریف تمام کرتا ہی رنگ اس کے جسم کا دھوئیں کی طرح ہر نہایت ہیبت ناک صورت دکھتا ہی ذکر  
 اس کے لڑنیکا کسی مقام پر کیا جائیگا غرض کہ یہ تو جانب بہار نہ دانا ہوا بادشاہ نے بارگاہ سامان راحت وغیرہ اپنے یہاں سے  
 اس کے ساتھ کر دیا اب حال اسکی بی بی کا نیسے کہ جب اسنے سنا وزیر میرے شوہر کو بلا لیکیا ہی اور ایسا ضروری کام تھا کہ گھر  
 اتنا نور کا پس منظر ہی کہ دیکھیے وہ کب آتے ہیں جب عرصہ ہوا یہ عورت بہت عاقل اور نفیمہ ہی براہ دور اندیشی اپنی انیسون  
 جلیسون سے گویا ہوئی کہ وزیر اعظم اس طرح سے انھیں لینگے کہ گھر بھی پھر کر آنے نہ دیا سامری جانے کیا کام تھا میرے دل میں  
 دسو اس آتے ہیں نور بار کا مقدمہ کرکے بی بی کی بی بی کے جیشید آبرو دھین لگے ہی تک کچھ خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ نے کیوں بلایا تھا  
 کوئی امور سلطنت اس کے سپرد نہ تھا جو اس تاکید سے طلب کیا انیسون نے کہا حضور انکا ہول بالا ہی جیشید جانے حضور کے  
 نمک کی قسم رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ گھر میں لا کھون چراغ روشن میں پس میں سمجھ گئی کہ سیانکو عمدہ جلیل ملیکا  
 ایک ہدم نے براہ خوشامد کہا کہ میں تم نے یہ تو خواب میں دیکھا تھا اسے کہنے سے مجھے بھی یاد آیا میں تو کہنا بھول ہی گئی تھی  
 صبح ہوئے میں کیا دیکھتی ہوں کہ جیسے ایک بوڑھے سے آدمی ہیں وہ ایک تاج ہاتھ میں لیے ہیں ایسی اس تلج میں دشنی ہر کہ  
 آنکھ نہیں ٹھہرتی ہی پس وہ بوڑھے مجھ سے کہتے ہیں کہ بلالا اپنے مالک کو یہ تاج ہم اسکو دینگے یہ سنکر میں بلانے جو دوڑی آنکھوں  
 گئی بی بی یہ وہی تبیر خواب ہے کہ میان بلانے گئے ہیں آپ دیکھیے گا کہ سار اطمس اس کے سپرد ہوگا ایک کنیز بولی کہ ہماری بی بی کو دم  
 کا مرض ہمیشہ سے ہر بھلا کیا دشمن انکے کسی کے گنہگار ہیں جو تم اتنا خفقان کرتی ہو بی بی مرد ذات میں کسی کام میں اچھو گئے ہونگے  
 ایک مصاحب نے کہا کیا معلوم دربار گئے ہیں یا کہیں اور وزیر سے کسی جلسہ کا وعدہ ہوگا پہلے سے ہی کہہ رکھا ہوگا کہ تم مجھے  
 بلایا نامر دنگے فقرو نے سامری بجائیں سیری دانستہ بین وہ سرکار میں تو نہیں گئے بڑی سرکار گئے ہیں نہ کہ زلزلہ جاد  
 اس زن عقیلہ کا نام ہے اپنے مصاحبوں کا بیان سنکر سنہی اور آخرین جو مصاحب نے وزیر پر وہ رنڈی کے بیان جانا ناظر کیا ہی  
 حیا اسکو دربار میں جائز کا لہذا آیا کہ اتم سچ کہتی ہو انکے ایسے ہی طور میں لیکن آج میں بھی بغیر بھید کھولے باز نہ آؤنگی پس



سوکینزلن کلر و بلبل خویامن بدن آئینین زیب انجن غیرت چمن سمراہ لیکر کسی اپنے عزیز کو قلعہ سپرد کر کے لباس نفین زیب قامت  
فرما کر زیور سے آراستہ ہو کے سوار ہوئی اور بگتی جاتی تھی کہ بادشاہ کو بیان کر دے تو تو آج میں ہوں اور وہ میں لو صاحب مجھے  
یہ فقرے بازی بڑی زندی بازی پر کمر باندھی ہر جو ایسا ہی تھا تو مجھ کوڑی کو کیوں متیاناس کیا اور وہ کیا کرین جو تقدیر  
میں تھا وہ ہوا سنجوگ ہی ایسا بدلتھا غرض کہ اس طرح کی باتیں بنائی باغ جمشیدی میں آئی بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا وزیر  
مرواحہ حنیالی کر رہا تھا پتلہ اور تیلیان طلسمی دست ادب بہتہ کھڑی تھیں ناچ ہو رہا تھا اسنے سامنے جا کر تسلیم کر کے تدری  
شاہ نے مزاج پر سی کی اور کہا تمھارے میاں کو اگر ہم نہ بلاتے تو تمھارے جمال نظر نہ آتے اچھا بیٹھو یہ ایک نکل پر بیٹھی  
اور پوچھا پھر وہ غلام آپ کا کہاں ہے شاہ نے تمام ماجرا بہار پر بھیجے کا بیان کیا جب اُسنے یہ سنا کہ شوہر میرا لڑنے  
گیا ہے بچپن ہو گئی اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو تو ہرخ سے جا کر مقابلہ کر دوں غلام وہاں لڑے کینز یہاں جانبازی کئے  
شاہ نے ہنس کر فرمایا کہ تمھیں بے شوہر تاب کہاں یہ اجازت مانگتا گو یا حسن طلب اجازت شوہر کے پاس جانیکی ہے  
اچھا تم بھی شوہر پاس اپنے جاؤ اور لشکر اپنے قلعہ کا ساتھ لے لو اس مجرمہ بہار کو گرفتار کر نہیں مدد کرنا سمجھو بوجھ کر لڑنا لڑنا  
یہ حکم سنکر آداب بجا لاکر چلی اور بہت جلد قلعہ میں آکر بارہ ہزار ساحران جلیل القدر اور ساحرہ نامور سمراہ لیکر بصد کر و قروا  
ہوئی ادھر شوہر اُسکا جب سافٹ راہ طے کر کے قریب لشکر ہوش پہونچا افسران لشکر مذکور خستہ و شکستہ حال و ابستہ طال  
پرسے پر گرد و دھرت پڑی ہتھیار چھوٹ گئے تھے کمرن کھلی بھوکے پیاسے جنگل پہاڑ طے کرتے آتے تھے کہ اسنے پہونچ کر ان کو  
روکا اور کہا خیمہ ستادہ کروا سودہ ہو میں تمھارا بدلہ لوں گا سارے لشکرین جان آگنی سمجھے کہ شاہ طلسم نے ہم پر اسکو افسر  
کر کے بھیجا ہے پس ہر ایک ائمہ اطاعت میں آیا خیمہ ستادہ ہوا بارگاہ نصب ہوئی بازار لگ گئے لشکر مرزہ اچال ہوئے  
ارزان داخل بارگاہ ہوا اور آرماش کے بہتے پتلے بنا کر بیرائین بٹھا کر روانہ کیے کہ بہار و برق کو ڈھونڈھیں پتلے  
بہر طرف چلے گئے مگر بہار و برق عقب اسی لشکر کے ہنستے قہقہے لگاتے چلے آتے تھے ہمار کہتی کہ اے برق مجھے کوہ آرام  
سے قرطاس دھوکے میں گرفتار کر لیگا تمھارا سب ہلکا قلعہ و باغ کے پریشان ہونگے دوسرے اس قحبہ سے جسے مرگھٹ  
کا راستہ قرطاس کو بتلایا مجھے سمجھنا ہے کہ میرے بغیر حکم کیوں راستہ دیا پس کوہ آرام کی طرف چلنا چاہیے براے چندے  
تم بھی زحمت اٹھاؤ اب تو راہ طلسم کچھ سمجھو من آنے لگی ہے کیونکہ عقیق کوہ سے بہت دور نکل آئے صرف اتنا ہی کہ شاہ جادو کا  
کے سرحد دار ہر جگہ روکینگے در نہ راہ تو معلوم ہے برق نے کہا کہ ملکہ حرخ بہت عرصہ سے اکیلی ہیں لشکر میں چلو اسنے کہا  
مہتر قرآن تو گئے ہیں وہ حال کہدینگے ملکہ مذکور کو اطمینان ہو جائیگا دوسرے یہ کہ ہتر موصوف حکم خدا حفاظت لشکر بھی کرینگے  
برق نے کہا اچھا جدھر چلی چاہے چلو ملکہ تخت بڑھا کے آگے بڑھی تھی کہ راہ میں لشکر اترے دیکھا راستہ بند پایا کہا یہ  
بھلکے کیوں ٹھہرے اور انکو یہ شمت و جاہ کہا فہم ممکن ہو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہماری تلاش میں آیا ہے کہ ایک پہاڑ پر  
آکر ٹھہری اور سحر پڑھ کر زمین پھوٹکا زمین پھرائی ایک پتلی صینی کی شکل آئی اُس سے پوچھا کہ اس فوج میں کون آیا ہے  
اُسنے رجا لمرزان کا بیان کیا ملکہ نے سارا ماجرا معلوم کر کے تلی کو رخصت کیا کہ وہ زمین میں ساگئی اور برق سے  
کہا اچھا یہی شکل چلو بڑی لڑائی پڑ جائیگی برق نے کہا اسکو جویا ہو دیکھ بھال لینا چاہیے وہاں چلکر بھی لڑنا ہی اور یہاں بھی



جو کم ہوا ہی وہی بہن سحران شاہ جاو ان کو قتل کرنا ہی ملکہ کے کما قرآن بھی یقین ہر کہ پیچھے آئے ہن وہ اسکو مار لینے تم چلے چلو  
اسنے کہا اچھا تم اس پہاڑ پر پھر وین ذرا اسکو دیکھ تو آؤن رضینا ہا تقضا شاید دم پر پڑھ جائے ملکہ ناچار ہو کر سر کوہ پھری  
اور برقی پہاڑ سے اتر کر ایک ساحر کی ایسی صورت بن کر تیار ہوا لیکن جیسے کوہیون کی صورت ہوتی ہر کہ بال سر کے بہت بڑے  
دڑھی تا بہ سینہ قشہ بہت لمبا کھینچے لنگوٹا موچھو کا بندھ کھارو کا انگو چھاسکے مین پڑا موئے ز بار ظاہر ہیرہ بہت پرست  
اس صورت سے ہو کر جانب لشکر چلا اور داخل لشکر ہو کر ہر سمت سیر کرتا ہر تھا کہ پہلے جو بہر خبر لرزان نے مقرر کیے تھے  
انھوں نے اسکو شناخت کر کے بخیر مت لرزان آکر عرض کیا کہ اے افسر ہمارے وہ عیار جسکے آپ تلاشی ہن لشکر میں آیا  
ہی اور ساحر بنا پھر ہا ہر لرزان یہ خبر سن کر کھڑا ہو گیا اور اپنے تیلو سے کہا الگ الگ ہر اسکو گھیر واسطرح کہ اسکو ثابت  
ہو ورنہ بھاگ جائیگا تیلے حسب حکم چار طرف جا کر پکندہ ہو گئے اور راہ روک کر پھرے اُدھر لرزان دربار گاہ پہا کر ٹہلنے لگا اس  
اشنا مین برقی بھی پھرتا ہوا جانب بارگاہ آیا اُسے ملاز مون سے کہا کہ اس ساحر کو بلاؤ انھوں نے پکارا کہ بھائی ذرا  
ادھر آنا ہمارے مالک تمھارے مشتاق ہن برقی حسب لطلب حاضر ہو کر آداب بجالایا ملاز مون سے بطور سحران دست  
ہوا لرزان نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے اور دو تھانہ کسجگہ ہر بیان آینکا کیا سبب ہے اسنے عرض کیا کہ آپکا شہرہ جود و نوال  
شکر مین بھی کمال مشتاق ملازمت کیسیا خاصیت تھا خبر تشریف آوری ملاز مان جناب شکر اتفاق حاضر ہو نیکا ہوا مچھو  
صحرا نور د جادو کہتے ہن چاہتا ہوں کہ زمرؤ سرداران سرکار دالامین منسلک ہو کر لبان گوہر مین بھی برو پاؤن اسنے  
یہ تقریر سن کر زبان بہ تعلق واک کی کاپے مجھے سرفراز فرمایا یہ گھر تو آپکا ہی کفش خانہ ہر ہے فخر میرا جو آپ نان خشک یہاں کی  
قبول فرمائیں ورجو مجھے میرا اُسے پہلے آپ کھائیں پھر مجھے دین مین سپاہی دست ہوں آپ تو میرے دینی برادر ہن غیر  
سے مجھے غدر نہیں اچھا جائیے بارگاہ مین تشریف رکھیے برقی حسب جازت اُسکی طرف سے پھر کر اندر بارگاہ کے چلا کر  
اُسے پیچھے سے گردن مین ہاتھ دیا اور سحر سے ہاتھ پاؤن بیکار کر دیے پکارا کہ اوتا لائق مجھ سے بھی مکر کرنے آیا ہر نہیں جانتا ہر کہ  
شہنشاہ نے تیری ہی گرفتاری کو مجھے بھیجا ہر نہیں معلوم دے گیسو بیدہ پہا کہان گئی سچ بتا کہ وہ کہان ہر یہ کہتا ہوا اندر بارگاہ  
کے آیا اور جس و حرکت کر کے بٹھا دیا عتاب خطاب کر نیکا پھر برقی نے کہا اے سحرے تو اتنا بکے کیوں جاتا ہر معلوم ہو کہ  
ابھی تیری قضا نہیں ہر ورنہ بلکہ بھی تو جانتا ہر کہ ہم کون ہن ہم برقی عیار ہن قاتل افراسیاب کی تونچ جائیگا سبقت  
ہم پھنس گئے اتفاق سے مرنا تو ہم جانتے نہیں خیر پھر سمجھ لینے اسنے یہ کلمات سن کر کہا کہ تو مجھ کو دھمکا تا ہر اور شہنشاہ بے بین  
ڈرتا اُسے بادشاہ طلسم کے اتنے ملازم مائے گئے لیکر ہن کچھ پر داعی نہیں طلسم کا تم لوگ کیا بکاڑ سکتے ہو چاہو عمر پھر لو پاؤ  
کچھ نہ کر سکو گے اور شاہ کو جب غصہ آجائے گا شل نقش غلط تم سکوٹا دیکر برقی نے کہا شہنشاہ کیا بیودہ ہر وہ لوگ جلدی کرتے تھے مثل خس و  
خاشاک سیل فنا مین بہہ گئے اور لبان برگ خشک باد اہل کے جھوکے سے ایسے اڑے کہ نشان بھی نہ ملا کثرت لشکر  
پر کیا ناز کرتا ہر جو ٹیونکی قطار و ن سے بہادر دیکھا گیا بگڑتا ہر افکار کا ایک ہی نوالہ کرتا ہر ای لرزان بادشاہ کا اتنا کچھ  
نقصان زرد فوج ہوا اُسے عفسہ ہی نہ آیا یہ کہو کہ کچھ ہونکا عاقل کو چاہیے کہ ہر امر مین غور کرے نہیں نہ اُسے  
کہ اطاعت اسلام قبول کرو و سعادت دارین حصول کر دیہ باتیں ہو رہی یقین کہ بہا راستہ دیکھ کر حسب برقی کو بہت رحمہ



اگر تو بیتا بانہ چلی بھی کرا سپر کچھ نہ کچھ آنت آئی پس سر بار گاہ پر اگر تھرائی لرزان باتوین لگا تھا اُسے تو کچھ خیال نہ کیا  
لیکن ملکہ نے سحر ٹپھا کہ دست و پا برق کے قابو میں آئے چاہتا تھا کہ اٹھے ملکہ سنجہ بنگر گری اور اسکو اٹھا کر لے اڑی لرزان  
کے نوکر زمین غل ہوا کہ لیگی لیگی وہ بھی گھبرا کر اڑا ملکہ قندیل فلک یہ بھی جی توڑ کے سحر ٹپھتا قریب پہونچا اور پکارا کہ بی بی ہا  
ہم ہمیشہ یہ کہہ رہے تھے واسے میں ہوں شکر یاں ہوش نہ بھٹایا کہہ کر ایکٹا ریل سحر کا ملکہ پر بار ملکہ نے سحر ٹپھکر جانبنا ریل بھونکا کہ  
وہ زمین پر جاگرا اور غائب ہو گیا اور اُسکا خالی گیا ملکہ نے پھر نایچ اُسپر بار اُسے شل دھان بنگرا اپنے تئیں پوشیدہ کیا  
نایچ بھی زمین پر جاگرا اور شق ہو کر شعلے نکلے چارست حریت کو دھونڈھکا ٹھنڈھے ہو گئے لرزان پھر ظاہر ہوا اور سمجھا کہ  
یہ ساحرہ زبردست ہیون نہ گرفتار ہوگی اور اگر ملت بائگی تو بلع سحر لگا کر دیوانہ بنائیگی یہ سوچکر جھوٹے سے ایک  
تختی ہیرے کی نکالی بہار نے جیسے اس لوح کی جھلک بھی سمجھ گئی کہ اسنے لوح گلوے جمشید نکالی یہ لوح تحفہ ظلم میں سے  
ہی تھی سے رو نہ ہو سیکگی یہ سمجھکر بہت جلد جانب میں اتری اسلئے کہ برق جو ہاتھ سے چھوٹ جائیگا اگر کر مر جائیگا پس زمین  
پر پہونچی ہی تھی کہ لرزان بھی ساتھ ہی اتر اور لوح مذکور سامنے کر کے پکارا کہ اے بہار دیکھ تو یہ کیا ہوا ہے اسے اس سحر  
پڑھا کہ ایک نقاب پیچھے لاکر بائیں نگاہ دلوں حائل کی لیکن لوح سے چمک کر ایسا شعلہ بھلا کہ نقاب پیچھے جل گیا نگاہ بہار کی  
تختی پر پڑی غش کھا کر زمین پر گری برق جو زمین پر پہونچا تھا متوج ہوا سے اول تو ہوش ہا لیکن اسوقت جو ملکہ گری لرزان  
اس خوشی میں جانب ملکہ دڑا کہ اتنی بڑی ساحرہ گزیرا ہوئی اسپر قضاہ کردن برق اٹھا کر ایسا بھاگا کہ پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہ  
کہ صر گیا اور جا کر درہ کوہ میں ٹھہرا لرزان نے ملکہ کو قید آہن مٹکا کر ہینائی اور سحر خوب سا کر کے اٹھا کر بار گاہ میں  
لایا سردار دن نے اسکے صفت ثنائین زبان کھولی کہ واقعی آپ اپنا مثل نہیں رکھتے اسپر ظفر و منور ہونا آپ ہی کا کام  
تھا سب نے نذر فتح دی اُسے بہار کو ہوشیار کر کے کہا کہ کیون دیکھا تو نے سحر اسکو کہتے ہیں بہار نے جواب دیا کہ اسی مٹھیر  
یہ فخر اور دعویٰ ساحری تحفہ ظلم سے کام لیا تجھے غیرت نہیں آتی یہ تختی ہندی تو کبجی آجاتی اسنے کہا حریف کو زیر کرے  
مطلب بس عیار کو بھی پکڑ لاؤن تو شہنشاہ پاس تجھے بھیجوں یہ کہہ کر اٹھا اور اپنے لشکر سے آلا اور ایسا سحر ٹپھا کہ  
درہ کوہ میں برق فاعیاری کر رہا تھا گھبرا کر باہر نکل آیا دیکھا کہ کنارے لشکر کے لرزان کھڑا ہی جا بھاگا جاؤن لیکن  
ول نے اسکے کہا کلاسی پاس چل پس اُسکے پاس آیا اور کہا آپ نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہے مجھے بھی قید کیجیے میں اکیلا رہ کر  
کیا کرونگا اُسے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ادنا عیار تو آپ سے نہیں آیا بلکہ میرے سحر سے حاضر ہوا ہے یہ کہہ کر درہ جو پڑھا ہوا  
برق کا گیار دل سے کہا واقعی تو بڑا حق زدہ ہے کہ خود آکر مبتلائے آنت ہوا اب بھاگ جا کر سوچا کہ بھاگنے سے بیست  
رہا جس کر دیگا اب اسکے ساتھ چلو جو خدا چاہے گا ہو گا غرض کہ چپ ہو رہا اور وہ اسکو گرفتار کیے بار گاہ میں آیا بہار سے کہا  
کہ تھے ہماری زبردستی دیکھی کیون ہم کیسے ساحرہ میں ملکہ مذکور نے کہا تیری اصل کیا ہے میں تجھ ایسے چھو کرے تعلیم کر چکی ہوں  
تو مجھ سے تعریف کرانا چاہتا ہے اُسے عرض کیا کہ اے ملکہ تم خاندان بادشاہ ظلم سے تو سل رکھتی ہو واقعی ہماری مجال  
نہیں جو تمہاری بلندی کریں لیکن تم شاہ سے چلکر ملجاؤ ملکہ نے جواب دیا کہ ہماری جو تقدیر میں لکھا ہے وہ ہوگا شاہ سے اب  
مٹا کجا دنیا اور عجبی دونوں جہانین نہوگا کیلئے کہ وہ مردود خدا ہم مسلمان اُسکا ہمارا ساتھ کیا برق یہ تقریر سنکر چلا



کہ بار بار یہ ملکہ کو بھاتا ہر قسم کچھ اسکے ساتھ مکاری کروائیں دو قافلہ ہین یعنی اگر یہ باتون میں مصروف ہا تو سحر سے بے تاب نہ کرے گا  
دوسرے اگر فقرے پر چڑھ گیا تو مار ڈالنا یہ سوچ کر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے لرزان افسوس لکی حسرت تل ہی  
میں رہی کہ بیت پریشان ہو کے مثل گیسوے یا رہا یہاں آئے ہین مانند نگہگار + لرزان نے پوچھا کہ کہ کیا تیری زندگی برقی  
رونے لگا اور کہا تمام عالم جانتا ہے کہ ہر ایک عیار ہر ایک عیا بھی پر عاشق ہوتا ہے شمیمہ پر میری جان جاتی ہر اب قید ہو کر آیا ہوں  
قتل ہو جاؤنگا وصل یا کیسا آخر وقت میں دیکھنا بھی نصیب نہوا کہ ہاے بیت لگی ایسی نہیں بھتی گیدم + دھوئیں اٹھتے  
ہین ہم استخوان سے + لرزان نے کہا اگر تو طاعت شاہ جادو ان کرے تو میں سفارش کر کے عیارہ کو دلوادوں + مال محبوب  
کو ادون برقی نے کہا میں غلام ہوں یہ کہہ کر قدم پر گرا اُسے کہا اے برقی تو گھبراہٹ میں اسنے کہا ہمارا کو الگ بٹھا دیجیے تو میں  
آپسے کچھ کہوں اُسے ملکہ کو ایک خیمہ میں بھیج دیا اگر خاک جمید ہر اعضا میں لگا دی کہ ملکہ عیس و حرکت ہو گئی غرض کہ بعد بھینے ملکہ  
کے برقی سے باتیں کرنے لگا اس شان میں بکا دل نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہر اسنے حکم دیا کہ آؤ اُسے دسترخوان لگا کر  
بچھا یا چند ملازم جو ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے بانی اٹھ کئے کھانا چنا گیا برقی سے کہا تم بھی آؤ مگر کچھ فتور نہ کرنا نہیں سزا  
پاؤں گے مجھ کو ایسا ویسا ساحر نہ سمجھنا برقی نے کہا میری مجال ہر جو کچھ فساد کروں یہ کہہ کر دسترخوان پر بیٹھا سب کھانا کھانے  
میں مشغول ہوئے برقی نے دلیں کہا کچھ کھانا تو بول گیا نہیں تو اپنا کام کر یہ غور کر کے آنکھ کچا کر کباب پلیٹ میں رکھے تھے نہک  
بیہوشی اسپر چھڑکا چھڑکتے ہی پلیٹ ترق سے بولی برقی سمجھا کہ رکابی بولا چاہی ہر جلدی سے ہاتھ مارا کہ رکابی ٹوٹ گئی لرزان  
نے پوچھا کہ کیا ہوا اسنے کہا رکابی کو اٹھا تا تھا ٹوٹ گئی اسنے کہا اے عیار تو مکاری سے باز نہ آئیگا خیر اٹھائی ٹوٹ گئی تو رکابی اور  
آجائیکگی مگر تو نے دیکھ لیا کہ میں کیسا زبردست ہوں برقی نے کہا ادھی آپ بڑے ساحر میں میری خطامعات فرمائیے اسنے  
کہا مجھے کچھ عیاری نہ چلیگی اچھا تم مجھ کو سمجھ لیا جائیگا یہ سکر برقی کھانے پر سے اٹھ آیا وہ سب جفا رخ ہوئے اپنی پی  
جگہ پر گئے لرزان پلنگ پر آکر لیٹا خدمتگار پاؤں دابنے لگا برقی کو زیر پلنگ بٹھا کر سحر سے حصار کر دیا کہ بھاگ نچاے  
برقی نے کہا مجھے اجادت ملے کہ میں بھی لیٹوں اسنے کہا کیا مضائقہ ہر برقی نے کسوت عیاری کر کے کھا کر سر ہانے رکھی  
اور لیٹا اسنے کہا اے برقی ابھی تیرے پاس کچھ نہ تھا یہ کہانے گٹھری نکالی اسنے کہا یہ کسوت عیاری ہر ساحر و نکو قتل کو نیکی  
تدبیر ہر اسنے کہا اس میں بیہوشی بھی ہوگی بھلا میرے خدمتگار کو بیہوش کرو میں کیوں تو کیوں نہ بیہوش کرتے ہوا اسنے ایک لی ٹھلانی  
کی نکال کے خدمتگار کو دی اسنے کھانی بیہوش ہو گیا اسنے کہا اب ہوشیار کرو اسنے ایک فیتلہ بیہوشی میں خوب بھر کر روشن کیا  
اور کہا لیجیے اس فیتلہ کو اسکی ناک میں لگا کر دھونی دیکھی اسنے فیتلہ ہاتھ میں لیا اور اٹھ کر دھونی دینے لگا مگر اس فیتلہ کی دھونی  
اسکی ناک میں خود پہنچی چھینک لئی اور بیہوش ہو گیا برقی نے اٹھ کر چاہا کہ سر کاٹ لین مگر اسکی کیفیت سننے کہ بی بی لرزان  
کی زلزلہ جو لشکر لیکر چلی تھی فرط محبت سے سب کو چھوڑ کر بسم یغیرا کیلی اڑتی ہوئی چلی لشکر اور خواہ میں عقب میں آتی رہیں یہ  
اگر سر بارگاہ لرزان پر تھرائی برقی کو خنجر کھینچ کر جانب شوہر جاتے دیکھا بیقرار ہو کر گری کہ شوہر کو اٹھا لیجاؤں برقی نے  
جیسے ہی یہ گری ہی فیتلہ بیہوشی بھرا کہ سلگ اٹھا اٹھا کر اسکے منہ میں لگا دیا فوراً چھینک کر وہ بھی دھم سے زمین پر آدی  
برقی نے اُسکو اٹھا کر ستون مانگا سے باندھا اور چاہا کہ قتل کر دین پھر خیال آیا کہ اسکو ہوشیار کر کے بھجاؤں شاید کہ



عورت ہر محبت شوہر سے مطیع ہو جائے یہ سوچ کر زبان میں سوزن دیکر ہوشیار کیا یہ حسینہ عورت اور طرہ دار معشوقہ شیرین ادا  
لشہ حسن سے سرشار ہر قشقہ ساحری کی نشانی پیشانی پر دیے زیور سے جسم کو تزئین کیا بلکہ جسم سے زیور کو رونق بخشی  
واقعی بمثل رزگار ہر کہ ابیات

فقی لسی نازمین وہ ماہ پارا	گر برج شرف کی تھی ستارا
خلع خلعت ناز و ادا سے	سرا پا نور تھی حکم خدا سے

سوزن دینے اور باز دھنے سے نیلی ہو گئی شدت تکلیف بتیا بانہ اشارہ سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے برق نے کہا میں  
عیار ہوں تیرے شوہر نے دوبار مجھے گرفتار کیا آخر خدا تعالیٰ نے مجھ کو اسپر غالب فرمایا اب تم دونوں سے موت کے اتنا فاصلہ ہے کہ مجھ میں  
اور تم میں عرصہ ہے عقربے اور ابوار میں جایا چاہتے ہو بان ایک صورت سے بچنا ممکن ہے کہ دین باطل پرستی چھوڑ کر وحدہ لا شریک کو  
مانو سامری و جمہید و نقاسب بندگان خدا ہیں اپنے لعنت بھجواے زن عاقلہ خدا سے بیکتا مسکان و مقام سے منزاعی نظم

مالک و خالق و کریم و رحیم	باسط و رزق و سمیع و سلیم
کبریائی اسی کو ہے زیبا	وحدہ لا شریک نام اس کا
اُسکے قبضے میں ہے ہماری جان	جنے پیدا کیا ہے سارا جہان

شاہ طلمسم باوجود اس عظمت کے ہمارا کیا کر سکتا ہے اور جو لوگ ہمارے شریک ہیں انکا اسنے کچھ نہ کر لیا اور فرض کرو اگر باؤشا  
سے حذر ایسا پہونچے کہ ہم ہلاک ہو جائیں تو بھی دولت ایمان سے دہن ہمارا بھرا ہوگا اس باطل پرستی میں یہ فائدہ ہوگا کہ جہنم  
میں جلتا ہوگا یہ نصائح و پند اس زن خردمند نے جب سنے دل اسکا نور ایمان سے ملو ہوا اور اشارہ سے کہا کہ زبان سے  
سوزن نکال لو اسنے سوزن نکال کر کھول دیا جب وہ رہا ہوئی کہا تم خنجر لیکر میرے شوہر کے سینے پر سوار ہو اور اسکو ہوشیار  
کرو کہ میں سمجھاؤں اور اسکو بھی راہ راست پہلاؤں برق بوجہ نمائش کے باخبر ہوئے اسنے شوہر کی چھاتی پر سوار ہوا  
اور فیلہ افیع ہوشی نگھا کر ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوا عیار کو سینے پر اپنے دیکھا چاہتا تھا کہ خرچے سے زوجہ اسکی آگے بڑھ لی در  
کہا اے صاحب شخص میرا جان بخش ہو سارا ماجرا گزشتہ بیان کر کے کہا اگر میں نہ آجاتی تو کام تمھارا تمام تھا اور میں کی بھی لگیا  
گرفتار ہو گئی واقعی دین اسکا سچا ہیہ طلمسم باطل ہوگا میں نے اسکی اطاعت کی ہر تم بھی مطیع اسلام ہو اور اسکو اپنا بادی محسن  
جائزہ براہ زیر کی کچھو کہ لات و منات جمہید و سامری وغیرہ میں اگر کچھ قدرت ہوتی تو یہ ہم غلبہ پنا شاہ طلمسم اس سے  
عاجز نہ آتا پس دین اسلام سب یوں سے درست ہے کہ ابیات

فرص نور ایمان سے ذرا کر چشم دل روشن	نہیں لازم ہر انسان کو بنے اسد کا دشمن
صفات حق کو پہچانے اسے معبود حق جانے	عطا جسے کیا ہی ہوگا ایمان جان و روح دین
خدا کو چھوڑ کر کیوں اور کو معبود ہم سمجھیں	متاع دین و ایمان کیلئے نبیائیں کیوں نہن

ہر چند کہ یہ عیار دو بار قید ہوا اگر عظمت و برکت اسکے دین بسین کی دیکھو کہ انجام میں ہی غالب آیا کیوں نہ ہو فرد خدا پر جو کوئی  
رکھتا ہے سب کام + توبیشک سکائیک ہوتا ہے انجام + لوزان مردد اشد ہر زوجہ کے سمجھانے سے گویا ہوا کہ لے مری



پیارے بی بی تو نے مجھ پر احسان کیا کہ راہ راست بتائی اور جان میری بچائی میں نے اطاعت سلامان اختیار کی برقی  
یہ کلہ شکر اُسکے سینے پر سے اترا اسنے اٹھ کر سر قدم پر رکھا اُسنے سر اُسکا سینے سے لگایا اور تنگ تنگ غلگہ کیا اس عرصہ میں  
شکر اور خوشامین جو زلزلہ لیکر آئی ہر بہان پہنچیں شکر از او ہمیں حاضر خدمت ملکہ ہوئیں اسنے انکو حکم دیا کہ سب افسران شکر کو بلا  
چنانچہ جملہ افسران و شوہر کے لشکر حاضر ہوئے اسنے اظہار اطاعت اسلام کر کے حکم دیا کہ جسکو مطیع اسلام ہو کر ہمارے ساتھ رہنا  
ہو وہ رہے ورنہ جہان جی چاہے چلا جائے تمام سردار بارہ ہزار سا حرا شکر کے مطیع اسلام ہوئے شکر میں منادی  
نہا دن تھا کہ یہ لشکر بھی ملازم ملکہ نمرخ نچ سے طلسم میں ہوا ہوا اور بعد فتح طلسم بادشاہ اسلام کا تابعدار ہو گا جو لوگ کہ سیاہ  
درون تھے وہ یہ نہا شکر بھاگے اور بہت شاہ طلسم گئے باقی سب مع شکر بایں مدلویش شریک سلامان ہوئے زلزلہ اور  
شوہر اسکا ہاتھ رومال سے باندھ کر سامنے ملکہ بہار کے آئے قید دہ کر کے عذر تفسیرات کرنے لگے کہ ہماری خطا معاف  
فرمائیے ہماری جانب سے دل صاف فرمائیے ملکہ مذکور نے زلزلہ کو غلگہ کیا اور کہا تم بادشاہ طلسم کی طرف سے اگر لڑے تو کیا خطا کی  
کسیلے کہ ملازم اُسکے تھے اچھ شکر کہ شرمیہ ہایت پر پہنچے اگر اب کوئی بے اعتدالی کر دے تو جہاں شکایت ہو پہلے ہی منہ  
تھا جیسا تم نے کیا غرض کہ بعد تسلط کے باہم صلاح ہوئی کہ اب یہاں سے چلنا چاہیے شکر کو کوچ کا حکم دیا پھل سفر ہو گیا خیمہ و بارگاہ  
عطیہ افراسیاب بھی قبضہ میں آیا اسباب تمام بار کر کے ہمارے تخت سحر پر سوار ہوئی پاس برق کو بٹھالیا ایک تخت پر  
زلزلہ مع شوہر بٹھکر روانہ ہوئے ملکہ بہار کو جانا جانب کوہ آرام منظور تھا اسے سیڑی چلی راہ کا دغذغہ بالکل مٹ گیا  
راستہ کی ناداقی سے کچھ سروکار نہ رہا کسیلے کہ یہ سب جاننے والے راہ کے ساتھ ہوئے بڑی شان و شوکت اس لشکر  
کی مالکہ نیکر سوار ہوئی ملکہ بہار کی زبان باد بہاری روانہ ہوئی کہ نقارے اور ناتوس بجتے گھنٹے نواخت میں تھے ابر سحر  
پر سایہ کیے سواری کے آگے آگے گھماے بولمیں جو درختستان نیز گلاب زمی میں شگفتہ ہوتے خیابان سبز و خرم لہلہا  
کر بہار دکھاتے جانور زمزمہ سرائی کرتے بخشیم و خدم روانہ تھے یہاں تک کہ اسی تھل سے داخل کوہ آرام سب پہنچے یہاں جو ملازم  
اور کنیز ہوا و رئیسین جلسہ میں حاضر تھیں خبر و رسد کو ملکہ بہار کو بتایا نہ فطرت سے پاس ملکہ کے آئین و کرتی ہوئیں خندہ کنان  
دوڑیں ارکان سلطنت قلعہ کوہ آرام بہر استقبال حاضر خدمت ہوئے نذرین سبکی گزرتی آتش بازی سحر کی وہ سامان تبصریح  
اگر لکھوں طول ہو گا مطلب حصول ہو گا کافی اچھ شکوہ سردی کی نرسر سے درستی ہوئی ایوان شاہی دارالامارۃ فرمانروائی  
ملکہ آراستہ ہوا ارکان عظام سلطنت سامنے آئے ملکہ نے آکر تخت پر جلوس کیا اور زلزلہ کو برابر بٹھایا برق و لرزان  
قریب تخت بیٹھے بہار نے حکم دیا سامان دست کار پر رازان ریاست کو دیا اور فرمایا کہ باغ میرا آراستہ ہو اس  
باغ میں کہ جہاں سے ملکہ گرفتار ہو گئی تھی جلسہ دعوت قرار پایا اس گلشن پر دیرانی چھائی تھی اداسی رخ ہر گل پر آئی تھی سوئے لہلہا  
کبوتر تھا سرو آزاد غم سے جھک گیا تھا گو یاد دلاؤ وہ تھا چنبیلی زرد ہو گئی تھی سنبل کے بالوں پر گرد عجبی تھی زنگس حیران تھی  
زلزلت بنفشہ پریشان تھی مختصر یہ کہ اب ہمیں بہار از سر نو آئی شمع رخسار گل پر نوا آئی مالنیں کھر پھان جواہر کار لیکر برگ  
و بار خزان دیدہ چمنستان سے دور کرنے لگیں درخت سینچے گئے تھا لونین آب حمت بھرے لکین سر تراشی سے برباد  
چمن کا خط اصلاح پذیر ہوا دن بھر چاندنی دیکھنے کا نظام ہوا یہ کیفیت ہوئی کہ شہ گل بصد تھل قبلے ارغوانی زیب قامت فرما کر



اور رنگ چمن پر جلوہ گستر ہوا بہار کو نظم و نسق سپرد ہوا ہوائے فصل بہار پیشکار ہوئی نئے نئے گل کھلنے پر تیار ہوئی عرب شہر مارگل سے  
وہ بے پاؤں آننا صرصر خزان کو بھگانا کہ زیادہ شاخونکو نہ ہلائے جسم نازک لٹکانہ دکھائے دیوانکہ گلشن میں صیاد پر بید خلی کا پردانہ  
بہاری گلچین کیلئے تجویز سزا کی بہت بھاری بلبل و خزان کی درپیش رو بکاری خزان کو حکم شہرچمن سے نکلیا نیکا ملتا بلبل کا مقدمہ  
سرسبز رہتا غنچو نکا چٹخنا نقارہ در دولت بادشاہ گل تھا گل عباس شہنا نواز بے تامل تھا نذر و طاؤس زبان نقیب  
و چادش حد لے دور باش ہویم ہر گان کو دیتے نہال پوشاک سندس و استبرق زریا مت رعنا کر کے انھن گلشن میں جم گئے  
شاخین گھنگر و غنچوں کا باندھ کر رقا صہ نبی تھیں رہشگری کا عالم دکھاتیں پتے تالیان بجاتے مرغان خوش اچان  
ترانہ سبار کہادی گاتے عند لیبان خوش احسان غزلین گاتیں مہار کہادی دھوم مچا تیں در یہ غزل بجالت عشرت بان

### بر لائین کہ لؤلؤ لفس

ر شک جنت باغ ہے یہ یادگار تا ابد قائم رہے ملک بہار دور شاہ گل میں ہم خرم رہیں کیا خزان کا اپنے دلوں در و غم خاطر دشمن میں ٹھٹکے خار غنم ہو گمان شبنم پہ آب تاک کا آب گلگون نہرین جاری رہے	گلشن عالم میں ہے جس کی بہار فیض رحمت سے ہر جیکے یہ بہار مختگا ہ باغ یارب برقرار ہے ہمارے باغ کی مالک بہار دوست دیکھیں آکے سیر سبزہ زار نشہ عشرت سے زگس پر خمار ہو بشکل شیشہ سرو جو بہار
---	---

ملکہ بہار ملکہ زلزلہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل گلستان عشرت کا رہی پھیلا پروں بانی تھا کہ لب نہریہ گلغزار زیب سادہ  
سبزہ زار ہوئی خواصا گل سپرین دیا سمن بدن نے آکر جامے گل رنگینا آغاز کیا کنارہ جو سبزہ لگا تھا لطفت سیکشی تھا  
کہ میناے فلک آفتابی خورشید سا غمرب میں ساتی دہر نے بھری در سرو نشہ کا سوا چشم شاہد شب میں آیا ہرمت  
عالم نور نظرین سما یا کہ یقیناے ابیات

ہوا مغرب میں پنہان ہر خا در ستاروں کا بچھا فرش زرافشان	منا یان پھر ہوئی شام منور ہوا روشن چراغ ماہ تابان
---	--

بلخ میں بقیش اڑنے لگا رقص ہونے لگا بام بارہ درمی پر ملکہ ہمارے مع ہمانو کے زیر نگیرہ زرتار آکر جلوہ بخش ہوئی اسوقت کی  
کیفیت قابل دید تھی وہ جلیلا گر نظر سے گدر جائے تمام عمر ایسی حسرت میں بشر افسوس کر کے مرجائے نازنینو کے جسم منور کی  
چمک در پھولوں کی ہرک شبنمی دو ڈٹوئی آڑ میں جو بن کی بہار سینوں پر کچھونکا ابھار تھقے انکے خندہ گل کو شرماتے لب  
نیلین غنچہ نیم بگفتہ نظر آئے بھٹیان چھاتیونکی اودی اودی کنول پر بھوزے کی کیفیت کھاتیں زائد صد سالہ کو جوش  
مستی ان لائین چاندنی کا کھیت کرنا نہر و نکا معوج مارنا پھولوں سے دلمغ دہرس جانا عجیب ایک ہنگامہ عشرت تھا سا  
سرت تھا اس عالم میں ملکہ کو صحبت بادشاہ اسلامیان یاد آئی شب جہرہ شب مسرت پائی آہ کا دھوان ایسا بلند ہوا



کہ سروستان بلوغ محبت بنگیا در دجگر نے لب شرننگ پر جگرستی کا عالم دکھایا وہاں تنگ غنچہ سون نظر آیا سینہ داغون سے گلشن بنا  
ملکہ زلزلہ سے کس سفر کا حیلہ کر کے در دسکا اظہار کیا اور کہا اگر تمھاری اجازت پاتی تو بارہ درمی میں جا کر ذرا آرام کر آتی ہر ایک  
اہل یمن نے کہا بسم اللہ عاشق ہمارے عرض یار وہاں سے آنکھوں میں آنسو بھرے کاسے زکس کو صدف گوہر بنائے موتیوں سے ساغر  
جہاب لبریز کیے بارہ درمی میں آئی پردے اُسکے چھوڑ کر کنیزوں سے فرمایا کہ خدمت مہمان جا کر بالاد وہ سب چلی گئیں  
جب تنہائی ہوئی بقیاری سے کروٹیں بدلنے لگی مگر کسی پہلو قرار نہ آیا قلم عشق نے جوش مارا طائر عقل اڑ گئے غم حیرنے بہوش  
کیا چشمہ چشم اسیلے فطاکر یہ سے گہر زبہ سے کہ آنکھوں میں صورت پھرتی تھی اسپر یہ ہوتی تشار کرتی تھی جسم بھرہ من زعفران زار رنج  
نے بنا دیا اشک گزننگ نے رخ رنگین پر گلگونہ لگا دیا قفس تن میں بلبل جان گھبراہی بزننگ گل چاک گریبان کی نوبت آئی وہ گلشن  
بن سے بدتر نظر آتا برغم گھر آیا غنچہ نمط بکلی ہوئی گلون نے یاد اپنے گل کی دلا کر لبان خار کھٹک دلیں پیدلی بلینگ پر فطرتی  
سے پاؤں لٹکا کر مٹی اور باد صبا سے مخاطب ہو کر یہ زبان پر لائی کہ بیت ای باداگر بہیتی خوبان سرو قد راہ عرض نیاز  
من کن باناز پر درمن + اسی بتیابی میں یہ پیام یار کو دینے لگی کہ ایسات

کشتی تھی کبھی صبا سے رو کر	گستاخ دیر سے حال مضطر
اے سرور وان باغ الفت	اے مرہم خیم داغ الفت
اے ماہ سپہر باد شاہی	اے زہرہ چرخ دلربائی
آئی ہے لبون پہ بھر سے جان	وحشت سے ہے خانہ باغ زندان
آنکھوں سے ہے خواب کو عداوت	طاقت بھی ہوئی بدن سے نصبت
ناساز مزاج ہے ہمارا	دیدار علاج ہے ہمارا
بیداری شب ہے اب ستائی	بستر پہ نہیں ہے نیند آتی

یہ تو اس طرح دیوانہ وار بکت ہی ہوا در بالائے بام حلبہ عشرت ہی ہر ایک مصروف راحت ہر گز شاہ جادوان کی کیفیت  
سنیے کہ بانٹھا لرزان وغیرہ باغ جمشیدی میں آرام پذیر رہا ہر روز تیلیان نیاماشہ دکھائیں گاتی بجائیں میوے کھلائیں  
جب کچھ خبر لرزان کی اسکو کئی روز تک نہ ملی آجکی رات اس باغ سے سوار ہوا اور باغبان وزیر کو حکم دیا کہ تم باغ  
سیب میں جاؤ بابدلت سیر شبہ کر کے عنقریب آئے ہیں سب مل رہا کہ خبر آمد سناؤ وزیر آداب بجا لاکر دانہ ہوا اور  
یہ تخت اڑا کر جانب صحرائے طلسمات چلا چاندنی کی بہار دیکھتا سیر لالہ زار کرتا دور تک نکلا یاد سے کہتا تھا کہ اب لرزان  
اگر بہار کو گرفتار کر کے لائے تو اس شوخ کے قدم پر سر رکھ کر کہنا کہ اے گل باغ بیوفائی کچھ بھی تجھ میں بوسے وفا ہر یا  
نہیں وہ اے خار صحرا سے کج ادائی کچھ بھی تجھ میں دامن اٹھانے کا شیوہ ہی نہیں - بیت بس تغافل کر ترجم نہ کر +  
گوش دل جانب تکلم کر د اگر وہ بیروت اس منت پر بھی نہ مانے آخر کیسے ساتھ وصل اسکو میر ہو گا اور تجھ کو آتش رشک فراق  
میں جلتا پڑے گا میں بہتر یہ کہ صدمہ ہجرتی سے گوارا کروں اور اسکو شوہر گ کے کنائے میں سلاؤن انجام میں کیوں نہ  
رقابت کیسکا سون اس طرح کی باتیں دے کر تاکو چینی پر آیا چاندنی میں اس کوہ طلسمی کی عجب کیفیت تھی لبان ہاہ تیاان



چلتا تھا ہر سنگ ہر سنگ گوہر و مہر سے نظر آتا تھا بادشاہ نے ٹھہر کر کچھ افسون پڑھا پہاڑ کی زمین شق ہوئی چار تپلیاں چینی کی وہاں سے نکلیں دو تپلیاں پتھر کی تپائی لیے تھیں اور دو سیل پائی سر پہ اٹھائے تھیں چنانچہ تپائی بھجا کر اسپر سیل پائی بھجائی اور آپ چلی گئیں شاہ جادو ان اس تپائی پر بٹھیا از بسکہ ستیل پائی طلسمی ہی مٹھتے ہی تاٹم عمیش نظر تمام لشکر امیر و لقا کہ سرحد طلسم پر ہر دکھائی دیا بادشاہ نے لشکر مسلمانان کو شاد و خرم پایا اور رفق اپنے خداوند کی پریشان دیکھی سخت رنج ہوا پھر وہاں سے نظر پھیر کر کوہ نیلم کو دیکھا اسکو بالکل باد پیا یا اسی سلسلہ میں ہر مقام پر جانب لشکر ہوش لرزان دیکھا کہیں اوہ میں اُسکا نشان نہ ملاحظہ ان ہوا کہ یہ کدھر گیا از بسکہ سارے طلسم کو کہاں تک لکھتا عجبت منظر بھی اسوجہ سے پھر پھر پڑھا وہی تپلیاں جو تپائی لائی تھیں زمین سے نکلیں افسے پوچھا کہ میں نے لرزان کو بھی ہاتھ دیا وہ کہاں ہی تپلیوں نے عرض کیا کہ حضور جانب کوہ آرام ملاحظہ فرمائیں جو کچھ حال ہوگا نظر آئے گا اُسے فوراً جانب کوہ نگاہ کی بیرون قلعہ لشکر لرزان اتر آیا اور باغ میں بارہ دری کے بام پر جلسہ عیش و سرور جمع دیکھا اپنے فرستادہ سردار و ذکر مع برق عیار کے مشغول راحت پایا اور ملکہ بہار کو ایک بارہ دری میں تنہا روتے دیکھا سمجھا کہ یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہے خوب غور سے اسکا حال دیکھا رہا ملکہ موصوف نام یا حبیبی بادشاہ کی لفظ کہتی کبھی شہنشاہ کہہ کر خطاب فرمائی کبھی یہ قاز بانہ لاتی اسنے ان کلمات سے تصور کیا کہ تیرے ہی عشق میں یہ دیوانی ہو اور سوا تیرے طلسم میں کون شاہ و شہنشاہ ہی تیرا ہی نام اُسے بوزار دکھا ہی سچ کہہ دے یہی پاری کیا کرے بہن اُسکی تیرے پاس ہو اسی وجہ سے وہ چلی گئی اب بلجاہ اپنی ہمیشہ کے پیام دے نہیں سکتی وصل سے پاس ہی تنہائی میں جلسہ عشرت جو پایا ہی اسکو تیرا خیال آیا ہے بدستے بھجکر بساں دل پھول گیا رنج سارا بھول گیا تا دیدادے ستانہ اور تڑپنا اور بلبلا نا ملکہ سطور کا دیکھا کیا اور سامین بھی ہزاروں طرح کا بناؤ اسکا دیکھا کہ زلفین چہرہ پر بکھری ہوئی دو پٹا طوق گلو میں گھس رہا ہوا پاؤں پلنگری سے اٹکے ہوئے چہرہ تنہا یا ہوا پسینہ رخسار و چین پر آیا ہوا فطرات اشک بساں شبنم رخ گل رنگ پڑھلکے ہوئے سرمہ بہنے سے نشان خال خال روئے نمود پر بنے ہوئے وہ تپائی میں اُٹ اُٹ کر نا اور کبھی آہ کرتے وقت منہ بنا کر ہاتھ سینہ پر دھرتا کبھی گھبرا کر سر مست دیکھتا کوئی میرا حال نہ دیکھتا ہو کبھی کسی آہٹ پا کر شرماتا کہ کوئی آتا نہ کبھی ہونٹھو تیر زبان پھیرنا کبھی تصور یا میں حیران ہو جانا کبھی کچھ سوچکر آپ ہی پشیمان ہو جانا غرض کہ یہ قصہ طولانی ہے عاشقوں کے درد زبان یہ کہانی ہے کہ بوجہ بیست و ہوش شباب جاہ کب تک بستی کو ہر دلمین را کب تک و محقر یہ کہ بادشاہ جادو ان اپنا شیدا اسکو بھجکا وہاں سے اٹھا سرور زبان گیا تپلیاں ہر حاضر ہوئیں تپائی اور سیل پائی اٹکو قنویض کی اور ایک کشتی خلعت فاخرہ کی افسے طلب فرما کر تاج و قبائے عمدہ و بہتر سے ہمہ اپنا از سر نو بلبس کیا جو اس کے نورتن اور اگے بازو پر بازو سے انگشت رنگین بھل و لباس پہنکر مالہ ہائے گوہر سے گلو کو زینت دیکر اس کوہ سے اتر اور کچھ دور بڑھ کر دو پہاڑیاں تھیں انہر یا افسون تازہ زبان پر لایا دونوں پہاڑیاں اپنی جگہ اکھڑیں ایک پر یہ خود سوار ہوا اور دوسری ساتھ چلی یہ سحر دار احم کنیز نے بھی کیا تھا کہ پہاڑ کی شکل بنکر ملکہ بہار کو لیکر بھاگی تھی بادشاہ نے اتنا کلام زیادہ کیا کہ پہاڑ کو رو ان کیا دلمین اُسکے یہ آیا ہے کہ ایک کوہ لشکر حمزہ پر چلکر ڈھا دون اور دوسرا لشکر ہر مخ پر تاکہ سب باغی ہلاک ہو جائیں مگر پہلے کوہ آرام کی طرف چلنا چاہیے اور گوہر وصال یار سے دامن



بھڑنا چاہیے پہلے ہی سمت پہاڑ اڑا تار دانہ ہوا جب قریب کوہ آرام پہونچا پہاڑ ونگوا ایک میدان میں قائم کر کے قلعہ کیطرت چلا اور مہابت و عظمت اپنی دکھانے کیلئے تیغ و سحر جو کمر سے لگا تھا زیر ران لایا وہ ایک زرد ہارے دمان و شعلہ فشان بنگیا اسی پر سوار داخل قلعہ ہوا دیکھا تو قلعہ میں گھما گھمی روشنی ہر مکان میں جلوہ دیتی ہر کہیں ناچ کا سما ہر کہیں ڈھولک بجتی ہے شعر خوانی کا چرچا ہر ملک بہار کے آنکلی خوشی سبکو ہر رعیت میں بھی شادی رچی ہر یہ کیفیت دیکھتا اور کہتا ہوا کہ اس سامان کی کیا حقیقت ہو جو میں اب ملک کو ملک مال دونکا اس طرح دارالامارہ میں آیا ہوں ساحران نامی حاضر تھے پہرا چکی حب دربان وغیرہ اپنے اپنے کام پر تھے بادشاہ کو دیکھ کر لرز گئے نہایت ادب تسلیم کی شاہ نے آنکھ ہلا کر سلام لیا اور اندر چلا کسی محال جو روک سکے مگر یہ ایوان شاہی تک پہونچا تھا کہ زنا نڈ پوڑھی پر سے محلہ اردوڑی اور قریب بارہ دری پہونچ کر بوجھیا ملک عالم کہاں تشریف فرما ہیں شاہ طلسم آہونچے ملک اپنے عالم میں ہر چند کہ مبتلا تھی مگر یہ آواز سنتے ہی گھبرا کر اٹھی دسے کہا خدا خیر کرے یہ آفت تازہ آئی میں بام پر جا کر برق کو بادشاہ سے باخبر کیا کہ نہیں معلوم رات کو میسر یہاں تھا کیون آیا ہر اگر براہ فساد آتا تو ایسی نرمی کی روش نہوتی معلوم ہوتا ہر کہ میرے عشق میں بقیار ہو کر بارادہ فاسد قدم زنی اہر اب اس سے مقابلہ کر نیکا یا را نہیں جو کچھ کہو وہ کیا جاے برق نے کہا اے ملک جا کر استقبال کر دو اور بتعظیم تمام یہاں لاؤ بروز جنگ بروں شستی اگر کچھ وہ فساد لائیکا اس وقت دیکھ لیا جائیگا ملک یہ کلمہ سکر جلد کوٹھے سے اتری اور کشتیاں جواد پر موجود تھیں براے نذر اٹھوا لین کنیز و نکلے حلقہ میں روانہ ہوئی کنول آگے وہ جلتے چلے جو فروغ حسن شعلہ رخاں کا جلوہ دکھاتے تھے یہ ماہ فلک جمال خرامان خرامان دارالامارہ کے اندر والے در پر پہونچی بادشاہ قریب پہونچ چکا تھا کہ اسکو آتے دیکھ کر اثر در پر سے کودا اور اسکو ہاتھ میں پھراٹھا البادہ تیغہ بنگیا ملک نے سرفرد چھبکا کر تسلیم کی شاہ کی نگاہ اسکے حسن منظر پر پڑی پہلے وہ حرکتیں کہاں تھیں اب مزاج میں پیدا ہیں پہلوے یار میں بیٹھے آئیے شوخیان چہو نہیں ہویدا ہیں جسم میں سسکیوں سے جنبش نزاکت کا بہادہ اتنی دور آنے سے تھک گئی لب پر شکی غنچہ سر بستہ کی صورت کیفیت دہن کی چہرہ پر کچھ عالم یاس بناوٹ کی راہ سے بشاش غمزہ و ناز کہتے کہ ٹھہر جا جسکو غرض ہوگی وہ خود آئے گا ابیات

بشکل آرزو پنهان حیا میں	نہایت شوق طرزد عسائیں
اشاروں سے تمنائیں ہویدا	نگاہوں سے غرض کچھ اور پیدا
عجب انداز سے آئی وہ گلرد	کہ اسکو کچھ ر ہا دل پر نہ قابو
زبان شاہ سے اک آہ نکلی	تو ہنس کر اسکے منہ سے واہ نکلی

شاہ ساحران بیتاب ہو گیا اور قریب اگر گویا ہوا کہ اے ملک مزاج اچھا ہر اس ماہ پارہ نے جواب دیا آپکی بلا سے چاہے اچھا ہو یا برا مستو بونکے مزاج کا پوچھنا کیا یہ کلمہ اسلئے کہا کہ در جواب مزاج پرسی بادشاہ کو دعا دینا پڑتی ہے یہ ملک معشوقہ شاہ اسلام ایسے مرتد کو دعا دینے سے عار رکھتی ہر بادشاہ نے قریب پہونچ کر ہاتھ کپڑ لیا اور کلمات تمکایت امیز زبان ملک سے سکر فطرت سے مالامال ہو گیا اچھا کہ بیشک یہ جسکو چاہتی ہے جب تو زبان پر لاتی ہے کہ ہم کو تم نے



مستوب بنایا اور آج تک خبر ملی ہے ہر بھی سے غفلت ہوئی ہر غرض کہ ہاتھ میں ہاتھ شانے سے شانے ملا خوشبو سے جسم سے اُس  
گل کے دماغ بسا ہوا ملک۔ گردن جھکائے ہاتھ پھرانیکا پہلو سوچتی آگے بڑھی راہ میں حبیبہ کنایہ آمیز ظرافت انگیز کلام  
کرتا یہ بات کاٹ دیتی کہتی اسے بادشاہ آپ میری ہمشیرہ عزیزہ کو یہاں کیوں ساتھ نہ لائے تنہا تشریف لائے آنکھیں  
انکے دیکھنے کو ترس گئی ہیں آپ انکے بہت چلاتے ہیں وہ لشکر میں پڑی رہتی ہیں آپ باغ سیب میں مزے اڑاتے ہیں نہ  
لشکر میں پڑی ہونگی آپ دھرا دھرا بھرتے ہیں شاہ نے ہنس کر کہا کہ ہم تو تپہ مرتے ہیں ملک منھو بنا کر بولی کہ واقعی اپنے  
اپنے فرزند کی محبت میں ہر ایک یوانہ ہر بھی ہمیشہ سے رسم زمانہ ہر آپ بڑے مہنوی ہیں بجائے باپ کے اگر میری لفت  
میں جان دیجیے گا تو کچھ خلافت نہ کیجیے گا بڑے بھائی میں اور باپ میں کیا فرق ہے یہ کلمہ سن کر رنگ چہرہ بادشاہ متغیر ہوا  
لیکن سمجھا کہ سب سمجھانے سناتے کو ایسا کچھ کہتی ہے اور واقعہ میں اتنا اس سے کچھ واسطہ نہیں جو جی چاہے کہ جب  
تعلق ہو جائیگا اس وقت آپ ہی نہ کیسگی یہ سمجھ کر ملک کو براہ تسخیر کو دین اٹھانیکا قصد کیا ملک چمک کر علیحدہ ہوئی کہ حضور  
آج تک کنیز کو آپ کی گود میں بیٹھنے کا انکار تھا جانتی تھی کہ آپ براہ بزرگی محبت فرماتے ہیں آج آپ کی نیت اور پائی ہوں  
سامری قسم گھبراتی ہوں رہ رہے تعجب آتا ہے کہ لوگو دینا میں ایسا بھی ہوتا ہے وہی مثل ہے کہ الٹا زمانہ نواسی کو تنکے نانا  
شاہ نے اس کے کہنے کو کچھ سماعت نہ کیا اور براہ بغیر تپہ ہنس کر گویا ہوا کہ سالی اور بی بی میں کچھ فرق نہیں ایک بہن میں  
ایک سہی اور لے ناز کہہ دن تجھو ایسا گل گلشن دہر میں کب کسی نے کھلتے دیکھا ہے اسی سے میرا بلبل دل تجھ پر فدا ہر غرض کہ  
یہی باتیں کرتا ہوا بالائے بام بارہ دری آیا اور ملک نے براہ خون خود بھی تختیہ میں اسکو نہ بٹھایا کہ مبادا دست رازی  
کرے پس جلسہ عشرت میں بٹھانا لازم ہے چنانچہ جب کوٹھے پر نہ لرزہ دلرز ان نے اٹھ کر تسلیم کی یہ مسند پر بیٹھا اور  
وہ دونوں پس پشت جا کر ٹھہرے اُس نے انکی جانب نظر حسرت دیکھا اور کہا کیوں شیوہ نکال لی یہی ہے جو تم نے اختیار  
کیا ہے خیر سمجھ لیا جائیگا اتنے نکمرا م جمع ہیں تو میرا کیا کر لیتے ہیں اور اگر تم خلافت ہوے تو کیا بنا لو گے یہ کہہ کر دسے مشورہ  
کیا کہ مہار سے ہر ارادہ کرنا چاہیے اگر وہ راضی ہو گئی تو یہ کہاں جائینگے پھر مطیع ہونگے ابھی ان سے خبر نہ دنا چاہیے یہ سوچ کر  
چپ ہو رہا اور جانب مہار توجہ ہوا کبھی نظر حسرت اسکو دیکھا اور کبھی کچھ پھول اٹھا کر اس پر پھینکا کبھی خیش چشم دابر د  
جسے آنکھ مارنا کہتے ہیں اس طرح سے اشارہ کیا کبھی اسکو سا کر یہ شعر پڑھا کہ بیت اگر یہ تازیہ عشوہ رہینگے بد تو جاتی ہمتو  
مطلب کی کہینگے + ملک آنکھیں نہمی کیے چپکے بیٹھی تھی اور دعا دسے حفظ آبرو کی مانگتی تھی سابقان مہ نقا جام شراب دیتے  
تھے شاہ نگاہ سحر ڈال کر پیتا تھا کہ عیار مہار کے ساتھ آیا ہے ایسا نودہ بیوشی دے چنانچہ یہ تو اس کیفیت میں ہے لیکن  
برق کی حقیقت سنئے کہ ملک کو بہرہ استقبال شاہ بھیجا آپ بارہ دری میں آیا اور ایک کنیز ملک کو بلا کر کہا کہ تجکو میں اپنی صورت  
پر بنانا ہوں خبر داد سو اسے برق کے اور کچھ نہ کہتا یہ کہہ کر مثل اپنی صورت کے بنایا اور حکم دیا کہ بالائے بام جا کر  
ٹھہرے وہ حسب رشا کوٹھے پر آئی بادشاہ کو سلام کیا اس نے ہنس کر کہا کہ لے برق مزاج کیسا ہے کنیز نے جواب دیا  
کہ وہ عا کوٹھا ہوں بادشاہ از بسکہ مخاطب بجانب ملک تھا کچھ اس سے خبر نہوا اور اُدھر برق آئینہ سامنے رکھ کر ایک سی  
ناز میں عورت کی شکل بنا کہ مہار سے ہزار درجہ حسن میں بہتر تھا رخ روشن اسکا روئے آفتاب محشر تھا چہرے میں



ہم حسن واد ابھر اگر می من خاطر مشتاقان کیلئے سوز ساز دینے والا زلف شکن در شکن کے حلقے نافہائے آہوے چین کا دل خون کرتے آہ تابی ہر ایک عاشق کو دیوانہ بنا کر نیا جنون کرتے زیر کیسوے معبر پیشانی انور بر تیرہ من جیسے آفتاب سحر کا نور ظاہر طبیعت خود بینوں سے بھری سوتوان ناک میں رخسار یاد دہا رہا چمن حسن رنگین بنی چشم سرمہ لگین جادو لگین شاہ جادو دان کو فریختے چلین اسی سے چکر لکھ پرتین رخسار غارہ صبا حست حقیقت میں کان ملاحت لب لک رنگ پر مرجان صدقے شرم سے لعل پنخانی سرا کھائے داتون کے روبرو بے آبرو موتی ہو جائے آواز اسکی شیرین انداز نظر تلکین باتین سب بھولی بھولی دہن تنگ دیکھ کر خضر کو راہ بھولی سینہ صاف پر چھپا تیون کی کچین نمودار کستی اظہار شکم شک موج قلزم نور کمر چشم تصور سے بہت در لطیفہ کوئی مین طاق بذلہ بنی مین شہرہ آفاق زیور جو اہرین سے جسم مزین اٹھتا ہوا اسکا جو بن کر بمقتضی اہیات

چڑھی تھی چتو نون پر نوجوانی جواہر کا جڑا د جملہ زیور سرا پا حسن سے تھا اسکا پر نور قیامت تھا وہ بوٹا سا قد اسکا ترتی اسکو تھی حور و پری سے گلابی رنگ کا ٹپکا کسر مین کیا گرو اسکے حسن خوب نے نور بنی تھی موتیوں کی بیل اس پر	خجل صورت سے ماہ آسمانی سجا پائے نگارین سے تھا تاسر حیا سے مثل سایہ پر تو حور خجل سر و گلستان روبرو تھا خجل شمس و قمر جلوہ گری سے وہ دود با خوب آب سیم دذر مین گرہ بھر کی وہ چولی چشم بد دور ٹکے ہیرے بھی تھے اپنی جگہ پر
---	---

اس صورت سے درست ہو کر ایک درکنیز ملکہ سے سخت سحر تیار کر کر سوار ہوا اور کوٹھے پر وہ تخت اگر اترا سداے خلیاں پاسے نظر بادشاہ و ملکہ کی اسپر شہی ملکہ بھی کہ یہ کوئی شہزادی طلسم کی ہر بادشاہ کو بیان آیا ہوا سکر ملاقات کو آئی ہی یہ سمجھ کر بغلیک ہونے اٹھی برق نے پہلے بادشاہ کو تسلیم کی پھر مہیار کے گلے ملا اور گویا ہوا کہ بہن مدتی تم کہاں گئی تھیں! اللہ یہ بیروتی کہ مدتوں صورت بھی نہیں دکھائیں بہار یہ کلمات سکر حیران تھی کہ مین اسکو بھی اپنی نہیں اور یہ ایسی باتیں کرتی ہی جیسے بڑی اس سے دوستی ہی لیکن شرط مروت صاف جواب دینے کی مقتضی نہوئی یہ تو نہ کہہ سکی کہ مین تھیں جلیں نہیں ہوں اسکی شکایت کے جواب میں کچھ عذر و حیلہ کر کے اپنے برابر بٹھایا شاہ جادو ان اسکی ادا کو دیکھ کر فریفتہ ہوا عشق بہار بھولا اسلئے کہ بہار حسن اسکی رکھتی ہر اور یہ بنا دٹ ہر بھر ملکہ مذکور کو وہ چھل بل در شوخی کہاں آتی ہر جو یہ عیار جانتے ہین شاہ بیتاب ہو کر سفسر حال ہوا کہ اے ملکہ حسینان جہان تمہارا نام کیا ہوا اس کا فردا ستے اسطرح مسکر کر آنکھوں کے لال لال ڈورے دکھا کر نظر کو پھرا کر شیرینی زبانی جواب دیا کہ حکمو ارمان جادو کتے ہین قریب انکے مکان کے رہتی ہوں اسے یعنی بی بہار سے محبت ہو گئی ہر کبھی کبھی دیکھنے آتی ہوں شاہ نے فرمایا کہ پھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو اسنے کہا چہ خوش مجھے آپ کے پاس بیٹھنے سے واسطہ میرے کنوا چھل مین جو بٹالگ گیا تو کیا ہوگا آپ ہزاروں محل کرتے ہین ایک ات کا اخلاص تمام حیر کا جلا بند کی کو نہیں گوارا شاہ نے یہ کلمہ سکر ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اس مہ پارہ نے ہان ہان کر کے قریب کھسک کر کہا دیکھو سامری سم



میری چوڑیاں بھی ٹوٹ گئیں اور کھائی میں بھی مویج آگئی یہ کہہ کر ایسا منہ نہایا کہ بادشاہ بقرار ہو گیا چاہا کہ بوسہ سیلون لیکن اسے ہاتھ سے منہ ہٹا دیا کہ دو صاحب یہ معزنی دیکھو مشیدہ جانے مجھے یہ دل لگی بھی نہیں لگتی بھری محفل میں میری آبرو اتاری بادشاہ نے گلے سے لگالیا اسنے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ ہنسر مارا کہ خوب تم تو مزے میں آئے کیسی آبرو پر پانی بھر جائے تمھاری بلا سے اے صاحب رانچلے بیٹھو بادشاہ نے بوجب بیت گئے ملکر کہا اس سے کہ جانی ۴۷ ہین بھی ہر سید ہر بانی اسنے بھی گردن شاہ میں ہاتھ ڈال دیے اور جھجک کر الگ ہو گئی کہا ادنی اس زور سے مجھے کھینچا کہ شانوں پر ہاتھ ٹیکتی تو منہ کے بل گر پڑتی بادشاہ ساحران نے ہر چند وہ نہیں نہیں کیا کی مگر کھینچ کر گردن میں بٹھالیا پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزار دن اس کی اس نے منتیں کیں ہو اے شوق سے بھتا وہ جو مضطر ہوئی ہر چند وہ ہم نگر مان وگا شلوار پر جب ہاتھ دھرنے کہا اب شامتوں نے تجھ کو گھیرا ذرا دم لے کہ دل ٹھہرے ہمارا بشر کرتے نہیں حیدان کا کام	نئے انداز کی قسمیں بھی کچھ دین زمانا لے لیے بوسے سے مکرر نکالے اُسے اپنے دل کے ارمان تو وہ گلر و لگی اُس دم بھرنے کوئی کسی مگر مجھ کو ہے سمجھا نہیں گستاخیان تیری گوارا ندامت سے نہیں خالی یہ انجام
--	---

بادشاہ ان باتوں سے سمجھا کہ یہ بالکل راضی ہے یہ سمجھ کر ملکہ بہار سے کہا کہ یہاں تھلیہ کر دو ملکہ نے ہر ایک کو اشارہ کیا اور آپ بھی اٹھی اس حور و ش نے گود سے بادشاہ کے اٹھ کر انچل ملکہ کا پکڑ لیا کہ ہن کہاں جاتی ہو میں بھی رخصت ہوتی ہوں ملکہ نے ہر خپ جیلہ کر کے پھینچا پھرا یا اگر اُسے انچل نچوڑا ملکہ بہار نے ٹھہر کر بادشاہ کو اشارہ کیا کہ آپ سکو گود میں اٹھا کر بارہ درمی میں لیجائیے یوں یہ نایگی بادشاہ ایسا سمجھ کر چپ ہو رہا اور پھر اختلاط کرنے لگا اس سے پارہ نے ہوتیکا بار پکڑ کر گردن شاہ سے کھینچا کہ یہ تو میں نوگی بادشاہ نے ہار اتارا اسکو پہنایا اور ہاتھ پستان پر لایا اُسے ہاتھ جھٹک کر کہانہ صاحب میں تو ایسے ہار سے درگزر ہی نہیں یہ نو چاکھو جی ہوتی ہر بیان تو یہ اختلاط و گر محوشی ہر اور ملکہ نے خوابگا جلد درست کرانی چھپ کھٹ راستہ ہوا کل تکیہ طر سے بے لگا دیکھے قرابے گلاب کیوڑے کے منہ کھولکر ہوا کے رخ پر رکھے غرض کہ تصریح اسکی تا کجا جب سامان درست ہوا بادشاہ کو اشارہ کیا وہ اختلاط کرتے کرتے گود میں اس میں جبین کو لیکر استادہ ہوا برق بھی یہ اشارہ دیکھو ہاتھ سمجھا کہ اب تجھے یہ جانب تھلیہ لیجی یہ سمجھ کر گود میں بادشاہ کی تڑپا کہا دیکھو میرے کان میں عطر کی روئی رکھی تھی کہیں گر جائے چنانچہ اس جیلہ سے کان میں سے روئی عطر بہوشی کی نکال کر بادشاہ کی ناک میں لگا دی شاہ کو چھینکائی اور چکر کھاکر زمین پر گرایا گود سے کود کر الگ ہوا اور خنجر کسوت عیاری میں مخفی تھا نکال کر ہر قل بڑھا ملکہ یعنی ہمارے اب پہچانا کہ برق ہر ہوش اڑ گئے کہ یہ صورت بدلنا اور یہ باتیں عشوقانہ اسی کا کام تھا ادھر برق نے جیسے ہی خنجر ارنیکا قصد کیا تھا کہ ایک پتلا دے ہوا سے آکر زمین پر پہنچا ہاتھ میں شیشہ گلاب سے بھرا تھا اس گلاب کا ایک چھٹیا رخ شاہ پر مارا کہ بادشاہ ہوشیار ہو کر اٹھ بیٹھا برق نے چاہا کہ بھاگ جاؤں لیکن اس پتلے کے



دیکھنے سے ایسی تاثیر قلب پر ہوئی تھی کہ قدم اٹھ نہ سکا ٹھہرا ہا جب بادشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا وہی زمین خنجر لیے آمادہ قتل ہی یہ معلوم کر کے نگاہ سحر سے خوب نظر بھر کر دیکھا پہچاناکہ برق عیار ہی اور برق بھی سمجھ گیا کہ قید ہوئے دوڑ کر قدم پرگاڑا کہ میں برق عیار ہی میری خطا معاف فرمائیے اب میں آپکی طرف ہوتا ہوں شاہ جادوان کو غضب طاری ہوا اور اس ہنگامہ کا حال عیار شب بھی پیش بادشاہ طلسم افلاک ظاہر ہو گیا بہار گلستان انجم کے خزان ہونے کا موسم قریب تر آیا کہ بمقتضا سے ایسیات

یکایک اختر امید چمکا	گئی شب جلوہ خورشید چمکا
ہوئی پھر صبح روز قتل پیدا	ہوئے آثار اسبل کے پھر ہویدا

یعنی افراسیاب نے ہوشیار ہو کر برق کو بنظر قہر گھورا برق دوڑ کر قدم پرگاڑا کہ ای شاہ جادوان میری خطا معاف فرمائیے کہ کیسی عیاری میں نے کی بادشاہ نے کچھ اسکا عذر سماعت نہ کیا اور اسی پتلے سے کہا اے اس بے ادب کو پتلے نے ایک پھینٹا گلاب سحر کا اسکے منہ پر مارا کہ برق بیہوش ہو گیا یہ ماجرا دیکھ کر بہار آگے بارادہ رزم بڑھی بادشاہ نے سحر بھکڑ دستکی کا ایک پریزا افلاک کی جانب سے اڑتی ہوئی آئی اور بہار کے پست گئی اسکے جسم میں وہ گرمی سحر کی تھی کہ یہ بھی بیہوش ہو گئی زلزلہ اور شوہر اسکا ہان ہان کر کے چلے گئے کہ بادشاہ نے ایسی چیخ ماری کہ انکو بھی غش آگیا شاہ نے اسوقت چاہا کہ سارا قلعہ کوہ آرام غارت کر دوں پھر خیال آیا کہ اگر بہار تجھ سے رہی ہو گئی تو اپنے ملک کی بربادی سے بہت ناراض ہوگی اول اسی سے فیصلہ کرنا لازم ہو پس اپنے مقام پر بچلے منت و سماعت کر کے اسکو راضی کرنا چاہیے اگر نانا تو اسے قتل کر کے اس ملک پر کوئی اور حکم بھیج دینا یہ سوچ کر سحر بھکڑ چلا اور پری تو غائب ہو گئی لیکن ایک تخت پر رفعت سے ہوا سے آتا یا اسنے ملکہ بہار اور سب بیہوش کو اس تخت پر ڈال کر آپ بھی سوار ہو کے مارتے پکڑا جیسے ہی وہ تخت بلند ہوا کنیزان ملکہ موصوفہ اور ملازمان قلعہ غیسرین علیں رکاب سلطنت سب نے جو شور و نوہ بلند کیا کون اسکی شرح کر سکتا ہی یہ حال تھا کہ نظم

روان آٹھون سے سب کے اشک گلزار	ہوا ہر اک کور و نے سے سروکار
ہو اسب کا رو بار سلطنت بند	بجز غم کے نہ کوئی دل تھا خورند
سیہ پوشی کا چہر چا تھا محل میں	نیا اک حشر بر پا تھا محل میں
بنا ماتم کردہ وہ شہر آباد	گلی کوچوں میں تھی ماتم کی بنیاد
مٹا تھا دیکھنے کو نام عشرت	پریشان حال اور سب غم کی صورت

پھر آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اپنے مالک کے ساتھ چلنا چاہیے اور بلکہ مذکور شرکاء سلامیان میں انشاء اللہ جسد رہا ہوں گی کچھ تردد لازم نہیں غرض کہ نفیر سحر بجا کر لشکر زلزلہ و مدہوش وغیرہ ہمراہ لیکر کنیزان بہار بھی جانب شکر مہر رخ روانہ ہوئیں کہ وہاں چل کر حال ملکہ بیان کریں دربار انکرمہر کا لیکر ملکہ کو اپنی شاہ طلسم سے لڑ کر چھڑالین فی الجملہ یہ سب کوچ کر کے الگ الگ بادشاہ طلسم سے جاتے ہیں مگر بادشاہ جو ہر ایک مجرم کو لیکر اڑا راہ میں سحر دفع کر دیا کہ کوئی یہ جانے کہ بادشاہ نے در کر بھوکو بیہوش رکھا پس ہر ایک کو ہوشیار کر دیا انکی آنکھ کھلی شاہ جادوان کو برا اپنے تخت پر بیٹھے پایا شرم ناچار گئی



سے گردن جھکالی بادشاہ نظر حسرت و محبت جانب روئے لکڑی گرہن تھا اور گھٹپنی اُسکے گلشن حسن و جمال کی کرتا جاتا تھا دل  
بے اختیار گردن میں بٹھانے ابر پیا کر نیکو چاہتا تھا مگر ابھی غصہ جتنا اور ابھی مہربان ہونا خلافت و اعظمت شاہانہ جانکر  
خاموش تھا کہ گھر چلے کر کوئی اسکی سفارش کرے گی تو خطا معاف کر کے منت پذیر ہو گا مختصر یہ کہ تخت اڑاے قریب ریاض  
خوردان پہونچا وہاں سے لشکر ہرج قریب تھا عیار تو صحرا میں بھرا ہی کرتے ہیں اتفاقاً حاضر غامد صبار رفتاری عیارہ و  
عیار سے ایک جگہ سامنا ہوا تھا یہ دونوں لڑ رہے تھے بادشاہ نے وہاں پہونچ کر تخت نیچا کر کے ٹھہرایا اور تماشہ انکی لڑائی  
کا دیکھنے لگا عجب باجرا نظر آیا کہ ان دونوں نے کوس بھر کا میدان باندھا ہر مثل برق جندہ دم بھر میں کوس بھر پر جا کر چلتے  
ہیں اور کبھی آپس میں آکر گتھ جاتے ہیں گردش انکی نظر میں نہیں آتی بلکہ ہر طرح کی کھلی کوند جاتی خنجر کی تھپکیاں چلنا حلقہ اسے  
اکنہ سے طرارے بھر کر نکلتا جستوں کے سناٹے کلاچین اور فرارے بھرنا لائق تماشہ تھا دھوکے دینا انکا کچھ میں نہ آتا تھا  
کبھی وہ کہتا تھا کہ لے مارے قدم تمہارا پتیرہ کے خلافت پڑا ہر جب ہ قدم کی طرے دیکھتی یہ کسندار تا وہ جست کر کے اس طرح  
نکلے کہ جیسے عینک میں سے نگاہ نکلتی ہے پھر وہ کہتی کہ اسے عیار غور کر کہ ٹھاٹھ تیرا بگڑ گیا یہ اپنے جسم کو خیال کرتا وہ کسندار  
یہ اس طرح حلقہ سے نکلتا کہ جیسے تیرکان سخت کا جاتا ہر شاہ جادوان اس لڑائی کو دیکھا کہ بہت خوش ہوا برق نے اسکو خوشنود  
دیکھا کہ ہمارا عیار اور آپکی عیارہ کیوں اسے بادشاہ جو طرے تو ابھی ہر اگر آپ میں کے قریب تر تخت لیجا کر ٹھہریے تو قدر دان  
کو دیکھ کر دونوں جی توڑ کر لڑیں اس سے زیادہ تماشہ نظر آئے اور ابھی تو کچھ بناوٹ نہیں یہ لڑائی سادی ہر ایک دوسرا  
کو پکڑ لینے کا قصد رکھتا ہر مگر مصمم ارادہ نہیں کرتا اور جانتا ہے کہ کھلیاے تو بہتر اور گرفتار ہو تو اچھا جب پکڑ دیکھیں گے  
لا محالہ جان لڑا دینگے پھر غالب و مغلوب کا حال کھلیگا بادشاہ کو یہ تقریر پسند آئی اور تخت زمین پر اتار اضرع عام نے  
چاہا کہ بھاگ جاؤن ایسا نہویہ سو کرے اور قید کرے مگر بادشاہ نے کہا خوف نہ کھاؤ لڑے جاؤ ہم تماشہ دیکھینگے یہ  
سکر دونوں سلام کر کے لڑنے لگے واقعی اب بڑی تڑپ مچھڑپ ہے ہنگامہ کا رزار باند ہوا نیچے اس طرح چلنے لگے جیسے  
بجلیاں کوندتی تھیں جھنڈے کی آواز تباہ تیغ ہر سو پہونچی تھی سب کو زندگی سے ناامیدی تھی چاک سے شمشیر صاعقہ بیز  
کے چشم جو ہر خنجر فلک خیرہ ہوتی تھی دیدے میں سفیدی تھی تیرون کے سناٹے پر بہرام فلک سناٹے میں تھا کباد چرخ  
کبود کی پشت خم تھی قدر انداز قضا گوشہ میں سہم کر ٹھہراتا تھا اور چھپا ہوا الامان کہ کر چلا تا تھا گردش مباران پر  
اور تلوار کی چال ڈھال پر فلک اپنی چالیں بھولا تھا ڈورا تلوار کی باڑھ کا جادہ راہ عدم تھا تا نفس کے قطع  
ہونے میں عرصہ کوئی دم تھا کہ بموجب آیات

تڑپتے تھے وہ برق انداز ہر سو ردانی چال میں ایسی تھی اُنکے شلنگین اور بستین غصین بلاخیز کبھی اس طرح گتھ جاتے تھے باہم کبھی دیتے تھے دھوکے وہ غضب کے	طرارے تھے بلا پرداز ہر سو جسے موحی دریا نہ پہونچے ردانی تیغ کی تھی حشر انگیز بھنور کا جیسے ہو دریا میں عالم کبھی لڑتے تھے سر مکھ گاہ دبحے
--	---



اسی لڑائی میں ایک بھینہ بیوشی بھر اضر غام نے کمر سے نکالا شاہ جادوان نے اُسکو دیکھ کر پوچھا کہ یہ انڈا تیرے پاس کیسا ہے اس نے جواب دیا کہ حضور یہ بھینہ بیوشی ہے برقی نے کہا کہ حضور کی سمجھ میں اس لڑائی کی لڑائی نہ آئیگی دیکھیے جناب یہ لڑائی کس طرح ہو رہی ہے کہ کمر تخت پر سے کودا اور بیٹھے اپنے پاس سے نکلے اور اضر غام پر پہلے بھر کھینچ کر جا پڑا وہ بھی لڑنے لگا صبار رفتار ٹھہر کر محو تماشہ ہوئی کہ یہ لڑتے لڑتے جب قریب کے پہونچا کہا حضور دیکھیے یہ انڈا اس کام کا ہے یہ کہہ کر اشارہ بھینہ مارنیکا تو جانب اضر غام کیا مگر تاک کر منہ پر صبار رفتار کے مارا کہ فوراً اُسکو چھینک گئی اور بیوش ہو کر گری بادشاہ اسکی جانب متوجہ تھا کہ اسنے دوسرا بھینہ بادشاہ کے منہ پر مارا کہ اچھین کر کے بادشاہ بھی بھینہ منہ پر پڑے ہی بیوش ہو گیا اُسکے بیوش ہونے ہی درخت اس صحرا کے جھونے لگے زمین سے غبار سیاہ اڑا طائر غل یا شمنشاہ یا شمنشاہ کا چلنے لگے زمین تھرائی بہار سمجھی کہ کمر آفت عظیم آئی اور تو کچھ بن نہ پڑا برق و اضر غام کو پنجہ میں داب کر اڑ گئی اور از بسکہ سحر سے سب ہا ہو چکے تھے زلزلہ و لرزان گھبرا کر زمین میں سما گئے کیلئے کہ یہ زمین میں زلزلہ کرنے کا سحر خوب کرتے ہیں غرض کہ بہار سناٹا بھرے بہت جلد دور تر نکل گئی اور شاہ طلسم کو تیلیوں نے زمین سے ہلکے پکارتی گلاب کیوٹے کی منہ پر مار کر ہوشیار کیا اُس نے قیدیوں میں سے کسی کو نپا یا صبار رفتار بیوش پڑی تھی اس کو ہوشیار کیا اور بہت پشیمان تھا برق کا فقرہ یاد کر کے بڑی ندامت ہوتی تھی دسے کہتا تھا کہ کیا چالاکی کر کے یہ عیار کھل گیا ہے کہ جب یاد کرونگا خجالت آئیگی علاوہ اس خجالت کے بہار کا قبضہ میں آکر نکلیا حاجب یاد آتا کہ فوس ملتا کہ ناحق میں رزم عیاران دیکھنے یہاں ٹھہرا اور اگر ٹھہرا تھا تو انڈے کا حال پوچھنا کیا ضرور تھا غرض کہ اسی رنج و غم میں خیال آیا کہ عیارہ نے تجھ کو نادام ہونے دیکھا ہے نظر حقارت ہمیشہ تجھے دیکھے گی سوا اسکے سحر وغیرہ یہ حال شکر بہت بخونف ہو جائیگی اس عیارہ کا بدلہ ہلکے شکر حرلیف سے لینا چاہیے اور اپنا عظیم و شان زور دکھانا چاہیے لینے اپنے بیوش ہونیکے عوض میں کل لشکر باغیان کو بیوش کرنا لازم ہے یہ سوچ کر عیارہ کو تخت پر بیٹھا کر اڑا راہ میں بہار کا حسن یاد کر کے آنکھوں میں آنسو بھرا لایا مگر عیارہ جو ساتھ تھی اسوجہ سے ضبط کو کام فرمایا اور لہجہ عجلت صراحت دشت طے کر کے ایک پہاڑ پر آیا وہ گوہ عظیم میں ہمسرا آسمان تھا نام پہاڑ کھمبے طلسمی سے رشک گلستان تھا بادشاہ اس سیر کی طرف صلا متوجہ ہوا اور پہاڑ کوہ پر ایک درخت نہایت بلند لگا تھا ہزار ہا طائر اس پر بیٹھا تھا اُسنے اس درخت کو کولے میں داب کر لیا سحر پڑھا کہ وہ فحل عظیم الشان جڑ سے اکھڑا اور ایک جانب ہلکے ٹھہر رہا زمین پر نگر اہر ہانے وہ اکھڑا تھا اس جگہ ایک روازہ بہت بڑا اور عمدہ پیدا ہوا بادشاہ نے سحر پڑھ کر پکارا کہ اے پرزادان طلسم آؤ یہ عدا میتی ہے وہ دکھل گیا اور اندر سے پر یان نکلتے گئے کہ ایک ایک انہیں غیرت بخش حوران جنان تھی ایک ہزار نازدین نہری پوشاک زیب جم کیے اور سونیکا دیور پہنے ساشنے آکر حاضر ہوئے تسلیم شاہ کو کہ کے صفت باندھ کر استادہ تھیں اسوقت وہ پہاڑ کوہ بے ستون سے کہیں پڑھ کر تھا کہ ونگہ دہان ایک شیرین آئی تھی یہاں ہزار شیرین دہانوں کا مجمع ہوا آفتاب اُنکے رخ سے کیا آنکھ ملا تا کہ اُنکے تلوہ کا عکس کھلتا ہوا تھا داغی غلام شہرت پاتا ہر گیسوانکے بلبلے جان عاشقان مصحف رخسار پر فدا ایان عاشقان کہ بموجب ایات

سراپا روکش روز قیامت

نگون شمشاد وہ آزاد قامت



حسین موج نسیم گاشن نور	عذار صاف رشک شعلا طور
صفائی میں خجس اُمینہ ماہ	حیا سے داغ دل تھا سینہ ماہ

بادشاہ نے اُن قمر پیکر ان طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تخت طلسم جا کر لاؤ اور تم از بس کہ فوج طلسمی میں بھرتی ہو سلیح و مکمل ہو کر ہمراہ ملکہ نفیر تو از جادو کے میرے پاس دو پران سب احکام بادشاہ پھر اسی دروازہ بن دخت میں جلی گئیں بعد کچھ دیر کے اس در سے کئی ہزار از در شعلہ نشان پیدا ہوا اور ان اثر دہون پر ایک قصر نیلے کی طرح مثل قلعہ بلند کے بنا تھا کہ اُس کے تین درجے تھے جو نیچے کا درجہ تھا اس میں کئی ہزار رنگی سیاہ و تیرہ درون تلوار بن کھینچے طور ہاتھ اور بیچ کے درجہ میں پران موتی جھو لیونین بھسے اچھا لٹی تھیں اور ادیر کے درجہ میں بارہ ہزار بست بنا تھا ہر برج کا دروازہ بند تھا ان پر جو نہر جو ہتائی تھی اس میں ایک تخت جو اہر آگین بچھا تھا گرد تخت کرسیاں یا قوت نگار بھی تھیں ان پر وہ پران جو افسر فوج پر بزا دان ہیں بیٹھی تھیں اور قریب تخت ایک سہ حسین رشک بخت چین تاج مرصع سر پر دیے ہاتھ میں نفیر لیے جلوہ فرما تھی سب پر یون کی افسر تھی تخت کے چاروں بالوں پر اثر دے نکھا منہ میں دابے بیٹھے تھے اور پس تخت کچھ اثر دے حیر شاہی منہ سے سنبھالے تھے اور وہ ہزار پران جو پہلے آگے تھیں نکھیاں اور سلفچیاں اور چنگیز بن اور گلدستے وغیرہ عہد سہا بھوایاں میں لیے کھڑی تھیں ہتائی پر آفتاب سحر کا بنا کر لگا یا تھا کہ تاثیر طلسم سے وہ روشنی مثل ہر جہاں تابے تھا اٹھایا کی طرح کھڑی تھی دوسری طرف اُس ہتائی کے چاند کی تصویر بنی تھی دیکھو سورج ضیا باری کرتا رات کو چاند فرغ بخشی کرتا جب وہ ایوان طلسم قریب آ یا سب پر یون نے بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ نازمین نیلے سے نفیر لیے اتری بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر اندرون قصر منتہی ہوئی لیکن زینہ قصر کو طے کر کے ہتائی پر پہونچا یا صبار قنار کو بھی بادشاہ ساتھ لایا غرض کہ ہتائی پر پہونچ کر تخت پر بادشاہ نے جاوس کیا تخت پر بیٹھتے ہی ہزار بافتارہ اور گھنٹہ اور ناقوس اس قصر میں بجنے لگا اور فلک کی طرف سے رعد گرجنے کی ایسی صدا آئی اور ایک بر سید رنگ پیدا ہو کر سر قصر پر سایہ لگن ہوا اُس ابر میں روشنی تھی کہ ہزار دن مہر و خندہ نظر آتے تھے ایک طرف سے سورج کھنکھ میں صوبہ پیدا ہوئی کثرت ضیا سے وہ مکان نظر آنے سے جاتا رہا بالکل ایک بقدر نور کا بنگیا اثر دے نکھا جھلنے لگے اور چتر کو گردش دیتے تھے کچھ پران سامنے ساز بجا کر ناچنے لگیں بائیں کو فرد و ہشتام سرداری شاہ طلسم کی جانب شکر مہر خنیک نام جلی کے نظم

نیادہ قصر رشک برج ہتاب	ضیا پر آنکھ اٹھڑے اسکی کیا تاب
ہزاروں نازمین ماہ سپکر	پلائی تھیں مے گلگون کا ساغر
ہو پہنچتے تھے لاکھوں ہی ناقوس	صدا جاتی تھی جنکی سیکڑا دن کو س
ہزاروں اثر دے اڑتے ہوئے	چلے آتے تھے شعلہ جھوڑتے ساغر

پران مہر خنیک سر پر جہانی پر بیٹھی تھی سر اچھے بارگاہ کے اٹھے تھے ہر طرح کا ذکر سردار کر رہے تھے بلور چہار دست بھی حاضر تھا ساتیان خوش لقا جام شراب دیتے تھے عشرت کا جلسہ جاتا تھا کچھ سردار کہہ رہے تھے کہ ملکہ بہار نہیں معلوم کہ حشر گئیں اس اثنا میں خبر ہو چکی کہ ہتر قرآن تشریف لائے ہیں قرآن کا ذکر کیا تھا کہ



کہ ہر ساحر ان چلے تھے وہ سب ساحر قریب اسکے لشکر کے پہنچے قرآن انکا ساتھ چھوڑ کر داخل لشکر ہوا سرخ نے سردار بہر  
استقبال بھیجے کہ تادبار گاہ وہ آکر لیگے مہرے مذکور ہر ایک سے ملا اور شاہ لشکر کو تسلیم کر کے کرسی پر بیٹھا حال داخلہ طسم  
کو کپ در خواجہ کا ملنا قتل نامہ دار شاہ طسم بہار کا حال بیان کر نیک گامہ نوز سخن ناتمام تھا کہ دفعتاً ابر سفید چمکتا نظر  
آیا ہزار ہا سوچ ایک بار طالع ہو گیا تا قوس کی صدا سے زمین میں تزلزل آشکار ہوا ہر ایک سردار گھبرا کر لو لاکہ یہ کیا  
ماجر ہر سرخ نے کہا خیر کرے افراسیاب آتا ہر قرآن یہ لفظ سنتے ہی کرسی سے اٹھ کر ایسا غائب ہو گیا جیسے بہانہ  
بیٹھا ہی نہ تھا اور سردار کہان جلتے ناچار خاموش بیٹھے رہے اور سرخ چکے چکے پڑھتے تھے سب دوزخین سرخ کی لگالین  
کہ کثرت ضیاء سے کچھ معلوم نہوتا تھا آخر تخت شاہ جادوان لصد آت تاب نظر آیا بنگلہ مرصع کا رشت ہائے شان  
پر بنایا وہی سامان جوادل بیان کیا گیا ہر ایک کھل کر دنگ ہو گیا سکتے کا رنگ ہو گیا خدا سے ہر ایک پناہ مانگتے  
لگا اور پھرتا تھا اڑدہ ہونکا شعلہ تا جرح برین جاتا تھا وہ قصر فلک فست بر دے ہوا قائم ہوا اور دفعتاً عطا ہوا  
وہ جو بارہ ہزار بست بنے تھے انہیں سے ایک برج کا در کھلا اور بجلی امین چمکی بعد لمحہ کے پنجہ لبان برق چمکتا جانب  
لشکر حیرت گیا اور اسکو اٹھا لایا اسنے آریادشاہ کو مجر کیا اور برابر پہلو میں بیٹھی جب حیرت بھی آجکی شاہ جادو  
نے اس شہزادی سے جو نفیر لیے تھی کچھ کہا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اسکے اٹھتے ہی ایک ایسی صدا سے سب آئی کہ ساحران  
عالم کے دل دہل گئے پائے مند و ہشت سے کھل گئے گھبرا کر سب اٹھے سارے لشکر نے کمر مرنے پر باندھی لڑنے پر تل گئے  
شاہ طسم نے اتنی دیر تک ٹال کیا کہ جتنے عرصہ میں لشکر ہرج مسلح ہو جب سب لشکر درست ہو گیا چاق و چست ہو چکا  
ہوایا شاہ وہ پری نفیر لیے برج کے پاس آئی سب ران برج کے کھل گئے اور ایک عورت ہا طلعت ہر صورت پھل پلہ کے  
دو پٹے اوڑھے لباس مکلف سے درست زیور جو اہر پہنے نفیر ہاتھ میں لیے عزم رزم پر چست ہر منج میں استادہ نظر  
آئی یہ شہزادی یعنی نفیر نواز جادو سب کے آگے اکھڑی ہوئی اس برج میں کہ جو برج اور برجوں سے آگے تھا اسوقت  
عجب تاشہ نظر آتا تھا کہ بارہ ہزار گنڈار لباس نہری پہنے سونکی نفیر میں مٹھ سے لگا کر کھڑی تھیں ایک تختہ زعفران  
کا بردے ہوا لگا تھا رخسار سے انکے یہ ثابت کہ آفتاب زعفران کے کھیت سے نکلا ہوا زلفین چہرہ و نہر لہرائیں تیوریاں چڑھیں  
پہنچے کلائی پر پڑے زکس کی طرح ٹٹکی باندھے لشکر کو دیکھ رہی تھیں حکم کی منتظر تھیں کہ بکا بکا بادشاہ نے کچھ بکا کر کہا  
پہلے لگے نفیر نے نفیر کو باہر لگی پھونکا صدا سے خوش آہنگ امین سے پیدا ہوئی اس آواز کو شکر گھنٹے اور ناقوس بجنا  
موقوف ہو گئے سب طرف سناٹا ہو گیا وہ بارہ ہزار عورت مست ہو کر چھومی اور ہر ایک نے نفیر سے لگا کر دم دی  
پھر تودرد ڈاڑ کی آواز بلند ہوئی العیاذ باللہ حضرت اللہ صورا سرائیل پھنکا نفع فی الصور کا زمانہ آگیا قیامت  
گبری بر پا ہو گئی روٹیاں سحر پڑھ پڑھ کر سرداران لشکر ہرج نے کان میں رکھیں اور ہزاروں سحر پڑھے لاکھوں  
تدبیریں کیں لیکن تاثیر کچھ نہ ہوئی صدا سے نفیر ان سرخ سے معہر خ اور تمام لشکر بیہوش ہو کر زمین پر گرا ہر ایک مثل مردہ  
صد سالہ بحس و حرکت تھا افراسیاب اسوقت نعرہ زن ہوا کہ تم شہنشاہ جادوان یہ تولات و گزات کر رہا تھا اور  
پر بیان نفیر ہونک ہی تھیں منظر حکم تھیں کہ بادشاہ منع کرے تو بجا ناموقوف کریں کثرت صدا سے بڑے بڑے دست



اکھڑنے لگے اور خیام دبار گاہ اکھڑ کر دو درگاہ پہاڑوں کو جنبش ہوئی اسوقت بادشاہ نے ہاتھ ہلایا کہ بس کرو ملکہ  
نفیر نے نفیر سے ہٹالی سب پر یان ٹھہر گئیں لشکر مخرج کا عجیب حال تھا پلٹیں اور رسائے فرش خاک پر قائم و سجاوے  
بستر پر سوئیو اے غش پڑے تھے صہین لبان نبات النش آسمان بھی تھیں محلہ خوشان وہ لشکر تھا کہ ایک پاؤں تھا تو  
ایک کا سر تھا ہر ایک بچہ تھا شہزادیان اس طرح رخسائے خاک پر رکھے پڑی تھیں تاج کہیں تھا آپ کہیں تھیں انجام کا  
کا پتہ دیتی تھیں کہ حسن و جمال مال و منال حکومت کچھ کام نہیں آتی جب آدمی کی جان پر پنجابی ہر انجام کو صاحب ملک مال  
ہم ایسے حسین و صاحب جمال خسار خاک پر رکھ کر مر جاتے ہیں اعضا نکلے کیڑے چاٹتے ہیں جسم گل جاتے ہیں نیا مقام  
عبرت کہان اس گھر میں راحت ہر انجام ہر ایک کا ایسا ہی ہوتا ہر فرش لحد میں ہی خاک ہو ہی اور طعنہ کچھونا ہر وقت  
ہزاروں گلابیں رشک چمن غیرت وہ یا من پاؤں پھیلائے گل سے رخسار مرجھائے فرش خاک پر بستر لگائے خواب علم  
میں پڑی تھیں زلفیں انکی چہرہ پر اور کر آتی تھیں یا گلستان حسن پر بلا نازل ہوئی تھی کسی چشم زگس نہ تھی کسی آنکھ  
کھلی تھی تو گو یا زگس چمن کو زان ہوتے دیکھ رہی تھی کوئی جو تھی باندھ کر خاک پر گری تھی تو یہ ظاہر تھا کہ مشت خاک بچہ  
ڈال دے یہ تھاتی ہر کوئی دست نگارین میں خاک بھرے پڑی تھی کسی ہندی مٹی بھر ہلکی ہو گئی تھی تو زبان حال سے  
کستی تھی کہ ناسخ ہمسفر ہر بارغ کی کیسی ہونا ساز ہی طائر رنگ حنائی نائل پرواز ہی جدھر دیکھے لاشوں کا  
بچھونا تھا خیام و بار کا لہن اکھڑی پڑی تھیں بازار سونا تھا حسرت ہر جگہ برستی روح ہر ایک کا لب غصہ خاکی میں  
نڑتی یہ حال تھا کہ بقضائے اہیات

ہوئی نازل بلا سے آسمانی ہوئی بر باد وہ دچکپ بستی نہ جنبش تھی کسی اعضا سے تن میں عروس خواب سے ہر اک ہم آغوش پڑے خاموش تھے مرے کی صورت	اسی کو کہتے ہیں سب ناگہانی پڑی لشکر پہ تھی حسرت برستی خزان آئی گلوں کی انجمن میں نفیر سحر سے کھوئے ہوئے ہوش کسی شے کی نہ تھی ان کو ضرورت
تادیر ہی مہنگا مہر ہا بادشاہ نے کوس من الملکی بجا یاد مہم ہی لغو زبان پر آیا کہ کون میرا مقابلہ کر سکتا اور ہمسر ہو سکتا ہی ہر چہ حسرت سے کہا دیکھا تم نے اے ملکہ میں جو تہ چاہتا ان نکلے ہون کو سزا دیتا اٹکا مار ڈالتا ایسا ہی جیسے لپٹے دگس کو ملکر پھینکتے ہیں میں انکی حقیقت کچھ نہیں جانتا ہمیشہ آپ کے طرح دیتا ہوں رحم کرتا ہوں میل غصہ سامری کی پناہ دیکھو دم بھر میں کیا سے کیا ہو گیا حسرت تعریف میں سخن سنج ہوئی کہ واقعی آپ کا مقابلہ کون کر سکتا ہی ہے شہنشاہ آپ پناہ میں نہیں رکھتے نظم	آسمان سحر کے خور کشید آپ کسکا ایسا ہے جہان میں مرتبا آپ کا ہمسر ہے دنیا میں کہاں
یادگار سامری جمشید آپ کون ہے دنیا میں ثانی آپ کا آپ ہیں سلطان شاہان زمان	



حضور ان نکلے اس کو زندہ چھوڑے قتل کر ڈالیے بادشاہ نے فرمایا کہ میں بھی یہی فکر رکھتا ہوں لیکن ایک مرتبہ اندیشہ ہی کہ یہ سحر نہ تھا بلکہ تحفہ طلسم سے کام لیا یہ اس وقت چاہیے تھا کہ جب طلسم کشا گئے میں لوح پہنے سامنے کھڑا ہوتا یہی پائے اس سحر کی تاب کیا لا سکتے ہاں قتل طلسم جو بدیتا دوسرے شاہان طلسم انہی جگہ پر تھے لگا ٹینگے کہ شاہ جادوان اپنے ملازمین پر نفیر نواز کو چند پاشکستہ پر لگیں بذات خود کچھ نہ کر سکاے ملکہ میں ان لوگوں کے سیطرہ کم نہیں ہوں جب ہوں ہلاک کر ڈالوں پھر کیوں یہ بدنامی اپنے ذمہ لوں کہ یہ سب مشغول عیش و طرب غافل بیٹھے تھے اس غفلت میں انکو سحر کر لیا مار ڈالتا نکال باعث ننگ تھوڑے فی شاہان طلسم ہٹا ہوا اور اس چیز سے انکو مکتوب کیا ہر کوئی ساحر کیسا ہی بدست ہو لیکن اس تحفہ طلسم کا جواب نہیں دے سکتا پس میری عاجزی صاف ظاہر ہو سو جب اس وقت طرح دیتا ہوں یہ کہہ کر ملکہ نفیر سے اشارہ کیا کہ انکو ہوشیار کر دے وہ نازنین حسد شاد اٹھی اور نفیر خوش آہنگی سے بچن دلکش بجائی کہ حاکم کے دماغ میں مستی آئی وہاں بیفید جو قصر پر سایہ فگن تھا مستون کی طرح جھوم کر ان بیہوشان خاک فتادہ پر جا کر محیط ہوا اور بر سے لگا اس فیانی نے آپ ننگ کی تاثیر بخشی ہر قالب سی انہیں گویا جان تازہ آئی تمام سردار و لشکر کی مہرخ کے ہوشیار ہو گئے بادشاہ نے پکار کر کہا کہ دیکھا تم نے اڑنکر امان کیا حال تمہارا دم بھریں میں نے کیا مہرخ نے دیکھا اس نعرے کے کہا غفلت میں جو چاہتا وہ ہمارا حال بسانہ تازہ راہی پشیر ہو گیا کیفیت معلوم ہوئی کہ بادشاہ نامردی کی راہ سے تحفہ طلسم کا حربہ مہر کر گیا تو ہم اس تحفہ کا جواب لے سکتے لیکن ایک ہمارے یعنی عیار اس تحفہ کو بھی بریاد کرتے دوسرے ہمارے شہنشاہ عیار ان خواجہ عمر و ذیشان یہاں نہیں ہیں اگر وہ ہوتے تو اس وقت حال کھلی تاکہ یہ فوج طلسمی پھر کر اپنی جگہ پر گئی یہاں حکم آئی بادشاہ یہ کلمات سن کر حیرت سے گویا ہوا کہ دیکھو وہی عذرا سے درپیش کیا یہ کہ مہرخ سے کہا یہ عذر جو تو نے کیا اسکو میں اول ہی سمجھ چکا تھا اس لیے آج تک زندہ چھوڑتا ہوں اگر چاہا سامری نے تو بعد آنے تھا اسے حمایتی یعنی عمر و کے راہ فنا ہو دکھا دکھا اس طرح کی باتیں کر کے ملکہ نفیر کے کاغذ پر ہاتھ رکھ کر غائب کیا نفیر نے حیرت و حیرت رفتار کو بچہ ہائے سخن و ابکر لشکر میں اسکے پہونچا دیا اور آپ تخت طلسم لیکر اپنے مقام پر گئی مہرخ نے سجدہ شکر بدرگاہ خدا تعالیٰ کیا کہ اس کرم کا راز نے آفت عظیم سے نجات دی پھر خیمہ بارگاہ دست کرا کے بازار سجوا کر داخل الارامہ شاہی ہوئی تمام لشکر میں چہل سوار غار ہوئی بدستور سابق آباد ہوئے و شاد ہوئے مہرخ نے بلور سے کہا کہ کیوں دیکھا تم نے شاہ کا اس طلسم کے کیسا جاہ و جلال و جلوس نے کہا اے ملکہ جو جب اس مثل کے نہا پیش قاضی دی اہنی آئی اگر شاہ کو کب ملکہ بران کے سامنے ایسا زبردستی جاتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے کہا اب ہر زمانہ بھی نزدیک ہی کو کب سے مقابلہ ہوا چاہتا ہی خواجہ کے آئین کی صرف یہ ہی کہہ کر مصروف حکمرانی ہوئی اس طرف فراسیاب حب اطل باغ سیب ہوا تمام سردار سا حراں ذی ہمار نے استقبال کیا یہ اگر سر طلسم برٹھا اور نلج دیکھنے لگا دو ایک جام شراب پیے دماغ نشہ سے ہلکا ہوا خیال آیا کہ یہ جو کچھ تو نے محنت کی سب بیکار رو بے سود تکلیف اٹھائی نہ ملکہ مہیا قبضہ میں آئی نہ کسی عیار کو سزا ملی نہ کوئی حریف ہلاک ہوا نہ مدد خداوند پاس پہونچی لازم یہ کہ مہار کو گرفتار کر کے رضی بوصول خود کر یا قتل کر ڈال اس خیال کے ساتھ ہی ایک شش عشق پیدا ہوا ادائیں ملکہ مہار کی اور باتیں اسکی دلربائی کی یاد کر کے آہ سر و بھر نے لگا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اسی ناک میں نیچے چرنے نامہ خداوند لا کو یا اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مدد مہرخ کی آمد سے تو نے مطلع کیا تھا مابعد دولت کو انتظار اسکا رہا ہر چند کہ قدرت حال اسکا جانتے ہیں مگر تباہین کے نہیں جلد اسکو یا



ہو کر کیا کوہاری اعانت کیلئے روانہ کرو ورنہ ہم تاراض ہونگے اس نامہ کو ٹپھکڑا سنے سحر پڑھا بعد لمحہ کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ چٹ لنگوٹ باندھے مٹی بدن میں بھری نیلا گند لگے میں بندھاسر پکڑوٹ پھاٹا بندھا ہاتھ ران پر مار کر خم بجاتا سانے بادشاہ کے آیا آداب بجالایا بادشاہ نے فرمایا کہ ای پہلو ان جادو تم اپنا چالیس ہزار پٹھا لیکر مع سامان حرب کے خدمت خداوند بہتر میں جانب کوہ عقیق جاؤ اور گھڑہ کے نعلین بڑے بڑے پہلو ان میں اُن سے مقابلہ کر کے تمام لشکر کو رگارت کر دو ہم تم کو ایک اس کام کے عوض میں عطا کردینگے اور خداوند بھی طرہ پیغمبری دینگے اُس ساحر نے یہ حکم سن کر سلام خستہ کیا بادشاہ نے خلعت سرفرازی دیا وہ وہاں سے اپنے مقام پر آیا سب گرو و نکو اپنے طلب کر کے حکم شاہ سنایا ہر ایک کے سامان سفر درست کیا حیرت بارگاہ لد و اگر سیاب سحر سے درست ہو کر آئد ہوں پر چڑھے اور روانہ ہوئے کیفیت کہ روشن چو کی آگے لشکر کے بھتی کشتی کا ڈھول بٹپتا ہر ایک پہلو ان ہو تو نکو جلا کر رکھا اُسکی بد نہر نے بازو و آند و سے چڑھے گلے میں تقویہ سونیکے بند باہم آئد سواری کے ملائے پیچہ اور کلائی کرتے زور دکھاتے روانہ ہوئے پیچھے لشکر کے گدڑ کی جوڑیاں لیزم کے وغیرہ تمام سامان کثرت کر نکیا چھکڑوں پر لد اہمان لشکر اترتا اکھاڑ اکھا جاتا استاد ہر ایک کو لڑا تا جوڑین بدی جاتین خلعت ہان کے اطراف کی تماشے کو آتی خلیفہ سکوزرد دلاتا باین زرد دشور جانب اٹھایا یہ ساحر بخور ورجاتا ہر لیکن افراسیاب بعد اسکے روانہ کر نیلے پھر اسی فکر میں گرفتار ہوا کہ ہاے وہ بہار افزا سے حدیقہ بہت جسکی بھولی صورت محبوب طرہ دارینی ملکہ بہار قابو میں آکر یوں بکھلائے اور تجھ سے کچھ نہو سکے لازم ہے کہ اسکی ملاقات کی تدبیر کر اسی اندیشہ میں تھا کہ خبر آئی مرشد زادے تشریف لاتے ہیں اسنے استقبال کرایا مصور آگرا اسکے برابر بیٹھا کسلے کہ حیرت سے حال سخت طلسم وغیرہ بھی سن چکا ہے تعریف بادشاہ کرنے آیا ہوتا پیچہ بٹھیتے ہی زبان بے شناسے شاہ جادوان واکہ اے بادشاہ آج کا سرکہ سنکر چھلکو بڑی حیرت ہوئی وہی اپنے وہ سرکیے ہیں کہ سامری و مشید نے کبھی کیے ہونگے شاہ طلسم نے جواب دیا کہ ای مرشد زادے یہ سب آپ کے دادا جان کا تصدق ہے چھکو کیا آتا ہے انھین کا نام لیکر کچھ کام نکال لیتا ہوں مصور نے کہا یہ سب تمھاری سعادت مند ہے جو بزرگوں کا ادب کرتے ہو اچھا ابلی عمر و گو گرفتار کرنا تو مجھے دنیا کہ میں اُسکی زنبیل چھین لون اور میں نے ایک شیخ بنایا ہے کہ نام اُسکا بلغ ویران ہر وہاں اس مکار کو قید کروں شاہ نے فرمایا کہ جب کیے جب عمر و کو ملک کو گیب سے پکڑا سنگاؤن خیر اسکا تمارک تو پھر کیا جادو کیا مگر میں آپ کو ایک دریا سحر دکھاتا ہوں یہ کہہ کر اپنے جوڑے سے ایک نانہ ماش کا نکال کر زمین پر پھینکا وہ ماش زمین میں سما گیا اسنے کچھ سحر پڑھا کہ گوشہ باغ سے ایک پتلا شیشہ پانی سے بھرالیے پیدا ہوا جب قریب شاہ آیا شاہ نے وہ شیشہ لیکر ایک چھینٹا پانی کا جہان وہ دانہ گرا تھا اُس جگہ بارافور زمین سے شجر اگا اور بڑھ کر لمحہ بھر میں بار آور ہوا اسنے وہ شیشہ تو پتلے کو دیدیا اور اس درخت سے پھل توڑ کر تھوڑے ماش ملائے میں لیے اور جانب فلک اچھال دیے پکار کر کہا کہ ہمارے زلزلہ و لرزان و برو و ضرغام کو جہان کہین ہوں گرفتار کر لاؤ یہ کہہ کر وہ درخت اکھیر لیا پھر وہ دانہ ماش کا جو بویا تھا بنگیا اسنے جوڑے میں رکھ لیا ادھر ہمارے جو عیار و نکو لیکر اڑی تھی بہت دور صحرا میں آکر اتری عیار و نکو زمین میں چھوڑا اُنکے ہوش و حواس بجا ہوئے تھیں چلنے کا کیا تھا کہ زلزلہ و لرزان بھی زمین سے نکلے تھے اُنکے پاس آکر پہنچے اور سب ملکر چلے باہم مشورہ کیا کہ لشکر



قریب ہی پہیل کچھ دور سیر کرتے چلے آئے اس طرح روانہ ہوئے کچھ دور چلتے تھے کہ برق گویا ہوائے ملکہ بہار تھنے اچھا نہ کیا جو  
 شاہ طلسم سے بگاڑی نکو لازم ہو کہ اب جا کر اُسکے قدم پر گرو اور خطا معاف کرادین بھی تھا سے ساتھ چکر عذر کروٹن بد  
 کر اُسے رحم آجائے بہار نے کہا اچھا چلو میرا بھی جی ہی چاہتا ہی اس طرح زلزلہ و لرزان و ہضر غام بھی گویا ہوئے کہین  
 بھی لیتی چلو ہم بھی بڑے قصور دار ہیں شاید وہ ہم پر رحم کرے غرض کہ سب تعریف عنایت شاہ طلسم کرتے اور معروف بخطا  
 و قصور ہوتے جانب باغ سیب روانہ ہوئے اور از بسکہ دریائے خنودان بیچ میں ہو اُس جسکے صحرائیں پھر سے  
 تھے کہ ہنر قرآن جو بارگاہ سے غائب ہوا تھا جنگل میں آکر ٹھہرا تھا ان سب کو اسنے آتے دیکھا خوش ہو کر قریب آیا بلکہ بہار وغیرہ  
 سے ملا باہم مزاج پرستی و رانہا گر مجبوشی کے بعد اسنے کہا لشکر میں چلو ادھر کہاں تم سب جاتے ہو وہ سب لشکر کو اپنے بڑا کتنے لگے  
 اور تعریف شاہ طلسم زبان پر جاری کی قرآن سمجھا کہ بڑا غضب ہوا یہ سب سحر سحر شاہ طلسم میں اور اُسکے پاس جاتے ہیں  
 انکو روکتا چاہیے یہ تصور کر کے بہار و برق سے کہا کہ مجھے بڑی خطائیں خدمت شاہ طلسم میں سرزد ہوئی ہیں اگر  
 مناسب سمجھو تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو انھوں نے کہا کیا مضائقہ ہے چلو بادشاہ حیم مزاج ہے وہ سب کو سزا کر کے گھر خٹا لہنے  
 تو ہیں بھڑکا کر کہین کا نہ کھایا روتے اس طرح عمر و کو بڑا کہا قرآن نے منت کی کہ اتنا مجھے احسان کر دو کہ وہ میں چلو زبان  
 میں نے کچھ ہی بچائی ہرین بھوکا بہت ہوں دو لڑائے کھالوں تو تھا سے ساتھ چلوں تم بھی کھانا اور آسودہ ہو کر چلنا سب نے  
 سکا کہنا منظور کیا اور درہ کوہ میں آئے وہاں لاکر کچھ سیوہ آغشتہ بہ بیوشی نکال کر قرآن نے سب کو دیا کہ پہلے یہ کھاؤ میں کچھ ہی  
 لاتا ہوں انھوں نے وہ سیوہ کھایا اور بیوش ہو گئے قرآن نے ان سب کو اٹھا کر ایک غار میں ڈال دیا اور وہیں غار ایک سنگ کھان سے  
 بند کر دیا اور آپ ہا نسے دوڑتا ہوا بصورت مبدل لشکر حیرت میں آیا جہاں ہنرم کشاں درگاہ فروش اترے ہیں انہیں  
 پہونچ کر پکارا کہ کوئی مزدوری کریگا پانچ چار گھنٹہ سائے دوڑے کہ صاحبک مزدوری ہے اسنے کہا میں نے گھانے کے  
 گٹھے اکٹھا لیے ہیں اور لکڑیوں کے بوجھ وہ صحرائیں پڑے ہیں فی مزدور دیر یہ ملے گا دن بھر میں چھو کر بیان لشکر میں پہونچا دو  
 مزدور لالچ میں آکر اُسکے ساتھ ہوئے اور جنگل میں جب پہونچے قرآن نے جناب بیوشی مار کر انکو بیوش کر دیا اور بہار و  
 برق و زلزلہ و لرزان و ہضر غام وغیرہ بنا دیا پھر آپ بھی صورت ہیبت ناک بنا کر انکو ہوشیار کیا اور کہا تم سب پر  
 ہر سامری کی ہوئی نہیں عیار تلو بار ڈالتا اب یا شرفیاء لو اور جو کوئی پوچھے پنا نام بہار وغیرہ جسکی صورت تھی وہ نام  
 بتایا کہ یہ اپنے تئیں تہانا اور گھانے نہ کھوڑنا تلو کا یا پلٹ پہنے کر دیا ہر وہ اب تم نہیں رہے لشکر ہرج میں جا کر اپنے اپنے  
 لشکر کی حکومت کرو گھیارے بہت خوش ہوئے اور دعا دیکر خوشی خوشی شرفیاء لیکر چلے قرآن نے چلتے وقت ہر ایک  
 کو اُٹینہ دکھا کر صورتیں پہچان کر دین ہر ایک نے سمجھ لیا کہ ہم بہار میں ہم برق ہیں غرض کہ قرآن تو وہاں سے اُسی جگہ کہ  
 جہاں غار میں اصلی عیار و ساحران کو بند کر دیا تھا آیا اور شاہ جادو ان فتنہ آبدجہاں تھا جب عرصہ ہوا اسنے سحر چڑھا  
 اور چند بیر سحر کے بلا کر حکم دیا کہ تم جا کر بہار وغیرہ سب کے نام بتائے کہ یہ لوگ جہاں ملیں جلد گرفتار کر کے حاضر کر دیر سحر کے  
 حسب احکام چلے واضح ہو کہ پہلے سحر جو شاہ طلسم نے کیا تھا تو قلب پر تاثیر ہوئی تھی و بہار وغیرہ جانب شاہ طلسم چلے تھے  
 چنانچہ سبب بیوشی کے وہ ناچار ہیں اگر ہوشیار ہوتے تو بموجب تائیر سحر حسب ہدایت دل خدمت بادشاہ میں جاتے



غرض کلاب کی جو پیر سحر کے چلے صحرا میں آکر تلاشی مجربان مذکور ہوئے ایک مقام پر ان گھسیار و نکو جو بصورت بہار و فیوض جاتے دیکھا اک ایک پیر ایک ایک کے سر پہ سوار ہوا سب اپنی راہ راست چھوڑ کر سمت باغ سیب چلے اور ویسے ہی کلام جیسے برق و بہار و غیرہ کرتے یہ بھی کرنے لگے انکو تو کوئی روکنے والا تھا یہ دریائے خنودان پر آئے وہاں ایک کشتی طلائی پیدا ہوئی سوار ہو کر پار اترے اور ہوش اپنی خودی سے بخیر باغ سیب میں آئے اور از بسکہ پیر جادو کے سر پہ سوار تھے وہ بخود کیے ہوئے تھے اور بیرون نے جس صورت پر انکو پایا تھا وہی نام انکو تعلیم کرتے تھے کہ یہ کہو یہ پکارتے تھے کہ ہم برق میں ہم ضرغام میں سب اپنا اپنا نام لیتے تھے اگر ہوشیار ہوتے شاید اپنا اصلی نام بتاتے اتو کچھ اور نہیں کہہ سکتے فی الجملہ حسب یہ سامنے شاہ جادو ان کے پہونچے اور اپنا اپنا نام لیکر پکارے مصور نے بڑی تعریف کی کہ دفعتی یہ سحر نہ دیکھے نہ آپ ہی کیواسطے یہ رہے ہوا کہنا ہر شاہ نے براہ تفاخر نیچے سحر بھیج کر ملکہ حیرت کو بھی لشکر سے اٹھوا سنگا یا اسنے بھی قید یونکو دیکھ کر حیرت سرائی کی بادشاہ نے بعد آنے حیرت کے جلا د طلب کیے اور از بسکہ یقین مل گیا کہ یہ عیار مطیع کس طرح منونگے اُنے سوال اطاعت بھی کیا ملکہ بہار کو تو الگ کر آیا اور سب کے سر کو اڑا لے جو انہیں ساحر تھے انکے بیرون نے غل مچایا اور حکم بادشاہ سہرا ہر نقارہ سحر کا برفے ہو ا جگیا کسی نے اس غل میں نہ سنا کہ بیرون نے کس کا نام لیا وہ گھسیارہ جو بصورت بہار تھا سہم گیا اور پیر سحر کا اسپر سے بھی اتر گیا اُسے چاہا کہ بادشاہ کے قدم پر جا کر گردن اور اپنا حال کہوں لیکن طرفہ ماجر اظرافت آمیز سنیکہ بادشاہ عشق بہار میں بیقرار تھا اُسے ذرا بھی تامل نہ کیا ہاتھ بہا مصنوعی کا پکڑ کر جانب ظلمات روانہ ہوا آنکھ اس گھسیارے کی بند ہوئی اُدھر بعد جانے شاہ کے حیرت و مصور جب لشکر گئے اور حیرت نے اتنے ہی طبل بشارت بجوایا خبر شہر ہوئی کہ برق بہار و غیرہ قتل ہو گئے ملکہ مہرخ نے بھی یہ خبر سنی ہر ایک سردار نے فطام سے گریبان چاک کیا کہ ہم بھی کیا محبت عیاران وغیرہ یاد کر کے قلم زم چشم سے دریا موجز ہوا جادو گر نیاں در ساحران ہر ایک لال کھو لکر سر پیٹنے لگے اور کہتے تھے نظم

کیا اس طرح و او ملا بعد غم	ہوئی گو ہر فشان وہ چشم پر غم
رسالہ اشک گلگون نے جمایا	علم ہر آہ نے آگے بڑھایا
وہ نالے لشکر غم کے نشان ہیں	نقیب خوش بیان آہ و دفغان ہیں

آخر یہ شورہ ہو کہ زندگی بیکار ہی چلیکے لشکر حیرت پر گرد اور لڑ کر بعض اپنے مقتولوں کے اس فوج کو ہلاک کرو یا اپنی جان و دنیا پنجہ یہ شورہ کر کے مہرخ نے نفیر سحر بجائی تمام لشکر مسلح و مکمل ہو کر عزم روانگی رکھتا تھا کہ وہاں قرآن نے اس خیال سے کہ غار میں بہار و غیرہ کھٹکے مہر خجائیں پتھر سر کا کرا کو نکالا اور ہوشیار کیا از بسکہ سحر اپنا شاہ جادو ان دفع کر چکا تھا یہ ہمہ ہوشیار ہوئے باتیں جو اس کی کرنے لگے قرآن نے سب حال اسے کہا وہ سب نیایت حسنا مند ہوئے اور منت گذاری کی کہ لے قرآن حکم خدا تھے ہماری ابر وادرجان بچائی پھر سخت سحر سوار ہو کر سب سوت داخل لشکر ہوئے کہ مہرخ سوار ہو کر لڑنے جایا چاہتی تھی اُنکے آنیے باغ باغ ہوئی اور ہر ایک گئے ملی سب سردار بہار و غیرہ بنگلہ ہوئے نقادہ شادمانی پر چھپ پڑی غلغلہ کامرانی وصیت شادمانی تا بہ فلک پہونچا لشکر نے مکھولی سب سردار بارگاہ میں لائے



عیار و نحو خلعت ملا اور خزانہ کھلیا زرد گوہر مہار پر سے نثار ہونے لگا جشن آغاز ہوا یہ سب خبریں ہر کار سے دریافت کر کے خدمت حیرت میں آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض ساہوے اے ملکہ طلسمات اس طرح قرآن نے مصنوعی برق و غیبی بادشاہ پاس بھیجے تھے چنانچہ ہر رخ خیر قتل شکر لڑنے آئے آیا چاہتی تھی کہ وہ سب مجرم جنگو شاہ نے قتل فرمایا ہر آکر موجود ہوئے اب ہاں جشن ہو رہا ہر حیرت یہ خبر سن کر بخیدہ ہوئی اور سارا باجر اقلیند کر کے ایک پتلے کو سحر کے دیا کہ بادشاہ پاس لیجائے تیلانا نہ دیکر وائے ہوا لیکن فراسیاب جو بہار مصنوعی کو لیکر طلسمات میں آیا وہاں ایک قصر شاہانہ آراستہ تھا صحن لوان میں گلشن جاہرین لگا تھا بزور سحر پھلا پھولا تھا کوئی بہار ہسی نہ تھی جو وہاں نہ کوئی کیفیت اس طرح کی نہ تھی جو اس جگہ پر نہ ہو ہوا سے بہارین نے شگوفے کھلائے تھے گل ہنستے مسکراتے تھے بارہ درمی میں فرش وسند آراستہ شیشہ آلات سجا چھپر کھٹ مرصع پائیوں کا بچھا اور قچہ لبان برق پڑا تر پتا سانے سند کے چنگیر بن عطر دان نخلی جملہ سامان راحت نہیا تھا عجیب طرح کا سما تھا کہ بموجب ابیات

بہار موسم گل کی مٹی آمد زمر درنگ پتے ہر شجر میں لطافت سے بھرا تھا صحن خانہ بچھا اک سمت دسترخوان دیکھا وہاں ہر قسم کے میوے نہیا دھرے تھے قرب شیشہ جام لبور	چمن میں بلبلیں عقین شاد از حد بہار تازہ مٹی گل میں ثمرین کچھا تھا شہ نشین پر شامیانہ وہاں کھانے کا سب سامان دیکھا مے گلگون سے ہر شیشہ بھرا تھا وہ گھر تھا نعمت دنیا سے معمور
--	---

گھسیار پہلے تو متوج ہوا سے بیہوش ہو گیا شاہ نے اب لا کر سند پر جو بٹھایا اسکو ہوش آیا اپنے تئیں سر سند لبید عزت جلوہ گرد دیکھا شاہ کو اپنے برابر دیکھا چاہتا تھا کہ حال اپنی کہ گزریاں یا کہ بادشاہ کجکوب گھسیارہ سے کا یہ فاطمہ اور عزت سے جو اسنے لا کر بٹھایا یہ پھر یہ خاطر نہ کر گیا بلکہ عجیب نہیں جو فرمائے کہ میں نے گھسیارے سے ایسا دارو مار کر کیا جا کر سبے بیان کر گیا بس اس اندیشہ و ندامت میں کہ یہ جگوار ڈالے گا لہذا چپ ہو رہے سمجھ کر چپ بیٹھا بادشاہ کی طرف گردن جھکائی شہزادہ کرمان مشوق آنکھ چلائی کہ دیکھو کیا کرتا ہے بادشاہ نے منت کرنا شروع کی کہ لے مایہ خوبی و لے آرم جان عاشق باعث یہودی ذرا تو مجھ سے کلام کر دل بھیرا کو تسلی دے میری گود میں آرم کر نظر محبت سے میری طرف دیکھ لے بوسہ لب نازک دے مدت سے میں تجھے فریفتہ ہوں کہ نظم

کہ کتنی تم بھی ٹھنڈی آدمی ہو کہان کی رہنے والی ہو مری جان مگر رغبت کسی جانب نہیں ہے خدا را کچھ تو بولو آنکھ اٹھاؤ ہو یمن کب سے میری جان پاکدان	بھلا راحت ہو کیا تم سے کسی کو کہ مجھ سا پاس بیٹھا ہے پر ارمان طرف زانو کے ہر لحظہ جبین ہے اٹھو سند سے میرے پاس آؤ کرد شرم و حیا کا چاک دامن
--	---



فہمت جان لطف زندگی کو لب لگون کا اک بوسہ ہمیں دے	نہ روک اسوقت پیارے اپنے جی کو کہ دیکھیں حوصلے کیسے ہیں تیرے
---	--

گھسیارے نے جو یہ عنایت دہربانی دیکھی فوت قتل جاتا رہا ڈھیسٹ ہو کر آیا بادشاہ نے ایک بوسہ لب لعلین کا اُسکے لیلیا اسنے بھی بھی بادشاہ کی لی بادشاہ سمجھا کہ یہ تجھ پر تو پہلے ہی سے فریفتہ تھی کنواری عورت ہر زفاف سے درتی تھی لیکن اب مست ہوئی فوراً پستان پر ہاتھ ڈالا پستان عیار ونگے پاس گوشت اور نرم چمڑے کی مثل مبار و غیرہ کے بنی تیار رہتی ہیں ہی نگا دیا کرتے ہیں شاہ جادوان نے ایسی نرم اور کرکاری گول سڈول جھاتیان پائین کہ دل چین ہو گیا فوراً شلوار بند پر ہاتھ ڈالا گھسیارے کو بھی استاد کی ہوئی یہ بھی لپٹ گیا شاہ نے کچھ سی من خیال نہ کیا اور اسکو برہنہ کیا پھر تو بوجب بیت گروسی کتم بعد شادی ہشب دل عروس نر گرد و محب تماشہ بادشاہ نے دیکھا کہ آنکھیں کھل گئیں ساری سستی جاتی رہی گھبرا گیا اور ایک لات ماری کہ گھسیارے اڑھلک کر الگ گراؤ پٹکل تمام بوجب مثل کوہ کندن دکاہ برآوردن اس عیش کو پہنچا تھا اور بادشاہ نے دلیر بھی کر دیا تھا بادشاہ کو اور مرض کا آدمی جانتا تھا ایک لٹ سے کہتا تھا تاگر کر سنبھلا اور دور کر شاہ سے لپٹا کہ جانی میں تجھے کب چھوڑ تلہ ہوں یہ کہہ کر شاہ کو گرایا اور داب کر بٹھیا بادشاہ حیران از کار بھی لے گیا اس ساتھ میں چنسا تھا پہلے تو سناٹے میں چپ پڑا رہا جب بوجب بیت وہ اشیانان چسپیدہ جھکا کر کہ جسکی چوٹ پڑتی تھی جگر پر مصروف خدمت ہونا چاہا کہ بوجب مثل کے مصرع رہے شیر سے چاق پورا مرا بادشاہ نے گھبرا کر ایک طمانچہ سحر کا مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا شاہ غضب لٹھا اور ستون مکان سے اسکو باندھ کر رخ سحر پڑھا کہ وہ ہوش میں ہوا اس سے کہا سچ بتا کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا ہوں کون جب تمہارا کام نہوتا جب ہی خفا ہوتے اور مجھے تو ایسا کچھ عرصہ بھی برہنہ ہوئے پر نگزرا تھا جو آپ خفا ہوئے آپ جسیلے مجکو بیان لائے پھر وہ تو میں کرتا ہوں پھر آپ کیوں ناراض ہیں شاہ غصہ و رمال از حد رکھتا تھا تلوار کھینچ کر چلا اور کہا جلد بتا کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا تلوار کھانا اچھا اور یہ جینی گوارا نہیں جان میں میرے بنی ہر وقت عورت بہوش کیکنے میں نہیں آئی رگین پٹتی جاتی ہیں اسطہ سامری کا مطلب کراے غرض کلک خوش کہا نکل لکھون وہ اپنی کہتا یہ عتاب کرتا اس بحث میں بادشاہ نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اسکا جدا ہو گیا بادشاہ لاٹھر لکھی پھینک کر غضب جانباغ سیب چلا دے کہتا تھا کہ خوب ہوا جو ظلمات میں اس بیودہ کو میں لے آیا تھا اگر باغ سیب میں رہتا تو سیب سردار اس تفتیح سے آگاہ ہوتے اور سائے طلسم میں بدنامی ہوتی غرض کہ باغ سیب میں کر اورنگ سلطنت پر بیٹھا تھا کہ بچہ نے لاکر نامہ حیرت پہنچایا اسکو بڑھا کر حال عیاری قرآن معلوم کیا کہ اُسنے اپنے سردار دھیار روک لیے اور گھسیارے بنا کر بھج دیے یہ نامہ پڑھتے ہی آگ غصہ کی مشتعل ہوئی کہ بیرون نے سحر کے یہ غلطی کی ان سبکو سزا دینا لازم ہے بھکھر بھکھر پیڑھا کہ بیرونی جو مجھ کو لائے تھے حاضر ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کہ تم سب چل جاؤ یہ کہنا تھا کہ وہ بادشاہ سے ایک شعلہ نکل کر انپر گرا کہ وہ سب جل گئے پھر براہ امتحان کہ لکھون بہار زندہ ہو یا نہیں اٹھ کر ایک بلخ متصل بلخ سیبے وہاں گیا اس باغ میں چلنے ساحر ساکن طلسم میں انکی نشان موت کے درخت لگے ہیں جب کوئی مرتا ہی اُسکے نام کا درخت سوکھ جاتا ہے اُسنے نام بہار کا درخت لکھا وہ درخت سرسبز پایا جانا کہ بہار کو کچھ ضرر نہیں پہنچا



یہ معلوم کر کے پھر باغ سیب میں آیا اور کتاب سامری جسطرح سے کہ نزدیکی منگا یا کرتا تھا طلب کر کے دیکھی نیت یہ کی مین جانب لشکر  
 صبح بہر گرفتاری ملکہ بہار جاؤن یا کسی ساحر کو بھون میرے لیے اچھا ہے کتاب میں نکلا کہ آج کل تھپیر قرآن صعبہ نامل کرتا رہا  
 ہو ورنہ پھر ذلت ہوگی ندامت پر ندامت ہوگی یہ معلوم کر کے کتاب بند کی اور بھیجی لیکن دلیں کچھ تو خیال محو بہ بہار کچھ اپنی ندامت  
 گھسیاے کی شوخی کا غصہ اسوج سے تاب باقی نہ تھی خود تو جانے سے باز رہا مگر سحر طہر دستک دی بعد لمحہ ایک سنا حریہ پیدا ہوا  
 کساڑ دے پر سوار بھی تھا اور منہ بھی اُسکا اڑ دے کا تھا نہایت رجب بدھیت و مہیبت رت رکھتا بدلے کر دھتی کے ماراں  
 سیاہ کمر سے باندھے کا نوین بجائے کنڈل کے سانپ بالشت برابر کے ٹکائے سر سے کالے کوڑے یا لے جتا دھار ہی سانپ لینیٹے  
 خدا کی پناہ اس موذی جیمانے سامنے شاہ کے اگر سلام کیا بادشاہ نے ہنسر فرمایا اے اژدر دہان اژدر دہان  
 جادو مزاج اچھا ہوا سنے بچا اب مزاج پر سی شاہ کو دعائے ترقی عمر و دولت دی بادشاہ نے حکم دیا کہ تھیں باہر ولتے  
 اسلئے یاد کیا ہے کہ اپنے لشکر سمیت جانب لشکر حیرت جاؤ اور نکلو اونسے لڑو سب حریفوں کو تار ڈالنا لیکن ملکہ مہار کو  
 زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لانا اور تم یہ خیال رکھنا کہ عیار دہان ہڑے مکار اور غدار ہیں وراں اس طرح مکر سے ہلاک  
 کرتے ہیں تم اُنکے فریب میں نہ آنا سارا حال اُنکی عیار یونکا بیان کر کے تاکید پر لے حفاظت فرمائی پھر خلعت رخصت دیا  
 وہ ساحر خلعت پاکر زمین میں سما گیا اور قلعہ اژدر یہ پر کہ جو اُسکا دار الحکومت ہوا یاد دہان سب حراڑ در چہرہ بستے ہیں  
 فوج بھی اسی صورت کی بھرتی ہوا سنے بارہ ہزار ساحر غدار چیدہ و منتخب تیار کر کر اپنے ساتھ لیے اور عزم روانگی جہاں  
 لشکر ملکہ حیرت کیا حال اُسکے جانی کا پھر بیان کیا جائیگا اب دل حال پہلوان جادو کا جو جانب لشکر لقا جا چکا ہے  
 بیان کیا جاتا ہے سمیت کون باز گویم کیے داستان کہ شادان شود نال وستان پہلوانان معرکہ تقریر و زور آوران چھوڑ  
 تحریر و قلم اسطرح دکھاتے ہیں کہ پہلوان ساحر مع لشکر بعد قطع منازل و طمر اہل طلسم سے نکل کر قریب قلعہ کوہ عقیق پہنچا  
 نقابار گاہ میں بیٹھا تھا کہ ابر گھرا یا برق چمکی علامت آمد ساحران معلوم کر کے بختیار کٹ غیرہ جب ستور پیشوا کی کو گئے لشکر  
 اُسکا اژدہا ساحر مذکور مع شاگردان رشید سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت سرفرازی پایا دنگل پر جانب بست  
 راست بیٹھا حال تمام لشکر اسلام کا پوچھا بختیار ک نے کل کیفیت رو رو کر بیان کی اسنے کہا ملک جی تم گھبراؤ نہیں مین  
 علاوہ سحر کے کشتی میں سب کو مع حمزہ باندھ لوں گا یہ سنتے ہی شیطان زیادہ رونے لگا اور کہا ہننے تلو ابھی سے مردہ سمجھ لیا  
 اے بو قوت حمزہ کو جب دیو عفریت و دیگر دیوان قات نہ باندھ سکے تو تیری کیا لیاقت خبردار بغیر سحر کیے کشتی زور  
 کی نکرنا ورنہ ادنی ملازم حمزہ تیرے لیے کافی ہوا سنے یہ جب سنا ہنس کر کہا ملک جی آپ ہی حال کھل جائیگا یہ دونوں تو باہم گفتگو  
 کرتے تھے اور ناہید قولاً و بدلاً کو ہی سبکی طاقت پہلے ذکر کی گئی تھی کئی سون کی زنجیر سے باندھتا ہے حال قوت و شوکت  
 ہمیشہ شکر دلیں تعریف کر رہا تھا کہ شجاعت زور و قوت کے معنی ہیں کہ دشمن کو ہار مانے ہوا و مدحت سرائی کرے غرض کہ یہاں  
 آئیے ساحر و نکر رونق زیادہ ہوئی ناچ ہوا کیا مشغل میخواری رہا ایک ن تو پہلوان کسل راہ سے آسودہ ہوا جب  
 دوسرے دن وہ زمانہ آیا کہ رستم شبے دیو سفید روز کو بچھاڑا اور زنگی لندھو شب نے اکھاڑے میں ہر کس مع شاگردان  
 انجسم فلک قدم اتارا کہ بموجب نظم



	قصار طاقت ہر جہانتاب اٹھے امید مطلب میں ستمکار	ہوئی غائب نظر سے جس طرح خواب کیے افسون برائے جنگ تیار	
<p>پہلوان نے بلبل جنگ لقات سے کہہ کر بچوایا ہر کار و نئے خبر سرکار بادشاہ لشکر مسلمانان نے بھی حکم نقارہ نوازی دیا طبل سکندر پر چوب پڑی دنیا دہلنے لگی سرور دربار سے اٹھ کر خیمہ میں اپنے آئے تیار ی جدال کرنے لگے آجکی رات حیات و مرگ پہلوانوں کے لیے تلوار کا میدان اکھاڑا تھا فتح و شکست سے کشتی انکی تھی نصرت ہی نے بچھاڑا تھا دیو ظلمت شب اور نور سحر سے بھی زور نہ ہاں دیا گیا تھا چاند و سورج کو بھی نظر مقابلہ تھی لڑنے پر تیار ہر ستارہ تھا اہل اکھاڑے کے کنارے ٹہلنے لگی تھی کہ کل بڑے بڑے پہلوان بچھاڑے جائینگے میرے ہاتھ سے کشتی کھاٹینگے تیرون نے زبان صفت و ثناء استاد تیغ فولاد بدن مہوئی تھی گرز دن کے کلہ زنی کی داد دی تھی سپرین شیدی لندھور و سالہین کی صورت تھیں پہلوان مٹی اکھاڑے کی لگائے تھے یا طبیعتیں پر کدورت تھیں نیزے لنگر بارے پائے ثبات گاڑے کھڑے تھے کہیں تیغ میرا نہیں سپر کے چپ پڑے تھے بہادر و غنیم کوئی چٹ لنگوٹ کستا تھا کوئی درزش کرتا خم مار کر نہتا تھا مسلمانوں میں لڑائی کا ٹھاٹھ تھا تیغ کے گھاٹ میں ہلاکا کاٹ تھا یا علی مدد کی پکار تھی دورنگی سے نفرت و عداوت تھی بکری لگی دلسے اٹھار تھی ان شجاعوں کو اگر رحم دیکھتا تھا خوانی کرتا سہرا ب طاعت کا دم بھرتا بھولی چوٹیں صاف ہوتی تھیں منجی ہوئی چوٹیں یاد بہر مصاف ہوتی تھیں کہیں بچہ تھا کہیں کلانی تھی بے لڑے اور دن چڑھے بہادر و ن کو کب کل آئی کہ بقتضائے <b>نظم</b></p>			
	کوئی تھا اپنی چوٹیں صاف کرتا خلیفہ تھا کوئی استاد کوئی کیکو ڈو بنا بغلی بہت یاد کوئی اٹھی لگانے میں تھا مشاق کوئی تلوار کی کثرت پہ مغرور کسی کا تیر شہباز جیل تھا کوئی یل تھا بسان کوہ البرز	کوئی دم اپنی استاد کی کا بھرتا نے کرتا تھا بیچ ایجا د کوئی کوئی کیلی کے تھا کرنے میں استاد کوئی تھا روم بھرنے میں بہت طاق اکیلے لاکھ سے لڑنے میں مشہور نہ بچتا تھا نشانہ اس کا تاکا کسی کے پاس تھا خارا شکن گرز	
<p>ہم سرت سوائے تیاری آلات حرب کے سحر سازی و عریہ پردازی کا جہر چا تھا بیرون کو سحر کے جسموں پر چڑھایا تھا ایک لنگ سے اپنے تئیں دو انگ کا بنایا تھا ساحر بعضی سے دیوالی کے ٹیپین اپنے تئیں کہتے چت و درپٹ گی کچھ غیرت نہ رکھتے دہل کشتی نہج رہا کہیں ترسول گڑا جوگی مٹی پتلا سحر کے لڑاتا دانوں بیچ توڑ جوڑا تھیں بتانا اسی ہنگامہ میں آخر پہلوان شب استاد سحر سے کشتی کھا گیا خلیفہ آفتاب کے سر پہ نہری اور زہرین پگڑی بندھی پنا لنگوٹ طاق دہرین چڑھا گیا <b>نظم</b></p>			
	مزارع صبح تھا سننے پہ تیار کہ بہر جنگ اٹھے سب عادت	چراغ داستان ہر یون شرابار بجالائے خدا کی پہلے طاعت	



مہاراجان کینہ خواہ دونوں طرف سے بھرم مصاف گردہ گڑھ اور میدان قتال ہوے امیر بھی بعد اداے فریضہ نماز سحر خبر و رد و عسکر  
 آخر سکا سلم زیب تن الہر فرار کر مع سالاران خود سر کے در دولت بادشاہ جمشید فر پر حاضر ہوے بادشاہ بھی بصد شوکت و جاہ  
 برآمد ہوے کہار یاں حسن میں متوالیاں لنگوٹکو باندھے گاتیاں کسے سر پر تپنے اور پھلیاں طلائی اور نقرئی لگاے ہو ادا رکھنے  
 پر اٹھائے در تکائیں بحر حسن کی ماہیاں تھیں ازماہ تا ماہی اُنکے جمال کی گواہیاں تھیں باہر تک ہوا دار نہ آیا تھا کہ کہار یاں  
 بہار سے کہیں بڑھ کر دان چال اُنکی آہستہ بے تکان دے پانوں کی پھرتیاں آگے بڑھے اور تخت پر بادشاہ کو سوار کرتے ہوئے  
 مرد ہے سردار و نکا نام لے لیکر کچالے ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا نقارے بجے صدائے نصر من شد بلند ہوئی شہنائی و زون نے  
 ملت بھیر دین بھیراس کو دم دیا لشکرین قرنا پھونکی کرناے کو بجا یا سواری حضور عالم کی جانب شت مصاف چلی میدان کی سر  
 جو اُنکی انگلیں منچلو تکے دلی ترانگیں مرکبوں کے طرارے ہی سیر دیکھتے بہادر وں کے کنارے پہونچے اسطرت نقابا تھیں تخت  
 کسواے فوج بیکران ساتھ لیے دار میدان نبرد ہوا پہلو ان چوڑے ٹھوڑے ڈھول آگے آگے بجاتا رسکا بھنگتا چاہیں  
 چھا اثر در سوار ہمراہ ایک جانب آکر ٹھہرا تر تیب صف حرب غاز ہوئی یقیون نے نقابت کی کر کیوں نے کر کا کہا صدفو نیر ستا  
 آیارن ہونے لگا پہلو ان اپنا اثر در اڑا کر سامنے خداوند کے جا کر اجازت خواہ ہوا اور بعد اجازت میدان میں آیا سرا پا خو  
 دکھلایا پھر طالب مرد نبرد ہوا لشکر اسلام سے بہر اد کو ہی نے اپنا مرکب کھنالا اور بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مقابل حریف آیا  
 پہلو ان نے پہلے ہی سے تلوار ماری اُس بہادر نے تیغ اُسکا رد کر کے آپ بھی ہاتھ تلوار کا مارا اُس نے باڑھ بجا کر بند و ست  
 پر ہاتھ ڈال دیا اُس نے گریبان میں ہاتھ ڈالا زور کشمکش کے ہوے آخر دونوں زمین پر کودے وہ تو لنگوٹ کسے آیا ہی تھا  
 اُس نے دامن زرہ گردان کر ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور سر گرم تلاش ہوے زمین میں ہل چل پر لگنی کشتی بصد درشتی ہونے لگی چار  
 گھڑی کی کشتی میں اُس نے خیال کیا کہ یہ حریف زبردست مجھ سے نہ زیر ہوگا اور کئی دن لڑ گیا چالیس ہزار چھامیر اکھیاں گلا ستاد  
 سے کچھ نہو سکا یہ سمجھ کر اُس نے سحر بڑھا بہر اد کی وہ تڑپ چھڑپ جاتی رہی اب جو تیج باندھتا ہے آپ کھلتا اُس کے دانوں پر  
 ہر بار آتا آخر اُس نے کوٹے پر بھر کر باراکہ کنا سے اکھاڑے کے چاروں شانے چست گرا اور ہوش ہو گیا اُسے مشکین بھکر  
 حوالہ لشکر یاں خود کیا اور پھر نہیب کی کا اور کوئی آئے لشکر اسلام سے ناصر کوئی سامنے گیا اُس نے کہا اب میں کھارے میں  
 کھڑا ہوں تو بھی یہیں نصیب زماں کر کے ناصر دین زرہ گردان کر مرکب کو دا چھڑا کاشتی کا بلند ہوا د و گھڑی پر دکر پھر  
 اُس نے سحر بڑھا کہ یہی چہ ہوا اسکو باندھنے کے بعد پھر اپنے پکارا ابکی عاف کی ہے مقابلہ میں آیا اسکا بھی کشتی لڑ کر ہی حال ہوا ابکی جانے پکارا کشت  
 بہت کی طرف لشکر مسلمانان میں علم جلوہ پذیر ہوے بختیار ک بھاکر کوئی بیٹا حمزہ کا لڑنے آتا ہی یہ سمجھ کر پہلو ان سے کہلا بھی کہ اب بہت  
 ہوشیاری سے لڑنا کوئی قوی دست فرزند حمزہ تھاے سامنے آتا ہی ہوگ یونہی اور غریت کش ہر جی بن بھکر مقابلہ کرنا یہ تو اس گفتگو میں تھا کہ  
 اُدھر شہزادہ تورج بن بلرچ مرکب اڑا کر سامنے بادشاہ کے آئے کھوٹے سے اتر کر با یہ تخت کو بوسہ دیا پھر دست بستہ  
 اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے خلعت و کیر رخصت فرمایا شہزادہ بصد کرد و فریدانین آکر بغیر اُسکے کئے اکھاڑے میں  
 کوہ اکھونکہ دستور اسلامیان ہی ہر کہ حریف جسطرح عزم رزم کرے یہ بھی اسطو سے لڑتے ہیں پس شہزادہ بھی بموجب ہیئت رسید  
 دیبا مذ بادہ بزر + چو غزنہ ببرد چو دزدہ شیر + اسکو بھی بختیار ک نے پکار کر کہا تھا کہ شہزادہ سے پیٹ ہی پڑا تا فا ورو



تھانائے مطلق کی قدرت دیکھیے کہ اُسکے دسین بھی خیال آیا یعنی بغیر سحر کیے فرزند ان حمزہ سے لڑ کر دیکھوں کہ انہیں کتنا زور ہے  
بس یہ اس خیال سے بغیر جادو کیے گرم تلاش ہوا نظم

گر فتند مرید گر رامیان نہ سادہ سر اندر سر یکدگر زمین گشت جنہان و لرزان ہوا چو شیرے کہ بر باد از جائے گاؤ	بمانندہ پیل جنگی دمان چو شیران جنگی گرفتہ کمر شدہ مرگ بر جان او شان گوا دیا شاہبازے بر زم چکاؤ
---	---

از بسکہ شہزادہ نمیرہ حمزہ ہوائے ہند صاحبقرانی باندھ کر کچھ ہی دیر میں اسکو زمین پر چرخ دیکر بار اور کو در سینہ پر سوار  
ہوا اُس نے دسے اپنے کہا کہ میں ایسا صاحب و اسکو جانتا تو مہلت سحر سے نہ تیا خیر اب بھی کچھ نہیں گیا ہے یہ سمجھ کر ایسا  
سحر ٹپھا کہ شہزادہ بحس و حرکت ہو گیا یہ اٹھ بیٹھا اور شہزادے کو چپت کر کے باندھ لیا بہادران ہر دو لشکر نے اس پر نفیر کی کہ  
بڑا نامرد و دغا شعار ہے مگر اُس نے کچھ خیال نہ کیا اور چونکہ اس کشتی میں وہ وقت آگیا تھا کہ سیر چرخ نے لپکے گردن خورشید جاہ  
مغرب خم کی عروج شمس ہر غدار نہ دیکھ سکا نظم

پھر آئی شام فوج انجسم کی لیکر بقاشب کو نہ دن کو پا لکھاری	صفین اس نے جہا میں آسمان پر اسی غم میں کٹی ہے عمر ساری
--	---

شام کے قریب طیل باز گشت بجا کر ساحر نے کور پھر لشکر اسلام بھی مراجعت کر کے اپنی جگہ پر آیا یا شاہ داخل بارگاہ ہوئے  
اور پھلو ان ہمراہ لقادخل بارگاہ ہوا تاہم پھلو ان بھی حاضر تھا اُس نے زبان پر تشبیح پہلو ان دراز کی کہ تو نے نام شجاعت  
تھا کہ میں ملا یا ساحر نے جواب دیا کہ اگر فرد نہ حمزہ پر بحر میں کیا تو کیا بھی کیا کیلئے ساحری تیرہ پیشہ ہی ہے اور سحر کر نیکو تو آیا میں ہاں اتنا  
کیا کہ پہلے سحر کیا بعد کو کیا ناہمید نے کہا خیر جو کچھ تو نے کیا اچھا کیا لیکن کل میں لڑ دنگا اور داد شجاعت و نکایہ سن کر بختیار  
بولا کہ اھی تم اس جنگ میں غل نہ دوائے کہا تو پھر میں کھڑا تلوں میرا یہاں رہنا بیکار رہی تھا نے جو اسکو بخیدہ پایا اسی کے  
نام پٹیل جنگی بجا یا یہ خبر ہر کاروں نے تفصیل خدمت شاہ جلیل میں آکر عرض کی یہاں بھی ناہمید کا انصاف در باب  
شجاعت سن کر شہزادہ امیر ج نوجوان عرض پیرائے خدمت شاہ عالی شان ہوئے کہ آج میرے نام پر طیل جنگی بچے کہ کل  
ناہمید سے سو امیرے اور کوئی نہ لڑے بادشاہ نے عرض کی پذیرا فرمائی اور انھیں کے نام پر طیل سکندر نے صدادی بہادر  
پھر اپنی جگہ پر آکر درستی آلات حرب میں مصروف ہوئے آجکی رات ناہمید و میرے سے مقابلہ تھا نقارہ حرب صدائے اقلوا  
دیتا تھا بہادر شادی مرگ تھے اسلحہ کی چقا چاق ساز عشرت سمجھتے منہس منہسکستھیا رتن پر جتے زحل ہندو نے فلک  
ناہمید کے بار قدیم کا آج مزاج ساتوین آسمان پر تھا بہرام چرخ کو لکھار ناچا ہتا انہیں معلوم کس گمان پر تھا اسطرت کو ہی  
سطح ناہمید تلوارین چرخ پر چڑھا لے عقل ترک فلک کی چرخ میں لاتے تھے مختصر یہ کہ جانبین میں رات بھر یہی ہنگامہ پر یا  
رہا جب ناہمید چرخ نے شاہ خاوند کے جلال کو کھکھر مقابلہ سے شرا کر منہ چھپایا اور آفتاب بسان ایچ مہر قلمیدان چرخ میں آیا کہ نظم

عجب یہ پیر گردون رنگ لایا	اُجالا آسمان پر خوب چھپایا
---------------------------	----------------------------



ہوا مشرق سے پیدا ہر پر نور	ہوئی تاریکی ظلمت کدہ دور
<p>دم کھر مسجد کرباس سے مع سواران باحواس و بے ہراس امیر حق شناس درگاہ بادشاہ گردون اساس پر آئے اور جب حضور          بسان ہر تابان افق شبستان سے لامع انور ہوئے بعد ازاں اسے بجا و سلام ہمراہ تخت سعادت تخت کج کر جانب میدان          روانہ ہوئے لشکر گرد ہا گروہ پہلے ہی جا چکا تھا ادھر سے فوج کو بیان لیکر تاہید آچکا تھا بادشاہ کے ہونچتے ہی عرصہ گاہ          میں مقابلی آیا دونوں لشکروں نے پراچایا زمین دہلنے لگی کجی تیغوں کی چکنے لگی ہوا شرر بار ہوئی گھٹا مسی و کی فتنہ و فساد          برسانے پر تیار ہوئی ہوائے علمو تکے پر جم اڑائے دریائے فوج اہل رائے شہنشاہ شجاعت کے ڈٹکے جگئے ضرب تیغ کے          سکے پڑ گئے صغین ترتیب ہو چکیں لشکر و نہیں قرنا پھونکی جلاہل بھی کڑکا ہوا سوار جو امزد ہنر بز چنگال پل مان توان          تختن تاہید فولاد بدن اجازت اپنے خداوند سے لیکر میدان میں آیا اور کلمات رجز بصد غرور زبا پیر لایا کہ اے          فرقہ اسلامیان آگاہ ہو کہ میں رستم سرزمین کوستان ہوں دیو بند و شیر گیر ہوں کہ بمقتضائے اہلیات</p>	
<p>زستی خروشید چون شیر ز          نداد د کسے پائے با من جنگ          بے رزم کردم بہر کار زار          ز کشتہ بنے دشت کردم چوکہ          بے زین تھی شد ز رزم جنگ          کرامت آید چہ پائے دگر</p>	<p>دیا موج دریائے پر شود و شر          بدرم بچنگال چسرم ننگ          بے مایہ در شد زمین خوار و زار          بے کوہ از زور من شد ستوہ          بے سر مکدم بہ نیرفے جنگ          بہ بند دپے رزم جستن کمر</p>
<p>یہ نعرہ ہلے لات و گزاف شکر ایمانج نامور بہر مصاف صفت سے بچے سردار تمام پاپا دہ ہوئے          نقارے فیلی شتری بجے شاہزادہ بادشاہ سے غلعت خست پا کر مرکب پا کر طرفہ بعین میں سامنے حریف کے پہنچا          اور وہ تھکا در ماری کہ گھوڑا اسکا آٹھ سات قدم تھپ تھپ کھا کر ٹھگیا اور انکا مرکب و دین لٹنے ہی قدم پر طعنے ٹھہرائے          مرکب کو را تو نہیں شکر مقابلہ اگر کیا کہا کہ اس جانور کے مٹ جانے پر مجھ کو زور نہ سمجھنا تھا را گھوڑا طلسمی ہے میں ایسا مرکب دیا کہ اپنے          لاؤں شہزادے نے فرمایا اسے بیوقوف یہ لاف نہی تا کجا ہماری طاقت نے تجھے مٹایا مرکب کی آہن کیا خطا ہے تو نہیں جانتا میں          کون ہوں <b>نظم</b></p>	
<p>جہان را گرفتہ می فرم          سپہ روان بر سرم کرد ماہ          چہ داری برین گو نہ لاف و گزاف          بچیر از کفم ز خشم شمشیر تیز</p>	<p>بخور کشید رفتہ سرمچ من          گل مہر بر ترک من چون کلاہ          ہنر باید از مرد جنگی نہ لاف          بہ بینی کہ چون ست روز ستیز</p>
<p>یہ کہ کرد و نون مشغول نیزہ دری ہوئے تین سو ساٹھ طعن باہم رد و بدل ہوئی تھیں ایمرج نے اپنا بندھا جھڑائی          یا نہ صکر نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالا اسکو غضب طاری ہوا اور خبردار کہ گز نکایا نظم</p>	



بزدل سپر گرز و بر خاست گرد چو ز دگر ز ہر تارک پہلوان پس از حرب او گرز ز دیر سرش دوم گرز بکشا و چون زور دست بفیتا د آن از ستور سمند	رخ چہرہ چہ رخ شد لا جورد بمخندید از و آن نبردہ جوان کہ لرزید آن کوہ تن پیکرش کمر گاہ اسپ مگاہ در شکست ز جاجست و بند کمر کرد بند
--	---

شہزادے کے گرز لگانے سے جب کمر اسکے مرکب کی ٹوٹی اُسے کمر باندھ کر تہہ کشتی کیا شہزادہ بھی گھوڑے پر سے کودا اور دونوں باہم لپٹے دوڑنے پیل تھے کہ سر ٹکرانے لگے اس شان میں ایک بجلی چلی کہ آنکھ سکی خیر ہوئی اور ایک پنجاد پر سے گرا کہ دونوں ٹکڑا کر جانب فلک لیگیا لشکر اسلام میں اور کوہیا نہیں غفلت ہو کہ یہ کون انکو لپیٹا اس طرف سے عیار و شتر سوار خبر کو د وڑے ادھر سے شاہ پور عیار ایم ج پنجہ کوڑھونڈھتا اس طرف کہ جدھر اسکو جائے دیکھا تھا چلا یہاں لنگے جانے سے شکر وین طبل مان بجافو جین پھر کرمقام آسایش گاہ پر آئین شاہان لشکر داخل بارگاہ ہوئے لقا جب تخت پر بیٹھا گویا ہو کہ پیچھے جو انکو لیگیا ہر میرا دست قدرت تھا۔ میں نے ان دونوں کو بہشت میں اپنے برائے سیرا سیلے بھیج دیا کہ نامہ پیدائش میں پہلوان کے دخل نہ دے یہ جنتک سیر کرے یہاں ساحر ند کو مقابلہ کرے پہلوان نے یہ سن کر حیدہ کیا اور کہا تو مجھ پر کرم کرے تو اور کون کرے تو بیشک جانتی جوت کا خدا ند ہر اچھا آج میرے نام پر طبل جنگ کل سب کا یہ بندہ تیرا خاتمہ کرے آج رات کو میں بھر بھی ایسا تیار کرونگا کہ کوئی حربہ مجھ پر اثر نہ کرے گی یہاں تک کہ حمزہ بھی اہم اعظم پڑھ کر تیغ نکالے گا تو بھی کچھ ہنر کا اور اب بندہ حقیر خداوند تلوار سے مقابلہ کر گیا کشتی نہ لڑ گیا لقا نے اُسکے کہنے سے حکم نواخت طبل جنگ یا اور اسوقت کہ جب عہ زرین مہر دست سپر سے گم ہوا اور سیاہ پوش شب ڈھونڈھتے اسکو نکلی مشعل ماہ نے عالم کو منور کیا کہ ایسا ت

پھر آئی شام سر رفتہ انگیز ہوئی جب شام سلگی مشعل شب	بے جنگ و جدل پھر تیغ سختی تیز ہوئے پھر جنگ کے سامان ہاں سب
---	---

سر شام طبل جنگ بجاہر کا سے خدمت شاہ اسلام میں آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رساے حال ہوئے یہاں بھی حکم شاہ عالی پانگاہ نقارہ حربی گڑا گڑا آیا جلی رات عیار و ن نے جو ساحر کا یہ دعویٰ سنا کہ اُسے اہم اعظم کو بے اثر کر نیکا ارادہ کیا ہو پس بہر عیاری قدم اٹھایا چالاک مع چند عیار دنگے روانہ ہوا کہ نام اُنکے وقت پر بیان ہو اگلے چنانچہ سرسنگ انین سے صورت بد لکر بارگاہ لقا میں گیا وہاں جب نبل بج چکا تھا پہلوان اٹھا تھا کہ میں بھر کرنے جاتا ہوں سختی ارگ کس ہاتھ کا تم آج ہو شیار ہر عیار تمھاری فکر میں آئینگے اُسے جواب دیا کہ ملک جی کچھ تو میں کیا کرتا ہوں یہ سن کر سرسنگ اُسکے ساتھ ہوا وہ جب اپنے خیمہ میں آیا سبکو مع خادم و ملازم وغیرہ کے خست کر دیا سرسنگ بصورت خدمتگار تھا اُسے چاہا کہ بجلیہ میں ٹھہر جاؤں لیکن اسنے بروقت خست ملازمان کہا کہ وہ صفت خدمتگاران میں ہر جنگ عیار کھڑا ہی اور میرے ساتھ بارگاہ خداوند سے آیا ہی تم جاؤ تو میں اُسکو کچھ دن یہ کلمات سرسنگ نے کہے تھے تو ہر ایک کے کھڑا ہی تھا سرک کر باخبر خیمہ کے نکل آیا اور بھاگا کنا لے لشکر کے چالاک اس سے حال کہا اُسے کہ اسے بھیج لیا جادو کیا کہ تیرا بواغ کو



ہمسرا لیکر وانہ ہوا یہ دونوں خدا کا کی صورت بن کر جب خیمہ پہلوان کے قریب پہنچے دیکھا تو وہاں سناٹا تھا کیلئے کہ ساحر نے کور پہلے ہی وہاں سے سب کو رخصت کر چکا تھا انھوں نے موقع اندر جائے کا خوب پایا فوراً قنات سے لپٹ کر داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ قتلہ سوز و غم عدان روشن ہیں پلنگری پر پہلوان سوز ہا ہوا انھوں نے چاہا کہ قریب جا کر بیہوش کرین لیکن انکو خود دیند آئے لگی سمجھے کہ یہ ساحر زبردست ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے سحر بنی حفاظت کیلئے ایسا کیا ہے کہ جو کوئی یہاں آئے بیہوش ہو جائے یہ سمجھا جائے کہ جاک جاک جائیں لیکن اتنا زور بھی اپنے میں نہ پایا جاتا کہ ہم بیہوش ہوا چاہتے ہیں پس یہ بھی منتظر عیار میں در تو کچھ کر کے گواتا کیا کہ کند کو اس طرح زیر فرش بچھایا کہ جیسے ہی کوئی فرش پر قدم رکھے پاؤں کی دھمکتے حلقہ ہائے کند اچھل کر گردن و کمر میں پڑیں اور اچھا اگر گرا گیا عرض کہ اس طرح کا جال بہر طائر روح ساحر کا گریہ دونوں صیاد را نا بیہوش ہو گئے اُدھر لشکر زمین سامان حرب ہو رہا ہے مگر قدرت خدا کا نیا تماشہ دیکھیے کہ وہ پنجہ جو تاہمید و ایدم ج کو اٹھا لیا گیا ہے وہ اس پہلوان ساحر کا شاگرد رشید ہے اور از بسکہ طلمس میں استاد کی وجہ سے کوئی اس کا شاگرد ہوتا تھا اور نہ کچھ اسکو فروغ تھا کیلئے وہ کوہستان میں باہر طلمس کے آیا اور یہاں اپنی بود و باش اختیار کر کے شاگرد ہم پہنچائے اور استاد شہور ہوا چنانچہ صحرا میں ایک باغ بنا کر اکیلا رہتا ہے اور اس طرفت میں ایک جوگی ہے کہ بڑا استاد کامل ہے فن سخن سامری کو مقابل اپنے طفل کتب جانتا ہے پس یہ قدرت جوگی میں اپنے استاد کی خبر سن کر گیا اور کہا میں استاد سے برخلاف ہو کر یہاں آیا تھا اب بھی آئے ہیں شاید مجھ سے کچھ فساد کریں لہذا آپ میری حمایت فرمائیں جوگی پاس چونکہ یہ مدت سے آیا کرتا تھا اس نے رحم کھا کر ایک تلوار بزرگ اسکو بنادی کہ جب تیسے استاد سے اور تجھے سامنا ہو تو اس تلوار سے مقابلہ کرنا یہ شیر و ٹکڑے کرگی اور کسی طرح کا حربہ سپر تاثیر نہ کرے گا کیلئے کہ جب اس نے پہلوانی اختیار کی تھی تو بادشاہ طلمس سے کہہ کر جسم اپنا سحر بند کر لیا تھا کہ کوئی حربہ مجھ پر نہ کرے گی اچانکہ یہ ساحر کہ نام اسکا جنگل جادو و ہر وہ تیغ لیکر اپنے باغ میں آیا اور چاہا کہ پہلے استاد کے دشمن کو ماروں اور استاد سے ملوں اگر وہ کچھ نہ بولے اور باشتی پیش لے تو کچھ ضرورت فساد نہیں اور جو برس عتا دیکھتا ہوں چاری ہے یہ سوچ کر پنجہ بکرا میج وغیرہ کو لایا اور قاصد ہوا کہ پہلے انکو ہلاک کروں تو اور وٹکوا سیطرح لا کر قتل کروں جب اس میں کو ماروں تو سر انکے ہڈی میں لجاؤں چنانچہ ان دونوں کو لا کر پہلے صحرا میں اتار اٹھا پور عیار بھی پنجہ کے تجسس میں نہ کر گیا گیا ہے کہ چلا تھا اس نے بھی دوسرے دیکھا کہ وہ پنجہ غلط کر کے ساحر بنا اُدھر تاہمید و ایدم ج جب توج ہوا کے صدمہ مٹنے سے ہوشیار ہوئے اور ساحر کو دیکھا تاہمید نے لاکار کہ او بیچیا تو کون ہے جو ہم دونوں کو لڑتے ہیں اٹھالایا اس نے کہا تم میرے استاد سے لڑتے ہو اور خداوند کا مقابلہ کرتے ہو میں تمھیں قتل کرنے لایا ہوں تاہمید نے کہا میں خداوند کی طرف سے لڑنے آیا ہوں اور انکے دشمن سے لڑ رہا تھا کہ اٹھالایا اب تو کہ خداوند تیرا کیا حال کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنی قدرت سے بعد میرے انکے تیرا حال دریافت فرمائینگے اور ان سے کونسا حال یہاں ہے جو پوشیدہ ہے ساحر نے کہا خداوند میں یہ قدرت نہیں وہ کیا حال میرا معلوم کرینگے کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں سلاؤ کو پیدا کر کے بھول گیا ہوں اور علاوہ اسکے عیار انکو آ کر دق کرتے ہیں انکے حال ذرا بھی نہ جانتے ہوتے تو پہلے ہی نظام کر کے انکے رنج پہنچا ایسے محفوظ رہتے پس ظاہر ہوا کہ علم غیبی مطبق خداوند کو نہیں تاہمید یہ کلمات سن کر سوچا کہ جو پرستار ان خداوند میں ان تک کو بخوبی معلوم ہے کہ خداوند بالکل خیر ہے پس یہ خداوند سراسر جھوٹا اور دغا باز ہے ضرور ہے کہ قول و روین اہل اسلام سچ ہے اور وہ لوگ بہادر اور شجاع بلکہ بہت موصوف ہیں بکمال لازم ہے



کہ اسلام اختیار کر کے ثوابِ خیرت حاصل کرے سو چکر براہِ مکر اس ساحر کو ڈانٹا کہ حرام مزے تو خداوند کو غافل و ذکا بتانا ہر دیکھ تو کہ تیرا  
 کیا حال ہوتا ہے وہ ساحر ڈرا کہ ضرور یہ حال کوئی نہ کوئی خداوند سے کیسا پس یہاں ہنسا مشکل پڑی کچنا پنچہ خائف ہو کر نامہ  
 پر سے سحر اپنا دفع کر کے کہامیں آپکو پہلے دشمن خداوند سمجھا تھا اسوجہ سے اٹھالایا تھا اب آپ جانبِ شکر تشریف لیجائیں اور میری خطا  
 معاف فرمائیں خداوند سے میری شکایت نہ کیجیے گا مجھ پر رحم فرمائیے گا نامہ یہی جب سحر سے چھوٹا سمجھا کہ موقع پا کر بار ڈال سکوں  
 پس تیغ پر ہاتھ ڈال کر قریب گیا کہا او مادرِ بختامین تیری سزا تیرے کنار میں رکھتا ہوں کہ پھر کبھی بہادرانِ عالم سے تو ایسا  
 نہ کرے یہ کہہ کر اسکو سننے لگے بھی نہ آیا اور وارِ شمشیر کا کیا تلوار حبیبِ سپر پڑی اُس نے جلدی سے سحر پڑھا کہ اچٹ گئی اور ناچار ہو کر  
 نامہ یہی کو پھر اُس نے گرفتار کر لیا اور اب یکایک قتل نہ کر سکا اسلئے کہ طرفدارِ خداوند اسکو سن چکا تھا سو چاکہ ان دونوں کو لے لیجا کر  
 باغ میں قید رکھوں اور خداوند سے جا کر سب حال کہوں جیسا وہ فرمائیں ویسا کر دین غرض کہ ان دونوں کو زورِ سحر لیکر باغ  
 میں آیا وہ باغ سرسبز و شاداب ہم عمدہ و نایاب درختاں پنچہ بزرگ و جوان و لونگوں چو ترہ باغ کے نیچے ڈال دیا اور آپ بیٹھ کر شراب پینے لگا  
 لیکن اتنے عرصہ میں شاہ پور اسکو دیکھ چکا تھا صورت بدل رہا تھا جب یہ باغ میں آیا وہ بھی ایک عورت قبولِ صورت کی  
 ایسی شکل بن کر قریب باغ آیا اور درخت جو بیرون باغ دو ایک لگے تھے اُنکے نیچے بیٹھ کر اس صدمے دردِ آلود سے رویا  
 کہہ دل سنگ آب ہوتا تھا سا ہر مذکورہ آواز ٹھگین سن کر در باغ پر برے انکشاف کوائف کا زبردِ درخت سر و حدِ فقر  
 محبوبی کو چشمہ چشم سے اشک بہاتے پایا ایسا حسن نور آگین بعد آرائش و تزئین نظر آیا کہ جسکے نظارہ نے دیوانہ بنایا  
 ہزاروں ملک چین و تھن اسکی زلف معتبر و مشک بیز ہر مٹا ر عارض پر ہر بار گلشنِ عالم نقدِ ہر بار ناز و کرشمہ اُسکے  
 دامن نگاہ سے نوسل جو دلدار ی و بیوفائی کی خاطر ہر مدت میں خود چہنستانِ جمال میں ہزاروں گل حسن و خوبی شگفتہ باغ  
 جوانی و کامرانی پھلا پھولا واقعی ہر انداز میں وہ آفت جان بیکتا کہ بموجبِ نظر

طرحدار اور خوشِ خلاق تھی وہ	بلا شک شہرہ آفاق تھی وہ	نہایت خوب و وہ ماہِ طلعت
پری و شہر شمشاد قدامت	ترقی ماہِ تاب حسن کو تھی	مثال بدر روشن صورت اسکی
یہ شکل صبح پیشانی تھی خندان	چھری خنجر کشاری تیر مژگان	سراپا حسن کا عیون سے تھا پاک
	وہ تھی بیکتا مثال مہر افلاک	

ساحر مذکور اس پر فریفتہ ہو کر قریب گیا اور نہایت منت سے مستقر حال ہوا کہ لے مایہ خوبی و لے مہر آسمان محبوبی کو  
 ایسے وادیِ سنسان میں اگر رونا اس طرح بیتاب ہو کر سندھ اشکوں سے دھونا کیا سبب کھتا ہے دل نازک کو نسا  
 رنج و تعب کھتا ہے اس پوچھنے سے وہ ماہ تابان بسانِ حجاب بارندہ اشک سرستے یادہ تریر سارنے لگی اور زیبا تر لائی  
 کہ بہت حد سے افزون ہو شوق دیدار و اظہارِ زبانی سے ہر دشوار و محم کیا میل حال پوچھتے ہو فلک کی ستائی ہوں بریا  
 ہو کر بیان آئی ہوں عیارانِ لشکر اسلام نے شوہر کو میرے مارا گھر لوٹا میں ہوئی خانمان آوارہ حب ل گھبرا تا ہر جھگڑ میں  
 کر کو کتنی ہوں غم دل خالی کر کے پھر اسی جگہ جہان شوہر قتل ہوا ہے جا کر پڑ رہی ہوں ساحر نے یہ حال سن کر سمجھا نا شروع  
 کیا کہ لے ناز کہہ دین مرضی خداوند سامری کی اس طرح تھی اب صبر کرو و بشیر صورت سے مجبور ہو دنیا کا یہی دستور ہے اس کا غم



کہا نیک کرو گی پنج دلم کبتک سو گی میرے ساتھ چلو اور اپنی جوانی کا مزہ لکھو اس صدمہ جانکاہ کو دل سے بھلا دو میں عمر بھر غلامی کرونگا اطاعت میں رہو نگا غلام مرضی کوئی بات ظہور میں نہ آئیگی طبیعت بڑا لطیف اٹھائیگی اس ماہ پکرنے تک کہ کہ میں کوئی خواہش نہیں رکھتی ہوں کہ لی رہتی ہوں اسوجہ سے ڈرتی ہوں اگر تم مجھ کو ہاتھ نہ لگاؤ تو تمھارے گھر چلوں میں تمھارا سب کام کرونگی لیکن جو رو نہ بنو گی ساحر سمجھا کہ اسکو لیکر چلو تو پھر آپ ہی راضی ہو جاؤ گی یہ سوچ کر گویا ہوا کہ اچھا چلو جو تمھارا جی چاہے وہ کلفام بناؤ و انداز اُسکے ہمراہ باغ میں آئی دیکھا کہ اس باغ کے پھول ایسے خوش رنگ ہیں جو بہار گلستان دہر کو شرماتے ہیں درختان سرکشیدہ قد بالے رعنا سے جاناں کو ہنسنا پاتا بتانے سے عار کرتے ہیں ٹیڑھے ہوئے جاتے ہیں کہ

چمن میں ہیں کھلے ہر رنگ کے پھول	کئی مانی کو صنعت اپنی سب بھول
شجر بھی میوہ دار ایسے ہیں نایاب	کف حسرت سے ہر دیدہ خواب
روان ہیں آبشاریں ہر روش پر	کہ جن میں موج زن ہے آب گوہر
کہیں شاخوں پہ ہے طوطی غزل خوان	چمکتے ہیں کہیں مرغ خوش اکان

جہو ترہ جوش نگاہ کاہر اُسکے نیچے ایرج و ناہید بحیر پڑے ہیں بالاسم جہو ترہ مست بھی ہر شیشہ سا غرور ہے میں ساحر نے اس لالہ فام کو لاس نہ پڑھا یا اور کہا تم رنجیہ بہت ہو دو ایک جام سے پوٹا کہ طبیعت تمھاری درست ہو اس معشوقہ زندہ اپنے ہنس کر کہا کہ مردے میں تیری گھاتیں خوب سمجھتی ہوں جانتا ہر کشتہ سے انسان ہیوش ہوگا جو میں چاہوں گا کرونگا سو بخیر رہیے بند ہی ایسے فقرے بہت جانتی ہر ساحر نے یہ سن کر خود جام شراب سے بھر کر تمہیں جیشیدی دیکر اُسکے منھ سے لگایا اسنے دہ جام لیکر نظر اٹھایا لیکن جالاک سے گریبان میں اُنڈیلا پھر آپ ساغر بھر کر اسکو دیا ساحر بے اندیشہ انجام فی کیا اختلاط حالت نشہ میں کرنے لگا کبھی زلف عتبر فام کو چھوٹا و کہتی او وڈی مجھے اپنی اٹری چوٹی پر سے نشانہ کر دین تو یہی قرار کر کے مجھے لایا ہر کبھی وہ اسکے سینہ پر ہاتھ ڈالتا تو وہ کہتی کہ یہ سینہ حسن کا گنجینہ ہے خدا کی مانتے چھپ کر تو کالا نیکر اس گنج میں بیٹھا جاتا ہوتا ہر کبھی وہ کھلاڑن ایسی سسکی بھرتی کہ اسکی عقل بازی مار جاتی سمجھیں ہو کر کہتا کہ بیت لیے میں کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے بغل میں بیٹھ کر اٹکا حساب تیا جا غرض کہ اسی بیٹائی میں وہ ساحر اس ماہ دش سے لپٹا اور چاہا کہ کام دل حاصل کروں اسنے بھی گلے میں ہاتھ حاصل کر دیے اور کہنا جانی ایک ساغر اور پی لے اُسنے جام بھر کر اس سا فی خوش دا کو دیا اُسنے ہنس کر جام تو لیا مگر کہا کہ دورنگ ترے اس باغ سے عہد توڑ لا کہ گول اسکی ابکی مرتبہ بنائیں بوسے سے ہنگام بوسہ بازی وصل میں نہ آئے اور شراب یادہ بخود نہ بنا مرے منہ کا سرور کٹھے شوق کی سطح نہ کٹھے ساحر متوالا نشہ شہوت سے ہو رہا تھا ہر خند کہ جانا اسوقت ناگوار ہوا لیکن اٹھ کر ننگ ترے توڑنے گیا اور اس جاناں جان دشمن نے بیوشی کا ساغر درست کیا وہ رنگ ترے کوڑ کر لایا بیٹھا ہی تھا کہ اسنے جام منھ سے لگایا وہ جام پی گیا اور اس ناز میں سے بھر لپٹنے لگا اب تو غدار پہلو سے اٹھی اور کہا موسے تیرے منھ کو جھلسا میں تیرے جل میں نہ آؤنگی آبرو اپنی نہ گنواؤنگی تو صاحب نہ پیام نہ سلام نہ میں نے اُسکی کوئی آدھی کبھی کھائی نہ موسے نے پہلے سے آشنائی جتنائی یکا یک موڑی کاٹا چھپر چڑھے بیٹھتا ہوا درگور تیری صورت کو جھلسا یہ کہہ کر اٹھی اور دو قدم چلی تھی کہ ساحر اٹھ کر پیچھے دوڑا ہوا لے سر جو منھ پر لگی بیوش ہو گیا شاپور نے چاہا کہ خبر سے سر اُسکا جدا کرے ایرج



جو زیر چو ترہ جس پڑا تھا گویا ہو کہ اسے بھائی کیا کہتا اشارت تھاری عیاری میں شل نہیں اس ساحر کو خنجر سے نہ قتل کر دیکھ کر ناہید نے اسپر تلوار ماری تھی تو اچٹ گئی تھی شاید بزدل سحر یہ روئین تن بنا ہی شا پور نے یہ سن کر دھچک باغ سے تلاش کر کے لیے ایک تھوڑی سر رکھا اور دوسرے سے سر اسکا کچل دیا بھیجا پاش پاش ہو گیا اس ساحر کو جہنم میں بھیجا بیرون نے اس کے غل مچائے آدھی سیاہ آئی جب وہ آفت بھرت ہوئی ناہید وایرج کے جسم میں طاقت آئی ناہید نے اٹھ کر قدم پر ایسیج کے سر نیا رکھ دیا اور کہتا تھا کہ دین آپکا سچا ہی میں نے اسلام اختیار کیا شہزاد نے سر اسکا سینے سے لگایا اور کلمہ پڑھا پڑھا فرمایا کہ کلمہ پڑھا کر وہ بہادر از سر صدق آیا لایا پھر شہزادہ اپنے عیار کے گلے ملا اور اندر مارہ دری میں اس باغ کی آیا جو کچھ سامان آراش زراہ سحر اسکا تھا وہ مرگ سحر سے ٹھیک تھا اصلی باقی تھا شہزاد نے دیکھا کہ ایک صندوق گوشہ بارہ دری میں رکھا تھا اسکو کھولا امین ایک شیر ابدار رکھی تھی نیا مٹھی اسپر چڑھا تھا اسکو اٹھا کر جو کھینچا قبضہ کے قریب تلوار پر لکھا تھا کہ یہ تلوار موت کا پیام پہلوان جادو کی اور اس کے شاگردوں کی ہر جگہ پاس یہ تلوار ہوگی اسپر سحر بھی پہلوان کا اثر نہ کرے گا اور اسی تیغہ سے وہ دو ٹکڑے ہو گا اور کسی حربہ سے نہ مرے گا یہ مضمون پڑھ کر شہزاد بہت خوش ہوا اور تیغہ سحر سے باندھا پھر تینوں دہانے روانہ ہوئے یہ تو اس طرف سے آتے ہیں اور لشکر وین ات بھرتیاری حرب ہی ہی ہاں تک کہ وہ وقت آیا یعنی عیار دہر نے ساحر شب کو محدود کر کے تیغہ آفتاب الہ ترک فلک فرمایا کہ بموجب نظر

کر کے تیغہ خطی لگا کر

تو بھاگے سامنے سے بچم و سیارہ

برائے جنگ اٹھا پھر شاہ خاور

ہوا شہد یز گردون پر جب اسوار

امیر کشور گیر مسجد کریاس سے پہلوانان بالوقیر در دولت شہنشاہ عالمگیر پر حاضر ہوئے اول سامان جلوس محل سے پیدا ہوا پھر شاہ کشورستان کا تخت ہویدا ہوا سب نے مجرا د تسلیم کی سواری جناب عالی کی جانب میدان مصافحہ چلی سپاہ کثیر پہلے ہی جا چکی تھی منچلو نکا تیکھا پن گلستان شجاعت میں عشق و فکریا غصہ کر نکا جو بن گھوڑوں کے مونکی واز طرا و نکا نیا انداز دیکھ کر خنجر گرفتار چال بھولا تھا باغ جرات جلاوت بھلا پھر لایا تھا انقار و نکا جہنما نقیبو نکا خوش الحانی سے نقابت کرنا عنادل کا چمن تور میں غنمہ سخی کرتا ظاہر تھا غرض کہ وہ سامان حد قیاس سے باہر تھا کہ سمیت وہ لشکر تھا یا سیل بحر فنا کہ دم بھر میں ریلے خون سے بہا حاصل مرام دشت قتال میں پہنچ کر تخت شاہی قلب میں شکر کے قائم ہوا صفت مہینہ و میرہ وغیرہ کھنچیں بہادر نکا پراجا سید انکو بلیا رون نے ہموار کیا سقون نے چھڑ کاؤ سے گرد و غبار بٹھا کر آئینہ سان جنگل بنادیا دوسری جانب لشکر نکلانے آکر صفوں حرب کو درست کیا مگر پہلوان لڑنے نہ آیا سو جسے کہ اُس نے رات کو اپنی حفاظت کیلئے یہ سحر کر دیا تھا کہ جو کوئی بارگاہ میں آئے بیہوش ہو جائے اور رات بھر بیہوش رہے صبح کو جو بن اٹھوں اسکو گرفتار کر دوں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جلالک والہ الفتح وہاں جا کر بیہوش ہوئے جب یہ صبح کو سو کر اٹھا دیکھا دوعیار سامنے پڑے ہیں خوش ہو کر گرفتار کرنے اٹھا مگر قریب کے انھوں نے جو کند نکار کھی ہو وہ کند اچھلا گردن دکر دست پامین ابھی اسنے چھڑ انیکا قصد جو کیا حلقے جھٹکا کھا کر بچی ہو گئے یہ گرا اور ایسا گھبرا کہ سحر بھی بھولا ادھر ان دونوں عیار و نکو ہوش آگیا اسلئے کہ اُس نے سحر بھی کیا تھا کہ جو آئے وہ اتنا بھر بیہوش ہے بکھو ہوشا ہو جائے کیونکہ صبح کو تو کچھ ضرورت حفاظت کی نہیں میں خود ہوشیار و بیدار ہونے کا فی الجملہ عیار جو



ہوشیار ہوے ساحر کو کندین پھنسنے دیکھ کر ایسے گھبرائے کہ حباب بیوشی مار کر اسکو بیوش بھی نہ کیا یونہی گلے سے پرلا کر سر اٹھ بار گاہ بچا کر بھاگے وہ ساحر گھبراہٹ میں سر کرنا بھولا اور یہ بیوش کرنا چنانچہ جب یہ لیکر بھاگے تو اُسے چننا شروع کیا کہ اے افسران لشکر میرے دوڑو اور اس واسطے سامری کا جگو چھڑاؤ ہاے میں پھنسا یا یہ دمیری جان گئی لوگو مجھے پکڑے لیے جاتے ہیں کجبت ملازم میرے کہاں گئے خدا شکار حرامی مر گئے شاگرد میرے اڑ گئے اسوقت کیون نہیں آتے یہ غلغلہ شکر ملازم اُسکے دوڑے ہر چند کہ لشکر کمر باندھے عازم دشت برد تھا مگر جدھر سب وڑے اسطرح شاگرد بھی اُسکے چلے عیار سمجھے کہ لے نہ جا سکے اور گھر جاؤ گے یہ سمجھ کر اسطرح کندین لپٹا ہوا اسکو کا ندھے سے زمین پر ٹپک کر بھاگے ملازم جو پیچھے دوڑے آتے تھے وہ بھی عیار دنگے تعاقب میں نہ گئے اپنے مالک کو اٹھایا عیار بھاگ کر در نکل گئے اُسے انکے پٹکنے سے چوٹ بہت کھائی لیکن فرط غضب سے اس چوٹ کو خیال میں نہ لایا اور بارگاہ میں ملازموں سے کہا مجھے اٹھا لیچلو وہ اسکو بارگاہ میں لائے اُسے کند کے حلقے چھڑانا چاہیے مگر قینا انکو چھڑایا اتنا ہی وہ زیادہ ابکھے اسوقت اسنے چاہا کہ سحر سے کند جلا دوں لیکن میدان رزم میں جب عرصہ گزرا اور غیہ کیا تو سختیا رک اُسکے خیمہ کی طرف بہر خبر چلا راہ میں چالاک اپنے لشکر کی طرف جاتا تھا اسکو دیکھ کر پکارا کہ ملک جی عشق اشہری سختیا رک نے ایک فقیر کو تھکا بندھے سیلی تاکے سے درست دیکھا پہچانا کہ چالاک گویا ہوا کہ مرشد زائے تسلیم عرض کرتا ہوں اُسے کہا کہ بچا کند فقیر کی پہلو ان پاس ہر خبر دار رہنا سختیا رک نے کہا آپ کی امانت غلام حاضر کر گیا یہ مکر خیمہ پہلو ان میں آیا وہ کند جلا یا چاہتا تھا کہ اُسے اسکے حلقے کھولے اور کہا بڑا غضب ہوتا جو کند جلی جاتی مرشد زائے راہ میں ملے تھے تاکید کر گئے ہیں مجھ سے آکر لینگے یہ مکر کند لیکر چلا پہلو ان کو اور زیادہ غصہ آیا اسلحہ آج سارے جسم پر لگا کر مرکب پر سوار ہو کر مع اپنے شاگردوں کے بصد کرو فرمیدان رزم میں آیا یہاں تمام بہادر گھبرا رہے تھے کہ دن چڑھا آیا ہی اور کوئی لڑنیکو نہیں نکلتا ہی کہ یہ آکر پہونچا اور اپنے خداوند سے اجازت لیکر وسط میدان میں پہونچ کر نہیب نے ن ہوا کہ لے فرقہ اسلامیان تم میں سے جسکا جی چاہے وہ آئے میرے سامنے لشکر اسلام سے دست راستی اور دست چپی سردار یکے بعد دیگرے نکلتے لگے مگر جو اُسکے سامنے آیا اسنے تلوار کا وار کیا بہادر دن نے تلوار اسکی رد کر کے شمشیر لگائی اسنے سر سامنے کر دیا تلوار سر پر ٹپ کر اچٹ گئی پھر اسنے تیغ لگا کر زخمی کر دیا اور سحر ٹپھکر گرفتار کر لیا کئی سردار زخمی ہو کر مقید ہو چکے تھے اور امیر لڑنے آیا چاہتے تھے کہ صحرا کی طرف سے گورو کا اڑا اور شاہ پور عیار دوڑتا ہوا آیا سب حیران ہوئے کہ دیکھیں یہ کیا پیام لایا ہے سب نے دیکھا کہ اسنے دو گھوڑے لشکر سے لیے اور سرداران ایسج سے ایسا کچھ کہا کہ وہ سب صحرا کی طرف چلے ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ جھل کی جانب سے پھر گرواڑی اور شہزادہ ایسج و ناہید کی سواری پیدا ہوئی کہ آگے آگے شہزادہ عالی وقار پس پشت تمام سردار آئیں کہ بمقتضائے نظم

زگر د سپہ چشمہا تیرہ شد  
ہمہ برکت خود ہنادرہ روان  
یکے پیکر شش تیر و دیگر ہائے  
نہ نالیدن بوق و آداسے کوس

پہر اندران رزمگہ خیرہ شد  
بہ لشکر گہ آمد دو شاہ جوان  
درفش درخشان بسر و پائے  
ہوا شد زگر د سپہ آبنوس



تو گفتی کہ دریا بجو شد ہے

نہنگ اندرون خون خروشد ہے

انکی آمد دیکھ کر امیر تامل پذیر رہے لڑنے نہ گئے اور ایمرج نے قریب پہونچ کر بادشاہ کو تسلیم کی اور مرکب لڑا کر سانسے پہلو ان کے پہونچ کر تگادرماری گھوڑا اُسکا پس پا ہوا اُسنے رانہ میں سلکر مرکب اُسکے روبرو بڑھایا مگر بختیار کے لقا سے کہا کہ یا خدا دند آپ کے نواسے کے تیرے آج بڑے نظر آئے ہیں میرے نزدیک طبل مان بجو ادینا بہتر ہو ورنہ بھاگتے راستہ نہ لگا لقا نے کہا اے شیطان تو جھک رہا ہے میرا پہلو ان سے قدرت ہی سکومار یگا یہ کہہ رہا تھا کہ وہاں پہلو ان نے شہزادہ پر تلوار لگائی شہزادے نے وار اُسکا خالی دیا اور وہی تیغ جو باغ جنگل جادو سے پایا تھا کھینچ کر علم کیا ساحر نے جو اسکی چپک و کھینچ ل اُسکا ایسا خالفت ہوا کہ سپر چہرے کی بنیاد کے سر پڑھنے لگا مگر نہ سحر نے تاثیر کی نہ سپر اڑے آئی تلوار شہزادے کی سپر کو کاٹ کر خود دو بلخہ زرہ ٹوپ وغیرہ سے گذر کر کاسہ سرین در آئی اور سر سے سر اسر کا یہ جڑہ تراش کر صراحی گردن سے آئے ندگی گراتی ہوئی صندوق سینہ سے متاع جان غارت کر کے شکم کے اوچھو جھو جھو کو کاٹ کر خانہ زین پر آئی مختصر یہ کہ تنگ مرکب سے نکل گئی راکب مرکب چار پر کالے ہو کر گوسے بختیار کے یہ ضرب لکھ کر ہاتھی پر کھڑا ہو گیا اور لشکر اسلام سے پہلے اُسی نے تکیہ کی شاگردان ساحر غلغلہ اپنے استاد کے مرتب کیا لشکر پڑھتے ایسا لگتا کہ شہزادے پر آکرے آگ تھوڑا سا لگے ایک طرف سے لقا نے فوج کو لٹکارا دریا سے لشکر اٹھ کر چلا اس طرف سے بادشاہ اسلام نے حملہ کا حکم دیا دو لشکر باہم مل گئے شمشیر زنی آغاز ہوئی ہوا کا مزاج مگر ہوار وز سیاہ شمنون نے دیکھا تو ہار سے لگا تلوار کی چپکے دریا سے آہن لہر مارتا نظر آتا تھا اس لڑائی میں طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ سردار جنگو پہلو ان گرفتار کر چکا تھا مثل تو راج و دار اب غیرہ کے وہ ایک خیمہ میں قید تھے پہلو ان کے مرنے سے سحرانہ سے جاتا رہا وہ سب جھوٹ کر جو نکلے ہنگامہ کار زار گرم دیکھا جو لشکر کہ پڑاؤ پر تھا اس سے لڑنے لگے اور ایک دھو دربان زندان کو بار کرا سلحہ لیکر آفت برپا کر دی پڑاؤ پر سے لوگ بھاگے سردار عقب میں انکے چلے اور لشکر کفار کی پشت پر آکر شمشیر زنی آغاز کی اور زیادہ لشکر لقا میں لچل پڑ گئی اس پر طرفہ یہ اور ہوا کہ لشکر نامہید جو ہمراہ لقا اڑنے آیا تھا اُسے جو اپنے افسر مالک کو شریک مسلمانان دیکھا سمجھا کہ مالک ہمارا لقا سے لڑنا چاہتا ہے پس وہ سب لشکر بھی فوج خداوند سے لڑنے لگا اب تو چار طرف سے لشکر لقا گھر گیا اور یہ حال ہوا کہ ایسا

گرد ہے بختہ درون پرتون

دگر سر بریدہ فلکندہ نگوں

ہمہ دشت مغز و جب گزود و دل

ہمہ نعل اسپان ز خون پر ز گل

ز افگندہ گیتی بر آن گونہ گشت

کہ کر گس نیمارست بر سر گذشت

ز باد و ز خورشید و شمشیر تیز

نہ آرام دیدہ نہ راہ گریز

ز زخم تیز زین و گویا پال و تیغ

ز دریا بر آید کیے سرخ میخ

ایسج پر سبب تلوار مذکور کے سحر اثر نہ کرتا تھا شہزادہ صفت لشکر ساحران میں در آیا تھا ایک طرف سے امیر شہزادہ نے اسم اعظم پڑھ کر سحر ساحری مٹایا تھا دم بھون لاشوں کا انبار کر دیا کلن بستی ساحران سمار کر دیا جنگل کشتون سے بھر گیا لشکر الموت کام اپنا کر گیا خلاصہ یہ کہ ایمرج صفت لشکر درہم دیر ہم کر کے قریب فیل سپر سخت لقا تھا پہونچا اور مرکب پنا رانہ میں سلا



چار طرف سے تیغ و نیزہ شہزادہ پر پڑنے لگا مگر مہربان کی گرمی پا کر اڑا اور ہاتھی کی مستک پر پہنچا دو نون ٹاپین لگی ہوئی تھا  
 پر کھین علمدار جو علم کو جلوہ دے رہا تھا اُسے تلوار ماری اور فیلبان نے آنکس را شہزادہ نے بائین ہاتھ سے اوجھڑ سپر کی  
 فیلبان کو ماری کہ وہ تو ہاتھی کے نیچے گرا اور علمدار کی تلوار اپنی تلوار پر کاٹھ کر اپنا وار کیا تیغ خون چکان اس زور سے مارا  
 کہ مع علم و علمدار کی تیغ ہو ج پر آیا اور اسکو کاٹ کر ہاتھی کے بھسوندے پر پڑھا القاتل وار پکڑے کھڑا اٹھا تھا کہ اسے سیرہ  
 قدرت کیا کرتا ہیرو بندہ بے ادب خبردار قدرت سے گستاخی نہ کرنا نہیں تو قدرت سنگ سیاہ کر دینگے شہزادے نے بعد  
 قتل علمدار انحرہ اللہ اکبر بلند کر کے تیغ علم کی اور فرمایا کہ اے مشرک خدا کے گدارم کہ از دست من جان سلامت بر جھاتا  
 تھا کہ ہاتھ مارے بختیار کے کمر کھڑ کر لقا کو کھینچا اور ہاتھی کے نیچے گرا کر آپ بھی کو دالقا پکارا کہ اے شیطان سرین  
 قدرت میں چوٹ بہت آئی شیطان نے کہا کہ تاپا سے داری بگرنہ آخر اسی چوٹ میں جی طرح بناٹھ کر بھاگا شہزادہ بھی  
 فیل پر سے مہربان اکر زمین پر آیا اور تعاقب میں چلا لیکن کوہی اور تمام افسران لشکر لقا نے مزنا گوارہ کیا اپنے خداوند  
 پر ٹوٹ پڑے سداہ لشکر اسلام ہوئے شہزادہ نے اگر کیدان کو مار کر بلین کو بھاگا دیار سالہ بیچ میں آگیا تلوار گھسان  
 کی چلنے لگی وہ رن چڑا کہ کبھی ترک فلک نے دیدہ میخ سے بھی یہ ہنگامہ نہ دیکھا ہوگا آخر لشکر لقا تاب جنگٹ لایا علم فرج  
 سزگون تو ہو چکا تھا افسر قتل ہوئے تھے سپاہ بے سردار کے پاؤں اٹھ گئے اہل سلام تلوارین مارتے غازیان دیندار  
 خون چہرہ پر ملے ہیبت ناک صورتیں بنائے پیچھے چلے جو گرفتار ہوا بغیر کلہ طعنائے امان نہ دی خون کا دریا بہا دیا زیر  
 تیغ رکھ لیا بڑا اوٹ کر آگ خیام کفار میں لگا دی لقا بھاگ کر دخل قلعہ عقیق کوہ ہوا ہزار ہا کافرو صل جہنم ہوئے  
 اور قلعہ بند کر کے توپاری مجاہدین رکے کہ اب دشمن محصور ہوا اگر چند روز میں جمعیت بہم پہنچا کر پھر باہر نکلا اور لڑا تو خیر  
 ورنہ قلعہ پر حملہ کرینگے اور اس گھروندے کوٹا پونہن گھوڑوں کی اڑا دینگے لشکر میں طیل آسائش یہ چوب پڑی سبھ کر  
 دخل خیام ہوئے مال غنیمت تقسیم ہوا اپنے یہاں کے کشتوں کو گنج شہیدان کرایا اس طرف ساحر نالان و گریان لاشہ پہلوان  
 کاٹھا کر جانب طلسم گئے لشکر اسلام میں جشن آغاز ہوا سب قید شدہ سردار بھی آکر ملے لشکر نامہید بھی شریک ہوا بادشاہ  
 نے نامہید کو ملک مال اسکا معاف فرمایا خلعت دیا سرداران ابرج میں دخل ہو کر دست چپ میں بیٹھا یہاں تو یہاں  
 ہی لیکن لقا بھجاگ کر قلعہ میں گیا ایک شبانہ روز تو چوٹ کی وجہ سے دربار میں نہ بیٹھا دوسرے روز یہ کہتا ہوا باغ  
 مینا سے برآمد ہوا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی جو ایسے بندے سرکش اور زبردست میں نے پیدا کر دیے کیا بری تقدیر میر  
 قلم قدرت نے لکھی آخر جب سخت پر بیٹھا سب اہل ربار افسران بقیہ لشکر حاضر ہوئے ہر ایک نے سجدہ کیا اور اپنی اپنی جگہ  
 بیٹھے دور شراب آغاز ہوا اس اثنائین گلگون عیار آیا جسکا ذکر اول بیان ہوا کہ بہار کو پکڑ لایا تھا چنانچہ اس زمانہ  
 سے یہ اپنے ملک میں گیا تھا اب پھر آیا بختیار کے اسکو دیکھ کر پوچھا کہ کیسے کہاں تھے اُسے کہا گھر گیا تھا بختیار کے  
 کہا جیسے گھر میں رہے ویسے یہاں رہے کچھ ہو سکے تو یہاں رہنے کا مزہ کر کل کی لڑائی میں قدرت کے بہت چوٹ لگی اگر میں  
 کفیل حال نہوتا تو فیل پر سے اتر نہ سکتے نو اس قدرت کا قتل کر چکا تھا کیون نہو جیسے خداوند زور آورہن ویسی ہی بیٹی  
 زور رکھتی ہوگی پھر اسی کے پیٹے نو اس ہوا ہر وہ تو خداوند کے باب کو پاتا تو مارتا یہ کہہ سارا واقعہ جنگٹ اسکو سنایا عیار ہوگا



نے کہا کہ میں جاتا ہوں ویراج کو پکڑ کر لاتا ہوں یہ کہہ کر اپنے خیمہ میں آیا اور ایک گھسیاے کو لشکر کے ہلاک ہونے کے ایرج کی ایسی صورت بنایا پھر ایک اپنے شاگرد کو طلب کر کے حکم دیا کہ تو میری ایسی صورت بنجا شاگرد بوجہ حکم ایسی صورت بنا اس تدبیر نے اتنا عرصہ کیا کہ عیار روزگار نے بھی صورت اپنی تبدیل کی یعنی رومی سے رنگی کا بھیس بدلا سیاہی شب کو منہ پر ملا کہ بقتضائے نظم

گھر رفتہ رفتہ دن بڑھ کر ہوا کم	ہوا سا مان تار کی فراہم
سیاہی دیکھ کر گیسوے شب کی	دلون نے خلق کی راحت طلب کی

شام ہوتے ہی قنطورے اور پتیا دے سے آراستہ ہو کر پستارہ گھسیاے کا باندھ کر شاگرد کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور قریب لشکر اسلام جو صحرا پر وہاں ایک غار میں پستارہ گھسیاے کا رکھ کر آگے بڑھا اور شاگرد کو کنارہ لشکر اسلام کے ٹھہر کر کچھ قریب تعلیم کر کے آپ آگے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل خدمتگاران ہل سلام بنی چپکن چینی بنی پاک کر کے لگا یا پیشانی پر گھٹا سجدہ کا بنایا شرعی ڈاڑھی رست کر کے داخل لشکر اسلام ہوا اور سیر بازار و فکی کرتا ہر ایک سردار کی بارگاہ کو دیکھتا قریب بارگاہ ایشج پہنچا اور خدمتگار و زمین ملکر ٹھہرا رہا جب شہزادہ مذکور دربار سے آکر استراحت فرمائے بارگاہ ہوا خدمتگار چپ کر نیکے لیے بلائے گئے عیار دستور بھی زمین شریک ہو کر اندر آیا مگر شاہ پور عیار شہزادہ نے ہر ایک خدمتگار کو نظر فرما کر اس عیار کو نیا آدمی دیکھ کر چاہا کہ گرفتار کرے مگر وہ بھی نظر اسکی پہچان گیا اور سراپہ فرار کر گیا لیکن کہتا گیا کہ خبردار رہنا میں گلگون عیار ہوں آج ایرج کو پکڑ کر لیاؤنگا یہ کہہ کر چلا گیا یہاں انتظام ہونے لگا شاہ پور بارگاہ میں پھرنے لگا شہزادہ بھی باوجود انہم ہوشیاری پلنگ پر آرام فرما تو ہوا مگر جاگتا رہا کتاب تواریخ لیٹے لیٹے دیکھنے لگا ادھر گلگون جو دعویٰ کر کے گیا تو لشکر اسلام سے باہر نکلا صورت بدلے فکر میں پھرنے لگا اتفاقاً ایک فراش ملازم ایشج کسی کام کو بیرون لشکر گیا تھا پھر ہوا اپنی نوکری پر آتا تھا اُس نے اُسکو روکا پہلے تو بہت جھک کر سلام کیا پھر کہا کہ میرے ساتھ ذرا ادھر آئیے دیکھیے تو یہاں کیا نقشہ ہے فراش یکایک اُسکے کہنے پر حیران ہو کے اسطرف آیا جہاں اُس نے بتایا وہ مقام گوشے کا تھا اُس نے وہاں آکر حباب اُسکے منہ پر مار کر ہوش کر دیا اور اُسکا پرہیز لیکر قتلہ عیار ہی جلا کر آئینہ سامنے رکھ کر ایسی صورت بنکر پاس اُسکا پہنکر چلا فراش کو وہیں چھوڑا اور دربار گاہ پر آیا شاہ پور نے پوچھا کہ میان درگاہ ہی کہاں گئے تھے اُس نے کہا کہ غلام شکر میں کچھ سودا لینے گیا تھا یہاں غفلت سنائی دیا دوڑا کچھ لیا بھی نہیں شاہ پور سمجھا کہ سچ کہتا ہے یہ کچھ کر چپ ہو رہا اور یہ اندر بارگاہ کے شمعوں کے گل لینے اور روشنی تیز کرنے کو آیا یہاں دیکھا تو شہزادہ بھی بیدار ہو کر سمجھا کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہیں نہ بھینس گئے یہ سوچ کر شمعوں پر ہوشی ڈالنے لگا فرش کا جھول مٹانے کا حیلہ کر کے خاک بیہوشی سب طرف پھیلا دی سرہانے شاہزادے کے آگے بیج بند باندھنے لگا اور تکیوں میں بیہوشی کا عطر جو ہاتھ میں بھرا تھا قابو پا کر لگانے لگا شہزادہ کچھ اسکی حرکتیں دیکھ کر متحیر ہوا اور نظر غور جو دیکھا کچھ شبہ کر کے سمجھا کہ اسکو گرفتار کرالو اگر فراش ہوگا رہا کر دینا وگرنہ مار ڈالنا یہ سمجھ کر پکارا کہ لینا اسکو عیار سمجھا کہ یہ تجھے پہچان گیا یہ سمجھ کر وہیں سے غلط کاری اور صحن بارگاہ میں آکر سراپہ فرار کر گیا کا یہاں شہزادے کے لینا کہنے سے شاہ پور اٹھ کر دوڑا اور شہزادہ خود



ٹھکروٹا اور پکارا کہ اسے شاہ پور سرانجھ عیار پھانڈ گیا ہے اور دھڑاؤ اسی طرف گھیر دیا اور اسی جانب ڈرا اور بارگاہ میں حوان  
 اور غبار بیوشی پھیلا ہوا تھا شہزادہ مع خدمتکاروں کے بیوش ہو گیا اور بسبب غفلت کے جو دوڑا وہ خیمہ کے باہر ہی دوڑا اور عقب  
 عیار چلا شہزادہ بیوش پڑا ہوا دھڑاؤ اور شاہ پور جو پیچھے دوڑا اگلے گون جست خیز کرتا ہوا کنا سے لشکر کے اسکو لایا وہاں شاہ گرد کو  
 اپنے صورت اپنی بنا کر ٹھہرا آیا تھا اور یہی کہ آیا تھا کہ جب میرے تعاقب میں کوئی آئے تو میرا نعروہ کے توڑنے لگتا تھا اگر دے  
 یہی کیا کہ اسکو آتے دیکھ کر آگے بڑھا آیا اسکو تو کھل گیا اور اُسے نعروہ کیا کہ باشل و ناعیاں کہاں آتا ہے کیا میں تجھ سے کچھ  
 پامیہ کی کار رکھتا ہوں یہ کہہ کر نیم کھینچ کر اپنے لگا شاہ پور اور وہ دونوں صروت جنگ ہوئے اور گلگون نے ہمت پائی فوراً  
 صورت اپنی مثل صورت شاہ پور بنائی اور پھر داخل لشکر ہوا جسے دیکھا جانا کہ عیار کھلیا یہ پھر آیا یہ غرض کہ کوئی مزاحم نہ ہوا اور  
 یہ بارگاہ شہزادہ موصوف میں آیا دیکھا تو یہاں شہزادہ مع خدمتکاران بیوش ہوئے خوش ہو کر چادر عیار ی بچھائی اور ساتوں  
 حلقوں سے کند کے گولہ مار کر کے پشتارہ کا ندھے پر رکھا اور سرانجھ چاک کر کے نکلا نصف راہ لشکر کی طے کی ہوگی کہ اوھر  
 شاہ پور کو شاہ گرد سے اُسکے لڑنیمین خیال آیا کہ ایسا نہ ہو وہ عیار کسی کو اپنی صورت بنا کر مجھے بھڑا گیا ہو اور آپ جگر  
 کام کرتا ہو یہ سمجھ کر سامنے سے اُسکے بھاگا اور بارگاہ شہزادہ کے طیرن چلا راہ میں گلگون کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھا کہ میری  
 صورت بنا ہوا کوئی پشتارہ لیے جاتا ہے اسے پہچان کر لکا راہ بھاگا اور یہ سمجھے چلا یہاں تک کہ لشکر سے نکل کر وہ جنگل میں آیا  
 کہ اسے پہچان لیا اور نیم کھینچا اسپین دونوں گتھ گئے لڑتے لڑتے وہ پیچھے ہٹا اور یہ اسکو دبا تا لپچلا یہاں تک کہ وہ اسی غار پر  
 آیا جہاں گھسیارہ کو شکل اسیرج بنا کر پشتارہ میں باندھ کر رکھا آیا تھا غرض کہ جب غار پر آیا اس غار میں کو دگیا اور پشتارہ  
 شہزادہ کا دہن رکھا پشتارہ گھسیارہ کا کندھے پر لاد کر ٹھہرا تھا کہ شاہ پور نے چاہا میں غار میں پھانڈ جاؤں اُسے کند  
 کے حلقے دکائے شاہ پور سمجھا کہ تم پھانڈے اور پھنسے لازم ہے کہ اسکو راستہ دوتا کہ نکل آئے یہ سمجھ کر پیچھے ہٹ گیا اُسے  
 اُسکے ہٹنے سے جست کی اور سر غار پر آیا شاہ پور نے پھر جا کر گھیر لیا اُسے دو ایک حملہ رو کے آخر پشتارہ بدوش سے  
 اتار کر رکھ دیا اور لڑنے لگا شاہ پور نے اسکو اسی جھبکائی دی کہ وہ اتار دیا جہاں شاہ پور تھا اور شاہ پور جانب پشتارہ  
 ہو گیا اور جلدی سے اپنا شہزادہ سمجھ کر پشتارہ اٹھا کر لایا اُسے تلوارین مارنا شروع کیں مگر شاہ پور نے پشتارہ چھوڑا  
 اور سمجھا کہ پشتارہ پر ایسا نہ ہو کہ اور آفت آجائے کوئی اُسکا شاہ گرد اگر درست اندازہ ہو اس سے بہتر ہے کہ لڑنا تو وہی  
 کہ کے اپنا راستہ بویہ سوچ کر جانب لشکر اسلام بھاگا اُسے بھی طرح دی یہ تو کھلیا اور وہ غار سے پشتارہ اسیرج کو لے کر  
 روانہ ہوا اور عجبت تمام اپنے لشکر میں پہونچا رات زیادہ ہو گئی تھی حاجیان قلعہ اُسکے منتظر تھے انھوں نے بعد دریافت حالات  
 شناخت کر کے دروازہ کھولا یہ داخل قلعہ ہوا القاباغ میں امن آرام پذیر تھا ناچار یہ اپنے خیمہ میں شہزادہ سے کولایا اور اسوقت  
 تک بحفاظت تمام رکھا کہ کاش ہر نے گیاہ کہکشان کو صحرے فلک سے آفتاب کا گھر پالیکر پھیلا اور گیم شب میں لپیٹ کر  
 گھری باندھی کہ بوجب نظم

نظر آیا جمال صبح مطلب  
 اڑے طائر گھرے مہر امین آہو

کہ جب اٹھا زمین سے سایہ شب  
 پیچھے رستے ہوئے ظاہر ہر اک سوا



ہنگام سر قہار الامارۃ قلعہ میں اگر تخت نشین ہوا سب سردار اور طبیع اُسکے حاضر ہو کر اپنی اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے اسوقت گلگون نے قید آہن ہزار من کی جسم انور ایچ نامور کو پہنا کر دربار کا راستہ لیا شہزادہ کو بھی عراوے پر ڈال کر ہمراہ لایا جب شہزادہ سامنے اس مرتد یعنی لقا کے پہونچا بطور خدا پرستان پکارا کہ سلام میرا اس مجلس میں خداے لاشریک کے ماننے والے پر ہو لقا اس نہیب کو شکر کڑا دیا کہ او بندہ بے ادب نواسہ قدرت سجدہ کر یا بدولت کو شہزادے نے فرمایا کہ میں تجھ پر تیرے سجدہ کرنیوالوں پر بخت کرتا ہوں اور شرک خدا ناچار ہوں کہ اسوقت دسترس میرا نہیں ورنہ زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا اُسے ان کلمات کو شکر حکم قتل شہزادہ دیا بلکہ بخت اُسکے کہ کوئی عیار اُسکو چھڑا نہ لیجائے ایک سردار سے کہا کہ تو اٹھ کر سر کاٹ لے جلاد کے بلانے میں عرصہ ہو گا وہ سردار تلوار لیکر اٹھا اور شہزادے کو یقین اپنی مرگ کا ہوا پس درگاہ حکم اہل کین میں رجوع قلب سے پکارا کہ خدا

مجھے امید کب ہے بخت بد سے	کہ فرصت پائوں اس نفلن و حسد سے
ہزار ان شکر احسان خداوند	کہ وہ کرتا ہے غمگینوں کو خرسند
عجب کیا ہے کہ چھوٹوں اس بلا سے	مجھے امید رحمت ہے خدا سے
ابنی دل کو میرے شاد کردے	مجھے اس قید سے آزاد کر دے

ہیو عاشانہ اجابت پر بیٹھا یعنی ہر کارے دوڑے ہوئے اگر خبر آگاہ پہنچے اور کافر نے کافر کو بد عادی عرض کی کہ شہزادہ کو ہی حاکم قلعہ سیاہ کوہ چالیس ہزار کوہیون سے ہر ادا خداوند یا ہی یہ خبر شکر لقا نے حکم دیا کہ ابھی قتل مجرم موتوں رکھو اور بختیار کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائے شہزادہ اس طرح مقید بطوق و سلاسل سامنے حاضر رہا اور بختیار کو مع چند سردار کے پیشوائی کو چلا یہاں تو یہ ماجرا گذرا اگر شاہ پور جو پشاور گھسیلے کا ایرج کا پشاور ہجھک لیگیا تھا اُسے بارگاہ میں لا کر اسکو کھولا اور گھسیارے کو ہوشیار کیا گھسیارے کو گلگون نے بلا کر بیوش کر کے ایرج بنایا تھا کچھ حال تو بیان اس سے کیا نہ تھا جو وہ اپنے تین شہزادہ بتاتا اسوقت آنکھ کھلتے ہی اپنے چار طرف کچھ ڈھونڈھنے لگا شاہ پور نے پوچھا کہ کیا ڈھونڈھتے ہو اُسے کہا گیتان میری کمزین کھر پار کھا تھا اسکو ڈھونڈھتا ہوں اپنے پایا ہو تو بتا دیجیے شاہ پور نے ان باتوں سے جانا کہ یہ گھسیارہ ہر بہت نادم ہوا کہ تو نے سخت صو کا کھا یا اب شہزادے کو چل کر چھڑا یہ سوچ کر گھسیارہ کو بکا لدا اور آپ پھر روانہ ہوا از بسکہ رات کو در قلعہ بند تھا اسے ہزاروں تدبیریں کیں مگر اندر نجا سکا ٹھہرا رہا جب صبح کو دروازہ کھلا اور بختیار کو پیشوائی کو نکلا یہی اُسکے ساتھ چلا اُسے جا کر شہزادے سے ملاقات کی شکر اُسکا ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوا شاہ پور بھی صورت بدلے اُسکے ہمراہ لشکر میں ملکر قلعہ میں آیا شکر اُسکا ایک مقام پر اتر افوج کی چھاؤنی کے قریب خیمے استاد ہو گئے اور شہزادے کو اسلئے خداوند کے آ یا شاہ پور بھی خدمت گزار و زمین ملکر ساتھ آیا یہاں اپنے سے شہزادے کو بطوق و سلاسل بیٹھے دیکھا فکر رہائی کرنے لگا اور شہزادے کو اپنے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی نگل پر بیٹھا دور سے شہزادے کو اُسے بھی دیکھا خداوند سے پوچھا کہ یہ کون خاظمی ہے لقا کچھ کہنے بنایا تھا کہ ملک بختیار کو بلا لاکہ انکا حال مجھ سے سنئے یہ نواسے خداوند کے اور پردے حمزہ کے ہیں انکی بی بی کو پونا حمزہ کا نکال لیگیا تھا اسے یہ بچہ پیدا ہوا



جو خداوند کیا اگر خداوند کے باپ کو پائے تو مارے یہ کہہ کر سب حال لڑائی کا تا گرفتار ہو آنے شہزادے کے بیان کیا  
 شہزادہ بھائی اس چکا دے سو چاکہ یہ کیا سخر خداوند ہو چاہا حفظ ناموس نہ کر سکا بیٹی کو قبضہ دشمنان میں جانے دیا اور  
 اب اپنے چھوٹے سے سجدہ نہیں کر سکتا یہ سمجھا کہ دین اُس کے خداوند کی طرف سے فتور آیا اگر اسی طرح کی طرف مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اے  
 فو اسے قدرت ایک تو خداوند سارے عالم کے خداوند سرے تیرے نا ناہیں تو انکو سجدہ کیوں نہیں کرتا یہ شکر اسی طرح نے  
 بجا دیا کہ اگر یہ سارے عالم کے خدا ہیں تو کوئی ایسا پہلوان پیدا کریں کہ مجھ کو زیر کرے جب یہ ہونگا تو انکو سجدہ کروں گا  
 شہزادہ نے کہا شرط معقول ہے اور قول تیرا درست ہے مجھ کو یہ امر بدل قبول ہے اگر میں تجھ کو زیر کروں تو اپنی شرط سے  
 باز گشت نہ کرنا شہزادے نے فرمایا کہ استغفر اللہ قول مردان جان دار دگر صورت میرے تجھے غالب آنیکے تجھے بھی  
 دین اسلام قبول کرنا ہوگا اسنے کہا مجھے منظور ہے یہ شرطیں ہوتے شکر بختیار کہ بولا کہ اے شہزادہ تم اسباب میں نہ بولو کیا  
 تم مسلمان ہونے آئے ہو اسنے کہا ملک جی تم دیکھو تو میں بھی اسکو زیر کیے لیتا ہوں بختیار کہ ٹھکرا چنے لگا کہ گویا ہم تمکو استقبال  
 کر کے اسلئے لائے تھے کہ تم ہم سے ہی دشمن بنو گے اسے کوہی کیوں دیوانہ ہوا ہر اسنے لڑ کر کوئی بھی غالب ہوا ہر اسنے کہا تو جھک رہا ہے  
 اور اٹھا کہ قید شہزادہ دور کروں شہزادے نے فرمایا کہ ہلو گے ابستہ زنجیر قول میں جیتک نام قید کا حقا قید تھے اب جو وقت  
 رہائی آئے تو کچھ تیری رہا کرنیکی ضرورت نہیں ہے کہ غارتہ زور میں آکر چرخ مارا اور اس قید گران کو بسان رشتہ خام توڑ کر  
 الگ پھینکا شہزادہ یہ حال دیکھ کر وجد کر گیا اور بنگل سے کود کر مقابل شہزادہ ہوا شہزادے نے ہاتھ سے ہاتھ دیا یا اسنے  
 پیچ باندھا انھوں نے توڑ کیا از بسکہ بارگاہ میں جگہ کم تھی شہزادہ دیر تک لڑنا سنبھلے سمجھا ایک مقام پر اسکو کپڑا لایا  
 اور توڑہ کر بند میں ہاتھ دیکر اسکو پہلے ہی زور میں اٹھا کر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر مارے اسنے پکار کر کہا کہ اے  
 شہزادہ ران دیجیے اور منتظر اپنی یاد کیجیے شہزادے نے زمین پر اتار دیا اسنے قدم پر سر رکھا شہزادہ اسکا سر سینے سے  
 نہ لگانے پایا تھا کہ لقانے اپنے سردار و نکول کار کہ لینا ان بندگان معنوب کو سردار لینا لینا کہا اٹھے شہزادہ اور توسل  
 مکمل تھا سنبھل کر حملہ آور ہوا اور شہزادہ اسی طرح نے جھپٹ کر ایک سردار لقا کوئے مارا تلوار اسکی چھین کر غور وعدہ آسا بلند  
 کیا اور قتل و قمع کا ہنگامہ بلند ہوا شاہ پور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دارالامارۃ سے نکلا کھیا گا اور پہلے لشکر شہزادہ میں  
 آکر پکارا کہ اے افسران لشکر مالک بھارا بارگاہ لقانے میں لڑ رہا ہے حملہ جاؤ ورنہ قتل ہو جائیگا یہ خبر سن کر لشکر جلد جلتا  
 ہوا اور شکر بیان لقا و سلیمان سے بختیار کے کہلا بھیجا اور بھیج کر بندی ہوئی اور یہ دونوں لشکر دارالامارۃ سے چلے گئے  
 کہ راہ میں سامنا ہو گیا شمشیر صاعقہ خصال کھچی اور باہم جدال غارتہ ہوئی قلعہ میں ٹھیل ٹھگنی اور وازے ہکا نو تکے بند ہو گئے  
 اور دکاندار دکانین چھوڑ بھاگے گلیاں لاشوں سے ٹپنے لگیں خون کی نالیاں بہنے لگیں اس ہنگامہ میں شہزادہ اور ویرج  
 بھی لڑتے ہوئے دارالامارۃ سے باہر نکلے باہر اگر گھمسان کی تلوار چلنے لگی لقا بھی سوار ہوا غلطہ محشر آتشکار گلیوں میں سرمانند  
 کاسہ گردائی کے ٹھوکرین کھانے لگے بازار اجل گرم ہوا قضا نے دکان کھول دی ملک الموت جان کا خریدار ہوا پیر و جوان کا  
 بھاؤ ایک ہی کردیا رخ جان بہت رزان تھا اس لڑائی میں بختیار کہ کہ یہ فسد تو بہت دور کی سوچتا ہے خداوند  
 کے گویا ہوا کہ اب پکا اس قلعہ سے بھی بھاگنے کا شاید ارادہ ہے کچھ دیر میں در قلعہ پر آکر ہنگامہ مچائیگا اور قلعہ کو فوج



اسکی ایک گھروندہ بھتیجی ہو وہ دم بھرتین پامال کو دیکھی پھر یہ جاے اس بھی ہاتھ سے جانیگی لازم یہ ہے کہ ان دونوں کو راستہ دو تاکہ لڑتے ہوئے قلعہ سے نکل جائیں بیرون قلعہ انکو گھیر لیے میں ضائقہ نہیں لقا نے یہ شکر کہا میں ایسی تقدیر پہلے ہی کر چکا ہوں بختیار کے افسران شکر سے جا کر حکم دیا کہ تین طرف سے انکو گھیر دو اور ایک راہ سے انکو بیرون قلعہ جانید و فوج تین طرف ہوئی شہزادہ و شہزادہ نے جو راہ پائی اپنی فوج لیے لڑتے بھرتے در قلعہ پر آئے یہاں کی ملٹین اور نگہبان فوج انکے آئیے بھاگ گئے یہ دونوں بہادر باہر نکلے اسوقت شاہزادہ و ڈرا اور خدمت امیر میں اگر بعد و عادت کے خبر جنگ عرض پیرا ہوا امیر حال شکر مع تمام سردار و تنکے اٹھے لشکر اسلام میں قرناچی فوج تیار ہو کر چلی و در قلعہ پر پہنچ کر غرہ بلند کر کے تمام بہادر گرے اب وہ ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا کہ ترک فلک کا بھی جی چھوٹ گیا بہرام خیم کا ہول و لے خون ہوا ایرج نے قلعہ کے اندر سے تاپہ رواڑہ لاشوں کی سڑک بنادی تھی قصر تن کی عمارت ڈھادی تھی روح ساکن جسم بھگا دی تھی اب امیر نے اگر حال کہا کہ ایسا

تو گفتی سپہ روان باز گشت  
ہمی خون و مغز اندر آمد بجوبے  
ہمی دامن اندر کشید آفتاب  
سرو دست بد نہیر سنگ نذر وں

ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت  
ز زخم و دشاہان پر خاش جوئے  
ز خشنده پیکان و پر عقاب  
زمین شد بگردار دریاے خون

آخر لشکر لقا پسا ہو کر پھر قلعہ میں چلا گیا اور در قلعہ بند کر لیا امیر شہزادہ ایرج و شہزادہ کو لیکر مراجعت فرمائے راہ میں زرنثار کرتے ہوئے داخل لشکر ہوئے لشکر اسلام سے ملکر لشکر شہزادہ اتر اور اسکو امیر سامنے شاہ اسلام کے لائے آئے مگر اگر کے نذر دی قلعہ معافی ملک و خزانہ و لشکر عنایت ہوا اور کلمہ پڑھوایا یہ اسلام بصدق دل لایا تخت ایرج و تنگل دست چپ میں بچھا بیرون چل ستون فریبنا یہید یہ بیٹھا شاہ نے عرض نام شہزادہ کو خطاب شہسوار کو ہی کا دیا بارگاہ اسکے لیے استادہ ہوئی غرض کہ حکم شاہ ہنگامہ شراب کباب گرم ہوا ناچ ہونے لگا انکو تو اب صورت عیش و نشاط رکھیے مگر حال اثر در جاد و سنہ کہ بیت پھرے پھر عنان سمنہ قلم نئی داستان اک کروں پھر رقم جاد و طرازان بحر تقریر اسطرح تحریر کرتے ہیں کاژدر جو حکم شاہ ظلم لشکر لیکر برے جنگ مہر خ نیک سیر و دانہ ہوا تھا چنگ وریاے بحر کے پار بصد کرد و فراتر کر آئے خیمہ کیا اور قاصد ہوا کہ کل کو چ کر کے داخل لشکر حیرت ہونگا غرض کہ بارگاہ میں داخل ہوا سر اچھے اسکے اٹھوا دیے اور بٹھکر سیر و دشت کرتا جاتا تھا اور ایک کمان بحر اسکے پاس ہے کہ شاہ جادوان نے اسکو دی ہے تا شیر اسکی یہ ہے کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے نشانہ خطا نکرے اور کوئی حربہ بھی اسکے جسم پر اثر پذیر نہ ہو کوئی ساحر اور غیر ساحر اسکو زیر نکر سکے نہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا جائے چنانچہ دریاے غور و ان کے کنارے صحرا پر فرما اور محمود راز طائران و چار پایان ہوا ژدر جو اس مقام پر اتر اچکل کی کیفیت پچھکر سر اچھے بارگاہ اٹھوا دیے اور وہی کمان عطیہ شاہ ظلم لیکر طائران پر نشانہ لگانے لگا لشکر میں اسکے بازار کھل گئی پہل پہل شروع ہوئی یہاں تو یہ ہنگامہ ہو رہا ہے مگر لشکر مہر خ سے عیار تو ہر وقت صحرا اور لشکر حیرت میں پھرا ہی کرتے ہیں انھیں نیک قرآن کہ ہر وقت جنگل میں رہتا ہی پھرتا ہوا اسطرح آکھلا ایک لشکر شیر اترے دیکھکر دو ایک لشکر سے حال پوچھا سب کیفیت اثر و رکی



معلوم ہوئی کہ بادشاہ ظلم نے اسکو بہر مقابلہ مہر خ بھیجا پس جملہ اجرا سکود سے سوچا کہ بادشاہ ظلم نے اسکو زبردست جانکڑ بھیجا ہوگا چاکر  
 بڑا فساد کریگا لازم ہے کہ ہمیں اسکا کام تمام کردن یہ تجویز کر کے تنہائی میں آیا اور بصورت ساحر مہیب بنکر تیار ہو اسانپ بہت سے  
 جسم میں پیسے ترسول ہاتھ میں لیاتر کش مثل دم طاؤس و دش سے ٹکا کر کمان ہاتھ میں لیکر شکار کھیلنا یہ بھی جانب بارگاہ  
 اور در چلا جب اسنے اُسکے پہنچا سلام کیا اُسے ہاتھ پر پاس بلا کر مزاج پر سی کی در پوچھا کہ آپ اپنی کیفیت بیان فرمائیے  
 کہ کون ہیں دو تشریف جناب کہاں ہیں اُسے جواب دیا کہ اس پہاڑ کے اُس طرف چھٹانے دکھائی دیتا ہے سکن میرا ہے نام پر سامری کے  
 لوگ کر اکیلا مٹیور ہا ہون میں نے خبر سنی کہ بادشاہ ظلم کے مصاحب ملک قلعہ دار یہاں تشریف لائے ہیں مجکو محبت غائبانہ  
 ہوئی دسین آیا کہ حلیہ ملازمت حاصل کروں پس حاضر خدمت ہوا ہون اُسے کہا اپنے کرم کیا جو سرفراز فرمایا آئیے بیٹھیے یہ کہہ کر  
 اٹھا اور برابر اپنے ہاتھ کپڑ کر بٹھالیا اور کمان ہاتھ میں لیکھ کر کہا باسے آپکو بھی شوق ہے اُسے کہا جی نہیں شوق کیا ہے کبھی  
 لڑکپن میں یہ کھیل کھیل تھا وہی دھن اب تک ہے اُسے فرمائش کی کہ دو ایک نشانہ تو لگائیے قرآن نے وہ دایک طاؤس کو تیر سے  
 صید کیا اور قدرت قادر و توانا سے جو نشانہ لگایا پورا پڑا اُسے از حد تعریف کی کہ اس کمان سے ایسا سچا نشانہ لگانا  
 آپ ہی کا کام تھا قرآن نے سلام کر کے اور نشانہ اڑائے اور پوچھا کہ یہ اپنے کیا کہا کہ اس کمان سے نشانہ اڑانا آپ  
 ہی کا کام تھا کہا اسے حضرت آپ ملاحظہ کریں یہ کمان کیانی ہے کوئی اسمین عیب نہیں ہے اس طرح کی کمان تو شہر حلیج میں بھی ملنا  
 ممکن نہیں اُسے کہا کہ اس سے میں نے نہیں کہا کہ کمان آپکی بڑی ہے بلکہ اسمین اور کچھ بھید ہے اُسے کہا فرمائیے تو آخر وہ  
 بھید کیا ہے وہ گویا ہوا کہ وہ لازم قابل کہنے کے نہیں قرآن مصر ہوا کہ میں پوچھوں گا ضرور اور مجکو آپ کئی غیر خانیئے فرمائیے تو  
 گیا بھید ہے اُسے بعد بعد انکار حال اپنی کمان کی تاثیر کا بیان کیا کہ یہ کمان سحر بند ہے اور عطیہ شاہ ظلم ہے جسکے پاس ملے  
 وہ طرح کا نشانہ اڑا دیکھا اور کسی کی حربے مارا بنجا لیر گا یہ کہہ کر کہ لے برادر میں اسی کے بھروسے پر ظکر مہر خ سے لڑنا یا  
 ہوں اگر یہ کمان میرے پاس نہ ہوتی تو میں ہرگز لڑنے نہ آتا کیونکہ اصرار بڑے بڑے زبردست ساحر شریک ہیں لیکن  
 میرا کیا کر لینگے جب مجھ پر حربہ کوئی تاثیر نہ کریگا تو کیونکر وہ مجھے مارینگے بلکہ میں ہی سبکو نشانہ تیر قضا بناؤنگا قرآن اسکی  
 گفتگو شکر و ننگ ہوا کہ بیشک یہ سچ کہتا ہے اگر وہ ہمارے شکر کے سہنے جایگا ہفت خدنگ اجل ہر ایک کو کر گیا اور یہاں  
 بھی اسکو بیوٹل کرتے یہ مالک کمان تھا اما بنجا تا خوب ہوا جو اسنے حال کمان بیان کیا الغرض بعد کچھ عرصہ کے اسنے خدمت  
 ہوا کہ میں پھر حاضر ہوں گا اور علیحدہ اگر جس صورت کا کہ ساحر بنا ہوا تھا اُسے دوسری طرح پر شکل تبدیل کر کے ایک آئینہ سفید سامنے  
 چہرے کے لگا یا اور آئینہ سرخ پس گردن لگا کر شمع رخ فانوس میں گویا چھپا یا لکھی ہاتھ مقوے کے بنا کر درست کیے قدر زیادہ  
 و ساز کر لیا اور جانب ریائے سحر گیا وہاں سے رخ اُسکے لشکر کا کر کے جست خیز کرتا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ دار در پہنچا  
 اسنے دیکھا کہ ایک ساحر دریا کی طرف آتا ہے سمجھا کہ بادشاہ نے معلوم ہوتا ہے یہ بھیجا ہے یہ سمجھ کر ساحر کو معزز وضع دیکھ کر برائے  
 استقبال اٹھا اور آگے بڑھ کر ہاتھ دایا آئیے تشریف رکھیے اس ساحر نے کہا میں ٹھہرنگا نہیں صرف بادشاہ نے یہ  
 کہلا بھیجا ہے کہ وہ تحفہ جو پہنچے تھیں دیا تھا تاثیر تو اسکی وہی ہے جو پہنچے بیان کی ہے لیکن اتنا اسمین عیب ہے کہ اگر کسی ساحر  
 زبردست سے سامنا ہوا اور اُسے تیرا لٹا تھا ری ہی جانب پھیر دیا تو وہ تیر پھر بغیر تھار اسینہ توڑے نہ ہوگا کسی سے



مکے یہ نامکن ہر چنانچہ بادشاہ کو بروقت تعین خصیت کر نیکی خیال نہ رہا جو مطلع کرتے بعد تھکے چلے آئے مجھے بھیجا ہوا اور یہ لوح ہوا  
 کی دی ہو کہ اسکو گئے میں پہنوا اور وہ کمان پر وائے جیت مضمون سنا بچھا کہ سولے بادشاہ کے حال بیان کوئی جانتا نہیں  
 بیشک یہ فرستادہ شاہ ہر یہ بچھا لوح طلب کی قرآن نے ایک لوح یا قوت حمر کی مقوش بخط سبز زمر دین کا اگر دی کٹھہ اسپین  
 لکھا تھا کلاتون سے گندھی تھی یہ دیکھ کر اژدر بہت خوش ہوا اور کمان تو اس کے ہاتھ میں تھی ساحر مذکور کے حوالہ کی لوح لیکر  
 اپنے گلے میں پہنی ساحر سے مصر ہوا کہ آئیے بارگاہ میں چلیے اسنے کہا بادشاہ منتظر ہونگے میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں یہ کہہ کر وہ  
 جا یہ جا کمان لیکر رہی ہوا اور جنگل میں جا کر قطر سے غائب ہو گیا بعد اسکے جانیکے اژدر نے دوسرے دن کو وح کیا اور قریب  
 لشکر حیرت پہنچا حیرت کو نامہ شاہ طلسم آچکا تھا کہ اژدر دہان ساحر معزز ہر تھا ہے پاس آتا ہر اسکی عزت کرنا چنانچہ  
 جب ہ قریب لشکر پہنچا حیرت نے خبر لشکر ساحر پیشوا لئی کو بھیجے سردار وں نے استقبال کر کے اسکو بارگاہ ملکہ میں پہنچایا  
 لشکر اسکا اتر آئے ملکہ کو نذر دی غلت پیا پھر اپنی بارگاہ میں آکر ایک روز کسل اوہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے دن  
 روزگار غدار دمودی نے ہر ہر دامن سپر سے چھین کر صندوق مغرب میں بند کیا اور اژدر شہ نے اسیاہ ظلمت کو دہن سے  
 نکالا کہ مقتضائے ایات

شام ہوتے ہی اسنے حکم نواخت طبل جنگ یا غیر سر کو دم ملا طائران بحر لیکر بارگاہ ہرخ میں آئے اور عرض پیرا ہوا  
 کہ بیت کہ شاہا ہر کر امت تیرا ارشاد ہا آئی تاقیامت خانہ آباد ہا ایک جادوگر اژدر جادو نام نے اگر طبل جنگ بکابل  
 لشکر فیروز کی تر بجوایا ہر باقی حیرت ہر یہ کہہ کر طائر مذکور اڑ گئے ملکہ صوف کو سکر ترود ہوا اور کہا خدا خیر کرے اس نذی پر  
 کسی کا ہر باثر نہیں کرتا ہر پھر بوجہ اس قول کے کہ مجھے کوئی نہ مارے تو میں سامنے عالم کو مار ڈالوں دیکھیے اسکے ہاتھ سے  
 کیا ضرر ہو پچھتا ہر در جواب اس گفتگو کے بلور چہار دست سردار ملازم کو کہنے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ غلام بہر جان بازی  
 حاضر ہوا ہر میرے نام پر آپ طبل بجو ایسے کہ کفر مائیے دیکھیے تو پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہر خداے مابزرگست  
 ملکہ سطورہ نے حکم نواخت طبل رزمی دیا اور خدا کے فضل پر ہر دوسرہ کیا نفیر و جھانچہ اور ناقوس بھینے اور بھینے لگے نقار  
 گونگڑائے دربار سے سردار اٹھ کر خمیو نہیں آئے سامان حرسازی فراہم ہونے لگا ڈھلے اور بانسری بھینے لگی پونین تانین گنین  
 ہر بلائے گئے ساحران ہرخ نے اس فرعون نش کیلئے مثل عصاے موسیٰ اژدر تیار کیے بہادر وں نے تلوارین سان پر  
 چڑھا کین رہرین بھائین تغین بسان افنی و زبان تنین تو بنیان بحر کی بنانی گنین کہ اسکی صدا پر کالے اپنے لڑا اگر حریف  
 کو مارینگے رامو ماش کے بنائے تھے کہ سامنے سے لڑا اٹھنے کسی نے پٹار تیار کیا کوئی بدعات خود اژدر برن نکلیا ہر  
 سمت ناقوس کی صدا تھی شعلے اڑنے تھے یا اژدر شب شعلہ فشان تھا بہر سمت ایک غلو تھا کہ ظلم

اژدر سے ہر طرف تھے شعلہ فشان	ہوم کا اٹھ رہا تھا ایسا دھوان
جیسے بل کھا کے سانپ چلتے ہیں	پہنچ کھا کھا کے زہر اگلنے ہیں



تیخ بران بیکتی تھی ہر آن جیسے کالے نکالتے ہیں زبان

طول ہر مقام پر بجا ہر بات بھری ہنگامہ ہا جب ڈور شبیے مار سفید سحر کو اکلا اور من آفتاب کا صحرے چرخ میں ضیا بار ہوا  
کہ بقنات ایات

ہوا غور شید جدم گرم با زار بڑھے ہر سمت سے شاہ جہا نزار  
اٹھی ہر رخ بوقت صبح خندان گئی مثل سحر سوے بیا بان

ساحران نامی ہر سمت سے گردہ گردہ دار میدان قتال ہوئے صرخ تخت سحر پر بصد جاہ و جلال سوار ایک جانب ملکہ  
ہمارے کا تخت زرنکار زلزلہ و لرزان و طاؤس و شکیل و نافرمان وغیرہ تخت طاؤس ہاے سحر پر سوار ابر سرخ  
وسیز و زرد و غیرہ سر پر سایہ فلک طائر و نکی قطار سامری کے جسے کی پکار گردہ اگر تخت ملکہ بہار کھدستے چنے ملکہ مذکور کے حسن  
کی بہار نئی طرح کا سنگار سر پر تاج مصع کا جسم نازک پر زبور جو اس ہنگار ایک طرف بلور چہار دست کے ساحر ہزار در ہزار  
سواران زربین پوش ملازم کوکب کی قطار سب حراڑتے ہوئے وار و دشت کا زار ہوئے اس طرف ملکہ حیرت تخت  
سلطنت پر بصد شمت جلوہ گر جنور بال ہما کا سر پر ہوتا چتر زربین کا سایہ ڈنکے بجتے ہزار ہا کنیزان من بدن گلچین  
جادو گر نیان بمیشال سامری کی یادگار عہدے ہاتھوین لیے تخت ملکہ کو گھیرے وزیر زادی سر پر گیس پرانی کرتی داخل جنگاہ ہو کر صف  
کشیدہ ہوئی بجلیاں چکنے لگیں رخت صحرائی جلے ابر سحر سے میدان پاک ہوا نقیب نقابت کرنے لگے کبیر کپارے کہ کون ایسا ہابلی کا پوت  
ہابلی اتم کالج ہر جورن میں جو جھومرے یا پری کا کھوج کھوئے ایک طرف سے کرکیت پکارتے تھے کہ بیست پاؤں تھراتے تھے جنگ  
سامنے جاتے ہوئے + کاسہ سرانکے دیکھے تھو کرین کھاتے ہوئے + ہان لے لڑیوا الوہیت نہ مار نادینا فانی ہر شجاعت کا  
نام رہبان کی نشانی ہر یہ صدائیں سکر بہادر جھومتے تھے ساحر و تنکے نیز لڑغ و زغن بکر نڈلاتے گھومتے جے جے کار کا فل عطا  
تدہب نہا سکر سناٹے میں آگئے اور جھولیاں بنبھا لکر کچھ ساحر بروے ہوا اڑ گئے اور پرا بانڈھا کچھ زمین پر صف کشیدہ  
ہوئے جب سب انتظام ہو چکا اژدر اژدہا اڑا کر حسب فرمان ملکہ حیرت میدان میں آیا سحر کی نیلنگیاں دکھا کر مبارک طلب ہوا بلور  
تو وعدہ لڑنیکا کر ہی چکا تھا حسب جازت ملکہ صرخ مرکب حراڑا کر سامنے حریف کے گیا اور طالب حربہ ہوا اُسے کہا تو خود حربہ  
کو کے اپنا حوصلہ نکال لے میں تو وہ ساحر ہوں کہ کسید کا حربہ مجھ پر اثر نہ کرے گا ارمان لین ہیگا یہ گفتگو فیما بین ہو رہی تھی کہ  
یکایک ایک دھنسی بالائے فلک ہوئی سب دہر دیکھنے لگے ایک سورج کھلی تر کر چہرہ پر مثل حلقہ زربین کہ گرد رخسار بلور  
شاہان آراستہ ہوتا ہی بلور کے لگی اب یہ خورشید آسمان شجاعت بنگیا اور اژدر نے اکر تہہ پھر اسپر شک کر کے ایک  
تیر سحر کا مارا اُسے مٹھیاں اپنی کھولیں دوپتلے ہاتھ سے نکالے چھری ہاتھ میں لیے تھے اس چھری سے تیر کاٹ دیا بلور نے تیر  
کٹنے پر غرہ کیا کا ذخیرہ روزگار تو وارا پنا کر چکا اب ہمارا حربہ روک کہ کردہ مٹھیاں جو کھولیں تھیں بند کیں اور جو بند تھیں  
دہ کھولیں پھر دوپتلے نکالے کہ اُنکے ہاتھ میں ایک ایک لوح مثل آئینہ تھی پس وہ پتلے لوح لیکر بڑھے اور پکارے کہ اے  
اژدر دیکھ تو کیا ہے یہ اُسے جیسے ہی ان لوح پر نظر کی تلوار کھینچ کر اپنا اکلا آپ کاٹ ڈالا غل و شور برپا ہوا کہ مارا اژدر دہا  
اژدر سوار چار و کو بلور نے ان تیلیوں سے کہا کہ لینا اس لڑادی حیرت کو پتلے لوح لیکر بڑھے ملکہ مذکور نے وجہ بادشاہ



ہی تیلو کو آتے دیکھ کر ایسا سحر طرہ سے زمین شق ہوئی اور ایک تیلی کلی غلط کرگزین حسینہ و حیلہ نگینی روح دنیا پر ایسا حریف نقبتہ قدرت کے خوبی و خوبی کا کوئی اور نہ تحریر فرمایا تھا جیسا اس کا نقشہ بنایا تھا لباس پر زنگین صرغ کار کا مدار پاتلہ پہنے کہ ابیات

حسین تھی مہ جبین تھی خوش ادا تھی  
بجاسے اُسکو گر کیسے پرینزاد

بلا شک ہر دوش تھی مہ لقا تھی  
قد بالاتھا اُسکا رشک شمشاد

پس اس نا زمین نے جیسے ہی پتلے جانب ملکہ چلے سدا راہ انکے ہو کر ایک مینہ نعل سے نکالا پتلون نے لوح اُسکو دکھائی کسے آئینہ دکھایا پتلون کی نظر اس آئینہ پر پڑی اور اس تیلی کی نظر لوح پر پڑی پتلون کے بھی جسم میں آگ لگی اور تیلی بھی جل کر اکھ ہو گئی بلور مٹھیاں کھولتا اور بند کرتا آگے بڑھتا پتلے ترسول یہ پیدا ہو کر جانب حیرت چلے اسنے بھی فسران لشکر کو لا کار افوج نے حملہ کیا ادھر سے ہر رخ نے تخت بڑھایا دونوں لشکر باہم حربہ ہائے بحر کرنے لگے ایک دوسرے پر بوٹھواری جادو کے میر کلیہ کھانے لگے اونا چاری میدان میں آگئی بھیر وں ناچا بجلیاں گرنے لگیں سرو تن میں جدائی ہوئی رسی سحر آزمائی ہوئی کہ نظم

بہت روحین گنیں ملک عدم کو  
بنی نجس رفتا کی تیغ کشتی  
رگ جان حریفان جس نے کاٹی  
عدم میں چین مردون کو کہاں تھا

بچا سکتا نہ تھا کوئی بھی دم کو  
کنار اگر گئی جسموں سے ہستی  
برش شمشیر بران کی غضب تھی  
قیامت خیز ہنگامہ تھا برپا

یہاں نے ہزار ہا کو دیوانہ بنایا زلزلہ و لرزان زمین میں سما گئے، قلاب رض کو جنبش دی زلزلہ تمام دشت میں آیا۔ عدو چین زمین سے ٹکڑا رہا تھا برق گر رہی تھی خرمین ہستی ساحران جل رہی تھی عیاذ باللہ شور قیامت زار پاتھا اسی گرمی جنگ میں حیرت سے یہاں کا سامنا ہوا حیرت سمجھی کہ اس سے برابر کی چوٹ چلیگی اگر یہ کام آئی تو بہن کا خون ہوا اور میں ہلاک ہوئی تو بہتر نہوگا بادشاہ اسپر عاشق ہی بعد میرے محل اسکا کر لیگا یہ سوچ کر طبل زنگشت بجا دیا لشکر ان کینہ خواہ پھرے پڑاؤ پر اگر آسودہ ہوے بلور بھی اپنی بارگاہ میں آیا اسوقت صرصر عیارہ ایک ساحر کی صورت بن کر بارگاہ بلور میں آئی اور اس سے ملاقات کر کے کہا کہ میں فرستادہ شہنشاہ کوکب ہوں شہنشاہ موصوف نے فرمایا ہو کہ ہم اپنے قلعہ طلسم سے تمھاری لڑائی دیکھتے تھے اور وہ سورج لکھی ہو تھا اے چہرے پر آگئی تھی ہمیں بھی تھی واہ بجان اسد کیا خوب تم لڑے ہو این کار از رستم نشدہ کہ تو کردہ بلور نے اس عیارہ کو ساحر ملازم اپنے مالک کا تصور کر کے بڑی عزت کی اور کہا کہ میں کس قابل ہوں جو کچھ کرتا ہوں اقبال شہنشاہ ہر عیدہ نے کہا کہ تخلیہ کر دیجیے تو اور کچھ از شاہی بیان کروں اس نے سب ملازمین کو بیرون بارگاہ کر دیا جب تنہا ہوئی عیارہ نے باتوہین لگا کر ہینہ ہوشی مارا کہ اُسکے دماغ میں ہوشی اثر پڑ رہی ہوئی اور ہوش ہو گیا اُس نے پستارہ اُسکا بازو اٹھا اور سر اچھ چاک کر کے باہر نکلی اور از بسکہ لشکر کی جنگاہ سے پھر کر اُنے تھے خستہ بہت تھے غوغاے ورود لشکر برپا تھا کسی نے اُس ہنگامہ میں اُس سے تعرض کیا کہ کیا یہ جاتی ہو عیارہ پستارہ یہ لشکر سے گذر کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوئی ادھر بعد کچھ دیر کے ملازم وغیرہ اندر بارگاہ آکے اُسے بلور کو نیپا یا ہر سمت تلاش کیا جب کہیں نشان نہ ملے ہوئے بارگاہ میں آئے تھیں سر جہان پانی



پر ممکن تھی اور کینزان بہار جو کوہ آرام سے لشکر لیکر چلی تھیں اسوقت آکر پہنچی تھیں اُسے سرگرم گفتگو تھی کہ انھوں نے تسلیم کر کے غائب ہونا بلور کا بیان کیا اتفاقاً برق عیار بھی موجود تھا اُسے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کوئی ساحر کو کب کا فرستادہ نہ تھا بلکہ عیار ہ تھی کہ پکڑ لیگی یہ کہ خود بارگاہ بلور میں آیا اور نقش پائے ساحر نے کورنا پایا پیرا صرصر کا پایا سبب زمین بلور کو تسکین دی کہ تم گھبراؤ نہیں عیار ہ بلور کو لیگی ہی میں چھڑانے جاتا ہوں یہ کہ مگر قنطورہ زلفی سے درست ہو کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اس حصہ میں وہ دن بھی آخر ہو چکا تھا اور عیار ہ پشتارہ بدوش قمر بارگاہ عالم میں آپہلی تھی کہ میرے روانہ ختم تھے راہ لکشان پر ۴۰ عریح ماہ چمکا آسمان پر + برق ہنوز باگاہ حیرت میں نہ پہنچا تھا کہ صرصر نے پشتارہ لاکر سامنے ملکہ مذکور کے رکھ دیا اُسے پوچھا کہ امین کیا ہے اسے عرض کیا کہ بلور کو زمین پکڑ لائی ہوں ملکہ نے یہ سنتے ہی شاد ہو کر عیار ہ کو خلعت لویا اور بلور کو قید آہن سے مطوق و سلسل کر کرکچھ پڑھا کہ روے ہو اسے ایک ساحرہ تخت پر سوار زمین پر اتاری نہایت حسینہ و جمیلہ تھی نہیں ممکن کہ کوئی اسکی زلف مشکفام کو دیکھے اور سر میں سودا کا اثر نہ ہو کب ہو سکتا ہے کہ اُسکے عارض تابان پر بتار دل مضطرب ہو قیامت رعنا اُسکا شمشاد باغ غریبی عیب سے پاک و آزاد سرسبز ہو دی رخسار اُسکے ایسے گذرائے تھے گویا سر و قیامت میں عیب کے پھل آئے تھے سینے پر چھاتیان دست مشتاق کو بہت بھاتیان از سرتابہ پانہایت طرہ دار بمثل روزگار نظر

قیامت سے نہ لگا کھائے قیامت	عیان رفتار سے شور قیامت
سراپا اُس میں معشوقوں کا انداز	نقد ہر قدم پر تھا سرناز
مزین تھا لباس اچھا بدن پر	پھٹا پڑتا تھا نور اس پیرہن پر
بدن کی روشنی تھی آشکارا	ہمکتا تھا لباس اس گل کا سارا

اس نازک بدن نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے ہنس کر فرمایا کہ لے گل اندام قہرنگاہ اس مجرم کی حفاظت کو تھیں بلایا ہے آجکی شب اپنے مقام پر لیجاؤ اور با احتیاط رکھو کل شہنشاہ طلسم سے پوچھا کہ اسکو قتل کرینگے اس نازنین نے یہ سن کر عرض کیا کہ بہت خوب آپ اپنا سحر اتار لیجیے ملکہ نے سحر اتار لیا اُس گلابدن نے سحر سے بلور کو سحر کر کے تخت پر ڈال کر پرواز کی جب یہ جا چکی اسوقت ساحر کی صورت بنا ہوا برق قریب بارگاہ حیرت پہنچا اور منہ پتا چادر سے لپیٹ کر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تو یہاں صرصر موجود ہی مگر بلور نہیں سمجھا کہ تجھے عرصہ آئے گذر ملکہ نے اسکو زندان میں بھیج دیا ہوگا یہ سمجھ کر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ذرا ادھر تو آئیے مجھ کو آپ کہنا ہے صرصر نے دیکھا کہ ایک ساحر منہ پیٹے مجھے کھینچتا ہے کچھ اسکی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا اسرار ہے سوائے اسکے کہ ہاتھ چلی آئی برق نے باہر بارگاہ سے لاکر کہا کہ کو کب کے یہاں ہے ایک ساحر اس نے آ یا ہے کہ میں جا کر جسکے پاس قید ہوگی بلور کی اسکو پکڑ کر طلسم نور افشاں لیجاؤنگا چنانچہ میں جا سوس تھا خیر سنکر بھوکھو ہوئی کہ ملکہ صرصر نے کہیں اسکو قید نہ کیا ہو یافت انہی نے صرصر کے کہا قید اسکی گل اندام ساحرہ کو جو بحر میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتی ہے اور کوہ عجائب جہاں سے بانب شمال خیمہ منزل پر واقع ہے وہاں لیگی ساحر کو کب اگر وہاں جائیگا تو مارا جائیگا برق نے کہا فرمانا آپکا بجا ہی دیکھے تو ملکہ حیرت کہاں جاتی ہیں صرصر حیران ہو کر جانب بارگاہ دیکھنے لگی اسنے منہ پر ہاتھ بیوٹی بھرا پھر دیا کہ اسکو بیوٹی ماری ہوئی اسنے اٹھا کر بدوش پر لاوا اور چادر سے چھپا لیا رات کا تو وقت تھا بطور مخفی لشکر سے نکل کر صحرا میں آیا اور



ایک رختے صرصر کو باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا استانی بندگی صرصر نے پہچان کر برق ہو گیا ان دینے لگی اور کہا کہ موسے مجھ کو بیان لاکر تو نے کیوں باندھا ہوا ہے کہ استانی میں عیاری کرنے جاتا ہوں تم اس میں خلل انداز ہو گی پس جب تک میں بلور کو جاکر رہا کروں اس وقت تک تم بندھی رہو اس نے یہ سن کر ہر حیدر وادیا کی لکڑی سے نہ سنا اور چھوڑ کر اسی پتے پر صرصر نے بتایا تھا اراہی ہوا از بیکہ دندہ بہتے بچھلی رات باقی تھی کہ قریب کوہ عجائب پہونچا دہن کوہ میں عجیب طرح کا صحرا سبزہ زار نمونہ گلزار دیکھا کہ زمین پر ستاروں کی طرح بچھول کھلے تھے دہن ارض پر از گلہاے خوش رنگ تھا صحن صحرایہ سے ہمہ فلک نیلوفر بنایا تھا شبنم کی طرادت سے ہر گل موتیوں کا زیور پہنے مہکتے پھولوں کی عروس گلشن عطرین بسی باد صبا زلف معشوقہ سنبل کی خوشبو کو سون پہونچاتی چاندنی کھلی شبت کوہ کی چمک تابفلک پہونچی چشمہ ہائے آب کی لطافت و صفا چشمہ ماہ سے بڑھی ہوئی کہ بموجب نظم

کھلے ہر سو ہزاروں رنگ کے پھول	شگفتہ تھے وہاں سب ڈھنگ کے پھول
بہار افزا وہ بوٹے دار اشجار	بڑی پھولوں کی ان کی شاخ پر بار
بھرے حوض اور خوارے تھے جاری	تصدق ہر روشش یا دہاری

پہاڑ پر ایک جنگل پر تکلف سنگ مرمر کا بنا تھا سامنے جنگل کے چوتھرہ تعمیر تھا خوبی میں بے نظیر تھا اور سامنے چوتھرے کے ایک سیل بنا تھا اس سیل سے بلور کو گل اندام نے باندھ دیا تھا اور آپ چوتھرہ پر بیٹھ کر پہاڑ سے رہی تھی اور سیر شبانہ میں گلہاے بوتلون کی کرتی تھی اور میخواری کرتی تھی رات بھر جاگتی تھی برق نے دور سے اس کو دیکھ کر خیال کیا کہ یہ بیان رہتی ہے یقین ہے کہ کینزین وغیرہ بھی اسکی ہون لگدیکھا کہ یہ تنہا ہے کیونکہ اس نے بنا برا احتیاط کے لازم کو خست کر دیا تھا کہ آج تم اپنے گھر جا کر رہو قیدی کا پہرا میں اکیلی دون کی زیادہ لوگوں میں اندیشہ ہے کہ عیار نہ آجائے غصہ کہ جب برق نے اس کو پایا صورت اپنی مثال ایک نوجوان کس مرد کے بنائی زلف گرہ گیر کو بیچتا ہے بیکر خسار پر لٹکا یا پھرہ اپنا روشن بسان ماہ تابان بنایا دست و پا نہایت خوبصورت و طرحدار سینہ فرخ و ہموار حسین مبین نور آگین برنگ مہربین سواد زلف گر گہر شبتا رہے ہر چہ چشم ز کسی کو دیدہ آہو سے مثال دنیا عین خطا ہے چشم حور العین سے بہتر کہنا رواہی ہو چشم محراب بر میں آنکھیں چڑھائیں اس وقت مراد پائین لب علین کے سامنے لعل بخشانی کا رنگ بسان عقیق زرد رشک مرجان لبونکے سینے میں درو کہ بمقتضائے ابیات

رخ خورشید ہے پیشانی صاف	کین آئینہ مہ سے ہے شفاف
کیمیں آنکھوں کو جادو گر بجاہے	وہاں پر سامری کی قدر کیا ہے
ہر ن ایسے نہ ہونگے شوخ و چالاک	اڑاتے ہیں بھرے پانی میں دہ خاک
غم ابرو پہ محراب حرم خیم	بھرا ہے موبو شمشیر کا دم
صفت کیا عارض پر نور کی ہو	تصدق اس پہ ہین شمس و فردو

اس سراپاے حسن آگین سے درست ہو کر لباس شاہی و رقبائے فرانزدائی سے جسم مزین فرمایا مگر یہ نقشہ اپنا بنایا کہ بہت نہ جیب کا ہر نہ دہن کا تاریا تھی ہر جنون کا جوش ہر فصل بہار باقی ہے سرور بیان گریبان تابہ ان چاک ان تار تار غم سے سینہ فگار وحشی صورت سراپا حیرت خار حراہم نازک میں چھبے لب خشک چہرہ زرد کامل پر گرد مٹھ پر ہوا بیان ارض میں



آنکھوں میں تری حواس میں سراسر اتری اس طرح سے صورت عاشق زار و زرد لیدہ رو کی بنکر شکل اس ساحرہ کی دیکھ چکا تھا فوراً پارہ کاغذ اور اسباب تصویر کشی کسوت عیاری سے نکال کر غتیا عیاری جلا کر لمحہ بھر میں شبیہ اسکی کھینچی اور گریبان میں رکھ کر وہاں سے چلا اور سامنے اسی چوڑے کے جیسے گل اندام بھی تھی کچھ فاصلے سے زبرد درخت ٹھہر کر وہ آہ سرد کھینچی کہ سوز درون سے دل کوہ میں آگ لگا دی پھر سامنے بیٹھ کر پکارا کہ ابیات

تن زار میں روح خیران ہے تپ غم سے منہ ہو گیا ہے دھوان کیا عشق نے ایسا لا غرب مجھے حقیقت میں اب حزن ہر جان پر یہ دن آسمان نے دکھایا مجھے نہ مجھ سا بھی ہو گا کوئی بد نصیب	ملاقات کا دل میں ارمان ہے پڑا بھکتا ہوں صورت گلستان کہ چلنے میں آتے ہیں چکر مجھے مہیبت پڑے یہ نہ انسان پر شب ہجر نے ہے ستایا مجھے جدا اس طرح سے ہو جب کا حبیب
--	--

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے تصویر گریبان سے نکال کر سامنے رکھی اور اس طرح بلک کر رویا کہ دل سنگ آب ہوتا تو عجب نہ تھا کتنا تھا کالے پری پیکر و فریب رتیرے ہشبیہ کے فراق میں اب زندگی شاق ہے کہ ابیات

روے زیا کی یاد ہے دن رات آپ کے ہجر سے خدا کی قسم لذت ہجر سے نہ تھے آگاہ اشک حبس وقت باندھتے ہیں تار عشق کا کھیلتا ہے سر پہ جن رات کٹتی ہے سخت مشکل سے	آنسوؤں نے لگائی ہے برسات زندگانی ہوئی ہے مجھ کو وصل کے شوق میں ہے نالہ و آہ صد رقی کرتا ہوں موتیوں کے بار ہمے دو دو برس ہر ایک اک دن بغض ہے روز ہجر کو دل سے
--	---

اس تصویر سے یہ کہتے کہتے یکایک غشی طاری ہوئی اور تصویر سینہ پر رکھ کر بیہوش ہو گیا از بسکہ چاندنی رات تھی گل اندام سامنے سے دیکھ رہی تھی اور اس کے کلام درد آگین سن کر اسکو اپنا یاد آیا تھا اشک حسرت بہاتی تھی اور جانتی تھی کہ شخص کسی کا عاشق صادق ہر ایک کے فراق میں دوتا ہوا اور اسکی تجوین پھر تار ہوا اس طرف آگیا ہوا اور یہ کاغذ اس کے ہاتھ میں شاید نامہ اس کے معشوق کا ہر اب جو غیش ہو گیا اسکو تانے آئی سمجھی کہ یہ عاشق بیچارہ شاید مر گیا جی سے صدمہ ہجر اٹھا کر گذر گیا یہ سمجھ کر اٹھی کہ چکر قریب سے دیکھ تو یہ کون شخص ہوا اور یہ کاغذ اس کے پاس کیسا ہوا اس ظلم کا رہنے والا ہوا بیرون ظلم سے ملک و مال اپنا چھوڑ کر تلاش میں نکلا ہوا بس وہاں سے قریب تر آئی یہاں اس عاشق کا یہ حال دیکھا کہ

فروغ حسن سے ہے دشت روشن نہیں جنبش کسی حصو بدن کو نہ فرصت دی نگاہ قہر زانے	زمین ہے ہر طرف کی برق خرمین اگر کچھ ہے تو کچھ لب کو دہن کو کسی کی جان لی تیغ ادا نے
---	---











قتل ساحرہ مذکورہ سے باخبر کیا حیرت اس خبر کو سنکر رونے لگی اور کہا یہ صاحب میری میکے سے میرے ساتھ آئی تھی شہنشاہ  
ساحران تو ان نکور امونکو سزا کبھی نہ دینگے میں اپنے میکے والوں کو بلا کر انکا سر کچلواؤنگی یہ ہوسے سب بہت سر چڑھے ہیں یہ کہہ کر  
ایک عرضی اپنے باپ حیات جادو کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے پدر عالیقدر حضور اس کینز سے کیون بخیر ہیں میرے شوہر کے چند  
ذکر بگڑ کر ایسا کچھ فتور کر رہے ہیں پشتہ رنگین حصار پر میں بمقابلہ اُن نکور امان اتری ہوں کل میری ایک صاحب رڈانی گئی بنابر  
اُسکے اپنے حال سے حضور کو اطلاع دیتی ہوں کہ بھلا اگر دیکھ جائے شاید میں زندہ بچوں یا نہ بچوں بہن ملکہ بہار بھی ساتھ چھوڑ گئیں  
اور شریک باغیاں تہناب میرا یہاں کون ہی زیادہ تسلیم یہ عرضی لکھ کر ایک خواص مسروقہ قامت جادو کے حوالے فرمائی کہ  
شہر حیاتہ میں لیجائے اور میرے باپ پاس پہونچائے خواص مذکور بہت قدیمی ہی رہا پ وغیرہ کو ملکہ موصوفہ کے جانتی ہی عرضی  
سیکر روانہ ہوئی اور شہر حیاتہ میں پہونچی اس شہر کے قریب یک طلسم حیاتہ نام بھی ہے کہ اُسکی حکومت بھی حیرت کرتی ہے مگر  
انتظام اُسکا اپنے باپ کے سپرد کیا ہے حال طلسم مذکور بدقت فتاحی طلسم بیان ہوگا اُسوقت کینز عریفہ لیے دارالارۃ شاہ  
بن آئی حیات تخت شاہی پر بٹھایا تھا کینز نے تسلیم کی اُسنے پہچانکر کہا اے مسروقہ قامت کہ میری دونوں لڑکیاں  
راحت جان تو اچھی طرح ہیں کینز نے عرض کیا کہ حضور بڑی صاحبزادی نے آپکی تسلیم کی ہے اور یہ عرضی بھی ہے اسنے عرضی لیکر  
پڑھی اور مضمون سے واقف ہو کر بہت غضبناک ہوا کلمات لات و گزات زبانی لایا کہ ان نکور امونکی ب یہ لیاقت ہوئی کہ  
میری بیٹی کو ستایا اور اس چھو کری کو یعنی بہار کو بہکا کر اپنا شریک کیا دیکھو تو میں چلکر کیسی سزا سے سخت تیتا ہوں فی الجملہ  
بہت کچھ بیک کر جواب عرضی لکھا کہ بیٹا تم گمراہ نہیں میں اس تاریخ کو بھلاے پاس آؤنگا وہ جواب کینز مذکور لیکر اور خلعت پا کر  
حیرت پاس آئی اُسنے جواب معلوم کر کے طائر سحر مقرر کیے کہ خبر آمد پدر سے اطلاع دین ادھر حیات نے بعد جائے کینز کے  
چشمہ جادو اپنے سپہ سالار سے حکم کار سازی لشکر دیا سپہ سالار نے افسران لشکر کو مطلع حکم شاہی کیا فوج میں قربانی  
طلب سفر پر چوب پڑی ساٹھ ہزار ساحر نامی و نامور اسباب سحر سازی سے درست ہو کر اور آلات جنگ جسم پر لگا کر تخت  
وسوار یہاں سے سحر پر چڑھ کر عازم سفر ہوئے چالیس ار در پر بارگاہ شاہی بارہ ہوئی تخت چار ارڈ ہوئے کھنچا اسپر حیات اور  
سال اور گول کے شعلے منقلماے آتشین پراڑنے لگے دھوان ایسا بلند ہوا کہ سب لشکر چھپ گیا روے ہوا تاریک تھا  
آسمان پر سوائے زاغ وزغن و طائر ہائے سحر اور کچھ نظر آنا دشوار تھا صدائے نقارہ و نفیر سحر سے گنبد فلک کو بجا تھا  
ہوا میں غمروش پیدا خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے جب قریب لشکر و خیر خود پہونچا اسکو طائر ان سحر نے آمد سے اسکی باخبر کیا وہ  
خود مع اپنے افسران لشکر و کینز ان غیرہ کے سوار ہو کر بہر استقبال کسی کو س اپنی جگہ سے آئی از رہا پ کو دیکھ کر پیادہ ہوئی  
وہ بھی سواری سے اتر بیٹی نے تسلیم کی اُسنے سر جھپاتی سے دگا یا پیشانی چوی چہر تخت پر برابر اپنے بٹھا کر چلا اور داخل لشکر ملکہ مذکور  
ہوا اپنے لشکر کو اتر دیا بارگاہ نصب ہوئی آپ بارگاہ ملکہ میں آکر برا تخت پر بٹھیا ساقی خوش دا حاضر ہوئے اور مٹھی خوش نوا  
ساز عشرت حاضر لائے جلسہ جنگ رہا ب صحبت جام و شراب گرم ہوئی جاسوسان فوج مہر سب خبریں ریانت کر کے  
سانتے ملکہ موصوفہ کے آئے اور بعد عادت نا کے عرض کیا کہ پدر ملکہ بہار اس طرح آئے ہیں یہاں بھی ہنگامہ عشرت گرم تھا اس  
خبر کو سنکر مہر کی رنگت زرد ہو گئی بہار نے کہا والد کا مزاج شرکا نہیں یہ سب فساد بہن صاحب کا ہماری ہر پراہہ کافر



ہم سلمان نہ وہ ہمارے باپ ہم انکی مٹی بروقت مقابلہ سمجھ لیا جائیگا پلو رنے کہا آپ لوگ کوئی مقابلہ نکون میں جاننا کر  
 کرونگا کہ فرستہ شاہ کو کب اسلئے ہوں برق عیار جو ہمراہ پلورا آیا ہر شریک محفل تھا گویا ہوا کہ پہلے ہم تو جا کر دیکھ آئیں کہ کون  
 آیا یہ یہ کمرٹھا مہر خ نے اٹھ کر اس پر لیا کہ ایسا غضب کزاحیات بہت بڑا ساحر ہر دہان جانا اچھا نہیں اسنے جواب دیا کہ اسطہم  
 میں چھوٹا سا حرکون ہر ہمارے نزدیک بڑا چھوٹا سب یکساں ہر خدا مالک ہے یہ کمر چلا ملک نے پہلے اسے سحر ساٹھ کر دیے کہ اسکی خبر  
 مجھے پہونچائے رہیں غرض کہ برق ساحر نیکر داخل شکر حیرت ہوا یہاں ہر کہ وہ بہر ملازمت حیات بارگاہ میں جاتلھا  
 یہ بھی انھیں میں ملکر بارگاہ میں آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر سیر دیکھنے لگا اسلئے حیات نے اسطہم نگاہ کی کہ جہڑیہ  
 کھڑا تھا برق کی آنکھ سے آنکھ ملگئی یہ سمجھ گیا کہ اُسے تجھے پہچانا چاہا کہ نکلیا اون دیکھا تو زمین پاؤں پکڑے ہر ناچار کھڑا رہا  
 اسین حیات نے دوبارہ اُسکی جانب کھنکھار کہا کہ لے برق تم ہمارے گھر میں آئے ہو آؤ بیٹھو شراب پیو تمھیں کیا مارین  
 کہ تم مہمان ہو برق بولا کہ بہت خوب حاضر صرصر نے اسکی آواز سکر اسکو دیکھا اور کہا اسے بادشاہ یہ بڑے حرام ملے  
 عیار میں آپ انکو مار ڈالیے تو بہتر ہو مہمان نہ بنائے برق نے کہا تے تو استانی ہم نے کوئی حر مزدگی نہیں کی اب ستاد ہمارے  
 اگر حر مزدگی کریں گے یہ کمر جانب حیات چلا دیکھا کہ اب زمین نے پیر چھوڑ دیے یہ جا کر قریب اُسکے کرسی پر بیٹھا اسنے دیکھا  
 کہ میری دختر مہار کیسی ہے اُسے کہا یہاں سے لاکھ درجہ اچھی طرح ہیں اسنے ہنس کر جواب دیا کہ تمھیں لوگوں نے تو بہکا یا ہر اچھا اب  
 جاؤ اور اپنی فکر کرو ہم کسید طرح غافل نہیں ہیں برق نے کہا ہم ہوشیار کو غافل بنا دیتے ہیں اچھا اب بیکھیں تم کیسے ہوشیار ہو  
 یہ کمر باہر بارگاہ کے آیا اور اس صورت کو جو پہلے بنائی تھی بدلا اور صورت پر نیکر ہیئت ساحر معزز داخل بارگاہ ہوا  
 پھر وہی کیفیت ہوئی کہ زمین نے پاؤں پکڑ لیے اور حیات نے اسکی طرف دیکھا اُسے کہا ہم تو اسلئے آئے تھے کہ اول مرتبہ ہی  
 ملاقات سے آسودہ ہوں تھے پھر جا کر مل آئیں اپنے یہ بندش فراموشی کہ زمین نہیں چھوڑنی صرصر نے اسکی تقریر سکر کہا کہ  
 موسے تیری باتیں میں خوب جانتی ہوں اسوقت کیسا غریب بن گیا ہر حیرت نے جواب اُسکے کہا کہ لے صرصر تو کیوں  
 جلی کٹی کرتی ہو برق نے کہا حضور یہ استانی ہر استانی تو دانہ گھوٹے کا دلو آئیں یہ کمر عیار ہ سے کہا کہ  
 استانی بولو گی تو تاک تمھاری بچگی یہ سکر عیار ہ کو سننے لگی کہ موسے سامری تجھے غارت کرے تیرے اوپر تھا کا غضب ٹوٹے  
 تیری استانی پر حشید کی بار برقی نے کہا حضور منع کیجیے یہ کمر کرسی پر آکر بیٹھا اور کہا استانی ہارج ہوگی نہیں تماشہ ہم کھاتے  
 حیات نے کہا کیا تماشہ دکھلاتے کہا ایک ہوائی ایسی داغنے کہ اُسکے دھوئیں سے دن کی رات ہو جاتی ہے اس تارکی میں  
 وہ آتش بازی چھوڑے کہ کبھی چشمہ پریلک سے بھی نہ گزری ہوئی حیات بولا کہ اچھا دکھاؤ تماشہ صرصر نے اپنے دل میں کہا کہ اب  
 قضا اسکی آئی ہے آخر ناچار ہو کر منت کرنے لگی کہ حضور اس عیار کی باتوں پر نجائے یہ بڑا فقرے باز ہر حضور کے دشمنوں کو  
 ضرر پہونچائیگا حیات نے اُسکے بار بار دخل دینے سے غصہ ہو کر حیرت سے کہا کہ یہ کون ہے ادب ہر جو دمیدم ہمارے  
 کلام میں خیل ہوتی ہے خالد اسکو صرصر یہ سکر آپ ہی بارگاہ سے نکلی کہ معلوم ہوتا ہے قضا ملک کے باپ کی بیان ان کو  
 لائی ہر غرض کہ بعد اُسکے جانیکے اور لوگوں کو اپنے لشکر سے حیات نے بلالیا کہ آؤ تماشہ دیکھو چشمہ حاد و سہ سالار بھی یا برق  
 نے جب سب جمع ہو چکے اٹھ کر ایک ہوائی داغ جانب سمان چینیکی ہوائی سے بجاسے ستاروں کے سیاہی کرنے لگی اور دھواں



تمام بارگاہ میں پھیل گھٹا بالکل اندھیرا ہوا اُس نے پکار کر کہا کہ دیکھیے اب تشازی چھوڑنا ہوں یہ کمر بانیج سات حقہ بہوشی نکالے اور حسرت کر کے قریب تخت ملکہ گیا ایک حقہ منہ پر حیرت کے مارا کہ وہ اور یا پُ سکا دونوں بہوش ہوئے چشمہ اپنی جگہ سے اٹھا کہ یہ عیار اس اندھیرے میں کیا وزن دکھاتا ہے یہ کیا سبب جو ملکہ اور پدر اُسکا گرے ہیں پس جیسے ہی یہ اٹھا دھواں تمام بارگاہ میں گھٹا تھا وہ سب بہوشی لود تھا یہ اُٹھتے ہی گرا اور سب اُٹھ رہے تھے بار چھینکیں مار مار کر بہوش ہو گئے برق خنجر کھینچ کر چلا کہ سب کے سر کاٹ ڈالوں مگر دیکھا کہ حیرت بہوش ہوتے ہی زمین میں سما گئی اور ساحران معزز کنبی میں زمین سے اُٹھ کر کچھ بن نہ پڑا حیات و چشمہ ہنوز زمین میں ننگے تھے انکو اٹھا کر اسے پشت پر لاد اکیلے چلا کہ یہ بھی ہاتھ سے کھلیا نینگے تو مفت محنت جابگی بیان ٹھہرنا بھی بچا ہے کہ حیرت زمین سے نکل نیکی غرض کہ عیار کو بشتارہ لاد نیکی عادت ہوتی ہے یہ دونوں لیکر بارگاہ سے باہر نکلا صورت تو بدلے ہوئے پہلے ہی سے تھا جس نے اس ہدیت سے لشکر میں اسکو دیکھا روکنے کا قصد کیا اسے کہا بھائیو نکلو و کو بارگاہ میں عیار نے آکر سب کو بہوش کیا ہے میں ٹھہرتا تو بہوش ہو جاتا نا چارہ انکو لیکر بھاگا ہوں کہ قتل نہو جائیں تم جاؤ اور وہاں کی خبر لو ساحر جانب بارگاہ دوڑے کہ ایسا نہو افسر ہمارے قتل ہوں لیکن جو بارگاہ میں گیا دھوئیں کے سبب بہوش ہو گیا اور یہ لشکر سے انکو لیکر نکلیا ادھر تیلوں نے سحر کے مہرغ سے بیان کیا کہ برق ساحران مذکور کو پکڑ لیا ملکہ دستور یہ خبر سن کر اٹھی کہ ایسا نہو عیار کو کچھ ضرر پہونچے ہمارے کہ تم لشکر سے خبردار رہنا اور آپ اُٹھ کر روانہ ہوئی ادھر برق ساحر کو لادے لشکر سے جب درنگ کیا ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا دونوں زمین پر کھل چاہا کہ قتل کروں بچا کُن میں سے ایک پتلا پیدا ہوا اور برق کو اُسے گھورا اُسے گھورنے سے برق بے ساختہ رہا کہ بھاگتے سکا اور اسے ساحر و نکو ہوشیار کر دیا آپ غائب ہو گیا انکی جب آنکھ کھلی عیار کو دیکھا ایسا سحر ٹھہرا کہ وہ زمین پر گر کر لوٹنے لگا انھوں نے چاہا کہ پکڑ لیا میں مہرغ یہ باجرار دے ہوا سے دیکھ رہی تھی اُسے ایک تیرا تیشین سحر کارا از بسکہ یہ دونوں ساحر غافل تھے وہ تیرا کر حیات کے بازو پر لگا اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو اُس تیرے پچنا دشوار تھا یہ ساحر زبردست تھا اُسے سحر چڑھا کہ تیر بازو سے نکلا مگر درد پیدا ہو گیا اور زخم کاری کھایا مہرغ نے دوبارہ نعرہ کر کے پھر تیرا چشمہ نے سحر چڑھ کر بھونکا کہ وہ تیر کٹ کر الگ گرا پھر حیات نے ایک تیر سحر کارا ملکہ نے رد سحر چڑھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور تیر روک لیا پھر چشمہ نے ایک ناریل مارا ملکہ بزدل سحر حسرت کر گئی ناریل دامن پر پڑ کر زمین پر گرا دامن میں آگ لگی ملکہ نے خیال کیا یہ آگ خست خست جلا دی گی یہ سوچ کر جلد تر بزدل سحر زمین میں غرق ہو گئی اور تہہ زمین پر ٹھہر کر دامن کی آگ بجھائی پھر زمین سے پشت چشمہ کی طرف نکلا کہ ایک نارنج سحر مارا جب تک کہ سنبھلے اور پھرے اسوقت تک نارنج پشت پر پڑ کر زمین پر گرا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہیں اگر کوئی اور ہوتا تو نارنج پیچھ کھڑے دینا نارنج تو زمین پر گرا اگر اُسکے بھی زخم کاری لگانا بھی کہ یہ ساحر بی نظیر ہیں بارے خجائینگے زخمی ہو چکے ہیں وقت فرصت ہے تو اپنے عیار کو بچل یہ سمجھ کر ایک گولا فولادی ورا مارا ساحر اسکے رد کرنے میں مصروف ہوئے یہ پنجہ میں دایم برق کو اڑ گئی اور جانب لشکر چلی ادھر حیات و چشمہ نے باہم صلاح کی کہ لشکر میں جانا صلاح نہیں اسلیئے کہ عیار نے سر بارگاہ ذلیل کیا اور اب خفی بھی ہوئے جو اس حال کو سنیکا کہیگا کہ ایک ساحر نے دونوں کو زخمی کیا اور عیار کو لگی اُن سے کچھ نہو سکا پس مناسبت نہیں کہ وہاں جا کر سکی نظر زمین حقیر ہوں چشمہ نے کہا یہاں سے کچھ دور



ایک میری دوست ساحرہ تھی کہ نام اسکا حصار جادو اس کے یہاں چل کر آرام فرمائیے اور مریم چل کر زخم اچھا کر کے لشکر میں چلے  
 حیات نے کہا یہ تدبیر معقول ہے اچھا چلو غرض کہ دونوں اسطرت روانہ ہوئے یہاں برق کو مہر خ شکستہ لائی اور بارگاہ میں  
 اتارا بہت تعریف سب نے حال سن کر کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسے ساحر و تلو کو پکڑ لگئے برق نے کہا میں انکی تلاش میں پھر جاتا ہوں  
 یہاں کہ روانہ ہوا طر حیرت غیرت میں سب نکلے دھوان بیوشی کا بلند جو تھا موٹو ہوا سب اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے مگر حیات  
 و چشمہ جو چلے ایک صحرا سے سبزہ زار میں پہنچے وہاں قرآن سیر کر رہا تھا اس نے انکو دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بن کر کچھ ہی  
 دور یہ وہاں سے بڑھے تھے کہ اُس نے آکر انہیں سلام کیا وہ مستفسر ہوئے کہ تم کون ہو اُس نے کہا کہ بندہ سامری ہوں اسی جنگل میں  
 رہتا ہوں محتاج ہو کر تلاش روزگار ہی آپکو بادشاہ صورت معلوم کر کے حاضر ہوا ہوں کہ شاید اودھ میرے لئے کا سہارا ہو جائے  
 ساحران مذکور اسکی بات منت آمیز سن کر خوش ہوئے اور کہا اچھا آؤ یہاں سے ساتھ چلو ہم نے تمہیں لو کر رکھا عیار مذکور نے کئے ہمارے  
 چلا اور وہ وہاں سے ایک بلخ کے قریب پہنچے انکے حصار جادو وہاں سے طائران سحر سے آدانی سنی باغ کے باہر  
 پیشوائی کو آئی اور انکو لیکر داخل باغ ہوئی یہ باغ بہت پر بہار تھا جو نہال تھا وہ شہوار تھا جو گل تھا وہ خوشبودار تھا معطر کن  
 دماغ عنادل بہ پھول پر تصدق بلبل کا دل بیچ باغ میں قصر عالی شان بنا تھا جملہ سامان راحت مہیا تھا ساحرہ نے وہاں لاکر  
 عمارتوں کو ٹکھایا جام بادہ احرار کا دور چلنے لگا قرآن بھی ساتھ آگیا ہر بطور ملازمان باغ میں مالکون سے الگ ٹھہرا ہا حیات و  
 چشمہ نے مریم سیاہ شب کا جسم پر چڑھایا کہ بیت شب مہتاب کے چمکے ستارے + کھلے گل کی روش گردون یہ تارے  
 شام کو اکل و شرب فارغ ہو کر دونوں ساحر آرام پذیر ہوئے حصار نے سوتے وقت ورق سامری کے دیکھے معلوم  
 ہوا کہ غافل نہ رہنا عیار گھات میں لگا ہوا ہے یہ معلوم کر کے اس نے سحر طر حصار کر دیا اور وہی قرآن بھی ایک صفحہ میں کچھ  
 میوہ وغیرہ کھا کر لیٹا جب آدھی رات سے زیادہ رات گئی اٹھا کہ سکو بیوش کر دن دیکھا تو باغ میں بالکل اندھیرا ہو گیا وہ مکان جہاں  
 ساحر سوتے ہیں نظر نہیں آتا یہ سمجھا کہ یہ شکر کا ہرنا چار پھر لیٹا ہوا اور بعد کچھ دیر کے پھر اٹھا دی ماجر پھر گذر اکہ اندھیرا نظر  
 آیا قصر کا پتہ نہ پایا ایسے سے قصر دکھائی دیتا ہے روشنی معلوم ہوتی ہے یہی ہنگامہ رات بھر ہا جسوقت دیدہ روزگار سے تباہی کی  
 ظلمت شب دور ہوئی اور دیدہ شہر نور ہوئے کہ بیت کوئی پیش نظر ٹھہرے نہ تھی تاب + ہونہاں نظر سے نجم و مہتاب صبح کو  
 ساحر بیدار ہوئے اور برائے تفریح طبع باغ میں لب نہر آکر بیٹھے پانی سے ہاتھ منھ دھونے لگے قرآن بھی سامنے گیا اور  
 سلام کر کے پشت بڑا دبا کر ٹھہرا جب انکو مصروف تماشاے آب اُس نے دیکھا سمجھا کہ یہی وقت ہے مارا انکو یہ سوچ کر پیچھے  
 نوکڑا ہی تھا بغدہ کمر سے نکال کر بارانگر حبیبی ہی بغدہ قریب اُنکے سر کے پہنچا ایک خمیر خند پیدا ہو کر حائل ہو گئی بغدہ زخمیر سے  
 پڑا کہ وہ کٹی اسنے جی داری کر کے فوراً دوسرا بغدہ مارا ابکی سپر فولادی پیدا ہو کر سر ساحران کی تپا ہو گئی ساحرون نے جو یہ  
 معرکہ دیکھا چاہا کہ اُسکو گرفتار کرین قرآن بھی سمجھا کہ تم گرفتار ہوئے پس اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک لٹ اس زور سے ماری کہ  
 حیات و چشمہ کنارے نہر کے تو بیٹھے ہی تھے پانی میں گرے حصار انکو بھالنے میں لگی قرآن بھاگ کے اُسی باغ کی  
 ایک کوٹھری میں جا کر چھپے یہاں یہ دونوں نہر سے نکلے اور کہا ہم اس جگہ نہ ٹھہرنے لگے ہر چند حصار نے روکا مگر نہ سکے  
 اور طائران سحر چڑھ کر جانب لشکر حیرت کے بعد اُنکے جانب سے حصار نے سحر طر بھاگ کر ایک رخت سیب کا باغ میں پھٹا اور



ایک پتلا سرخ آئین سے نکل کر سامنے آیا اس پتلے سے اُس نے پوچھا کہ جسے ہم پر حربہ کیا یہ کون تھا اور کہاں ہر پتلے نے کہا قرآن  
عیار ہمارے حیات و چشمہ آیت تھا اسے حربہ کیا تھا اب بائیں جانب دیوان باغ کے جو کوٹھری ہر آئین ہر یہ حال پتلے سے سکر  
انے پھر پڑھا کہ پتلا اسی درخت میں چلا گیا آئین سے ظاہر ہوا تھا اور آپ ٹھکراس کوٹھری کے قریب آئی قرآن نے  
روزن در سے اُس کو آنے دیکھا پٹ سے مل کر کھڑا ہوا اسے اگر جیسے ہی کوٹھری میں جانے کیلئے سر ڈالو قرآن نے بعدہ مارا کہ  
سر ٹکڑا دوں اگر اس سر نے ایک تہقہ مارا قرآن کوٹھری سے نکل کر بھاگا کہ یہ قحبہ تو مرے پر بھی ہنستی ہے مگر جب باہر نکلا دیکھا ایک  
طرف تو سر قلم کیا ہوا لاشہ پڑا ہر اور دوسری جانب ملکہ حصار زندہ کھڑی ہر اور اسے اس کو بھاگتے دیکھا ایک انہ ماش کا مارا کہ پاؤں  
اُس کے زمین نے پکڑ لیے اور اُس نے کہا اے قرآن جو کوئی تجھ کو مارتا تو اس کو بھی قتل کرتا تو نے مجھ کو کیوں مارا اب بھاگ کر کہاں جا گیا  
قرآن کے پاؤں تو زمین پکڑے ہی تھی اس نے اپنے تئیں اس طرح زمین پر گرا دیا کہ جیسے کسی کو غشاں تا ہر دانت میٹھ گئے آنکھیں پھر گئیں یہ  
حالت دیکھ کر ساحرہ اُس کے قریب آئی اور بغور اس کی کیفیت دیکھنے لگی کہ یہ کیا اس کو ہوا جب ہ اُس کے دیکھنے میں محو ہوئی اس نے  
ہاتھ پڑھا کر گردن اس کی زور سے تھامی اور اپنے آگے گھسیٹ کر ایک ہاتھ منہ پر رکھا کہ سحر نہ کر سکے ساحرہ بہت تر پی جب نہ  
چھوٹ سکی ہاتھ سے زمین پر اسے لکھا کہ اگر مجھ کو ہا کر دے تو میں اطاعت کروں قرآن نے اس کو چھوڑ دیا۔ اُس نے رہائی  
پاکر اپنے مقام پر جا کر اوراق حبشہ دی نکالے آئین دیکھا کہ اس عیار کو میں قتل کر سکتی یا نہیں اوراق میں یہ نکلا کہ یہ عیار  
ہر از ہر دستہ اگر اس سے سرکشی کی تو یہ تجھ کو مار ڈالے گا غلبہ سپر کی طرح نہ ملے گا مناسب ہے کہ اس سے آشتی کر یہ حال معلوم  
کر کے اُس نے سحر پڑھا کہ قرآن زمین سے چھوٹا اسے کہا کہ لے مہتر جائے آپ نے مجھ کو چھوڑ دیا تھا میں نے آپ کو ہا کر دیا قرآن  
نے کہا اس وقت تو برابر ہوئی مگر اور دفع کیا کر گئی یہ کھر بارغ سے نکلیا اور پھر دوبارہ پھر کر بارغ میں آیا اس نے پوچھا کہ اب کیوں  
آئے کہا اے ملکہ قوڑی سی شراب بہن دو کہ ہمارے پاس ہو گئی ہو اُس نے الماری کھول کر گلابیان شراب عمدہ کی نکالی قرآن  
نے بھی ایک گلابی آغشتہ ہر دے بیوشی کمر میں بطور مخفی رکھ لی تھی جب ہ بوتلین شراب کی لائی کہ مہتر صاحب لیجیے اس نے کہا  
اے ملکہ وہ جو کنٹر سبز رنگ کا ہر آئین کی شراب بھی قوڑی سی ملا دیجیے وہ اٹھی کہ کنٹرے آؤں جب سکی پشت سکی طرف ہوئی  
انے ان بوتلوں میں سے ایک تل اٹھا کر چھپائی اور اپنی بوتل سی رنگ کی آئین ملا دی جب ہ کنٹرے آئی اور کہا لیجیے یہ بھی  
حاضر ہر اس نے کہا اے ملکہ اگر تم خفا نہ ہو تو ایک بات کہوں اسے کہا فرمائیے اُس نے کہا تم ہراری دشمن ہو بدین سحاظ اگر س  
بوتلوں سے ذرا ذرا سی شراب چکھو تو مجھ کو طمینان ہو جائے اور میں لیجاؤں اُس نے منہ کر کہا کیا مضائقہ ہر اور جام میں  
سب گلابیوں سے قوڑی قوڑی شراب مل کر آپ پی پیتے ہی بیوش ہو گئی قرآن نے زبان میں اس کی سوزن دیا اور ستون  
سے باز دھک پڑھا کہ کیا جیہ اس کی آنکھ کھلی قرآن نے کہا اب کہو کس عالم میں ہوا اسے اشارہ کیا کہ مجھ کو چھوڑ دو تو کہوں میں ہی  
تم سے نکر دوں گی اس نے پھر اس کو رہا کیا اُس نے کہا اے عیار نامدار جا تا میں نے کہا آپ میرے درستان روزگار سے ہن میں نے آپ کی طاعت  
کی آپ جانیے میں موقع محل دیکھ کر آپ کے لشکر میں آؤنگی قرآن نے اقرار طاعت اسلام لیکر وہاں شراب غیرہ بی پھر خست ہو کر  
راستہ پکڑا اور اپنے لشکر میں آکر سارا حال کہا

داستان آنایات جادو کا لشکر میں اور طبل جنگ بجوانا مقابلہ بلور سے کرنا اور



کوکب کا آکر بلور کی مدد کرنا پھر بھینا افراسیاب کا سا حیران نامی کو بہر جنگ اور  
مغلوب ہونا تہرخ کا مدد بھینا شاہ کوکب کا اور آنا ملکہ سیلان بن اختر جادو کا  
مقابلہ لشکر افراسیاب میں اور فتح پانا بعد جنگ سیار کے پھر گرفتار ہونا تہرخ کا  
افراسیاب کے سحر اور قید ہونا حیرت کا سحر کوکب کے اور جانا طلسم  
کوکب میں الملوک

<p>تجھ پر عاشق میں ساقیا ہوں اختر گل باغ خوب روئی لڑنے کو چلی ہے باصد انداز ساقی گلشن کا ہے نیارنگ جیسے ہوں سپاہی صفت کشیدہ کانٹے خنجر ہیں بے تامل برن لائے کی باڑھ اُگی ہوئی ہی ہر شاخ ہے عکس گل سے گلگون استادہ ہیں سرو باغ تن کر شمشیر نظر سے زگس مست نہروں میں ہے آب مردم فوج ہے ابرچمن ہوا کے بردوش رن میں کڑکا ہوا ہے آغاز سرنج کے ہوں ترا خریدار دکھلاؤں ہزار جو ہر تیغ ہے بلبل حنا مہ یوں دعا گو اے جاہ بسیار باغ مضمون</p>	<p>ساقی ساقی ہی کہہ رہا ہوں رونق دہ گلشن نکوئی ساقی درمیکدہ کو کر باز شاہنشاہ گل ہے بر سر جنگ یوں سبزہ باغ ہے دمیہ ہتھیار لگائے ہے ہر اک گل جیسے پلٹن جمی کھڑی ہے یا گل کی سواری کے ہین گلگون ہوں جیسے ڈٹے کھڑے دلاور تیار ہے جنگ پر سردست شمشیر بکف ہر ایک ہے مورخ یا باد صبا ہوئی ز رہ پوش یوں خندہ گل کی پھیلی آواز ساقی ہے شراب مجھ کو درکار بر سے مضمون تسلیم سے جون میخ یارب باغ سخن ہرا ہو + نظارہ گل بجن تو اکنون</p>
---	---

بسلان تیغ ابدار و مذہب و جان خنجر حفا جب جو بان عرصہ عاشقی۔ و مبارزان میدان مطلوبی صفحہ تحریر کو فریخ آفتاب  
مضامین سے رشک پہر برین اسطی بناتے ہیں اور اختر طالع فسانہ بیان زرین سے اسطی چمکاتے ہیں کہ



حیات بد صفات پدر حیرت بد سیرت رخصت ہو کر حصار سے جب لشکر میں آبادی بھر مصروف بخوار رہا جب آفتاب حیات فروغ نہر مغرب جمات میں غروب ہوا اور حیات تازہ تنویر شمعہا سے محافل پہنچتی کو اکب کو خلاق دہر نے عنایت فرمائی

کہ اتنے میں چھپا وہ جلوہ روز  
ہوئی روشن ہر اک شمع شب فروز  
چھپے آنکھوں سے لطف دور و نزدیک

بل ہنگ بک حیات ہا ہنگ بجا جاسوس خبر لیکر ہرخ مالا کر کے اگر قد بوس ہوے ملکہ موصوفہ نے خبر نوخت کو سحر جی منکر جانب سرداران نگاہ کی بلور نے عرض کیا کہ کچھ تردد نہ فرمائیے غلام بہر جان شہری حاضر ہو میرے نام پر بل رزم بجو ایے ملکہ نے اسکی ہمت پر آفرین فرمائی اور نفیر سحر بجائی ہزار ہا نقارہ لشکر میں بجلیا زلزلہ دشت نبرد میں بجلیا ہر ایک ساحر نامی سحر تیار کرنے لگا دم انسر کی محبت کا بھرنے لگا ہرخ جب اخل شہستان ہوئی سحر خوانی کرنے لگی ملکہ بہار نے اپنی بارگاہ میں آکر یہ سحر کے چہار جانب دانہ کیے تیلیان کاغذ کی کاٹ کر گستا پھو لوں کا پہنا کر تخت کا قندی پہنچا کر سحر طے ہا کہ وہ جانب فلک اڑ گئیں اسطرح زلزلہ و لرزان وغیرہ نے تدریج میں لشکر میں ڈمر و بجا کیا ہنگانون نے ہوم کیا سیر ہر ایک ہنسا کیا بھینسے بھینٹ میں چڑھے کلاو بیرون نے آدمی کے کپڑے تدریج میں لیے چھوڑ کر چار سمت صدا بلند تھی جوت کا دیا جب جلتا ڈھولا جھومتا پون کھیلتی مارنھ سے نہ بولتی ساحران متا کرتا دہائی بونا چاری کی دیتا بہر صورت اقرار اطاعت لیتا ساحر و نہیں یہ ہنگامہ تھا اور تلوار لڑنے والوں کا عزم بہادرانہ تھا کوئی ہتھیار صاف کرتا دم شجاعت کا بھرتا کوئی بوچھونکو تاؤ دیتا نام کر جانے پر مرتا خلاصہ یہ کہ رات بھر ایسی ہی غلطی برپا رہا جب طلعت حیات خیاط قدرت نے شہنشاہ خاور کیلئے قطع فرمایا اور جامہ ہستی کو اکب پہر چاک چاک ہوا کہ ایات

سحر گر خردش آمد از کرتا سے  
پہر را چور و اندر آمد بروے  
ز انبوه اسپان گرد سپاہ  
برآمد یکے یاد و گرد کبود  
ز خفتان و از خنجر ہندوان  
ز ساز و زگردان ہر دو گروہ  
دور دی سپہ بر کشید نہ صفت  
بہ پیش سپہ آوریدند پیل  
سواران جنگ از پس و پیش و پیش  
ہم از کوس روین دہندی در اسے  
جہان شد پر آواز پر خاش جوے  
بہ پیشہ درون شیر گم کردہ راہ  
زمین ز اسپان ہنچ پیدا نبود  
ز اسپ و ز آلات و برگستان  
زمین ہنچو در یاشد و گرد کوہ  
ز خنجر ہنچ یافت خورشید قف  
جہان شد بگردار در یاسے نیل  
ہمہ برگرفتہ دل از جان خویش

ہرخ و حیات باہن ہنگ بالاسب میدان حرب میں پہنچ کر صفت کشیدہ ہوئیں چشمہ سپہ سالار حیات سے اجازت لیکر میدان میں آیا کلمات لان دگزان زبان پر لایا پھر باز ز خواہ ہوا بلور نے اس طرف سے قصد روانگی کیا تھا کہ نور افشان نام ایک ساحر جو ہمراہ بلور لشکر کے انسر ہو کر آئی ہی عرض پیرا ہوئی کہ جب حیات لانے نکلے گا اس وقت



آپ مقابلہ میں جائیگا اسکے مقابلے کو میں جاتی ہوں بلور نے اسکو اجازت دی کہ وہ طاؤس اڑا کر مقابلے کی چشمہ پہلے کیاریں  
 سحر کا مارا اُسے ناریل آتے دیکھ کر اشارہ جادو پڑھ کر کیا کہ وہ ناریل کھڑو درگرا چشمہ پھیل کر ایک گولہ فولادی ایسا سحر  
 کر کے مارا کہ اُسے ہر حیدر و کرنا چاہا مگر دھنوسکا اور پیشانی پر اگر لگا کہ سراسر کھٹ گیا از بسکہ ساحرہ زبردست تھی  
 ہلاک نہوئی بیر اُسے اٹھا کر لشکر میں لائے اور چشمہ نے پھر مبارز طلب کیا بلور مرکب اڑا کر سامنے گیا اُسے پھر گولا مارا  
 بلور نے سحر پڑھا کہ چالیس سپہن سحر کی از خود مقابل آگئیں مگر گولہ نہ رکا سپہن توڑ گیا بلور بہت جلد زمین میں سما گیا گولا  
 اوجھا سا سر زمین لگا اور گر کر سرد ہو گیا اور بلور زمین سے پشت کی طرف چشمہ کے نکلا اور پکارا کہ اے بیجا خبردار یہ نہ  
 کہنا کہ خبردار نہ کیا یہ کہ ایک بھنیہ عقاب ہمیشہ کا کہ کوکب نے چلتے وقت یا تھا کھا لکرا آپشمہ نے لاکھ چاہا کہ رد کروں  
 لیکن نہوا اور بھنیہ پشت پر جوا کر پڑا سینہ توڑ کر کھنگلیا شور اسکے مرنیکا بلند ہوا حیات بیتا بانہ دوڑا کہ اے غضب  
 کیا تو نے کہ مارا اس شخص کو جو اپنا نظیر نہ رکھتا تھا یہ کہ مگر فوج کو حکم دیا کہ لینا اس خیرہ سر کو فوج چارہ سے تاریخ و تاریخ  
 مارتی چلی اس طرف سے مہرخ با سپاہ بیکران حملہ آور ہوئی سحر کی گھٹائیں گھرائیں باران تیر و سنگ مارا تلش برسنے لگا برق  
 شعلہ ریز کوندی رعد گر جاتلوارون نے بہادر وئی دریائے خون بہا دیا سرکشوں کو خواب عدم میں سلا دیا کہ ایات

چور و دروان خون بھی رنجیتند  
 ہی مرد بیوش گشت از دو میل  
 دروشت شد پر تن بے سر آن  
 ہوا از درفش سران گشت فعل  
 ہی داد گردون زمین را درود  
 کہ بر مور و بر پشہ شد تنگ آہ

ہمہ یک بہ دیگر بر آ میختند  
 چو آواز کوس آمد از پشت پیل  
 بہ تنگ باد پایان زمین را کنان  
 زمین جنب جنبان شد از سیخ و فعل  
 ز آواز گوپال بر ترک خود  
 بیابان چنان شد ز ہر دو سپاہ

اسی گرمی جنگ میں بلور ٹھیکان کھوتا اور بند کرتا پتلے پیدا کر کے لڑتا پھر تاقرب حیات پہونچا اسنے ڈانٹا کہ او  
 بے ادب کہان آتا ہی اُسے بھی للکارا کہ او بے بانی شراب بک کر کہان جائیگا اسنے اپنی جھولی سے ایک تخم درخت بلخ  
 زردشت کا بکا لکر زمین پر پھینکا اور ایک شیشہ پر از آب نکال کر پانی تخم مذکور پر چھڑکا تو وہ آوہ بیج بہ آب باری آب سحر  
 زمین سے اگا اور بڑھ کر درخت عظیم الشان ہو گیا بجائے پھل کے تلواریں اس میں پھلین اور پھلیوں کی طرح ٹٹکنے لگیں جو ساحر  
 کہ اڑ کر جانب لشکر حریف چلے اُس درخت پر آتے ہی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے حیات مع لشکر حیرت کے سایہ  
 وخت میں اس طرف ٹھہرا اور شجر سے جلیان بکروہ تلواریں لشکر مہرخ پر گرنے لگیں سال ہی ساحران قطع ہوئے لگا بلور یہ  
 کیفیت دیکھ کر سب ان خیر غضبناک جھپٹا اور لشکر حملہ کرنے سے رکا اسنے بھی برق درخشان کی صورت اپنی بنائی اور درخت  
 پر آ کر چپکا پھر کڑا کر اس شجر پر گرا ہر حیدر کہ درخت اسنے جلادیا مگر آپ بھی ان تلواروں سے جو درخت میں تھیں زخم ایسے کھائے  
 کہ تمام جسم نکار ہو گیا اور چور چور ہو کر زمین پر گرا پھر حیرت تلوار سحر کی کڑا کر دوڑا کہ سر کاٹ لون مہرخ عقاب بکارتخت پیسے  
 اڑی درخت تو جل ہی چکا تھا یہ اگر بلور پر گری اور نیچے میں داب کر لے اڑی بلور و طہراحت ہیوش تھا ملک نیچے میں دابے



اسکو لشکر میں نہ لائی چاہ سامری کیطرت علاج کیلئے لیگی کہ اگر عرصہ گزر گیا تو ان رخنوں سے بچنا اسکا دشوار ہے پس یہ تو اوجھڑ گئی ادھر جہاں نے پھر فوج کو حکم دیا کہ ہاں مار لو ان ٹکڑے انکو قوج ساحران تر رسول و پوسول پکڑ کر یا سامری مدد کہتی تھی پھر لشکر خرچ پر آ پڑی ہمارے جو یہ حالت دیکھی بھی کہ بعد مخرج خواجہ نے تجھکو اس سپاہ کا بادشاہ کیا ہے اسوقت لشکر بے سردار کاہور ہا ہور اور درخت سے بہت لشکر زخمی میں جنگ عظیم پہلے بھی ہو چکی ہے اب کسی میں دم نہیں ہے جو میدان میں ٹھہرے یقین ہے کہ بھگدڑ پڑے اور لشکر سارا تباہ ہو جائے پس تجھکو مقابلہ کرنا لازم ہے یہ سوچ کر اپنے تخت پر سے کودی اور اسطرح چلی کہ بہادر حسن حسدینان لبان کنیزان اسکا دہن ناز بہ ہزاران اعزاز سنبھالے تھی نگاہ مست اسکی نیزہ مڑگان سے ہزاروں سینہ پر آئندہ دیکھے بھالے تھی اسی انداز سے بیچ میدان میں پہنچ کر ایسا کھڑکھا کہ ہولے سردشت عالم میں زان ہوئی اور جسکے نخل قامت میں لشکر حریف کے وہ ہوا لگی سرو آسا پا بگل ہو کر اپنی جگہ پر ٹھہر رہا آگے نہ بڑھ سکا جب حملہ کرنے سے وہ فوج کی اس ہمتشاہ بلغ خوبی نے پھر جادو کی دشت کی اور پکار کر کہا ہے ہمارا آؤ بہار تو اس گل رعنا کی ناز بردار و شیفہ برنگ ہزار ہے حکم کے ساتھ ہی حاضر تھی سب نے دیکھا کہ ابر بہاری گھرا آیا ہوا اسکی ہما خواہی کا دم بھرنے لگی زمین بہر نثار زر گل ہزاران ہزار دامن دامن لائی ہر سمت خیابان من و نسرین بہ صد لطافت و رنگین ظاہر ہو کر خوشبو سے دلغ جان جہان معطر کرنے لگے چستان میں انہار و گل و ریاحین برے شوق نثار ظاہر ہوئے دم بھرنے میں یہ خراب باد و ہر بہشت ہستم تھا دشت ساسا کاستان سعدی کا باب خیم تھا کہ میں جہانان چین برب جو تن رہے تھے کہ میں عروس گلشن کے جو بن زیادہ ہونے کو گل کے زیور بن رہے تھے کہ میں فریاد بلبل و قمری کا شور گلشن گلشن رقصان ہو کہ میں سنبل تر کے پیچ زلف ہوشان کو بیچ سکھاتے کہ میں ڈورے نگاہ زگرس مست کے چشم زگرس کی گلزار کی کو بھندے میں بھنساتے ہیں سبحان اللہ طرفہ بہار تھلندی سحر بہار سے ظاہر تھی کہ مدحت سرائی میں جسکی زبان بلبل قاصر تھی نہروں نے وہ آب تاب آبر و پائی تھی کہ صفائی ضیائے گوہر صدف فلک خاک میں ملائی تھی چشمہ ہروداہ میں یہ لطافت کہاں تھی اس چشمہ کی شہرت صفا از ماہ تا ماہی عیان تھی گزلی رنگینی نگار خانہ چینی کیا بلکہ ارژنگ خانہ فلک سے بھی عمدہ پر دین و پران سے بہتر ہر ایک شگوفہ کہیں لالہ زار کہیں پھولوں کا انبار کہ بموجب ابیات

بہار فصل گل کی تھی پڑی دھوم	لڑے تھے بلبلوں کے آج مقصوم
گٹھا کالی تھی وہ سادون کی چھائی	کہ طاؤسون نے کیفیت دکھائی
ہکتے تھے چین میں گل ہزاروں	چھکتے تھے پڑے بلبل ہزاروں
بندھا رنگ عروسان چین بھٹا	وہ رنگ گل مگر جان چین بھٹا

اس کیفیت بہار کو سب بکھ رہے تھے کہ یکایک صدف غلغلا پائے معشوقہ بردے ہوا سنائی دی اور ایک تخت بارفت زمین پر اترا اسپر ایک محبوبہ ناز کہ بدن جبکاروے زیبا بلز صد چین سوار تھی واقعی دیا حسن کی تاجدار تھی کج ادائیگوئی ایسی حاکم کہ فلک پر چھا اسکے زیر فرمان ناز و غمزہ جانتان پر وہ حکمران زلف کو اسکی کیون دھیان کرنا سخت یہ سودا مول کیون لون شہنشاہ نے روز ازل اس زلف کی محبت کا دم بھرا تمام عمر سودے کا خلل گیا ہے تا با



کے روبرو چشمہ خور آبروریز عارض رخشان قمر کو غیرت انگیز جاہ زرخندان میں نہان چشمہ حیوان نذران دہن سلگت ہر غلطان نظم

بناتھ نور کا بالکل سراپا پر یزادوں کو کرنی تھی وہ قربان ٹپکتے پانوں تک ہیں موئے مشکین عجب بانوں میں پیشانی تھی پُر نور بلند اسکا تھا ایسا سینہ صاف قیامت توڑ تھا ان چھاتیوں کا	وہ قاست تھا کہ فعلہ طور کا تھا ملائے حور اس سے آنکھ کیا جان خدا میں نا فہاے آہوے حسین میان ابر تیرہ جلوہ حور بلورین کوہ سے ہے بڑھکے شفاف نہ ہوگا تیر میں یہ توڑ اصلا
---	---

زیور جو اہر آگین سر سے پانک پہنے لباس زعفرانی زیر قیامت فرمائے تخت سے اتر کر اس گلشن حرمین بعد نماز  
بزرگ طاؤس طننا ز خرامان ہوئی لشکر یان حیات و حیرت اس جادو صورت عورت کو دیکھ کر تاب برق جمال اس کے  
اور محو ہو کر بیہوش ہو گئے سوائے حیرت و حیات کی بیہوش زبا اتفاق سے اس وقت ابریق وزیر فرستادہ  
بادشاہ طلسم حیرت پاس آیا جب یہاں پہنچا ہوا اسے گلشن حرم جو جسم میں لگی وہ بھی جھومنے لگا اور وہ دن سحر جو  
گلگشت کر رہی تھی اُس نے ایک گلدستہ زکس کے پھولوں کو اس بلخ سے توڑ کر بنایا اور ہاتھ پر رکھ کر اچھا لکھ گیا گلدستہ  
جانب فلک گیا ہوا سرد چلنے لگی پھر سب کی آنکھیں حیرت کے آنکھ بند ہو گئی بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ایک رخت  
زکس کا ہر لشکری کے روبرو لگا ہوا اور ہر شخص اس درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہی حیرت نے اُس وقت گھر اکرا ابریق  
سے کہا کہ لے وزیر عظم کیا تم بھی اس چھو کری بہار کے حرم نے اثر کیا ہوا ابریق ایسا محض خاک اُس نے ملکہ کے کلام کا کچھ  
جواب دیا حیرت سمجھی کہ بڑا غضب ہوا مارا ہے جلال اس لڑاکی نے پس بہت جلد سحر بڑھ کر دستک کی ایک عورت فلک سے  
ظہیرہ مثل گلدستہ کے بنا ہوا ہاتھ میں لیے اتری ملکہ نے اپنی ران کا لکڑا اس عورت پر خون کا چھینٹا مارا وہ چھٹا کھا کر شب شوہر  
اور ان درختان زکس پر شیشے سے پانی چھڑکنے لگی وہ درخت غائب ہونے لگے اور لشکری ہوشیار ہو گئے گرا پنہ اپنے میں  
تھے تعریف حسن دن سحر جو بہار نے بلانی ہر کرتے تھے اور شعر عاشقانہ پڑھتے تھے حیرت نے اس عورت سے کہ جس پر خون کا  
چھینٹا مارا تھا کہا کہ اور اس عورت کو جو چستان میں پھر رہی ہو قتل کر اس عورت کے جوابد یا کہ ملکہ زکس جادو ہر مطیع ملکہ  
بہار میری مہال نہیں جو اس پر دست اندازی کر سکوں ہی ہتھ کہ میں نے ان بیہوشوں کو ہوشیار کر دیا یہ کہہ کر غائب ہو گئی حیرت  
نے اس وقت ایک لاموتیوں کا اپنے گلے سے اتارا اور پکار کر کہا کہ اے بہار دیکھ یہ سحر بھی نہ کچھا ہوگا بہار نے ہلے کو دیکھ کر  
شناخت کر کے ایک قہقہہ مارا اور کہا مجھ کو یہ معلوم نہ تھا کہ قطرہ ہلے آج شہر کے سامری منجد کر کے موتی نہا کر تو نے اپنے پاس  
رکھے ہیں نہ پہلے سے اسکی بھی تدبیر کجانی خیاب بھی تو میرا کیا کر سکی ہاں تیرا شکر الہمتہ بیچ جائیگا حیرت نے کہا ادھو کوری  
کیون ایسی باتیں کرتی ہو سامری کے غضب سے ڈراوی میں تیری بہن ہوں یہ تیرا باپ ہے جو سامری نے کھڑا ہی میں نے اور  
تو نے ایک ان کی کو کھ میں پاؤں پھیلائے میں یہ ڈھٹائی کرنا اچھا نہیں جوانی سے پھٹ پڑیگی یہ سحر جو بادشاہ طلسم نے  
تجھے سکھائے تھے اسلئے کہ تو مجھے ہاتھ صاف کرے بہار نے کہا باجی تھانہو اگر تم میری بہن ہو تو میرے پاس مسلمان



ہو جاؤ سلطنت میرے لشکر کی کر دوںے افراسیاب کو مار و حیرت یہ سنکر آگ ہو گئی اور کوئٹے لگی کر اسے تو ناشاد مرے  
اپنی جوانی سے جلنے تو ہوئی میرے وارث کو کوئٹے ہر تہری سلطنت کو خاک میں ملاؤں تجھے گہری گور میں تو پون غرض کہ بک  
جھک کر وہ بالا جانب فلک اچھالا از بسکہ وہ موتی تو اصل میں پانی تھے ہی بالا بلند ہوتے ہی ابر پیدا ہو کر لشکر حیرت و حیرہ  
پر محیط ہوا اور پانی برسنے لگا تمام لشکر بھیگا سحر بہار اتر گیا لشکر ہوش میں آگئے بہار کا بلوغ اسطرح بنا رہا اسنے چاہا کہ میر  
سکو بہوش کروں حیرت نے طبل باز گشت بجا دیا کہ ابکی توڑ اسکے باغ سحر کا نہو سکیگا اور از بسکہ دن بھی تمام ہو چکا تھا  
اور ساحرہ شب باغ انجم میدان فلک میں سر سبز کیا چاہتی تھی کہ بیت بکا یک چرخ اخضر حرج کھایا گیا دن سبز رنگ شام  
آیا ہمار بھی طبل آسائش بجا کر بھری ردھر ٹپھا کہ باغ سحر غائب ہو گیا لکہ زکس تخت پر بیٹھ کر اپنی جگہ پر گئی غرض کہ دن  
لشکر بھر کر اپنے اپنے خیام میں آکر آسودہ ہوئے تھر چ چونکہ لشکر میں نہ تھی بہار نے بعض اسکے سلطنت اختیار کی رات کھلی  
اور بار کیا طلایہ دار مقرر قریبا بعد جل انتظام غبتان میں جا کر آرام کیا اس طرف حیرت جب بارگاہ میں داخل ہوئی حیرا  
نے کہا میں اب اس حرامزادی لڑکی کو مار ڈالوں گا اب کی کائنات کا حیرتیار کرونگا حیرت نے کہا آپ ٹھہریے میں بادشاہ  
پاس جاتی ہوں جو انکی صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا یہ کہہ رہاں سے اڑی اور ایک پہاڑ قریب ریاسے خوروان ہر اس کوہ  
پر آکر چڑھ چا پنچہ پیدا ہوا اگر باغ سیب میں لایا یہاں ابرلق وزیر پہلے سے آیا تھا اور سارا حال لڑائی اور سحر بہار کا  
بیان کیا تھا بادشاہ غضبناک بیٹھا تھا کہ لکہ نے جا کر سلام کیا اور پہلو میں بیٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ لے لکہ دیکھا تم نے تھاری  
ہن نے کیا کیا حیرت نے کہا میں اسی لیے آئی ہوں کہ آپ اسکو مار کیوں نہیں ڈالتے اسپر رحم کیلئے فرماتے ہیں بادشاہ  
نے کہا کہ اب میں اور فکر میں ہوں کو کب لڑنے آیا ہی چاہتا ہوں اور ایک بیابان ہر اس طلسم ہوشربا کے اور طلسم کو کب کے  
داندے پر اس بیابان کو ایک ملک سمجھتا چاہیے اس ملک کا بادشاہ جہاندار شاہ جادو نام ہر او راہی ان کو بیابان  
فکر یہ کہتے ہیں چنانچہ ہاں ایک ساحر متاہد معمار قدرت اسکا نام ہر وہ تالاب حبشیدی بزدل سحر نہاتا ہی جگو بزدل سحر معلوم ہوتا  
ہے کہ ساحر بھی مجھ سے لڑنے آئیگا پس میں ان فکر و تمن ہوں یہ چھو کری بہار کیا حقیقت رکھتی ہر اب تم جادو میں بطور و  
مخرج کو چاہ مری پر سے پکڑو اگر تھائے پاس بھیجکا انکو قتل کرنا محاذ چاہ سامری انکو لایکا اسکی عزت کرنا وہی سب کام  
تھار اگر دیگا یہ کہہ کر ایک مسخری کیا مضمون یہ تھا کہ لے مختار جادو ہوشیار رہتا وادی چاہ سامری پر زخمی ہو کر پانی  
پینے آتے ہیں انکو گرفتار کر کے لکہ حیرت پاس پہنچا دینا یہ لکھ کر پنجہ کو دیا کہ وہ لیگیا اور حیرت خست ہو کر لشکر میں آئی  
حیات سے سب حال بیان کر کے دربار برخواست کیا آرام پذیر ہوئی لیکن اب حال چاہ سامری کا سنئے کہ یہ کتوان  
چاہ آراستہ نام رکھتا ہوں اور محلے مرجان کے درمیان واقع ہوا و حیطہ چاہ زمرہ کہ حسب سلا ہوا تھا تمام ساحران اندر  
چاہ کے رہتے ہیں اس کنوین میں بھی مسکن گزین ہیں اور مالک ان سب کا مختار جادو ہر چنانچہ وہ اندر کنوین کے  
دارالامارہ شاہی میں بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ شاہ طلسم اسکو دیا نامہ اسنے لیکر سر پر رکھا اور بعد تعظیم پر چاہ جب  
مضمون سے واقف ہوا چالیس ساحر گرد کنوین کے چوکی دیتے ہیں انکو حکم بھیجا کہ تم اندر چاہ کے آکر بطور مخفی کھڑو اور  
جو کوئی آجکل میں پانی بھرنے آئے اسکو پکڑ لینا جب سحر و حکم پہنچا سر چاہ سے پہرا اٹھا کر اندر چاہ کے مقرر کیا اور



بانتظام تمام بیٹھے اس طرف سے ہرخ و بلور کو یہ صحراے طلمس طے کرتی صحراے مرجان میں پہنچی یہاں دیکھا تو تمام اشجار  
 صحراے سرخ گون آگ لگی معلوم ہوتی ہر گھانسی تمام سبز ہر سخی و سبزی باہم ملکر عجیب حسن دکھاتی تھی اب علین سبز رنگان دہر کو  
 شراتی تھی مونگے کے درخت دیر چوٹ موٹ بیٹھے تھے جو اس پر خانہ بہار معلوم ہوتے تھے ملکہ ہرخ بیچ صحرا میں آکر ٹھہری بلور فرما جرات  
 و متوج ہو اسے بیہوش تھا یہاں کچھ اُسکو ہوش آیا ملکہ مذکور باہتگی اسکو لیے ایک رہ کوہ میں آئی اور ایک جگہ کی مٹی اٹھا کر  
 سونگھی پھر اسی مقام کو خنجر سے کھودا داہنہ نقب ظاہر ہوا یہ اس نقب میں مع بلور اتر گئی اندر نقب کے ایک باوی بہت خوبصورت بنی کہ  
 جسکی چاہ میں شعلہ لالہ ہو کر اڑاؤ دل سے دو فلک کو کب سامنے اُسکے کوئی سڈ دل کے آبروے چاہنچہ سامنے اس حمایت  
 کے پانی پانی خلاصہ یہ کہ بہت لاثانی بیچ باولی میں ایک کنواں اندر رہتا جگت اسکی بلورین لب گردان یا قوت کی سامنے تھیں  
 کا جھرتا بنا حوض بہت نایاب پختہ تعمیر کنارے اُسکے ہزار ہا نورے کا خزانہ سادون کی جھڑی کا نقشہ ہر نورہ دکھاتا  
 کنوین پر چرخ چرخ جو عقل پر چرخ کی چرخ میں لاتی تیلیان پتھر کی گرد پھار یاں بنی کھڑکیاں کمر پر گھڑے رکھے بعض  
 پانی بھرتین ملکہ ہرخ نے سی جو چرخ سے لپٹی تھی یا جملہ امتین کھڑکیوں سونیکا ڈول آسین بندھاؤں من تعصم باشندو بالعرۃ  
 الونقی پڑھکر کنوین میں ڈالادیکھا تو خبر کوئی نہوا سمجھی کہ جو کیدار ان چاہ جھیر میں تو اپنا کام کر یہ سمجھکر جلد جلد پانی بھرا اور  
 بلور کو پلا یا زخمونکو اُسکے دھویا نوراً سب ختم اچھے ہو گئے ملکہ مذکور نے دوسرا ڈول پھر ڈالا کہ ابی بھر کر پانی سا تھو  
 لیتی چلون کہ کام آئیگا بار بار آنا نہ پڑیگا غرض کہ یہ غافل ہو کر پانی بھرنے لگی اور بلور جھبک کر تاشاے آب چاہ دیکھنے لگا  
 وہاں مختار تو انکی فکر میں لگا ہی ہوا تھا جو کیدار اندر کنوین کے موجود تھے انھوں نے سحر پڑا کہ ملکہ و بلور دونوں کے پاؤں  
 جگت پر سے پھسلے اور دونوں کنوین کے اندر گوسحر کے بیرون نے ڈھکیل دیا جب یہ کنوین میں غوطہ کھا کر اُبھر نیلے  
 چالیس ساحر نامی و نامور وہاں موجود تھے وہ سب لپٹ گئے اور انکو کھینچ لیا یہ غلطان و پچان نہ آب تک چلے گئے جب  
 پاؤں زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ ایک چوکی اس جگہ بھی ہے اور جہانتک نگاہ کام کرتی ہے وہی جنگل مونگے کا لگا ہوا ہے نہ  
 کنواں ہے نہ باولی کا پتہ ہے ہرخ نے بلور سے کہا کہ ہننے غفلت کی دشمنوں نے اپنا کام کر لیا ہم اسیر ہو گئے یہ کہہ کر اس کی  
 پر دونوں بیٹھے گئے کیونکہ وہ ساحر محی فظ جو انکو کھینچ لائے ہیں ایسا سحر انھوں نے کیا ہے کہ یہ بخود میں سحر بھی نہیں پڑھتے ہیں  
 اور تاثیر سے اُنکے سحر کے چوکی پر ان خود بیٹھے ہیں پس جیسے ہی چوکی پر بیٹھے وہ چالیسوں ساحر گوشہ ہائے صحرا سے نکلا  
 ہو کر گردان کے آگئے اور محاصرہ کر لیا پھر سحر پڑھکر اس چوکی کو اڑا یا اور انھیں لیکر چلے یہاں تک کہ وہ صحراے مرجان  
 تمام ہوا اور ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا دروازہ اُسکا لبان درہ کوہ بہت بڑا تھا پھاٹک اس میں لگا تھا  
 گرد دیوار قلعہ خندق پانی سے بھرا تھا دروازے سے کچھ فاصلے پر ہزار ہا ساحر اترے ہوا تھا ہوم خانے بنے تھے بہتر  
 ساحر و تکے لگے تھے پوجا پاٹ سامری کا ہور ہا تھا ڈفلے بجتے تھے ٹھہرتے تھے سب خوش و خرم بیٹھے تھے کہ یہ  
 قید یونکو لیکر پہنچا اور اُنسے اجازت لیکر داخل قلعہ ہوئے قلعہ بہت آباد تھا ساکن قلعہ ہر ایک شاد تھا اُن  
 بڑے پوجاری سامری کے بستے تھے مکان عالیشان بنے تھے دکانیں آراستہ تھیں بازار میں گلین گلیان صاف سرسبز  
 شفاف آراستہ تھیں یہ راہ طے کر کے دارالامارہ شاہی میں آئے یہاں بھی مجمع عام تھا دربار یونکا اثر و عام تھا محنت



تخت شاہی پر بیٹھا تھا ان دنوں کو دیکھ کر ہنسنا اور کہا اسے مہر خ شہنشاہ ساحران سے سخت ہو کر بچنا دشوار تھا آخر گرفتار ہو کر تو نے جان دی مہر خ کے بسبب سحر ہوش و حواس درست نہ تھے اسکی باتوں کا کچھ جواب نہ دیا اور اسے حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو ہم ان مجرمنوں کو پہنچانے جائینگے مجھ کو حکم قلعہ میں چوبیس ہزار ساحر تھے بارہ ہزار انین سے تیار ہوئے اور بارہ ہزار برائے حفاظت ملک جاہ رہے تختہ تارے سحر پر ٹھیکر خیم و بارگاہ بار کر اگر عظیم و شان تمام مختار نے کوئی کیا فیض و نقارے بچتے ساحر نیرنگیان سحر کی دکھاتے روانہ تھے قیدیوں کو بحفاظت ساتھ لیا ساحران نامی چوکی پر قیدیوں کو بٹھائے صحرا سے مرجان جب طے کر کے آگے بڑھے مہر خ نے دیکھا کہ یہ وہی راستہ ہے جس سے میں آئی تھی حیران تھی کہ میں سر جاہ پر آ کر پہنچی تھی اب کنوئین کے اندر سے قید ہو کر آئی ہوں یہ کیا ماجرا ہے کہ ایک ہی راہ پر پہنچی ہوں پھر سمجھی کہ مقدمہ طلسم ہے اسوجہ سے راہ کا پھیر سمجھ میں آنا دشوار ہے غرض کہ خاموش ہو رہی اور ساحر بعد قطع منازل دے مراحل قریب لشکر حیرت پہنچا حیرت نے جب خبر آمدنی بہر استقبال سے سردار دنگے آئی اور نہایت احترام سے پیشوائی کر کے داخل لشکر کیا فوج اسکی اتنی تری تری داخلہ کے بجائے ملکہ مذکور بارگاہ میں آئی مختار مقام صدر پر جانب سٹھ است تخت پر بیٹھا اور چوکی طلب کر کے بیچ بارگاہ میں بچھا دی قیدی اسپرٹھی میں اٹھا انین جاتا ہے بالکل جس حرکت میں بارگاہ میں ہنگامہ عشرت گرم ہے جام ارغوانی کا دور چل رہا ہے ناچ ہو رہا ہے عیار بچیان بھی آئی ہیں اور نذر دیکر ٹھہری ہیں خدمت ملکہ میں عرض کیا ہے کہ عیار قیدیوں کی فکر ہائی میں ضرور آئی گئے پس ہم جسکی جانب اشارہ کریں آپ فوراً قید کر لیجئے گا بھاگنے نہ دیجئے گا یہاں تو یہ مذکورہ عشرت کا دستور ہے لیکن جاسوسان لشکر اسلام خبر میں معلوم کر کے سامنے بہار کے آئے بعد دعا و ثنا کے حال آمد مختار و اسیری مہر خ و بلور معرض بیان میں لائے بہار نے یہ خبر سنکر برق سے کہا کہ میں جا کر بارگاہ سے ملکہ کو لاتی ہوں یہ کہہ کر چاہا کہ اٹھے دیکھا تو شان و سپر اس قدر بوجھ ہے کہ جیسے کوئی دبا لے دیتا ہے سمجھی کہ مختار نے اپنی شوکت دکھائی ہے کہ وہاں سے بچھڑ کر کیا ہے خبر سمجھ لیا جائیگا یہ سمجھ کر خاموش ہو رہی اور برق نے کہا کہ اے ملکہ اب لشکر تمہارے دم سے وابستہ ہے تم ٹھہرو میں جاتا ہوں یہ کہہ کر اٹھا اسپر سحر نہ تھا بارگاہ سے نکل کر صورت ساحر کی طرح بن کر داخل لشکر حریف ہوا دیکھا تو یہاں بڑی خوشی ہو رہی ہے تمام ساحر بارگاہ میں آمد درخت رکھتے ہیں یہ بھی اسی ہنگامہ میں داخل بارگاہ ہوا مختار کا بڑا مرتبہ دیکھا کہ نذرین گزر رہی ہیں ناچ ہو رہا ہے ساحر اسکو مالک چاہ سامری سمجھ کر ڈنڈوت کرتا ہے برق ایک طرف گھات میں کھڑا ہو رہا اسکو صرصر نے دیکھ کر پچا نا اور اشارہ مختار سے کیا کہ یہ سامنے عیار کھڑا ہے اسکو گرفتار کرو اسنے عیار کا اشارہ سمجھ کر ایک ریل نکال کر ایسا سحر پڑھا کہ جسپر یہ ناریل پڑے اسکو ہلاک کرے ہیں وہ ناریل بھلا دیا دیکر برق پر کھینچ مارا برق ناریل آتے دیکھ کر جلدی سے اچھٹکے ٹھیکہ گیا ناریل سر پر سے گزر کر ایک ساحر مینا سے جادو کے سینے پر جا کر لگا کہ بعد برق وہ کھڑا تھا چنانچہ سینہ اسکا توڑ گیا اور برق نے اٹھ کر کہا کہ وہ مارا لے مختار کیا کہنا وہ کیا صفائی ہے اسنے چاہا کہ پھر کچھ سحر کر دے مگر شور ساحر کے مرنے سے بلند تھا اندھیرا تھا برق اسی غلغلہ میں اس کے قریب آیا اور ایک ہول مار کر سر سے تاج اتار کر بھاگا اسنے کہا لینا لے جاتا ہے یہ کہتا ہے اور سحر کرنا بھولا ہوا ہے غرض کہ برق نکل کر لشکر میں بہتیت مبدل پھرنے لگا اور وہاں جب ہنگامہ مرگ ساحر بطرف آ



مختار کو بہت سہ سہ کر حیرت نے اور تاج منگادیا اسنے کہا کہ اے ملکہ میں اس عیار کو ابھی پکڑے لاتا ہوں ملکہ نے کہا تم کیون جاؤ وہ خود بیان آئیگا عیار تو ہر وقت بیان موجود رہتے ہیں انھوں نے تو سار اطلسم برباد کر رکھا ہی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ بادشاہ طلسم آیا مضمون اسکا حیرت نے پڑھا لکھا تھا کہ اے خاتون میں مختار بالک چاہ سامری ہیں اس سب سے ہکوانکی پرستش لازم ہر انکی دعوت بڑے دھوم سے کرنا اور ایسا بندوبست کرنا کہ عیار نہ آسکیں اور انکو لشکر حریف سے لڑنے نہ دیتا کہ وہ ہمارے بزرگ بن ہوں مہر خ کو جب تم قتل کرنا چاہو گی اس کے ساتھ ہی جھپٹانے آئینگے اسوقت اے ملکہ تم خود مقابلہ کرنا اور مختار اپنا فیض جاری کریں اور سب بغیوں کو اسوقت غارت کر دیں تو مضائقہ نہیں یہ مضمون پڑھ کر ملکہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت مہیا ہو جو جب رشا دہلکار حکم بجالائے صحرائے وسیع و سبزہ زار میں بارگاہیں استادہ ہوئیں سامنے بارگاہوں کے چاندی کی نہر میں رکھ کر پانی سے بھر کر دین اور کنارے ان کے درخت گلہ ار پر بہار ناز و ناز میں لگے برا برابر رکھ دیے نہروں میں مچھلیاں سبز و سرخ وغیرہ رنگ بزرگت و دین سبحان اللہ دشت کو سون تک پھولوں کی خوشبو سے مہک گیا ستارہ ہر ذرہ کا چمک گیا لطافت آب چشمہ ماہ پر طعنہ زن غیرت بخش گلزار وہ گلشن خرمین ماہ کو یہ ضیا کہاں حاصل غیرت سے پانی میں ڈوبا ہوا ماہ کامل ماہ سے ماہی تک صفا اب کی کیفیت مشہور نور وہ شب بجزور بارگاہوں میں فرش طلسمی فلک کو شرماتا ہوا بچھا تخت و کرسیاں جواہر نگار عمدہ بنا میکشی مہیا ار باب نشاط حاضر را جہ اندر کا اکھاڑ اجمع حسینان روزگار کا جامد لگا ہلا و طرفہ تماشا کہ نظر

ملین سانی یہ لب جام قر سے	تصور شب کا ہے مجھ کو سر سے
عروسانہ شب مہتاب آئی	ستارے دل سے دقت رونما کی
کہا حیرت نے اے سردار مختار	کر و چیل کر ذرا گلگشت گلزار
شگفتہ دل خرا مان دان سے آئی	خوشی سیر چین سے کچھ اٹھائی
وہ جو بن تھا عروسان چین پر	زمین تھی تختہ گل سے بھی بہتر
زمین سیلاب سے سرسبز و شاداب	علامہ ایسی نرم و سخت نایاب
نیام و بارگہ دچھپ و زیب	مہیا قصر حنبت کا تماشا
نقد و نقار ہر اک شے پر مہتاب	مہیا میکشی کا جملہ اسباب

خلاصہ مرام جب گلابی مہتاب کی ضیا سے بادہ نور سے مملو ہوئی اور انجمن انجم فلک کی بارگاہ میں جمی حیرت مع تمام ساحران نامی کے داخل جلد دعوت ہو چکی قیدیوں کو سامنے بٹوایا اور سر سے زمین اس دشت کی فزلا دی بنادی اور ایسا سحر طے کیا کہ ایک زنجیر گرد اگر اس صحرائے کھنچ گئی کہ جو کوئی عیار آئے زنجیر میں بندہ جائے آنے نہ پائے اور زمین میں بھی نقب نہ لگائے جب یہ انتظام کر چکی باطمینان تمام مشغول راحت و آرام ہوئی لیکن برق بھی بصورت مبدل قریب اس جلد سے سرسرت کے پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ ایک زنجیر آتشین گرد دشت کھنچی ہر اسے چاہا کہ جست کر کے اس زنجیر کو پھانسی جاؤں پس بارادہ جست جب قریب زنجیر گیا وہ اور زیادہ بلند ہو گئی اس نے چاہا



اگر جبکہ کر زیز زنجیر جادو ن زنجیر بھی ہو گئی اور ایک شعلہ آہن سے چمک کو بجلی کی طرح اسکی جانب لپکایا ہوا کی طرح چھپے کی طرف بھاگا  
 اور دور جا کر ٹھہرا وہ شعلہ بھی منطفی ہو گیا برق سمجھا کہ اندر جلسہ کے جانا ہو گا سحر سے انتظام کامل کیا ہر خیر کی نقب لگاؤ  
 اگر پہونچ گئے تو فہو المرادور نہ اور کوئی تدبیر کرنا غرض قریب جلسہ مذکور پہونچ کر ہر سمت دشت کے سناٹا تو تھا ہی اسنے  
 زنجیر سے نقب دینا شروع کی جب اسجگہ پہونچا کہ جہان زنجیر سحر کھنچی ہر وہاں کی زمین کو سخت مثل فولاد و سنگ پایا تا چاہا  
 نقب دینا بھی موقوف کیا اور ہر سمت اس فکر میں پھرنے لگا کہ کوئی اندر جلسہ کے جانوا لائے تو اسکو بہوش کر کے اور  
 اسی کی ایسی صورت بنکر اندر جادو ن اس تردد میں پھرتا تھا کہ مہتر قرآن سے ملاقات ہوئی کیونکہ قرآن جو حصار  
 کے مقام سے روانہ ہوا تھا تو فکر عیاری میں وہ بھی اس طرف آیا تھا اسکو دیکھ کر متفسر حال ہوا اسنے سب حقیقت زنجیر  
 کی اور اپنے نقب وغیرہ دینے کی بیان کی قرآن نے سارا ماجرا حصار کا بیان کر کے کہا کہ اے برق میں تم کو  
 حصار جادو کی ایسی صورت بنادون اور آپ ایک خدمتگار کی صورت بنکر تمھارے ساتھ چلون جسوقت کہ حیات  
 سنے گا کہ ملک حصار آئی ہیں باعز از تمام طلب کر گیا بہ آسانی وہاں پہونچ جائینگے اور کام دشمنوں کا تمام کرینگے  
 برق نے اس تدبیر سخسن کو بہت پسند کیا اور راسے خلیفہ عیاران اسلام پر آفرین کہی اور قرآن کے لوح  
 دل پر شکل ملک حصار نقش تھی کہ یہ اُسکے یہاں ایک شب و روز رہ آ یا تھا پس نگ و روغن لگا کر برق  
 کو اسی کی ایسی صورت بنایا خلعت فاخرہ سے جسم نازک محلی و مزین فرمایا زیور جو اسہرین سے تن نازنین آ رہا  
 کیا وہ چھپکا چاند و سورج کی طرح طلانی چمکتا ہوا سرور لگایا کہ طائر دل پھانسنے کیلئے چھپکا لگایا ادھر قرآن  
 خواجہ سرا کی ایسی صورت بنا کہ لانا قدر خسار بالون سے ڈاڑھی موچھ کے بالکل صاف اور ازبیکہ قوم کا رنگی  
 تو خود ہی کچھ ہی نقشہ صورت میں فرق کرنا چڑا سرا پا خوب نہالیا لباس بھی ویسا ہی زیب قامت کیا چپکن پر ز رہنی  
 شیکامر سے باندھ خنجر اور پیش قبض لگا کر ہمراہ ہوا برق آگے آگے زلف عنبر فام کو بل چہرے پر دیتا پانچے کھائی پر  
 ڈالے بنارہ داند از خرامان خرامان چلا پیچھے آپ یہ آدب تمام روانہ ہوا اور قریب اس سلسلہ سحر کے جب پہونچے  
 خواجہ سرا نے پکار کر کہا اے ملازمان حیرت یہاں آؤ حاجبے دربان وغیرہ جو قریب بارگاہ تھے آواز سنکر نزدیک آئے  
 اسنے اسنے کہا کہ حیات جادو سے جا کر اطلاع کرو کہ ملک حصار جادو آئی ہیں ملازموں نے یہ سنکر خدمت حیرت  
 میں جا کر بعد دعا و ثنا کے پیام عرض کیا حیات اس جلسہ میں حاضر تھا سنتے ہی یہ خبر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے حیرت  
 یہ وہ ساحرہ آئی ہے کہ جسے ہمہر حسان عظیم کیا تھا رات بھر میں اسکے یہاں آرام تمام رہا اسنے کوئی دقیقہ خاطر داری  
 میں اٹھانہ رکھا دعوت کی بہت آرام دیا دوسرے دن میں بخوف عیاران وہاں سے چلا آیا ورنہ وہ آنے نہ  
 دیتی تھی یہ کہہ کر ساحرہ مذکور کے لینے کو چلا حیرت نے جب اپنے باپ کو جاتے دیکھا خود بھی ساتھ ہوئی اور دونوں  
 قریب زنجیر آئے ملک نے ایسا سحر پڑھا کہ وہ زنجیر شکر ایک طرف ہو گئی حیات نے آگے بڑھ کر حصار کا ہاتھ پکڑ لیا  
 اور کہا آئیے اپنے بڑی تکلیف فرمائی جو قدم رنجہ فرمایا اور اس احقر کو سرفراز کیا کہ بیٹ اے خاک رہت بدیدہ  
 من + احسان تو دل کشیدہ من + بنام سامری چلیے اور تشریف رکھیے حصار نقلی نے یہ سنکر پہلے تو ملک حیرت کو



تسلیم کی پھر عرض رہا ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں ہم لوگ آپ کی رعایا ہیں یہ سب عزت و آبرو حضور کی عطا فرمائی ہوئی ہے یہ سب آپ کی خوبیان اور غربا پروری ہر جو اس طرح پیش آئے ہیں ورنہ سن آئم کہ من خوب میدا نم یہ باتیں فی مابین کر کے روانہ ہوئے اور لب نہر آکر منہ پر اپنے برابر حصار کو بٹھایا محتار بھی اسکو ساحرہ معزز کچھ کر بڑے تہاک سے ملا اور برابر بٹھایا قرآن پس پشت آکر سر پر رومال بھلنے لگا باہم منہس منہس کے باتیں ہونے لگیں تاج شروع ہوا اور جام شراب چلنے لگا حیات نے حصار نقلی کو اپنے ہاتھ سے جام شراب یا اُسے جام لیکر کہا اے بادشاہ کنیز کا یہ رتبہ نہیں کہ حضور کو ساقی بنائے اب زیادہ کچھ کو شرمندہ نہ فرمائیے یہ کہہ کر اٹھی اور ساقی سے شراب کی گلابی اور جام لیکر کہا کہ یہ کنیز کہ آپ صاحبوں کی خدمت کر گئی ہر چند حیات نے منت کی کہ آپ کچھ تکلیف نہ کریں مگر اُسے نہ مانا اور شراب پلانے لگی جب اہل انجمن جانب رقاہ و مشاہدہ آب نہر وغیرہ میں مصروف تھے اسے بوتل میں بیہوشی ملائی اور دو دو جام مختار و حیات و حیرت کو پلانے تھے کہ حیات نے جام لیتے وقت ہاتھ پکڑ لیا کہ اے ملکہ بس خوشی تمھاری ہو چکی اب مٹیو اور ساقی کو گلابیان حوالے کرو یہ بیہوشی تو سب میں ملا ہی چکا تھا سمجھا کہ اچھے کوئی پلائیگا میرا کام پورا ہو چکا ہے بیہوشی ملی ہوئی شراب پلائیگا پس زیادہ کہہ کر دیکھا وہ سمجھ کر قریب محتار بیٹھ گیا اس عرصہ میں ساقیوں نے ہر ایک حاضرین جلسہ کو ایک ایک دو جام اسی شراب غشتہ بیہوشی کے پلانے مہوز کوئی بیہوش نہ ہوا تھا کہ صرصر عیارہ یہاں آئی اور اُسے ملکہ حصار نقلی کو دیکھا اور رنگ ہل انجمن بھی دگرگون پایا بنظر فراسست پہچانا کہ یہ حصار عیارہ پس ملکہ حیرت کے کان میں کہا کہ یہ برق عیارہ ہر اسکو گرفتار کر لیجیے اسکے کہنے کو قرآن نے دیکھا اور سمجھ گیا یہ ہم عیارہ و نکو بچان گئی ہر بڑا غضب ہوا ساری محنت برق کی برباد ہوئی یہ سوچ کر پس پشت تو کھڑا ہی تھا بغدہ مکر سے نکال کر سر مختار پر اس زور سے مارا کہ سر ٹھیکر بھیجا پاش پاش ہو گیا حیرت نے جو یہ چرا عجب دیکھا سمجھی کہ میں بھی بیہوش ہوا چاہتی ہوں کیونکہ بیہوشی کے آثار دماغ میں پاتی ہوں پس اُسے عیارہ و نکو تو اُنکے حال پر چھوڑا جان اپنی بچا نامقدم جانکر ایسا سر ٹھیکر دیکھ کر دیکھ کر پیدا ہوئے اسکو اور اُسکے باپ حیات کو لیکر اڑ گئے اور یہاں مرگ مختار کی جیسے آندھی سیاہ آئی شمع و چراغ سب بجھ گئے غلغلہ عظیم برپا ہوا ساحر حاضرین محفل کھڑے ہو گئے ملکہ مہرخ و بلور جو چوکی پر بے قابو بیٹھے تھے چھوٹ گئے اور اڑ کر بالائے فلک پہنچے لشکر مختار جو غافل تھا اس جانب نارنج ترنج سحر کے ارنا شروع کیے صرصر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگی کہ یہ بوڈی کاٹے عیارہ بدائے روزگار ہیں عیارہ و ن نے ہتھ ہائے قنٹی مار کر خمیوں اور بار کا ہونین مقام جلسہ کے آگ لگا دی اور حیران بیہوش افتادہ میں سے جلد جلد دو ایک کے سر کاٹے مگر خیال یہ تھا کہ حیرت بھل گئی ہے آجائگی تو ہم پھنس جائیں گے یہ سمجھ کر وہاں سے اپنے لشکر میں آئے ہمار کو بھی فکر عیارہ و نکو لگی ہوئی تھی آرام فرما ہونے لگی کہ برق نے داخل شہستان ہو کر راجا سب بیان کیا ملکہ مذکور اس وقت تھوڑی فوج ہو طلا یہ پر مین تھی اپنے ہمراہ لیکر چلی وہاں لشکر یان مختار اول تو بہت سے قتل ہو گئے پھر سنبھل کر لڑنے لگے مرگ ساحران سے تمام دنیا اندھیر تھی مشعل ہائے سحر روشن کین بلور نے مٹھیاں بند کر کے اور کھول کر ہزار ہا پتلا پیدا کیا تھا وہ لڑ رہا تھا کہ ہمارا گری پھر تو ساحر سے ساحر پٹ گیا



خاک و خون میں ہر ایک ٹکڑا وہ شب شب قیامت سے کچھ کم تھی رہ کوئی اچھی جو جادہ عدم نہ تھی نفیر صورت کا کام کرتی تھی روح تن سے خواہ مخواہ تھا ہو کر بگڑتی تھی تیغوں کی چاک اس اندھیرے میں برق ہلاکے خرمن جان تھی عافیت گوشہ امان میں نہان تھی رعد کی آواز ہول خیز بجلی کا چمکنا شعلہ بیزیر و نکال پچا نا پتھر اور آگ کا برسنہ صد ہا سہول خیز کا آنا قلب کوہ کو تھرا تا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

کہیں تیغ جادوے تھی شعلہ بیز	کہیں مار و عقرب کہیں اڑتے
بلائے سے کھلا کہیں آیا تھا	بلائے سے کھلا کہیں آیا تھا
لے خاک میں سیکڑون نوجوان	لے خاک میں سیکڑون نوجوان

یہی ہنگامہ گرم تھا کہ حیرت و حیات کو بچہ ہاے سحر جو لیکے تھے پہلے تو وہ تاثیر بیہوشی سے بیہوش رہا جب ہوشیار ہوئے اڑ کر چلے یہاں اگر جو دیکھا غلغلہ رزم برپا تھا حیرت نے چاہا کہ جنگ آغاز کرے لیکن فرج مختار کی بہت قتل ہو چکی تھی باقی ماندہ کے پانوں اٹھ گئے تھے لاش بھی اپنے مالک کی نہ اٹھا سکے بھاگ کر شکاری جانب صحرا چلے حیرت لڑنے سے باز رہی شکست ہو چکی ہر اب اپنا لشکر تیار کر کر لڑیگی اور اس ہنگامہ قیامت خیز میں وہ زمانہ بھی آچکا تھا کہ عشرت گاہ فلک میں تیغ سحر چکی تھی اور انجمن انجم میں بھگدڑ پڑی تھی کہ بموجب ابیات

کیا پیدا فلک نے سینہ صاف	ہو ا رخسار عالم خوب شفاف
جوش کو نقطہ افلاک پایا	سفیدی پر جمال خاک آیا

سحر و بہار و بلور بھی بفتح و فیروز ذی داخلہ فرمائے لشکر ظفر پیکر خود ہوئے حیرت نے مقام جلسہ طرب پر جا کر جو دیکھا ساحر بہت سے مارے گئے تھے اور بہت سے بیہوش پڑے تھے اسنے باران سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا اور لاش مختار کی اٹھوائی پھر داخل بارگاہ ہوئی سب حاضرین دربار سے کہا کہ میں شہنشاہ طلمس کو کیا منہ دکھاؤنگی کہ محافظ چاہ سامری قتل ہو گیا مجھ سے کچھ نہو سکا حیات نے کہا میں جا کر اس کیسے بریدہ بہار کو مارے ڈالتا ہوں اسنے کہا آپ تامل فرمائیے میں بادشاہ پاس جاتی ہوں یہ کہہ کر عزم روانگی کیا اہل دربار سب ایک بان ہو کر عرض پیرا ہوئے کہ قتل مختار سکر بادشاہ بہت رنجیدہ ہونگے آپکا جاننا مناسب نہیں ہر پہنکر ملکہ بھی توقف پذیر ہوئی اور آپ تو نہ گئی ایک پتلے کے ہاتھ سب کیفیت لکھ کر بھیج دیں بلانا نامہ لیکر باغ سیب میں آیا صبح کا وقت تھا شاہ جادوان سو کر اٹھا تھا بہت بر مزاج ہو رہا تھا کہ پتلے نے نامہ دیا پڑھتے ہی اسکو ایسا غضبناک ہو ا گوشہ باغ کی طرف بنگاہ گرم دیکھا اس طرف جتنے درخت لگے ہوئے تھے گرمی نگاہ سے جلنے لگے اور بادشاہ بھی شعلہ نیکر خنیں درختوں کی آگ میں جا کر مل گیا اور غائب ہو گیا اور صحرا سے پردہ ظلمات طلمس میں جا کر نکلا وہ جنگل نہایت پر خوں و عیم تھا ہول و وحشت سے دہان رستم کا دل و نیم ہوتا ہوا گرم جھونکے جسم غول صحرائی کو جلاتے تھے نفس گرم آہ عاشقان کو اپنے سامنے شرماتے تھے سائیں سائیں کی آواز دل ہلاتی تھی روح سام و زریان دہان جاتے تھے انی تھی وہ وادی ہول خیز تھا کہ خضر کو قدم رکھنے سے



اس جگہ گریز تھا مجنون و بان کا نام سنکر ایسا بھاگا کہ ملک عدم گیا جو بھوئے سے ادھر گیا اسکاد م گیا جا بجا غار اثر درون کا  
سکن زمین گرم بدتر از گھٹن کہ ایات

تمازت پر فروغ ہر تابان	مسافر مہمان مرگ ہر آن
جہان انسان تو کیا سایہ بھی نابود	نہ تھا جز التفات فضل معبود
ہو اے گرم کے جھونکے جو آئے	تو رخت ہستی انسان جلائے
وہ گرمی تھی کہ بھاگا جاتا تھا روز	تمازت پر تھا ہر عالم افروز

بادشاہ جادو ان وہاں ٹھہر کر شعلے سے انسان بنا اور سحر پڑھا کیا بعد کچھ دیر کے آندھی سیاہ آئی اور اسی تاریکی سے ایک ساحر کرہ منہ نظر بد ہیئت و خوک پیکر اڑتا ہوا ظاہر ہوا اور رو بہ فرے بادشاہ آکر اسے سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے نحوست جادو مجھ کو آنتاب طلسمی کے مقام پر پہلچ اسنے عرض کیا کہ آئیے چلیے بادشاہ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھولی ایک پہاڑ کے قریب اپنے تئیں استادہ پایا اس پہاڑ کے در سے نین دروازہ لگا تھا لیکن مقفل تھا سامنے دروازے کے ایک طرف کرسی بھی تھی اور دوسری جانب ایک گھنٹہ ٹنگا تھا اور موگرمی بہت بڑی مثل گھن کے رکھی تھی بادشاہ آکر کرسی پر بیٹھا اور نحوست سے اشارہ کیا کہ ہاں اسنے وہی گھن اٹھا کر گھنٹے پر مار ایسی آواز ہوئی اور اس طرح وہ گھنٹہ بجا کہ طاس فلک گونج گیا دشت تھرا یا ارض وغیرہ میں زلزلہ پڑا اور اندر سے اس دروازے کے ایسی صدا اے سبب آئی کہ معلوم ہوا آسمان بھٹ کر گر پڑا پھر اندر کے در سے دھبے پیدا ہوئے کہ اپنے پاس لباس کے آفتاب ترشے ہوئے رکھے تھے ہر چند کہ ان آفتابوں میں روشنی مثل تیر آسمان نہ تھی مگر اس قدر رضیا بار تھے کہ تمام دشت و کوہ روشن ہو گیا اور شاہ طلسم اور نحوست ہی ایسے ساحر بردستے جو گرمی کی تاب لاسکے ورنہ جل جاتے غرض کہ جیٹہ نیچے نکلے بادشاہ نے چاہا اُسے کچھ حکم دے ہنوز کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ نحوست دست بستہ سامنے آیا اور عرض رہا ہوا کہ بہت رہے تیرا دشمن ہمیشہ ملول و سدا بخت دولت ہو تجھ کو حصول آج چہرہ دولت بادشاہ کچھ تغیر ہی آئینہ رخسار پر گرد ملال پڑنا ظاہر ہے سبب اسکا براہ عنایت خداوند نہ اگر تجھ پر ظاہر فرمایا جادوے تو مرتبہ احقر تا بہ فرق فرقہ ان پہونچے بادشاہ اسکی باتیں سن کر یا تو غصہ میں تھا یا خوش ہو گیا اور سارا حال قتل مختار و جنگ مہر خ نیک شعاریار ان خوش کردار بیان فرمایا نحوست گویا ہوا کہ حضور پہلے فقیر نواز طلسم کو بہر تنبیہ مخافان بدانداڑ لیگئے تھے پھر آخر رحم کھا کر باغیون کو لڑایا اس طرح سے آپ بھی آفتاب طلسم لیا کر ہر ایک کو جلائیے گا پھر آپ ہی نظر ہر اُپنر فرما کر حساب ترجمہ بر سائیے گا لے بادشاہ ان باغیون کیلئے تو ادنیٰ ملازم آپکا کافی ہی اگر مجھ کو اجازت دیجیے تو ایک وزین سبکو جاکر غارت کر دوں کیون اس قدر تکلیف اٹھائیے کہ آفتاب طلسم لیا بیے اور ملکہ خورشید رخسار کو بلوائے ایسا بڑا مرتبہ ہر ملکہ مذکور کو خداوند سامری نے آفتاب طلسم میں رہنے کو پیدا کیا ہر حضور کو بھینٹ دینا ہوگی جب وہ شریف لائیتی پس مناسب کہ مجھ کو حکم دیجیے تاکہ میں جاؤں اور کام چھوڑا کا تمام کروں بادشاہ نے اسکے کہنے کو پذیر فرمایا اور کہا اچھا جاؤ لیکن اپنے ہمراہ احاطہ جادو کو مع اسکے چاروں افسروں



کے لے ہو اور حصار کھڑے چار سمت سے لشکریوں کو گھیر کر سب مخالفوں کو قتل کرو کوئی ہلکے جانے نہ پائے سب کو ہلاک کر دینا حکم سن کر اُسے عرض کیا کہ باقبال شہنشاہ ایسا ہی ہوگا یہ کہہ کر جب خست پہنے لگا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ دوبارہ آئندہ ہی آئی اور بعد آئندہ ہی کے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اب ایک تخت جو اہر آگین اڑتا ہوا آیا ہمارا تخت بارہ ہزار پریزا داران طلسم لباس عمدہ اور زیور مرصع سے آراستہ حاضر ہوئیں صد ہا ساحر گھنٹے اور ناقوس منھ سے گائے آکر آداب بجالائے اور چند ساحر خزانہ دار تختائے سحر سوار بہر ہمارے سواری شاہ حاضر ہوئے بادشاہ نے خلعت خست نحوست کو دیا اور خست فرمایا دم خست کہد یا کہ من بنا کہید حکم حکم نکودیتا ہوں کہ خبردار کسی مخالفت کو جیتا نہ چھوڑنا ہمارے محمود وغیرہ کو من سیار کرتا تھا اب انھیں بھی حکم دیتا ہوں کہ اڑنا کچھ رعایت نہ کرنا یہ کہہ کر تخت سحر پر سوار ہو کر گھنٹے اور ناقوس بجے ابر سرخ سر پر سایہ فلک ہوا اکین سے موتی برسے لگے پر یان رنگ پاشی باہم کرنے لگیں سواری بادشاہ طلسم کی بظلم و شان تمام روانہ ہوئی یہاں تک کہ طلسم باطن میں پہنچی مگر وہاں بادشاہ نہ ٹھہرا جانب طلسم ظاہر روانہ ہوا اور دریائے سحر سے اتر کر قریب لشکر حیرت پہنچا یہاں حیرت و حیات بارگاہ میں بیٹھے تھے سرانجہ بارگاہ اُٹھے تھے کہ ابر سرخ گوہر بار نظر آیا صد ناقوس کی سنائی دی غلط ہو کہ شہنشاہ آئے ہیں ساحر شکر کے دوڑے اور سجدے میں زیر تخت جا کر گر پڑے حیرت شہنشاہ شہنشاہ کہتی ہوئی دوڑی لشکر میں و دریاں پلٹ گئیں اور رسالوں کی بھین بھین تخت سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا حیات نے تسلیم کی نذر دی بادشاہ تخت پر بیٹھا حیرت نے چلا کر پہلو میں بیٹھے بادشاہ نے بنظر عتاب اسکی جانب دیکھا اور منھ پھیر لیا لکہ نہ کو رشاد کو خفا دیکھ کر رونے لگی صد چشم سے موتی اگلنے لگی بادشاہ کو تاب نہ رہی ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگایا اور کہا جانی ہم تمھاری خطا کو کیا معاف کریں ہم خود گنہگار عشق میں محبت نے خطا دار بنایا ہم ورنہ لے لکھتے بڑا غضب کیا کہ محافظ چاہ سامری کو قتل کر ڈالا اور اسکی حفاظت نہ کی خیر جیسے خطا دار سامری کے ہیں ویسی سزا ہر کوتاہی ہر مثل مشہور ہے کہ جیسے کرنی ویسی بھرنی یہ کہہ کر وجہ کی اپنی خطا معاف کی اُسکے ہاتھ سے جام شراب لیکر پیاسا غرے گردش میں آیا ناچ ہونے لگا مگر اس طرف نحوست جو خست ہو کر گیا اپنے قلعہ شوم میں پہنچا یہ وہیں کا حاکم ہوا اسکے مطح احاطہ جادو اور اسکے افسرین اور وہ افسر چار چار ہزار ساحر کے مالک ہیں اور حصار سحر سے ایسا بناتے ہیں کہ کلنا اس حصار سے بڑے بڑے ساحر و کودشوار ہوتا ہے چنانچہ نحوست نے قلعہ میں ہونچکر حکم شاہ سے احاطہ کو مطلع کیا اور لشکر اپنا تیار کر آیا نفیر سحر بجی طبل ہفر پر چوب پٹری افسر اڑد ہوئے سوار ہوئے بقیہ کھلین پرچم نشانوں پر اڑنے لگے باجے سحر کے بجے زارغ و زغن نیکر جادو گر اڑے شعلہ اسے تشاٹھنے لگے کہ بموجب

چلا القصہ وہ لشکر بہت تیز نخست اڑد ہے پر سب کے آگے بڑھاتا تھا کبھی سر کو فلک تک کبھی بالیدگی باز و کودیتا کبھی زنجیر آہن کھڑکھڑاتا کبھی اک کوہ نجباتا زمین پر	اڑے جس طرح گرد صر آ میر وہ شوکت اسکی شیطان جس سے بھاگے کبھی ہونٹوں کو لاتا تھا پلاک تک کبھی کچھ تازگی جادو کودیتا کبھی اپنی زبان میں بڑ بڑاتا کبھی بڑھتا کبھی رہتا دھین پر
--	---



غرض اس حال میں تھا وہ ستمگار	برستا تھا یہ شکل ابر ہر بار
------------------------------	-----------------------------

ایک جانب سے احاطہ اپنے چاروں افسر اور سولہ ہزار ساحر لیے تخت پر سوار بید جو ش و خروش روان تھا اپنے ہوا یہ لشکر بیکر ان تھا آگے آگے تو بادشاہ طلسم لشکر حیرت میں آیا اور پیچھے پیچھے یہ لشکر آتا تھا بادشاہ کو آگے کچھ سی دیہ گزری تھی کہ طبل و نقار سے بجاتے سنائی دیے ابر سحر ظاہر ہوئے ملکہ حیرت نے ساحران نامی بہر استقبال بھیجے لشکر کو مقام بہتر پر اتروایا غلغلہ عظیم درود لشکر سے پڑا نحوست بارگاہ میں آیا اور احاطہ غائب ہو گیا کیلئے کہ قاعدہ اسکا یہ یعنی روز جنگ وہ اگر احاطہ کر دیکھا اور ہمیشہ مخفی رہیگا غرض کہ جب نحوست بارگاہ میں آیا ملکہ کو نذر دی اسنے خلعت دیا اور بڑی خاطر کی شاہ طلسم نے بہر اطمینان خاطر ایسا سحر پڑھا کہ باغ حبشہ ی میں جو پر یان کتاب حبشہ ی لائین تھیں یہاں بھی صندوق لیکر آئیں بادشاہ طلسم نے کتاب مذکور بھا لکر دیکھا کہ نحوست کس کے ہاتھ سے لشکر منافان میں سے مارا جائیگا معلوم ہوا کہ اس طلسم کا کوئی باشندہ اسکو قتل نہ کر سکیگا ہاں غیر طلسم والا البتہ ہلاک کر گیا یہ مضمون پڑھکر بادشاہ خوش ہوا کہ حریت اسکو قتل نہ کر سکیگا غیر مقام والا سوار عیار و تھے اور کون ہیں یہ سمجھ کر دیکھا کہ عیار اسکو مارینگے معلوم ہوا کہ نہیں اترو باطل اطمینان ہوا اور سمجھا کہ اسکی قضا کسی کے ہاتھ سے نہیں ہو یہ بڑے کام کر گیا غیر جگہ میں ایک کوکب کے یہاں کا اندیشہ ہی تو وہ ابھی آتا نظر نہیں آتا رہ گیا بلور اسکو کتاب میں دیکھنا چاہیے پس پھر دیکھا کہ نحوست کو بلور یا اس کے لشکر کا کوئی شخص قتل کر گیا کتاب میں لکھا کہ نہیں یہ حال پڑھکر انتہا کا خوشنود ہوا اور نحوست کو مژدہ دیا کہ اے شیر بیشہ ساحری لشکر حریت تیرا شکار ہے اور تجھکو کس طرح کا ڈر نہیں بخوف و خطر مقابلہ کر وہ یہ مژدہ سنکر فرط عشرت سے ایسا پھولا کہ سرین میں نہ سما یا اور بادشاہ نے بھینٹ میں کچھ اشرافیہ کتاب پر چڑھا کر پر یونکو دین کہ وہ لیکٹی اور آپ بھی رخصت ہو کر ہر آرام و عیش جانب باغ سب گیا یہاں نحوست ایکے و زکسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے روز زبان تیرہ بختان نصیب روز تیرہ و تار ہوا اور نحوست بخت شب درہوئی

اختر طالع کوکب سپر چمپکا کہ نظم

موافق تھا جو اقبال شب ماہ	تولی ظلمات کے دربار کی راہ
عروج ہر جب پہونچا لب بام	ترقی بہت آ یا اختر شام

طبل جنگ اسنے بجوایا نفیر و ہوق کو دم ملا جو اس میں خدمت مہر خ میں حاضر ہو کر دعا و شتاے شاہی بجالائے اور جملہ خبر عرض کی مہر خ خبر سنکر گھرائی اور فرمایا کہ یہ ساحر مجتہد کا بدلا لینے آیا ہے خیر خدا مالک ہے یہ کہہ کر ایک نارنج چھو لے سے نکال کر اچھا لادہ نارنج لہکا ہو گیا ہمارے کہا اے ملکہ کیا امتحان کرتی ہو اسنے کہا یہ نارنج سات پہاڑ توڑتا ہے مگر اسوقت لہکا ہو گیا ہے ہمارے کہا یہ آمد نحوست کا باعث ہے یہ کہہ کر آپ بھی سحر پڑھا کہ دو عورتیں فلک کی طرف اتریں جن انکا بہ از مہر و ماہ تھا دل عالم اسکی چاہ میں تباہ تھا لباس پر زرب تاسمت انور کیے زیور مرصع کا رستے جسم کو آرائش دیے کشتیان دست نازک میں یے جبین گلہ سے بھونکے رکھے ہمارے سامنے آئیں اسنے چاہا کہ گدستہ لیکر اپنے پاس رکھے دیکھا تو وہ گلہ سے مرجھا گئے ہمارے رنگت زرد ہو گئی مہر خ سے گویا ہوئی کہ اے ملکہ ہمارا تھا راجیہ یہاں ساتھ ہی ویسے ہی عقبا بھی ساتھ ہو گا کیونکہ ہم تم مطیع اسلام ہیں میرا بھی اس شقی ازلی یعنی نحوست نے بند کیا ہے اگر آج طبل جنگ بجو اور کل باؤن



میدان جنگ میں گاڑو جو منظور خدا ہو گا وہ ہو گا یہ کہ مگر نفیر سحر کو دم دریا اور ان عورتوں کو رخصت کر دیا کہ جو گلدستے لائیں تھیں نفیر  
 بجتے ہی حکم سرخ طبل جنگ پر چوب پڑی دنیا میں لئی وہ بار برخواست ہو سحر و معینہ طبل پڑی ہنگامہ سحر خوانی برپا ہوا جسے  
 اکبار کی بیرون کو قابو میں نہایا جب جوت کا دیا جلا یا بجھ گیا سحر گھبرا یا کہ کل رٹے زبردست سے مقابلہ ہی خدا ابرو  
 رکھے جو جادو گر سب اہل درختے اس حرکت میں جان دینا قبول کر کے ٹھہرے رہے اور جو نامرد تھے وہ بھاگنے لگے اسباب پنا  
 ہر تل ٹٹو پر بار کر اگر سر شام سے ہمراہ جا کر روانہ کیا اور کہہ دیا کہ سواہ جو میل کا درخت لگا ہو وہاں ٹھہرنا ہم بھی جائینگے  
 عرض کیا کہین بھاگنے کی فکر کہیں لڑائی کا ذکر تھا رعب جنگ نحوست یا سچا یا تھا کہ دیدہ روزگار میں بھی اندھیرا آیا تھا اسات  
 جتنی گزرتی تھی اتنی ہی آفت قریب ہوتی جاتی تھی ماہ فلک بھی خوت سے پورا نہ تھا پردہ قرص خورشید میں چھپا ہوا بھانکتا  
 تھا بھاگنے کی راہ تاکتا تھا وہ دہشت طاری تھی کہ انجم صحیح کو دانہ اسپند دست ساحر بہرام صبح سمجھا تھا ہندو سے  
 فلک کو جادو گر جان کر سچ عقرب کو کتر دم جادو کا سپہا کار رنگ چہرہ قاضی فلک یعنی شتری کا زرد تھا بول سے پیٹ میں  
 میخ کے در و تھا ساحر و ن میں یہ کیفیت ہو رہی تھی کہ کلو اکو بلاتے تھے نارسنگہ بھاگا جاتا تھا بھیر و ن ناچتا نظر آتا تھا ہر  
 سمت ساٹا تھا ڈمرو کی آواز کوس ریل تھی نفیر کا روان مرگ کی دلیل تھی بونا کو جب پکارتے تھے وہ چاری نحوست  
 سے گٹھ گئی تھی اسکی چیز اڑتی تھی دوہری سے اسکا چہرہ کاتی تھی جوگی جیپال نحوست کا چیلنا تھا کناس و دھنتر اسکو  
 اپنا کر وجانتا تھا خلاصہ یہ کہ سب بیرون کے کنارہ کیا زبردست ساحر ہوم کر رہے تھے ساتپاش کے بن رہے تھے  
 ڈھلے بجتے تھے ایک سمت تلوار کے دھنی کمر مرنے پر کتے تھے کہیں شمشیر مقل ہوتی تھی کہیں خنجر و ن پردھار رکھی جاتی تھی یا رٹھ  
 تیز ہوتی تھی زنگ لودہ ہر گان نحوست بخت تھا جو ہر شمشیر نوشتہ تقدیر سمجھ کر نعرہ علی مدد کرتا تھا کوئی خدا کو یاد کرتا  
 کوئی دعائے فتح و ظفر مانگتا نقیب پکارتے تھے یہ ہنگامہ برپا تھا کہ ظلم

کے روز روشن دید و نہ ماہ  
 ہی نالہ کوسس نشند گوش  
 سر نیزہ باز ابر بجزاشتمہ  
 چو بیشہ نیستان بوقت بہار  
 ہمہ کار دیدہ ہمہ نام دار  
 ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے  
 ہمہ شکر آراے و لشکر شکن

د تار کی اسپ و گرد سپاہ  
 زیس بانگ اسپان و بانگ خروش  
 در فشان بسیار افراشتمہ  
 چورستہ درخت از بر کو ہزار  
 بیار است گردان ہزاران ہزار  
 ہمہ شاہ چہر و ہمہ ماہ روے  
 ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن

یہی ہنگامہ چار پہر رات ہر پار ہا جب نحوست طلوع روزگار زائل ہوئی اور لیان بخت روشن اہل زور و شندلان صبح  
 نفس روز روشن نے منہ دکھایا اور آفتاب تابان بکل آیکہ ایسات

فروغ ستارہ شدہ تا پدید  
 بکاخ ۱ مد از باغ بوے گلان

بوقت سحر چون سپیدہ دمید  
 بگا ہے کہ گشت آن سپیدہ دمان



دم سحر ملکہ صرخ نے تلخ اتار کر درگاہ خدا میں استغاثہ کیا کہ اے غالب کل غالب ہم سب کو شر سے اس ظالم ساحر کے بچانا اور ہمیں فتحیاب فرمانا بعد دعا کے تخت سحر پر سوار ہو کر نصیب کرو فرمے تمام لشکر کے جانب میدان روانہ ہوئی اس طرف سے حیرت باعث شام و جلال نحو سست کو ساتھ لیکر بالشکر پیشا رو بے مثال وارد میدان قتال ہوئی سامران غدار کی آمد سے دے گیتی سیاہ قحط طائر سحر کے منڈلا رہے تھے تار یک در چہرہ ہر وہاں قحط طائر سحر خوانی و گردان لشکر شکن سے یہ جنگا

### ملاحظہ

جو صفحہ گروان بیار استند مکہ دند یک تیر باران تخت برفت آفتاب از جهان نا پید ہوشیدہ شد چہرہ آفتاب نوگفتی ہوا ابر آرد سے	یلان ہم نیردان ہی خواستند بسان تلرک بہار ان درست چہ داند کسے کان شکفتی نہ ید ز پیکانہاے درفشان چو آب وزان ابر الماس بار دہے
--	---

صفوف جدال آراستہ ہوتے ہی مبارزان صف شکن نے تیصفت دشمن پر برساتے حیرت نے ساحر و نئے کہا کہ ایک ایک کو کھانتک قتل و اسیر کر دے لازم ہو کہ جنگ مغلوبہ کر کے سبکو ہلاک کرو مگر نحو سست نے جواب دیا کہ اے ملکہ آپ تامل فرمیں میں لشکر حریف کے افسر و نکل طلب کر کے انکا حوصلہ پورا کیسے دیتا ہوں کہ اسان باقی نہ بچائے پھر سبکو گھیر کر بارڈالونگا ملکہ خاموش ہو رہی اور نحو سست نے سواروں کو منع کر کے آپ میدان میں پہونچکر ایسا سحر کیا کہ سیاہی روے ہوا پر ظاہر ہو کر ہر سمت پھیلی اور دنیا تاریک ہو گئی اسی اندھیرے میں اسے مبارز طلب کیا بلور کے پھر اسی میں سے ملکہ نور افشان حجاب زنت افسر و طاؤس اڑ کر مقابلہ میں گئی اور سحر بڑھکر دستک دی کہ اس تاریکی میں ہزار ہا پتلا مشعل روشن ہوئے پیدا ہوا اور جہانک و فنی ان مشعلوں کی پہونچی وہ سیاہی شگنی نحو سست کو جو اپنے سحر دفع ہونے سے خفا یا فوراً مثل برق کے ٹکڑا کر ملائے ہوا گیا اور وہ اپنے کڑکڑا کر جھگڑا سر پر مٹیکر بجلی تو بنا ہی تھا جسم کا گز زمین میں اتر گیا ساحر وہ دھڑکڑے ہو کر گری شور اسکے منہ کا بلند ہوا لشکر حیرت میں طبل عشرت بہ چوب پڑی اور نحو سست زمین سے نکلا پکارا کہ اور کوئی تم میں سے میرے سامنے آئے یہ نسیب نکر بلور کو تاب نہ رہی تخت سحر پر سے کودا اور صرخ سے اجازت لیکر وہیں سے بزور خنجر زمین میں غرق ہوا اور نحو سست جس اثر سے پر سوار تھا اسکے پیٹ کے نیچے جا کر نکلا مگر اس طرح سے کہ سب نے دیکھا ایک کھال زمین سے نکلا اور اسے اڑ دے کہ کوئی لیا نحو سست ساحر زبردست ہی پشت اڑ در توڑ کر جب کھال نکلا ہزار ہا نیچے پیدا ہو کر بجلے میں لپٹ گئے نحو سست اڑ در پر سے اڑ کر الگ کھڑا ہوا بلور بہت جلد صورت انسان بنا اور مٹھیاں بند کونے اور کھولنے لگا ہزار ہا پتلا پیدا ہو کر ان نیچے کے پٹا کہ وہ نیچے غائب ہوئے اس اثنا میں نحو سست نے دھڑکڑ کر سر بلور پر تلوار ماری وہ زمین میں غرق ہو گیا اوکھالا بلکر لشکر حیرت میں نکلا سواروں اور ساحر دھڑکڑ کوئی کوئی کر لٹھانے لگا اسوقت حیرت و حیات مع کئی ہزار ساحر و نکلے بجلیاں جکر اس بجلے پر گرنے لگے از بسکہ یہ ساحر زبردست ہیں بلور نہ تھا سبکے سیر کمانک دکر تا آخر زخمی ہو گیا اور زمین میں سما کر قریب اپنے لشکر کے نکلا اسوقت صرخ و مہا و جھو



بھی اسکی مدد کو آگے بڑھ آئی تھیں حیرت نے نحوست سے کہا کہ ہاں لینا ان کلمہ انوکھ اُس نے یہ نعرہ شکر غیرت کو کام دیا یعنی سب کہیں گے کہ ایسا دعویٰ کرتا تھا اس وقت کچھ نہیں ہو سکتا پس اُرد پر چڑھ کر تلوار سحر کی پکڑ کر ہرخ کی فوج پر جا پڑا اس طرف سے بھی فوج نے حملہ کیا پھر تو یہ حال ہوا کہ ایک ایک رنج چالیس چالیس کے سینے توڑنے لگا ایک ایک تیر دس دس کو گوشہ گیر کر دیا تھا آندھیاں اٹھی تھیں بیرون کا شور مچانا شور و محشر سے کم نہ تھا زلزلہ و لرزان نے زمین جا کر زلزلہ پیدا کیا تھا بہار نے سحر کے باغ لگا یا تھا طائوس نے سانپ برائے کھے مشکین ہو و سر خمونے کا کل پریشان کر کے ستارے گراے تھے خلاصہ یہ کہ ہر سردار نے اپنا اپنا وار کیا تھا شکر حیرت کا ہزار ہا سحر کام آیا تھا اس طرف کے ساحر و دن نے بھی طرح طرح کے سحر کیے تھے کہیں دریا پیدا کر کے حریت کی کشتی جان غرق فنا کی تھی کسی نے اُرد پر پیدا کیے بڑے عذاب دشمن کو مارا تھا کسی نے آگ برساتی تھی خرمن جان جلائی تھی تلوار سحر کی کبلی بن کر گر رہی تھی رخت ہستی قطع ہو رہی تھا بہادر سے بہادر بھڑک گیا تھا یہ یہ نقشہ تھا جو جہاں بیات

سپہ ہر دو سو درہم آدینختند وزان گرزداران و نیزہ دران ہوا زین جہان بود شبگون شدہ ہمی برزند این بران آن برین فروغ سر نیزہ و تیسر و تیغ شد آن جازوئے زشت ناپاک تن	یکے گرد تیرہ برانگینختند کہ می تاختندے برین و بران زمین سرسبز پاک پر خون شدہ ز خون یلان سرخ گشتہ زمین بتابد چنان چون ستارہ میخ نبرد آزار ساز سرانجمن
---	---

جب نحوست پر کہ درت نے دیکھا کہ بہار کے باغ لگانے سے ہزار ہا سحر دیوانہ ہوا عقل و خرد سے بیگانہ ہوا اور سب سرداران حریت قریب ہی کہ لشکر پر میرے غالب آئیں پس بنا چاری سامری کے پاؤں کے نیچے کی خاک نکالی کیلئے کہ پہلے تو جانتا تھا کہ یہ ساحر ایسے ویسے مہین با لشکر قلیل اُن پر غالب دیگا یہاں ان جاننا زکو سامری عہد و جنبہ عصر یا پس خاک پر پائے سامری نکال کر اُرد پر سے کودا اور زمین پر ایک گھروندا اس خاکنا پاک کا بنایا سحر چڑھا کیا ایک بجگہ سے جہان وہ گھروندا تھا ایک گنبد مثل میل کے زمین سے نکلنے لگا اور بڑھ کر تابہ اوج فلک پہنچا رنگ اس گنبد کا نیلگون یعنی آسمانی تھا اور از سر تا بنیاد ہزار ہا شبکہ اسمین بنا تھا اور ہر شبکہ میں ایک موتی نہایت آبدار با فروغ و ضیا آویزاں تھا گویا وہ گنبد آسمان سحر تھا اور گوہر نیم درخشان تھے نئے سحر کے سامان تھے اور گنبد پر ہزار ہا تیلہ سحر کا ناقوس و گھڑ پال لیے کھڑا تھا اور پکار رہا تھا کہ اے سامری کے بوجہ اریو آؤ لشکر ہرخ یا تو مصروف جنگ تھا اور ہر ایک جان بیکر اُڑ رہا تھا میل کے بنتے ہی ہر شخص سحر کی سواری پر سے اتر ا اور جانب گنبد دوڑا قریب پہنچ کر سجدہ میں گر پڑا اور جتنے گھڑا اور اُرد و غیرہ کی سواریوں کے تھے وہ دوڑے اور طائر اُڑ کر اس میل کے گرد پھرنے لگے اُرد اور چار پائے بھی طوائف میں مصروف ہوئے تیلوں نے ناقوس بجائے سامری کی جے کا ایک غریب ہوا وہ ساحر جو براہِ صلیحت منتر اپنی زبان پر جاری کئے تھے مگر دل اُنکے نور ایمان سے بھرے تھے وہ تو رہ گئے باقی سب جا کر سامنے گنبد کے سجدے میں گر پڑے



مہر و بہار کے چند زبردست افسر ہر چند فوج کو روکتے تھے کہ کہاں جاتے ہو تم کو سامری سحر سے کیا تعلق ہے تم لوگ مطیع اسلام ہو  
نظاہر سحر پڑھتے ہو مگر باطن میں نور اسلام رکھتے ہو کوئی سماعت کرتا تھا جب یہ لشکر کا حال دیکھا یہاں اپنے باغ میں گئی اور چاہا  
کہ تحفہ کوئی طلسم کا مثل شبنم جاوود وغیرہ کے طلب کرے نحوست نے قریب س گنبد کے آگرا ایک و تہتر زمین پر پارا کہ یا سامری  
آپ کو بھی نہیں مانتا دو تہتر پڑے ہی گنبد کے شبکہ سے ایک موتی ستارہ کی طرح ٹوٹا اور جانب گزار بہا گیا اگر یہ ملک ساحرہ بنیظیر موتی  
تو وہ موتی سرتور کر گدی سے نکلتا اتنا ایک سیبے بدل جادو کرنی ہر سپرین سحر کی اس کے سر پر آکر سایہ فگن ہو گئیں موتی سپرین پر  
کہ سپرین جلین ہنوز سر ملک تک موتی نہ آیا تھا کہ بخون نے از خود پیدا ہو کر تھکی دیدی وہ درمچستان پر گر کر اور زمین سے شرابے  
پیدا ہو کر درختوں پر پڑے کہ باغ میں آگ لگی آبرے مجوہار اس موتی نے کھوئی اب جو گل سفید تھا وہ نخل قامت سوختہ کا پھول نظر  
آتا تھا گل چمکا راگ کا دکھائی دیتا تھا جو غنچہ تھا وہ دانہ بگیا تھا گلون کے پھولنے سے سم شاہد گزار پر درم چڑھا یا تھا درخت  
بسان نخل چنار آتشبار تھے پچہ مرجان دست دعا بسان مظلومان اٹھائے زکس یار کی تپے حرارت زیادہ بڑھی ہوئی سوسن  
وہ زبان دل ہی دلیں قلنا یا نار کوئی پڑھتی سنبل بزرگ زن سوگوار بال کھولے کھڑی ایک موتی نے دم بھر میں آتش جوش زن  
کر دیا ملک بہار کو غش آگیا کنیز بن لیکر بھاگیں ادھر جو سردار کہ زیر گنبد نہ گئے تھے اپنی وہی گوہر شکر گوشتے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے  
وہ ساحر و سحر پڑھکر جان بچاتے تھے کہ گوہر عمر تلف نہ ہو زندگی کا جاز غرق بحر فنا نہ جائے جادو گر نوین عجیب فنت برپا تھی وہ انکی  
اصطلاح میں اس فنت میں بھی لطفت دکھائی تھیں جب موتی گرتا تھا تو زبا پڑھ لاتی تھیں کہ درم سے نحوست پیٹے جھگوہاری ساتھ والی  
چھٹی تھی اور اسکو میر کرنا تھا کوئی کہتی تھی ہو نحوست پیدا ہوا ہو کوئی گویا تھی کہ میرا بس چلتا تو موڈی کاٹے کی ناک ٹالیتی اور ریہین  
ڈبو دیتی اسی آفت عظیم میں حیرت پھر حملہ در ہوئی مہر و بہار با فوج قلیل باقی تھی سمجھی کہ اب میدان میں ٹھہرنے سے ہلاکت کا سامنا  
لازم ہے کہ نکل چلون یہ سوچ کر وہ گریز رکھا ساحرون نے جب اپنی مالکہ کو جانے دیکھا سب فرار ہوئے کوئی زمین میں سایا کوئی اڑ کر  
چلا کوئی یونہی بھاگا جب یہاں بھگدڑ پڑی احاطہ جادو و جوش تھی ہو گیا ہر اسے سحر سے احاطہ کھینچ دیا جو ساحر اڑ کر چلے تھے  
انھوں نے دیکھا کہ ایک یواریہ از زمین تا بادج حیرت برین پہنچی ہر اور منزلوں تک حصار بندھا ہوا انھوں نے چاہا کہ اڑ کر بلند  
ہو کے بھگدڑ میں لیکن حقد ر بلند ہوئے اسی دیوار میں ٹکرائی نکل نہ سکے اور جو زمین میں سماتے تھے انکو بھی وہی دیوار زیر زمین  
ہی کہ بھگدڑ ناممکن نہوا اور جو یون بھاگے تھے وہ تو بالکل مجبور ہو کر رہ گئے اب ایک سمت سے تو حیرت با فوج کثیر خود حملہ  
کر کے قتل کرتی چلی اور دوسری سمت سے موتی ٹوٹ کر گرنے لگے بحر مرگ موج زن ہوا موت نے حصار کر لیا وہ احاطہ سحر ہر ایک کے لیے  
کنج کھد بنا موت گھیرے ہوئے تھی جو فوج کہ پہلے بھاگ گئی تھی اہا حال عیار دن نے جوا دل ہی بھگائے تھے بیرون حصار کھڑے کیتے  
تھے کہ سپاہی پر تل کے ٹوٹ پر اپنی عورت کو بچھائے بچو نکو پشت و دوش پر لادے فراری میں کڈ کر لوگ یعنی بیلہ ارد فراش و  
گاڑ بیان وغیرہ عورتوں کو ساتھ لیے گھڑی اسباب کی کمر سے باز دھے لڑکے ماؤں کے لنگے پکڑے روٹی کے ٹکڑے ہاتھوں میں  
لیے ناک بہتی روتے ہوئے چلے جاتے ہیں دشت و کوہ آدمیوں سے بھر گیا ہر کوئی کہیں کوئی کہیں باپ بیٹے سے جدا بیٹا باپ سے  
جد ایک عجیب طرح کا ہنگامہ ہر جو لوگ اندھ حصار کے گھر گئے ہیں انہیں سے بعض تو سینہ سپر کیے پڑے ہیں اور بعض بددگاہ بے نیاز  
دست نیاز اٹھا کر ہزار تضرع و زاری دعا بیل کر مانگتے ہیں کہ اے آفرینندہ حصار اربع عناصر و خالق ارض و سماں



برائے صاحب بولا کہ اس دم ترے صدقے تری رحمت کے قربان خدا یا تو ہے حاکم حاکمون کا نہیں کچھ احتیاج عرض لاریب اگر ہو تیری رحمت کا اشارا	گناہوں سے ہمیں کر پاک اس دم بڑی ہے خالق اکبر تری شان حقیقت حاکمون کی ہے بھلا کیا کہ ہے تو اسے خدا خود عالم الغیب برائے مدعاے دل ہمارا
---	---

یہ مصروف دعا میں مگر کار سازی فریاد رس غریبان دیکھیے کہ جب شاہ طلسم بدسیرت و بد چشم جانب ظلمات گیا تھا اور نحوست کو بلایا تھا ہیران پاس بیٹھے بیٹھے عمر کا دل گھبرا یا کہ بوجہ مصرع سبب کیا کہ دل سے تعلق ہے۔ آفت جو شکر پر آنیوالی تھی تو بے اختیار طبیعت پر رنج مستولی ہوا اور گھبرا کر کہا کہ اے ہیران مجھ کو آپ نہان کہانتک رکھیے کافی اچلہ جیغیراب آپ سے رخصت ہوتا ہوں بلکہ مذکور نے یہ اضطراب دیکھ کر تسکین دی اور فرمایا کہ میں نے پہلے بھی ساحر ہر خبر گیری شکر آپ کے بھیجے تھے وہ اب تک آئے مجھ کو خود نکر ہو کہ نہیں معلوم ساحران مذکور کس آفت میں پھنسے ہو یہاں نہ آئے اب میں خبر کیلئے کسیکو بھیجتی ہوں خواجہ نے کہا جب میرا شکر وہاں بریاد ہو گیا اور آپ نے خبر منگوائی تو کیا فائدہ کیونکہ ہرخ و بانگلی ہی اور سامنا ایسے زبردست سے پڑا ہی جو شاہ جادو ان ہر ملکہ نے یہ شکر کہا میں ابھی خبر منگواتی ہوں یہ کہہ کر ایک پی مصاحب خاص صند لین جادو سے کہا کہ تو ابھی اس راہ سے جو قلعہ طلسم کا دروازہ ہر اسکو واکر کے شکر خواجہ میں جا کر خبر لا ساحرہ مذکور حسب حکم روانہ ہوئی ملکہ نے اپنی انگوٹھی بہر نشان اسکو دی کہ طلسم پر جو کوئی روکے یہ انگوٹھی دیکھ کر تری دکھا دینا اُس نے انگوٹھی لیکر پرواز کی اور اسی راہ سے کہ جدھر کا حکم ملکہ نے دیا ہر گز اُسے منزل مقصد ہوئی حال اس طلسم کا آئندہ بیان کیا جائیگا یہ وہی راستہ ہے کہ شاہ کو کب نے خواجہ کو ڈھکیل دیا تھا اور وہ طلسم ہوشیار میں پہونچ گیا تھا خلاصہ یہ کہ ساحرہ مسطورہ ایک آن واحد میں شکر ہرخ کے قریب پہونچی اور ایک لمبندی پر ٹھہر کر اڑائی کی کیفیت دیکھا کہ جب احاطہ نے حصار سحر گرد شکر گرد یا ساحرہ کی آڑ ہو گئی اُسے خیال کیا کہ ملکہ سے حال مفصل میں کیا بیان کرونگی اندر کے حصار کا تو حال معلوم نہیں ہوتا ہر یہ سوچ کر وہاں سے اڑی اور ایسا سحر پڑھا کہ دیوار احاطہ سحر روک نہ سکی اُس نے آکر حال سرداران و کیفیت گنبد سحر وغیرہ دیکھ کر ہرخ کو تسکین دی کہ آپ گھبرا ئیے نہیں خواجہ نے مجھ کو ہر خبر بھیجا ہی ہرخ نے کہا خواجہ سے کہدینا کہ تیرے زین آپ کی آپ پر خدا ہو گئیں صند لین یہ کہہ کر سکر رونے لگی اور اسی وقت وہاں سے اڑی اُس کے حصار میں آنے سے احاطہ کو خبر ہوئی تھی کہ کوئی داخل حصار ہوا ہر کیونکہ سحر میں اُس کے فرق پڑا پس اسے سحر کو زور دیا اب جو یہ نکلنے لگی نکل نہ سکی اسے غصہ میں آکر اس زور سے ٹکر ماری کہ دیوار شق ہوئی اور یہ باہر آکر گری سر میں بہت چوٹ آئی اور پسینہ پسینہ ہو گئی ادھر احاطہ نے جلد حصار پھر درست کیا مگر یہ ساحرہ اسی حالت میں اڑ کر جانب کو کب روانہ ہوئی اُٹناے راہ میں وہ ساحرہ نے جو پہلے سے آئے ہوئے تھے اُسے کہا کہ تم کہاں رہ گئے تھے ملکہ راہ دیکھتی ہیں جلد چلو غرض کہ مع ساحرہ کے اسی قلعہ طلسم سے دم بھر میں داخل ہو کر خدا ملکہ میں آئی ساحرہ جو پہلے سے خبر کو گئے تھے انہر ملکہ نے عتاب کیا انھوں نے عرض کیا کہ ہم نے کوئی سانحہ تازہ ہمراہ بیان خواجہ سلامت پر نہ دیکھا تھا اسوجہ سے بطور جاسوسان ٹھہرے ہوئے تھے فی الجملہ حال تباہ ہونے شکر کا صند لین سے شکر



عمر و رونے لگا اور کہا اے ملکہ میں اب نہ ٹھہروں گا غرض کہ ضرور جاؤنگا ملکہ نے کہا خواجہ ایک لمحہ اور توقف فرمائیے یہ کلمہ  
 کھڑی ہو گئی اور سحر ٹپکھا کہ دو پتلے ہوا پر سے ایک صندوقچہ لینے ملا ہوا ہے ملکہ نے سوا سوا شرفی انکو نذر دی انھوں نے نذر لیکر  
 وہ صندوقچہ حوالہ ملکہ کیا ملکہ نے اُسکو واکر کے اوراق جمشیدی نکالے اور پڑھا انہیں لکھا تھا کہ احاطہ جادو کے مطیع چار افسر ہیں کثرت  
 انکے روئے نخس کی زبردہی اور ان چاروں ساحروں کے مطیع چار ہزار ساحر ہیں لیکن یہ سولہ ہزار جو تابع افسران میں نظام  
 کو ساحر میں مگر سب پتلے طلسم کے ہیں کہ ہر کام جنگ نہ کاٹے کٹتے ہیں نہ مارے مرتے ہیں پس کوئی ایسا واقف کار ہو کہ ان سولہ  
 ہزار سے تو خبر نہ ہو کہ وہ جو چار افسر ہیں ان سے مقابلہ کر کے بجد و جہد تمام قتل کرے جب وہ چاروں مارے جائیگے وہ سولہ ہزار از  
 خود ہلاک ہو جائیں گے پس نحوست کا زور ٹوٹ جائیگا اور بھائیگا اور اُسکو بھی جانے نہ دے مار ڈالے یہ سب حال اوراق سامری  
 سے دریافت کر کے ملکہ نے صندوقچہ میں بند کر کے حوالہ تیلونکے کیا کہ وہ لیکھے اور آپ عمر و کے بمقرر ہونے سے حکم دیا کہ سواری  
 ہماری تیار ہو یہ حکم زبان سے نکلتے ہی مجلس جو خواجہ کی گود میں آکر بیٹھتی تھی ناک پوچھتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور تلتا تلتا کے  
 گویا ہوئی کہ امی جان خواجہ کے رونے سے میرے دل پر ہزاروں چھریان پڑ گئیں میں جا کر اس لڑائی کو فتح کرونگی بران  
 نے کہا خواجہ یہیں رہیں گے میں خود جاتی ہوں تم ہو تو پھر پیچہ ہو کسی جہان نہ یہ کہ اس جنگ میں کام ہے یہ کلمہ قصہ رواں کیا تھا  
 کہ ایک طرف ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور رکھتی تھی سلطان کو کب کی ہواور بن بران کی یہ اپنی جگہ سے اٹھی اور عرض ہوا  
 ہوئی کہ خواجہ کیلئے میں جان بازی کرنے جاؤں گی افسوس کہ ہمارے ہمارے کو جسکے پاس ہم رہ رہ بیٹھ کر خوشنود ہوتے ہیں ایسا  
 رنج پہونچے اور ہم بیٹھے رہیں بران نے اُسکو بھی منع کیا کہ تم سب بیٹھو میں خود جاتی ہوں اسنے جو ابد پاکہ ہیں تم نے مجھ کو کیا موم کا  
 سمجھا ہے اسے بے ایمان خود جاتے ہی جو اس نحوست کو زبرد نہ دکھایا تو نام اپنا اختر بن کھا بران اسکے صندوقچے سے ناچار  
 چپ ہو رہی اور سب مدرج جنگ کے جو کچھ اوراق جمشیدی میں دیکھے تھے اُسکو سمجھائے یعنی چار افسران مطیع احاطہ  
 کی کیفیت اور سولہ ہزار تیلون کا حال سب بیان کر کے سپرد بخدا کیا اور رخصت کیا

روایت ہونا اس گل بوستان شجاعت و خوبوئی یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور  
 کا واسطے مدد کرنے ہرخ کے اور مارا جانا احاطہ جادو کا مع اپنے فہرہوں  
 کے اور جنگ عظیم ہونا نحوست کا مارا جانا حیرت کا شکست کھا کر  
 ہٹ جانا پھر خواجہ کا قلعہ طلسم شاہ کو کب دیکھنا اور ہرخ کو بلوانا بلان  
 سے بلوانا المومنین

صفائیں ہو جو روکش آفتاب  
 وہ مے جس سے زندون کا ہر آب و گل

وہ دے مجھ کو اے میرے ساتی شراب  
 وہ مے جس پہ قربان زائد کا دل



تتنا ہے جسے کی دل میں مدام  
وہ ہے جسکو بولین شراب طور  
وہ ہے واشروا جس کی ہے شان میں  
وہ ہے مردہ دل جس سے سب جیتے ہیں  
بہار چمن کانیا ماجہرا  
چمن میں نئے سر سے آئی بہار  
پڑی پھرتی ہیں آج گلزار میں  
گلابی ہے غنچوں کے منہ سے لگی  
کہ ہو جیسے آئینہ خانے میں یار  
یہ ہے تاک انگور کو تاکتی ۔  
لب جام پر ہے یہ جاری جز  
طلبگار جمشید میرا رہا  
مجھے فخر زیبا ہے بے انتہا  
جہان رند آسجدہ کرتے ہیں سب  
سر مقتب کا سر سے بنے  
مرے دل کی ساقی کدورت کو دھو  
لکھون حالت جنگ افراسیاب  
یکے داستان لغز و نادر نگار

نصور ہے جسے کا ہر صبح و شام  
وہ ہے جس سے دکھلائی ہے رے حور  
وہ ہے وصف جس کا ہے قرآن میں  
وہ ہے جوے کوثر پر جو پیتے ہیں  
ذرا دیکھ اے ساقی پارسا  
ہوا پھر جوان موسم روزگار  
لیے بلبلیں پھول مفتار میں  
ادا میں ہے ہر گل کے مستی بھری  
لب جو ہے ہر سرو کی یون بہار  
کتور اسی ہے چشم زگس کھلی  
بڑھی ہے بہت حرمت دخت رز  
کہ میں بادشاہوں کے ہوں منہ چڑھا  
صراحی کے قفل سے ہے یہ صدا  
کہ میں ہوں شبستان بنت العنب  
فتیاب ہوں رند ساقی ترے  
صراحی و پیمانہ میں صلح ہو  
لگا دے مرے منہ سے جام شراب  
بیا جہاہ این بادہ خواری گزار

بیدار بختان شب عشرت و خوش طالعان اختر قسمت ستارے نصیب کے فلک خوش قسمتی پر اس طرح تابع فرمان ہیں  
اور بہر پامالی دشمن سید بخت یون جاتے ہیں کہ جب وہ نہ برج خوبی در خوش آب بحر محبوبی رشک فرمائے شمر قمر یعنی ملکہ  
اختر اجازت حرب ملکہ بران ۔ بیکر بیرون قلعہ آئی ملکہ بران و مخمور و عمرو مع ناطمان طلسم کے ہمراہ آئے اور اس  
گلمدن کو رخصت فرمانے لگے اُس نے اپنے گلے سے ایک ہار موتیوں کا اتارا کہ نوسو نواسی موتی اس ہار میں تھے پس اس ہار کو  
گھما کر جانب فلک پھینکا سب موتی زمین کے بچھ کر ہر سمت جا کر غائب ہوئے اُس نے ایک دو ہتر زمین پر مارا کہ زمین شق  
ہو گئی زیر زمین سے ایک ماریاہ نکلا کچھ اٹھا ملکہ کو سلام کیا اس نے فرمایا کہ جلدی جا اور میری سواری مع لشکر جنگی کے  
ہیماں لایہ حکم سکرا زمین میں سما گیا اور بعد لمحہ کے اس جاسے چار سو مارا آتشین کچھ پر بار کیے اور تخت جو اہر آگین سر پر  
اٹھائے وہاں سے نکلے پھر فلک کی طرف سے لکے ہارے اہر پیدا ہو کر پھٹے اور انہیں سے اژدر و عقاب و سنہن و مار و طاووس  
وغیرہ پر ساحران نامی سوار ظاہر ہو کر سامنے آئے لباس ہر ایک بندہ و بہتر نہایت پر زریں پہنے پیشانیان قشقون سے



عزیز و رنگین جھولیاں باد لہنگار گلے میں بصد ترسین ان سب نے ایک سمت پر جھایا پھر جبکہ سے مار تخت لیکر آئے تھے وہاں سے سواریاں سحر کی مکھنے لگیں اور انیر جا دو گرنیاں سوار ظاہر ہوئیں کہ حسن میں بیٹال نہایت حسین و صاحب جمال تھیں کوئی لباس سبز مردین زیب بدن کیے تھے اس کے جسم منور کی روشنی اس لباس میں یوں تھی کہ جیسے چمنستان میں کسی نے چراغ جلائے ہیں یا آتش گل بیابان دہک رہا ہے یا ابر سبز میں برق چمک رہی ہو کوئی گلابی لباس زیب قامت کیے تھے یا باغ میں حسن و جمال کے سادنی پھولی تھی کسی کا روئے تابان دھانی ڈوپٹے سے یوں فروزان تھا کہ دھان کے ٹھیکے سے چاندنی نے کمیت کیا تھا کسی کا رخسار تابناک اودے دوپٹے میں یوں نمایاں تھا کہ جیسے بدنی میں خورشید تابان درختان ہوتا ہی ہر ایک نازنین نازک بدن زیور جواہر کا رہنے جھنڈیاں ہاتھ میں لیے صفت کشیدہ ہوئی ملک اختر تخت پر سوار ہوئی اس کے سوار ہوتے ہی دواڑ دے زمین سے مکھ کے پشت پر انکی نقارے لہے تھے اور پتلے چوبین ہاتھ میں لیے بیٹھے تھے انھوں نے نقارے بجائے ڈنگے پر چوب پڑی ہزار ہا نقارہ بجنے لگا اور صد ہا زرسنگا اور ناقوس بجا تخت کے گرد ہزار ہا کنیزان زرین لباس آکر سر ملک پر مردہ جنیان ہوئیں اور اس وقت اختر مثل اختر فلک کے بنگی اور ابر سحر آکر سر پر سایہ فلک ہوا بیرقین جھنڈیوں کی ہوا میں اڑنے لگیں مہنوز تخت اڑ کر روانہ ہوا تھا کہ کوئی ہزار سوار زرین پوش مرکب پرند زبیران روئے ہوا پر ظاہر ہوا اور چالیس ہزار ساحر برابند ہلکا اڑا روئے گیتی تاریک ہو گیا سواری دوش صبا پر ملک اختر کی چلی کہ نظر

چلا شکر بصد حشمت وہاں سے ہزاروں جھنڈیاں ہر رنگ کی تھیں کسین نقارے بجتے اور ناقوس فلک تک اختر ذبیحہ کا تخت ستارے توڑتے تھے آسمان سے گھٹائیں آئیں ابر سحر سے غرض اس شان و شوکت سے وہ ذبیحہ	ہوا پر ساحر نامی وہ سب تھے نشانی سامری کے جنگ کی تھیں کہیں اڑتے ہوئے جاتے تھے طاؤس لمبہ ایسا ہوا جیسے کہ ہو بخت ویا موتی نچھاور ہو رہے تھے فلک پر بیر آکر چھائے گئے تھے مع شکر روان تھی سمت جنگاہ
--	---

اسی راہ دروازہ طلسمی سے صکار یہ تو منزل مقصد کی جانب چلی اور یران خواجہ کو تسلی دیتی مقام سکونت پر لائی لیکن عمر کو تسکین کہاں دے دم بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فرواے کاش عمر کو موت آتی + ہرخ کی جدائی ہے ستاتی + یران نے یہ سقر اسی خواجہ کی دیکھ کر کچھ باتیں ادھر ادھر کی غم غلط کرنے کو کر کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آئیے خواجہ سلامت ہم آپ پر طلسم حکم کرین خواجہ نے ہر چند انکار کیا کہ میں سیر گلزار سے ہر وقت عار رکھتا ہوں کہ رنج کا خار دل میں چھپا ہو ملک نے اسکا عذر کچھ نہ سنا اور مع چند سرداران و لیشان کے روانہ ہوئی تا ظمان ملک بھی چند ہمراہ ہوئے ملک بیرون قلعہ ہفت رنگ آئی اور ایسا سحر بڑھا کہ ایک بھوان سفید رنگ پیدا ہوا اور ہر ایک کی آنکھ میں لگا اس انجن سحر کے لگتے ہی آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی ایک بیابان خرم و سبزہ زار میں اپنے تئیں سب نے پایا کہ وہ مرغزار مہنوز تھا



حقیقت میں رشک گلشن شداد تھا نہال سبز و شاداب پھلے پھولے لگے تھے یا معشوق سبزہ رنگ گمنا پنہ کھڑے تھے ہوا و ہوا کی  
فرح بخش خاطر شوریدگان سبزہ وہاں کا دافع خفقان مجنونان چٹے ہزاروں ہزار جاری نہروں میں آبِ حمت بھرا ابر  
اددا و داسر دشت پر چھایا ہوا طاؤس رنگین کا زیر ابرنا چساؤنی پھولی ہوئی یہ معلوم ہوتا کہ گلانی پوش گل خساروں کا  
مجمع نہروں کے کنارے کنارے ہزار ہا بازو و بطور غائبی طائرانِ آبی بیٹھا منقار اپنی پانی میں بھگو کر پھر ہریان لیتا خوش فعلیا  
کرتا گلہاے خود رو سے تمام دشت رنگین عروس بہار کی نہایت آرائش و تزئین کہ ابیات

دشت گلہاے سرخ سے معمور گل ہراک دلفریب تھا رنگین ہر طرف آبشار ہوتا تھا بوے گل نے بسا دیے تھے دماغ	چشم زر گس تھی دیدہ مخمور دافع رنج حنا طرغملگین رحمت رب تھا سبزہ خفتا دشت تھا یا بہشت کا تھا باغ
---	--

جب اس دشت سے سیرکنان آگے بڑھے ایک دریا پر پہنچے پانی اسکا صفائیں ورق نقرہ سے کہیں بہتر تھا بلکہ بڑا چشمہ  
ماہ و خور تھا ملکہ نے آکر دریا پر سحر پڑھا اور آنکھیں بند کر لیں پھر جو آنکھ کھلی آن دا حد میں سب دیا کے پار تھے جب ہاں سے  
آگے بڑھے ایک یوار فلک فرسا بلور کی دور تک کھنچی نظر آئی کہ سراسر اسکو مٹا کیا تھا اور نقش و نگار سے رنگین بنایا تھا ملکہ نے  
یہاں آکر آواز دی کہ اسے پرزادانِ طلسم جلد بوزاری حاضر کرو و بجز صدا دینے کے ایک تڑا قہوا اور اس یوار میں دروازہ  
یا قوت سرخ کا لگا نظر آنے لگا اس دروازے سے سترہ سونا زین سراسر رشک لعبتان چین پیدا ہوئیں کہ ایک تخت  
یا قوت کا ساتھ لائی تھیں جس ان سب کا مادح کی مدحت سرائی سے کہیں بہتر تھا قلم لکھنے سے قاصر تھا زیور یا قوت نگاہ  
سے جسم نازک اکافرین واقعی وہ سب رشک چین کیا راحت جان گلشن ہر ایک کس جوانی کی راتیں مراد و نیکے دن سترہ سو  
نازنین رشک لعبتان چین غرق دریاے جواہرین لباس سے جسم کو انکے آرائش و تزئین اس دروازے سے نکلیں ایک ایک  
افسر خوبان جہان تھی تاجدار کشور گلرخان زمان تھی کف پا انکار و سے مہر انور کو شرماتا دست چارین بد بیضا پر فوق  
لیجاتا دلیری کی گھاتین ہر ایک ایجاد شگری و بیدادی میں استاد عاشقوں کے ارمانوں کی نسبت جلا دگر دمن بدن تم ایجاد کہ نظم

سوارے بال بیچ و تاب دے کر قیامت آنکھ میں سرے نے ڈھائی خسما برو سے پیدا شان شمیر کھلے مسی سے رنگ پان کے جوہر	کیے سب جسم خوشبو سے معطر سیہ سمیار کو بدھی پنہائی مژہ ہر ایک رشک خنجر و نیر شفق اس پر تصدق شام اسپر
--	--

وہ سب شہر یارانِ اقلیم دلبری ایک تخت شاہی اپنے ہمراہ لیے جیتے تخت سلیمان کو پران اٹھائے سامنے پران کے  
آکر تسلیم کر کے بادب تمام ٹھہرین ملکہ مذکور نے تخت پر خواہ عمرو کو برابر اپنے سوار کر کے کچھ سحر پڑھا کہ بہت سے گھوڑے  
پرند نہایت دلپند ساز و یراق جواہر نگار سے سجے سجائے زین پر زریں سے کسے کسے اسی دروازے سے اڑتے ہوئے  
آئے اور ساحر ہر اسی کے ان مرکبوں پر سوار ہوئے انکے بچے ناقوس پھنکے سواری ملکہ کی اس دروازہ طلسمی میں داخل ہوئی



وہ سترہ سو پرزادین ہمراہ صدائے طوقا پیدا دور باش چادش طلسم پکارتا در طلسم میں ہونچکر جب آگے روانہ ہوئی دیکھا  
تو صحرائے طلسمی ہر ابھرا ہو پھول انواع و اقسام کے شگفتہ ہیں کوئی گل پر کچھ تھا کوئی ملکہ کو دیکھا کہ سنتا تھا ہنگام خندہ زنی  
دیو کلک سر ملکہ پر مروجہ جنبانی کرتا تھا طائران خوش نوا ہر شجر پر بیٹھے تھے یا شہنشاہ کو کب یا شہنشاہ کو کب پکارتے تھے نیا  
سامان اور طرفہ بہار تھی کیفیت سبزہ زار تھی خاطر رنجیدہ اس پر فریفتہ دیوانہ وار تھی کہ ابیات

کہ وہ تھا اک چین پھولوں سے لبریز کہان دنیا میں ایسے پھول پیدا نظر جس پر بڑی لوٹا گیا دل ہو امین سرود عطر آمیز آئین	بہت دلچسپ خوشبو میں بہت تیز ہزاروں رنگ ہر گل میں ہویدا قدم اٹھتا ہوا اس جا سے مشکل دہن غنچوں کے ایک جو بن دکھائیں
---	--

جب اس دشت دلکش سے طرفۃ العین میں سواری گذر گئی عمارات عالیشان نظر آئیں کہ نظم

وہاں پہونچے تو کوٹھا ایک دیکھا کیوتر کا ہو بیضہ جس طرح پر بہت سے ڈھیر ایسے اور بہت سے منقش دوسرا کوٹھا ابھی دیکھا کہ الماس و جواہر لعل ہر جا کہیں یا قوت نیل ہر طرح کے کہیں چاندی کی اینٹیں اک طرف تھیں مصفا وہ عمارت دور تک خوب سوا اس کے عجائب اور کشر غرض پھرتے ہوئے ہر جا اسی طور اُسے کھولا تو دیکھا اور سامان کنول روشن درو دیوار تابان حسینوں سے زیادہ حسن میں تھا	کہ پڑھتا موتیوں سے سب وہ مجرا مدور اس طرح ہر گوہر تر کچھ اس سے کم زیادہ سب نے دیکھے تو اس میں اس طرح کا لطف اٹھایا براہر ڈھیر تھے خرہ سرہ آسا کہ جن کی شرح ناممکن زبان سے کہ اب تک آنکھوں نے دیسی نہ دیکھیں مکان اس میں جواہر کے خوش اسلوب نظر آتے تھے ہر لحظہ وہاں پر ہوئے وارد وہ اک گنبد میں فی الفور کہ جس کی شرح میں ہے عقل حیران مصفا فرش ہر جانب تھا شایان بتاؤں حال اس کا اور میں کیا
---	---

اس گنبد میں اکس سورج مثل ہر آسمانی مٹکے ہوئے تھے آفتاب پر میں اور ہمیں اتنا فرق تھا کہ اس میں حرارت ہوتی ہے  
اور ہمیں مطلق تمازت نہ تھی اور ہی طرح ضیاء بار تھے کہ شعل طور افروز دروہ اس نوز کے نہ سار تھی عمرو نے وہاں کا  
زرو جواہر اور عجائبات دیکھ کر ہر ان سے کہا کہ یہ مال صرف دیکھنے کا ہر یا صرف بھی کوئی کر سکتا ہر ملکہ موصوفت  
جواب دیا کہ آپکا جی چاہے تو آپ کچھ لے لیجی ورنہ بادشاہ نے اس مقام کو ہر جنگ افراسیاب تیار کرایا ہر اور  
یہ گنبد نئی نئی خاصیتیں رکھتا ہر منجملہ اور خواصات کے یہ وصف اس میں ہر کہ یہاں جس ملک چاہو دیکھ لو اور جہان چاہو



دم بھر میں پونچ جاؤ خواجہ کو اس کلام سے لالچ جو داسنگیر ہوا تھا جاتا رہا اور بیتاب ہو کر گویا ہوا کہ اے ملکہ لشکر ہرج کو یہاں سے مجھے دکھائیے ملکہ اختر لڑنے لگی ہیں وہ ماجرا نظر آئے ملکہ نے ہنسر کچھ سحر پڑھا کہ وہ کہیں سورج جو ساطع انوار تھے انہیں سے ایک ایک پریزا دکھائی ہستی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے اسے حکم دیا کہ اس گنبد کا اسطون کا دروازہ کھول کر کہ جو طلسم ہوشربا ہو خواجہ کو تماشا دکھاؤ پر یون نے حسب الحکم ایک در کے قریب جا کر ایک سورج کو انھیں کہیں سورج میں سے اشارہ کیا کہ وہ اڑ کر دروازے میں لپٹ گیا کثرت ضیاء سے نظر خیرگی کرنے لگی بعد لمحہ کے وہ آفتاب باہر دروازے کے نکل گیا اور دروازہ کھل گیا پر ان خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر قریب رانی اور کہا زیر گنبد ملاحظہ فرمائیے عجب رونے جو زیر گنبد نگاہ کی طرفہ ماجرا نظر آیا کہ ایک میل لشکر ہرج میں بنا ہوا گرد لشکر احاطہ کھچا ہوا فوج میں بھگدڑ پڑی ہو سواران لشکر پر مصیبت کی گھڑی ہو سبست بدعا ہیں ساحران حیرت و نحوست وغیرہ نے دست ظلم دراز کیا ہو عجب رویہ حال دیکھ کر بے قرار ہوا ملکہ نے کہا کہ خواجہ صبر فرمائیے اور قدرت خدا دیکھیے اسکے کرم و فضل پر نظر رکھیے ہنوز یہ سخن تمام ہوا تھا کہ یکایک صداے نوبت و نقارہ فلک کی طرف سے کان میں آئی اور ملکہ اختر نصیب کرو فرخت پر سوار مع لشکر مینیار و ساحران نامدار و سواران جبار کہ اگر پہونچی فوج نے آتے ہی اس دیوار احصار سحر پر حملہ کیا احاطہ جادو مع سولہ ہزار تپکون کے جوان چارون افسروں کے بنائے ہیں مقابل اگر ہنسید ہوا از بیکہ اختر کو پران نے سمجھا کہ بھیجا ہو کہ یہ سولہ ہزار ساحران چار افسر سارون کے مطیع ہیں اور انکے مرنیے یہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جائینگے پس اسنے جانب فلک اشارہ کیا وہ مالا جو چلتے وقت اسنے گھمایا تھا او نو سو نو اسی موتی اسکے بھگے تھے اسمین سے پانچ موتی بلندی پر ظاہر ہو کر ایک سر پر احاطہ کے اور چار سر پران چار فہرون کے آکر پرے کمثل اصحاب فیل کے ان پانچون کے سر توڑ کر اسفل کی طرف سے نکل گئے ان پانچون کا گوہر جان تلف ہوا غرق بحر فنا ہوئے بیرون نے غل انکے مرنے سے مچا یا اندھی نیر و تارائی وہ سولہ ہزار ساحران کے مرتے ہی قلم مرگ میں ڈوبے وہ دیوار احاطہ کی منہم ہوئی اور فوج ظفر موج ملکہ اختر لینا لینا لکھ کر مثل سیل فنا آگے بڑھی اختر نے پھر سحر پڑھا کہ دستک دی کہ موتی فلک کی طرف سے برسے لگے اور چند گوہر اس میل پر سحر کے آکر گرے کہ وہ بھی دھواں بن کر اڑ گیا وہ ساحر جو گردیل سجدہ میں گرے ہوئے تھے اور طواف اس صنم خانہ کا کر رہے تھے ہو غل میں آگئے اور اصلی حالت پر اپنی آکر جانب لشکر حیرت چلے نحوست یہ ماجرا دیکھ کر گھبرایا سمجھا کہ زمانہ مرگ قریب آیا یہ سمجھ کر وہ بفرار لایا مگر ملجور نے اسکا تعاقب نہ چھوڑا اور پکارا کہ بھائی نحوست اب کہو مزاج کیسا ہو اسنے یہ کلام طنز آمیز شکر ایک نالہ پناہ پر مارا اسنے وہ نالہ سحر پڑھا کہ کات دیا اور چاہتا تھا کہ اپنا وار کرے کہ اختر آ پہونچی ایک موتی اشارہ بجانب فلک کر کے سر نحوست پر گرایا ہر چند اسنے رد سحر پڑھا کہ کسی طرح اپنے تئیں بچائے ممکن نہوا موتی اسکے جسد نحس کو توڑ کر پار گذر استور بگیہر کش کا بیرون نے بلند کیا حیرت و مصور و حیات وغیرہ فوج اختر سے بھٹے ہوئے تھے جب صداے مرگ نحوست سنی جی چھوٹ گئے اور براہ جانبازی اختر پر سب اپنا لشکر لیکر یوٹ پڑے ادھر ہرج وغیرہ تمام سوار جو مصروف دعا تھے مدد آنے سے خوشنود ہو کر لشکر خریف پر باقی ماندہ فوج سے حملہ آور ہوئے ہمار کو بھی ہوش آیا اسنے بھی ہنگامہ سحر مچایا دو لشکر زبان قلم زخار موج مار کر مل گئے تلوار سحر کی برق کو دار طبع لگی خرم جان مبارک



جلنے لگے اختر قسمت حیرت ایسا گشتہ ہوا کہ مریخ سے مقابلہ ہوا نظر تربیع نے چار عنصر میں جسم کے خلل ڈالا آب تیغ نے کاغذ کی تن کو لٹکایوں کے ڈھا دیا آتش سحر نے باد نقش کو گرم ایسا کیا کہ ٹھنڈے ٹھنڈے ہر ریح نے جسم سے نکل کر رہتے جہنم کا پکڑا دیا خون بہنے لگا کشتی تن غرق بحر فنا ہوئی جان سفینہ بدن سے کنارہ کر گئی بیرون نے وہ غل مجایا کہ دشت جنگی میدان محشر نظر آیا ناریلوں اور ترنجوں کے جلنے سے وہ سناٹے تھے کہ جنگل کو بجھا تھا سائیں سائیں آوازیں آتی تھیں کہ رن بولتا تھا ہر سمت اندھیرا چھایا تھا ہر ایک بوکھلایا تھا سروتن کا ہر جا اینار تھا موت کا گرم بازار تھا العیاذ باللہ قیامت کبریٰ بپا تھی یہ لڑائی برپا تھی

نظم

ہزاروں افی رہن غضبناک برابر حملہ آور ہر طرف سے نہ فرصت پاتے تھے انکے غضب سے کہ پیچھے ان کے لڑنے والے انسان نکلے تھے دہن سے ان کے شعلے کسی جانب سے گینڈے تھے نمودار سنان کی طرح سینک انکے بہت تیز زمین کا پنی ہے اشجار ہر سو زمین سے دمبدم اُٹھتے بگولے گھرے شعلوں میں تن سب عضو بھر کے	بھاگتے خستگین ان کی وہ چالاک جنہیں دیکھے سے ہوش اڑ جائیں سب کے نہ مہلت تھی عذاب بے سبب سے قوی ظالم ستمگر دل پریشان بڑی زنجیر ہاتھوں میں لیے تھے سمگارا اور سب تھے سخت خونخوار بشکل نیش عقرب زہر آمیز بشکل مردہ اک پیدا ہوئی بو سیا ہی چار سو لشکر کو گھیرے اندھیرے میں لگی بجلی چمکنے
---	--

خلاصہ یہ کہ اسی سیاہ تابی سحر و ظلمت گیری افسوں میں یہ خاکدان پر آشوب دہر تیرا وتارا و ظلمت آباد نام روز گار  
نایاب ہوا کہ

گھنا جب جلوہ خورشید روشن ہجوم شام نے صورت دکھائی	بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن ہوا غل دن گپالورات آئی
---	--

ملکہ اختر نے فوج میں دراکر سر محوسات کاٹا اور جانب حیرت شیرانہ چلی فوج محوسات افسر کے مرے سے بھاگی  
انکو دیکھ کر لشکریان حیرت کے بھی پانوں اٹھ گئے اسوقت بنا چاری ملکہ حیرت نے طبل بان بچوایا اور اپنے باپ کے ہمراہ  
مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو جمع کرنے لگی اور اپنے باپ کو سب انتظام سلطنت سپرد کر کے آپ مع چند  
کنیزوں کے خدمت شاہ طلسم میں گئی اسطرف جب طبل آسائش پر چوب پڑی صرخ و بہار مع سدران ذی تبار کے ملکہ  
اختر پائیں آئیں سر ملکہ مذکور پر سے زرنثار کیا اور زبان سے صفت و ثنا کی اختر بھی بڑے تپاک اور گر محوشی سے ہر ایک  
سے ملی اور تسکین سب کو دی کہ انشاء اللہ عنقریب خواجہ سلامت بھی ہزار ملکنت و جاہ تشریف فرما ہوا چاہتے ہیں صرخ  
نے کہا ہم اُمیدوار ہیں کہ چچہ آتش تیار کریں آپ اسکو تناول فرمائیں اور آجکی شب میں استراحت کریں سر عجب ہمارا



آسمان تھا خیر ہو پناہ میں **اختر** عذر پذیر ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتی ہیں آپ بزرگ ہیں میرا فخر ہو آپ کی خدمت میں رہنا میں اپنا گھر سمجھتی ہوں کچھ انکار ہو مجھے کھانا کھانے میں میں ضرور رجحاتی مگر مجبور ہوں کہ خواجہ سلامت آپکا حال پریشان ہو کر بہت متروک رہے ہیں نے مجھ کو اس لیے بھیجا ہو کہ جلد جا کر مدد کروں اور پھر خیریت یہاں کی ہاں جا کر کمون پس سیر کھڑ جانے سے خواجہ اور زیادہ گھبرائیں گے لہذا تمہیں ہوں کہ آپ مجھے رخصت عطا فرمائیں پھر خدا نے چاہا تو خواجہ اور میں حاضر خدمت ہو گئی اور ارشاد آپ کا بجا لاؤ گئی الحاصل ہزار دشواری رخصت یاب ہو کر مع سر **نخوست** روانہ ہوئی یہاں **مہرخ** نے لاشہائے مقتولان لشکر خود اکٹھوائے اور ڈھنڈھوڑا پٹوایا لشکر جو فراری تھا وہ آباد ہونے لگا بازار میں کھل گئیں بارگاہ میں اور خیام وغیرہ از سر نو نصب ہوئے عیار بھی لشکر میں آئے نذرین فتح کی گزرنے لگیں ملک بے صوفہ سر پر جہان بینی پر جلوہ گستر ہوئی اس شب کو آرائش میں کیا انتظام میں مصروف رہی حکم جشن مسرت ہونے کا دیا ہنگامہ عشرت و نشاط گرم ہوا یہ تو اس کیفیت میں ہو لیکن **اختر** جو یہاں سے روانہ ہوئی **بران** و **عمر** نے سب ماجراے جنگ اس گنبد پر سے دیکھا **بران** نے خواجہ سے کہا اب تو اپنے خوشنود ہوئے خواجہ نے کہا اے ملک یہ سب سحر کا ڈھکوسلا ہے بھلا میرا دل کیسا تپتا ہے طلسم ہوشربا یہاں سے کسی منزل ہی نہیں معلوم وہاں کیا سانحہ گذرا تم نے بزور سحر نیا تماشہ مجھ کو برائے تسکین خاطر دکھا دیا خدا تعالیٰ کسب کیا کہ ماجرا میں نے دیکھا ہے مگر دل ایسے خلاف عقل امر کو قبول نہیں کرتا ہے **بران** ان باتوں کو سن کر ہنسی اور کہا میں آپ کی طاعت دل کے لیے **اختر** کو پسینہ ہوا ہوں یہ کہہ کر وہ پران جو آفتابوں میں سے نکلتی تھیں انہیں سے ایک کو حکم دیا کہ جاؤ اور ملک **اختر** کو بلالاد وہ حسب حکم ایک آفتاب کے قریب گئی اور آسمین غائب ہوئی آفتاب درگنبد سے لٹک کر روانہ ہوا ملک **اختر** اس طرف جاتی تھی کہ جدھر سے آئی تھی یکا یک آفتاب قریب تر ہو پناہ ملک مذکور سمجھی کہ شاید کوئی لڑنے آیا ہو چاہا کہ سحر کرے مگر آفتاب سے آواز آئی کہ اے ملک چلیے آپ کو ملک **بران** نے بلایا ہو وہ گنبد جہان نما سے طلسم پرستادہ ہیں اور آپ کو دیکھ رہی ہیں **اختر** نے یہ حال سن کر اپنے ہمراہ کے لشکر کو حکم دیا کہ تم اپنے مقام پر جاؤ وہ لشکر بلند ہو کر چلا اور سیرج سے کہ ابر پیدا ہوئے تھے اس طرح ابر گھرائے افسر و لشکر ابر میں جا کر غائب ہوئے اور زمین میں سما گئے جب لشکر اور تخت اور مارواڑ درو وغیرہ سب جا چکا اس آفتاب سے پری نے باہر آ کر پہنچے ملک کی کمر میں دیا اور پھر آفتاب میں آکر غائب ہوئی ایک آن میں وہ مہر گنبد طلسم میں آیا پری پھر باہر نکلی اور **اختر** کو سامنے حاضر کیا **اختر** ہوش تھی بعد لمحہ کے جب ہوشیار ہوئی اٹھ کر خواجہ اور ملک کو سلام کیا اور سر **نخوست** کا نذر دیا **بران** نے وہ سر لیکر قدم پر **عمر** کے ڈال دیا اور کہا کیوں خواجہ سلامت اب آپ کو یقین آیا کہ لشکر آپکا بخیریت ہو **عمر** نے ہنس کر جواب دیا کہ اے ملک مجھ کو برا تعجب ہو کہ واقعی یہ اصلی **مہرخ** تھی جس کو میں نے لڑتے دیکھا ملک نے کہا خواجہ یہ اصلی لشکر آپ کے معبود نکاتھا آسمین کچھ شک و شبہ نہیں ہو اور میں آپ کو براے اطمینان خاطر ایک پتہ دیتی ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کو جب میں **غریب** کے جال سے اٹھالائی تھی اور بادشاہ نے آپ کو ڈھکیل دیا تھا تو آپ اس طلسم سے طلسم ہوشربا میں گرے تھے اور چشم زدن میں وہاں پہنچ گئے تھے پس ویسا ہی اس مقام کو بھی جائیے اور شبہ کسی طرح کا نہ کیجیے **عمر** نے کہا واقعی آپکا فرمانا سچا ہے مگر میں گیا کر دن دل کی محبت میرا اصلی باب نہیں ہوتا ہے ملک مسطور نے جواب دیا کہ یہ باعث زیادتی محبت آپکی ہو جو نسبت اپنے لشکر کے آپ الفت کرتے ہیں ظہر میں اس پر اچھا میں ملک مہرج کو



یہاں بلوا کر آپ سے ملاقات کراتی ہوں کیلئے کہ آپ اُن سے بہت عرصہ ہو کہ ملاقی بھی نہیں ہوئے فی الجملہ اُنکی خاطر مبارک اُنکی ملاقات بہت آیت سے منبسط و مہیج ہوگی یہ کھنکھریاں یک پر نژاد آفتاب طلسمی کو بکار لائے ملکہ شعلہ حسن جاؤ ملکہ مہرخ کو آرام تمام اٹھالو مگر وہ ساحرہ زبردست ہی میری انگوٹھی لیتی جاؤ اور اسکو یہاں پہنچاؤ خبردار کوئی تکلیف نہونے پائے یہ کھنکھریاں ایک انگشتی ہاتھ سے اتار کر پری کو دی وہ اسکو ہنکھریاں اور آفتاب میں پوشیدہ ہو کر روانہ ہوئی وہ تو ادھر گئی مگر یہاں ہمراہ بران جو شان عالیہ آئے ہیں انہیں ایک ساحر شخص جادو نام ہی اور یہ بھائی ہی درخواست کا از بسکہ جب کو کپ افراسیاب سے اتحاد تھا تو اسے اس طلسم کی آجی ہوا کو پسند کر کے خدمت بران میں رہنا اختیار کیا تھا اور جیسا کہ بھائی اسکا طلسم ہو شرابا میں معزز و ممتاز تھا یہ بیان صاحب عزت و جاہ ہی اسوقت سرائے بھائی کا قدم پر خواجہ کے دیکھ کر لشک حست اکھون میں بھلایا اور غریزی عروق میں خون جوش زن موہا بدشواری ضبط رنج کر کے خاموش ہو رہا دل سے کہا کہ سب فساد اسی کمینہ دزد عمرو کا ہو اسکے باعث سے بھائی میرا مارا گیا پس قابو پا کر کام عمرو کا تمام کرنا لازم ہے یہ سوچ کر فکر قتل خواجہ کرنے لگا ادھر لمحہ میں شعلہ حسن پری لشکر مہرخ میں پہنچی بارگاہ میں تاج ہو رہا تھا دور جام آفتابی شراب کا چل رہا تھا کہ یہ آفتاب یکا یک طالع ہوا ہر ایک سردار سمجھا کہ شاہ جادو ان نے کوئی سحر ہم پر بھیجا ہے یہ سمجھ کر ناریل اور ترنج سنبھالے مگر آفتاب سے شعلہ حسن نے کھنکھریاں کو تسلیم کی اور عرض سیرا ہوئی کہ چلیے آکھو ملکہ بران نے بلایا ہے یہ کلام شکر کسی کو اعتبار نہ آیا اور یہی تصور کیا کہ شاہ طلسم کا یہ سحر بھیجا ہوا ہے غرض کہ مہرخ نے کہا کہ لشکر میرا تنہا ہیگا بدیوہ میرا جاتا مکن نہیں پری نے کہا مجھکو حکم لیجانیکا ہے میں بغیر لیجائے آپکے پھر کر نجات دہی اس کلمہ سے سبکو بالکل یقین ہوا کہ یہ فرستادہ افراسیاب ہی بس برق عیار نے کرسی پر سے اٹھ کر اس پری کے پس پشت اپنے تئیں پہنچایا اور جب وہ باتون میں مصروف ہوئی اسنے کنداری پری نے ذرا جو بدن کو اپنے جنبش دی کھنکھریاں لگ ہو گئی اور اسنے بقتاب کہا کہ تم لوگ آمادہ بفساد ہو اسے بایمان خود اگر حکم ملکہ عالم تمھارے آرام دینے کا نہوتا تو ابھی سبکو خاک سیاہ کر دیتی پس مناسب ہے کہ میرے ہمراہ چلو نہیں میں زبردستی لیجاؤنگی اسلئے کہ ملکہ دوران منتظر میری ہونگی اور مجھکو یہاں عرصہ گذرے کہ کھنکھریاں حخت آئی اور ہاتھ بڑھایا کہ مہرخ کو اٹھا کر لیجاؤن مہرخ نے ایک طلاخچہ بزور سحر لیا اور سے مارا کہ کوئی ساحر اور ہوتا تو سرسکا اڑ جاتا مگر یہ پری طلسمی ہو طلاخچہ کھا کر مثل شعلہ جوالہ چمک کر گری اور ملکہ مذکور کو خچہ میں دا بکرے اڑی سب سحر لینا کھنکھریاں ناریل تیج سحر کے مارنے لگے وہ پری بلند ہو گئی اور ایک ہی سائے میں دوڑ نکلی اس ہنگامہ میں اتنا تو ہوا کہ جس آفتاب میں مخفی ہو کر آئی تھیں انہیں نہ جاسکی پس ایک مقام پر جب درنکل آئی تو پھر کر آفتاب کو چاہا کہ بلائے جب ہاں پھری مہرخ متوج ہوا سے بیہوش تھی ہوش میں آگئی اور اٹھ کر اسنے ایک لات اس پری کے بڑے نور سے ماری چونکہ یہ بھی ساحرہ زبردست ہے پری لات کھا کر بیہوش ہو گئی لیکن جب بیہوشی اسپر طاری ہونے لگی اس نے بھی ایک طلاخچہ مہرخ کے مارا کہ ادھر پری ادھر مہرخ دونوں بیہوش ہو کر گرین لیکن انگشتی ملکہ بران کی پہن تھی اس انگوٹھی کے کئی سویرے تاج میں جب یہ بیہوش دونوں ہوئیں بیر پنچہ بگر گئے اور دونوں کو اٹھا کر ان واحد میں اس گنبد طلسم پر لائے کہ جہاں بران عمرو تھے بران نے اٹھ کر سحر پڑھا کہ آفتاب طلسم بھی جو پری سے چھوٹ گیا تھا یہاں آگیا پھر ملکہ بھونکے



گلاب سحر دونوں پر چھڑکا کہ ہوشیار ہو میں پری نے عرض کیا کہ بڑی لڑاکا پاس آپ نے مجھے بھیجا تھا بران نے پری کو گھر کا کہ  
خبردار کلام بے ادبانہ منہ سے نہ نکالنا پھر ملکہ حمرخ سے اٹھکر بنگلیہ ہوئی اور حذر کیا کہ آپ کے ساتھ یہ بڑی بے ادبی سے پیش آئی  
معاف فرمائیے گا اور وہ آپ پر کبھی غالب نہ آتی مگر میری انگوٹھی اُس کے پاس تھی اسوجہ سے آپ کو اٹھا لائی حمرخ نے کہا مجھ کو معلوم  
نہ تھا کہ آپ نے بلایا ہو ورنہ فساد نہوتا آپ بھی عفو کجیے گا الغرض بعد معذرت بیار خواجہ سے حمرخ اٹھکر لپٹ گئی دونوں ملکر دیر  
نہیں دیا کیے بران نے دونوں کو تسکین دیکر جدا کیا پھر مخمور سے ملاقات ہوئی جب باطلینان سب بیٹھے بران نے ان پر یون  
سے حکم دیا کہ اپنے مقام پر جاؤ وہ آفتاب میں سما کر غائب ہو میں اور اکیسوں آفتاب ناپدید ہو گئے ملکہ بران اس  
گنبد سے باہر نکل آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ گنبد بیچ سے شق ہو گیا ملکہ سب کو ہمراہ لیکر آگے بڑھی آنکھیں بند ہو گئیں  
پھر جو آنکھ کھلی ایک میدان وسیع میں سب نے اپنے تئیں پایا اس میدان میں ہر سمت درختان پر بہار سبز و شاداب لگے  
تھے جو بہار باغ عالم کو شرماتے تھے طائران خوشنواز مزہ سنج و نغمہ زاتھے چٹھے پانی کے بھرے دل سیاحان کو اپنی  
دید پر لہراتے تھے گھٹا گھنگھور چھائی تھی مور کی آواز سے طبیعت نا صبور کو مستی یاد آتی تھی سرخ سرخ پھول اسودی  
گٹھائیں کھلے تھے ہزار جو بن دکھاتے تھے لب لعلین مستی آلود یار یاد آتے تھے بیچ میدان میں چار بنگلے رشک تصور  
خلد برین بنے تھے فرش و شیشہ آلات سے سجے تھے کہ نظر

نہال و برگ و گل تھے کجین نایاب  
بھلا کس طرح وہ آئے بیان میں  
نظر نے جو کبھی دیکھے نہیں تھے  
کوئی پکا ہوا پھل خود چکپیدہ  
بہت وہ جو نہیں پہچانتے تھے  
وہ نہرین بہتی تھیں جنگل میں دو چار  
عجب صورت کی پیدا آب داری  
گر سے بھی زیادہ موج خوش آب  
کہ یہ عالم تھا ہر پہلو سے پیدا  
جہان جاؤ یہی سمجھو حسین ہیں  
جدھر دیکھو عجب اک لطف کامل  
درود یار جتنے تھے خوش اسلوب  
جو اہر کار ہر سبب بچھا تھا  
بشکل آئینہ ہر شے مقابل  
برائے خاطر مہمان ذی شان

وہ صحرا تھا نہایت سبز و شاداب  
نہ دیکھا تھا کبھی صحن جہان میں  
بہت خوش رنگ پھل لاکھوں طرح کے  
وہ شاخون سے ہم شاخین خمیدہ  
بہت ایسے جنہیں سب جانتے تھے  
ہمیشہ دل رہے جن کا گرفتار  
لبالب آب شیرین ان میں جاری  
کہ جی قربان صدقے روح بیتاب  
ہنر صانع کے تھے ان سے ہویدا  
جدھر دیکھو جہان دیکھو وہیں ہیں  
درختوں کو انہیں سے فیض حاصل  
وہ بنگلے یون بنے تھے اس جگہ خوب  
بچھا ہر سمت فرش خوش نما تھا  
نگاہوں کو ہوا اک لطف حاصل  
ہوئی داخل جوان بنگلون میں بران



<p>یہ فرمایا کہ ہوتیار محفل وہی سامان جو تھے مرغوب خاطر چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام طعام و آب میوے ہر طرح کے غرض جب بزم نے زینت یہ پائی سرسند ہوئے سب جلوہ آرا دلون میں آرزوؤں نے کیا جوش</p>	<p>بنے اک دم میں وہ جاشاہ منزل ہوئے اک بات کے کہنے میں حاضر حسینان پر ہی پس کر گل اندام نہیں دیکھا جھین اب تک کسی نے نگہ نے سب کی کیفیت اٹھائی کیا ساقی کو ملکہ نے اشارہ ہوا شرم کے عہد تو بہ روپوش</p>
<p>دور جام آغاز ہوا پر بیان طلسمی حاضر ہو کر ناچنے لگیں صرخ کی خاطر میں پران بدل صرف تھی اسی ہنگامہ عشرت و مجلس مست میں صرخ نے ہنسر کہا کہ اے ملکہ آپ نے خواجہ کو یہاں بٹھا رکھا وہاں اگر اور عیار نہ ہوتے تو ہم لوگ اب تک ہلاک ہو جاتے پران نے جواب دیا واقعی شکایت آپ کی جاسے ہی لیکن خواجہ کے مقدمہ میں مجھ کو رخصت دینے کا اختیار نہ تھا اور نہ اب ہی خواجہ تو ہمان شہنشاہ کو کب میں صرف انکی خدمتی ہوں بادشاہ جب چاہینگے خواجہ کو رخصت کرینگے خواجہ سلامت تو تشریف لیجائینگے لیکن یہ تو بتلاؤ کہ اور عیاروں نے کیونکر تلو کو بچا یا صرخ نے ہرق و قران وغیرہ کی عیاریوں کا حال بیان کرنا شروع کیا جب باتوں کو طول ہوا عمر و وہاں سے اٹھا کہا اے ملکہ آپ دونوں صاحب جب تک باتیں کرین میں سیر کر آؤں پران عیاروں کا حال سننے میں ایسا محو تھی ورنہ انکی فطرتیں شکر آفرین کرتی جاتی تھیں نگاہ میں ہی اسنے خواجہ کے جانے پر کچھ خیال نہ کیا عمر و بنگلون کی پشت کی طرف جو دروازہ لگا تھا اسکو کھول کر آگے بڑھا اور تو بنگلون کے صحرا تھا کہ جبکا ذکر اوپر ہوا اگر اس طرف ایک باغ پر بہار عجوبہ روزگار نظر آیا سر اسر طلسم کا ایسا نقشہ پایا کہ چمن گلہارے لالہ و گل سے مملو کہیں خیابان میں یا امن و ثبوہر گل لطافت انگیز اور کہیں کیوڑا کہیں نشتر کہیں ناز ہوی جلگہ سوسن وہ زمان کہیں سرود بکوسی جانب شمشاد ہر لب جو انپر قمر یون کی کو کو فاختہ کی حق سرہ کہیں سنبل ترشگل کیوڑا غرغر شک ہر گل نہایت خوب و وہ مکان سرا پا جادو کہ بموجب نظم</p>	<p>بنے اک دم میں وہ جاشاہ منزل ہوئے اک بات کے کہنے میں حاضر حسینان پر ہی پس کر گل اندام نہیں دیکھا جھین اب تک کسی نے نگہ نے سب کی کیفیت اٹھائی کیا ساقی کو ملکہ نے اشارہ ہوا شرم کے عہد تو بہ روپوش</p>
<p>جو دروازہ تھا باغ جان فرا کا طلسمی جانور طائر تھے گو یا شجر گل برگ میں تھے سیکڑوں رنگ</p>	<p>مناسبت تھا وہاں ہر درعا کا دور و یا قوت سے لبریز ہر جا نظر آتے تھے ہر شے میں نئے دھنگ</p>
<p>قراش ماہتاب نے فرش چاندنی کا بچھا یا در و محل و یا قوت روشن پر چڑھے شب ماہ میں یہ ظاہر کہ زمین پر ستارے جڑے تھے عروس گلشن نہ یور جو اہرین پہنے ہوئے موتیوں کے جال درخون پر پڑے نیا لطف دکھاتے تھے شاہ بہار کو پچانس لینے کی تدبیر بتاتے تھے عمر و چاندنی کی بہار دیکھتا گردل سے خوف تھا کہ یہ جگہ طلسمی ہے ہر قدم پر آفت یہاں دھری ہے با خاطر یہ ہم ہرست پھر رہا تھا کہ نظم</p>	<p>قراش ماہتاب نے فرش چاندنی کا بچھا یا در و محل و یا قوت روشن پر چڑھے شب ماہ میں یہ ظاہر کہ زمین پر ستارے جڑے تھے عروس گلشن نہ یور جو اہرین پہنے ہوئے موتیوں کے جال درخون پر پڑے نیا لطف دکھاتے تھے شاہ بہار کو پچانس لینے کی تدبیر بتاتے تھے عمر و چاندنی کی بہار دیکھتا گردل سے خوف تھا کہ یہ جگہ طلسمی ہے ہر قدم پر آفت یہاں دھری ہے با خاطر یہ ہم ہرست پھر رہا تھا کہ نظم</p>
<p>بڑھائے گلستان حسب تعلیم</p>	<p>مگر خاطر میں پید اکثر بیم</p>



کہ میں واقف نہیں اس سرزمین سے	نہ آجائے بلا کوئی کسین سے
غرض کچھ دور بڑھ کر پھر پھر ادھ	ٹھٹھکتا تھا برابر جسا بجا وہ

جب براہ اندیشہ اس گلشن سے یہ پھر انجس جادو کو اُسے آتے دیکھا کیلئے کہ وہ دشمنی پر کمر باندھ چکا تھا جب اچھے کو اُسے اس دروازے میں جاتے دیکھا تو عقب میں انکے وہ بھی آیا کہ خواجہ تنہا جاتے ہیں پھر ایسا وقت نہ ملیگا چلکر اگر قابو پا تو قصاص اپنے بھائی کا لے غرض کہ جب عمر و نے اُسکو آتے دیکھا دل قوی ہوا کہ میرا داران بران میں سے ہے یہاں کے حالات سے واقف ہوگا اب اچھی طرح سیر سیرت کی کر دیکھتا اُسکے قریب کر کہاکہ بھائی خوب آئے ہم کیلئے بیان پھرتے دوڑتے تھے چلو ذرا سیر کر آئیں اُسے نور اُخواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے میں سیر کر لاؤں پس و نون آگے بڑھے انجس باتو نہیں لگائے ایک چمن میں اُسکو لایا اور وہاں ٹھہر کر حبیب مہلت سے چند الاچیان نکالیں اور کہا خواجہ یہ یہ فقیر کا قبول کیجیے یہاں اور تو کچھ حاضر نہیں خیر ہی شغل ہی عمر و اُسکو ہر ان کا ملازم اور اپنا رفیق جانتا تھا کہ یہاں جتنے ساحر ہیں سب میرے طرفدار ہیں بے وسواس وہ الاچیان لیکر ایک لاکچی کے دانہ نکالے اور کھاتے ہی یہ حالت ہوئی کہ ہو جب بیت طبیعت صورت دیوانہ برہم رہے اپنے نہ قابو میں ذرا ہم + انجس نے جب اُسکو پیچھو دیکھا فوراً سحر بڑھ کر سر پر ہاتھ رکھا کہ عمر و بیہوش ہو کر شل مردے کے زمین پر گرا اُسے اٹھا کر ایک گوشے میں اسی باغ کے لاکر چاہا کہ زنج کرے لیکن ہو جب بیت نگہبان جبکہ ہو پروردگار نے آزار اُسے دیکھے نابکار + انجس کے دل میں خیال آیا کہ اُسکو سحر بڑھ چکی طرح کو کے ہوشیار کر دتا کہ اپنے حال زشت و زبون کو دیکھے اور بڑے حسرت و ہوس سے قتل ہو یوں حالت بیہوشی میں مارا تو اچھا نہیں غرض کہ یہ سوچ کر اُسے سحر سے گرد خواجہ کے حصار کر دیا اور دس چڑھاکہ عمر و ہوشیار بھی ہوا اور جو حالت دیوانگی مٹی جانی رہی اور اس ساحر کو خیر بخت دیکھ کر بہت تامل گویا ہوا کہ بھائی میری کیا خطا ہو جو تم آدہ میرے قتل پر ہو اُسے کہا کہ تو نے میرے بھائی کو سخت کو ملکہ اختر کے ہاتھ سے قتل کرایا اور بانی فساد و ملکوں میں ظلم کے تیرے ہی سبب سے فتنہ عظیم اور فساد بزرگ برپا ہو میں تجھ کو دیکھ تو کس عذاب الیم سے ہلاک کرتا ہوں کہ روح تیری تاقیامت تڑپتی رہے عمر و نے کہا بھائی تم مجھ کو ہلاک نہ کرو میں اس ظلم میں رہوں گا اور تمہارے بادشاہ سے مدد مانگوں گا اُسے جواب دیا کہ اے مکار تیرے فقرے کو کیا تاباں اور دیکھ پہلے تیری دونوں آنکھیں نکالتا ہوں پھر سب اعضا جدا کروں گا تڑپا تڑپا کے ماروں گا عمر و نے یہ سن کر کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور قاتل سے کہا اتنی مہلت دے کہ میں ایک وصیت نامہ لکھ کر اپنے سینہ پر رکھ لوں میں ہے کہ مجھ کو قتل کر کے بھاگ جائیگا اور ملکہ بران تلاش کنان میری لاش پر تشریف لائیں گی پس اس وصیت نامہ پر جو میرا پاس ہے برآء ہو گا ضرور عمل کریں گی قاتل نے خواجہ کے ان کلمات کو سن کر منہ کے کہا کہ مہلت میں مجھ کو ایک شرط سے دیتا ہوں کہ وصیت نامہ میں میری سفارش ہی لکھنا یعنی لکھنا کہ اس میرے قاتل سے کوئی طالب قصاص نہ ہو اور کسی طرح آزار میرے معاذ خوں کی نسبت اُسکو نہ پہونچائے عمر و نے کہا یہ باتیں تو میں نہ کہوں گا اُسے جواب دیا تو پھر میں مہلت نہیں دیتا یہ کہہ کر خیر کچھ بڑھا خواجہ نے کہا اچھا مہلت دے جو تو کہتا ہو وہ بھی لکھ دوں گا اور



لکھنیکا کہ زبردستی مجھ سے لکھوایا ہر اس کلمہ پر ساحر بہت خفا ہوا کہ تیرا لکھنا بیکار ہر زبردستی لکھوانے کو کون مانگا عمرو نے کہا اچھا یہ لکھو لکھا کہ مجھ کو وصیت نامہ لکھنے کی مہلت اس شرط پر دی تھی کہ میں قاتل کی بھی سفارش درج وصیت نامہ کروں اُسے کہا یہ مضمون بھی مثل مضمون سابق ہر میں تجھ کو مہلت نہیں دیا عمرو نے کہا خفا نہ ہو جیسے مجھے لکھنے دیجیے دیکھیے تو لکھتا کیا ہوں جب آپ کے خلافت ہوگا تو چاک کر ڈالیں گے گا اُسے یہ کلام پسند کر کے مہلت دی عمرو نے زمبیل سے قلم داوات و قرطاس نکالا اور دو جوڑی موتی برابر ہضیہ مرغ کے جو قدر رکھتے تھے اور آب و صفایں گہر شب چراغ کو سامنے اپنے مانتے بتاتے تھے نکالے ان موتیوں سے وہ جگہ ضیا بار ہو گئی ساحر نے اُن ڈرہائے بے بہا کو دیکھ کر پوچھا کہ انکو کیا کر دے گا اُسے کہا ہمراہ وصیت نامہ رکھ جاؤ لکھا کہ ملکہ میری اولاد کو بھیجیے گی اُسے کہا یہ موتی تو میں لو لگا جو روپیہ کہ اسکے عوض تیری اولاد کو میں پہونچا دوں خواجہ نے کہا یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں تجھے روں اُسے کہا میں لو لکھا غرض کہ تادیر اس امر میں تکرار رہی آخر نخس نے ہاتھ پکڑ کر زبردستی چھین لیے اور قاصد قتل خواجہ ہوا خواجہ نے کہا اے عزیز مال چھین لیا اب وصیت نامہ تو لکھ لینے دے اُسے تامل کیا اور موتیوں کو ہاتھ پر رکھ کر دیکھنے لگا موتی ہاتھ کی گرمی پا کر پیچے اور انہیں سے بھاپ نکلنے لگی یہاں تک کہ وہ بھاپ مہین مہین دھوان ہو کر اُسکے دماغ کیطرت جانے لگی اور وہ موتی کم ہونے لگے اُسے براہ امتعاج ہاتھ قریب چشم لاکر غور دیکھا کہ یہ کیا ماجرا ہوئی کم کیوں ہوے جاتے ہیں پس آنکھ کے قریب ہاتھ لانے سے دھوان بیہوشی کا ناک میں اچھی طرح گیا اور چھینک کر سانسے خواجہ کے گرا اور بیہوش ہو گیا یہاں تو یہ جگہ مگڈرا اگر نیچلے میں بعد کچھ دیر کے بران کو خواجہ کی یاد آئی گھر اگر سرخ سے کہا آپ کی باتو نہیں خیال زہا خواجہ نہیں علوم کہ ہر نیچلے یہ کمر ساحرون سے حکم دیا کہ تلاش کرو بہت سے ساحر اس صحران میں جہاں حال اول بیان کیا گیا جا کر ڈھونڈنے لگے جب کہین نشان ملا ملا سے اگر اطلاع کی ملے گئے کچھ ہڑچکا ایک طائر اڑتا ہوا اس نیچلے میں آیا اُس سے استفسار کیا کہ خواجہ کہاں ہیں اُس نے بزبان فصیح عرض کیا کہ اب بھی خبر خواجہ کا اپنے لی تو بہت اچھا کیا خواجہ کو نخس نے مار ڈالا ہوتا یہ سانچہ گڈرا ملکہ بران یہ حال سن کر بتا بانہ اُٹھی اور اُسی دروازے میں چلی اُسکے ہمراہ جملہ ساحر روانہ ہوے جب داخل دروازہ باغ مذکور ہوئی از بسکہ رات تھی تو سنجہ سحر کی صد ہا شعلیں روشن کیے ہوے از خود بہت سے پیدا ہو گئے اور وہ گلشن سراسر وادائی میں بگیا عمرو و شعیب لکھنیکا گھبرا یا سمجھا کہ کوئی اور آفت آئی پس بہت جلد اس خیال سے کہ شاید یہ ساحر روئین تن ہو زمبیل سے دو پتھر نکالے ایک اُسکے سر کے نیچے رکھا اور دوسرے سے کچھل یا بھیجا اسکا پاش پاش ہو گیا شور اُسکے مرنیکا برپا ہوا ہر ان بہت جلد خواجہ کے پاس آئی کیونکہ جلد سے یہ ہنگامہ بلند ہوا اسیطرت سمجھی کہ خواجہ میں غرض کہ نزدیک کر کہا کہ خواجہ بجان اللہ مرغ و مخمور و خمیرہ نے بھی تعریف کی عمرو نے کہا خوب آپ سرور اپنے یہاں رکھے ہیں کہ دشمن جان میں ہر امر کام میرا تمام ہی کر چکا تھا اپنے بھائی کا بہ لالینا چاہتا تھا بران کو اس کلمے سے حجاب ہوا اور گردن جھکا کر کہا کہ دینی مجھ سے خطا ہوئی جو میں نے آپ کی خبر زکمی یہ کمر غضب تمام پکاری کہ اے گلزار جلد و جلد حاضر ہوئے دیکھا کہ آواز دیتے ہی گوشہ باغ سے ایک ساحرہ مسین دس زرد و دیور دپوشاک جہاں کار سے آراستہ سامنے حاضر ہوئی اُس سے



عتاب کر کے خطاب کیا کہ کیوں مالزادی تو یہاں موجود تھی اور خواجہ پر تعدی وہ ملعون کیا کیا اور تو مانع نہوئی اسنے عرض کیا کہ ملکہ عالم میں سمجھی تھی کہ یہ کوئی گتہ کار آپکا ہی تو سردار آپکا سپر ظلم کرتا ہی یہ سفنا تھا کہ ملکہ مذکور آگ ہو گئی اور کہا اوجہ تمام مالکان بنید طلسم کو بلو اگر خواجہ کو میں نذر دلوا چکی ہوں اسلیے کہ سب ساکن طلسم خواجہ کو پہچان لین غلغلہ تشریف آوری خواجہ تمام طلسم میں ہوا اور تو آجتک پہچانتی نہیں معلوم ہوا کہ تو بھی بغاوت رکھتی ہے یہ کہہ کر دونوں ہاتھ اپنے اونچے کیے ایک شعلہ فلک پر سے چمک کر اس نازنین پر آگرا کہ دھڑ دھڑ جلنے لگی اور خطا ہوئی خطا ہوئی پکارنے لگی یہاں تک کہ جل کر خاک ہو گئی پھر ملکہ نے اشارہ کیا کہ اسکی کنیزین اور ملازم جہاں جہاں ہوں سب حاضر ہوں دیکھا تو پھول سے اس گلشن کے کچھ پر نیا عورتیں پیدا ہوئیں ملکہ نے پھر ہاتھ اونچے کیے کہ شعلے انپر گرے اور انکے جلنے کا شور دیر تک بلند رہا ایک غوغا عظیم برپا تھا بعد اس آفت کے باشارہ ملکہ ایک شعلہ لاش نحس پر بھی چمک کر آگرا کہ وہ بھی اکھ ہو گئی پھر ملکہ نے ایک اپنی رفیق کو وہ باغ سپرد کیا اور خواجہ وغیرہ ہر ایک کو اپنے ہمراہ لیکر اس باغ سے دوسرے جنگلے میں آئی اسجگہ بیان کیا گیا ہے کہ چار جنگلے پر تکلف بنے ہیں چنانچہ یہ جنگلے پہلے جنگلے سے خوبی و آراستگی میں کہیں زیادہ تھا دروازے اسکے سب کھلوا دیے ایک طرف صحرائے سبزہ زار میں ایک جانب ریائے زخار ایک سمت باغ پر بہار ایک رخ کو کو ہر نظر آ یا ملکہ نے ہر رخ کو سند زر نگار پر ٹھجا یا سیر اطراف کی دیکھتے جاتے تھے اور سب صرف و عشرت تھے ساقیان خور و جام سے خوشگوار دیتے تھے رقصان ماہ رخسار نغمہ سنج مسرت شراب عشرت سے سرشار تھے یہ سب تو مشغول عیش و نشاط میں مگر حال حیرت سننے کے یہ جو طبل آسائش بجا کر جانب شاہ جادوان گئی بادشاہ باغ سیب میں تخت پر ٹکن تھارات کا در بار تھا بڑے بڑے ساحران نامی کرسی و دنگل پر بیٹھے تھے ناج ہو رہا تھا کہ ملکہ موصوفہ جا کر پہنچی سب سردار ملن نے تعظیم دی شاہ طلسم نے مسکرا کر پہلو خالی کیا ملکہ پہلو میں تو آکر بیٹھی مگر وہ نے لگی بادشاہ نے آنسو پونچھے اور کہا طاہر ہوتا ہے کہ خواجہ مسرت وغیرہ مارے گئے ملکہ نے رد و کر سارا حال اڑائی کا بیان کیا جب بادشاہ نے آنا آخر کائنات فرط غیظ و غضب سے کانپنے لگا اور کہا ملکہ تعینی یہ امر ہے کہ اس مرد صحرائی یعنی کوکبے بگ لگئی اور اسکی قضا پھر پڑاتی ہے اچھا اب تم جاؤ اور دروازہ طلسم خروان کا کھلوادو میں بیابان آتش نشان میں جاؤں گا اور وہاں کے محافظ کو تمھارے ساتھ کر دو نگاہ کھوں تو اسکو کون ہلاک کرتا ہے ملکہ مسطور یہ حکم سنکر اٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر میں آئی یہاں اسکی غیبت میں ابریق وزیر آیا ہوا تھا جب ملکہ آئی وزیر نے استقبال کیا اور بعد نشست نشینی ملکہ وزیر مذکور مستفسر ہوا کہ ملکہ فرمائے بادشاہ نے کیا تدبیر اس جنگ کی نسبت کی ملکہ نے فرمایا کہ وہ خود تشریف لاتے ہیں دریا کی بڑی گھسان کی لڑائی ہوئی ابریق یہ کہہ کر ٹھہر گیا کہ میں بھی اس لڑائی کو دیکھ کر جاؤں گا چنانچہ اسکے لیے بارگاہ استاد ہوئی کہ وہ جا کر آرام پذیر ہوا اور حیرت وہان سے اٹھ کر علیحدہ خیمہ میں گئی چونکہ دیکر سحر خوانی میں مصروف ہوئی بعد لمحہ کے ایک ریائے زخار و تھار و ج مارتا خیمہ میں سحر کی طرف سے آیا اور ہن دیا سے ایک ساحر نکلا کہ جبکہ تمام جسم سرخ تھا اور سب جسم پر چھلکے فلس ہی کی طرح جیسے تھے شکل مریم سے اسکی گھڑیاں کا زہرہ آب ہوتا سنگ بھر عظم کادل پانی پانی دشوار زندگی عقرب سلطان فلک برج حوت میں خوف سے چھپتے مردم آبی ڈیسے مسکن چھوڑ کر خشکی میں رہنا اختیار کرتے ہیست بدی اکمن رہی تھی مثل دشمن کئی تختے زمین کے زیر و بن اس ساحر نے حیرت کو



سلام کیا اور عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ آپ نے مجھ کو کیوں یاد فرمایا ہر اُس نے کہا کہ اے طلسم جادو تم مختار دروازہ پل خوزدان کے ہو  
حکم شہنشاہ ہو کہ دریا کا دروازہ کھول دو شاہ کیوان بارگاہ شریف لایا چاہتے ہیں بیابان آتش نشان کی طرقت جائینگے سار  
مذکور نے یہ حکم شکر عرض کیا کہ بہت اچھا اور دریا میں کود کر غائب ہو گیا دریا بھی ناپید ہو گیا حیرت بھی خیمہ سے نکل کر بارگاہ  
میں آئی اور ابرہہ و زبیر کو طلب کر کے اپنے چند رفیق وغیرہ کو ہمراہ لیکر جاتے رہے خوزدان روانہ ہوئی جب لشکر سے آگے  
بڑھی عیاران لشکر عمر و توہر دقت بہر خبر گیری بصورت مبدل لشکر میں پھرا کرتے ہیں اسوقت ضرغام صورت ساحر کی یہی  
بنے پھر رہا تھا اسنے حیرت کو جاتے دیکھ کر تعاقب کیا انھیں میں ملکر ساتھ ہو لیا تاکہ مذکور جب قریب ریا پہنچی وہی ساحر دریا  
سے پھر باہر نکلا اور گویا ہوا کہ تشریف لائے میں نے دروازہ پل کا کھول دیا ہر ملکہ اس پل کے نیچے کہ جکا ذکر اوپر ہوا ہر یعنی  
جسیر زنگی لڑ رہے ہیں اور پر یان موتی اچھالتی ہیں آئی وہاں دیکھا دریا ٹھیک تھا اور ایک دروازہ بلور کا زمین دوز لگا ہوا  
تھا وہ آب تاب صفا آئین تھی کہ پانی بھر معلوم دیتا تھا حیرت من جملہ رفقا کے اُس دروازے میں داخل ہوئی ضرغام  
بھی چلا گیا کسی نے تعارض نہ کیا مگر جب دروازے میں قدم رکھا آنکھیں سب کی بند ہو گئیں بعد کچھ عرصے کے جب آنکھ کھلی  
دیکھا کہ ایک قصر عالیشان بنا ہوا اس قصر فلک فعت میں ہزار ہا برج تعمیر ہیں خوبی میں ہر برج پری کی تصویر ہے  
برج آسمان کی وہ برج جان ہیں کنول اور جھاڑ آئین فروزان ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان پر ستارے درخشان ہر  
برج میں ہیں فرش جواہر کا بچھا ہوا ہر ٹکڑا ہوا کہ انبار لگا ہر زینت کا شانہ مشکوے قیصر و خاقان وہ مکان تھا بلکہ غیرت  
قصور جنان تھا کہ نظر

مکان دیکھے مصفا فرش شفاف ہر اک خوش وضع خوش پہلو خوش سلوب مکان تھا وہ طلسم افزا بہت خوب انھیں میں ایک تھی بارہ دری بھی مکان و قصر بے مانند و نایاب کنول روشن تھے دی تھی شمع نے نو سہری پر ادبے خوب براق	بشکل عارض جانان بہت صاف نظر جس پر پڑی پایا بہت خوب کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب کہ ہو سکتی نہیں تعریف اُسکی نہ ہوں عالم میں وہ موجود اسباب زیادہ دن سے پائی کثرت ضو لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق
--	--

ضرغام اس مکان کو دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ ملکہ حیرت کا ساتھ چھوڑ کر اس برج سے اس برج میں اور پھر دوسرے  
سے تیسرے میں پھرنے لگا یہاں تک کہ دو تین برج میں پھر چکا تھا کہ ناگاہ ایک تڑا ہوا اور ایک نے خیر سر برج سے چمک  
کر اسکی جانب چلی یہ ہر چند بھاگا مگر نہ بچ سکا زنجیر کمر میں لپٹ گئی اور اوپر کو کھینچنے لگی عیار بھی کھینچ کر سر برج پر آیا پھت اسکی  
شکافتہ ہو گئی اور زنجیر باہر اسکو لائی یہاں دیکھا تو نہ برج ہیں نہ قصر ہر جگہ ایک بلوغت فرازا لگا ہر بہار باغ پر عند لب  
خاطر ہر ہزار جان سے شیدا ہر نہر میں بسان کشتان بصد فروغ و ضیاء روان پانی انکا فرط صفا سے شل مہر تابان  
پہلے باغ میں چل ستون جواہر نگار کا بنا تھا کہ جو فلک بے ستون کے کوکب درخشان کو شرماتا تھا واقعی جادو کا مکان بنا تھا کہ ہر برج



مکان دچسپ برگ و شاخ و اشجار  
گلون کی نکمتیں بھاتی تھیں دل کو  
زمین صندلی گزری نظر سے  
کہیں تھے چھپے دیوار و در سے  
نہ رکھنا یاں قدم اے دوست نہمار  
کہیں تھے طائران بوالعجب رنگ  
کنول اور جھاڑ تھے ہر سمت روشن  
کہیں بہتر قمر سے روشنی میں  
درختوں سے روان دریاے زخار  
غرض وہ جانتی سب لبریز جادو

بہار افزا بشکل و تاست یار  
ہو ائین عیش کی آتی تھیں دل کو  
مشابہ اس کی بو پائی اگر سے  
کہیں لکھا ہوا یہ آب زر سے  
مگر جس دم ملے کوئی خبردار  
کہیں تھے نغمہ اطراف سے سنگ  
کہیں سرو و چراغان پر تھا جوین  
ہے ارمان جنہیں دیکھے سے جی میں  
شجر کے برگ مچھلی سے نمودار  
کہ دیکھے سے نہ رہتا دل پہ قابو

زیر پھل ستون ایک تخت زمر کا بچھا تھا اسپر ملکہ حیرت جلوہ فرامتی گرد تخت کرسیاں یا قوت احمر کی تراشی ہوئی  
لگی تھیں انپر اور ساحران نامی تنگن تھے زیب انجمن تھے وہ زنجیر ضرغام کو پیٹے سائے حیرت کے آئی اس نے  
اشارہ کیا کہ اس عیار کو میرے قریب لاؤ زنجیر قریب تخت آئی اس نے زنجیر سے عیار مذکور کو چھڑایا اور پہچان کر  
ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موسے تو یہاں کہاں آیا ارے موڈی کا ٹوٹم تو سہرا ہو گئے کہ جہاں جاؤ وہاں  
ساتھ ضرغام نے کہا میرا بھی جی سیر کو چاہا آپ کے ساتھ چلا آیا مثل چلی آتی ہر کہ گھر آتے کتے کو بھی نہیں نکالتے  
ہیں تم نے تو میرے طمانچہ مارا ملکہ موصوفہ اس کلام بیباکانہ پر ہنس پڑی اور کہا ہم ایسے ہی بے مروت ہیں مگر آپ تشریف  
لیجائیے اُسے جواب دیا کہ کیا میں اس زمین کے موتی توڑ لوں گا اتنا اترنا اچھا نہیں سیر کو آئے تھے چلے جائینگے اور ہم کیا  
چلے تو سبھی جائینگے رہنے کو یہاں کون آیا ہر بیت پر بے سبب نہیں خالی گھروں کے سنائے مکان یا دیکھا کرتے ہیں  
کمیون کو + حیرت نے کہا میں تیری سانی میں نہ آؤنگی خیر یہ مروت کیا کم ہر کہ میں تجھ کو چھوڑے دیتی ہوں ضرغام  
نے کہا آپ مجھ کو قید کیجیے مگر یہاں کی سیر کرنے دیجیے ملکہ نے کہنا اُسکا نہ مانا اور سرٹپھا کہ پنجہ پیدا ہوا اُس سے کہا کہ  
اس عیار کو اس پار دریا کے لیجا کر چھوڑ دو پنجہ اسکو اٹھا کر روانہ ہوا تلخیں اسکی بند ہو گئیں جیبا نکھلی اپنے تئیں دیا  
پار دیکھا تو پل خوروان اسی طرح جیسے پہلے تھا نہا ہوا اور دریا بھی اسی طرح موج مارتا ہوا اُس دروازہ بلور کا کہیں پہنچیں  
ہر عیار مذکور تا چار و مجبور وہاں سے اپنے لشکر کی طرف پھر راہ میں جانسوز ملا اس سے سب کیفیت بیان کی پھر  
دونوں ملکہ خدمت ملکہ بہار میں آئے کیونکہ بعد جانے مہرچ کے بہار بادشاہ لشکر ہوتی ہر غرض کہ اس سے تمام ماجرا  
معروض بیان میں لائے بہار کو بھی اندیشہ ہوا کہ دیکھیے اب کون سا حردریا سے ہمارے مقابلہ کو آتا ہر شاہ  
طلمس کو نحوست کے مارے جانیکا بڑا رنج ہر جب تو دروازہ پل خوروان کا کھلا ہر غرض کہ یہ تو فکر سختی کر نیکا کرتی ہو  
لیکن جب اس ہنگامہ میں وہ رات تمام ہوئی اور دروازہ طلمس خاور کھلا اور دریا سے خون سرخی ضیا سے نہر کا عالم میں



روان ہوا ہر نجم فلک اس بحر میں ڈوبا کہ ابیات

کہ جب آغاز عکس ہر آ یا  
نظر آئی جبین صبح روشن  
سحر نے پردہ ظلمت اٹھا یا  
ہوئی شب چند دم میں گرم تو سن

وہ سحر افراسیاب بجان بیتاب سوار تخت سحر ہو کر چند رفیقوں کو ساتھ لے کر کنارے دریائے سحر کے آیا کچھ فسون زبان پر لایا دفعتاً آنکھیں آئی دامن باد نے کنارہ چادر آب باندھا یعنی پاٹ دریا کا گھٹ گیا کنارہ کھلا دروازہ بلورین نظر آیا بادشاہ بھی ہمراہ ساحران داخل درندہ کو رہا ہوا ہمراہ بیان حیرت کی اس مقام پر آنکھیں بند ہو گئی تھیں مگر بادشاہ اور اس کے ساتھی اپنی حالت پر رہے اور سب نے دیکھا کہ ہم ایک شہر میں چلے جاتے ہیں جس کے مکانات چاندی سونیکے ہیں دیوار درجہ لکھتے ہیں قسط صفا سے آئینہ کو شرا تے ہیں دکانیں کھلی ہیں دکاندار اور خریدار عجیب الخلق ہیں کوئی ننگ صورت ہی کوئی گرد ہان ہی کوئی گھڑ پال چہرہ ہی کوئی ماہی بدن ہی جادو گرنیون پرانہ ہی کاجو بن ہی سڑکین بلور کی ہیں گلیاں نور کی ہیں کوئی بارہری یا قوت کی ہی کسی مکان کی صورت برج حوت کی ہی تنویر عمارات شہر سے آفتاب ہر جگہ ساطع و لامع نظر آتا ہی کہ

سراپا قصر زترین قرب اور دور  
بنے تھے صورت ہر جہانتاب  
نظر آتے تھے سب کو چہ معطر  
مقرر آبپاشی کی تھی اس جا  
کہ چھڑکا ہے کسی نے بس کہ ہر سو  
گلی کو چون میں ہر جا کو ٹھیاں ہیں  
ہزاروں ماہر دیان سمن بر  
جما جلسہ ہے انکا ہر مکان میں  
نہیں ہے دیکھنے کا جن کے مقدور  
زیادہ تر گھر سے تھے وہ خوش آب  
زمین سے لطف خوشبو تھا برابر  
گلاب نوکشیدہ کا گسان تھا  
چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو  
ہزاروں طور کے عمدہ مکان ہیں  
نرگھتی تھیں جو اس دنیا میں ہر  
ضیا باری ہے حسن گل خان میں

شاہ جادوان جب داخل شہر ہوا وہی ساحر مہر ہی بدن جو حیرت پاس آیا تھا مالک شہر کا بادشاہ کے استقبال کو بچشم و خدم حاضر ہوا اور نذر و گیر بیان خادمان ہمراہ چلا کچھ دور بادشاہ بڑھا تھا کہ وہی قصر عالی شان جبین نذر ہا بیج تے ہیں اور ملکہ حیرت داخل قصر مذکور ہی نظر پڑا شاہ داخل قصر ہوا حیرت کو پہلون نے سحر کے خبر دی وہ شاہ آئے کہتی ہوئی دوڑی اور تاپہر قصر ہر استقبال مع وزیر آئی بادشاہ نے اسکی صورت زیبا پر نظر کی دیکھا کہ رات جاگنے سے چشم زگس شہلا تھی اب زگس مخمور ہی روئے پر نور پر سرخی کا وہ نور ہی بادشاہ کو فتنہ آب نہ لال وصال تھا اُس نے اب حیوان دہن سے اُسکی روح کو تازگی دی بوسہ لب شیرین کا لیا پایا سا چاہہ ذقن پر پہنچا پھر سیلاب ہوا بوسہ لینے سے ملکہ نے اس طرح شرا کر آنکھوں کو جھکا یا جیسے مرموم بیمار کو غش آیا شاہ دست نازک تھام کر اسی چل سستون میں آیا اور اسی تخت پر چہرہ چہرہ بیٹھی تھی جلوہ فرما ہوا بیٹھتے ہی اور سب ساحر کر سبون پر بیٹھے وہ تخت در کر سبون



ایک ایک اڑین بھیت ستون کی شوق ہوئی اور تخت وغیرہ اوج گراے افلاک ہوئے آنکھیں سب بند ہو گئیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی ایک گلزار مینوزاد میں اپنے تئیں سب نے پایا ایسا گلشن پر بہار شداد نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا تمام زمین آئینہ کی تھی باغ طلسمات عالم میں وہ باغ کیتا تھا چمن جواہر کے لگے تھے پھول انہیں رنگ برنگ کے کھلے تھے ہر چمن کے قریب بنگلہ یا قوت سرخ بنا تھا سبزہ زار میں چاندنی نے کھیت کیا تھا بنگلہ کے سامنے نہر آب صفا سے جاری کنا سے نہر کے سبزہ زار کی لب گردان نہر کی موج اس سبزہ میں یوں آئی کہ جیسے فلک اخضر پر قوس قزح کیفیت دکھائی کنا سے ہر نہر کے درختان پر بہار لگے نہر پر سایہ کیے ہوئے انکے فوارے چھوٹتے جیسے گھٹا ساون کی برتی درختوں کے سایہ کرنے سے کالی بدلی چھائی نظر آتی ہر دود و پتلے ہر فوارے پاس کھڑے تھے لگن میں موتی بھرے تھے وہ موتی چادر آب میں چڑھاتے سناٹے آپ میں رتی پر دئے نظر آتے تھے سامنے ان نہروں کے بیچ باغ میں بارہ دری بلور کی بنی تھی سرا با بصورت حور تھی کہ نظم

در و دیوار کے سب نقش جسمی  
طلسمی سب وہاں کے نخل اور جا  
زمین و برگ و شاخ و نخل سب تر  
ترشح ہو رہا تھا کچھ گھٹا سے  
کسی نے خوب دونوں کو بتایا  
کھنچا جاتا تھا دل از خود دھڑکھڑ  
کہ کچھ الماس و گوہر عمل خوش رنگ  
پریشان ہو کے گرتے تھے زمین پر  
بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھائے

ہزاروں طور کے سامان طلسمی  
بہت تھا اس جگہ سامان مہیا  
طواف باغ میں سب حلقہ آذر  
گلون کے منہ کھلے فیض ہوا سے  
وہاں جو نہر اور فوارہ پایا  
کہ اٹھتا تھا مزائیسے نظر کو  
نظر آتا قریب اس کے نیا ڈھنگ  
انہیں میں سے اچھلتے تھے برابر  
زمر کے مکان تعمیر پائے

بادشاہ اندر بارہ دری کے آیا وہاں کی آرائش و زیبائش بیرون از حد تھی ہر بری از تقریر ہندیوار و زمین بارہ دری کی نقاد ویرشاہان رقص زمین ساحران بائکین بنی تھیں اٹھارہ سو ساحر اور جادوگر نیاں مصروف انتظام تھیں ایک ایک ساحر حسن میں بیناں غیرت مہر و ہلال تھی واقعی کیتا و بشتال تھی بادشاہ کے استقبال کو وہ سب زمین آئین و عظمت تمام لیکر مقام صدر پر پہنچیں وہاں تخت جواہر گسترہ تھا سامان عیش و رحمت مہیا تھا شاہ تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت پہلو میں قرار پذیر ہوئی سب ہمراہی اپنی اپنی حد کے موافق ممکن ہوئے وہ پر بیان طلسمی شراب رغوانی پلانے لگیں بعض انہیں سے اسباب قصے لے کر ناچنے لگیں جلسہ عشرت آغاز ہوا یہ نقشہ تھا کہ نظم

تصدق جس پہ تھا مہیہ کا دل  
کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر  
نہ پہونچا جسکو زسرہ کا ترانا  
قیامت تھی صدا ان گھنگروں کی

ہوئی آراستہ عشرت کی محفل  
سمان وہ رقص نے باندھا وہاں پر  
ہوا اس شد و مد سے ناچ گانا  
پہا تھا حشر وقت پائے کو بی



ملی تھی ساز سے اس طرح آواز مجھ سے مثل طوطی بولتے تھے بتانے میں غضب تھا ان کا انداز	کہ بھولی بھولی چرخ اپنا اعجاز اڑے ہوش ان کے بازو بولتے تھے ادا کرتی تھیں وہ طاؤس کا تاز
--	---

جب خوب جلسہ جمادشاہ نے مست ہو کر ملکہ نصیرت کے چند بوسے لیے اور کہاں کون ایسا بادشاہ الوالعزم ہو جو میرا  
سامنا کر سکے وہ جو تصویریں نصب تھیں از خود بزبان فصیح بولیں کہ اے شہنشاہ بھلا کون تیرا مقابلہ کر سکتا ہے اہل ریاست نے  
متفق اللفظ کہا کہ اے بادشاہ اب تیرا ہر تور سے زمین پر کوئی نہیں بس یہ سننا تھا کہ بادشاہ مست ہو کر اٹھا اور سبکو ہمراہ  
لیکر اس باغ کے ایک جنگلہ میں گیا اس جگہ تخت بچھا اور ایک دراز فراسیاب تاج سر پہ پہنے بیٹھا تھا اس سے کہا کہ اتنی شبیہ  
میں استہ دو وہ افراسیاب تخت پر کھڑا ہو گیا اور پیٹ اُسکا پھٹا ایک روازہ کی طرح آئین شکاف نظر آیا بادشاہ اس  
درمیں سبکو لیکر داخل ہوا ایک میدان وسیع میں ہر ایک کا گزر تھا اس میدان میں ایک دیوار بلور کی مشرق سے مغرب تک  
کھینچی تھی آگے جانکی راہ کی تھی افراسیاب قریب اس دیوار کے جب پہنچا پکارا کہ اے ہمیشہ میں آؤ پھر وہی پہلا صورت افراسیاب  
کا جو جنگلہ میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا پس دیوار سے اتر کر سامنے آیا شاہ حکم فرما ہوا کہ اے ہم صورت راستہ دو اس پتیلے نے  
بٹھا اپنا اونچا کیا اس دیوار میں ایک ترقا ہوا کرد روازہ پیدا ہو گیا شاہ جادوان سبکو ہمراہ لیکر بھرور وازہ میں در آیا  
دوبارہ آواز تڑاتے کی ہوئی اور دروازہ بند ہو کر دیوار برابر ہو گئی مگر بادشاہ پس دیوار آچکا تھا آگے گوروانہ ہوا کچھ دور چلا  
ہو گا کہ سارے میدان میں آگ بھری نظر آئی لپٹ اسکی تافلک پانی اور زمین سے تاجرخ برین آگ بھری زمین منفل آتش  
کی طرح دیکے ہی تھی کرہ ناری گرمی سامنے اس آتش کے سرد تھی جہنم کی حرارت گرد و دھواں ایک بحر اعظم آگ کا موجزن تھا  
جو غار اس بیابان میں تھا وہ مثل گلشن تھا تکلف یہ کہ درخت بھی اس قلمزم نازین لگے تھے آتش بازی کے اتار نظر آتے تھے ازسرتا  
پا آگ کے تھے اور چنگار بمان انہ جھڑتی تھیں ہوا سے پتے گرتے تھے انگاریاں اڑتی پھرتی تھیں جو طائر پرند تھا مرغ آتشخوار  
تھا ہر ایک پر اُسکا شرر بار تھا جو از قسم حشرات الارض تھا سمندر تھا آتشیں ہر ایک روازہ اور تھا چرخ نیلی دھن کے  
دھومین سے آج تک نیلا ہر دھواں کیا ہر طائر ان نغمہ سرا کا زمزمہ نفس آخری نفس تھا سوز درونی عاشقان اسی جگہ  
کی ہوا کا نقش تھا کہ لمو لہشم

ہوا سے آگ گرتی تھی زمین پر شرارے تھے ہوا کے تند جھوکے جہنم کا نہ ہو گا ایسا رتبہ	زمین پر گر رہا تھا جبرائیل جگہ دیو آتشناک سب تھے سفر اس جہاں سے شرمندہ بہت تھا
--	--

بادشاہ کنارے اس یم بے پایاں آتش کے جب پہنچا پکارا کہ اے آتش فشان جادو جلد نیچے ہاے سبھی آواز  
دیتے ہی نیچے ہاے سرخ رنگ پیدا ہوئے اور بادشاہ کے پاؤں کے نیچے ہتھیلیاں فرش کر دین شاہ اپنی سریر کھلا چلا  
سب ہمراہ ہوئے کہا تم آنکھیں اپنی بند کر دو سب نے بموجب حکم عمل کیا جب پھر آنکھ کھولی دیکھا کہ دریا سے آتش کے پار  
ہو چکے ہیں بادشاہ بھی پاس کھڑا ہر طرف شکشاہ کے ہمراہ جب در آگے بڑھے ایک بیابان میں فروزم میں پہنچے سرسبز فی شادابی



محو اسے خوش آئین گی دل ہمراہیوں کے ہرے ہوئے اس جنگل میں عجیب سامان طلسمی نظر آیا کوئی درخت پری صورت تھا کوئی دیو کے سر سے مشابہ تھا اور ہر طرف پھرتا چلتا کہیں ہوا اڑ کر آتے پھر لوٹ کر مار کی صورت بن جائے کسی جگہ زمین کا پیہ نہ زمین سے مچھلیاں ٹھکر پڑیں بنجائیں پھر یون سے زاغ کی شکل پیدا کرتیں کہ بموجب **طلسم**

<p>سراسر سحر کے سامان دیوان تھے شجر کے برگ مل کر بن گئے مور لوہے آپس میں گتھ گتھ کے برابر وہ سب لڑ کر بنے سمیوں کی صورت بنے طاؤس زرین بال وہ چند شجر کا ہے بنے گمہ بحر زخار بڑھے کچھ دور و ان سے جگہ ہی سب وہ رکھے آخر ہوا زاغ بد اسلوب ہوے ذرا ہزاروں زاغ پیدا بڑھے کچھ دور سب حیران و ششدر زمرد کا مکان پاس اسکے پایا کہ اسے قوم بشر دیوانہ ہے تو ہلٹ جس سمت سے آیا حذارا</p>	<p>طلسمی سب زمین و آسمان تھے ہوا چاروں طرف سے دفعتاً شور کہ اتنے میں چلی کچھ باد صحر نظر آئی نئے مضمون کی صورت نہایت تیز پر محفوظ و خرسند بنے دریا سے مچھلی پھر وہ اکبار تو آیا خرس اک کھولے ہوئے لب پکارا چند ساعت دشت میں خوب کہا شہ سے کہ ہم ہیں تیرے شیدا تو دیکھے صاحب اشجار گوہر کسی نے وان یہ کہہ کر بس سنایا ہو آہو نچا قریب قصر جادو ہیان کی دید کا کس کو ہے پارا</p>
---	--

افراسیاب نے ہر ایک اپنے ہمراہی سے کہا کہ یہاں اگر کو کب بھی آئے تو سزاے معقول پالے پھر طلسمی ہے  
سواے طلسم کشا کے کوئی قدم نہیں رکھ سکتا ہی یا میرا تہہ ایسا بڑا ہے کہ میں آتا ہوں سب کے تائید کلام کی کہ حضور  
کے برابر اب کون ہی غرض کہ اس مکان کو داہنے پر چھوڑ کر حبیب و ساگے بڑھے ایک دیار پر پہنچے اس بحر عمیق سے دود  
بسان دود آہ جگر سوختان بلند تھا بادشاہ سبکو لیکر اس محیط دودی میں کودا سب کے جسم تو بظاہر پانی میں ڈوبے تھے مگر  
ذرا بھی بھیکتے نہ تھے پنج دریا میں جب پہنچے وہاں کی زمین خشک تھی اور کنواں بنا تھا دھوان آسمین سے نکلتا تھا چاہا بابل  
کا نقشہ تھا شاہ طلسم نے قریب چاہ پہنچ کر جھانکا سواے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آیا دل خیل سے زیادہ اسکو سیاہ پایا  
ایک کنکری پھینکی سیاری اس کنوئیں سے اٹھ کر باہر آئی اور فلک تک پہنچ کر ہر سمت چھائی شور و غل تا دیر برپا رہا  
پھر ایک تہلہ لہو فام رنگ غیب پھر اس کنوئیں سے باہر نکلا کہ ناک کان سے اُسکے دھوان نکلتا تھا اُسنے کا غد  
بادشاہ کے ہاتھ میں دیا اور اس کنوئیں میں پھر کود کر غائب ہوا بادشاہ نے کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ ناحق اتنی  
دور تکلیف شوق اٹھا کر شریف لائے میں ہرگز آپکے ہمراہ اُن چند لشکر کے مقابلہ کو نہ جاؤنگی مجھکو تو بانیان طلسم نے فتاح  
طلسم کے مقابلہ کیلئے مقرر کیا ہی جب وہ لوح طلسم لیکر اس مرحلے پر آئیں تو میں ٹھکر لڑوئی البتہ میرا سحر و دیکھا در نہ اب کون



میرے سر کو روک سکتا ہو ایک دنی افسون میرا عالم کو زبرد بر کرتا ہو فی الجملہ آپ تشریف لائے میں نمون ہوئی اب کیا آپ کو خالی پھیروں  
 اس خیال سے کہ آپ ناراض نہ ہونگے اپنے ایک غلام شہرنگ سیدہ قلم سنگ پیکر خوک ندان از در چشم تیرہ پیشانی جادو  
 نام کو آپ کی خدمت میں بھیجتی ہوں غلام مذکور کام سب حریفان ناکام کا تمام کر دینے کیلئے کافی ہوا اور مجھ حقیرہ سے ملاقات بھی ہوگی  
 کہ میں چلے میں بھی ہوں کیلئے کہ زبرد سر مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ زمانہ طلسم کشا کے آتیکا بہت قریب ہا ہا اب وہ قید سے رہائی  
 پا کر فتح طلسم کو آیا ہی چاہتا ہے پس میں چلے سے نہ اٹھو گی آپ مراجعت فرمائیے غلام مذکور کو لیجائیے زیادہ نیاز و غیرہ طلبات  
 تیرہ قلم میمون صورت خرس ندان شیر صولت دراز لب بلند بینی جادو شاگردہ تاریک صورت کفش  
 جادو و بادشاہ نے یہ مضمون پڑھ کر تھوڑی چڑھائی اور حیرت سے کہاتے دیکھا اس ظلمات کو کہ میرے استقبال کو بھی  
 نہ آپ آئی نہ کسی کو بھیجا اور کھلا بھیجا کہ میں چلے میں ہوں بڑا اسکو غرور ہو گیا ہے خیر سمجھو نگا حیرت نے کہا ای بادشاہ  
 جو ساحر جس عہدے پر بانیان طلسم کی طرف سے معین ہیں وہ اتنا ہی کام کرے جسکے کہ وہ ذمہ دار نہائے گئے ہیں انکو شاہ و  
 گداسے کیا مطلب ہے تعظیم و تواضع کرنا انکی عادت کسے آپ اپنا وقت دیکھیے اور کام نکالیے آپ میں نہ بگاڑیے پھر سمجھ لیجیے گا  
 اس بیان پیدا میں ملکہ سے شاہ کا غصہ کم ہوا ہنوز اور کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ اس چاہ میں پھر تلاطم ہوا اور دھوان لبان  
 خاطر غضبناک پتیا پکھانے لگا پھر بہت سے شعلے ٹکڑے جانب فلک گئے اندھی سیاہ ایسی آئی کہ دنیائے دنی کالی  
 کو ٹھری ہو گئی اس اندھیرے سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نمون پیکر کالے دیو کی خوف سے رنگت سفید ہو جائے  
 کالی بلا جینے سے ناامید ہو جائے سارا جسم مثل سگ سیاہ تھا شیطان مانگتا اس سے پناہ تھا فانت مثل دندان گراز کھلیاں بہر  
 نکلی ہوئیں دہن بھاڑ سا کھلا گئے کا چمڑہ مشک کی طرح آگے ٹکنا ناک چھوٹی تھننے چرے شعلے ہر کام تنفس نکلتے کوتاہ قامت  
 کوتاہ گردن آنکھیں اتر دھے کی طرح زہرا لود پیشانی تنگ تاریک قہر اند و سعادت اس سے منزلوں دور قیامت سے پیدا  
 کرو زور نہایت بے ادب سخت گستاخ جسم کے اعضا کرخست سنگلاخ شہوت پرست جی دست بیجائی آنکھوں پر چھائی گہر  
 غرور کی مزاج میں رسائی شیطان کا سگا بھائی کہ لمو لہتم

خدا نا ترس و نا پاک و سیر و	ستگر بے حیا بے رحم و بد خو
کچی طینت میں سگ کے دم کی صورت	شکن ابرو پچھڑا پڑ کدورت
کشیدہ خاطر و نا پاک غدار	سید باطن دل آزار و جفا کار
کسی سے سن لے اس ظالم کا گرام	دل مظلوم سے اٹھ جائے آرام

چنانچہ اس بے شرم نے بادشاہ کو عجیب و بے نیاز تمام سلام کیا اور کہا مجھ کو ملکہ ظلمات نے آپ کی خدمت گزاری  
 کی ہے بھیجا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ فوج و لشکر کچھ بٹھائے ساتھ نہیں آئے کہہ کہ مجھ کو لشکر کی کیا ضرورت میں کیلکافی  
 ہوں آپ ملاحظہ کرئیے کہ میں نے کیا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا چلو میرے ساتھ سوار ہو تو اسنے جواب دیا کہ میں اس  
 راستہ سے نجاؤں گا جہر سے آپ آئے ہیں بلکہ زمین سے جا کر پل خونروان کے دروازے میں نکالو گا شاہ نے حکم دیا کہ  
 اچھا جاؤ وہ زمین میں سما گیا اور بادشاہ بھی مراجعت فرما ہوا سب مراحل سے گذر کر حبیب ریا کے دروازے میں پہونچا آپ



جانب باغ سیب گیا اور حیرت سے کہاتم لشکر میں جاؤ اور مقابلہ آغاز کرو میں اور کسیکو بہر ملک بھیجتا ہوں اول تو شیرنگ  
 ہی کام سب کا تمام کردیگا مگر احتیاطا میں اور فکر بھی کرونگا یہ کہمکر روانہ ہوا حیرت وہاں سے لشکر میں آئی دیکھا تو بعد لمحہ آمد  
 شیرنگ ہوئی اُس نے کچھ لوگ بھیجکر بلوایا بارگاہ نصب کرا کر اتروایا اس کا فتنے حکم دیا کہ منادی ندا کرے میرے آنے کی  
 خبر لشکر حریف کو دے کہ شیرنگ تشریف لائے ہیں کل سب کو غارت کرینگے بموجب حکم اس بد انجام کے عوض طبل جنگ  
 بجنے کے ڈھنڈ ہو رہا تھا عیاران لشکر اسلامیان خدمت ملکہ بہار میں اگر بعد آداب شنائے شہر یاری خبر عرض کی کہ یہ دعوی  
 ساحر ناجائز نے کیا ہے مہار نے عجب بکرم و فضل ایزد پاک کر کے تامل فرمایا کہ قریب شام جب طبل جنگ بجیگا اسوقت سامان  
 کیا جائیگا مگر برق عیار اٹھا کہ میں جا کر اس نابکار کو کچل کر دوگا روصل دار البوار کرتا ہوں بہار ہر چند کہ مانع ہوئی مگر اُس نے مانا  
 اور روانہ ہوا راہ میں اسکو ضرغام ملا اس سے سب کیفیت آمد ساحر و حال دہل کو بی وغیرہ بیان کیا اُس نے کہا چلو میں بھی  
 اُس کے قتل کرنیکی فکر میں چلتا ہوں یہ کہمکر ہمراہ ہوا چنانچہ عیار تو سب لشکر کی حد سے نکل گئے صحرائ میں جا کر فکریاری کرنے لگے  
 اور ملکہ بہار یہ سمجھ کر کہ طبل زرم بجیگا اسی دھوکے میں غافل بیٹھی رہی اذھر شیرنگ نے اپنے مقام پر سحر اپنا درست کیا اور  
 جب تک خسار روزگار غدار شیرنگ ہوا اور شب تیرہ فام نے ظلمات طلسم عالم سے نکل کر مقابلہ بہار فروغ مہر خیمہ ظلام  
 نصب فرمایا کہ طلسم

کہ اس عرصے میں شام آئی برابر	ہوا خورشید عالم تاب مضطرب
ابھرنا شام کا دیکھا فلک سے	جمال انجام کا دیکھا فلک سے

سر شام طبل تو لشکر حیرت میں نہ بجا مگر اس دغا شعار شیرنگ نابکار نے محکم کیا کہ ایک سیاہی چار دانگ عالم سے اٹھ کر  
 لشکر تفرخ پرا کر محیط ہوئی اور حقوڑی دیر میں تمام لشکر میں اندھیر اٹھ پ ہو گیا اور گرد و لشکر بھی سیاہی نے پھیل کر محاصرہ کیا لشکر  
 حبش نے گویا اسلامیوں کو گھیر لیا فوج میں ہر ایک کو ہاتھ سے ہاتھ نہ بھائی دیتا تھا ہر سمت گھٹا ٹوپ پڑا تھا بہار بارگاہ  
 میں بیٹھی تھی کہ یکایک شمع و چراغ گل ہوئے سو جھنڈا موقوف ہوا ہر سردار گھبرا کر سر ٹپھنے لگا مگر وہ تیرہ بجوں کے نصب  
 کی تھی کسی طرح دفع نہ ہوئی بہار نے چاہا کہ میں اٹھ کر لشکر کے باہر نکلیاؤں مگر اندھیرے میں نکلنا دشوار تھا سب سردار  
 تو مینا بھی نہ تھے یہی ایسی زبردست ساحرہ تھی جو ہاتھ آنکھوں پر رکھنے سے اسکو سو جھائی دیتا تھا اور یوں اسکو بھی  
 نظر نہ آتا تھا اسنے چاہا کہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر جی طرح ہو سکے میں نکلیاؤں مگر خیال کیا کہ تیرے چلے جانے سے لشکر پریشان  
 و تباہ ہو جائیگا بے ثبات کو بٹھانا زبیا نہیں اس اندھیرے میں انھیں سب اندھونکے ساتھ سر ٹپھنا لازم ہی ہوس یہ جو چکر  
 خاموش ہو رہی اور سیاہی ایسی پھیلی کہ کچھ ہی دیر میں یہ خاکہ ان تیرہ ظلمت سرا ہو گیا روزگار خود تیرہ روزگار تھا نور کا  
 کہیں نام نہ تھا سو اسے خسار شمع رویان کہیں روشنی نہ تھی آنکھوں میں بھی نہ تھا روئے پر انوار بھی خون سے زردھے نور  
 کا طور نہ تھا لشکر کے جملہ ساحر بیتا بانہ اڑے کہ بزور سحر کلبا میں گرا بر سیاہ کی طرح سیاہی محیط عالم تھی دنیا بشکل دل ظالم تھی  
 ٹکرا کر گر پڑے جو بھاگ کر روانہ ہوئے مثل حصار سیاہی کی دیوار بھی تھی راہ نکلنے کی رکی تھی ناچار سب تھک کر ٹھہرے  
 کچھ عرصہ میں بینائی چشم روشن کی جاتی رہی سارا لشکر اندھونکی بستی ہو گیا ایک دوسرے کو پکارتا تھا ٹٹول ٹٹول کر ہاتھ



مارتا تھا مگر روشنی کی کھوئی تھی کہ لٹا دیا تھا ہنگامہ فریاد الغیثاں بلند ہوا سمیع و بصیر کو یاد کر کے ہر ایک و تانتا اور اسی کے فضل کرنے پر نظر رکھتا تھا وہ صدمہ پہونچا کہ شاہد ہر نے زلف اپنی ماتم من کھولی تھی غم قیس روزگار میں سیہ پوش لبی تھی نہیں دنیا سے دنی کی تاریکی بخل ظاہر ہوئی تھی یا سیہ خونی سیاہی بخت ایک جگہ سمٹ کر جمع ہو گئی تھی یا کسا ہل اسلام مرتبہ کعبہ کا رکھتے تھے وہ سیاہی پوش خانہ کعبہ بنگلی اسیلے گرد و لشکر پھیلی تھی چشمہ سکندر کی راہ ایسی سیاہ نہوگی قلب فلک ظالم میں بھی یوں تاریکی کو راہ نہوگی ہر انجم چرخ پر گمان نعل تھا ہر دماغ میں سوئے کا خلل تھا سا تو ان در کہ جہنم کا ایسا کالا نہوگا دیدہ تو اہت میں بھی اجالا نہوگا چشم حضرت یعقوب بھی پیونید تھی اس قدر تاریک نہوگی شب ہجر یار میں بھی خیال خسار جانان کی روشنی ہوتی ہے یہ سیاہی سواد شب زلف سے زیادہ سیاہ و تاریک تھی مشعل سحر ہر چند کہ ساحر روشن کرتے تھے مگر جلتی نہ تھی گل چراغ شعور تھا خدا صمد یہ کہ سایہ عفا کی طرح نور و ہائے دور تھا نحوست سایہ بوم کی تاریکی کا ظہور تھا کہ لمو لقمہ

بشکل ابراہی تھی سیاہی شب تاریک مثل ہجر جانان بشکل بخت دشمن تھا اندھیرا نہ بھی راحت بھی مثل بخت ہجور درازی اس کی سرحد عدم تک	نہ تھے راحت میں اسجا مرغ و ماہی زیادہ قلب مضطر سے پریشان مگر تھا ابرہے نے کعبہ گھیرا امید زلیست تھی وان منزلون دور نہ ٹھہرے قیس کا اس جا قدم تک
---	---

لشکر میں تو یہ حال تھا مگر عیار جو لشکر سے نکلتے تھے انھوں نے جو قریب اپنے لشکر کے آکر دیکھا لشکر یوں کھو مقید بہ زندان خانہ ظلمات پایا بیتابانہ صورت اپنی مثل ساحران غدار کے بنا کہ فوج میں حریف کے آئے اور ہر طرف تلاش کتاں پھرنے لگے یہاں تک کہ دوسرے سرے پر اس لشکر کے پہونچے وہاں ایک حصار دھوئین کا کھنچا دیکھا اور بالکل ساٹا پایا عقل سے دریافت کیا کہ وہ ساحر یعنی شہر نگ نابکار اسی حصار میں سحر خوان ہو گا کیسے ہزار ہا تدبیریں نذرون حصار جانے کی کرنے لگے مگر ممکن نہوا نقب بھی لگائی گند بھی لگاتا جاہی صورت بد لکڑ بھی پکارا جب کی سطح جاتا نہوگا اپنے لشکر کے گرفتار ہونے سے ایسا بے و طلال رکھتے تھے کہ زندگی سے ہاتھ دھو یا اور برق نے ضرر عام کو اشارہ کیا کہ وہ نقب جو کھودی تھی اپنی کود کر چھپے ہا اور یہ اس ساحر کو گالیان دینے پر آمادہ ہوا سوچا کہ گالیان سنکر وہ آپ ہی غصہ ناک ہو گا اور میرے پکڑنے کو باہر نکلیگا یا مجھے گرفتار کر کر اندر بلوائیگا پس سوقت حوین پڑیگا وہ عمل میں لاؤنگا اور بالفرض اسکو قتل نہ کر سکا تو بھی یہ فائدہ ہے کہ قید یونہی اپنے لشکر کے شامل ہو کر میں بھی اپنی جان دوگنا کیلئے کہ اس دہرنا پایا نڈار کا کیا اعتبار ہے زندگی اس میں مستعار ہے بڑے بڑے نامور فلک کے ظلم سے ہلاک ہوئے چرخ پیر نے کیسے کیسے نوجوان تہ خاک کیے پس تو بھی اپنی جان دیکھ لقمہ

حسین یکسان ہمیشہ حال دنیا کہاں وہ بادشاہان سرافراز کہاں ہیں وہ حسینان جوان سال	سد لکھٹ بڑھو میں ہے اقبال دنیا جنہیں تھا اپنی دولت پر سدا ناز کہ جنگو تھا غرور حسن و اقبال
--	--



کہان ہین اب وہ قصر آسمان شان کوئی دم ہے زمانے کی کہانی بجز چند استخوان وہ ہین تہ خاک	کہ جنکو دیکھ سکتا تھا نہ انسان خلش پر ہے امید زندگانی نہ وہ دانش نہ وہ ہمت نہ ادراک
--	---

اے برق شیوہ و فاداری ہی ہر کہ اپنے ہمراہیوں کا ساتھ نہ چھوڑا راہ الفت سے ہنہ نہ موڑ یہ سمجھ کر اس حصار کے قریب آیا اور پچھا کالیونکا باندھ دیا کہ او حرامزائے نابکار قوساق طیر سے رو باہ سیرت سگتے رہد برادرشغال نامرد مردود و مطر و نطفہ سحر ام مادر بخلاز ان صفت کیا پوشیدہ ہو کر سحر کرتا ہی کیون نہیں سامنے آکر لڑتا ہی اگر سامنے آئے تو مزہ اپنی حرکتوں کا پائے یہ کلام غضب ندد اور دشنام سخت شیرنگ اندھصار کے سکر ایک پنجہ سحر کو غضب تمام تر حکم دیا کہ جائیخص جو غش بکے ہا ہر اسکو گرفتار کر کے حصار میں قید کرے پنجہ روانہ ہوا یہاں برق گالیان دے رہا تھا کہ دفعتاً ایک چمک ہوئی اور ایک پنجہ آکر کمر بین پڑا اٹھا کر اندھصار کے بیگیادان بھی ہر مطلب حصول ہوا کہ سامنے ساحر مذکور کے جانا دیکھا کہ ایک حصار سیاہ میں مقید ہوں اور کچھ سوچھائی نہیں دیتا ہر نہ کوئی انسان نظر آتا ہی ناچار اندھون کی طرح یہ بھی دست عابد رگاہ خالق لیل و نہار بلند کر کے پکارا کہ اے خالق ظلمات دنور بصد ا ق تویج اللیل فی النہار و تویج النہار فی اللیل اس تاریکی طلم سے جھکو اور میرے ساتھیوں کو نجات دے اے رب اکبر شب غم کی سیاہی کو بدل بنو سحر عشرت فرما ہین قید المہ سے چھڑا کہ ایات

نقد ق تیرے اے خلاق عالم مری آسان کر دے جسد مشکل	ببدل عیش سے کر دے مرا غم عدو مٹ جائے مثل حرف باطل
--	--

یہ تو مصروف دعا ہی اور ضرر غامض جب نقب میں جا کر چھپا اور اسنے برق کو گرفتار ہوتے دیکھا فراط غضب سے یہ بھی نقب سے نکل کر گالیان دینے لگا کہ اے خیرہ روزگار و پردغا بیجا بد اسلوب بد ذات خانہ خراب لد الزنا پد ر ز وجہ خوش چھپا بیٹھا ہی سامنے کیون نہیں آتا شیرنگ پھر گالیان سکر پنجہ بھیجا کہ اس مرد بد زبان کو پکڑ کر دین قید کرے جہاں پہلے مجرم کو قید کیا ہی پنجہ پھر چلا کر جیسے ہی پنجہ کے آنکی چمک ہوئی ضرر غامض بھاگ کر نقب میں چھپ گیا پنجہ خالی پھر گیا اور ساحر کو سیرنگ پنجہ نے مطلع کیا کہ اے مالک وہ جو گالیان دیتا تھا اب غائب ہو گیا اسنے جا کر کہا تلاش کرادھر عیار رعبد جانے پنجہ کے پھر نکلا اور گالیان دینے لگا جب پنجہ آیا چمکے پھر پوشیدہ ہو گیا غرض اسی طرح بروقت آمد پنجہ سحر چھپ جاتا ہی اور پھر نکل کر زبان بد دشنام وہی دراز کرتا ہی مگر بیت شبدیز قلم کی باگ پھیر دن + بران کا کچھ میں حال لکھوں یعنی وہاں روبرو سے مہرغ عایشان جلسہ عشرت جمع تھا ہر ایک ادنشاط و مسرت دیتا کہ یکایک عمر و کادم گھیرا یا اور بران سے گویا ہوا کہ اے ملکہ مجھکو یقین ہو کہ جب نحوست مارا گیا ہوگا تو افراسیاب حرامزادہ غضبناک ہو کر ضرور فساد لایا ہوگا لشکر میرا ملکہ عظیم میں گرفتار ہوگا مہرغ بھی یہاں ہین ہیاں پر تنہائی میں نہیں معلوم کیا گزرا ہوگا خبر لینا دہا کی ضرور چاہیے کہ جو بیت چہ خوش گفت یکناش باخیل تاش + چو دشمن خراشیدی این مہاش + یہ کلام خواجہ سکر برے اطمینان خاطر بران نے سحر پڑھا کہ آنکھیں سب کی بند ہو گئیں پھر دیکھا تو ہم ایک بلندی پرستادہ ہین اور سامنے لشکر مہرغ سیاہی میں نظر آتا ہی اور ایک طرف لشکر ملکہ حیرت کے کناے ایک حصار سیاہ کے قریب ضرر غامض عیار کھڑا گالیان دیتا ہی صدمے داویلا لشکر میں



بلند ہوا اور نوحہ و زاری سمند ہر حال دیکھ کر منہ روئے لگی اور عمر و بقرار ہوا بران نے کہا خواجہ تمہارا گمان سچ تھا لشکر پر وقت صبح گریہ شاگرد تمہارا گالیان کیوں دیتا ہر اُس نے کہا اے ملکہ ہرخ نوبت بجان و کار دبا تنوان ہے بنا چاری مرنے پر آمادہ ہر گریہ و قوت ہر اگر یہی منظور تھا تو اپنے تئیں حصار سحر میں گرا دیتا جو کوئی اسکو بکڑنے آتا اس سے سمجھ لیتا تھا مجھکو آپ جلد بھیج دیجیے پھر مجھ سے انشاء اللہ اس سحر اس سحرنا بکار کا لیجیے بران نے کہا خواجہ یہ ساحر شاگرد ظلمات ہر یون ملدا بنایا جو جائیگا وہ زکات لٹھائیکا گرفتار بلا ہوگا اسپر قابو نہ پائیگا تو تدبیر اُسکے قتل کی یہ ہر کہ کوئی جا کر اسکو باہر حصار کے حیلے سے بلالائے اور جب وہ آئے تو اسکو کس طرح گرا کر انگشتی مجبوری مجھے لیتا جائے اُسکے منہ میں دیدے تاکہ وہ سحر فراموش کرے اور نور اسکا گھٹے پس فوراً سراسر اسکا جادو دے در نہ وہ ساحر زبردست ہر ذرا بھی مہلت پائیگا تو انگشتی کی تاثیر بھی باطل کر دیگا نقش اپنے سحر کا جادو لٹھائیکا پس جو اس کشور جان کو زیر نگین کرے جلد اسکو ہلاک کر ڈالے اور دل و جگر اسکا نکالے اور لشکر اسلامیان میں لٹھا کر آگ پر رکھے دھوان آسمین سے نکل کر تمام عالم میں پھیلے گا اور اس تاریکی کو دور کر دیگا آنکھوں میں یکے پیدا نور کر دیگا یہ سحر ہرخ نے کہا اے ملکہ وہ انگوٹھی مجھکو دیجیے اور لشکر میں پہنچا دیجیے تاکہ میں کام اس بھیجا کا تمام کروں بران جو اب یا کہ ابھی میں تمہاری ملاقات سے سیر نہیں ہوئی مگر کیا کروں نا چاری ہر کیلئے کہ خواجہ صاحب کو میں بغیر اجازت اپنے پدر عالیقدر کے رخصت نہیں کر سکتی وہ انھیں کے مہمان ہیں ورنہ کو میں نے بولایا تھا اچھا خدائے کریم کے سپرد کیا یہ کہہ کر پکاری کہ جلد طاؤس طراؤس کو بے محافظان طلسم حاضر کرو یہ صدا دینی تھی کہ مہمان سب ستادہ تھے وہاں کی زمین شوق ہوئی اور ایک طاؤس زرین بال مرصع دم و ہانسے نکل کر سامنے آیا زرین جو اس ہنگار اسپر کسا تھا ایک ایک بال ہما تھا عنقاے قات خوبی تھا مو سقا و دشت مجبوری تھا بران نے انگشتی اپنے دست نازک سے اتار کر ہرخ کی انگشت مبارک میں نہپائی اور اس طاؤس پر سوار کیا چلتے وقت عمر و نہ کان میں اُسکے فقرے عیاری کے کہے کہ اس طرح اس ساحر کو حصار کے اندر سے بلانا اور یون زمین پر گرانا الغرض بخوبی سمجھا کروا نہ کیا وہ طاؤس وادی بیائے سریع السیر مثل ماہ تابان بنگیا اور بال شوق واکر کے اس بلقیس حشیم کی ہوا خواہی میں اڑا آنکھیں اسکی بند ہو گئیں بعد لمحہ جو آنکھ کھلی قریب حصار سیاہ حسین شیرنگ تھا اپنے تئیں پایا اُس نے طاؤس پر سے اتر کر ایک مقام بلند پر قرار پکڑا طاؤس چلا گیا مگر یہاں صغر غام جو گالیان سے رہا تھا سب اسکو بچہ سحر نہ گرفتار کر سکا تو غصہ میں آکر شیرنگ خود بیرون حصار آیا صغر غام نے جو اسکو دیکھا غصہ سے خنجر کھینچ کر دوڑا کہ اے نابکار کہاں جاتا ہر اُس نے ہکو آتے دیکھا سحر پڑھا کہ بچہ پیدا ہوا اور عیار مذکور کو اس بچے نے اٹھا کر اندرون حصار پھینک دیا یہ بھی برق کی طرح اسیر زندان سیاہ ہوا کالاجیلانی نصیب مقدر گمراہ ہوا اور شیرنگ نے چاہا کہ میں بھر دخل حصار ہو جاؤں مگر اسکو ہرخ نے بھی ہار تے دیکھا پس فوراً شور نوحہ و گریہ بلند کیا کہ اے شاہ جادو ان واسطہ سامری کامیری خطا معاف فرما میں اپنے جرم پر نادم ہوں میرے بجانب دل صاف فرمائیں شیرنگ اس آواز حزن کو سن کر ٹھہر گیا اور کان لگا کر جو سنا تو بوجہ نظم

صدا کا لون میں شور و غل کی آئی  
صدا سے دل خراش و دل حزن ہے  
کہ اے شاہ طلسمات زمانہ

کہ جیسے کوئی دیتا ہے دو ہائی  
کچھ ایسا نالہ اند و دہکین ہے  
کینز خستہ جان کا سن فسانہ



حقیر و دل حزن و ناتوان ہوں  
 طبیعت میں تری ہے رحم کو سادہ  
 نہیں لگتا کسین میرا ٹھکانا  
 عطا پر تیری مین از بس ہوں نازان  
 شہا کر عفو اس نوڈی کی تقصیر  
 گیا شہرنگ اس دم پاس مہرخ  
 منہ آب اشک حسرت سے ہر دھوئی  
 نہیں جو قابل تو بہ بھی نہ ہمار  
 شہار ش میری کرنا چاہیے ہے  
 نہ دے میرے گنہ کی مجھ کو تعذیر  
 ہر آئے گا یہ مطلب ترے دل کا  
 قدم پر گر پڑی اس بھیا کے  
 نہ سمجھا تھا بدی یہ کر رہی ہے  
 اٹھا کر سر کو سینے سے لگائے  
 زمین پر چپت گرا وہ لڑکھڑاکے  
 انگوٹھی منہ میں ظالم کے لگائی  
 عدم کی اُس نے دکھائی اُسے

میں تیری اک کینز نیم جان ہوں  
 کہ ہے تو باد شاہ آسمان جاہ  
 وہ میں مسکین و بیچارے ہوں شاہ  
 خطا و ار و گنہگار و پشیمان  
 تری درگاہ میں ہوں پنہ گیر  
 سنے جب یہ کلام یاں مہرخ  
 کہا تو کون ہے جو یوں ہے روتی  
 کہا مہرخ نے میں ہوں وہ گنہگار  
 مری آیوں سے ڈرنا چاہیے ہے  
 کہ بچنے شاہ والا میری تقصیر  
 کہا شہرنگ نے ہمرہ مرے آ  
 اٹھی یہ سن کے مہرخ اپنی جا سے  
 وہ سمجھا عاجزی یہ کر رہی ہے  
 جھکا وہ تاکہ سر اُسکا اٹھائے  
 پکڑ کر پاؤں دونوں اُس نے کھینچے  
 جگہ سینے پہ اُس ظالم کے پائی  
 جو بھولا سحر وہ مرد و دو گمراہ

پس فوراً اسکو گرتے ہی فریج کر کے دل و جگر اسکا نکالا اور اپنے لشکر کی طرف چلی ادھر شور اسکے منہ کا بلند ہوا  
 اور وہ حصار سیاہ حسین یہ ساحر سحر خوان تھا غائب ہو گیا اور برقی و ضرغام چھوٹ گئے ادھر غوغائے بیرہ  
 سحر شکر حیرت کے ساحر دوڑے اور ملکہ حیرت غل شکر باہر آئی مگر عیار جو رہا ہوئے صورت تو ساحر کی ایسی  
 بنے ہی ہوئے تھے حیرت پاس دوڑ کر آئے اور کہا اے ملکہ فوج کو گتے آ کر شہرنگ کو مارا اور لشکر پر آیا  
 چاہتی ہی ہے سکر قرنائے سحر بھائی اور فوج تیار کرانی گرتے عرصے میں کہ جب تک فوج کمر باندھے ملکہ مہرخ اپنے لشکر میں  
 آئی اور ساحر جو مرچکا تھا بدینہ جہ حصار سحر نے اسکو راستہ دیا کیونکہ زور اُسکے سحر کا مٹ چکا تھا غرض کہ ملکہ مذکور نے  
 آکر دل و جگر ہسکا آگ پر رکھا دھوان اس میں سے مکمل تمام عالم میں پھیلا اور سبکی آنکھوں میں بھی لگا کچھ دیر میں وہ تاریکی دور  
 ہوئی اور آنکھوں میں سبکے روشنی آئی پس جھولے سحر کے سنبھال سنبھا لکریز و سحر اڑے ادھر سے حیرت لشکر لیکر جو  
 چلی پہلے مقام بارگاہ شہرنگ پر آئی یہاں زمانہ سیاہ تھا بیر غل مچائے تھے اندھیاں آئی تھیں آگ پتھر برستے تھے  
 لاش جسکا سینہ سحر طلسم سے پاش پاش میدان میں پڑی تھی اور بہت سے اتولاش سے لپٹے ہوئے تھے حیرت بے نصہ جو



ادھر سے پھری فوج مہر خ آتی تھی حریف سے سامنا ہوا پھر تو اندھیری رات میں بحر کی بھلیاں چلیں اور خرمین جان بہار زان پر گرنے لگیں  
 سودے دوکان دست شجاعت آشفنگاں گیسوے عروس جلاوت نے بجاد و ضہ خون شیرنگ سر اپنے نثار کیے صحرائین گہماے  
 زخم سے سامان بہار کیے کہ نظم

ہمی گفت کا مشب شبے پر بلاست ہزد کوس واز دشت برخاست گمرد زمانے بر انسان بر آ وختند بدان سان بیامد بران رزمگاہ بجوشید یکسر بر بن دشت جنگ	اگر نام گیریم از انجا سزاست ہوا پڑ ز گرد زمین پر زمرہ کہ آتش ز دریا برا نیگختند کہ سیل اندر آید ز کوہ سیاہ چو غرندہ شیر و چو شتر زہ پلنگ
--	--

مہر خ نامور نے وہ داد شجاعت دی کہ مریخ بالائے فلک حیران کا رہتا سرو تن کا ہر گلہ انبار تھارات جو باقی تھی وہ اس  
 ہنگامہ کو دیکھ کر بھاگی کہ ایسا نہوشیرنگ کے دھوکے میں کوئی میرا کام نہ تمام کرے چنانچہ حصار سیاہ ظلمت شب جو گرد عالم  
 کھنچا تھا بر طرف ہوا اور دیدہ ہر مین نور آیا کہ ابیات

چو خورشید بارنگ وینار زرد بجہمہ برفتند از ان رزمگاہ	ستم کردہ بر پردہ لاجور ر کہ از کشتہ بدروے گیتی سیاہ
--	--

یہ دم بحر شکر یان حیرت کے پاؤں میدان سے اٹھنے لگے حیرت نے قبل باز گشت جو ادیا کہ لشکر فرار نہو جائے غرض کہ  
 دونوں لشکر بھر کر پڑاؤ پر آئے مہر خ شادان و فرحان زرنثار کتان بارگاہ میں آئی اور سریر جہان بانی پر جلوہ فرمایا کوئی حیار بھی  
 نذر فتح لیکر حاضر ہوئے خلعت فاخرہ انکو دیا بعشرت نام بیٹھے ساقی و معنی حاضر ہوئے جالب طرب غازی ہوا ادھر حیرت نے اول تو  
 لاش بعد حسرت شیرنگ بد آہنگ کی کٹھانی پھر روتی ہوئی بارگاہ میں آئی اور کل کیفیت نامہ میں تحریر کر کے شاہ طلسم کو  
 بھیجی بادشاہ باغ سیب میں دربار جمع کیے بیٹھا تھا کہ اول نامہ اسکو پچھو بحر نے خداوند لقا کا لاکر دیا اُس نے اس نامہ کو سر پر  
 رکھا اور تعظیم تمام پڑھا وہی مضمون معمولی امین درج تھا کہ لے بندہ غافل تو نے ہماری خبر نہ لی اور مدد ہماری نہ بھیجی حلیہ  
 بہر ادا کسی ساحر نامور کو روانہ کر اسے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مہر خ کے لشکر کا تو یقین ہے کہ  
 شیرنگ فیصلہ کر چکا ہو گا خداوند کی مدد کو ایسے شخص کو بھیجنا چاہیے کہ وہ جا کر وہاں کی کیفیت بخوبی معلوم کرے یہ کہہ کر اُس نے  
 ایک واز دی قہرنگاہ جادو آدیہ صدا دیتے ہی آندھی آئی اور ایک ساحرہ اتر دی ہے پر سوار فلک کی طرف سے اتر  
 کر وہی بادشاہ آئی تسلیم سجالاتی صورت کر رہی ہے اُسکی ابلیس بھی خوف کھاتا جوگی جیپال چیخ مار کر بھاگ جاتا کی  
 سو برس کا سن بکھتی تھی بال سفید دانت ندارد ضعف کے دن رکھتی تھی بادشاہ جادوان نے اس سے خطاب کیا  
 کہ تم خدمت خداوند میں جاؤ اور اتنے دشمنو کچلاک کرو اُسے عرض کیا بہت اچھا بادشاہ نے خلعت رخصت دیا وہ خلعت  
 پہن کر اپنے مقام پر آئی اور سامان روانگی کرنے لگی حال اسکے جانے جانیکا آئندہ لکھا جائیگا اگر اب حال سنئے کہ بعد  
 روانگی اس ساحرہ کے شاہ خوش و خرم بیٹھا تھا کہ نامہ حیرت معنوی بر کیفیت قتل ہونے شیرنگ کے پہونچا اس کو



پہننے ہی وغیرہ باغ کے بارنگلیا اور غصہ سے تادیر کا نپا گیا پھر سحر ٹھہر کر سب ستور کتاب جمشیدی منگائی اور اس میں یہ معلوم کرنا چاہا کہ شہر ننگ پر مہر خ کس طرح غالب آیا اور کیوں کر اُسے سکوراہ عدم دکھائی چنانچہ کتاب مذکور میں سب کیفیت جو اوپر بیان ہوئی تھی دیکھی کتاب کو تو روانہ کر دیا اور سحر ٹھہرا کہ زمین شق ہوئی ایک پتلا پید ہوا اس پتلے سے کہا کہ توجا کر مہر خ سے سرد رہ بار کہنا کہ شہنشاہ نے فرمایا یہ ہم تجھ کو اب گرفتار کر کے ظلمات میں قید کرینگے دیکھیں تو کہ تیرے حمایتی کیوں نہ تجھ کو بچاتے ہیں اور تو بھی بہت ہوشیار رہنا اور سحر تیار کرنا دیکھیں تو کیسی ساحرہ ہو اور کیسا سحر کرتی ہو پتلا حسب ارشاد بادشاہ اڑ کر چلا اور طرفہ احسن میں رگا مہر خ میں آ رہا ہاں سب مصروف عیش عشرت تھے کہ پتلا قریب تخت مہر خ آیا سب نے خیال کیا کہ شاید بران نے بھیجا ہے لیکن پتلے نے باواز بلند کہا کہ شہنشاہ ساحران بادشاہ ظلمات نے ارشاد فرمایا ہر کسے مہر خ ہم تجھ کو گرفتار کر کے ظلمات میں قید کرینگے تو اور حمایتی تیرے ہوشیار رہیں مہر خ نے یہ سنا کہ میری جانب سے کہہ دینا کہ کھڑے کیوں تیری شامتیں آئی ہیں شہنشاہ عیاران ایک وزا کروہ جو تیان لگا لینگے کہ بوسے گبر کا سہ دماغ سے نکلی ایگی اور کیوں گھبراتا ہے فوج شاہ عالم نپا ہو کہ آسمان جاہ کی تیری سرکوبی کو آیا چاہتی ہے پتلا یہ تقریر سنی شکر تو یہ تو بہ کرتا ہوا کہ نسبت شاہ جادوان یہ کلمات ناشائستہ مراجعت کر کے خدمت افراسیاب میں آیا اور عرض پیرا ہوا کہ میں حکم بادشاہ سے اس باغیہ کو مطلع کرا یا اور اسے جو کچھ نسبت ملا زمان عالی کے بیہودہ گوئی کی میں عرض نہیں کر سکتا بادشاہ نے ماصرار اس سے پوچھا تو حرف بحرف جو سنا تھا بیان کیا بادشاہ آگ ہو گیا اور اسی وقت ایک فسون تازہ بڑھا کہ آسمان پر ابرا کر چھاپا اور زمین پر اتر آیا سب نے دیکھا کہ وہ ابرہنیں ایک عقاب تیز چنگال ہو اور سنا بڑا ہے کہ زبان ابر نظر آتھا منقار مثل خنجر جانتان باڑھ دار رکھتا ہے گویا مقراض جامہ ہستی ہر اعتبار رکھتا ہو کہ پنجہ اسکا پنجہ ملک الموت سے کم نہیں دہن کیوں غار عدم نہیں الحق نقطہ

ز جاندر آمد چو کوہ سیاہ	تو گفتی کہ تار یک شہر مردماہ
چو او در ہوارفت گستر وہ پر	نذار د زمین توش و خورشید فر
دو چشمش چو دو چشمہ تابان زخون	ہی آتش آمد ز کامش برون

پھر بر اس عقاب کے ایک زنجیر رکھی تھی اور بیڑیان پروین ملکی نھیں یاد شاہ نے اس عقاب سے حکم دیا کہ اے طاہر طسمی جا کر مہر خ کو پکڑ لا خبردار کوئی روکے تو نہ رکنا اور بیڑیان پنجا کر بیان لانا ذرا رحم اُسکے حال پر نہ کھانا عقاب حسب ارشاد بقہر و عذاب تمام اڑا اور بارگاہ مہر خ عالیجناب میں آیا یہاں جیسے کہ پتلا پیام کہہ گیا تھا ہوشیاری ہو رہی تھی ہر ساحر نارنج و ترنج سحر سنبھالے بیٹھا تھا بلور و بہار وغیرہ سب مادہ مرگ مہیاے قضا تھے کہ یکایک وہ عقاب سحر چاکر بار تانلک کیطرت سے بچ بارگاہ میں اترا ساحر دن نے کہا اچھا شکار شاہ طسم نے ہمارے لیے بھیجا ہے یہ کہہ کر ناریل و رتیر سحر کے مارنے لگے لیکن اس عقاب پر کچھ اثر نہ ہوا اور وہ قریب تخت آیا مہر خ سے کہا چل اٹھ سوار ہو تو قید ہوئی شہنشاہ جادوان نے تجھ کو بلایا مہر خ اُسکے کلام سے ایسی محو ہوئی کہ تخت سے اٹھ کر پشت عقاب پر جا بیٹھی وہ زنجیر جو پشت عقاب پر رکھی تھی کمر میں اُسکے اور بیڑیان جو پروین تھیں پاؤں میں پڑ گئیں اور عقاب سکو اسیر و تسلیم کر کے اڑا تمام بارگاہ و لشکر وغیرہ میں غلغلہ پڑا کہ لیلا اسوقت بھی ہزاروں سحر سامری کیے اور گولے فولادی اور ہارم جون کے اور گچھے پیکانوں اور سوئیوں کے مارے



ہزار ہا حوبے ہرمت سے پڑنے لگے لیکن اس عقاب تک کوئی حریج بھی نہ پہنچا اور اُسکے پرونے شعلے آتش کے ٹکڑے گراؤ اسکے  
 حلقہ زن ہوئے مہر خ دکھائی دینے سے مخفی ہوئی اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک لکڑی کا آسمان پر جاتا ہو ساحر نالان و گریبان آخر  
 پھرے لشکر میں کہرام مچا گیا سردار دن نے حال تباہ کیا عیار دوتے ہوئے دریائے خوزرو ان تک گئے اور لاکھوں فوج کے  
 کہ اس عقاب کو روکین یعنی پرن زخمی کر کے راہ میں ڈالا دانہ وغیرہ ڈال کر بلاناچا ہاگرمکن ہوا جب عقاب ریل کے پار اتر گیا  
 یہ بھی مایوس ہو کر پھر آئے ہر شخص قلم خمچہ سے آب شک حسرت بہا تا تھا اور ندامت دنیا بے ثباتی دہر فدا ہن زبان پر  
 لاتا تھا **نظم**

قضا لبریز اس سانی کے ہیں جام  
 نوید مرگ ہے ہر گفتگو میں  
 تو رکھتا ہے ہمیشہ خوار و مضطر  
 بھلائی کب کسی سے اُس نے کی ہے  
 زبان پر دہم الفاظ افسوس

فلک ہے در پے تکلیف و آرام  
 بجائے ہے سم اُسکے سبب میں  
 ہنساتا ہے کسی کو گر گھڑی بھر  
 بظاہر دوست لیکن مدعی ہے  
 بشکل سخت دشمن سخت مایوس

اس شیون و شین کی خبر طائران بحر نے ملکہ حسرت کو بھی پہنچائی وہ سکر نہایت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ طبل شادمانی پر  
 چوب پڑے اُسکے حکم سے نقارہ شادمانی بجنے لگے جشن شروع ہوا اب ایک طرف ہنگامہ عشرت ہو ایک جانب سانحہ  
 مصیبت ہو طرفہ حکایت ہو غرض کہ بعد جنوع و فرع بسیار عکاسے روزگار نے یہ مشورہ کیا کہ بلور سردار شاہ کو کب  
 یہاں موجود ہو اس سے کہہ کر کسی ایسے ساحر کو ملکہ بران پاس بھیجے جو ایک آن میں پہنچ جائے چنانچہ حسب مشورہ بلور  
 سے سب سے اسد عاکی بلور نے اپنے ساتھیوں میں دو ساحر و نکو تجویز کیا کہ یہ جاکر خیر شاہ کو کب سے کہیں لیکن ہان کی کیفیت  
 سنئے کہ بعد بھیجئے مہر خ کے بران خواجہ کو لیکر پھر اپنے مقام قلعہ ہفت رنگ میں پھر آئی اور چلبہ عشرت ہیا کر کے بھیجی  
 لیکن خواجہ نے لشکر اپنا گرفتار بلا لکھا تھا یہ کب تسلی یاب ہوتا اُسے بقیار ہی ظاہر کی ملکہ مذکور نے بنا بر تسکین خواجہ و ساحر  
 طلب کر کے حکم دیا کہ میرے گلے کا ہار نشانی کیلئے لیاؤ اور راہ طلم سے لشکر خواجہ میں جا کر خیریت جملہ فوج کی رسید لکھو الا  
 ساحر مذکور روانہ ہوئے اور یاد رکھا کہ در طلم سے ٹکڑے لشکر مہر خ میں اُسوقت پہنچے کہ بلور ساحر بھیجا چاہتا تھا چنانچہ  
 انکے پہنچنے سے سبکی مراد برائی اور چلبہ کیفیت گذشتہ یہاں کی زیب قلم کر کے روانہ کی ساحر مراجعت کر کے دوبارہ خدمت  
 بران میں آئے اور نامہ سرداران اسلامیان پیش کیا نامہ پڑھ کر ملکہ نے سر جھکا لیا اور خواجہ عمر و نے مضمون نامہ پر اطلاع  
 پاکے ایک ہمدرد دل پرورد سے بھری اور بقیار ہی کرنے لگا ملکہ نے کہا کہ خواجہ جھکو یہ معلوم نہ تھا کہ افراسیاب ایسی بے عزتی  
 اختیار کر گیا اور لشکر بے سردار پر عقاب طلم بھیج گیا خیر میں اپنے باپ کو اس حال کی اطلاع کرنی ہوں ورنہ کار از دست رفتہ کا  
 معاملہ ہو چکا حمرو لے کھائے ملکہ میں براہ غرور نہیں کہتا ہوں اگر آپ کے کیے کچھ نہ ہو سکے تو مجھ کو آپ ریائے حرکت کے پاس سفر  
 اتروا دیجیے پھر کجا بجاں اُس سخرے افراسیاب کی جو مہر خ کا بال بھی بیکا کر سکے ایسا یاں خود اگر کلیم اور حکم سر نجس  
 اُسکا نہ کاٹا تو نام اپنا نہ پایا میں صرف اسلیئے اپنی خدمت میں آیا تھا کہ لشکر ساحر ان لیا کر اپنے لشکر کو قوت دے گا ورنہ میں



سرکوبی کو اس جیسا کی کچھ کم نہیں ہوں بران نے خواجہ کو ناراض لکھ کر فی الفور عرضی اپنے باپ کو لکھی کہ میں سب جال مہرخ کا درج کیا  
اور زردہ ہونا خواجہ کا بھی لکھا وہ عرضی سحر کے پتلے کو دی کہ وہ لیکر خدمت شاہ کو کپ میں آیا عرضی پیش کی بادشاہ عرضی  
پڑھ کر ہنسنا اور پیشانی عرضی مذکور مزین بدستخط فرمائی کہ اے فرزند افراسیاب ملکہ مہرخ کو اپنے ظلمات طلمس میں قید کرنا چاہتا  
ہے پھر کوئی کسی کے ظلمات طلمس میں جا نہیں سکتا مگر خواجہ سلامت کو پہنچے مہمان کیا ہی اسوج سے ہم غافل نہیں ہیں کچھ عرصے  
میں تم دیکھتا کہ کیا طور میں آتا ہے وہ عرضی دستخط کر کے پتلے کو دی اور آپ اہل دربار کی نظر سے غائب ہو گیا ادھر پتلے  
نے آکر عرضی بران کو دی ملکہ نے پڑھ کر خواجہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں بادشاہ کو آپ کا بڑا خیال ہے عمر و اس کلام سے  
خاموش ہو رہا مگر کچھ مزاج شگفتہ ہوا ملکہ نے اسکی خاطر سے ایک پتلا سحر کا طلب کو کے حکم دیا کہ اے پتلے تجھ کو بحیثیت سحر کی  
دیجائیگی تو جا کر ملکہ مہرخ کو اٹھالا اور اگر نہ لاسکے تو خبر لا کر افراسیاب نے اسکی نسبت کیا معاملہ کیا پتلے نے کہا کہ اے ملکہ  
پشت عقاب طلمس پر سے اتار لانا یا اس زنجیر کو کاٹنا جو عقاب کی پشت پر رکھی ہوئی تھی بہت دشوار ہے مگر میں جاتا ہوں جیسا کچھ ہوگا  
کر دنگا یہ کہہ کر روانہ ہوا اور اسوقت آکر پہونچا کہ عقاب ملکہ مہرخ کو لیکر پار دریا سے خوزدان کے اتر گیا تھا پتلا باغ سیب میں  
اس سب سے نہ گیا عرض کیا کہ وہاں شاہ جادوان ہوگا تو چھپ نہ سکیگا جلاد یا جانیگا پس پھر کر بران پاس گیا عرض کیا کہ میں گیا تھا  
میرا کچھ بس نہ چلا پھر آیا ملکہ نے سب جال سنکر قسم کیا کہ خود جائے اسلٹنا میں اس پتلے نے جو عرضی کو کپ پاس لیگیا تھا عرض کیا کہ اے  
ملکہ شاہ کو جب میں نے عرضی دی تھی تو وہ اسپر دستخط کر کے غائب ہو گئے تھے یہ کلہ سنکر ملکہ کو یقین نہ ہوا کہ بادشاہ خود نفس نفیس  
برائے رہائی ملکہ مقیدہ تشریف لیگئے ہیں پس اپنے جانے سے باز رہی اور خواجہ سے یہ راز کہا عمر و کو بھی اطمینان ہوا اور  
نظر بفضل کریم کار ساز کر کے بیٹھا لیکن عقاب مہرخ کو لیے ہوئے باغ سیب میں آیا شاہ طلمس سر پر مملکت پر جلوہ گر تھا ابرق  
وسرما یہ و باغبان و زیران و نشان پس پشت کھڑے تھے اہل دربار ساحران ذی تبار حاضر تھے کہ نگاہ عقاب پر  
سبکی پڑی ہر ایک نے بادشاہ کی تعریف کرنا آغاز کی کہ کیا زبردستی سحر کی حضور نے جتائی ہی واہ داکیا کہتا بادشاہ نے  
خوش ہو کر وزیر سے فرمایا کہ اے باغبان اس مجرمہ کو زنجیر کڑھ کر اتار لے وزیر نے بڑھ کر پشت عقاب پر سے ملکہ مذکور  
کو اتارنا بادشاہ نے سحر پڑھا کراں ان نشین جسم مجرمہ پر لپٹے اور زنجیر اور بیڑیاں جسم سے اتر کر بدستور پشت عقاب پر  
جا کر ٹھہرے عقاب اس طرح کہ جیسے آیا تھا اڑ کر چلا گیا بعد اُسکے جانیکے ساحران نامی مہرخ پر تسلط کیے کہ وہ گرد اُسکے بے  
حفاظت آگئے بعد اسل نظام کے شاہ بعتاب تمام گویا ہوا کہ کیوں اے ملکہ ام مفسدہ دیکھا تو نے اپنی خطا کا بدلہ اب بتا  
کہ کس عذاب الیم سے تجھ کو قتل کروں مہرخ پشت عقاب سے اتر چکی تھی اس وجہ سے ہوش اُسکے درست تھے اُسے جواب دیا  
کہ اسوقت تو میرے سامنے جس طرح جی چاہے لاف و گزاف کرے کہ فلک نے اسیر و تگیا کر اگر تیرے سامنے پہونچایا  
ہے انشا اللہ سردار میرا عمر و نامہ ارٹھجے سے آکر عرض اُسکا لیگا اور اگر قضا میری دیوانگدہ قدر میں تیرے ہی ہاتھ سے  
لکھی ہو تو ناجاری ہی ورنہ میرے قتل پر تو قادر نہ ہوگا او ملکہ ام ذی محسن کش مجھ کو ملکہ ام کہتا ہے حالانکہ ملکہ ام تو آپ ہی کہ  
بادشاہ اصلی اس طلمس کا شاہ لایمین تاجدار جادو تھا تو اسکا ملازم ہوا اور اس بادشاہ کو عین غفلت میں اسیر کر کے آپ  
بادشاہ بن بیٹھا ہم سب اسکی رعایا اگر تجھے لڑتے ہیں تو کیا بیجا کرتے ہیں بدلا اپنے آقا کا لینا باعث ثواب ہے نہ سبب



نکھڑی و عذاب بایک وز تو بھی سامنے شاہزادہ اسد کے بندھا کھڑا ہوگا اسی طرح کہ جیسے تو نے اس بادشاہ بیگناہ کو اسیر کر رکھا ہے افراسیاب ان باتوں سے زبان شعلہ آتش کاپنے لگا اور تلوار پکڑ کر تخت پر سے اٹھا کر اس بد زبان کو مار پٹی الونگا ایسا غصہ تھا کہ اپنے سر و پا کا ہوش نہ تھا تخت سے جو اترنے لگا دامن قبا کا پاؤں کے نیچے آگیا ابھکر گر پڑا اسکان دولت دوڑے جلد تراٹھایا کہا شہنشاہ تامل فرمائیں اس مجرمہ کی گفتگو موجب قول ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ ذل ید بگوہ لایق غصہ کب ہی اور کچھ ضرر رعب و داب شاہی کو اسکے بیان سے نہیں پہونچ سکتا ہے بادشاہ اُنکے سمجھانے سے پھر تخت پر بیٹھا اور کہا ہوجرمہ میں تجھ کو سارے طلسم میں تشہیر کر اگر دریائے نور پر لیجا کر تیر بار ان کراؤنگا اور بڑے عذاب سخت سے ہلاک کرونگا مہر خ نے کہا کہ جو کچھ فرمان قضا جریان حاکم حقیقی کے یہاں سے میرے نام جاری ہو چکا ہے اتنا ہی ہوگا تو کچھ میرا نہ کر سیکے گا بادشاہ کو پھر غصہ آیا اور حالت غضب میں ایک ریل جانب فلک چھالنا ریل ملندی پر جا کر غائب ہو گیا بعد لمحہ کے ایک سیل فولادی لاٹ کی طرح چکر کھاتا ہوا زمین پر اتر اس لاٹ پر ایک ساحر بد شکل و نافر جام و ٹکڑے بیٹھا تھا اس ساحر نے جب سلام کیا بادشاہ نے پیام دیا کہ لیجا اس مجرمہ کو اور لاٹ پر بیٹھا کر تمام طلسم میں پھرا اس لیے کہ تمام عالم اسکو دیکھے اس بہتیت سے اسکو تشہیر کرنا کہ آگے منادی نذر کرتا جائے اور لڑکے شہر و قصبات کے تالیان بجائے ساتھ ہون سامان ذلت و تضحیک کوئی اٹھانہ رکھنا جب سب طرح پھرا چکنا تو گنبد نور پر لیجا نا طلسم کشا کو دکھانا پھر شہر تہرسان کے بیچ پر لیجا تا وہاں سے لشکر اسکے مطیع ہو نکا دکھائی دیتا ہے اس لشکر کو دکھاتا وہ لشکر دہان نہ آسکینگے دیکھینگے اور گفت افسوس ملینگے بعد انکے دکھانیکے دریائے نور پر لیجا نا میں دہان مع ملکہ حیرت و مصور کے آؤنگا اور اس کو تیر بار ان کرونگا ساحر مذکور کہ نام اسکا مسلسل جادو و ہر لاٹ پر سے کودا اور حسب حکم بادشاہ مہر خ کو اٹھا کر لاٹ پر لایا اور شہدہ کو سلام کر کے اشارہ کیا کہ وہ لاٹ پھر اڑی مہر خ نے دسے کہا کہ محبت اہل اسلام میں یہ مذرتیرے لیے معراج کا ہے ثمرہ الفت سو اے رنج و ذلت کے اور کچھ نہیں کیونکہ درخت دلا کو آب جفا سے سینچا ہے اور تخم و فاکوز میں مصیبت آگین پر بویا ہے یہ کستی تھی اور دل سے لعجز و منت تمام مگاہ ملک و اعلام میں استغاثہ کرتی تھی طلسم

بہ بذل گنہ شر مسارم مکن  
زدست کسے من عقوبت برم  
دگر شر مسارم مکن پیش کس

خدا یا بہ عزت کہ خوارم مکن  
مسلط مکن چون منی بر سرم  
مرا شر ساسی ز روئے تو بس

یہ تو سطر بذلت تمام روانہ ہر بیان بادشاہ طلسم نے دو ساحر و نکو حیرت پاس بھیجا کہ جا کر ملکہ سے کہو کہ مع فرسان لشکر و مصور و صورت نگار وغیرہ کے ہمارے پاس آؤ کہ تمھیں عجیب غریب تماشہ دکھائیں یعنی تھامے دشمن کو ہنڈوا کر کے تیر بار ان کرین ساحر ان مذکور روانہ ہوئے اور خدمت حیرت میں آئے پیام شاہ اسکو پہونچا یا وہ تو پہلے ہی سے خوشی کر رہی تھی اس خبر کو سکر ساحر و نکو خلعت دیکر رخصت کیا کہ تم چلو میں آتی ہوں وہ تو چلے گئے اور یہ بارگاہ سے بارگاہ مصور میں آئی اُس نے تعظیم کی اُس نے کہا کہ اے مرشد زادہ برق آپ آج اپنا چلہ موقوف کیجیے آپ کی دعا سے سامری نے یہ دن دکھایا ہے بادشاہ نے چلیے آجکے بلایا ہے یہ ماجرا در پیش آیا ہے مصور بھی حلال سکر رہی ہوا کہ اچھا چلیے ملکہ دہان سے



اپنی بارگاہ کو برائے تیاری سامان رفتن پھری مگر اب حال ندرت اشمال شاہ کو کب سنیے کہ یہ جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا تو اپنے طلسم باطن کے ایک مرحلہ پر آیا کہ وہاں قلعہ بنا تھا اس قلعہ کا مالک دست قدرت جادو وزیر ددم اسکا ہرے اند شاہ معلوم کر کے تعظیم کی بیرون قلعہ آیا بادشاہ کو اگر تسلیم کی بادشاہ نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا میں ایک مقام پر چلتا ہوں تو بھی ہمراہ چلو وہاں تجھ کو اپنی جگہ پر اسلئے نہ بلایا کہ راستہ ادھر ہی سے جانیکہ خیال کیا گیا کہ راہ سے بلا لینگے کیونکہ عجلت بہت منظور وزیر نے عرض کیا کہ فدایت شوم جہاں چاہیے چلیے پس شاہ و وزیر در طلسمات سے نکل کر طلسم ہوشربا میں آئے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ دریائے خوزدان پتھر نچا ہوتا ہی پس دست ادب باندھ کر عرض کیا کہ ہر چند از شاہان پوچھنا گستاخی ہے لیکن براہ عنایت یہ ذرہ مقید رہی آگاہ کیا جائے کہ شاہ والا جاہ کا کیا ارادہ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سانچہ پیش آیا ہے جب وزیر نے سب حال سنا عرض پیرا ہوا کہ میری عقل ناقص میں یہ آتا ہے کہ ابھی ملازمان عالی کسی کے طلسم باطن میں نہ تشریف لیجائیں کیونکہ دریا اترتے ہی لڑائی آغاز ہو جائیگی مقیدہ تک پہنچنا دشوار ہو جائیگا اس سے مناسب ہے کہ حضور ایک مقام بلند پر تشریف فرما رہیں میں پنجہ بنکر ملکہ حیرت کو اٹھائے لاتا ہوں آپ اپنے یہاں سے لاٹ نکلوا کر اس پر اسکو سوار کیجیے اور لشکر بہار میں بھجوا دیجیے جو صفحہ ملکہ مہرخ کے ساتھ افراسیاب سزا کرے اس سے بڑھ کر حیرت کو یہاں ذلت دجائے شاہ جادوان اگر برسر مقابلہ آئے اسوقت سمجھ لیا جائے بادشاہ نے اسکی رائے صواب ٹیش پر آفرین کی اور دریا کی طرف جانے سے کنار کیا ایک مقام بلند پر آکر ٹھہرا اور وزیر سے فرمایا کہ جا جو کچھ تو نے بیان کیا ہے وہ کر میں تیری مدد کرنی کو یہاں ٹھہرا ہوں ذریعہ آداب بجا لا کر اڑا اور لشکر حیرت پر آکر ٹھہرا حیرت خیمہ مصور سے نکل کر اپنی بارگاہ کی جانب چلی تھی کہ وزیر مذکور پنجہ بنکر جو گرا اسکو اٹھا کر لے آ حیرت سمجھی کہ شاید مجھ کو جانے میں جو عرصہ ہوا ہے افراسیاب پنجہ بھیج کر مجھ کو اٹھوا اسکو آیا ہے پس اس دھوکے میں اُس نے سحر کرنا کیسا ہاتھ پاؤں بھی ہلائے جب پنجہ لیکر اسکو بلند ہوا اور نہایت زور سے اُس نے اسکی کمر کو تھامنا کہ اسکو تکلیف ہوئی اُس نے خیال کیا کہ میرے شوہر کا بھیجا ہوا اپنے اسطرح بآہستگی لیجا تا تھا کہ مجھ کو ذرا بھی معلوم ہوتا تھا کہ کون لیگیا یہ کسطرح مجھ کو لیجا ہے پس اس نے اس پنجہ سے خطاب کیا کہ اے آہستہ لیجیل نہیں جانتا کہ میں ملکہ طلسم ہوں پنجہ بن سے آواز آئی کہ باشا و قحبہ تو قیدی ہے اور قیدی کو لیجاتے ہیں کشان کشان یہ سننا تھا کہ اسکو دہشت طاری ہوئی اور سمجھی کہ یہ پنجہ غیر کا بھیجا ہے پس سحر چڑھنا چاہا پنجہ اسکو لیکر آن واحد میں قندیل فلک ہو گیا آنکھیں اسکی تنوع ہو اسے بند گئیں وزیر اسکو لیے خدمت بادشاہ میں آیا بادشاہ نے سحر چڑھکر اُس پر پھونکا کہ سحر اُس نے فراموش کیا وزیر سے بادشاہ نے حکم دیا کہ میں بے ارالامارہ میں اپنی جاتا ہوں تو اسکو براہ طلسم خدمت ملکہ برال میں لیجا میں وہاں لاٹ بھیجوں گا اور اپنے ظلمات کے ساحر و نکور وانہ کرو چکا کہ وہ اسکو بہار یاس لیجا لینگے مگر تو بھی انکے سلطو رہتا افراسیاب ان ساحر و نکو کہ وہ میرے طلسم کے محافظ مرحلہ ہونگے قتل نہ کر سکیگا لیکن شاید بہار وغیرہ کو دھمکائے تو مجھے انکی اعانت کرنا ہوگی اور یہ ساحرہ ایسی زبردست ہے کہ کسی سے مغلوب نہوتی مگر میں بادشاہ غیر طلسم اور ہمسرا سکے شوہر کا ہوں بدینوہ میرے سحر نے اسکو سحر چھلاد یا ہے اور یہ مہوش ہو وزیر نے حسب حکم بادشاہ اسکو لیکر پرواز کی وہاں ملکہ بران بنا بر تسکین ہی خواجہ بارہ دری میں آئی ہے



اور ایک کمرہ اسکا فکیا ہوا اس کمرے کے اندر آسمان سحر دکھائی دیتا ہر زمین بالکل نہیں ہر بجائے زمین اندھیر نظر آتا ہوا اسنے اس آسمان سحر کی جانب  
کچھ افسون پڑھ کر پھونکا اسمین سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا اور بسان تیر شہاب راز ہو کر اپنی شعاع میں ملک و خواجہ و مخور کو لپیٹ کر  
اس آسمان پر لیگیا وہاں برج مثل ہر درج آسمان بنے تھے ستارے انین جڑے تھے بلند اسقدر تھے کہ تمام دنیا پیش نظر تھی ملک  
وہاں تخت پر بیٹھی اور کہا خواجہ یہاں سے سب حال مہر خ کا نظر آگیا عمرو نے دیکھا تو دقتی باغ سیلاب فراسیاب نظر آتا ہر مگر  
آدی وہاں کے بانٹ بھر کے دکھائی دیتے ہیں یہ بیٹھ کر ہر سمت پیک نگاہ دوڑانے لگا کہ اسکو دست قدرت وزیر حیرت کو  
پنجہ میں دابے نظر آیا از بسکہ یہ پہچانتا تھا اسنے ملک سے کہا کہ لے لے عجب ناشہ ہے کہ ایک عورت کو ایک ساحر پنجہ میں دابے اس  
طرف آتا ہے ملک نے اسکے کہنے سے جو دیکھا وزیر دوم کو پایا کہ یہ تو وزیر عظم ہر شاید میرا متلاشی آیا ہی میں ابجگہ ہوں یہ بہکتا  
پھر گویا یہ کہہ کر ایک ستارے کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی شعاع میں لپیٹ کر وزیر کو رکھ کر لایا وزیر نے آکر ملک کو تسلیم کی اور حیرت کو  
ساننے لاکر والد یا بران نے اسکو نہ پہچانا مگر عمرو نے کہا یہ تو حیرت ہے اس اثنا میں شاہ کو کب بھی اپنے مقام پر آیا اور سحر چڑھا  
کہ پہلے ایک پتلا پیدا ہو کر روئے ہوا اسے سامنے آیا اس سے کہا تو بران پاس جا اور کہنا کہ حیرت کو عمرو کے حوالے  
کر دیتا بھی آسمان سحر پاپا پیام شاہ کہا ملک نے سحر چڑھ کر حیرت کو ایک نجیر سحر میں باندھا اور ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئی عمرو  
نے کہا بی حیرت میرا بھی مجرا قبول ہوا اسنے جو نگاہ اٹھا کر دیکھا بران و عمرو کو بیٹھے پایا ہر حنید کہ غیر کے طلسم میں بیدست و پا تھی مگر پھر  
بھی غصہ طاری ہوا اور ہاتھ اٹھا بلند کیا وہ زنجیر سحر میں یہ بندھی تھی ٹوٹ گئی اگر آسمان سحر پر نہ بیٹھی ہوتی تو یقین تھا کہ کھل جاتی مگر  
زنجیر ٹوٹتے ہی بران نے اٹھ کر ایک طمانچہ مارا کہ باش او قمیہ تو نہیں جانتی کہ میرے باپ کے تجھ کو پکڑ بلا یا ہر اس عرصے میں پتلا  
جو کو کب نے بھیجا تھا وہ حیرت کے لپٹ گیا اور اسکو پھر خوب مضبوط باندھا زبان میں سوزن دیا پھر آواز آئی کہ لے  
ملکہ اس مالزادی کو اسلیے ہمتے بھیجا ہے کہ اسکو لاٹ پر بٹھاؤ اور یہی حال مہر خ کا افراسیاب نے کیا ہے عمرو نے آواز سنکر  
ملکہ سے پوچھا کہ یہ کسکی صدا ہے اسنے کہا کہ یہ کو کب کی آواز ہے فی الجملہ بیان کو یہ بتا کر ہے مگر شاہ کو کب نے اپنے مقام پر  
پہونچ کر سحر چڑھا اسطرح کہ جیسے افراسیاب کے سامنے سیل بطور لاٹ کے چکر کھاتا ہوا آیا تھا اس کے سامنے بھی یاد دساحر  
اسپر بیٹھے تھے سحر میں ہر سامری تھے ایک کا نام حسین جادو اور دوسرے کو حصار جادو کہتے تھے ان دونوں  
نے جب بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ارشاد کیا کہ لے زندان طلسم نور افشان یہ لاٹ لیکر تم قلعہ مفت رنگ میں بران  
کے پاس جاؤ وہاں حیرت ہے اسکو لاٹ پر بٹھا کر لشکر میں مہر خ کے پہونچاؤ اور تمام طلسم ظاہر ہو شرابا میں بھراؤ کوئی قویہ  
اسکی ذلت و خواری میں اٹھانہ رکھنا اور دست قدرت وزیر کو بھی اپنے ہمراہ لینا ہر حنید کہ تم میرے طلسم کے محافظ زندان  
ہو کوئی تم پر دست درازی نہ کر سکیگا کیونکہ دابہ طلسم ہو اور اسی طرح طلسم ہو شرابا کے وابستگان طلسم پر میں دست درازی  
نہیں کر سکتا ہوں تاہم افراسیاب ساحر شبیل ہی میں بھی تھا رہی خبر رکھو نگا ساحران مذکور حسب حکم شاہ ذی شعور لاٹ لیکر  
روانہ ہوئے بادشاہ نے پتلے ساتھ کر دیے کہ وہ پتلے انکو آسمان سحر پر لائے بران و عمرو وہاں بیٹھے تھے ساحرون نے سلام  
کیا ملکہ مذکور نے مجرم کو حوالہ کیا ساحرون نے باز داسکا پکڑ کر لاٹ پر بٹھایا اور وزیر سطورہ بالا کو ساتھ لیا عمرو نے ایک نامہ نامہ ملکہ پہنار  
لکھ دیا مضمون یہ تھا کہ لے ملکہ تم اپنی بہن کی فالت بچید دیکھ کر آندہ نہ ہو نا خدا گواہ ہے کہ ہم اہل سلام کسی جلیل کو ذلیل کرنا نہیں چاہتے ہیں



بلکہ تم شکر اسلام میں لقا کو ذلت کی کتاب میرے آقا امیر کا اٹھا چکی ہو پس یہ منسبت حیرت تجویز کیا ہوا شاہ کو کپ کا ہر اور میں اس باعث سے راضی ہوا ہوں کہ میرے بادشاہ لشکر کو کہ نیز تمھاری بھی رشتہ میں بزرگ ہیں اور ملکہ محبتیں لباس پوش کی نانی ہیں یعنی ملکہ مہرخ انکے ساتھ بھی افراسیاب خانہ خرابے ہی ذلت رسوائی جائز تھی ہر اور انکی رہائی میں بیان بادشاہ عاجز ہوے جب یہ امر واسطے حیرت کے معین کیا گیا ہر تمھاری تسکین کیلئے یہ چند کلمے میں نے لکھ بھیجے ہیں تم خود عنایت خدا سے دشمن ہو اس ہنگامہ کے سب پہلو اور جوانب سمجھ دو گی یہ نامہ انھیں ساحر و کورد یا کہ ہلکے لشکر میں بھیج دینا ساحر نامہ لیکر مع لاٹ روانہ ہوے اور از بسکہ عجلت منظور تھی تو دوست قدرت براہ طسم کہ حسن او سے آپ تاتھا انکو بھی لیکر چلا اور پتلے سحر کے بڑے سحر کے بنائے ایک ہل زن ڈھنڈھو را پیتا آگے آگے بعد ذلت لشکر مہرخ میں مجرمہ کو پہنچا یا بیان لشکر یونین اس کے انکا غفلت ہو اڑ کے لشکر کے دوڑے ہرمت غل ہوا کہ چلو اک سوانگ یا ہر تماشہ دیکھو اس سانحہ کی خبر ملکہ بہار کو اہلکاروں نے پہنچا اسکو نسبت اپنی بہن کے یہ ذلت لشکر بڑا ہی بوجھ ہو چلا تھی کہ جا کر مانع ہو اور اگر ساحر حیرت کو رہا نہ کریں تو ان سے مقابلہ کروں اسوقت وہ نامہ جو عمر و نے لکھ دیا تھا ایک پتلے نے لاکر اسکو دیا جب یہ معلوم ہوا کہ مہرخ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا ہر وہ رنج جاتا رہا اور سرداروں سے کہا کہ تیار کی کرو حیرت شہیر کرانی جاتی ہے یقین ہے کہ لشکر بیان حیرت بلوہ کریں پس بیان بھی تیار رہے یہ کہ کفر فیر سحر کو دم دیا لشکر میں کمر بندی ہونے لگی وہاں وہ ساحر لاٹ لیے ہوے پہلے سامنے لشکر حیرت کے آئے وہاں بھی غفلت رہا ہوا لشکر کے افسروں نے جو خیموں سے نکلا دیکھا تو عجب باجرا نظر آیا کہ بموجب ایات

بٹھایا ہے حیرت کو یون لاٹ پر دل زن ندا کرتا ہے یون پکار خدا کی ہے خلقت عمل شاہ کا کہ حیرت کا رفعت پہ ہے مرتبا چڑھی بانس پر بیسوا کیا ہے آج دل زن کے پیچھے یہ سامان تھے کیا منہ تھا کالا جھلنگا اڑھا کھڑے لاٹ کے گرد لڑ کے تمام لیے سر پہ جھاڑ و بجائے چنور دھتا ہے دھتا ہی کا اک شور تھا زنیلین کہیں تھیں کہیں تالیان پڑی تھی یہی ہر طرف کو پکار	چڑھے جس طرح بانس پر بازی کر کہ اسے ساحر و دیکھو طرفہ بہار یہ ہے حکم بران ذکیا ہ کا گزون کیسا بانسون ہے رہے بڑھا فرشتوں سے لگا لگا یا ہے آج میا تھے اسباب تضحیک کے اگر نصف منہ سرخ اسکا رنگا بجائے ہوے تالیان شاد کام ہلاتے تھے ساحر اور صر اور ادھر فلک کی برائی سے کیا زور تھا تھاتے کہیں تھے کہیں گالیان کرو جوتیان مجرمہ پر نشان
---	--

یہ ذلت اپنی ملکہ کی دیکھ کر جلاہ افسران لشکر آدہ مرگ میاے قضا ہوے جلدی جلدی کمر بندی ہوئی مسلح ہو کر جانب لاٹ چلے آئے عرصے میں بہار بھی فوج تیار کر کر چلی تھی اسوقت اس شان شوکت سے بعد عظمت پہنچی کہ مقصداے ایسا



<p>لگے بجنے ہر سمت سے کوس دبو ق شجاعت کے دفتر میں ہر ایک فرد پڑا غلغلہ اک طرف کوس کا کہیں طائر سحر اڑ کر چلے سوار اُن پہ سب ساحران حسین پروں کی تھی طاؤسون کے یون ہمار وہ طاؤسون کے داغ یون پر پہ تھے دلاور سبجے تن پہ ہتھیار سب وہ نعرے اڑیں جس سے گردن کے ہوش وہ پلٹن کی آمد رسالوں کی دھوم</p>	<p>ہمارے روانہ ہوے جوق جوق ہر اک ساحرہ تھی ہنر برنبر اڑا اک طرف غول طاؤس کا کہیں اڑ دہے منہ کو کھولے قمر چہرہ و خندہ لب نازنین ہوا پر گلستان ہوا آشکار ستارے کھلے چرخ اختر پہ تھے تھے شیریںستان بوقت غضب نہ ہو رعد میں ایسا پیدا خروش دل سنگ و آہن کو کرتی تھی موم</p>
<p>جب یہ لشکر مقابل فوج حیرت پہنچا پس وہ سب گھبراے کہ اب اس جنگ جہل میں ہم اپنی مالکہ کو رہا نہ کر سکیں گے اپنی اہل کچھ لشکر تو اس عسکر نصرت امر کو روکے اور کچھ لاٹ پر حملہ کرے یہ شورہ کر کے دو گروہ لشکر کے افسروں نے لیے گروہ رت ذریعہ ملکہ ہمارے کہلا بھیجا کہ لشکر لیکر ناحق آئیں کیونکہ ہم کا مہم قتال گرم ہوئی ہے تشریف کرانیکا مجرمہ کے کچھ لطف نہ رہے گا اُس وقت میں کون اسکو دیکھیکا لہذا مناسب ہے کہ آپ فوج ہٹا لیا جائے اور دور سے تماشہ دیکھیے ہم سے یہ لشکر کی اس مجرمہ کو نہیں نہ سکیں گے اور بے بس ہو کر کھانفسوس ملیں گے ہمارے یہ پیام سن کر لشکر پیچھے ہٹا لیا گیا مگر حال اپنی ہیں کا دکھیا رشک حسرت بہاتی تھی جو لوگ کہ دشمن تھے وہ خوف خدا سے روتے تھے اور چشم عبرت سے یہ حال دیکھ کر انفسوس کرتے تھے کہ خداے تعالیٰ اپنے غضب سے بچاے اور کسی جلیل کو ذلیل نہ فرمائے تعز من تشار و تذلل من تشار اسکا فرمان ہر ناطق اس امر پر قرآن ہر غرض کہ ادھر تو سب لڑنے سے باز رہے لشکر یان حیرت طرح دیغا انکا غنیمت سمجھے اور کچھ لوگ پڑاؤ وغیرہ کی حفاظت کو چھوڑ کر اس لاٹ پر حملہ آور ہوے چار سمت سے لاٹ کو گھیر کر نارنج و ترنج مارے لاٹ کے گرد ایک تاریکی نظر آنے لگی اور لاٹ نگاہ سے غائب ہو گئی یہ سب چاہے ہو کر ایک طرف ہوے اور قریب سے لاٹ کے ٹہکنے وہ پھر اسی طرح نظر آنے لگی وہی منادی ندا کرتا تھا اڑ کو نکا غولی خل مچا تا تھا لشکر یون نے جھلا کر پھر حملہ کیا پھر وہی معاملہ ہوا کہ لاٹ نظر نہ آئی اسی طرح کئی بار حملہ کیا مگر کچھ نہ بس چلا اور جب حملہ کر کے یہ علحدہ ہوتے تھے لاٹ ظاہر ہو کر آگے بڑھتی تھی اور مسل در مسل پلٹن اور رسالوں میں لشکر کے پھرتی تھی لشکر تیار ہو کر ہوائی مجرمہ کیلئے آیا تھا اور بھی زیادہ باعث ہنگامہ کا تھا کہ سب خرد و زہر گایکجا جمع تھے اور بائوسانہ پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے اور وہ لاٹ سب لشکر میں پھو کر جانب ریائے خوزدان چلی گئی اس لشکر میں صورت و صورت نگار نہیں ہیں کیونکہ جب پنجہ حیرت کو لیکیا تھا تو یہ بھی باغ سیب میں گئے تھے کہ چل کر رخ کے قتل ہو نیکا تماشہ دیکھیں اکیا صل جب یہ سامنے شاہ جادوان کے پہنچے وہ ان حیرت کو نہ پایا بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکہ عالم ہم سے پہلے تشریف لائی تھیں کہاں میں بادشاہ نے ارشاد کیا کہ میں ملکہ کا انتظار کر رہا ہوں کہ آئیں تو بہر تماشائے مجرمہ جادوان تم کہتے ہو کہ وہ ہم سے پہلے آئیں یہ کیا ماجرا ہوا ان دونوں نے قسم سامری کی</p>	<p>جب یہ لشکر مقابل فوج حیرت پہنچا پس وہ سب گھبراے کہ اب اس جنگ جہل میں ہم اپنی مالکہ کو رہا نہ کر سکیں گے اپنی اہل کچھ لشکر تو اس عسکر نصرت امر کو روکے اور کچھ لاٹ پر حملہ کرے یہ شورہ کر کے دو گروہ لشکر کے افسروں نے لیے گروہ رت ذریعہ ملکہ ہمارے کہلا بھیجا کہ لشکر لیکر ناحق آئیں کیونکہ ہم کا مہم قتال گرم ہوئی ہے تشریف کرانیکا مجرمہ کے کچھ لطف نہ رہے گا اُس وقت میں کون اسکو دیکھیکا لہذا مناسب ہے کہ آپ فوج ہٹا لیا جائے اور دور سے تماشہ دیکھیے ہم سے یہ لشکر کی اس مجرمہ کو نہیں نہ سکیں گے اور بے بس ہو کر کھانفسوس ملیں گے ہمارے یہ پیام سن کر لشکر پیچھے ہٹا لیا گیا مگر حال اپنی ہیں کا دکھیا رشک حسرت بہاتی تھی جو لوگ کہ دشمن تھے وہ خوف خدا سے روتے تھے اور چشم عبرت سے یہ حال دیکھ کر انفسوس کرتے تھے کہ خداے تعالیٰ اپنے غضب سے بچاے اور کسی جلیل کو ذلیل نہ فرمائے تعز من تشار و تذلل من تشار اسکا فرمان ہر ناطق اس امر پر قرآن ہر غرض کہ ادھر تو سب لڑنے سے باز رہے لشکر یان حیرت طرح دیغا انکا غنیمت سمجھے اور کچھ لوگ پڑاؤ وغیرہ کی حفاظت کو چھوڑ کر اس لاٹ پر حملہ آور ہوے چار سمت سے لاٹ کو گھیر کر نارنج و ترنج مارے لاٹ کے گرد ایک تاریکی نظر آنے لگی اور لاٹ نگاہ سے غائب ہو گئی یہ سب چاہے ہو کر ایک طرف ہوے اور قریب سے لاٹ کے ٹہکنے وہ پھر اسی طرح نظر آنے لگی وہی منادی ندا کرتا تھا اڑ کو نکا غولی خل مچا تا تھا لشکر یون نے جھلا کر پھر حملہ کیا پھر وہی معاملہ ہوا کہ لاٹ نظر نہ آئی اسی طرح کئی بار حملہ کیا مگر کچھ نہ بس چلا اور جب حملہ کر کے یہ علحدہ ہوتے تھے لاٹ ظاہر ہو کر آگے بڑھتی تھی اور مسل در مسل پلٹن اور رسالوں میں لشکر کے پھرتی تھی لشکر تیار ہو کر ہوائی مجرمہ کیلئے آیا تھا اور بھی زیادہ باعث ہنگامہ کا تھا کہ سب خرد و زہر گایکجا جمع تھے اور بائوسانہ پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے اور وہ لاٹ سب لشکر میں پھو کر جانب ریائے خوزدان چلی گئی اس لشکر میں صورت و صورت نگار نہیں ہیں کیونکہ جب پنجہ حیرت کو لیکیا تھا تو یہ بھی باغ سیب میں گئے تھے کہ چل کر رخ کے قتل ہو نیکا تماشہ دیکھیں اکیا صل جب یہ سامنے شاہ جادوان کے پہنچے وہ ان حیرت کو نہ پایا بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکہ عالم ہم سے پہلے تشریف لائی تھیں کہاں میں بادشاہ نے ارشاد کیا کہ میں ملکہ کا انتظار کر رہا ہوں کہ آئیں تو بہر تماشائے مجرمہ جادوان تم کہتے ہو کہ وہ ہم سے پہلے آئیں یہ کیا ماجرا ہوا ان دونوں نے قسم سامری کی</p>



لکھا کر نیچے کا لیجانا بیان کیا بادشاہ کو ترود ہوا اور کتاب سامری منگوا کر حال حیرت کا دیکھا اس میں کل جراثیم ہونیکا معلوم کر کے  
 قوط غصبتے بسان برگ بید کا نینے لگا دو غصبتے مانغ کے پار کھلیا کتاب بند کر کے براہ خجالت کسی سے کچھ نہ کہا سحر طہقار  
 وہی لاٹ حیرت مہرچ کو بٹھکرا سحر نیکیا تھا چکر کھاتی ہوئی روئے ہوا سے سامنے آکر اتری برکت طاعت سلام سے جو سحر  
 کہ ملکہ مذکور کو تشہیر کرنے لیکیا تھا اسکے شر سے حافظ حقیقی نے بچایا تھا یعنی وہ انتظار یہ کرتا تھا کہ جب بادشاہ مع ملکہ حیرت  
 تشریف لائیں تو میں اس مجرمہ کو تشہیر کروں ہر چند کہ بادشاہ کہہ چکا تھا کہ میں ریاسے نور پراؤنگا تو اسکو تشہیر کرنا اگر حکم کا کہیں  
 محافظ کے دین ہی بات پیدا کر دی کہ جو وقت بادشاہ آئے ہو وقت میں ذلت مجرمہ کو دو دن مہرچ کا نہ منہ کا لاکھا نہ کوئی سامان  
 ایسا ذلت کا تھا کہ جس طرح بہر حیرت اسباب ذلت مہیا ہو چنا نیچے جب ہ لاٹ سامنے آئی بادشاہ نے محافظ سے کہا کہ دریا  
 خوروان پر پھیل سحر حسب حکم روانہ ہوا بادشاہ نے جلالہاں رہا سے فرمایا کہ خبردار یہاں سے کہیں نہ جانا اور نہ میرے عقب میں آنا  
 اور مصور سے کہا کہ آپ بھی ہمیں تشریف رکھیے میں حاضر ہوتا ہوں وہ بھی وہاں ٹھہرا اور بادشاہ وہاں سے غائب ہو کر  
 قریب ریاسے خوروان آیا بیان لاٹ مہرچ کی لئے سحر حاضر تھا بادشاہ حال حیرت کا دیکھ کر رو دیا اور مہرچ کی لاٹ  
 بزور سحر اپنے ہاتھوں میں لیکر اس پار دریا سے مذکور کے اتر اور قوط غصبتے اس لاٹ کو ایک پہاڑی پر جو متصل دریا  
 تھی بڑے زور سے مارا کہ مہرچ کی ہڈیاں چور چور ہو جائیں لیکن مہرچ کو جیسے ہی مع لاٹ اسے پہاڑی پر ٹکاکو کب بطور  
 مخفی اپنی لاٹ کے ساتھ آیا نیچے بنکر جو گرا زمین تک مہرچ کو نہ پہونچنے دیا روک کر بیچ ہی میں سے لیکیا اور نعرہ کیا منم کو کب و غصبتے  
 لیکن افراسیاب حال حیرت کا دیکھ کر ایسا بیتاب بقرار تھا کہ کچھ اسکے نعرے کا خیال نہ کیا آپ بھی نیچے بنکر جو گرا حیرت کو لاٹ  
 پر سے اٹھا کر بلند ہو گیا اور غیرت کے سبب نعرہ بھی نہیں کیا ہر چند کہ لاٹ طلسم کو کب کی ہر اور اس پر سے مجرم کو کوئی اتار  
 نہیں سکتا کیونکہ زندان طلسم کا دابستہ طلسم ہوتا ہر سواے طلسم کشاکے اور روح طلسمی کے اور کوئی غالب آئے کیا مجال جیسا  
 کہ گنبد نور پر سے اسد کو کو کب نہیں لاسکتا ہر پل افراسیاب قیدی کو طلسمی لاٹ پسے اگر کوئی کہے کہ کیوں لیکیا تو سبب  
 اسکا یہ ہے کہ کو کب نے جب مہرچ کو پایا تو محافظان لاٹ نے از خود طرح دی کہ بدلا ہو گیا لیجانے دیکھو ہمیشہ تشہیر تو کرینگے  
 نہیں اور اس مجرمہ کا ہمزاد دریا سے نیل میں قتل ہونا اسکا ممکن نہیں اگر قید رکھیں تو زوجہ بادشاہ طلسم یا بادشاہ طلسم  
 قید بھی نہیں رہ سکتا ہر پس باج خیالات افراسیاب جب نیچے بنکر گرا تو محافظون نے سحر حیرت پر سے دفع کر دیا اور اختیار قید  
 رکھنے کا اٹھا لیا حاصل مرام جب حیرت و مہرچ کو دونوں بادشاہ لیکر روانہ ہو گئے لشکر بیان حیرت و بہار بھی بھر کر اپنے اپنے  
 مقام پر آئے لکھولی آسودہ ہوئے عیاران اسلام نے اگر ملکہ بہار سے بیان کیا کہ نیچے جو حیرت اور مہرچ کو لے گئے کو کب  
 و افراسیاب تھے بہار نے دونوں کے رہا ہونے سے سجدہ شکر خدا کیا اور مصروف راحت ہوئی ادھر شاہ جادوان نے  
 حیرت کو لا کر باغ سیب میں اتارا مگر علیحدہ ایک بنگلہ میں کراہل دربار اسکا حال تار نہ دیکھیں چنا نیچے وہاں اسکی زبان سے  
 سوزن نکالا منہ دھلایا کپڑے بدو اسے حیرت کو جب ہوش آیا بادشاہ کو اپنے پاس لیکھ کر چنچین مار کر رونے لگی سرانیا زور  
 سے پٹیا اور شور وادیا بلند کیا کہ اے شہنشاہ سحران اب یہ حال ذلت کا پہونچا کہ تیرے ناموس کو لوگ کپڑے لیجاتے ہیں اور  
 بوڑھوں سے بھی بدتر اھکا حال کرتے ہیں کہ منہ کالا کر کے ہنڈواتے ہیں اب میں اس طلسم میں کیسکو اپنا منہ نہ دکھاؤنگی زہر



کھا کر مر جاؤنگی ہے جب میں کسی بی کینز پر خفا ہوئی تو وہ بھی طعنہ دے گی کہ بی بی جس روز سے ہندوئی گئی ہیں غصہ زیادہ تر ہو گیا ہے افسوس جس طلسم کی میں بادشاہت کروں وہیں مجھ کو یہ ذلت ہو رہی میری صورت کچھ کیا کیسی افراسیاب نے کہا اے ملکہ رونا تمھارا جاسے ہر اگر مجھ کو یہ ذلت ہوتی تو چند ان سرج نہ تھا اے ملکہ تمھاری ذلت میرے لیے بڑی رسوائی کا سبب ہے کہ تم عورت ہو اور میری ناموس کہلاتی ہو ناموس کے عصمت بچانیکے لیے انسان کیا کچھ نہیں کرتا ہر اور محتاج دامیر کوئی بغیر نی گویا نہیں کر سکتا ہے یا یان خوش اگر کو گپ کے گھر سے کھسک میں ہرج کو نہ پکڑ لایا اور اسکو بعد نابالیم نہ قتل کیا تو کچھ کام ہی کیا اور ملکہ اب تم چل کر تخت شاہی پر بیٹھو میں ہرج کو پکڑنے جاتا ہوں غرض کہ اُسکے سمجھانے سے سب تعظیم دیکر نکھین سخی کر میں کہ ملکہ کو شرمندگی نہ ہو اور شاہ طلسم نے عزم کیا کہ میں طلسم کو گپ میں جاؤں ادھر بعد رہائی دونوں مجرمہ کی لائیں اپنے اپنے مقام پر گئیں اور افراسیاب ہنوز روانہ ہوا تھا کہ عرضی ہرج نکار کی پیچہ چلا یا بادشاہ نے عرضی لیکر پڑھی لکھا تھا کہ ملازمان شاہی سے نسبت اس کترینہ کے حکم عالی شرف نفاذ پایا تھا کہ جانب کوہ عقیق بہر امداد خداوند باختر جائے چنانچہ یہ عاجزہ خدمت حضور سے واپس آکر سخت بیمار ہو گئی اور جانیسے قاصر رہی اسید کہ میری خطاے عدل حکمی کو براہ عدل و کرم معاف فرمائیں اور نسبت میرے فرزند کے کہ غلام درگاہ شہنشاہ ہر حکم حکم خادمان عالی شان آستان محل سے صادر ہو کہ میرے عوض وہ حاضر جناب خداوند ہو کر کام بندہ ہائے خاکی کا تمام کرے گا تا بہ ماہی بحیرت سامری زیر نگین شاہی رہے یہ عرض نہ پڑھ کر بادشاہ غصہ ناک تو تھا ہی اور زیادہ غضب آلود ہوا اور عرضی پر دستخط کیا کہ عذریہ نظر اثرت سے گزرا اپنے بیٹے کو بھی خدمت خداوند میں روانہ کر اور تو بھی عقب اُسکے بعد تخفیف مرض جلد تر ہر گزائے منزل حکما بدولت ہو درنصورت انحراف و رزی معتب و سنگاہ شاہی ہوگی یہ دستخط کو کے پیچہ کو عرضی کی کہ وہ لیکر روانہ ہوا اگر اب شمعہ حال ہرج خجستہ خصال کا ذکر ہوتا ہر کہ اسکو جو پیچہ میں دیکر شاہ کو گپ لگیا تو اپنے دارالامارہ کے متصل ایک باغ تھا اس میں لایا اور در دھر پڑھ کر جو کچھ شرائط کے سحر کا تھا دفع کیا اور آیت ہائے اپنے دارالامارہ میں آکر سریر جہان بینی پر چلوہ فرما ہوا یہاں جو آنکھ ملکہ مذکور کی کھلی باغ پر بہار میں اپنے تئیں پایا سجدہ شکر باغبان حقیقی داکر کے پیک نگاہ برائے سیر باغ دوڑا یا دیکھا کہ وہ بوستان فرح افزا نہال طلسمی سے نہال ہے عروس گلزار لالہ لونی لال ہر گل ہنستے ہیں درخت باتین کرتے ہیں جانور ان خوش احوال زمرہ سرسبز گراں شمار عاتقانہ پٹھان جھوٹے نسیم عالیہ بزو عنبر نسیم کے دماغ شاہد گلشن بسا ہر خنجہ ایسا اترا یا ہر کہ منہ سے نہیں بولتا ہر کسی بھول کا جو بن بہ از حسن یا رنگہ از ہر کہین خنجہ کا دہن رنگت بان نگار طر حدار ہر نہ چمن کے کذا سے ہزار آب نشان ہر ربط وقار و قزوق کا مجمع ہر سر و صوبہ کو بڑا ناز ہر ایک سے کھنچے اور کشیدہ خاطر و آزاد رہنے کا انداز ہر جوانان چمن اگر تھیں شاہد گلشن کے منہ سے بھول جھڑتے ہیں طلسم

جو پہنے ہیں لباس سبز انجبار	گلے میں خوشنما پھولوں کے ہیں ہار
شگفتہ ہیں عروسان چمن آج	سر ہر شاخ پر خنجہ بناتا ج
عیان ہے شاہد گل سے تجمل	پیائے بھول کے ہیں ساغر گل
لگی ہے لالہ و گل سے وہاں آگ	پڑے گاتے ہیں مرغان چمن راگ



دھوان دھارا برہ سو چھا رہا ہی پڑا ہے شور فصل گل کا اکثر جمن میں ہو رہا ہے رقص طاؤس	پھاڑوں سے زمین پر آ رہا ہی چمکتے ہیں یہ بلب شاخ گل پر خزان ملتی ہے اپنے دست فوس
--	---

سچ بلغ میں جو بارہ درہی نبی آرائش میں عروں شربل نبی تھی ستون اُسکے جواہر نگار تھے پردے درون میں زرتلیکھے  
سینچ آنہر سلے ستائے کے بنے موتیوں کی بیل کی ڈور بیان کلا بتوں کی ٹہنڈے نے مقیش کے ٹکٹے ملکہ موصوفہ نے آکر پردہ اٹھالیا  
ویکھا ایٹن چھ کھٹ مرصع پایوں کا بچھا ہوا ایک جانب سہری پڑی موتیوں کا جال پڑا ہر نشین پر تخت جواہر کا گسترہ ہر زیر تخت  
سند مغرق آراستہ ہر تخت پر بلکہ بران بصد زینت جلوہ فرما ہر گہر تنہا ہر مہر کو دیکھ کر تخت سے اٹھی رسم تعظیم ادا کی اور ہاتھ  
پکڑ کر تخت پر بیٹھا یا پھر باواز بلند کچھ فرمایا کہ گوشہ اسے بارہ درہی سے چند کنیزان قمریہ حاضر ہوئیں اور کشتی خراباب  
کی لیکر جام مے اور خوانی مہر کو دینے لگیں یہ مصروف بادہ خوار ہی ہوئی لیکن وہاں قلعہ ہفت نگ میں بران اعلیٰ آسمان  
سحر سے غم کو اپنے مقام پلائی اور ذکر ملکہ مہر کو رہی ہو کہ ایک پتلا شاہ کو کب کا نامہ لایا ملکہ نے زرنثار کرنا کرنا ملیا  
اور پڑھا سارا حال اس میں مہر کو کے لائیکہ لکھا تھا اور یہ ترقیم تھا کہ تمھاری ہمیشہ کے پاس باغ عیش میں مہر کو غم بلو او اور  
لے فرزند ابی مرتبہ استقبال کر کے ہزاران جاہ و کنت اُسکو بلو اور دعوت کرو پھر رخصت کر دینا یہ مضمون پڑھ کر وہ  
نامہ خواجہ کو دکھلایا غم کو بھی بہت محظوظ ہوا اور پہلے کو رخصت کر کے سامان استقبال و دعوت ملکہ مہر کو میں بران انتظام پڑ  
ہوئی یہ تو مصروف انتظام استقبال و دعوت ہی اور افراسیاب بہر گرفتاری مہر کو اس طلسم میں آیا چاہتا ہر گلاب پہلے  
حال خسران نال لقاے بد خصال دامیر فرخندہ فانی بیان ہوتا ہے

داستان روانہ ہونا سخن گاہ جادو قمر نگاہ کے بیٹے کا بہرہ دلقا اور راہ میں عاشق  
ہو کر زوجہ طائر جادو و ملازم کو کب پر چھین لینا اُسکے محلے کا ساحران ہمراہ  
سواری کا بھاگ کر جانا اور خیر کرنا طائر جادو سے اُسکا فریاد کرنا ملکہ بران سے  
اور بھیجنا ملکہ مذکور کا ایک ساحر زبردست کو واسطے لانے زوجہ طائر کے اور  
اُسی ساحر کے ہاتھ بطور مخفی نامہ بھیجنا شہزادہ ایرج کو جو ان کو اور شہزادہ  
نور الدہر کو نامہ بکھنا مخمور کا بصورت پوشیدہ اور بعد جنگ ناز و جہ طائر کا شوہر  
پاس و بلو انا مہر کو کو استقبال کر کے بران کا اور پکڑ لیجانا جلسہ دعوت سے  
افراسیاب کا اور زبردست تیغ لیجا کر بھجانا کو کب کا جا کر چھڑانا اور قمر نگاہ کا



## شکر امیر سے لڑنا اور ماسے جانا الموقوفہ

تیرے قربان اے مرے ساتی  
جو یہ فقرے بنادے تو نے  
دیدے تلچھٹ ہی میں ترے قربان  
مفت سے دے کے مول جھکولیا  
آخری وقت میں نہ دھوکا دے  
صبح ہوتی ہے دیکھ اے ساتی  
رات پچھلی کا اعتبار ہے کیا  
چوب پڑتی ہے کوس رحلت پر  
نہ وہ ساتی نہ بزم کا جوہن  
دل لگی اب کہاں چمن ہے کہاں  
ہیں کہاں شاہ نگاہی پوش  
بادہ خوار کی کے دن تھے کس تھے  
گوشہ قبر میں وہ سوتے ہیں  
بانچن من ترانیاں ہیں کہاں  
باغ دنیا سے نامراد گئے  
ایسے موے کہ کچھ نہیں ہی خبر  
اب کہاں جشن کی قبادی ہے  
ابرار مانوں کے برستے تھے  
نہ وہ پیر مغان کی عظمت ہی  
نہ وہ رندوں کے چہرے ہیں اب  
ماک ہمیں بادہ خوار باقی ہیں  
آخری ساقیا یہ صحبت ہے  
مفلسون سے نہ ساقیا تو بھاگ  
میکدے کو بنادے بند راہن  
جاہ آئے ہو تم بھی جانے کو

کتنے خم میکدے میں ہن باقی  
کہ لٹھ ہا دے ہر سامنے کے خم  
آگئی ہے ہون پہ مرے جان  
اب کہانی بھی تھوڑی باقی ہے  
ایک خم اور اب پلا دے تجھے  
شب گیسو میں جو سفیدی ہے  
سیج پیری ہے موت کا جلو  
رات بھر کا فقط ہے افسانہ  
نہ وہ شاہ نہ شمع نے گلشن  
وہ کہاں ٹھہرے ہیں بادہ خواروں کے  
سب ہتھر کفن ہوئے روپوش  
اتنی بھی موت نے نہ فرصت دی  
ہم انھیں یاد کر کے روتے ہیں  
پی کے جام اجل کو وہ سردست  
میکدے سے کہاں وہ شاد گئے  
نہیں جمشید ساقیا باقی  
اب کہاں میکدون میں شاہی ہے  
وان قدم رکھتے خوف ہر آتا  
نہ وہ نیت العنب کی حرمت ہے  
منجے رو رہے ہیں گلوں میں  
چاہنے والے تیرے ساتی ہیں  
ہم سے آباد ہے یہ مہینا نہ  
کھیلے ہیں ہمیں لنگوٹی میں بھاگ  
باندھو دے رنگستان کامری  
آخری جام اور اک پی لو

کیا مجھے سب پلا دیے تو نے  
کر دیے ہوش میرے سارے گم  
سج ہے تو نے کرم بہت سا کیا  
دید تیرے کرم کی ساتی ہے  
رات تھوڑی رہی ہے اب باقی  
مکر کی چاندنی یہ پھیلی ہے  
دھیان ہے یہ سحر کی نوبت پر  
صبح کو میکدہ نہ پیا نہ  
اٹھ گئے یار انجمن ہے کہاں  
جگھٹے وہ کہاں ہیں یاروں کے  
پھول کھلنے نہ پائے تھے جنکے  
چھوٹ جاتی جو ہاتھ کی سفیدی  
ان کی اٹھتی جوانیاں ہیں کہاں  
ہو گئے بادہ فنا سے مست  
کنج مرقد میں پاؤں پھیلا کر  
نہ وہ جام حیان نما باقی  
میکدے میں جو رند بستے تھے  
میکدے میں پڑا ہے سناٹا  
نہ بطورے کے قہقہے ہیں اب  
کیسی افسردگی ہے کلیوں میں  
ہم سے رندوں کا دم غنیمت ہے  
دے ہمیں جلد بھر کے پیانا  
اب مٹا دے ہمارا رنج و محن  
لوٹ ہو جائے حبیب سب کا چچی  
یہ فسانہ نشانی ہے باقی



پھر کہاں تم ہو اور کہاں ساقی | از شراب سخن شدہ سرشار | بشنوی این فسانہ از لب یار

سرستان مخانہ بیان و سرشاران بادہ چخار دہتان میکہہ تقریر میں یوں قدم دھرتے ہیں اور شراب سخن پیمانہ تحریر  
داستان میں طرح بھرتے ہیں کہ جب عرفیہ دتھلی شاہ طلسم قمرنگاہ پہونچا خوت عتاب بادشاہ سے سیوقت اپنے بیٹے سحرنگاہ کو  
بارہ ہزار ساحر سے جانب فقار روانہ کیا اور آپ بھی عازم روانگی ہوئی مگر پہلے بیٹا اسکا جو چشم و خدم روانہ ہوا اثر دردمان پر  
سوار تھا طائران سحر پر سوار ہر ساحر غدار تھا بردے ہوا وہ لشکر طر تا سیر کوہ و دشت کرتا قریب کوہ عقیق پہونچا اور ایک  
کوہ پر مقام سبز و خرم دیکھ کر قیام پذیر ہوا کہ کل کوچ کر کے لشکر خداوندین پہونچ جاؤنگا غرض کہ اس مقام پر پھر کر سیر و تماشائے  
گلہائے رنگارنگ کرنے لگا اور تقریباً پہاڑ پر ٹھلتا تھا ناگاہ بردے ہوا عجب تماشائے نظر آیا کہ بہت سے ساحر سرخ سرخ  
پگڑیاں باندھے تلواریں کاندھوں پر رکھے اڑتے جاتے ہیں اُنکے پیچھے چوہاڑے عصائے نفرتی لیے صدائے طر تو بگاتے  
ہیں اور ایک محافہ زین دو عقاب اپنے پر نہر سنبھالے جنکا چٹھکا جواہر دوزی نصب تزیین ایک جانب کو جاتے ہیں محافہ کو کہایا  
کس پیاری پیاریاں گھیرے ہیں لباس تحفہ سے آراستہ زیور جواہر کار سے پیراستہ مچھلیاں طلائی سرو نہر لگائے ہیں محافہ  
میں وہ شعلے حسن سوار ہر کہ جسکے عارض پر نور کی صوپردہ سے ظاہر دیا ہر دو فنی شمع رخسارہ محافہ برج حمل ہر وہ آفتاب  
تابان بے تامل ہر یامعدن میں گہر ہر بلکہ نور کے ہالہ میں فمردہ فانوس میں شمع روشن ہر یاسینہ عشاق میں خیال خسار بار  
پرفں ہر یہ کیفیت جو اُسے دیکھی براہ شیطنت ایسا سحر بڑھکد و سنگی کہ عقابوں کے پراٹنے سے بھلے اور جبٹہ گرنے لگے تو  
زمین پر اتر آئے اُنکے اترنے سے ہمراہیان سواری بھی اترے اسنے قریب محافہ جا کر پردہ اٹھایا قصد کیا ملازمین مانع  
ہوئے چوہاڑا اور سپاہی عصا اور تلوار پکڑ کر آگے بڑھے کہ خبردار ہماری مالک کی جبرستی نکرنا جادہ ادب سے قدم آگے نہ دھرتا اسنے  
کہنا اٹکانہ سنا اور ایکٹا ریل سحر بڑھکد مارا کہ دھوان آہیں سے پیدا ہو کر ہر ایک کی آنکھوں میں لگا اور ہر ایک اندھا ہوا از بسک  
وہ لوگ جلو سی تھے اس حرام زادے سرسنگ سے کیا لڑتے اپنی آنکھوں کو روتے بھلے اور کہتے گئے کہ اُو رہزن راہ عصمت نہ دہے  
ملازم شاہ کو کب طائر جادو کی عزت ہر اپنے میکے سے شوہر کے پاس چلی جاتی تھی جو تونے یہ رہزنی کی دیکھ تو کیا بلا تھے  
سر پہ آتی ہر اور سنا اس کردار کی تیری جان پانی ہر یہ کمزورہ تو چلے گئے اور وہ عقاب جو محافہ اٹھائے تھے وہ بھی ساحرین  
بزدل صورت عقاب کی بنائے تھے منقار واکو کے اُسپر حملہ آور ہوئے اسنے ایکٹا ریج اپنہ بھی مارا کہ وہ عقاب جو سامنے تھا  
اسکے سینے پر پڑا اور پشت سے گزر گیا دوسرا عقاب اپنے بھائی کا یہ حال خراب دیکھ کر روتا ہوا اڑ کر اپنے مالک کی طرف گیا کہاریاں  
سر پہنے لگین کہ اے بجیا یہ تم کسی نے بھی کیا ہر کہ زبردستی پر اے ناموس میں رخنہ پرداز کیجیے اے خوت سامری و لقا کر  
کیا تیری جو رو اور بیہوشی ہر یہ ظلم سنا بھی کہیں ہر اسنے جو ابد یا کہ کو کب ہمارے بادشاہ سے سخت ہو گیا اور عمر و کے ساتھ  
دین بھی اپنا کھویا ہر یہ ظلم کرنا اُسکے ملازموں پر روا ہر یہ کمکران بیچار یوں کو دھمکا یا وہ خوت جان سے خاموش ہو رہیں اور  
اسنے پردہ محافہ کا اٹھایا حسن جگر سوز اس پردہ نشین مشکوے عزت نظر آیا کہ جب کاسود زلف کشور دل میں اندھیر مچا دے  
اور اقلیم جسم خاکی اُسکی تلاش میں برباد ہو جائے چہرہ اسکا آئینہ مہر کو رو برو اپنے اندھا بتاتا خسار آتشیں اسکا خانہ دلین  
آگ لگاتا چشم و ابرو وہ سرسنگ غدار کہ دن و رات بے پنجہ مرگائے ملک جان وایان لوٹنے پر تیار ہر لپٹا زک اس کا



برگ گل کیا عقیقہ میں کو خرماتادہاں تنگ کے سلسلے غنچہ سرستہ مخفی کھاتا کوزہ قند و نبات پانی پانی ہو کر یہ جانی خال  
رخسار جو رہا صبا حسن چمن چور کا تو رہا چشم فتان رسیلی تھی شتاق جسکی روح لیلی تھی چھاتیان اسکی انزل گات سد دل کو فطم

مگر غمگین و سفسطہ تھی وہ گلرو تو گویا وہ لڑی تھی موتہ دن کی جمال روئے شوہر یاد کرتی بھرا آیا حسرتوں سے دل جو اکبار سجد تک ساتھ رہتا تم ہمارے طبیعت نے جو سمجھا یا اشارا مزاج ایمائے دل سے تھا بہکتا	بے تھے روئے رنگین پر جو آسو کہ سہرے کی طرح رخسار پڑی تھی دھن تھی حسرتوں سے گود بھرتی کما جو بن سے لے پایا رے خردار کہ تا کر لین فرشتے بھی نظارے مشکل بید کا نیا جسم سارا سخن تالاب حیا سے آنہ سکتا
---	--

سحر نگاہ اس آفت جان پر ہزار جان سے فریفتہ اور شیدا ہوا اور سحر بڑھ کر اپنے ملازموں کو بلوایا محافہ اٹھوا کر اپنے لشکر  
میں لایا اور اس خیال سے کہ جسکی یہ بی بی ہو وہ ضرور آئینکا جھپٹا لے گا تو یہاں سے خدمت خداوندین اسوقت اس نازنین  
کو بیل خداوند تقدیر کر کے مجھے دلا دینگے شر سے اسکے شوہر کے بچا لینگے یہ سمجھ کر اسوقت کو ج کیا اس سیرتہ نم کو ساتھ لیا  
گہا ریان اور کینہوں اسکے ہمارا چلین یہاں تک کہ قریب شکر تھا پہونچا اپنے آنے سے اہل شکار کو خبردار کیا علامت سحر بختیارک  
وغیرہ دیکھ کر استقبال کو آئے اور بعزت تمام اسکو لینگے شکر خداوند سے مکر اترا بارگاہ نصب ہوئی اس بارگاہ میں زن طائر کو  
رکھا آپ خدمت لقا میں آیا سجدہ کر کے نذر دی خلعت پایا از بسکہ شتاق یار نامہربان تھا تو کچھ دیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ میں آیا اور وقت  
وہ زمانہ بھی آچکا تھا کہ شاہد مکر وہ افلاک محافہ مغرب میں جا کر سوا ہوا تھا اور پردہ شب گرد محافہ عالم ٹپا تھا کہ بمقتضائے ایسا

جبین فرسا ہو بان لے عرض مطلب کہ عکس ماہ مثل حسن جسانان جسے تھی رغبت شہوت پرستی مگر تھی وہ اسیر دام تقدیر عجب سے سر بزاں ہو رہی تھی کہ دیکھا اس نے انسان سیدہ نگاہوں میں لبالب کیفیت مستی	عجب صورت پہ تھا وہ جلوہ شب نگاہ و چشم سے دست و گریبان وہ آیا قرب زن از جوش مستی تمنا اسکی تھی شایان تعذیر رخ اپنا آنسو دے دھو رہی تھی نہایت زشت سپیکر مرد بد خو اشاروں سے عیان شہوت پرستی
--	---

اس صورت پر کدورت کو دیکھا وہ بہت ڈری اور ڈیٹے کو نقاب عارض رشک نہ لبان سحاب بنا یا پھر لبید عجز و منت  
کہا کہ اے شخص اپنے خدائے عظمیٰ کی عصمت کا خیال کرتی مجھے مہلت دے کہ شوہر کو میرے اس ہنگامہ کی خبر ضرور پہونگی اور وہ  
لڑنے آئے گا اگر تو اسکو ہلاک کرے گا تو میں تجھکو قبول کر دوں گی اور جو وہ تجھ پر غالب آئے گا تو میں اپنے گھر جاؤں گی سحر نگاہ نے یہ عندہ اس  
دلدار پیمان شکن کا شکر کہا کہ یہاں خداوند لقا موجود ہیں اُن سے کہہ کر میں تجھکو اپنے لئے جائز کر کے لیتا ہوں اور کسی



خدا سے میں نہیں ڈرتا شوہر تیرا اگر میرے مقابلہ لگتا تو وہ سزا پا گیا اور لے جان جہان میرا تو تیرے عشق میں یہ حال ہو کہ فرود آ گیا تب گذرا  
بوسہ سے ترے لب کے کیا تیر بھی لڑکا تھا یا تو تین پہلے تا ۱۴ اس ناز میں نے خواب دیا کہ اگر تو نے مجھے چند روز کی مہلت دی اور بر دست  
میرے ساتھ کی تو میں خیر مار کر مر جاؤنگی یا میرا چہاؤنگی جب اُس نے یہ مضمون سنا ناچار بارگاہ سے نکل کر خدمت خداوند میں آیا اور  
اپنے درد دل سے بختیا رک کو آگاہ کیا اُس نے صلاح بتائی کہ تم اہل سلام سے مقابلہ کر کے بہت جلد ہلاک کرو تمھاری زبردستی دیکھ کر  
کوئی پھر ارادہ لڑنے کا نہ کریگا اور وہ معشوق بھی رضی ہو جائیگا اس نے کہا اچھا پھر اس وقت قبل جنگ بچے تاکہ کل میں سب اہل سلام  
کو غارت کروں زیادہ اس جنگ میں عرصہ نہ کھینچے بختیا رک نے حسبِ نشانہ اس کے لقا سے عرض کیا اُس گہر نے حکمِ نقارہ حرب بچے  
کا دیا عیار نقار خانہ میں گئے قبل جنگ پر چوب پڑی ساحر و نین نفیر سے بھنکی ہر کاسے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام  
میں آئے رات کے دربار میں سردار جمع تھے کہ ہر کاسے بجز آگاہ پر پٹھر کر بعد زمین ہوسی دعا و ثنا سے بادشاہی زبان پر لائے اور خبر  
عرض کرنے لگے قطعہ

ایسی ہے ترے عہد میں اسلام کی عزت	ہے رشتہ تبسج رگ جان کے برابر
اگر سو ہوں زبان میں مری مثل گل صد برگ	ہو شکر نہ تیرے گل احسان کے برابر

اس وقت جو ساحر غدار آیا ہر اُس نے کچھ صلاح کر کے قبل رزم بجوایا یہ کہ کمر جب ہر کاسے چلے گئے شاہ گردون ہانکا ہ نے بھی حکم  
نواخت قبل سکندر دیا چٹا پنجہ کو سحر بی ادھر بھی گڑا گڑا یاد رہا بار برخواست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آیا ہتھیار مسلح خاؤ  
سے نکلنے لگے بجز آہن جوش زن ہوا آراستہ و پیراستہ ہر ایک صفت شکن ہوا درست سب آہن ہوا یغ و خنجر کی جھنکار تھی خاطر ترک  
قلاک کے پار تھی شمشیر لالی صاعقہ خصال شعلہ بار تھی بجلی تلوار کی جب چمک جاتی تھی چشم ہتاب جھپک جاتی تھی ضیا باری  
شمشیر لگا ابر بکر مطلع صاف ہو نیکی خبر دیتی سپردن کی ہلاکی خون برسنے سے آگاہ کرتی لمو لقمہ

جو ہر تیغ یون چسکتے تھے	نکلے تھے چرخ رزم پر تارے
حلقہائے زرہ کمان پر جوش	تھی شجاعت جو انکی حلقہ بگوش
باتیں آپس میں کر رہے تھے جوان	کل عدو کے لئے ہے نوک سنان
جان لڑائی میں ہم لڑا دین گے	نام رستم کو ہم مٹا دین گے
شور بوق و نفیر و طبل و دھل	کر رہا تھا یہ چار سو سے غل
ہاں دلیر و کی نہ کر حبان	نام گر چاہیے تو مرحبانا

رات بھرتیاری سامان جدال میں بہادران روزگار نے بسر کی آخر ترک شب شاہ خاور کا لوہا مان گیا ساحر ہلیل کو  
سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن آیا رخ پردہ عدم میں چھپا یا کہ ہو حسبِ سیات

کہ جب روئے سحر نور بخشا	ہر اک جانب قریب و دور بخشا
صد لشکر سے پھر آئی گجسر کی	اذان دی ہر موزن نے سحر کی

لشکر ساحران شب بھر سحر خوان رہا محاذ م سحر خیل خیل جانب میدان روان ہوا تھا بھی فیل پر سوار ہو کر وار و دشت قتال ہوا



ہے جسے لگے غول بندھنے لگے مور چون کے بند و بست ہوئے زمین پست بلند کو سید ارد درست کرنے لگے امیر کشور گیر بعد فراغ نماز  
سحر سلیح و کمل ہو کر اشقر پر سوار سو کے در دولت شاہ با توقیر پر آئے بادشاہ فلک جاہ جب برآمد ہوئے مجرا و سلام بہر دروازہ کی طرف  
کا ہو اسامان باد بہاری آگے بڑھا پنجلون نے گھوڑے کو اڑایا کتر کیتون نے کڑ کا سنا یا صبح کا وقت نور کا تڑکا متقیب اسد ملکا  
نقیبون کا پڑھنا نسیم سحری کا فر چلنا ونگو نکا تیر کی طرح کھڑے ہو جانا بہادر و نکو ملین ہوئے شجاعت کا بڑھنا مکر کیونکا طراے  
بھڑنا عجب بہادر دکھاتا بوستان شجاعت پھلا پھولا نظر آتا سبزہ رنگ جو انوکھا بڑھتا سبزہ اسلہا نیکی کیفیت دکھاتا اسی شوکت  
وشان سے بڑی آن ویان سے سواری بادشاہ عالم پناہ کی صحراے کارزار میں پہونچی **نظم**

پوشید شد چشمہ آفتاب	بہ پیکا ہنا سے درخشان چو آب
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ	بتا بد چنان چون ستارہ بمخ
ہمہ یکسر از جاے برخاستند	جہان را بچو شن بیاراستند

جب ارد میدان بند ہوئے صفین جنگیں مہینہ و میسرہ وغیرہ کی ترتیب کے بعد قلب لشکرین تخت شاہ سعد کیانی نثار قائم  
ہوا صفوں لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر امیر کا اشقر ٹھہرا علم اژدر پیکر کا پھر لہر پھلا چالیشی کلون سے اژدر بجان کے  
صدے صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی خوشہ دشت میں مشک و عنبر کی پہلی نقیب لاکاے کو گیت پکاے کہ جنگل میں آج جنگل جو جو  
مرد یا سیری کو مارو پوت پوت مائی کے لعل جیانہ ہار ورن کو دیکھ کے جی بکھل ہی جان لو قوم میں اسکی بل ہی یہ صدا سن کر بہادر چھوے  
سحر نگاہ اژدر اڑا کر حسب فرمان لقائے بد گھر میدان میں آیا آگ تپھر برسا کر بہت کچھ نیرنگی سحر دکھلا کر لاکاے کے بندگان  
مغضوب خداوند متعالے مرگ ٹکڑے ہوئے آب تیغ پی جاؤ اس نہیب کو سکر طول شجر مست پر پری طازم قائم خاوری نے  
دست چپے گینڈ لاپنا کھالا اور شہزادہ قاسم کی طرف بہر اجازت یا بی چلا تھا کہ شہزادہ ہوصون نے اشارہ کیا وہ بہادر سامنے  
تخت بادشاہ کے آیا شاہ عالیجاہ نے حسب استدعا اسکے سپرد فرمایا وہ گینڈ ابولان کر کے مقابل حریف پہونچا اُسے ضربت  
طلب کی اُسے فرمایا کہ یہ کام اہل سلام کا نہیں کہ پیشدستی کریں تو اول حوصا اپنا کمال سے جب خدا تیری ضربت سے ہم کو  
بچا بیگا اُسوقت دیکھ لینا جو کچھ سانچہ گزر جائیگا سحر نگاہ اسکی با تو نیر ہنسا اور سحر اُسے پر سھا کہ ایک بجلی آسمان پر چمک کر اُس  
بہادر پر گری گرا سنے انا جلد گینڈ او ہنسے اڑا یا کہ بجلی زمین میں سا گئی اور یہ بہادر پہلوے ساحر پر گھڑا اور پکارا کہ خبردار  
ہوشیار ہو کہ زمانہ چلن قریب پہونچا یہ کہکر سا طور گر اٹھا اُسکے سرخس پر لگا یا اُسے سا طور کی چمکے بچھکرا اژدر پر سے اپنے  
تین گرایا اس جلدی میں ایسا گھبرا یا کہ سحر یاد نہ آیا بوٹ مار کر سا طور کی زد سے الگ ہوا اژدر پر سا طور بڑا کہ ایک شعلہ اسکے  
جسم سے نکلا اور اڑا لیکہ سحر کا اژدر تھا اس سبب جنگلیا یہ سوار گینڈا بڑھ کر لبان ملک الموت سر پر اس نابکار کے پہونچا اکی اُسے  
گھبرا کر سحر بڑھا کہ زمین میں جسم محسوس کا سامنے لگا لیکن جب تک لڑا زمین میں ملے اس دلاؤ کا سا طور سر پر لڑ گیا کیونکہ سحر میں  
نہونے پایا تھا پس سر اسکا شق ہو گیا مگر وہ ساحر ہی زخم کھا کر سر بھی زمین میں کر لیا اور اپنے صفت لشکر کے قریب ہا کر دکھایا  
دکھا کہ سر اسکا زخمی ہو اور اُسے اسی حالت میں سحر بڑھا کہ اس بہادر کے دست و پایے طاقت ہوئے ایسے پہونچے گینڈے پچھے  
اٹھا لیکیا پھر ساحر کو زہر نیشہ نہ ہوا لشکر اسلام سے سرور جانے لگے لیکن جو گیا اُسے دور ہی سے سحر بڑھکے بھجے پیکر



گرفتار کر لیا اور از بسکہ آپ غمی ہو چکا تھا بعد گرفتار کرنے چند سردار و نکلے طبل بان بجا کر کھڑا شکر و نون اپنے اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوئے بادشاہ اسلام سرداروں کیلئے رنجیدہ رہے اُدھر ساحر زہ خم سر کی تیار داری میں مصروف ہوا چند روز مقابلہ موقوف رہا یہاں تو یہ سانحہ گذرا اسطرن طلسم کو کب منظر جادو کو بعد مدت زود کے آنیکی اسید تھی چشم مشتاق دید تھی گھر خالی از غیر کیا تھا آنکھوں کو روزن در نہایا تھا جام و صراحی چو کی پر قریب پلنگ لگایا تھا پلنگ پر اوجھ بڑا تھا پاشی پڑی تھی شاق مفارقت کی گھڑی تھی کبھی اٹھکر ٹہلنے لگتا تھا از بسکہ نودا ماد تھا خیال قامت رشک شمشاد رکھتا تھا قمری نمط تالہ و فریاد کرتا تھا یا دگل میں بنگ طبل فغان زبا نہر لاتا اور کتا کہ نظم

سبار کباد غم دیتی تھی آواز کھلے گا راز دل میرا کھلے گا یہ بیتابی نہیں جانے کی خالی	مزاج ضبط تھا ہر وقت تاسا ز زمانہ آکے طعنے جھکودے گا مٹا دے گی طبیعت کی بجالی
--	--

اسی اسید و ہم من بیٹھا تھا کہ یکایک وہ عقاب در ساحران ہمراہ سواری زوجہ روتے پٹتے آکر پہنچے اسے گھر آئے پوچھا کس عاے دستو کو تو محمد بن نے کیا کیا ان لوگوں نے جملہ کیفیت ظلم ساحر یعنی سحر نگاہ کی بیان کی وہ بہر مدد لقا جاتا تھا تیری زوجہ کو چھین لیگیا یہ سننا تھا کہ اسکو غشال گیا اور جب ہوش آیا اسی وقت درباری لباس پہنکر قلعہ سہت بنگ میں آیا اپنے باغ میں لکھ بران مع عیار سامان دعوت مہر خ کر رہی ہی کہ محلدار نے حال طائر عرض کیا کہ وہ روتا ہوا آیا ہے اور اسید بار بانی رکھتا ہے ملکہ نے کہا بلا و بموجب حکم طائر حاضر ہوا اور سامنے آئے ہی گھڑی اپنی بے ماری اور پکارا کہ ہانی ہر ملکہ کی میری جان اور آبرو و دونوں برباد گئی ملکہ نے سبب گریہ و فریاد استفسار کیا اسنے کل کیفیت چھین جانے زوجہ کی بیان کی ملکہ نے ارشاد کیا کہ میں ابھی تیری بی بی کو بلوائے دیتی ہوں یہ کہہ کر عروسے کہا کہ آپکی اجازت اگر ہو تو سحر نگاہ کو بھی قتل کر ڈالوں عروسے نے کہا اس سے کیا بہتر ہے نیکی اور پوچھ پوچھ شکر اسلام آئے بچکا لیکن یہ خیال ہی کہ حمزہ کیسی مدد نہیں چاہتا ہو اور جو کوئی ساحر انکی جانب سے لڑنے جاتا ہے تو وہ ناراہض ہوتا ہے بران نے کہا یہ جھگڑا دوسرا ہی ہم خود سحر نگاہ کے مدعی ہیں کہ اسنے ہمارے ملازم کی زوجہ کو چھینا ہے عروسے نے کہا اچھا جو صاحب لڑنے جائیں وہ پکار کر سرسیدان کہہ دیں کہ ہم آپ ہی لڑنے آئے ہیں اس سبب کہ اسنے یہ حرکت کی ہے ہم حمزہ کے طرفدار نہیں ہیں پس بھر حمزہ ناراض ہوگا ملکہ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا عروسے نے کہا تو میں عرصہ خدمت حمزہ میں اپنے حال کا لکھ دوں جو صاحب جائیں لیتے جائیں ملکہ نے کہا اچھے خواجہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عرضی تحریر کی اور امین حملہ کو الف یہاں کے اور طلسم ہوشربا کے مسدسج کیے اور لکھا کہ مجھکو اشتیاق پر کمال آپکی قدسوسی کا ہر دعا فرمائیے طلسم جلد فتح ہو اور میں آپکی خدمت میں حاضر ہوں باقی سب سرداران عالیشان کو سلام و دعا پہونچے اور میری بیوی نے خیریت کہہ دیے گا اور لڑکو کو پوچھ دیکھے گا یہ لکھ کر بران کو دیا کہ بھیج دیکھے ملکہ نے فوراً سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک ساحر سیہ فام مگر نیک نہاد و خوش انجام جھولا اسباب سحری کا گلے میں ڈالے زمین سے بھلا اور ملکہ کو تسلیم کر کے ٹھہرا ملکہ نے خطاب کیا کہ اے آہن تن خوار جادو تم جانب کوہ عقیق جاؤ بارہ ہزار ساحر ہمراہ لڑو ہاں سحر نگاہ نام ایک سحر فرستادہ افراسیاب ناکام بہر مدد لقا آیا ہوا ہے اور اسنے یہ تم پر کیا ہے کہ ہمارے ملازم کی زوجہ کو



چھین لیا ہوسر سچیا کو وصل دار البوار کرنا اہل سلام کو لڑنے نہ دنیا کہنا یہ ہمارا حریف ہر آپکی مدد کو نہیں آئے ہیں بلکہ اسنے  
 یہ تم ڈھائے ہیں سب حال طاہر کی زوجہ کا بیان کرنا اور اس عورت کو بحفاظت یہاں لے آنا یہ حکم حکم شکر ساحر نے چاہا کہ  
 رخصت ہو مجھور نے کہا ایک لاکھ ڈراٹھہر ایسے تو ایک چیز میں بھی دون ملک نے اس ساحر کو روکا اور کہا لاؤ کیا دیتی ہو اسنے کہا کہ  
 ایک بار میں لشکر اسلام میں گئی تھی اور وہاں شہزادہ نور الدہر والا قدر سے ملاقات ہوئی تھی تو اس شہزادہ نے فرمایا تھا کہ طلسم  
 کے خاصہ ان در عطران وغیرہ بہت نایاب ہوتے ہیں و تکلف یہ کہ ایسی چیزیں جو اس کی بصورت طاہر ان بناتے ہیں اور وہ  
 جانور کل کے زور سے باقیں کرتے ہیں پس اس میں سے مجھ کو ایک خاصہ ان بھیج دینا چتا پنچہ حسب فرمائش شہزادہ مذکور ایک ہڈ ہڈ  
 کا جو بظاہر ہڈ ہڈی اور اصل میں خاصہ ان ہی میں نے پیدا کیا ہے اس ساحر کو دیدیجیے کہ شہزادہ موصوف کمدید سے یہ  
 بیان مجھور کا سن کر عمر و سمجھ گیا کہ یہ بقیس دش اپنے سلیمان کو ہڈ ہڈ کے جیلہ سے نامہ بھیجتی ہے کیونکہ عمر و راز عاشقی مجھور و شہزادہ  
 مسطور سے آگاہ ہی ہیں بے اختیار ہنسا اور کہا اے ملکہ جاؤ وہ خاصہ ان لے آؤ مجھور وہاں سے اپنے مکان آرا مگاہ میں کہ جو بران  
 نے جگہ رہنے کو دی ہے آئی اور ایک نامہ بصد شوق شہزادہ کو تحریر کیا سیانہ کی عوض سویدے دل صرف فرمایا خامرہ کے بدلے  
 نوک مرگان سے کام لیا یہ مضمون فراقیہ ہزاران شوقی لکھا۔

## نامہ ملکہ مجھور سرخ چشم بنام شہزادہ نور الدہر والا قدر المولف

اے بلبل باغ دل ربائی سر طلقہ مہوشان عالم مرغوب سمنبران عالم نوبادہ باغ کامرائی غواص محیط آشنائی تیرا رہے حسن تاقیامت اکدم نہیں بفرممن سے اب دوست بھی ہو گئے ہیں دشمن ماقم ہے خوشی کی انجن میں زرگس ہے برنگ چشم حیران سنبل ہے مثال مو پریشان گلشن میں صبا ہوئی ہے برباد ہے سب سے زیادہ بقراری کھانا بھی ہمارا چھٹ گیا ہے	اے قمری سرو آشنائی سردار گروہ مجب سینان محبوب جہان و جان عالم رونق دہ قصر بے ربائی حسن رخ حور خوش ادائی جب سے میں جدا ہوں تجھے طانی میزار ہوئی ہے جان تن سے آہو کی طرح جدا ہوں بن سے ہر گل کو ہے بیکلی چمن میں قمری سے جدا ہوا ہے شمشاد لالہ کا ہے داغ دل نمایان آرام نہیں مجھے کسی دم رہتی ہے تمھاری انتظاری دیران ہے نظرمیں میرے دستی	سرخیل سخنوران عالم شاہدشہ زمردہ سینان گلدستہ گلشن جوانی مقبول جناب کبریا ئی اشدر کھے تجھے سلامت راحت کی نہ کوئی بات جانی نظر دن میں ہے خار سارا گلشن بو گل سے جدا ہے گل چمن سے ہے خار نظر میں سب گلستان ہے قید الم میں سرو آزار بلبل کو نہیں ہے گل کی اب یاد غم سے ہے مرا عجیب عالم سب حسن کا مال لٹ گیا ہے ہوں دیکھنے کو ترے ترستی
--	--	--



جانی میں تجھے کہاں سے پاؤں جانی یہ کمال آرزو ہے مافی ہوئی منتیں بڑھاؤں ہم ایک گھڑی رہیں نہ تم بن یہ حق سے دعا ہے اب ہماری	کس طرح بھلا گئے لگاؤں جس روز میں دیکھوں تیرا چہرہ اللہ کا طاق بھرنے جاؤں پھر وصل کے ہو میں تم سے سامان اسلام طلسم میں ہو جاری دشمن کا جسد ہو پارا پارا	دنیا میں تو میری عیش تو ہے مسجد میں چڑھاؤں جا کے سہرا اب جلد خدا دکھائے وہ دن پھر دل کے نکالیں خوب رمان ڈنکا بجے پھر ترا دو بار
---	---	---

یہ نامہ محبت مثنوی لکھ کر ایک جواہر کا ہڈ ہڈ بزدور سحر بنایا اور امین ایک بیر سحر کا بٹھایا اس بیر سے حکم دیا کہ جب شہزادہ نور الدین شہزادی میں ہڈ ہڈ لیجائے اس وقت یہ نامہ اسکو دینا اور کہنا آپ بھی جواب کر لکھیے تو بطور مخفی اسطرح لکھیے نہیں تو جواب لکھتے کے عوض زبانی پیام کہدجیے یہ حکم سنکر ہوا کی طرح قالب ہڈ ہڈ میں نامہ لیکر سمایا اور اُسے ہڈ ہڈ لاکر بران کو دیا اُسے آہن تن کے حوالہ کیا مگر دلمین محبت شہزادہ ایرج جوش زن ہوئی کچھ سوچکر اس حور سے کہا کہ ملکہ بلور دختر آئینہ دار حاد و مالک طلسم آئینہ شہزادہ ایرج پاس ہی اور وہ میرے ساتھ کی کھیلی ہو اسکو ایک کبوتر جواہر کا میں بتی ہوں تو پہونچا دینا یعنی شہزادہ موصوف کی وہ بی بی ہریم شہزادہ ہی کو دینا وہ دیدینگے یہ کہہ کر آپ بارہ درمی میں عمرو کے پاس سے اٹھ کر گئی اور کبوتر جب بیت سواد دیدہ حل کرم نوشتم نامہ سوئے تو کہ تاہنگام خواندن چشم من افتد بردے تو ایک نامہ محبت آگین شہزادہ ایرج والا تسکین کو لکھا مضمون یہ تھا

## نامہ ملکہ بران شمشیر زن بنام شہزادہ ایرج صفت شکن مولفہ

اے زینت بزم ماہر دیان اے ہر جمال و غیرت ماہ یون بعد سلام شوق ایجان کیون جی ہی چاہیے تھیں تھا غفلت وہ کون سی ہو ایجان کیون دسے بھلا میں کھا کے قسمین اپنا تو یہ حال ہے مری جان کیون مگر تھیں جا کے دیکھ آئین کھیا کیا وہ مزے اٹھاتے ہوں گے مقبول کشاکش صبر آزار جب آتی ہے یاد روے روشن	اے افسر مجمع سینان صدفے ترے میری جان ایجان سنیے یہ قصہ پریشان دل لے کے کیا ہے ہم کو بدنام جو ہم سے ہوے ہو ایسے بختان منہ دیکھے کی ہنسی وہ ساری الفت ہر وقت تمہارا دل کو ہر دھیان رشتک آتا ہے سنکے حال غیار جب پاس تمہارے جاتے ہونگے الفت کا یہی ہے شاید انجام تر ہو تا ہے آنسو دہنے دہن	اے دلبر تزی کمال و ذی جاہ اللہ رہے ترا نگہبان کیا ہے یہی عاشقی کا شیوا اب ہم سے بھلا تمہیں ہر کیا کام الفت کی وہ ساری تم نے رسمین کچھ دل سے نہ تھی ہماری الفت طاقت نہیں پاؤں کیا اٹھائیں ہے جنکو نصیب طفت دیدار اک ہم ہیں فراق میں گرفتار یعنی نہ ہو ایک سخطہ آرام دل اپنا جو ہم سو سکتے ہیں
---	---	--



<p>اس طرح سے غم کو کوستے ہیں مستی سے اُسے رہے اُداسی رخسار کا دن ہو روز ماتم ہو تیر مژدہ سے دلفکاری حسرت سے لبوں کو اپنے چوسے کیا دل پہ گزرتی ہے مری جان ہے تیری سزا یہی کہ تو نے ہے جوش ہوس کی سب یہ تحریر دیتے ہیں عاکین دل سے ہر آن ہے دل سے دعا کہ رب اکبر اور وصل کی شب کو پیائے دھو اس لب کو نہ اور کوئی چوسے مشتاق ہیں اے صنم تمہارے پس کر چکے حال دل کا اظہار جب تک کہ یہ آسمان ہے باقی ہے آرزوے وصال جب تک جب تک ہیں یہ قصے بے تال ابرور ہیں تیرے شیرخو خوار</p>	<p>یارب جو کوئی ہو اس کا دلدار ہو کا کل پر شکن کی پھانسی ابر و کرے کا رتیخ قاتل آنکھوں سے ہو جوے اشک جاری ہم اُسپہ ہنسین کہ اب کہوصاف کیون رخ ہے کہ مکر کھوکھو حیا دل لے کے کیا تھا ہم کو یہ باد لیکن یہ غلط ہے اپنی تقریر ہیں بندہ بے درم تمہارے دکھلا دے تمہارا روئے انور پھر لب سے ہمارے لب ملاؤ اُس خانہ حسن کو نہ ہوسے نشد کبھی تو منہ دکھاؤ لکھتے ہیں دعا میں چند اشعار ہے جب تک ہجو وصل جانان معشوقوں کا ہے خیال جب تک ہو جلوہ فردش حسن تیرا ہر روز ملین نئے گنگار</p>	<p>آزردہ رہے وہ اس سے ہر بار ہو زلفت کی شب اُسے شب غم دل پہلو میں تر پے مثل بسمل بوسوں کی ہوس میں آرزو سے بتلاؤ کچھ عاشقی کے اوصاف مارا تجھے تیری آرزو نے ہو قید الم سے تو نہ آزاد ہم مل سے ہیں تیرے دوست یجان گو تم نہیں پر ہیں ہم تمہارے پھر آ کے گلے ہمارے لپٹو اعجاز عیسوی دکھاؤ کب دیکھیے ہوں کرم تمہارے آؤ مری جان حبلہ آؤ یارب جب تک جہان ہے باقی عاشق کے ہر دل میں درویشان جب تک ہیں جہان میں ببل و گل تجھ پر رہے اک جہان شیدا یارب رہے دوست میرا خوشحال</p>
---	---	--

دوست اُسکے ہوں شاد صنم یا مال

یہ نامہ مثل محمودی قالب کہو ترین بیرٹھا کر رکھا اور کبوتر لاکے حوالہ آہن کیا اور خلعت خواست دیا آہن وہاں سے اپنے مقام پر آیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ منتخب و زکار اپنے ہمراہ لیا بڑے محل و شہم سے جانب کوہ عقیق روانہ ہوا یہ تو ادھر سے روانہ ہو کر گھر تک گاہ جو زخمی ہو کر پھر اٹھا تو پہنچ چھ روز تک اپنی بارگاہ میں رہا زخم کی تیمارداری کیا کیا جب التیام زخم ہوا اپنی بارگاہ سے مکمل خدمت لقائیں آیا اُس گمراہ نے مزاج پرسی کر کے بخاطر تمام بچھایا یہ بچھیکر شہاب پہنچا کیا جب وہ وقت آیا کہ ساحر شہبے بیتخانہ عالم میں داخلہ کیا اور ہلال فلک نڈوت کے لیے کمر بھجوانے ظاہر ہوا کہ ظلم

کہ اتنے میں چھپا ہر جہاں تاب  
سیاہی چھا گئی فصحن جہان میں  
نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب  
بڑھا سودا مزاج آسمان میں

ساحر مذکور نے خداوند سے کہہ کر حکم نواخت مبل رزم دیا عیاروں نے جا کر مبل جمشیدی بجایا ساحر دون میں بغیر فناؤں



کو دم پلا تلمیسان بیکارے خدمت شاہ اسلام میں آئے اور بعد عادتہ کے خبر نقارہ حرب بچنے کی گزارش کی  
 یہاں بھی کوسل سکندر چرسب حکم شاہ نامور چوب پڑی صدائے نقارہ بھر عالم میں موج زن ہوئی ہنگام قلمزم جرات شناور  
 محیط شجاعت دربار سے خیمام میں اپنے مقام راحت و آرام میں آئے بجا بہن میں غوطہ زن ہوئے ارادے دریائے پائ کی  
 طرح بڑھ گئے نامردی کنارہ کیے تھی پاؤں حوصلہ کے گڑھے کشتی جان تہلکہ و طلاطم خوف درجہا میں گرفتار دم سحر سب جانتے تھے  
 کہ بیڑا پار ہو زورق تیغ مسافران بھر فنا کے کھیوے پار اتاری گی موت چلو چلو پکارے گی رات بھرا برکنیہ پروری چھایا بیکار  
 صبح مطلع صاف نظر آئے گا نظم

غرض اُس شب کو دونوں سمت لشکر ارادے تھے کہ سرتن سے اتارین بڑھینگے جب بہادر اپنی صفت سے نظر سے جوش جرأت تھا ہویدا یہی کہتے تھے مردان دلاور	ہوئی تیار بہر جنگ ہر عدو کو ڈانٹ کر میدان میں مارین بہن کی خون کی نہریں ہر طرف سے انگین ڈھنگ سے ہراک کے پیدا سردشمن ہے اور تیغ دو پیکر
--	--

رات بھر ہی شورش بحر فوج میں رہی جب یم بے پایاں ضیا خور موج گیر عالم ہوا اور سفینہ شب دوباکہ نظم

کہ جب شب نے رخ انجام دیکھا برطسے ہر سمت سے دریائے لشکر	ہو اوقت سحر کچھ اور لیکھا جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر
---	--

لشکر اسلام و ساحران جانب میدان مصاف روانہ ہوا بادشاہ اسلام کی تسلیم کو سردار و امیر و دولت پر آئے شاہ  
 آسمان چاہنے برآمد ہو کر ہر ایک کا منہ لپا سرفراز کیا پھر صبد شوکت و بہزاران منزلت حلقہ افسران میں بادگاہ  
 کی جانب چلے گئے بچنے لگے نشان کھل گئے علموں کو جلوے دے کہ بوجہ نظم

علم تھی ہاتھ میں ہراک کے شمشیر کرین فوج عدو کو دم میں تاراج اسی صورت سے جب میدان میں پہونچے	ٹہین لاشوں سے جنگل تھی یہ مد بیر رہے زندہ ہمارا صاحب تاج پرے جہنے لگے سب افسروں کے
---	--

مطرف سے لقا ساحر و بیکار اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوا بعد ترتیب صفوں کا رزار نقبائے بلند مقال  
 نقابت کر کے پٹے صف ساحران سے سحر نگاہ بد خصال زرد راو اکرا گے بڑھا اور لکارا کہ اے بندگان خا طعی خداوند  
 آؤ اور شربت مرگ پیا مطرف سے سرداران اہم رج نوجوان یگان یگان مقابل جا کر ہوئے اُسے بزور سحر ایک بروسط  
 میدان میں ہرے ہوا قائم کیا ہی اور اسل برین بجلی چمکتی ہی جو بہا ورا سکے سامنے جاتا ہی اُس تک پہونچتا بھی نہیں کیا ہے  
 بجلی ٹاپ کر گرتی ہی اور خرمن ہستی کو جلا دیتی ہی چند مبار حربا سطح کام آئے شہزادہ ایرج کو تاب نہ رہی کرہ بن شکر  
 صف لشکر سے نکالا کل علم صفت بیکار کے جلوہ پذیر ہوئے سردار پا پیادہ رکاب سے آکر لپٹے کہ اے آقاے من ہم جاننا ز  
 کسدن کیلئے ہیں شہزادے نے سب کو تسکین دیکر ٹھہرایا اور آپا سامنے تخت بادشاہ عالم پناہ کے آیامرکب سے اتر کر بائیں تخت کو



پھر کھجارت خواہ ہوا بادشاہ نے ہنوز خستہ فرمایا تھا کہ بروے ہوا اصل برق و نیر باندہ فی اور سب دیکھا کہ ایک لشکر از در و سنگ پلنگ  
 و سیر ساحر دنگا سوار بھولیاں ہر ایک کی زرتار زمین پر آ کر آرا اور ایک جانب کشیدہ ہوا افسر لشکر سواری سے آکر خدمت امیر  
 نامور میں آکر تسلیم کیا لایا اور عرضہ عمر و پیش کر کے عرض پیرا ہوا کہ یہ سحر نگاہ ہماری بلکہ بران کا مدعی ہے کہ اسنے انکے ملازم کی زندگی کو  
 پھینا ہے ہم آپ کی مدد کو نہیں آئے ہیں بلکہ ہماری مالک سکی جانب سے کینہ و کج چاہت جنگ بدل دم بھر موقوف کرین ہم اس بیگیا کو سزا  
 دین امیر نے یہ مضمون سنکر تہزادہ امیر ج کو اپنے پاس بلایا سارا ماجرا سنایا اور لڑنے سے منع فرمایا تہزادہ نام بران لشکر  
 خاموش ہو رہا اور صف لشکر میں جا کر داخل ہوا وہ ساحر پھر کر اپنے لشکر میں آیا اور اثر در پر ٹھیکر جانب سحر نگاہ بد گہر چارہ  
 میں جو لکڑا بران تھا اسکے لیے سحر پڑھا کہ آندھی بڑے زور سے آئی اور اسل بر کو آ کر ایک طرف لٹکی یہ سامنے اس زانی  
 کے پہونچا اور پکارا کہ اسے حرامزائے تو طار کی زوجہ کو پھینک کر کہاں بچ گیا اب پی شہوت پرستی کا مزا چکھے گا سحر نگاہ نے جو  
 حریت کو لگا رتے پایا بے اختیار زمین پر گر کر سبر و مان کی صورت بنا اور طمانچہ اٹھا کر آہن تن پر چلا یہ بہادر بھی  
 زمین پر گر کر بصورت ضعیف تیار ہوا اور حریت سے جا بھڑا طمانچہ چلنے لگا ڈکاسنے سے شیر دیکھے جنگل کو گنجے لگانے اور  
 جیتن شیرانہ ہوتین ہمون سے عرش اور اسد چرخ کا دل دھلتا برج اسد میں بہرام فلک چھپتا تا دیر باہم آمیزش سخت رہی ٹرپ بھڑپڑشت  
 رہی سحر نگاہ کا ہم جا بجا سے فکار ہو گیا اور اسنے دیکھا کہ حریت ہم خیمہ قوی جنگال ہو بس بزد سحر جانب فلک ڈا اور وہاں سے برق ہلکرا  
 یہ بہادر فوراً زمین میں سما گیا جب برق سے زمین پر گر کر پھر انسان بنا اور حریت کو ڈھونڈھنے لگا آہن تن زمین سے نکلا اور بھلا  
 اسکے شکم میں در آیا اور مٹھو لو کر باہر نکلیا وہ خون اگلنے لگا آستین پیٹ سے باہر نکل پڑین ٹرپ کر مر گیا شور اسکے منہ کا بلند  
 ہوا ساحران لشکر نے ہوا اپنے افسر کا مرنا دیکھا حیرت ہائے حیرت کھلے اور ہوسے ادھر سے ہمارا بیان آہن تن چلے جگت غلو بآغا  
 ہوئی بھلیونکا چکنا بالونکا گر خبا سیر و نکا فل ساحر سے ساحر کا بھڑنا بے تامل رخ جان از ان اسن امان کا سودا اگر ان ہنگامہ

### قیامت نشان کا سامان کے نظم

ازیشان بکشتند چند ان سوار	کز ان تنگ شد جلے آن کارزار
یکے آتش انداخت اندر جہان	کزین جا بکیوان رسد دود آن
سپہ جنب جنبان شد و بازگشت	ہمی بود تار و زار اندر گزشت

آخر فوج سحر نگاہ جو زو و کشت سے کچی بھاگ کر جانب طلسم روانہ ہوئی لشکر آہن تن قتل کرتا ہوا پڑا کو پڑا نکلا پڑا بارگاہ میں  
 زوجہ طاہر تھی اپنی کنیزوں کو لیکر باہر نکل آئی آہن تن محافہ میں سوار کرایا اور خیمہ وغیرہ جلادیا پھر تقانے چاہا کہ متعرض حال ہو گیا  
 منع کیا کہ آپکے ہونے سے حمزہ آٹریکا علاوہ اسکے ساحر و کی لڑائی آپکے چکے ہیں سارا لشکر برباد ہو جائیگا یہ سنکر اس گہرے بل  
 امان بجوایا اور لشکر چھو امیر بھی مراجعت فرما ہوسے مگر آہن تن کو ساتھ لائے اسکے لیے لشکر میں بارگاہ نصب ہوئی زوجہ طاہر  
 کیلئے خیمہ لگ کر حمت ہوا امیر نے دونوں کو خلعت فاخرہ بھجوا یا اور سامان عودت کیا یہ دونوں خلق صاحبقرانی سے بہت محفوظ رہا  
 امیر حبیب ربار میں بیٹھے بارگاہ حشامی میں بادشاہ نے اس دزد ربار کیا اور آہن تن کو بلوایا کرسی عنایت فرمائی پھر عرضی عمرو کی ہو کر  
 بہت خوش ہوئے اور حال طلسمات میں ساحر سے بھی پوچھا اسنے جملہ حال خواجہ مخمر کے جانیکا اور انکی توقیر عزت کے ہونیکا بیان کیا



جب شاہزادہ نور الدین نے کہ حاضرہ بار تھے سنا کہ محمود ہمارا خواجہ طسم کو کب میں ہر دے تہیہ کیا کہ اس ساحر کو بعد برخواست بار  
اپنی بارگاہ میں بلا کر خیریت اس غنچہ باغ محبوبی کی دریافت کرونگا ادھر ایرج نے پہلی راہ کی غرض کہ تادیر حاضر دربار رہا از بسکہ خست  
و شکستہ دن بھر کے تھے بہر آرام دربار برخواست کر کے شاہ دہلستان ہوئے سردار اپنے مقام پر گئے شاہزادگان مذکور نے  
عیار و نکو بیکر آہن کو بلوایا اسکو خود بھی وہ تحفہ دینا منظور تھا اس سبب پہلے نو بال دہری باگاہ میں آیا شاہزادہ نے مسند پر بٹھایا جام  
شراب پامہر استفسار کیا کہ لکھنؤ کا مزاج اچھا ہے اُس نے عرض کیا خیریت سے ہیں اور آچو بہ خاصہ ان بھیجا ہے یہ اکروہ ہر ہر شکش  
کیا اور وہاں سے یہ عذر کوئے کہ محکو شاہزادہ ایرج پاس جاتا ہی خست ہو اور بارگاہ ایرج میں آیا شاہزادہ مذکور نے بھی بعد تو اضع بیا  
حال مزاج ملکہ بران اتفسار فرمایا اُس نے حال خیریت بیان کوئے وہ کیو تر دیا اور کہ گاہ ملکہ پلور کو دیا کہ وہ آکی بی بی ہیں شاہزادے نے  
وہ کیو تر بہت پسند کیا یہ ساحر تو حلا آیا اور اپنے مقام پر آرام پذیر ہوا وہاں شاہزادہ تہا تو بٹھایا ہی تھا اور کیو تر کو دیکھ رہا تھا کیکلک  
اسکے پیٹ سے برنے آواری کہ لے شاہزادہ ملکہ نے جو نامہ دیا ہے فرمائیے تو میں ٹھہر سناؤں نہیں تو نامہ حاضر ہی یہ لکھو کیو تر نے منقار  
واکی دھوان منھ سے نکلا اور ایک نامہ اس دھوین سے نکلا سامنے گرا شاہزادہ کیو تر کو قاصد یا سمجھ کر فطرت محبوب پر آفرین خوان ہوا  
اور نامہ کوڈا کر کے پڑھا گوہر اشک سپر نثار کرتا اور مضامین عاشقانہ لکھے دیکھ کر بیقرار ہوتا اور سطح شہزادہ نور الدین ہر  
ہر دے کلام ہوئے اور نامہ اسے دیا انھوں نے بھی نامہ آنکھوں سے لگایا اور مضامین پر مطلع ہوئے زار زار ونا شروع کیا آخر  
بصدق المکتوب نصف ملاقات سپر قرار آیا کہ مطلوب لکھو ہی ہو تو انشا اللہ زمانہ ہجرت گذر کر منہ کام صل بھی بیگناہ جواب اس خط  
کا اس شک پر ہی کھینچنا چاہیے کیونکہ وہ ترکیب کرنا چاہیے کہ ملکہ بدنام نہ ہو بطور اخفا جواب پہونچے مگر وہ مدسوزین میں نہ آتی تھی تو گستا  
خا کہ جو جب میت دشوار ایسی کو چہ جاناں کی راہ ہے غنقا تو چھپ باہر کیو تر تباہ ہر ہر شاہزادہ ایرج بھی اسی فکر میں ہیں اور  
کہ ہے میں کہ میت قاصد رسید نامہ رسید و خبر رسید در حیرتم کہ جان بکرا سے کتم نثار غرہ شکہ فکر کر کے یہ بات ذہن سے بیلا  
کی کہ ایک عطر دان بطور ہدیہ کے بھیجنا چاہیے کہ جسکی صورت مثل دل کے ہو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ ہکو لے دلنواز دل سے لگی ہو اور  
مثل اپنے دل کے لے دلدار تھک جانتے ہیں اور یہ بھی امین عایت ہے کہ ہم دل دے چکے ہیں اسکا نمونہ تیرے پاس بھیجے ہیں دل دہی کی سند  
اپنے پاس رکھنا اور ہمیشہ ہماری دجھنی کرنا خلاصہ کلام یہ تجویز کر کے عیار کو طلب کیا اور اسے حکم دیا کہ مثل دل کے ایک عطر دان اہر کا ہمارے طازین  
حکا کوئے رات بھون تیار کرالا خبر داصبح تیلے لکھو وقفہ ہوگا تو حکا کا لڈو لے جائینگے عیار اس وقت جو ہر ساز و نکلے پاس گیا خزانہ  
سے یا قوت ماحر لکھیا وہ انکو دیکر حکم شہزادے سے مطلع کیا وہ تو پابند حکم ہوئے اور شاہزادے نے بموجب میت از خون ل تو تم نزدیک  
دوست نامہ دانی رانت ہر من ہر ک لقیامہ ایک خط محبت خط اہل منہون کا مطلوب کو تر نیم کیا ۔

## جواب نامہ بران شمشیر زن از جانب شاہزادہ ایرج تہمتن

اسے شہنشاہ شہر حسن و جمال سرو آزاد باغ محبوبی وصل تو آج کل بہت ہی حال	ماہ تاملان اور فضل و کمال حق سدا مہربان رہے تم پر پرزبان قلم سے ہے یہ مقال	گل شاداب گلشن خوبی اور نبی کی امان رہے تم پر یاد میں ہم تمھاری رہتے ہیں
---	--	---



اشک چشموں سے جاری رہتے ہیں  
 آجکل اب یہ حال ہے جانی  
 دن بھی کھٹتا ہے آہ وزاری میں  
 دھیان رہتا ہے بس ترا مجھ کو  
 کوئی اندر سے دل کو ملتاہے  
 دل بہت بے قرار رہتا ہے  
 اور محبوب کا کیسا ہے گلا  
 دل میں سو سو طرح کے ہنار مان  
 خوب دل کھول کھول کے ہونچر  
 تم ساد لبر نہ ہونے کا پیدا  
 اپنے عاشق سے تم ہونا ادا  
 عیش و عشرت کا روز بھر آئے  
 آئین بوس و گستاخ کی تین

شرط و تے میں برسے بدلی  
 زندگانی محال ہے جانی  
 رات کو بھی نہیں ہے پڑتا چین  
 نہیں آرام اک ذرا مجھ کو  
 دل ہے مضطرب بغیر جانی کے  
 رات دن انتظار رہتا ہے  
 بجز اتیری یاد میں دن رات  
 یہی آتا ہے دل میں میری جان  
 پر ہے کیا اس میں اپنا بس جانی  
 اور ہم سنا نہ ہوئے گاشیدا  
 اب خدا سے یہی ہے میری دعا  
 پھر خدا تم کو حبلہ دکھلائے  
 عشق صادق میں عینک ہوا اثر

سال بدلا نہ پر ہوا بدلی  
 ہوں گرفتار بے قراری میں  
 ہے گذرتی تڑپ کے ساری دین  
 جان جاتی ہے دم نکلتا ہے  
 مفت جاتے ہیں دن جوانی کے  
 تم نے جانی جو ہے یہ ہم کو لکھا  
 خوش نہیں آئی کوئی محکوبات  
 کہ وہی میرا دل نوا زمے  
 کس طرح سے ہو دست رس جانی  
 تم کو دل بھیجتے ہیں رکھنا پاس  
 کہ ملے جلد تجھ سا ماہ لفتا  
 تھمتے چھپے کی ہوں باتیں  
 جب تک ہیں فلک بہ شمس و قمر

رہے قائم یہ تیرا حسن و جمال | خوش رکھے تجھ کو ایزد متعال

اس نامہ کو لکھ کر اپنے پاس رکھا اور ادھر شہزادہ نور الدین نے ایک زر گسٹ ان جواہر کا منگایا اور آئین بہت پھول جواہر کے  
 بصورت گل زر گسٹ رکھے اور نامہ تحریر کر کے آئین رکھا درگاہ حسن محبوب میں آنکھوں کو چڑھایا اشتیاق دیدار ظاہر کیا مضمون محبت شونہ میٹھا

## جواب نامہ ملکہ مخمور از جانب شہزادہ نور الدین ہر ذی شعور

بہاندار کشور خوبوئی شہر یار اقلیم کوئی۔ سلطان ملک حسن جمال خسرواہ طلعستان شیرین مقال ضیا فروز چہرہ حور و پری۔ نور افزایہ خُشا  
 دلبری محبوبہ باشم۔ بالقیس شیم یوسف جمال زونجا خصال لپٹ کر سونیوالی۔ بچ کی کھونیوالی۔ ہمارے عشق میں بیقرار ہے حسن جمال  
 برقرار رہے۔ بادہ محبت سے سرشار ہے۔ رونق بزم سرور و انبساط بہار گلشن عیش و نشاط۔ نور عیون انتظار سرور دلہا  
 بیقرار۔ عاشقوں کی امید معشوق کا بھیجید۔ سچا ہمارا زندگانی کا سہارا اور نامہ محبت کا کرتا اشارا۔ الفت کی نشانی صورت حلی سمانی  
 نزول ہوا مطلب حصول ہوا جانی تم نے جو ہر ہر کو نامہ دار بنایا واقعی ہجر نے یہ کیا کہ۔ دو ہا

میں دینا لکھتی ہوں رومی لکھا مولا کتھ | اکھڑ دے نہ کوئی چھو اسنو دیکھ پر یو ایچ

ہمارا بھی تمھارے ہجر میں یہ حال ہر کہ زبان قلم سے یہ مقال ہر بیت فدا ہے آن سگ کو باد جان تاوان میں کہ بعد از مرگ  
 در کوے تو آرد استخوان میں + اور لے پیارے کیا اپنا حال لکھیں کہ گیت

جیتے وہ سند رشت پر دیتے موسیٰ نیک بھولن میں | سب کج بہائے کیوتیے سدھ ہوت سے نین کے ہولن میں



دیکھ بچار کچھ نہ بنی بدھنا پر تیج کے مولن میں  
پاتی لکھ سو پٹھانے لکھانے سے دکھ روئے  
پریت بھی اب پھندا پڑو دل چھوٹے بلات کی جھولن میں  
دوہا دھو سا جیور ہے کہ سرے کا ہر جاے سے ہوئے  
اب خدا جلد تر یہ سامان دکھائے مراد خاطر خیرین برائے ہماری ان اشعار کے موافق دعا قبول فرمائے۔ مولف

ساقی ہو صحن باغ ہوا برہیا ہو اور نہھی نہھی بوند و تکی پڑنی پھار ہو کوئل کہو کوئل صدا دے ہر ایک بار اک شیر عاشقون کے کھجے کے پار ہو جز گفتگو سے راز نہ ہو کچھ خیال اور اور عطریں میں بسا ہوا ہر تار تار ہو تھالی ہو ہرم دغل وہان ہو نہ غیر کا چھپاتی ملی ہو چھپاتی سے دل کو قرار ہو	پہلو میں تم ہمارے طر حدار پار ہو جھولا پڑا ہوا ہو کسی شاخ نخل میں پیکا لگا ہو آم کا فصل بہار ہو بنگلا صنوبری پہ چین کے ہو وہ پڑا بائیں کی چھپر چھپاڑ ہو بچتا ستار ہو جو بن وہ ہمہ تمپہ ہو اس وقت نور کا دل خوب کھول کھول کے بوس کنار ہو عاشق تمھارا آٹھ پہر رہتا ہے ملول	ساون کا تو مہینا ہوا دردن ڈھلا ہو اک سمت خوش گلو کوئی گاتا ملار ہو اس وقت بول اٹھے جو سپہا کی کہان فردوس جسکے دیکھنے سے شرمسار ہو منہدی تو دست پامین تھے رچی ہوئی حور و پری بھی رشک سے جہر نثار ہو لب پہ تولب صرے ہوئے ہون ہاتھین ہو اب دیکھیے یہ آرزو کب آشکار ہو
---	---	---

اب نامہ تمام ہر نرس کے پھول بھیجے کا انتظام ہو کہ انکو آنکھیں ہماری سمجھنا اور اپنی انتظاری سمجھنا غرض کہ دونوں شہزادوں نے نامہ تیار کر کے آرام کیا جس وقت کہ قاصد یعنی مرغ زرین ہر مثل مرغ منور نامہ خطوط شعل لیکر جانب شاہد شب جلا اور پیکر منزل نام کر چکا کہ نام یہ خط کا مضمون ہو چکا تھا

فلک پر مہر قاصد بچکے پہونچا  
شکاف مشرق گردن سے اکبار  
ہوا خورشید شکل حرث اظہار

دم حریار ایسج دل لیکر آیا شہزادہ نے نامہ آہن رکھا اور ساحر مذکور کو بلایا خلعت دیکر فرمایا کہ اس کبوتر کو ملکہ بلور نے بہت پسند کر کے ملکہ کو تسلیم کی ہر اور یہ ہدیہ حقیر تم ملکہ بلور کی طرف سے یہ عطر دان اپنی ملکہ کو دینا اور راہ میں اسکو نہ کھولنا ورنہ ملکہ کو سزا ہو کر رنج پہونچا منگی ورنیز میرے بھی رنج کا باعث ہو گا یہ راز بادشاہان ہر اسکا اخفا کرنا و اسرا سے وہ دل لیا اور خدمت راجہ میں آیا یہاں بھی شہزادے نے نرس ان دیکر اسکے کھولنے کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی اور خلعت دیا ساحر مذکور دبانے دربار میں آیا امیر نے خیریت یہاں کی ہر عمر و لکھ دی بادشاہ نے خلعت لیکر خصت فرمایا ساحر مذکور نے لشکر میں آکر نفیر بجائی جملہ ساحر سوار ہوئے اور محافظہ زوجہ طائر کا لیکر بحفاظت تمام چلے یہ تو عجیب و غریب بعد قطع راہ طلمس کو کف بجاہ میں پہونچے آہن نے فوج کو جانب قلعہ خود روانہ فرمایا اور زوجہ طائر کو لیکر خدمت بلکہ بران میں آیا نامہ امیر عمر کو دیا اور دل ملکہ کے سامنے پیش کیا نرس ان مجبور نے پایا بران نے زن طائر کو حوالہ شوہر کیا اور آہن کو خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جانب قلعہ بھیجا آپ علیحدہ جا کر عطر دان کھولا نامہ عاشق پاکر سینے پر رکھا اور پڑھ کر رو دیا اور مجبور کا بھی یہی حال ہوا یہ دنوں یا محبوب میں قیام میں مگر کیفیت فوج محنگاہ سننے کہ لاش اپنے مالک کی اٹھا کر جو سمت طلمس بھاگی اھر سے قہرنگاہ مان اسکی آتی تھی کیونکہ حکم فراسیاس پہلے بیٹے کو بھیجا تھا پھر آپ چلی تھی چنانچہ جب اس نے مردان لشکر کو نالان و گریان دیکھا حال پوچھا معلوم ہوا کہ بیٹا میرا لگا گیا پس آتش رنج سے سینہ کباب ہوا دل بیتاب ہوا جملہ ماجرا اس کے مارے جانے کا دریافت کیا اور رو بہ پٹ کر لاش تو اپنے ملک کی جانب بھجوا دی اور آپ دبان سے خدمت نقابین آئی حسب دستور لشکر اسکا حوزہ ترالوگ سب سے عظیم تمام سامنے لقا کے لئے اسنے سجدہ کیا نرس دی خلعت ملا یہ نکل پڑی تختیار



اُسکے بیٹے کو یاد کر کے رونیلگا کہ افسوس کیا جو ان تھا ہاے ناشاد و پیران مارا گیا ہاے معشوقہ سے ہنسنے بھی نہ پایا ساحرہ اسکے بیان پر زار زار رونی اور کہا ملک جی دیکھو تو میں کیا آفتان سمانو نہ لاتی ہوں یہ لکھو دہانسی اٹھی اور اپنی بارگاہ میں آکر سحر تیار کرنے لگی جب وہ وقت آیا کہ ساحرہ شب رداے سیاہ غم آلودگان کی طرح اوڑھے ظاہر ہوئی اور رنگ خسارہ قمر سفید نظر آیا کہ میت سیاہ پوش آج ہی کیوں شاہد شام کہیں پیدا نہیں تارونکا ہی نام + ساحرہ شام کو خدمت خداوند میں آئی اور طبل جنگ بجنے کی درخواست کی اس مرتبہ حکم دیا کہ بچے طبل رزمی بوجہ حکم کو سحر بنی گڑ گڑا یا خبر دریافت کر کے ہلکاروں نے آنا ساحرہ کا اور طبل جو انا خدمت بادشاہ اسلام میں بیان کیا یہاں بھی طبل بجا دلا اور زمین وہی سامان ہونے لگا جو ہر جنگ کیلئے ہوتا تھا تیرستان ابدار ہونے لگے سیقل خنجر تلوار ہونے لگی ادھر ساحرہ زمین ڈھرو بجا ہوم ہونیلگا لونا چاری کی پکار ہوئی اور اگیار ہوئی مبارزات بھر اسلحہ صاف کیا کیے نعرے شجاعت کے دم جرات کے بھر کیے آخر شیم شیر دلاوران سے کلچہ شب کا دو نیم ہوا اور شعلہ آہ کی صورت آفتاب ل کوہ خاور سے نکلا کہ بوجہ نظم

تو نکلا شہسوار آسمانی  
شعاعون سے مسلح چشم بدور

جو گزری رات کی ساری کہانی  
سراپا جوشن زرین سے پر نور

صبح دم مبارزان جلاوت نشان جانب میدان رداں ہوئے امیر مسجد سے مسلح ہو کر آستان شاہ ذیشان پر آئے شہنشاہ گیتی شاقیب برآمد ہوئے سرداران رستم توان بہر تسلیم جھکے اور قلب لشکر میں تخت شاہ شاہان لیکر چلے جب رداں دشت قتال ہوئے آمادہ جنگ و جدال ہوئے آمد سے دونوں فوجوں کی روئے ہو کر وہ خاک تھا سقون نے پانی چھڑک کر عارض عرض غمناک بنایا بیلداروں نے غار و خاک برابر کیا صفین ملبسین نقیب کی صدا پر فوجیں شورش سے تھم گئیں تھا فیل پر ہوا قلب میں لشکر کے قائم ہوا ساحرہ و نکا پر اچھا قہر نگاہ اجازت حرب لیکر آگے بڑھی اور خدا پرستوں کو پکاری کہ کون تم میں سے ارادہ جنگ کھتا ہے آئے ہم سے سامنے ادھر سے ہلیل جنگ عراقی بادشاہ ملک عراق زمرہ تاجدان سے مرکب پری پیکڑا کر سامنے شاہ ہفت کشور کے آیا پاتھ تخت چوم کر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے سپرد خدا فرمایا یہ بہادر مرکب ہمیں فرما کر و برے ساحرہ بد لکھ گیا اور طالب ضرب ہوا اُسے جھولی سے اپنی ایک چھڑی نکالی کی نکالی و افسون پڑھ کر اُس بہادر پر ماری وہ چھڑی اس لاور کے دامن زرہ پر لگ کر گھوڑے کی لگی کہ گھوڑا تو تھک رہا ہو گیا اور پہلوان ارنجہ اونچا ہونا شروع ہوا اور سب دیکھا کہ ایک سن مشرق سے مغرب تک تہی ہی اور آسمن چھینکے لٹکے بن چنانچہ چھینکوں میں سے ایک چھینکے میں پہلوان جا کر لٹک گیا اور اس ساحرہ نے پھر نہیبی سرداران ملک عراق کے بعد دیکھے جانے لگے اور چھڑی کھاکر لبان باز دیگران چھینکوں میں لٹکنے لگے یہاں تک کہ قریب تیس آدمیوں کے جا کر اسیر بن گئے ساحرہ ہوئے ہوقت لشکر اسلام میں صف بست چپ کے تمام علم جلوہ گری پر آئے سترہ سو جوڑی نفرئی و طلائی نقاران شتری ذیلی پر چوب پڑی شہزادہ قاسم خاوری نے مرکب شہزادہ ہرچہ بن کوہٹ نکالا سردار پیادہ ہو کر رکاب میں چلے شہزادے نے سب کو ٹھہرا کر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت حرب بات کی شاہ نے جام کلام عفریت دیا اور خلعت بیکرخصت فرمایا شہزادہ مرکب ڈاکر سامنے ساحرہ کے آیا اسنے وہی چھڑی نکالی شہزادہ کا مرکب زبیکہ طلسمی تھا پھر کانہوا اور شہزادہ کے پاس تیغہ سحرش ہی اس پر بھی سحر نے اثر نہیں کیا اور اسنے مرکب بڑھاکر تیغہ سحرش ساحرہ پر لگایا وہ قہر اثر در پر سے اٹھ گئی اور اثر در تیغہ سحر کے پڑنے سے جل گیا لیکن ساحرہ نے ایسا سحر بڑھا کہ جہان کالا ہو گیا شہزادے کے اسی اندھیرے میں ہزار ہا تپلا زمین سے نکلا لپٹ گیا اور تیغہ ہاتھ سے چھپٹ گیا اور ساحرہ پنجہ بیکر جو گری انکو بھی ٹھا لیکئی اور چھینکے پر ٹانگٹ یا اور وہ اندھیرا موقوف ہوا



شکر اسلامیان نے شہزادہ کو قید دیکھا پس میر نے چالاک فرمایا کہ سید انکو قرق کر اکی من خود جاؤ گنا اسے تیر کو پر تاب کیا کل علم حلواہ  
گری پر کئے ساحرہ نے معلوم کیا کہ ابھی میر مقابلہ میں آئینگے کیونکہ تختیار کے سبب میں اسلامیان اسکو تیلادیے ہیں پس جب اسے آمد میر  
دیکھی ٹیل باز گشت بجا دیا اور شکر لیکر بھری شکر اسلام بھی مراحتت فرما ہوا اور اپنے مقام پر آکر کھڑا بادشاہ داخل شہستان ہوئے  
کیونکہ وہ دن گذر چکا تھا اور یہ ن بھر کے تھکے تھے کہ صیت شگفتہ دل وہ شہ آ یا محل میں کہ آیا مہر ہی سے حل میں غرض کہ شکر تو  
آرام پذیر ہیں مگر عیار فکر عیاری میں چلے اور شا پور عیار صورت ایک پریزا کی بنا گیسواں شکی کورخ پر نور پر سنوار شام اور ص  
نے صبح بنارس پر سایہ ڈالا پیشانی کے روبرو خیل ماسمانی امیدوستانی میں طاق آنکھیں ہزنی میں مشاق دہن تنگ کے سامنے کوزہ  
قند و نبات پھیکا چہرہ کند رہے آبر و خلاصہ یہ کہ از سر تا پا قد بالا قیامت کا کہ ابیات

لب گل رنگ رشک حسن مرجان	تصدق اسہ تھا لعل بدخشان	قیامت تھا سراپا قند بالا
ہر اک انداز تھا اسکا نرالا	عروسانہ بدن پر اس کے پوشاک	قیص یوسف آگے اس کے صرچاک
مرصع سر سے پاتک زیور نور   سراپا حسن رشک شعلہ طور		

ایک چادر سفید از سر تا پا اوڑھ کر قریب بارگاہ قہر نگاہ آیا اور ساٹا مار کر بارگاہ کا سراپہ بچاؤ کر صحن بارگاہ میں اتر ایسا  
ساحرہ موجود نہ تھی بارگاہ لقمان فتح کا جشن تھا وہاں تاج دیکھنے اور شرابخواری میں مصروف تھی یہاں آسائش جادو نام  
پہ سالار انتظام آسائش و آرام کر رہا تھا اس عورت کو دیکھ کر قریب یا اور مستفسر حال ہوا اس ن نقلی نے کہا کہ مجھ کو شاہ جادو ان  
نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تنہائی میں قہر نگاہ سے میرا پیام کہنا بدین سحاط میں بارگاہ خداوندی میں نہیں گئی پس تم انکو جا کر بلالو  
میں یہاں ٹھہری ہوں پہ سالار اسکی صورت دیکھ کر دیوانہ ہوا اور بلا نہ چلا اور بارگاہ لقمان آکر کا نہیں ساحرہ مذکور کے کہا کہ  
چلیے ایک پریزا طلسم کو افراسیاب نے بھیجا ہے وہ تخلیہ میں کچھ کھسکی اسلئے یہاں نہیں آتی ہوا پکوبلاتی ہے ساحرہ نام شاہ طلسم شکر  
جلد اٹھی کہ اسکی عرضی عتابانہ دستخط ہوئی تھی اور اپنی بارگاہ میں آئی پریزا کی خاطر کر کے بٹھانا چاہا اسنے کہا میں ٹھہر گئی نہیں نامہ لو  
اور جواب داسنے نامہ لیا اور مہر بادشاہ کی دیکھ کر سر پر رکھا آنکھوں سے لگا یا پھر واکر کے پڑھا لکھا تھا کہ ہکو تیرے بیٹے کے مرنیکا  
بہت رنج ہوا اور کتاب ماری دیکھ کر سب حال معلوم کیا از بسکہ سلمان زبردست ہیں تو ہکو خیال ہوا کہ جگو کوئی گزند نہ پہونچے بدتر وہ  
چمنے ایک کتہہ طلسمی اس پریزا کے ہاتھ بھیجی ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ حریت کو ہاندھ لیتی ہے تو اس پری سے ترکیب اسکی اکیلے میں پوچھ لیتا  
اور وقت مقابلہ حریت کو اسی سے ہاندھنا حمزہ مالک اسم اعظم بھی اسمیں بندھ جائیگا کیونکہ یہ کتہہ جادو کی نہیں ہے بانیان طلسم نے اسکو  
بنایا ہے مضمون نامہ کا بڑھ کر خوش ہوئی اور اپنے پہ سالار سے کہا کہ تم باہر جاؤ مجھ کو اس پری سے ایک زکنا ہے پہ سالار باہر جا کر  
کسی پر بیٹھا بارگاہ میں تخلیہ ہوا لیکن بارگاہ لقمان جب پہ سالار ساحرہ کو بلانے گیا تھا تو تختیار رکٹ تھا بعد کچھ دیر کے وہ آیا  
اور ساحرہ کو اسنے پنا یا پوچھا کہ ملکہ کہاں ہیں ساحرہ کے ملازمون نے کہا کہ پہ سالار اس طرح سے بلا لینگے ہیں اسے حال منکر مٹھاپنا  
پیٹا اور پکارا کہ ہاے مارڈا لینگے یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکل کر جانب خمرگاہ ساحرہ دوڑا وہاں ساحرہ نے تخلیہ کر کے پریزا  
سے پوچھا کہ کتہہ مجھ کو دیکھا در ترکیب بتائیے پریزا نے ایک کتہہ نشی نکال کر دی اور کہا اسکا حلقہ اپنی گردن میں ڈال کر اسکا  
میرے ہاتھ میں داور جو ترکیب میں کروں اسکو خیال میں کھو ساحرہ نے حلقہ کتہہ گردن میں ڈال کر اسکا پریزا کو دیا اسنے زور سے



جھکا مارا کہ گزشتہ دن کی ہوئی تم کا فتنہ ہوا اور پھر پھر پھر اتنی اس شان میں بختیار ک بھی رہا بارگاہ پرا گیا سپہ سالار سے اس نے پوچھا کہ ملکہ کہاں میں  
 اس نے بھی حال پر پزاد کا کہا اس نے کہا واسے تم نہت ہلاک ہوئی یہ کہہ کر اندر چلا شاہ پور حباب رکڑ سا حرہ کو بیوش کر چکا تھا قتل کیا ہی جاتا  
 تھا کہ اسکی آواز نہ کر سچا کہ ساحرہ کو قتل نہ کر سکو گے اور ایسا نہ ہو کہ تم پھنس جاؤ یہ بھکر ساحرہ کو پیٹھ پر لا کر سرانچہ چاک کر کے پشت بانگا  
 کی طرف سے بھاگا بختیار ک نذر آیا کسی کو بھی نہ پایا سرانچہ چاک بھکر سپہ سالار کو پکا مارا اسے اندھو جلدی دوڑ دوہ لیکے ساحرہ بھکر  
 بہمت دوڑے اور لیتا لیتا کاغل ہوا شاہ پور رتے عرصہ میں سرسب پاؤں جو رکھ بھاگا صحرا میں نکلا یا اور چھپے ہا جب حردھوٹ  
 کر پھر آئے یہ ساحرہ کو لیکر لشکر میں آیا اور اتفاق سے امیر بہر عبادت خدائے قدیر بارگاہ سلیمانی سے ٹکلا میں خیمہ میں ہوشل صومعہ کے  
 انگڑ ستادہ کر آیا ہر دخل تھے کیونکہ مسجد کے پاس میں نمازی آتے جاتے ہیں پ ذکر خدا چھپ کر فرماتے ہیں چنانچہ شاہ پور راہی خیمہ میں ساحرہ کو لایا  
 اور سامنے امیر کے رکھ دیا آپنے فرمایا کہ اسکو ستون خیمہ سے باندھ کر سوال اسلام کرو عیار نکو را ایسا خوشی میں آیا کہ زبان ساحرہ میں  
 سوزن بھی نہ پایا باندھ کر ہوشیار کر دیا ساحرہ نے جو آنکھ کھولی امیر کو بیٹھے دیکھ کر چپکے چپکے سحر چڑھنے لگی امیر ہر بات فرما ہوے کر لے  
 ملکہ لغت کر ادیان باطلہ کو سامری جمشید وغیرہ سب بندے خدا کے ہیں خدا تعالیٰ وحدہ لا شریک ہی امیر تو غلط و غلط فرماتے تھے  
 اور ساحرہ سحر کر رہی تھی اس غفلت میں اتنی تیر سحر ہوئی کہ امیر کی طبیعت پر غلبہ نسیان ہوا اور بیوشی طاری ہوئی ساحرہ نے بزد سحر  
 کند جلا دی اور اڑ کر بالاسے ہوا گئی پکاری کہ اے مسلمانان خبر لو حمزہ کی کہ میں نے ام عظم بھلا کر کام انکا تمام کیا یہ صدا جس کسی نے سنی  
 دوڑا اور ساحرہ بارگاہ نقاینانی بختیار ک نے بڑی خوشی کی لقا نے کہا کہ اے بندی قدرت ہمارا فضل تیرے شامل حال تھا جو  
 تو نے آئی ہمنے تقدیر تیرے مرگ کی نہیں کی تھی اب تجھ کو کوئی مار نہ سکیگا ساحرہ نے سجدہ شکر اس مرمود خدا کو کیا ہزار بار دہرے کا  
 تصدق ساحرون نے اتروایا یہاں شاہ پور اور دیگر سردار امیر کو بارگاہ سلیمانی میں لائے وہاں بیوشی تو امیر کی جاتی رہی مگر ام عظم  
 یاد نہ آیا ناچار خاموش ہو رہے اور شاہ پور کو بڑی تداست ہوئی کہ تو ناحق ساحرہ کو سامنے آنکے لایا اور غفلت کی کہ سوا اسکی زبان  
 میں نہ پایا پس چکر ساحرہ کو مارا اور جب تک اسکا کام تمام نہ کر لے لشکر میں کیونکہ نہ دکھا یہ تجویز کر کے روانہ ہوا وہاں ساحرہ تادیر بارگاہ  
 خداوندین ٹھہر کر اپنی بارگاہ میں آئی اور بسکو تخت عیاران بارگاہ سے نکال دیا اور زمین پر کھیر کھیر سخت کر کے گرد بارگاہ و بالاسے ہوا اب  
 سحر بند کر کے آرام پذیر ہوئی مگر سپہ سالار اسکا جو بارگاہ سے نکلا اپنے خیمہ کی طرف چلا شاہ پور تو فکر عیاری میں لگا ہوا تھا اور مہر  
 پھر تھا سپہ سالار نہ کورنے اسکو دیکھا از بسکہ دھوکا کھا چکا تھا غیر شخص کو دیکھ کر سمجھے دوڑا عیار نکو را بھاگ کر بہت جلدی غار  
 میں چھپا سپہ سالار ڈھونڈھ کر پھر اٹھا کہ راہ میں اسکو ایک فقیر ملا چار ابرو کا صفایا کیے کشول گدائی تسمہ میں ڈالے جھولی سنبھالے  
 ہر مال چھڑی ہاتھ میں لیے تہمد باندھے صد اگاتا آتا ہے اسنے خیال کیا کہ اتنی رات گئے درویش کا کیا کام ہو آ یا ہی یہی معلوم ہوتا  
 ہے کہ کوئی عیار ہے سمجھ کر کیا کرتے ہاتھ بٹالا لکڑھکا اسکے رکنے سے فقیر بھی فی بھنیر بھی گیا کہ اسنے تجکو عیار جا تا پس یہ جان کر کیا کہ  
 کیوں بچا فقیر کی طرف سے بدگانی یا باہکو تو عیار جانتا ہے اور سوچتا ہے کہ فقیر اتنی رات گئے نہ آ گیا اسے خرمند فقیر کی صوج جسوقت جی  
 چاہا بھلا یا اور آیا بھی ہو تو کچھ تیری خدمت کر گیا نقصان نہ کر گیا اچھا جو تو ناراض ہوتا ہو تو یا با بھلا ہو فقیر حلا یہ کہہ کر پھر اٹھا سپہ سالار  
 نے دل سے کہا یہ بیشک سامری کا پیارا فقیر ہے جسے دلی بات بتادی اسکو منت کر کے روکنا چاہیے پس یہ سمجھ کر دوڑا اور شاہ صاحب  
 کے آگے بڑھا تو افسوس کہ مجھ سے خطا ہوئی اب آپ میرے خیمہ میں چلیے فقیر نے کہا یا با عیار تجھ کو دھوکا دیکھے میں میں تھوڑی خاک اپنی



دھونی پر کی تھک دینے لایا تھا کہ اسکے کھانے سے تو عیار کو پہچان لیگا پس یہ خاک لے اور جا چین کر یہ کمر تھوڑی خاک اسکو دی اُسے وہ پھانکی وہ خاک نری ہوشی ہو اور یہ سپارہ عیار ہو جو فقہر بنا ہوا ہو غرض کہ وہ خاک پھانک کر ہوش ہوا عیار نے زبان میں اسکی سوزن دیا اور باندھ کر اپنے لشکر میں لا کر قید کیا اور آپ اسکی اسی صورت بنکر لشکر ساحران میں گیا بقیہ شب بستر پہ سالار پر ہار ہر کی جب وہ وقت آیا کہ عیار روزگار نے صورت اپنی بدلی اور یہ چہرگی سے رخ اپنا نورانی بنایا کہ ابیات

استارون پر بلالانی سپیدی	رخ افلاک پر آلی سپیدی
چلا مشرق سے جب خیاط افلاک	ہوا جیب سحر دامن تلک چاک

صبحدم ساحرہ نے اٹھ کر ایسا سحر بڑھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسکو کپڑ کر شیشہ میں بند کیا اور کھلسے سحر کے بیرو میں نیت کرتی ہوں کہ جب تک شیشہ نہ ٹوٹے حمزہ کا اسم عظم نہ چھوٹے یہ کمر وہ شیشہ اٹھا کر جھولی میں رکھا اور جھولی کو گلے میں ڈال لیا پھر جانب رگاہ لقا روانہ ہوئی وہ گبر بھی اگر تخت پر بیٹھا تھا کہ اُسے آکر سجدہ کیا اور ذنگل پر بیٹھی عرض پر داز ہوئی کہ رات کو میں نے اسم عظم حمزہ کو اٹھا دیا ہے پھر دیر کرنا کیا ضرورت ہے اسوقت طبل یورش پر چوب پڑے اور لشکر تیار ہوں میں سبکو گرفتار کر دوں لشکر ہی ہر ایک کاسر کاٹ لین لقا نے یہ باتیں سن کر کہا کہ میں نے کئی ہزار برس پیشتر اسوقت سے ہی تقدیر کی ہر ساحرہ نے یہ سنتے ہی نفیر سحر جانی ساحرہ میں کمر بندی ہونے لگی ہر کارے جلد بارگاہ اسلامیان میں آئے بادشاہ عالم نیاہ سریر جہاں بنانی پر اگر جلوہ فرما ہو سے تھے سردار آتے جاتے تھے کہ ہر کارون نے خیل یورش بجنے کی اور اسم عظم بند ہونکی عرض کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ جلد سکنہ رجبے اور فوج تیار ہونا ہر حکم حکم بادشاہ ستودہ شیم چالاک نقارخانہ میں گیا اور طبل جنگ بجا لشکر میں کمر بندی ہونے لگی کوس بوق بجنے لگے بہادر تھپتھپاتن پر بجنے لگے امیر کا اسم عظم ہر خید کہ بند ہی گر خزر سیکل پہنے ہیں اسوقت ہوش و حواس درست ہیں خبر شورش سیاہ حریف گمراہ سکر آپ بھی مسلح و کمل ہو کر اشقر پر سوار ہوئے اور جانب رنگاہ چلے بادشاہ بھی مرکب خنگ سیاہ قیاس پر بٹھیکر با فوج کشیر روانہ ہوئے اسوقت لشکر کی عجب آن بان تھی دلاوردن کی والا شان تھی ایک طرف سے ملت زھور فیل میو نہ پر سوار نولا کھ مہندی ساتھ لیے ایک سمت کو مالک آتے دیکھنے اسی ہزار نیزہ دار سے لشکر کو رونق دیے اسی ہزار نیزہ دار کے سلعے میں بہادر و نکا چلنا گویا شیر و نکا نستان میں پھر ناٹھا کہیں کماندار پشت پر کمانیں لگائے تھے یا برج قوس میں بہرام آگیا تھا خنجر گزار و نکو دھیکر برج دو پیکر پھرا گیا تھا بادشاہ کل فوج کو لیے روانہ تھے کہ ابیات

زور یا بدر یا سپہ گسترید	ز لشکر کے روے ہامون ندید	ز لشکر جو گرد اندر آمد بگرد
زمین سرخ شد آسمان گشت زرد	بر آمد سپہ پر سپہ بوق و کوس	زمین آہنی شد ہوا آب نوس
تو گشتی کہ گردون بپردہ ہے	زمین از گردانے بدر دہے	

اسی شوکت شان سے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ ساحرہ اردر پر سوار پس پشت بارہ ہزار ساحرہ نا بکار سامنے سے ظاہر ہو ڈھرو اور نفیر کا غل تا افلاک جاتا تھا ناقوس کی آواز سے ہند دے فلک خف کھاتا تھا شعلہ آتش کے وہاں ساحرہ سے نکلتے تھے اژدہ سحر کے زہر گلتے تھے ایک سمت سے لقا فوج بمقیاس لیے ہاتھیوں کو زنجیر بند کر کر تخت کھوائے خواہی میں شیطان کو بٹھا آکر ٹھہرا اوصافین مجھے لگیں ساحرہ کو تو منظور تھا کہ آج ایک ہی سحر میں سبکو غارت کر دوں اسوقت سحر اژدہ راز کے آگے بڑھی اور



زبان نصیحت کھولی سپہ سالار کی صورت بنا ہوا عیا بھی ایک ساحر سے اژدر کے کمرساتھ آیا ہوا وہ ترتیباً حرائین مصروف ہوا اور ساحرہ کے بھی قتل کی فکر کرتا جاتا تھا کہ یکا یک ساحرہ نے پکار کر کہا کہ اے بندگان خداوند اب بھی کچھ نہیں کیا ہی اگر خداوند باختر کو سجدہ کرو تو میں خطا تمہاری معاف کر دوں ورنہ آج تم سب مٹ جاؤ گے جان سے بچا رہے جاؤ گے کیونکہ اہم عظم حمزہ کا تم سب کو بڑا زور تھا سو وہ دیکھو میں نے بند کیا ہوا کہہ کر قدرت خدا سے اکبر اسے شیشہ جھولی سے نکالا اور ہاتھ بلند کر کے کھایا کہ دیکھو امین اہم عظم بند کیا ہوا اب یک ہی حرمین تم سب کا خاتمہ ہر اس نے تو ہاتھ کو بلند کیا شکر اسلام سے مقبل جو شبتا رین بال کو تیر سے اڑا دیتا ہر پس پشت امیر اپنی فوج لیے کھڑا تھا بس تیر کمان پر کھکھک رہا تھا ساحرہ کا بلند ہوتے ہی نشانہ لگا یا کہ وہ تیر آتے ہی شیشہ پر پڑا ادھر سے سیارہ چو سپہ سالار بنا کھڑا تھا اسے پتھر مارا کہ شیشہ چکنا چور ہوا اور شرط ساحری جو لگی تھی کہ جب تک شیشہ نہ ٹوٹے اہم عظم نہ چلے چنانچہ شیشہ کے ٹوٹنے سے وہ شرط باطل ہوئی وہ جانور نکھر چلا گیا اہم عظم امیر کو یاد آیا اور قدرت حق تعالیٰ جل شانہ دیکھیے کہ پتھر جو عیا نے مارا تو ساحرہ اس کی طرف دوڑی اور ایسا گھبرائی کہ سحر سے گرفتار کرنا بھولی پس جب عیار پر چلی وہ سمت شکر اسلام بھاگا بھی ادھر ہی چلی شکر سحران نے جانا کہ ملکہ ہماری حملہ آور ہوئی پس وہ بھی لینا لینا کہہ کر چلے فوج کو دیکھ کر اہل سلام نے بھی گھوڑے اٹھا دیے اس وقت تو لہانے بھی حکم جنگ یا سپاہ چار سو سے گھرائی لیکن ساحرہ اژدر پر سے اتر کر بلند ہوئی تلاش عیار کرنے لگی عیار تو جا کر کہیں چھپ با مگر شکر اسلام تھا وہاں سپہ سالار اس کا جو عیار کی قید میں تھا ایک خیمہ میں اس کو مقید نظر آیا چند آدمی کے پاس میں قید رہنے بیٹھا تھا پس اس کو قید دیکھ کر پنجہ نیک جو گری زنجیر وغیرہ سحر سے دور کر کے اٹھا لیکن اور اپنے لشکر میں آئی یہاں تلوار چل رہی تھی اس نے اس کی زبان سے سوزن نکال کر چھوڑ دیا اور آپ آکر لڑنے لگی اتنے عرصہ میں یہاں لاشوں کے انبار تھے نوجوان جان دینے پر تیار تھے عروس مرگ سے بہت ہکنا رہتے کس خوشی میں دست پامین خون کی منہدی لگے زخموں کے بار پہنے خلعت شاہانہ برین کیے شاید اجل کے گلے میں ہاتھ ڈالے جوانی کی فیند میں بہتر خاک پر لگائے رات بھر کے جاگے سو رہے تھے خواب عظم میں ماتے ہو رہے تھے وہ تلوار بھڑک رہی تھی کہ نوک مڑکان سے بھی یقین کارزار تھا اجل کا گرم بازار تھا امیر کا غرہ شیرانہ بلند تھا اور ساحرہ کو زہر تیغ رکھ لیا تھا قہر نگاہ نے ہزاروں طرح کا کھڑکھا تھا کہ میں امیر پر غالب دن امیر کے درد زبان اہم عظم تھا کسی سحر نے اثر نہ بخشنا چار اثر در بیکر سامنے آئی اور چاہا کہ نگلیا دن امیر نے اہم عظم پر چکر تلوار لگائی کہ سر پر بیٹھ کر دم کی طر سے نکل گئی ایسا ذبا شد اس کے منہ سے وہ صولے صیبا آئی کہ دنیا دل گئی ساحرہ بھی ہجوم کر کے ٹوٹ پڑے کہ قاتل بیکر بخائے ادھر فوج لگانے یورش کیا پھر تو ہوا سے خزان گلشن مبارک زان میں چلنے لگی سر بزنک برگ خزان دیدہ کرنے لگے ہنرہ روش ہنرہ غا مکر پال ہوتے تھے شمشیر جانتان نخل قامت کیلئے کا ریشہ کرتی تھی صرصر فتا چلتی موٹ م سر د بھرتی تھی تلوار دن کی چمک موج انہار گلشن تھی بوسے گل کی طرح ردانی تو سن تھی کہ

چو از گردش نیزہ اندر نہاد	بران زہ دیوان پیو نژاد	ہمی دوخت شان سینہا تا بہ پشت
چنین تابے کرشان را بکشت	ہم انگاہ اندر گریز ایستاد	بشدر ویش اندر بیا بان نہاد
پس اندر نہاد اندر اسلامیان	بدان لشکر عجز سحران	
سپہ سالار ہلاک ہوئی وہ چھینکے جنہیں سردار شکستے غائب ہوئے اور سرداران نے دیکھا کہ زمین پر بیٹھے ہیں گھوڑے بھی جو پتھر تھے		



صورت اہل پر آئے سردار رہا ہو کر لڑنے لگے یہاں تک کہ لگانے شکست کھائی وہ سردار جو قہرنگا ہنسید کیا تھا مہرے ساحر کے قید  
سحر تو دفع ہوئی تھی مگر قید پرستان میں تھے جب پڑاؤ پر کے لوگ بھلے وہ بھی قید کوڑ کر لڑنے لگے آخر لقا فرار ہو کر اہل قلعہ کو غیبی ہوا  
اہل اسلام قتل و غارت کر کے پھرے بل آسائش بجا خیمہ گاہ پر آکر سب نے کھولی آرام پذیر ہوئے اور صر قہا بھی اقلد ارلامارہ  
قلعہ ہوا اور ایک مہرہ ہمدید و متاب فراسیاب کو اسنے لکھا کہ اے بندہ غافل تو جسکو ہائے پاس بھیجتا ہی وہ ایسا کبر و غرور  
ظاہر کرتا ہی کہ ہم اسکو غارت کر دیتے ہیں یہ دونوں ساحر جو تونے بھیجے تھے ازراہ نخوت مارے گئے اب و کسی ساحر کو ہمارے  
کیلئے روانہ کرو در صورت توقف مابدلت تجھ سے ناراض ہو کر جانب کوستان چلے جائینگے یہ مہرہ پڑاؤ پر کھوا کر نقارہ بجو دیا  
پہنچے ظاہر ہو کر اٹھا لیا یہ تو انتظار ملک میں بسر کرتا ہی اور لشکر اسلام آرام سے اترا ہوا ہی مگر اب حال بران بیان ہوتا ہی کہ نامہ طلب  
پڑھ کر تادیب قرار ہی آخر سنگ صبر دلیر رکھا جبر اختیار کیا اور بارہ درے سے نکل کر وزیر کو بلا یا تخت طاؤسی اُسکے ہمراہ کر کے  
سترہ سو ساحر کو حکم دیا کہ ہمراہ تخت جائیں اور تمام علمہ بادشاہی جائے ملک صرخ کو بلغ عیش سے لائے نباہ حکم و زبرد الا تدیر  
جلوس سواری کا لیکر روانہ ہوا اس باغ میں صرخ ملک بران نقلی کے پاس بفرغ خاطر مصروف عشرت ہی کہ یکایک نکجا بختا سانی  
دیا اور لمحہ بھر میں زیر مہرزان مندیل وزارت سر پر بیے در باغ پر جلوس چھوڑ کے سامنے آیا تدری پھر عرض کیا کہ چلیے ملک طلسم  
بران شمشیر زن نے آپکو بلایا ہی صرخ حیرت میں ہوئی کہ ایک تو بران میرے پاس ٹھہری ہر اب کون بران نے بلایا ہی اسی سوچ میں تھی کہ اس  
نقلی بران نے ہنسر کہا اے ملک شریف لیجائیے کچھ تردد و نفرا یے چنانچہ صرخ بھی رہنے والی طلسم کی ہی کچھ سمجھ کر اٹھی اور در باغ پر ہمراہ  
وزیر آئی گہارون نے تخت طاؤسی حاضر کیا یہ سوار ہوئی سوار ہوتے ہی شہری فیلی نقارے بجے علمونے پھریرے کھلنے بان بردار  
برجی بردار خاص بردار قشون قشون آگے بڑھے سقے کلاب کیوڑ سے کچھ کا ذکر کرنے لگے قرق زنجیر آکے کھینچنے لگی جال دب کا پڑ گیا  
کہ سراسر گوسہنگا رہا مہرے عصائے نقرئی و طلائی لیکر دور و یہ انتظام کرنے لگے نقیب صدائے ادب نقابت بلند کی جاؤش  
نے نملے دور باش جو گردون کو دی ساحر دن اور جادو گر نیون کے غول سحر کی سوار یوں پر سوار ہو کر جلوس میں چلے ہزار ہا گھنٹے اور ناقوس  
بجنے لگے کئی سو پرزادان طلسمی گلبدن رشک چین عمدے ہاتھو میں لیے تخت ملک کو گھیرے زر و گوہر سر پر تیار کرئی جلوس زیر  
مذکور چتر سر پر لگائے پس پشت کھڑا عرض و معروض کا اسے اختیار ملا تھا ہزارون طرح کے باجے آگے بچتے تھے کوسن دہل گتے  
تھے سواری اسطرح بآسائش ترمی کے ساتھ روان تھی کہ جیسے گلشن میں باد بہار چلتی ہر سرو قاسم شمشاد قد جلوس میں وان چشم ز گس کی طرح

دیدہ روزگار اس بہار کو دیکھ کر حیران کہ بمقتضائے اہیات

فلک کو دیکھ کر یہ شان و شوکت	سراپا ہو گئی تھی لبکہ حیرت	پریزادان زرین پوش ہمراہ
سمندر گلبدن سب غیرت ماہ	خزانہ ساتھ مالا مال زر سے	بھری تھیں جھولیان نعل و گہر سے
مصاحب و رفیق اُسکے تھے ہمراہ	وہ تھے راہ سفر سے خوب آگاہ	طلائی ساز سے گھوڑے تھے تیار
جوانان تھیں ان پہ اسوار	جو اہر سے بھرا تھا دامن زرین	گہر جھال رہن اسکے مثل پروین
ہزارون چو بدار اور خاص بردار	مکر بہتہ ہے خدمت تھے تیار	
اسی محفل و شان سے جب کچھ دور سواری پڑھی	ایک قلعہ نظر آیا کہ بالکل چاندی کا بنا تھا اور قلعہ کھلا تھا بارہ ہزار سوار نقرہ پوش	



کہ تمام لباس لٹکا چاندی سے ملبو تھا وہاں کا حاکم لیے بہر استقبال لکڑی صوفیاتی تھا جب سواری قریب قلعہ پہنچی اہل قلعہ نے سلامی رٹائی بادشاہ نے بڑھکر نذر دی پھر اندرون قلعہ لیکر داخل ہوا تمام قلعہ کی عمارت چاندی کی بنی تھی ہر دوکان دھن کی طرح سجادی بن بنواری تھی دوکاندار نہایت حسین لباس و زیور سے آراستہ دکانین سب چاندی کے فرش عمدہ سے پیراستہ گلیوں سے شک و غمیر کی خوشبو آتی دماغ جان لاتی آمد ملک سے تمام شہر آئین بند تھا حسن آرائش میں ہر وہ ماہ سے دو چہرہ تھا ہر جگہ سن خیز ہر مکان دلا دیز پر پونیکا جابجا جام و سودے الی عورتوں کا بتاؤ پرستان کا ایسا نقشہ سر اسر طلمس کی رخا نہ تھا ملک و ہا کی کیفیت ملاحظہ فرماتی چلی جاتی سواری کی کیفیت دیکھے خلقت چلی آتی نذر و خواہر و گور لٹکتا تھا صدائے طر و قوا پیدا اس طرح اسکے دوسرے ناکہ سے سواری نکلا آگے بڑھی شاہ فقیر پوش مع اپنی فوج کے ہمراہ آیا یہاں تک کچھ دور بڑھکر قلعہ سفید رنگ کھائی دیا اس قلعہ میں گو کہ ملک بران بھی ہو لیکن نظام قلعہ ملک سفید رنگ تھا دو کے سپرد یہ ملک موصوف تو کل طلمس کی مالک یہ بیان پیش نشا ط کیا کرتی ہر جو کوئی ایسا ہی کام ہوا کرتا ہر وہ معرفت قلعہ دار مذکور کے سامنے ملک کے پیش کیا جاتا ہر وہ حکم دیتی ہر وہ عیش و عشرت سے مہلت اسکو کبھی ہلکے جھگڑے سے کیا طلب ہر احوال سفید رنگ جادو قلعہ سے نکلا ایک لکھ سواری کی جمعیت سے برے استقبال ملک مخرج آتا تھا اور قلعہ بھی دکانین ہر کہ جہدھر سے عمر کو بلوایا تھا یا درخت کا دروازہ ہر ہزار ہا ساحر فصیلہا قلعہ پرستادہ ہر نویت نقارے بجاتے ساحر اور ساحر چھو لیونین بھول جواہر کے بھرنے شمار کرنے کو کھڑے ہیں جب سواری قریب روانہ آئی قلعہ دار کی پہلے نذر گدڑی پھر افسران لشکر نے نذر دی پٹنوں اور رسالوں میں وردی بجی اہل قلعہ نے انھیں اور کیے اوپر سے بھول کیا کرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ بھون کامینہ برستا ہر خوشی کے شادیانے بجاتے ہیں غرض کہ سواری داخل قلعہ ہوئی اس قلعہ کی تعریف ہر وقت داخلہ عمر و بیان ہو چکی ہر کر رکھنا ضرور نہین ملک مذکور نے تمام قلعہ میں سو ادبشت نر اپا یا بہت آباد پار عایا کو دشا دپا یا مسکانات جواہر کی بچی کاری کیے ہوئے قصر فریادوں سے بہتر بنے ہوئے اہل حرفہ و پیشہ مردہ الحال ساکنان شہر حسین صاحب جمال خوش وضع و خوش اخلاق و صاحب کمال دکانین کھلین شہر میں رونق و تزئین ہر گلی و کوچہ میں خلقت کا ہجوم سواری دیکھنے کی دھوم سر راہ دکانین اور گلیوں میں مردمان شہر کا مجمع کمر دن اور کوٹھنوں پر عورتوں کا دیکھنا ہر طرف گھما گھم صغیر و کبیر شاد و خرم غرض کہ شہر سے پھر کرد و تسراے بران پر سواری آئی بران اپنی جگہ پر بیٹھی تھی کہ سرنے آمد سواری کی خبر دی اُسے خواجہ کا ہاتھ پر لیا کہا چلیے مخرج کی سواری قریب آئی ہر چکرے آئین عمر و بے شکر اٹھ کھڑا ہوا ملک کے ہمراہ اور سب شہزادیاں در عزیز داران شاہ کو کب بھی روانہ ہوئے ملک مجلس و سہیل و اختر بن سہیل و عمران جادو وغیرہ ساتھ ہو کر دروازہ پر دار الامارۃ کے آئے وہاں انتظام سواری دیکھا مخرج نے بھی بران کو دیکھ کر فی الفور تخت سے کنارہ کیا جب تر پڑی بران آگے بڑھکر بغلیں ہوئی اور لیکر چلی یہاں تک کہ اسی ار الامارۃ میں ایک طرف کو ایکے روانہ علاوہ اس دروازے کے لگا تھا کہ حسین سے ملک بران خواجہ کو لیکر آئی ہر چنانچہ اس زمین پر وہ عمدہ پر زر پڑا تھا وہ چرخ پر کھپا ملک مکان عالی شان میں مہمانوں کو لیکر داخل ہوئی ڈیڑھ گھنٹہ پر محلدار بیٹھی تھی ہزار ہا قلعہ ماقی تر کن جیشن بہرے پتھی سینے تسلیم کی ملک داخل قصر ہوئی عمر و نے دیکھا کہ یہاں بھی خانہ بلغ نہا ہر وہ جگہ نہین ہر کہ جہاں بھگو ملک نے اتارا ہر اس غمین وہ بہار ہر کہ بہار گلزار بہشت صدفے بہار ہر کیا صفت اس چمنستان پر فضا کی بیان ہو یہ شہار

تعریف میں کافی ہیں



مہار موسم گل کی تھی آمد بہار تازہ تھی گل میں شرمین نواں اس پہ تھے مرغ خوش الحان خدا کو قمریان کرتی تھیں بس یاد قدم رکھا جو دان کچھ اور چڑھکر متعد مکان اس میں بنے تھے	چمن میں بلبلیں تھیں شاد از حد لدین پھولوں سے تھیں شافین بڑ روض طوطی کے تھی بلبل غزل خوان روان زیر روض تھیں آبشارین تو دیکھا ہے مکان جنت سے بہتر فصاحت سے بھرا تھا صحن خانہ	زمر درنگ پتے تھے شجر میں سمن اور یاسمن نسیم فضا پر بنے سرکش چمن میں سرو شمشاد نقدق موسم گل پر بہارین وسیع اس درجہ تھا جو عقل سمجھے کھپا تھا شہ نشین پر شامیانہ
--	---	---

جواہر کار بارہ دری آراستہ سیاب شاہانہ سے پیراستہ تھی ملکہ نے صرح کو لا کر سند پر بٹھایا آپ بھی مع خواجہ درجہ شہزادیوں کے بیٹھی طوافان زہرہ متعال حاضر ہوئیں قص ہونے لگا جام بادہ احرار کا آغاز ہوا وہ جشن اگر نگاہ ہمیشہ سے گزر جاتا جیسے جی حسرت سے مر جاتا ہیما نہ عشرت آگین اگر جلشہ نیاں دہر خراب باد کو اس انجمن کا میسر ہوتا تو ایسے شاد ہوتے کہ کبھی نہ برباد ہوتے روز عشرت ملک دست رہتے قبر سے و شہر ہوا کہتے اٹھتے زہے محفل عشرت و نشاط و خجائے نسا کہ ساغر دہانے قح مہر دماہ کو ہرم شربت تھے پرانے ٹھیکرے بتلاتے تھے انجمن پر فلک کا گوہر انجم نثار کر نیکی جی چاہتا تھا بلکہ مہر خود صورت نگین آگینہ نیا تھا صراحی کو دھکر صرح ہمیشہ بشکل مینا رہیگا اسی جلسہ کو یاد کر کے رقص کر گیا شیشو کی قلقل صدائے خندہ گل تھی بطمے کے قہقہے کی آواز غم نشاط بلبل تھی گل پیرستان نسیم بدن زیب محفل قاصو کی چھلبل پر برق درخشان خجل افعی عجیب جلسہ تھا یہ ہنگامہ تھا نظم

مرد و ساز نے دی اپنی آواز ندا مین آئین تحسین کی زبان تک ہجوم نالہ اپنا رنگ لایا کیے قربان رقص ہر سمن پر رہا سامان رقص نازنینان تسلی خاطر برباد نے دی بڑا سا ایک ستر خوان شفاف چھنے لالا کے موقع سے ٹھکانے	برائے رقص اٹھی ہر صاحبناز کیا پہلو کو ہر اک دل نے خالی کسی کو اپنے قابو میں نہ پایا کمال شوق میں آنسو بھر آئے ہوئے محفوظ خاطر سارے ہمان رہا کچھ دیر یہ جلسہ طرب کا کہ تھا جسہر گمان عارض صاف نئی صورت نئی خوشبوئے رنگ	صد اکھنڈ کی پہونچی آسمان تک بندھے کچھ اور مضمون خیالی کسی نے سخت دل دامن میں بھر کر ہر اک نے ہاتھ میں دامن اٹھائے صد اشور مبارکباد نے دی بکا دل نے چنا پھر لاکے خاصا بچھا یاد ورت تک اور اُس پہ کھانے وہ کھانے دیکھ کر ہوا دی ورت
--	--	--

فراغت پانی جو کھانے سے رہے | تو یا ندھارنگ بھر عیش و طرب نے

پھر تاج دیکھنے میں سب مصروف ہوئے سیر بلغ بھی کرتے جاتے تھے اتفاقاً ملکہ صرح کی نظر گل و سنبل بلغ پر پڑی کبھی کامیو بہار نگاہ سے گزری تھی ہر چند کہ اس نے باغ سیب باغ عشرت شاہ جادوان کی سیر دیکھی ہو لیکن یہاں کے پھولوں کا کچھ رنگ نہ لایا تھا بہار نے طرفہ شاخارنگ لایا تھا ہر نہال میں ہزار ہا رنگ کے گل کھلے تھے وہ شجر نگار خانہ چین کو فرماتے تھے صرح اس بہار کی شائق دید ہو کر جلسہ مسرت سے اٹھی بران و خواجہ سے باتیں ہوتی تھیں کچھ خیال نہ رہا کہ یہ کہاں جاتی ہو اور ملک مذکور بارہ دری سے ٹھکر اس باغ میں آئی روض وری پر پڑی پر پھرنے لگی نظارہ گل و ربلبل سے دل بہلاتی تھی اور یہ لب پر لاتی تھی بیت



نہ کیون دیکھیں بہار نو جوانی بہان میں چند دن ہر زندگانی غرض کہ یہ تو تماشے باغ میں مصروف ہر اور بران خواجہ سے مایوس ہی  
لیکن شاہ افراسیاب جو قسم کھا چکا تھا کہ میں مرج کو بکڑ لاؤنگا پس بعد تخطا و غلطی قہرنگاہ اپنے مقام سے غائب ہو کر ایک  
صحرائے بسترہ زار میں اپنے طلسم کے ظاہر ہوا اس جنگل میں کیسی عجیب بات تھی کہ اس میں ہر سمت رونے لگے تھے یہ اس میں داخل ہوا اور ایک کست  
کا دروازہ سحر پڑھ کر داخل ہوا دروازہ کھلتے ہی طلسم کو کپ سا سے نظر آنے لگا اس طرح سے کہ جیسے بران نے طلسم ہوشربا مرج میں  
سے دکھلایا تھا فی الجملہ شاہ جادوان اس برج سے جو سناٹا بھر کر اڑا مثل کو کپ کہ جیسے وہ طلسم ہوشربا میں آیا تھا یہ بھی  
ان دنوں اس کے طلسم میں جا پہنچا جب اس کے طلسم میں پہنچا تو زور و زحمت معلوم ہوا کہ قلعہ بہت بگ تک سات لاکھ تین پڑین گے  
پس یہ دریافت کو کے پھر کڑ کڑا کر اڑا تو تین لاکھ کر کے چوتھے ملک میں آکر گرا کیونکہ بادشاہ ساحران ہے اتنا زور و زحمت کو دیا کہ ایک  
سناٹے میں تین ملک سے گذر کر چوتھے میں دم لیا وہاں جب گرا ڈراٹھ کر چلا ہوا تھا کہ دم لون مگر ہر ایک ملک میں ساحر مقرر ہیں کہ  
وہ غیر شخص کو آنے سے منع کرتے ہیں جیسا ذکر نامہ دار میں یعنی قسط اس کے حال میں بیان ہوا تھا کہ جب وہ سرحد طلسم پر پہنچا تھا تو اس  
مانع آئے تھے فی الجملہ جب شاہ جادوان چوتھے ملک میں اس طلسم کے پہنچا یہاں سترہ ہزار ساحر شاہ کو کپ کا رہتا ہی اور ان کا  
مالک نشاط جادو نام قلعہ کی حکومت کرتا ہی اس کے پاس ان تینوں ملکوں کے حاکموں کی طرف سے پتلا سے سحر نے خبر دی کہ بڑا غضب  
ہوا ایک ساحر بزرگ زنایت تیزی کیساتھ ہمارے ملکوں سے گذر گیا دیکھیے بادشاہ طلسم کا کیا اعتبار ہے ہوتا ہی لہذا تم خبردار  
رہنا اور اس کو روکنا یہ حال دریافت کر کے نشاط نے فوج کے تیار ہوا اور اسل شاہین افراسیاب بھی اس ملک میں پہنچ کر ایک صحرائے  
دم لینے ٹھہرا تھا کہ سترہ ہزار ساحر سے نشاط نے آکر گھیرا اور ہر سمت سے سحر سے کیا کسی نے دھواں پیدا کر کے دنیا اندھیر کر دی  
کسی نے آندھی سیما پیدا کر کے اس خاکدان پست کو چاہ بابل بنادیا خاک اس منہاگ میں بھردی کہیں آگ ہی کہیں سنگ ری ہوئی  
افراسیاب کو تو یہ منظور ہی کہ میرے آنے سے کو کیسی نہ خبر ہو کیونکہ اگر وہ آگاہ ہوگا تو برابر کی لڑائی پڑ جائیگی پھر سحر کا گرفتار ہونا  
مشکل ہی کیلئے کہ وہ اپنا مقابل ہی ہوں وہ ساحر جو سحر کر رہے تھے وہ کچھ چھپے پرکے تھے ملازمان شاہ کو کپ تھے یہ ان کی حقیقت کیا جانتا تھا  
یہ خود شاہ طلسم اور شہنشاہ ساحران کہلاتا ہی البتہ مرحلہ طلسم سے تو ناچار ہی کہ وہاں کی زمین طلسم بند ہوتی ہی اور ساحر بھی وہاں کا ہیں  
کردہ باغیاں طلسم ہوتا ہی جو جانت کہ اس مقام سے پیدا ہوتی ہی اور جو سحر کہ وہاں کا ساحر کرتا ہی اس کا دفع کرنے والا سوائے طلسم کشت  
کے اور کوئی نہیں کہ وہ لوح سے حال دریافت کر کے اس ساحر کو قتل کرتا ہی اور مرحلہ فتح کرتا ہی خلاصہ یہ کہ اگر کو کپ چلے  
کہ طلسم ہوشربا کے مرحلہ پر جاؤں تو نہ جاسکیگا اور اگر افراسیاب چاہے کہ میں کو کپ کے مرحلہ طلسم پر جاؤں تو نا ممکن ہی ان اپنے اپنے  
طلسم کے مرحلوں پر ایک بادشاہ جاسکتا ہی فی الجملہ یہ ساحر غیر مرحلہ کے جب افراسیاب پر سحر کرنے لگے اسنے ان سب کے سحر رد کر کے ایک  
ایسا سحر پڑھا کہ ہوائے سرد و خشک زان ہوئی اور ان ساحروں کے جسم میں لگی وہ سب بیہوش ہو گئے اور اسنے پھر پر واز کی قسط

کبھی چمکا ستارہ سا فلک پر

چمک بجلی کی صدقے تھی لپک پر

کہ بارہ ڈالین جون آتش کے اوپر

کمر آزار مہر خ پر تھی باندھی

غرض کہ چوتھے ملک کو کپ کر کے جب انچین قلعہ کے حدود پر پہنچا وہاں کے ساحروں نے جو پہرے پر تھے اس کو دیکھا کہ ایک ساحر بڑی

تیزی سے جاتا ہی سمجھے کہ یہ غیر شخص ہے اس کو روکنا چاہیے پس حربہ ہائے سحر پڑھ کر پر واز کی اور سقف گرد و زمین گویا آگ لگائی



اس طرح آتش سحر تافلک پہونچائی افراسیاب کو دھوکا دینے کیلئے ایک ستارہ بزور سحر بنادیا اور سب دیکھا کہ وہ ستارہ دو ٹکڑے ہو کر اڑھا زمین پر گر کر غرق زمین ہوا اور نصف قندیل فلک ہو گیا یہ ساحر حیران ہوئے کلاب کس کا تعاقب کریں ناچار ہو کر سحر کر نیسے رکھا در شاہ جادوان سناٹا بھرے نکلا چلا گیا ان ساحر و نسے اور تو نے کچھ ہو سکا مگر طائر نیکار ٹرے اور قلعہ کو کبھیہ میں کو کلب سرسلطنت پر جلوہ فرما تھا اُسکے سامنے آئے اور مجرا گاہ پر پٹھر کر صورت انسان بن کر تسلیم خم کیا پھر دعا و ثنا سے شاہی بجالائے قطعہ

دعا کیواسطے گویا اٹھا تو اپنے ہاتھ	صفت کا اُسکے بیان تجھ سے غیر مکان ہر	اتنی تار ہے گل سے محبت لب لب
بہا لطف ہی جبتک جہان گلستان ہے	ریاض ہرین جبتک ہے گل خوشید	اتنی تاکہ گل ماہتاب تابان ہے
دکھائی دے گل رہنا کی طرح تاشبہ روز	خوشی سے تاکہ طیراؤس چرخ قصان ہر	زمین فلک چبتک ثوابت ستار
زمین پہ تاکہ یہ گردان سپر گردان ہے	ہمیشہ عمر دراز خضر کا تار ہے ذکر	جہان میں تاکہ طلسمات آبجودان ہر
اتنی تار ہے اور رنگ ز رنگار سپر	زمین تاشہ خادر کے زیر فرمان ہر	رہے مدام تو با تخت و تلع و جاہ و حشم

ایک ساحر کہ ظاہر افراسیاب معلوم دیتا تھا اس طرح سے جانب قلعہ ہفت رنگ کیا یہ ہم سے رک نہیں سکا ہی اطلاع عرض کیا یہ کہہ کر وہ سب چلے گئے کو کلب نے کچھ سحر پڑھا کہ چار تیلے بلور کے ایک صندوق کو لیے اُگتے ہوئے آئے بادشاہ نے مثل افراسیاب سو سوا شرنی اس صندوق پر چڑھا کر کتاب نکالی دیکھا تو وہ کتاب مثل آئینہ کے ہر کیشیشہ اس پر چڑھی جو کھٹا ز مرد کا استہناس آئینہ کو سامنے رکھ کر عرض کیا کہ اے مرآت اقمہ مخیر آئینہ کر کہ کون اس طلسم میں آیا ہے یہ عرض کوئے ہی اس آئینہ سے ایک پنجہ نکلا بادشاہ نے قلم اس پنجہ کو دیا اور کاغذ زیر قلم رکھا پنجہ نے لکھ دیا کہ افراسیاب آیا ہے اسے پھر عرض کیا کہ یہ معلوم ہو کہ وہ کون آیا ہے پنجہ نے لکھ دیا کہ مخرج کو کلب نے آیا ہے اسے معلوم کر کے آئینہ کو صندوق میں لکھ کر روانہ کر دیا اور اہل ربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہنے سنا کہ کون آیا ہے ایک ساحر نعمان جادو نام نے کہ بہت معزز ہے عرض کیا کہ حضور ارشاد کریں کہ کون آیا ہے شاہ نے فرمایا کہ یہ زبردستی لکھو کہ افراسیاب ہے مگر میں گھس آیا ہے یہ تو یہ کہہ رہا ہے کہ وہاں افراسیاب قلعہ ششم و ہفتم سے بھی گذرا اور اس قدر بلند ہوا کہ قلعہ کو کبھیہ جہان کو کلب بیٹھا باتیں کر رہا ہے نظر آنے لگا از بس کہ کو کلب در یہ نور افشان جادو سے پڑھے میں تو آپس میں پھپھائی میں اور جب یہ وہ ہم کتب تھے تو جس طرح لڑکے بیت بازی کرتے ہیں یہ سحر سازی کرتے تھے اور بھی یہ اسے بیہوش کرتا تھا اور کبھی وہ اسکو بیہوش بناتا ہے اس وقت کو کلب کو دیکھا اسنے چاہا کہ غافل تو ہو رہا ہے اسکو بیہوش کر دوں اور فریغ خاطر مخرج کو کلب کر لیا اُن غرض کہ اسنے سحر پڑھا چند سیر جادو کے اُسکے سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ اے بادشاہ وہ زمانہ اور تھا کہ ہم شاہ کو کلب کو بیہوش کرتے تھے اب ہا ہا بادشاہ طلسم ہر ہمارا بس اُسپہ نہ چلیکا اسنے کہاتمہ جا کر اپنا کام کرو اگر وہ بیہوش نہ ہوگا تو غافل تو کچھ ہو جائیگا بے سحر کے حسب حکم روانہ ہوئے اور افراسیاب جانب ملک ہفت نگ چلا لیکن کو کلب پر اس سحر کا جو اسنے بھیجا ہی اتنا اثر ہوا کہ بالکل خیال ملک مخرج جاتا رہا یہ یاد نہ رہا کہ وہ ملک بھی میرے یہاں تھا انی ہر پس اسنے بعد اذرا کہ افراسیاب سیا سحر پڑھا کہ چند سیر اُسکے سامنے بھی آئے اُنسے حکم دیا کہ ہاؤ قلعہ ہفت نگ میں عمرو تیرا ان کی حفاظت کر و خبردار کوئی انکو پکڑ نہ لیجائے ان دونوں کی نسبت تاکید بلغ فرمائی اور مخرج کا نام بھی نہ لیا بے اسکے فرمانے سے اسی باغ میں جہان طلبہ دعوت ہوئے اور بران و عمرو ایک جاٹھے تھے انکو گھیر کر پٹھر کے کوئی انپر دست اندازی نہ کرے مخرج بپاری سیر باغ میں مصروف ہی اسکی حفاظت کسی نے بھی نہ کی اس شہنشاہ افراسیاب قلعہ ہفت نگ







گھسٹ یا سپر کر از راہ بلوہ ساحر و کی جمعیت کر کے مہر خ کو من چھین لون حب بھی بدنامی ہر کہ لوگ کہینگے کہ اکیلے پر چڑھائی کی اپنی  
 گلی میں کتابھی شیر ہوتا ہی اندا جسطرح یہ بہادری کر کے تیرے یہاں آیا اور مہر خ کو پکڑ لیا ہی تو بھی اُسکے گھر سے جا کر اسکو چھڑا  
 لا اور اسکو دھوکا دے غرض کہ حب فراسیاب کا کوئی سدا راہ نہوا وہ بخون اسکے کہ ملک پر آیا ہر کہین کا نہیں عجابت تمام رقع  
 راہ کو کہ اپنے ظلم میں داخل ہوا اور قصہ کیا کہ باغ سیمین جو ساحر ہیں اپنے مالک وافر شکر کا حال خراب بیکھین اور کشت فسوس  
 ملین کیلئے کہ میری بی بی کو شہر ہوتے انھوں نے دیکھا ہی اب اس باجر کو بیکھین اور میری شوکت کو بھین کہ کیسا عوض میں نے یہ حاصل  
 مرام ہی تجھ پر پسند آئی اور یہ ہجر مہ کو لیے لشکر حیرت میں آیا یہاں جو افر شکر تھے انھوں نے تعظیم دی تخت پر بیٹھا مہر خ کو سحر کر کے سامنے  
 ڈال دیا اور پتلا سحر کا بھیجا کہ جلد ملک حیرت مہور وغیرہ حاضر بن رہا کہ جو اگر میرے آئین کی خبر دے اور سکے کہ اس وقت لشکر میں آکر تاشا  
 قتل مجرمہ کا دیکھو تپا حسب حکم گیا اور سبکو حکم شاہ یونچا یا ہر ایک شاہ دان و فرخان حضرت شاہ میں آیا حیرت پہلے شاہ میں  
 آکر بیٹھی بادشاہ نے سحر چکر مہر خ کو ہتیار کیا حب اسکی آنکھ کھلی سامنے افراسیاب کو بیٹھے دیکھا پھر آنکھ اپنی بند کر لی اور گویا ہوئی  
 کہ کیا خواب پریشان میں نے دیکھا شاہ جادو ان پکارا کہ اے نکمرا م یہ خواب نہیں عین ہوشیاری و بیداری ہے دیکھا اما بدولت کی  
 زبردستی کو اس مرد صحرائی یعنی کوکب کے گھر سے من تھکوا پکڑ لایا لے گیا یا ان خود اگر چاہوں تو سارا ظلم اسکا میرا بدکردون یہ تولات گزرت  
 کر نیگا اور شاہ کوکب جو اُسکے عقب میں چلا آتا تھا اتنے عرصہ میں کہ اُس نے آکر باغ سیمین سے ساحر و کو بلوایا یہ وہ سر شکر پر آکر بیٹھا  
 اور ایک یسا سحر چڑھا کہ افراسیاب کی طبع نجس پر نیاں غالب ہوا یہ خیال بالکل نہ ہا کہ میں جسکے گھر سے مہر خ کو لایا ہوں آخر وہ بھی تو  
 بادشاہ ہو کوئی ایسا گھسٹ نہ نہیں پھر کچھ نہ کچھ تدبیر وہ بھی کر گیا خلاصہ کلام کوکب کا خیال کیسا نام تک صفحہ دل سے حک ہو گیا یہ  
 اس سحر کا بدلہ ہر کہ جسے خاطر کوکب یاد مہر خ اسنے بھلا دی اب اسنے اگر اسکو اپنی آمد سے غافل کیا جب غافل کر چکا تو ماش کا آٹا بھولی  
 سے بھکالا اور اسکی تپلی بنا کر سیر کر کا اسین بٹھا کر حکم کیا کہ تو بصورت مہر خ بنکر غائب ہو جا اور حب میں مہر خ کو اٹھا لاؤن تو فوراً ظاہر  
 ہو کر اسکی جگہ پر قیام کرنا اور افراسیاب جب تجھ کو قتل کرے تو اس تپلی کے قاب سے تو بھاگ کر میرے پاس چلا آنا میری وجہ رشاد بادشاہ  
 مع اس تپلی کے غائب ہو کر اپنے کام پر مستعد ہوا اور بادشاہ موصوف نے بلند ہو کر سحر چڑھا کہ ایک برس پیدا ہو کر لشکر حیرت پر محیط  
 ہوا حیرت نے ابر دیکھ کر بادشاہ سے کہا کہ حضور دیکھیے کوئی مددگار معلوم ہوتا ہے کہ اس مجرمہ کو چھڑانے آیا ہے شاہ یہ سنکر بیان  
 برقی جانب بر چلا کہ جو کوئی آیا ہے اسکو بھی پکڑے لاتا ہوں یہ تو ابر کی طریت چلا اور ساحر و کی نگاہ ابر کی طرف ہوئی بادشاہ کا جانا  
 سب بیکھنے لگے کوکب جس طرف وہ ابر تھا اُدھر سے بھگدوسری طرف آیا اور سحر چڑھا کہ گاہ بھونکا کہ بارگاہ میں بند  
 ہو گیا مگر لمحہ کے لمحہ وہ اندھیرا رہا ایسا کہ اس اندھیرا ہونے سے اہل بارگاہ نے نگاہ اپنی پھیری تھی کہ کیا ہوا دیکھا تو کچھ بھی نہیں  
 دیکھے ہی روشنی ہر جیسے پہلے تھی اور مجرمہ بھی اسطرح سر جھکائے بیٹھی ہر انکو تو تابت نہوا کہ کیا ہو گیا وہاں اس اندھیرے میں کوکب  
 نے اپنا کام کر لیا یعنی مہر خ کو اٹھا کر زور سحر مخفی ہو گیا اور اپنا راستہ پکڑا میر خ کا بجائے مہر خ اٹھا اور افراسیاب جب قریب  
 ابر پہنچا وہ ابر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ کون ایسا ہے جو میرا سنا کر نیگا یہ کہہ کر کچھ دیر بندر  
 سحر بردے ہوا تھا یا کیا پھر اتر آیا اور کہا اے حیرت تنے دیکھا کہ میرے جاتے ہی پتہ بھی نہ ملا جو کوئی آیا تھا وہ کیسا  
 سر پہ پاؤن رکھ کر کہا کا سب اہل ربار ثنا خوان ہوئے کہ اے شہنشاہ کسکی مجال ہے جو آپکا مقابلہ کر سکے یہاں تو یہ باتیں ہیں



مگر عیار وغیرہ جو بامرحا سوسی اسیکے آیا کرتے ہیں بخون نے جو صرخ کو گرفتار دیکھا دوڑے ہوئے بارگاہ اسلامیان میں آئے اور بعد  
ادب سامنے تخت ملکہ بہار عالی تبار کے ٹھہر کر صفت و ثنائے بادشاہی زبان پر لائے قطعہ

جو خاک ترے در کی مٹے منہ پر تو بچائے	ابو دمہ نورخ مہ تابان کے برابر
پھل پاتی ہے تلوار تیرے باغ کرم سے	پھولوں کی سپر ہے چمنستان کے برابر

بعد ازاں دعا و ثنا حال صرخ ازاں ابتدا تا انتہا بیان کر کے بہر عیاری چلے بہار نے قید ہونا صرخ کا جو شاہ گریبان چاک کیلئے  
سر سے پھینک یا سردار رونے لگے بارگاہ میں کرام چکیا آخر سب کے صلاح کی کہ آج رات کو اپنی جان دنیا چاہیے کیونکہ شاہ جادوان  
کے مقابل تو ہونا غیر ممکن ہے مگر جانا امکان میں ہو پس یہ سوچ کر بہار نے نفیر بجا بانی لشکر میں طبل جنگی گوا کر دیا یادی و ناقوس نے گوش  
فلک کر نہا یا ساحر و ن نے جلد جلد جھولیان سنبھالیں بہادروں نے کمر بن باندھیں ساحر طائران صرخ چڑھے بہادران شجاعت  
نشان نے مرکبے بہار سے پہلے طاؤس صرخ پر سوار ہوئی جلو میں فوج بیشمار ہوئی ساحر و ن کے پرے نشان فوج کے ٹھہرے

فلک پر جہ طرح سے خسرو روز	ہوئی یون مور پودہ رونق افروز	جڑاؤ سر پہ اسکے تاج زرین
نمایان رخ سے نور ماہ و پردین	پے آرائش فوج فرادان	کیا تھا ابر سحر اس نے نمایان
حوانان تہمتن اس کے ہمراہ	ہزاروں نازنین سحر آگاہ	گلوں میں جھولیان زر تارڑلے
غضب کے یاد جادو کچھ ترالے	بولب کھولیں پے افسون جہانین	لگاؤین آگ کا رخ آسمان میں

چلی سیدان کو القصد وہ کارد | لیے ہمراہ اپنے فوج جادو

یہ تو فوج ظفر موج لیکر چلی اودھ طائر سحر خبر شاہ جادوان کو آمد لشکر کی پہونچائی کہ آپ غافل کیا بیٹھے ہیں بہار رڑے آئی ہے  
بادشاہ نے ہنس کر فرمایا کہ اسیلے میں نکم کو قتل کرنے طلسم ظاہر میں لایا یون کہ اسکے ہوا خواہ بھی ہم سر و جہین و گلشن ہستی اس کا  
پامال بھیجیں ورنہ بنگ شہنشاہ حیرت ہائیں و کچھ نہ سکین یہ کہہ کر آپ ٹھا اور قریبے ریائے خوزوان گیا ایک بھڑی ریاب رنگا رنگ  
کیا کہ لے دریاے سحر چار سمت سے اس قدر بڑھیا کہ لشکر حیرت تک کوئی نہ آنے پائے دریا سو وقت جوش لگا دیا بڑھا کہ لشکر  
حیرت و بہار کے درمیان میں آکر بیٹے لگا عیار بھی صحرا سے بڑے رہائی صرخ فوج عدو میں نہ آئے تھے کہ راہ بند ہوئی خاطر بدست  
ہوئی کنار سحر تک آکر پھرے اور راہ میں بہار سے جا کر آشنائے مدعا ہوئے کہ لے گوہر بجز شجاعت اپنے ارادے سے کندہ کیجے  
دریاے سحر صرخ میں حائل ہو جانا مشکل ہے بہار یہ خبر سن کر قلم رنج میں ڈوبی طاؤس گر کر زبان ماہی بے آب فرش خاک پر پڑی  
اور کتا سے دریاے مذکور کے آئی وہاں افراسیاب نے بارگاہ میں پہونچ کر حکم دیا کہ جلا دان قوی باز و دست خود حاضر ہوں نہا بر حکم  
سرا کچھ ہائے بارگاہ اٹھوا دیے کئی ہزار ساحر اسباب سحر لیکر بہت سیدان کو گھیر کر ٹھہرے کہ عیار وغیرہ و دیگر ہوا خواہ مجرم کچھ  
فتورنگین بہت سے ساحر بالائے ہوا کھاکر تمام میدان پر چھپا گئے بادشاہ نے ایک آسمان سحر پیدا کیا کہ کوئی اڑ کر نہ آئے اور زمین کو  
سنگلاخ بنایا کہ کوئی نعت نہ لگائے جب یہ بندوبست ہو چکا اس وقت سیدان میں استادہ کرائی آ کر کش تسمہ کش جلا د بانی بیدا  
حاضر ہوئے زبرد چو ترہ رنگ بنا یا صرخ نقلی کو شان کشان لاکر ٹھایا پکارا کہ لے مجرم جو کھانا ہوا وہ کھائے اور پیاسی ہو  
تو بانی پی لے کہ ساغر اجل سے سیراب ہوا چاہتی ہے اس پتلے نے کچھ جواب دیا جلا دون نے انتظار کیا کہ بادشاہ جس عذاب سے



اُس کے قتل کا حکم کرے وہ عمل میں لائیں گردن مارین یا کھال کھینچیں یا دار پر چڑھائیں اُدھر خلقت کا ہر سمت سے ہجوم تھا اجماع ساحل شوم تھا شاہ جادوان نے اس طرح دار نقب کرائی تھی کہ لشکر یان بہار کا سامنا ہے اُدھر بھڑکے ہوئے دنی تھی بہار سامنے کھڑی یہ حالت زار دیکھتی تھی اور روتی تھی نافرمان کا گریبان چاک سرخمو کے بال کھلے لرزان رخ پر خاک لشکرین نام برپا شدت گر یہ دیکھا اشک یزی سے یقین تھا کہ دوسرا دریا اور جاری ہو گا دامن خاک صرف لشکر جاری ہو گا کوئی کہتی کہ اے فلک میرے ہر سمت رہی کہ سایہ عاطفت میں ملکہ ہر رخ کے رہا رسد و حمہ بین کو چھڑائے سر سیسلطنت پر بٹھائے کوئی گھڑی تو خوشی منائے سو یہ تیری خونیں کچھ محبت کی بونہیں کوئی بین و شکایت عذاری روزگار میں یوں تر زبان تھی کہ خوان و فاسے چرتی دنی نے سوائے زہر کے کسے انجین اہت نوش کیا کہ مشن نور رنج نے سینہ سوراخ دار نہ بنایا ابدار خانہ دہر سے آب سرد پیکر دل ٹھنڈا کسا ہوا ہر کونایا چرخ خانہ تھا جو چھو نہ گیا اور وہ کونسا کاشانہ آباد تھا جو نہ اجڑا افسوس لے دہر عذار و صد ہزار افسوس لے دنیا لے ناپا یاد کیسے کیسے سینے جو ارمانوں اور حسرتوں کے گنجینہ تھے تو نے خاک میں ملا دیے ہا کیا کیا امیدوں کے بھرے دل زیر زمین بادیے کی سمیت دیکھا کفن ٹول کے بنے ہر ایک کا اک حسرت کی پوٹ تھی اور خاک بھی نہ تھا کوئی کہتا تھا کہ یہ گردن ہانی صد ہر جفا ہی اسکا ہر ایک صاحب جو صلیب کے ساتھ یہ نقشہ نظم

کار دنیا کے ہن سب لہو و لب	عیش ہو جاتی ہے دم میں منقلب	ہے کہاں اسکندر و افراسیاب
ہے کہاں کاؤس کا جام شراب	ہے کہاں شاہ سلیمان و سد یو	ہے کہاں اس کوسن شاہی کا غریب
ہے کہاں وہ جاہ وہ انگشتی	ہے کہاں یوسف اور اسکی مشتری	ہے سراسر کار دنیا بے ثبات
چاہیے اس بیسوا کو مارے لات	الحاصل بیان کو شور و جہاں بلند ہو کہ شاہ جادوان نے جلا کو حکم دیا کہ اس مجرم کو دار	ہر چڑھا جلا دے زنجیر کمر میں باندھ کر دار پر کھینچ دیا

ہر چڑھا جلا دے زنجیر کمر میں باندھ کر دار پر کھینچ دیا شاہ نے تیر اندازوں کو حکم دیا ہر سمت سے تیر ٹپنے لگے اس حال کو دیکھ کر بہار نے چاہا کہ میں دریائے بحر میں اپنے تئیں گرا دوں اس وقت قرآن عیاں اُسے دوڑا آیا اور مانع ہوا کہ اے ملکہ نکو صبر کرنا رو اور غور کر نیکی جاہر کہ کو کب نے تیر کو ہر رخ کے تو کیسا بدلایا اب سکے گھر سے کہاں کا پکڑ گیا ہوا اور وہ چپکا ہے یہ تو نہیں ہو سکتا اسین خدا گواہ ہے کچھ اسرار ہر دور نہ وہاں خواجہ موجود تھے وہ ایک لمحہ نہ ٹھہرتے اور یہاں اگر عیاری کرتے اب تم تامل کرو اور نظر بفضل خدا رکھو بہار نے اُسکے سمجھانے سے تامل کیا اُدھر جب مجرم تیر باران کی گئی اُسکے پیٹ سے بیر نے نکلا اندھیل کیا اور غل چپا یا کشتی مرا نام من ہر رخ سمجھ چکے جادو بود اس صدا کے آنیسے ہو جب حکم بادشاہ ہزار ہا نقارہ بشارت شادمانی بجنے لگے بادشاہ اس وقت سوار ہو کر جانب ظلمات طلسم گیا دریا سے سحر اپنی جگہ آکر رہنے لگا بادشاہ کہتا گیا کہ میں جا کر ایک ساحر کو بھیجتا ہوں کہ وہ کام اس لشکر باغی کا بھی تمام کر دے حیرت شادان و فرحان بارگاہ میں آئی بہار نالان و گریان لشکر بیکر بھری بیخ کا پتلی سے نکلا گل مچا کے بعد جانے بادشاہ طلسم کے کوکب کے پاس گیا کوکب جو ہر رخ کو لیکر گیا تھا تو اپنے طلسم کے ایک میدان میں آیا ملکہ کو تختہ سنگ پر بٹھا کر ہوشیار کیا اور آپ چپ گیا جب ہر رخ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ کوسوں کیسا منزلوں تک ایک میدان ہے کہ پیکر نگاہ بھی دوڑنیسے تھکتا ہے طائر خیال بہکتا ہے نہر اوق چشمہ ہرے صاف شیرین آسین جاری گرد چشموں کے سبزہ رنگاری رخت وہاں کوئی نہیں باغبان قدرت نے گلشن نیامین کیاری ہوئی ایسی جگہ پر جب اپنے تئیں تنہا پایا ناچار قدم آگے بڑھایا کوکب صورت ساحر کی نمکریا منے آیا اور اسکو سلام کیا اُس نے ایک ساحر معزز کو لباس عمدہ سے آراستہ امداد ریاست چہرہ سے آشکار خلعت لیاقت سے پیراستہ دیکھا اور اُس نے کہا کہ اے ملکہ شاہ



گو کب کو بارگاہ افراسیاب سے جا کر لائے اب ہمارے ہزار سوار روئین تین آپ کو ملے ہیں انکو ساتھ لے جائیے اور لشکر حریف سے اپنا بار لے لیجیے آپ کو  
 بادشاہ نے خصت کیا ہوا رکھا ہے عمر کے ہمراہ ملکہ بران با فوج فرادان آئینگی آپ اطمینان رکھیے مہرخ نے یہ کلام سن کر پوچھا کہ پھر وہ سوار  
 کہاں ہیں؟ ساحر اسکو لیکر ایک سمت اسی میدان میں کچھ دور لایا تھا کہ ایک گنبد نظر آیا اس سحر نے سحر چھاکر گنبد وا ہوا اور بار ہزار  
 تین ہشت ہزار کا روئین بدن آئین سے نکلا کہ ہر ایک مرکب لادی پر سوار تھا پس ماہر آئے ہی اُن تیلون نے قد مثل انسانوں کے پیدا  
 کیے ہر ایک نہنگ کج جرات بن گیا اسلحہ سب کے زرب بدن تھے ہر ایک لشکر شکن تھا اس ساحر نے کچھ سحر چھاکر ایک عقاب تیز پرواز اُڑا دیا  
 آیا اُس مہرخ کو سوار کر کے عقاب حکم دیا کہ بہت جلد راہ طلسم طے کر کے اس ملکہ کو طلسم ہوشربا میں لے جا کیونکہ یہ میدان کتار سے اس طلسم کے  
 سامنے طلسم ہوشربا ہی عقاب ملکہ کو لے کر لکڑاڑ اور برو سے ہوا ٹھہرا عقب عقاب سوار ان طلسم نے مرکب ڈالے پرے فوجوں نے چلنے  
 کو س و بوق کو لے کر اُسے نشان کھلگئے اگر کبھی وہ لشکر برو سے ہوا چھایا تھا ہتھیار اُنکے بجلی کی طرح چمکتے تھے ڈنکے رعد آسا کرتے تھے  
 رو سے آفتاب سیاب لشکر سے پہنان تھا کوہ و دشت لرزان تھے ہوا ہن پوش تھی دنیا پر خروش تھی اسی شوکت و مکت سے بڑی قوت  
 و سطوت سے ملکہ دیشان عقاب ڈاکر چلی چھپے وہ فوج فولادی تھی عقاب طلسم کچھ دیر میں قریب حیرت پہنچا مہرخ نے اتنے ہی  
 ایسا سحر چھاکر آگ برسنے لگی خیام و بارگاہ جو چلنے لگے اہل فوج باہر نکلے ان پر تلواریں کھینچا کہ روئین تین جا پڑے پھر قوموت کا  
 بازو گرم ہوا لشکر یان حیرت قتل مہرخ کی خوشی میں غافل بیٹھے تھے پہلے حملے میں ہزاروں مائے سکے مگر لشکر لاکھوں ساحر و کھانڑا ہوا  
 تھا بہت ساحر جلد اسباب سحری لیکر ان روئین تنوں سے بھڑے تیر و تکی بچھا رہے تھے لگی تلوار چلنے لگی حیرت بھی گھبرا کر باہر  
 نکلی دیکھا تو آگ بارگاہوں میں لگی ہر قیامت مچی ہر لاش پر لاش گرہی ہر میری فوج میں بھگدڑ پڑی ہر لشکر میں غلغلہ ہر کہ روح مہرخ ان پر  
 چڑھی ہر مرد و تکی فوج لیکر لڑنے آئی ہر حیار و دن نے یہ خبر سہا رکھ کر دی کہ مبارک ہو آپ کو زندہ و سالم مہرخ فوج لیکر آئی ہن لشکر حریف  
 سے لڑ رہی ہیں اُسے اس خبر کے سنتے ہی پھر فوج تیار کرانی اور تخت لیکر آپ طاؤس پر بیٹھ کر بالمشاکر تھیو چلی اور بوق و نقیر بجا کر فوج  
 حیرت پر آگری وہ فوج پہلے روئین تین سے عاجز ہو رہی تھی کہ وہ نہ مائے مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے حریف ہاں سحر بھلی خیر اثر  
 نہ کرتے تھے اور انھوں نے تیغ سے کشور و جد و روح کی آبادی کے ویران کر دیے تھے دشت لاشوں سے بھر دیے تھے انکے نہ قتل  
 ہوئے نہ لشکر یان حیرت بھی مہرخ کے مرد و تکی فوج ملک عدم سے لڑنے کیلئے لیکر آئے تھے بالکل یقین کر کے حیرت بھی ملک مہرخ کو زندہ کھلے  
 گھرائی اور اڑ کر قریب آرائی وہاں لکھا تو ماش کے آٹے کی پیر دار پر چڑھی ہر بس بھی کہ مدعیہ قتل نہیں ہوئی ناچار وہاں سے پھر کر آئی  
 اور مصروف جنگ ہوئی روئین تنوں نے اتنے عرصہ میں آفت برپا کر دی تھی خون کی بھی تیغ قضا تو اس نے روئین تنوں کے سکے ملک عدم  
 پر بھی بٹھا دیے تھے کشور و جد و جان حریف پر قبضہ کیا تھا راہ قائم و فاسد امن و امان تھی گزر گاہ دنیا تھی سایہ شمشیر جس سرزمین پر  
 پڑا تھا وہاں خفقان خاک کا بھی سر قلم ہوا تھا مہستی کا کوچ جانب عدم ہوا تھا طبع مبارک زان ایسی کٹ پر پائل تھی کہ شتر زہر سے تلوار  
 تک گھائل تھی سپرین خوف سے شکر تیلی کا تل تھیں ہاتھ جوڑے جلاجل تھیں دم کا نام وہاں عدم تھا سانس لینے کا کس کو دم تھا اتنا دوا  
 حریف کو نہ ملتا تھا کہ سپرین بھالے یہ کہاں ممکن تھا کہ خبر سنبھالے آند و شد نفس سینہ میں بند تھی ہر سمت صدا سے الا بان بلند تھی  
 آخر لشکر کے پاؤں اٹھ گئے اور جانبے دیے سحر بھائے مہرخ عقب سے قتل کر تی چلی اور لب ریابک بحر خون بہا دیا **طلسم**

گر حدیث جرات سلطان عالم میں بھوں | محو کردن بہمن و دارا کی ساری داستان | جسم دیکھے گزشت دیکھے سنان و تیر کی



ہر جرحت آفرین کیواسطے کھولے بان | راحت خواب جل مصمام بخشے خصم کو | ہو ہر اک آغوش جو ہنزل آرام جان

دور یا سحر میں ہزاروں گرگرم سے وہ عجزت جو کبھی نہ مرتے تھے آج ڈوب مسے بحر فوج میں وہ تلامم مچا تھا کہ کوئی سفینہ جان ڈوبنے سے  
 نہ بچا تھا حیرت نے ہزاروں سحران روئین تون پر کیے لیکن اثر پذیر نہ ہوئے ناچار طبل مان بجا دیا اور دریائے سحر پر چھڑی مار کر کہا کہ  
 زوجہ شاہ ظلم کی مدد ضرور ہے بجز بڑھو اور یا بھی موج مار کر چلا اس وقت صرخ نے بھی طبل آتش بجا دیا یا اس لحاظ سے کہ بڑھو رکن سکیگا  
 غرض کہ بفع ذیروز یہ پھری بہار نے درخزانہ داکیا ہزار ہا قیدی رہا کر کے اپنے شکر سے نثار کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی شکر نے مگر  
 کھوئی صرخ اور نگ حکومت پر اگر جلوہ گر ہوئی سردار نذر لیکر آئے سبکو گلے سے لگایا اور خلعت یا پھر جڑن کا سہنگامہ آغاز ہوا ساقی و مطرب  
 نے اگر جلہ عشرت جایا صرخ نے فرمایا کہ انشاء اللہ خواجہ ویران بھی بافوج فرادان عنقریب تشریف لاتے ہیں در سب پناہ حال بان  
 جو گذر اٹھا بیان کیا سب سردار آمد خواجہ سے خوشنود ہوئے روئین تون کو بارگاہ استادہ کر کر یا عزاز اتارا پھر سب مصروف عشرت  
 ہوئے اور حیرت بر بادی شکر پر زار و نالان تھی منغل و گریان سرد گر بیان تھی فوج کشگی تھی جو باقی تھی وہ فزاری تھی خیام و  
 بارگاہ سب جلگئے تھے جو دوا یک سراسر پے باقی تھے تو یہ ظاہر تھا کہ زمین نے منہ پر رو نیکو لیا پڑسا دینے کا نشان کیا ہی لاخونکو  
 دیکھ کر سینہ ملک کا شق ہوتا تھا کیسے کیسے ساحر نامی و نامورا و ساحرہ حسن میں یہ از ماہ نور شیت پشت روئے نخس سوئے جہنم کی  
 بڑی تھیں صورتیں خاک خون میں بھری تھیں سیاب خزانہ سب لٹکیا تھا بازار و نکاتہ بھی نہ تھا حیرت نے دوبارہ ساحر و نکو  
 بھیجا کہ شہزادہ ہسان سے خمیر خرگاہ منگوایا اور سب دستی کر کے داخل بارگاہ ہوئی جو جادوگر کہ بھاگ کے بچے تھے وہ آنے لگے فوج  
 قلیل مقابلہ میں حریف کے پھرانری ملکہ مذکور روئی بیٹی جانب فراسیاب وانہ ہوئی کہ سیت روان تھی ابر کصورت و کلر و دبر سے  
 بناتے تھے آنکھوں سے آنسو جب اس حال زار سے دیکھ کر کے پار پہونچی ایک بہاڑ پر پہونچ کر ٹھہری اور سحر ٹپھا کہ خیمہ پیدا ہو کر اٹھا  
 لیجلا اس خیمہ سے کہا کہ جہان شہنشاہ ہوں وہیں مجھ کو پہونچائے خیمہ اسکو پردہ ظلمات میں لایا وہاں ایک صحرے سبزہ زار میں شاہ ظلم  
 بیٹھا قتل صرخ کی خوشی میں ناچ دیکھ رہا تھا پر زادن ظلم کا مجمع تھا کہ خیمہ نے اس پری کو پہونچایا بادشاہ نے زوجہ کا حال نہایت  
 پریشان پایا کہ بال سر کے کھلے ہیں منہ پر کشنگان لشکر کا خون ملے ہر گریان چاک ہر چشم تر لب خشک سر پر خاک ہی سہاں غمزدگان  
 نوہ بر زبان لب پر فریاد و فغان شاہ نے اس حال پر طال خاتون پر جمال کو دیکھ کر بتایا نہ پوچھا کہ کیوں لے جان من غیر تو یہ ملک  
 جمع مار کر ایسا روئی کہ بھکی بندھ گئی اور پکاری کہ سیت مقدر بر سر پر جاش ہر آہ نہ بھکی حسین راحت کی کوئی راہ ملے بادشاہ  
 سب لشکر کام آیا یہ واقعہ گذرا بادشاہ جلا باجر لشکر مختصر سب کی طرح کانپنے لگا اور کہا وہ ابر جو ہنگام قتل مدعیہ پیدا ہوا تھا افسوس  
 میں نے سپر کچھ غور کیا وہ وہی مرد صحرائی یعنی کوکب تھا جو مجرمہ کو لیکیا اور مجھے دھوکا دیکیا خیر کہاں میرے ہاتھ سے بچا جا سکیگا  
 لے یا جان خود حسن و زما بدولت کو غصہ آگیا اس جنگلی کو بال خراب قتل کرونگا اور وہ سترے سخت ونگا کہ خواب عدم میں بچا اسکو  
 آرام نہ آئیگا لے ملکہ دیکھا تھے کہ وہ کیسے اجڑیٹون کی طرح آکر صرخ کو لیکیا کیوں نہ ہو عیرو کی صحبت کا اثر ہر دغا باز تو وہ ہمیشہ سے تھا  
 اب نہ زیادہ مکار ہو گیا لے ملکہ تنہاری ملائج کوے پاپوش کے صدقے سے لشکر قتل ہو گیا وہ لشکر تھا بھی بودا اور لاٹھون جانبدار  
 موجود ہیں انھیں لیجاو اور کام حریف کا نام کر دیا کہ مگر کھڑے تھا فوراً اندھی نے آکر زمانہ سیاہ کیا از بسکہ صحرے ظلمات میں تو یہ  
 بیٹھا ہی تھا وہ ساحر جسکو اسنے طلب کیا وہ ظلمات میں تو رہتا ہی تھا بہت جلد حاضر ہوا ملکہ نے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پر سوار لیکن نہایت



بذیت و غدار اصل میں حرامی مزاج میں خود کامی صورت نجس لبان دیو سیرت میں پر پونہ سو کا حکم ختم کا شکل خرس سارے جسم پر بال فعل  
توان بر خصال ہرین موسے دھوان نکلتا قدناڑ سا منہ بھاڑ سا مثل برق چمکتا ابر کی طرح گرجتا تن کی سیاہی نے جہان پر پڑوڈالا اب تک  
کو کا لاکر دیا اندھیرا اچالا کر دیا شب بوجھ بھی مات ہو گئی آمد سے اسکی دن کی رات ہو گئی کہ ایات

بہت سے سانپ لپٹے اسکے تن سے	نکلنے شعلہ آتش دہن سے	لبان طوق افعی تھے گلو گھر
کمر سے لپٹی مٹی آہن کی زنجیر	بشکل جوش خاطر حسیت و چالاک	لبان مالک دوزخ غضبناک

اس بچیا نے بادشاہ کو بکمال غرور و نخوت سلام کیا بادشاہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا وہ جب بیٹھا جام شراب بکھل بادشاہ ایک  
پری نے اسکو دیا اسنے ہنس کر عرض کیا کہ میں شاہ کے روبرو کیا شراب پیوں اپنی جگہ پر بیٹھ سے لگا لیتا ہوں اب یہ ارشاد ہو  
کہ مجھ کو کیوں یاد فرمایا ہر بادشاہ نے کہا اے پہلوان طلسم اس طرح کچھ تیلے روئین تن کو کب نے بھیج کر میرے لشکر کو قتل کرایا ہر اب تم چالیس ہزار  
پتلا کہ جو تمھارے سپرد ہر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور سیکو راہ عدم دکھاؤ اسنے جواب دیا کہ تیلو نکی کیا ضرورت ہے یہ غلام اکیلا انکے سزا  
میںے کو کافی ہر بادشاہ نے کہا واقعی اے ناقوس شیر سوار روئین تن تم ایسے ہی ہو لیکن بان لشکر بہت کام آتا ہر فوج کی ضرورت  
ہر تم علاوہ تیلو نکی ایک لاکھ ساحر ساتھ لیاؤ اور مقابلہ کرو ساحر مذکور یہ سن کر آداب خضعتی بجالایا شاہ نے خلعت یا خلعت پہنکر  
یہ اپنے مقام پر آیا اور بادشاہ نے حیرت سے فرمایا کہ اے جان ہن اب جاؤ اور تماشہ دیکھو کہ جان دشمنان پر کیا گزری حیرت  
عبد سرت بدستیار ہی پنجہ سحر و بانسے شکر میں آئی اور حکم دیا کہ ایک رگہ فلک فرسا ستاد ہوا اور گردا کے میخانہ بجا جائے غمناکے شراب  
گلگون ہیا ہوں رقا صان ہر طلعت حاضر زمین کہ پہلوان طلسم تشریف لائے ہیں حسب حکم اسکے کار پر داز عمل میں لائے یہاں  
تو یہ بند و بست ہو بان ناقوس نے اپنے قلعہ سے ایک لاکھ ساحر لیے اور کوچ کر کے ایک جنگل میں آیا وہاں ایک حجرہ بنا تھا اور  
اسی طرح جیسے کو کب نے گنبد و اگر کے تیلماے روئین تن کو نکالا تھا اسنے بھی حجرہ کو دیکھا چالیس ہزار پتلا روئین تن انہیں سے محل کر  
ہم قاست انسان بنا اور مرکب پرند کو اڑا کر اسکے ساتھ چلا یہ بھی شیر اپنا اڑاتا ہوا آگ پانی برساتا دھوان پھیلاتا ظلمت باد عالم  
بنانا دریا سے سحر سے اتر

کہ اٹھا ایک ابر تیرہ ایسا	جوا نکھوں نے کبھی دیکھا نہیں تھا	ہوے تاریک جس نے شت و در
کہان ایسے یہ گیسوے دلبر	اسی صورت سے وہ مرد ستمگر	جوا ترا اس طرف کو لے کے لشکر

اسکے آنکی خبر حیرت کو ہوئی استقبال کر کر بلوایا یہ اگر باسگاہ میں داخل ہوا لیکن اس ساحر کی ایک وجہ مسجوت گیسو دراز نام  
ہر اور وہ اس سے علیحدہ رہتی ہر جہاں سے اپنے شوہر کا لڑنے جانا سنا خیال کیا کہ جنگ و سردار دسامری جانے کون جیتے کون ہار  
پس تو بھی ہمراہ شوہر ہر دیکر دیدار آخری کی حسرت نکال لے غرض کہ یہ سوچ کر پہلے اسے نام رکھا مضمون یہ تھا افراسیاب و منصور  
و باعتمان وغیرہ سکی بیبیاں ساتھ ہیں لہذا میں بھی چاہتی ہوں کہ اس لڑائی میں تمھارے ساتھ رہوں اگر تم اجازت دو تو آؤ  
یہ نام پنجہ سحر نے جب پہونچا یا اسنے نامہ پڑھ کر جواب دیا کہ بگام زرم عورت کو ساتھ رکھنا ناجائز ہے بعد فتح تمھیں ملاؤں گا ابھی آتیکا  
قصد ہر گز نہ کرنا جب یہ جواب اسکی زوجہ کو پہونچا تا مل پذیر ہوئی اور اس ساحر نے شراب پینا شروع کی تا جہ دیکھا کہ جب غیب  
مست ہوا اور وہ وقت آیا کہ روئین تن و زرین پیر بن فلک مجر و خرب بن گیا اور زنگی شبنم دہر غدار کو کا لاکیا اسنے حکم نواخت بل جنگ



شب تیرہ کی پھر پیدا ہوئی شام نظم نہ کالے کو سون تک تھا ماہ کا نام  
نفیر سحر نے پھر غسل چایا کہ بان ہستیار وقت رزم آیا

جب لشکر ساحران میں نفیر بھی طائران سحر نے جا کر مہر کو خبر دی ادھر بھی طبل حربی بجا سا چراگاہ ہو کر مصروف سامان جدال ہو  
جوت اگیار کرنے لگے ڈمرو کی صدا دت آسمان پار بھی فوج سحر عازم پیکار تھی لہو کی دھار پر سیر کی گہا ر بلائی تھی تازہ خون کی  
چاٹ دلائی تھی کڑے لوسے کے بجتے تازے تازے مردوں کے کلیجے بھینٹ میں دیے تھے ہڈیوں کے مائے چپتے تھے جاپتروئی پر بھنت جنتروئی ہو رہی  
ایک سمت منچلے بیشہ شجاعت کے پلے تیغ تیز کرتے تھے عزم سنیز کرتے تھے بحر فوج میں شور جدال تھا روانی کشتی شمشیر کا خیال تھا  
بہادران میدان غامکب تیغ ابرار پر سوار ہونے پر تیار تھے غرق بحر آہن شجاعت شعار تھے رات بھر ہی شورش ہی جب فلک میں  
زورق حیات کو اکٹہ ماہ ڈوبی اور نا خدا سے قدرت نے باد بان ضیائے مہر کو اڑایا **نظم**

لب ہر غنچہ کو کھولا صبا نے صدا دی طائران خوش نوا نے  
فروغ صبح کے سامان دیکھے کو اکب چند دم مہمان دیکھے

منہج دعا درگاہ کبریا میں فتح و ظفر کی مانگ کر سوار ہوئی ایک طرف سے سواری بہار کی آشکار ہوئی اور فوج روئین تن بڑی شان و  
شوکت سے روان تھی بلور بھی با فوج فراوان جسکی سیبت سے روح جم دشمنان جانب عدم روان تھی گویا شیر بیشہ شجاعت جاب  
آہوے دم خور وہ چلے تھے شاہین کبک چمن کی جانب جھکے تھے طبع الاسلام جادو گرنیو کا مصحف خسار گلستان شجاعت میں کھلا  
تھا باغ جنگ میں وراق گل حیات دشمنان کو پارہ پارہ کر کے زیر و زبر کرنیکا ارادہ تھا باران اس لشکر ظفر پیکر کی روانی پر  
قطرات آب تار کر براق کا دل چمک دیکھ دیکھ کر سفیر ا تھا ماہ و خور گردون کو خوف سے داغ و رخشہ و دودھ جگر سیاروں کے دیدہ  
سے خوف و ہیبت ظاہر ترک فلک کہتا تھا کہ اب خیر نہیں یہ جنگ قابل سیر نہیں غصہ اسی کرد فر سے لشکر وارہ نظم

قرب صبح وہ جرار لشکر پڑھا صحرا کو مثل شوق مضطر زبان نیرون کی آئین تیز یون پر  
جھکے سر مرضی خالق میں یکسر اڑے جب تلکے سب ساحر ہوا پر تو پھر جنگاہ میں ٹھہرے وہ آکر  
صفین جمنے لگین کو کیت بولے پھریرے سب علمداروں نے کھولے

اسطون سے حیرت بعد جاہ و شمت تخت پر سوار فوج ساحران پیشا رہا لیے یاد مقتولان میں اشک حسرت جاری کیے  
برآمد ہوئی ناقوس منحوس تپا مائے سحر کی فوج کے پرے جانے لگا ساحر و فین جدا انتظام صف کشی ہو جب ترتیب لشکر ہو چکی باجے  
بجے نقیب پکارے کر سیٹ لاکار کر کنارے ہوئے ناقوس نے اجازت حرب ملکہ سے لی اور وسط میدان میں پہونچ کر آواز دی کہ  
تم سب میری لڑائی سے خواب گاہ ہو کچھ احتیاج اسلحہ شوری کھائی کی نہیں تمہیں پر ہاتھ صاف کرونگا اور میرے مقابلہ میں ڈنہیں بنگر  
ادھر سے ایکے میں تن مقابلہ میں اسکے گیا اور طالب حرب ہوا اسنے تلوار کھینچ کر اسپر وار کیا روئین تن کے سر پر جو تیغہ آکر پڑا ایک  
شعلہ آتش سر سے نکلا مع مرکب راکب جگر خاکستر ہوا ناقوس نے نعرہ کیا کہ بسل پنا زور میں کھا چکا اب ایک ایک سے میں کو بنگر  
لڑونگا قصہ جنگ دم بھر میں فیصل کرونگا لو میں تمہاری صف پر آتا ہوں صفو دنیا سے نقشہ ہستی تھا راٹھا تا ہوں یہ کھا کر شیر  
اپنا اڑایا اور تیغہ روئین شکاف کھینچ کر صف لشکر دشمن پر آیا روح سفند یا زیر خاک لا مان پکاری فلک نے بھی سپر زرین ہر



نکالی ادھر سے بھی دیوار فوج روئین تنانین جنبش ہوئی سد سکندری نے اس فوج یا جو ج کور و کنا چاہا ایک طرف سے مہرخ نے تخت بڑھا کر حملہ کیا نفیر و بوق کا شور تاس پہرین پہونچا یا بسان طرف روئین آسمان میں جھنڈا پیدا ہوا پتلے چالیس ہزار ایک سمت سے بڑھے افسران لشکر عازم ہوئے کہ ہم بھی بھر جائیں ناقوس نے پکار کر نسیب دی کہ کوئی میری لڑائی میں دخل نہ دے حیرت نے فوج کو روکا اور وہ بھی بسان تہمتن صفت لشکر اعدا پر جا پڑا تو ہر طرف سے نارنج و ترنج وغیرہ محرکے حربے اس پر ٹنگے اور بہادر دن نے تیرو نیزہ و خنجر و تیغ و زہن و تیر لگائے مگر جو حربہ اس کے جسم نجس پر پڑا اچٹ گیا سا حرونکے بیرون نے بھی جواب دیا کہ ہے اس بلا کا سامنا نہوگا اور اسے قتل کرنا شروع کیا ایک حملہ میں بچا پس روئین تن کو کب کا مارا اور ادھر سے قتل کرتا ہوا صفت ساحران پر آیا جس کے دوڑ کر تیغ مارا وہی ٹکڑے کیا میدان لاشوں سے بھر دیا العیاذ باللہ شور حیرس کا روان ملکنا بلند تھا جو ساحر زخمی ہو کر گر تا کمر پڑھتا کدونا کر مطیع اسلام ہو چکا تھا ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ بھائی تم شاید رہنما کہ پاؤں ہمارا صراط مستقیم اسلام سے نہیں ڈکا ہر یون ہی صراط پر پھی بر دوسرے المصیر قدم کو خدا تعالیٰ ثبات نکلا کہین جادو گر نیان عربوں عبادت عشت نوشہ مرگ سے ہم بغل تھیں دھنا آلود ہاتھ انکے گریبان گیر خاک تھے مگر باقی ملنے کا پتہ دیتے تھے کہ بھدی لگاتے وقت ہی دن کے خیال سے ہاتھ ملتے تھے کہ آج مشاطہ حسرت جو اتان مرگی انپر دکر ہاتھ لگی کید کا رخسار جو خون آلود تھا گویا مٹھ پگڑی ملا تھا کسیکا چاند سا بدن جو کھلا تھا تو چپٹا اور اجلا کفن مانگتا تھا کوئی چشم ز گس اس حسرت پر کھوسے تھی کہ شائد تماشائے ہستی پھر نظر آئے ایک نظر عشوق امید کی دید و ادید ہو جاتی کسی کی بلکین تر چھی رہی تھیں تو یہ یا کرتی تھیں کہ کبھی ہم نے بھی غمزہ جانتا کر کے ان پر چھپو لے کیو مارا تھا دیکھو پلک رتے میں کیا سے کیا ہو گیا غرض کہ ایک تہلکہ عظیم برپا تھا وہ ٹکڑو سفاک برا بر قتل کرتا پھر تاتھا کہین رہ پوش پڑے پڑتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ صید زبون ام میں تڑپتا ہر کسی کا رخ جانب کعبہ تھا کوئی زبان حال سے یہ کہتا تھا کہ خسرہ ضعف

ضعف و پیری کی شکایت ہو چکی	عسر گھٹنے کی بھی زحمت ہو چکی
جس قدر ہونا تھی وقت ہو چکی	مرچے تیار تربت ہو چکی

آج سب کاموں سے فرصت ہو چکی

حاصل کلام وہ بد انجام بہت ہلاک کر کے پشت لشکر پر ٹنگ گیا اور ترک تاز کرتا ہوا پڑا پڑا یا ہیان جو لشکر گہبانی خمیر و سرگاہ کیلئے تھا اُسے وہاں بھی آفت ڈھائی انہیں بھی صد ہا گویا کر بار گاہ مہرخ میں آگ لگائی اور پھر دوسری جانب حملہ کیا لشکر کو قتل کر کے جو خمیر راہ میں ملا اسکو پھونک یا اور یون ہی تیغ مارتا ہوا اچھے چند اہل صفت پر لشکر کی آگرا زبیکہ ایک لہر اسوجہ سے لشکر نہیں بھاگتا ہی بان جدھر یہ جاتا ہے وہ صفت نہ وبال ہو جاتی ہے نہیں جب پھلی صفت ٹوٹی یہ قلب پر آ پڑا اور چاہا کہ مہرخ کو ماروں تو لشکر بھا گیا چنانچہ قلب کو جب اسنے قلب کر نکا ارادہ کیا ساتھ دکننگا جو تر بہ سخت شاہی صفین جمین عقین انہیں بڑے بڑے زبردست کھڑے تھے وہ حملہ آور ہوئے اسنے اسوقت ایک نارنج سحر بڑھکرا کہ ہزار ہا پیکان زہر ابدار اس نارنج سے ہکلر سینہ شکر یان کے پار ہوا اور صفو جمین طلطم شل دریا کے پڑا یہ سب کچھ کو شادری کی کوئے قریب تخت مہرخ پہونچا اور تیغہ مارا کہ ملکہ مذکور فوراً تخت سے کود غرق زمین ہوئی تاوار تخت کو کاٹ کر زمین میں درآئی پھر تو وہاں سے ننگا نہ دیا بھان قتل



کرتا ہوا لشکر سے باہر نکلیا اور لڑکار کہ ہاں اے پہلے اے زمین تن لینا ان نکھڑا ہون کو چالیس ہزار تیلہ جو پہلے اسکے روکنے سے  
 متھم بہانہ بن گئے پھر آٹھ اور یہ لشکر حیرت میں آکر دم لینے لگا ساقی نے شراب لاکر پانی گزک کھلائی حیرت تخت سے بڑھ کر  
 قریب آئی اور شاخو ان ہوئی کہ اے پہلوان دوران واہ واہ کیا کہنا اسے براہ نخوت سلام بھی تعریف پر نیکیا اور پاجیوں کی طرح  
 سے نکلنے دنگ باز دو سینہ دیکھنے لگا اس عرصہ میں تیلہ زمین تنان نے حملہ کر کے ہزار ہا زمین تن کو کب کا مارا اور لشکریوں پر  
 چلا آگے کی صف بھاگی صرخ زمین سے نکلے طاؤس پر چڑھی تھی کہ لشکر کچاالت بدتر دیکھ کر آگے بڑھنے لگی مہار نے دیکھا اگر قتل  
 ہوئی تو بڑا غضب ہوا پس اس نے تخت بڑھا کر اسکو روکا اور آپ نکلنے کا ہر رزم عزم کیا اسکے تخت پر زلزلہ و لرزان میں  
 انھوں نے اسکو بھی جانے ندیا اور آپ صف زمین تنان میں آئے اور قرق زمین ہوئے قلاب رض کو حرکت دی اسقدر زمین کو جنبش  
 ہوئی کہ دشت کوہ میں لرزہ پڑ گیا ہیبت جنگ سے جسم ہر پتہ چڑھی لیا زلزلہ یا کہ کشتی دنیا ڈلگائے لگی لوگ کہتے تھے  
 کہ یہ ناؤ آج نہ ڈوبی تو کل ڈوب جائیگی گاؤں زمین لہج سے تھرائی دائرہ مرکز خاک بگڑنے کی نوبت آئی زمین تنوں کے پاؤں  
 قائم نہ رہے پھسل کر گرے زمین سے زلزلہ نے نکل کر اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہاں تھروں در لاٹھیوں سے انکو پیٹ لو پھر تو ادھر کے تیلے  
 انپر تلواریں نیکر گرے وہ صفین بھیجے ہوئے تھے اور طلسمی تیلے طلسمی تیلو تلوار سکتے ہیں اسوج سے انھوں نے سر کاٹنا شروع کیے ایک  
 طرف لشکر یان زلزلہ موگروں اور قبضہ شمشیر اور تھروں سے سر کھینے لگے اب تو موگروں یان گھریا نو سپر پڑتی تھیں کاسے سر کھنڈے نکلے  
 تھے مگر یان زندگی کی کٹسی تھیں ساعت بری آگئی تھی کھوپڑیاں چلتی تھیں ایک لختہ میں ہزاروں دم رہو ملک عدم ہوئے تھے  
 سوزن حیات رشتہ نفس میں جو پڑتی تھی سینہ میں کھٹکتی تھی ہر منٹ میں ساٹھ ساٹھ کام تمام تھا سب کسی نے کہا ہر کھڑیاں میں  
 گھڑی ہر زمانہ کو نہ کیسکا پاس ہر خیال ہر جب ہزار ہا زمین تن کام آئے ناقوس مہا اور کہا کہ اے خاتون شاہ طلسم آئے دیکھا  
 کہ یہ فوج عدد کیسی جبار ہر کیسا کیسا ساحر زمین نامدار ہر یہ میرا ہی کام ہے کہ جو اس لشکر کو تہ و بالا کرتا ہوں دیکھئے پھر قدم بعزم جنگ  
 آگے دھرتا ہوں ایک سکا خاتمہ کرونگا یہ کہہ کر دوبارہ شیرا نیا بڑھایا اور لشکر دشمن میں آکر غواں بجا رہا ہوا اور ایک نایج سحر  
 چڑھا کر زمین پر بار اور پکارا کہ قائم ہونا پنج زمین میں سمایا اور زمین سنگلاخ ہوئی زلزلہ و لرزان زمین کھراکے اور ایسے ہی  
 زیر دست ساحر تھے جو طبقہ ارض کا دامن بھاڑ کر باہر آئے یہ غیہ پکڑ کر انکی طرف جھپٹا فوج پنج میں سدا رہا ہوئی اُسے پھر زیر تیغ  
 رکھ لیا اور بیجان کرنا شروع کیا اور لڑتا ہوا زمین سے میرہ پڑ آیا پھر اُدھر سے جانب قلب رخ کیا اسوقت مہار اپنے تخت سے  
 کودی کہ اے بیجا کہاں جاتا ہوا دھرا کہ تو ہمارا فکرا رہی دیکھ منہ کام فصل بہار ہی بھلا کب قت رزم پیکار ہی یہ کہنا تھا کہ  
 ایک برق چمکی آنکھوں ناقوس کی جھبکی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے تختہ اے زکس نا فرمان کھلے ہیں گل و بلبل صحبت آراہین آمان  
 چمن اکڑ رہے ہیں تو سن شاخسار پر ہر برگ سوار ہی ایک طرف لالہ کی ملیں کی قطار ہر مرغان جن نقباء خوش لہجہ کی طرح صدا  
 دیتے ہیں کہ بہار سستی بے ثبات ہر فنا سکو ہر بقا اسکی ذات کو ہی ان اے جو انان ماغ ہشیار کہ آمد فوج خزان ہر سیک نیم خبر لینے والا  
 ہر قحطی طرفہ بہار دیکھی گلشن میں لڑائی کی پکار تھی زکس نظر باز تھی کہ کوئی معرکہ سے نہ بچائے سنبل سے سوسن زبان دراز تھی کہ نہ  
 گیسو کا نہ بلجائے صر صر جادو نہ چمنستان بقلے دشمن پر چلجائے ہوئے گل پرتا کید تھی کہ بھاگ نہ جانا تھو زمین عدو کے تیر چلانا ناہی  
 میں ہوئے کبر نیکر سماند شام جان کے پار ہو جانا سرور بان تھے کہ زکس نہ لٹجائے گل خضر فی کا توڑا نہ دوست بر دشمن سے



بجائے گلگون لادائی تھا ارغوان لباس خونی بہتکر باغی تھا سر و تشاد و ارشاد بنے تھے توارہ ہاے نہر کی طرح جھستے تھے عرس باغ  
جان بچا نیکو ترستے تھے شہر گلشن آباد پر آشوب تھا بہر گھوہیں سامان زد و کوب تھا شہر گل کا مزاج برہم بلبلوں کا عجیب عالم صنوبر بھرا ہوا  
تھا سر و تن رہا تھا پانی نہر کا سپاہیوں کی طرح بہتیرے بدلتا تھا سبزہ تیر خزاں یا کر طرح دیکھے پارہ ہونے پر تیار نیچے مرجان مست دراز  
وہ خدا سا حور چہا ر شر بار سوسن سارہ کے مثل دس بانیں نکالے چپکے چپکے جادو کرتی تھی داؤدی مصلح الاسلام تھی تو صد برگ  
کی تسبیح پرستی کہ سمیت جو عدد سے بلغ ہو بر باد ہو + کوئی ہو گلچین ہو یا صیاد ہو + نہر میں دکن دعا کرتی تھیں کہ اے تخلیل قدرت  
بھٹ فیض ہو اوصل ہمار و تہجد قوت نامیہ و ابرار بہار کی فتح ہو خزاں کا سمندر کا لار ہے دیں نکال لاسے ابر بہاری بر بحر مقایا  
یا آتش گل کا دھواں عیا یا تھا سا حور میں نے ناریج و ترنج لگایا تھا بنفشہ زار کندہ حلقہ وار گل زنبق کی رنگت رخ خورہ غنچ کہ لکھو

کٹیدہ تھا گلچین سے جو سارا باغ ہوا سے لہکنے میں یہ اسکا رنگ رسالہ جہا تھا کہین لالے کا کنند افکنوں کا پتہ دیتی تھیں	ہوا پر گلگون کا تھا پہونچا دماغ کہ جیسے حلین تیر وقت نبرد رزہ پوش تھی ابر سے وان صبا و یا گڑیاں اور مکر بانڈھ کر	جو تھا سبزہ باغ شکل خدنگ ہوا کر رہی تھی دبان کا ر مزد درختوں کی بیلین شجر پر چڑھیں مسلح مکمل ہوئے تھے شجر
--	---	--

س بہاؤ دیکھ کر ناقوس بولنے سے رکا ہواے سر جو باغ کی لگی جھومتا ہواست گلشن شجر جلا حبساتے اسکے پہونچا چنستان میں روش گل پر اس غار مگر صمد بہار عالم شباب یعنی ملکہ بہار کو لباس رخسار نایاب سے آراستہ پایا اس وقت تو دیر قابو نہ ہوا یہ نقشہ ہوا کہ ایما پت بہار باغ میں تھی اک دل آزار بلا آئی ہوئی جس کے نقارے صدائے اکھڑ نکلی جگر سے بلا کی تھر کی تھی شوخ و عیار ہوا برہم و مین مجموعہ ہوش کہا تقدیر نے اپنی خبر لے درون باغ آبولاکہ جانی اٹھانا ناز مشکل ہے تمھارا	بظاہر خوب و لیکن ستمگار طہیت سب طرف سے پاکدامن لی چتون جو ظالم کی نظر سے کچھ کچھ لے کے انکڑائی برابر کیا بیتابیوں نے خود فراموش اسی جانب ہوا عزم دل آزار خدا رکھے یہ تیری نوجوانی مگر با این ہمہ اک آرزو ہے	عقب امیز چتون کے اشارے انگون پر رخ عارض کے جو بن کیا تر چھی نگا ہونے دل افکار دکھایا اپنے جو بن کو سراسر نگاہ ناز سے دیکھا جو اس نے ہجوم شوق میں پہونچا بس اکبار ہوا یہ حال رنجوں سے ہمارا طہیت کو اسی کی جستجو ہے
---	--	---

کہ مے بوسے لبنا نک کے دوچار | کہ تاراحت ملے دلو مے پار

جب ناز و نالہ اسکا از حد ہوا لکہ بہار نے ایک کینز کو اشارہ کیا وہ مسکرا کر آگے بڑھی در پکاری کہ اے پہلوان زمانہ تمکو شرم  
نہیں آتی کہ تمام فوج تمھاری معشوقہ کا دم الفت بھرتی چلی آتی ہے اسنے اسکے کہنے سے پھر کر جو دیکھا ایک لاکھ سا حور جو اسکے  
آیا تھا وہ شعر عاشقانہ پڑھتا چلا آتا ہی حیرت اپنی فوج پیچھے ٹھالی گئی ہر لشکر ہرج نے الگ ہو کر صف کھینچی ہر وہ سا حور دیوانہ  
آتے ہیں انکو راہ دی ہی یہ حالت کچھ اسکو رشک سے غصہ آیا اور تلوار پکڑ کر چلا بہار نے کینز سے کہہ کر بے شراب بحر بلائے تو نے  
اسکو پھر اچھا نہ کیا یہ کہ مکر پکاری کہ بموجب نظم



یہ صحت سامنے آئے نہ آئے	جدائی ہے گلے سے میرے ملجا	خدا جانے فلک کیا پیش لائے
	رہین ہم زندہ یا تو جا کے مر جا کے	ہمین دیکھین فلک کیا آج دکھلائے

یہ کہنا تھا ملکہ کا کہ وہ بیتا باہر پھر ملکہ نے کینر کو دیکھا اسنے ایک جام بلور شراب سحر سے معمور کر کے اس شک حور کے ہاتھ میں دیا اس  
معمور میں حسن نے دخت زر کو اپنے بدلے اس ساحر کے سامنے کیا یہ ساحر اس ساحر کو کوزہ آب حیات سمجھ کر نہ بے نصیب جو  
یہ دشمن جان شراب پلائے بہر شہلیم جھکا اور جام لیکر پینا چاہتا تھا کہ ایک طاؤس روئے ہوا سے اڑتا ہوا آیا اور پیر پینا ہاتھ  
پر بار کہ جام گر پڑا ملکہ نے چاہا کہ طاؤس پر چال سحر کا مارے مگر وہ طاؤس پنجہ میں داکر اس ساحر منحوس کو لے اڑا ملکہ نے اس کینر سے کہا  
کہ دیکھا تو نے ذرا سی غفلت میں سب محنت میری برباد کر دی یہ طاؤس فرستادہ شاہ طسم تھا اگر دم بھر یہ ورنہ آتا اور وہ بھی جام  
پانی جاتا پھر تماشہ ہوتا کہ یہ پہلوان طسم تھا یہاں سے طسم باطن تک آفت ڈھاتا شاہ جادوان سے بھی مشکل را جاتا یہ تو اس طرح  
اگر مخن ہر ادھر حیرت نے بعد جانے پہلوان طسم کے طبل باز گشت بجوایا کہ فوج سب سحر بہ سحر ہمارے ایسا نہو کہ کچھ آزار پہونچے  
مخمر طبل بان کی صدا سن کر سجدہ شکر خدا بجا لائی اور لا شہما سے مقتولان اٹھوا کر با فوج باقی ماندہ پھری وہ ساحر جو سحر بہار تھے  
نہ بھرے اور سامنے باغ سحر کے آکر ٹھہرے ہمارے ایک تیلی سحر کی اپنی صورت پر بنا کر وہاں چھوڑ دی در آپ بارگاہ میں  
آئی تھیں نے جو بارگاہ دخیام جلگئے تھے انکو درست کیا اور فوج کو اتر دیا بارام افاست گزین ہوئی لیکن ناقوس کو طاؤس  
جو لگیا تھا ایک صحران میں کنارے چشمہ کے لایا اور ساحر مذکور سمیت اس چشمہ میں گر کر اسنے غوطہ لگایا اور باہر آکر ساحر کوزہ میں  
پر ڈال دیا وہ بیہوش ہو رہا تھا غوطہ کھا کر ہوش میں آیا دریا سے بخودی سے پھر عشق بہار دے دور ہوا طاؤس سے پوچھا کہ اجلا  
کیا ہے اسنے کہا کہ اے پہلوان طسم تم سے اقل و فرزانہ ہو کر یوں دھوکھا کھائے اور اس چھو کری کے سحر میں سحر ہو جاے بسا  
تعجب ہے یہ کہ سب حال سحر بہار کا اسنے بیان کیا کیونکہ یہ خود افراسیاب ہے پردہ طاؤس میں آیا یہی فی الجملہ پہلوان سے کہا  
کہ اس چشمہ میں خداوندات اعلیٰ نے ایک وز ہاتھ دھوئے تھے پس اسکا پانی تم ہمارا بچاؤ اور اس باغ سحر چھٹیا جا کر دو کہ وہ برباد ہو جا  
شکر یونکو تھائے ہوش آئے اور جب کبھی ایسا سامنا ہو تو اس پانی سے کام لینا اور بہت ہوشیاری سے بڑنا یہ کہ ایک شیشہ  
میں وہ پانی بھر کر اسکو دیا اور آپ سیطرح طاؤس بنا ہوا روانہ ہو گیا یہ بھی وہ آب سحر لیکر روانہ ہوا اور اڑتا ہوا پہلے میدان  
نرم میں آیا شیشہ سے پانی لیکر باغ پر چھڑکا وہ باغ مثل دھوئیں کے اڑ گیا تیلی ہی خاک ہو گئی بارگاہ میں سحر دفع ہوئی ہمار  
خوش آگیا مگر بہار جو کوہ آرام میں ایک مرتبہ علاج کو گئی تھی تو اسنے بھی سحر بڑھکر بھڑا پانی تیار کر لیا تھا کہ جب میں بیہوش  
ہوں تو یہ پانی کام آئے وہی پانی اسکی کینرون پاس تھا اٹھون نے چھڑک کر اسکو ہوشیار کیا ادھر باغ سحر کے دفع ہونے سے  
شکری بھی ہوش میں آگئے ناقوس سب کو مقام فرد کاہ پر لایا ہر ایک رام گزین ہوا یہ بارگاہ حیرت میں آیا اسنے تعظیم کر کے بٹھایا اور حشر  
کیا طائفے آکر ناچنے لگے ساتی جام پلاتے تھے ناقوس نے ایک عرضی شاہ طسم کو کھچی کہ اے شاہ عالیجاہ اس غلام نے تین حملہ شکر  
عدو پر کر کے ہزاروں کو بجان کیا خاک و خون میں غلطان کیا آج ہی سب کا فیصلہ کر چکا تھا مگر مجھ کو ہمارے دھوکا دیا خیر اب میرا  
کیا کر لگی آپکا بھی ہوا طاؤس اب سحر دیکھا ہے اب کی لڑائی میں فیصلہ ہرے لکھ کر سرداران بارگاہ سے کہا کہ میری شجاعت پر جو تم نے حکام  
جنگ کھچی ہر ہر کرد و سب نے بے غدر ہون کو دین کہ دفعی اس پہلوان نے تین بار شکر حریت کوزہ پر وزیر کیا غرض کہ یہ عرضی پختہ ہوا



کے پاس لیگیا وہ طاؤس سے اسی صورت پر اگر باغ سیب میں آیا تھا کہ عرضی پہنچی ہر چند کہ وہ سب حال سے ماہر تھا مگر عرضی پڑھ کر اس کے دل بڑھانیکو جواب لکھا کہ اے پہلوان کیا کہنا ہم بہت خوش ہوئے جیسا تھا اس سے زیادہ تھیں بیابا کی لڑائی میں بکا خاتمہ کر دوں گے جہاں تک ہو سکے بہار کو زندہ کر لینا ہم ایک سحر زبردست اور تھکاری اعانت کو بھیجیں اگر تم ناراض نہ ہو کیونکہ بہار زبردست بہت سے باقی ہماری عنایت و بیعت کے امیدوار ہوئے لکھا کہ ایک خلعت گرانا یہ تحریر کے ہمراہ پہلے سحر کے ہاتھ ساحر کو رکے پاس بھیجیاجیاسکو وہ نامہ اور خلعت پہنچی بہت خوش ہوئے وہاں خلعت پہنکر ایسا اترا کہ آرام بھی نیکیا جب بقیہ دن تمام ہوا اور خلعت پہنچا وہ دار کو اب شاہ زنجبار شب نے ترک فلک کو بخشا اور طاؤس تلی قام شہر نے شہسوار مہر کو مچھلے مغرب میں پہنچایا م

دیار شام کا فرمان روا ماہ	جو نکلاے کے فوج بھم ہمراہ
شناور قلم اخضر کا خورشید	ہو اگر داب میں غلٹ کے وہ قید

شام کو اسے حکم قرارہ بچنے کا دیا بغیر سحر کو دم ملا ہر کائے خدمت سرخ میں آئے خبر طبل جنگ عرض عرض میں لائے لکڑی کوڑنے بھی نظر رحمت کر دگا کر کے کوس حرب بجا لیا صدائے نقارہ جنگ گوش حق نبوش دلاوران میں صدائے صہر اسرافیل تھی یا ندائے طبل رحیل تھی لوئیں شیشہ ساعت کی طبع فبار تھا مگر گھڑی کے مانند دل مہر گستاہشت نہ وہ ہر جہر ارتقا خوف ہم سے کی گئی نیکر سینہ میں کھٹکتا نام و بھاگنے لگے بہادر دم مروی کا بھرتے تھمیت تلوار بھی تورن پڑی گئے المکھول ہی کو مار کر مرنیکے اساحو دین چونکہ حکمتی چار طرف سے فوج پائی صورت نکلتی لیکن چراغ سحر کا سب کو گمان تھا بیدار نکا دیا لیا سب اکارت ہر ساحر پشیمان تھا رخ بجا تب ٹلک اقرار لائے تھے سحر و افسوں وغیرہ مگر سب بھول کر ڈنڈے دنگے عوض سرتیاز ہر گاہ بے نیاز بھٹکائے تھے ایات

بچارے سب خداوند آمد دگر	مرے مالک مرے مولاد دگر
بجھی سے دفع ہر سحر و بلا ہے	بجھی سے حاصل اب ہر دعا ہے

تنج طبع کند تھی پست ہمت بلند صہر فنا تیز و تند تھی بر چھی زبان نکالے تھی غمو و غمہ سارے تھے کمان بصورت محراب سر جھکا تیر گوشہ گیر لب سو فار چلا کر دعا کرتے مگر خاموشی سے غدر پذیر تغین ہر چند کہ تیز تغین مگر آج سرکشی چھوڑ کر جھک گئی تھیں بہتر تھیں بنام میں چھینا جہاں تھی تھیں باڑھوں نے دانت نکال دیے تھے لوگوں یا زبان جو ہر سے گڑ گڑائی تھیں الغرض رات بھڑی ہنگامہ ہا کہ نظر

بہادر کرتے تھے آپس میں گفتار	نہ گھبرانا ذرا اسے مرد ہوشیار	نہیں منہ پھیرنے مردان کا بل
بلا سے بھی جو ہوتے ہیں مقابل	دکھائیں قوت بازو کے جو ہر	رہے تا یادگار عسکر دفتر
نہوں رو باہ بنکر مرد میدان	کہ اس میں دیو بھی ہے کوئی انسان	گھٹیں تنج جب دامن الشکر
تو مارین بڑھ کے دشمن کو ڈپٹ کر	جس وقت کہ ساحر شہید روزگار نے بہار گلشن انجم آب چشمہ ہر سے بربادی اور	

طاؤس نور نے آئینہ مغرب سے پرواز کر کے باغ عالم کی راہ لی کہ ایات

ہوا بیدار سلطان کو اکب	چھپا آنکھوں سے سامان کو اکب
قد بوس نہ میں اپنی ضیاء کی	نظر آنے لگی قدرت خدا کی

سرخ و بہار عزم رزم و پیکار فوج قاہرہ ہمراہ لیے اسباب سحر درست کیے بعد شوکت و شمت جانب دشت رزم طبلین دے ہوا



ادھارنے کا لالہ بانگ سپاہ نے عالم میں غریبوں کو الاکہ امیرات

اڑے ساحر صفین بانٹھے ہوا پر	بڑھے لڑنے کو مثل شوق مقطر	ہر اک جانب سے برق سحر چسکی
سیر کیا ددی خواب عدم کی	کڑاک سے اسکی جان آئی تھی لب پر	کہیں اثر دردہن سے شعلہ آدر
کہ اتنے میں نظر آنے لگی گرد	پسینوں کو ہوا کرنے لگی سرد	پکارے سب کہ بان بار و خبر دار
سنبھلا وہی ہے وقت پیکار	یعنی دیکھا کہ حیرت مع ناقوس	بجھلت فوج کینہ خواہ لیے میدانیں آئی لشکر نے

صف آرائی فرمائی جب پرے جھے بہادر مسل درسل سینے بھار کر کھڑے ہوئے ناقوس جازت حرب لیکر آگے بڑھا اور لکھارا کہ بان خبردار ہو جاؤ میں پھر تمھاری صف پر آتا ہوں یہ کہہ کر تیغہ رو میں شگاف نہ کیا اور شیر اڑا کر چلا اُدھر بھی تیغیں کھینچ گئیں ہر غول کا ساتھ ہندھا ساحرون نے حربہ ہائے سحر کو سنبھالا مگر وہ بسان اسہن مست آہی پڑا اُدھر سے ہزار ہا گولہ فولادی اور تلواریں خنجر پڑنے لگے ساحر برق نہکرا سکے سر پر گرنے لگے لیکن اسپر کچھ اثر نہوا کسی حربہ دور کی منت کرنے کام نہ دیا اور اسنے زیر تیغ رکھ لیا کبھی تاریخ سحر پڑے کھڑے شکر بہ لگاتا کہ اسہن سے ہزار ہا پیکان نکلا کہ سینہ ساحران کے پار نکلتا تا کبھی اسکے تیغہ سے شعلہ نکلا رخت ہستی زمین جلاتا ایک قیامت کبریٰ برپا تھی لاش پر لاش گر رہی تھی اجل زیر تلہ ہر بہادر پھر رہی تھی اس ہنگامہ کو دیکھا آج پھر ملک مہار نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور لکھارا کہ ادب عزت کل میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہاں جا بیگا اُدھر آ کہ تجھے خواہ گور میں سلاؤن مزہ لڑنے کا چکھاؤن اسنے یہ نعرہ جب سنا شیر اپنا صف ہائے لشکر سے اڑا کر سامتا کیا اور پکارا کہ اوشوخ دیدہ مجھ کو تو تیری تلاش تھی کہ تو نے مجھ کو دھوکا دیا تھا اور شہنشاہ نے تیرے ذمہ پکڑ لینے کو کہا ہر بہادر نے یہ سکر ایک گلدستہ جھولی سے نکال کر اُس پر مارا اُسنے فوراً شیشہ آب چشمہ سحر نکال کر گلدستہ چھپٹا دیا کہ وہ جل گیا اور وہی پانی لیکر جانب بہار چلا اسنے جلد اپنی صورت کی پتلی بزدل حرمین پر اتنی چالاک سے ڈالی کہ غائب ہوئی کہ اسکو ثابت نہوا ملک کہاں گئی وہ پتلی جو سامنے کھڑی تھی بالکل مہار معلوم ہو گئی تھی اسنے وہ پانی اس مصنوعی بہار پر مارا کہ یکایک اسکے سون آگ لگی اور جل کر ساکھ ہو گئی یہ افسوس کرنے لگا کہ بادشاہ نے اسکے زندہ گرفتار کر نیکو کہا تھا اسکا کو خاتمہ ہوا ہی فکر میں یہ تھا کہ پشت پر ملک بہار پھر ظاہر ہوئی لیکن صورت اپنی بزدل سحر مثل صورت حیرت بنائے ہوئے تھی کیلئے کہ ساحر جو سقوف لشکر میں در آیا تھا تو کثرت مردمان سے اسکی حیرت نظر نہ آتی تھی آڑ بہت تھی اُصول ملکہ مذکور نے آتے ہی اپنا سر و سینہ پیٹ لیا کہ ہر ہرے پہلوان یہ تو نے کیا کیا کہ میری بہن کو مار ڈالا پہلوان بہت نادم ہو کر غدر پذیر ہوا کہ میں اس پانی کی یہ تاثیر نہ جانتا تھا کہ ساحر کو صلا دیتا ہوں ورنہ میں اس سے کام نہ لیتا ملکہ نے کہا لاؤ تو وہ پانی کہ میں اس سے اپنی بہن کیلئے ایک بیرکروں اسنے وہ شیشہ آب سحر اسکے ہاتھ میں دیا ملکہ نے شیشہ لیتے ہی صورت اپنی اصلی بنائی اور پکار رہی کہ تیرے سر پر پانی باطل کفنہ سحر ہے منم بہار جادو یہ کہہ کر پانی چلو میں لیا پس پہلوان تو اسکی تاثیر سے واقف تھا ہی کھاد اس نے کہا تھا یہ پانی دافع سحر سحرزبردست اور قاتل ساحر ہے کیونکہ خداوند لات اعلیٰ نے اس چشمہ میں ہاتھ دھوئے میں جہان کا یہ پانی ہر سب جان نہ بچ گیا یہ سمجھ کر بزدل سحر جب تک ملکہ چھینٹا انگلے یہ اڑ بھاگا بہار نے تعاقب کیا پیچھے بہار کے فوج جلی پہلوان صف سے نکلا کہ جو اس قریب اپنے لشکر کے پہونچا اور کہا کہ جلدیے خانہ بادشاہ طلسم طبل مان بجاویئے کہ آپکی بہن میرا کام تمام کیا چاہتی ہے حیرت اسکی بیجو اسی کھیلکے ہنسی دے یہ پس پشت ملکہ آگیا اس عرصہ میں بہار قریب لشکر عدو پہونچی تھی حیرت نے فوج کو حکم ملکہ کا دیا اُدھر سے ہنرخ مع فوج بڑھی آئی تھی ورنہ ہی تھی کہ بہار نے یہ کیا کیا کیونکہ



اس پہلوان کو بھگا یا مہار شکر کے سہ راہ ہوئی کہ جس سے پہلوان تکت پہنچ سکی فوج سے تلوار چلنے لگی سحر کی مار شروع ہوئی روئین تن جو جانین کے باقی تھے وہ باہم بھڑکنے ساحر سے پٹے زمانہ دار و گیسو آیا سحر و ساحری نے ہنگامہ اٹھایا تا قوس تو بھاگ کر اوپر چلا گیا کہ جیت کی نشا سے اس آب حرقار دہن معلوم کرونگا مقابلہ نہ کرونگا یہ تو یہاں ٹھہرا اُدھر تیغ بہادران نے تملکہ والا کہین ہونے لگی بھی کہین روح کو قابو میں بھر بیٹ ہوئی برابر سے گرد شکر اٹھی غرو کی آواز تا بفلک پہنچی کہین سیلاب خنروان کہین آتش سحر کا بلند دھواں کہین سرحد کہین تن ٹوٹا کہین زین جد کہین توسن تڑپا کسی جانبار سر و پا دہشت کسی جانب نعرہ کسی سمت طرارہ جست کسی طرف برقی شمشیر کی چمک کہین گرز سر بلند ایک سو شعاع تیغ کی لپک ساحر چھو منتر بکارتے کلو اکی پون بھیر و نکو بھیج کر دشمن کو مارنے غرض کہ آفت کا سامنا تھا

گرمے شکر یہ مثل برق بیتاب زمین تھی ہر طرف صحن بلا خیز لگائی ساحرون نے سحر سے آگ ہوا مغرب کی جانب گرم توسن	بہا یا خون لبشکل چشمہ آب کیا تقویض خاک اعضاے عن کو برستے تھے کہین عقرب کہین ناگ	ہوادہ دشت لاشون سے جو لبریز سم رہوار نے روند ابدن کو اسی لڑنے میں نور مہر روشن
--	---	--

جب ترک مہر دھری برودت چشمہ سے بھاگ کر جانب بارگاہ مغرب گیا حیرت نے طابین زگشت بچو ایا دونوں لشکر جانب خیمہ کا پھر پہنچ سہار پر زرتار کرتی ہوئی شادان و خندان مراجعت فرما کر بارگاہ میں آئی لشکری آسودہ ہوئے اُدھر حیرت جب تخت پر چڑھ فرما ہوئی تا قوس سے سبب بھاگنے کا پوچھا اسنے کل احوال بیان کر دیا کیا ملکہ اپنی بہن کی تدبیر اور فطرت پر نہی پھر شاہ جادوان کو اس حال کی عرضی تحریر کی وریہ بھی لکھا کہ جلد آب چشمہ سحر کار دکر ناکھ بھیجے کہ وہ پانی اب قبضہ دشمن میں ہی آبرو پہلوان کی ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی جب بہار لڑنے آئیگی یہ عرضی پہنچے حضرت بادشاہ میں لگیا اور ملکہ نے شغل بخاری آغاز کیا یہاں مہر بھی دادرست دے رہی تھی کہ عیار بارگاہ میں آئے مہر نے اُنسے حال طرہ بیان کیا عیار بھی ہنسے مگر بہار نے کہا یقین ہو کہ شاہ جادوان اس پانی کا تو بھیجے اسلکہ اس پہلوان سے خدا آبرو بچائے دو دن تو میں نے عنایت خدا اس طریق کو سمجھا لا مگر اسکی بوت کا سامنا ہی مہر نے کہا کی طرح شاہ کو کب کو خبر ہوتی تو البتہ کچھ فکر کی صورت تھی برق نے جواب دیا کہ اب پاؤں لڑ چکے زمانہ ہماری عیاری کر گیا آیا ہم خدا نے چاہا تو آج رات سپر سے نہ گننے دینگے کیونکہ اگر شاہ کو کب سینکے کر شکر و سیادت صحت اٹھا دے عیار نے کھڑو کا تو کھو بیٹ رینگے اور شکر سے کالہ نیگے تو خدا حافظ جاتے ہیں یہ کہہ کر ٹھٹھا ملکہ ہر چند مانع آئی کہ آپ تکلیف نفرائیں پہلوان طلمس ہر شربا کے ساتھ میرے دوست میں قتل نہ ہو سکیگا اسنے کہا کہ اگر وہ دہستہ طلمس ہر تو ناچاری ہو ورنہ دیکھیے تو خدا کیا کرتا ہے اور کس طرح ہمارا جانا ہی ہوا ہے اگر وہ دہستہ طلمس ہر تو ناچاری ہو مگر ایسا نہیں ہو اگر ایسا ہوتا تو میرے سامنے سے بھاگ جاتا اور میرا ہر اتر کر کے اُسے دیوانہ نہ بناتا برق نے کہا خیر خدا مالک ہے یہ کہہ کر روانہ ہوا اور عیار بھی اُسکے ساتھ ہوئے اور باہر بارگاہ کے اگر عیار و نئے کہا کہ تم شکل سبد لے رگاہ حیرت میں جا کر ٹھہرو میں بھی آتا ہوں عیار روانہ ہوئے اور برق اپنے لشکر میں ساحر و خیم آیا اور ملازمان محمود و آجکل بے سوار ہیں کیسیلے کہ محمود ہمراہ عمر و گئی ہر پس یہ ساحر لڑنے بھی کم نکلتے ہیں اور سرداران حیرت غیر مانگو بھی طرح نہیں پہچانتے یہ غرض کہ برق نے خیمین ساحر و نئے کہا کہ تم میں سے میں ساحر اور ساحرہ لباس عمدہ اور زیور صمغ سے آراستہ ہو کر صحرائین قریب ہکوہ جا کر ٹھہرو میں وہاں آتا ہوں جو کچھ کہوں کیا الانا ساحران نہ کو حسب نشان دہی ایک ہو کر بطور مخفی روانہ ہوئے اور برق بھی ایسکے آیا اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی بنائی لیکن بہت حسینہ و جمیلہ بنکر تیار ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ صنایع عالم نے کالبد اسکا صندل و گللاب سے تعمیر فرمایا ہے نور کے سانچے میں اس بت کو



معال کر بتایا ہر زلف شبگون نے رسم کا فرشتی کو از سر نو تازہ کیا تھا زلف پہنچ سے یہ ثابت تھا کہ کاتب قدرت کا لام کھتے وقت ہاتھ تھرایا تھا تو  
اثرہ لام میں حلقہ بیچ آیا تھا رخسار پر نور پر جواں لفت کا سایہ تھا شہب کچھوڑنے روز روشن کو دیا تھا یا ملک ملک رنگیوں نے گھیر لیا تھا وہ

لٹ چھوڑے تریا سب سے پٹے کچن پر لٹے | انون چند دن روکھ سوناگ رہے پٹائے

تہائے کے چوڑے انگوچھ کے تروچھ یا ر کبت چھہر چھپ دیکھ تو پے کون ہے چھراے کو  
اے ری مرگ نینی دیا کر میا کر موہون پر تیرو کیا جائے من میرے بس جہا نے کو۔  
میر و من اُجھے تیرے کھلے کیس میں بال مت باندھو من میر و بندھو جہا نے کو

مزلت معبر رخسار منور فلک حسن کے شمس و قمر ناک چہرہ خوبی کی ناک عشق میں اس کے خود مینوں کی آنکھیں نناک چشم فتان فتنہ انگیز پایا  
کنا پے ابرو آفت خیز دہان تنگے رو برو غنچہ سرستہ کو غیرت و کلیان لشتک غرضکہ از سر تا پا وہ ماہ سیما حسن من من بقیہ جمال رہے روشن

بدنیر کہ بموجب نظر

قیامت قہر تھا انداز اس کا	بلائے جان تھا عشوہ ناز اس کا	عیان شمشیر کے ابرو سے جو ہر
مژہ ہر ایک رشک تیر و خنجر	کرین وہ زنگی آنکھیں جو جادو	رہے باقی طبیعت پر نہ قابو
متاع حسن سے مٹتی سخت مغرور	سمجھ کر آپ کو وہ غیرت حور	قیامت سے نہ تھا کم دست ربالا
اندھیرے گھر کا حسن اس کا اچالا	اس صورت زیبا سے جب رست ہو چکا سر میں بہت سے ساتپ بنا کر پیٹے کا نو میں	

اولج ڈالے ساری باڈا لٹکار باندھی دست و بازو و شانہ و کلائی باندھ کر زبور جو ہر سے اعضاء سے تیز زین کیے جھولان زلفی گلے  
مین ڈالکر ساتر ان مخمور کے پاس لیا اور کہا تخت میری سواری کیلئے بہت عمدہ درست کرو اور ناقوس نفیر بجاتے ہوئے میرے ساتھ  
شکر حیرت میں جلو ان ساحر و نکلے اسکی صورت بولنے پر جواں منتشر ہوئے کہ واقعی ایسی صورت بتائی ہے کہ کیا مجال کسی بڑے سوا سے  
ساحرہ کے اسکو عیار کہہ سکے اچھا حاصل انھوں نے ایک تخت زراعت و درود و کھربا کر اسکو سوار کیا اور آپ طائران حرم سوار ہو کر عمار  
چلے برق اس محل سے پہلے جانب ریاسے خوزدان گیا پھر وہاں سے شکر حیرت چلا نفیر و ناقوس بجاتے تھے جادو گر نیان سر  
پر ساحرہ مصنوعی کے مردہ جھبانی کرتی تھیں بزدل صورتیں اپنی وہ بھی بدے عقین اسی ہیئت جب شکر ہو پنا حیرت کو  
طاہران حرم نے خبر پونچائی کہ ایک ساحرہ دریائے بحر کی طرف سے ادھر آتی ہے ملکہ بزرگ و کجی کہ شاہ ظلم کے پاس عرضی میری پونجی انھوں  
نے اسکو بھیجا ہے میں یہ سمجھ کر ساحرہ ہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر باعز از تمام ساحرہ نقلی کو لیگیئے اور داخل بارگاہ کیا برق نے یہاں لکھا  
کہ تخت پر ملکہ بیٹھی ہے گرد تمام سردار و نگار و سپہ سالار من ناقوس دنگل جواہرین پر مٹھیا شراب پی رہا ہے اسنے ملکہ کو سلام کیا اور نذر دی  
ملکہ نے قرینہ ناقوس اسکو بھی دنگل یا اور مٹھیا یا ناقوس نے جو اسکی صورت زیبا پر نگاہ کی سبک نظر شیفہ و فریفتہ ہوا اور اسنے بھی  
اسکی جانب اشارہ کر کے مسکرا دیا خنجر موح فسم گلے پھیرا یہ اسی سمت مخاطب ہو کر مٹھیا اور کہا اے ملکہ آئیے تشریف لائیے  
برق قریب اسکے دنگل پر جا بیٹھا اور کہا آپکا کو طراشہرہ سننے میں آیا ہے خوب خوب آپ لڑے شہشاہ بڑی تعریف فرماتے  
تھے اسنے کہا کہ بادشاہ کی عنایت میرے حال پر بہت کم اور واقع میں میں لڑائیاں میں لپی لڑا کہ باید و شاید اب بسبب جیش  
محرور قوت پذیر ہوں ورنہ سب کام باغی و نکام کو دیتا یہ کہہ کر حال زرم ملکہ ہمار بیان کر لیا کہ یہ تو باتیں کر نہیں ضرورت ہے مگر



اور عیار جو چلتے تھے انہیں سے عیار جانسوز صورت بد لکر قریب بارگاہ حیرت آیا تھا اور ایک خدمتگار کو فقرہ دیکر علیحدہ لیجا کر بیوش کر کے  
 اس کی ایک صورت بنکر اخل با نگاہ ہوا تھا چنانچہ برق جو ساحرہ بنکر آیا ہوا تھا جانسوز خدمتگار بنا ہوا سر پر حیرت کے رومال جھل رہا  
 ہوا تھا برق بیٹھا ہوا ماتین کر رہا تھا کہ ساقی نے جام بادہ احمر اسکو دیا اسنے وہ جام لیکر بوتے لگا دیا جلد منہ سے ہٹا کر کہا کہ یہ شراب  
 تیز و تند زیادہ بہتر ہے بیوشی یہ کہہ کر اپنے ساتھ کے ساحرہ وٹے کہہ کر میرے پیٹے کی شراب لاؤ جاؤ وگرنہ کو سمجھا پہلے ہی یا تھا کہ ایسا کچھ  
 کرنا چنانچہ وہ حسب حکم صراحیان شراب کی آغشتہ بد اسوے بیوشی اپنے ساتھ رکھتی تھیں ہی شراب اسنے لائین برق نے ایک جام بھر کر  
 پہلے ملکہ حیرت کو دیا کہ حضور اللہ کریم تو میں بھی بیوش ملکہ نے وہ جام بے اندیشہ انجام لیکر پیلیا پھر اسنے دوسرا جام ناقوس کو دیا  
 وہ تو فریفتہ ہو رہا تھا دست محبوب سے ساغر لیکر بیک سروہ در کشید کیا ایک ایک جام سب اہل بارگاہ کو پلائیا کی فوٹنی تھی وہاں فراسیاد  
 پاس عرضی بیوشی اور اسنے عرضی پڑھ کر کتاب جمیدہ دیکھی کہ اب بحر کے پانی کو کیونکر دفع کروں کتاب میں لکھا کہ پانی کی فاکرنا پھر اسوقت  
 تو آبر و بچا لو برق ساحرہ بنکر بارگاہ میں حیرت کے پاس گیا ہوا سب آتشین پلا کر آتش حیات کی بجھایا چاہتا ہوا دم بھر میں سبکو  
 ٹھنڈا کر دیکھا دیکھ کر بادشاہ نے سحر پڑھنا دین سے تھکا نکلا اسکو یہ مضمون لکھ کر دیا کہ اے ملکہ وہ ساحرہ جو تھکا ہے پاس آئی وہ برق  
 عیار آئی اسکو گرفتار کر لیا وہ نامہ لیکر بہت جلد بوجب حکم بادشاہ آیا اور نامہ لا کر ملکہ کو دیا ملکہ نے نامہ پڑھا پشت پر جانسوز خدمتگار بنا  
 ہوا لکھتا تھا اسنے بھی اس نامہ کو پڑھا کہ ملکہ کی پشت تھی اور اسکا سامنا تھا احوال نامہ کو دیکھ کر اسنے خیال کیا ناقوس محنت برق  
 کی محنت یاد گئی اسنے رومال میں بیوشی بھر کر منہ پر لٹکے اس طرح ہلایا کہ خوشبو اسکی ناک میں گئی وہ نامہ پڑھ کر حیات تھی کہ میں ایک گولا  
 برق پر ماروں اور گولا اس طرح چھپا کر نکلا تھا کہ وہ دیکھ نہ لے نہیں تو بھاگ گیا کہ اس عرصے میں رومال جھلنے سے بیوشی طاری  
 ہوئی جا ہا کہ یہاں سے اٹھ کر منہ دھواؤں یہ سوچ کر اٹھنے لگی تو چرخ آیا جانسوز نے کہا کہ اے ملکہ آتا بیوشی کے پائے جاتے ہیں  
 لیجیے یہ پھول بھرے ہر دفع بیوشی میں نے بنوائے ہیں اب بھی سوچ لیجیے ملکہ نے اس سے پھول لیکر سو گئے وہ جو شدت سے نشہ  
 تھا جاتا رہا بالیکس سراتنگ گھومتا ہوا اب ملکہ نے چاہا کہ میں اہل دیار سے باجوا برق کا کہہ دوں مگر جانسوز نے کان میں جھپک کر  
 کہا کہ آپکی بیوشی ابھی طرح آری نہیں اور اہل دیار بھی شراب بیوشی پی چکے ہیں کیونکہ رنگ ہر ایک کا میں دگرگون یا تلوں میں  
 آپ یہ پھول مجھ سے اور لے لیجیے اور آ رہا گاہ میں خوب بھی طرح سے جا کر سو گئے اور پھر خوب ہوشیار ہو کر آپسے نہیں تو چیت  
 کام کر چکا ہو ملکہ کی بیوشی اس کے پھول دینے سے کم ہوئی تھی اسوجہ سے اسکو خیر خواہ جا کر پھول اس سے لے لے ابکی اسنے پھول بیوشی  
 کے بنے ہوئے دیدے ملا اسکو سو گئی ہوئی اس صحنی میں بارگاہ کے کئی کہ جہاں اسکے آرام کرنے کیلئے پنگڑی گسترہ ہر سو بان  
 لگا تے جاتے یہ بیوشی ہر پنگڑی پر گر بی اور ادھر برق نے خیال کیا کہ میں خادم اور خدمتگار وغیرہ کو یہاں شراب پلانے سکوا  
 مقدمہ دربار کا ہر کسئی ناکس کو بیوش کرنا غیر ممکن ہے بس اس ساحرہ کو علیحدہ لیجا نا چاہیے یہ سوچ کر وہاں سے اٹھا ناقوس ایک جام  
 بیوشی آلود تو پی چکا تھا نشہ میں سرشار بیٹھا تھا وہ بھی اٹھا کہ اے ملکہ میں بھی چلتا ہوں اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر انہی بارگاہ  
 میں آیا اسنے بان غمزہ کرنا شروع کیا کہ تم ناحق میرے ساتھ اٹھ آئے میں نامہ ہر جاؤ گئی وریاں بھی تھکاے تو کو جمع ہیں کیا تمہیں لگے  
 ناقوس نے سبکو ہٹا کر وہاں تخلیہ کیا ادھر جانسوز نے جب بیکھا کہ برق ناقوس کو لیگیا یہ ہانے اس صحنی میں گیا کہ جہاں حیرت  
 بیوش پڑی ہے اسنے جا ہا کہ اسے قتل کر ڈالوں خنجر کھینچا جیسے ہی قریب یاد و پیلے میں سے پیدا ہو کر سر ہانے اور پائنتی ملکہ کے آگے یہ



سمجھا کہ مارنا اسکا شکل ہی سمجھ کر وہیں ٹھہرا اور رنگ و رغن لگا کر صورت حیرت کی ایسی بنا کر لباس اسکا ممکن نہوا پاس سے زنانہ لباس پہن کر یا ہنر کلا مگر تپا جب نامہ دیکر شاہ جادو ان پاس گیا تو اسنے پھر کتاب کھچی معلوم ہوا کہ ملکہ نے عیار کو گرفتار کرنا چاہا تھا مگر اور عیار اسکی پشت پر کھڑا تھا اسنے اس طرح ملکہ کو ہیوش کر دیا جلد خبر لے ورنہ سب سے جائینگے بادشاہ یہ حال دیکھ کر عارم ہوا کہ میں خود جاؤں اسوقت بریق وزیر نے کہا کہ حضور تامل کریں میں جانتا ہوں شاہ نے سب حال اس سے کہا کہ اس طرح عیار کو لے کر آکر فتور کیا ہی تو جلد جا اور ملکہ کو ہوشیار کر وزیر نہایت جلد و ہانسے آیا اور اسوقت وہاں پہونچا کہ جانسوز صورت ملکہ کی بنکر یا ہنر کلا تھا بس اُسے اتنی ہی اسکو بزور سحر پہچانا اور دھوکا دینے کی راہ سے پہلے تو سلام کیا پھر قریب کر ہاتھ پکڑ لیا عرض کہ جیسے ہی اُسے ہاتھ پکڑا جانسوز نے کہا کہ مجھ کو کیا پکڑتا ہی جلد اندر صحنی کے جعفران ملکہ حیرت کی چھائی پر چڑھا ہی اسکو دیکھ کر کیا چاہتا ہی یہ سنتے ہی وزیر ایسا گھبرا یا کہ اسکا ہاتھ چھوڑ کر اندر صحنی کے گیا اتنے عرصے میں یہ عیار بچا کر اگلے ساحران ہمراہی ملکہ تو جلد روانہ ہو کہ حال کھل گیا ساحر جو برق کے ساتھ آئے تھے عداسکر دفعہ بزور سحر اُڑے اہل بارگاہ حیران میں کہ یہ کیا ماجرا ہو رہا ہی یعنی پہلے ایک ساحر آئی پھر تھلا آیا ملکہ حیرت ٹھک چکی میں گئی اور وہاں سے جو نکلی ابریق وزیر نے اسکو گرفتار کیا اُسے ایسا کچھ کہا کہ یہ نے چھوڑ دیا اب یہ ساحر اڑ گئے کچھ سمجھ میں یہ حال نہیں آتا ہی عرض کہ یہ سب تو فکر میں تھا در ابریق نے جا کر حیرت کو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئی پچھا کہ اے وزیر کیوں کر آنا ہوا اُسے سب حقیقت بیان کی کہ عیار نے آکر دھوکا دیا تھا شہنشاہ نے مجھے بھیجا ہی ملکہ حال سنکر باہر آئی اور جو لوگ کہ جام ہیوشی پکڑ ہوش ہو رہے تھے انکو ہنہ دھوا کر ہوشیار کیا اور حال نا قوس پوچھا سب نے کہا کہ ساحر جو آئی تھی اسکے ساتھ اٹھا کر گئے ہیں اور اسکے ساتھ کے ساحر آپکی ہمشکل نے ایک دزدی کہ نکلی آؤ وہ بھی اڑ گئے وہ آواز دیتے ہی چلی گئی ملکہ نے سب حال سنکر وزیر سے کہا کہ ساحر نہ بکر عیار آیا تھا اب وہ پہلوان کو لگا کر لیک گیا ہی افسوس کہ پہلوان مفتار گیا یہ کہا کشتی اور وزیر کو ساتھ لیکر جانب بارگاہ نا قوس چلی مگر وہاں اتنے عرصے میں برق نے یہ کڑم کیا تھا کہ بارگاہ میں تھلیہ کر کے پہلے تو بہت کچھ ناز و انداز کیے کہ صاحب تم جو اکیلے میں مجھ کو لیکر بیٹھے ہو تو آخر تمھارے دامن کیا ہی سامری کی قسم میں جانتی ہوں جو تیرا ارادہ ہی تو نبی کی ایسی دوائی نہیں کہ غیر مردے پر پھیل پڑے سو صاحب میری بی بی سے تعلق بالکل نہ کھو ننگا یہ سنکر اس حیرت میں نے ساتھ کوٹ لیا اور جیوٹونکے بھرے کبا سے دل لگانا کیا نا قوس نے ان باتوں کے جواب میں ہنس کر کہا کہ اے جان من تیرے سوا میں کبھی کسی پر نہ مردن گا دم الفت کا نہ بھڑنگا اس نے پکیرنے ہنسر کہا کہ تیری جبر و اتو پانچ ہاتھ کی موجود ہر اسے یہ سب تیری ہنہ دیکھے کی محبت ہی میں خوب سمجھتی ہوں کہ تو ہیوت ہی نا قوس نے کہا جانی جب میں تیرا محل کر دنگا تو اپنی بی بی سے تعلق بالکل نہ کھو ننگا یہ سنکر اس حیرت میں نے ساتھ کوٹ لیا اور کہا دوئی سامری ڈریے تیرے دیدیے ارے جو دن پنچونکی ہوئی سامری کا سجوگ تارا ہوا اس میں برادری والے بابے کاجے سے اُسے بیاہ لانے تو میرے کارن اسکو چھوڑ دینگا صاحب میں تیرا ساتھ ہرگز نہ کر دنگی اسے ایسا ہیو فامرد و اتو زما نہیں ہرگز نہو گا یہ باتیں اس طرح ہنہ نہا کر کہیں کہ نا قوس بقرار ہو کر پٹ گیا اُسے کہا ہاں ہاں دیکھو تو میری چھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہیں مردھے جو اس میں آئے یہ رکھالی دیکھ کر قدم پر سر رکھ دیا اور منت کر ننگا اس ہرہ جمال نے کہا اچھا پہلے ایک سحر میں تیار کر لوں پھر تیری مراد بھی پوری کر دنگی نا قوس نے کہا تو مجھ کو اتنی ہی اُسے کہا سامری کی قسم تو ایک لمحہ بھر خاموش ہو رہا اگر ایک لمحہ میں سحر تیار نہ کر دنگی تو جس طرح شہنشاہ نے بتلایا ہی وہ طریقہ میں بھوکا دنگی اچھا ایک سیر سیلابہ ورا ایک کڑھا جلد ننگا وکے میں گولیاں اسکی بنا کر ہمارے



مقابلہ کرونگی اور اس بحرین کچھ دیر نہ لگے گی بعد فراغ تجھ سے ہنسوں بولونگی ان باتوں سے ساحر بہت مٹھلٹا ہوا اور ملازموں کو بلا کر سیلہ و رکھھاؤ منگایا اس نازنین نے سب کو بھر پٹا دیا اور ساحر سے کہا کہ آگ ہکا وہ آگ ہکا نیلگا رکھھاؤ آگ پر رکھ دیا جب سیلہ سے گرم ہوا ساحر نے تھوڑی بیہوشی آگ پر ڈال دی درگاہیہ خاک جمشید کی دھونی پر کی ہر ایک تاثیر سے گولیاں نہیں گئیں غرض کہ وہ تو آگ بھونک ہی رہا تھا بیہوشی کا دھواں جو ناک میں گیا بیہوش ہو گیا اس ساحر نے کہ اہل میں برق ہر ایک کے دودھت قبضہ خیر سے توڑ کر اوڑھ سنسی سے چیر کر وہ سیسہ جو گرم ہوا تھا اسکو پلا دیا شکم سے تاگلہ ایک سیلہ سے کی نیلگی اور وہ تڑپ کر ہلاک ہو گیا غل اور شور اسکے فریے برپا ہوا نیا ہنگامہ پیدا ہوا کہ آندھی کیسا تھا تشبازی ہو نیلگی حیرت ابرق دربار گاہ پر پہنچ چکے تھے کہ یہ ہنگامہ برپا ہوا اور آواز آئی کہ راجھکو نام میرا ناقوس جادو تھا حیرت یہ صدا سن کر بیتا یا نہ اندر بارگاہ کے چلی عیار سر اٹھ کر بارگاہ فرار کیا گا اور بھاگتے وقت لعرہ کیا کہ تم ہر برق فرنگی عیار تو کتنا کر کے نکلیا اور حیرت چنیں مار کر رونے لگی دیر اس وقت اڑ کر خدمت شاہ طلسم میں گیا اور عرض پیر ہوا کہ اے شاہ میں جب تک ہاں پہنچوں اور ملک کو ہوشیار کروں اس وقت عیار نے اپنا کام کیا یہی ناقوس کو ماتہ الا بادشاہ یہ حال سن کر آتش غضب سے لال ہو گیا اور فکر میں ہوا کہ کسی در کو ہر مقابلہ جریفان بھیجوں ادھر تو ج ناقوس کے چند ساعڑا ر دن نے اگر لاش اپنے افسر کی اٹھائی اور جانب ظلمات روانہ ہوئے چنانچہ قلوہ ناقوس میں اسکی زوجہ رہی ہے اسکے سامنے جا کر لاش کھدی در کل کیفیت بیان کی اُس نے جو شوہر کو مردہ پایا فطالم سے دریا آٹھو نے سے بہا یا تھا اتاری چوڑیاں توڑیں لاش پر میں کر نیلگی کہ ہر ہر وارث میرے ہی راج سماگ میرے ارے میرے بادشاہی چھتر اٹھ گیا میرا راج لٹ گیا میں کسی ہو کر ہونگی اسے افسوس مجبور اندر کر گئے ایسا صاحب کچھ میرے لیے کہ بھی نہ گئے اس لوندی سے کیا نصیر ہو گئی جو خفا ہو گئے کہ ایات

ارادہ اب ہر اے صاحب کہا تھا	پریشان حال ہی مجھو خستہ جانکا	ذرا ٹھہرو یہ وصل آخری ہی
ابھی حسرت مے دلیں بھری ہی	میان اٹھو مرا سن لوفسانہ	کردست مرگ کا مجھ سے بہانہ
نہ باز آ یا فلک راہ ستم سے	چھڑا یا اس طرح پر غم کو ہم سے	خدا بندے پر ایسے دن نہ ڈالے

آخر بد جوع و گریغ زاری لاش شوہر اٹھوئی اور فوج بشار ساتھ لیکر بدر و الم و چاک گریبان انتقام لینے کو چلی اور پہلے باغ سیب میں آئی بادشاہ ساحران فکرین رنجیدہ بیٹھا تھا کہ اُس نے اگر سلام کیا اور بہر جنگ اجازت چاہی بادشاہ نے بہت کچھ اسکو تسکین دی در کہا کہ تم تامل کرو میں ایک بلا سے تازہ ان کھرا مونہ بچ کر تھارے شوہر کا انتقام لوں گا اسنے نہ مانا اور بدقت تمام شخصت حاصل کر کے اثر در پر بٹھیکر روانہ ہوئی اور دریا اتر کر لشکر حیرت میں آئی حیرت صفت ماتم بچھلے بارگاہ میں ٹھہری تھی کہ طائران سحر نے اسکے آئین کی خبر دی وہ تابدر بارگاہ خود لینے آئی اور بڑے اعزاز سے لیجا کر مقام بہتر پر بٹھایا اسکے شوہر کا پر سادیا اُس نے بعد گریہ و بکا پوچھا کہ میرے شوہر کو کس نے مارا ملک نے سب حال بیان کیا کہ اس طرح برقی عیار نے مارا اُسے کہ لے لے لے اسقدر آپ غفلت فرمائی کہ عیار نے اپنا کام تمام کیا یوں ہی رفیقو نے غفلت کرنا لانا ہی ملک نے فرمایا کہ بی بی ان عیاروں نے تو وہ آفت ڈھائی ہے کہ تپا ہ سامری کی نہیں معلوم کیا غصہ جمشید کا ہر پیر آیا ہوا ہے جو کچھ بس ہمارا نہیں چلتا ہی اسنے کہا میں پہلے ہی عیار کو مار ڈالوں گی جسے میرے خاوند کو مانا ہے کہ اگر کبھی جا کر ماری



ہوں ملک نے ہر چند منع کیا مگر اسے نہ مانا اور اڑ کر چلی یہاں جو جاسوس بہر خبر گیری موجود تھے وہ اس سے قبل خدمت مہرخ میں آئے اور  
سارا ماجرا عرض بیان کیا لائے وہ یہ خبر سنا کر ہنسنے نہ لائے تھے کہ یہ یہودی لیکن جب قریب رگاہ آکر تھرائی چو بار و صاحب غیرہ کو بھی  
ساحر میں بزرگھاڑے اور اسکو مانع آئے کہ باش کہاں جاتی یہ جانے ادب شاہ شاہان جہاں پناہ ملک مہرخ و ملا شان یہاں  
سرپر حکومت پر جلوہ فرما ہیں ساحر یہ تقریر سنکر بہت مہربانی اور ایک ایسا سحر ٹھکانہ دہراڑے تھکے تھے نیچا تر آئے مگر بان ہان کرتے  
ہوئے حبیبہ بارگاہ میں آئی یہ بھی پیچھے چلے آئے یہاں برقی و جانسوز ساحر کو قتل کے جیسے آئے میں سب سردار حال عیاری  
کا سنکر ہنس رہے ہیں و شراب ساغر کا چل باہر کہ بارگاہ پر جامہ بونکا غل کرنا سنانی و مہرخ نے ساحر کو بھیکوہ بانو نکونہ کراہا  
اور ساحر کو بلوایا کرسی قریب تخت بچھا دی وہ اگر بھی براہ خوت کیس کو سلام نہ کیا سب نے دیکھا کہ ایک بلاے سیاہ ہر جگہ ہر سو  
سے شعلہ آتش نکلتا ہر دم اسکا ماتہ قہر ہوا ہر ایک پر مبنی شہر عدم کا ناکا ہر رنگ جسم کا لاکوٹا ہر ساری قمیری بازو سے ہر زور غم  
شوہر میں پہننا ترک کیا ہر سانپ بچھو کا جسم پر گناہ و غرض کہ حبیبہ مہرخ کی مہرخ سے کہا کہ اے ملک تھے ہمارا تاج و تخت خاک میں  
ملا یا جاو نہ کو ہمارے بار ہر چند کہ بخود خادند سے کچھ غرض نہ تھی وہ اپنی اندوین مست تھے میرا او کچھ شغل تھا اگر بھری ہو یا بٹی تیا  
تو نہ کہلاتی تھی اے ملک ہم تم ایک میں ملک تم مجھ سے بڑی ہو ایک دھو سحر ٹکون زیادہ یاد ہو گا لیکن یہ سمجھ لیتا کہ میں ظلمات کی ساحر ہوں وہ  
پہلو ان طلسم میں تھے نہ لڑو گی اگر تم میرے شوہر کے قاتل کو دید و دور نہ ایک زمین ساری بارگاہ خونس لال کر دو گی یہ جگہ لاشوں سے بھر دی  
مہرخ نے فرمایا کہ بی بی تم میرے گھر میں آئی ہو میں کیا تم کو سب کا جواب دے رہے ہوں کہ کوئی زندہ بچا نہیں جاؤ تھے جو کچھ ہو سکے وہ کرو  
اسنے کہا میں جانیکیلیے آئی ہوں دیکھو تم سکوماری ہوں یہ سنا کر کرسی پر سے اٹھی اتنے عرصہ میں کہ جب تک بائیں کرتی ہی برقی ٹھکانا لگا اور  
ایک نقب عیاروں نے بارگاہ میں اس طرح کھودی ہر ایک سہرا بارگاہ میں کھا ہر اور دوسرا سہرا جگل میں کالہ ہر یہ اسلئے کہ کسی وقت ہر ایک  
میں بیٹھے ہوں اور کوئی ہماری گفتاری کو سحر وغیرہ نہ لے اور ہم بھاگ نہ سکیں تو نقب میں سے کود کر نکلیا میں فی الجہت سب حرہ کھڑی  
ہوئی برقی کو دیکھا کہ نہیں ہر کیونکہ وہ نقب میں کود کر صحران کلکلیا اور اسی نقب کے متصل ایک غار تجوڑ کے اتر گیا اور غار سنگ کھونچوس  
و خاشاک وغیرہ سے چھپا کر مٹھا مگر حلقہ نکند بھی غار کے منہ پر لگا دیے یہ تو اس طرح مٹھا اور ساحر نے حبیبہ کو نہ دیکھا مہرخ کی طرہ علی  
ملکہ موصوف نے ایک گولا سحر پڑھ کر اسپرارا اور سب سردار نایچ و ترنچ پکڑ کر استاد ہو گئے گولا آتے دیکھ کر سبھوت حو ان بکر اڑی اور  
سب سردار و نکو آماہ بفساد کچھ کپاری کہ دیکھو تمھاری سرکشی دم بھر میں نکالہ ونگی یہ کہہ کر بلند ہو گئی کہ میں پہلے برقی کو بکر لاؤں تو  
آؤں اور تلاش کننا دانہ ہوئی یہاں سب سردار و زمین صلاح ہوئی کہ برقی عیاری کہیں چھپا ہو گا اگر کوئی اور ڈھونڈھے گا  
تو نہ ملیگا لیکن یہ ساحر ہر بزرگ دریا نت کر گئی کہ فلان جگہ پوشیدہ ہر بس ہو چاہیے کہ ہر بزرگ برقی کو چھپائیں یعنی ایسا سحر زمین  
کہ سبھوت کو وہ مقام یاد نہ آئے کہ جہاں برقی ہر غرض کہ میٹھوں کے سبب غول ہوے اور سبھوت جوار کر بلند ہوئی صحر او کوہ میں چھپنے  
لگی جب سحر سے دریافت کرتی تھی کہ عیار کہاں ہر سحر بسبب ساحر و ان ذی تبار کے سحر پڑھنے سے الٹا پٹا جواب کو دیتا تھا کہ غار  
نکو ر شرق میں پوشیدہ ہے تو وہ خرب کی طرف بتاتا تھا حاصل بہت سرگردان بہت مہربانی کہیں تپہ عیار کا نہ ملا آخر تک  
اگر ایک پہاڑ پر مٹھی نہ دم بیوں تو پھر تلاش کروں یہ تو اب جگہ ٹھہری مگر حیرت کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ برقی بارگاہ میں اپنی نہیں ہر ایک  
سبھوت ڈھونڈھنے لگی ہر بس اسنے یہ خبر سنکر صرصر وغیرہ عیار بچو نکو بلا کر بہت کچھ بڑا بھلا کہا کہ اسے تم سے بے قیام عیار ان کچھ



نہو کا خیراب جاؤ برق عیا زخوف بھوتے مخفی ہو گیا ہر ٹم اسکی صورت بنکر لکھنچ وغیرہ کو پڑلاؤ حسب حکم لکھ مذکور عیار بچیان روانہ ہوئیں اور اپنے مقام پر آکر صرصر صورت اپنی مثل صورت برق بنائی اور عیار بچیان اسکی اعانت کیلئے بصورت ساحر شکر صرصر کی طرف روانہ ہوئی اور پہلے صحرائین گئی ادھر سے راہ کتر اکثر اسلامیان میں آئی یہاں سب تنگ بیٹھے ہیں کہ یہ بارگاہ میں داخل ہونی صرصر نے اسکی صورت کو دیکھا خوشی کی قریب بلا کر گلے سے لگایا اور کرسی پر بٹھایا حال پوچھا اسنے کہا کہ میں نے بڑی مشکل میں صحرائین میں بھوت کو مارا جب آپ کے قدم دیکھنا نصیب ہوئے سب نے یہ مفردہ سنکر کہا اچھ لکھ چمک دیا کہ جس آغاز ہو صرصر نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں آج سب کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤں ہر ایک نے کہا آپ کی خوشی یہ اٹھی اور دیکھانے میں جا کر خمر ماسے میں بہیوشی ملا کر کے بتلین شراب بھر کر لائی اتفاق سے اسوقت صرصر غام عیار بھی بارگاہ میں آیا اور برق کو دیکھا کہ بی بی بیٹھا اور برق جو غار میں بیٹھا تھا اس میں ہانسنے نکل کر نقب میں آیا اور وہ سر بارگاہ میں نقب کا ہر اس سرے کے قریب گر پڑا کہ معلوم کر دیا ہل بارگاہ کیا کرتے ہیں از بسکہ یہ سر ایک گوشہ میں ہر تودہاں ایک ساحر برائے رفع اشیاء آیا پہرا اس طرف بھی کھڑا تھا پہرے والے نے پوچھا کہ کیوں بھائی دربار میں کیا ہو رہا ہے ساحر نے کہا برق آیا ہر وہ سب کو شراب دیا گیا یہ کہ ساحر رفع اشیاء کر کے چلا آیا لکھ برق نے نقب میں سنا کہ ایک برق اور بارگاہ میں آیا ہو پس گھبرا یا کہ ایسا نہو تیری صورت بنکر کوئی اپنا کام کر جائے اور تو یہاں کھڑا ہے استاد اس حال کو سنکر بہت خفا ہوئے لازم ہر کہ نقب سے نکل بس جلد باہر نکل آیا جو سردار کہ اس طرف تھے انھوں نے دیکھ کر غلغلہ کیا کہ لیجئے ایک اور برق آیا صرصر نے بھی کچھا اور چاہا کہ بھاگ کر نکلیاؤں مگر وہاں مہجوت نے پہاڑ پر دوڑ کر سحر جو کیا از بسکہ یہاں کے سردار تھے برق کے سحر کو اُسکے روانہ کرتے تھے ابکی اسکو مفصل سحر نے خبر دی کہ برق اپنی بارگاہ میں ہر وہ ہانسنے جو کرا کر اڑی بارگاہ صرصر میں آکر تھرائی صرصر اسوقت بھاگ کر صحن بارگاہ تک چکی ہر اُسپر نگاہ اُسکی پڑی چونکہ وہ صورت برق کی بنی ہوئی تھی یہ عقاب بنکر جو گئی پنجہ میں دایا اسکو اڑی اور ساحر وہیں غلغلہ ہوا کہ لیے جاتی ہر سردار ان نے چاہا کہ اُسکا تعاقب کریں مگر اہلی برق نے نعرہ کیا کہ امین یہاں موجود ہوں وہ عیار تھی جسکو ساحرہ لیکتی ہر اُسکے نعرہ کرنے سے سب کے اور اسنے کہا کہ تلوک مطلق نہیں خیال کرتے کہ کون فریے تیار ہر فی بجلا رہے دھوکا کھانا اگر کوئی عیارہ میری شکل پر بنکر آئے تو اس سے حال نقب پوچھنا اسکو کو حال معلوم نہیں ہو کہ یہاں نقب بھی ہر بس بتلانا مشکل ہو گا تم بچان لینا اور میں پھر جا کر پوشیدہ ہوتا ہوں کیونکہ ساحرہ ضرور میرے تعاقب میں آگئی یہ کہ نقب میں چلا گیا اور اس سرے پر نکل کر غار میں جا کر بدستور سابق پوشیدہ ہوا ادھر مہجوت جو صرصر کو لیکر اڑی سوچی کہ اسکو شکر تحیرت میں نہ لیجاؤں کیونکہ وہاں کثرت مردم سے عیار اسکو چھڑا لیجاؤں گے اور شناخت نہو سکیں گے یہ سوچ کر سیدھی پہاڑ پر آئی اور وہاں سے ایک گاہ ہر سمت دوڑا یا کہ بھون میرے پیچھے لو کوئی نہیں آتا ہر اتفاقا اس دیکھنے میں اسکو ایک باغ دور سے نظر آیا یہ عیارہ کو لیکر ہی باغ کی طرف چلی اور جب مکمل اُسکے پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ باغ تو میری بی بی کا ہر راوی کتا ہر کہ یہ ساحرہ لاؤ لہ جو ہر تو اسنے طلسم ظاہر میں ایک ساحرہ کو اپنی بی بی کیا ہر نام اُسکا زبور جادو ہر وہی باغ میں ہی ہر اور یہ بھی کبھی ظلمات اُسکے پاس یا کرتی تھی اس سبب اُسنے پہچانا اور وہاں باغ ہوئی یہ باغ نہایت راستہ تھا گل وریا حین سے مملو و شین پٹری سے پیرا ستہ نہال ہر ایک ردار شجرا رنگوں کے پر بہار سانسے بارہا تعمیر خوبی میں منظر اسبابِ حست نعمت سب سمین میا لکھ زبور سند پر جلوہ فرما تھی کہ یہ عیارہ کو لیے ہوئے آئی اور اسنے اُسکو دیکھ کر سند سے اٹھ کر تسلیم کی اسنے دعا دیو زور عیارہ کو عین حرکت کو کے ڈال دیا اور اسکا سر جاتی سے نکالیا بلالین میں پھرنے لگی اسنے پوچھا کہ اچھا کیوں خیر تو ہے



اُسے کہا کہ بڑی میں اجڑ گئی باپ تیرا مارا گیا بھڑنڈ یا کا اب کون سہارا ہا ایک ندھے کی لاٹھی تیرا دم ہر سامری جھکو زندہ رکھے یہ سننا  
 کہ زیور بھی چنیں مار کر رونے لگی اور بعد رقت و بکا پوچھا کہ میرے باپ کو کسے مارا ہے اسے بتلا یا کہ ہوا جو سنانے پڑا ہے یہ عیار شاہ  
 مسلمان ہر اسوج سے اسے قتل کیا یہ شکر زلیو رخصت تانتر لٹھی اور ایک لٹ صرصر کے لگائی وہ پہلے تو توج ہوا سے بیوٹس  
 لکڑی چھ عرصہ میں ہوشیار ہو کر حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے اب ت جو کھائی تو بانجہ ہوئی کہ تو کپڑا آئی ہے بس لٹ پڑتے ہی پکاری کہ ہاے مری زیو  
 نے اور دو لائیں بارین کہ حرام زادہ اب عورت کی بولی بولتا ہے اُسے کہا کہ میں عورت ہوں اُسے اور دھانچہ مانے صرصر ہر حتم  
 اپنا پتہ بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں شاہ طلمس کی عیار بچی ہوں مگر وہ نہیں مانتی اس عرصے میں مچھوت نے کہا بیٹی تو تھمر میں بیرون بلع عیار  
 اسکو مارے ڈالتی ہوں یہاں تو شاید خون دیکھ کر ڈرے کیونکہ تیرا بھی کورا پنڈا ہے یہ کہہ کر عیارہ کو پنجہ میں دبا کر پھڑی اور اسے  
 بلع کے ایک پہاڑ پر اسپر لائی اور خنجر جھولی سے نکال کر قاصد فرج ہوئی مگر باغ سیب میں شاہ جادوان نے بعد اُسکے آتے  
 کتاب سامری دیکھی اس میں معلوم ہوا کہ مچھوت عیار کے دھوکے سے صرصر کو مارے ڈالتی ہے بس یہ دیکھ کر کتاب بند کی اور سمجھا کہ دیر لگا  
 تو عیارہ مار ڈالیں گی بس کیسے بھینچے میں عرصہ ہوتا اسلیے خود اڑ کر چلا اور ان واحد میں اسی پہاڑ پر آیا جہاں صرصر قتل ہو  
 تھی چنانچہ اُسے آتے ہی مچھوت کو لٹکارا کہ تو اندھی ہو گئی ہے یہ میری عیار بچی صرصر تو پہچانتی نہیں اُسے بادشاہ کو دیکھ کر  
 سلام کیا اور عیارہ کو چھوڑا عیارہ شاہ کے بلا گردان ہوئی اور مچھوت عیارہ سے عذر کرنے لگی کہ بی بی میری خطا کو معاف کرنا  
 صرصر نظر اب تو کچھ نہ بولی مگر ایسی ہیڈ اسکے ہاتھ سے پائی تھی کم وطن اسکی جانب سے کینہ پیدا ہوا اور شاہ سے رخصت ہو کر چلی گئی  
 بعد روانگی عیارہ مچھوت نے دست بستہ بادشاہ سے پوچھا کہ حضور ارشاد کریں کہ برق عیار کہاں چھپا ہے شاہ نے فرمایا کہ تو  
 ہی اسکی بارگاہ میں نقب ہر وہ نقب کی راہ سے فلان صحرائیں نکلتا ہے اور وہاں ایک غار ہے اس میں مچھا ہے یہ کہہ کر بادشاہ بھی رخصت  
 ہو کر چلا گیا اور یہ وہاں سے بموجب بتلانے بادشاہ کے اسی غار پر آئی جہاں برق چھپا مچھا ہے اور خس و خاک ہٹا کر اندر غار  
 اتری وہاں کند لگی تھی برق نے کند کھینچ لی یہ کند میں پھنسی مگر سحر ٹپھکر دھوان بنکر کند سے نکلی برق بھی جست کر کے باہر آیا اور  
 جاہتا تھا کہ نقب میں کود کر نکلی اُون مگر یہ پنجہ نیکر جو گری اسکو داب کر لے اڑی اور سیدھی بارگاہ حیرت میں آئی اور کہا اے ملکہ تم  
 اسکو پہچان لو تو میں قتل کروں خیرت نے پہچان کر فرمایا کہ بیشک یہ صہنی برق ہے اسکو نہ قتل کرو اسے کہا میں یہاں خائف ہوں در  
 اس کے بھائی بند اگر فتورہ کریں میں ابھی اسکا سر کاٹے لاتی ہوں یہ کہہ کر اسکو پنجہ میں دبا کر پھڑی و مخلص شکر ایک پہاڑی تھی ہلا  
 لائی اتفاق سے اسکو جاتے دور سے قرآن نے دیکھا فوراً صورت اپنی ایک سحرز بردست کی ایسی بنائی سانپ سر سے پٹیا بھولا  
 سحر کی نگلے میں ڈال کر اچھے پر ایک تختی ہیرے کی باندھ کر زمین یہ کندہ تھا کہ میں ملازم افراسیاب ہوں روانہ ہوا ادھر سے صرصر آتی  
 تھی اسے اسکو دیکھ کر پہچانا اور پکاری کہ اے کالیے میں جاتی ہوں تیرا حال کسے اسنے دھمکا یا کہ اسٹانی اگر برق مار ڈالا گیا تو  
 تو کو جیتا نہ چھوڑ دیکھا صرصر بھی مچھوت سے ناراض تھی ٹالکر اور طرٹ چلی گئی اور قرآن قریب کو پہنچا پکارا کہ اے مچھوت دست  
 خود را نکاہ دارید کہ ماہم رسیدیم ہم فرستادہ شاہ طلمس اُسے جو اسکو دیکھا سمجھی کہ ابی پھر کچھ دھوکا ہے جب تو بادشاہ نے اس سحر  
 بھیجا ہے بس خنجر گودی برق پر رکھ چکی تھی اُسکے نعرہ کرنے سے رکی اور قرآن جست و خیز کر کے ادھر پہاڑ کے گیا اور کہا اے مچھوت  
 شاہ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سن لو اسے قریب کر کہا کہ فرمائیے اسے کہا کان ادھر لائیے وہ کان لگا کر اور جھک کر پھڑی ہوئی قرآن نے



بغیر جو چپ کر مارا سر پر چڑا گئے سے گذر کر تاپہینہ پہنچا اور وہ گر کر تڑپا اور ہلاکت کی غل جو اس کے منہ کا بلند ہوا لشکر حیرت فرما  
تھا لشکر کی اور حیرت شور و سنکڑوڑے اور کناکے لشکر کے جو آکھو کیا تو شعلے بلند ہوئے ہر جہت سے کہ مارا ملک مہجوت کیسے و راز جادو  
کو عیاں فرما کر کے بھاگے ہیں حیرت بیتاب ہو کر پہاڑ پر چڑھا گئی عیاں تو نعرے کو کے بھاگ گئے اُسے لبر در دو الم لاش مہجوت کی  
اٹھائی اور بارگاہ میں لا کر دی ٹپی چلائی آخر ش لاش کو حکم اٹھایا دیا اور اسکے قتل ہو گیا حال فراسیاب کو لکھا پتہ بحر نامہ لیکر  
روانہ ہوا بادشاہ بلغ سیب میں متفکر و مخوم سر حکومت پر بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لا کر نامہ ملا کہ کو دیا اسکو پڑھ کر قتل مہجوت کا ماجرا معلوم  
کرتے ہی مہجوت ہو گیا فرط غیظ سے دیوانہ ہو جاتا تو عجیب تھا یہ آسیب بیخ کا تو سواری ہی تھا کہ دیو غم نے آکر دیا یعنی نامہ خداوند بہتر  
زہر و شاہ کا پنجہ نے پہنچا یا اسکو جو مطالعہ کیا یہ مضمون عتاب شون لکھا پایا کہ اے بندہ خاطر جو ساحر تو نے ہماری مدد کو بھیجے وہ  
بسیب اپنی کبر و نخوت کے ہماری بہشت میں گئے اب تجھے لازم ہے کہ جلد ہماری خبر لے ورنہ ہم ناراض ہو کر تیری سرحد سے چلے جائیں گے  
یہ مضمون پڑھ کر لبان ماہی بے آب فرط قلق سے تڑپا اور شل شعلہ آتش کا نپا کیا جب کچھ غصہ کم ہوا اپنے نشی کو طلب فرما کر حکم دیا  
کہ ایک فرمان شہر صبا کے حاکم کو لکھو ہماری جانب سے تحریر مضمون یہ ہو کہ اے حبیبے جادو و دہشتاب جادو و دہشتے جادو و دہشتے جادو  
کے واضح ہو کہ تمہارا ملک قریب کوہ عقیق ہے کیلئے کہ طلسم آئینہ کے شمال کی جانب جو حکومتان طلسم کا ہر وہاں کے حکم ہو پس تم بموجب حکم  
ماہ دولت خدمت خداوند تقامین جاؤ اور اُسے کچھ بندے انکے خفا ہو کر مقابلہ کرتے ہیں تم ان ہند گان غضوب کا کام تمام کرو لیکن  
جو طرائق کہ سلیمان سے کرنا اور ظفر یاب ہونا تو فخر کسی طرح کا کرنا اور غرور کو اپنے دہلیں جگہ دنیا کیلئے کہ بندہ مخور کو خداوند قتل کر ڈالتے  
ہیں بارگاہ خداوندی میں عجز بہت پسند نہیں یادہ ہماری عنایت بیغایت کے امیدوار ہو یہ مضمون نشی نے سکر تلبدن کیا بادشاہ نے  
پتلہ سحر کو دیکر شاہان مذکور کو بھیجا حال اس فرمان کے پہنچنے کا اور ان بادشاہوں کے روانہ ہونیکا جانب لقا آئندہ بیان کیا جائیگا مگر  
احال بعد ارسال فرمان شاہ جادو ان نے ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے اپنے پیر بھائی طاق چشم و دوست جادو کے نام رقم فرمایا جو  
ہو کہ شاہ طلسم نے چالیس استاد سے علم سحر پڑھا ہر نجلہ ان استادوں کے حسام بھی ہو اور سب استادوں سے زبردست عشاق  
سبزہ رنگ اسکا استاد ہو کہ آنا اسکا بہر مقابلہ ہرغ انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا غرض کہ جب نامہ بادشاہ نے پیر بھائی کو اپنے  
لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ سمیت وہ کون دوست ہو کہ ہم جہاں ذکر کر رہے ہو جو پیر میں بھی پھولے نہیں مائے ہیں سیتق خوان مدرسہ دینی  
درس گیر مکتب کچیتی الما طراز لوح صدق و صفا و حقیقت نویس قرطاس محبت و دافسون ساز طبع مودت و محرو د از پرستش خانہ  
الفت سلاست و حریت شوق کہ سبکی شرح کا نام دفتر عشق ہر وہ لفظ اشتیاق کہ معنی جسکے طو مار محبت ہیں اور ہر عشق ہر وہ طلسم  
کہ جو برابر صد ہزار جریدہ الفت کے ہر وہ فقرہ کہ جو مثل صفحہ مضامیر و دستان پر صداقت کے ہر کتاب یاد گاری یا رو قادر و قادر  
شعار سے ہمیشہ پڑھتا ہوں اور لوح دل پر اجد انتظار ملاقات کی مشق کرتا ہوں استاد شرد نے فینہ و داد انیر کرایا ہر مطلب کے  
نکات سے خوب گاہ فرمایا ہر دیباچہ رسالہ فراق حیرت و حکایات الہیہ اشتیاق محکو خوب یاد ہیں ہر زبان میرے حال پر استاد  
ہیں ایک تم ہو کہ فصل نسخہ دوستی کی کوئی یاد نہیں آموختہ بھی ہو ہر سنت بر یاد ہر اگر کچھ یاد ہوتا تو کبھی کبھی تو میں لکھا کرتا ہوں  
المکتوب نصف الملاقات ہر ایک خط تو انشاء الفت سے ہمیں پڑھواتے ہیں کہنا یہ کہتے تھے پڑھا نہیں یہ سبق یاد رہا  
نہیں اچھا حال ماضی جانید و استقبال کا بیان سنوئی حقیقت ہر طرفہ تر حکایت ہر کچھ طرازان مجبول نامعقول ہاں سہ سے محرو



ہیں سرکشی میں دال قامت مثل الف میں حواشی کتاب دستی عیاران مسلمانان ہیں بہر نحو اصل میں سیر میدان برخلافان میں چاہتا ہوں کہ تم اگر اپنی زبردستی دکھاؤ انکو لڑکر زیر فرماؤ زیادہ ورق ہستی مطالب معافی و تندرستی سے ترقیم ہے استاد قدرت کی طرف سے عقیقہ دوستی و اتحاد کی تلو تعلیم ہے یہ نامہ تمام کر کے اپنے ہاتھ پر لکھا اور کچھ سحر پڑھا کہ ایک کبوتر اڑتا ہوا آیا اسکو نامہ دیکر فرمایا کہ میرے پیر بھائی طاق چشم پائس لیجا کبوتر نامہ منقار میں ابکراڑا اور روانہ ہوا حال اس خط کا بھی آئندہ بیان ہوگا اب شرمہ حال فرخندہ فال ظفر پیکر صاحبقران با اقبال بیان کیا جاتا ہے

دستان روانہ ہونا شہزادہ توج بن بدیع کا شکار کو اور زیر کرنا کو ہونکا اور ہونچنا و ہنہ پر طلسم ہزار برج کے اور آنا ہتھاب جادو وغیرہ کا مدد کو لقا کی اور مقابلہ کرنا تیر

### سے المولف

تجھے سا قیام میرے سر کی قسم قسم دخت رز کی جو ہے پار سا تجھے اپنے پیر معان کی قسم کہ پھر آئی ہے سر پہ ہولی کی فصل مے زعفرانی کا پیسا نہ لا کھلیں جیسے جنگل میں ٹیسو کے پھول حسینان دنیا میں سوتے میں زرد کہ دل دیکھنے والو نکالے وہ مانگ نہ باقی رہے نہ کو تیرے ہوش ہو شاک ہو روح جمشید و کے کوئی ققمہ آئے گر میرے ہاتھ طلسمات و نیرنگے کھلاؤن میں طبین رخیہ ساتی کے جیسے گل لال بنے صفحہ داستان بند را بن	مرے رنج آگین جگر کی قسم قسم تجھ کو جمشید کے جسام کی تجھے دختر زر کی جان کی قسم بسنی جوئے کا تو ساغر پلائے ستھیلی یہ سر سون جامے ذرا مرض محبت میں جو نوجوان بسن آئے سے شکیا رنج و درد بڑے نہادے مجھے سا قیسا پھر میں خوب بیکار رہے بادہ نوش مے مجھ کو جو گیند بلور کا تو معشوق تو کی مے مجھ کو کات چلین رنگ مضمون کی پچکار بیان رہوں اس طرح میں بھی زنجین خیال بدہ ساتی از سیکدہ جام مے	میں کیا اور سر میرا کیا سا قیسا قسم ہے تجھے آب گلغام کی کہ نبٹ العنب سے مرا کرے وصل تو سر سون ابھی آنکھو میں پھول جائے بھرے ساغر دین میں زرد پھول ہوے زرد وہ عاشق نا توان بہاؤن نیاب کی ہولی میں سوانگ خم مے میں غوطہ کھلا دے ذرا بجین ہر طرف بزم میں دت دے تو سمجھوں کہ سینہ ہے یہ حور کا نیا آج کچھ رنگ دکھلاؤن میں کہ تر شاہدوں کی رہیں ساریاں بس اے جاہ منجھو از رنگین سخن نواز دھریرے سلم ہنجوئے
--	---	--

سید کنندگان طائر خیال و دام افغانان صحراے مقال کہ افغانان بر منج آسمان و فتاحان طلسم ہزار برج بیان نقلی گزنیان معانی گرانمایہ رفعت ہند گان مضامین خورد شید پایہ مرغزار قرطاس میں آہوے خوش فتار خامہ کو اس طرح رقم فرماتے ہیں اور سر مضمون کو جولان کو کے طلسم ہزار برج داستان کی طرف یوں آتے ہیں کہ شکار کنندہ ہفت قلعہ کوہ قاف کشندہ حقیقتی مرغ



ہر دو مصاف حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بمقابلہ خرس تیرہ ضلالت گرا زمرہ اسے نکبت ذلت مردود درگاہ خدا یعنی  
 زمرہ شاہ لقا کے ٹھہرے ہیں اور حیدر کو ہی کہ امداد لقا کو آئے مطیع امیر نامدار ہوئے یہاں تک کہ گلگون عیار بھی خدمت شاہ اسلام میں  
 آیا اور مطیع ہو کر زمرہ عیاران میں رہنے لگا اب کوئی ناصر و معین لقا کا نہ رہا اس سبب سے بڑی ہلاکت ہوئی جو انہوں کو قوت دکھا اور  
 انتظار آمد آمد سحران کرنے لگا امیر نے بھی کچھ اسکا تعرض فرمایا کیونکہ خاصہ معراج ہا یوں امیر با تو قیہر ہی ہر کہ جب تک پیشہ تری حریت کی طرف  
 سے نہ ہو آپ سبقت نہیں فرماتے ہیں اور بعد عرصہ بسیار عدو سے سبب توقف جنگ استفسار فرما کر حملہ کرتے ہیں الحاصل جب یہاں نقانہ  
 حربی عرصہ تک بجائیں ان نیتان شجاعت و ضعیف صولتان میدان شہادت بغیر کار و بخت لائے دم رستم تو ان پہلو انوکے خالی بیٹھنے سے گھبرا  
 ہر ایک نے ارادہ سیر و شکار کیا لیکن خوف بادشاہ اسلام اور لحاظ امیر دستگیر تھا اپنے اپنے خیام و بارگاہ میں جلسہ عشرت جمع رکھتے تھے  
 ایک فردم سحر جب خسرو خدا و الیکہ آرای چرخ اختر ہوا شاہ اسلام نے بعد کروفر اور تک سلیمانی پر جلوس فرمایا دربار دربار اسرار ان  
 ذی تبار سے محو رہا ساقیان شوخ و شنگ جام مے خوشترنگ سے نیرنگ کھانے لگے جلسہ نشینان بارگاہ کونشہ میں جوانی کے ترنگ  
 یاد دلانے لگے بزم کے وکیکا دس ہر شک ہوتا تو بجا تھا عین سرخوشی نشہ میں شہزادہ قوسج بن بدیع اپنی حکم پر سے اٹھا اور سامنے  
 بادشاہ فریدون فر کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا کہ اے شاہ مجر و برداے خسرو داد گستر میراجی بہت گھبراتا ہر امید عنایت سلطانی  
 سے یہ رکھتا ہے کہ میری عرض بدرجہ اجابت پہنچے اور آرزو میری خلعت قبول سرکار عالی تبار سے پائے میرے واسطے حکم صید لگنی  
 شرف اصدا فرمائے بادشاہ زبان مدارات بیان سے یوں درفشان ہوئے کہ لے ننگ قلم حرات مجھ کو اجازت تمھارے دینے میں  
 کچھ عذر نہیں لیکن تم یادگار عم نامدار شہزادہ بدیع ذوقا رہو بعد علیقدر حمزہ نامور سپہ سالار لشکر تمھارے بغیر کونکر سہر کر نیکی بیٹے کیجیے  
 وہ اب پوتو کو سمجھتے ہیں جب کبھی با دقرا لعین آتی ہو تو نظر تمھاری صورت کے دیکھنے سے نور پائی ہر قوسج نے عرض کیا کہ میں بے اجازت  
 بعد نامور نجاؤنگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہ تم کو خصت کریں تو میں بھی خصت کر چکا یہ حکم بادشاہ سے سن کر شہزادہ موصوف رو برو  
 امیر آکر خصت طلب ہوا کہ اے جد ہزگوار مجھ کو فراق پدر عالیو قار میں خالی رہنا شاق گذرتا ہے اگر لڑائی ہوتی ہے تو خیال حرب میں باد  
 پدرم بہتی ہے مگر تنہائی میں بارگاہ کاٹے کھاتی ہے چنانچہ آج کل جنگ موقوف ہے مجھ کو حکم سیر و شکار دیجیے عرض کمترین رد نہ کیجیے امیر نے  
 شہزادہ کو کمال درجہ شاق صید افگنی دیکھ کر و کنا مناسب نجا نا فرمایا کہ ایجان جد تم کو یا سرداران دیگر کو کسی نے قید کب کیا ہے مگر  
 مانعت کی یہ وجہ ہے کہ یہ صحرا تمام ساحروں سے بھرا ہے جا بجا بلیات طلسمات کا سامنا ہے دیکھو باپ تمھارے کئے آج تک بکا دیکھنا بھی  
 ممکن نہوا یہی خیال آتا ہے کہ تم کمین جا کر کسی فت میں نہ گرفتار ہو اور دشمن تمھارے روز بد بھیجیں اچھا جاؤ تین روز سے زیادہ صحرا میں  
 کہ ہنسنا خفگی میری نہ ہنسنا شہزادہ اجازت پانی سے سلام رستی بجالایا اور دربار میں اپنی بارگاہ میں آیا سردار و نکو اپنے بلا کر مرشدہ صید  
 و شکار ستا یا ہر ایک خوشنود ہو کر سامان روانگی کر نیلکا شہزادے کیلئے ایک بارگاہ سامان زر و نقیشتی و شیر بار ہوئی خیمے ڈیرے  
 ہاتھیوں پر سردار و نکے لڑ گئے چالیس ہزار سوار زرہ پوش ہر شکار تیار ہوئے بہادر مسلح و مکمل ہو کر عازم شکار ہوئے قراول پہلے شکار  
 یوز باش حاضر ہو کر جانور پسند کر اکیلے چرخ شکار کے ڈور لے لائے جیتوئی بھی کھنویان تانگون کھچکین جانور و نکے طعمے روکے  
 گئے بھوکین دیکھیں پار باز بھی شاہین حیرہ شکر تر متی وغیرہ ہاتھ پر بٹھا کر ٹوپیاں آنکھوں پر چڑھا کر جانب صحرا روانہ ہوئے طبل  
 طغرل پر چوب پڑی کمانداروں نے ترکش رست کیا کمانداروں و رام دار پہلے سے جنگل میں جا کر کینگاہ میں بیٹھے قراول لاتی



لگانے کی فکر میں پھرنے لگے گورو گوزن کا پتہ لگاتے تھے سب تو جنگل گھرے جساتے تھے کہ ملو لہو

درختوں نے صحرائے سنکر یہ حال	کہ صید اگنی کا ہے شہ کو خیال	کہا جلد ترتیب سامان صید
لگے کرے بلبل سے گل مکر و کید	کیے جلد سنبل نے گیسو دراز	کہ جھکو بھی کوئی کے جھلساز

ہوا نرگس مست کو حوصلہ کہ آنکھوں کو اپنے ہرن کر لیا

پچھرا میں باسگاہ استاد کرائی شیر و نکلے لیے ہوا کرنیکی تیاری ہوئی باجے اور آتش بازی کے ٹوکرے روانہ ہوئے رات بھر یہی سامان ماجسوت کہ صحرائے خضر سما میں صیاد دہرنے باز تیز پرواز آفتاب کو طائران انجم پر چھوڑا اور طاؤس فلک نیلی فام نے دانہ کباب کو چن لیا

کہ چمکا مہر تابان جب سحر گاہ	دل شہ کو ہوئی پھر سیر کی چاہ	طلب فوراً کیا شہد بڑ جالاک
ہوا رونق فراے زین وہ بیباک	کچھ ایسا خوبصورت تھا وہ مرکب	کہ پہونچے اسکی تیزی پر خرد کب
منقش پشت پر اک زین پر زر	فروغ ہرست تابش میں بہتر	عرض گھوڑے کو اسنے جب بڑھایا
سوے صحرائے لالہ دار آیا	ابھی اچھی طرح روشنی نہ تھی کہ کنول بر دار فانوس ہائے زین آگے آگے لیے روان	

تھے ہمارے سواری سوار ہاں نوجوان نسیم سحری فر فر جلتی غنچہ خاطر شگفتہ کرنی بسان شاہد سحر خسار ناز طشتی گھوڑے طرارے بھرتے جنگل میں نئے نئے گل کھلے قطرات عین سبزے پر پڑے موتوں کے جال درختوں پر ٹپے نظر آتے مور صحرائیں شہو چاتے کچھ عجیب ہنگامہ تھا کہ نظر

کہیں چشم نرگس تھی رہ میں کھسلی	کہ آنکھیں کرے فرش راہ شہی	گندہ دشت میں جب کہ ہو صبح دم
مرے سر پہ آنکھوں پہ شہ کے قدم	کہیں کوڑیا لاکھا پھولا ہو	تو وہ صورت دام گستر وہ تھا

ہوے عازم صید یون سب لیرا ہرن کے عقب میں چلے جیسے شیرا

شہزادہ سیر دیکھتا ہوا بصد فرحت و سرور قریب کوہ عقیق پہونچا اسکے دامن میں اتفاق زمانہ سے وہ چالیس ہاتھی جو لقا کی سواری میں رہتے ہیں اور تخت انہر اس مردود کا کھینچا جاتا ہے کھڑے تھے فیلبان چارہ لادنے انکو لائے تھے گومو جب اس قول کے کہ جس فرقہ کے نام میں لفظ بان ہوا نسے ڈرنا چاہیے فیلبانوں نے شہزادہ کو چشم و خدم جانے دیکھ کر رشک کیا اور ہاتھی زبکہ جگنے یہ اور رن چڑھے ہوئے تھے انکو اس لشکر کی طرف ہول دیا شہزادہ تو آگے بھاگا ہی اس پر جب ہاتھیوں نے حملہ کیا گرز پکڑ کر وہ بھی چلا اور لہر بگر زبھی ہاتھیوں کے پر اگندہ کیے کچھ فیل سامنے سے چیخ مار کر بھاگے اور فیلبان بھی رو بہ گریز لائے یہ شکار انداز فیل کا شکار کھیلتا آگے بڑھا تھا کہ بقدرت خداے اکبر آمدھی درہ کوہ سے ایسی تیرہ و تار آئی کہ غبار صحرا سے اٹھ کر ہر گولا صوت فیل سیاہ بنگیا ہوائے ایسا زور کیا کہ کوئی کسی کا فیل حال نہ تھا جہر حباب کا منہ پڑا چل نکلا شہزادہ مع چند سرداران ملحق کے ایک سمت کو روانہ ہوا دشت تاریکی سے کجلی میں بنگیا فیل دہر خرطوم ہلار ہاتھا لوگوں کو مکنا دیو کے آئینہ گمان ہوتا تھا انجم عیار شہزاد کی رکاب سے لپٹا چلا آتا ہوا چند سردار سالار بھی ہر کاب مرکب آئے تادیر صحرانورد رہے جب یہ سیاہی ندھی کی مٹی اور رخ روز نورانی ہوا اپنے تئیں ایک پہاڑ کے قریب سامنے پایاد امن کوہ میں شکار وافر تھا اپنی بربادی کا تو کسی نے خیال نہ کیا شکار کھیلتا



آغاز فرمایا سب ان تو اس ندھی من چھوٹ گیا تھا وہی جو باز ہاتھ نہ مٹھے تھے انکو جانوران پر بند پھوڑا تیر سے آہونیکا ڈو غیر شکار کیے اور اس طرح صید کنان اس پہاڑ کے ایک رہ کوہ کی طرف پہنچے وہ درہ ایکٹ ال زمر کا تراش کر کسینے بنایا تھا اندر درہ کے ایک باغ پر بہار لگا یا تھا کہ سجان اشعرب بہار تھی کہ فر باد کیلئے حسن شیرین کی بہار اشکا رتھی زلف سنبل شب وصل محبوبان خسارہ گل بہ از روز نور وصال عشوقان رگسہ چشم دیدہ یار غم آگین حیا پرور لالہ سا عجم سے کہیں بہتر بلکہ سپاہ بادہ عیش مسرور یا کاشہ چشم حور سوسن دہ زبان جو وصل اقرار پر زبان سے بے نقبشہ دہ زلف جو دل عاشق مانگے سرو ہم مقامت اس قدر عنا کا جب کا پر تو معشوق تو نکو حال محبوبی کی سکھائے سایہ حسن اسکا طوبی کو شربائے ہنرین مصفا آفتاب خان کو خجالت دین آفتاب غیرت سے پانی میں ڈوبا نظر آتا چشمہ ماہ کو اپنی صفا پرندامت بخشین سبزہ خضر خضر کو مشتاق دید کرتا خفتہ بختو کے طالع کو سعید کرتا بلبلیں زمزمہ پر دازی میں استاد و تانسین نوید بخش خرمی انکاشیون و شین نارنج واقعی نارنج پہنچے دانہ ہارے انار دندان یار نارخسا کے دانت کھٹے کرے سیب افغ رنج اسب مفرح القلوب ہی سے سراسر حال ہی خاطر لبیک کا موعوب کہ کھفتا گیا

عروسان چمن سب ہنس رہے تھے	چمن خوشبو سے بالکل بس رہے تھے	چھڑی پھولوں کی ہر شاخ گل تر
بہار افزا تھا جو بن بلبلون میں	عروسان چمن تھے فرحت اندوز	چمک پر گل کی قربان روز نور روز

لڑے تھے پھول و پھل سے جلا شجار	گلستان بنگیا سب شستہ کسار
--------------------------------	---------------------------

شہزادہ نے اس بہار فرحت آگین کو دیکھ کر اندر دروازہ کے قدم رکھا اندر سے قدم کی آہٹ پا کر پچاسل ہو خوش رفتار بہار نکلا اے شہزادے نے تیرے شکار کرنا آغاز کیا سواران ہمراہی نے بھی انکو گھیرا مگر وہ کچھ تو نشانہ خدنگ ہوئے اور کچھ اندر باغ کے گر گئے شہزادہ بھی انکے عقب میں آیا دیکھا کہ سامنے بارہ دلی ہی جو اس روز پر دے آہین ٹپے میں سراسر خوبی سے بھرے ہیں شہزادہ نے پردہ اسکا جا کر اٹھا یا نہ سامان طلسمی پایا کہ شیشہ آلات سجا ہر تھا ویر دیوار میں نصب ہیں خندہ زن سب میں مسند غرق بھی ہر گل کے ہتے جانور جو مسند میں بنے ہیں بائیں کرتے ہیں گلہ سے چنے ہیں پیر جو اہر کے طائر زمزمہ سرائی کرتے ہیں ایوان میں ایک تخت بچھا کر مور زمر کا اسپر ناچتا ہے اور ایک پائے سے اُسکے دیو زبون صورت و بدیہیت زنجیر آہنی سے بندھا ہے اپنے حال زار پر روتا ہے سامنے تخت کے جو دیوار ہیں آئین ایک طاق بنا ہے جو طاق کسری کو شربتا ہے اس طاق میں ایک بت سونیکا رکھا ہے کہ آنکھوں کو اسکی یا قوت سرخ سے بنایا ہے شہزادہ یہ جبراد بچھ کر صیران تھا نجم عیار جو ساتھ تھا اسکو سحر کا ہیں کانپر گمان تھا شہزادے نے عرض کرتا تھا کہ حضور یہاں نہ ٹھہریں یہ مقام کسی ساحر کا سکھن ہے پر بلا و پرافت گشتن ہی شہزادہ نے اسکے کہنے کو نہ سنا اور اس یو سے جو بتہ زنجیر آہن تھا پوچھا کہ تجھ کو کسے باز دھا ہے وہ دیو گویا ہوا کہ طوفان کو ہی یہاں کا مالک ہے اسے ایک ساحرہ سے کہہ کر مجھ کو اسیر کیا آیا اور یہ بت جو طاق پر رکھا ہے یہ اسکا خدا ہے اسکی وہ پرستش کرتا ہے شہزادے نے پوچھا کہ اس ساحرہ کا نام کیا ہے جس نے تجھ کو قید کیا ہے دیو نے کہا مجھ کو بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ اپنے باپے لڑ کر میں یہاں آیا اور اسیر ہوا مگر میں اس ساحرہ کا نام نہیں سنا اور نہ اس کو کبھی دیکھا لیکن اس زمانہ قید میں ایک وزمین اپنے حال پر خوب ویا اور دھا اپنی رہائی کی کرتے کرتے سو گیا خواہن ایک مقدس کاجال با کمال نظر آیا اسے یہ مژدہ طربناک سنایا کہ تم گین مت ہو وقت ہائی قریب یا فرزند حمزہ زلزلہ قاف کا آئین کا تجھے قید سے چھڑا دے گا یہ کہہ کر دیو مستفسر ہوا کہ شاید اے شخص تو پس حمزہ ہی شہزادہ نے فرمایا کہ میں انکا پوتا ہوں دیو بہت خوشنود ہوا اور شربے



نے دعائے صحیفہ ابراہیمی پڑھ کر اسپر دم کی در زنجیر کو بزدل و صاحب قرانی پارہ پارہ کیا دیو رہا اور قدم سعادت تو ام شہزادے کے گزشتہ  
نے آگے بڑھ کر اس بت کو طاق سے اٹھایا اور قبضہ شمشیر سے چور چور کیا اسوقت تو غلغلہ عظیم برپا ہوا صد اہل سہیب آئین کے ایسے غصیب  
کیا اسنے خداوند کو توڑ پھوڑ والا وہ جو مور تخت پر تلج رہا تھا اڑ کر ایک طرف کو چلا گیا آندھی پانی کا ہنگامہ ہا لحد بر طرت ہونے اس  
آفت کے شہزادہ سند پر مٹھا اور دیو کو اسلام کا آئین بتایا کلمہ پڑھا یا پھر وہ دیو باغ سے سیوہ وغیرہ لایا شہزادہ نے نوش فرمایا شہزادہ  
کی کشتیاں اور ہر طرح کی نعمت بارہ دری میں موجود تھی چنانچہ شراب پی اور ہر چیز سے آسودگی حاصل کی نجم عیار نے ہر چند کہا کہ  
یہاں نہ ٹھہریے نکل چلیے اسکا کہنا نہ مانا کہ تو نامردی سکھاتا ہی اگر تجکو خوف آتا ہی تو یہاں سے تو چلا جا عیار مذکور خاموش  
ہو رہا مگر یہاں ایک ساحر اس ساحرہ کی طرف سے محافظہ کرنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ کارخانہ جادو کا بنایا تھا وہ مور جو اڑ کر گیا وہ  
محافظ صحرا میں سحر پڑھ رہا تھا اسکو مور نے مطلع کیا کہ اے کنا یہ جادو تو کیا غافل مٹھا ہی ایک سلمان نے آ کر خداوند کو توڑ پھوڑ  
قتید سے چھوٹ گیا یہ کہہ کر مور تو جل گیا اور ساحر بتایا نہ لپکا اور باغ میں آ کر سیکار کہ اے خیرہ سر تو کون ہی جو تو نے خداوند  
سامری کی جناب میں بے ادبی کی اور ان بیچاے نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تو نے انہیں ظلم روا رکھا شہزادہ نعرہ ساحر شکر مند سے  
اٹھا تھا کہ دیو اس ساحر پر چھپٹا پکارا کہ او بھیجا ٹھہر تو جا میں آیا ساحر نے دیو کو آتے دیکھ کر خیال کیا کہ یہ غفلت میں میری  
مالک سے رفتار ہوا تھا میرا کام تمام کر دیا گیا سزا سپر ہوشیاری میں اثر پذیر ہو گا یہ سوچ کر بزدل سحر اڑا اور بھاگ کر ملک فانیہ میں  
آیا یہاں تخت حکومت پر طوفان کو ہی مٹھا تھا کہ یہ بدحواس پہونچا اور عرض رسا ہو ا کہ اے بادشاہ بڑا غضب ہوا کوئی ایسا جبر  
وزبردست آیا ہی کہ اسنے خداوند کو بھی نانا اور انکو توڑ ڈالا یہ سننا تھا کہ طوفان پر شیطان چڑھا فوراً تخت سے اٹھا اور حکم تیار ہی لشکر  
دیا بھائی اسکا سیلان کو ہی ہی اسنے لشکر تیار کر لیا قرنائے جنگی کا شور ہوا اسلحہ و کمل ہر صاحب در بہا طوفان بھی بھیاں بھکر  
کر گدن پر سوار ہو کر چلا پشت پر دو لاکھ سپاہ کا پر تھا ہر ایک کو ہی عرق بجاہن تھا یہاں شہزادہ بعد بت شکنی فرانی کے مثل  
جناب خلیل اللہ درہ کوہ سے نکلا کہ ڈنکے کی آواز سنائی دی اور آمد فوج کی علامت ظاہر ہوئی یعنی پرچم نشانوں کے کھلے آگے  
اتق کر دو غبار بلند دکھائی دیا شہزادہ بھی ڈٹ کر سامنے کھڑا ہوا جب اسن گرد شگافہ ہوا فوج کو ہستان جوق جوق لگے گرے  
ظاہر ہوئی کہ مرکب در کا بہر ایک کے زیر ریان تیغ سے گراں بار کمر سے لگائے گزر کے عراق سے ساتھ گڑ گڑاتے پرچم نیزوں کے  
کالے کالے اڑتے برچھے ترچھے مرکبوں کی کوتاہی نہ رہی کھلے انکے نعرہ دن سے گوش فلک کر ہوتا کہ بقتضائے آیات

ہمہ گوش پر نالہ بوق شد	ہمہ چشم پر زنگ سنجوق شد	دلا وہ برآمد زنجیر گاہ
ہر اولہ شد گوش شاہ و سپاہ	بد زید آواز گوش ہزب	نو گشتی ہی ترالہ بارید ابر
سواران شمشیر زن صد ہزار	نرہ دار با گر زہ کا د سار	

شہزادہ مردانہ وار آگے بڑھا اور دیو سے فرمایا کہ خبردار اس جنگ میں تو دخل نہ دنیا کیلئے کہ دیو سے انسان کو لڑنا ہمارا آئین  
نہیں خلاف شجاعت کریں یہ ہمارا دین نہیں تو یہاں سے جوالی کوہ عقیق جامیر الشکر آندھی آئیے پرانندہ ہو گیا ہی اسکو جمع کر کے  
آدیو شاہزادہ کی حرات پر آفرین کرتا حسب حکم لشکر لینے روانہ ہوا اتنے عرصہ میں عدو نے قریب پہونچ کر حملہ کیا یہ شیر دل  
بھی اس گلہ گو سفند پر غضبناک ہو کر چھپٹا اور رعد آسا خنجر کھینچ کر فوج پر جا کر انعرہ



منم تورج نامور شہر یار ہزیمت کرار و زہیجا نامد	منم ضیغم بیشہ کارزار ز تیغم نیا ہے بہ اعدا منسا ند
صفوف لشکر کو تہ بالا کرنا شروع کیا باز ارحرب گرم ہوا سردار جو شہزادہ کے ساتھ تھے وہ بھی کارستانہ کر رہے تھے ایک ایک نے سو سو کو بیجاں کیا تھا خاک و خونین غلطان کیا تھا یہ سب شکار کھیلنے آئے تھے یہاں آہوے جان مخالفان کا فکاہ ہاتھ آیا مرغ روح دشمنان ہر ایک نے نشانہ خدنگ اجل بنایا شہباز تیغ نے پرکھوے طعمہ جسد دشمن سے ہن نگیں ہو گئے	
چٹان شد ز خون خاک آرد گاہ شد از جوشن کشتگان آہنیں	کہ گفٹی ہی خون بسا روز ماہ برآمد خردشیدن دار و گیر
بکشتند چندانکہ روے زمین ہمان آتش خنجر و گرز دتیر	چو یا ہتر ان گرم کرد پشاہ از زمین کشت جہان و بیجاں سیاہ
تادیر منگامہ کارزار گرم رہا اسی اشتعال جدال و نائرہ قتال میں شہزادہ نے صفوں کو درہم کر کے طوفان تک اپنے تئیں پہنچایا اور لٹکارا کہ اونا مردانہ و ابدی چند آدمیوں کو دولاکھ سے لڑوایا ہوا دھڑا کہ تو مجھ شیر صحرے جلادت کا فکاہ ہر طوفان کو بھی ان کلمات کے سننے سے غصہ آیا اور حسرت میں افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ لڑنے سے فوج کو باز رکھو میں اس بلچھ خدا پرست کو مارے لیتا ہوں لشکر کے لڑنے میں بدنامی ہے کہ چند پاشکتہ کو گھیر کر قتل کیا یہ حکم سنکر افسروں نے فوج کو روکا اور یہ دیو صورت مقابل شہزادہ پر ہی طلعت سلیمان صولت معرکہ میں مثل تناور درخت جسم کثرت و رزش سے کرخت بسان سنگ سخت رکھتا تھا کہ گدن کو گچک مارا مانند فیل جنگاڑا اور نیزہ شہزادہ پہرا شہزادہ نے سان نیزہ اپنے نیزہ کی سان پر گانٹھی برابر سے نیزہ بازی شروع ہوئی لیکن طول دینا روا نہیں شہزادے نے چند طعن رد و بدل کر کے ایک بند ایسا باندھا کہ کھولتا اسکا اسکو دشوار ہوا اور نیزہ ہاتھ سے نکل کر درگرا اسنے غصہ میں آکر گرز سہ صدنی چرخ دیکر شہزادے پر لگایا اس بہادر نے دم شمشیر پر گرز کو روکا کلمہ عمود مثل خیار تر کٹ کر زمین پر گرا اسنے بحالت غضب انت میکہ تیغہ ابدار و گران وزن نیام سے کھینچا اور مرکب بائیں پرچہ چٹھا کر زیر بغل راست کی جانب شہزادے کو رکھا اور بڑے زور و شور سے تلوار لگائی کہ ترک فلک ہاتھ بلند ہونے سے الامان پکا راہرام نے کہا اے خالق اکبر سیاناکا لغوہ مارا مگر شہزادے نے جب تلوار قریب آئی تھپکی دیکر بارٹھ کو اسکی پیٹ کیا اور پیچہ ملی سے کلانی گوا سکی یکڑ کر چٹکا دیا تلوار اس کے دست نجس سے نکلی گرا سنے تلوار چھوڑ کر مرکب برابر لاکر توڑہ میں مکر بند کے ہاتھ ڈالا شہزادہ نے بھی گریبان میں ہاتھ دیکر زور کیا مرکب گھٹنے ٹیک کر پیٹ گئے دونوں زمین پر کودے اور دامن ذرہ گردان کر سر گرم کشتی ہوئے تلاش دانٹوں پیچ جوڑ توڑ بند کی ہونے لگی فیضان مست کی طرح مگرین چلنے لگیں کشمکش وریلا پیلی سے زمین درکنے لگی دو گھڑی میں طوفان کلام آگیا کیونکہ بڑا زور اسکو اس کشتی میں کرنا پڑا بس اسنے خنجر کمر سے کھینچ کر چاہا کہ شہزادے کے پیٹ میں مار دے شہزادے نے اتنے عرصے میں کہ جب تک خنجر وہ کھینچے اٹھا کر دے مارا بقدرت قادر عزوجل خنجر کھینچ تو چکا ہی تھا اڑا ہو کر اس کے پیٹ میں در آیا اوچھ جھو جھو کٹ کر دوسری کو کھو کی طرف سے خنجر نکلا وہ تڑپ کر ہلاک ہو گیا اس کے مرتے ہی بجائی اسکا سیلان کو ہی اسکی حمایت پر پٹ مار کر گر جافوج کو لٹکارا کہ ہاں مارنا اس خدا پرست کو کہ بیساز بردست ہے کیلے یہ سپہ نہوگا	



فوج نے یہ حکم سن کر تلوار سے لڑنے کا شہزادہ جیت کر کے مرکب پر سوار ہوا پھر وہی گرمی بازار جاند ہی دس سر فرشی اور جابنازی شہر قتال میں شروع ہوئی خانہ اسے جسد ویران ہونے لگے کا شانہ تن اجاڑ د پریشان ہونے لگے قیمت میں جو اس پر ہر تیغ دیکر طائران رقص تھا الفیض لیسو شہزادہ پروردہ ہند نے ہشتاد سے صد کے کر کے چھوڑ دیے کہ بموجب بیعت سری کے عوض سر مراد کیسے کہنے یہ صدقہ اتارا حسین بقیس تن سے طائران ہستی چھوٹ کر جانب صحرا سے عدم جاتے تھے زارغ و زغن گوشت کھانیکو منڈلاتے تھے سپرین اسطرح سرگزشت کرتی تھیں کہ جیسے چلیں اڑتی تھیں دشت ویران کی بیدارے حرب میں تلوار و کی سائیں سائیں صد آتی تھی روح رستم و ہفتد یار زیرارض خون سے طغرائی تھی بہادر شیر و کی طرح دکارتے تھے تیر فشاں کر کے ماریا کے مانند بھنکارتے تھے شجر قامت حراست شعلہ آئین سے خشک ہوئے جاتے تھے سرسبان برگ خزان دیدہ بادند و روش شمشیر سے اڑتے غبار دکا کلک کے خاک سبر کرتا مگر منھ لڑنے سے نہ مڑتے اس ہنگامہ آفت خیز میں بوجہ تنہائی شہزادہ و سردار کھڑے ہوئے تھے قریب تھا کہ یاجاجان رخ شجاعت پردہ خاک میں چھپائیں مقرر ہو کر عادی سے کرتے تھے کہ لے یا در بے یا دران ہکو فتح و نصرت دے کبھی سر سرکش پائے تضرع پر دھرتے اور پکارتے تھے

عطا کی تو نے یارب ہم کو ہستی	تجھی سے ہے بلندی اور پستی	تجھی نے پست قوم عاد کردی
تجھی نے ماد صر صر اس پہ بھیجی	غریبوں کا تو ہی یا در ہے یارب	تجھی سے مانگتے ہیں ہم پند سب
شیر و عادت مراد پر پڑا کہ وہ دیو جو تلاش لشکر میں گیا تھا چالیس ہزار سپاہ جبار شہزادے کو لیکر آیا ان بہادر وں نے پہونچے تھے	لشکر حریف کی ماری اور زیش شیر ہر ایک پیر کو رکھ لیا پھر تو سیل خون بہادی عنقاے تیغ نے بال کھو لکر دشت کو معدوم کرنا تھا	کیا با شمشیر قتل و قتال سر باز اسے باز نہ آیا خنجر کلو گیر شجاعان تھا حلقہ کند میں پیچیدہ رشتہ جان تھا کہ نقطہ
زمین آہنیں شد ہوا لا جورد	باماند آمد سر تیرہ گرد	سر لشکر کو ہیان حملہ برد
شہ نامدار و جہان دان گرد	بہر جا یکہ بریکے تودہ کرد	زمین با بغض سر آلودہ کرد
از ان لشکر شوم چند ان بکشت	کہ یک دشت سر بود بایائی دشت	سرا انجام سیلان گرفتار شد
وزد اختر نیک بیزار شد	یعنے جب شہزاد کی کو اپنی فوج کے آئیے صفوں لشکر اعدا کو درہم کے قریب سیلان پہنچا	

سے شہزادے پر تلوار لگائی شہزادے نے خالی دیکر مرکب ملا یا اور اس کے ٹوٹے میں کمر کی زنجیر کے بانٹ دیکر قاش زین سے اسکو اٹھا لیا اور سپہا میں بانٹ سے چڑھا کر مصروف شمشیر زنی ہوا اسنے خیال کیا کلاس ہنگامہ میں قتل ہو جاؤ گکاس شہر کے سے ان کا طالب ہوا اپنے اسکو ہا کر دیا اسنے اپنی فوج میں طبل بان بجا یا لشکر لڑنے سے رکے اسنے رکاب شہزاد کیو اگر پوچھو یا شہزادے نے سوال اسلام اختیار کر نکا فرمایا وہ زمین کینہ رکھ کر طوطے کی طرح چلے پڑھکر سلمان ہوا اور عرض کیا کہ اے شہر یار قلعہ میں تشریف فرما ہو کر ابایا قلعہ کو بھی شرف شرف اسلام و رزی فرمائیے سر عجز حق ظارم افلاک پر پہونچائیے شہزادے نے اتھاس کو اس کے تشریف قبول سے سرفراز فرمایا اور مع اپنے لشکر کے ہمراہ چلا اور اس جگہ کوٹے کے قریب ایک کوہ کے پہونچا جب اس کے درے سے گذرا سامنے ایک قلعہ فلک فرسا نظر آیا در قلعہ فولادی تھا بہت کچھ سامان آبادی تھا تفصیلاً پریزا و بند و بست انتظام گولنداز و برق افنا و ککا اندھام در شہر نہا پر چالیس ہزار فوج کی چھاؤنی پڑی گھسانی ہر طرف بڑی شہزادے نے اپنی فوج کو سیر وں قلعہ اتر نکا حکم کیا



اور اپنی بارگاہ بھی استاد کرائی لشکر اتر نیک گاہ گم ہونے لگی کہیں سوار و نکی لین پڑی کہیں بستر پیا دون نے لگائے میل علیحدہ جمی لشکر میں  
بازار کھل گیا اطلالیہ مقرر ہوا عیار بعبیدہ کو تو والی بازار میں جو ترہ خوا کر ٹھہر انظر باز چھرنے لگے چور بد معاش اچکے گھرنے لگے رات کو اکاکی  
دیا جلتا جھولا بستر پڑاؤ پر آملتا یہاں تو یہ کیفیت ہے لیکن شہزادہ ہمراہ سیلان داخل قلعہ ہوا سرداران لشکر و عیار کو اپنے ہمراہ لیا  
قلعہ کو دیکھا تو بہت آیا ہر زن و مرد ہر ایک رنج سے آزاد ہر دکان میں کھلی ہیں اشیائے نفیسہ چنی ہیں صرافہ و ہزارہ آراستہ ہر چاندنی  
چوک میں عجیب طبرہ عشرت ناہر کہیں جو ہری جواہر کا ڈھیر لگے کہیں سیٹھ جی کرو روں کی اہنت کا بیڑا اٹھائے بیٹھے ہیں دلال  
مرفہ الحال تاجروں کے ساتھ حضور اس دکان پر آئے یہ مال دیکھ جائیے کہیں بساط خانہ ہر کہیں گار و گلفرو شو نکار رنگ تاجروں کو ہنسی ہمارا دکھا  
ہر کہیں ترہ فرو شو نکا بازار ہر کنہر طاق طرفدار ہر کہیں کمرے رشک و گلستان مجمع گلرخان ہے شاہان نسربین بدن جمع ہیں عاشق  
تن سامنے ٹہلتے ہیں بہت دل رنجیدہ ہیں بہت سے بہلتے ہیں طرفہ شہر ہر جدائی اسکی قہر ہر نظم

ہم ہوم و ہر باغ آباد بود	دل مردم از خرمی شاد بود	پذیرہ شدندش بزرگان شہر
کے راکس از مردی بود بہر	بروہنگنان آفسرین خواندہ اند	بے زرو گوہر ہر افشا نہاد

[illegible]



پس کا جھگڑا ہی جھگڑے سے فساد پھیل گیا ہماری جان بخت جانگی خلد نیاز سیانہین رنہ بخردی گلا کٹو ایسی یہ سمجھ کر عرض سا  
ہوے کہ اے شہزادے ہم آپکے تابع فرمان ہیں شوق سے آپ اندر زندان کے جائے اور شہزاد کو چھڑائیے اسنے جب یہ سنا اندر گیا  
ایمان شہزادہ ہوش میں گر سر زنجیر پر غم کیے پیشانی زانو چھبکائے بیٹھا تھا اور تہ دل سے دعاے ربائی درگاہ یزدی میں کر رہا تھا کہ یہ  
پہنچا اور چاہا کہ قید کاٹے شہزادے نے فرمایا کہ حبس وقت رہائی آیا ہی تو ہم قید نہیں ہ سکتے یہ کہہ کر خانہ روزین چرخ کھایا اور  
رجیر و بیڑی و تھکڑی کو توڑ کر کھڑا ہوا سردار بھی رہا ہوئے اور باہر قید خانے سے سب نکل کر جانب سیلان بے ایمان چلے گئے  
اسنے ایک خادمان محل سے سنا کہ گلزار قیدی کو چھڑانے گیا ہے چنانچہ یہ خبر سنکر اول تو قصد کیا کہ فوج لیکر جائے اور مقابلہ  
کے مگر سوچا کہ قوسج بسبب کثرت ملازمان کلر اضر در رہا ہو جائیگا پس اس وقت پھر وہی ذلت دھری ہر اب یہ وقت نصرت  
کا ہر مہلت ملی ہو چکا نا چاہیے یہ تجویز کر کے اہل دربار سے کہا کہ جسکو میل ساتھ دینا ہو اور اپنا دین قائم رکھتا ہو وہ آئے کچھ  
کو بھی جو سیہ قلب یا وہ تر تھے اسکے ساتھ ہوئے اور یہ پشت قلعہ کی طرف کا دروازہ کھول کر جانب قلعہ یا قوت نگر کہ یہاں قلعہ تھا  
ہو روانہ ہوا اس قلعہ کا مالک یا قوت رنگی غلام طوفان کا ہی کہ وہ غلام اپنے آقا سے خوف ہو کر اسی شہر میں بارہ کوس تک حصار  
باندھ کر مقیم ہوا ایک قلعہ بھی ہو گیا کو بسایا ہو بارہ ہزار رنگیان آدمجوار اپنے پاس رکھتا ہی سیلان اسکے پاس چلا ایمان تو عرج  
والا قلعہ میں آیا گلزار کو تخت شاہی پر بٹھایا ستادی نے ندادی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت کر لگیا مارا جائیگا اب ایمان قلعہ اپنے شہزادے  
کے بار شاہ ہوئیے خوش ہو کر حاضر دربار ہوئے نذرین خلعتی افسران لشکر و سرحد قسلمان ہوئے تمام شہر اسلام آباد ہوا پور  
تیکہ سے منہدم ہوئے سجدین تعمیر ہوئیں نذر اے اللہ کہ بلند ہوئی دو لاکھ سپاہ اس قلعہ کی اور چالیس ہزار فوج کے آدمی شہزادے کے کعب  
بانہر قلعہ کے فکر مقیم ہوئے شہزادے نے حکم بشن ہونیکا دیا کئی روز تک جلسہ عشرت رہا پھر شہزادے نے فرمایا کہ گلزار اب تم  
سلطنت کرو کامل تسلط کر کے اسلام میں ہمارے پاس آنا میں اب تم سے خصت ہوتا ہوں کیونکہ داد اجان سے میں تین روز کا وعدہ  
کر کے نکار کھیلنے آیا تھا وہ نظر میرے ہو گئے ٹھکوانا جلد چاہیے کہیں ایسا نہ کہ وہ ناراض ہوں گلزار نے یہ بیان سنکر عرض کیا کہ غلام آپکے  
سمراہ چلیگا بغیر آپکے سلطنت ہفت اقلیم بھی ہو تو نہ کریگا شہزادے نے فرمایا اچھا سامان اپنے چلنے کا کرو اسنے ملک کا انتظام براہ  
عجلت کرنا شروع کیا اسباب سفر درست کرنیکا ہنوز دو دنوں رہ کر اے منزل مقصود نہیں ہوئے سیلان نے اور ہفسدہ برپا کیا وہ  
یہ کہ جب قریب قلعہ یا قوت نگر وہ ناہنجا رہو پچا ہر کاروں نے خبر اسکے قدم نحوست لزوم کی یا قوت شوم کو پہنچائی پہلے تو متفکر  
ہوا کہ ایسا نہ ہو چکو گرفتار کرنے آیا ہو لیکن جو ایسے خبر حال ہوئے کہ وہ با بعد دے چند بجال پریشان آیا ہی فلک اسکو ستایا ہے  
لشکر وغیرہ کچھ ساتھ نہیں ہر سہری کی کوئی بات نہیں ہر یہ سنکر وہ غلام بہ احترام تمام بہر استقبال ر قلعہ تک آیا اور حال زار آقا سے  
بد کردار دیکھ کر وہ یاد دیکھا اگر میان اسکا پٹا ہی چہرہ اترا ہی منہ پر زردی غم سے چھائی نہ دیکھا ہی نہ چہرہ شاہی ہر صرت مصاحب  
بیکسی تنہائی ہر دو چار سردار ساتھ میں ایک گھوڑا سواری کا ہر صرت خزان جلوس درباری کا ہی اسنے آگے بڑھ کر تسلیم کی اور  
نذر دی پھر سفس ہو کہ اے شاہ جہان نہا کہ کیا نصیب اعدا حالت ہر میرے آقا کے مزاج مبارک کی حالت تو قرون بوجھ  
اسنے کلمہ شکوہ کی نعرہ مارا اور کہا کہ قاتیر اخلاذہ نذلکاکی بہشت میں گیا میں اس سلمان کے ہاتھ سے بھاگ کر تھک ہوئی کہ کمر اسلا حال جنگ جہا  
بیان کیا غلام نے جلا جلا شکوہ کرت بہائے اور کلمات و گزات بانہر جاری کیے کہ اگر میں نے اس سلمان کے جا کر کھڑے ٹکڑے



اور پرزے پرزے نہ اٹھائے تو نام اپنا مردان عالم سے نپایا یہ کسرا سکو قلعہ میں لایا دعوت ضیانت کی ہر حکم درستی فوج دیاتاری ہوئی بارہ ہزار زنگی اور چند ہزار کوہی مسلح و مکمل ہوئے جنگ پر کیدل ہوئے ایک ایک صیشی آدم خوار تھا سوج طوطیان نوش کو خوف بسیار تھا سب فیلان ست اور گرگدن پر سوار ہوئے صفت کشی سے سیاہ دیوار ہوئے ظلمات پردہ دنیا پر ظلم ہوئے اسلحہ کی چمکتے بجلی برتیرہ میں تڑپتی نظر آتی تھی طرفہ تماشہ تھا کہ چشمہ ظلمات موج مار کر لڑنے چلا تھا آب حیوان آب تمغ سے ملنے چلا تھا ہر ایک ظلمانی مرنے چلا تھا زمین پر بچل تھی فذہ کالی آندھی طوفان کے خون کا انتقام لینے چلی تھی طبل و بوق گونگے اے کوس حلت نورستی کیلئے ظلمتیں بجائے سوار یان زنگیو نجی حبیب وان ہوئیں بچے کوہ تلامین آئے آگے لشکر کے یا قوت و سیلان شل سیل فلگینڈ و سپر سوار راہی تھے بھانٹک کہ بعد قطع مسافت راہ قلعہ طوفانیہ تو قریب تھا بہت جلد متصل مذکور ہو چکا خیمہ کیا لشکر تو سوج تو باہر قلعہ کے اتر ہوا ہر اسکے مقابل اسکا لشکر بھی اتر اٹھرا دھرم روانگی رکھتا تھا کہ ہر کارون نے اگر عید عادتنا کے خبر درود لشکر متصل عرض کی شہزادہ خبر سکر مع کلز کوہی کے بچشم و خدم باہر قلعہ کے آیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر یا قوت دن بھر مصروف سخاوری رہا جسوقت کہ جوہری قدرت نے یا قوت ہر فلک کو درج مغرب میں رکھا اور زنگی شب نے قلعہ عالم میں غلہ کیا کہ نظم

برین گوئے تار و زبر گشت زرد	بر آورد از فوج شب تیرہ گرد
چو دیباے زنگار گون شد سپاہ	طلایہ برآمد نہ ہر دو سپاہ

شام ہوتے ہی یا قوت نے طبل رزم بجوایا شہزادے کو بھی جاسوس نے خبر دی ادھر بھی نقارہ محراب پر چوب پڑی تیاری ہر لشکران کیمہ خواہ میں آغاز ہوئی دل میا زران میں سوداے جنگ اہل زنگ تھا زلف عروس شجاعت سنوارتے تھے سودا زنگا عشق جانبازی کے نعرے مارتے تھے خون صفرا مزاجوں کا جو شمعین آتا تھا سودا زده تیر غالب ہوتا تھا تا تھا ادھر لشکر زنگیان نے پردہ دستار کیا یا گو یار و فرخون کے مقابلہ میں لشکر شب نے پر اجمایا تھا دنیا میں پھیلی ہوئی سیاہی تھی روسیو پیر ہشیدنی کی چڑھائی تھی زنگی جب براہ نخوت اگرتے اور تنٹے تھے انبوس کے درخت باد غور سے ہلتے تھے صفیہ دشت بسان نامہ اعمال یہ کاران کالا تھا با مالک جہنم نے دوزخ کے کند و نکو اس دشت میں ڈالا تھا اس دشت کا منہ بھی کالا تھا کہ نظم

ز مردم زمین بود چون پر زارغ	سہ ہمرہ چشمہا چون چسراغ	ہمہ رو ہما شان چور دے ہون
زبانہا یہ دید ہما شان جو خون	یہ روے و دندانہا چو گراز	کہ یار و شدن نزد ایشان فراز

غرض کہ رات بھر اس لشکر ملیات میں غلغلہ رہا ادھر ہر ایک بہادر رمتار ہا ہیانک کہ فیلسوف دہرنے فولاد یہ تابش کو صاف کر کے آئینہ بحر بنایا اور پر ہند مشکین لیل اٹھا کر ارنگ چین کو خرمایا منظرہ ریمان چینیان کا نقشہ دکھایا کہ ایسیات

جو پیدا شد آن بشو شد تاج شید	جہان گشت بلور کا سیا سپید	خروش آمد و کرد رزم از دور و
برفتند گردان پر خاش جوے	بدشت اندرون لشکر انبو گشت	زمین از پئے پیل چون کوہ گشت

یعنی شہزادہ قویج فریضہ ناز سجاد کر کے بعد جاہ و جلال سوار ہو کر مع فوج قاہرہ وارد میدان رزم ہوا فوج نے پر اجمایا ادھر سے لشکر یہ یا قوت ہمراہ سیلان آیا کہ یقیناً ایسیات

ستاد ریکے لشکرے زور مند	برہنہ سنے سفت و بالا بلند	بجائے سنان استخوان داشتند
-------------------------	---------------------------	---------------------------



اسی برتن مرد بگذاشتند  
سپہ انجن شد ہزاران ہزار  
کہ برداشتند آلت کارزار

چو از دور دیدند او شان سپاہ  
کز ان تیرہ شد دیدہ روزگار  
سپہ از دور رویہ کشیدند صفت

خود شے برآمد ز ابرسیاہ  
بلشکر بفسر بود پس شہریار  
ہمہ نیزہ و تیغ و زہدین بکفت

جب سپاہ صفت باندھ چکی یا قوت گجک گینڈے کو اپنے مار سامنے سیلان کے آیا اور کہا آپ میرے آقا کے بھائی ہیں پس براہ کئی  
ہمازت رزم دیجیے کہ خداوند لقا بکوفت وین آئے یہ باتیں سن کر کہا کہ اے پہلوان یگانہ زمان جا میں نے تجھ کو پوند و سو خدا کے سپرد کیا  
زنگی یہ دعا سنا اس طرح منہا کہ جیسے اثر در نہشتا ہو اور گینڈا بڑھا کر بیچ سید انہیں آکر پشت کر گدن سے کودا اور ایک لٹھ کا ندھے پر سے  
ٹھا جسمیں کئی سوین لوہا لگا تھا ہر گرہ اسکی کبدا تھی منج آہنی آہن اتوار تھی شام نیچے کی نمود آہن کے گلے سے بہت بڑی یو عفریت کا کل  
وہ ضربت توڑتی سرکشوں کے سر چڑھی ہوئی لٹھ پر چڑھی گزر گران کب اس لٹھ سے لگا تھا تا ہنگام ضربت اتر کا بھیجا کھاتا یگنوار کا  
لٹھ یعنی زنگی شوم ایک ہی لٹھی سیکو ہا نکلتا تھا فرعون بے سامان بنا ہوا غافل اس سے کہ ہر فرعون نے راموسی ہل سلام کوز ورا پنا  
لوکھانے لگا وہ لٹھ ہلانے لگا بوٹ کی کثرت خوب یاد تھی وہ سب کھائی جب طبیعت گرامی پکارا کہ وہ سلمان بے سامان کہاں پر آئے  
میرے سامنے یہ نیب نکر شہزادے نے اپنا مرکب گے بڑھایا کر گیت پکاسے باجے بچے علموں کے چہرے کھلے سردار رکاب شہزاد  
سے آکر لپٹے کہ ہم فدا ہونیکو حاضر ہیں شہزادے نے مرحبا کا خلعت بیکر وکا اور آپ لبان شیدو لیر مقابل اس شہر کے پہونچا کر کہ  
کودا کیونکہ وہ پیادہ پہلے ہی سے تھا اسنے بغیر کچھ کہے سنے اسکے پیادہ ہوتے ہی لٹھ دوڑ کر رار العیاذ اباشرد و تہڑا سکامار نکلتا  
یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ گران سر پر ٹوٹ کر گر اشرافے نے اس جلدی میں سپر فراخ داسن کو چہرے پر لیا لٹھ آکر سپر پر پڑا اسی دار  
ہوئی کہ جیسے سندان آہنگر پہن پڑتا ہو شہزادہ اس ضرب سے پشت پانکٹن میں عرق ہو گیا اور تن گرا دیا بلند ہوا کہ سب نے  
جانا شہزادہ زمین کا بیونہ ہو گیا فوج چاہتی تھی کہ زنگی پر جا پڑے مگر شہزادے کے ہاتھ ستون تھے ذرا بھی کن اور بل نہ آیا تھا  
لٹھ سپر پر روک کر دل گرد میں سے نکلا گزر بکڑ کر لاکار تا ہوا اسپر چلا اسنے جلد چھٹیکر دوسرا لٹھ مارا شہزادہ نے اسکو بھی بقوت ملی  
رد فرمایا اور گزر ہاتھ سے چھین کر ارشاد کیا کہ جہانک تیرا جی چاہے ضرب کرے حوصلہ تیرا باقی نہ رہے وہ اتنی جہلت پا کر برس  
پڑا و سپہ در پے لٹھ مارنا شروع کیے جہانک کہ لٹھ مارے شہزادہ ہر بار پشت پانک عرق زمین ہوا اور ضربت اسکی رد فرماتا  
رہا ساتوین بار یہ کار رستمانہ کیا کہ جب اسنے لٹھ مارا شہزادے نے بجائے سپر ہاتھوں کو چہرے پر نہا لیا اور جب لٹھ پڑا ٹھیک  
بند کر کے لٹھ پکڑ لیا اور جھٹکا دیا کہ یا قوت آگے کھینچ آیا اور لٹھ اسکے ہاتھ سے چھوٹانے لٹھ زمین پر پھینکا اس سے لپٹ پڑا انکر  
اسکا اکھیر کر زمین پر مارا کود کر سینہ پر اسکے آبیٹھا اور کہا شناخت میں پروردگار عالم کے کیا کہتا ہے اسنے جو یہ قوت شہزادے کی  
دیکھی کہ لٹھ میرا اسنے پکڑ لیا سمجھا کہ بیشک اسپر افضل خدا ہی ہیں عاشق حرات شہزادہ تمہیں مثال ہو کر عرض سیرا ہوا کہ تازہ  
بندگان ہندہ ایم شہزادہ اسکے سینہ پر سے اٹھا اسنے اٹھ کر سراجا قدم شہزادہ پر رکھا اور از سر صدق اسلام اختیار کیا  
لیکن جب شہزادہ نے اسکا لٹھ پکڑ لیا اور اس سے لپٹ پڑا تھا سیلان جو صفت شکر زنگیان میں کھڑا تھا اس شجاعت  
شہزادہ کو دیکھ کر سمجھا کہ بیشک یا قوت اب زیر ہو کر راجا یگانا یا مطیع ہوگا لہذا تجھ کو یہاں ٹھہرنا چاہیے یہ سمجھ کر جبک شہزادے  
نے اسکو زیر کیا یہ خند پہلے ہی سے اپنے رفیقان بدسیر کے بھاگ کھڑا ہوا اور گھوڑا ڈال کر جانب کوہ و صحرا چلا یہاں یا قوت



زیادہ ہو کر اپنے افسران لشکر کو بلایا اور قدم پر شہزادہ کے گرایا گل فوج اپنی شامل لشکر نصرت اثر شہزادہ نامور کی آپ ہمراہ شہزادہ بارگاہ میں آیا گلزار کو ہی اپنے آقا زادہ کو نذر دی اُس نے خلعت دیا اور اسکے لیے اسباب عیش عشرت منگایا شہزادہ نے اس فتح کی خوشی میں کمی روز کا جشن فرمایا ساقی و مطرب کرداد خرمی دینے لگے جانا شہزادہ کا جانب لشکر امیر حیدر سے بھی موقوف رہا مگر سیلان جو یہاں سے بھاگ کر روانہ ہوا اس قلعہ طوفانیہ کی سرحد سے گذر کر ایک قلعہ پر کہ اسکو آفاتیہ کہتے ہیں اور نام حاکم قلعہ کا آفت کو ہی جو چنانچہ ایک پہلوان ہر آفت نام پہلے بیان کیا گیا کہ بہر امداد تھا جا کر سلمان ہو چکا ہے یہ دوسرا آفت کو ہی پہنی اچھل سیلان جب قریب قلعہ آفاتیہ پہنچا حاکم نے وہاں کے خبرنکر استقبال اسکا کیا اور باعز از اپنے پاس بلایا جب اُٹل لالہ مارا ہوا دو لاکھ کو بیونکے سردار دربار میں جمع تھے کرسی و دنگل سے بارگاہ بھی ٹھنی تخت پر حاکم جلوہ گستر تھا اُسے قریب تخت دنگل بچھو کر اسکو بٹھایا اور اسکا حال زار و زبون دیکھا حیرت انگیز کیا یہ مرتد بادہ پرستی آتے ہی رونے لگا تھا جب ملغ اسکا شربت کچھ گرم ہوا دکر تمام حال پنا بیان کرنے لگا تا انیکہ حکم کیفیت شہزادہ کی اور اپنی بیان کو کے شخصت پذیر ہوا کہ ہم آپ باہم ایک میں اور ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرتا رہا ہے کہ آپ میری اعانت فرمائیے اور اس سلمان کے ہاتھ سے دین کو بیونکا بچائیے آفت کو اسکی حقیقت نگر رحم آیا اور دو ایک وز بد جوئی و خاطر داری اسکو رکھا پھر حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو مجھ و ارشاد چھاؤنی میں لشکر کے قرنائے جنگ بھی دو لاکھ فوج کو بیونکی مکرانہ ہتھیار ہوئی نظم

دور گنج بکشاد روزی بداد	سپہ برگرفت و نہ برہنہ	سیر و ند سیلان و ہندی در لے
خروش آمد و نالہ کرناے	چو لشکر سراسر بر آشوقند	بگرزد تبر زین ہے کو قند
سپہ بر کشید از دور و یہ دوصفت	درخشید شمشیر و برخاست تفت	چو آواز کوس امد از پشت پیل
ہمی مرد بیوش گشت از دو بیل	بر آمد خروشیدن گاؤ دم	جہاں شد پیر از بانگ و ٹنیہ خم

ازین جنب جنبان شد از منج لعل | ہوا از درفش سران گشت لعل

سیلان کو بھی گرگدن پر سوار کر کے ہمراہ لیا اور بعد قطع منازل قلعہ طوفانیہ کے سامنے بمقابلہ لشکر فیروزی شہزادہ آگیا اور ایک وکیل راہ سے آسودہ ہو کر جب دوسرے دن آمد شوم لشکر شب سے رخ روز پر سیاہی چھائی اور شبت پہر میں فوج اکٹم اگر تھی

چو تاج بہر اندر آمد بزیار	دل میگساران شد از بادہ سیر
از لشکر بر آمد صدے تفسیر	گرفتند ہمہ نیزہ و تیغ و تیر
ہر کسے خبر لیکر خدمت شہزادہ والا قدر میں حاضر ہو کر آداب بجالائے اور پکارے کہ نظم	
ہمیشہ تن شاہ بے رنج باد	نشستن ہمہ بر سر گنج باد
ہمیدون سپہدار او شاد باد	دش روطن و گنجش آباد باد

آفت کو ہی حاکم قلعہ آفاتیہ برائے امداد سیلان با فوج افرادان بمقابلہ حضور عالی شان آیا ہر پیل حربی اس خود سونے پوایا یہ کہ اسکو ہر کار سے پھر خبر لینے گئے شہزادہ کے لشکر میں بھی پیل بی پر چوب پڑی فوج عازم ستیز ہوئی آتش کینہ درمی تیز ہوئی آفت کا سنا دم بحر نظر تھا باز دہ درخت تھائیونکی عجب کار سیر کی کھڑکھڑا ہٹے خاطر ترک فلک میں خوب سمایا بہت کچھ جکر آیا زمین میں زلزلہ آیا



اگر کاؤ زمین کا بھی بھرا یا کہیں کمر بند ہوئی کہیں ساز جنگ کی درستی تھی کوئی بہادر کسی کے گلے ملکر کلمات یاس زبانی لانا کوئی دوستوں کو  
ملکر خصلت فرماتا کوئی فرط شجاعت سے تفتا کوئی نامردی سے سروصنٹا کسی کی زبانی عبرت مضمون کہ دیکھیے کہ کل گرد و نون  
کس کو خواب گاہ گورین سلاتا ہو اور کس کا بخت خفتہ جگا کرتی اب فرماتا ہو غرض کہ ہر سمت سوزش جبر آہن تھی سوزش آتش تھوڑی تیز دہلین  
نفاق کی آگ جوش زن تھی کہیں نقیب پکارتے کہیں تیر و پیکان آبدار کیے جاتے کوئی شوق شہادت میں جھومتا گلے ملنے کے شوق  
میں منہ شاہ تیغ کا چومتا کہیں نعرے شیرانہ بلند کوئی مستندانہ ہو کر درگاہ الہی میں حاجت مند ہی چار پہر شور مچاتا مل جنگ مہمنا  
زور تھا آخر جب یہ وہ فلک میں خون اترا اور شفق سحر سے درودشت خوں میں لباس نظر آیا کہ نظم

چنین تا پدید آمد از تیغ شید	دروشت شد چون باور سپید
دو لشکر بھی رزم را ساختند	درفش بزرگی برافراختند

صبح دم لشکران کینہ خواہ بصدف و جاہ دار و قتل گاہ ہوئے شہزادہ لڑنے پر آمادہ ہزاران تو قیصر شان مرکب پر پی ہیکر ز پران  
کیے جلو میں سرداران و نشان کو لیے تخت پر گلزار کو ہی سوار گرد جو اتان تمن کی قطار و فل میدان کا رزار ہوئے لڑنے مرنے پر  
تیار ہوئے کہ بموجب نظم

دو جانب شدہ لشکر آراستہ	پہ از کینہ سر گنج بر خواستہ	سپہ از دور و یہ کشیدند صفت
ہمہ نیزہ و تیغ زر و پین بہ کف	بہ تیغ و تبر اندر آمد سپاہ	تو گفتی کہ شد روز روشن سپاہ
چو رعد خروشان بر آمد غریلو	بمیدان دوان کو ہیان بچو دیو	

جب صفین آراستہ ہوئیں نقیبوں نے بے ثباتی دہر غدار پر بھکنا ماہرست کرادیا آفت ہزاران کہ و غارت گینڈا بڑھا کر بیچ میدان  
آکر لشوری دکھا کر لکارا کہ اے فرقہ ضلال تم میں سے جو کوئی آرزوے قتال رکھتا ہو آئے اب تیغ میرے ہاتھ سے پیکر ٹھٹھے  
جانب ملک مچاے یہ غرہ اس تیرہ بخت کا سر یا قوت خود سر گینڈا اڑا کر سامنے گلزار نیا اختر کے آیا اسنے اشارہ فرمایا کہ یہ بھر کر  
خدمت شہزادہ نامور میں آکر عرض رسا ہوا کہ اے شہزادہ اجازت میدان دیکھیے شہزادہ نے فرمایا کہ میں تلو سپر و خدے لایزال کرتا  
ہوں مگر اس امر سے ڈرتا ہوں کہ تم ہمارے یہاں کے خلاف لڑتے ہو لٹھ سے مقابلہ کرتے ہو سنو اے بہادر حریت کو خوب حوصلہ نکالنے  
دیتے ہیں پھر اسکو زیر کر کے یکایک نہیں قتل کرتے یہ اسلئے کہ شاید اطاعت اختیار کرے پس تم بھی یکایک لٹھ نہ مارنا جب عاجز ہونا  
اسوقت جو مزاج میں آئے وہ کرنا لٹھ حربہ دور کا ہر حریت کو رد کرنا اسکا محال ہوتا ہی نہایت بے بسی سے جان دیتا ہی نہنگی یہ  
کلمات سنکر لٹھ کو صفت لشکر میں پھینک کر اسلحہ پہنے مردانہ وار میدان میں آیا پہلے تنکا در زنی ہوئی پھر نیزہ بازی شروع ہوئی  
آفت بھی آفت کا پرکالہ تھا نیزہ ہاتھ سے اسکے نہ نکلا سنا میں بیکار ہوئیں چھڑیں تک ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئیں آخر نوبت شمشیر زنی  
آئی مگر حباب سے تلاؤ نکالی آفت نے بند دوست پر ہاتھ ڈالا وہ بھی گریبان گیر ہوا دونوں زمین پر آئے کشتی شروع ہوئی لیکن ایک  
مقام پر اس ریل پیل میں پاؤں یا قوت کا موٹخانہ میں جا بڑا اوپر سے حریت کا حکم پڑا کو لا اسکا اتر گیا اور ایسا دروہو کہ یہ گڑا  
اسنے باندھ کر اپنے لشکر میں بھیجا اور گینڈے پر چڑھ کر ٹھہر گیا نہ ہوا کہ وہ نہرہ حمزہ کیون مرنے سے جی چھپاتا ہے سامنے  
میرے کیلئے نہیں آتا ہی شہزادہ یہ لکارنا اسکا سر عازم نہرہ گاہ ہوا کوس جنگی گڑا گڑا اے علموں نے بہر عظیم سر جھکائے سر



خدا خواہ حاضر آئے شہزادہ سر ایک بد شکل شخصت ہو کر آگے بڑھا مرکب تیز رفتار تین طارونین مقابل حریف پہنچا یا ہم یہی نگاہ زنی ہوئی کہ گینڈا کو ہی کا دس قدم تھپڑ لکھا کر چھپے ٹھگیا اور مرکب شہزادہ کا زور میں آکر اتنا ہی آگے بڑھ گیا اسنے گینڈا بڑھا کر غصہ میں آکر نیزہ مارا نیزہ کی آمد دیکھ کر شہزادہ نے بغل کو کھول دیا نیزہ سینہ پر تو نہ پڑا زیر بغل لگیا شہزادہ نے ڈانڈ کو داب لیا اسنے جھٹکا دیا جب گرز نہ چھوٹا ناچار نیزہ سے اٹھا کر گرز گران بار اسنے عراوے پر سے لیا اور چرخ دیکر سر پر شہزادہ کے لگا یا شہزادہ نے گرز پر اسنے اوچھڑ سپر کی ماری کہ گرز باہق سے اسکے چھٹکے دور گرا اسنے لعنہ تمام تلوار کھینچ کر وار کیا شہزادہ نے باڑھ بچا کر نیند دست پر ہاتھ ڈال دیا آخر دونوں گتھے ہوئے زمین پر آئے کشتی آغاز ہوئی پہر بھر کشتی کی دم اُسکا آگیا سمجھا کہ توجیت ہو جائیگا سمجھا کہ شہزادہ کو چھوڑ حبت کی اور گینڈے پر چڑھ کر نہیں لشکر کو دی مینا اس تیرہ منہ خیرہ روزگار کو فوج اسکی لینا لینا کہ کسکی شہزادہ بھی مرکب پر سوار ہو کر چلا اسطرح سے گلزار مع فوج قاہرہ کے بڑھاد لشکر ہم ہوئے صفین ٹوٹیں پرے برہم ہوئے تیغ کی اور رن پڑا شجاعون نے موچھو نکوتاؤ دیا سرخنگ اجل نے خانہ جسد نقد روج لوٹ کر بر باد کیا ملک عدم سپاہوں نے باد کیا بوجہ بیات

از آواز گردان پر خاش	بدر مراد ہار احب	ہوا پڑ کر کس شد از پر تیر
زمین شد ز خون سران آگیا	بہر سو کہ دیدی یلے کشتہ بود	کرا از یلان روز برگشتہ بود
ز بس کشتہ بد روے ہامون چوکہ	شده خستہ از زندگانی ستوہ	چو شیران جنگلی بر آدینختند

از بسکہ آفت دل ہار چکا تھا تاب جنگن لاسکا بھاگ کھڑا ہوا شہزادہ پڑا اور پڑا  
 خیمہ بارگاہ کو ٹکرا آگ لگادی خزانہ غارت کیا وہاں ایک خیمہ میں یا قوت قید تھا اسکو رہا کیا اور ٹیل فوج بجاتے ہوئے اپنے لشکر  
 کی طرف افسر لشکر بڑے شہزادہ دافل بارگاہ ہوا یا قوت کا کولا پہلوان آزمودہ کاٹنے بٹھایا شہزادہ نے اجتماع جلسہ مسرت کا حکم  
 دیا مغنی خوشنوا وراشکران شیرین ادا کرنا چنے اور گانے لگے ساقیان بہلقا پیمانہ شراب سرور افزا سے مست بنائیلگے شکر کی سودہ  
 ہوئے مگر آفت جو رہو و بھرا لایا کچھ دور جا کر ایک رہ کوہ میں ٹھہرا فوج شکست خوردہ وہاں جمع ہوئی اسنے جو کچھ سامان رحمت  
 کہ بھاگتے وقت ساتھ رکھا تھا اسی سے کام لیا خیمہ ستادہ کر کر اتر اتر سیلان سے کہا کہ میں نے آپکی جو ستہ یہ روز بد دیکھا اور  
 میں نے برا کیا کہ اپنی قوت یا زو کے بھروسے پر کیا ایک ساتھ بٹھا سے چلا آیا بھکولا زہم تھا کہ دل نہی معشوقہ کو اطلاع دیتا اور اسکے بعد  
 اسکی اعانت سے اس سلمان کو زیر کرتا سیلان نے پوچھا کہ آپکی معشوقہ کون ہے اسنے کہا بھائی یہ راز بہر حنیہ کہ کہنے کے قابل تھا کیونکہ  
 میری مطلوبہ کی مانعت ہر گرا ب کھیل بگول گیا لو سنو ایک ساحرہ جو ملکہ اسرار جادو نام نہایت سین گل نام ہے اسنے آکر بطور مخفی طوفان  
 بٹھا سے بھائی کی ایک ساحرہ بھیج کر دی کہ وہ ایک دیو سے عاجز آئے تھے پس اس دیو کو بزدل ساحرہ مذکور نے پکڑ کر ایک باغ  
 سحر کا بنایا اور اس میں ایک بت سونیر کا رکھ کر شہر کیا کہ یہ خداوند سامری ہیں اور دیو کو تخت بنا کر اسکے پایہ سے باندھ دیا  
 چنانچہ طوفان یہی جانتے تھے کہ خداوند سامری نے آکر محکمو دیو سے نجات دی پس وہ اس بت کی پرستش کرتے تھے اور وہ ساحرہ  
 قالب بت میں سحر کا بٹھا دی تھی کہ وہ باتیں کرتا تھا چنانچہ یہ کشر دیہان دریسے پاس ہر تھلیہ میں آئی میں اسپر عاشق ہوا اسنے بھی  
 اہل جتائی اسنے یہ سب حال مجھ سے کہا اور تاکید کی کہ ی سے نہ کہناتی اچھا اس بت کو اگر نہیہ حمزہ نے توڑا اسرا کھیل بگول گیا اچھا پانے  
 سے کیا فائدہ سیلان نے سارا ماجرا سنا کہا کہ بھرا ب معشوقہ کو اپنی ضرورت بلائیے اسنے کہا کل اسکو اطلاع دو نکاہیہ لکھ کر چند جام شراب پیئے



اور سیلان کو دوسرے خیمہ میں بھیجا کہ آپ تنہا بیٹھا اس طرف کا حال سنیں یعنی سحرہ کا کہ کتا یہ جادو محافظ دیو جو بھاکا تو طوفان کو ہر زخم پہ  
آپ سحر جادو کے پاس گیا اور کہا آپ غافل کیا بھی ہیں بہت ایک مسلمان نے آکر توڑا یہ سکر و غضبناک ہوئی اور بزور سحر جادو  
دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ لمان بڑا زبردست ہے قلعہ طوفانیہ اور یا قوت کا رسیب اسکے قبضہ میں آگئے آشنا تیرا گیا تھا وہ بھی نہ ہریت  
لکھا کردہ کوہ میں منتظر بیٹھا ہے معلوم کر کے چاہا کہ میں بھی جاؤں مگر عاشق کے پاس جانا تھا اس لیے اپنا سنگار اچھی طرح کیا ہر چہ کہ سن  
زیادہ رکھتی ہے مگر بزور سحر نوجوان بنی ہوئے کا فوری کو غم میں زلف بنایا جھریاں خسار کی مٹائیں آئینہ سان صاف بنایا ابو حسن لیا  
چمکایا کہ روئے تابان کی چمک پر شعلہ آتش قربان دہن نگین خوشتر ازار عنوان چشم فتان نرگس چمن کو آنکھ دکھائے غزالان ختن کو خوش  
چشم کہنا صبر خطابتاے دست نگین پر تصدق پیچہ مر جان تیر مژگان سرکش زخنگ جانستان گلوئے نازک نہایت قطعہ ارسینہ پر کچھو کچھو  
ابھار چہرہ رشک حور شہ مستی سے مخمور زبور مرصع کا رزیب قامت فرما کر احسان دل عاشق پر دھڑکے روانہ ہوئی کہ **نظم**

نظر اس گل کی جس دم شکل آئے	تو زردی چہرہ عاشق پہ چھائے	کرین وہ نرگسی آنکھیں جو حباد
طبیعت پر رہے باقی نہ تاپو	ستارے حسن پر افشان کے قربان	نقدی کہکشان پر مانگ کی جان
خواصین ساتھ لین سب باطلعت	کوئی زہرہ کوئی بر حبس صورت	مٹھر ناگھریں عقاد م بھر کا دشوار

آنخت سحر سے ہنا کر بزور سحر کینز ان گلبدن کے آن واحد میں قریب خیمہ آفت پہنچی اور  
آنخت سے اتر کر خیمہ میں آئی وہ تو طالب سکا بیٹھا ہی تھا صورت دیکھتے ہی اٹھا اور دست ہوس راز کر کے اسکا ہاتھ پکڑ کر جانب سندھ چلا  
اور کمالے مایہ ناز و لے سراپا اچھا نوازے شمع محفل عشاق بغیر تیرے خاندل میرا سیاہ لٹکا رہا تھا شکر ہر خداوند سامری کا جو تیرا روئے زیبا  
نظر آیا کہ میت صورت خوابینا بے بختا ہوں باجو خواہش لکی ہو سب بچھتا ہوں غرض کہ بعد اظہار اشتیاق ملاقات سند پر اسکو بٹھایا  
کشتی شکر کی سامنے رکھ کر شغل بادہ خواری شروع کیا ہنگامہ راز و نیاز گرم ہوا دست گستاخ جانب پتان بڑھا ہوس کا اور کچھ ارادہ  
کبھی سحرہ ناک ہون چڑھا کر غمزہ کرتی نار معشوقانہ جتنا عاشق سے خفا ہو جاتی تو یہ منت پذیر ہوتا سیکڑوں قسمن یتا کرتے ناہن  
بجھو اپنی زلف عنبرین کی قسم میرے دل اندہ گین کی قسم تجھے اپنے چشم کے چل بھر کی قسم تجھ کو میرے جان و سر کی قسم اسے عارض و شن کی سوگند  
ایجابی ابھرے ہوے جو بن کی سوگند قسم شہ ناز واد کی قسم تجھ کو میری لبتا کی قسم کہ ایک بوسہ بنا رکھنے قسم تجھ کو سامری کی جو مجھ بھیرے  
وہ ان باتوں سے اسکو گلے لگاتی تو یہ بھی اسکی محبت جتنا نیکو آنسو بہانے لگتا وہ اپنے دوپٹے سے اشک پاک کرتی اور یوں سمجھاتی کہ  
صاحبے رونا کیا ہے کیا میں مر گئی ہوں جو تو اتنا دوا ہوا بے آنسو بہا اے کجوت اپنے ساتھ مجھے بھی لاتا ہے تجھ اپنی ہوس کی قسم تجھے  
جوش و شہت پرستی کی قسم تجھے میری لذت وصل کی قسم تجھے اشتیاق شب وصل کی قسم اے عاشق جاننا تو کیوں میرا دل کڑھا لگا ہے  
میری بھولی بھولی صورت پر رحم نہیں آتا ہے یہ کہہ کر وہ بوسہ لیتی کہ **نظم**

لیے بوسے کہا جاؤں میں قربان	سو اتیرے یہ کس سے نکلیں ارمان	قسم کھاتی ہوں اس جو بن کی اپنے
قسم اس جنبش دامن کی اپنے	قسم اس گیسوے پیچیدہ ہو کی	قسم ہے اس اچھوتی آرزو کی

کہ میں مرنی ہوں تجھے میرے جانی | عبث ہے تم کو اتنی سرگرائی

عجیب جلسہ جاہر کہ بیان دودل عاشق اندھیرا گیسوے شاہد شام کا اڈا ہوا تھا اور بزرگ جوش مستی ہر سمت بل پڑا تھا



## کہ بقناعہ ابیات

غرض آخر کو قسرب شام آیا	دل شاق نے آرام پایا	ہوا تائبان جمال شعلہ ہر سو
لا جلنے کا پروانہ کو تباہ	خیمہ کے پرف ہر سکتا اٹھو ایسے چاند فی رات کی بہار دیکھتے جنگل میں انوع و قسام کے درخت	لگے گل طرح طرح کے خوش رنگ کھلے پتے لہریں لیتے بہار کی انگ پر کوسوں تک سبزہ نوا کا ہوا جھڑنا جھڑنا مورنا چتے کبک کی قہقہے لگاتے ایسے
وقت میں زیب کنار دلدار سو سو طرح کا پیا رطفت سیکشی ساغر و مینا سے بزم آباد مستونکا دلشاد عجب طرح کی صحبت یا ہجرت کی آفت	دہن سے خندہ پیہم تھا آغاز	اچھاے مستیوں کے دمدم ناز
کہ ہر اک بات میں مستی تھی پیدا	فداے قلقل مینا ہو کس تھی	سر ز اہد نہ پر دلے عسس تھی
لیا آغوش میں جادو کو اس نے	کیا فرش بدن زانو کو اس نے	مزے ہوسوں کے مستی پر جو آئے
ارادے اور ہی مطلب پہ لائے	پسٹ کر مل گیا سینے سے سینا	تھی مے سے ہوا آغوش مینا
کمال شوق میں تنہا سمجھ کے	وہ اپٹا سانپ شاخ صندلی سے	ہوا مصروف خدمت دو پہر تک
رہی جھگڑے ہی رگڑ و نکی حرکت تک	وہ بستر سے اٹھا ہاتھوں پہ لینا	وہ لذت میں زباناں تھو میں دینا
وہ کہتا ہنکے سب گنہ راہوا حال	کہ یہ ایدا اٹھائی ہے کئی سال	بہم سینہ بہم پہلو بہم خواب
رہے تا دیر وہ لذت سے بیتاب	پسینہ بھی ٹپکتا تھا جبین سے	زبان تھی آشنا بان اور نہیں سے
فراغت پائی ناز شوق اٹھا کر	اُداسی آئی رو سے مدعا پر	ہوئی راضی امید قلب بیتاب
گھرا آنکھوں میں ابر کثرت خواب	دونوں لہجے لب ملا کر لپٹے اور باتیں کرنے لگے آفت نے اپنا مغلوب ہونا تو رنج سے	بیان کیا اسنے کہا مج کو سب معلوم ہر اب صبح کوچ کر کے جاؤ اور مقابلہ کرو میں چھپکر سحر کر دنگی کہ تم! سپر غالب دُکے بسا سکو مقید کر کے

اسی جا آنا جلے عشرت جانا پھر تمام لشکر کو بھی بریا کرنا میں عیار سے خوفناک ہوں اسوج سے پوشیدہ رہنا چاہتی ہوں آفت یہ وعدہ کونا پسند کر کے پھر اسکی مراد برلایا اسی حسن و عشق کے بیان میں دامن شب تابزا نو پہنچا اور لیلیاے لیل نے بالونکو سمیٹ کر جوڑا باز صفا رخ شاہ روز کا جلوہ نظر آیا کہ نظر

جمال صبح چمکا بھینا بھینا	ہواے سرد کا سوکھا پسینا	گل بستر نے بوے رخصتی دی
بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی	گہر شبنم کے پھولوں نے لٹاے	زمین نے موتیوں کے ڈھیر پائے
دم سحر ساحرہ نے اپنی کینز و نکو بلا کر حکم دیا کہ درہ کوہ میں مقام سبزہ زار برنگ باغ و بہار دیکھ کر کے چند طائفے رقا صون کے	اطراف سے بلا کر ٹھہراؤ اور بزور سحر باغ لگا کر میرے لیے عیش گاہ بناؤ کہ میرا دم نہ گھبرائے مگر کیسکو میرے اسجا قیام کرنیکا حال نہ	کھلے کینز میں سب رشاد روانہ ہوئیں اور ساحرہ بھی اڑ کر ایک جانب چلی گئی آفت نے سیلان کو بلا کر سارا حال کہا اور جو لشکر کہ
جمع ہو چکا تھا اسکو ساتھ لیکر کوچ کیا اسی ن سانسے لشکر تہ زادہ نامور کے اگر خیمہ کیا بقیہ دن تا مل پذیر رہا جبب خورشید جاناغا	قصہ اس ختمہ بخت کا کچھ کا مل خواب ہوا کہ سمیت سیاہی جب کھائی کے شب نے فراغت کشمکش سے پائی سب نے ہر شام اسے کوس	حربی جو آیا ہمارے دن نے شہزادے کو بھی خبردار کیا کہ اے شاہ عالی پانگاہ آفت بہر مقابلہ ملا زمان عالی آیا ہر نہیں معلوم کیا بھو



لکھتا ہو چو طبل زرم دوبارہ بجا یا ہر شہزادے نے خبر سکر حکم نواخت نقارہ جنگے یا یہاں بھی قرنائے جنگی کو دم ملاد رہا رہا سست ہوا  
نشہ شجاعت کے چور بادہ جرات کے متوالے آن وہاں کے زراے معرکہ جنگ کچھ بھالے اپنی اپنی جگہ پر آئے ہتھیار پسند کر نیکو  
سلاح خانے منگائے مشتاق شاہد زرم ہوئے غنشین بزم جرات ہو کر لڑنے پر عازم ہوئے معشوقہ نام و ننگ پر مرنے لگے گائے تیغ و نیزہ دھرنے  
لگے رات بھر عروس تھوری سے ہلکنار تھے دلیں بڑے بڑے ارمان و پیار تھے دنگی سے پیام تھا کہ مثل یار ہو یا کنارہ نہ کر جاتا غیرت کتنی  
تھی کہ عزیزتی سے مرجانا گوارا کر جانا کہیں کو چہ نامردان میں قدم نہ دھرجانا دیکھو صبح قریب دیکھیں یاد رکھنا نصیب ہے جو سرخرو میدان  
سے پھرے طالع یاد اسکا ہی جو نام پر مگر کر کے تلوار میں بڑی چاہ سے کھائے زخم پر زخم پڑیں تب مزائے کہ ابیات

ہے لازم خاک کا پیوند ہو جائے شجاعت کے کھلے تھے جیسے دفتر بنے خون عدو کی شورش شجرت بنے گا صفحہ میدان رنگین	مگر عزت نہ ملنے خاک میں پائے غلط مصنون ہستی بیش و کم تھا لکھے کا خامرہ شمشیر کچھ جھڑپ یہی مصنون زبان پر تھا کہ ناگاہ	عیان اس طرح تھے تیغ و تلوار رسالے کا رسالہ سب قلم تھا تفاخر ریز خون ہو گا بصد کین ہوا ورق فلک بے نقطہ و ماہ
--	---	--

سٹے یون صفحہ گردون سے اختر | کہ جیسے کا غذ سادہ ہو یکسر

یعنی حسب شمشیر گلک سر نہر نے سطر کھشان کی کاٹ کی بہادریوں نے خواجگاہ سے اٹھ کر میدان زرم کی راہ لی شہزادہ بھی بعد فراغ طاقت  
گردگار رہوار تیز رفتار پر سوار ہمراہ لشکر بشار ہوا اسی تھیل و ہتھام سے بڑے ننگ نام سے وارد دشت نبرد ہوا فلک تک سرگرد  
ہو چکا اس طرف سے آفت و سیلان بصد آن وہاں وارد میدان ہوئے مورچے درست ہو نیلے ہموار بلند و پست ہو نیلے صفوں  
لشکر آراستہ ہوئیں نقیبوں کی صدائیں بل ہلانے لگیں بولا اور بولا دو لاتین علم اور سر قلم حسب سب انتظام ہو چکا آفت گینڈے  
ردان کر کے میدان میں آیا اور لکارا کہ اُس روز میں ماند اٹھا جو اس سلسلے کے مقابلہ سے ہل گیا تھا آج مجھ کو خداوند لقمانے اپنا نظر کوہ  
کو کے بھیجا ہر اب کون مجھ سے لڑ سکتا ہے میرے سامنے آؤ حال کھلیاے یہ عہدہ شہزادہ نے مگر کپڑا یا سامان تھیل  
سامنے آیا سب کو روک کر یہ بہادر سامنے حریف کے گیا اور کہا کیا لاٹ گزاف کرتا ہے لارہ بیکار رکھتا ہے اسنے بقوت تمام تر تلوار لگائی  
شہزادہ نے پھر باڑھ کچا کر بند دست پر ہاتھ ڈالا اسنے تیغ چھوڑ کر کھاتیرا جی کشتی کو چاہتا ہے تو بہتر ہے بندہ بھی نصیب آنے ماتا ہے یہ  
کہ گینڈے سے کوہ شہزادہ بھی زمین پر آیا دونوں نے ہٹھاٹھ بولا ہاتھ سے ہاتھ ملایا زور ہو نیلے ٹکریں چلیں پونگے بازی شروع  
ہوئی انہیں پڑنے لگیں کیلیان کین کچھ عیار ترش شہزادہ آکھڑا ہوا کہ ایسا نہو حریف کوئی گھات کرے دغا سے بات کرے چنانچہ  
عیار مذکور نے دیکھا کہ آفت کشتی لڑ نہیں دسمبم جانب فلک کھتا ہے پھر ان کھاکر کیا ماجرہ کو دیکھتا ہے اسی فکر میں تھا کہ  
ایک لکڑی کو ہتھانکی طرف سے پیدا ہوا سر شہزادے کے آکر چھایا زور شہزادے کا گھٹا بھیا بھیا کر لڑ نیلے گا آخر ایک مقام پر جیسی حرکت  
ہو کر گرا کوہی نے اسکے دکھلا نیکیو چیت کر کے باندھ لیا لشکر یاں شہزادہ نے قصد جنگ منلو یہ کیا باگر خیم نے منع کیا کہ بیشدستی گزنا قاعدہ  
اہل سلام نہیں غرض کہ آفت شہزادہ کو باندھ کھیرا اذکر کہ تا گیا کہ آج میں تم کو سب کو امان دیتا ہوں اگر کلاعت میری کی تو بہتر ہے ورنہ  
خاک تھاری ہی بہادریا ڈاؤن گایا کہ کھیل بلانگشت بجا آیا اور مع لشکر پڑا پڑا یا شہزادہ کو قفل و زنجیر پہا کر ایک خیمہ میں قید کیا  
پھر راستگی لباس وغیرہ کر کے معشوقہ پاس جانیکا عزم کیا اس طرف شہزادہ کے سرداران رنجیدہ خاطر ہو کر اپنے مقام پر آئے



مجمعیار نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ شہزادہ کے سر پر ایک کلاہ لگا کر چھپایا اور وہ بیہوش ہو گیا بس اس حال کو دیکھ کر اس کو یقین اتق ہوا کہ بیشک شہزادہ پر کسی نے سحر کیا اور اس برین کچھ بید ضرور ہے یہ سمجھ کر بعد زیر ہونے شہزادہ کے جب وہ ابر چلا بھی ہوئی تھی بد فکر اسکے نیچے نیچے رد ہوا یہاں تک کہ مقام مذکور پر جہاں کنیران ساحرہ نے آرا لگا بنائی ہے پہونچا دیکھا کہ ایک بارگاہ عالی استادہ ہر چشمہ مصفا و جزل ہے صحرے سبزہ زار پر جو بن ہر چند کنیران خوشرو و مسرور حال مصروف انتظام ہیں و شنی کی تیاری کر رہی ہیں گلاس ہانڈی جھاڑا تشین بہار بارگاہ میں لگائی ہیں سندین پر تکلف بھی ہیں وہاں بارگاہ ٹھے ہیں بارگاہ سے ہٹ کر سید انین چند ڈیرے طوافونکے اتے ہیں کیلئے کہ حسب حکم ساحرہ کنیران نے قریہ جات سے رقاصوں کو بلایا ہے چنانچہ یہ سب کیفیت دیکھ کر عیار مذکور ان طوافونکی طرف تبادیکھا کہ گاڑیا کھڑی ہیں جوے کے نیچے بچھو ناچھا ہر ہڈیاں سادی پوشاک پہنے بیٹھی ہیں سارے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں کوئی تھیلی سے کنگھی آئینہ سرمہ دانی نکال کر بال سنوارتا ہے کوئی پاندان سے پان لگاتا ہے کوئی سازگی کی طرہ میں پھیر کر سر درست کرتا ہے کوئی طبلہ کے بڑے ٹھک کر سبت کرتا ہے بل گاڑی کے پیچھے بندھے ہیں ٹاٹ کے جھوٹے میں بھوسہ کھا ہر بعض گاڑی کے برابر ناگہم بھی ہیں نوچی کو سپرائی گواہ ہے ہیں رنڈی لوٹا لیکر پیشاب کو گئی تھی ادھر سے جو پھری ہو ٹوٹی سے پانی گرتی ہے کھیلتی آتی ہے دو ٹپہ ٹھلکا ہے جو بن کی ہمار دکھاتی ہے یہ جہاں تک مجھ گھات میں پھر نیلکا اتفاق سے لیکے گئے کو اسنے دیکھا کہ سار جبار باہر یہ صورت تبدیل تو کیے تھا ہی اسکے پاس گیا اور کہا آج آفت نے فتح پائی ہے گو یہ انعام پاس ہے میں تم اگر میرے ہمراہ چلو تو مال مال ہو جاؤ گے گو یہ نے کہا یہاں ایک ساحرہ نے ہم کو طلب کیا ہے رات کو اسکے سامنے گاجالین تو چلیں اسنے کہا پہرات تک وہاں سے پھر آؤ گے اور اگر وہاں اسنہ شاہ نے تمھارا کہا پسند کیا تو پھر کیا پوچھنا ہے اسے میان نادان ہو جوتے ہو میں تمھارے فائدہ کی بات کہتا ہوں مجھ کو تمھارے نفع سے مطلب ہے کہتا ہوں چلے چلو اچھا بھئی تم کو اختیار ہے نہ جاؤ تم جانو تمھارا کام جانے گویا سمجھا کہ یہ بھی کسی طوافونکے ساتھ کا ہے مجھ کو لجا کر پھر آپ بھی لگا کر رنڈی کو لیجاتا تو وہ کاہیکو اسے دیتی خیر بھی چلنا چاہیے بس لالچ میں آکر ساز با تھ میں لیا اور لباس غیرہ سے درست ہو کر اسکے ساتھ چلا اسنے تنہائی میں پہونچ کر اسکے منہ پر حجاب بیہوشی مارا اور خوب بیہوش کر کے اسکو دخت پر چڑھ کر بازو دھپایا اور لیا اور ساز اسکا لیکر اسی کی ایسی شکل بن عیاری بنکر اسکے بستر پر گر بیٹھا اس عرصہ میں ساحرہ جو پھر کر آئی تھی کھانا وغیرہ کھا کر بقیہ دن آرام کیا کی جب روزگار نے کلانوت روز سے دائرہ آفتاب چھینا اور سواد شب چہرہ پر لکھ صورت کو اپنی تبدیل کر کے جلسہ نشینان دہر کو دھوکا دیتا چار قاصدہ فلک نے بزم کو اپنی ترتیب فرمایا کہ

نکھر کر آئی پھر معشوقہ شام	نمربھی بن کے آیا صورت جام
ہوا زرد آفتاب عالم افروز	در آیا زلف شب میں چہرہ روز

اسرار رب چشمہ کر مٹھی شراب کا دور آفا زہوا طوافونکو یاد کیا باری باری ہر ایک کا مجھ ہونے لگا ساحرہ انتظار آفت کا کرتی تھی کہ وہ بھیجا بھی سر شام ہی میں سحر کر سب عدہ پہونچا ساحرہ نے نکھر کر ہاتھ کپڑا اور برابر اپنے لاکر بیٹھا یا ناچ ہونیکا ہوا وہ جلسہ جاکہ ناہید سپر کو بھی شش فلک پر آیا تا نون نے روح تانسین کو بقیر کیا نہ تاب اس جلسہ کے دیکھنے کو ایجا ناک پر ہم گئے ہر شہر و شہت کا سم ہو کر جماتھا چاندنی شش پڑی تھی ضیاء قمر پور ہو رہی تھی چشمہ میں چاند پورین لیتا تھا یا جد میں آکر چھوٹا

بانی میں بھی شوق کی لہر آتی تھی کہ



کوئی زہرہ صفت آمادہ ناز	کیا اس جا کسی نے رقص آغاز	دم رقص اس طرح گھنگرو بجائے
کہ داؤ دی ترانے یاد آئے	کسی کے دست رنگین مین گلابی	بنی تھی مے سے برج آفتابی
اسی جلسہ میں بعد چند طائفوں کے باری کچھ کی بھی آئی اسنے اگر تار ایسا بجایا کہ ساحرہ نے روت کا تار باندھا پردہ چوڑنے		
دلین چھپر چھپر کی جو گیا سیراگ کی دھن ہوئی حیدر نے اسکو مٹی طلب نی طرف یادہ پا کر اتو دم بجاتا تھا گرم گرم کتیز کو کہہ کتیز کے شکاریا شریع		
کبھی ہم تمھارے تھے آشنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	مے وصل میتے تھے بارہا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	
یہ بناؤ جانید و سب گلا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	وہ جو ہم سے تھے قرار تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	
وہی یعنی وعدہ بناہ کا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو		
کبھی در بدر کبھی کو بکو کبھی سیر گلشن آب جو	کبھی غدر حلیہ بعد غلو کبھی آنکھ خوف سے چارو	
کبھی چیکے چیکے بارز کسی کو نہ تھریں عیش جو	کبھی بیٹھے سب میں جو رو برو اشار و دھن تھی گفتگو	
وہ بیان شوق کا بر ملا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو		
وہ انیس شام سیاہ تھی نہ لبوں پہ شکوہ نہ آہ تھی	کو کچھ بھی فکر نہاہ تھی یہ کرم کی کیسی نگاہ تھی	
تمھیں نصرت ایسی نہ گاہ تھی یہ امید تھی نہ واہ تھی	کبھی ہم تین تم میں بھی چاہ تھی کبھی ہم سے بھی آہ تھی	
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو		
وہ زمانہ عیش و نشاط کا وہ حیا کو دعویٰ ثبات کا	وہ چھپا کے بیٹھنا کات کا وہ بھنگزار مز و محلات کا	
وہ ڈر آپ کو مری گھات کا وہ اٹھا کے مارنالات کا	وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا	
وہ نہیں نہیں کی ہر آن صدا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو		
ان اشعار کے سننے سے ساحرہ کو غلبان مستی ہوا اور آفت کو خوش مستی و شہوت پرستی دونوں باہم لپیٹ کر بوسہ لینے لگے گنیزین پاس		
سے شرما کر ہٹ گئیں گویا بھی عادی کر اٹھا ساحرہ نے کہا کہ تو کہیں جانا نہیں میں تجھ سے ستار جانا سیکھ گئی اسی کو اپنے فن میں کمال		
اور کیتلے روزگار رہ گویے نے یہ عنایت پیکر بہت عادی و عرض کیا کہ بچہ جیشید کی مہربانی ہو اور خداوند ایک ذمیرے خواہیں آئے تھے		
اور ایک شرمگاہ کو تعلیم فرمایا تھا اسکی تاثیر سے میں ایسا گانے بجانیلا کا ساحرہ ہر چند کہ پہلوے یار دلنواز میں مٹھی تھی مگر شرم کا نام شکر بقیار ہوئی		
کہ اگر وہ مجھ کو معلوم ہو جائے تو سیکھنے کی بھی محنت بچے اور کمال بہت جلد مجھ کو حاصل ہو پس اصرار کر نیلگی کہ اے عطر بہتر تو مجھ کو بتا دے میں تم		
عمر تجھ کو اپنے پاس سے جدا کر دو گی اور مال دنیا بھی بہت کچھ دو گی اسنے پہلے تو بہت انکار کیا آخر عرض کیا کہ شیخے میں علیحدہ چلیے تو بتلا دون ساحرہ		
نے اپنے آشنا کو زمین میں کہ صاحب تم دو گھڑی پناہی اس جلسہ میں بہلاؤ میں آئی ہوں یہ کہہ کر گویے کو لیکر کیلی بارگاہ میں آئی اور ملینک پاپ		
بیٹھی گویے کو نیچے بٹھا کر کہا بتلا وہ کونسا مستر ہے یہ کہہ کر ساتھ ہی اسکے خیال یا کہ کہیں عیار نہ ہو کیونکہ نہائی میں یہ بھگولایا ہو اور ایسا		
گویا بھی کوئی نہیں ہوتا ہو سنا ہر کہ شاگرد او بیٹھے عمر و کے خوب ہر فن میں خل کتے ہیں یہ خیال آتے ہی اسنے عیار پر سحر آگین نظر ڈالی عیا		
بھی سمجھ گیا کہ بھگولان سے پہچانا بس چاہا کہ بھاگ جاؤں گریچے کا دھڑ رگیا اٹھا لگیا اور اسنے ڈانچا لڑے نا عیار پہچانا میں نے بھگول		
اب کہاں جائیگا اسکے ڈانٹنے سے اور تو کچھ اسکو بن نہ پڑا اعلیٰ سے ایک یہ بیہوشی کی کمر میں اس طرح رکھی کہ جو کوئی بھگول اٹھاے یہ پڑے		



گر پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ساحرہ نے بحسب حرکت کر کے چاہا کہ باہر کھڑے کرسی کے پاس اٹھ کر اس کی کمر میں ہاتھ دیکر کھینچتی ہوئی چلی گئی یہ کمر سے  
 گری ساحرہ نے کہا کہ موسیٰ کیا تیرے پاس تھا عید نے کہا ہاں میرا مال تمام عمر کی کمائی کا گر پڑا ساحرہ نے مشتاق ہو کر پڑیہ کو اٹھایا  
 اور اس کی تھکونی بہوشی کا غبار بکھلنے لگا اس نے متعجب ہو کر قریب نگاہ اس کو لاکر بغور دیکھا کہ یہ کیا چیز ہو جس کے لیے یہ بقیہ رہ گیا شاید یہ کسیر  
 ہوگی اسے دیکھنے میں قریب چشم تو پڑیہ تھی ہی غبار بہوشی دماغ میں گیا اور خوشی سے اس کی ساحرہ پر بہوشی طاری ہوئی سوچ بھا کر گری اور  
 عیار کے سامنے ہی گری کیونکہ اس کو تو کھینچتی لیے جاتی تھی بس اس کے ہاتھ قابو میں تھے خیر کھینچ کر ساحرہ کا اس نے سر جدا کر ڈالا غل اور شور برپا  
 ہوا چشمہ کے کنارے سے آفت اور کینیزین دوڑیں مگر عیار کے دست پامریہ ساحرہ کے قابو میں آگئے تھے نعرہ کر کے سر اٹھ کر فرار کھاگا  
 یہاں کینیزین آکر بیٹھے لیکن آفت بچھاڑیں کھانے لگا لیکن ساحرہ کو بعد مرگ جو اسے دیکھا عجب صورت کر یہ نظر آئی کہ یہ شیطان خود  
 لا حول پڑھنے لگا کئی سو برس کا سن سال پایا نہایت پیر زال منہ بزرگ شب بچہ کا لاقامت لول شب سحر سے بڑا عوج بن غنق کی خالہ  
 مار و غرق جسم میں پیٹے دیے پھٹے کالا سنگا نیل بھر یا اوڑھے جیپ سے منہ کھڑا سر گنجا پڑی تھی لکڑیاں حال سے کہتی تھی کہ اے عاتق  
 میرے تو بھی میرے پاس کوئی دم میں آتا ہو کیلئے خلوت عدم میں میرا دم گھبرا تا ہر طرف سے اس نے بعد گریہ زاری کینیزین کو وہ لاشیں سپرد  
 کر کے حضرت کیا کہ وہ اس کے گھر کی طرف گئیں طوائف اپنے اپنے قریہ کی طرف روانہ ہوئیں آفت میں گھرا ہوا زار و تالان لشکر  
 کی طرف روانہ ہوا لیکن پہلے اس کے جائیکے چم اس کی ایسی صورت نیکر کے لشکر میں آیا اور سیدھا اس خیمہ میں گیا کہ بہین شہزادہ قید تھا  
 دربانوں نے تسلیم کی اور راہ دی اس نے اندر جا کر شہزادہ کے کان میں کہا کہ میں ہوں عیار آپکا میں نے اس حرحہ کو جا کر واصل جہنم کیا جس نے  
 آپ کو بے طاقت کیا تھا اب زمانے ٹکاپنے درآور میں یا نہیں شہزادے نے قید کو زور کر کے پارہ پارہ کیا عیار پہلے ہلکا کھاگا اور  
 لشکر شہزادہ میں آکر سردار و نکو مطلع کیا کہ جلد چلو شہزادہ رہا ہوا نظر اس نے بیل پور شس بچو اگر جلد فوج تیار کرانی اور سردار و نکو  
 لیکر چلا ادھر شہزادہ باہر خیمہ کے آدراں دو ایک تو مار گئے باقی بھاگے شہزادہ نے جو مار گئے تھے نہیں کا اسلحہ لیا اور نعرہ  
 بلند کیا سیلان خواب سے بیدار ہو کر باہر آیا اور فوج کو تیار کر کر بڑھا شہزادہ خود ٹھہرا رہا تھا کہ کوئی یہ کہے کہ چھپ کر بھاگ گیا  
 غرض کہ فوج نے آکر گھیرا انان نے منہ پھیرا زبان درازی شمشیر کا شور ہوا سر نہنگ اجل کا ظاہر زور ہوا سروتن میں فصل ہوا شا  
 مرگ سے جو الو کا واصل ہوا شہزادہ ایک میں شعلہ تیغ مشعل راہ عدم تھا مسافر کشور و نساہراک دم تھا اسلحہ کی جھنکار باگیا ہتھی مشرو  
 وقافلہ قضا دل غدا سے عزیزان و روشنی بخش تھا کہ اہ تار یک ملک فانی باسانی طے ہوتی تھی جانوا لے سکتے تھے اس عرصہ میں فتن  
 جو ساحرہ کو روپیہ چلا تھا اس وقت یہاں آکر پہنچا آفتین یہاں آتے ہی گھر گیا یعنی لشکر میں آفت زد و کشت کی بریاد بھی بخیر  
 خاطر از بسکہ بہت تھا کچھ خیال انجام کا لیا شمشیر کھینچ کر جانب شہزادہ چلا ہزار بارن ہتھاب بھکتی تھی شہزادہ از روز روشن تھی اس نے  
 دوسرے شہزادہ پر شیر برسانا آغاز کیے اور افسران لشکر کو بھی لکارا کہ ہاں اس سلمان کو جانے نہ دنیا فوج چار طرف سے ٹوٹ  
 پڑی بڑی کھمسا کی بار ہو نیکی شہزادہ بھی ہمہ تن چشم نیکر لڑ رہا تھا اور برقی کی طرح تڑپتا تھا کبھی اس صفت پر تھا کو کبھی اس صفت پر کھینچ  
 گویا شرف پر تھا اور شروع و خنوع دے رجوے قاور مطلق کی طرف تھا کہ زبردست زبردستان کو ہی ہر تجھی سے نصرت کی آرزو ہی  
 اسی ہنگامہ میں آخر کار لشکر حیران گزارا یسوع تمام سردار کے پہنچا اور معرکہ کارزار ترقی پذیر ہوا کچھ عیار نے مرکب کو شہزادہ نامدار  
 تک پہنچایا کہ وہ آزمودہ کار سوار ہو کر دھوئی دھوا کی دینے لگا ایک طرف یا قوت نے کان یا تو کینیزین جگہ کو بناد یا سیل خون



ہادی ایک جانب گلزار کی ہوئے تیغ نے گلہائے رخ چمنستان جسے دیکھ کر پھر کھلائے تھے دست پائے گلرخان کا مگر دھیر بگائے تھے یہ حال تھا کہ

بابر اندر آمد دم کرہ ناسے	چرخ بیکد گر کو فتنہ	چرخ بیکد گر کو فتنہ	چرخ بیکد گر کو فتنہ
چرخ بیکد گر کو فتنہ	چرخ بیکد گر کو فتنہ	چرخ بیکد گر کو فتنہ	چرخ بیکد گر کو فتنہ
چرخ بیکد گر کو فتنہ	چرخ بیکد گر کو فتنہ	چرخ بیکد گر کو فتنہ	چرخ بیکد گر کو فتنہ

شاہزادہ والا شان قتل دفع کرنا قریب قریب ہو چکا وہ خود اسکی جانب آتا تھا لیکن  
 میں سامنا ہوا اسنے تیغ خود چکان لکر کوتلا کر سر پر اس نامور کے لگائی اسنے گھوڑا اٹا کر دست است کی طرف اکر تیغ کو خالی دیا اور  
 خبردار لکر اللہ اکبر کا لغزہ جگر سے کھینچ کر تلوار کو اس کے سر پر لگا یا کہ **نظم**

گرامی دو پر خاش جوے جوان	یکے شاہزادہ یکے پہلوان	چرخ بیکد گر کو فتنہ
چرخ بیکد گر کو فتنہ	چرخ بیکد گر کو فتنہ	چرخ بیکد گر کو فتنہ
چرخ بیکد گر کو فتنہ	چرخ بیکد گر کو فتنہ	چرخ بیکد گر کو فتنہ

کاجی چھوٹ گیا بھگدڑ پڑی سیلان بے ایمان سمجھا کہ ابھی تخت زبون کمی پر ہوا دار کی نصیب میں سلاسر ہر چلو جدھر مقدر لیجائے  
 پس با معدوے چند گھوڑا ڈالکر بھڑا چلا یہاں بعد زد و کشت بسیار فوج آفت نے چادرانان ہلانی طبل مان بجایا  
 تلوارین گردنیں کاٹ کر کے خدمت شہزادہ میں آئے شہزادہ نے بھی ہاتھ روکا غادیان صفت شکن نے اردوئے حریت کو لوطیا  
 بارگاہ و خیام کو حلا دی بھر بفتح و فیروز زنی اپنے پڑاؤ پر آئے شہزادہ نے لشکر یان مخالفت پر سلام عرض کیا سب بصدق و دل سلطان  
 ہوئے طلایہ مقرر کر کے شہزادہ بقیہ شب رام گزین ہوا جسدم آخسر و خادو نے لشکر انجم کو بھگایا اور تیغ سحر نے سر پہلوان شب  
 کا کاٹا کہ سیت چو پیراہن شب بد تدبیر روز پدید آمد آن شمع گیتی فروز + شہزادہ کا دربار آراستہ ہوا ہمراہ گردان مخزن جوانان  
 بلیتن کے یادہ نوشی کر نیلگا یہاں تو ہر ایک مصروف عشرت ہی لیکن سیلان جو آوارہ دشت غربت و مصیبت تھا صبح ہونے تک  
 بہت دور قلعہ طوفانیہ سے نکل آیا یہاں تک کہ ایک رہ کوہ کے قریب پہونچا دامن کوہ میں ایک رگاہ عالی استاد تھی فوج بیکران سوار و پیادہ  
 تھی کڑھاد چڑھے تھے پکوان پکٹے تھے بستر سیاہیونکے لگے تھے تلوار و نکی قنچیان دستے کے اتر نیکی جگہ پر بندھی تھیں و ندین پھرتی تھیں  
 کار کے کوٹ بندھے تھے تلنگے پہرے برٹھلتے تھے ہاتھ لشکر کی کھلی تھی ہر چیز عمدہ بک ہی تھی سوار و ندین لین پر گھوڑ و نکی شیعے کی  
 آواز بلند ہر ایک جت ان اہین زور مند اپنے اپنے کام میں سرگرم کوئی تلوار صقل کرتا کوئی زین پشت مرکب پر دھرتا کوئی تھکان دست  
 کرتا کوئی اپنا مرکب ٹھلاتا کوئی بستر جاتا کوئی کھانا پکاتا کینے رنڈی بلانی تھی اس سے بہت کوئی ڈھولک بجا کر آلہ گانا غزل  
 اس لشکر کو دیکھ کر سیلان آگے بڑھا اور ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے اسنے کہا کہ خوریزم کو بی بادشاہ قلعہ مرجان کو  
 یہاں اتر اہری پہننا تھا کہ اسکا رنگ خسار فطر عشرت سے گلزار ہوا کہونکہ حاکمان کو بہت تلویہا تھا ہر کہ سب تقاریر تھیں  
 بس حمایت میری ضروریہ بادشاہ کر گیا غرض کہ قریب بارگاہ آکر پشت مرکب سے جدا ہوا اور اپنے ساتھیوں کا ڈھیر کر آپ بارگاہ کے در پر  
 عرض کی سے کہلا بھیجا کہ جا کر کہ بجائی بادشاہ قلعہ طوفانیہ کا آیا ہاے جا کر ہی عرض کیا خوریزم نے اپنے سردار بے استقبال بھیجا



ہایا کہ سیت نہ پیوند و فرزند و تخت کلاہ نہ دہیم شاہی نہ گنج و سپاہ یہ حال دیکھ کر وہ اٹھا اور تخت سے اتر کر اس کو گلے لگا یا پھر زنگل قریب تخت بچھا کر اس کو بٹھایا کہ یہ کیا حال ہے اس نے تمام ماجرا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اس نے کہا میں بہر امداد خداوند باختر جہا تھا گیا و ہاں بھی مسلمانوں کی گرفتار لیتا یہاں بھی ہی کار نیک چھا چلو میں تمہارے ساتھ چلا کر اس نیرہ حمزہ کا سر کاٹ لوں دروہی جا کر خداوند لقا کو نذر دوں پھر یہ مسلمانوں سے سمجھ لو نگاہ کہ اس کے لیے ایک درگاہ ایستادہ کر اگرچہ سامان رحمت وہاں میا کیلئے حرام زادہ دور و زنگ ہاں سودہ حال ہا روز سوم حبیب خسرو سیارگان مسافر چرخ چارم ہوا اور منازل بروج کو گردش فلکی سے ملے کرنیکا کہ سیت چو خورشید سر بر زوار برج گاہ زنگزار برخواست بانگ چکا و دہ خورشید معزم خوریزی مسلمانان طبل سفر بجو اگر ہمراہ میلان بد اختر مع لشکر خود سر کے روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مقابل لشکر شہزادہ نامور آکر قیام پذیر ہوا اور قریب روز کسل راہ سے اسودہ کیا جب ہر غدار بازی تازہ سے کار لایا تھی رنگ بخت تیرہ میلان سے گیتی کار لایا سیت شباً مگر ان شمع بفرود خند بہر جاے آتش ہی سوختند ہر شام آتش کینہ وری دم کرنا سے تیز ہوئی ہر کار وں نے جا کر شہزادہ کو اطلاع دی کہ اے شہریار ز دیو قار خور میر نام ایک ہی ہمراہ میلان آیا ہے طبل جنگ سنو بجا ہوا اور باقی سب فضل خدا ہے خبر شکر شہزادہ نے بھی نقارہ بجی بجو یا تیری لات حرب کا پھر زمانہ آیا وہی ہنگامہ رنج بہر تیز گرم ہوا ہر سنگدل خوف سے نرم ہوا گردان گردن کش سر بندی پیکار طور کھانے لگے ہتھیار سلج خانوں سے آئیلے ہو ایں شجاعت کھانگی دلوین بر طو گئیں رز وین بسان نوک سان گر گئیں پا۔ رہتات سرو گلتان جرات بنگے کہ بغیر کے جگر پہ سے نہ بٹھیں میدانین ڈٹے ہن نخل تن بہادر جنگ کھائے دشمن کو شمر عداوت کا مزہ چکھائے غرض کہ سیت گلتان لاوری ہر ہمتا تھا ہا وند سیت سافر تہا

سے زمزمہ پیرا تھا کہ نقطہ

بدانگہ گجا بانگ برور کنند چہان تپک و پولاد آہنگران بہ پیش اندر آئند مردان مرد زمین پر ز آتش ہوا پزدود سحر گہ خروش آمد از کرناے ہمان شد بر آواز بر فاش جوے	تو گوئی ہمہ کوہ را بر کنند بمغز اندر افتد رنگا رنگ ہوا تیرہ گردد ز گردنبرد ہمہ شب ہی بود پیدا خروش ہم از کوس ردین دہندی دلاے بر آمدیکے باد و گردے کبود	وزان زخم دان گرد ہاے گران ہوا بر کند نالہ صور و خنگ زمین باشد انگاہ گشتہ کبود دل کینہ خواہان در آمد بکوش سپہ را چور وے اندر آمد برے زمین آسمان بھیج پیدا نبود
--	---	--

یعنی جب تیغ ضیاء مہرنے روے بہرام فلک شت چرخ سے پھیرا سپاہ دونوں جانب وار د نہر گاہ ہو کر صف کشیدہ ہوئی نقیب لکار کر ثنا خوانی شجاعت کے نعرے مار کر کرناے ہوئے خورشید معزم ستیز مرکب اڑا کر میدان میں آیا سلحشور ہی دکھا کر نعرہ مل میں مبارز بلند کیا شہزادہ نے سبقت فرما کر مرکب کی باگی سوار ہر چند حاضر خدمت ہو کر غدر خواہ ہوے کسی نہ بنی اور سامنے حریف کے پہونچا بنگا درماری مرکب اسکا سات قدم سپا کیا اسنے سنبھلا کر نیزہ مارا اسنے نیزہ پر گانٹھا اور ایک بند اسکی مشت درشت پر باندھ کر ہاتھ کو سست کیا پھر ڈانڈ کو ایسی تکان دی کہ نیزے نے اسکے ہاتھ سے ٹکڑا کر اکی راہ لی اسنے بعضہ گرز گراں بار لگا یا شہزادہ نے دم شمشیر سے اسکو دو ٹکڑے فرمایا اسنے تیغہ کئی سو من کا کھینچا بقت تمام تر لگا یا شہزادہ نے اسکو بھی رد کر کے کمر زنجیر میں اسکے ہاتھ ڈالا اسنے بھی اسکی کمر میں ہاتھ دیا زور کھٹکش کے ہوئے آخر دونوں زمین پر کودے کشتی شروع ہوئی



وہ پہر کال ٹکڑا اور گھونسا چلا آخر خونریز کا دم آگیا اور اڑھیسے گھبرا گیا کہا اے بہادر بعد دو پہر کے میں ایک مضمین مبتلا ہوتا ہوں ایسا کہ بیوشن نہ تک ہوتا ہوں پس امید آپ رکھتا ہوں کہ بھوکھوڑ دیکھے کل میں پھر آکر لڑو نگا شہزادہ نے یہ عذر اسکا سن کر کشتی سے ہاتھ اٹھایا اور وہ مکار رو بہ بازی کر کے پنجہ شیر سے رہا ہو کر اپنے لشکر میں آیا اور پیل باز گشت بجا کر پھر گیا شہزادہ مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوا سپاہ جانبین آسودہ ہوئی خویر پڑ بھی بارگاہ میں بیٹھ کر شہزادہ بخواری کرنیکا اور نشہ میں مست ہو کر سیلان نے کہا کہ میں تیرے کہنے سے ناخو اسطرت چلا آیا اس مسلمانے سر پر ہونا نظر نہیں آتا سیلان نے کہا پھر خدمت خداوند میں جاتے تھے وہاں تو اس مسلمانے باپے او وغیرہ بڑے بڑے بندے سرکش خداوند کے ہیں انہی کیوں کر لڑتے اسنے کہا اگر وہاں مسلمان زبردست ہیں تو خداوند تقدیرزور مجھ کو عنایت فرمائے اور انکو مغلوب کرانیتے کیلئے کہ خداوند خود چاہیں تو سب ہندگان خاکی کو غارت فرما دیں مگر وہ چاہتے ہیں کہ کسی اپنے بندے کے ہاتھ سے انکو ہر باد کر اگر اس بندیکو سعادت آریں مرحمت فرما دیں ورنہ ہندگان مغضوب پر اپنے پیدا کر نیسے جم بھی فرمائے ہیں کہ میں نے جنگو پیدا کیا ہر انکو کیا غارت کر دیں بس میں ہاں جا کر لڑتا تو زیارت بھی خداوند کی میری ہوتی اور شام فتح بھی فرمادیتے تو یہ سعادت بھی مجھے کو ملتی یہاں لڑنے میں سوا دولت کے کچھ حاصل نہیں سیلان یہ باتیں سن کر خوب ہنسا اور کہا خداوند کی نسبت جیسا تم سوچے ہو یہ بالکل خلاف ہر وہ اہل میں بہت مجبور ہیں نہ تو کیوں زور دے سکتے ہیں نہ مسلمانوں پر کیوں غالب کر سکتے ہیں بلکہ خود فرماتے ہیں کہ ہندگان خوانی کی نسبت تقدیرزور دتی مجھ سے عالم مستی میں ہڈی ہری اور انکو عالم خواہیں پیدا کر کے میں بھول گیا اب سولے بھل گئے کے مجھے کچھ بن نہیں آتا ہر اسنے یہ بیان سن کر حوا بدیا تو وہ خداوند نہیں ہر جو ایسا مجبور ہے تیری تقریر سے ثابت ہوا کہ وہ خداوند شعبہ باز اور جٹباز ہر دین مسلمانوں کا سپاہی ہر دین میں آج توحید کے شہزادے سے بچ کر چلا آیا لیکن کل جو مقابلہ کرونگا اور زیر ہونگا تو مسلمان ہو جاؤنگا سیلان نے یہ کلمات سن کر دہین کہا کہ اسکے ایمان میں فرق آگیا اب کچھ اور فکر کرنا چاہیے لیکن ابھی اس سے بگاڑنا دیا نہیں یہ تجویز کر کے گویا ہوا کہ اے بادشاہ اگر آپ مسلمان ہونگے تو میں آپکے سلف ہوں جو آپکی رے ہوگی وہی میری بھی یہ کہہ کر بائکو ٹال کر کچھ دیر میں بارگاہ سے اٹھ گیا اور اپنے خیمہ میں آکر فکر کرنیکا کہ اب کیا کرنا چاہیے سوچتے سوچتے خیال میں آیا کہ ایک جنگی ایت سامری کا اس قلعہ کے حوالہ میں ہوتا ہر اکثر بھائی میرا طوفان اسکے پاس جاتا تھا اور تقریب اسکے کمالی فرماتا بس وہ یہاں سے قریب ہوتا ہر اسکے پاس چلنا چاہیے یہ سوچ کر ایکٹا زم کو ساتھ لے کر گھوٹے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور ایک پہاڑ کے دہن میں پہونچ کر ایت کا جو یا تھا کہ ناگاہ منڈھی نی ہوئی نظر آئی کہ نرکل کی منڈھی سامنے اسکے دھونی رانی ہر دھونکا غرغری آئین قفسن ہر طائر انکو ٹانگا ہر ایک گھوڑی منڈھی کے ساتھ چھوٹی پھرتی ہر دھونی کے کنارے دسپنا گھر سا ہر چلم گانچے کی دھنی پلا دبا ہر پھر دھنیں پدا تو ایترا بقا دھنیر کو کلا طوطا مینا ہر مرگ چھالے پر ایت بیٹھا ہر نگوٹا بندھا ہر قشقہ ہاتھ پر گھنچا ہر انکھیں لال نشہ میں مبعون کمال میں اسنے گھوڑیے اتر کر بہت جھک کر سلام کیا اسنے دعادی کہ کیا آؤ سامری بھلا کرین یہ دھونی پر جا کر بیٹھ گیا ایت بھی نکل آیا اور چلم میں گانجا ملکر بھلا آپ بھی پیاسکو بھی پلا یا پھر حال پوچھا کہ کچا کیوں نہ کر آنا ہوا اسنے اپنا پتہ و نشان اپنے بھائی کا آنا سب بیان کر کے حال شہزاد کیا اور قتل ہونا بھائی کا جملہ اجرا آج تک جو گذر تھا کہ مکر و ناشروع کیا پھر منڈھی ہوا کہ میں آپ پاس نہا لینے آیا ہوں فلک ستایا ہوں ہری دستگیری فرمائیے دین میرا بچائیے دینے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا جب سنے بہت گریہ و زاری کی اسکو اسنے حال پر رحم آیا اور کہا اچھا تو گھبرا نہیں میں اس مسلمانکو بکڑ کر تیرے حوالے کر دوں گا لیکن ادا اسکا مالک اسم اعظم ہر اسکے خوف میں سیلان پھر پٹھو ننگا مجھے انجام اس جنگ کا نبھا نا ہوگا آئندہ میرا بھروسہ نہ کرنا اسے بھی غیبت جانا کہ شہزادہ کو گرفتار کر دیا پس عرض سا ہوا



کہ انجام کو میں بھی لوگ آپ جگہ اس قدر گرتا کر دیکھے اتیت کہ اچھا تو جاشام کو لعلکون و نگاہ سحرہ اس سے حکم لیکر شادان فرحان پھرا اور اپنے لشکر میں آیا خونریز بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ یہ پہنچا اسنے کہا کہ کہاں گئے تھے اسنے کہا کہ آپ ہی کے کام کو گیا تھا کہ بہادر وہ تیرے پانی کی نکالی کر کہ ممکن نہیں جو تم کل غالب آؤ یہ کہہ کر سارا ماجرا اتیت کا نقل کیا اسنے سب حال شکر کہا کہ اس طرح اگر زیر شہزادہ ہوا تو کیا کچھ بزرگی دین خداوندی کی اس سے نہیں ہوتی اسنے کہا پھر خداوندی نے اتیت کو بھی پیدا کیا ہی پاکسی ورنے یہ سب او نہ کی قدرت تھی ہر غرض کہ اس شیطان نے ایسا کچھ اسکو ورغلا نا کہ وہ پھر آمادہ باطل ہستی ہوا اور کہ اخیر دشمن کے زیر ہو جائیے مطلب ہے اس سنگار کوئی دیکھ لوں یہ کی ہاتھ کہ ہر کاسے نے آکر بعد عادت کے عرض کیا کہ عیار شہزادہ تو راج کاد وازے پر حاضر ہی امید بار پائی کھتا ہے اس خبر کو شکر حیران ہوا کہ یہ عیار کیوں آیا ہر گز حکم اسکے حاضر ہونیکا دیا حکم سامنے آکر دعا شایہ کی جالایا اسنے گری میٹھا اور ترن بان ہوا کہ شہزادہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ توجا دست خونریز میں در میر کی جانب سے کہ جب تم مجھے لڑنے آئے ہو ہاے تمھارے ساتھ سابقہ شائسی ہوا خواہ وہ سابقہ بعد اوت ہو یا محبت ہلوگ بہادر و دست میں در بہادر کا در دند رہنا گوارہ نہیں کرتے ہنگام شتی تھے کہا تھا کہ میں بعد وہ ہر ہر ہوا جاتا ہوں پس طبیعت میری فکر نہ ہی خیریت کہ اچھو کیونکہ تم لڑنا چاہیے اور وقت بزم آشتی لازم ہے اسنے یہ بیان عیار کا جو ستا عاشق حرات شہزادہ ہو گیا دل سے کہا واقعی یہ لوگ اپنا عدل نہیں کھتے عیار کو خلعت دیا اور کہامیر بطرف عرض کرنا کہ آپ کے اقبال سے آج میں ماندہ نہیں بطرح اچھا ہوں آپ طبل جنگ جو ایسے میں مقابلہ کو کہ نصیب زبانی کروں تو اطاعت آپ کی کروں اور جو غالب آؤں تو آپ کو مطیع کر کے اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤں عیار یہ پیام سنا کہ وہ اپنے لئے عرصہ میں فیصلے ہر کو نصیب الفت دہن ظلمت شب میں یار دہرنے چھپایا اور خاتہ تاریک دنیا میں پیر زل شب چرخ قمر عالم کا

کہ اس عرصے میں شام آئی برابر	ایسا ہوا غور شید عالم تاب مضطر
بہار شام کے دیکھے جو سامان	کیے گردون نے انجم اپنے خشان

سر شام خونریز کے حکم سے طبل جنگ بجا دھر تھمے جا کر شہزادے کو اسکا پیام دیا شہزادہ نے بھی فقارہ حرب جو اپنا طریقہ میں تائی شروع ہوئی مگر شام ہو گئی وہ اتیت بھی آیا سیرگالان نے خوش ہو کر ایک خیمہ میں اسکو اتار لیا وہیں بھوک تیار کر کے کھلایا اچھو احتیاج کی چیزیں اسکی مثل نشہ کا بجا وغیرہ سب یہاں کینہہ بافرل خاطر مصرون رسی سحر ہوا ادھر بہادر آلات حرب درست کرتے ہے اعلیٰ شب دنوں جانب سے پیام دتی ہو ہوا تھا تو تلوار میں بھی کر کے دانت نکالے تھیں دیدہ جو ہر سے اہ فادیکھ بھلے تھیں خیر آرزوے حلقہ گشتی میں خم تھے نیزے بہت تمام ایسا رہ بیگم تھے سپر بن بان مثل تیغ بائیں تو غدر خدای جتا میں کہ ہم کیا تھے سیاہ لیکر سامنے آئیں تیغ عبرت سے کٹ جائیں غم و دل زنی کر نیسے خاموش تھے منھ کی کھائی تھی بد پن جو غیرت کے جوش تھے پیادے بہت کوتاہ رکھتے تھے سوار و نکا توں جہاں لٹک تھا دل کبائل جنگ تھا سر اسب آئیں اسلحہ سجنے تھے مرنے پر کمر تھے نظم

مرا ساز جنگ ست ہم خواستہ	ہم شکر ی یک دل آراستہ	سہ را چہ روے اندر آمد بروے
بے آرام شد مردم جنگ جوے	بہ بستند گردان کو ی میاں	بران جنگ یکسر جو شیر زیاں

ستارہ بیان جنگ نظارہ بود کہ ہم کین ہم گاہ پیغارہ بود

چار پہلو اتہا نہیں میں تیا سی ہی جب مہر تابان جو کی کی طر زنا ر شعاع داسے شرقی کی منڈھی سے ٹکرتا فلک پناہ اور



### ایمت نے دنگے کسل رکھا اتارہ کہ ایسات

فروغ صبح سے تاسے تھے پنہان	زمین پر آسمان بھانور افشان
خیال دشت نے خاطر میں جبا کی	ہوئی تجو بڑشکر مدعا کی

بیانہ ان تھو در سنگاہ لشکر کینہ خواہ ہمارہ لیکر ہزار عز و جاہ وار میدان جنگاہ ہوے فوجوں کے پرے چمنے لگے ایک طرف مسلمان جری  
شان سے کھڑے تھے دوسری طرف لقا پر سونے کے غول جنگ ہڑے تھے سیلان ایبت کو سخت پر سوار کیے آیا تھا اور لشکر سے کچھ  
آگے بڑھ کر کھڑا ہوا تھا غرض کہ جب ترتیب صف قتال ہو چکی قرنا سے جنگی بھینکی خونریز نے مرکب کی باگ لی میدان میں آکر لاکار انعرہ شجاع  
دم مارا کہ وہ بہادر کمان پر جب کا نام تو بیج نوجوان ہی شہزادے نے نہیں اسکی شکوہ کر پڑا یا فلقہ اعظم لشکر میں پر پا ہوا اگر شہزادہ سا  
اس مبارک کے آیا اور سب اسلحہ سے توڑ پھیکا تھا صرف کشتی کا انجام ہونا باقی تھا پس شہزادے کے قریب آئے ہی زمین پر کودا شہزادہ بھی تر پڑا  
دونوں سرگرم کشتی بہ ہزار درشتی ہوے شہزادہ ایبت کے سحر سے عیس و حرکت ہوا اسنے جہت کر کے باندھ لیا  
اور اپنے لشکر کے سپرد کیا پھر بکا کر کہا اور تم میں سے جس کا جی آئے لڑ نیکو وہ سانسے آئے یا قوت گلے اور دیگر  
سرداران شہزادہ یکان یکان مقابل آئے مگر دو گھڑی میں بزور محاربت ہو کر سیقات باندھ لیے گئے پچھلے پر دنگ کی سو سردار ایبت  
رسن بھر ہوے اسنے پھر بکا کر کہا کہ اے لشکریان باز گشت بہتر ہے تمھارے لیے میں تمھارے مالک کو اپنا مطیع بنا کر جاؤ گا اگر وہ میری  
اطاعت قبول کرے تو تم بھی منظور کر دیا کرو و تھل کیا جائے اوقتیں سیلان کو اپنا مالک جاننا لشکریوں نے یہ کلمات سن کر ارادہ کیا کہ جنگ  
مقبول نہ کریں مگر عیار شہزادہ نے منع کیا اور کہا آج بھی کچھ سحر وغیرہ کا معاملہ ہو ورنہ شہزادہ یوں گرفتار نہوتا لڑنا مناسب نہیں ہے  
اسکے سمجھا جسے لشکر کے اور خونریز پر بل باز گشت بجا کر پھر عیار پر یا لشکر کی سودہ ہوے پھر عیار ہر ایک کو ہوشیاری کی تاکید کی  
عیاری کی فکر میں وائے ہوا اور ایک کو ہی کی ایسی صورت بن کر بارگاہ خونریز میں گیا دیکھا کہ وہ بوجہ قیاب ہونیکے بہت مغلوط خاطر ہے  
اسباب حدیث مطربا نے حاضر ہوا سابقان ہر دینار و طوائفان ہی خسار شراب قص یہ ہنگامہ عشرت کر رہے ہیں پچانہ بادہ سرور  
بھر رہے ہیں عیار مذکور چال لیکر کھات میں تھا کہ کسی ساحر کا کچھ ذکر سنو تو جا کر عیاری کروں لسی اندیشہ میں تھا کہ سیلان نے خونریز  
کو راعب ہائے قتل شہزادہ کیا اور کہا میں ایبت کو ہمان کبتک کھونکا تم اس سلمان کو ہلاک کرو تاکہ ایبت کو نصرت کروں نیز  
مگویا ہوا کہ تیرے رہنے اور نہ رہنے سے اور قیدی سے کیا مطلب ایبت ایک نبضہ مقبول خداوند سے اپنے کمر بستہ ہو گیا ایسا زور و آواز  
کر دیا جس سے میں اس پر ستار نا دیدہ پر غالب آیا تھے طاقت کہ محکوم ملی ہو وہ تہمت صلیح کے جانے کیا جاتی رہی سیلان یہ کلام  
شکر خاموش ہیں ہا اس لیے کہ غلط بین خداوندی جاتی رہی جو کہو گا کہ ایبت حری اور اسے سحر سے شہزادہ کو گرفتار کیا ہی غرض کہ یہ چپے پچھا  
اور خونریز نے کہا کہ ای برادر تم گھبراؤ نہیں میں اس شہزادہ سے اقرار کر چکا ہوں کہ جو غالب آئے مغلوب کو اپنا مطیع بنائے پس حسب عہد میں  
اس شہزادہ کو ہلا کر سوال زمرہ پرستی کرتا ہوں یقین ہی کہ قبول کرے کیلئے کہ وہ بہادر انصاف پسند ہی یہ کہہ کر حکم دیا کہ قید یوں کو حاضر کرو  
ملازم بہر شکیل حکم روا نہ ہوے اور سیلان اٹھ کر ایبت کے خیمہ میں آیا اور اس سے کہا درآپ بھی بارگاہ میں چلیے ہوقتہ مسلمان بھی  
جلا گیا ہی ایبت یہ شکر بارگاہ میں اسکے ساتھ آیا خونریز نے اسکی تعظیم کی اور قریب اپنے تخت پر بٹھایا کہا آپ بزرگان دین میں سین  
جسے ادنیٰ سمجھتے بیٹھے ایبت اسکے پاس بیٹھا تھا کہ سردار تلواریں کھینچے ہوے شہزادہ کو مطلق و مسلسل کیے سامنے لائے



شہزادے نے اس بارگاہ کفر دار میں تنکر کے نہیں دی کہ سلام میرا اس محل ضلالت منزل میں اس شخص پر ہو جو خدا تعالیٰ کو بوجہ انیت ماننا ہو اور  
 پیغمبر خدا کو برساتنا ہو یہ نہیں اس میں مجلس شجاعت کی سکر خونریزی نے کہا کہ اے بہادر ابھی سے تم نے اپنا وعدہ فراموش کر دیا تو مل  
 جان دارد سخن مردان اعتبار کیا تھے نہیں کہا کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا مطیع ہر شہزادہ نے فرمایا کہ مجھ کو کسے بھڑائی زیر کیا جو میں اپنے  
 وعدہ سے پھر گیا اسے منہسکر کہا کہ خوب بحیضت سرسیدان میں آکھو حجت کر کے باز صا کہ تمام علم نے دیکھا مگر آپ اپنے زیر نہیں ابھی تک  
 شک شبہ ہر شہزادہ جواب دہ ہوا اور خونریزی میں مجھ کو بسا بہادر جاننا تھا لیکن معلوم ہوا کہ تو بڑا ہوا ہوا ہے یہ قوت جس طرح کہ میں زیر ہوا ہوں  
 اس طرح ایک سال رستم کو نازدھکتی ہی تو نہیں جانتا کہ جس سے انسان کا کیا زور و حلیت ہے مجھ کو جسے گرفتار کیا اور پھر دعویٰ شجاعت کرتا ہوا بڑا  
 بیجا یہ یہ کلمات شکر اسے اتیت کہ کہا کہ آپ اسے کھڑا تھا محو زور و یا تھا اتیت کہہ اسے میں نے اسے کھڑا کیا تم سب کے ہر نکادین بجا یا یہ  
 احسان میرا تمام عمر یاد رکھنا کہ میرے ایمان و جان مال سب برباد ہو چکا تھا میرے سونے یہ سب تنگو کیا اسے یہ باتیں شکر دے خیال کیا  
 کہ شہزادہ سچا ہوا و ردین بھی اسکا راستے یہ حرام زادہ اتیت کچھ ہی کراست نہیں کھتا بلکہ اسے اور مجھ کو ذلیل کیا پیش مردان عالم بودا نہا میں  
 یغیال کر کے اتیت کی شہاد صفت کو نہ لگا کہ وہی آپے جان بخشی فرمائی پس تعریف کنان دم پر گریگا اسے سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگایا  
 اسنے گلے ملتے ہی گلوئی جس پر اس کے ہاتھ ڈالکر اس طرح دبا یا کہ ہر چند وہ بڑا اور بھڑکا لیکن نہ چھوٹ سکا اور نہ سحر طرہ کا آخر ظار روح  
 اسکا نخل تن سے پرواز کر کے نشین ساز جہنم ہوا غفلتہ دار و گیر بر پا ہوا اندھیل ہو گیا صد امین نہیں امین کہ مارا جھپپال جادو کو سیلان  
 ہی ہو گا میں کہ جب اتیت سے پڑا تھا پہلے تو بان بان کو کھینچنے سے چلا تھا پھر سمجھا کہ میں تنہا ہوں سردار مجھ کو خونریزی کے پکڑ لینگے ابھی قوت اٹھان  
 بلی پر نکل چلنا چاہیے پس گر اتیت سے اندھیل ہو گیا اتی تاریکی میں باہر بارگاہ کے نکلا اور کچھ سوارانے رباری کے کھنچے کھڑے تھے جن میں  
 سے ایک گھوڑے پر چھک رہی تھی تمام تر راہی ہو گیا یہاں بعد قتل اتیت شہزادہ کے جسم میں توانائی آئی بقوت حبقانی فیکو بارہ بار دھکے اٹھا  
 خونریزی تخت سے اتر کر قدم نہ پر گرا اور طرہ پر پھکر از سر صدق مسلمان ہو ایا قوت نے جملہ سواران شہزادہ کو سا گیا شہزادہ نے اسکا خیمہ بھی  
 اٹھو کر اپنے لشکر سے ملحق کرایا اور اسکو لیکر بارگاہ میں اپنی یا اساتھ لاکھ کوئی کا شکر جمع ہو گیا کلر ار کو ہی نے حکم جشن ہونکا دیا ساقی و مطرب  
 اگر نہ گاہ عفت بر با کیا خونریزی نے شہزادے سے ہوت خوشی میں عرض کیا کہ میرے دو بیٹے ہیں ایک کا نام سمارا اور دوسرے سر شرا کہتے  
 ہیں دونوں بڑے طاقتور ہیں میں ہر کہ میر مسلمان ہونا سکر پر سر مقابلہ امین شہزادے نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو جو قوت الہی انکو گواہی  
 دہی بجائیگی اور ہنگام جنگ نہ کو قتل نہ کیا جائیگا بلکہ زندہ گرفتار کر کے مجھ یا جاہنگشا خور میں ان باتوں سے مطمئن ہو کر نکل دیکھنے اور شرب  
 پینے میں صرف ہوا یہاں تو یہ طبع ہر گرسیلان بلایان جو رو بفرار لایا اتان خیزان و گریان و نالان شکایت جہر آسمان بزبان  
 روان تھا زہر قدم دشت کوہ میدان تھا بعد قطع منازل چند ایک سبزہ زار میں پہونچا حوالی دشت گئیں غیرت و نقش و نگار نگار خانہ  
 جاتے فرحناک و نشین چشمہ صفا جو حزن نہرین پاکیزہ جاری ہرست دان باد بہاری اسنے اس اوی فرحناک کو بہت پسند کیا اور  
 آگے بڑھا ایک چشمے کے کنارے دو گھوڑے خالی از را کب کھڑے تھے زین پر زکرے پاکھو تہو کی ٹھونپر ٹری ہا کر جو زری مہل ہے  
 تھے اسنے ان شاطر و نئے پوچھا کہ یہ کب کسے ہیں و سرداران کے کہاں گئے ہیں شاطر جواب دہ ہوا کہ سر شرا و سمار و خونریزی محاکم قطع  
 مر جانیہ کار کھیلنے آئے تھے ہرن کے پیچھے گھوڑے اٹھائے تھے چنانچہ وہ آہوے رم خوردہ اس پہاڑ کے سامنے درہ رنگ میں چلا  
 گیا ہوا زبکہ سوار ہو کر دے میں جانا مشکل تھا وہ دونوں پیادہ نخل رہ میں یہ سننا تھا کہ اسکو کچھ پید بندھی کہ پید و گارٹے اور درہ کوہ



سیطون چلا راہ میں بھی سچا کہ ایسا نہ ہو جب بیت عاقبت لگنا وہ گرگ شود و گر چہ آدمی بزرگ شود و بدو نون بھی تو اس نفی کے بچے میں جسے امت کو مار کر یہ بس ہو یا ہر بس یہ سوچ کر چاہا کہ اوکھت کی راہ لون لیکن براہ شیطنت خیال میں آیا کہ باپ بیٹے کو لڑا نہیں فائدہ بڑا ہر قیاس ہوے جس بھی باپ کا ہلاک ہوا اور پدر قتل ہو تو مدعی را جائیگا بہر صورت کچھ نقصان اپنا متصور نہیں غرض کہ خوب سے مشورہ کر کے یہ رہ میں داخل ہوا اور پکارا کہ لے فرزند تم کہاں ہو انھوں نے یہاں آہو کو بشکل شکار کیا تھا اور پھر سے تھے سکی آواز سن کر حلیہ چلے کہ کون پکارتا ہے دیکھیں چنانچہ باہر آکر قریب پہنچے اسکو بحال خستہ و پریشان لکھا دونوں پہچان کر گئے سے پٹ گئے کہ لے چچا یہ کیا تمھارا حال ہوا اسنے سارا راجہ اول سے آخر تک لے کے سامنے بیان کر کے کہا میں اتفاق سے ادھر آ نکلا اور تمھارا نام سن کر میرے دل نے چاہا کہ باپ تو انکے محبت کا رشتہ قطع ہوا لیکن لڑ کو کو ایک نگاہ دیکھ لینا چاہیے تو میں تمھارے دیکھنے کو ٹھہر گیا تھا اب جلتا ہوں ان دونوں نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ لے چچا ہمارے باپ نے اگر دین خدا و پرہیزگار ترک کیا ہر تو ہم اس کے بیٹے نہیں دشمن قوی اسکے میں تم کہیں جاؤ نہیں ہمارے ساتھ چلو یہ بہت اپنے دشمن خوش ہوا اور نظام ہر سادہ مہینے سے انکار کیا جب انھوں نے ہر راز زیادہ کر کیا انکے ہمراہ اپنے گھوڑے پر چڑھ کر روانہ ہوا اور راہ میں مرکب سے مرکب ملے بظاہر نصیحت یہاں اغوا کرتا ہوا چلا یہاں تک کہ وہ اپنے قلعہ میں لے آیا اور باقی ماندہ فوج جو یہاں موجود تھی سکو بل کر سارا حال اپنے باپ کا کہہ کر کہا کہ جو ہمارے ساتھ لڑنے چلتا ہو وہ تو کبری کرے کچھ آدمی طبع ہوے کچھ ترک و زکار کر کے گھر بیٹھ کہ اندر جس جگہ کا راج ہو گا دیکھو لیا جائیگا حاصل کلام ان دونوں نے کچھ شکر درست کر کے خزانہ پر ہمراہ لیا اور روانہ ہوئے اتنا راہ میں سیلان نے کہا ایسا بے علم یہ شکر بہت قلیل ہے وہاں قلعہ طوق اور آفتابہ اور یا قوت نگار کا لشکر جمع ہر علاوہ انکے اس سمانکے ساتھ چالیس ہزار سپاہ ہے اور تمھارے باپ کا لشکر بہت بڑا ہے بس میرے نزدیک تدبیر کرتا رہا ہے کہ یہاں سے نزدیک قلعہ حدادیہ ہے اور حاکم وہاں کا حداد کو ہی نام بڑا زبردست بادشاہ ہے اسکے پاس چلو اور اسکو بھی ہمراہ لو لڑ کو انکے یہ لے پسند آئی اور سیطون و اتہ ہوے جب قریب قلعہ مذکور پہنچے حداد کو اپنے آئیے اطلاع دی اسنے ہتھیار کرا کر شہر میں بلوایا کہ انھوں نے بہت باد پیا یازم مرد ہر ایک سین خوش ہو رہا یا نیکو عمارت اس قلعہ نہایت عمدہ ہے ہوا کیا کہنا تاجر قلعہ بحال ہو پارسی لالہ مال غرقہ کیفیت ہانکی دیکھتے ہوئے ار لالہ شاہی میں لے حداد دروازے سے آکر انکو اندر لے گیا یہ مکان بھی بہت سچا تھا تخت شاہی بھی چھاتھا گرد تخت کے دگل و کرسی کا دروازہ بند تھا اسنے انکو باعز از تمام قریب تخت بٹھا یا شراب بلوائی تلخ دکھایا پھر سب آپ کا پوچھا انھوں نے سارا حال کہا اور طالب کتھا ہوئے اسنے کہا میں تمھارے ساتھ ضرور چلتا لیکن یہاں سے قریب ایک قلعہ پھر کہتا ہے نام اسکا سنگین کوہ ہے اور حاکم اس قلعہ کا اطم کہی ہے اور اسکا ایک بیٹا ہے نام اسکا سنگین کوہی ہے بڑا زبردست کہ قیل مان بھی مقابل اس کے نہیں چتا چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونوں بہر پریشاں کو گئے ہیں میں موقع پا کر اسکے قلعہ پر چڑھ گیا اور سارا اسباب خزانہ انکا لوٹ لیا اب یقین کر کہ وہ شکار سے آکر اپنا گھر لٹا ہوا دیکھ کر مجھے شکر کشی کرنی پڑی اور اگر مجھے نہ پتا تو ملک میرا لوٹ لیجا نہیں ہو جیسے میرا جانا تھا اسے ساتھ دشوار سیلان نے یہ عذر اسکا سن کر باب گرد و کید و اکیدا اور کہا کہ بادشاہ مال جو آپ لوٹ لائے ہیں اسکو واپس خزانہ کو لے کر یہاں سے لے جائیے جیہ آئیے گئے رعایا عذر کر رہی کہ ہکو قتل کرنا بیکار ہے پس وہ رعایا کو چھوڑ کر آپ کی تلاش کر گیا آئندہ مجھ لیا جائیگا جب اس سلطان پر فتحیاب ہو جیے گا تو سب اطاعت کرینگے اور خزانہ بھی ہم پر جائیگا یہاں ٹھہر نہیں سہلہ جنگ ہی اور قتال بیفائدہ ہے اور کچھ حصول نہیں فی الجملہ اس شیطان نے اسکو بہکا یا اور ایسا اسون پر ہوا کہ وہی الکو آدمی کا لشکر درست کر کے شتم و خدمت روانہ ہوا جو گئے گروہ شجاعو کے انہوہ ساتھ ہوئے یہ حال تھا کہ نقطہ

سپاہے جواز قلعہ آمد برون	کہ از گرد خورشید شد تیرہ گون	چو برخاست آواز کوسل زد دورے
--------------------------	------------------------------	-----------------------------







ہو گیا ہر کہ وہاں گنج عظیم و خزانہ عسقی ہر یک جان نہیں سکتا میں نے فوج بھیج کر خزانہ لینے کا قصد کیا تھا چنانچہ بہت سا لشکر میرا وہاں کام آیا ہوا  
 آدمی را گیا جب دین کو ٹھے خزانیکے میرے ہاتھ آئے میں نے وہاں کے قدیم باشندوں سے وہاں کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک طلسم ہے کہ نام اسکا  
 طلسم ہوشربا ہے اس طلسم کے چالیں روتے ہیں در ہر دروازے پر سے عجایب و طلسمات ہیں اس لیے کہ کوئی اندر اس طلسم کے جانے کے چنانچہ  
 ایک طلسم مذکور کا کہ عقیق ہے کہ وہاں نقارہ رکھا ہے نقارہ بجواتا ہے پنجہ نامہ بجاتا ہے و در ہر دروازے کا طلسم کا طلسم آئینہ تھا  
 کہ آئینہ میں روتے ہی طلسم کے آگے تھے اور اس طرح یہ مقام بھی جہاں سے میں نے مال یا یا ہر طلسم ہے کہ نام اسکا طلسم ہوشربا ہے کہ بادشاہ اس  
 کا با جگر ارا فرمایا اب تک طلسم ہوشربا ہے اور ہر سے دروازے طلسم ہوشربا کے اس طلسم میں بھی ہیں در اس طرح ایک طلسم اور ہے کہ نام اس کا  
 طلسم گوہر ہے اور آئینہ میں روتے ہی طلسم ہوشربا کے میں در اس طلسم کا حال میں کچھ نہیں جانتا ہوں چال جب شہزادے نے سنا کہ اس دروازے پر دروازے  
 کھینچی اور کہا پدرا علی قدر ہے اس طلسم میں کہ جب کوئی ہوشربا کہتے ہو قید میں اس کے فتح کر نیو بھائی ہمارے اس کے میں چنانچہ وہاں روتے سے  
 گئے ہیں اس طرف سے طلسم توڑینگے میں اس طلسم ہزار سچ کی طرف سے جا کر طلسم فتح کروں در اس کے دروازے سے کھو لوں تاکہ لشکر امیر با سانی تمام  
 جہاں سے طلسم مذکور میں جائے خوزیر نے یہ تقریر سن کر کھانا شروع کیا کہ شہزادہ وہ مقام نہایت چرافت ہو جاتا وہاں غلات مصلحت ہے شہزادہ  
 فرمایا کہ لے برادر خدایا تم کھانا چھوڑ کر اس کے نزدیک آنا میں ضرور جاؤنگا اپنے عزم سے باز نہ آؤنگا وہ یہ کلام سن کر ناچار ہوا  
 اور شہزادہ رات بھر اس شہر میں مسکن گزینا جو وقت کہ طلسم خاورد کھلا اور فوج آفتاب طلسم کشاے روز کہ تھو آئی کہ میت دفنی ہو  
 چشمہ آفتاب ہر شاہ گیتی سب شد خواب شہزادے نے بعد طاعت کہ طبل سفر بجا یا لشکر طفر بکرتیا ہوا شہزادہ سوار ہو کر ہر اس  
 منزل مقصد تھا فوج مثل سیل ریا رواں تھی بڑی شوکت شان تھی جہاں ایک منزل یہاں سے آگے طرف سے سنگین کو ہی جو چلا تھا عقب صدا  
 مقابل اس لشکر کے پہونچا اور حداد و سیلان بھی مع فوج ہمارے سرشار کو لیے آئے اور لشکر سنگین کو دیکھ کر باہم شورہ کیا کہ ایک طرف شہزادہ  
 اترا ہے دوسرا چریت ہمارا ہر اب لڑائی و طرف پڑ جائیگی پس سب سے ایک شخص سے آشتی کر لین چنانچہ ہم کو ہی اس کے رشتہ دار میں سنگین صلح  
 ہو جانا اچھا ہے پس یہ سوچ کر سیلان اس کے خیمہ میں گیا اس نے بتلیم تمام ٹھکانا ساقی مع لقانے جام غوالی دیا جب داغ اسکا بادہ ناک گرم ہوا  
 ہا بہت نصیحت کیا کہ اس سنگین لازم ہے کہ ہم ملکر غیر مذہب سلمان کو ماریں ایسے وقت میں باہم فساد کرنا اچھا نہیں چلو حداد و سیل جادو اس کا  
 میں لڑنے نہیں آیا ہوں پناہ اسباب و مال لینے آیا ہوں اگر وہ ید و لوچ کوئی خصوصیت نہ ہے اس نے کہا اسباب پناہ لیجیے لیکن مال اسباب تعلیم ہے  
 اول اس سلاکو قتل کر لو پھر حکم پناہ مال لو اس نے کہا بہت سوچو اٹھکو و مانے حداد و سیل یا اور اس کو ساتھ لیکر مع مار کے بارگاہ سنگین میں آکر دو  
 گھوڑے سے لو یا اسکو دو نوں متفق ہو کر اتے یہ سب طبعہ عشرت ہمارے صورت لادہ خوار ہوئے جو وقت کہ شاہ چین باتراج زرین خیمہ مغرب میں گیا  
 اور بہار شرب نے خود چین ماہتاب سر پر رکھ کر میدان علم میں داخل کیا کہ اسباب

جو دیکھا روے خورشید جہاں تاب	نظر اٹھی تو پایا چشم پر آب	چھڑا کر عالم ہستی سے دامن
سوے مغرب ہے تنہا گرم توسن	صدرے قبل جنگ لشکر کو ہمایا میں بلند ہوئی اور ہر کارون نے سمع ہمایوں شہزادہ میں یہ خبر	

پہونچائی یہاں بھی نقارہ چرب پر چوب پڑی شجاعوں کی مراد برائی سرفری روے اور پر چھائی ہشاش بشاش ہو کر شتاق جلوہ پیدار عروس مرگ سے  
 سامان شرک ہوئے کہیں عین زہر بھائی گئی کہیں تھوڑپائی گئی کہیں کمانیں بسانا ہر شرکین سر جھکائے تھیں کہی انوکھیں خبر کی مثل منقہ  
 زباز راز تیز نوں پہر آئی تھیں چار پر رات یہی ہنگامہ برپا ہوا جب عرصہ زلیست سر سنگ شیب تنگ ہوا اور سر خوار و راج جنگ اکیا بیات



بدیگوند تاشید بہشت زاغ	برآمد جهان شد چو روشن چراغ	ز دریا چو خورشید بر زودش
چو مصقول گشت آن ہوائے نفیش	صبح دم شکران جنگوے تنو خودار دسیران	صبح دم شکران جنگوے تنو خودار دسیران
ہمہ شاہ چہر و ہمہ ماہ رودے	ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے	ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن
ہمہ شکر آراے دشکار شکن	ہمہ زین اندرون گشتہ چون کوہ سخت	سر کوہ ازیشان شدہ سخت سخت

سید انین پہونچا فوجوں نے پرے جائے صف راؤن نے قدم کاٹے نقیب نقابت کر کے اٹھے بہادر بہر جان بازی ٹٹے بعد دہتی جملہ امور  
حداد پر غور و گھور ابطھا کر سید انین آیا اور سلحشوری کر کے خوب سراپا میرہ انکا دکھایا اور شورو مبابا طلبی بلند کیا اس طرف سے شہزادہ بچاہ و جلال نامہ  
سامنے اس خود سر کے گیا اور ایک تنکا در پسی لگائی کہ وہ بھی اگر دبر و ہو گیا اور بدقت سنبھل کر سامنے آیا پھر تو نظم

فردان بہ نیزہ بر آؤ بختند	ہمی خون ز جوشن فرو رختند	چنین تاسا نہا ہم بر شکست
بہ شمشیر بردند ناچار دست	بناد و گدگدون برانسر اختند	چپ و راست ہر سو ہی تاختند
ز نیروے گردان و زخم سران	شکستہ شد آن تیغہاے گران	برافراختند آن زمان بال را
ز زین بر کشیدند گو پال را	ہمی رختند اندر آؤ دیگر ز	چو سنگ اندر آید ز بالائے ہر ز
چو شیر زیان ہر دو آشوفتند	از ان زخم اندامہا کو فتند	ہم از دستہ لبکت گرز گران
فردماند از کار دست سران	گرفتند از ان پس دوال کمر	دو اسپ تنکا و ربر آؤرہ سر
بہ نیر و کشیدند زین خوشتن	دو گرد و سر افراز دو و پلتن	اسی طرح گتھے ہوے دونوں زمین پر آئے اور

کشتی آغاز ہوئی چار پہون بیان اہرن سرنگا ریا کیے جب غلبت شہ نے منیاے ہر غلبہ پایا کہ سمیت چو از باختر چمڈ اندر کشیدہ شہب آن چاہ  
قہر بر کشیدہ سر شام اُسے شہزادہ کو روک کر غدر کیا کہ ات واسطے راستے کے ہر جانبیے کارام و زلفردا انتا شہزادہ نے فرمایا کہ آج جنگ  
میں ہم تم برابر ہے پھر پوچھیں ہر روز لڑینگے ہر سو کا جھگڑا دیکھا سنا سب یہ کہ بغیر غالب مغلوب ہے جنگاہ سے پھر پوچھیں ویری طریقہ ہم اہل اسلام  
کا یہ کہ بغیر نصیحت جنگ کھانا بھی نہیں کھاتے اسنے جواب دیا کہ مجھ کو دن بھر کی نرم کامی اور ہر یہ عادت نہیں ہے کہ شہب و زلفے جاؤن آج  
مجھے معاف فرمائیے اب چھوڑنے آؤنگا تو آپ ہی کے دستور پر ہونگا شہزادے نے اس کلام پر لڑنا سو توں کیا اور محبت فرمائی وہ بھی پھر ا  
شکر دینے میں بل ز گشت بجا سپاہ پڑاؤ پر آکر آسودہ ہوئی شہزادہ نے بعد تبدیل لباس خاصہ نوش فرما کر سبب تنگی تمام روز آرام فرمایا  
چشم عیار نے طلایہ شکر مقرر کیا سر دابھی سویرے سے آرام گزین ہوے یہاں تو کیفیت ہے لیکن حداد بنیاد جو شہزادہ کالو ہامان کرانی  
بارگاہ میں آیا سرشار و کار و غیرہ سے سرگرم سخن ہوا کہ اے برادران میں کمال تو لکھو ایسا بجا تھا یہ تو وہ اثر دہی کہ جسکے شعلہ زہر آلودہ نے  
میرے تاب تو ان کو جلادیا اور اسکے نفس گرم نے حوالت شجاعت و طاقت کو میری سر و کردیا کہ

خندم ز سندان گذریافتے	ز بون داشتے گر سپریافتے	ہمان تیغ من گر بیدی پلنگ
نہان داشتے خویشتن نیرنگ	نذر دہے جوشن اندر برش	نہ یک پارہ پر نیان بر سرش
برستم من از جنگ این آردہا	ندغم کہ چون جست خواہم رہا	آج اس فریب بچکر آیا کہ شام ہو جانیکہ

جیلہ کیا لیکن اب میں لڑنے بجاؤنگا تم سب کو مدد کرنا لازم ہے شکاریں کو ہی نے یہ کلام سنا کہ اے برادر میرے ساتھ دعوایا طرہ ارجیہ



ہیں اگر تھاری رہے ہوں تو انکو بھیکر اس لاد کو چھوڑ گائیں اور صبح کو اسکے لشکر پر حملہ کر کے سب کو قتل کریں یہ شورہ سب پسند کیا اور عیاران مذکور کے نام ان کا  
 حیلہ ساز و شہیدہ پرواز پر طلب کے حکم دیا کہ قریح کو پکڑ لاؤ اور انعام واقریح کا امید و ابھی کیا وہ و نوج سب حکم روانہ ہوئے اور ایک مقام پر  
 ٹھہر کر صورت اپنی مثل اہل اسلام کے بنائی لیکن پیر زمین گیر بنکر تیار ہوئے ڈالھیاں تابینہ موچھین مٹی کو تے پہنے سجدے کے گھٹے ملتے رہتے  
 غرض کہ اس صورت سے درست ہو کر داخل لشکر ہوئے اور از بسکہ رات جو زیادہ آئی تھی تو روک ٹوک بہت تھی یہ بازار لشکر میں پھرنیلے اور بارگاہ شہزادہ  
 دریافت کر اسی طرف آئے یہاں حاجب دربان غیرہ حاضر تھے خدمتگار بہر کار آمد و رفت رکھتے تھے اتفاق سے دو خدمتگار چپے کر نیوالے  
 اپنی باری پھر کر کھانا کھانے بارگاہ سے باہر نکلے اور اپنے بستر کی طرف چلے کہ اب پچھلی رات کو پھر ہماری نوکری ہوگی اس وقت جا کر آرام کریں چنانچہ وہ بستر  
 تک اپنے پہنچنے پہلے تھے کہ ان عیاروں نے قریب ان کے جا کر بطور خدا پرستان سلام کیا اور عرض ساہوے کہ ہم سلمان ہننے والے قطعہ طوفانیہ کے  
 ہیں ہمیشہ بنادین پوشیدہ رکھتے تھے کیلئے کہ تمام کوستان ملو از لقا پرستان ہر اتفاقا ہمارا راز بادشاہ طوفانیہ کو معلوم ہو گیا اور اسے عزم ہمارا  
 قتل کرینا کیا ہم وہاں سے بھاگ کر اس حوالی میں آئے اور چھپ کر اہل عیال رہنے لگے مگر ہمیشہ سے رگاہ باری میں عاصدہ گریہ زاری کرتے تھے  
 کہ قدم قدم سے مسلمانوں کے یہاں آئیں بارے دعا ہماری سجا ہوئی اور آپ لوگ یہاں تشریف لائے فی الجملہ آج کچھ کھانا بطور نذر کے سمنے تیار  
 کر دیا ہے اور چند مسلمان بھی جمع ہو گئے ہیں اب بھی تکلیف فرما کر شہانہ یک قدم رنجہ فرمائیں و دعوت کا طعام کھائیں اس لحاظ سے انھوں نے کہا کہ  
 خدمتگار و کو کچھ عذر نہ بن پڑا سولے اسکے کہ ان کے ہمراہ ہوئے یہ دونوں سکارا انکو لیکر لشکر سے باہر آئے اور گھل میں پہنچ کر حیات بیوشی کے منہ پر رکھا  
 کہ وہ بیوش ہوئے انھوں نے اور زیادہ انکو بیوش کر کے کپڑے ان کے اٹکے اور قتلہ بیوش کر کے آئینہ سامنے رکھا کہ انکی صورت اپنی بنائی اور انکو  
 ایک زمین ڈال کر بارگاہ شہزادہ کی طرف اہل اور باتوں باتوں میں سجال خدمتگار و نسے بوجھ لیا تھا اسی پتہ پر آ کر اپنے بستر پر پڑے اور کچھ آٹا  
 کو اٹھ کر بارگاہ کے اندر گئے خدمتگار و کو بدلو کر آپ چپے کرنے بیٹھے وہاں شمع ہارے ہوئی اور کافوری و شن تھیلے انھوں نے پردے بیوشی کے بیٹھے بیٹھے  
 پھینکے کہ پلنگ کے بارید بھی بیوش ہوئے اس وقت ایک بچا بیوشی کا شہزادے کے منہ پر لگا اسکو بھی بیوش کیا اور پلنگ کی چادر میں چھپا  
 کند سے مضبوط باز دھکڑا پر شہزادہ لگایا اور سارے بارگاہ شہزادہ کی طرف سے بھاڑ کر نکلے اور پیرے والوں کی نظر سے چھپے ہوئے اٹھے بیٹھے  
 لشکر سے نکل کر روانہ ہوئے حداد کی بارگاہ میں آئے اسنے ہتھار میں ات بھر جاگ کے بسر کی تھی انکے آتے ہی پلنگ پر سے اٹھ کر آفرین خان ہوئے اور  
 آہنگرو کو بلا کر اس وقت شہزادہ کو مطلق و مسل کر دیا اور ایک صندوق آہنی منگا کر اس متاع گرانیہ صاحب قرانی کو بلند کر کے قریب بارگاہ ایک شہزادہ  
 رکھ دیا اور خیمہ پر ہزار ہا پاسبان مقرر کیا اس عرصہ میں وہ رات گز گئی اور عیار کی طرح آہنا بیشتارہ نور دوش پر رکھا بارگاہ شہزادہ سے نکلا فقط

سحر نہ چو بفر وخت خورشید تلج	زمین زرد شد کوہ و دریا چو عاج	دگر روز چون تاج بمودہ مہر
زمانہ بر آمد ز ختم سپہر	عجمد حسب شورہ کوہیوں نے طبل یورش کجایا سپاہ بے اندازہ زرہ جوش سے آہستہ	

ہوئی حداد وغیرہ سوار ہو کر لشکر مسلمانان پر چلے یہاں شہزادے کے غائب ہونے سے غلغلہ مچا تھا سردار رنجیدہ ہو رہا تھا کہ ہر کاروں نے آمد  
 لشکر کی خبر سنائی پھر توحیدی جلدی تیار ہوئی جلد پامع سرداران بجاہ کے جانب میدان بڑھ گئے خرد و نون لشکر و نسے مقابلہ ہوا صفوں کا زار  
 درست ہوئے نقیبوں کی صدائیں گوش گرد و تکیے پار گزریں حداد و وسط میدان آید اور کلات لاف و گزاف زبانی لایا اور مبارز خواہ ہوا ادھر سے  
 یا قوت کی غصہ میں بھرا ہوا اٹھ لیا اسکے مقابل ہوا اور نیزہ و گرز کے جواہر میں ہی اٹھا سپر لگا یا وہ بھی بڑا طاقتور بہرہ و ایک ٹٹھو تو اسنے خالی  
 دیے پھر گھوڑے سے کود کر اسکے ٹٹھو کی ضرب سے بچتا ہوا لکھوڑے کی پیٹے نیچے آیا اور تنگ مرکب مضبوط مقام کر زور کیا کہ مع گھوڑے اسکو اٹھا کر



زمین پر پھرا اگھوڑ اور زنگی نیچے ہوا گھوڑا تو سنبھل کر جانب میدان بھاگا اور زنگی اٹھنے نہ پایا تھا کہ یہ کو دکر کے سینے پر سوار ہوا اور دبا کر گندہ زانو کا  
شکین اسکی باندھیں اور سپرد عیار کیا اسنے جہاں رکو بیٹھ کر کیا اور اٹھا کر لیکیا اسنے پھر سباز طلبی کیا ابی مرتبہ خونریز کو ہی سامنے آیا اسنے کہا  
اے خونریز تجھ کو مجھے لڑنے شرم نہیں آتی کہ دونوں لڑ کے تیرے میرے پاس میںا و میںے اپنے دین ایا کا صدقہ بھجوانی پرورش کی ہر یکلمات سکر  
خونریز کو غصہ آیا اوصف بھگن میں لڑ کے اسکے کھڑے تھے انکو پکارا کہ ادھر آؤ وہ بالکل آواز سکر کر کے جدا دے کہا تو نے انکو جو بلایا تو میں رگیا  
یہ دونوں غلام بیدرم ہیں میں انکا محسن ہوں میرا تصدق ہے کہ یہ اپنے ایمان پر قائم ہیں اور زندہ و سالم ہیں غصہ اس کج خلق نے ایسے واہیات  
کلام کیے کہ سمار و سمر شاکر کو بہت برا معلوم ہوا اور خونریز نے بھی انکو گھڑا کہ ایڑا لالہ نقان جیسے تم ہو یہی ہی باتیں سنتے ہو خیر تم جانو تمہارا کام جانے یہ  
اکمرا جدا دے کہا کہ نہ بانکو بند کر اور باز و کھول میں لڑ کو نکو نہیں جانتا تو جان و روہ جانیں اسنے یہ سکر نیزہ اسکے سینہ پر مارا اسنے نیزہ کو سان پر  
کاٹھا دونوں سمر گرم کارزار ہوئے یہ تو لڑ رہے ہیں مگر سمار و سمر شاکر جو باتیں سخت سنا کھڑے بھائی نے بھائی سے کہا کہ لے برادر یہ  
جدا دے حرامزادہ ہر دیکھتا تھے کہ کیسا ہکو حقیر و ذلیل بھجکر بڑھلا اسنے کہا اب اگر ہمارے باپکو اسنے زیر کر لیا تو قیامت لگی بر و گالیان دیگا  
دوسرے بھائی نے حال پوچھا کہ پھر بھائی کیا کرنا چاہیے اسنے کہا کہ مناسب ہے کہ شہزادہ کو ہلکے رہا کر دو اس مرید کا سمر کھلا دو دیکھ لے اسنے  
بھی پسند کی اوصف لشکر سے حیلہ اختیار کر کے روانہ ہوئے اور اس خیمہ پر آئے جہاں شہزادہ صندوق میں بند ہر در بانوسے کہا لاؤ قیدی کو  
جدا دے مانگا ہر اسلئے کہ اسکے لشکر کے سامنے اسکو قتل کریں رہا تو نے یہ سکر صندوق کہ حسین شہزادہ بند تھا انکے حوالے کیا اور یہاں  
کو بھی یا یہ دونوں کو بیکر اپنے خیمہ میں گئے اور صندوق واکر کے شہزادہ کو نکالا اور سرائپا اسکے قدم مبارک پر رکھ کر عرض کیا کہ ہم حضور کے غلام ہیں  
یہ جدا دے حرامزادہ ہر ہمارے باپ لڑ رہا ہے اسکو سزا دیجیے یہ کہا کلمہ پڑھ کر اسے صدق مسلمان بنے تو راج نے قید توڑی اور اسلئے بیکر پنا  
اور باہر آکر مرکب دیا پر سوار ہوا یا قوت و سپر ان خونریز ہمراہ ہوئے وہ فوج جو پڑاؤ پر تھی انکو رہا دیکھ کر گھبرا کر یہ کسی مجال نہوئی جو انکو  
روکتا پس بگھوڑے ڈاکر میدان جنگاہ میں پہونچے اور شہزادہ نے غرہ کیا کہ باشا و نامرد و جیسا کہ میں پہونچا یہاں خونریز سب اسلئے مقابلہ  
کر کے سمر گرم تلاش کشتی تھا اور زیر ہو چاہتا تھا کہ شہزادہ مرے کہ کو دکر میا تھیں یا اور سردار ہوا جدا دے کہا کہ ابھی تو مجھے معرکہ  
انکا ہوا ہر ادھر آ کہ تو میرا شکار ہر وہ آں بہادر کو چھوڑ کر اسنے لیٹ پڑا زور دیا پسلی کے شروع ہوئے شہزادہ کو اسکے مار کرنے پر غصہ بیت تھا  
دوپہر کی کشتی میں یہی صاحبقرانی پہونچ گیا کہ سنبھلنا اسکو مشکل ہوا اگھیر کر جو بار اچار و ن شانے چیت گرا بہادر سینہ پر سوار ہوا اور پکارا  
کہ حال شاخت خدایے واحد میں کیا کہتا ہوا اسنے عرض کیا کہ تازندہ ایم بندہ ایم اور کلمہ پڑھ کر براہ نفاق بگر مسلمان ہوا شہزادہ اسکے سینے  
پر سے اٹھا اور اسکو بیکر اپنے لشکر کی طرف چلا ادھر سے سمر شاکر و سمار مع اسکے لشکر اور اپنی فوج کے جانب شکر شہزادہ چلے لیکن سپلان یہ  
ہوتے ہی خونریز کے سمجھا کہ بخت اثر وں پھر دشمن ہوا کوہ و دشت پھر اپنا مسکن ہو پس گھوڑا ڈاکر یہ جاوہ جا جانب شت ای ہی ہو گیا یہاں  
شہزادہ بارگاہ میں آکر جشن فرما ہوا ساقی و مغانی شراب عشرت و سرور و مسرت سے خوش کر نیلے کل لشکر ایک ہو کر تارا و دن تک سودہ ہوئے  
تیسرے روز شہزادہ سے جدا دے عرض پیرا ہوا کہ اے شہر یار دالامقدار اسن رہے بقیدار کے ملک پر آفتاب شال حضور پڑو امین اور مرتبہ  
فلک لافلاک سے بھی زیادہ تر فرما میں شہزادے نے گہر ریزی سخن فرمائی کہ تجھ کو جانب طلسم جانا دیش ہیں اس باعث سے تمہارے ہمراہ چلنے میں  
پس پیش ہر خونریز یہ کلام سکر عرض سا ہو کہ جناب کو راہ طلسم کو کر نہیں کوئی بچ نہوگا کہ یہی میں اس سلطنت انکی لیکلی آپ شوق سے طلسم  
اور انکے ملک کی سلام آباد کریں سنگین کو ہی ہمراہ آچکا ہے اسنے بھی ہاں میں ہاں ملانی آخر اس حشر شہید مروت کو کچھ نہ آئی بلکہ سفر پر چوبلانی لشکر



کوئی کیا زمین کثرت سپاہ سے ملنے لگی وشت و بیدار میں مل جل گئی خاطر فلک پر اس جاہ و جہم کا بار پڑ لگا کشت فہم کیے تھا مگر اس بہادر کا وہ خوف  
 تھا کہ نگاہ کج نہ کچھ سکتا تھا غرض کہ بڑے ترک درخت شام سے بعد قطع مسافت اٹھنزدہ عالیجاہ قلعہ حداد میں پہنچا اور لشکر ظفر کے کوسرین قلعہ  
 اتروا کر بارگاہ نصب کر کر آب و مع سدران نامور کے اندر قلعہ کے آیا شہر مینو سواد پایا دیکھ پٹا باد پایا رعایا برا یا خرم بازار و نین گھاگھم گھاگھا  
 قلعہ خنپہ و سنگین انتہائی ریش و ترمین ضیع و شریف کی سی تھی آبادی ہمورہ عالم میں بھجن حسینان پرست تھی شہزادہ میر کفایت ملاحظہ فرماتا دالالہ  
 میں آیا سامان شاہانہ سے اسکو راستہ پایا تخت پر حداد کو بٹھایا آپ بنگل پر جلوہ فرمایا سرداروں نے پہلو و جانب میں جگہ پائی محفل عشرت  
 گرم ہوئی ہر ایک قاصد شکناہید زینت بزم ہوئی حداد نے غفلت کی کہ چہ جام سائے پلا کہ بیوشی کے ساغر اس لاور کو پلے اور سر مارو  
 بھی مع چم عیار کے دی دیے یہ سب بیوش ہوئے آہنگرو نکو بلا کر قید نہا کر زندان خانہ میں بھیجا لیکن سنگین کو ہی جو بکے ساتھ بیوش ہو گیا  
 تھا اسکو ہوشیار کر کے کہا کہ اے بہادر میں بصلحت مطیع اس سلطان کا ہو گیا تھا اور محکوم امید ہے کہ تم بھی میرے شریک ہو گے اب لازم ہے کہ آج رات کو  
 دشمن دشمن پر خون مارو اور فراغ خاطر سے ددیش بکوتل کر کے دو سنگین اس حال کو سن کر اسکی نامردی سے رنجیدہ تو ہوا لیکن کیلا  
 اندر قلعہ کے محال مال پناہ ظاہر ہونے نہ یا خاموش ہا کہ خیر دیکھو تو کیا ہوتا ہے اور حداد کے قلعہ الوئی نوبت سلمان ہوئی نہ آئی تھی  
 اسوجہ سے وہ انتظام از سر نو کر نیسے عاجز رہا اپنے انسراں لشکر کو بطور مخفی بیرون قلعہ سے بلا کر تالیف قلوب کر کے ان بات پر آمادہ کر لیا  
 کہ فوج کو اپنی لشکر مسلمانان سے علیحدہ کر کے جانب کوہ و صحرا کوچ کر جاؤ اور رات کو نین قلعہ سے نکل کر انہر گرون تم اس طرف آ کر حملہ کر دے گا  
 کام تمام کر کے چین سے بیٹھو سردار ہنوز لشکر سے کوچ کر کے جانے پائے تھے کہ ظلم بدر سنگین جو عقب اپنے فرزند کے چلا تھا چنانچہ اسکو معلوم ہوا کہ  
 یثامیر مال و اسباب پناہ لینے قلعہ حداد پر گیا ہے یہیں یہ سبط آیا اسکے آنکھیں خبر ہر گرون نے آ کر اسکو دی از سیکہ ٹیٹا اسکا توہیان  
 موجود ہی تھا وہ استقبال کر کے دارالامارہ میں لایا حداد نے بھی تعظیم کی غلگلی ہو اور برابر اپنے تخت پر بیٹھا یا سارا حال زرم شہزادہ بیان کیا  
 اسے جملہ خبر سن کر کہا کہ تم نے بڑی نامردی کی کیا نبیرہ جگرہ شک آہن سے بنا ہی یا باد فائش سے پیدا ہوا ہے جو زیر نو سکا اس مکر سے زیر کیا  
 ذرا بلواؤ میں تو دیکھوں کیا شکل و شامل کھتا ہے اسے بہت عذر و حیلہ کیا مگر اسے نمانا چاہا اسے سب قیدیوں کو سامنے طلب کیا شہزادہ غیور  
 ہر ایک ہوشیار ہو کر متید ہونے سے مصروف تھا کہ زندان بان انکو سامنے اٹھ کے لائے ہر ایک نے پکار کر بطور خدا پرستان سلام کیا حداد  
 نے کہا کہ اے کوہ پو تحین لازم ہے کہ رفاقت میں سلما نکی ترک کرو تا کہ قتل میرے ہاتھ سے نہ ہو یہ کہہ کر خونریز کو غصہ آیا اور پکارا کہ اے جیلائی  
 وہ نامردی کی ہے کہ نامرد دیکھے بھی ناکان کاٹے ہیں تمام کو یہی نیکو سو کیا ہے اسے جبت دامن اسنا بغضب تلمس بہر قتل تھا اس بہادر نے قید  
 کو توڑ ڈالا اور دربار میں ایک سردار کے سامنے سپر تلواری رکھی تھی وہ تلواری جھٹک کر اور بیان برق چمک کر ایک ہاتھ حداد پر بارادہ جت  
 کر کے پھلے پاؤں جو ہٹا ایک نکل میں اچھل کر اتفاق سے سامنے سنگین کے یہ گرا اسے دنگل پر سے بیٹھے ابک ہاتھ تلواری کا نگر  
 مارا کہ سر اسکا کٹ گیا اوپر سے خونریز نے آکر ہاتھ مارا کہ اس مرے کے چار ٹکڑے برابر سے ہوئے سردار کے سلمان تو پہلے ہی چلے  
 تھے اس امر میں کچھ نہ بولتا شہزادہ نے قید کو توڑا سب سردار باہرے شہزادہ دنگل پر جلوہ گر ہوا ظلم نے کہا کہ شہزادہ میرے آپ کے  
 زور کا امتحان ہو جائے یہ کہہ کر خیمہ ملی دراز کیا شہزادہ نے بھی ہاتھ سے ہاتھ ملایا جھٹکے اور تچیاں چلنے لگیں کبھی اسکے ہاتھ پر سوار ہو گیا  
 کبھی وہ زبردستی کھا کر سینہ پر لائیں لگا کر پیچھے ہٹا آخر کار شہزادہ نے اسکا پیچہ زبردست پھیر دیا اسے بھی کلمہ پڑھ کر سلام اختیار کیا  
 شہزادے نے اس ملک کے دو حصہ کر کے ایکے سرشار کو دیاد دوسرا اسکے بھائی سمار کو دیا شہر میں منادی نے ندا دی کہ جو حاکم وقت کی







کہ یاد آیا ساغر دو بارہ مجھے  
چھکا دے مجھے آج اسے ہرگز  
نہ ساقی نہ شاہد نہ وہ شام ہے  
مے سرخ ہے حجام بلور میں  
کہ طائر نواز ن ہین وقت پگاہ  
انڈلتی ہے شیشے سے ساقی شراب  
کہ زاہد سحر گاہ طاعت میں ہے  
چھلک جاتے ہیں حجام اسطرح سے  
ہوئی صبح پیری انگین کہان  
جوانی کی حیرت پہ کھینچی ہے آہ  
سحر ہوتے ہی کچھ نہ سامان تھے  
سیاہی مرے قلب کی مے سے دھو  
بنام ہنر پر ورت دروان  
شہ ملک جو دو سخا ہے وہی  
کہ نام خدا وہ جو انور ہے  
اٹھے سو کے جب مسجد آفتاب ق  
نہ تار کی شب کا غم کھائے وہ  
بس اسے جاہ لکھ آخری داستان  
چنین مے نگار دیکھ بیان

مرے ساقیا آج آخر ہے دور  
کوئی دم میں میں پھر کہان تو کہان  
نہ غفلت میں اس شب کو کر انکان  
شفق پھولی ہے صبح کے نور میں  
یشیشون کی قتل سے ظاہر ہوا  
بکھلتا ہے مشرق سے دیکھ آفتاب  
بہار اشک شبنم سے منہ دھوتی ہر  
کہ جیسے بوقت سحر گل ہنسے  
اسی رات بھر کی تھی یہ دھوم دھام  
نسیم سحر یہ وقت پگاہ  
نہ رکھوے سے دل کو ترستا ہوا  
کہ نور سحر جلوہ گردل میں ہو  
نول پر بڑھے جب کہ لفظ کشور  
درجسربذل و عطا ہے وہی  
بوقت سحر خواب سے جب اٹھے  
تو لے نام ایسے سخی کا شباب  
سنگو کا اب ہے وہی داد خواہ  
چرائی کہانی نئی کر دے بلان

نرالا ہے کچھ جو گردون کا طور  
نہ مجلس نہ مطرب نہ وہ جام ہے  
سحر کے ہین آثار ساقی عیان  
صدائے بطے پہ ہے شہتباہ  
کہ اس شب کے جلسہ کا قتل ہو گیا  
ہوے سرنگون ایسے مینائے مے  
گلستان کی دیکھو سحر ہوتی ہر  
جوانی کی شب کی ترنگین کہان  
سو وہ بھی ہے کچھ دم میں ساقی تمام  
ہوئی بزم برخاست یار اٹھ گئے  
کہ اس بزم سے جاؤں نہستا ہوا  
مجھے ختم کرنا ہے یہ داستان  
تو ہو نام نامی کا اس کے ظہور  
کسے صبح پیری کا جب رہے  
اگر نام لے اسکا غم سے چھٹے  
کہ دن بھر کے چکر سے بچ جائے وہ  
خداوند مال و خداوند جاہ  
سخن سخ و دانائے این داستان

حاکمان حکایات عجیبہ راویان و ایار غریبہ جداران کشور اعلام مباران لشکر  
کلام سحر سازان حکر عریہ پروازی عریہ پروازان ہنگامہ سحر سازی حوران لفظ تحریر کو میدان سحر خوانی میں اسطرح پہونچاتے ہیں اور پسر خانہ  
بیانمین لاکریون جادو و فقر برنیلے ہیں کہ شہزادہ قوریج ذی تار امیر نادر سے تین دز کا وعدہ کر کے بہر کار آئے تھے انکو جب عرصہ  
دراز ہو مزاج ہمایون صاحبقران دوران ناساز ہو طبیعت فکر مند ہوئی خبر نہ ملنے سے رہند ہوئی اسی شان میں ایک و شہزادہ قوریج نوجوان  
نے خدمت عالی میں عرض کیا کہ میں نے آج رات کو خواب پریشان دیکھا ہے وہ یہ کہ جیسے شہزادہ قوریج پر ایک پہاڑ ٹوٹ کر گرا ہے اور وہ اسکے نیچے  
دیکھا ہے لہذا اس خواب کے دیکھنے سے میں بہت فکر مند ہوں کہ جو اجازت کے اپنے بھائی کے ڈھونڈھنے کو جاؤں امیر بھی از بسکہ پریشان خاطر ہے  
تھے اس شہزادہ نامور کی عرض شکر فرمایا کہ بابا جاؤ تمھیں خدا کے کریم کے سپرد کیا شہزادہ رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا اور قریح بی شمار تیار فرما کر  
زاد سفر درست کر کے مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر بڑے کروفر سے تیل اس قوریج روانہ ہوا انکو تو راہ میں چھوڑے مگر بیان امیر کا حال سننے  
کتاب منظر جنگ و جدال از جانب لقا بد خصال بارگاہ میں جلوہ فرما رہے ہیں اور عیاران لشکر ہر خبر صورت میں بد لکر بارگاہ لقا میں جایا کرتے ہیں



چنانچہ ایک دن چالاک بن عمرو بن عماران خود فرار شد و خداوند بگردن رگاہ رگاہ ہوا اور حال یہاں کا دریافت کرنے لگا یہ ٹھہرا ہوا تھا کہ یکا یک برق شعلہ بار چکی در درخت بنے ہوئے گرجا علامت آمد ساحران برہا ہوتی کیلئے کہ افراسیاب کا فرمان حبیل لادغان جب نامہا کمان شہر صبا پہنچا تو وہ سب سحر کر کے ایک آئینہ جادو و صبا سے جادو و صبا جادو و ماہ جادو و یہ عورتیں میں اور صبا بہن بلا کی ہر سیکھتی برائیں دین ساری و حبشہ بن پر عاشق ہو کر بلانے اپنی بھو ابہ صبا کو بنایا ہر مثل اسکے کہ جیسے کہ بن سپر سفند یا نہ ہو جب سم آتش رستی ہما اپنی خضر کو محبت کیا تھا فقہ اسکا شاہنامہ میں فردوسی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہر غرض کہ بموجب حکمت نامہ شاہ طلسم یہ سب جانب تھا چلے گئے اس سبب سے کہ فوج و لشکر جملہ ہر حفاظت قلعہ چھوڑ کر آپ ایک صندوق کہ کسی سو گز کا لمبا اور چوڑا تھا سپر سوار ہوئے اور بزور اس صندوق کو اڑایا دو چار ہزار سوار کو کام خدمت کیلئے صرف ساتھ لیا ڈمرو بکے ناقوس بچکے برصے ہوا اگر بعد قطع مسافت اہ قریب لشکر خداوند گمراہ ہو چکا کہ ساحر و تلو ایک نظام پر ٹھہرایا اور آپ صندوق اڑا کر بارگاہ ہوا کر قائم ہوئے علامت سحر برپا ہوتے ہی سختی ارکٹ غیرہ اٹھے تھے کہ بہر استقبال جائیں اس آئینہ صندوق بارگاہ میں اتار لائے اور سامنے اپنے خداوند کے اگر سجدہ میں گرے اس مردود نے گڑ گڑا کر کہا کہ سرانجام اٹھاؤ مسجدہ تمہارا عوض عبادت ہزار سالہ میں نے قبول کیا یہ بہت خوش ہو کر اٹھے اور تندرید کو نگل چڑھتے پا کر ٹھیکے ساتی نے جام دنیا شروع کیے جب ملغ سب کے بادہ تابے گرم ہوئے سو وقت سختی ارکٹ چتا ہوا انکے سامنے آیا انھوں نے ایک سحرہ وضع شخص کو دیکھا خندہ و دندان نما کیا اور اپنے خداوند سے پوچھا کہ یہ بندہ آپ کا کیسا ہے اس خرس نے جواب دیا کہ یہ میرا شیطان علیہ اللعن ہے یہ سننے ہی سبے شیطان کے قدم آنکھوں سے دکائے اور عرض کیا کہ بھونہ بھکایے گا اُسے کہا کہ میں تم سے یہ پوچھتا ہوں تم جو آئے ہو تو کس راہ سے آئے ہو اور کتنی فوج ساتھ لائے ہو انھوں نے کہا کہ ہم خداوند کے بندگان مغلوب کو قتل کرنے آئے ہیں و فوج کی بہو کچھ احتیاج نہیں ہر دیکھو یہ ہمارا لشکر ہے یہ کہہ کر ہی صندوق کہ سپر سوار ہو کر آئے تھے و اکیلا پڑا کھلتے ہی سپر و کس طرح پانچ لاکھ تپلا فولا کا کھلا اور دو ایک آئین سے بڑھ کر قامت مثل انسان پیدا کیا اور فلک کی طرف سے آواز خود آئی کہ اس طرح کے پانچ لاکھ صندوق درمیں آپ فرمائیں تو حاضر کیے جائیں انھوں نے کہا کچھ احتیاج نہیں ہے یہ کہہ کر ان تپلو کو زور سحر دھل صندوق کو کے پیرا بند کر کے کہا ملک جی اپنے تیری فوج کو ملاحظہ کیا یہ پتلے سب انسان نیکو طرح کے اور کاروبار تمام کر کے سختی ارکٹ کے کہ حشرہ بھئی زبردست ہے کہ اہم اہم طرح پھل پھل نکال رہا ہے انھوں نے کہا اہم اہم کی جی ہم تیرے کرچے میں تمام کچھ تو کہ ہم کیا کرتے ہیں اس شیطان نے کہا کہ اچھا میں نے مانا کہ تم ہر طرح زبردست ہو لیکن عیار و نکا کیا بندہ دست کرو گے وہ ہم بھر میں ساری برقی خاک میں ملا دیتے ہیں اہ ملک فنا دکھا دیتے ہیں انھوں نے کہا وہ کہاں ہیں اُسے کہا کہ کچھ تو یہاں بھی سو وقت موجود ہونگے اور باقی اپنے لشکر میں ممکن ہیں یہ سننا تھا کہ بلکے جادو پکارا اے عیار و اگر تم یہاں آئے ہو تو جانا نہیں رہنا جلاؤ گنا یہ صد دیتے ہی چالاک غیر ہوجایا کہ موجود تھے اور یہ سب جبرادیکھ رہے تھے اُنکے جسم میں سوزش ہوئی یقین ہوا کہ جلنے لگیں بہت جلد عورتیں تو بد لے ہی ہوئے تھے باہر بارگاہ کے نکلے اور دوڑتے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں آئے جب جلن ہو تو فون ہوئی پس پچالاک نے امیر سے سارا ماجرا سحر و نکے آئین کا اور بکچھ دیکھا تھا عرض کیا اپنے فرمایا کہ شہر برتہا را انگبان ہونی اجماع چالاک ہا نسے پھر صلا و خمیرہ بوالفتح میں آیا اُسے کہا تشریف کیجیے اُسے سب ماجرا اس سے بھی کہا اور اپنا فاقہ زہر ہونا ظاہر کیا کہ ان ساحر و نکے شر سے خدا بچائے ابھی سے کوئی تدبیر کرنا چاہیے اُسے کہا اے برادر اؤ ایک دھجہ جام شراب کا پوا در دین بازیاں چوس کر کھیلو اور ساحر و نکے قتل کا شور مچا کر تے جاؤ یہ یہاں بیٹھ گیا اور چوس کر کھیا کر کھیلنے لگا اور وعدہ عیاری کا اور شور مچا کر کرتا تھا لیکن ہاں جب پلا کے تیرے نے کوئی عیار گرفتار نہوا اور نہ کیسے سپر میں آگ لگی سختی ارکٹ



ایک فتنہ مارا اور کہا لیجیے پہلا دار تو انھوں نے خالی دیا وہ بھی تو ساحر دیکھ کر برادر باپ میں بھلا کیلئے آئے ہیں سحران باتوں سے مجھ لایا اور کہا ملک میں  
عیار یہاں حاضر ہونگے ورنہ ضرور قید ہو جاتے اور خیر تم کو گے کہ سخن پروری کرتے ہیں میں بھی گرفتار کرتا ہوں لیجیہا جو سب میں سرگروہ اور  
زبردست عیار ہوا سکاتم نام بتاؤ وہ جہاں ہو گا وہاں سے کچھ آئیں گے اختیار کے کہا سر کردہ عیاران تو تمھارے طلسم میں گیا اور اُس کے بعد  
جونا می عیار تھے وہ بھی اُس کے ساتھ میں ان کی زبردستی کو تو تمھارا اور تمھارے بادشاہ فراسیاب کا دل ہی جانتا ہو گا بلال نے کہا اُن سے کیا مطلب  
وہ جانیں اور شاہ جانیہاں جو ہوں ان کو بتاؤ اُن سے کہا یہاں ب بعد گھر کے بیٹا اسکا چالاک درجہ بجا ابوالفتح ہر پہنکر دیکھنے کے  
سحر ٹھکرتی اور کہا اے چالاک درجہ ابوالفتح تم جس مقام پر ہو اس جگہ یا اپنے لشکر میں جلد میرے سامنے حاضر ہو اور اگر تاوان نہیں  
کرو تو دل و جگر تمھارے خطر تشنگی سے کہا اب ہوں و شدت عطش سے بیتاب ہوا اُن سے تو یہ بات یہاں کہی ہاں یہ دونوں عیار جو چو سحر ٹھکریل  
رہے تھے کہ پیچہ میں گرفتار ہوئے چھکے چھوٹے تقدیر کا پانسہ پلٹا سارا رنگ رنگ ہو اسی پیاس معلوم ہوئی کہ پلٹے صراحیان برف کی چھلی  
ہوئی پلٹے لیکن پیاس کی شدت زیادہ تر ہوئی اور پیاس کے علاوہ سب بختہ کاری بھول کر گئے ہوئے شمشادین میں پھنسے سب اُن گھات  
بھول کر باہم حریف ہوئے کہ فنی کارخانہ خداوندی تھا درشتی وہاں چل کر چھکے اور پو بارہ اڑاویہ کمر بیا طخن کو لپیٹا اسلام کی  
بازی ہار کر سب ان نزد چار میں پھنسے جگ کا جگ اٹھکھلکا کہ ساحر سے چکر مل میں غرض کہ افتان و خیزان بارگاہ نقایین کر سامنے بلا سکے  
ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے کہ ہم آپ کے غلام ہیں جو ارشاد فرمایا ہے بجا لائیں تختیا رک یہ سحر دیکھ کر چکر گیا اور ہوش ٹوٹ گئے اور کہا اے بلال میں تو  
ایسا بجا تھا اب تک تو لازم ہے کہ ان عیاروں کے بھائی بند ایک کچھ چو میں ہر بات میں مانگے ہاتھ سے بچنے کی تدبیر کرو یعنی مخفی ہو کر ہو چکو معلوم ہوا  
کہ سلوانیہ غالب دُکے اُن سے کہاتم میرے رہنے کا بھی تماشہ کھلو یہ کمر اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لایا ایک ریل جانب صحرا مارا  
صدائے مہیب پیدا ہوئی آنکھیں بند ہو گئیں اب بیکھا تو ایک ہیایان سبزہ زار و خیابان خیابان پھولوں کی بہار ہر شاخ گل پر بلبلین  
نغمہ سنج میں لالون لال تر شاوے کے خست نار و تابخ میں چتر آہے جزن میں چستان نسرتن میں دینچ میں اس صحرائے فرخاک کے  
ایک بارگاہ محل کا شانی کی نصب تھی جو اہر سے راستہ سب تھی ستون لباس بکھار کے استاد سے جو اسے کار تھے فرشتے میں قائم و بجا بڑی  
آہ تاب کا تھا بلنگ کہیں صریح پایہ کا بچھا تھا سہری جو اہر نگار کا سامان آتش بہت تحفہ تھا اُن سے کہا ملک جی میں جو نظر مردم دنیا سے  
نہاں رہو گا اور میں اس شخص کی صبا و جادو اور جادوگری اور بے ہوا جا کر قیام کر گئی ملک جی نے کہا کہ اب میرے دل کو قرار آیا اچھا چلو  
بارگاہ میں بیٹھیں اور عیاروں سے کہیں کہ وہاں کمر داران امیر کو چور لائیں اسے ایک سحر پھر پڑھا کہ وہ صحر او بارگاہ نظر سے غائب ہوئی اور یہ  
دونوں بارگاہ میں آکر بیٹھیں عرصہ میں دن تمام ہوا و آفتاب بساں عیاران طبع ساحرہ شہینہ کر جانب بارگاہ مغرب گیا ابیات  
پھر اچھا کہے اسی شام سر پہ پہنچی پھر بارش ران اختر ہوا پھر مہتاب شام پر نور ہو کر گذری است بھڑکی حسب دستور بکھڑکے  
حسب نمائش بختیا رک عیاروں سے ساحر دیکھ کر نے کلام کیا کہ اے چالاک غیرہ تم دونوں جاؤ اور فرزند حمزہ شہزادہ علم شاہ کو پکڑو  
یہ دونوں دیکھ کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے اور راہ میں سلام کی کہ ساحر نے جو ہارانی محال مالک سے ایک گرفتار کر کے لے کر حکم دیا  
ہم کو لازم ہے کہ ہم دونوں شہزادوں کو پکڑ لائیں کیلئے کہ نیا نوکر ہر ہاں رہتا ہو پس یہی تہیہ کر کے داخل لشکر ہوئے چالاک قی بارگاہ شہزادہ علم شاہ  
کی طرف چلا اور ابوالفتح جانب بارگاہ شہزادہ دارا بک شہزادہ کو کشتا گیا اول چالاک صورت اپنی تبدیل کر کے بساں زرد سیاہ پوش ہو کر فریب  
بارگاہ پر درخشاں سیاہ بن چھوہ یہ شہزادہ علم شاہ کے پہرے پر تھا اُن سے لڑکا سا کہ کون اتنا ہر یہ اُس کے ملکا کیسے بھاگا اور کچھ دیر آکر



سو جا کہ تو بھاگ نا حق آیا اور صورت بد لکریا گیا کیلئے کہ تیرا شرک سحران ہونا کسی کو معلوم نہیں یہ لوگ مسلمان سب بھکوا دیا دھت جانتے ہیں پس صورت اصلی چکر شہزادے کو پکڑ لایا یہ سوچ کر بصورت اصل قریب بارگاہ آیا سیارہ نے پھر پکارا کہ کون ہے اسے جواب دیا کہ تو پہچانتا نہیں جو تو کتا ہے سیارہ یہ سکر قریب آیا اور اسکو بچا کر لولا کہ آئیے بھائی صاحب افعی مجھ سے خطا ہوئی میں نے پہچانا نہ تھا بلکہ آپ آگئے میں ایک کام کو جانتا ہوں شہزادے سے ہوشیار رہیے گا یہ کہ آپ چلا گیا کیونکہ اسکو برادر بزرگ و سیارہ کی جگہ پر جانتا ہے غرض کہ یہ تو چلا گیا اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا حاجب رہا تو ن کی کیا لیاقت تھی جو روکتے جسے دیکھا تسلیم کی اور راہ دی اندرون بارگاہ گورون کا پہرا تھا برابر آب یز کے کار دا تر اہوا سنتری ٹھلتا سنگین در تھیار کا کوٹ بندھا تھا اسنے آگے بڑھ کر پاس کھایا گورے نے راتہ دیا یہ آگے بڑھا شمع مومی و رکافوری وغیرہ روشن تھیں شاہزادہ بارگاہ سلیمانی سے پھر کر آیا تھا سند پر جلوہ گر تھا شراب پی رہا تھا کہ اسپرنگاہ پڑی فرمایا کہ آؤ بھائی چالاک آؤ یہ بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ پہرا موقوف کرادیجئے میں کچھ تنہائی میں عرض کیا چاہتا ہوں شہزادے نے فوراً تخلیکہ کرایا اسنے باتیں کرنا شروع کیں در شراب میں بیہوشی ملا کہ شہزادہ کو پلائی کہ وہ بیہوش ہوا اسنے چادر عیار میں پستارہ باندھ کر سرانچہ بارگاہ پشت کی طرف سے چاک کر کے باہر نکلا کہ اپنی راہ لی ادھر ابوالفتح نے بھی ایسا ہی کیا کہ بصورت اصل بارگاہ داراب میں گیا کسی نے اسکو روکا نہیں کیونکہ سب کو پہچانتے تھے اسنے اس طرح شہزادہ کو شراب پلا کر تخلیکہ کر کے سرانچہ کو چاک کیا اور لیکر روانہ ہوا جب لشکر کے باہر نکلیا ٹھہر کر زمیں عیاری بجائی چالاک بھی آکر ملیا دونوں متفق ہو کر جانب لشکر لقا چلے لیکن یہاں بعد کچھ دیکھے سیارہ آیا اور پہرا وغیرہ برخواست لکھ کر گھبرا یا اندر جو گیا شہزادے کو نہ پایا ادھر قتل عیار بارگاہ داراب میں گیا اسکو بھی نہ پایا گھبرا کر میزہ نا پایا ابوالفتح کا نقش قدم پایا بیتا بانہ یخ بس میں چلا ادھر سے سیارہ چلا لشکر میں غلبہ برپا ہوا طلائیہ دار کچھ فوج ہمراہ لیکر دڑ پڑا دنوں دن برق و باد کے چلے چالاک ابوالفتح قریب لشکر لقا پہنچ چکے تھے کہ انھوں نے جا کر گھیر لیا اور خیر کھینچ کر لگے کیا انھوں نے پستارے کو زمین پر رکھ دیے اور بڑے لگے خنجر اس شبستان میں بجلی کی طرح کوندنے لگے ہنگامہ جو بہا لشکر لقا قریب تر تھا طلائیہ دار با فوج کثیر دھڑ پڑا لیکن بقدرت خدا پستارہ دنسے منھ جو شہزادہ نکلا باہر تھا ہوا سر دھجھ کی لگی در زمین کی سردی پہنچی بیہوشی اثر گئی ہوش جو آیا اپنے تئیں بندھا پایا زور کر کے پستارے کو پھاڑا اور باہر نکلا نعرہ بلند کیا طلائیہ دار اڑ پڑا تھا اسنے گھیر لیا انھوں نے دو ایک کو مار کر تیغ لیا اور شمشیر زنی آغاز کی اس عرصہ میں طلائیہ لشکر لکڑا پڑا دونوں فوج میں تیغ زنی شروع ہوئی غیروٹکے نعرے جنگل گونج گیا روباہر خدالو کے جانپر پڑی نخل تن قطع ہونے لگے چشمہ ہائے خون جاری ہوئے ہوا سے تیغ روان کے سنائے تھے لاش پر لاش گورہی تھی یہ حال تھا کہ ابیات

رد و شہتا شد ہمہ لالہ گون	بدشت و بیابان ہی رفت خون	پس آن لشکر نامدار بزرگ
بشنم بغیتا د چون شیر و گرگ	بہی بر زنداین بران آن برین	ز خون یلان سپر خ گشتہ زمین
دازین جہان بود شبگون شدہ	زمین سر بسریا آن پر خون شدہ	میان صفت دشمن اندر فتاد
پس از دامن کوہ بر خاست ہادا	آخر فوج عدو تاب نہ لاسکی اپنے لشکر کی طرف بھاگی شہزادگان میں بصورت	ہوشت اپنے لشکر کی طرف بھاگی شہزادگان میں بصورت
ہوشت اپنے لشکر کی طرف بھاگی شہزادگان میں بصورت	آخر فوج عدو تاب نہ لاسکی اپنے لشکر کی طرف بھاگی شہزادگان میں بصورت	ہوشت اپنے لشکر کی طرف بھاگی شہزادگان میں بصورت

جس وقت کہ عیارہ شب نے پشت سے پستارہ نکلتا تھا اور شاہ خاورد پستارہ کی چادر طلائی پھاڑ کر نکلا کہ قلم



<p>کہ ناگہ پھر آئی قضا را ہوئی ظاہر جب ان میں صبح ناگاہ</p>	<p>برنگ ہر پھر چمکا ستارا دم سحر بادشاہ لشکر اسلام بزیٹ زینت تمام اور نگہ سلیمانی پر اگر جلوہ فرما ہو سکر</p>	<p>چھپے نظروں سے بالکل بچم و ماہ ذوق قادر بارین اگر جمع ہوے امیر بھی سجد کر پاس سے برآمد ہو کر نگل نادینہ آصفی پر بیٹھے شہزادوں نے اگر قصہ شہینہ عرض خدمت والا</p>
<p>کیا کہ طرح چالاک ابوالفتح ہو پکڑنے گئے تھے امیر سب جاسکر گویا ہوے کہ افسوس پر وہ سحر سحر ہو گئے اب ہر ایک اسے ہوشیار ہے یہ فرا کر سیارہ و فتاح کو عوض خدمت رو شینہ خلعت ناخرہ دیے اور فرمایا کہ رات کو عیار بارگاہ سلیمانی میں ہیں در پانی طلب فرما کر ام عظم الہی اسپر دم کے شیشہ نوین بھر اور سب عیار و نکودیا کلا سکو پیرا و منہ پر لوتا کہ سحر سحر ساحر نہوے دہ آب طاہر و پاکیزہ لیکر لیا اور چہرے پر طار اور ہر عیاری دانہ ہوے اُدھر بوقت سحر لقا شنت نکبت پر اگر جب بیٹھا بلو صبا وغیرہ غائب ہو گئے تھے یہ بھی قلم ہو کر دربار میں آئے اور دنگو نہر قیام پذیر ہوے چالاک ابوالفتح نے سامنے آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے مالک ہاں سے ہننے رات کو یہ کیا تھا اور یہ ماجر ا گذرا اسے سب جاسکر آفرین و تحسین کی اور خلعت یا اسل شامین ہر کا سے لشکر لقا کے خبر لائے کہ ہم ہوقت لشکر امیر میں تھے امیر نے ام عظم بانی پر دم کے تقسیم فرمایا ہر اور بارگاہ میں عیار و نکو رہنے کا حکم دیا ہر ملانے جو کہ کیفیت سکر ایک تمہارے اور کہا حجرہ کہانٹک نظام کر گیا سین اسکو خود اس طرح قتل کرونگا کہ تمام عالم اس کے چاہیر و ریکا یہ کہ سکر بخواری میں ضرورت ہو اصبا جہاد و جوش کو پڑے ہوا رہتی ہر اتر کر اپنی جگہ پر آکر بیٹھی اور اسکی دوسری بہن بھی ظاہر ہوئی کیلئے کہ ماہ چاد و پہ سالار پہنچے لشکر میں ہزار ساحر نوین خمینہ نہ ہر اور باقی مخفی رہتے ہیں پس جب ہر ایک جمع ہو چکا اسے کچھ مشورہ اسے کیا اور دن بھر نالج دیکھا گیا جب ساحر روزگار نے ترنج خورشید کو نظر مردم دنیا سے ناپید کیا اور سیر ظلمت شب کو رخ ترک ہر نہا پنا محافظ و پناہ گیر نہا کہ جو جہاں بیا</p>	<p>آخر دس جبریں طااست از بارگاہ یعنی حکم طلاطل جنگی نے صدادی ہر کا سے خدمت قدس بادشاہ اسلامیان میں حاضر ہو کر</p>	<p>برفتند چندین زرہ ساختند دعا و ثناے شاہنشاہی بجالائے اور کوس رزم کے بچنے کی خبر عرض کر کے بامر جاسوسی پھر چلے گئے یہاں بھی نقارہ حربی حسب ارشاد شاہی گڑ گڑایا کوسل سکندری کا غریو چار دہاک عالم میں پھیلا کہ بوجہ قتل ملو لہو</p>
<p>شب آمد چو اہرین کینہ خواہ سلاش یکا یک سپردا ختند</p>	<p>دے سے تند کچھ جو ہو باقی رزم پر کینہ در تھے آمادہ جوش جرات سے سب لگے ہننے آہ و تاب لسی تیغ ہمت میں رشتہ جان بھی کیا عجب ہو کند تیر کرتے ہوں جس طرح پرواز تیر ترک فلک تے تھے مارے خون سے مرگ کے کوئی تھا ڈھال تیغ کو کوئی صاف کرتا تھا</p>	<p>آج زاہد سے مجھ کو لڑنا ہے چوب پر طبل جنگ افتادہ شاہد تیغ پر ہوے مقتول شمع روشن تھی بزم جرات میں تھی چقا چقا اسلحے کی صدا شب میں یوں سائیں سائیں کی آواز ہالامہ کی شکل تھیں ڈھالین کوئی نیزے کی دیکھتا تھا اھال تھی نقیبوں کی ہر طرف یہ پکار</p>
<p>ہوش پھر میرے گم ہوے ساقی تیز شمشیر طبع کرنا ہے لڑنے والے کمر لگے کئے سر میں سوداے جنگ و کشمکش رزم و پیکار کی تھی دلیں بند شور ہل من مبارز تھا پیا ٹوٹتے تھے جو چہرے سے نامے تیز ہوتی تھیں تیروں کی بھالیں کوئی گھوڑے پہ تین دھرتا تھا</p>	<p>دے سے تند کچھ جو ہو باقی رزم پر کینہ در تھے آمادہ جوش جرات سے سب لگے ہننے آہ و تاب لسی تیغ ہمت میں رشتہ جان بھی کیا عجب ہو کند تیر کرتے ہوں جس طرح پرواز تیر ترک فلک تے تھے مارے خون سے مرگ کے کوئی تھا ڈھال تیغ کو کوئی صاف کرتا تھا</p>	<p>آج زاہد سے مجھ کو لڑنا ہے چوب پر طبل جنگ افتادہ شاہد تیغ پر ہوے مقتول شمع روشن تھی بزم جرات میں تھی چقا چقا اسلحے کی صدا شب میں یوں سائیں سائیں کی آواز ہالامہ کی شکل تھیں ڈھالین کوئی نیزے کی دیکھتا تھا اھال تھی نقیبوں کی ہر طرف یہ پکار</p>







پس اس جیسا کہ نیٹے سے کسی نے سبقت فرمائی جب اُسے پھر لکرا اُس وقت اسی نظر تھے کہ کوئی بہادر نکلیگا عرصہ جو ہوا خود قصہ بکھنے لگا کیا مگر ہنوز میدان فرق نہ ہوا تھا کہ صف دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے گوے گل سجانے لگے با جا رگن بجنے لگا پریت جگہی طنبر گر گر آیا شہزادہ علم شاہ نے استر مالا کبود فرنگی اڑایا اور سامنے تخت شاہ کے آکر عرض کیا کہ آرزوے نرم رکھتا ہوں بادشاہ نے خلعت پیکر خست فرمایا یہ شاہزادہ جنگ پر آمادہ ہو کر اس طرف سے چلا لیکن سحر نے اسکو آتے دیکھا ایک بیضہ زریں وشن ہرنگ مہربین مشرق ارجھو لے سے نکال کر زمین پر مارا کہ وہ بیضہ آفتاب شال زمین میں غروب ہوا دفعتاً اٹھ کر کوس تک میں اونچی ہو گئی اور سوئی نگہی پشتہ دہر سو نیکا چو ترہ نظر آنیل گا گویا زمین نے گنج قارون کا انبار اگل دیا جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی میں گز بھر بلند سو نیکا چو ترہ ہو کر دور تک کھائی دیتی تھی اس چو ترہ پر برابر ہزار ہا برج چوہر کے بنے تھے یا طلائی فرش پر لباس مرد یا قوت کے میر فرشتہ صرے تھے بروج فلک کہ منازل شمس میں انکے سامنے ماندھے روے زمین کو چار چاند کیا لگے ہزار ہا چاند تھے برج کے درجہ اہل آسمان کے ہر شکل ابر سے دلدار تھے پردے سیاہ ڈو دیو نہیں ٹنگے تھے دل عاشق زلف یار میں بندھے تھے پرد و نیر ترنج اور بوئے سلمہ ستار یکے کا رچوبی بنے تھے بیچ میں ان برجوں کے ایک برج جال اربنا تھا یعنی تمام دیواریں سکی سوئی تھیں لیکن شکر دار بنی تھیں خاتم بندی کا کام کیا تھا ہر شکر میں اُسکے گوہر ابدار آویزان تھا ایک لکھ ابر اس نگہ سے نکلا زمین طلائی پر چھایا تھا اور شرح اس میں سے ہوتا تھا عجیب طعنت تھا کہ سوئی زمین پر پانی کے قطرے جو پڑے تھے گویا گوہر شاہ ہوا رہ گئے تھے شاہدار صں سوئیں رو تو نہیں سفید تھی واقعی وہ جگہ قابل دید تھی نیلا نیلا ابر سہری زمین پر چھایا گویا نیلم کے گرد مرصع ساز سحر نے کندن جایا تھا اعلقہ خاتم دنیا پر نیلم کا لکینہ جڑا تھا آب تاب میں بہت کرا تھا اودی کھٹا سنہری زمین پر چھائی تھی باد سے ملنے رات آتی تھی اس ابر کے برسنے سے درخت گلزار شجر لے پر بہار پر از غنچہ دائم تھی الفوز میں سے اگتے تھے چمنہاں طولانی بنتے جاتے تھے وہ گل میں ننگ ننگ کے پیدا تھے جو رنگ خسار یا رنگدہار کو اپنے روبرو پھیکا بتاتے تھے ایسی شوخی دکھاتے تھے جو غنچہ تھا وہ خاطر بہتر سنج کو فرحت دیکر شگفتہ کرتا تھا خوبی و نقلا کا دم بھرتا تھا دم بھریں بہت بڑا باغ لگ گیا یہ عالم ہوا کہ تختہ چین کشور حکومت شہ کل تھا گلزار آباد نام اس ملک کے تامل تھا رعایا سے عنادل و طائر ان نعمت سنج اس اقلیم میں بستے تھے عجیب محسوس تھی شہ کل حکم ہر ایک شکر گلستان پر جاری منظم الملک باد بہاری نہ خزاں اس ملک میں ہنری کر سکتی تھی باغبان و صیاد کی زبردستی چلی تھی فرش محل سبز سبزہ کاشانہ بہار میں بچھا تھا ہوا کا دل سپرٹ ہو رہا تھا ریاض سلطنت کا ہر پھول رنگ بو تھا سپاہی کی صورت سر و لب جو تھا چار سپاہی کھنجر آبدار تھا سبزہ تیر مرگان یار تھا قمری و عندلیب نقیب لشکر بہار تھیں حد کے خندہ گل نکا کڑا کا تھا خوشبو میں گلگون کی گلگون ہوا پر سوار تھیں ایسا

بنے وہ برج جادو سے سر راہ	رفیع الشان و روشن صورت ماہ	سراپا سنگ مرمر صرٹ آسمین
نہ آیا عیب کا اک حرف آسمین	وہ موقع سے جو اہر سب جڑے تھے	کہ دیوار و ن یہ گل بوئے بنے تھے
نگار و نقش ایسے خوب خوش رنگ	کھلے دیکھے سے جسکے ہر دل تنگ	بنا تھا باغ رنگین اُسکے اندر
فضیلت لے گیا باغ ارم پر	کھلے ہر سو ہزار و ن رنگ کے پھول	شگفتہ تھے وہاں سب صحن گے پھول

بھرے حوض اور فواہے تھے جاری | تصدق ہر روش با د بہاری

جب بلا کے سحر سے کیفیت ظاہر ہوئی شہزادہ علم شاہ نوجوان کے قریب پہنچتے ہی اُسے کہا کہ اے شہزادے اس برج میں سے جو برج



کہ پسند ہو اس میں جا کر سر کر دیکھ ستنے ہی شہزادہ کو خیال رزم بالکل جاتا رہا اور اسکا مطیع ہو کر گویا ہوا کہ مع مرکب میں اس میں نجاس کو نکال  
اُس نے کہا مع گھوڑے میں آپکو بھیج دوں گا یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھا کہ انکے گھوڑے کے پر نکلائے اور اُڑ کر ایک برج میں چلا گیا بعد اُنکے جانے  
کے پھر اسے مبارز طلبی کی دھڑ سے لکھا ورنہ کی فوج میں نفا سے بچے سردار پایادہ ہوئے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم علی شاہ  
شہزنگ کو چھپر کر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت لیکر مقابل ساحر گئے اس نے بھی کہا کہ برج میں چلا جاؤ یہ بھی مطیع ہو کر برج میں مع  
مرکب گئے پھر اسے نیب دی کہ کسے دیگر بیاید ابی شہزادہ داراب کسور کشا با اجازت بادشاہ سامنے اسکے آئے اور حکم اسکے برج  
میں چلے گئے اسطرح جو ہر سہر شجاعت کو آ یا بسان شمس سیار بروج فلک سحر ہوا یہ اجڑا دیکھ کر امیر نامور نے ارادہ نکلتے کا کیا  
صفت بند ہوئیے بختیار کس بھیجے کہ اب حمزہ نکلیگا پس اسنے طبل باز گشت بجا دیا امیر رنجیدہ خاطر جانب آگاہ پھرے لشکر  
نکل کھولی آسودہ ہوا دھڑلانے ایک سحر پڑھا کہ وہ باغ و بروج سحر نظر سے غائب ہو گئے اور سحر کے علم شاہ وغیرہ کو گرفتار  
کر کے سامنے ساحر کے لائے اسنے کہا ان شہزادوں کو قید کیوں کیا ہے یہ ہائے بڑے ہیں یہ کہہ کر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادے اور سب قیدی  
مع مرکب اُڑ کر جانب فلک جا کر غائب ہو گئے اور یہ لشکر پھراڑا اور آکر سپاہیوں نے استراحت کی بلا کا بنگلہ وغیرہ بھی غائب ہو گیا  
عیار اور صبا وغیرہ بنگلہ سے اتر آئے اور سب اخل بارگاہ نقاہوئے اور اپنے مقام پر بٹھکر نالچ دیکھنے لگے اسوقت شیطان خداوند نے ہلاکی  
بہت تعریف کی وہاں واہ کیا خوب تم اڑے جیسا سنا تھا ویسا ہی تم کو پایا آج تم سائے لشکر کا مسلمانوں کے غاتمہ کر دیتے مگر میں نے خیال حمزہ  
طبل باز گشت بجا دیا خیر تو سب کچھ ہوا اگر اب تدبیر اکرم عظم کرنا لازم ہے بلانے کہا ملک جی میں مقصد یہ ہے کہ فرزند ان حمزہ کو اسکے لشکر سے  
لڑاؤں اور اسی لیے علم شاہ وغیرہ کو میں نے گرفتار بھی کیا ہے شیطان نے جواب دیا کہ شہزادہ مذکور کو بیشک تم لڑا سکتے ہو لیکن حمزہ جب  
اُسکے مقابل آئیگا سحر باطل کر دیگا پس مناسب یہ ہے کہ چالاک ابو الفتح سے حکم دو کہ اسکو جا کر حیرالائین جیٹہ اسکو لے آئے  
اسوقت شہزادوں کو لڑوا کر لشکر اسلام کو تاخت و تار لہج کرنا اور ان عیار و نسے یہ بھی تاکید کر دو کہ حتی الامکان بارگاہ سلیمانی  
میں نجائیں بلکہ گھات میں رہیں کہ جب حمزہ مسجد کرباس میں جائے اسوقت یہ سپہ عیاری کریں کہ اس بارگاہ میں بھی سحر جانیگا  
بلانے کہا یہ وہ سحر نہیں ہے جو بارگاہ میں جانیسے اتر جائے یہ کہہ کر عیار و نسے حکم دیا کہ جاؤ حمزہ کو پکڑ لاؤ عیار و نسے کہا بہت بچھا  
اور منظر شام ہو نیکی ہو کر ٹھہرے لیکن بصورت مبدل سرسنگ یزک خطائی عیار ان لشکر اسلام بامر جاسوسی یہاں پہنچے  
تھے انھوں نے بھی یہ ارادہ ساحر اور عیار و نسے بھیجنا معلوم کر کے کچھ دن باقی تھا کہ خدمت امیر میں دڑ کر اپنے تئیں پہنچا یا اور  
عرض کیا کہ آپکی گرفتاری کو عیار یعنی چالاک غیر آئے ہیں لہذا ہم عیار و نسے کو ہمارے بھائی بند میں عیاری کر کے آپکی خدمت  
میں لانا چاہتے ہیں اور اس حال زبون سے رہنا انکا خدمت ساحر میں نہایت رونگ جانے میں پس آپ آج مخفی ہو جائیں تاکہ ہم  
عیاری کریں امیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور ایک تنخانہ میں نذر بارگاہ سلیمانی کے اچکی شب عبادت کرنا مقرر فرمایا امیر سب  
وغیرہ یہ بند و بست کر کر کہ ہر عیاری چلے اور قریب شام لشکر تھا میں مسجدا کہ جہاں سوار و فلاحین ہر آئے دیکھا کہ گھسیار سے گھاس گھٹائے  
کے سامنے کھول کر اپنے گاؤں کی طرف جاتے ہیں انھوں نے ایک گھسیار کو تجویز کر کے اسکے ساتھ جنگل میں آکر حساب بہوشی مار کر اسکی صورت  
امیر کی ایسی بنائی اور پستارہ چادری میں باندھ کر ایک غار میں رکھ دیا اور اب پھر جانب لشکر تھا چلے آئے وہ میں سلجیہ کا رفلک پستہ چرخ  
سے کاہ شعاع لیکر جانب مغرب و اتہ ہوا اور کاہ کشا کشت انجم سے گھاس نکالنے پیدا ہوا کہ نفلچم چھپا جب شمس گرد و نسکا سوار ہوا



ہیادہ بنگے سب نجم سیارہ تلاش سبات کی تھی سب کو ناگاہ کہ آئی شام بیکر شعلہ بہ شام ہوتے ہی چالاک و ابوالفتح حسب حکم  
 ساحر ہر عیاری منظورے اور بیتابے وغیرہ جیلہ ہائے ناحق سے جست چالاک ہو کر چلے جیسے ہی کہانے لشکر لقا کے پہنچے دیکھا کہ منہ  
 ویزک صحر کی جانب آتے ہیں پس یہ ٹھہر گئے اور انھوں نے بھی انکو پہچانا نہ سکا انکی تلاش میں تو آتے ہی تھے فوراً دور کر قریب آئے  
 اور بہت ادب سے سلام کر کے ٹھہرے انھوں نے پوچھا کہ کہو بھائی مزاج تو اچھا ہی آج کدھرائے انھوں نے کہا تمھارے پاس  
 جاتے تھے تم راستہ میں مل گئے مستفسر ہوئے کہ کیوں خیر تو ہی انھوں نے کہا ہم نوکری حمزہ کی چھوڑ کر اپنے وطن کو جاتے تھے تلو بھی چایا  
 کہ دیکھ آئین بھائی ابو حمزہ کو ایسا غرور ہو گیا ہے کہ وہ ناحق ہر ایک کو مارتا ہے گالیوں کا تیاہر کل بکھو بھی بہت راہنے نوکری چھوڑی  
 یہ ہماری حقیقت ہے انھوں نے سارا ماجرا سن کر انکے اوپر افسوس کیا اور کہا تم نے خوب کیا جو نوکری چھوڑ دی ہمارے مالک اس نوکری کو نو  
 بڑے آرام سے رہو گے انھوں نے کہا نہیں ہم اپنے گھر جائینگے وہ بولے کہ نہیں ہم ضرور تم کو اپنے ساتھ رکھینگے یہ کہہ کر باصر تمام اپنے  
 ہمراہ انکو لیکر چلے اور جو خیمہ کہ انکے رہنے کیلئے ملا ہوا وہاں لائے خیمہ میں زینت آراشکی بہت تھی تمھارے موئی فوری روشن تھیں انکو  
 مس پر انھوں نے ٹھایا اور کہا اب تم ہم میں مل گئے ہو اس سببے راز اپنا تم سے کہتے ہیں ہم حمزہ کے گرفتار کر نیو جاتے ہیں تم باطمینان تمام  
 بیٹھو جب ہم اسکو پکڑ لائینگے تو تمھارا حال اپنے مالک سے کہکے نام تمھارا لکھا دینگے یہ گویا بولے کہ بھائی تم حمزہ کے قید کر نیو بخاؤ گونگ  
 لگو صورت بدل کر جانا ہو گا ہم جاتے ہیں وہ لوگ ہم کو ابھی تمھارا شریک نہیں جانتے ہیں ہم باسانی اسکو ہوش کر کے لائینگے یہ کہہ کر اٹھے  
 وہ بھی سمجھے کہ سیرج کہتے ہیں اسوج سے چپے رہے اور وہاں سے چلے جنگل میں آکر ٹھہرے بے کچھ دیر گھسارہ کو تو حمزہ بنا چکے تھے ہی  
 غار سے پتارہ لیکر دوش پر لگایا اور خیمہ میں اُنکے آئے انھوں نے کہا بھائی لائے کہا بان لیجیے لائے وہ بہت خوش ہوئے کہا آپ ٹھہریے  
 ہم اسکو اپنے مالک کو دیکر آتے ہیں یہ کہہ کر وہ پتارہ اٹھا کر شادان و فرحان بارگاہ لقا میں آئے یہاں بھی سویرا تھا دربار برخواست  
 ہو تھا بل اور غیرہ بیٹھے تھے کہ انھوں نے پتارہ لا کر سامنے رکھ دیا اور کہا لیجیے ہم حمزہ کو بدقت تمام لائے اور دو بھائی ہمارے اور آکر  
 شریک ہمارے ہوئے ہیں انکی پردش بھی سرکار کرین اسوقت انکی خاطر مدارات کرنے اپنے خیمہ میں جاتے ہیں صبح کو مع اُنکے حاضر خدمت  
 آئے یہ عرض کر کے اپنے خیمہ میں چلے آئے یہاں شراب کباب وغیرہ تو موجود کر ہی گئے تھے سر منگ یزک نے جام بے بیوشی آلودہ کر کے  
 تھے جب آئے کہا بھائی صاحب نے شہزادہ بنین پی انھوں نے کہا خوب ہم پی چکے ہیں جب آپ گئے تھے اسوقت پی رہے تھے اب آپ پیجیے  
 یہ کہہ کر جام بھر کر دیا وہ بے اندیشہ انجام پی گئے اور بیوش ہوئے انھوں نے انکو کند سے باز رکھا چادر میں لپیٹا اور پتارہ دوش پر دونوں  
 رکھا اور اس خیال سے کہ درخیمہ پر ملازم وغیرہ اُنکے ہیں شاید روکین پس پشت کی طرف سے خیمہ چاک کر کے باہر نکلے اور اپنا راستہ  
 لیا اور بارگاہ میں بلانے پہنچا وہ سے امیر نقلی کو کھلوا یا اور آہنگر بلا کر ہزارن کی قید جسم پر پہا کر ہوشیار کیا جب آئے اس گھسارہ کی  
 کھلی اس بارگاہ کی شوکت دیکھ کر پہلے تو ذنگ ہو گیا جب بیٹھا رہا بلانے پکار کر کہا کہ حمزہ ذرا آنکھ کھول کر انکی حقیقت دیکھ کہ کوئی گھڑی  
 میں قتل ہوا چاہتا ہے گھسارے نے مرنے کا جو نام سنا گھسار یا اور اپنے تئیں طعن و زنجیر میں بندھا دیکھ کر پکارا کہ گسیان مور کیا کسوری  
 ان الفاظ کو سن کر جھٹکار کے مصلوات پڑھی در کہا یہ حمزہ کبھی نہیں ہر اسکا منہ گرم پانی سے دھلوا و معلوم ہو جائیگا جو کوئی ہو گا پس اسوقت  
 اب گرم سے ہاتھ منہ دھلوا یا رنگ روغن عیاری جاتا رہا خاصا گھسیان نکلا یا اس سے پوچھا کہ بتاؤ کون ہی اسنے کہا میں کھل خانہ  
 گھوڑی کا گھسارہ ہوں بلاویہ سنکر غصہ آیا اور حکم دیا کہ چالاک کو لاؤ لوگ ہاں جو گئے معلوم ہوا کہ دو عیار آئے تھے وہ پکڑ لے گئے



یہی حال آکر ساحر سے بیان کر دیا اسے اس گھسیار کو تو چھوڑ دیا اور کہا عیار و نکو وہ لیگئے ہیں تو کیا ہو انکا کھسکیطح نہ آریگا  
اور وہ بڑا بکر ہلاک ہو جائینگے یہ کہہ کر بہر آرام و راحت رہا رہے غائب ہو گیا اسی جی رہا رہا برخواست کر کے خوابگاہ میں گیا ادھر  
سرسبزنگ یزکان و نو نکو خدمت امیر میں لائے اور زیادہ حورات جا چکی تھیں امیر مصروف طاعت الہی تھے ان دنوں نکاحا حال  
سن نہ سکے قید کر دیا چنانچہ عیار و ن نے انکو قید بچھا کر داخل زندان کیا اور آپا رام پیر ہوئے جب طوق ہالہ ماہ و بخت کمرکشان  
جسم قیدی شب سے اتری اور حال امیر سیارگان و شن ہوا کہ نظر

ہوا پیدا جو شاہ چرخ اختر  
جلوس اسنے کیا تخت بھر  
ہوا جاری جہانین شفقہ دنور  
ضیاء سے خانہ عالم تھا معمور  
دوم بحر بادشاہ نامور و امیر دادگر بارگاہ سلیمانی میں آکر زینہ تخت دگل ہوئے سردار و نکلے جنگل ہوئے عیار حاضر ہو کر قفسہ شبینہ  
نہ بانہ لائے بادشاہ نے حکم حاضر کرنے چالاک وغیرہ کا دیا اسلٹنا میں سیارہ وغیرہ جو عیاری کو گئے تھے ساحر تو غائب ہوتے ہیں  
عیاری کچھ نہ کر سکے پھر بارگاہ میں آئے اور حال گرفتاری چالاک وغیرہ سکر امیر کی خدمت میں عرض ہوا کہ حضور بارگاہ  
عیار ان سحر کو آج نہ بلالین و راسم عظم ٹھہرا نکاحہ دفع فرمائیں ہمارے عیاری کو ملاحظہ کریں کہ ہم کو نکرا کسی احسے کہ جسے  
انکو سحر کیا ہی رہا کرتے ہیں اور انشاء اللہ سرداران قید کو بھی ہا کر کے لاتے ہیں کیونکہ ہم عیار و ن پر اسنے آتے ہی سستہ ہوا  
کی ہر کوئی بھی چاہیے کہ اسکا عوض اپنی ہی فطرت سے کریں آپکو معین نہ بنائیں امیر نے انکی حرات ہمت برد آفرین کی اور عیار و نکا بلانا  
موقوف کھا سیارہ وہاں سے اپنے اقرار کے پورا کر نیکو روانہ ہوا اور چونکہ صبح کو سب ساحر ظاہر ہو کر دہر بار میں اپنے خداوند کے  
آئے تھے اور ماہ چادو پہ سالانہ شکر ہر اپنے خیمہ میں بہر نظام فوج بیٹھی تھی کہ سیارہ صورت بے اسیطرت آیا اور اندر  
جائیں کی فکر میں تھا اتفاق سے ایک کنیز خدمتی ماہ کی خیمہ سے نکلی اور لیا طر کسی کام کو چلی اسنے اشاریسا کو بلایا اور کہا عجیب  
تماشا ہی یہ جو سامنے پہاڑی ہر اسیر چڑھ کر جو میں نے دیکھا تو عیسا جا و اٹھی ٹھکی معلوم دیتی ہیں تم بھی چل کر دیکھو و سے ہوا تودہ ہتی  
میں کہیں کوئی ساحر نہ آیا ہو اور انکا یہ حال بنایا ہو کنیز عیاری کی عقل اس بیاتکو سکر اوندھی ہوئی اور اپنی اہ بھو لگرو دم میں آکر  
اسکے ساتھ چلی جب یہ کنارے لشکر کے اسکو لایا کہا دیکھو یہاں سے بھی کھائی دیتی ہیں وہ لگی اوپر دیکھنے اسنے بیہوشی کا ہاتھ بھرا  
ہوا اسکے منہ پر پھیر دیا کہ وہ چھینک کر رہوش ہو گئی اسنے اسکو سنائے کیجئے یہ لاکر ایک فارمین ڈال دیا اور سپین اسکا لے کر  
رنگ و رغن عیاری لگا کر مثل اسکی صورت کے شکل اپنی بنائی مسی ہونٹھو نہر کا کر لالی جیانی یا تو نکو سمیٹ کر جوڑا ہاندھا  
بلکارنگا ہوا پیازی دوپٹہ اوڑھنا ہاتھ نہیں چاندی کی چوڑیاں پین بلیان چاندی کی سادی کا نوٹین الین ساتوںی صورت  
کان ملاحظہ نکلاش جرات دل عشاق لبریں میں طاق بنکر کہ نظر

سنواری لعل پیچ و تاب گیر	کیار و غن سے خوشبو کے معطر	نمایا ہر گرہ کو مشک ناثہ	ہوا اسکے لہم سے خشک ناثہ
وہ بیٹھی و برو آئینہ لے کر	لحدین شاد تھی وح سکندر	رقم آنکھوں میں تھی سرمہ کی تحریر	مخراکی کو کوئی دیتا ہر شمشیر

وہاں سے اٹھلا تا کہ کوئے کا عالم دکھانا خیمہ ماہ میں آیا اور سامنے اسکے آتے ہی قہقہہ مار کر ہنسا اسنے کہا مالزادی کچھ تو دیوانی ہو گئی  
ہو میں نے جس کام کو بھیجا تھا اسکا حال بتلایا تو ہنستی کیوں ہر اسنے ان باتوں کے جواب میں پھر ایک ٹھٹھا مارا اور ایسا ہنسی کہ ہنسی تھمتی ہی  
تھی ہٹ پکڑ لیا اور ٹوٹنا ماسے ہنسی کے شروع کیا آنکھوں میں فرط خندہ سے آنسو بھرے تھے اہا ہا ہا ہا شور اور ہی ہی کی صدا بلند



تھی ماہ بہت حیران تھی کہ بخت کیا زعفران کا کھیت دیکھ آئی ہر ایک کچھ اسبب ہو گیا ہو کیا ماجرہ جو ہنسے جاتی ہر پس غصہ سے کھڑکتی  
 لگی کہ رنڈی جو اس میں اسوش کی واکر یہ ٹھٹھکی چکو اچھی نہیں معلوم دیتی سیج بتا تھے اپنے دید کی قسم کہ کیونہ ہستی ہر اسے ہاتھ دکھا کر  
 کہا یہ کاہیکو بتائیں جو ہنسے بڑا پایا ہر اسے مشتاق ہو کر کہا دیکھیں دیکھیں ہستی ہونی بھاگی اور یہ بچھے دوڑی کہ مونی شامت  
 آئی ہر اسے جو تونکے فرش کردونگی لومونڈی کاٹی بند وڑ کو دن لگے ہن خدا کی شان کچھ پایا جو ہر تو ہنسے بھاگتی ہر یہ کہتی ہوئی  
 اسکے بچھے باہر خیمے کے آئی اور کہا قسم سامری کی اب جو بھاگی تو حکر کی بجلی گر کر تھجھ کو جلا دوں گی کینر مے کہا حضور اتنی دور تو  
 آتا ہی چکی میں اور کچھ دور چلی آئیے تو میں کیلے میں آکھو دکھا دوں یہ کہہ دور سے بلائیں لین کر میری اچھی اچھی بوی میں تھامے صدمے میں  
 میں تھامے داری تھوڑی وراور چلی آئیے وہاں بہت آدمی آتے جاتے ہن چیز چھین جائیگی اسنے اسطرح اسکے چھپانے اور حقیقا کر نکو دھک  
 بڑا تعجب کیا اور بہت اشتیاق پیدا ہوا کہ نہیں معلوم کیا اسنے پایا ہر جو ایسی باتیں کرتی ہر یقین ہر کہ شادی مرگت ہو جائیگی پس بکھنا ضرور چاہی  
 اور اگر نایاب مانہ کوئی چیز ہو تو اس سے لینا چاہیے کیونکہ لشکر خداوند کا اور اہل سلام کا اترا ہوا ہر نہیں معلوم کیسکا کیا گر گیا ہر جو  
 اسنے پایا ہر پس یہ سوچ کر ہمارہ کنیز نقلی صحرائیں آئی کینر مذکور وہاں آکر بٹھری وریاس آکر بوی کی بلائیں لین کر میری بوی کسی سے  
 ذکر نہ کرنا اس بلائیں لینے میں ہاتھ تو ہوشی سے بھرا ہی تھا ماہ چھینک کر رہوش ہو گئی اسنے ایک غار میں اسکو بھی بند کیا اور آپ اسکی ہوش  
 نیکر لباس کا ہنکرا اس غار پر گیا کہ حسین کنیز کو بند کر آیا تھا اور اسکو کپڑے اسکے پہنا کر ہوشیار کیا اسنے ہوشیار ہو کر اپنی بی بی کو دیکھا  
 پوچھا کہ یہ کیا ماجرہ اسنے کہا تجھے عیار رہوش کر کے ڈال گیا تھا میں نے بزدل حریترہ حال دریافت کر کے آکر چھڑایا یہ کہہ کر اسکو ہمراہ لیکر  
 بارگاہ میں آکر بجائے ماہ بٹھا کچھ دیر میں بلا اور جادو نے چوہا بڑھچکا کہ کو بلا لا کہنا کہ آج تم ہمارے پاس کیوں نہیں آئیں جو ہمارے  
 ہر کریم ہلکویا یہ مع چند کنیزوں کے بارگاہ نقابین گیا اور پاس ہلا کے بٹھا اسطرح کی باتیں کر کے ذکر عیار و نکا چھڑا بلانے کہا چالاک  
 وغیرہ کو عیار لیگئے ہن گاروہ اچھے کسیطرح ہونگے بلکہ بڑے پکر جائینگے ماہ نے کہا اے ہلا تم سیج کہتے ہو مگر میں ایک ت سوچی ہوں یعنی  
 اپنے سے خراپا اتار لو تاکہ وہ قید میں ہلاک ہوں و حسب ہوش میں آئیگے تو حمزہ انکو پھوڑ دیا گام بھرا ہوا کرنا کہہ چھوٹے ہی تھکا کر  
 پاس چلے آئیں قید میں انکو ہلاک کرانیے کیا فائدہ ہر ہلا کو یہ تقریر پسند آئی کہ نام اچھی صلاح بتاتی ہو اسکو تو یہ غن پسند خاطر ہو اگر بھتیجا کر  
 کھٹکا کہ چاہ کو کیا ہو گیا ہر جو عیار و نیر سے حریف کراتی ہر منظر نہ تو ہوا مگر مساختہ منع نکر سکا اور نہ یہ کہہ سکا کہ یہاں نہیں کوئی عیار ہر کیونکہ شاید  
 گمان غلط ہو غرض کہ بلانے حسب شورہ ماہ حریترہ دستکی و کرکالے چالاک ابو الفتح نامی حالت اصلی پر آجا و اطاعت میری ترک کر د  
 یہ کہنا تھا کہ وہاں زندان میں ان و نو نیر بہوشی طاری ہوئی پھر جو ہوشیار ہوے پکاسے کہ بھائیو ہمارا کیا قصور ہر جو ہمیں قید کیا ہر عیار و دن کا  
 در زندان پر پہرا تھا وہ صد اسکر قریب گئے اور سارا ماجرا مطیع ساحران ہو جانیکا اسنے بیان کیا انھوں نے کہا ہم ساحر و نیر لاکھ لاکھ است  
 کو تے ہیں ہر کو چھوڑ دو عیار و ن نے خوش ہو کر رہا کر دیا اور پانی اکم عظیم دم کیا ہوا اپنے پاس رکھتے تھے وہاں چھوڑ کا اور پلا بھی یا پھر زندان سے  
 لکا کر سامنے اسیر کے لائے وہ بھی خوش ہوے اور انکو خلعت دیے یہ بھی فکر میں عیار کی کر نیکی چلے اور وہاں بعد حریترہ دیکھے ماہ نقلی اپنی بارگاہ  
 میں جیلہ در دسر کر کے آئی جب یہ چلی آئی بھتیجا کر کے کہا اے ہلا تم بھوکو یہ ماہ جادو نہیں معلوم ہوتی میں اسوقت محافظ کیو جسے جب یہ رہا  
 ابقم اسکو بلو اگر نگاہ حریترہ ڈالو بلانے کہا ملک جی کو و ہم بھی ہر اسنے کہا خیر میں بھی ہی لیکن تم اسکو میری خاطر سے کیا برا اور بلاؤ کیونکہ بیشک  
 وہ عیار ہر جہت اسنے حریترہ دیکھا اسنے اترا یا بلانے کہہ دیا کہ میں معلوم ہوا جاتا ہر کہہ کر جو ہمارے حکم دیا کہ جا لکھ ماہ سے کہنا کہ کھڑے کھڑے



ایک بات آکر سن جاوے کہ بھول گیا تھا ضرور آؤ کہ بڑی مطلب کی بات ہے جو بدار نے جا کر پیام ادا کیا ماہ نقلی نے کہا جادو عرض کرنا کہ حاضر ہوئی میں جو بدار تو ادھر گیا یہاں اس نے جسے تجویز کیا کہ تو بھی تو ہوا یا تھا یہ مکر جو بلوایا یہ مقرر اس میں فتور ہے یہ سوچ کر ایک کنیز کو پاس اپنے بلایا اور سکو ہٹا کر اس کنیز کو حجاب بار کر بیوش کیا اور بہت جلد ماہ جادو کی ایسی صورت اس کی بنائی اور اپنی صورت پر ایک ہمرہ جو گونکا ایسا لگا کر چڑھایا کپڑے اتار ڈالے لنگوٹا باندھ کر اس کنیز کو ہوشیار کیا اس کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوگی لنگوٹا مارے کشتل کا تو نہیں طے آنکھوں میں لال لال ڈوبے وار سعی بڑھائے کھنورنگائے بیٹھا ہوا اسے اسکو سلام کیا اس نے آئینہ نکال کر اس کے ہاتھ میں پا اور کہا اپنی صورت دیکھو مگر حکم سامری میں نے آکر ماہ جادو بنایا اور ماہ غریب سامری کا آیا وہ غائب ہیں یہ آئینگی تھیں لک ہو میں کنیز یہ سن کر خوش ہوئی جوگی تو اٹھ کر چلا گیا اور کنیز بیٹھی اور لوگوں نے جو باہر خمیہ کے تھے جوگی کو جاتے دیکھا لیکن کچھ ٹوٹنا بغیر حکم مالکنا سب سمجھے غرض کہ یہ تو چل گیا اور وہاں جو بدار نے جا کر عرض کیا کہ آیا چاہتی ہیں جب بہت عرصہ ہوا اور ماہ نہ گئی بختیار کتے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ وہ اور کوئی صاحب میں اب بھلا وہ کب ہاتھ آتے ہیں اپنا کام کر گئے سحر اتر دیا ہے ہلا سیاروں نے تو ناک میں دم کر دیا ہوا فراسیاب جبک نشان ہو گیا ہے تو تھاری کیا اصل ہر اب بڑا غضب ہے کہ چالاک کو بھی چھڑا دیا اب یہ بھی عیاری کو آئیگا وہ بلا کا عیار ہے اپنے مسخ ہو کر بدلا لگا ہوا نے کہا چالاک آئیگا تو پیسے مار ڈالو لنگا کیا کر لیا لیکن ماہ کے نہ آئے میرا بھی لکھتا ہے اچھا دیکھو بھی معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہ کمر جھولی سے دلاق کتاب سحر سامری نکالے کیونکہ یہ ساحر بڑا زبردست ہے بدیو جبہ اسکے پاس بھی داق ہیں پس نہ تو میں اسے دیکھا لیکن بقدرت خدا اور تو کچھ دیکھا صرف یہ غور کیا کہ ماہ کہاں ہیں در یہ جو میرے پاس آئی تھی یہ ماہ اسی تھی با عیار تھا اس وراہ میں نکلا کہ جو میرے پاس آئی تھی یہ عیار تھا اور ماہ اصلی فلان غار میں بیوش پڑی ہے اور برہنہ ہے صرف ایک لنگوٹی بندھی ہے یہ دیکھ کر اسے اور اسی تو رکھ لیے اور بختیار کے کہا واقعی آپ سچ فرماتے ہیں یہ عیار بد بلا ہیں آفت زمانہ ہیں کہ سمیت سکھائیں چرخ کو بھی مگر کی راہ کرین شیطان گمراہ بختیار کے کہا اب طرح ممکن ہو فریب فقرہ کر کے نہ کو نہ اصل میں عیار ہی بیان بلوایے اور ایک گولہ سحر کا مارے تاکہ کام اسکا تمام ہو جائے جب اس کام سے ظاہر ہو لیجیے تو چل کر ماہ اصل کو غار سے نکالیے اور اگر پہلے اسکو نکالیے گا تو عیار مذکور بھاگ جائیگا اسکو یہ ملے پسند آئی اور جو بدار چھروانہ کہ کہ جا کر ماہ سے کہے کہ تم اگر سکلی مین ہو تو میں خود آتا ہوں یا ایک لمحہ کیلئے تم ہو جاؤ ٹھہرنا نہیں چلی جانا چو بدار حسب حکم روانہ ہوا وہ پیام جا کر ماہ کو دیا اسکو جانیں کیا عذر تھا کیونکہ اصل میں کنیز ہی پس ہمراہ چو بدار اٹھ کر روانہ ہوئی اور صر سے تو یہ چلی ادھر چالاک اب ابوالفتح جو عیاری کیلئے روانہ ہوئے تھے صورت اپنی فراش میں بٹھا کر کی ایسی بنا کر دھل بارگاہ ہوئے اسلٹنا میں ماہ یعنی کنیز ہو چکی پس اس کے سامنے پہنچتے ہی بلانے اس خیال سے کہ یہ عیار ہی بھاگ نجاتے ایک گولہ لافلا دی سحر کا ماہ ماہ نقلی کے سینے پر پڑا اور وہ بھی غافل تھی سوچے بھر نہ پڑھ سکی گولہ سینہ توڑ کر پشت کے پار لٹ گیا اور علامت مرگ ساحرہ ہوا ہوئی بختیار ک گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ لے بلاتے قتل کرنے میں جلدی کی عیاراتنا جلد مرنا نہیں جانتے دیکھو وہ نہ ہلاک ہوئے یہ کوئی اور تھا ادھر تو شیطان سحر کرتا تھا ادھر کنیز کے سر پر فل بچا رہا تھا آواز آئی تھی کہ فسوس ہمارا نرگس جادو کو یہ نڈاسکر بلا کے ہوش اٹھ گئے کہ یہ اسی کنیز خاص بلکہ ماہ کی قتل ہوئی عیار نہ مارا گیا بختیار کہ کہہ رہا تھا کہ وہ ایسے ہی ہیں کہ انکی الابل لیکر ایسی نوڈیاں بہت مرجاتی ہیں بھلا مرنا کیا جانیں ایسا سبق تو وہ پڑھے نہیں یہ کتاب تو انکی نگاہ سے نہیں گزری کہ زندگی پر حوت انکے آئے کہاں مرنا کہاں وہ منزل نو نکا مرگے اور ان سے فاعلہ رہتا ہے جو ایسے ہی وہ مرجایا کریں تو ساحر و نکو کون مالے کہ قلم



کبھی موت اپنی آتے ہی نہ دیکھی ہلا کوہن وہ بہر قتل اعدا ہزاروں ساحروں کی جان لے گی وہ ہیں جینے کی نسبت میں مسیحا ہلا اسکے گھبراہٹ سے ایسا گھبراہٹ چاہا کہ غائب ہو جاؤں اور سوچتا تھا کہ یہ کیا اہلسات ہو گمان یہ تھا کہ عیار نے ماہ کو غار میں ڈال دیا ہو اور آپ اسکی صورت بیکر بیٹھا ہو یہاں عیار کے عوض کنیز نکلی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ماجرا ہو گیا کنیز عیار و نئے ملگنی تھی پھر یہ نہیں معلوم کہ اسنے صورت کیونکر بدلی اور اسے کیا پڑی تھی جو عید و نپرسے حرازداتی یہی سوچ میں تھا کہ چالاک جو خدشا رہنا بیٹھا تھا اسنے ایک مھول ہاتھ پھونک کر اسکے سر پر لگائی اور کہا ہے سوچتا کیا ہو جس نظر ولد احرام شیطان ابن شیطان تختیار کئے ایان نے تیری کنیز کو اسوقت قتل کر لیا یہ تقریر سنکر اور دھب کھا کر ہلا چاہتا تھا کہ سنبھلے چالاک سرانچہ فرار کر چکا اور تختیار ک پکارا کہ بہت تیرے کی بہت ساحری بگھارنا تھا مبارک شادی پہلی صبح ہے اس صبح کے پڑنیسے گویا نجات ہو گئی مرشد زادی کا ہاتھ ستر تک پہنچا سرفراز ہوے سر ہو رہا کہ منظر نظر ہو چکا ایک دن نذر کرنا ہو گا ہلا بہت گھبراہٹ اور رقتا سے عرض کیا کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ ہے اس خرس محلے بخیر دی نے کہا کہ میں اپنی نیکوئی ملک قدرت کا تاشہ دیکھتا ہوں لے بندہ بخش تیری سمجھ میں نہ آئیگا اور تیرا اعتقاد فاسد ہو گیا ہر جلد بارات تام سجدہ کر لے سجدہ کیا اسوقت اسنے کہا کہ تو نے عیار و نکی نسبت غرہ بہت کیا انکو تو آئندہ میرا نہ سمجھا تھا پس انکی حقیقت نہ سمجھنے سے انھیں کو تجھ پر غالب کر دیا کیلئے کہ وہ بھی میرے پیاسے بندے ہیں جب تو میں انکو غارت نہیں کرتا ہوں اور انکے ہاتھ سے بھاگ بھاگا پھر تا ہوں اب خبردار انکو حقیر نہ سمجھنا یہ تقریر سنکر اسنے تو بہ کی اور تختیار ک نے کہا لے ہلا اب چلو ماہ کو تو غار سے نکال لائیں اسنے کہا اچھا چلو یہ کہہ کر روانہ ہوا تختیار ک آگے آگے یہ پیچھے پیچھے چلا یہ تو اس فکر میں دنوں چلے مگر طرفہ تاشہ یہ ہوا کہ سیارہ جو ماہ کنیز کو بنا کر آپ جوگی بنکر نکلا تو سیدھا اسی غار پر آیا کہ جہاں ماہ کو بند کر آیا تھا اور اسکو اس خیال سے کہ حال کنیز کا ظاہر ضرور ہوگا اور تلاش ماہ کی ضرور ہوگی جب پتہ نہ لگا تو بلال اپنے سر سے دریافت کر گیا کہ ماہ غار میں ہے پس وہ یہاں اسکو نکالنے آئیگا چنانچہ تم کچھ دیر پھڑپھڑے رہو تاکہ وہ سحر سے حالہ دریافت کرے پھر اس غار میں نہ بکرتہ پڑ رہا اور عیاری کر دیہ تجویز کر کے کچھ دیر پھڑپھڑے کر غار سے ماہ کو نکال کر ایک رخت پر چڑھا کر شاخ سے پونکی اڑ میں باندھ دیا اور اسکی صورت بنکر اسی طرح سے برہنہ لنگوٹی باندھ کر غار میں جا کر اپنے تئیں مثل بیہوشونکے بنا کر پڑا دیان حالہ پہلے ہی ہلا دریافت کر چکا تھا اسکے ٹھہرنے کی بھی کچھ ضرورت نہ تھی اب جو یہ غار میں ٹھہرا وہ تو چل ہی چکا تھا کچھ عرصہ اسکو ٹھہرے ہوئے نہ گذر تھا کہ وہ آپہنچا اور ماہ سمجھ کر اسکو غار سے نکال دیکھا کہ برہنہ بدن ہی بیہوشی سے خستہ تن ہوا اسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب ہ نقل کی آنکھ کھلی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اسنے سب حال بیان کیا اور اسکو لیکر چلا اور از بسکہ وہ برہنہ تھی اسوجہ سے بارگاہ خداوند میں نہ گئی اپنے خیمہ میں آئی تختیار ک نے کہا میں حاضر خداوند سے خوشخبری سناتا ہوں لے ماہ کپڑے بدل کر تم بھی آؤ اسنے کہا اچھا بس شیطان تو چلا گیا اور ہلا بیٹھا رہا ماہ نقل نے پوشاک نکال کر اپنی اور موقع جو پاپاچا ہا کہ ہلا کو مار ڈالوں لیکن براہ کرم نہ ناکر گویا ہوا کہ کیا ہلا کے عیار میں غضب کچھ کہ میرا حال غفون نے کیا اب مجھے یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ میں تمکو لے ہلا دے آؤ بیہوشی نہ پلا دین اور ہلاک کریں اسنے کہا یوں تو میرے لیے جو نہ ہو توڑا ہے میں غرور نہیں کرتا ہوں کہ خداوند کے خلاف ہر گز کرتا جانتا ہوں کہ عید بھلا بیہوشی اگر پلاے تو سحر کے بریچھے میں نہ دین اور کس طرح سے میں بیہوش نمون اور اگر کوئی مجکو ضرب لگائے تو یہ بھڑکے ہا اسکا پڑ لیں سیارہ نے جو یہ باتیں سنیں دسے کہا خوب ہو جو میں نے اسکو بیہوشی اسوقت مذی نہیں تو حال میرا ظاہر ہو جاتا اب در کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچ کر دوسرا کھپیلایا یعنی چہرہ غصہ ناک بنا کر کہا لے ہلا مجھ کو تو اسوقت غصہ ہو کر کہ جی چاہتا ہے سب سلمانوں کو جا کر



بعض اپنی ذلت کے بھی قتل کر دینا اپنی جان و دل اور ان عیار و نکلے لکڑے اڑاؤں اسنے کہا اے ماہ صبر کرو خداوند کی تقدیر پر سب کام محول ہیں  
 بھی مرضی خداوند کی نہیں ہو کہ مسلمان قتل ہوں اسنے کہا اگر سب کو قتل کرنا ممکن نہیں تو وہ مسلمان جو قید ہو چکے ہیں انکو تو میرے حوالے  
 کرو تاکہ انکو ہلاک کر کے اپنا دل غمگین نہ کر دوں رنہ فطریہ سے میں اپنی جان و دلی یہ کہہ کر ایسا روئی اور فیصلہ لائی کہ بلا جہین ہو گیا اور  
 کہا اے ملکہ تم روتی کیوں ہو میں قید منگائے دیتا ہوں یہ کہہ کر پڑھ کر دستک دی کہ فلک کی طرف سے اسطرح سے گھوٹے پر سوار غلام شاہ  
 وغیرہ حملہ سرداران مقید اتر آئے سحر سے بحسب حرکت تھے اسنے کہا لو انکے سر کاٹو ماہ نقلی نے کہا کہ اپنا سحر انہرے سے دفع کر دو کہ میں  
 انکو پہاڑ پر لیجا کر بلندی پر سے نیچے گرا دوں کہ چور چور ہو جائیں یہاں انکی حمایت کو ایسا نہ ہو کہ گھرہ آجائے اسنے اسکی خاطر سے  
 سحر بھی دفع کیا کیونکہ غار سے اسکو نکال لایا تھا کوئی دغذغہ تو اسکی نسبت تھا نہیں بس قید اسکے حوالہ کی یہ پاس ان قیدیوں کے  
 گیا اور نبطا سحر پڑھ کر انہرے ہکا اور چھوٹے وقت جب قریب لایا چکے سے کہا میں سیارہ ہوں تم سبکو چھڑانے آیا ہوں کچھ بولنا نہیں رنہ  
 پھر گرفتار سحر ہو جاؤ گے قیدی سحر اترے آمادہ جنگ جہاں ہوے تھے اسکے کہنے سے خاموش ہو رہے اور یہ ان سبکو لیکر خیمے سے نکلا جب بیچ  
 لشکر میں پہونچا ادھر سے بختیارک جو پہلے گیا تھا اتا تھا اسنے دیکھا کہ ماہ سب قید یوں کو بے جاتی ہی پڑے لیکر پارا کہ اے ماہ انخین کہان  
 لیے جاتی ہو اسنے ایک قلعہ نکال کر جھولی سے اسکو دیا کہ ملکہ جی یہ قلعہ ہمارا خداوند کے پاس لیجاؤ اور جواب لیکر جلد تر آؤ یہ ہوسانے پہا  
 ہرین وہاں ان سبکو لیجا کر تھارا انتظار کرونگی تم آؤ گے تو انکو قتل کرونگی راہ میں اس قلعہ کو نہ کھولنا ورنہ دغا پانے کے بختیارک کو سپر  
 کچھ منظر تو عیار کا ہوا کہ سمجھا کہ یہ جو عیار ہوتا تو سحر کی چھوڑ کر اسطرح چمکا نہ چلا جاتا سحر اترنے سے لڑنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی  
 تک سحر ماہ میں گرفتار ہیں پھر سوچا کہ ماہ یہ عیار ہوا اسنے کہدیا ہو کہ چکے رہنا شاید اس سے سب خاموش ہوں پس انکو رد کنا چاہیے  
 پھر خیال میں آیا کہ تو اکیلا ہی ایسا نہ ہو سوار تھکوار ڈالیں یہ سمجھ کر قلعہ لیکر پھلا ادھر تمام سردار و نکو سیارہ اپنے لشکر میں لایا اور  
 چالاک وغیرہ بھی میرے آئے سردار آکر ادب بجالائے ہر ایک نے امیر نے خلعت فاخرہ سب کو دیے سیارہ کو خلعت انعام سے  
 منال کیا پھر حکم آغاز ہونے و جلسے مسرت کا دیا ناچ ہونیل کا یہاں تو یہ خوشی ہی لیکن سیارہ پھر چلا کہ ماہ جو درخت پر بندھی ہو اسکو  
 اتار کر پھر غار میں ڈال دیا تاکہ میرے دھوکے سے شاید سحر آکر رار ڈالیں غرض کہ وہاں سے صحرائیں آکر ماہ صلی کو درخت سے اتار کر اور  
 اسی غار میں کہ حسین پہلے اسکو رکھا تھا لایا گراتے عرصہ میں بختیارک نے رقعہ خود پڑھا اور مہنتا ہوا خیمہ ماہ میں گیا وہاں بلا بیٹھا ہوا  
 انتظار کر رہا تھا کہ سردار و نکو قتل کر کے ماہ آتی ہوگی کہ یہ پہونچا اور کہا آؤ یہاں اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہو آخر سردار و نکو ہاتھ سے کھو  
 بیٹھے اسے کہا کیوں کچھ تو کہو اسنے کہا کیا خاک کہیں چلو خداوند کے پاس سب کھلی جائیگا بلا گھبراہوا ساسنے لقا کے آیا بختیارک نے  
 دھتورہ پیش کیا کہ خداوند اسے ملاحظہ فرمائیں مرشد زانے دیکھے ہیں اس مردود نے کہا تو ہی پڑھ کر سنا اسنے باواز بلند پڑھا مضمون  
 یہ تھا کہ اے میمون بادی بخت اے خضر بریدے خواری دولت ان سحر کر نوا لو نکو اپنے یہاں سے نکالے اپنے سر سے ہمارے گزند پہونچا نیکی  
 بلا مالہ سے نہیں تو وہ روز میرے ہاتھ سے دیکھیکا کہ کبھی کا سبکو کسی دشمن نے دیکھا ہو گا تم سیارہ بن عمر و سب سردار میں چھڑا  
 لیکیا یہ مضمون سن کر لقا نے کہا واقعی ان عیار و نکو میں نے ایسی ہی قدرت دی ہے جیسا کہ وہ تحریر کرتے ہیں ہی ہونوالا ہر بلا یا تقریر سن کر گھبرا یا  
 ہو کر کہا یا خداوند یہ آپ کیا فرماتے ہیں لقا نے کہا اب دولت سچ فرماتے ہیں غرور تیرا تھک خراب کر گیا اسنے کہا میں کہ کو اب میں جگہ نہ دوں گا  
 اس مردود نے جو اب دیا تو ہم تھک سب پر غالب کرینگے بلا کو اس گلے سے فی الجملہ تسکین ہوئی لیکن ایسا خوفناک تھا کہ سحر پڑھ کر اپنی بہن



صبا کو طلب کیا وہ بروہ ہوا رہتی ہر اسکے سحر کر مے بارگاہ میں آئی دیکھا کہ بھائی میرا گھمراہ ہوا ہر سکو پریشان دیکھ کر قریب کر بیٹھی اور کہا جانی بھی خیر تو ہی تم اداس کیوں ہو اسنے سارا ماجرا عیار و نکاح بیان کیا اسنے حال سکر بہت کچھ تسلی دی اور کہا تم گھبراؤ نہیں میں مقابلہ کر کے کام ان عیار و نکاح تمام کرونگی اور جلاہل سلام کا خاتمہ کر کے خدائے مذی خدائی کا رخصتہ مشاد و نکاحی اچھالے جانی بھی اب تو دیکھو کہ ماہ کو عیار نے کہاں رکھا ہوا اسنے اسکے کمنے سے پھر اوراق نکال کر دیکھا معلوم ہوا کہ پہلے درخت پر باندھا تھا مگر اب ہانے اتار کر غار میں لگیا ہوا ہے دیکھ کر صبا اسے کہا اسنے کہا ایسے میں چلو اس عیار کو بھی پکڑ لیں اور ماہ کو بھی رہا کریں اسنے کہا چلو بس بزدل سحر و نون اور کھلے اگر سوارہ غار میں ماہ کو دیکھ کر اور دہن غار پر کندہ لگا کر حلقہ ہائے کندہ خس پوش کر کے غار سے نکلا تھا کہ یہ کر ہوئے سوارہ انکو دیکھ کر بھاگا اور درہ کوہ میں چلا گیا انھون نے جاتے دیکھ کر فرط خوف سے سحر بھی نکلیا اور غار میں آکر بھاگتا دیکھا کہ ماہ بیہوش پڑی ہر دیکھ کر صبا جیسے ہی غار میں آکر کندہ میں پھنسا کر گولا لاٹھی ہو کر گر ادا ہو گیا کہ بھلا عیار نے پکڑا پس ایسا بدحواس ہوا کہ جینے لگا اسے بیوی بہن و رُو بکوارے ڈالتا ہر صبا بھی اسکے چینے سے گھبرا گئی لیکن ادھر ادھر دیکھ کر کچھ اسنے سحر پڑھا کہ کندہ جلگئی اور بلا جو چھوٹا سیدھا کھل کر بھاگا صبا بھی اسے خوف کے غار میں نہ گئی مگر ایک پنجہ بھیجا کہ وہ جا کر وہ کوئے آیا یہ اسکو لیکر بلا کے پاس بارگاہ میں آئی اور کہا اوراق میں پھونک کر یہ اصلی ماہ ہر یا نہیں اسنے پھر اوراق دیے معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہر کچھ خوف نہ کر دجب یہ دیکھ لیا تو ماہ کو ہوشیار کیا لباس نکا کر بچھایا اور سارا ماجرا اس سے بیان کیا بختیار نے سب کیفیت کندہ میں پھنسنے کی سکر کہا کہ اے بلا بڑی خیر ہوئی کہ تم بچ آئے غنیمت سمجھو بیشک وہ اس غار کے کسی کوئے میں ہونگے یہی بلا ٹلگئی ایک ہاتھ خنجر کا نہ انھون نے سپر کیا صبا نے کہا ملک تم اور دھمکا کے مارے ڈالتے ہو وہ ہوا عیار کیا حقیقت کہتا ہر میرے سامنے سے بھاگ گیا اگر ٹھہر جاتا تو مار ہی اتی شیطان نے کہا ایک تو غرور کر نیکی سزا پا چکے ہیں اب ہم باقی ہو دیکھو وہ یہاں کہیں ہونگے سینگے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے یہ کہہ سکر بھاگا کہ اسے اچھا اب میرے نام پر تل جنگ بجو او کہ میں سب مسلمانوں کا خاتمہ کر دوں یہ کہہ کر مصروف میخواری ہوئی چنانچہ اس ہنگامہ میں وہ دن تو گزر ہی چکا تھا اور ماہ آسمانی بصورت نورانی غار تیر و قلعت سے نکلا اور پختہ نور لیکر آفتاب غار مغرب میں گیا کہ ابیات

ہجوم شام نے گیسو کو کھولا	نصو ر میں نگاہوں کو جو تو لا	بہت تھا بخت عاشق سے بھی تارک
بشکل قصدا پہونچا وہ نزدیک	حد تک طبل جنگ بید رنگ لشکر ساحر امنین ملند ہوئی عیاران بانام و ننگ	شاہ قوی جنگ میں حاضر ہو کر دلاے درگاہ دولت ہزار عجز و منت بجالاے اور عرض پہل ہوئے کہ نظر
ملک بارگاہ فلک درگاہ	شہنشاہ عالم میں تیرے گدا	سنا ہے کہ پھر ساحر نابکار
کرینگے بوقت سحر کارزار	یہ خبر سکر ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی دل ترک فلک میں ہل چل پڑی ہباد	نے ہتھیار و نی آراستگی شروع کی لشکر اسلام میں ربار سے سردار اٹھ کر اپنے مقام پر آئے اس طرف بلا و صبا دونوں غائب ہو گئے مگر بلا سے اجازت آراستگی لیکر ماہ چیمہ میں آئی لیکن عیاران لشکر اسلام آجکی انکو پھر ہر قتل ساحر ان چلے سوارہ بھی درہ کوہ سے نکل کر ہر سمت پھرتا ہوا لشکر لقائے آیتا طبل بجنے سے دربار برخواست کر چکا تھا بختیار نے اپنے خنجر پر سوار ہو کر اپنے خیمہ کو جاتا تھا اور خیمہ نگاروں سے کہتا جاتا تھا کہ جو کوئی غیر شخص تمھارے پاس آئے اسکو پکڑ لینا سوارہ نے جو یہ سامان دیکھا کہ ایک مشعل کسوت سے گود رکھا لکڑیائی اور اسکو روشن کر کے خنجر کے قریب کر ملک جی کے منھ سے دھنسل لگا ناچا ہی خد شکار د وڑے



کہ بان کیا کرتا ہر بختیار کے پہچان کر کھائے اکو نہ گرفتار کر دیو ہمارے پرانے نوکر میں ادا جان کے وقت سے ملازم چلے آئے ہیں  
خدا شکاریہ سکر چھپے اور بڑا بھلا کئے گئے کہ کیا حرام زادہ شیطان ہر کہ پ ہی تو کہتا تھا جو کوئی لے گرفتار کرنا اب انکو اپنا بزرگ بتاتا ہے  
اودھر سیارہ نے کہا ملک جی ہماری گرفتاری کیلئے ملازموں سے تاکید کرتے تھے اسے ہاتھ باندھے کہ میری کیا مجال ہے غصہ تو آپ کا غلام  
ملکہ غلام کا غلام ہو ہی باتیں کرتے ہوئے خیمے تک پہنچے ملک جی خیمے میں آگئے یہ بھی ساتھ گیا اسنے محبت تمام عرض کیا کہ آج میری بھانجی  
بھگلی یا نہ اسنے کہا کیونکر جان بھگلی کہ بھوان حردن نے پریشان کر رکھا ہوان حردن کو نکال دو تو جان بچے اسنے کہا سرشد زائے جاہلین آپ  
مار ڈالیں کلیم میرے اختیار میں نہیں ہر یہ کہہ کر کشتیان زد جو اہر کی اور تحفہ جات پیش کیے اور بت بہت کی سیارہ سمجھا کہ ساحر کو کھلنے  
میں یہ پس ہر پس رو جو اہر لیکرو ہانے روانہ ہوا یہ تو ادھر سے چلا ادھر کلبا دعوائی جو دخل لشکر عدو ہو قریب بارگاہ آیا  
ان بارگاہ کے قریب خیمہ سادہ میں درانین بدارخانہ نوش خانہ وغیرہ ماہ کاہر اسنے دیکھا کہ ایک خیمہ میں بدارخانہ کے داروغہ آ رہے  
ہیں یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل عورت کے بنائی اور اس خیمہ میں گیا دیکھا تو سب نے ہن یا ہستہ آہستہ آہستہ بدارخانہ کے داروغہ  
کے پلنگ پاس گیا اور اسکے منہ پر بیہوشی ملکہ ہوش کر کے اسکو تو زیر پلنگ ڈالا آپ پلنگ پر بیٹھ کر لباس اسکا اتار کر ہینا اور اسکی سی  
صورت نہ کر لیتا ہا بعد کچھ دیر کے وہاں سے اٹھ کر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا تو وہ بھی نظام نوح کر رہی ہر یہ بھی ٹھہرا رہا ماہ نے کچھ  
عرصہ میں اب خاصہ طلب کیا یہ لپکا اور خیمہ میں آکر کلاس میں پانی برت کا چھلکا بھر کر قتالی جوڑ میں لگا کر پانی میں بیہوشی ملا کر اسنے اسکے  
البا سے اسکو بنگا غصیب دیکھا اسنے جانا کہ یہ تنجو پہچان گئی سب سے اسکا جام آب سامنے کرتے وقت پھر گیا اسنے جب نے پہچاننا تھا ہاتھ  
پھر اسے پہچاننا کہ یہ کوئی عیار ہر پس سحر چڑھ کر بھونکا کہ پاؤں اس کے زمین نے پکڑ لیے اور غفلت ہو کہ عیار پکڑ گیا بختیار ک کھڑک  
سیارہ پھرا ہوا اس طرف آتا تھا اسنے بھی غوغا سنا اور خیال کیا کہ نہیں معلوم کونسا ہمارا بھائی گرفتار ہوا ہر چکر اسکو چھڑانا چاہیے یہ  
سمجھ کر عاجزہ جا کر صورت اپنی مثل بلا جا دو کے بنائی اس طرح جھولا کر کاگلے میں لایا جو اہر کے بت ہاتھ میں باندھے و غنہ لگایا کہ  
کان آکھونا کسے شعلہ آتش کے نکلے معلوم ہوتے تھے رنگ ہر کیا بہت سیاہ بنایا کلاہ مرداریدنگا سر پر رکھ کر جوڑا باندھا انڈوی  
سر پر کھنکی اس صورت یہ نہ کر قریب بارگاہ ماہ آکر اس طرح جست کی کہ صبح میں آکر گراماہ اور حاضرین ربار نے جو اسکو دیکھا سمجھے کہ  
بل او غائب ہوتا ہر اس وقت روے ہوا سے آرا یا ہر پس یہ سمجھا کہ ماہ نے اٹھ کر تعظیم دی و تسلیم کی یہ قریب ہ کے جا کر بیٹھا وہاں  
اس وقت مجھ کو حرنے خبر دی کہ عیار تھا اسے یہاں آیا ہر پس میں آرا یا کہ ایسا نہ تو کچھ ضرر پہنچے اسے کہا حضور کی پرورش میرے حال  
ہر ہوئی آپ میرا خیال نہ رکھیں تو اور کون رکھے آپ کے اقبال سے میں اس عیار کو پکڑ لیا دیکھیے وہ سامنے مقید کھڑا ہی ہر سکر اسنے  
جانب عیار نہ کو رو دیکھا اور اٹھ کر غصیب تمام لپک طمانچہ اسکے مارا اور کہا اونا عیار دیکھ تو میں کس حال خراب سے تجھ کو مارتا ہوں بظاہر تو طمانچہ  
جو بڑے زور سے پڑا مگر خسار پر بہت ہلکا معلوم ہوا کلبا اد سمجھا کہ یہ بلا نہیں کوئی میرا بھائی عیار ہر پس اسکو بہت لطیفان ہوا کہ اب  
میں ہا ہو جاؤنگا یہ تو اس فکر میں تھا کہ بلا نقلی نے ماہ سے کہا کہ عیار یہاں آکر تمکو اس عیار کے چھڑانے کے لیے پریشان کرنے کے لیے  
میں اس عیار کو اپنے ہمراہ بالاسے ہوا لیے جاتا ہوں ات بھر قید رکھ کر صبح کو قتل کر دنگا اور سر لیتا آؤنگا ماہ نے یہ سکر اپنا کر اتارا  
اور کہا اچھا بجائے اسنے اٹھ کر ایک بار چھوٹو کا دکھلایا نیکی اہ سے کلبا د کو بچھا لیا اسنے کہ ماہ سمجھے اسنے عیار کو سحر کر لیا غرض  
بعد اس تدبیر کے اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لایا اور غرہ کیا کہ اسے اوجہ ماہ سمجھو لازم ہر کہ یہاں سے چلی جائے سیارہ اگر یہاں



ٹھہر گئی تو صبح مارونکا کہ تو بھی دگر کی ماہ نیرہ شکر چھپے دوڑی و نون عیار شل برق دبا کے نکل گئے اور یہ سحرہ اول مرتبہ زک پا چکی تھی آگے نہ بڑھی دیکھ کر اپنی حفاظت کیلئے ایک بیضہ سحر بڑھ کر زمین پر راز میں سے دھوان نکلا گرد بارگاہ ایک یواریا کھینچ گئی اب کوئی بغیر اجازت ماہ بارگاہ میں جائے ممکن نہیں یہ نظام کوسے ماہ تو بارگاہ میں بٹھی و عیار بھی ندر بارگاہ کے نجاس کے مجبور ہو کر اپنے لشکر میں آئے لشکر میں تیاری ضرب حرب تھی بہادر تن سپہ تھے فوجوان بن ہے تھے اسکی بلند چھٹکا تھی تلوار کی تیز دھارت تھی گرز سربندی پر آمادہ متحد جنگ ہر ایک سوار و پیادہ اسی ہنگامہ میں رات بسر ہوئی علامت آمد سحر ہوئی جسم دہر پر سے بلا سے تیرگی دور ہوئی

سحر خندان اور سرور ہوئی کہ بموجب ایسات

نکل آئی ضیاء مہر با نکل

ہوار روشن سحر کا پھر ستارا

کھلے عینے ہنسنے گلشن میں پھر گل

کمر نے پھر لباس شب اتارا

دم سحر لشکر ان جنگجو آمد خسرو زرین لباس بارگاہ مشرق سے معلوم کر کے تو سنہاے سبزہ رنگ پر سوار ہو کر وار دھواے جدال ہوے سبزے فلک مرکب و نیر رشک گرتا ہر ام حیح کو بڑا خود تھا مختصر یہ کہ بہادر آمادہ قتال ہوے امیر باقبال سیکھ تن پر چکا ہزاران جاہ و جلال شفر پر سوار ہو کر جلو خانہ شہنشاہ رسم خصال پر آئے سرداروں نے نظام مقدم شاہ دیدے جانب رٹوائے ناگاہ گلہا تشریف آدمی گلبن شہر یاری نے مقام منتظران معطر فرمایا جمال شاہی نے چشم مشتاقان میں نور خشا دیدہ چراغ خضر کو تجل سوار تھی نرگس ساحیر ان بنایا ہر سوار بسان شلغ بار دار بر تسلیم چھکا جہت ان شاہی سے نیم قبول نے ہتھ تاز پایا تخت کے گرد برنگ بلبلان گلستان شجاعت جمع ہو کر گلگون صبا شتاب سے بڑھائے فلج و ظفر نے رحم اقبال اڑائے ڈنکے باد لکی طرح گرجے تھپتھپا برق کردار چلنے لگے امیر کا شفر چھلبد کھاتا فوج کے آگے اس طرح چلا کہ برق و شعلہ کا بھی تسلی توب پر رشک سے دل جلا جال اسکا تھا کہ نظم

باد پا اس رخس کو اسوا سٹے کہنے ہریم

خاک کی جا باد تند ہر اسکے قابض ہجری

اس فرس میں اک برایت ہر اکمین خرمی

اسکے آگے سپہ سحر کی حقیقت کچھ نہیں

تازیا نے کے برابر ہے اسے تازنگاہ

اسکے راکب کے اشارہ پنہر اسکی بکدھری

برابر برابر امیر کے جانشین انکا دارائے عظم ہندوستان نصیب عظم و شان فیل سمیو نہ میارک پر سوار ان نوالاکھ ہندی کا مجمع ہمراہ بڑا ترکہ اور سامان تھا ہاتھی ایسا صاحب شکوہ شان تھا کہ فیل فلک پر قربان تھا ہر چند سر چھکا کر شیاہت اپنی شل اسکے بناتا تھا لکڑی نہ کھانا تاکہ کم

عالم ظلمات اسکے سایہ سے عالم میں ہو

اشمع دندان کی کرا اسکے نہو جلوہ گری

کعبت کرتی چاندنی ڈرہر نہو جائے پری

سایہ اس پل کلان کے جتہ کا ہی ہنشا شب

آسمان پر ہی ہلال عید کی جلوہ گری

خوشنابا لائے سر پہ کیہا ہی خم گجبانک کا

اسی طرح قرنا بھکتی علم چکے نیچے انکے تڑپتے بیرونی سیاہی چھائی کالی گھٹا آئی سیاہل بادل کی طرح میداں نبرد میں پہونچی اس طرف آمد شاعر حریف ہوئی لقا کا ہاتھی قلب لشکر میں کرقا م ہوا اہل اصبا و متاب اس طرح نیگلے میں بیٹھے ہوے آئناہ سپاہ راز در دیا پیر سوار ہو کر مع گروہ ساحران نابکار ایک سمت آ کر ٹھہر چھین آ راستہ ہو میں بعد درستی جملہ امور جنگ ماہ بے نام و ننگ نے بلا سے کہا کہ آج میرا ارادہ مقابلہ کا ہی اسنے اجازت اسکو دی فوجہ اثر دلا کر سامنے تخت لقا کے آئی اور ان جیسا سے بھی جاوے پاس اسنے بھی سختی اسنے

رخ جانب میداں کیا اور وسط میداں میں پہونچ کر نعرہ مارا کہ فرقہ مسلمانان آج میں طبقہ الٹے دیتی ہوں ورتھایاں حکومین اگر تھین سکو بال خرا قتل کرتی ہوں یہ لکڑا نذر بڑھا کر کتلے صفت لشکر ہلام کے جا کر نذر دھو کے سر پر ایک تے سوار کر دے ستر گز کا ہو گیا اور منہ اسنے مثل ہر طال کے گھولا شعلے آگ کے منہ سے نکلنے لگے درجہ ظاہر تھا کہ کھل گیا اس نذر دہنے دم سیٹا لشکر کے آدمی کچکر سو سو ہو ایک ہی بار اسکے دہن میں سکا گئے



غلطہ عظیم برپا ہوا ہفتونین دہائی ہوئی بہادر چارمست سے مرکب حاکم تغین علم کر کے جانب ساحرہ چلے لیکن حرارت آتش زمین اژدر سے بھیجے  
پکنے لگے شور ادا دیا بلند ہوا امیر نے یہ ہنگامہ دیکھ کر اہم عظم الہی دروزبان کیا اور اشد دوزاد بڑھا یا اس ساحرہ نے آپکو دیکھ کر ایک  
رسول اژدر پر مارا کہ وہ اژدر اس تجھ کو لیکر زمین میں ہاگیا امیر اسکو غائب دیکھ کر کے لیکن سبک کہ وہ ساحرہ زمین غرق ہوئی تھی شعلہ آتش  
وہاں سے نکلنے لگے اور لشکر کے آدمی سو سو دود و سو غرق زمین ہونے لگے اس زندہ درگور ہوئیے لشکر میں پھر تلاطم برپا ہوا اور کئی ہزار آدمی  
ہوئے زمین ہوئے اسوقت امیر نے مرکب ڈاکر اپنے تین اس مقام پر پہونچا یا اور اہم عظم بڑھ کر دم کیا کہ یکا یک وہ ساحرہ مع اژدر شعلہ آتش  
زمین سے نکلی اژدر کا قلاب سو گز کا تھا اور ساحرہ بھی آنکھیں لال لال کیے منہ سے شعلہ چھوڑتی تھی صوبے رت بنائے بال زمین تک لٹکائے  
ظاہر ہوئی اور رسول پکار کر امیر پر حملہ کیا اپنے حملہ اسکا رد کر کے نعرہ اشد اکبر بلند فرمایا اور اہم عظم دم کر کے تلوار پر عقب سیلانی کا ہاتھ  
اُسکے سرخس پر لگا یا برکت سماے الہی سے تلوار ایسی پڑی کہ مع اژدر و ساحرہ کے چار ٹکڑے ہوئے غلطہ قیامت خیز برپا ہوا آندھنی نے  
دینا اندھیری کر دی آگ برسنے لگی سیون نے غل مچا یا کہ افسوس ہمارا **جادو** کو اس ہنگامہ کو دیکھ کر اژدر صبا وغیرہ نے ایک نعرہ  
آہ مارا اور نوج ساحران کو لاکار کہ ہاں لینا اس سلمان کو ساحرہ آور ہوئے بختیار کے اس حملہ کو دیکھ کر غور کیا کہ اس  
گرمی میں بلا وغیرہ قتل ہو جائینگے کیونکہ انکو غصہ بہت اور حمزہ مالک باطل السی یہ وہ ایک کو بھی زندہ نہ رکھیں گاہذا جنگ منلو کہ اگر ان سبکو  
بچانا چاہیے یہ سمجھ کر افسران لشکر کو اسے بھی حکم کر دیا یا نام سجانی دیا خنری و مشتری و عساری اور کو بی درسیانی گرگانی حبشیہ  
کیو مرنی تیر و تلوار و گرز وغیرہ سے کام لینے لگے نیزہ داروں نے دشت قتال فیتان بنادیا تیر افکنوں نے منہ پر سادیا امیر اور سرداران  
لشکر اسلام بھی سینہ سپر کر کے عدد و کور و زبرد کھانے لگے پیچھے ہاتھ تلواروں کے بڑھ بڑھ کر لگانے لگے جو بہادر کہ زم کو بزم سمجھتے تھے  
جاں نیا انکے نزدیک کھیل تھا تیغ کو انکی سرگردن سے دشمن کے میل تھا جان بازی انکی بازی تھی دم دشمن سے دس بازی بھی صبا  
ہوئے دشمن زنی فراش تھی بھی ہوئی لاش پر لاش تھی پیرین ہستی قطع ہو کر انکا بچھونا تھا زندگی کا ہر ایک کو روٹا تھا تا نفس کی ڈوریان  
کسی تھیں چیمہ ویران تھے اہل بزم پریشان تھے ڈھالیں برکی طرح چھائیں تھیں یا شامیانہ تنا تھا تا شعلہ دشمن کی چاکے  
ایسا اجتماع تھا کہ کلاتون کی ڈوریان اس منگیرہ کی تھیں رقص نیل نے کیفیتیں دکھائیں کہ ابیات

یما مد بخور شید گرد سپاہ	ندیدہ کس از گرد خورشید ماہ	شد آن جادو سے زشت و ناپاک تن
بنزد سران سراخمن	سہدار اسلام چون نیل مست	ہمی گشت شان و ہمیکرد پست
غریبے برآورد برسان شیر	پے دشمن آورد چون گور زیر	بہ لشکر کہ دشمن اندر رفتاد

ساحرون نے ہر چند ہمت سے طرح طرح کی آفت برپا کی یعنی آگ برسانی پہاڑ اڑا کر ڈھلے  
مار و عقب برسانے اژدر و سحر سے بنا کر لڑائے مگر برکت اہم عظم اہل اسلام ان بلاؤں سے محفوظ رہے اور قتل کر کے جانب لقا چلے امیر نے  
ساحران بڑے بختیار کے یہ دیکھ کر طبل باز گشت بجا دیا امیر ناچا پھرے ادھر بھی طبل سائش پر چوب پڑی فوجین پھر کر پڑا اور پرائین امیر  
نے فوجین اپنے لشکر کے مقتولوں کی اٹھائیں پھر بارگاہ میں شریف لائے زخمیوں کے ٹانگے دلوائے و بار بار فرخواست ہوا ہر ایک سردار اپنے اپنے  
مقام پر جا کر مصروف عیش و نشاط ہوئے بادشاہ بھی داخل شہستان ہوئے یہاں تو کیفیت یہ لیکن اس طرف بلانے لاشہ ماہ اٹھو یا بہت  
کچھ اسکے منہ کا م کیا پھر بارگاہ لقائیں یاد ہاں مہتاب صبا بھی ہوئے تھیں وہ بھی غم ظاہر کرنے لگے لیکن بختیار کے کہ اس طرف تو کئی کرکے نہ



ایک دن اس طرح تم سب ابگاہ عدم میں جا کر سو فکے عالم ارواح میں روکنے ساحرون نے متفق القضا اسکے قول کی تائید کی مہتاب جاوے  
بھی کہا کہ ملک جی آپ سچ فرماتے ہیں بغیر اسم عظم جھلائے حمزہ سے کوئی طر نہیں سکتا اچھا آجکی رات میں ایک سحر تیار کرتی ہوں اگر اس سحر  
سے بھی کچھ نہوا تو اسم عظم کی تدبیر کر دوں گی یہ کہہ کر کچھ دیر بیٹھی ہی جب وقت آیا کہ اتر در شب برہاہ آسمان بسان ساحران سوار ہوا اور ہر گ  
ساحر روز سے عالم میں اندھیرا چھایا کہ نظم

نغم سے بھرا جو ساغر شام	تو پہنی شب نے پوشاک سیہ فام	ایک شب نے چراغ ماہ روشن
دھلا دن کی طرح تار و نکا جو بن	مہتاب بارگاہ سے اٹھ کر اڑی در حوالی کوہ عقیق میں بیٹھ کر ایک شہر کے کناہے تری	

برہنہ ہو کر اس چشمہ میں پہلے نہائی پھر کناہے آ کر برنجی تھالی میں ایک چمک جلائی اپنے خون سے جھینٹے اس چمک کی نو بردینے لگی اور کچھ مٹی  
مٹی پہ رات تک اس طرح افسون خوان رہی بعد نصف شب تین دتکین و زور دیکر ناچنے لگی ناگاہ اس چمک کی نو سحر کفر حق ہوئی اور ایک  
شیطان خبیث نے اس میں سے منہ نکال کر پوچھا کہ کیا کہتی ہو اس نے کہا مجھ کو منظور ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑاؤ دن و رات ایک کو دوسرے کے ہاتھ  
ت قتل کر اؤن شیطان نے جواب دیا کہ یہ کچھ مشکل نہیں جا ایسا ہی ہو گا اس نے کہا حمزہ خسر شکر مسلمانان دھر پڑھتا ہے اس کا کیا علاج  
اپنے سوچا ہونے بیان کیا کہ جب حمزہ ان لڑائیوں کے قریب دھر کرنے آئے گا تو اگر دیدا ہوگی وہ لڑائیوں کے اس میں غائب ہو جائیں گے  
حمزہ پھر انکو نپا رنگا اس نے کہا پھر وہ لوگ کہاں جائیں گے اس نے جواب دیا کہ ہم قید کر لائیں گے ساحرہ ان باتوں سے بہت خوش ہوئی اور اس  
شیطان کو اپنا خون جسم کا ٹکڑا پلایا اور رخصت کیا کہ وہ غائب ہو گیا اس نے بہت سے دانے ماش کے لوہے سے چمک کے اتار لیے اور چونک  
بجھا کر غائب ہو گئی بروہ ہوا اپنے بھائی بلال پاس آ کر سوئی جب ساحرہ وزگار نے آفتاب کی چمک چشم فلک کے کناہے جلائی اور  
حوادث دہر نے شیطان بنکر غمخواران مال دنیا کی صورت دکھائی کہ سمیت ہوئی پھر صبح تابان دشمنی بار ہوئی غائب نظر سے پھر شتاب  
دقت حرقا آ کر بارگاہ میں تخت پر بیٹھا اور با جمیع ہوا ساحرہ بھی روئے ہو اسے بارگاہ میں اتار آئے جیسے سرزمین نیا پر سے سایہ  
اترا یافتہ دہشتن پیدا ہوا اس طرح ظاہر ہو کر دنگل پر بیٹھے نای ہو نیکا حکم دیدن عشرت میں بسر کیا جب اندھیرا بھوت کی طرح سر عالم پر  
پڑھا اور عامل روز قتل آفتاب بجھا کر کنارہ کر گیا اور شب کی سپر زادی نے ہندو جات انجم کا نقش خطوط اکمشان کھینچ کر بھرا کہ بوجہ نظم

آداس افسون کیوں ہر صورت شاہ	پڑا ہر برج میں گردون پہ کھرام	ستائے بن رہے تھے دائہ اشک
زبان پر مہ کی تھا افسانہ اشک	مہتاب نے شام ہوتے ہی حکم کو تخت طبل جنگ یا نقارہ پر چوب پڑی یہ ہنگامہ میا کہ بوجہ ملو لفظ	
صدائے طبل سے پانی ہوئے دل	نذا آئی کہ اب ہستی ہے باطل	لگے کتنے بہادر سنس کے یہ بول
سہانے ہیں بہت یہ دور کے ڈھول	ضیکوں جرب بچنے کی گوش حق نوش شاہ اسلام میں بیوی ادھر بھی یہ حال ہوا کہ بوجہ ملو لفظ	
بجا فوج اسلام میں طبل جنگ	پڑا چرخ میں چرخ فیروزہ رنگ	دہل زن دہل زد بہ حسین او
ہر بین دین او دین او دین او	شجاعت شعار ان رسم خصال	ہوئے مستعد ہر جنگ وجدال

تیار ی جنگ دنوں جانب آغا ہوئی طائر خیال مبارزان کو جانب صحراے جلادت طاقت پرواز ہوئے ہوئے حوصلہ شجاعان نے گلستان  
انوری کو ہر اکرویا نیا گل کھلایا کہ گلشن ہستی میں نہال قامت کے قطع ہو نیکا دقت قریب یا واقعی عجیب تھا تھی کہ فوج آبیاری آہن کرنے  
پر تیار تھی نیزے حدیقہ ارجمندی کے سرو پائشاد تھے خانہ کمان آباد تھے تعین سان پر چڑھنے سے شعلہ افشان تھیں چنار سے گرتی



چنگاریاں تھیں لال لٹن کے سپاہی سرخ وردی سے لالہ احمد ریاض شجاعت یاگل بوستان جلالت تھے فوجوں کی نگرانی آنکھیں چار سو لگی تھیں چوڑے  
 زنگ اس گلزار بہادری میں بھولا تھا سر و باغ غبار دلا گیا لگا بولا تھا قمریان بلبلین زمزمہ پرہیز تھیں نقیب لہتے تھے مرغ ارمان پیکا پر  
 لہتے تھے جو پٹ جی تھی مٹھدی کی ٹٹی نظر آتی تھی قرناہر ایک شہو تھا گل عباس طرم کی صورت ہو ہو تھا مرکب سب نسیم و صبا شتاب  
 گلے سیر کے پھول تھے یا ٹختہ سوسن کے قریب کھلے گل گلاب تھے نوجوان لبان جوانان گلشن تن رہے تھے افسر ہر ایک شمشاد قاف  
 زیور اسلحہ ہنسا عروس بن رہے تھے جنرل و فوجدار چنستان جرات کے مرد صنوبر تھے پھلدار نخل تیغ و خنجر تھے لال لال آنکھیں  
 سجھا ہونکی گل کی رنگت دکھاتیں قیامت زاکفیتین نظر آئیں صرصر حادثہ زرا ہوتا فاسے وزان تھی یہ صورت نمایاں تھی کہ مولف

وہ سب گلستان شجاعت کے گل	ہرنگ عنادل یہ کرتے تھے غل	کہ بان اسے جوانان گلزار زم
بکھنا تم اس رزم کو جاے بزم	کہیں سان پر تیغ تھی شعلہ بار	کہ ہو جیسے گلشن میں نخل چنار
کسی جازمین پر تھے نیزے گڑے	شجاعت شعار انکے نیچے کھڑے	ایہ ظاہر تھا جیسے نستان میں شیر
پے صید بھیرے ہیں ہو کر دلیر	رات بھر یہی ہواے تندر گلستان شکر میں چلتی رہی جب گل خورشید نسیم سحری نے	
کھلایا اور گلشن کو اکب افلاک دستبر دھزان ہوا کہ بموجب	ہواٹے جس کھڑی میدان شب کا	
صف مشرق سے اسپ مہر چکا	ہوئی مسدود راہ کھشتان صاف	ہوا اک بار روے آسمان صاف

رایت نصرت یا تفتح ظفر مخرج شمشاد آسمان و رایت بصدر کنت و جلال بہر جنگ جہاں جانب میدان بڑھا امیر با تہال نفع سطران  
 رستم خصال کے حمد سے اگر جلو خانہ بادشاہی میں قرار لیا شاہ قوی بال برآمد ہو کر جانب زم گاہ چلے سردار تسلیم کر کے گرد تخت شاہی ہوا  
 کہ بموجب ایات لمؤلف
 چلے جانب رزمگ بادشہ | زمین و زمان میں پڑا زلزلہ || پڑی کوس شاہی پہ چوب ایکبار | جہان میں ہوا شور و حشر آشکار | بہادر ہنرمند عالی کمر |
| سجے تن پہ تلوار و تیر و تبر | بڑے کروفر سے بڑی آن سے | ہوے داخل رزمگہ شان سے |

میدانین پہونچکر یہ صفین جہین اسطوت سے آمد لشکر لقا بے بقا ہوئی ساحر و نین سے بلا و صبا بکھر من بیٹھے ہوئے  
 مہتاب اثر در پر سوار ساحر و نیکے پرے ہمراہ لیے آئی لشکر نے صفت بانڈھی قلب میں تخت ہاتھیں نہر کھنچا ہوا لقا کا ٹھہر لہت  
 لاکارے کڑکیت پکارے کہ بموجب ایات لمؤلف
 کہ صرہین شجاعان نام آوران |  || کہان ہیں وہ جنگ اور تیغران | لڑائی میں جائیں لڑاؤین ذرا | کہ سٹ جائیں گے نام رہ جائے گا |

جب کل انتظام میدان ہو چکا مہتاب نے قریب تخت خداوند آکر رخصت سر حرب طلب کی لقا نے اجازت دی بختیاک  
 نے کہا ماہ کی طرح سے ملکہ تم بھی جانب ملک علم جانے میں عجلت نہ کرنا جو ہم کہیں داہ رنی روشنی و فوجہ کو کلام سنکر ہنسی اور کہا ملک جی  
 آجکی لڑائی قابل دیکھنے کے ہے یہ کہہ کر اثر دبا ڈھکا کر کچھ دور آگے جا کر پکاری کہ اے قاکم و علمشاہ تم دونوں ٹپے طرے والے ہو  
 گر بھی آپس میں باپ بیٹے لڑے ہیں اب مثل رستم و ہر اب باہم لڑ کر مر جاؤ نام میں معرکہ میں کر جاؤ یہ سنتے ہی قاسم و علمشاہ کہ  
 صف دست چپ میں ایک ہی مقام پر کھڑے تھے آمادہ فساد ہوئے علمشاہ نے قاسم کو لٹکا رکھا دبا دبا تو ہمیشہ محلو  
 گھورتا ہوا رہا بات میں تھوڑے چڑھتا ہوا قاسم نے جواب اس کے نیپ بی کی کہ میں رتبہ پداری کا پاس کرنا تھا اسوج سے آپ کا کڑا کر اجڑا



اٹھا تا تھا اب میں تلوار کے آگے کچھ باپ داد کا کھانا نہ کرونگا زیادہ بولو گے تو زبان تیغ سے جواب دوں گا یہ سن کر علمشا  
 تیغہ کپتان فرنگی کھینچ کر اسپر چلے قائم نہ بھی پلا رک کو افراسیاب کی نیام سے لیادہ دونوں صفت لشکر سے باہر ہوئے اور  
 لڑنے لگے جھینٹا ٹاشمیش زنی کا شروع ہوا سرداران اسلام ہان ہان کر کے چھڑانے پڑھے اور پکارے کہ اے دلاورو  
 کیا کرتے ہو قدم راہ مردت سے خلاص دھرتے ہو خبردار فساد باہم نہ کرو یہ کہتے ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ اس وقت امیر مکرپ  
 بڑھا کر آرم عظم پڑھتے ہوئے چلے اور کندازند کو بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ کندین مار کر انکو اسپر کروادھرتے کندازند  
 چلے ادھر سے امیر بڑھے لیکن کوئی قریب انکے پہونچا تھا کہ صحرا کی طرت آندھی آئی اور ایسی جلد کہ یہ آئی آئی قریب کی  
 غبار نے ان دونوں لڑنے والوں کو چھپا لیا امیر نے اس آندھی پر آرم عظم پڑھ کر دم کیا کہ وہ خاک بہا دفناڑ گئی لیکن نگاہ جو کی  
 لاش قائم و علمشاہ کی پڑی تھی صورت زیبا خاک میں ملی تھی آنکھیں حسرت آلود کھلی تھیں باپ کی تلوار نیٹے پر پڑی ہوئی تھی  
 تلوار نے باپ کی جان لی ہو یہ دیکھ کر امیر نے چاہا کہ گریبان بھاڑیں فرط غم سے سر پر خاک الین مگر میدان جنگ میں کھڑے  
 تھے غیرت شجاعت دہن نہ کر دیدہ دل سے اشک گریہ پاک کرنے لگے نالہ نے ضبط کر نیسے کلا گھونٹا آنسو بے ساختہ نکل پڑے  
 لشکر میں بھی کہرام مچا ہوا کوئی کہتا تھا کہ میت سدا گھر کسے اس عالم میں پایا زمین سے آسمان نے ہوا اٹھایا کوئی کہتا  
 تھا میت یہ تازہ دیکھے ہیں دل غ دل کو بنایا آہ لالہ باغ دل کو سیطرے یہ سب تو مصروف نالہ و شہون تھے کہ اس قحیم  
 حساب نے پھر پکار کر کہا کہ اے کندھو رو اے مالک بھلا دیکھو تو تم دونوں کیونکر باہم مقابلہ کرتے ہو کیلئے کہ تم دونوں نے  
 حمزہ ہر نقین ہر کہ خوب لڑتے ہو گے اتنا کہتے ہی کندھو رونے مالک کی طرے دیکھ کر نعرہ کیا کہ اے ماہ بھی یک بیابان شمار سوار  
 خوار عربی تو ہمیشہ بنگاہ کج مجھ کو دیکھتا ہے آج آ تو میرے مقابلہ میں مالک نے نیب سنکر جواب دیا کہ اے ہندی پہنی خور کم قدے تو لڑنا کیا  
 جانے یہ کہکر ماویان عربی کو صف نکالا ادھر سے فیل مہیونہ کو کندھو رونے ہولا امیر بان ہان کر کے چلے از بسکہ لشکر کی صف  
 دور تک پہونچتے جا میں جائیں اس وقت تک وہ دونوں لڑنے لگے اسے نیزہ مارا اسے گرز مارا دونوں نے ضربیں دکر کے جنگ مردانہ  
 آغاز کی اس عرصہ میں امیر قریب پہونچے اور ایک طرف سے حکم بادشاہ کندازند آگے لیکن ایسی ہی آندھی بہت جلد آئی اور دہن گردنے  
 بسان دہن آغوش مادران پروردگان مہر شجاعت و ہتوری کو چھپا لیا امیر نے قریب پہونچ کر آرم عظم پڑھا کہ وہ آندھی تو  
 مٹی لیکن ان دونوں کی لاش نظر پڑی عیاذ باللہ صبر و طاققت ضبط باقی نہ رہی بے اختیار اناشتہ و اناالیہ رجھون ارشاد کیا اور کہا  
 کہ میت فلک بگا بھی کیا کیا کہ تودلغ + جلیگا دل تودیکا آج بودلغ + یہ تو اس عالم میں تھے کہ ساحرہ نے ہنکر باوازا  
 بلند کہا اے فرامرز و جمہور تم دونوں بڑے بہادر کہلاتے ہو کہ سپر خواندہ حمزہ ہو چاہیے کہ ہم لڑ کر مر جاؤ اپنا نام کر جاؤ  
 یہ آواز سننے ہی امیر چلے کہ میں پہلے ہی جا کر ان دونوں کو روکوں اور آرم عظم پڑھوں لیکن صف میں دست چپ و سرا دست  
 راست میں تھا اور تخت شاہی سے ملکر صفیں راستہ تھیں امیر نے بہت دور لاشہ کندھو رو وغیرہ پر گریبان تھے ان دونوں کے  
 پاس جلد پہونچ نہ سکے وہ صف سے نکل کر لڑنے لگے جمہور کا تیر زین فرامرز پر پڑا دونوں شیر بیشہ شجاعت میں حربے  
 برد کر کے باہم گتھ گئے امیر قریب پہونچے اس وقت غبار زمین پیدا ہوا اور ان دونوں نور دیدگان مردانہ لادری کو  
 مار گرایا امیر نے جو دیکھا تو لاشہ انکا نظر آ یا بحر اشک قہر زم چشم سے بہا یا دست تاسف ملے اور فرمایا کہ میت



نیا یہ تیر تے دل پہ مارا نہیں ہو صبر کا بجو بار ادا اب تو مصروت نوحہ و شیون تھے کہ مہتاب نے ابی پکارا کہ اسے سندویل  
 اصفہانی وے مہلیل جنگ عراقی تھاری رزم بھی قابل دید تھی ہاں لڑو تو آپس میں یہ شکر سندویل و مہلیل صفت لشکر سے  
 نکلے اور ہم کلام کر کے باہم لڑنے لگے اور دل گرد میں چھپ کر مردہ ہوئے امیر روتے رہے ساحرہ نے اسے طرح دس ہندو  
 جوڑ لڑوائے یہاں تک کہ دن تمام ہوا اور غبار تاریکی شام ظلام نے مبارز فلک کو یعنی نہر جہاں تاب کو چھپا یا روز روشن  
 مثل شمع کشتہ ساحرہ شب نظر آیا نظم

ستاروں پر بلا آئی ہوئی تھی  
 نظر آتے نہ تھے وہ ان نجم ستار

اداسی شام پر چھائی ہوئی تھی  
 چراغ ماہ نقادہ روشنی بار

مہتاب نے طبل باز گشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ اے لشکر مسلمانان اگر تجھے میرے خداوند کی اطاعت نہ کی تو صبح کو  
 چراغ ہستی تمھارا گل کر دوں گی دشت لاشوں سے بھر دوں گی خبردار انکار نہ کرنا ورنہ سزا اپنی کنار میں دیکھو گے یہ کھل چھری  
 امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا لقا اپنی بارگاہ میں آکر ٹھکانا ہی ہونے لگا محبت  
 نشانہ برپا ہوئی لشکر اسلام میں ہر شخص فرط غم سے افسانہ حیرت و حسرت ہر زبان بھاسا سر غم کا سامان تھا امیر  
 نے بارگاہ میں آکر خواجہ زادوں کو بلایا اور حال کشندگان لشکر استفسار فرمایا خواجہ زادوں نے قرعہ پھینک کر خوف غور  
 فرمایا نظرات ثوابت و سیارگان کو دیکھ کر سر اٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہر بار سر فراز سب قید میں مبتلا ہیں یہ سب پہلے اسے بحرین  
 جو قتل کیے گئے ہیں انکو بھینکوا دیجیے اور جو امتحان ہمارے قول کا کرنا ہو تو کسی پتلے پر اکرم اعظم دم فرمائیے حال معلوم ہو جائیگا امیر نے  
 ایسا ہی کیا پتلے ماش کے آٹے کے تھے غرض انکو بھینکوا دیا اور خواجہ زادوں کو خلعت دیکر رخصت فرمایا عیار سیاہ  
 وغیرہ فکر عیاری میں چلے دربار برخواست ہو اسر دار خواجہ گاہ میں گئے بادشاہ داخل شہستان ہوئے چالاک نے امیر سے  
 عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے آج جا کر یا تو اپنی جان دیتا ہوں یا مہتاب کو قتل کرتا ہوں یہ کہہ کر باہنہ عیاری سے  
 آراستہ ہو کر روانہ ہوا ابو الفتح نے جو اسکو جانے دیکھا آپ بھی ہمراہ ہوا اور دونوں کنارے لشکر حرکت پہونچ کر صلیب و خنجر  
 کی ایسی بیکر دخل لشکر ہوئے یہاں دیکھا تو بڑی گھما گھمی ہوئی دکانیں کھلیں سیاہ تمام مصروت خرمی ہی ہر سمت سامان پیش  
 و نشاط ہی ساحرہ زمین آجمن انبساط ہی تاج ہر مقام پر ہو رہا ہے ہر شخص فتح کی خوشی کر رہا ہے بستر پر سپاہیوں کے یار و نکاح جمع ہی  
 شراب کا دور چلتا ہے یہ دونوں عیار باہم مشورہ پذیر ہوئے کہ ایک ہم میں سے بارگاہ نقاہ میں جائے اور دوسرا  
 باہر پھڑے اسلئے کہ اندر والے پر خدا خواستہ کچھ آفت آئے تو یہ اسکی اعانت کرے غرض کہ صلاح کے چالاک نے  
 ابو الفتح کو باہر چھوڑا اور آپ اندر گیا یہاں بھی سامان عشرت نظر آیا مہتاب مع اپنے بھائی وغیرہ کے دنگل پر جلوہ فرما  
 تھے محفل بمساطر پاتھی بختیارک شیطنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ملکہ مہتاب یہ روشنی تمھاری رات بھر کی ہے یہ رات  
 تمھاری نظراتی ہے مرشد زادے آتے ہونگے وہ سارا فروغ مٹا دینگے یہ چاند سی صورت خاک میں ملا دینگے مہتاب  
 یہ باتیں سن کر ہنس ہی رہا تھا لاک حملہ کیفیت سن کر ایک جگہ ٹھہر کر دیکھنے لگا کہ شیطان نے پھر ساحرہ کو عیار و نکاح  
 دلایا اسنے زیر لب کچھ بڑبڑایا فوراً ایک چنبہ پیدا ہوا کہ ہاتھ میں فاسدان لیے نقادہ فاسدان رو برے ساحرہ لایا اسنے



ایک گوری آہین سے لیکر کھائی اب اس پنجہ نے صورت ایک پتلے کی پیدا کی اور کان میں اسکے کچھ کہا چالاک سمجھا کہ تیرا ذکر یہ کر دیا  
ہر بھاگ جا پھر سمجھا کہ جو تیری جانب یہ کچھ اشارہ بھی کرے اس وقت بھاگنا چاہیے یہ سمجھ کر ٹھہرا تھا کہ ساحرہ سے بتلا کہ کچھ تھا کہ عیار  
کھڑا ہوا اسنے دانہ ماش کا پھینک کر آواز دی کہ اے زمین گیر چالاک پاؤں زمین نے پکڑ لیا سنے گرفتار کر کر اسانے بلایا اور کہ  
سج بتلا کہ تو کون ہر چالاک نے اپنا نام بتلایا اور کہا میں تاشا دیکھنے آیا تھا کوئی خطا تیری نہیں کی تھی جو تو نے گرفتار کر لیا میں  
ہمیشہ جمال خداوندی دیکھنے اس بار گاہ میں آیا کرتا ہوں علاوہ اسکے ہلو گونکا ستانا اچھا نہیں بختیار کہ یہ تقریر سنکر سمجھا کہ ایسا  
نہو خوف زدہ ہو کر ساحرہ اسکو چھوڑ دے پس اسنے کہا مرشد زادے یہ غیر قتل کیے عیار کو چھوڑتی نہیں اور اب تو ماہ جادو کا  
انکو بدلہ لینا ہی ہمارا کچھ آہین زور نہ چلیگا اور نہ ہم اس مقدمہ میں بولینگے یہ کہہ کر ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ مرغ سر پریدہ بانگ  
تمہید ہد آپ انکو وہ راہ بتلائیے کہ اب یہاں یہ نہ آسکیں ساحرہ اسکے کلام کو سمجھی کہ پردہ اسکے قتل کو کتا ہوساں زہم قتل عیار  
نکو کے ہوئی اور لقا سے کہا کہ یا خداوند میں اس عیار کو اپنے خیمہ میں لیجا کر سر کاٹ کر اسکا آتی ہوں اب اسکے معین اور عیار آجائینگے  
اور فساد برپا کرینگے یہ کہہ کر اٹھی اور چالاک کو لیکر چلی مگر غلغلہ گرفتاری عیار مذکور جو بلند ہوا ابو الفتح جو باہر بارگاہ کے تھا  
یہ خبر سنکر اندر آیا اور بختیار کے پر پشت ٹھہرا جب ساحرہ چالاک کو لیکر چلی اسنے خنجر کی نوک پشت بختیار کے من چھوئی کہ  
اسنے گھبرا کر سراوچا کیا اور اسکی جانب بکھا اسنے کانین بھک کر کہا کہ ملک جی آج تمھاری قضا آگئی دیکھو میرا خنجر کیسا بران ہر ملک جی  
نے جلدی یہ تقریر سنکر عرض کیا کہ یا حضرت میری کیا خطا ہوا اسنے کہا حرامزادے تو ہی تو شتعالک ساحرہ کو بہر قتل عیار دیتا ہے اے  
بے ایمان خود اگر میرے بھائی کا ایک دیان بھی سیلا ہوا تو تیرا حلو اچکا دنگا بہتر یہ ہے کہ اسکو قید سے چھڑا دے ملک جی نے جی کڑا کر  
کہا آپ اس مقدمہ میں دخل نہ کیجیے قتل ہو جانے دیجیے پھر جیسا ہو گا دیکھ لیجیے گا ابو الفتح کو یہ سنکر ایسا غصہ آیا کہ پھر نے دگا اور خنجر  
کھینچ کر پکارا کہ او قمر ساق قضا ہی تیری آگئی پس جیسے ہی اسنے خنجر کھینچا ساحرہ دن اور سب اہل دربار نے دیکھا چاہا کہ گرفتار کریں  
مگر شیطان سمجھا کہ میں قتل ہو جاؤنگا اور بالفرض کہ سبب سحر کے اس وقت اس عیار کا خنجر دفعۃً مجھ پر نہ پڑیگا لیکن اس عیار مجھ کو  
اندہ نہ رکھیں گے پس یہ سمجھ کر شخص سے منع ہوا کہ خبردار آپسے کوئی نہ مزاحم ہوا اور سبکدوش کر آپ عرض پیرا ہوا کہ حضور جو فرامین میں  
بجا لاؤں ابو الفتح نے بہ آواز کہنا مناسبت نہ جانا آہستہ سے کانین کہا کہ اے فسادی جلا ٹھکر ساحرہ کے پاس چل اور اس سے کہ  
کہ اس عیار کو قتل نہ کیجیے قید فرمائے شیطان نے کہا بہت خوب چلیے یہ کہہ کر اٹھا چونکہ ساحرہ چالاک کو اس عرصہ میں اپنے خیمہ میں  
لائی تھی و قتل کیا چاہتی تھی کہ یہ شیطان جا کر ہو چکا اور پکارا کہ اے ملکہ مہتاب چلو ملکو خداوند بلاتے ہیں فرمایا ہر کہ اس عیار کو  
قتل کرنا مناسبت ہے قید کر دے ساحرہ نے کہا قید سے کیا حاصل ہر قتل ہی کرنا بہتر ہے بختیار کے کہہ اسے مانزا دی نہ تو سمجھے  
نہ بوجھے باتیں بناتی ہر او قجہ آج قتل کر نہیں میرا پیٹ پھٹے گا خداوند بھی جو تیاں کھائینگے تیرا سر اڑیگا کیون شامت آئی تھی  
جلد حکم قید کا دے اور جو میں کتا ہوں بجالا ساحرہ اسکی باتوں سے حیران ہوئی کہ آج شیطان نکو کیا ہوا ہے جو مجھ کو گالیان دیتا ہے  
اور عیار کا جنبہ کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آہین کچھ اسرار ہر مناسبت ہے کہ خداوند کے پاس چلکر دریافت کروں پس یہ خیال کر کے  
اودھر اودھر دیکھا کہ کوئی ساحر نظر آئے تو اس عیار کو اسکے پاس قید کر کے خداوند پاس جاؤں پس اسکا ہر مٹ دیکھنا تھا کہ  
سیارہ جو پہلے عیار کی کو آیتا تھا کھائی کی قید کا غل سنکر مہتاب ہوا قریب خیمہ فکر بانی برادر میں ٹھہرا ہوا تھا شیطان کے آئیے اسکے ہر



خیمہ میں چلا آیا تھا اس وقت ساحرہ نے جو ساحر کی تلاش کی بس اس کو قریب پایا چالاک کو اسکے سپرد کیا کہ تو اپنے سر میں قید کر میں خدمت خداوند میں جاتی ہوں یہ کہہ کر اپنا سحر اتار لیا اور ہمراہ شیطان چلی یہ دونوں عیار بھی خیمے سے نکل کھباگے اور سیارہ نے اہ کیا اور پکارا کہ اے خیمہ منم سیارہ دیکھ یوں چھڑا لیا جاتے ہیں ساحرہ نے یہ نعرہ سن کر چاہا کہ پھر انکو گرفتار کروں مگر خیمہ نے منع کیا کہ ان عیاروں کو چھڑنا اچھا نہیں ابھی مجھے یہ سانحہ گزر چکا ہے یہ کہہ کر سارا ماجرا بیان کیا ساحرہ کے عیاروں کو چالاک سے حواس منتشر ہوئے لیکن شیطان سے کہا کہ آپ لوگ اگر اس طرح خوفناک ہونگے تو پھر ہم مقابلہ کیا کریں گے آپ نے بہت بڑا کیا کہ عیار کو رہا کر دیا جسے آپ کو دھمکا یا تھا اس ہوئے کو بھی قید کرنا تھا آپ نے تو ملک جی فرط خوف سے جی ہار دیا ہے سو بودون کے بودے آپ بنگے میں بختیار ک یہ باتیں سن کر ہنسنا اور کہنا اے ملک آپ زندہ جہان زندہ جان ہے تو جہان ہے جب میری جان پر بنے گی میں بھی یہی کروں گا اگر ایسی ہی تم مضبوط ہو تو اپنے خیمے میں بیٹھ کر عیاروں کو بلاؤ دیکھو تو کہہ دو اگر کسی سیخ مارے میں ہمتاں کو یہ کلام سن کر غصہ آیا اور کہا اچھا میں ابھی جا کر جیتنے عیار رہیں سب کو گرفتار کر کے راہ فنا دکھائی ہوں اپنا سحر آزماتی ہوں ان موؤں نے بہت ناک میں دم کر رکھا ہے اور بڑی دھماک اپنی باندھ رکھی ہے بختیار ک تو چاہتا ہے کہ میں الگ ہوں اور عیار قتل ہوں بس اسنے اور زیادہ اسکو ورغلا یا اپنے کہنے کے لئے ملک کیون قضا آئی موت پھر پھر آتی ہے بھلا دیکھیں تو کہ تم عیاروں کو کیون قتل کرتی ہو ہمتاں یہ کہہ سن کر پھری اور اپنے خیمے کی طرف چلی بختیار ک بآگاہ لقا کی طرف پھرا ابو الفتح جو خدا کا بنا ہوا ساتھ تھا اپنے لشکر کی طرف چلا اسلئے کہ اور عیاروں سے مشورہ ساحرہ کا بیان کروں یہ تو ادھر سے چلا اور سیارہ جو عیاری کے ہمتاں کے چالاک کو لیکھا تھا تو چالاک کو پہنچ ہوا تھا کہ یہ خیمہ سے چھوٹا بھی ہے اور دست چھوٹا بھی ہے جو عیار ہر پہلو سے گھیر رہا کر لایا احسان اسکا تجھے ہوا اب تو چل کر جی طرح ہو سکے اس ساحرہ کو ہلاک کر بس سیارہ سے جدا ہو کر چلا ادھر سیارہ بھی بارادہ عیاری روانہ ہوا اور ایک فراش کی ایسی صورت بن کر جیتاں ہمتاں خیمہ میں پھر کر آئے یہ داخل خیمہ ہوا اور لوٹ مار کر بلنگ جو خیمے میں بچھا تھا اسکے نیچے جا کر چھپ ہا اور چالاک جب قریب خیمہ پہنچا دیکھا کچھ کنیزیں ہمتاں کے درخیمہ پر کھڑی انتظار اپنی بی بی کے آئینا کر رہی ہیں یہ ساحرہ تو بنگر گیا ہی تھا ایک کنیز کا اسنے جا کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ادھر آؤ جسے خداوند نے کچھ کہا ہے سن لو کنیز ہمراہ اسکے چلی یہ اسکو تنہائی میں لایا اور حجاب رکھ بیٹھ گیا پس اس نے لیکر اسکی اسی رت اپنی بنائی یعنی دود و انتیان کا نین ڈالین دراج پہنکر اسی ساری باندھ کر گاتی دیکھنے کی باندھی چھوٹی سحر کی گلے میں ڈال مانتھے پر سینہ و رکاشہ کھینچا سینہ و رمانگ میں بھسرا یہ نقشہ بنایا کہ

چمکتا برق سان تھا رنگ رخ کا	امقابل ہر تابان کے تھا چہرا	لہنمایت خوبصورت بنکے الکفام
خدا تھے نرگسی آنکھوں پہ بادام	وہ دونوں کان میں بالے جو ڈالے	جڑاؤ سب جو اہر کار وہ تھے
گلے میں خوشنماک ہار ڈال	اسی صورت سے بھر سارا گستا	

پس اس صورت سے تیار ہو کر بہت جلد کنیز و نین ملا اس عرصہ میں ہمتاں بھی شیطان سے شرط گرفتاری عیار ان کے خیمہ میں آئی کنیزیں بہر خدمت حاضر ہوئیں چالاک بھی انہیں ملا ہوا سامنے آیا ساحرہ نے غور کیا کہ ایسا نہ ہو کوئی انہیں عیار لے کر چلا آیا ہو پس امتحان کر کے چند کنیزوں کو رکھ لینا چاہیے زیادہ جمع رکھنا مناسب نہیں ہے پس یہ سمجھ کر سحر پڑھا کہ ایا خیمہ



پیدا ہوا اور دم بھر میں وہ نیچے ایک دو ہوئے پھر دوسے چار ہوئے تا انکہ سو نیچے ہو گئے اور ایک ایک بار پھلو کھا وہ نیچے لیے تھے  
پس ہار سب کنیز و نکلے گلے میں بچوں نے ڈال دیے سب کنیز و نکلے تو کچھ نہوا کر بار پڑتے ہی چالاک کے بدھن چنگاریاں اڑنے لگیں پس  
جلدی سے وہ ہار اتار ڈالا ہمتا پ زدیہ نگاہ سے دیکھتی تھی سحر پڑھ کر اسکو عین حرکت کیا اور پکاری کہ اودزد گردن بار پک پکانا  
میںے تجھکو تو جانتا ہی کہ میں غافل ہوں اب قصا ہی تیری آگئی چالاک ان باتوں کا جواب کیا بے ناچار رضینا بالقضا خاموش ہو رہا  
اور ساحرہ نے تمام کنیز و نکلے حکم دیا کہ باہر نکلیا وہاں نہ ٹھہرو ایسا نہ ہو کہ تم میں ملکر کوئی عیار اور نہ آجائے کنیز بن جسب احکم  
باہر بارگاہ کے گئیں اور اسے چالاک پر سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گرا شیخ کھینچ کر اسکے سینے پر سوار ہوئی اس ماجرے کو سیکارہ  
نے کہ پلنگ کے نیچے بیٹھا تھا دیکھا گھبراہٹ سے اٹھ کر غصہ ہوا بھائی قتل ہوتا ہی پس روٹ مار کر پشت ساحرہ کی طرف نکلا وہ جنگ  
کھاکا سنکر پھر کر دیکھے اسوقت تک سیارہ نے کندھاری کہ حلقو نہیں پھینکے ساحرہ سینہ چالاک پر سے گری اور چاہتی تھی کہ  
سحر پڑھ کر کندھیاں سیتارہ نے مہلت نہ لینے دی بہ زبردستی تمام ایک خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ کر دور گرا وہ عیاروں کو  
قتل کیا چاہتی تھی خود رہا اسے ملک عدم ہوئی تیرگی اہل نے فروغ ہمتا پ سحر پایا بیرون نے ہنگامہ بچا یا اندھی سیاہ  
آئی دنیا تار یک ہوئی کنیز بن اور سب ساحرہ وڑے عیار دو لون نعرہ کر کے بھاگے اندھیرا جو ہوا شیطان درگاہ  
بختیار ک بارگاہ میں کھڑے ہو کر ناچنے لگا کہ وہ مارا تاک دھتا دھتا خوب ہوا جو میں انکے منہ سے سحر پڑھا دیکھا آپ نے  
یوں مار ڈالتے ہیں ممکن ہے کہ کوئی مرشد زاد و نکلے منہ چڑھے اور بختیار ہے میان بلا صاحب بچھا اپنے بلا و صبا کیفیت  
دیکھا ایسا گھبرائے کہ اڑ کر غائب ہو گئے اور ادھر سردار جو آپس میں لڑ کر ہمتا پ کے سحر میں گرفتار ہوئے تھے تو انکی حالت یہ تھی کہ وہ  
جو شیطان ساحرہ نے پوجا کر کے بلایا تھا وہی غبار بنکر آتا تھا اور پتلا سحر کا ہمیشہ سڑال کر سردار کو بلکھاتا تھا اور درہ کوہ  
میں لجا کر بیوش و مدہوش کر کے کھتا تھا چنانچہ مرگ ساحرہ سے وہ سحر دہوا اور سردار ہوشیار ہو کر وہ کوہ سے نکلے اور باہم  
صلاح کی کہ لشکر حریف کو قتل و قمع کر کے اپنے لشکر میں چلنا چاہیے چنانچہ ہمتا پ کو سب اندھے ہی تھے کہ میدان جنگاہ سے  
قہد ہوئے تھے پس جانب لشکر حریف آئے اول تو تیر اندازی کی جب لشکر میں غلغلہ برپا ہوا تبغین کھینچ کر پلٹا بہاے خیام  
کا ٹکڑہ شیرانہ بلند کر کے یہ سب گھرے فوج کو ہیاں و باختری میں غل ہوا کہ مسلمان بچوں نے آئے پلٹنیں اور سارے جلد  
تیار ہوئے لیکن جب پلٹن چلی رسالہ ادھر سے آتا تھا آپس میں لشکر اسلام سمجھ کر لڑائی شروع ہوئی بدحواسی لشکر یونکی سدھ  
تھی کہ ترکش کو نیام بھک تیغ کی تلاش کرتے تھے نیام میں تیر ڈھونڈتے تھے سپر تلوار کے عوض کھا کر دار کرتے تھے تلوار کے بجائے  
سپر ڈالتے تھے چہرہ نہ سرخی کشتہ شجاعت کے عوض زردی مرونی کی چھائی تھی اہل پیشوائی کو آئی تھی تیغ نے رگ حوصلہ کاٹ  
دی تھی گرم بازاری اہل تھی نہایت درجہ لمبل تھی مہمانان کا شانہ شجاعت کیلئے دسترخوان داسن مع کا بچھا تھا انمہ شیر  
کا نوالہ تھا میزبان اہل خاطر داری میں مصروف تھا دل و جگر کی نہاری تلوار کی تیغ میں کیتی تھی تیغ و خنجر نے جان کھائی  
تھی خون سودا دکان شجاعت نکلیں تھا حریف کو حریف چلو بھتا تھا بھٹا کوئی تھا جان شیرین دینے میں کڑوا ہر تہور آگین تھا کہ ایسا

سرسروران زیر گزر گران	چوسندان بد نیک آہنگران	بے سر گرفتار دام کسند
بے خوار گشتہ تن از جہنم	نخن جو شنہ دبستر از خون و خاک	برد سینہ کشتہ ز شمشیر چاک



زمین ارغوان و ہوا آبنوس	پہر و ستارہ پُر آوازے کوس	زخون رود گفنی نستان شدہ است
ز نیزہ ہوا چون نستان شدہ است	رات بھرنی ہنگامہ بر پار ہا جب ہ زمانہ آیا کہ آب خمر خادر سے گلوے ساحرہ	
شب تر ہوا اور متاب آسمانی کا سر ضیا فروغ نیر عالم سے قلم نظر آیا منتظر		
ہوئی ناگاہ شب قربان بھر پر	دھرا خورشید نے احسان بھر پر	
سحر کی روشنی عالم میں چھائی	امان پھر قتل سے شکر نے پائی	

دوم سحر شاہ اسلام بعد احتشام بارگاہ میں تشریف لائے امیر عالمی مقام بھی مسجد کرباس سے آئے سردار رات ہی کو شکر عدو باہم لڑوا کر چلے آئے تھے صبح حاضر خدمت بادشاہ ہوئے عیاروں نے رات کا حال سب بیان کیا بادشاہ نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ ہر ایک کو عنایت فرمایا پھر قتل ساحرہ کی خوشی میں جشن کیا ساقی و مطرب بعد مطرب حاضر محفل عشرت ہوئے تھیا سامان مسرت ہوئے ادھوم بھر شکر لقا میں ایک نے دوسرے کو بھیانا اور لڑتا موقوف کیا حال کشتگان پر شکست بہائے آخر سب خدمت میں اپنے خداوند کے آئے وہ بھی تخت نکبت پر آکر بیٹھا دربار جمع ہوا اہل و صبا بھی روئے ہوا سے اتر کر سامنے آئے اور عرض پیر ہوئے کہ یا خداوند جب کا ایسا جاگتی جوت کا تجھ ایسا خدا ہوا سکو عیار اس طرح اگر قتل کریں پڑے افسوس کا مقام ہی ہائے تقدیر ہماری کیا بڑی ہے کہ نیست خداوندی بھی ہائے قتل پر راجع ہوئی ہے لقا یہ سنکر شرمندہ تو ہوا مگر تالیف قلوب کر نیکوائے بدارات تمام پیش آیا بہت کچھ تسکین دی اور کہا تم گھبراؤ نہیں میں بروز نوروز ہمتاب ماہ دونوں کو زندہ کر دینگا ابھی اپنی بہشت میں برے سیر و تماشا انکو بھیج دیا یہ باتین قدرت کے کار خانگی ہیں جس کو میری مشیت میں آتا ہے برے سیر بہشت بھیجتا ہوں اب تم احم اعظم حمزہ بند کرد میں تقدیر کرتا ہوں کہ تم فتحیاب ہو گے ساحرہ و ن نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہم مقابلہ مسلانوں سے نہ کرینگے اب ہم عرضی افراسیاب کو لکھیں گے تاکہ وہ ہماری مدد کیلئے اور کیو بھیجے لقا نے کہا کیا مضائقہ ہے انھوں نے اس وقت عرض نہ شاہ جادوان کینجہ دست میں ترقیم کیا اور جملہ حال یہاں کی لڑائی اور قتل ہونا جادوگر نو بھاکا اس میں لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ ہماری مدد کرنا چاہیے پس اس عرضی کو ایک ساحر کے حوالے کیا اور کہا خدمت بادشاہ میں جا کر عرض کی دینا اور زبانی بھی یہاں کی کیفیت عرض کرنا اسی لیے عرضی پہاڑ پر رکھ کر نقارہ بجا کر نہیں بھیجی گئی ہے کہ تم سب جاں بھی کہو گے اور جواب بھی جلد لاؤ گے ساحر مذکور کہ نام اسکا انجم جادو ہر عرضی لیکر روانہ ہوا اور دخل طلسم ہو کر علیحدہ منازل کو نہلیم پر پہونچا وہاں سے کچھ ساحر اپنے ہمراہ برے رہبری لیکر چلا اور دریائے خوزدان پر آیا کنا سے دریا کے ساحر مذکور ٹھہر کر سکارا کہ شہنشاہ ساحران غلاما کو اپنے پاس بلا لیجیے کہ خداوند کے پاس سے حاضر ہوا ہے یہ صدا دیتے ہی ایک بچہ پیدا ہوا کہ اسکو اٹھا لینگا افراسیاب کے بیان طلسم باطن میں کہ نام اسکا زکسن ار ہو بیٹھا تھا ناچ پریزا دان طلسم کا سامنے ہوتا تھا شراب پی رہا تھا بچے نے لاکر اس ساحر کو پہونچا یا اسنے شاہ طلسم کو تسلیم کی نذر دی پھر عرضی پیش کر کے زبانی بھی کیفیت بیان کی اور خوامان امداد ہوا بادشاہ عرضی دیکھ کر اور حال سنکر بہت خاطر ملول ہوا دست ناست ملے ہنوز کچھ حکم نہ دینے پایا تھا کہ ایک بچہ عرضی ملکہ حیرت کی لایا اسکو جو ملکہ کیا لکھا تھا کہ لے بادشاہ عالیجاہ حضور نے اپنے پیر بھائی کو میری مدد کیلئے بھیجے کو فرمایا تھا اب تک کا انتظار کیا گیا اب کوئی نہ آیا اب کیو بیان بھیجے تاکہ کار نکھر امان تمام کرے یہ عرضی پڑھ کر اور ایک نامہ اپنے پیر بھائی طاق چشم کو بادشاہ نے لکھا مضمون



یہ تھا کہ اے برادر سابق تم کو اپنی مدد کیلئے میں نے طلب کیا تھا انہیں معلوم توقت تشریف آوری کا کیا سبب ہوا سامری تمہارا مزاج سراپا اتہالاج خوش رکھین اب جلد ترجمہ دیکھنے نامہ محبت آگین کے یہاں آئیے اور اعانت اس مخلص کی فرمائیے یہ نامہ ایک تلخ کو دیکر روانہ کیا اب یہ نامہ طاق چشم پاس شاہ طلسم بھیجا ہے اور لقا کی مدد کی کچھ اور فکر کرتا ہے شہزادہ اسد بھی تک قید میں ہے ملکہ ہرج بمقابلہ حیرت مع تمام لشکر کے اتری ہوئی ہے اور عمر و طلسم کو کب میں ملے گا ان کے پاس ہے ادھر لشکر امیر میرزا شکر لقا ہے بلحاظ صبا انتظار مدد کر رہے ہیں ابھی زندہ ہیں کرنا موقوف کیا ہے شکر اسلام سے اس طرح تلاش تو راج میں گئے ہیں اور تو راج کا دہنہ پر طلسم ہزار راج کے داخل ہے اب یہ حالات مولف کے بشرط حیات جلد سوم میں منتظر بیان ہونگے یہ جاہ خاک راہ اہل دستگاہ خدمت ہر سخن پناہ میں التماس کرتا ہے کہ اس قصہ کے بیان سے جو محض شوکت دین حق ظاہر کر نیکی نیت سے میں نے لکھا ہے پڑھ کر شاد ہو صاحب استعداد ہوں وہ مجھ کو دعاے خیر سے یاد فرمائیں درمیرے عیبوں کو براہ کرم چھپائیں۔ فقط

## قطعہ تاریخ مطبوعہ سابق

از محمد حسین صاحب جاہ مترجم و مؤلف طلسم ہذا تلیذ سحر محروم

مرجا اے جوش ہمت مرجا  
واہ واہ اے عقل سالم واہ وا  
کیا طلسمی رنگ کی ہے داستان  
میں تو اس تقریر کے قابل نہیں  
واہ کیا سامان دعوت ہے رقم  
فکر کی اے جاہ جب تاریخ کی  
سال ہجری اسکا لکھ دے جاہ یہ

جبذا اے فکر عالی جبذا  
جلد ثانی کا بھی قصہ طے ہوا  
خوب ہی جانا عمر و طلسم لکھا  
ہو گیا کچھ مجھ پہ الطاف خدا  
کیا ہی جلسہ ہے جمایا مرجا  
یک بیک یوں مجھ سے ہاتھ لے کر  
بے نظیر و بے عیوب و بے بہا

## خلاصہ تاریخ

الحمد للہ و الحمد للہ کہ ان ایام محبت فرجام میں داستان امیر حمزہ صاحبقران کی دوسری جلد یعنی جلد دوم طلسم ہوشیار جس میں نامی و نامور ساحروں کی سحر آریاں عیار و ذکی عجیب غریب عیار بیان رزم و بزم سبکی گویا تصویر کشی دی ہو یقین ہے کہ اسکو پڑھ کر ناظرین بہت محظوظ ہونگے۔ اور یہی لطف اٹھائینگے باہتمام کیسریہ اس سٹیٹ پرنٹنگ ہاؤس جون ۱۹۳۶ء مطبع منشی نو لکھنؤ مفت تمام لکھنؤ میں چھپ کر تیار ہوئی

اعلان اس کتاب کا کاپی رائٹ مع جملہ حقوق بحق مطبع منشی نو لکھنؤ محفوظ ہے کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں۔